پارۂ اول
از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمان مولوی وحید الزمان صاحب
تیسیر القاری
ترجمہ اردو
صحیح البخاری
مع الشرحین
فتح الباری
و
ارشاد الساری
یعنی قسطلانی مع
نیل الاوطار
شرح
منتقی الاخبار
باہتمام شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی واقع لاہور بزیور طبع مزین گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا الی خالص الایمان وارشدنا الی اتباع السنۃ والقرآن والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ
الذی دینہ خیر ادیان وعلی آلہ واصحابہ بدور الایمان وحماۃ الحیمان وعلی من تبعہم او تبع من تبعہم بالاحسان سیما
علی الامام الذی فاق الائمۃ والاقران وذاق من الدین حلاوۃ الایمان حافظ السنن والآثار والقرآن ومُمیِّز
الضعاف من الصحاح والحسان من قال فی حقہ سید الانس والجان لو کان الدین عند الثریا لنالہ رجال
من ابناء فارس سعیالہ بنر شان رحمۃ اللہ علیہ وعلی اتباعہ مع صنوف التحیۃ والوف الغفران اما بعد فقیر حقیر وحید الزمان
کی طرف سے عاشقان حدیث نبوی و مشتاقان ملت مصطفوی کو بشارت ہو کہ اواخر ۱۳۰۵ ہجری میں محض اسکے فضل
سے صحیح مسلم شریف کا ترجمہ ختم ہوا اور منجملہ صحاح ستہ کی پانچ کتابوں کے ترجمہ سے یعنی سنن ترمذی اور موطا امام مالک اور
سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور صحیح مسلم سے فراغت حاصل ہوئی اب صحاح ستہ میں سے صرف یہی ایک کتاب باقی
تھی جو ان کتابوں میں افضل اور اعلیٰ ہے اور جو بعد قرآن شریف کے دنیا کی تمام کتابوں سے صحیح اور قابل اعتماد ہے
اور جسکی سید شیخین صحیحین یعنی صحیح بخاری علیہ الرحمۃ والغفران اس کتاب عظیم الشان کے ترجمہ میں برخلاف دیگر
تراجم کے یہ کام کیا گیا کہ حدیث بمع اسناد نقل کی گئی اسی طرح ترجمہ میں بھی متن حدیث اور اسناد دونوں کا ترجمہ کیا
گیا تاکہ جو لوگ عربی دان صحیح بخاری دیکھنا چاہیں وہ بھی اس ترجمہ سے حظ وافر اور غنائے تام حاصل کریں اور جناب
فیض مآب حامی دین و ملت قامع شرک و بدعت وارث سید المرسلین خاتم العلماء والمجتہدین مولانا و مقتدانا نواب
سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر دام فیوضہ کا بھی منشا اسی کو مقتضی ہوا دوسرے یہ کہ فتح الباری اور ارشاد الساری

ان دونو شرحون کے تمام مضامین باستثنا تحقیقات لفظی کے اس ترجمہ مین درج کیے گئے کیونکہ یہی دو شرحین معروف اور
متداول ہین ان کے سوا بعض مطالب شرحون اور کتابون سے بہی لیے گئے تیسرے یہ کہ تحقیقات مسائل فقہی مین نیل
الاوطار شوکانی سے اکثر مطالب اور مضامین اسمین درج کیے گئے اور ظاہر ہے کہ نیل الاوطار سے بڑھکر تحقیق مسائل
کی کوئی کتاب نہین ہے چوتہا ترجمہ جامع ہے قسطلانی اور فتح الباری اور نیل الاوطار کو چوتہا ایک عجیب کام کیا ہے وہ یہ کہ کتاب
کے بعد دو سطرین بہی بطور اختصار لکہ دی ہین جو اس کتاب سے متعلق صحاح وغیرہ حدیثون کی باقی کتابون مین مروی ہین اور
جنکو امام بخاری نے اپنی شرط پر نہ ہونیکی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہین نکالا اس سے یہ غرض ہے کہ جو کوئی اس کتاب
کو حاصل کرے اوسکو کسی حدیث کو دیکہنے کے لیے صحاح ستہ وغیرہ اور کتابون کی ضرورت نہ رہے پس یہ ترجمہ جو جامع
ہے تمام فوائد اور احادیث کا درحقیقت ایک شرح عظیم ہے صحیح بخاری کی جسکی مثل آجتک کوئی کتاب تالیف نہین ہوئی
اور اسکا اتمام تخمیناً تیس جلدون مین نظر آتا ہے یعنی ہر ایک پارہ ایک جلد ضخیم ہوگا یا اللہ جیسے تو نے مجھ ضعیف
ناتوان کو اپنی قدرت کاملہ اور اعانت و امداد شاملہ سے اتنی کتابون کے تمام کی توفیق بخشی اسیطرح اس کتاب عظیم
الشان کا بہی ترجمہ میرے ہاتہ سے ختم کرادے اور ان چہون کتابون کو قیامت تک مقبول و متداول کردے اور ہزارہا
لوگ ان کی وجہ سے تمام مسلمانونکو اور خاتمہ بالخیر میرا اور اس اپنے بندے کا جس کی توجہ اور امداد سے دنیا مین علم حدیث کا نشر
ہوا اور ہو رہا ہے اور برکت دے اسکی عمر اور دولت اور صحت اور اقبال مین اور بلند کر اوسکا درجہ دنیا اور آخرت مین اور بچا
رکہہ اوسکو حاسدون اور مفسدون کے شر سے یا رب العلمین

امام بخاری نے اس کتاب کو کیون تالیف کیا اسکا بیان

حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور کبار تابعین
کے عہد مین جمع اور ترتیب احادیث کی رسم نہ تہی دو وجہون سے ایک تو یہ کہ شروع زمانہ مین اس کی ممانعت ہوئی تہی
جیسے صحیح مسلم مین ثابت ہے اس ڈر سے کہ کہین قرآن اور حدیث مل جاوین دوسرے یہ کہ ان لوگون کے حافظے وسیع
تہے ذہن صاف تہے اسکے سوا ان مین سے اکثر لوگ کتابت سے واقف نہ تہے پہر تابعین کے اخیر زمانہ مین احادیث کی ترتیب
اور تبویب شروع ہوئی جب عالم لوگ مختلف شہرون مین پہیل گئے اور خوارج اور روافض اور منکران قدر کی بدعتین
بہت ہوئین تو سب سے اول حدیث کو جمع کیا ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی عروبہ اور اور لوگون نے اور ہر ایک باب مین
ایک جدا کتاب تصنیف کرتے تہے یہانتک کہ طبقہ ثالثہ کے بڑے لوگ اوٹہے اور انہون نے احکام کو جمع کیا تو امام مالک نے موطا
تصنیف کی جسمین اہل حجاز کی قوی روایتین درج کین اور اقوال صحابہ اور فتاوی تابعین کو بہی شریک کیا اور ابو محمد عبد
الملک بن عبد العزیز بن جریج نے مکہ مین تالیف کی اور ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو اوزاعی نے شام مین اور ابو عبد اللہ

سفیان بن سعید ثوری نے کوفہ مین اور ابو سلمہ حماد بن سلمہ بن دینار نے بصرہ مین پہر اونکے بعد بہت سے لوگون نے اسی طرز پر
تالیفین کین یہانتک کہ بعض اماموں نے اون مین سے یہہ خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثین خاص طور سے جداگانہ جمع
کیجادین اور یہہ خیال دوسری صدی کی اخیر پر ہوا تو عبید اللہ بن موسے عبسی کوفی نے ایک مسند بنائی اور مسدد بن مسرہد
بصری نے ایک مسند اور اسد بن موسے اموی نے ایک مسند اور نعیم بن حماد خزاعی مصری نے ایک مسند پہر اونکے بعد اماموں
نے یہی طریقہ اختیار کیا یہانتک کہ ایسے امام بہت کم گذرے ہین جنہون نے کوئی مسند نہ بنائی ہو جیسے امام احمد بن حنبل اور امام اسحق
بن راہویہ اور عثمان بن ابی شیبہ وغیرہم نے اور بعضون نے ابواب اور مسانید دونو طرح پر تالیف کی جیسے ابوبکر بن ابی شیبہ
نے پہر امام بخاری نے جب ان تصانیف کو دیکھا اور اونکو روایت کیا اور اونکا مزہ اوٹھایا تو اونہون نے دیکھا کہ ان کتابون
مین صحیح اور حسن اور ضعیف سب قسم کی حدیثین موجود ہین اور اونکا قصد ہوا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجائے جسمین سب
حدیثین صحیح ہون اور یہہ قصد اسوجہ سے مصمم ہوا کہ ایکبار امام بخاری اسحق بن راہویہ کے پاس بیٹہے تہے انہون نے لوگون سے کہا
تم ایک ایسی مختصر کتاب جمع کرو جسمین صرف صحیح صحیح حدیثین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہون امام بخاری نے کہا اونکی یہہ
بات میرے دل مین کہب گئی اور مین نے اس جامع صحیح کی تالیف شروع کردی محمد بن سلیمان بن فارس نے کہا مین نے امام
بخاری سے سنا وہ کہتے تہے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا جیسے مین آپکے سامنے کہڑا ہون اور میرے
ہاتہہ مین ایک پنکہا ہے جس سے مین اوڑا رہا ہون تو مینے اس خواب کی تعبیر بعض تعبیر دینے والون سے پوچہی انہون نے کہا
تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے جہوٹ کو اوڑا دوگے (یعنے اون روایتون کو جو لوگ جہوٹی آپ سے روایت کرتے ہین)
اس خواب نے مجہے اس کتاب کی تالیف پر مستعد کیا محمد بن یوسف فربری نے کہا امام بخاری کہتے تہے مین نے
اس کتاب مین کوئی حدیث نہین لکہی جب تک غسل نہین کیا اور دو رکعتین نہین پڑہین اور ابو علی غسانی نے امام
بخاری سے نقل کیا وہ کہتے تہے مین نے اس کتاب کو چہہ لاکہہ حدیثون سے چہانٹا ہے اور اسمعیلی نے امام بخاری
سے روایت کیا وہ کہتے تہے مین نے اس کتاب مین وہی حدیث لکہی جو صحیح ہے اور اکثر صحیح حدیث کو نہین چہوڑا اسمعیلی
نے کہا اگر امام بخاری ہر صحیح حدیث کو اس کتاب مین لکہتے البتہ ایک باب مین متعدد صحابہ کی روایتین لکہنا ہوتین اور
ہر ایک کا اسناد اس صورت مین کتاب بہت بڑی ہوجاتی ہے ابو احمد بن عدی نے کہا سنا مین نے حسن بن حسین بزاز سے
انہون نے کہا مین نے سنا ابراہیم بن معقل نسفی سے وہ کہتے تہے مین نے سنا امام بخاری سے وہ کہتے تہے مین نے اس
جامع مین وہی حدیث لکہی جو صحیح تہی اور بعض صحیح حدیثین چہوڑ دین طول کے ڈر سے اور فربری نے کہا مین نے
محمد بن ابی حاتم بخاری وراق سے سنا وہ کہتے تہے مین نے محمد بن اسمعیل بخاری کو خواب مین دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ صلے

اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہے ہیں اور جہاں آپ پاؤں رکھتے ہیں اسی جگہ بخاری بھی پاؤں رکھتے ہیں ختم ہوا قول ابو احمد بن عدی کا کہا میں نے وراق
سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو النجم بن فضیل سے سنا اور وہ سمجھدار لوگوں میں سے تھے اونہوں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ابو جعفر محمد بن عمرو
عقیلی نے کہا جب امام بخاری نے یہ کتاب تصنیف کی تو اوسکو پیش کیا امام احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور علی بن المدینی اور اور لوگوں پر
سب نے اس کتاب کی تعریف کی اور گواہی دی کہ اس میں سب حدیثیں صحیح ہیں مگر چار حدیثوں میں گفتگو کی عقیلی نے کہا وہ چار حدیثیں بھی
صحیح ہیں اور بخاری کا قول انکی صحت کے باب میں ٹھیک ہے تمام ہوا کلام ابن حجر کا اس باب میں قسطلانی نے مقدمہ ارشاد الساری
شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے حدیث کے جمع کرنیکا حکم دیا وہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل ہیں جیسے موطا میں
امام محمد کی روایت سے منقول ہے کہ اونہوں نے کہا ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو دیکھ
اور آپ کی سنتوں کو اور ان کو لکھ لو اس لیے کہ مجھے ڈر ہے علم کے مٹ جانیکا علما کے گذر جانیکا اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان
میں عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سب ملک والوں کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو دیکھو
اور ان کو جمع کرو اور بخاری نے اسکو معلقاً اپنے صحیح میں نقل کیا ہے کلام حافظ ابن حجر کا رحمہ اللہ تعالیٰ میں مترجم کہتا ہوں کہ کتابت
حدیث خود صحابہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جاری تھی چنانچہ صحاح میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو
لکھتے تھے حدیثوں کو اور میں نہیں لکھتا تھا اور وہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ نہ لکھو مجھ سے سوا قرآن کے اسکا مطلب یہ ہے کہ قرآن
میں اور کچھ نہ لکھو یا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا اور اسکی تفصیل خدا چاہے تو آگے مذکور ہوگی **امام
بخاری کا اس کتاب میں موضوع کیا ہے** یعنے کس چیز سے وہ بحث کرتے ہیں یہ بات معلوم ہو گئی کہ امام
بخاری نے اس کتاب میں صحت کا التزام کیا ہے اور وہ نہیں بیان کرتے اس کتاب میں مگر صحیح حدیث کو یہ اونکا اصل
موضوع ہے اور یہ بات اس کتاب کے نام سے بھی جو اونہوں نے رکھا ہے نکلتی ہے کیونکہ اس کتاب کا نام **الجامع الصحیح المسند
من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننه وایامه** ہے اور ان نقلوں سے جو اوپر بیان ہوئیں
یہ بات نکلتی ہے پھر امام بخاری نے یہ دیکھا کہ اس کتاب کا خالی رکھنا فوائد فقہی اور نکت حکمی سے مناسب نہیں ہے تو اپنی سمجھ
کے رو سے متون حدیث سے بہت مطالب نکالے اور اونکو جدا جدا کیا کتاب کے بابوں میں اور زیادہ توجہ کی ان آیات سے جو احکام کے بیان
میں ہیں ان میں سے بھی نادر اشارات نکالے امام نووی نے کہا بخاری کی غرض فقط احادیث کا بیان کرنا نہیں ہے بلکہ اونکا مقصد
استنباط ہے مسائل کا احادیث سے اور استدلال ہے ان بابوں پر جو اونہوں نے قائم کیے اور اسی وجہ سے بہت سے ابواب اسناد سے خالی
ہیں اور ان میں صرف بیان ہے کہ فلاں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایت کی اور کبھی متن بغیر اسناد کے اور کبھی
معلقاً روایت کرتے ہیں کیونکہ غرض انکی دلیل قائم کرنا ہے اس مسئلہ پر جو باب کا مقصود ہے اور بعض بابوں میں بہت سی

حدیثین صحیح مین بعضون مین ایک ہی حدیث بعض مین آیت قرآن کی بعضون مین کچھہ نہین ہے اور لوگون نے کہا کہ امام
بخاری نے قصداً ایسا کیا ہے اور ان کی غرض یہ ہے کہ اس باب مین کوئی حدیث میری شرط پر نہین ہے اور یہی وجہ ہے
کہ بعض نسخون مین ایک باب ہی جسمین کوئی حدیث نہین پھر اسکے بعد ایک حدیث ہی جسکے پہلے کوئی باب نہین اور اسکا سمجھنا
لوگون کو مشکل ہوا ہے اسکا سبب امام ابو الولید باجی مالکی نے اپنی کتاب کی مقدمہ مین بیان کیا ہے جو انہون نے بخاری کی اسماء
الرجال مین لکھی ہے وہ کہتے ہین مجھسے بیان کیا حافظ ابو ذر عبد بن احمد ہروی نے کہ حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد مستملی نے
کہا مین نے صحیح بخاری کو نقل کیا اصل کتاب سے جو امام بخاری کی ساتھی محمد بن یوسف فربری کے پاس تھی اسمین بعض
چیزین تمام نہین تھین بعض جگہون مین بیاض تھی بعض تراجم تھے جنکے بعد کچھہ نہ تھا بعض احادیث تھی جنکا ترجمہ
باب نہ تھا تو ہم نے ایک کو دوسرے کے ساتھہ اضافہ کیا ابو الولید باجی نے کہا اس قول کے صحت کی یہ دلیل ہے کہ ابو اسحاق
مستملی اور ابو محمد سرخسی اور ابی الہیثم کشمیہنی اور ابو زید مروزی (یہ سب راوی ہین صحیح بخاری کے) انکی روایتون مین اختلاف ہے
تقدیم اور تاخیر کا حالانکہ ان سبھون نے ایک ہی اصل سے نقل کیا ہے اور وجہ اسکی یہی ہے کہ زائد پرچون اور کنارون
مین جو لکھا تھا اوسکو ہر ایک نے اپنی سمجھہ کے موافق ایک جگہہ لگا لیا دوسرے نے دوسری جگہہ اور بعض دو ترجمہ مین یا زیادہ
ملے ہوئے اور انکے درمیان احادیث نہین ہین اس تقریر سے اس تکلیف کی حاجت نہ رہی جو اکثر لوگون کو ترجمہ باب
اور حدیث کی تطبیق مین واقع ہوتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ قاعدہ بہت خوب ہے اس مقام کے لیے جہان ترجمہ باب
اور حدیث مین تطبیق نہ ہو سکے اور ایسا بہت کم مقامون مین ہے **امام بخاری کی شرط کا بیان کہ ان کی
کتاب حدیث کی کتابون سے زیادہ صحیح ہے** امام ابن طاہر نے اپنی سند سے روایت کیا ابو [illegible]
بن احمد سے کہ امام بخاری کی شرط یہ ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے ہین جسکو ثقہ نے ثقہ سے روایت کیا ہو مشہور صحابی تک
اور معتبر ثقات اسکی حدیث مین اختلاف نہ کرتے ہون اور اسکا اسناد متصل ہو غیر منقطع اور اگر صحابی سے دو شخص راوی
ہون تو بہتر ورنہ ایک راوی معتبر بھی کافی ہے اور وہ جو ابو عبد اللہ حاکم نے کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط یہ ہے کہ صحابی
سے دو راوی یا زیادہ ہون پھر تابعی مشہور سے دو ثقہ راوی ہون اخیر تک اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم دونو
نے ایسی کئی حدیثون کو روایت کیا ہے جنکا ایک ہی راوی ہو اور یہہ شرط جو حاکم نے بیان کی اگرچہ بعض صحابہ کی حدیثون
مین ٹوٹ جاتی ہے پر صحابہ کے بعد یہ شرط چل سکتی ہے کیونکہ اس کتاب مین ایسی کوئی حدیث نہین جسکا ایک ہی راوی ہو
حافظ ابو بکر حازمی نے کہا یہ جو حاکم نے کہا تو انہون نے غور نہین کیا اس کتاب کی دقائق مین اور اگر وہ اچھی طرح
تلاش کرتے تو بہت سی حدیثین انکو ایسی ملتین جنمین یہ شرط ٹوٹ جاتی ہے پھر کہا کہ صحیح حدیث کی شرط یہ ہے کہ اسکا

اسناد متصل ہو اور راوی اوسکا مسلمان سچا ہو جو تدلیس اور اختلاط سے بری ہو عدالت کی صفات سے موصوف ہو ضابط اور
حافظ ہو اور سلیم الذہن قلیل الوہم سلیم الاعتقاد اور یہ امر جب واضح ہوگا کہ اصل راوی سے روایت کرنیوالوں کے طبقات
پہچانے اور انکی ہم ایک مثال دیتے ہیں مثلاً زہری سے جو لوگ روایت کرنیوالے ہیں اونکے پانچ طبقہ ہیں طبقہ اولی تو نہایت
صحیح ہے اور یہی مقصود ہے بخاری کا اور طبقہ ثانیہ اوسکی مثل ہے ثقہ ہونے میں مگر اس طبقہ کے لوگ زہری کی صحبت سفر
اور حضر اور سب حالوں میں اتنی نہ رکھتے تھے جتنی طبقہ اولے کے لوگ رکھتے تھے تو یہ اتقان میں پہلے طبقہ سے کم ہوئے اور مسلم
کی شرط ان دونو طبقوں کو شامل ہے پہر مثال دی انہوں نے طبقہ اولی کی جیسے یونس بن یزید اور عقیل بن خالد ایلی اور
مالک بن انس اور سفیان بن عیینہ اور شعیب بن ابی حمزہ اور طبقہ ثانیہ کے جیسے اوزاعی اور لیث بن سعد اور عبد الرحمن
بن خالد بن مسافر اور ابن ابی ذئب اور طبقہ ثالثہ جیسے جعفر بن برقان اور سفیان بن حسین اور اسحاق بن یحیی کلبی اور
چوتھا طبقہ جیسے زمعہ بن صالح اور معاویہ بن یحیی صدفی اور مثنی بن الصباح اور پانچواں طبقہ جیسے عبد القدوس
بن حبیب اور حکم بن عبد اللہ ایلی اور محمد بن سعید مصلوب تو طبقہ اولے کی لوگوں کی بخاری نے شرط کی ہے اور کبھی
طبقہ ثانیہ کی روایت بھی نکالتے ہیں مگر بالاستیعاب اونکی روایتیں نہیں لاتے اور مسلم دونو طبقوں کی روایتیں
بالاستیعاب لاتے ہیں اور کبھی کبھی طبقہ ثالثہ کے لوگوں کی روایتیں لاتے ہیں جسطرح بخاری طبقہ ثانیہ کی لاتے ہیں
اور طبقہ رابعہ اور خامسہ کی دونوں میں سے کوئی نہیں لاتا حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری اکثر طبقہ ثانیہ کی حدیثیں
معلقاً ذکر کرتے ہیں اور طبقہ ثالثہ کی بہت ہی کم معلقاً کبھی بیان کرتے ہیں اور جو مثال ہمنے بیان کی یہ اون لوگوں
کی ہے جنسے روایت حدیث کی بہت ہوئی ہے اور اسی پر قیاس کیے جاوینگے نافع اور اعمش اور قتادہ وغیرہم
کے اصحاب اور جن سے بہت روایتیں نہیں ہوئی ہیں تو شیخین (بخاری اور مسلم) نے اعتماد کیا ہے ثقہ اور عادل کی
روایت پر جس سے خطا کم ہوتی ہے لیکن بعضے اون راویوں میں سے ایسے ہیں جنپر بڑا اعتماد ہے جیسے یحیی بن سعید
انصاری انکی وہ روایت بھی شیخین نے نکالی جو اکیلے اونہوں نے روایت کی اور بعض ایسے ہیں جنپر زیادہ اعتماد نہیں
ہے انکی روایت جب نکالی کہ اونکے ساتھ دوسرا اور کوئی شریک ہوا اور یہی اکثر کیا ہے امام ابن الصلاح نے اپنی کتاب
علوم الحدیث میں کہا کہ سب سے پہلے جس نے صحیح کتاب بنائی وہ ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری ہیں پہر اونکی پیروی کی
ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نے اور مسلم نے اگرچہ بخاری سے علم حاصل کیا ہے اور فائدہ اوٹھایا ہے لیکن وہ
بخاری کے شریک ہیں اونکے اکثر شیوخ میں اور ان دونوں کی کتابیں تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ہیں بعد
اللہ کی کتاب کے اور وہ جو امام شافعی رح سے مروی ہے کہ میں ساری زمین میں کوئی کتاب موطا سے زیادہ صحیح

نہین جانتا تو یہہ اسوقت کا قول ہی جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا وجود نہ تہا اور صحیح بخاری صحیح مسلم سے بہی زیادہ صحیح
اور بہت فائدون پر مشتمل ہے اور وہ جو حافظ ابو علی نیساپوری سے منقول ہے جو استاذ ہین حاکم ابو عبد اللہ حافظ کے
کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح مسلم سے زیادہ صحیح نہین ہے اسیطرح بعض علماء مغرب کا قول جنہون نے مسلم کی کتاب کو
بخاری کی کتاب پر ترجیح دی ہے اگر اس سے یہ مراد ہے کہ مسلم کی کتاب کو اسوجہ سے
ترجیح ہے کہ اسمین سوا صحیح حدیثون کے اور کچہہ نہین ہے جیسے بخاری مین تراجم ابواب مین بعض روایتین
ایسی ہین جو صحیح کی شرط پر نہین ہین تو اسمین کچہہ قباحت نہین پر اس سے مسلم کی کتاب کی ترجیح نفس احادیث مین نہین نکلتی
اور جو یہہ مراد ہے کہ مسلم کی کتاب ازروی صحت احادیث کے بخاری کی کتاب سے راجح ہے تو یہ قول مردود ہے تمام ہوا کلام
ابن الصلاح کا اور اسمین کئی باتین ہین جو دلیل اور بیان کی محتاج ہین اور بعض اماموں نے موطا پر بخاری کی ترجیح مین اشکال
کیا ہی اور یہہ کہا ہی کہ بخاری مین زیادہ حدیثین ہونے سے اسکی ترجیح لازم نہین آتی اور اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ محمول ہی اصل اشتراط
صحت پر تو امام مالک انقطاع اسناد کو قادح نہین سمجہتے اور اسی لیے مراسیل اور منقطعات اور بلاغات کو نکالتے ہین اور امام
بخاری انقطاع کو قادح سمجہتے ہین تو ایسی روایتون کو اصل کتاب مین نہین لاتے البتہ غیر موضوع کتاب مین مثلا تراجم ابواب
یا تعلیقات مین لاتے ہین اور اسمین شک نہین کہ اگرچہ منقطع حدیث بعض لوگون کے نزدیک احتجاج کے لائق ہے مگر
متصل سب کے نزدیک زیادہ قوی ہے جب دونو کے راوی عدالت اور حفظ مین برابر ہون تو اس سے ظاہر ہوگئی فضیلت
صحیح بخاری کی اور امام شافعی نے جو موطا کو سب کتابون سے زیادہ صحیح کہا تو مراد اوس سے وہی کتابین ہین جو انکی وقت
مین موجود تہین جیسے جامع سفیان ثوری اور مصنف حماد بن سلمہ وغیرہ اور ان کتابون پر موطا کی فضیلت بالاتفاق مسلم
ہے اور ابن الصلاح کی کلام سے نکلتا ہے کہ علما کا اتفاق ہی اس امر پر کہ صحیح بخاری صحت مین مسلم کی کتاب سے افضل
ہے مگر صرف ابو علی نیساپوری اور بعض علماء مغرب سے حکایت کیا کہ مسلم کی کتاب بخاری کی کتاب سے افضل ہے اور ان
صحت کا کچہہ ذکر نہین (شاید یہ فضیلت کسی اور وجہ سے ہو) ہم کہتے ہین کہ ابو عبد الرحمن نسائی سے بسند صحیح منقول ہے
اور وہ شیخ ہین ابو علی نیساپوری کے اونہون نے کہا ان سب کتابون مین محمد بن اسمعیل کی کتاب سے زیادہ کوئی جید نہین
ہے اور مراد ان کی جودت سے جودت اسانید ہے اور نسائی کا یہ کہنا انتہا کی تعریف ہی کیونکہ وہ مشہور ہین احتیاط اور تثبت
اور معرفۃ رجال مین اور اونکے زمانے والون نے اونکو سب پر مقدم رکہا ہے یہانتک کے بعض عالمون نے اونکو مسلم بن حجاج
پر بہی مقدم کیا ہی اور دارقطنی نے اونکو امام الائمہ ابو بکر بن خزیمہ پر ترجیح دی ہے اس باب مین اسماعیلی نے مدخل مین
لکھا ہی کہ بخاری کی تخریج کسی نے سختی نہیت کی راویون کی جانچ مین گو اور لوگون نے بہی انکی طرح صحیح کتابین بنائین حاکم

ابو عبد اللہ نیساپوری نے کہا جو معاصر ہین ابو علی نیساپوری کے اور مقدم ہین اونپر معرفت رجال مین کہ محمد بن اسمعیل نے
اصول احکام کو تالیف کیا اور لوگون کے لیے بیان کیا اونکے بعد والون نے اونکی کتاب سے لیا ہے جیسے مسلم بن حجاج نے
اور دار قطنی کے سامنے جب صحیحین کا ذکر آیا تو انہون نے کہا اگر بخاری نہوتے تو نہ مسلم جاتے نہ آتے اور ایک مرتبہ یہہ کہا کہ
مسلم نے کیا کیا صرف بخاری کی کتاب لیکر اوسی کے موافق ایک کتاب بنائی اور کچھہ حدیثین زیادہ کین اور جو جو اقوال
اماموں نے امام بخاری کی فضیلت مین کہے ہین وہ بہت ہین اور کافی ہے اتفاق علماء کا اس امر پر کہ امام بخاری
حدیث کا علم مسلم سے زیادہ جانتے تھے اور مسلم خود انکی امامت اور تقدم اور تفرد کا اقرار کرتے تھے یہانتک کہ اونکی لیے
اپنے استاذ محمد بن یحیے ذہلی کی ملاقات ترک کر دی اور یہہ قصہ مشہور ہے جو انشاء اللہ تعالی آگے بیان ہوگا یہ تو اجمالی بیان
ہے صحیح بخاری کی فضیلت کا صحیح مسلم پر اب تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ مدار حدیث صحیح کا اتصال سند اور اتقان رجال
اور عدم علل پر ہے اور تامل کے بعد یہہ امر معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کی کتاب کے رجال زیادہ ہین اتقان مین اور انکی
روایتین زیادہ ہین اتصال مین اور اسکا ثبوت کئی وجہوں سے ہے ایک تو یہہ کہ جن راویوں سے بخاری نے روایت
کیا اور مسلم نے روایت نہین کیا وہ چار سو تیس پر کئی راوی ہین اور ان مین اسی آدمی ایسے ہین جنمین کلام کیا گیا
ہے ساتھہ ضعف کے اور جن راویوں سے مسلم نے روایت کیا اور بخاری نے نہین کیا وہ چھہ سو بیس راوی ہین اور انمین
سے ایکسو ساٹھہ راوی ایسے ہین جنمین کلام کیا گیا ہے ساتھہ ضعف کے اور اگرچہ یہہ کلام قادح نہین ہے اور
اسکا جواب دیا گیا ہے دونون کتابون کے راویون کی نسبت (۱) اور صحیح یہی ہے کہ وہ ثقہ تھے) اسپر بہی ان راویون سے
روایت کرنا جنمین کلام نہین ہوا بہتر ہے انکی روایت سے جنمین کلام ہوا ہے دوسرے (۲) یہہ کہ بخاری نے تنہا جس راوی
سے روایت کی ہے اور اسمین کلام ہوا ہے اوسکی بہت حدیثین نہین لائے نہ ایسے راویون مین سے کسیکا کوئی بڑا نسخہ تہا
جسکی کل یا اکثر کو بخاری نے نکالا ہو سوا عکرمہ عن ابن عباس کے برخلاف مسلم کے کہ انہون نے اکثر نسخون کو نکالا
ہے جیسے ابی الزبیر عن جابر اور سہیل عن ابیہ اور علاء بن عبد الرحمن عن ابیہ اور حماد بن سلمہ عن ثابت وغیرہ تیسرے (۳)
یہہ کہ بخاری کے جن رجال مین گفتگو ہوئی ہے وہ اکثر بخاری کے شیوخ مین سے ہین جنکا حال بخاری خوب جانتے تھے اور
انکی عمدہ روایتون کو خراب روایتون سے تمیز کرتے تھے برخلاف مسلم کے رجال کے وہ اکثر تابعین یا تبع تابعین مین ہین جنکا زمانہ
مسلم نے نہین پایا اور اسمین شک نہین کہ محدث اپنے شیوخ کی حدیث کو بہ نسبت سابقین کی حدیث کی زیادہ پہچان سکتا
ہے چوتھے (۴) یہہ کہ امام بخاری کبھی کبھی اتفاقاً طبقہ ثانیہ کی حدیثین نکال لیتے ہین اور امام مسلم اسکو ضرورتاً اور ہمیشہ
نکالتے ہین اور طبقہ ثالثہ کی کبھی کبھی اتفاقاً جیسے اوپر گذر چکا تو یہہ چارون وجہین تو اتصال کی رواۃ سے متعلق تہین

اب پانچوین وجہ اتصال سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ امام مسلم کے نزدیک حدیث معنعن اتصال پر محمول ہے جب معاصرت ثابت
ہو جاوے اگرچہ ملاقات ثابت نہ ہو بشرطیکہ معنعن مدلس نہو اور امام بخاری کے نزدیک اتصال کے لیے صرف معاصرت کافی نہین ہے بلکہ ملاقات کا ثبوت
ضرور ہے اگرچہ ایک ہی بار ہو اور بخاری نے تاریخ مین اپنا یہی مذہب لکھا ہے اور اپنی صحیح مین اسی پر عمل کیا ہے اور اسی وجہ سے
امام بخاری کی کتاب کی ترجیح مسلم کی کتاب پر نکلتی ہے کیونکہ بخاری کی شرط اتصال کے باب مین زیادہ سخت ہے چھٹی وجہ عدم
علل سے متعلق ہے وہ یہہ ہے کہ شیخین کی کل حدیثین جن پر اعتراض ہوا ہے دو سو دس حدیثین ہین اُنمین سے امام بخاری کی
حدیثین اسی سے بھی کم ہین اور باقی سب مسلم کی ہین اور ابو علی نیساپوری نے یہہ نہین کہا کہ مسلم کی کتاب بخاری سے زیادہ
صحیح ہے اور شیخ محی الدین نے مختصر مین اور مقدمہ شرح بخاری مین کہا کہ جمہور علما متفق ہین کہ صحیح بخاری صحت مین مسلم سے
بڑھکر ہے اور مسلم سے اوسمین زیادہ فوائد ہین اور ابو علی کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے اسیطرح بعض علما مغرب سے کہ صحیح
مسلم زیادہ صحیح ہے انتہے حالانکہ ابو علی نے ایسا نہین کہا بلکہ اُنکے کلام کا مطلب یہ ہے کہ صحیح مسلم سے زیادہ کوئی صحیح نہین ہے
اور ممکن ہے کہ اونکے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم مساوی ہون صحت مین اور میرے نزدیک ابو علی نے جو صحیح مسلم کو مقدم
کیا اسکی وجہ یہہ ہے کہ مسلم نے الفاظ حدیث کا بہت خیال کیا ہے اور تمام طرق حدیث کے ایک جگہہ جمع کر دیے ہین اور
موقوف حدیثین بہت کم لائے ہین برخلاف بخاری کے اونکا خیال استنباط احکام کیطرف زیادہ ہے اور بعض لوگون نے
کہا ہے کہ شاید ابو علی نے صحیح بخاری کو نہ دیکھا ہو مگر یہ قیاس سے بعید ہے اور قریب القیاس وہی امر ہے جو ہمنے بیان کیا
اور سوا ان فضیلتون کے جو اوپر ہمنے بیان کین صحیح بخاری کو ایک اور فضیلت ہے جو ابن ابی حمزہ نے بعض عارفین سے
نقل کیا کہ صحیح بخاری کا ختم جب کسی مصیبت مین کیا جاوے تو وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے اور جب کسی جہاز یا کشتی مین صحیح بخاری
موجود ہو تو وہ غرق نہین ہوتا دوسری وجہ یہہ ہے کہ صحیح مسلم مین ابواب ہین نہ تراجم اور صحیح بخاری مین وہ تراجم ہین جنکے
سمجھنے مین عقول اور افکار کو حیرت ہوتی ہے اور یہ مرتبہ اس کتاب کو اسوجہ سے حاصل ہوا کہ امام بخاری نے اس
کتاب کے تراجم کو صاف لکھا قبر شریف اور منبر شریف کے بیچ مین اور ہر ایک ترجمہ کے لیے دو رکعتین پڑھین سبحان اللہ تمام
ہوا کلام حافظ ابن حجر کا صحیح بخاری مین کل کتنی حدیثین ہین ابن الصلاح نے کہا کہ صحیح بخاری مین سات ہزار
دو سو پچھتر حدیثین ہین اور اگر مکررات کو نکال ڈالو تو چار ہزار حدیثین ہین اور امام نووی نے بھی اسی قول کی پیروی
کی ہے مگر انہون نے کہا یہ احادیث مسندہ کا شمار ہے قسطلانی نے کہا حافظ ابن حجر نے کہا کہ تمام احادیث صحیح بخاری
کی مع مکررات سوا معلقات اور متابعات کے سات ہزار تین سو ستانوے ہین تو ایک سو بائیس حدیثین زیادہ نکلین
اور بلا تکرار دو ہزار چھہ سو دو حدیثین ہین اور اگر معلقہ متون کو بھی ملا لو تو دو ہزار سات سو اٹھہ حدیثین ہوتی ہین

اور کل معلقات بخاری مین ایک ہزار تین سو اکتالیس ہین اور اکثر اونکا اخراج اسی کتاب مین ہوا ہے اور جنکا اخراج نہین ہوا وہ
کل ایکسو ساٹھ ہین اور متابعات تین سو چوالیس ہین اگر سب حدیثون کو مع مکررات ملاؤ تو نو ہزار بیاسی حدیثین ہوتی ہین
اور موقوف اور اقوال تابعین اسکے سوا ہین انتہے

امام بخاری کا حال اونکا نام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم
بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی ہے وہ جمعہ کے دن نماز کے بعد شوال کی تیرہوین تاریخ ۱۹۴ھ مین بخارا مین پیدا ہوئے
اور بردزبہ اونکے سکڑ دادا پارسی تھے اور مغیرہ اونکے دادا اسلام لائے یمان جعفی کے ہاتھ پر اور اونکے والد اسمعیل
بن ابراہیم رواۃ حدیث اور ثقات مین سے ہین انتقال کیا اونہون نے جب بخاری صغیر سن تھے پھر بخاری نے پرورش
پائی اپنی مان کی گود مین اور حج کیا اپنی مان اور بھائی احمد کے ساتھ پھر مکہ مین رہے علم حاصل کرنے کو اور اونکے بھائی احمد لوٹ
گئے بخارا کو اور وہین مرے غنجار نے تاریخ بخارا مین اور لالکائی نے شرح السنہ مین باب کرامات الاولیا مین روایت
کیا ہے کہ محمد بن اسمعیل یعنے امام بخاری کی آنکھین بچپن مین جاتی رہی تھین اونکی والدہ ماجدہ نے خواب مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام کو دیکھا فرماتے ہین ای نیکبخت تیرے لڑکے کی آنکھین اللہ تعالے نے پھیر دین بوجہ تیری دعا کی صبح کو جب امام بخاری بیدار
ہوئے تو آنکھین اچھی خاصی تھین فربری نے کہا مین نے محمد بن ابی حاتم وراق سے سنا وہ کہتے تھے مین نے امام بخاری سے
سنا وہ کہتے تھے مجھے حدیث کا حافظہ اوسوقت دیا گیا ہے جب مین مکتب مین تھا مین نے پوچھا اسوقت تمہاری عمر کیا تھی انہون
نے کہا دس برس کی ہوگی یا کچھ کم پھر مین مدرسہ سے نکلا اور داخلی اور اور عالمون کے پاس جانے لگا ایک روز وہ لوگون کو سنانے لگے
سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم مین نے کہا ابو الزبیر نے ابراہیم سے نہین روایت کیا اونہون نے مجھکو گھرکا مین نے کہا تم اپنی اصل
کتاب مین دیکھو وہ اندر گئے پھر باہر نکلے اور پوچھا ای لڑکے صحیح کیا ہے مین نے کہا صحیح یون ہے سفیان عن الزبیر عن ابراہیم
اور یہ زبیر عدی کے بیٹے ہین اونہون نے قلم لیا اور اپنی کتاب کو درست کیا اور کہنے لگے تم سچ کہتے ہو جب بخاری نے یہ
نقل بیان کی تو ایک شخص نے پوچھا بھلا جب تم نے داخلی کی یہ غلطی نکالی اسوقت تمہاری عمر کتنی تھی امام بخاری نے
کہا گیارہ برس کی جب مین سولھوین سال مین لگا تو مجھکو ابن مبارک اور وکیع کی کتابین حفظ تھین اور مین نے اصحاب
الرای کا بھی کلام سنا پھر مین اپنی مان اور بھائی کے ساتھ حج کو لیکے نکلا حافظ ابن حجر نے کہا اس روایت کی موافق پہلا سفر
بخاری کا سنہ ۲۱۰ مین ہوا اور اگر بخاری بھی طلب علم کے وقت سفر کرتے تو ان لوگون کو پاتے جنکو بخاری کے اقران نے پایا طبقہ عالیہ
مین سے اگرچہ اونکے قریب لوگون کو بخاری نے پایا ہے جیسے یزید بن ہارون اور ابو داؤد طیالسی اور امام بخاری
نے عبد الرزاق کو پایا اور چاہا کہ ان کی طرف سفر کرین پر اونکو خبر پہنچی کہ عبد الرزاق نے انتقال کیا سو اونہون نے
دیر کی یمن کی طرف جانے مین بعد اسکے معلوم ہوا کہ عبد الرزاق اسوقت زندہ تھے آخر امام بخاری نے اونسے بواسطہ

روایت کی امام بخاری نے کہا جب میری اٹھارہ سال میں لگا تو میں نے کتاب قضایائے صحابہ اور تابعین تصنیف کی پہر
تاریخ تصنیف کی مدینہ منورہ میں قبر شریف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور میں چاندنی راتوں میں
لکہا کرتا اور میری تاریخ میں کم ہی کوئی ایسا نام ہوگا جسکا قصہ مجہکو یاد نہ ہو مگر میں نے کتاب کو طول دینا برا سمجہا اور
ابن بسیری نے کہا بخاری نے کہا میں نے سفر کیا شام اور مصر اور جزیرہ کا دو بار اور بصرہ کا چار بار اور حجاز میں چہہ سال تک
رہا اور مجہے یاد نہیں کتنی بار کوفہ گیا اسیطرح بغداد محدثین کے ساتہہ - حاشد بن اسمٰعیل نے کہا بخاری ہمارے ساتہہ بصرہ
کے مشائخ کے پاس جاتے تہے اسوقت لڑکے تہے اور کچہہ نہ لکہتے تہے یہانتک کہ کئی دن گذرے پہر سولہ دن کے بعد ہم نے انکو
ملامت کی (کہ تم نے حدیثوں کو جو سنی نہیں لکہا نہیں) اونسے کہا تم نے بہت باتیں بنائیں اب میرے سامنے لاؤ جو تم
نے لکہا ہے ہم نے نکالا تو پندرہ ہزار حدیثوں سے زیادہ تہیں جنکو امام بخاری نے یاد سے سنا دیا یہانتک کہ
ہم اپنے لکہے کو درست کرنے لگے ابو بکر بن ابی عتاب نے کہا ہم نے بخاری سے حدیث لکہی اور انکی داڑہی مونچہہ نہ تہی محمد
بن یوسف کے دروازے پر حافظ ابن حجر نے کہا محمد بن یوسف فریابی ۲۱۲ھ میں مرے اسوقت بخاری کا سن اٹہارہ
برس کا تہا محمد بن ازہر سجستانی نے کہا میں سلیمان بن حرب کی مجلس میں تہا اور بخاری ہمارے ساتہہ حدیثیں سنتے تہے لکہتے
نہ تہے لوگوں نے کہا ان کو کیا ہوا جو نہیں لکہتے اونہوں نے کہا وہ بخارا کو جاکر اپنی یاد سے لکہ لینگے محمد بن ابی حاتم
نے بخاری سے نقل کیا میں فریابی کی مجلس میں تہا اونہوں نے کہا حدثنا سفیان عن ابی عروۃ عن ابی الخطاب عن
ابی حمزۃ تو مجلس والوں میں سے کسی نے نہ پہچانا ان لوگوں کو جو سفیان کے اوپر ہیں پہر میں نے اونسے کہا ابو عروہ
تو معمر بن راشد ہیں اور ابو الخطاب قتادہ بن دعامۃ اور ابو حمزہ انس بن مالک ہیں امام بخاری نے کہا سفیان
ثوری کا یہی حال تہا کہ وہ مشہور شخصوں کی کنیت بیان کرتے (اور اکثر لوگوں کو یہ کنیت معلوم نہ ہوتی) **امام بخاری
کے مشائخ کا بیان** امام بخاری کی مشائخ جن سے اونہوں نے حدیث سنی بہت ہیں ابن ابی حاتم نے اون کی نسبت
نقل کیا کہ میں نے ایک ہزار اسی شخصوں سے حدیث لکہی جو کہتا تہا ایمان قول اور عمل دونو کا نام ہے (یعنے
اعمال کو ایمان سے خارج نہ جانتا تہا جیسا مرجیہ کا قول ہے) حافظ ابن حجر نے کہا بخاری کے شیوخ پانچ طبقوں پر ہیں ایک یہ
تو وہ جو تابعین سے روایت کرتے ہیں جیسے محمد بن عبد اللہ انصاری اور مکی بن ابراہیم اور ابو عاصم النبیل اور عبید اللہ
بن موسی اور ابو نعیم اور خلاد بن یحیی اور علی بن عیاش اور عصام بن خالد دوسرے وہ لوگ جو اونکے زمانے میں تہے پر
وہ ثقات تابعین سے نہیں ملے جیسے آدم بن ابی ایاس ابو مسہر عبد الاعلی بن مسہر سعید بن ابی مریم ایوب بن
سلیمان وغیرہم تیسرے وہ جو تابعین سے نہیں ملے لیکن کبار تبع تابعین سے روایت کرتے ہیں جیسے سلیمان بن

حرب وقتیبہ بن سعید نعیم بن حماد علی بن المدینی یحیی بن معین احمد بن حنبل اسحق بن راہویہ ابوبکر بن ابی شیبہ عثمان بن ابی شیبہ انکی اون سے مسلم نے بھی
روایت کی ہی چوتہا طبقہ بخاری کی رفیق اور اون سے ذرا بڑے جیسے محمد بن یحیی ذہلی ابو حاتم رازی عبد بن حمید احمد بن النضر و مثالہم
پانچوان طبقہ وہ جو بخاری کی شاگردون کی طرح ہین سن و رشاد مین اون سے سنا فائدہ کے لیی جیسے عبد اللہ بن حماد عبد اللہ
بن ابی العاصی خوارزمی حسین محمد قبانی وغیرہم اس طبقہ سے بہت کم روایتین ہین اور ان سے روایت کرنین بخاری نے وکیع
کے قول کی پیروی کی اونہون نے کہا ہی آدمی محدث نہین ہوتا جب تک حدیث روایت نہ کری اوس سے جو اپنے اوپر ہے اور
جو اپنی برابر ہی اور جو اپنے سے کم ہے اور بخاری نے کہا ہی کہ محدث کامل نہین ہوتا جب تک نہ لکھی اس سے جو اوسکے اوپر ہی اور جو
اسکے برابر ہی اور جو اس سے کم ہے

امام بخاری کی عادات و خصائل اور زہد اور فضائل کا بیان

حافظ ابن حجر نے کہا وراق نے کہا مین نے محمد بن خراش سے سنا وہ کہتے تھے مین نے احمد بن حفص سے سنا وہ کہتے تھے مین اسمعیل
پاس گیا جو والد تہے امام بخاری کے اون کی موت کیوقت انہون نے کہا میرے مال مین مین نہین سمجھتا کہ کوئی روپیہ
حرام یا شبہ کا ہو اور وراق نے کہا کہ امام بخاری کو اپنے باپ کی ترکہ مین سے بہت مال ملا تہا اور وہ اوسمین مضاربت کیا
کرتے تہی ایک بار پچیس ہزار روپیہ اونکا ایک شخص پر قرض ہوگیا لوگون نے کہا نالش کرو لیکن امام بخاری نے نالش نہ
کی اور اوس سے صلح کرلی اس امر پر کہ ہر مہینہ دس روپیہ دیا کرے اور سارا روپیہ ڈوب گیا امام بخاری نے کہا کہ مین نے ساری
عمر نہ کوئی چیز خود بیچی نہ کوئی چیز خود خریدی بلکہ کسی سے کہا جس نے خریدی اسلیے کہ خرید اور فروخت مین لغو اور بیکار
اور جھوٹ سچ باتین کرنا پڑتی ہین غنجار نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ امام بخاری پاس کچھ مال آیا تاجرون نے پانچ ہزار کے
نفع سے اوسے مانگا پھر دوسرے دن اور تاجرون نے دس ہزار کے نفع سے مانگا اونہون نے کہا مین نے نیت کرلی تہی پہلی تاجرون
کو دینے کی آخر اونہین کو دیا اور پانچ ہزار کا نفع چھوڑ دیا وراق بخاری نے کہا مین نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تہے مین آدم بن
ابی ایاس کے پاس گیا اور میرے خرچ آنے مین دیر ہوئی یہانتک کہ مین گہانس کہانے لگا جب تیسرا دن ہوا تو ایک شخص آیا
جسکو مین نہین پہچانتا تہا اوس نے ایک تہیلی مجھکو دی اشرفیون کی عبد اللہ بن محمد صیارفی نے کہا مین امام بخاری کی ساتہ
اونکے مکان مین بیٹھا تہا اتنی مین انکی لونڈی آئی اور اندر جانے لگی اونکے سامنے ایک دوات رکھی تہی اوسکو دہکا
لگا امام بخاری نے کہا تو کیسی چلتی ہے وہ بولی جب رستہ نہو تو کیونکر چلون یہ سنکر امام بخاری نے اپنے دونو ہاتہ پھیلا
دیے اور کہا جا مین نے تجھکو آزاد کردیا لوگون نے کہا اے ابو عبد اللہ اس لونڈی نے تو تمکو غصہ دلایا انہون نے کہا مین نے
اپنے نفس کو راضی کرلیا اوسکے کام سے ایک بار امام بخاری نے ابو معشر سے اپنی قصور کی معافی چاہی اونہون نے کہا کیا
قصور ہے امام بخاری نے کہا ایک دن مین حدیث بیان کرتے تہی اور آپ سر اور ہاتہون کو ہلاتے تہے یہ حال دیکھکر مین نے تبسم کیا تہا

ابو معشر نے کہا میں نے معاف کیا خدا تم پر رحم کرے وراق نے کہا امام بخاری کہتے تھے میں نے اپنے پروردگار سے دو بار
دعا کی فوراً قبول ہو گئی پھر میں نے دعا نہ کی اس ڈر سے کہ کہیں میری نیکیاں کم نہ ہو جاویں اور کہتے تھے کہ آخرت میں میرا
کوئی دشمن نہ ہوگا میں نے کہا بعضے لوگ تمہاری کتاب التاریخ سے غصے ہیں اور کہتے ہیں اسمیں لوگوں کی غیبت ہے امام بخاری
نے کہا کہ التاریخ میں ہمنے روایتیں کی ہیں اور اپنے دل سے کوئی بات نہیں کہی اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
شخص کی نسبت فرمایا تھا یہ برا آدمی ہے (تاکہ لوگ اوسکے ضرر سے محفوظ رہیں) امام بخاری کہتے تھے میں نے کسی کی غیبت نہیں
کی جب سے مجھکو معلوم ہوا کہ غیبت حرام ہے حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کو فن رجال میں بھی بڑی احتیاط ہے اکثر یوں کہتے
ہیں سکتوا عنہ یا فیہ نظر ترکوہ اور کم کہتے ہیں کہ وہ وضاع ہے یا کذاب ہے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ فلانے نے اسکو
کذاب کہا یا کذب کی نسبت کی اوسکی طرف بکر بن منیر نے کہا میں نے محمد بن اسمعیل بخاری سے سنا وہ کہتے تھے مجھکو امید ہے
اللہ سے ملوں گا اور غیبت کا محاسبہ مجھ سے نہ ہوگا اور ایک بار امام بخاری نماز پڑھ رہے تھے تو زنبور نے اونکو سترہ جگہ
کاٹا جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا دیکھو یہ کیا چیز ہے جس نے نماز میں مجھکو ستایا لوگوں نے دیکھا تو سترہ جگہ زنبور کا ڈنک
لگا ہے اور سوج گیا ہے پر نماز انہوں نے نہ توڑی وراق نے کہا ہم فربر میں تھے اور امام بخاری ایک رباط بنا رہے
تھے تو اپنے ہاتھوں سے اینٹیں ڈھوتے تھے ہم نے کہا یہ کام اور کوئی کریگا اونہوں نے کہا یہی کام کام آویگا - ایک بار ایک
گائے اونہوں نے کاٹی اور لوگوں کو کہانے کے لیے بلایا قریب سو آدمیوں کے تھے یا زیادہ اور تین درہم کی روٹی منگوائی
اوسوقت درہم کو دو سیر روٹی آتی تھی تو سب لوگوں کا پیٹ بھر گیا اور کچھ روٹیاں بچ رہیں وراق نے
کہا امام بخاری بہت کم خوراک تھے اور طالب علموں کے ساتھ بہت احسان کرتے تھے اور نہایت سخی تھے ایک بار
امام بخاری بیمار ہوئے اون کا قارورہ طبیبوں کو بتلایا اونہوں نے کہا یہ قارورہ تو ایسوں کا سا ہے
جو سالن نہیں کہاتے پھر امام بخاری نے انکی تصدیق کی اور کہا کہ چالیس برس سے میں نے سالن نہیں کہایا (یعنے روکھی
روٹی پر قناعت کی) طبیبوں نے کہا اب تمہاری بیماری کا علاج یہ ہے کہ سالن کہایا کرو اونہوں نے قبول نہ کیا
بڑے اصرار سے یہ قبول کیا کہ روٹی کے ساتھ کچھ کہجور کہایا کریں گے امام حاکم ابو عبد اللہ نے بسند روایت کیا مقسم
بن سعید سے کہ محمد بن اسمعیل بخاری جب رمضان کی پہلی رات ہوتی تو لوگ اونکے پاس جمع ہوتے وہ نماز پڑھاتے اور
ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھتے یہاں تک کہ قرآن کو ختم کرتے پھر سحر کو نصف سے لیکر تہائی قرآن پڑھتے اور تین راتوں
میں ختم کرتے اور دن کو ایک ختم کرتے اور افطار کے وقت ختم ہوتا اور کہتے تھے کہ ہر ایک ختم کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
اور سحر کے وقت تیرہ رکعت پڑھتے ایک رکعت وتر کی ہوتی امام بخاری کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے

مبارک تھے اونہوں نے اپنے لباس میں اونکو رکھا تھا ایکبار کہتے تھے کہ میں نے ایک شخص کی سو ہزار حدیثیں چھوڑ دیں جسکے
بابمیں مجھے کچھہ شبہہ تھا محمد بن منصور نے کہا ہم ابو عبد اللہ بخاری کی مجلس میں تھے ایک شخص نے اونکی داڑھی میں کچھہ کچرا
نکالا اور زمین پر ڈالدیا امام بخاری نے لوگوں کو جب غافل پایا تو اسکو اوٹھا لیا اور اپنی جیب میں رکھہ لیا جب مسجد
سے باہر نکلے تو اوسکو پھینک دیا (گویا مسجد کا اتنا ادب کیا) امام بخاری کی تعریف جو اور محدثین نے
کی ہے ایکبار سلیمان بن حرب نے جو امام بخاری کے شیخ تھے اون کیطرف دیکھا اور کہا کہ اس شخص کا شہرہ ہوگا
اور ایسا ہی احمد بن حفص نے کہا امام بخاری نے کہا جب میں سلیمان بن حرب کے پاس جاتا تو وہ کہتے بیان کرو ہمسے غلطیاں
شعبہ کی محمد بن ابی حاتم نے کہا بخاری کہتے تھے کہ اسمعیل بن ادیس کی کتاب میں سے جب میں حدیثوں کا انتخاب کرتا تو وہ میرے
انتخاب کی نقل کر لیتے اور کہتے یہہ وہ حدیثیں ہیں جو محمد بن اسمعیل نے میری حدیثوں سے چنی ہیں امام بخاری نے کہا ایکبار
اصحاب حدیث جمع ہوئے اور مجھہ سے درخواست کی کہ اسمعیل بن ابی اویس سے کہوں کہ وہ زیادہ قرأت کریں حدیث کی میں نے
اونسے کہا اونہوں نے لونڈی کو بلایا اور حکم کیا اشرفیوں کی ایک تھیلی نکال لینے کا اور مجھہ سے کہا اے ابو عبد اللہ یہہ
اشرفیاں بانٹ دو اونکو میں نے کہا وہ تو حدیث کے طالب ہیں اسمعیل نے کہا جو وہ چاہتے ہیں میں نے منظور کیا مگر
میں یہہ چاہتا ہوں کہ اوسکے ساتھہ یہہ بھی اونکو دوں بخاری نے کہا اسمعیل بن ابی اویس نے مجھہ سے کہا تم میری کتابوں
کو دیکھو اور میرے تمام ملک کو اور میں تمہارا شکر گذار رہوں ہمیشہ جبتک زندہ ہوں حاشد بن اسمعیل نے کہا مجھہ کو
ابو مصعب احمد بن ابی بکر زہری نے کہا محمد بن اسمعیل ہمارے نزدیک زیادہ فقیہہ ہیں اور زیادہ جاننے والے ہیں حدیث
کے احمد بن حنبل سے ایک شخص بولا تم حد سے بڑھ گئے ابو مصعب نے کہا اگر میں امام مالک کو پاتا پہر اونکا منہہ دیکھتا اور
محمد بن اسمعیل کا تو یہی کہتا کہ وہ دونو ایک ہیں حدیث اور فقہ میں (تو احمد بن حنبل سے بڑہانے پر اونہوں نے تعجب کیا
تھا ابو مصعب نے اونکو امام مالک کے برابر کر دیا جو احمد بن حنبل کے استاد کے استاد ہیں) عبدان بن عثمان نے کہا میں نے
اپنی ان دونو آنکھوں سے کوئی جوان اونسے زیادہ حدیث کا جاننے والا نہیں دیکھا اور اشارہ کیا محمد بن اسمعیل کیطرف
محمد بن قتیبہ بخاری نے کہا میں ابو عاصم نبیل کے پاس تھا وہاں میں نے ایک لڑکا دیکھا میں نے پوچھا یہہ کس
ملک کا رہنے والا ہے اونہوں نے کہا بخارا کا میں نے کہا کسکا بیٹا ہے اونہوں نے کہا اسمعیل کا میں نے کہا تم میرے
قرابت میں ہو ایک شخص انکے سامنے بولا یہ لڑکا ہے جو مقابلہ کرتا ہے بوڑہوں سے قتیبہ بن سعید نے کہا میں فقہا اور زہاد اور
عباد کے پاس بیٹھا اور جسوقت سے مجھکو عقل ہوئی آجتک میں نے کسیکو محمد بن اسمعیل کے مثل نہیں پایا اور وہ اپنے زمانہ میں
ایسے ہیں جیسے حضرت عمر رض تھے صحابہ میں قتیبہ نے کہا اگر محمد بن اسمعیل صحابہ میں ہوتے تو ایک نشانی ہوتے خدا کی قدرت

کی محمد بن یوسف ہمدانی نے کہا ہم قتیبہ کے پاس بیٹھے ہوتے تھے اتنے میں ایک شعرانی شخص آیا جسکو ابو یعقوب کہتے تھے اوس نے پوچھا
محمد بن اسمعیل کو قتیبہ نے کہا ای لوگو میں نے دیکھا حدیث والون کو اور رایے والون کو اور میں نے صحبت کی فقہا اور
زہاد اور عباد سے اور جب سے مجھکو عقل آئی ہے میں نے محمد بن اسمعیل کے مانند کسی شخص کو نہ پایا قتیبہ سے کسی نے پوچھا نشہ میں
طلاق دینے کا حکم اتنے میں محمد بن اسمعیل آئے تو قتیبہ نے اس شخص سے کہا یہ احمد بن حنبل ہیں اور اسحق بن راہویہ اور
علی بن المدینی اللہ نے ان سب کو تیرے پاس بھیجدیا اور اشارہ کیا اونہوں نے بخاری کی طرف ابو عمرو کرمانی نے
کہا میں نے سیار سے بصرہ میں قتیبہ کا قول بیان کیا کہ میرے پاس لوگ آئے مشرق اور مغرب کے لیکن کوئی محمد بن اسمعیل
کی مثل نہیں آیا سیار نے کہا قتیبہ سچ کہتے ہیں میں نے قتیبہ اور یحیی بن معین کو بخاری پاس آتے جاتے دیکھا اور میں نے
دیکھا کہ یحیی بن معین اون کی پیروی کرتے تھے معرفت حدیث اور رجال میں ابراہیم بن محمد بن سلام نے کہا بڑے بڑے صحاب
حدیث جیسے سعید بن ابی مریم حجاج بن منہال اسمعیل بن ابی اویس حمیدی نعیم بن حماد محمد بن یحیی علی حسن بن
علی حلال محمد بن میمون خیاط ابراہیم بن المنذر ابو کریب محمد بن علاء ابو سعید عبد اللہ بن سعید شیخ ابراہیم بن موسی اور
انکی مثل کے لوگون نے فضیلت دی ہے محمد بن اسمعیل کو اپنے اوپر نظر اور معرفت میں احمد بن حنبل نے کہا خراسان نے
کوئی شخص محمد بن اسمعیل کی طرح نہیں نکالا یعقوب بن ابراہیم دورقی اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا محمد بن اسمعیل بخاری
اس امت کے فقیہ ہیں بندار بن بشار نے کہا وہ زیادہ فقیہ ہیں تمام خلق اللہ سے ہمارے زمانہ میں حاشد بن اسمعیل نے کہا
میں بصرہ میں تھا اتنے میں محمد بن اسمعیل کے آنے کی خبر سنی جب وہ آگئے تو محمد بن بشار نے کہا آج تمام فقہا کے سردار آئے
محمد بن ابراہیم نے کہا میں نے بندار سے سنا سنہ ۲۸ میں وہ کہتے تھے کوئی ہمارے پاس محمد بن اسمعیل کے مثل نہیں آیا بندار نے کہا میں
کئی برس سے اونکی وجہ سے فخر کرتا ہون موسی بن قریش نے کہا عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بخاری سے کہا ای ابو
عبد اللہ میری کتابون کو دیکھو اور جو کچھ اون میں نقص ہو بیان کرو بخاری نے کہا اچھا بخاری نے کہا میں
حمیدی کے پاس گیا اوسوقت میری عمر اٹھارہ برس کی تھی یعنے اول سال میں حج کے اون کے اور ایک شخص کے بیچ میں
اختلاف ہو رہا تھا کسی حدیث میں حمیدی نے جب مجھکو دیکھا تو کہا ایہ شخص آیا جو ہماری اختلاف کا فیصلہ کردیگا
پھر دونون نے اپنا جھگڑا بیان کیا میں نے حمیدی کے موافق فیصلہ کیا اور وہ حق پر تھے بخاری نے کہا مجھسے محمد بن سلام
بیکندی نے کہا میری کتابون کو دیکھو اور اون میں جو غلطی ہو درست کرو بعض لوگون نے اون سے پوچھا یہ کون ہیں
محمد بن سلام نے کہا یہ وہ شخص ہیں جنکی مثل کوئی نہیں ہے محمد بن سلام کہتے تھے جب محمد بن اسمعیل میرے پاس
آتے تو میں حیران ہوجاتا اور ڈرتا کہیں انکے سامنے مجھسے غلطی نہ ہو سلیم بن مجاہد نے کہا میں محمد بن سلام کے پاس تھا

اونہون نے کہا کاش تو ذرا پہلے آتا تو ایک لڑکا دیکھتا جسکو ستر ہزار حدیث یاد ہے حاشد بن اسمٰعیل نے کہا مین نے
اسحاق بن راہویہ (مجتہد مشہور) کو دیکھا وہ منبر پر بیٹھے تھے اور محمد بن اسمٰعیل اونکے ساتھ بیٹھے تھے اور اسحاق حدیث
بیان کر رہے تھے اتنے مین ایک حدیث اونہون نے بیان کی محمد بن اسمٰعیل نے اوسکا انکار کیا اسحاق نے کہا اے
حدیث والو اس جوان کی طرف دیکھو اور اس سے لکھو کیونکہ اگر یہ امام حسن بصری کے زمانے مین ہوتا تو وہ اسکے محتاج ہوتے
حدیث اور فقہ مین بخاری نے کہا اسحق بن راہویہ نے میری کتاب التاریخ لی اور عبد اللہ بن طاہر امیر کے پاس لے گئے اور کہا
امیر مین تجھکو ایک سحر دکھلاؤن ابو بکر مدینی نے کہا ہم ایک دن اسحق بن راہویہ کے پاس بیٹھے تھے اور محمد بن اسمٰعیل
وہان موجود تھے اسحق نے ایک حدیث بیان کی جس کے صحابی سے عطا کیخارانی راوی تھے اسحق نے کہا اے ابو عبد اللہ
یہ کیخاران کیا ہے اونہون نے کہا ایک گانون ہے یمن مین اور معاویہ نے اس صحابی کو یمن کیطرف بھیجا تھا عطا نے
اون سے دو حدیثین سنی اسحق نے کہا اے ابو عبد اللہ تم تو اس واقعہ کو اسطرح بیان کرتے ہو جیسے تم اوسوقت موجود تھے
بخاری نے کہا مین اسحق بن راہویہ کے پاس بیٹھا تھا اونسے کسی نے پوچھا بہولے سے کسی کو طلاق دی تو کیا حکم ہے
وہ بڑی دیر تک سکوت مین رہے مین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے معاف کر
دیا میری امت کو جو وہ اپنے دل مین خیال کرے جب تک عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے تو ہر بات مین تین چیزین
ضرور ہین عمل اور کلام اور قلب پھر جس نے بہولے سے طلاق دیا اس نے دل نہین لگایا اسحاق نے کہا تو نے میری رائے
کو زور دیا اللہ تجھکو زور دے اور یہی فتوے دیا فتح بن نوح نیشاپوری نے کہا مین علی بن المدینی کے پاس آیا تھا
دیکھا محمد بن اسمٰعیل اونکے داہنی طرف بیٹھے ہین اور جب وہ بات کرتے ہین تو انکی طرف دیکھ کر کرتے ہین انکے ڈر
سے بخاری نے کہا مین نے اپنی تئین کبھی چھوٹا نہ سمجھا مگر علی بن المدینی کے پاس حامد نے کہا مین نے یہ علی بن المدینی
سے بیان کیا اونہون نے کہا اوسکی بات پر مت خیال کر اونہون نے اپنا مثل کسی کو نہین دیکھا بخاری نے کہا علی بن
المدینی مجھسے پوچھتے تھے شیوخ خراسان کو تو مین اون سے بیان کرتا محمد بن سلام کو وہ اونکو نہ پہچانتے آخر ایک
دن انہون نے کہا اے ابو عبد اللہ جسکے پاس تم گئے وہ ہمکو پسند ہے بخاری نے کہا عمرو بن علی فلاس کے یارون نے
مجھسے ایک حدیث کا ذکر کیا مین نے کہا یہ حدیث مجھے معلوم نہین وہ خوش ہوئے اور فلاس کے پاس گئے
اور ان سے کہا کہ ہم نے محمد بن اسمٰعیل سے ایک حدیث کا ذکر کیا اونہون نے نہ پہچانا فلاس نے کہا جس حدیث کو
محمد بن اسمٰعیل نہ پہچانین وہ حدیث ہی نہین ہے ابو عمر کرانی نے کہا مین نے عمرو بن علی فلاس سے سنا وہ کہتے تھے میرے دوست
ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری جنکا مثل خراسان مین نہین ہے رجاء بن مرجا نے کہا محمد بن اسمٰعیل کی فضیلت علما پر

ایسی ہین جیسے عورتون کی فضیلت عورتون پر اور کہا کہ وہ نشانی ہین خدا کی جو زمین پر چلتے ہین حسین بن حریث نے کہا مین
تو نہین جانتا کہ مین نے کسی شخص کو محمد بن اسمعیل کے مثل دیکھا ہو گویا وہ حدیث ہی کے لیے پیدا ہوے تہے احمد بن الصفور
نے کہا مین نے ابو بکر بن ابی شیبہ اور محمد بن بشار عبد اللہ بن نمیر سے سنا وہ دونو کہتے تہے ہمنے محمد بن اسمعیل کے مثل کسی کو نہین دیکھا
اور ابو بکر بن ابی شیبہ اونکو بازل یعنی کامل کہتے تہے ابو عیسی ترمذی نے کہا محمد بن اسمعیل عبد اللہ بن منیر کے پاس بیٹھے تہے
جب وہ اٹھے تو عبد اللہ نے کہا اے ابو عبد اللہ اللہ تعالے نے تمکو اس امت کی زینت کیا ہے ابو عیسی نے کہا اللہ تعالی نے
اونکا یہ کہنا پورا کر دیا ابو عبد اللہ فربری نے کہا مین نے عبد اللہ بن منیر کو دیکھا وہ بخاری سے لکھتے تہے اور کہتے تہے
مین اونکے شاگردون مین سے ہون حافظ ابن حجر نے کہا عبد اللہ بن منیر شیوخ بخاری مین سے ہین اور روایت
کیا اونسے بخاری نے جامع صحیح مین اور کہا مین نے اونکا مثل نہین دیکھا اونکی وفات اسی سال ہوئی جس سال احمد بن
حنبل کی ہوئی محمد بن ابو حاتم وراق نے کہا مین نے یحیی بن جعفر بیکندی سے سنا وہ کہتے تہے اگر مجہے قدرت ہوتی تو
مین اپنی عمر محمد بن اسمعیل کو دیدیتا اسلیے کہ میری موت ایک شخص کی موت ہے اور محمد بن اسمعیل کا مرنا علم کی موت ہے اور کہتے تہے
امام بخاری سے اگر تم نہوتے تو مجہکو بخارا مین کچہہ عیش نہوتا عبد اللہ بن محمد مسندی نے کہا محمد بن اسمعیل امام ہین اور جسنے
اونکو امام نہین کیا مین اسکو تہمت لگاتا ہون اور کہا کہ ہمارے زمانہ کے حافظ تین ہین پہر شروع کیا بخاری سے علی
بن حجر نے کہا خراسان سے تین آدمی نکلے پہر شروع کیا بخاری سے اور کہا کہ وہ تینون مین زیادہ جاننے والے ہین
حدیث کے اور زیادہ فقیہ ہین اور مین انکی مثل کسی کو نہین جانتا احمد بن اسحق سلمی نے کہا جو شخص چاہتا ہے کہ سچے فقیہ کو
دیکھے وہ محمد بن اسمعیل کو دیکھے حاشد نے کہا مجہے عمر بن زرارہ اور محمد بن رافع کو محمد بن اسمعیل پاس پایا وہ دونون انسے
حدیث کی علتون کو پوچہتے تہے جب کہڑے ہوے تو لوگون سے کہا تمکو ابو عبد اللہ کے باب مین دہوکا نہوے ہم سب
سے زیادہ علم والے ہین اور زیادہ سمجہہ والے انہون نے کہا مین ایکدن اسحاق بن راہویہ پاس تہا اور عمر بن زرارہ
ابو عبد اللہ سے لکہہ رہے تہے اور محدثین اونسے اور اسحاق کہہ رہے تہے وہ مجہسے زیادہ بصیرت رکہتے ہین اوسوقت ابو عبد اللہ
جوان تہے ابن اشکاب غصہ ہو گئے ایک حافظ کے کلام پر جو اسنے محمد بن اسمعیل کے حق مین کہا اور مجلس سے اٹہہ گئے
عبد اللہ بن محمد بن سعید نے کہا جب احمد بن حرب نیساپوری مرے تو اسحق بن راہویہ اور محمد بن اسمعیل انکی جنازے کے ساتہہ چلے
اور مین اہل معرفت سے سنتا تہا وہ دیکہتے تہے اور کہتے تہے محمد بن اسمعیل اسحاق سے زیادہ فقیہ ہین ابو حاتم رازی نے کہا خراسان
سے کوئی محمد بن اسمعیل سے زیادہ حافظ نہین نکلا اور نہ خراسان سے عراق کو کوئی اونسے زیادہ عالم آیا محمد بن حریث نے
کہا مین نے ابو زرعہ سے پوچہا ابن لہیعہ کو انہون نے کہا ترک کیا اسکو ابو عبد اللہ یعنی بخاری نے حسین بن محمد عجلی نے کہا مین کوئی محمد بن

بن اسمعیل کے مثل نہین دیکھا مسلم بھی حدیث کے حافظ تہے لیکن وہ محمد بن اسمعیل کے درجہ کو نہین پہونچے عجلی نے کہا مینے ابوزرعہ
اور ابوحاتم کو دیکھا وہ دونو بخاری سے سنتے تہے اور بخاری پیشوا تہے اور دیندار تہے اور محمد بن یحیی ذہلی سے اتنے درجہ
زیادہ عالم تہے عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی نے کہا مین نے عالمون کو دیکھا حرمین اور حجاز اور شام اور عراق مین
پر کسی کو اتنا جامع نہین پایا جیسے محمد بن اسمعیل کو اور وہ ہم سب سے زیادہ مین علم اور تفقہ مین اور سب سے زیادہ مین حدیث
کی طلب مین دارمی سے ایک حدیث کو پوچھا اور کہا کہ بخاری اس حدیث کو صحیح کہتے ہین انہون نے کہا کہ بخاری مجہہ
سے زیادہ علم رکہنے ہین اور وہ تمام خلق اللہ مین دانشمند ہین اور اللہ کے اوامر اور نواہی کو خوب جانتے ہین اور محمد بن اسمعیل
جب قرآن پڑہتے تو دل اور آنکھ اور کان اوسی مین لگا دیتے اور اوسکے امثال اور حرام اور حلال مین فکر کرتے۔ ابوالطیب
حاتم بن منصور نے کہا محمد بن اسمعیل اللہ کی نشانیون مین سے ایک نشانی تہے ابوسہل فقیہ نے کہا مین بصرہ اور شام
اور حجاز اور کوفہ مین گیا اور وہان کے علما کو دیکھا جب محمد بن اسمعیل کا ذکر آتا تو وہ سب انکو فضیلت دیتے اپنا اوپر
ابوسہل نے کہا مینے مصر مین تیس سے زیادہ عالمون سے سنا وہ کہتے تہے ہماری خواہش دنیا مین یہہ ہے کہ محمد بن اسمعیل کو دیکھ
لیوین صالح بن محمد نے کہا مین نے کوئی خراسان کا شخص محمد بن اسمعیل سے زیادہ سمجھ کا نہین دیکھا اور کہا کہ وہ ان سب
لوگون سے زیادہ حافظ تہے حدیث کے اور مین ان سے لکھتا تھا بغداد مین تو حاضرین مجلس بیس ہزار سے زیادہ ہوگئے حافظ
ابوالعباس سے پوچھا ابوزرعہ اور محمد بن اسمعیل دونو مین کون زیادہ حافظ ہے انہون نے کہا مین محمد بن اسمعیل سے ملا اور
مینے بہت کوشش کی کہ کوئی حدیث ایسی بیان کرون جسکو وہ نہ جانتے ہون پر نہ ہو سکا ابوزرعہ کے ہاتھ مین ایسی
حدیثین اونکے سر کے بالون کے شمار مین بیان کر سکتا ہون محمد بن عبدالرحمن دغولی نے کہا اہل بغداد نے محمد بن اسمعیل
کو ایک کتاب لکھی اوسمین یہہ شعر تھا ع المسلمون بخیر ما بقیت لہم + ولیس بعدک خیر حین تفتقد یعنی جب تک
تم ہو مسلمانون کی بہتری ہے اور جب تم نہ رہو تو اوسکے بہتری بہی نہین ہے امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے کہا
آسمان کے نیچے کوئی حدیث کا جاننے والا محمد بن اسمعیل سے زیادہ نہین ہے ابوعیسی ترمذی نے کہا مین نے علل اور رجال
کا زیادہ جاننے والا محمد بن اسمعیل سے نہ دیکھا مسلم نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ دنیا مین کوئی تمہارے
مثل نہین ہے احمد بن سیار نے تاریخ مرو مین لکھا ہے کہ محمد بن اسمعیل بخاری نے علم کو طلب کیا اور لوگون کی صحبت مین
بیٹھے اور حدیث کے لیے سفر کیا اور اوسمین مہارت حاصل کی اور صاحب بصیرت ہوئے اور صاحب معرفت بڑے
حافظے والے تہے اور فقیہ ہے ابن عدی نے کہا یحیی بن ساعد جب بخاری کا ذکر کرتے تو کہتے وہ تو جنگ کرنیوالے
مینڈھے ہین ابو عمرو خفاف نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی پرہیزگار پاک ایسے عالم نے جسکا مثل مین نے نہین دیکھا

محمد بن اسمعیل نے اور کہا کہ اونکو حدیث کا علم احمد اور اسحق سے بیس درجہ زیادہ تھا اور جس نے اون کے حق مین کچھہ برائی کی
اوسپر میری طرف سے ہزار لعنت ہو اور کہا کہ اگر بخاری اس دروازے سے آوین اور مین حدیث بیان کرتا ہون تو مین رعب
سے بہر جاؤن عبد اللہ بن حماد آملی نے کہا مجھے آرزو ہے کہ مین امام بخاری کے بدن کا ایک بال ہوتا سلیم بن مجاہد
نے کہا مین نے ساٹھہ برس سے کسی کو ایسا فقیہ دیکھا نہ ایسا پرہیزگار جیسے محمد بن اسمعیل تھے موسی بن ہارون نے کہا اگر اہل اسلام
جمع ہو کر چاہین کہ کوئی دوسرے شخص کو بخاری کی طرح کھڑا کرین تو یہ ممکن نہین عبد اللہ بن محمد بن سعید بن جعفر نے کہا
مینے بصرہ مین علمار سے سنا وہ کہتے تھے دنیا مین کوئی محمد ابن اسمعیل کی مثل معرفت اور صلاح مین نہین ہے پھر عبد اللہ
نے کہا مین بھی یہی کہتا ہون حافظ ابو العباس نے کہا اگر کوئی شخص تیس ہزار حدیث لکھے تو وہ بے پرواہ نہوگا بخاری کی
تاریخ سے حاکم ابو احمد نے کہا وہ اماموں مین سے تھے معرفت حدیث مین اور جمع حدیث مین حافظ ابن حجر نے کہا کہ اگر بخاری کے
مشائخ اور انکے اہل عصر کے اقوال مین اور جو بعد والون کے ہین اقوال لکھون تو کاغذ تمام ہو جاویگا اور عمر ختم ہو جاویگی
یعنی بیشمار لوگون نے اونکی تعریف کی ہے **امام بخاری کے وسعت حافظہ اور سرعت فہم اور
وفور علم کا بیان** ابن عدی نے کہا مینے بغداد کے متعدد مشائخ سے سنا وہ کہتے تھے جب محمد بن اسمعیل بغداد
کو آئے تو اصحاب حدیث نے اونکا حال سنا اور سب جمع ہوئے اور انکا امتحان لینا چاہا تو سو حدیثون کی متنون اور سندون
کو الٹ پلٹ کر دس دس حدیثین دس آدمیون کو بانٹ دین اور یہ ٹھہرا کہ بخاری کی مجلس مین جا کر ہر ایک آدمی اونسے
باری باری یہ حدیثین پوچھے جب مجلس جم گئی اور بہت سے لوگ بغداد اور خراسان کے حاضر تھے تو ان دس آدمیون
مین سے ایک اوٹھا اور اس نے پوچھا ایک حدیث کو ان دس حدیثون مین سے بخاری نے کہا مین نہین پہچانتا اس حدیث کو
پھر اوسنے دوسری حدیث پوچھی بخاری نے یہی جواب دیا یہانتک کہ وہ فارغ ہو گیا اور بخاری یہی کہتے رہے مین
نہین پہچانتا اب جو علمار تھے وہ تو تاڑ گئے کہ یہ شخص سمجھہ دار ہے اور جو ناواقف تھے وہ بخاری کو کم علم سمجھے
جب دسون آدمی اپنی اپنی حدیثون سے فارغ ہو گئے اور بخاری یہی جواب دیتے رہے مین نہین پہچانتا اوسوقت وہ متوجہ
ہوئے پہلے شخص کی طرف اور کہا تیری پہلی حدیث تو وہ اسطرح سے ٹھیک ہے اور دوسری اسطرح اور تیسری اسطرح
یہانتک کہ دسون کو بیان کر دیا اور ہر ایک کا متن اوسکے اسناد کے ساتھ اور اسناد متن کے ساتھ لگا دیا پھر دوسرے
شخص کی طرف متوجہ ہوئے پھر تیسرے کی طرف اور دسون سے اسی طرح بیان کیا تب سب لوگون نے اونکی حفظ اور
فضیلت کا اقرار کیا حافظ ابن حجر نے کہا اس نقل سے امام بخاری کا حافظہ معلوم ہوتا ہے اول تو غلط حدیثون اور
اسنادون کا صحیح کرنا دوسرے بہ ترتیب سو حدیثون کو بیان کرنا دونون سخت مشکل ہین حالانکہ امام بخاری نے

ان حدیثون کو ایک ہی بار سنا تہا اور ہم نے ابوبکر کلوذانی سے روایت کیا کہ امام بخاری ایک ہی بار مین کتاب کی کتاب
یاد کر لیتے تہے اور اوپر گذر چکا کہ وہ طالب علمی کے زمانہ مین بہی سنتے تہے اور نہ لکہتے تہے ابو الازہر نے کہا سمرقند مین
چارسو محدث تہے سب کے سب جمع ہوئے اور محمد بن اسمعیل کو مغالطہ دینا چاہا اور شام کی اسناد عراق کی اسناد مین شریک
کردی اور عراق کی حرم مین اور حرم کی یمن مین باوجود اسکے ایک غلطی بہی امام بخاری پر نہ کر سکے (سبحان اللہ یہ
حافظہ اور یہ ذہن خداداد تہا) غنجار نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے مین نے سنا ابو القاسم منصور بن اسحاق بن ابرہیم
اسدی سے وہ کہتے تہے مینے سنا ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن ابرہیم سے وہ کہتے تہے مینے سنا یوسف بن موسی مروزی سے وہ
کہتے تہے مین بصرہ مین تہا جامع مسجد مین تہا مینے ایک منادی کی آواز سنی اے علم والو محمد بن اسمعیل بخاری آئے
ہین یہ سنکر لوگ کہڑے ہوئے مین بہی انکے ساتہ رہا پہر ہم نے دیکہا ایک شخص کو جو جوان ہے اسکی داڑہی مین
سفیدی نہین ہے انہون نے نماز پڑہی ستون کے پیچہے جب نماز سے فارغ ہوئے لوگون نے انکو گہیر لیا اور انسے درخواست
کی ایک مجلس مین حدیث سنانے کی انہون نے قبول کیا پہر منادی نے آواز دی اے علم والو محمد بن اسمعیل بخاری
آئے اور ہمنے انسے درخواست کی ایک مجلس کرنے کی حدیث سنانے کیلئے تو انہون نے منظور کی کل فلان مقام مین
مجلس ہوگی جب دوسرا دن ہوا تو محدثین اور حفاظ اور فقہا جمع ہوئے قریب ایک ہزار آدمیون کے ابو عبد اللہ
حدیث سنانے کیلئے بیٹہے انہون نے سنانے سے پہلے کہا اے بصرہ والو مین جوان ہون اور تم نے مجہسے چاہا کہ مین تم سے
حدیث بیان کرون اور مین تمسے حدیث بیان کرونگا تمہارے شہر والون کی جو تمہارے پاس نہین ہین یہ سنکر لوگون نے
تعجب کیا امام بخاری نے حدیث سنانا شروع کیا اور کہا حدیث بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن عثمان بن جبلہ بن رواد عتکی
نے اوس نے کہا حدیث بیان کی مجہسے میرے باپ نے اوس نے شعبہ سے انہون نے منصور وغیرہ سے اوس نے سالم بن ابی الجعد سے
اوس نے انس بن مالک سے کہ ایک گنوار آیا رسول اللہ صلعم کے پاس اور عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص محبت کرتا ہے
ایک قوم سے اخیر تک پہر امام بخاری نے کہا یہ حدیث تمہارے پاس منصور کی روایت سے نہین ہے بلکہ اور لوگون کی روایت سے
ہے سوا منصور کے یوسف بن موسی نے کہا پہر اسیطرح مجلس کو تمام کیا ہر ایک حدیث کو روایت کرتے اور کہتے یہ
تمہارے پاس فلان کی روایت سے نہین ہے جعفر بن خطاب نے کہا جب بخاری اخیر بار عراق سے آئے اور لوگ انسے
ملے اور ہجوم کیا تو انہون نے کہا کاش تم اوسوقت دیکہتے جب ہم بصرہ کو گئے تہے گویا انہون نے اشارہ کیا اسی قصہ
کیطرف امام بخاری نے کہا مین نیشاپور مین تہوڑا رہا رمضان کے مہینہ مین تو اسحاق بن راہویہ مجہے پوچہنے
کو آئے اپنے چند یارون کے ساتہ اونہون نے کہا اے ابو عبد اللہ کیا تم روزے سے نہین ہو مین نے کہا نہین انہون

نے کہا تم نے بخاری کی رخصت کو قبول کر لیا میں نے کہا مجھکو خبر دی عبدان نے انہون نے عبد اللہ بن مبارک
سے انہون نے ابن جریج سے انہون نے عطا سے کہا کون سی بیماری میں افطار کرنا چاہیے عطا نے کہا کوئی بھی بیماری ہو
جیسے اللہ تعالی نے فرمایا فمن کان منکم مریضاً امام بخاری نے کہا یہ روایت اسحاق بن راہویہ کے پاس نہین تھی سلیم بن
مجاہد نے کہا محمد بن اسمعیل کہتے تھے مین کوئی حدیث صحابہ و تابعین سے روایت نہین کرتا جنکی ولادت اور وفات
اور وطن کو مین نہ جانتا ہون اور مین کوئی حدیث موقوف ایسی روایت نہین کرتا جسکے اصل اللہ کی کتاب یا رسول کی سنت
سے مجھکو معلوم نہ ہو علی بن حسین بن عاصم بیکندی نے کہا محمد بن اسمعیل ہمارے پاس آئے ایک شخص ہمارے اصحاب مین
سے بولا مین نے اسحق بن راہویہ سے سنا وہ کہتے تھے گویا مین اپنی کتاب مین ستر ہزار حدیثون کو دیکھ رہا ہون محمد بن اسمعیل نے
کہا اس مین تعجب کیا ہے شاید اس زمانہ مین وہ شخص موجود ہو جو دو لاکھ حدیثون کیطرف اپنی کتاب مین دیکھ رہا ہو اور مراد
لیا اس سے اپنے تئین محمد بن حمدویہ نے کہا مین نے بخاری سے سنا کہتے تھے مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثین یاد ہین اور دو لاکھ
غیر صحیح وراق نے کہا مین نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تھے مین بات کو نہین سوچا یہان تک کہ مین نے شمار کیا کہ کتنی حدیثین
مین نے اپنی کتابون مین شریک کی تھین وہ دو لاکھ حدیثین نکلین اور ایک روایت مین ہے امام بخاری نے کہا مین دس ہزار
حدیثین صرف نماز کے باب مین روایت کرسکتا ہون وراق نے کہا مین نے ان سے پوچھا جتنی حدیثین تمہاری کتابون مین ہین
وہ سب تمکو یاد ہین انہون نے کہا بیشک ان مین سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہین ہے اور مین نے اپنی تمام کتابون کو تین بار تصنیف
کیا ہے یعنے تین بار صاف لکھا ہے اور ایک بار مین نے سنا کہ انہون نے بھلاوان پیا ہے مین نے پوچھا آپ نے تنہائی مین
حافظہ کی کوئی دوا بھی ہے انہون نے کہا مین نہین جانتا پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ حافظہ کے لیے اس سے بہتر
کوئی چیز نہین ہے کہ انسان اپنے یاد پر ہمیشہ ساز کرے اور ہمیشہ دیکھتا رہے اور کہتے تھے کہ مین حج کے بعد مدینہ مین ایک سال
رہا پھر بصرہ مین پانچ برس اپنی کتابون کے ساتھ تصنیف کرتا تھا اور حج کرتا تھا اور مکہ سے بصرہ کو لوٹ جاتا تھا
اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی ان تصنیفات مین مسلمانون کو برکت دیگا اور کہتے تھے کہ ایک بار مین نے انس کے یارون
کا خیال کیا تو تین سو آدمی میرے ذہن مین آئے اور مین کسی شیخ پاس نہین گیا مگر تنہا فائدہ مین نے اُس سے لیا تھا
اس سے زیادہ اُسنے مجھسے اوٹھایا وراق نے کہا امام بخاری نے ہمین ایک کتاب بنائی جسمین پانسو حدیثین تھین اور کہا
کہ وکیع کی کتابون مین یہ کہین نہین صرف دو یا تین حدیثین مسند مین اور ابن المبارک کی کتاب مین پانچ ہونگی اور کہتے تھے
مین حدیث بیان کرنے کے لیے نہین بیٹھا یہانتک کہ مین نے صحیح حدیث کو سقیم سے پہچانا اور یہانتک کہ مین نے
اہل رائے کی کتابین دیکھین اور بصرہ مین کوئی حدیث نہ چھوڑی جسکو مین نے نہ لکھا ہو اور کہتے تھے کہ کوئی [illegible]

ایسی بہت ہی جو کتاب اور سنت میں مروی ہیں میں نے کہا اسکی معرفت ممکن ہے اونہوں نے کہا ہاں ممکن ہے احمد بن حمدون
حافظ نے کہا میں نے امام بخاری کو ایک جنازے میں دیکھا اور محمد بن یحییٰ ذہلی اونسے پوچھتے تھے اسما اور علل کو اور بخاری
تیر کی طرح اونکے بیان کرنے میں رواں تھے گویا قل ہو اللہ پڑھتے ہیں ابو حامد اعمش حافظ سے روایت ہے ہم محمد بن اسمعیل
بخاری کے پاس تھے نیشاپور میں اتنے میں مسلم بن حجاج (جنکی صحیح مسلم ہے) آئے اور اونسے یہ حدیث پوچھی عبید اللہ بن
عمر کی ابو الزبیر سے اونہوں نے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک لشکر میں بھیجا اور ہمارے ساتھ ابو عبیدہ
تھے اخیر تک جو لمبی حدیث ہے بخاری نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابن ابی اویس نے اونہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی
میرے بھائی نے اونہوں نے سلیمان بن بلال سے اونہوں نے عبید اللہ سے پھر بیان کی پوری حدیث پھر ایک آدمی نے
اونکے سامنے یہ حدیث پڑھی حجاج بن محمد کی ابن جریج سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سہیل بن ابی صالح سے
انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہ سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا مجلس کا
کفارہ جب آدمی کھڑا ہو پھر کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ
إِلَيْكَ مسلم نے کہا دنیا میں اس سے اچھی حدیث ہو گی ابن جریج عن موسیٰ بن عقبہ عن سہیل بن ابی صالح اور اس اسناد
سے دنیا میں یہی حدیث ہے محمد بن اسمعیل نے کہا ہاں مگر وہ اس میں علت ہے مسلم نے کہا لا الہ الا اللہ اور لرز گئے اور کہا
بیان کر دو مجھ سے وہ علت کیا ہے بخاری نے کہا چھپا اسکو جو اللہ نے چھپایا یہ حدیث بڑی ہے لوگوں نے اسکو روایت کیا
حجاج بن محمد سے اونہوں نے ابن جریج سے مسلم نے عاجزی کی اور امام بخاری کا سر چوما اور رونے لگے قریب ہو گئے امام
بخاری نے کہا اچھا اگر ایسا ہی ضرور ہے تو لکھ لے حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن اسمعیل نے حدیث بیان کی
ہمسے وہیب نے حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے عون بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کفارہ مجلس کا اخیر تک مسلم نے کہا تمسے وہی دشمنی رکھے گا جو حاسد ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا
میں تمہاری مثل کوئی نہیں ہے اور ایسا ہی روایت کیا حاکم نے اس قصے کو تاریخ نیشاپور میں ابو محمد مخلدی سے
اور روایت کیا اسکو بیہقی نے مدخل میں حاکم سے دوسری طرز پر یہ ہے کہ میں نے سنا ابو نصر احمد بن محمد وراق سے وہ
کہتے تھے میں نے سنا احمد بن حمدون قصار سے یعنی ابو حامد اعمش سے وہ کہتے تھے میں نے سنا مسلم بن حجاج سے اور وہ آئے
محمد بن اسمعیل بخاری پاس پھر بوسہ دیا اونکی دونوں آنکھوں کے بیچ میں اور کہا مجھے چھوڑ دو پاؤں چوموں اے استادوں کے استاد اور
اے محدثوں کے سردار اور اے طبیب حدیث کی علتوں کے تمسے حدیث بیان کی محمد بن سلام نے اونہوں نے کہا ہمسے حدیث
بیان کی مخلد بن یزید نے ہمکو خبر دی ابن جریج نے مجھسے حدیث بیان کی موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے سہیل بن ابی صالح

سے اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجلس کے کفارہ مین محمد بن
اسمعیل نے کہا اور ہم سے حدیث بیان کی محمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے ان دونوں نے کہا ہم سے حدیث بیان
کی حجاج بن محمد نے اونہوں نے سنا ابن جریج سے اونہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی موسی بن عقبہ نے اونہوں نے
سہیل سے انہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجلس کا کفارہ یہ ہے
کہ مجلس سے اٹھے تو کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ محمد بن اسمعیل نے کہا حدیث یا حدیث ابراہیم اور میں نہیں جانتا
اس اسناد سے دنیا مین مگر یہی حدیث اتنی بات ہے کہ یہ حدیث معلول ہے حدیث بیان کی ہم سے موسی بن اسمعیل نے انہوں
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سہیل نے انہوں نے عون بن عبداللہ سے اونکا قول نقل کیا محمد بن اسمعیل نے کہا یہ اولے ہے
اور موسی بن عقبہ کی مسند سہیل سے کوئی روایت نہیں کرتا اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے علوم الحدیث مین اسی
اسناد سے اس سے مختصر اور اسکے اخیر مین یہ کہا جس سے وہم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے کہا مین اس باب مین سوا اسکے
حدیث کے اور نہیں جانتا حالانکہ بخاری نے یہ نہیں کہا بلکہ بخاری کا کلام اوپر گذرا اور قیاس سے بعید ہے کہ
بخاری ایسا کہتے باوجود اسکے کہ اونکو معلوم تہین وہ حدیثین جو اس باب مین آئین ہین واللہ اعلم تمام ہوا کلام
حافظ ابن حجر کا اس باب مین صحیح بخاری کے اور زیادہ فضائل کا بیان الہم اللہم کشمیہنی نے
کہا مین نے فربری سے سنا وہ کہتے تہے مین نے محمد بن اسمعیل بخاری سے سنا کہتے تہے مینے اس جامع صحیح مین کوئی
حدیث داخل نہین کی جب تک غسل نہین کیا اور دو رکعتین نہین پڑہین اور کہتے تہے مین نے جامع کو چہہ لاکہہ حدیث
سے انتخاب کیا اور کہتے تہے مین نے یہ کتاب جامع مسجد حرام مین تصنیف کی اور کوئی حدیث اوسمین شریک نہین
کی جب تک خداوند کریم سے استخارہ نہین کیا اور دو رکعتین نہین پڑہین اور یقین نہ ہوا مجھکو اوس کی صحت پر حافظ ابن حجر
نے کہا اور روایتون مین جو مذکور ہے کہ وہ اس کو اور شہرون مین تصنیف کرتے تہے اون مین اور اس روایت مین تطبیق
اس طرح ہے کہ امام بخاری نے اسکی تصنیف شروع کی مسجد حرام مین پہر حدیثین نکالتے رہے اور شہرون مین بہی اور اسکی دلیل
یہ ہے کہ انہون نے اس کتاب کو سولہ برس مین تصنیف کیا اور ظاہر ہے کہ اتنی مدت تک وہ مکہ مین نہین رہے تہے اور ابن عدی
اور ایک جماعت نے روایت کیا کہ امام بخاری نے تراجم ابواب کو قبر شریف اور منبر شریف کی درمیان مرتب کیا اور ہر
ایک ترجمہ کے لیے دو رکعتین پڑہتے تہے اور یہ روایت بہی اگلی روایتون کے خلاف نہین ہے کیونکہ مرتب کرنے سے
مراد صاف کرنا ہے تو مسودہ پہلے کیا ہوگا اور صاف یہان کیا ہوگا فربری نے کہا مین نے محمد بن ابی حاتم وراق سے سنا وہ کہتے
تہے مین نے امام بخاری کو خواب مین دیکہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچہے چلتے دیکہا جہان سے آپ قدم اوٹہاتے بخاری اسی جگہ

قدم کہتے خطیب نے نجم بن فضیل سے بھی یہی خواب نقل کیا اور خطیب نے کہا مجھکو لکھا علی بن محمد جرجانی نے اصفہان سے کہ انہوں نے
سنا محمد بن مکی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا فربری سے وہ کہتے تھے میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھسے پوچھا تو کہاں
جاتا ہے میں نے کہا محمد بن اسمعیل کے پاس آپ نے فرمایا میری طرف سے اونکو سلام کہنا۔ ابو سہل محمد بن احمد مروزی سے باسناد مروی
ہے وہ کہتے تھے سنا ابو زید مروزی سے سنا وہ کہتے تھے میں رکن اور مقام کے بیچ میں سو رہا تھا میں نے خواب میں رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا اے ابو زید تو کب تک شافعی کی کتاب پڑھا دیگا اور میری کتاب نہیں پڑھاتا میں نے عرض کیا یا
رسول اللہ آپکی کتاب کون سی ہے آپ نے فرمایا جامع محمد بن اسمعیل بخاری کی۔ امام ابو عبد الرحمن نسائی نے پوچھا علما اور زہاد
کو اونہوں نے کہا دونو شہر میں فلیم سے اور ان سب کتابوں میں کوئی کتاب محمد بن اسمعیل کی کتاب سے زیادہ صحیح نہیں ہے
ابو جعفر عقیلی نے کہا جب بخاری نے یہ کتاب تصنیف کی تو اوسکو پیش کیا علی بن المدینی اور احمد بن حنبل اور یحیی
بن معین وغیرہم کے سامنے انہوں نے اسکو اچھا کہا اور گواہی دی کہ اس میں سب حدیثیں صحیح ہیں مگر چار حدیثیں عقیلی نے
کہا وہ چار حدیثیں بھی صحیح ہیں اور انکی صحت میں بخاری کا قول ٹھیک ہے **امام بخاری اور ذہلی سے
جو جھگڑا ہوا اسکا بیان** حاکم ابو عبد اللہ نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ بخاری نیشاپور میں ۲۵۰ ہجری میں آئے
اور ایک مدت تک وہاں رہے حدیثیں سناتے تھے ہمیشہ تو میں نے سنا محمد بن حامد بزار سے وہ کہتے تھے میں نے سنا
حسن بن محمد بن جابر سے وہ کہتے تھے میں نے سنا محمد بن یحیی ذہلی سے وہ کہتے تھے اس نیک شخص کے پاس
جاؤ (یعنے بخاری کو) اور اس سے حدیثیں سنو لوگ جانے لگے اور متوجہ ہوئے بخاری سے سننے پر یہاں تک کہ ذہلی کی
مجلس میں خلل آنے لگا تب اونہوں نے بخاری پر الزام لگایا حاکم بن احمد بن محمد نے کہا میں نے مسلم بن حجاج سے سنا وہ
کہتے تھے جب محمد بن اسمعیل نیشاپور میں آئے تو میں نے کسی والی یا حاکم یا عالم کو نہیں دیکھا کہ اسکی ایسی تعظیم ہوئی ہو لوگوں
نے دو تین منزل تک انکا استقبال کیا۔ محمد بن یحیی ذہلی نے کہا جو شخص چاہے استقبال کرے محمد بن اسمعیل کا کل
میں تو انکا استقبال کرونگا پھر استقبال کیا انہوں نے اور اکثر علما نیشاپور نے پھر بخاری شہر میں داخل ہوئے
اور بخاریوں کے گھر میں اترے محمد بن یحیی نے ہمسے کہا بخاری سے کوئی کلام کا مسئلہ مت پوچھو اس لیے کہ اگر وہ
ہمارے خلاف جواب دینگے اور ہم میں انسے جھگڑا ہوگا تو ہر ایک رافضی اور ناصبی اور جہمی اور مرجی خراسان کا
خوش ہوگا پھر لوگوں نے ہجوم کیا محمد بن اسمعیل پر یہاں تک کہ گھر اور چھت بھر گیا جب دوسرا یا تیسرا دن ہوا تو ایک
شخص کھڑا ہوا اور انسے پوچھا ہم جو لفظ قرآن کے اپنی زبان سے نکالتے ہیں یہ کیا ہیں یعنے مخلوق یا غیر مخلوق
امام بخاری نے کہا کہ ہمارے افعال مخلوق ہیں اور ہمارے لفظ بھی ہمارے فعل ہیں تو وہ بھی مخلوق ہونگے یعنے وہ

وہ آوازین جو ہماری زبان سے نکلتی ہین باقی رہا قرآن شریف جیسے اوسکے الفاظ اور معانی جو اللہ تعالی بولا ہے یہ
اللہ کا کلام ہے وہ غیر مخلوق ہے اور جو قرآن کے الفاظ کو مخلوق کہتے ہین وہ گمراہ ہین امام احمد نے کہا لفظیہ جہمیہ
سے بھی بدتر ہین) پھر لوگون مین اختلاف ہوا کوئی کہنے لگا امام بخاری نے کہا قرآن کے ساتھ میرا لفظ مخلوق
ہے اور بعضون نے کہا ایسا نہین کہا یہانتک کہ ایکدوسرے کو مارنے اوٹھے لیکن گھر والون نے سبکو باہر نکالدیا ابو
احمد بن عدی نے کہا ایک جماعت مشائخ نے مجھسے بیان کیا کہ محمد بن اسمعیل جب نیشاپور مین آئے اور لوگ انکے پاس
جمع ہوئے تو بعضے عالمون کو انسے حسد پیدا ہوا وہ اصحاب حدیث سے کہنے لگے کہ بخاری کہتے ہین میرا لفظ قرآن کے
ساتھ مخلوق ہے پھر جب بخاری کی مجلس مین بیٹھے ایک شخص اوٹھا اور کہنے لگا اے ابو عبد اللہ قرآن کے لفظ مین آپ کیا
کہتے ہین وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق بخاری نے اوسکی طرف التفات نہ کیا تین بار اوس نے یہی پوچھا آخر جب اوسنے
بہت اصرار کیا تو بخاری نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ مخلوق نہین ہے اور بندون کے افعال مخلوق ہین
اور امتحان لینا بدعت ہے اس شخص نے غل مچادیا کہ بخاری کہتے ہین کہ لفظ بالقرآن مخلوق ہے حاکم نے کہا
حدیث بیان کی ہمسے ابو بکر بن ابی الہیثم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے فربری نے انہون نے کہا سنا میں نے محمد
بن اسمعیل سے سنا وہ کہتے تھے بندون کے افعال مخلوق ہین کیونکہ ہمسے حدیث بیان کی علی بن عبد اللہ نے انہون
نے کہا ہمسے حدیث بیان کی مروان بن معاویہ نے انہون نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ابو مالک نے انہون
نے سنا ربعی سے انہون نے حذیفہ سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالے ہر صانع
کا پیدا کرنے والا اور اسکی صنعت کا بھی پیدا کرنے والا ہے بخاری نے کہا مین نے عبید اللہ بن سعید سے
سنا یعنے ابو قدامہ سرخسی سے وہ کہتے تھے ہم ہمیشہ اپنے اصحاب سے سنا کرتے تھے وہ کہتے تھے بندون کے افعال مخلوق
ہین محمد بن اسمعیل نے کہا بندونکی حرکات اور انکی آوازین اور انکے کام اور کتابت یہ سب مخلوق ہین لیکن قرآن
جو مصحف مین لکھا ہے دلون مین یاد ہے وہ اللہ کا کلام ہے مخلوق نہین ہے اللہ تعالی نے فرمایا وہ کھلی نشانیان
ہین عالمون کے سینون مین اور اسحق بن راہویہ نے کہا لیکن قرآن کا ظرف یعنے لوگون کے دل انکے مخلوق
ہونے مین کون شک کرتا ہے ابو حامد بن شرقی نے کہا مین نے محمد بن یحیی ذہلی سے سنا وہ کہتے تھے قرآن اللہ کا
کلام ہے مخلوق نہین ہے اور جو یہہ کہے میرا لفظ ساتھ قرآن کے مخلوق ہے وہ بدعتی ہے نہ اوسکی صحبت
مین بیٹھنا چاہیے نہ اس سے بات کرنا چاہیے اور جو شخص اب محمد بن اسمعیل کے پاس جاوے اوسکو سمجھلو کہ وہ بھی
بدعتی ہے کیونکہ اونکی مجلس مین وہی حاضر ہوگا جو انکے مذہب پر ہے حاکم نے کہا جب بخاری اور ذہلی مین مسئلہ

لفظ پر تنازع ہوا تو لوگون نے بخاری پاس جانا چھوڑ دیا مگر دو آدمیون نے نہ چھوڑا ایک مسلم بن حجاج نے دوسرا احمد بن سلمہ
نے تو ذہلی نے کہا جو شخص لفظ کا قائل ہو اوسکو ہماری مجلس مین آنا حلال نہین یہ سنکر مسلم نے اپنی چادر عمامہ پر اوڑہی اور
لوگون کے سامنے اوٹہی اور جتنی حدیثین ذہلی سے سنی تہین وہ سب ایک فرد پر لادکر ذہلی کے پاس واپس کردین حاکم نے
کہا مسلم نے یہ انصاف کیا اور اپنی کتاب مین نہ ذہلی سے روایت کی نہ بخاری سے حاکم ابو عبد اللہ نے کہا مین نے محمد بن صالح بن
ہانی سے سنا وہ کہتے تہے مین نے محمد بن سلمہ نیساپوری سے سنا وہ کہتے تہے مین بخاری کے پاس گیا اور مین نے کہا ای ابو عبد اللہ
ذہلی ایک مقبول شخص ہے خراسان مین خصوصًا اس شہر مین اور اسکو اس مسئلہ مین ایسا استغراق ہو گیا ہے کہ ہم مین سے کوئی اسکو
رد نہین کر سکتا تو تمہاری کیا راے ہے یہ سنکر بخاری نے اپنی داڑہی مٹہی مین تہامی اور کہا اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ
اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ الٰہی تو جانتا ہے کہ مین نیساپور مین اترائی یا فخر یا حکومت طلب کرنے کو نہین آیا صرف میرے
دل نے وطن جانا چاہا کیونکہ وہان مخالفین کا غلبہ ہے تو مین یہان آگیا اب یہ شخص حسد سے میرے ایذا کے درپے
ہے اسلیے کہ اس علم پر جو تو نے مجھکو دیا اور کسی کو نہ دیا پہر کہنے لگے ای احمد مین کل یہان سے نکل جاونگا تاکہ
لوگ اسکی حدیثین سنین حاکم نے کہا حافظ ابو عبد اللہ بن اخرم نے کہا جب مسلم بن حجاج اور احمد بن سلمہ محمد بن یحیے کی
مجلس سے چلے گئے بوجہ بخاری کے تو ذہلی نے کہا یہ شخص (یعنے بخاری) اس شہر مین نہ رہے اس سے بخاری کو ڈر ہوا اور وہ نیساپور
سے نکلے غنجار نے تاریخ بخارا مین لکہا ہے احمد بن نصر نیساپوری نے کہا ہم ایک دن ابو اسحاق قرشی کے پاس تہے اور ہمارے
ساتہ محمد بن نصر مروزی بہی تہے تو محمد بن اسمعیل کا ذکر آیا محمد بن نصر نے کہا مین نے اُنسے سنا وہ کہتے تہے جو شخص میرا یہ قول
بیان کرتا ہے کہ میرا لفظ بالقرآن مخلوق ہے وہ جہوٹا ہے مین نے یہ نہین کہا بلکہ مین نے صرف یہ کہا کہ بندون کے فعال
مخلوق ہین محمد بن نعیم نے کہا مین نے محمد بن اسمعیل سے جب یہ جہگڑے ہوئے ایمان کو پوچہا اونہون نے کہا ایمان
قول ہے اور عمل ہے گہٹتا ہے اور بڑہتا ہے اور قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صحابہ مین سب سے ابوبکر افضل ہین پہر عمر پہر عثمان پہر علی رضی اللہ عنہم اسی عقیدہ پر مین جیا اور اسی پر مرونگا اور اسی پر
اٹہونگا اگر خدا چاہے امام بخاری کے تصانیف اور رواۃ کا بیان جامع صحیح کا تو ذکر اوپر گذرا
فربری نے کہا کہ اس کتاب کو امام بخاری سے نوے ہزار آدمیون نے سنا اور اب سوا میرے اور کوئی زندہ نہین اور
یا اونہون نے اپنے علم کے رو سے کہا اون کے بعد نو برس تک ابو طلحہ منصور بن محمد نے روایت کی اور صحیح کہا اسکو ابو النصر
بن کرونی نے اور روایت کیا اسکو ابراہیم بن معقل نسفی نے اور حماد بن شاکر نسوی نے اور مشہور روایت جو ہم تک پہنچی
بخاری کی وہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر فربری کی ہے اور امام بخاری کی تصنیفات مین سے دوسری کتاب

ادب مفرد ہے روایت کیا اسکو امام بخاری سے احمد بن محمد بن الجلیل بزار نے اور ایک کتاب رفع الیدین ہے اور ایک کتاب القراءۃ خلف الامام دونوں کو روایت کیا محمود بن اسحاق خزاعی نے اور وہ سب سے آخر روایت کرنے والے ہیں امام بخاری سے بخارا میں اور ایک کتاب بر الوالدین ہے اسکو روایت کیا محمد بن دلویہ وراق نے اور ایک تاریخ کبیر ہے اوسکو روایت کیا ابو احمد محمد بن سلیمان بن فارس نے اور ابو الحسن محمد بن سہل نسوی نے اور ایک تاریخ اوسط ہے اسکو روایت کیا عبد اللہ بن احمد بن عبد السلام خفاف نے اور زنجویہ بن محمد لباد نے اور ایک تاریخ صغیر ہے اوسکو روایت کیا عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن اشقر نے اور ایک کتاب ہے خلق افعال العباد اسکو روایت کیا یوسف بن ریحان بن عبد الصمد نے اور فربری نے اور ایک کتاب الضعفا ہے اوسکو روایت کیا ابو بشر محمد بن احمد بن حماد دولابی نے اور ابو جعفر مسیح بن سعید اور آدم بن موسی حواری نے اور یہ تصانیف موجود ہیں اور ہمنے انکو روایت کیا ہے سماع اور اجازت سے اور ایک کتاب ہے جامع کبیر ذکر کیا اسکا ابن طاہر نے اور ایک مسند کبیر ہے ایک تفسیر کبیر ذکر کیا اسکو فربری نے اور ایک کتاب الاشربہ ہے ذکر کیا اسکو دارقطنی نے مؤتلف او مختلف میں امام بخاری کی کتابوں میں اور ایک کتاب الہبہ ہے ذکر کیا اسکو وراق نے جیسے گذرا اور ایک کتاب اسامی صحابہ ہے ذکر کیا اسکو ابو القاسم بن مندہ نے اور ایک کتاب الوحدان ہے یعنی ان صحابہ کے بیان میں جن سے ایک ہی حدیث مروی ہے اور ایک کتاب المبسوط ہے اور ایک کتاب العلل ہے اور ایک کتاب الکنی ہے اور ایک کتاب الفوائد ہے اور امام بخاری سے انکی مشائخ نے روایت کی ہے اُن میں سے عبد اللہ بن محمد مسندی اور عبد اللہ بن منیر اور اسحاق بن احمد سرماری اور محمد بن خلف بن قتیبہ وغیرہم اور اُن کے معاصرین نے اُن میں سے ہیں ابو زرعہ اور ابو حاتم رازیان اور ابراہیم حربی اور ابو بکر بن ابی عاصم اور موسی بن ہارون حمال اور محمد بن عبد اللہ مطین اور اسحاق بن احمد بن زیرک فارسی اور محمد بن قتیبہ بخاری اور ابو بکر اعین اور بڑے بڑے حافظوں نے علم حدیث کے ان میں سے ہیں صالح بن محمد اور مسلم بن حجاج اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن اسحاق بن خزیمہ اور محمد بن نصر مروزی اور ابو عبد الرحمن نسائی اور ابو عیسی ترمذی جو اُن کے شاگرد بھی ہوئے اور عمرو بن محمد بجیری اور ابو بکر بن ابی الدنیا اور ابو بکر بزار اور حسین بن محمد قبانی اور یعقوب بن یوسف بن الاخرم اور عبید اللہ بن محمد بن ناجیہ اور سہل بن شاذویہ بخاری اور عبد اللہ بن واصل اور قاسم بن زکریا مطرز اور ابو قریش محمد بن جمعہ اور محمد بن محمد بن سلیمان باغندی اور ابراہیم بن موسی جوزی اور علی بن عباس مقانعی اور ابو حامد اعمش اور ابو بکر احمد بن محمد صدقہ بغدادی اور اسحق بن داؤد صواف اور حاشد بن اسمعیل بخاری اور محمد بن عبد اللہ بن جنید اور محمد بن موسی نہرتیری اور جعفر بن محمد نیشاپوری اور ابی بکر بن ابی داؤد اور ابو القاسم بغوی اور ابو محمد بن صاعد اور محمد بن

جعفری اور حسین بن اسمعیل محاملی اور وہ اخیر ہیں جنہوں نے روایت کی امام بخاری سے بغداد میں امام بخاری نے
کن کن شہروں میں کن لوگوں سے سنا حاکم ابو عبداللہ نے تاریخ نیشاپور میں لکھا کہ امام بخاری
نے مکہ میں ابوالولید احمد بن محمد ازرقی اور عبداللہ بن یزید مقری اور اسمعیل بن سالم صائغ اور ابوبکر عبداللہ بن الزبیر حمیدی
اور ان کے اقران سے سنا اور مدینہ میں ابراہیم بن منذر حزامی اور مطرف بن عبداللہ اور ابراہیم بن حمزہ اور ابو ثابت
محمد بن عبیداللہ اور عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی اور ان کے اقران سے سنا اور شام میں محمد بن یوسف فریابی
اور ابو نصر اسحاق بن ابراہیم اور آدم بن ابی ایاس اور ابوالیمان حکم بن نافع اور حیوۃ بن شریح اور ان کے اقران سے سنا
اور بخارا میں محمد بن سلام بیکندی اور عبداللہ بن محمد مسندی اور ہارون بن الاشعث اور انکے اقران سے سنا اور مرو
میں علی بن حسن بن شقیق اور عبدان اور محمد بن مقاتل اور انکے اقران سے سنا اور بلخ میں مکی بن ابراہیم اور یحییٰ بن بشر اور
محمد بن ابان اور حسن بن شجاع اور یحییٰ بن موسیٰ اور قتیبہ اور ان کے اقران سے سنا اور وہاں بہت رہے اور ہرات میں احمد بن
ابی الولید حنفی سے سنا اور نیشاپور میں یحییٰ بن یحییٰ اور بشر بن الحکم اور اسحاق بن راہویہ اور محمد بن رافع اور محمد بن یحییٰ
ذہلی اور ان کے اقران سے سنا اور رے میں ابراہیم بن موسیٰ سے اور بغداد میں محمد بن عیسیٰ طباع اور محمد بن سابق
اور سریج بن النعمان اور احمد بن حنبل اور انکے اقران سے سنا اور واسط میں حسان بن حسان اور حسان بن عبداللہ
اور سعید بن سلیمان اور انکے اقران سے سنا اور بصرہ میں ابو عاصم نبیل اور صفوان بن عیسیٰ اور بدل بن المحبر اور
اور حرمی بن عمارہ اور عفان بن مسلم اور محمد بن عرعرہ اور سلیمان بن حرب اور ابوالولید طیالسی اور عارم اور محمد بن سنان
اور انکے اقران سے سنا اور کوفہ میں عبیداللہ بن موسیٰ اور ابونعیم اور احمد بن یعقوب اور اسمعیل بن ابان اور حسن بن ربیع
اور خالد بن مخلد اور سعد بن حفص اور طلق بن غنام اور عمر بن حفص اور فروہ اور قبیصہ بن عقبہ اور ابو غسان اور
انکے اقران سے سنا اور مصر میں عثمان بن صالح اور سعید بن ابی مریم اور عبداللہ بن صالح اور احمد بن شبیب اور اصبغ بن الفرج اور سعید بن عیسیٰ اور سعید بن کثیر
بن عفیر اور یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر اور انکے اقران سے سنا اور جزیرہ میں احمد بن عبدالملک حرانی اور احمد بن یزید حرانی
اور عمرو بن خلف اور اسمعیل بن عبداللہ رقی اور انکے اقران سے سنا حاکم ابو عبداللہ نے کہا امام بخاری ان تمام شہروں
میں گئے علم حاصل کرنے کے لیے اور ہر ایک شہر میں وہاں کے مشائخ کے پاس رہے اور روایت کیا ہے خطیب بغدادی نے
انہوں نے کہا سفر کیا امام بخاری نے شہروں کے محدثوں کی طرف اور لکھا حدیث کو خراسان اور جبال اور عراق کے شہروں
میں اور حجاز اور شام اور مصر اور بغداد میں کئی بار آئے اور جعفر بن قطان سے جنہنے کئی طریقوں سے روایت کیا وہ
کہتے تھے میں نے سنا بخاری سے وہ کہتے تھے میں نے ہزار عالموں سے یا زیادہ سے حدیث لکھی اور میرے پاس کوئی ایسی حدیث

نہین سکا اسناد مجھکو یاد نہو

صحیح بخاری کی شرحون کا بیان

جناب سید علامہ مولانا ابو الطیب صدیق بن حسن بن علی بخاری دام فیوضہ نے اپنی کتاب اتحاف النبلا مین لکھا ہے کہ صحیح بخاری کی شرح کرنے پر اگلے اور پچھلے علما نے ہمت کی ہے ایک شرح ہی امام ابو سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم خطابی کی اسکا نام ہی اعلام السنن دوسری شرح ہی امام محمد تیمی کی تیسری شرح ہے ابو جعفر احمد بن سعید داودی کی چوتھی مہلب بن ابی صفرہ کی قسطلانی نے کہا پانچوین ابو الزناد سراج کی چھٹی امام ابو الحسن علی بن خلف مالکی کی ساتوین شرح ابو حفص عمر بن الحسن بن عمر فوزنی کی آٹھوین ابو القاسم احمد بن محمد بن عمرو بن ورد تیمی کی نوین امام عبد الواحد بن تین کی دسوین امام ناصر الدین علی بن محمد بن منیر سکندری کی اور وہ بڑی ہے دس جلدون مین گیارہوین شرح ہے ابو الاصبغ عیسی بن سہل بن عبد اللہ اسدی کی بارہوین شرح ہے امام قطب الدین عبد الکریم بن عبد النور حنفی کی اور یہ آدھی کتاب کی دس جلدون مین ہے تیرہوین شرح امام حافظ علاء الدین مغلطائی کی اسکا نام تلویح ہے اس شرح کا مختصر جلال الدین رسولا بن احمد تبانی نے کیا ہے چودہوین شرح علامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی کی اور یہ شرح متوسط ہی اسکا نام کواکب دراری ہی پندرہوین شرح ہے انکی بیٹے یحیی بن محمد کرمانی کی اوسکا نام مجمع البحرین وجواہر البحرین ہے سولہوین شرح ہے امام سراج الدین عمر بن علی بن ملقن شافعی کی اوسکا نام ہے شواہد التوضیح سترہوین شرح ہی علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الدائم کی اسکا نام اللامع الصبیح ہی اٹھارہوین شرح شیخ برہان الدین ابراہیم بن محمد حلبی کی اسکا نام تلقیح الفہم قاری الصحیح ہے اسکا مختصر محمد بن محمد شافعی نے کیا ہے اور ایک شرح سب شرحون سے بڑی اور عمدہ اور جامع امام شیخ الاسلام حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی کی جب یہ شرح تمام ہوئی تو مولف نے بڑی دعوت کی تھی اور اس ترجمہ مین اکثر مقامات مین اسی شرح سے مدد لی گئی ہے امام شوکانی سے کسی نے کہا بخاری کی شرح لکھنے کے لیے تو انہون نے کہا لا ہجرۃ بعد الفتح اسکا مقدمہ خود ایک کتاب مستقل ہے اوسکا نام ہدی الساری ہی اسکا مختصر شیخ ابو الفتح محمد بن حسین مراغی نے کیا ہے بیسوین شرح علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی کی اسکا نام عمدۃ القاری ہی ۲۴ سال مین یہ شرح تمام ہوئی لیکن اکثر مضامین اوسکے فتح الباری سے ماخوذ ہین جسکے اجزا مولف ایک شخص کی معرفت منگا کر دیکھ لیتے آخر حافظ ابن حجر کو خبر ہو گئی اور انہون نے اپنی اجزا کی حفاظت کا بندوبست کیا اسوجہ سے یہ شرح نصف کے بعد سے بہت ضعیف ہو گئی ہے اکیسوین شرح ہے رکن الدین احمد بن محمد بن عبد المومن کی بائیسوین شرح ہے بدر الدین محمد بن بہادر بن عبد اللہ زرکشی کی یہ شرح مختصر ہے اسکا نام تنقیح ہے تیئسوین شرح ہے علامہ بدر الدین محمد بن ابی بکر دمامینی کی اسکا نام ہی مصابیح الجامع چوبیسوین شرح ہے امام حافظ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی کی اسکا

نام ہے توشیح علے الجامع الصحیح پچیسویں[۲۵] شرح ہے امام محی الدین یحییٰ بن شرف نووی کی چھبیسویں[۲۶] شرح ہے حافظ عماد الدین اسمعیل بن عمر بن کثیر دمشقی کی ستائیسویں[۲۷] شرح ہے حافظ زین الدین عبد الرحمن بن احمد بن رجب حنبلی کی اسکا نام فتح الباری ہے اٹھائیسویں[۲۸] شرح ہے علامہ سراج الدین عمر بن رسلان بلقینی کی اسکا نام ہے الفیض الجاری انتیسویں[۲۹] شرح ہے علامہ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروزآبادی شیرازی کی اسکا نام ہے منح الباری اور تیسویں[۳۰] شرح ہے ابو الفضل محمد کمال بن محمد بن احمد نویری کی اکتیسویں[۳۱] شرح ہے علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن مرزوق اسکا نام ہے المتجر الربیح والمسعی الرجیح اکتیسویں[۳۱] شرح ہے عبد اللہ بن سعد بن ابی جمرہ اندلسی کی اور اسکا نام بہجۃ النفوس یہ مختصر بخاری کی ہے بتیسویں[۳۲] شرح ہے برہان الدین ابراہیم بن نعمانی کی تینتیسویں[۳۳] شرح ہے شیخ ابو البقا محمد بن علی بن خلف احمدی مصری شافعی کی چونتیسویں[۳۴] شرح ہے جلال الدین بکری فقیہ شافعی کی پینتیسویں[۳۵] شرح ہے شیخ شمس الدین محمد بن محمد دلجی شافعی کی چھتیسویں[۳۶] شرح ہے علامہ زین الدین عبد الرحیم بن عبد الرحمن بن احمد عباسی شافعی کی سینتیسویں[۳۷] شرح ہے شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن محمد خطیب قسطلانی مصری شافعی کی یہ دس جلدوں میں ہے اسکا نام ارشاد الساری ہے اڑتیسویں[۳۸] شرح ہے امام رضی الدین حسن بن محمد صغانی الحنفی کی انتالیسویں[۳۹] شرح ہے امام عفیف الدین سعید بن مسعود گازرونی کی چالیسویں[۴۰] شرح ہے احمد بن اسمعیل بن محمد کورانی کی اسکا نام ہے الکوثر الجاری علے ریاض البخاری اکتالیسویں[۴۱] شرح ہے امام زین الدین ابو محمد عبد الرحمن بن ابی بکر بن عینی حنفی کی بیالیسویں[۴۲] شرح ہے ابوذر احمد بن ابراہیم بن سبط حلبی کی اسکا نام توضیح ہے تینتالیسویں[۴۳] شرح ہے امام فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی حنفی کی چوالیسویں[۴۴] شرح ہے امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی کی اسکا نام ہے کتاب النجاح فی شرح اخبار الصحاح پینتالیسویں[۴۵] شرح ہے شیخ جمال الدین محمد بن عبد اللہ بن مالک نحوی کی اسکا نام ہے شواہد التوضیح چھیالیسویں[۴۶] شرح ہے قاضی مجد الدین اسمعیل بن ابراہیم بلبیسی کی سینتالیسویں[۴۷] شرح ہے قاضی زین الدین عبد الرحیم بن رکن احمد کی اڑتالیسویں[۴۸] شرح ہے غریب کی تالیف ابو الحسن محمد بن احمد جیانی کی انچاسویں[۴۹] شرح ہے قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عربی مالکی کی پچاسویں[۵۰] شرح ہے شیخ شہاب الدین احمد بن رسلان مقدسی کی اکاونویں[۵۱] شرح ہے امام عبد الرحمن اہدل یمنی کی جسکا نام مصباح القاری ہے باونویں[۵۲] شرح ہے امام ابو القاسم اسمعیل بن محمد اصفہانی کی ترپنویں[۵۳] شرح ہے ملا حسن صدیقی پنجابی کی جنکو حافظ دراز کہتے ہیں اس شرح کا نام منح الباری ہے چونویں[۵۴] شرح ہے سید علامہ غلام علی آزاد بلگرامی کی اسکا نام ہے ضوء الدراری پچپنویں[۵۵] شرح ہے شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق دہلوی کی اسکا نام ہے تیسیر القاری فارسی زبان میں چھپنویں[۵۶] شرح ہے علامہ عبد اللہ بن شیخ سالم بصری مکی کی اسکا نام ہے ضیاء الساری ستاونویں[۵۷] شرح ہے سید علامہ

محمد بن احمد بلبل کی اوسکا نام منحۃ القاری ایسا ہی ون شرح ہے سید عبد الاول کی اوسکا نام فیض الباری ۔ اٹھہ
شرح ہے شیخ نور الدین کی اسکا نام ہے نور القاری ساٹھین شرح ہے شیخ علی شامی حدیدی کی اور سید شرح ہے
بار ہ اول کی اکسٹھوین شرح ہے بندہ عاجز وحید الزمان خفا اللہ المنان کی مسمے بہ تسہیل القاری لترجمۃ البخاری اُردو
زبان مین خدا اسکو تمام کرے اور سوا ان شرحون کے تعلیقات بھی بہت ہین ایک تعلیق ہے ترجمان التراجم تالیف
ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن رشید فہری کی دوسری انتقاض الاعتراض تالیف حافظ ابن حجر کی جسمین عینی نے جو اعتراضات
فتح الباری پر کیے ہین اوسکے جوابات مین لیکن اوسکے تمام ہونے سے پہلے حافظ صاحب دنیا سے گذر گئے تیسری تعلیق
ہے لطف اللہ بن حسن توقاتی کی چوتھی تعلیق ہے علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال پاشا کی پانچوین تعلیق ہے
مولی فضل بن علی جمالی کی چھٹی تعلیق ہے مصلح الدین مصطفی بن شعبان سروری کی ساتوین تعلیق ہے مولانا حسین کفوی کی
اسیطرح صحیح بخاری کی مختصرات بھی بہت ہین ایک مختصر ہے شیخ جمال الدین ابو العباس احمد بن عمر انصاری قرطبی کا اور
ایک مختصر ہے امام زین الدین ابو العباس احمد بن احمد عبد اللطیف شرجی زبیدی کا اسکا نام التجرید الصریح لاحادیث
الجامع الصحیح اس مختصر پر ایک شرح ہے وافی اور کافی علامہ ابو الطیب دام فیضہ کی اسکا نام ہے عون الباری لحل ادلۃ
البخاری اس ترجمہ مین اس شرح سے بہت سے فوائد خدا چاہے تو منقول ہونگے اور ایک مختصر ہے شیخ بدر الدین حسن بن عمر
بن حبیب حلبی کا اسکا نام ارشاد السامع والقاری المنتقی من صحیح البخاری اسیطرح بخاری پر اور بھی کتابین ہین جیسے کتاب
الافہام بما وقع فی البخاری من الابہام عبد الرحمن بن عمر بلقینی کا اور اسماء الرجال بخاری ابو نصر احمد بن محمد کا اور قاضی
ابو الولید کا اور منہل البخاری شیخ قطب الدین محمد بن محمد خیضری دمشقی کی اور تفسیر بخاری حافظ ابن حجر کی اور تشویق
الی وصل التعلیق اور ایک قصیدہ ہے شیخ علاء الدین ابو الحسن علی بن ایبک دمشقی کا بخاری کی مدح مین دیار مصر مین
صحیح بخاری کے ختم کے بعد اسکو پڑھتے ہین مطلع اوسکا یہ ہے هَذَا البُخَارِيُّ بِحَمْدِ اللهِ قَدْ خُتِمَا وَلَيْسَ فِيهِ حَدِيثٌ وَاحِدٌ كُتِمَا
صحیح بخاری کے بعض راویون مین جو طعن ہوا ہے اسکا بیان اس بحث مین گو امام حافظ شیخ الاسلام
ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری مین تفصیل سے بیان کیا ہے اور سب راویون کے طعن کا جدا جدا جواب
دیا ہے جسکا جی چاہے کتاب مذکور مین دیکھے اور ہم نے اسکو بخوف طول چھوڑ دیا اور حاصل اونکا یہ ہے کہ راوی
سب ثقہ ہین اور امام بخاری کا انسے روایت کرنا ہی دلیل ہے اونکے ثقہ ہونیکی اور سوا بخاری کی اور ائمہ نے بھی اونکو ثقہ
کہا ہے اور کبھی بعض شخصون مین بدعت ہوتی ہے یا فسق ہوتا ہے لیکن جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہوتی اور
وہ سچے ہوتے ہین حدیث کی روایت مین پس اگر بعض راویون سے امام بخاری نے روایت کیا ہو جیسے مروان بن ابی الحکم

قاتل طلحہ رض کا وہ اگرچہ فاسق تھا پر عروہ بن الزبیر نے کہا کہ حدیث کی روایت مین سچا تھا اور روایت کیا اس سے امام مالک اور اصحاب حدیث نے سوا امام مسلم کی اسیطرح عمران بن خطاب سدوسی یہ بھی خارجی تھا پر امام بخاری نے اس سے متابعات مین روایت کیا اور ظاہر ہے کہ متابعت کے طور پر ایسے لوگون کی روایت لانے مین قباحت نہین جب اونکی تصحیح اور دن کی روایت سے ہو جاوے طالب حق کو دنیا مین دو کتابین کافی ہین ایک اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک ثابت ہوا اور متواتر ہے اور دوسرے رسول کی کتاب وہ یہی صحیح بخاری ہے اگرچہ رسول کی کتابین اور بھی ہین پر کوئی انمین سے صحیح بخاری کے ہم پلہ نہین اسیواسطے علما نے صحیح بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے طالب حق کو یہی دو کتابین کافی ہین اور تمام جہان کی کتابین لوگون کی ان دو کتابون پر عرض کرنا چاہیے جو اونکے موافق ہون وہ صحیح ہین اور جو مخالف ہون وہ اونکی مصنفین کو مبارک ہین ہمکو اونکی تقلید کرنا ضرور نہین اسلیے کہ اکابر مجتہدین جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک وغیرہم انکی تقلید بھی ہمین تک جائز ہے جب تک اونکا قول حدیث صحیح کے خلاف ہو پھر اور علماء متاخرین کا کیا ذکر ہے علماء حدیث نے تصریح کی ہے کہ اعلے درجات صحیح مین وہ حدیث ہے جسپر بخاری اور مسلم دونون نے اتفاق کیا پھر جسکو صرف بخاری نے نکالا پھر جسکو صرف مسلم نے نکالا پھر جس حدیث کو اور محدثین نے صحیح کہا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم کی حدیثین اور مصنفات حدیث پر مقدم ہین اور کسی نے اسمین خلاف کیا ہے مگر ابن الہمام حنفی نے اور اونکا قول برخلاف جمہور ہے اسوجہ سے لائق اعتماد نہین ہے **امام بخاری کی وفات کا بیان** احمد بن منصور شیرازی نے کہا جب امام بخاری بخارا کو لوٹے تو شہر سے تین میل پر انکے لیے ڈیرے لگائے گئے اور لوگون نے انکا استقبال کیا یہانتک کہ کوئی مشہور آدمی ایسا نہ رہا جو اونکے استقبال کو نہ گیا ہو اور انپر روپیہ اور اشرفیان تصدق کیے گئے پھر چند روز کے بعد حاکم سے انسے ناچاقی ہوئی اُسنے امام بخاری کو اخراج کا حکم دیا آخر وہ بیکند کیطرف چلے گئے غنجار نے اپنی تاریخ مین کہا مین نے احمد بن محمد بن عمر سے سنا وہ کہتے تھے مینے بکر بن منیر سے سنا وہ کہتے تھے خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے امام بخاری کو کہلا بھیجا کہ تم میرے پاس کتاب الجامع اور تاریخ لیکر آؤ تاکہ مین انکو تم سے سنون امام بخاری نے اوسکے ایلچی سے کہا تو امیر سے کہدینا کہ مین علم کو ذلیل نہین کرتا اور سلاطین کے دروازون پر نہین لیجاتا اگر اسکو علم کی حاجت ہو تو میری مسجد یا گھر مین آوے اگر تجھ سے یہ نہ ہو سکے تو مجھکو منع کر دے مجلس مین بیٹھنے سے تاکہ اللہ تعالی کے پاس میرا عذر ہو جاوے اور مین اُن لوگون مین سے نہ ہون جو علم کو چھپاتے ہین اسوجہ سے امیر اور امام بخاری مین ناچاقی پیدا ہوئی حاکم نے کہا مینے محمد بن عباس سے سنا وہ کہتے تھے مینے ابو بکر بن ابی عمر سے سنا وہ کہتے تھے امام بخاری کا بخارا چھوڑنے کا یہ سبب ہوا کہ خالد بن احمد خلیفہ نے انکو بلا بھیجا اپنے گھر مین اپنے بچون کو تاریخ اور جامع پڑھانے کیلیے اونہون نے نہ مانا اور کہا کہ یہ مجھ سے نہین ہو سکتا علم کی بات مین

خاص لوگوں کو سناؤں اور عام لوگوں کو نہ سناؤں خالد بن حریث بن ابی ورقا وغیرہ کئی شخصوں کو بہکایا اونہوں نے
امام بخاری کے مذہب میں گفتگو کی آخر خالد نے اونکو نکالدیا شہر سے امام بخاری نے اونکے حق میں بددعا کی اور فرمایا الٰہی
جو انہوں نے میرے لیے چاہا وہ خود ان کو اور انکی اولاد کو پیش آوے پھر ایسا ہی ہوا خالد تو ایک مہینہ کے اندر بحکم امیر طاہر
کے معزول کیا گیا اور گدہے پر سوار کر کے پہرایا گیا اور قید کیا گیا اور حریث بن ابی ورقا کو اپنے گہر والوں میں وہ
مصیبت پیش آئی جسکا بیان مشکل ہے اور اور لوگ بھی بلاؤں اور آفتوں میں پہنسے ابن عدی نے کہا میں نے عبد القدوس
بن عبد الجبار سے سنا وہ کہتے تہے امام بخاری خرتنگ کو گئے جو ایک گانوں تہا سمرقند کا اور وہاں اونکے اقربا تہے تو میں
اتری ایک رات میں نے انسے سنا وہ دعا کر رہے تہے یا اللہ تیری زمین کشادہ ہے مگر مجھپر تنگ ہو گئی اب تو مجھے اپنے پاس
بلا لے پہر ایک مہینہ بھی نہ گذرا کہ انہوں نے انتقال فرمایا محمد بن ابی حاتم وراق نے کہا میں نے غالب بن جبرئیل سے سنا
اور امام بخاری خرتنگ میں انہیں کے پاس اترے تہے وہ کہتے تہے کہ امام بخاری چند روز وہاں رہے پہر بیمار ہوئے اسوقت
ایک ایلچی آیا سمرقند والوں کا اور کہنے لگا کہ سمرقند کے لوگوں نے آپکو بلایا ہے امام بخاری نے قبول کیا اور سوار
ہونے لگے موزے پہنے عمامہ باندہا بیس قدم گئے ہونگے جانور پر چڑہنے کے لیے میں اونکا بازو تہامے تہا کہ انہوں
نے کہا مجھکو چہوڑ دو مجھے ضعف ہو گیا ہم نے چہوڑ دیا انہوں نے کئی دعائیں پڑہیں پہر لیٹ رہے اونکے بدن
سے بہت پسینہ بہا اور انتقال ہو گیا وہ ہمیشہ کہا کرتے تہے مجھے کفن دینا تین کپڑوں میں جنمیں نہ قمیص ہو نہ عمامہ
(یہی سنت ہے اور قمیص اور عمامہ دونو بدعت ہیں) ہم نے ایسا ہی کیا جب اونکو کفن میں لپیٹا اور نماز سے فارغ
ہوئے اور قبر میں رکھا تو اونکی قبر سے مشک کی طرح خوشبو پہوٹی اور بہت دنوں تک یہ خوشبو باقی رہی یہانتک کہ
کتنے دنوں تک لوگ انکی قبر کی مٹی لیجاتے تہے (سبحان اللہ یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تہی) آخر ہم نے
انکی قبر کے گرد لکڑی کا جال بنا دیا) خطیب نے کہا مجھکو خبر دی علی بن حاتم نے اونکو خبر دی محمد بن محمد بن مکی نے
انہوں نے کہا میں نے سنا عبد الواحد بن آدم طواویسی سے وہ کہتے تہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
میں دیکھا آپ کے ساتھ ایک جماعت تہی صحابہ کرام کی آپ ایک جگہ کہڑے ہوئے تہے میں نے سلام کیا آپکو آپ نے
جواب دیا پہر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہاں کیوں کہڑے ہیں آپنے فرمایا محمد بن اسمٰعیل کا انتظار کر رہا ہوں بعد چند روز
کے امام بخاری کی وفات کی خبر آئی اور میں نے غور کیا تو وہ اسی وقت مری تہے جب میں نے یہ خواب دیکھا تہا مہیب بن سلیم نے
کہا امام بخاری کی وفات ہفتہ کی رات کو عید الفطر کی شب میں ہوئی ۲۵۶ھ ہجری میں اور ایسا ہی کہا امام حسن بن حسین بزاز نے
اور کہا کہ اونکی عمر تیرہ دن کم باسٹہہ برس کی تہی اللہ جل جلالہ انپر رحم کرے اور انکا درجات عالیہ میں رحمت فرماوے تمام ہوا کلام

حافظ ابن حجر کا مقدمہ فتح الباری میں اور قسطلانی نے ارشاد الساری میں نقل کیا ابو علی حافظ سے انہوں نے کہا مجھکو خبر دی
ابو الفتح نصر بن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس سنہ ۴۶۴ھ میں کہ سمرقند میں ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا
لوگوں نے پانی کے لیے کئی بار دعا کی پر پانی نہ پڑا آخر ایک نیک شخص گئے قاضی سمرقند کے پاس اور ان سے کہا میں تمکو ایک
اچھی صلاح دیا چاہتا ہوں انہوں نے کہا بیان کرو وہ شخص بولا تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر امام بخاری
کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اس سے دعا کرو شاید اللہ جل جلالہ ہمکو پانی عطا فرما دے یہ سنکر قاضی نے کہا تمہاری
رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لیکر امام بخاری کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں روئے اور صاحب قبر کے
وسیلہ سے پانی مانگا اللہ تعالے نے اسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا یہانتک کہ شدت بارش سے سات روز
تک لوگ خرتنگ سے نکل نہ سکے اور مناقب امام بخاری کے بہت ہیں اور مشہور ہیں لکھتے ابو یعلی خلیلی نے کہا کتاب
الارشاد میں کہ ولادت امام بخاری کی بارھویں شب میں شوال کی جمعہ کے دن عشا کی نماز کے بعد سنہ ۱۹۴ھ میں ہوئی اور وہ
ایک مرد تھے نحیف الجثہ میانہ قامت اشعۃ اللمعات میں ہے کہ امام بخاری کو امیر المومنین فی الحدیث اور ناصر الاحادیث المصطفویہ
اور ناشر المواریث المحمدیہ کا لقب دیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تالیفات میں لکھا ہے کہ ایک
دن ہم اس حدیث میں بحث کر رہے تھے لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ یعنی اہل
فارس وفی روایۃ لنالہ رجال من ھؤلاء میں نے کہا کہ امام بخاری ان لوگوں میں داخل ہیں کس لیے کہ خدا تعالے
نے حدیث کا علم انہیں کے ہاتھوں مشہور کیا ہے اور ہمارے زمانے تک حدیث باسناد صحیح متصل انہی مرد کی ہمت مردانہ سے
باقی رہی وہ شخص اہلحدیث سے ایک قسم کا بغض رکھتا تھا جیسے ہمارے زمانے کے اکثر فقیہوں کا حال ہے خدا انکو
ہدایت کرے اسنے میری بات کو پسند نہ کیا (حالانکہ شاہ صاحب نے بخاری کو ان لوگوں میں داخل کیا تھا اور اسکے انکار کرنیکی کوئی وجہ نہیں
فقیر کا تو اعتقاد رجل من ھؤلاء کی روایت کی نسبت یہ ہے کہ مراد اس سے بخاری رح ہیں) اور کہا کہ امام بخاری حدیث
کے حافظ تھے عالم اور انکو ضعیف اور صحیح حدیث کی پہچان تھی لیکن فقہ اور فہم میں کامل نہ تھے (ایسے جاہل تو نے
امام بخاری کی تصنیفات پر غور نہیں کیا ورنہ ایسی بات انکے حق میں نہ نکالتا وہ تو فقہ اور فہم اور باریکی استنباط میں
طاق ہیں اور مجتہد مطلق ہیں اور اسکے ساتھ حافظ حدیث بھی تھے یہ فضیلت کسی مجتہد کو بہت کم نصیب ہوئی ہے)
شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے اس شخص کی طرف سے مونہہ پھیر لیا (کیونکہ جواب جاہلان باشد خموشی) اور اپنے لوگوں کی طرف
متوجہ ہوا اور میں نے کہا کہ حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں محمد بن اسمعیل امام الدنیا فی فقہ الحدیث یعنی امام بخاری سب
دنیا کے امام ہیں فقہ حدیث میں اب یہ میرا اس شخص کے نزدیک جسنے فن حدیث کا تتبع کیا ہو یہی ہے بعد اسکے میں نے امام بخاری

چند تحقیقات علمیہ جو سوا انکے کسی نے نہین کی ہین بیان کین اور جو کچھ خدا نے چاہا وہ میری زبان سے نکلا خواجہ محمد امین نے
کہا جو کچھ شاہ صاحب نے فرمایا اسکی حفظ کی ہمکو گنجایش نہین ہے مگر اسکا حاصل باختصار لکھتا ہون جاننا چاہیے کہ علم حدیث
ہجرت کے سو سال تک جمع نہین ہوا تھا اور سینہ بسینہ منتقل ہوتا رہا تھا سو برس کے بعد جمع ہونا شروع ہوا اور دوسرے سو برس
تک آہستہ آہستہ مضبوط ہوتا رہا اور تصانیف مرتب ہوتی رہین بعد دو سو سال کے امام بخاری نے حدیث کا جھنڈا اوٹھایا
اور اس فن مین مرجع عالم ہوے تو سب سے پہلے جس چیز کو بخاری نے انجام دیا وہ تمیز ہے حدیث کی اقسام مین بعد انکے محدثین
قدم بقدم چلے والفضل للمتقدم تفصیل اس کلمہ کی یہہ ہے کہ جب حدیثین جمع ہوگئین اور محدثین نے اون مین غور کیا انھون نے
دیکھا کہ بعض حدیثین مستفیض (مشہور) ہین جنکو تین صحابیون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور ہر ایک صحابی
سے بہت لوگون نے سنا اور روز بروز وہ حدیث مشہور ہوتی گئی یہ تو اعلے مرتبہ حدیث کا ہے اسکے بعد حدیث مشہور ہے جسکو رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی یا دو نے روایت کیا ہو پھر عزیز کہ کبار تابعین یا صغار تابعین یا کبار تبع تابعین مین اسکے
کئی طرق ہوگئے جیسے حدیث انما الاعمال بالنیات کہ کتب صحیحہ مین سوا حضرت عمر کے دوسرا کوئی اسکا راوی نہین ہے اور
حضرت عمر سے بھی سوا علقمہ کے کوئی راوی نہین اور علقمہ سے سوا محمد بن ابراہیم کے کوئی راوی نہین اور محمد بن ابراہیم
سے سوا یحیے بن سعید کے کوئی راوی نہین اور یحیے بن سعید صغار تابعین مین سے ہین اونسے بیشمار لوگون نے اس حدیث کا
روایت کیا ہے انکے بعد وہ حدیث ہے جو طبقہ اولے مین درجہ شہرت کو نہین پہونچی اور اسکے کئی قسمین ہین اسلیے کہ اگر اس حدیث
کے کئی طرق ہون اسکے نکلنے والے تک صحابی ہو یا تابعی یا تبع تابعی اور ہر ایک طریق دوسرے طریق کا گواہ ہو اور
ہر ایک کو دوسرے سے قوت ہو تو وہ غریب مطلق ہے پھر حسن حدیث کہ اگر بعض طریقے اس قسم کے ہون کہ اسمین ثقات
ہون بغیر نکرت اور شذوذ کے اور راوی اسکے مشہور ہین ساتھہ عدالت اور ضبط کے تو اوسکو صحیح کہتے ہین اور جو غیر
ہو ثقات کی یا روایت ہو اہل علم کے حق تابعیت ہون حد ضبط کو پہونچے ہوے مگر اوسکے کئی طریقے ہون جو ایک دوسرے
کو قوت دیتے ہون تو وہ حسن ہے اور یہی ہے اصطلاح ترمذی کی اور اونھون ہی نے سب سے پہلے حسن کا نام مشہور کیا اور جو
حدیث مشہور ہو لیکن اوسکا کوئی طریق صحت کی حد کو نہ پہونچا ہو وہ بھی حسن مین داخل ہے اور ایسی حدیثین کم ہین تو امام
بخاری نے اپنی کتاب کو خاص کیا ہے صحیح سے بعض انمین سے مستفیض ہین بعض مشہور ہین بعض صحیح مقبول اور اس کام مین سب سے
پہلے بخاری ہی قدم جمایا اور اگر بالفرض امام بخاری اس سوا حدیث صحیح کے تمیز کرنے کی اور کوئی فضیلت نہ ہوتی جیسا ہے
وہ کتاب الرجال کہ مین ہوا آریہ مین داخل ہوتے اسلیے کہ ایمان صرف فقہ کا نام نہین ہے بلکہ تفسیر اور سیر اور تمام فنون
حدیث کی ایمان کے موقوف علیہ ہین پھر وہ شخص جس مین یہ سب باتین جمع ہون کیونکر داخل نہ ہوگا اور امام بخاری کی

حدیث حسن بطالب اصطلاح کی طرح طریقے ہون تو وہ

کے بعد ظاہر ہوئے ان سے پہلے کئی علماء نے علوم دینی میں کئی کتابیں لکھی تھیں امام مالک اور سفیان ثوری نے فقہ
میں اور ابن جریج نے تفسیر میں اور ابو عبید نے غریب القرآن میں اور محمد بن اسحاق اور موسی بن عقبہ نے سیر میں اور عبداللہ
بن مبارک نے زہد اور مواعظ میں اور بعضوں نے بدء الخلق اور قصص الانبیاء میں اور یحیی بن معین نے احوال صحابہ اور تابعین
میں اور بعضوں نے رؤیا اور ادب اور طب اور شمائل میں اور بعضوں نے اصول حدیث اور اصول فقہ اور رد میں مبتدعین
مانند جہمیہ وغیرہ کے امام بخاری نے ان سب علوم پر غور کیا اور اوسکے جزئیات اور کلیات کو چھانٹا پس جو ان علوم
میں سے جو احادیث صحیحہ سے بخاری کی شرط پر نکلے ہیں اپنی کتاب میں لائے تاکہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ان علوم کے اصول
میں سے ایک حجت قاطعہ ہو جسمیں شک کو دخل نہ ہو اور عقل صاف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب تک
کوئی شخص جزئیات اور کلیات علمی کو نہ جانے وہ احادیث صحیحہ سے جو ثابت ہیں اوسکو چن نہیں سکتا چنانچہ اگر
کوئی کہے کہ فلان نے قانون قواعد طبیہ کو چنا ہے اور جو کچھ صحیح دلیلون سے ثابت ہوا ہے اسکو الگ کیا ہے تو بطور
بداہت معلوم ہو جاویگا کہ اس شخص نے جزئیات اور کلیات قانون کو مستحضر کیا ہے اور جو ترازو اللہ تعالے نے اسکے سینہ
میں رکھے ہے اسمین ہر ایک بات کو تولا ہے ایسا ہی اگر کوئی کہے کہ فلان شخص نے ابو الطیب متنبی کے دیوان کا انتخاب کیا ہے
تو بالبداہت یہ امر معلوم ہوگا کہ عروض اور عربیت اور طریق انشا و شعر کو وہ خوب جانتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
امام بخاری کو ان علوم میں مہارت تھی اور مسائل کے دلائل کا انہوں نے امتحان کیا تھا اور جو مسائل کتاب اللہ یا
حدیث صحیح سے ثابت ہیں تمام انکو انہوں نے الگ کیا ہے اور کافی ہے یہ فضیلت ان کی اور فقہ ان کی اور اگر ہم انصاف
کریں تو علماء متقدمین میں سے کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ اوسنے ان تمام فنون میں گفتگو کی ہو بلکہ اونکا کلام ایک یا دو
فن سے خاص ہے اور متقدمین میں سے ہم کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ اشارات حدیث سے استدلال کرنے میں وہ امام بخاری سے
بڑھ گیا ہو اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ علوم کے اصول احادیث صحیحہ سے نکالنا اور انکا پرکھنا بہت بڑا کام ہے شریعت
میں اور محتاج ہے بڑی ذہن اور حفظ کا یہانتک کہ امام احمد رح نے باوصف اس تبحر کے جو اونکو حاصل تھا یہ کہا ہے کہ
ہم سیر اور تفسیر اور زہد کے اعتقاد سے عاجز ہیں کیونکہ ان فنون میں اکثر حدیثیں مرسل اور ضعیف ہیں اسکے ساتھ امام بخاری رح
نے ہر ایک فن میں فوائد جلیلہ زیادہ کیے ہیں موقوفات صحابہ اور تابعین سے اور انکو پھیلایا ہے اپنی کتاب کے تراجم میں اور
طریقہ استحضار احادیث کا مسائل متعلقہ میں سکھلایا ہے اور طریقہ استدلال کا اشارہ نصوص سے تعلیم کیا ہے گویا اس
امر کے مخترع امام بخاری ہی ہیں البتہ بخاری کی استدلال میں بعضی قسمیں ایسی ہیں جنکو محققین فقہا قبول نہیں کرتے جیسے استدلال
کرنا دو احتمالوں والے لفظ سے ایک مسئلہ پر وللناس فیما یعشقون مذاہب اور علماء میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو بعض

مواضع مین اوسپر اعتراض نہوا ہوا اور عقد تراجم مین بہی بعض لوگ سوء ترتیب کو پیش کرتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ ان سے
پیشتر فن تبویب خوب جاری نہین ہوا تہا اور اہل علم کا خیال مطالب عالیہ پر رہتا ہے نہ تراجم اور ترتیب پر تمام ہوا کلام
شاہ صاحب کا مولانا ابو الطیب نے اتحاف النبلا مین لکہا ہے کہ بخاری کا تفقہ اور باریکی استنباط اس درجہ پر ہے کہ کوئی
منصف عالم اسکا انکار نہین کرسکتا اور شراح حدیث نے قدیما وحدیثا کیسی محنتین اونکے تراجم ابواب کی تطبیق مین
کی ہین اور اب تک کسی مولف کی اصل مطلب تک رسائی نہین ہوئی اسواسطے علما نے اتفاق کیا ہے کہ امام بخاری فقہ
اور حدت ذہن اور فہم کتاب وسنت مین بے نظیر تہے انتہی غرض وفات امام بخاری کی عید الفطر کی رات کو ہوئی اور بروز
عید بعد نماز ظہر کے خرتنگ مین دفن ہوئے خرتنگ بفتح خاے معجمہ وسکون را ایک قریہ ہے سمرقند کے قریون مین
سے اور بخارا ایک شہر ہے بڑا ماوراء النہر کے شہرون مین سے اوسکے اور سمرقند کے بیچمین آٹہ روز کی راہ ہے ایک شخص نے
امام بخاری کی تاریخ ولادت صدق[194] کے لفظ سے اور مدت عمر حمید[62] سے اور تاریخ وفات نور[256] کے لفظ سے نکالی ہے امام
بخاری رح مستجاب الدعوات تہے اونہون نے اپنی کتاب کے قاری کے لیے بہی دعا کی ہے اور صدہا مشایخ نے اسکا تجربہ کیا کہ صحیح
بخاری کا ختم ہر ایک مطلب اور مقصد کے لیے مفید ہے سید جمال الدین محدث نے اپنے استاد سید اصیل الدین سے نقل کیا ہے
اونہون نے کہا مین نے صحیح بخاری کو قریب ایکسو بیس بار کے پڑہا وقائع اور مہمات مین اور ہمیشہ میرا مقصود حاصل ہوا ہے
سند متصل کی امام بخاری تک مجکو اجازت دی اس کتاب کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ
شرقی حنبلی نے اونکو اجازت دی شیخ علامہ عبد الرحمن بن حسن نے اونکو اجازت دی شیخ عبد الرحمن جبرتی نے اونہون نے روایت کیا شیخ مرتضیٰ
حسینی سے اونہون نے شیخ عمر بن احمد بن عقیل اور شیخ احمد جوہری سے ان دونون نے روایت کیا عبد اللہ بن سالم بصری سے
جو شارح ہین صحیح بخاری کے وہ روایت کرتے ہین ابی عبد اللہ محمد بن علاء الدین بابلی سے وہ روایت کرتے ہین
شیخ سالم سنہوری سے وہ نجم غیطی سے وہ شیخ الاسلام زکریا انصاری سے وہ حافظ شیخ الاسلام احمد بن
علی بن حجر عسقلانی سے وہ روایت کرتے ہین ابراہیم بن احمد تنوخی سے وہ احمد بن ابی طالب حجار سے وہ حسین بن
مبارک زبیدی حنبلی سے وہ ابو الوقت عبد الاول بن عیسیٰ سجزی ہروی سے وہ ابو الحسن عبد الرحمن بن محمد
بن المظفر بن داود داودی سے وہ عبد اللہ محمد بن یوسف بن مطر فربری سے وہ امام بخاری سے اس سند مین مترجم
سے لیکر امام بخاری تک سترہ واسطے ہین اور ثلاثی روایت مین امام بخاری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک
تین واسطے ہین تو مترجم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک ثلاثی روایت مین بیس واسطے ہوئے دوسری سند مترجم
نے روایت کیا شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ سے اونہون نے شیخ عبد الرحمن بن حسن سے اونہون نے شیخ عبد اللہ

سے انہون نے احمد بن محمد جوہری انہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عبداللہ بن سالم البصری سے جیسے اوپر گذرا
تیسری سند مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے اونہون نے شیخ عبدالرحمن بن حسن سے اونہون نے شیخ حسن
قویسی سے اونہون نے شیخ عبداللہ شرقاوی سے اونہون نے شیخ محمد بن سالم حفنی سے اونہون نے شیخ عید
بن علی نمرسی سے اونہون نے عبداللہ بن سالم البصری سے چوتھی سند مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے انہون
نے شیخ عبدالرحمن بن حسن سے اونہون نے حسن قویسی سے اونہون نے شیخ داؤد قلعی سے اونہون نے شیخ احمد بن جمعہ
بجیرمی سے انہون نے شیخ مصطفے اسکندرانی معروف بابن الصباغ سے اونہون نے شیخ عبداللہ بن سالم سے اسیطرح
جیسے اوپر گذرا پانچوین سند قویسی سے اونہون نے شیخ سلیمان بجیرمی سے اونہون نے شیخ محمد عشماوی
سے اونہون نے شیخ ابو الفر عجمی سے انہون نے شیخ محمد شوبری سے اونہون نے محمد رملی سے اونہون نے شیخ الاسلام
زکریا انصاری سے اونہون نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے اونہون نے شیخ تنوخی سے انہون نے شیخ سلیمان
بن حمزہ سے اونہون نے شیخ علی بن حسین بن منیر سے انہون نے ابو الفضل بن ناصر سے انہون نے شیخ عبدالرحمن بن
مندہ سے اونہون نے محمد بن عبداللہ بن ابی بکر جوزقی سے اونہون نے مکی بن عبدان نیشاپوری سے اونہون نے امام
مسلم سے جو صاحب صحیح ہین اونہون نے امام بخاری سے رضی اللہ عنہم سب سے چھٹی سند مترجم نے شیخ احمد بن
ابراہیم سے اونہون نے شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن سے اونہون نے مفتی محمد بن محمود جزائری سے اونہون نے
اپنے والد محمود بن محمد جزائری سے اونہون نے اپنے والد ابو عبداللہ محمد بن حسین عنابی سے اونہون نے اپنے والد
حسین بن محمد سے انہون نے اپنے اخیافی بھائی مصطفے بن رمضان عنابی سے اونہون نے ابو عبداللہ محمد بن
شقرون مقری سے اونہون نے ابی الحسن علی الاجہوری المالکی سے انہون نے عمر الحانی الحنفی سے انہون نے شیخ زکریا انصاری سے انہون
نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے اوسیطرح جیسے اوپر گذرا ساتوین سند شیخ محمد بن محمود نے اپنے دادا محمد بن
حسین سے اجازۃً اسنادًا اور اوپر جو سند مذکور ہوئی وہ سماعًا اور قراءۃً تھی پھر وہی سند ہے جو اوپر گذری آٹھوین
سند شیخ عبداللطیف نے اجازۃً روایت کیا شیخ محمد بن محمود جزائری سے اونہون نے اپنے شیخ ابو الحسن علی بن عبد
القادر بن الامین مالکی سے کچھ سماعًا کچھ اجازۃً انہون نے اپنے شیخ احمد جوہری سے انہون نے احمد بن محمد بن احمد بنانی سے
اونہون نے ابو الحسن علی الاجہوری سے اونہون نے عمر بن الحانی سے اونہون نے زکریا انصاری سے اونہون نے
حافظ ابن حجر سے نوین سند جو نہایت عالی ہے اور ویسی عالی سند لوگون کو کم ملی ہوگی مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے
اونہون نے شیخ عبداللطیف سے اونہون نے شیخ محمد بن محمود جزائری سے اونہون نے شیخ ابی الحسن علی بن عبدالقادر بن

بن الامین سے اونہون نے شیخ ابو الحسن علی بن مکرم اللہ عدوی صعیدی سے اونہون نے اپنے شیخ ابو عبد اللہ محمد عقیلہ مالکی سے
اونہون نے شیخ حسن بن علی عجیمی سے اونہون نے شیخ احمد بن محمد عجیل یمنی سے اونہون نے یحیے بن مکرم طبری سے اونہون نے
ابراہیم بن محمد بن صدقہ دمشقی سے اونہون نے عبد الرحمن بن عبد الاول فرغانی سے اونہون نے محمد بن شاذ بخت فارسی
سے اونہون نے یحیی بن عمار بن مقبل بن شاہان ختلانی سے اونہون نے فربری سے اونہون نے امام بخاری سے شیخ
عبد اللطیف نے کہا اس اسناد مین مجھسے لیکر امام بخاری تک ۱۲ واسطے ہین مترجم کہتا ہے کہ اس اسناد مین مجھسے امام بخاری
تک چودہ واسطے ہین تو ثلاثیات بخاری کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک اٹھارہ واسطے ہین پڑینگے اور یہ اسناد بہت
عالی ہے چنانچہ یہی عالی سند سے مین ایک حدیث امام بخاری کی تیمنًا اور تبرکًا لکھتا ہون حدثنا احمد بن ابراہیم
ابن عیسے الحنبلی انا عبد اللطیف بن عبد الرحمن عن محمد بن محمود الجزائری عن علی بن عبد القادر
ابن الامین عن ابی الحسن علی بن مکرم اللہ العدوی الصعیدی عن ابی عبد اللہ محمد بن عقیلة
المالکی عن حسن بن علی العجیمی عن احمد بن محمد العجیل الیمنی عن یحیی بن مکرم الطبری عن
ابراہیم بن محمد بن صدقة الدمشقی عن عبد الرحمن بن عبد الاول الفرغانی عن محمد بن شاذ
بخت الفارسی عن یحیی بن عمار بن مقبل بن شاہان الختلانی عن الفربری عن الامام
محمد بن اسمعیل البخاری قال حدثنا مکی بن ابراہیم ثنا یزید بن ابی عبید عن سلمة بن الاکوع
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یقل علی ما لم اقل فلیتبوا مقعدہ من النار
دسوین سند مترجم نے روایت کیا شیخ علامہ حسین بن محسن انصاری یمنی سے بلاواسطہ اور بواسطہ احمد بن ابراہیم
بن عیسی کو اور شیخ حسین بن محسن روایت کرتے ہین متعدد مشایخ سے جیسے شریف محدث محمد بن ناصر حازمی اور سید
علامہ حسن بن عبد الباری اہدل اور سید علامہ سلیمان بن محمد بن عبد الرحمن اہدل مفتی زبید اور اپنے بہائی محمد بن
محسن انصاری سے اور ان مین سے ہر ایک کی ایک ایک کتاب ہے اسناد کی جو معروف اور مشہور ہے جیسے شیخ محمد بن محسن
روایت کرتے ہین قاضی احمد بن محمد شوکانی سے اور وہ اپنے باپ شیخ الاسلام قاضی محمد بن علی شوکانی مجتہد یمن سے
اور انکی سندین کتاب اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر مین موجود ہین اس اسناد مین مترجم کو امام شوکانی سے تین واسطے
ہین اور محمد بن ناصر حازمی خود امام شوکانی سے روایت کرتے ہین اس اسناد مین دو واسطے ہین اور شیخ محمد بن ناصر
سوا امام شوکانی کے روایت کرتے ہین سید عبد الرحمن بن سلیمان سے اور شیخ محمد عابد سندی مدنی سے اور اور مشایخ
معروفین سے اور مترجم نے اپنے سفر سورت مین شیخ عبد الحق بن فضل اللہ سے تلمذ کیا ہے گو سند حدیث کی نہین لی اور

شیخ عبدالحق بلا واسطہ شاگرد تھے امام شوکانی کے رضی اللہ عنہم **گیارہوین سند** حسین مشائخ سند مین مترجم روایت کرتا ہے قاضی حسین بن محسن انصاری خزرجی سعدی سے وہ روایت کرتے ہین محمد بن ناصر حازمی سے وہ روایت کرتے ہین مشہور بین الآفاق مولانا محمد اسحٰق صاحب دہلوی سے وہ روایت کرتے ہین شاہ عبدالعزیز دہلوی سے وہ شیخ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم سے وہ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی سے وہ شیخ ابراہیم کردی رح سے وہ احمد قشاشی سے وہ احمد بن عبدالقدوس سے وہ شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے وہ شیخ احمد زکریا بن محمد الیحیےٰ انصاری سے وہ شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی سے آگے وہی سند ہے جو پہلی سند مین گذری **بارہوین سند** مترجم روایت کرتا ہے احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ سے وہ روایت کرتے ہین شیخ عالم کامل محمد بن سلیمان حسب اللہ شافعی مکی سے (اور مترجم نے بلا واسطہ بھی شیخ حسب اللہ سے سنا ہے اور اُن کو دیکھا ہے) وہ روایت کرتے ہین تمام ثبت کو علامہ شیخ عبداللہ شبراوی کے اور علامہ شیخ محمد امیر کے اور یہ ثبت معروف اور مشہور ہین راضی ہو اللہ جل جلالہ ان سب بزرگوارون سے اور اُن کے ساتھ ہمارا حشر کرے اور عالم برزخ مین ہمارا اور اونکا ساتھ کرے یا اللہ تجھے بندے ان بزرگون کی طفیل سے مجھ گنہگار روسیہ کو جس کے پاس کوئی نیکی نہین ہے بجز اسکے کہ وہ اُن صالحین کو دوست کہتا ہے اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا اور میرے والد ماجد مولوی مسیح الزمان صاحب مرحوم و مغفور کو اور میرے بھائیون اور سب عزیزون کو

تمام ہوا مقدمہ اب اللہ جل جلالہ کے فضل سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے وللہ الحمد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہون مین اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف مؤلف نے خطبہ اور حمد بیان نہین کی اور
صرف بسم اللہ پر اکتفا کی حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شان والا کام اللہ کی تعریف سے شروع نہ کیا جاوے
وہ ناتمام ہوگا اور فرمایا آپنے ہر خطبہ جسمین شہادت نہ ہو وہ کٹے ہاتھ کیطرح ہے روایت کیا ان دونوکو ابوداؤد نے ابوہریرہؓ
سے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ کتاب مین حمد کا لکھنا ضرور ہے بلکہ زبان سے کہنا کافی ہے علاوہ
اسکے حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ دونو حدیثین بخاری کی شرط پر نہین ہین اور ہر ایک مین گفتگو ہے قسطلانی نے کہا اسحدیث
کے اسناد مین قرہ بن عبدالرحیم اور اس مین لوگون نے کلام کیا ہے علاوہ اسکے بخاری نے پیروی کی قرآن مجید کی کہ
پہلی سورہ اِقرَأ اتری اور اسکے شروع مین صرف بسم اللہ ہے اور پیروی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابون کی
جو بادشاہون کیطرف آپنے ان مین صرف بسم اللہ لکہائی اور پیروی کی اگلے ائمہ حدیث کی جیسے مالک اور عبدالرزاق
اور احمد بن حنبل کی انہون نے بہی اپنی کتابون کے شروع مین صرف بسم اللہ پر قناعت کی ہے حافظ ابن حجر نے
کہا اگر شعرون کی کتاب ہو توشعبی نے کہا شروع مین بسم اللہ لکھنا چاہیے اور زہری نے کہا یہ سنت جاری ہوئی
کہ شعر مین بسم اللہ نہین لکہتے اور سعید بن جبیر سے اسکا جواز منقول ہے اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور خطیب نے کہا
یہی مختار ہے **باب** ف یہ لفظ ابوالوقت اور ابن عساکر کی روایت مین ہے اور ابوذر اور اصیلی کی روایت مین باب
کا لفظ نہین ہے **كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** اس باب مین یہ بیان ہے کہ رسولخدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اترنا کیونکر شروع ہوا ف بعضون نے بدأ الوحی کو بدوّ الوحی نقل کیا ہے بدو کے معنے
ظہور مگر حافظ ابن حجر نے کہا کہ ہم کو یہ روایت نہین پہونچی البتہ بعض روایتون مین یون ہے کَیْفَ کَانَ ابتداءُ
الوحی اور اسکے معنے وہی ہین جو ترجمہ مین لکہے گئے قسطلانی نے کہا وحی کے معنے شرع مین خبر دینا اللہ تعالے کا اپنے
پیغمبرون کو کتاب سے یا رسالت سے یا خواب مین یا الہام سے عینی نے کہا سہیلی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سات
طرح سے وحی آتی تہی ایک تو خواب مین دوسرے گہنٹے کی آواز کی طرح تیسرے دل مین کلام پہونک دینا چوتہے فرشتہ کا
ایک آدمی کی صورت بنکر پانچوین حضرت جبرئیل کا آنا اپنی خاص صورت مین چھٹی اللہ تعالے کا خود کلام کرنا پردے
کی آڑ مین سے ساتوین وحی حضرت اسرافیل علیہ السلام کی انتہے مختصرا **وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا**

اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ اور اس باب مین بیان ہے اس آیت کے معنے کا ہمنے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی
بھیجی نوح کیطرف اور اُن نبیون کی طرف جو نوح کے بعد ہوئے ف یہ آیت سورہ نسا کے اخیر مین ہے اور شان نزول اسکا یہ
ہے کہ جب اللہ تعالے نے اہل کتاب کے عیب اور گناہ بیان کیے تو وہ غصہ مین آگئے اور جو اللہ نے اوتارا تہا اوسکا انکار کرنے
لگے اور کہنے لگے اللہ نے بشر پر کچھ نہین اوتارا تب اللہ تعالے نے اونکو یہ آیت اوتار کر قائل کیا کہ وحی حضرت محمد صلے اللہ علیہ
وسلم پر کچھ نئی نہین آئی ہے ان سے پہلے سب پیغمبرون پر اوتری ہے اور خاص کیا حضرت نوح علیہ السلام کو کیونکہ وہ ابو البشر
ہین مثل حضرت آدم علیہ السلام کے اور اس آیت کے بعد یہ ہے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ
الْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا قسطلانی نے کہا چونکہ اس کتاب
مین وحی حدیث کا جمع منظور تہا اسواسطے اوسکو شروع کیا باب الوحی سے کیونکہ وحی چشمہ شریعت کا ہے اور چونکہ وحی احکام
شرعیہ کے بیان کے لیے ہے تو اس باب کو شروع کیا حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سے کیونکہ وہ مناسب ہے آیہ سابقہ کے
اسلیے کہ سب پیغمبرون کو وحی ہوئی تہی نیت خالص کرنے کی جیسے اللہ تعالے نے فرمایا وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور اخلاص نیت ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس آیت کی مناسبت ترجمہ باب سے ظاہر ہے کیونکہ ہمارے
پیغمبر کی وحی اسی طرح ہے جیسی اگلے نبیون کی اس وجہ سے کہ اول وحی خواب ہی مین ہوئی ہے سب پیغمبرون کو ابو نعیم نے
دلائل مین باسناد حسن روایت کیا علقمہ بن قیس سے اونہون نے کہا اول وحی پیغمبرونکو خواب ہی مین ہوتی ہے تاکہ
کہ انکے دل مضبوط ہوجاوین پہر بیداری مین وحی اترتی ہے عون الباری مین ہے کہ حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کو
امام بخاری اس باب مین اسلیے لائے کہ ان کی حسن نیت اس تالیف مین ظاہر ہو اور خطابی اور اسمٰعیلی نے کہا کہ صرف
برکت کے لیے لائے اور ابن منیر نے اسی کو نیک کہا ہے حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُوْلُ
سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ
بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلَى امْرَاَةٍ يَنْكِحُهَا
فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ ترجمہ امام بخاری نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر بن عیسیٰ
حمیدی نے اونہون نے کہا ہمسے حدیث بیان کی یحیے بن سعید انصاری نے اونہون نے کہا خبر
دی مجھ کو محمد بن ابراہیم تیمی نے اونہون نے سنا علقمہ بن وقاص لیثی سے وہ کہتے تہے مین
نے سنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے منبر پر وہ کہتے تہے مین نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے

تھے عملون کا مدار نیت پر ہی اور ہر ایک آدمی کو نیت کے موافق ملیگا پھر جسنے ہجرت کی دنیا کمانیکو یا کوئی عورت بیاہنے کو اسکی ہجرت انہین کامون کے لیے ہوئی **ف** اس حدیث کا قصہ سعید بن منصور نے روایت کیا عبد اللہ بن مسعود سے انہون نے کہا جو کوئی ہجرت کرے کسی غرض سے اسکو وہی ملے گی ایک شخص نے ہجرت کی اسلیے کہ نکاح کرے ایک عورت سے جسکا نام ام قیس تہا تو ہم لوگ اسکو مہاجر ام قیس کہا کرتے تہے اور روایت کیا طبرانی نے اعمش سے ہم مین ایک شخص تہا جسنے پیام دیا تہا ایک عورت کو اس عورت کا نام ام قیس تہا اوسنے انکار کیا نکاح سے جبتک وہ مرد ہجرت نہ کرے مکہ سے مدینہ کو آخر اسنے ہجرت کی اور اس عورت سے نکاح کیا تو ہم لوگ اسکو مہاجر ام قیس کہا کرتے تہے اور یہ اسناد صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور اسی وجہ سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی غرضون مین سے عورت کو نکاح کرنیکی تخصیص کی ورنہ اسکے سوا اور نیتین بہی ہوتی ہین بعض علما نے کہا امام بخاری اس حدیث کو یہان اسلیے لائے کہ قائم مقام خطبہ کتاب کے ہو جاوے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی یہ حدیث خطبہ مین فرمائی تہی اور حضرت عمر نے بھی منبر پر اوسکو بیان کیا اور آپ نے یہ حدیث ہجرت کی ساتھ ہی فرمائی اسلیے اسکو بدء الوحی مین لائے کیونکہ ہجرت کے قبل جو وقائع گذرے وہ مثل مقدمہ ہجرت کی تہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ وجہ اچھی ہے مگر مین نے کسی روایت مین نہین دیکہا کہ آپ نے ہجرت کرتے ہی سب سے پہلے خطبہ مین یہ حدیث فرمائی ابن بطال نے ابو عبد اللہ بن النجاری سے نقل کیا کہ مضمون باب آیت اور حدیث دونو سے متعلق ہے اسواسطے کہ اللہ تعالے نے وحی بہیجی انبیا کو پہر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ مدار عملون کا نیت پر ہے اور فرمایا وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ اور یہ حدیث نہایت عظیم الشان ہے ابو عبد اللہ نے کہا حدیثون مین اس سے بڑہکر کوئی جامع حدیث نہین ہے نہ اتنے فائدے کسی اور حدیث سے نکلتے ہین اور عبد الرحمن بن مہدی اور شافعی اور احمد بن حنبل اور علی بن المدینی اور ابو داؤد اور ترمذی اور دارقطنی اور حمزہ کنانی نے کہا کہ یہ حدیث تہائی ہے اسلام کی اور بعضون نے چوتہائی کہا ابن مہدی نے کہا علم کے تیس بابون مین اسکا دخل ہے اور شافعی نے کہا ستر باب مین اور اسکی صحت پر اتفاق ہے اور نکالا اسکو ائمہ ستہ نے سوا مالک کے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا حضرت عمر کے اور حضرت عمر سے سوا علقمہ کے اور علقمہ سے سوا محمد بن ابراہیم کے اور محمد بن ابراہیم سے سوا یحییٰ کے اور کسی نے اسکو روایت نہین کیا مگر اسکے ہم معنے اور مؤید بہت سی حدیثین وارد ہین اور غلطی کی اسنے جسنے اس حدیث کو متواتر کہا البتہ یحییٰ بن سعید سے متواتر ہے یا مراد تواتر معنوی ہو اور تفصیل کی اس مقام مین حافظ ابن حجر نے عون الباری مین ہے کہ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ کے بعد صحت یا کمال کا لفظ محذوف ہے یعنے عمل صحیح نہین ہوتی یا کامل نہین ہوتے بغیر نیت کے قسطلانی نے کہا بعض روایتون مین اَلْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ہے بغیر إِنَّمَا کے جیسے صحیح ابن حبان مین اور بعض مین إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ ہے اور یہ حدیث

سوا حضرت عمر کے بیس اور صحابہ نے روایت کی ہے ذکر کیا اسکا ابن مندہ نے اور متابعت کی علقمہ کی عبد اللہ اور جابر اور ابو جحیفہ
اور عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ اور ذو الکلاع اور عطاء بن یاسر اور ناشرہ بن سمی اور واصل بن عمرو جزامی اور محمد بن منکدر نے اور
متابعت کی تیمی کی سعید بن المسیب اور نافع نے اور متابعت کی یحیی کی محمد بن ابو الحسن لیثی اور ابو داؤد بن ابی الفرات اور
محمد بن اسحق بن یسار اور حجاج بن ارطاۃ اور عبد ربہ بن قیس انصاری نے اور شاید ابن داؤد کی خبر نہیں ہوئی ان لوگوں
کو جو قائل ہوئے تفرد عمر اور علقمہ وغیرہم کے ساتھ اس حدیث کی حافظ ابن حجر نے کہا مراد ان لوگوں کی یہ ہے کہ بطریق
صحیح اور کسی طریقہ سے مروی نہیں ہوئی اور یہ شک ہے کیسلیے کہ اور طرق معلول ہیں انتہی من فتح الباری و عون الباری و
ارشاد الساری ملتقطا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ
عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رض اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رض سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْىُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ
الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ
مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْىُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ
فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف (تنیسی) نے انہوں
نے کہا خبر دی ہمکو مالک (بن انس امام مشہور) نے انہوں نے روایت کی ہشام بن عروہ (بن زبیر بن عوام قرشی) سے انہوں
نے اپنے باپ عروہ بن زبیر ابو عبد اللہ مدنی سے انہوں نے روایت کی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے کہ حارث
بن ہشام نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا آپ پر وحی کیونکر آتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کبھی مجھپر وحی آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار (یعنی آواز وحی کے وقت سنائی دیتی ہے وہ
آواز فرشتے کی ہوتی ہے یا اوسکے پروں کی اور غرض اس آواز سے یہ ہے کہ آپکو سوا اس وحی سننے کے دنیا کی اور
کوئی چیز سنائی نہ دیوے) اور وہ مجھپر نہایت سخت گذرتی ہے پھر موقوف ہوجاتی ہے اور میں یاد کرلیتا ہوں فرشتہ
سے جو اوسنے کہا اور کبھی فرشتہ ایک مرد کی صورت بنکر میرے پاس آتا ہے اور مجھسے بات کرتا ہے اور جو وہ کہتا ہے
اسکو میں یاد کرلیتا ہوں حضرت عائشہ رض نے کہا مینے دیکھا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ پر وحی اترتی
تھی کڑکڑاتے جاڑے کے دن میں پھر موقوف ہوجاتی اور آپ کی پیشانی سے پسینا پھوٹ نکلتا ف حافظ ابن حجر
نے کہا وحی کی اور صورتیں بھی ہیں لیکن یہ حدیث حصر کے لیے نہیں ہے بلکہ اکثر ان دو طور سے آتی اور پسینہ نکلنے کی
یہ وجہ ہوتی کہ وحی سے آپکو کرب اور سختی ہوتی اوسکی سختی سے آپ عرق آلود ہوجاتے اور یہ آپکی وحی میں ہوتا

جسمین گھنٹہ کی سی آواز آتی اور دوسری قسم تو آسان تھی ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین اتنا زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا دوسری
قسم کی وحی مین کہ وہ سب سے زیادہ آسان ہے مجھپر اس حدیث سے یہ نکلا کہ مزید یقین کے لیے کسی امر کی کیفیت پوچھنا درست
ہے اور انبیا سے اس قسم کے سوال کر سکتے ہین قسطلانی نے کہا کہ کیفیت وحی کی سمجھنا ہر شخص کے لیے دشوار تھا سوا
آپ نے اوسکی مثال دی ایک متصل آواز سے جیسے گھنٹی کی آواز نکلتی ہے جسکو سنتے ہین پر مطلب کچھہ نہین سمجھتے اسی
عین حالت وحی مین جلال الٰہی ایسا طاری ہوتا ہے کہ کچھہ بات سمجھہ مین نہین آتی پھر اس حالت کے بعد قدرت الٰہی سے وہ بات
ذہن نشین ہو جاتی ہے اور یہ قسم وحی کی مشابہ ہے وحی ملائکہ سے جیسے ابو ہریرہ رض نے روایت کیا کہ جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالے آسمان مین کوئی حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے بازو پھیلا دیتے ہین عاجزی سے
اوسکا کلام سنکر جیسے زنجیر پتھر پر چلے اور طبرانی اور ابن ابی حاتم نے نواس بن سمعان سے مرفوعًا روایت کیا کہ جب اللہ تعالے
کلام فرماتا ہے ساتھہ وحی کے تو آسمان لرز جاتا ہے اوسکے خوف سے اور آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہین اور سجدے مین
گر پڑتے ہین سب سے پہلے جبرئیل سر اوٹھاتے ہین اللہ تعالے انسے بات کرتا ہے جو چاہتا ہے پھر وہ جاتے ہین اور
فرشتون کے پاس سو پوچھتے ہین کیا فرمایا ہمارے پروردگار نے وہ کہتے ہین حق فرمایا پھر وہ جاتے ہین جہان اللہ
تعالی اونکو حکم کرتا ہے آسمان اور زمین مین اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے مرفوعًا روایت کیا جب اللہ تعالے
کلام کرتا ہے ساتھہ وحی کے تو آسمان والے ایک جھنکار سنتے ہین جیسے زنجیر کی آواز پتھر پر چلانے سے نکلتی ہے وہ
گھبرا جاتے ہین اور اس قسم کی وحی سخت ہوتی کیونکہ اسمین رد ہوتا ہے طبیعت بشریہ کا اوضاع ملکی کی طرف واللہ
اعلم حدثنا یحیی بن بکیر قال اخبرنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن
عائشۃ ام المؤمنین رض انہا قالت اول ما بدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا
الصالحۃ فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء وکان یخلو
بغار حراء فیتحنث فیہ وھو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اھلہ ویتزود لذلک
ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود لمثلہا حتی جاءہ الحق وھو فی غار حراء فجاءہ الملک فقال اقرا
قال فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجہد ثم ارسلنی فقال اقرا فقلت
ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثانیۃ حتی بلغ منی الجہد ثم ارسلنی فقال اقرا فقلت ما انا
بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثالثۃ ثم ارسلنی فقال اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان
من علق اقرا وربک الاکرم فرجع بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرجف فؤادہ فدخل علی

خدیجۃ فقال زملونی زملونی فزملوہ حتی ذہب عنہ الروع فقال لخدیجۃ واخبرہا الخبر
لقد خشیت علی نفسی فقالت خدیجۃ کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل
الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق فانطلقت بہ خدیجۃ حتی اتت
ورقۃ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی ابن عم خدیجۃ وکان امرأ تنصر فی الجاہلیۃ وکان یکتب
الکتاب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبرانیۃ ما شاء اللہ ان یکتب وکان شیخا کبیرا قد عمی فقالت
لہ خدیجۃ یا ابن عم اسمع من ابن اخیک فقال لہ ورقۃ یا ابن اخی ماذا تری فاخبرہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خبر ما رای فقال لہ ورقۃ ہذا الناموس الذی نزل اللہ علی موسی یا لیتنی
فیہا جذعا یا لیتنی اکون حیا اذ یخرجک قومک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ او مخرجی ہم
قال نعم لم یات رجل بمثل ما جئت بہ الا عودی وان یدرکنی یومک انصرک نصرا مؤزرا ثم
لم ینشب ورقۃ ان توفی وفتر الوحی قال ابن شہاب واخبرنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن ان جابر بن
عبد اللہ الانصاری قال وہو یحدث عن فترۃ الوحی فقال فی حدیثہ بینا انا امشی اذ سمعت
صوتا من السماء فرفعت بصری فاذا الملک الذی جاءنی بحراء جالس علی کرسی بین السماء و
الارض فرعبت منہ فرجعت فقلت زملونی زملونی فانزل اللہ تعالی یا ایہا المدثر قم فانذر
وربک فکبر وثیابک فطہر والرجز فاہجر فحمی الوحی وتتابع تابعہ عبد اللہ بن یوسف و
ابو صالح وتابعہ ہلال بن رداد عن الزہری وقال یونس ومعمر بوادرہ ترجمہ حدیث بیان
کی ہمسے یحیی بن بکیر (ابو زکریا قریشی مخزومی مصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث نے (جو سعد کے
بیٹے ہیں عالم تھے اہل مصر کے) انہوں نے روایت کی عقیل (بن خالد بن عقیل ایلی قرشی) سے انہوں نے ابن شہاب
(محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری مدنی) سے انہوں نے عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے حضرت عائشہ
ام المومنین سے انہوں نے کہا سب سے پہلی جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوئی وہ اچھا خواب تھا جسکو آپ دیکھتے
سوتے میں **ف** قسطلانی نے کہا احتمال ہے کہ یہ حدیث مرسل صحابہ میں سے ہو کسلیے کہ حضرت عائشہ اسوقت تک
پیدا بھی نہیں ہوئی تہین اور ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ سنا ہو پس صورت
میں حدیث مرسل نہوگی اور خواب دیکھنے کی مدت چھ مہینے تک تہی جیسے نقل کیا بیہقی نے اور دلائل نبوت کی اس سے پہلے
آپ دیکھ چکے تھے جیسے پتھر کا سلام کرنا بحیرا راہب کا بشارت دینا **ف** تو آپکا یہ حال تہا کہ آپ جو بات خواب میں

دیکہتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمود ہوتی (یعنے ویساہی عالم بیداری مین ظہور ہوتا جسکو آپ پہلے سے خواب مین دیکھ لیتے) پہر آپ کو تنہائی بہلی لگی **ف** یعنے عزلت اور خلوت کیونکہ اسمین فراغت قلب ہوتی ہے اور غیر اللہ سے انقطاع حاصل ہوتا ہے اور قلب صاف ہوتا ہے اور حکمت کے چشمے اُس سے پہوٹتے ہین اور خلوت یہ ہے کہ غیر اللہ کا خیال چہوڑ دیوے یہانتک کہ اپنے نفس کا بہی اُسوقت دل اس قابل ہوتا ہے کہ غیب کے علوم اسمین سماوین اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خلوت بطریق تقرب تہی نہ اسلیے کہ نبوت کسبی ہے کیونکہ نبوت تو محض عنایت الٰہی ہے (قسطلانی) **ف** اور آپ خلوت کرتے تہے غار حرا مین (حرا ایک پہاڑ ہے مکہ سے تین میل پر منا کو جاتے ہوئے بائین ہاتہہ پر پڑتا ہے اب اسکو جبل النور کہتے ہین) وہان آپ عبادت کرتے تہے (مطابق شریعت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے) چند معدود راتون مین جب تک آپکو اشتیاق نہ ہوتا اپنے گہر والون کے پاس لوٹنے کا اور توشہ اپنے ساتہہ لیجاتے پہر لوٹ کر آتے حضرت ام المومنین خدیجہ کبریٰ رضہ کے پاس اتنی ہی راتون کا توشہ اور بنا دیتین یہانتک کہ آپ پر وحی آئی اور آپ اسی حرا کی غار مین تہے تو فرشتہ (حضرت جبرئیل علیہ السلام پیر کے روز سترہوین رمضان کو چالیس برس کی عمر مین) آیا آپکے پاس اور کہنے لگا پڑہ آپنے فرمایا مین پڑہا ہوا نہین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سنکر اُس فرشتے نے مجہکو پکڑا اور دبایا یہانتک کہ اُسکا دباؤ حد کو پہونچ گیا (یعنے خوب دبایا) پہر چہوڑ دیا مجہکو اور کہنے لگا پڑہ مین نے کہا مین پڑہا ہوا نہین پہر اُس نے مجہکو پکڑا اور دوبارہ دبوچا یہانتک کہ اسکا دبوچنا حد کو پہونچ گیا پہر چہوڑ دیا مجہکو اور کہنے لگا پڑہ مین نے کہا مین پڑہا ہوا نہین پہر اُسنے مجہکو پکڑا اور دبوچا پہر چہوڑ دیا مجہکو اور کہنے لگا پڑہ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا پیدا کیا آدمی کو خون کی پہٹکی سے پڑہ اور تیرا رب بڑا عزت والا ہے یا بڑے کرم والا ہے (یعنے یہ آیتین آپ کو سکہلائین اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ) یہ آیتین سنکر آپ لوٹے (جبل حرا سے) اور آپکا دل کانپ رہا تہا تب ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد کے پاس گئے (جو سب سے پہلے آپکی بی بی تہین اور سب سے اشرف رضی اللہ عنہا اُن سے راضی ہو) آپنے فرمایا مجہکو اوڑہا دو مجہکو اوڑہا دو لوگون نے آپکو اوڑہا دیا یہانتک کہ آپکا ڈر جاتا رہا تب آپنے یہ حال خدیجہ سے بیان کیا اور سارا قصہ اُنسے کہا اور فرمایا مجہے اپنی جان کا ڈر ہے اونہون نے کہا ہرگز نہین قسم خدا کی اللہ تعالیٰ تمکو کبہی تباہ نہ کریگا (سبحان اللہ ایسی عاقلہ اور صالحہ بی بی کہان پیدا ہوتی ہین) تم تو ناتا جوڑتے ہو اور ناتوانون کا) بوجہ اوٹہاتے ہو اور جو لوگون کے پاس نہین ہے وہ انکو کما دیتے ہو (یعنے مال اور دولت نادارون کو دیتے ہو) اور مہمان کی خاطرداری کرتے ہو اور حق معاملون کی مدد کرتے ہو (معلوم ہوا کہ یہ باتین ایسی

ہین جنسے اللہ تعالے رضی ہوتا ہے اورجن کی وجہ سے انسان تباہی سے بچا رہتا ہے) پہر حضرت ام المومنین
(محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ الکبرے رضی اللہ تعالے عنہا) آپ کو لیکر چلین یہانتک کہ ورقہ بن نوفل بن
اسد بن عبد العزے اپنے چچازاد بہائی کے پاس لائین اور ورقہ وہ آدمی تہے جو (بتونکی پرستش چہوڑکر) نصرانی
ہوگئے تہے جاہلیت کی زمانہ مین (اور ظاہر ہے کہ اُس زمانہ مین دین حق نصرانیت کا دین تہا جسکی تعلیم حضرت عیسے
علیہ السلام نے کی تہی) اور وہ عبرانی خط لکہتے تہے (اور ایک روایت مین ہے کہ عربی لکہتے تہے) تو انجیل بہی اسے عبرانی
زبان مین لکہا کرتے جو اللہ کو منظور ہوتا اور وہ بہت بوڑہے تہے یہانتک کہ اُن کی بصارت بہی جاتی رہی تہی اُنسے
حضرت خدیجہ نے کہا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بہتیجے کی بات سن (مراد بہتیجے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ
ورقہ کے تیسرے باپ وہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چوتہے باپ کے بہائی تہے یا بر سبیل احترام ایسا
کہا) ورقہ نے آپ سے پوچہا اے میرے بہتیجے تم کیا دیکہتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا اُنسے جو
حال دیکہا تہا ورقہ بولے یہ تو ناموس ہین (یعنے صاحب سر اور صاحب وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام اہل
کتاب اُنکو ناموس اکبر کہا کرتے تہے) جنکو اللہ تعالے نے اوتارا تہا حضرت موسی علیہ السلام پر کاش جسوقت تمہاری
پیغمبری کا زمانہ ہو مین اسوقت جوان ہوتا کاش جسوقت تمکو تمہاری قوم نکالدیگی اوسوقت مین زندہ رہتا
جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میری قوم کے لوگ مجہے نکالدینگے ورقہ نے کہا ہان کبہی کوئی
شخص یہ بات لیکر نہین آیا جیسے تم لائے پر لوگ اوسکے دشمن ہوگئے اور جو مین اُسدن زندہ رہا تو اچہی طرح
تمہاری مدد کرونگا پہر تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا کہ ورقہ کا انتقال ہوگیا (نبوت کی چند ہی روز بعد مکہ مین اور واقدی
نے جو کہا کہ وہ شام کو گئے تہے وہان سے لوٹتے وقت بلاد لخم اور جذام مین مارے گئے غلط ہے) اور وحی بہی
موقوف رہی (تین برس یا اڑہائی برس تک اور آپکو بہت رنج ہوا) ابن شہاب نے کہا مجہے خبر دی ابو سلمہ
(عبد اللہ) بن عبد الرحمن نے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری وحی موقوف رہنے کی حدیث بیان کرتے تہے تو کہا
انہون نے فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مین ایک بار جا رہا تہا مین نے آسمان سے ایک آواز سنی
اور اپنی آنکہ اوپر اوٹہائی دیکہا تو وہی فرشتہ جو حرا مین میرے پاس آیا تہا بیٹہا ہے ایک کرسی پر آسمان اور زمین
کے بیچ مین مین اوسکو دیکہکر ڈر گیا اور لوٹا اپنے گہر کو مینے کہا (اپنے گہر والون سے) مجہے ڈہانپو ڈہانپ دو
(یعنے کپڑے اوڑہا دو) تب اللہ تعالے نے یہ آیتین اوتارین يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ الی قولہ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ یعنے
اے اوڑہنے والے اوٹہ اور ڈر سنا لوگون کو اور اپنے مالک کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے پاک کر اور بتون کی پلیدی

چھوڑا اسکے بعد بہت دیر تک وحی آنے لگی امام بخاری نے کہا یحیی بن بکیر کی متابعت کی ہے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے اور
ابن کی روایت تفسیر اور ادب مین موجود ہے) اسیطرح متابعت کی انکی ابو صالح نے (یعنے عبداللہ اور ابو صالح دونون نے
اوسکو روایت کیا لیث سے جیسے یحیی بن بکیر نے لیث سے روایت کیا ابو صالح کا نام عبداللہ ہے کاتب اللیث یا عبد
الغفار بن داؤد بکری) اور متابعت کی عقیل کی (جو راوی ہین ابن شہاب سے) ہلال بن رداد نے زہری سے اور یونس
اور معمر کی روایت مین بعوض یَرْجُفُ فُؤَادُهُ کے یَرْجُفُ بَوَادِرُهُ ہے **ف** بوادر جمع ہے بادرہ کی بادرہ وہ گوشت جو مونڈھے
اور گردن کے بیچ مین ہے وہ ڈر کے وقت لرزنے لگتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ ورقہ نصرانی تھے مگر اونہون نے
یون کہا کہ یہ وہ ناموس ہین جو حضرت عیسی پر اوترے تھے کیونکہ حضرت موسی کی کتاب اکثر احکام پر مشتمل تھی
برخلاف حضرت عیسے کی کتاب کے اور ہماری پیغمبر کی کتاب بھی اکثر احکام پر مشتمل ہے یا اسلیے کہ حضرت موسے
فرعون پر عذاب کے لیے بھیجے گئے تھے اسی طرح حضرت بھی اس امت کی فرعون پر عذاب لیکر آئے تھے یعنے ابو جہل لعین اور کفار
پر یا اس لیے کہ حضرت موسی کی رسالت پر اتفاق ہے اور حضرت عیسے کی نبوت مین یہودیون کو اختلاف تھا اور سہیلی
نے کہا کہ ورقہ کا اعتقاد حضرت عیسے کے حق مین یہ تھا جیسے اس وقت کے نصاری اعتقاد رکھتے ہین یہ محال ہے اور خود
ایک روایت مین زبیر بن بکار کے موجود ہے کہ ورقہ نے کہا آ وہ ناموس ہے جو حضرت عیسے پر اوترا تھا مگر اسکی اسناد مین
عبداللہ بن معاذ ضعیف ہے اور دلائل النبوت مین ابونعیم نے باسناد حسن روایت کیا کہ پہلے خدیجہ اپنے چچا زاد بھائی
ورقہ کے پاس آئین اور انسے سارا حال بیان کیا اونہون نے کہا اگر تم سچ کہتی ہو تو ان کے پاس حضرت عیسے کے
ناموس آتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ ورقہ نے حضرت خدیجہ سے ناموس عیسے کہا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے
ناموس موسے کہا اور دونون صحیح ہین انتہے عون الباری مین ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ورقہ نے آپکی
نبوت کا اقرار کیا لیکن وہ دعوت سے پہلے مر گئے تو انکا حال بحیرہ راہب کا سا ہوگا اور انکو صحابی کہنے مین اعتراض
ہے لیکن زیادات مغازی مین ابن اسحق سے منقول ہے کہ ورقہ نے کہا تم خوش رہو خوش رہو مین گواہی دیتا ہون تم
وہی شخص ہو جسکے آنے کی حضرت عیسے بن مریم نے خوشخبری دی اور تمہارے پاس وہی ناموس آتا ہے جو حضرت موسے
کے پاس آتا تھا اس روایت کی اخیر مین ہے کہ جب ورقہ مر گئے تو آپنے فرمایا مینے اوسکو جنت مین دیکھا سفید ریشمی
کپڑے پہنے ہوئے کیونکہ وہ مجھپر ایمان لایا تھا اور مجھے سچا کہا تھا اور اس روایت کو بیہقی نے دلائل مین ذکر کیا اور کہا
یہ منقطع ہے بلقینی نے کہا اس صورت مین ورقہ سب مردون سے پہلے مسلمان ٹھیرے اور عراقی نے بھی ایسا ہی کہا
اور ابن مندہ نے انکو صحابہ مین ذکر کیا ہے انتہے حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَا

حدثنا موسى بن أبي عائشة قال حدثنا سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله تعالى
لا تحرك به لسانك لتعجل به قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعالج من التنزيل شدة وكان
مما يحرك شفتيه فقال ابن عباس رضي الله عنهما فأنا أحركهما لك كما كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم يحركهما وقال سعيد أنا أحركهما كما رأيت ابن عباس رضي الله عنهما يحركهما
فحرك شفتيه فأنزل الله تعالى لا تحرك به لسانك لتعجل به إن علينا جمعه وقرآنه قال جمعه
لك صدرك وتقرأه فإذا قرأناه فاتبع قرآنه قال فاستمع له وأنصت ثم إن علينا بيانه ثم
إن علينا أن تقرأه فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ذلك إذا أتاه جبريل عليه
السلام استمع فإذا انطلق جبريل عليه السلام قرأه النبي صلى الله عليه وسلم كما قرأه ترجمہ

حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو عوانہ (وضاح بن عبد اللہ یشکری) نے
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے (ابو الحسن کوفی ہمدانی) موسیٰ بن ابی عائشہ نے (ابو عائشہ کا نام معلوم نہیں ہوا)
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سعید بن جبیر (ابن ہشام کوفی اسدی) نے (جو تابعین میں سے ہیں اور انکو
حجاج ظالم نے باندھ کر قتل کیا شعبان ۹۶ھ میں اونکے بعد حجاج نے کسی کو قتل نہیں کیا اور چند ہی روز زندہ رہا)
اونہوں نے روایت کی حضرت ابن عباس رضی سے (عبد اللہ بن عباس ہیں جو مفسر ہیں قرآن کے ابو الخلفا ہیں اکثر برس
کی عمر میں مرے طائف میں عبد اللہ بن زبیر کی خلافت میں) اس آیت کی تفسیر میں لا تحرك به لسانك لتعجل به یعنے مت ہلا
اپنی زبان قرآن کے پڑھنے میں جلدی کیلیے۔ کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف کے اترنے سے سختی ہوتی تھی
اور آپ اکثر لبوں کو ہلاتے تھے (اس خیال سے کہ کہیں بھول نہ جاویں) ابن عباس نے کہا میں اپنی لبوں کو ہلا کر
تجھکو بتاتا ہوں (اے سعید) جیسے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم لبوں کو ہلاتے تھے اور سعید نے کہا میں لبوں کو
ہلاتا ہوں جیسے میں نے ابن عباس کو ہلاتے ہوئے دیکھا پھر اونہوں نے ہلایا اپنی دو لبوں کو (اور ابن عباس نے
یہ نہیں کہا جیسے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہلاتے ہوئے دیکھا کیونکہ یہ آیت ابتداء نبوت کی ہے اوس وقت
میں ابن عباس پیدا بھی نہیں ہوئے تھے احتمال ہے کہ کسی صحابی نے اونسے لبوں کا ہلانا بیان کیا ہو یا خود
حضرت نے اور ابو داؤد طیالسی کی مسند میں ہے کہ ابن عباس نے کہا میں ہلاتا ہوں اپنے ہونٹ کو جیسے میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہلاتے ہوئے دیکھا) تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری اے محمد مت ہلا اپنی زبان قرآن کے ساتھ
جلدی کیلیے ہم پر ہے اوسکا جمع کرنا اور پڑھا دینا تمہاری سینہ میں جمع کرنا اور پڑھا دینا اور جب تم چاہو اسکو پڑھ سکنا

پھر جب ہم اسکو پڑھیں (جبرئیل علیہ السلام کی زبانی) تو تم اسکو سنتے رہو اور چپ رہو پھر ہمارے اوپر ہے اسکا بیان یعنے یہ امر کہ تم اسکو پڑھو (مطلب یہ ہو کہ قرآن اترتے وقت پڑھنا ضرور نہیں نہ جلدی کرنا اس خیال سے کہ دل سے نکل جاوے کیونکہ دل میں جمانا اللہ کا کام ہے) ابن عباس نے کہا پھر اسکے بعد جب جبرئیل علیہ السلام آتے تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اون کی قرأت سنا کرتے جب جبرئیل چلے جاتے تو آپ پڑھ دیتے اسیطرح جیسے جبرائیل نے پڑھا تھا حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ ح وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ نَحْوَہٗ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَکَانَ اَجْوَدَ مَا یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ حِیْنَ یَلْقَاہُ جِبْرَئِیْلُ وَکَانَ یَلْقَاہُ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَیُدَارِسُہُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبدان نے (اونکا نام ہے عبداللہ بن عثمان بن جبلہ عتکی) اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو عبداللہ (بن مبارک بن واضح حنظلی تیمی امام مشہور اتباع تابعین سے) اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو یونس (بن یزید بن مشکان ایلی) نے اونہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب) سے **ح** (یہ حرف اشارہ ہے تحویل کا یعنے ایک اسناد سے دوسری اسناد کیطرف جانا اور اختصار کی غرض سے جب تحویل منظور ہوتی ہے تو ح لکھدیتے ہیں) اور حدیث بیان کی ہمسے بشر بن محمد نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو عبداللہ بن مبارک نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو یونس اور معمر نے انہوں نے روایت کی زہری سے مانند اسکے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مطلب یہ ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے اس حدیث کو عبدان کے ساتھ صرف یونس سے نقل کیا اور بشر بن محمد کے ساتھ یونس اور معمر دونوں سے **ت** زہری نے کہا مجھکو خبر دی عبیداللہ بن عبداللہ نے (جو مشہور تابعی اور فقیہ ہیں بن عتبہ بن مسعود) اونہوں نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی زیادہ سخاوت رمضان میں ہوتی جب جبرئیل آپ سے ملتے اور وہ آپ سے ملاقات کرتے تھے رمضان کی ہر رات میں اور دورہ کرتے تھے آپکے ساتھ قرآن کا تو بیشک جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ سخی تھے نیکی کرنے میں چلتی ہوا سے (جس سے سب نفع اوٹھاتے ہیں یا جس ہوا کو خدا تعالی پانی برسانے کے لیے بھیجتا ہے) **ف** فتح الباری میں ہے امام احمد کی اسناد میں اتنا زیادہ ہے کہ کہ آپ سے جو چیز مانگتے آپ دیدیتے اور یہ زیادت دوسری صحیح حدیث میں جابر رض کے موجود ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی چیز مانگی جاتی آپ دیدیتے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو یہ کہ سخاوت ہر وقت بہتر ہے دوسرے یہ کہ رمضان میں زیادہ تر سخاوت کرنا چاہیے

تیسرے زیارت صلحا اور اہل خیر کی اور بار بار کرنا اسکا چوتھے رمضان میں قرآن زیادہ پڑھنا پانچویں قرآن کی
تلاوت تمام اذکار سے افضل ہونا چھٹے رمضان کہنا درست ہے حافظ ابن حجر نے کہا اسمیں اشارہ ہے کہ قرآن کا
نزول رمضان میں شروع ہوا کیونکہ سارا قرآن آسمان دنیا تک رمضان میں اترا جیسے ابن عباس کی حدیث میں
ثابت ہوا ہے جبرئیل اسکا دور کرتے آپ سے ہر سال جتنا اترتا ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک اور جس سال آپکی
وفات ہوئی اُس سال دو بار دور کیا جیسا صحیح حدیث میں حضرت فاطمہؓ سے ثابت ہو لئے ہے اور اس سے معلوم ہو گئی مناسبت
باب کی اس حدیث سے کیونکہ یہ باب ہے بدء الوحی کا اور حدیث سے یہی مضمون نکلتا ہے کہ ابتدا وحی رمضان سے ہوئی قسطلانی نے کہا
تاب کچھ اوصاف شروع کیے اس شخص کے جس پر وحی اترتی تھی اور یہی بیان ہے حدیث آئندہ میں حدثنا ابو الیمان
الحکم بن نافع قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی عبید الله بن عبد الله بن عتبة بن
مسعود ان عبد الله بن عباس اخبره ان ابا سفیان بن حرب اخبره ان هرقل ارسل الیه
فی رکب من قریش وکانوا تجارا بالشام فی المدة التی کان رسول الله صلی الله علیه وسلم مادّ فیها
ابا سفیان وکفار قریش فاتوه وهم بایلیاء فدعاهم فی مجلسه وحوله عظماء الروم ثم دعاهم
ودعا ترجمانه فقال ایکم اقرب نسبا بهذا الرجل الذی یزعم انه نبی قال ابو سفیان فقلت انا
اقربهم نسبا فقال ادنوه منی وقربوا اصحابه فاجعلوهم عند ظهره ثم قال لترجمانه قل لهم
انی سائل هذا عن هذا الرجل فان کذبنی فکذبوه فوالله لولا الحیاء من ان یاثروا علی کذبا
لکذبت عنه ثم کان اول ما سالنی عنه ان قال کیف نسبه فیکم قلت هو فینا ذو نسب قال فهل قال
هذا القول منکم احد قط قبله قلت لا قال فهل کان من آبائه من ملک قلت لا قال فاشراف
الناس یتبعونه ام ضعفاؤهم فقلت بل ضعفاؤهم قال ایزیدون ام ینقصون قلت بل یزیدون
قال فهل یرتد احد منهم سخطة لدینه بعد ان یدخل فیه قلت لا قال فهل کنتم تتهمونه
بالکذب قبل ان یقول ما قال قلت لا قال فهل یغدر قلت لا ونحن منه فی مدة لا ندری ما
هو فاعل فیها قال ولم تمکنی کلمة ادخل فیها شیئا غیر هذه الکلمة قال فهل قاتلتموه قلت
نعم قال فکیف کان قتالکم ایاه قلت الحرب بیننا وبینه سجال ینال منا وننال منه قال ماذا
یامرکم قلت یقول اعبدوا الله وحده ولا تشرکوا به شیئا واترکوا ما یقول آباؤکم ویامرنا
بالصلوة والصدق والعفاف والصلة فقال للترجمان قل له سالتک عن نسبه فذکرت انه

فيكم ذو نسب كذلك الرسل تبعث في نسب قومها وسألتك هل قال أحد منكم هذا القول
فذكرت أن لا فقلت لو كان أحد قال هذا القول قبله لقلت رجل يأتسي بقول قيل قبله وسألتك
هل كان من آبائه من ملك فذكرت أن لا قلت فلو كان من آبائه من ملك قلت رجل يطلب ملك أبيه وسألتك هل
كنتم تتهمونه بالكذب قبل أن يقول ما قال فذكرت أن لا فقد أعرف أنه لم يكن ليذر الكذب على الناس
ويكذب على الله وسألتك أشراف الناس اتبعوه أم ضعفاؤهم فذكرت
أن ضعفاءهم اتبعوه وهم أتباع الرسل وسألتك أيزيدون أم ينقصون فذكرت أنهم يزيدون
وكذلك أمر الإيمان حتى يتم وسألتك أيرتد أحد سخطة لدينه بعد أن يدخل فيه فذكرت
أن لا وكذلك الإيمان حين تخالط بشاشته القلوب وسألتك هل يغدر فذكرت أن لا
وكذلك الرسل لا تغدر وسألتك بما يأمركم فذكرت أنه يأمركم أن تعبدوا الله ولا تشركوا
به شيئا وينهاكم عن عبادة الأوثان ويأمركم بالصلوة والصدق والعفاف فإن كان ما تقول
حقا فسيملك موضع قدمي هاتين وقد كنت أعلم أنه خارج ولم أكن أظن أنه منكم فلو أني
أعلم أني أخلص إليه لتجشمت لقاءه ولو كنت عنده لغسلت عن قدميه ثم دعا بكتاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي بعث به دحية الكلبي إلى عظيم بصرى فدفعه عظيم بصرى إلى هرقل
فقرأه فإذا فيه بسم الله الرحمن الرحيم من محمد عبد الله ورسوله إلى هرقل عظيم الروم
سلام على من اتبع الهدى أما بعد فإني أدعوك بدعاية الإسلام أسلم تسلم يؤتك الله
أجرك مرتين فإن توليت فإن عليك إثم الأريسيين ويا أهل الكتاب تعالوا إلى كلمة سواء
بيننا وبينكم أن لا نعبد إلا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا أربابا من دون
الله فإن تولوا فقولوا اشهدوا بأنا مسلمون قال أبو سفيان فلما قال ما قال وفرغ من قراءة
الكتاب كثر عنده الصخب فارتفعت الأصوات وأخرجنا فقلت لأصحابي حين أخرجنا
لقد أمر أمر ابن أبي كبشة إنه يخافه ملك بني الأصفر فما زلت موقنا أنه سيظهر
حتى أدخل الله علي الإسلام وكان ابن الناطور صاحب إيلياء وهرقل سقفا على نصارى
الشام يحدث أن هرقل حين قدم إيلياء أصبح يوما خبيث النفس فقال بعض بطارقته قد
استنكرنا هيئتك قال ابن الناطور وكان هرقل حزاء ينظر في النجوم فقال لهم حين

سألوه إني رأيت الليلة حين نظرت في النجوم ملك الختان قد ظهر فمن يختتن من هذه الأمة
قالوا ليس يختتن إلا اليهود فلا يهمنك شأنهم واكتب إلى مدائن ملكك فليقتلوا من فيهم
من اليهود فبينا هم على أمرهم أتي هرقل برجل أرسل به ملك غسان يخبر عن خبر رسول
الله صلى الله عليه وسلم فلما استخبره هرقل قال اذهبوا فانظروا أمختتن هو أم لا
فنظروا إليه فحدثوه أنه مختتن وسأله عن العرب فقال هم يختتنون فقال هرقل هذا
ملك هذه الأمة قد ظهر ثم كتب هرقل إلى صاحب له برومية وكان نظيره في العلم
وسار هرقل إلى حمص فلم يرم حمص حتى أتاه كتاب من صاحبه يوافق رأي هرقل على خروج
النبي صلى الله عليه وسلم وأنه نبي فأذن هرقل لعظماء الروم في دسكرة له بحمص ثم
أمر بأبوابها فغلقت ثم اطلع فقال يا معشر الروم هل لكم في الفلاح والرشد وأن
يثبت ملككم فتبايعوا هذا النبي فحاصوا حيصة حمر الوحش إلى الأبواب فوجدوها
قد غلقت فلما رأى هرقل نفرتهم وأيس من الإيمان قال ردوهم علي وقال إني قلت
مقالتي آنفا أختبر بها شدتكم على دينكم فقد رأيت فسجدوا له ورضوا عنه فكان ذلك
آخر شأن هرقل قال أبو عبد الله رواه صالح بن كيسان ويونس ومعمر عن الزهري

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابوالیمان حکم بن نافع نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو شعیب (بن ابی حمزہ قرشی اموی) نے اونہون نے روایت کیا زہری (محمد بن مسلم) سے اونہون نے کہا خبر دی مجکو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے اونکو خبر دی عبد اللہ بن عباس نے اونکو خبر دی ابوسفیان بن حرب نے (جو والد تہے معاویہ کے وہ پیدا ہوئے عام الفیل سے دس برس پہلے اور اسلام لائے اُس رات کو جسکی صبح مین مکہ فتح ہوا اور حاضر تہے جنگ طائف اور حنین مین اور ایک آنکھ ان کی پہوٹی جنگ طائف مین اور دوسری آنکھ یرموک کی لڑائی مین اور مرے مدینہ مین سنہ ۳۱ یا ۳۴ مین انکی عمر ۸۸ سال کی تہی اور نماز پڑہی اُنپر حضرت عثمان رض نے) کہ ہرقل (بکسر ہا و فتح را بروزن دمشق اور بعضون نے بسکون را اور کسر قاف بہی نقل کیا ہے اوسکا لقب قیصر تہا یہ بادشاہ تہا روم کا اُسنے اول سکہ مارا اشرفیون پر اور اس سال بادشاہت کی اور اسکی سلطنت مین وفات ہوئی جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی) نے ابوسفیان کو بلا بہیجا اور کئی سوارون کے ساتہ قریش کے جو سوداگر تہے شام مین اور یہ اُس زمانہ کا حال ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوسفیان سے صلح کی ایک مدت قرار پا گئی تہی (یعنے صلح حدیبیہ جو دس برس کے لیے ہوئی تہی سنہ ۶ ہجری مین)

یہ لوگ ہرقل کے پاس گئے وہ اور اسکے لوگ ایلیا مین تہے (ایلیا بیت المقدس کو کہتے ہین) اُسنے ان لوگون کو اپنی مجلس
مین بلایا اور ہرقل کے گرد روم کے رئیس جمع تہے پہر اونکو اپنے پاس بلایا اور اپنے ترجمان (وہ شخص جو دوسرے ملک کی زبان والون کی بات کا
ترجمہ کرکے بادشاہ کو سمجہاتا ہے) کو بہی بلایا ترجمان نے پوچہا (ابوسفیان اور اونکی ساتہیون سے) تم لوگون مین کون
زیادہ قریب ہے نسب کی راہ سے اس شخص سے (یعنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے) جو دعوی کرتا ہے کہ مین پیغمبر
ہون ابوسفیان نے کہا مین زیادہ قریب ہون نسب مین اس شخص کے ساتہہ ان سب لوگون مین (کیونکہ ابوسفیان
اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب چوتہی پشت یعنی عبد مناف مین ملجاتا ہے) ہرقل نے کہا اچہا اس شخص
کو میرے قریب کردو اور اسکے ساتہیون کو اوسکے نزدیک رکہو اسکی پیٹہہ کے پیچہے تاکہ یہ شخص ان لوگون کی شرم سے
جہوٹ نہ کہے) پہر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا ان لوگون سے کہہ مین اس شخص سے (یعنے ابوسفیان سے) اس
شخص کا حال پوچہونگا (جسنے پیغمبری کا دعوی کیا ہے) پہر اگر یہ جہوٹ بولے تو تم کہدینا کہ یہ جہوٹا ہے ابوسفیان
نے کہا قسم خدا کی اگر مجہے یہ شرم نہ ہوتی کہ یہ لوگ میرا جہوٹ بیان کرینگے تو مین جہوٹ باندہتا آپ پر (اسلیے
کہ اُسوقت مین اپکا دشمن تہا) خیر اول ہرقل نے مجہسے یہ پوچہا کہ اس شخص کا (یعنے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کا) نسب کیسا ہے تم لوگون مین مین نے کہا نسب تو اونکا ہم لوگون مین بڑا ہے (یعنے بڑے شریف خاندان سے
ہین کیونکہ قریش تمام عربون مین اشرف تہے اور آپ قریش ہوکر بنی ہاشم پہر بنی عبد المطلب تہے اشرف الاشراف تہے)
پہر ہرقل نے کہا تم مین کسی اور نے بہی کبہی یہ دعوی کیا تہا (کہ مین پیغمبر ہون) اس شخص سے پہلے مین نے کہا نہین پہر
اُسنے کہا اُس شخص کے باپ دادون مین کوئی بادشاہ تہا مین نے کہا نہین پہر اُس نے کہا اُس شخص کی پیروی کون لوگ
کررہے ہین غریب لوگ یا بڑے بڑے لوگ مین نے کہا غریب لوگ (یہ ابوسفیان نے باعتبار اکثر کے کہا ورنہ بڑے
لوگون مین بہی کئی آدمی اسلام لاچکے تہے جیسے عمر بن الخطاب حمزہ بن عبد المطلب وغیرہ) پہر اُسنے کہا اُس شخص کے
تابعدار لوگ بڑہتے جاتے ہین یا گہٹتے جاتے ہین مین نے کہا بڑہتے جاتے ہین پہر اُس نے کہا اسکی تابعدارون
مین سے کوئی اُسکے دین کو برا جانکر پہر بہی جاتا ہے دین مین آنے کے بعد مین نے کہا نہین پہر اُسنے کہا جب اس شخص
نے نبوت کا دعوی نہین کیا تہا تو تم نے کبہی اُسے جہوٹ بولتے دیکہا تہا مین نے کہا نہین پہر اُسنے کہا وہ عہد توڑتا ہے
مین نے کہا نہین اور اب ہمارا اسکا ایک عہد ہوا ہے ایک مدت کے لیے نہین معلوم اوسمین وہ کیا کریگا ابوسفیان
نے کہا بس اتنی ہی بات مجہے لگا دینے کا موقع ملا اور کوئی بات مین شریک نہ کرسکا پہر اُسنے کہا تم اس شخص سے
لڑے ہو مین نے کہا ہان ہرقل نے کہا پہر تمہاری اسکی لڑائی کیونکر ہوتی ہے (یعنے کون فتحیاب ہوتا ہے) مین نے

کہا ہماری اوسکی لڑائی ڈولوں کیطرح ہوتی ہے (کبھی ڈول اودہر جاتا ہے کبھی ادہر آتا ہے جب کھینچنے والوں مین
ایک ڈول ہو لیتے کبھی ہمکو فتح ہوتی ہے کبھی اوسکو فتح ہوتی ہے وہ ہمارا نقصان کرتے ہین ہم اونکا نقصان کرتے
ہین ہرقل نے کہا وہ شخص تمکو کن باتونکا حکم کرتا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے اکیلے اللہ کو پوجو اسکے ساتھہ کسی کو
شریک مت کرو اور جو تمہارے باپ دادا کہتے ہین (بتون کے پوجنے کو اونکی بات نہ مانو) اور حکم کرتا ہے ہمکو نماز
پڑہنے کا سچ بولنے کا زنا اور حرامکاری سے بچنے کا ناتا جوڑنے کا تب ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اس شخص
سے (یعنے ابو سفیان سے) مین نے تجہہ سے اوس شخص کا نسب پوچھا تو تو نے کہا وہ ہم مین بڑی نسب والا ہے اور
یہی حال ہے پیغمبرونکا وہ ہمیشہ اپنی قوم مین شریف ہوتی ہین اور مینے پوچھا تم مین سے کسی شخص نے اس بات کا دعوی کیا
تہا تو تو نے کہا نہین اس سے مین نے یہ بات خیال کی کہ اگر اس شخص سے پہلے کسی اور نے بہی یہ دعوی کیا ہوتا تو مین
کہتا اس شخص نے بہی اوسکی پیروی کی اور مین نے پوچھا اوسکے باپ دادون مین کوئی بادشاہ تہا تو نے کہا نہین
اس سے مین نے یہ بات خیال کی کہ اگر اوسکے باپ دادون مین کوئی بادشاہ ہوتا تو مین یہ کہتا کہ وہ اپنے باپ کی سلطنت
چاہتا ہے اور مین نے تجہہ سے پوچھا کہ اس بات کا دعوے کرنیسے پہلے تم نے کبھی اسکو جہوٹ بولتے دیکھا تو نے کہا نہین
مین یہ سمجھتا ہون جب وہ لوگون پر جہوٹ نہین باندہتا تو خدا پر کیون جہوٹ باندہے گا اور مین نے پوچھا اسکے تابعدار
بڑے آدمی ہین یا غریب آدمی تو نے کہا غریب لوگون نے اسکی پیروی کی ہے تو پیغمبرون کے تابعدار ایسے ہی لوگ اکثر
ہوتی ہین (کیونکہ غرور والے اپنے غرور مین مرے جاتے ہین اور حسد اور عداوت سے پیغمبر کی تابعداری کو ننگ اور
عار سمجہتے ہین) اور مینے تجہہ سے پوچھا یہ لوگ بڑہتے جاتے ہین یا کم ہوتے جاتے ہین تو نے کہا وہ بڑہ رہے ہین
اور ایمان کا یہی حال ہے پورا ہونے تک (کہ روز بروز اسکی ترقی ہوتی جاتی ہے جب اپنی حد کو پہونچ جاتا ہے
تو پہر تنزل بہی ہو سکتا ہے) اور مین نے تجہہ سے پوچھا کیا کوئی اسکے دین مین آنکر پہر اس دین کو برا جانکر پہر جاتا
ہے تو نے کہا نہین اور یہی حال ہے ایمان کا جب اسکی خوشی دلون مین سما جاتی ہے (تو پہر نہین نکلتی اور کفر سے
نفرت ہو جاتی ہے) اور مین نے تجہہ سے پوچھا وہ عہد کرکے توڑتا ہے تو نے کہا نہین اور پیغمبرونکا یہی حال ہے وہ
عہد شکنی نہین کرتے اور مین نے تجہہ سے پوچھا وہ کن باتونکا حکم کرتا ہے تو نے کہا وہ حکم کرتا ہے کہ اللہ کو پوجو
اوسکے ساتھہ کسی کو شریک مت کرو اور منع کرتا ہے تمکو بتون کی عبادت سے اور حکم کرتا ہے تمکو نماز اور سچائی
اور پاکی کا پہر اگر تو جو کہتا ہے (اس شخص کا حال) سچ ہے تو وہ تہوڑے ہی زمانہ مین اس زمین کا مالک ہو جائیگا
جو میرے ان دونو پاؤن کے تلے ہے (یعنے ملک شام کا) اور مین جانتا تہا کہ یہ پیغمبر پیدا ہونیوالا ہے لیکن مجہے گمان نہ تہا کہ وہ تم لوگون مین سے

ہوگا (یعنے قریش ہیں سے) پہر اگر مین یہ جانون کہ اُس شخص تک پہنچ جاؤنگا (اپنی قوم سے چُہٹ کر) البتہ میں ضرور
اس سے ملنے کی کوشش کرون اور اگر مین اُسکے پاس ہوتا تو اُس کے پانون دہوتا اگر وسی پہر ہرقل نے آپکا خط منگوایا جو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے پاس دحیہ کلبی کے ہاتہہ بہیجا تہا (سنہ ۶ ہجری مین بعد صلح حدیبیہ کے) بُصرے کے
رئیس کے ذریعہ سے اسکا نام حارث بن ابی شمر غسانی تہا) اوسنی ہرقل کو دیدیا ہرقل نے اُس خط کو پڑہا اُسمین لکہا تہا
بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد کیطرف سے جو اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے ہرقل کو معلوم ہووے جو روم کا رئیس ہے سلام ہو اُس
شخص پر جو ہدایت کی راہ پر چلے بعد اسکے مین تجہکو بلاتا ہون اسلام کے کلمہ کیطرف (یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیطرف)
مسلمان ہوجا سلامت رہیگا اللہ تجہکو دوہرا ثواب دیگا (ایک اپنے پیغمبر پر ایمان لانے کا دوسرا مجہپر ایمان لانیکا یا
اپنے ایمان لانیکا اور اپنے لوگون کے ایمان کا) پہر اگر تو نہ مانے تو تیرے اوپر گناہ پڑیگا تیرے تابعدارونکا (یعنے رعیت
کا اور کاشتکارونکا کیونکہ وہ بہی تیرے ہی ایمان نہ لانے سے کافر رہین گے اور بعضون نے کہا اُن لوگونکا گناہ ہوگا
جنہون نے اپنے پیغمبر کو مار ڈالا) اور اے کتاب والو مان لو بات کو جو یکسان ہے ہم مین اور تم مین (یعنے قرآن اور
توریت اور انجیل سب مین موجود ہے) کہ نہ پوجین ہم سوا اللہ کے کسی کو اور نہ شریک کرین اوسکے ساتہہ کسی کو اور نہ
بناوین ہم مین سے ایک دوسرے کو رب اپنا خدا کے سوا (یعنے یہ نہ کہین کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہین یا مسیح اللہ کے بیٹے ہین معاذ اللہ
قسطلانی نے کہا نہ اطاعت کرین ہم پیرون اور مولویون کی حلت اور حرمت مین کیونکہ پیر اور مولوی اور درویش
سب آدمی ہین ہماری طرح روایت ہے کہ جب یہ آیت اوتری اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ یعنے بنا لیا
اہل کتاب نے اپنے عالمون اور درویشون کو خدا اللہ کے سوا تو عدی بن حاتم نے کہا یا رسول اللہ ہم تو عالمون اور درویشون
کی پرستش نہین کرتے تہے آپنے فرمایا کیا جب وہ کسی چیز کو حلال کر دیتے تہے یا حرام کر دیتے تہے تو تم اُن کی بات مانتے تہے عدی
نے کہا ہان آپنے فرمایا یہی مراد ہے اس آیت سے) **ف** اس حدیث سے صاف نکلا کہ اللہ اور اسکے رسول
کے حکم کے خلاف کسی پیر یا مجتہد کی بات ماننا اور اُسپر چلنا گویا اُس پیر یا مجتہد کو رب بنانا ہے معاذ اللہ اس سے
تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی تقلید وہین تک ہے کہ انسان کو خدا یا رسول کا حکم معلوم نہ ہو اور وہ کسی عالم یا مجتہد
سے اُس حکم کو دریافت کر لے تو یہ جائز ہے پر اُس عالم یا مجتہد کو یہ نہ سمجہے کہ اُسکی بات دین کی اصل سند ہے اصل سند
اللہ ہی کا حکم ہے اور رسول کا حکم بہی اللہ کا حکم ہے اور کسی کو یہ منصب نہین ملا اور جب اللہ یا رسول کا حکم معلوم
ہو جاوے اب کسی عالم یا مجتہد کے قول کی حاجت نہین بقول شخصے آفتاب کی سامنے چراغ کی کیا حاجت ہے **ت**
پہر اگر وہ نہ مانین توحید کو تو تم کہو ہم خدا کے تابعدار ہین (یہ اللہ تعالےٰ نے خطاب کیا مومنون کو اس آیت مین اور

یہ خط لکہا اس آیت کے اوترنے سے پہلے کیونکہ یہ تو اسی موافق کلام الٰہی اترا اور بعضون نے کہا یہ آیت شاید دو بار اوتری ہوگی ف
قسطلانی نے کہا ہرقل نے اس خط کو سونے کی ڈبہ مین رکہا تعظیم کی راہ سے اور برابر ایک پادشاہ دوسرے پادشاہ کو وہ خط دیتا رہا فرنگ
کے پادشاہ نے ملک منصور قلاون صالحی کے زمانہ مین سیف الدین فلیج کو ایک صندوقچہ دکھلایا سونے کا اوسمین سے ایک خط
نکالا جس کے اکثر حروف مٹ گئی تہے اور کہا یہ تمہارے پیغمبر کا خط ہے ہمارے دادا قیصر کے نام کا اور ہمارے باپ دادا کی وصیت
ہے کہ اس خط کو احتیاط سے رکہو جب تک یہ خط تمہارے پاس رہیگا تمہارے خاندان مین سلطنت قائم رہیگی تو ہم اس
خط کی بہت حفاظت کرتے ہین مترجم کہتا ہے کہ اس سنہ مین ایک اخبار مین دیکہا گیا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم
کا وہ خط جو آپنے حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ مقوقس کو بہیجا تہا یعنے پادشاہ اسکندریہ کو وہ دستیاب ہوا اور اسکی
عکسی نقلین اوٹہاکر تمام دنیا مین روانہ کی گئین **ف** ابوسفیان نے کہا ہرقل نے جب یہ باتین کین اور خط کی پڑہنے
سے فارغ ہوا اوسوقت اوسکے پاس بڑا شور ہوا اور آوازین بلند ہوئین اور ہم لوگ باہر نکالدیے گئے مین نے اپنے یارون
سے کہا جب ہم نکالے گئے بیشک ابو کبشہ کے بیٹے کا درجہ بڑہگیا (یعنے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کیونکہ ابو کبشہ آپکے
رضاعی باپ ہین) انسے ڈرتا ہے بنو اصفر کا پادشاہ (بنو اصفر روم کے لوگ کیونکہ اونکے دادا روم بن عیص بن اسحاق نے
حبش کے پادشاہ کی بیٹی سے نکاح کیا اور زرد رنگ کا لڑکا پیدا ہوا اور بعضون نے کہا اصفر اسلیے اوسکو کہا کہ اسکی دادی
سارہ نے اوسکو سونا پہنایا تہا واللہ اعلم) ابوسفیان نے کہا اوس روز سے مجہے یقین رہا کہ آپ کا غلبہ ہوگا یہانتک کہ اللہ تعالے
نے مجہکو مسلمان کردیا اور ابن ناطور جو امیر تہا ایلیا کا اور مصاحب تہا ہرقل کا وہ شام کے نصاریٰ کا سردار تہا (یعنے سردار پادری)
وہ بیان کرتا تہا کہ ہرقل جب ایلیا مین آیا تو ایک دن بدمزاج اوٹہا صبح کو اسکے مصاحبون نے کہا آج تمہاری شکل ہمکو بری
نظر آتی ہے (یعنے ہر روز کے خلاف ہے) ابن ناطور نے کہا ہرقل کاہن ہی تہا نجوم مین نظر کرتا تہا (آیندہ کی بات دریافت
کرنیکے لیے ہرقل نے بموجب قول منجمین کے معلوم کیا تہا آپ کی ولادت کو اسطرح کہ منجمین کہتے تہے جب علویین کا قران ہوگا برج
عقرب مین تو آپ پیدا ہونگے اور یہہ قران ہر بیس سال مین ایک بار ہوتا ہے اور آپ کی ولادت کے پہلے بیس سال میں قران ہوا
تہا جب دوسرا بیسا تمام ہوا تو جبرئیل علیہ السلام وحی لیکر آئے اور تیسرے بیسے کی تمام پر خیبر فتح ہوا اور مکہ فتح ہوا اور اسلام ظاہر
ہوا) وہ بولا ان لوگون کو جواب مین نے رات کو نجوم مین جب نظر کی تو معلوم ہوا کہ ختنہ کرنے والون کا پادشاہ غالب ہوا
(اور صحیح تہا کسلیے کہ انہین دنون مین آپنے کافرون سے صلح حدیبیہ کی تہی اور سورہ فتح اوتری تہی اور مقدمہ تہا
انکے غلبہ کا) تو اس زمانہ والون مین کون لوگ ختنہ کرتے ہین اسکے مصاحب بولے کوئی نہین کرتا سوا یہودیون کے اور
انسے کچہہ ڈر نہ چاہیے تم حکم لکہہ دو اپنے علاقہ کے شہرون مین کہ جتنے یہودی ہین انکو مار ڈالین پہر وہ انہی باتون مین

تھے کہ ہرقل کے پاس ایک شخص لایا گیا جسکو غسان کے پادشاہ (حارث بن ابی شمر) نے بھیجا تھا وہ بیان کرتا تھا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کا حال (کہ ہمارے ملک مین ایک شخص پیدا ہوا ہے جو اپنے تئین نبی کہتا ہے بعضون نے اسکی نبوت کو
مان لیا اور بعضون نے نہ مانا اور دونو طرف والون مین کئی لڑائیان ہوئین) جب ہرقل اُس شخص سے حال پوچھ چکا تو اپنے
مصاحبون سے کہا دیکھو جاؤ اِس شخص کا ختنہ کیا ہوا ہے یا نہین وہ گئے اور اُنہون نے دیکھا اسکو پھر کہا وہ ختنہ کیا ہوا ہے
ہرقل نے اس سے پوچھا عربون کا کیا حال وہ ختنہ کرتے ہین وہ بولا ہان ختنہ کرتے ہین ہرقل نے کہا یہی شخص پادشاہ ہے اِس
اُمت کا (یعنے عرب کا جو ظاہر ہوا ہے مراد رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین) بعد اسکے ہرقل نے اپنے ایک دوست کو (اسکا
نام ضغاطر تھا) رومیہ مین لکھا اس مقدمہ مین اور وہ ہرقل کے مثل تھا علم مین اور ہرقل حمص (ایک شہر ہے شام مین)
کو گیا وہان پہنچا بھی نہ تھا کہ اوسکے دوست (ضغاطر) کے پاس سے ایک خط آیا جو موافق تھا ہرقل کے رائے کے نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کے نکلنے اور غالب ہونے کے باب مین اور اسکی بھی رائے یہی ہوئی کہ آپ نبی ہین (تو ہرقل اور ضغاطر دونون نے
اُنکی نبوت کی تصدیق کی پر ہرقل دنیا اور سلطنت کی خواہش سے مسلمان نہ ہوسکا اور ضغاطر مسلمان ہوگیا اور
روم کے لوگون کے پاس گیا اسلام کی دعوت دینے کو اونہون نے اوسکو قتل کیا) آخر ہرقل نے روم کے سردارونکو اپنے محل
مین جو حمص مین تھا بلایا پھر حکم دیا اور محل کے دروازے سب بند کئے گئے بعد اسکے محل کے اوپر سے اُن سردارون پر آ کر
ہوا (اس ڈر سے کہ کہین سردار غصہ مین آ کر اوسے مار نہ ڈالین) اور کہنے لگا اے روم والو کیا تم اپنا فائدہ اور بھلائی چاہتے
ہو اور یہ بھی چاہتے ہو کہ تمہاری سلطنت قائم رہے اگر تم یہ چاہتے ہو تو اس نبی سے (جو عرب کے ملک مین پیدا ہوا
ہے) بیعت کر لو یہ سنتے ہی سب سردار اسطرح بھاگے جیسے گورخر بھاگتے ہین (وحشت مین آ کر) مگر دیکھین تو دروازے
بند ہین (اور جانے کی) جب ہرقل نے دیکھا کہ انکو اسلام سے ایسی نفرت ہے اور نا امید ہوگیا اونکے ایمان لانے سے تو
کہنے لگا پھر بلاؤ ان سردارونکو میرے سامنے جب وہ آئے تو بولا مین نے جو تم سے ابھی کہا تھا وہ تمہاری مضبوطی آزمانے
کے لیے کہا تھا کہ تم اپنے دین مین کیسے مضبوط ہو وہ مین نے دیکھ لی یہ سنکر سبھون نے سجدہ کیا ہرقل کو (حقیقت مین
سجدہ کیا یا زمین چومی وہ بھی سجدہ کی طرح ہے) اور خوش ہوگئے اس سے بس یہ اخیر حال ہے ہرقل کا (اوسکے بعد مسلمانون
سے لڑتا رہا اور مخالف رہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نصرانی رہا یا اوسکے دل مین ایمان ہو پر ظاہر مین اپنے جان کے
ڈر سے ایسا کرتا رہا امام احمد نے اپنی مسند مین روایت کیا کہ ہرقل نے تبوک سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ مین
مسلمان ہون آپنے فرمایا نہین وہ نصرانی ہے) روایت کیا اسکو صالح بن کیسان اور یونس اور معمر نے زہری سے
یعنی اس حدیث کو جو اوپر گذری شعیب کی روایت سی) ف اور ان تینون کی روایتون کو امام بخاری نے نکالا جہاد

اور استیذان اور تفسیر کے بابین اور روایت کیا اسحدیث کو امام مسلم نے سخاری مین اور ابو داؤد نے دو بابین اور ترمذی نے
استیذان مین اور نسائی نے تفسیر مین اور ابن ماجہ نے اوسکو روایت نہین کیا اور اس باب مین یہ حدیث اسوجہ سے لائی کہ
اسمین اوصاف ہین ایس شخص کے جنپر وحی آتی تہی اور بیان ہے حالات نبی کا جو مناسب ہین بدء الوحی کے (قسطلانی) (فتح
الباری مین ہے کہ امام بخاری نے ہرقل کے منجم ہونیکا ذکر اسلیئے نہین کیا کہ نجوم کا اعتبار ثابت ہو بلکہ غرض یہہ ہے کہ انکی نبوت
کی تصدیق ہر قسم کے شخص نے کی یہانتک کہ کاہن اور منجم نے بہی انتہی قسطلانی نے کہا کہ جب امام بخاری وحی کے باب سے
فارغ ہوئے جو مثل مقدمہ کتاب کے ہے تو شروع کیا مقاصد دینی کے بیان کو اور چونکہ ایمان اصل ہے تمام دینی مقاصد
کی اور بغیر ایمان کے کوئی مقصد دین کا صحیح نہین ہوتا اسلیئے پہلے ایمان کا بیان کیا **کتاب الایمان**
کتاب ایمان کے بیان مین **ف** ایمان کے معنے لغت مین یقین کرنا اور شرع مین تصدیق کرنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی
ان سب باتون مین جنکو وہ اللہ کے پاس سے لائے انتہی پہر سب کا اتفاق ہے اسکے بعد اختلاف ہے کہ اس تصدیق کے ساتھ اقرار زبان اور اعمال

بہی شرط ہین یا نہین اسکا بیان آگے آویگا (فتح) **باب** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ
باب ہے بیان مین کہ اسلام کی بنا پانچ چیزون پر ہے اسلام کے معنے لغت مین اطاعت اور انقیاد اور یہ نہین ہوتا مگر احکام کے
قبول کرنے سے اور دل سے یقین کرنے سے اور یہی حقیقت ہے تصدیق کی تو ایمان اسلام سے جدا نہین ہوتا حکماً اور وہ دونو
متحد ہین تصدیق مین گو مختلف ہین مفہوم مین کیونکہ مفہوم ایمان کا تصدیق قلب ہے اور مفہوم اسلام کا اعمال جوارح
ہین حاصل یہ کہ شرع مین یہ نہین ہوسکتا کہ کسی کو مومن کہین مسلم نہ کہین یا مسلم کہین مومن نہ کہین اور وحدت اسی کاری
یہی مراد ہے اور قرآن مین جو اعراب کے باب مین وارد ہوا کہ تم ایمان نہین لائے لیکن یون کہو اسلام لائے اس سے یہ مراد ہے کہ وہ صرف
ظاہر مین مطیع ہوگئے تہے باطن مین تو انکی مثال ایسی تہی جیسے کوئی زبان سے کلمہ پڑہے لیکن دل سے یقین نہ کرے اسپر فقط
ظاہر کے احکام جاری ہون گے (قسطلانی) وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ اور ایمان کہتے ہین قول کو یعنے زبان سے شہادتین کا
اقرار کرنے کو یعنے اسکا کہ اللہ جل جلالہ ایک ہے اوسکا کوئی شریک نہین سوا اسکے کوئی سچا معبود نہین اور حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم اسکے بندے ہین اور اسکے بہیجے ہوئے ہین اور فعل کو خواہ فعل قلب ہو یا فعل جوارح فعل قلب تو دل سے
یقین کرنا ان دونو شہادتین کا اور فعل جوارح عبادات جیسے نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ تمام عبادات تو سلف
اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ایمان کہتے ہین دل سے یقین کرنے کو زبان سے اقرار کرنے کو ہاتھ پاؤن سے اعمال بجا لانے
کو اور اس سے اونکا ارادہ یہ ہے کہ اعمال شرط ہین ایمان کے پورے ہونیکے لیے اور اسیوجہ سے وہ قائل ہین کہ ایمان زیادہ و نقص ہوتا ہے اور کم ہوتا ہے اور مرجیہ
کہتے ہین کہ ایمان فقط دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا کہتے ہین اور کرامیہ کہتے ہین فقط زبان سے اقرار کرنے کو اور معتزلہ کہتے ہین

کہ ایمان عمل اور نطق اور اعتقاد تینوں کو کہتے ہیں اور معتزلہ اور سلف اہلسنت کے مذہب میں یہ فرق ہے کہ معتزلہ کے نزدیک
اعمال شرط ہیں صحت ایمان کی یعنی بغیر اعمال صالحہ کے ایمان صحیح نہیں ہوتا اور سلف کے نزدیک اعمال شرط ہیں کمال ایمان کی
یعنے بغیر اعمال صالحہ کے ایمان صحیح ہوجاتا ہے پر کامل نہیں ہوتا یہ سب گفتگو فیما بینہ وبین اللہ میں ہے لیکن بندوں کی نظر میں تو
ایمان صرف اقرار کا نام ہے پھر جو اصول ایمان کا اقرار کریگا اوسپر دنیا میں اسلام کے احکام جاری ہونگے اور اسپر کفر کا
حکم نہوگا مگر جسحال میں کہ اقرار کے ساتھ وہ کام کرے جو اوسکے کفر پر دلالت کرتا ہو مثلا سجدہ کرے بت کو تو کفر کا حکم
کیا جاویگا اور جو ایسا کام نہ کرے مثلا اور گناہ کرے جن سے فسق ہوتا ہے جیسے زنا چوری وغیرہ تو ایسے شخص پر بعضے ایمان
کا اطلاق کرتے ہیں بنظر اقرار زبانی کے اور بعضے ایمان کی نفی کرتے ہیں اس نظر سے کہ ایمان پورا نہیں ہوا اور بعضے
کفر کا اطلاق کرتے ہیں اسوجہ سے کہ وہ کافروں کا فعل کرتا ہے اور بعضے کفر کی نفی کرتے ہیں اسوجہ سے کہ وہ حقیقۃً کافر نہیں
ہے اور معتزلہ نے ایک واسطہ نکالا وہ کہتے ہیں وہ نہ مومن ہے نہ کافر یہ تو ایک مسئلہ ہوا۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایمان کم
زیادہ ہوتا ہے یا نہیں سلف اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے اور اکثر متکلمین نے اسکا انکار کیا
ہے وہ کہتے ہیں ایمان جب کم ہوا تو شک ہوگیا ایمان نہ رہا شیخ محی الدین نے کہا مختار یہ ہے کہ تصدیق قلبی بھی
بڑھتی ہے کثرۃ نظر اور وضوح دلائل سے اور اسی سبب سے صدیق کا ایمان غیر صدیق کے ایمان سے زیادہ ہے کیونکہ
صدیق کو شبہہ نہیں رہتا اور اسکی تائید یوں ہوتی ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ اوسکے دل میں جو ہے کبھی وہ بڑھ جاتا
ہے یہانتک کہ بعض وقتوں میں اسکا یقین اور اخلاص زیادہ ہوتا ہے پس ایسی تصدیق اور معرفت بھی بقدر ظہور
براہین اور کثرۃ دلائل کے زیادہ ہوتی ہے اور ایمان کم زیادہ ہونے میں ایک مرفوع حدیث بھی نقل کیجاتی ہے روایت
اوسکو دارقطنی نے معاذ بن جبل سے اور کہا کہ اوسکے اسناد میں عمار بن مطرف منکر الحدیث ہے اور اسکی روایتیں باطل
ہیں اور ابن عدی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان قول اور عمل ہے اور زیادہ
اور کم ہوتا ہے اور جو اسکے خلاف کہے وہ بدعتی ہے اور یہ حدیث موضوع ہے بنایا اسکو احمد بن محمد بن حرب نے اور
روایت کیا ابن عدی نے واثلہ بن الاسقع سے اور ابن النجار نے عبداللہ بن ابی اوفی سے اور جوزقانی نے ابوہریرہ
سے لیکن یہ سب روایتیں ضعیف اور باطل ہیں البتہ بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس اور ابوہریرہ سے نقل کیا
ان دونوں نے کہا کہ ایمان کم ہوتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے اور ابن ماجہ نے ابوالدرداء سے اور ابوہریرہ سے اور عمیر
بن حبیب سے ایسا ہی نقل کیا اور اسکے خلاف میں جو حدیث بعضوں نے روایت کی ہے کہ ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا جیسے حاکم نے
ابوہریرہ سے اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور جوزقانی نے ابن عباس سے اور ابن حبان نے ابوسعید سے وہ بالاتفاق موضوع اور باطل ہے البتہ محمد بن نصر

مروزی نے اپنی کتاب تعظیم قدر الصلوٰۃ مین ایک جماعت سلف سے نقل کیا ہے کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین سفیان ثوری کا اور مالک بن انس کا اور اوزاعی اور ابن جریج اور معمر وغیرہم سے یہی روایت کیا اور یہ سب فقہا ہین اپنے زمانون کے اور ابو القاسم لالکائی نے کتاب السنہ مین شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور ابو عبید وغیرہم سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور امام بخاری سے بسند صحیح روایت کیا کہ مین ہزار سے زیادہ عالمون سے ملا مختلف شہرون مین اور مین نے نہ دیکھا کسی کو جو اختلاف رکھتا ہو اسمین کہ ایمان قول ہے اور عمل اور کم اور زیادہ ہوتا ہے اور ابن ابی حاتم اور لالکائی نے طول کیا ان روایات کے نقل کرنے مین جماعت کثیرہ صحابہ اور تابعین سے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن مین اس باب مین ایک مرفوع حدیث بیان کی ابو الصلت ہروی سے اُس نے امام علی بن موسے رضا سے انہون اپنے باپ امام موسے کاظم سے اونہون نے اپنے باپ امام جعفر صادق سے اونہون نے اپنے باپ امام محمد باقر سے اونہون نے اپنے باپ امام زین العابدین علی بن حسین سے اُنہون نے اپنے باپ امام حسین سے اونہون نے حضرت علی بن ابیطالب علیہم السلام سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے ایمان دل سے پہچاننا ہے اور زبان سے کہنا ہے اور پاؤن سے عمل کرنا ہے ابو الصلت نے کہا یہ اسناد ایسا ہی کہ اگر کسی دیوانے پر پڑہا جاوے تو وہ اچھا ہو جاوے یعنی اسکی برکت سے کیونکہ اس اسناد مین تمام ائمہ علیہم السلام ہین محدثین نے اس حدیث مین بہت کلام کیا ہے ابن جوزی نے کہا کہ ابو الصلت پر تہمت ہے اور اس سے حجت لینا درست نہین اور متابعت کی اسکی عبد اللہ بن احمد نے اور وہ اہل بیت سے بری حدیثین نقل کرتا ہے سیوطی نے کہا روایت کیا اس حدیث کو طبرانی اور خطیب نے ذکر کیا بخاری نے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین اور ابو الصلت کو ثقہ کہا ابن معین نے اور کہا وہ جہوٹون مین سے نہ تہا بلکہ زاہدون مین سے تہا اور میزان مین ہے کہ نیک بخت تہا لیکن شیعی تہا مزی نے کہا متابعت کی اس حدیث مین ابو الصلت کی حسن بن علی تمیمی نے نکالا اسکو تمام نے اپنے فوائد مین اور محمد بن زیاد سہمی نے نکالا اسکو صابونی نے مائتین مین انتہی سیوطی نے کہا اور متابعت کی اسکی محمد بن اسلم نے نکالا اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین اور روایت کیا ابو بکر ابن السنی نے کتاب الاخوۃ والاخوات مین مانند اسی مضمون کے حضرت عائشہ سے اور نکالا اسکو دیلمی نے مسند الفردوس مین دو طرق سے اور دارقطنی نے سعید بن ہبیرہ سے اونہون نے حماد بن سلمہ سے انہون نے ثابت بنانی سے انہون نے انس سے مرفوعاً اور اوسکی اسناد مین کئی مجاہیل ہین اور سعید ضعیف ہے دارقطنی نے کہا نہین روایت کیا اسکو مگر حسن نے چہوڑ دیا اسکو ابو الصلت سے انتہی مختصراً اور حاکم نے مناقب شافعی مین لکہا حدیث بیان کی ہم سے ابو العباس اصم نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو ربیع نے اونہون نے کہا مین نے سنا امام شافعی سے وہ کہتے تہے ایمان قول ہے اور عمل اور زیادہ ہوتا ہے

اور کم ہوتا ہی اور روایت کیا اسکو ابو نعیم نے ترجمہ شافعی مین اور یہین یہ ہی کہ زیادہ ہوتا ہی عبادت سی اور کم ہوتا ہی گناہ سی
قسطلانی نے کہا صحابہ مین سی حضرت عمر اور حضرت علی اور ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور ابو الدردا اور ابن عباس اور ابن عمر اور
عمار اور ابو ہریرہ اور حذیفہ اور عائشہ وغیرہم قائل مین کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہی اور امام بخاری نے اس مقصد کے ثبوت
کے لیے استدلال کیا آیات قرآنی سے تو کہا قال اللہ تعالی لِیَزْدَادُوا اِیْمَانًا مَعَ اِیْمَانِهِمْ یعنے فرمایا اللہ تعالی نے (سورہ
فتح مین) تاکہ بڑہالین ایمان اپنے ایمان کے ساتھہ اور فرمایا سورہ کہف مین وَزِدْنٰهُمْ هُدًى بڑہا دی ہم اونکو ہدایت
(اور ہدایت اور ایمان ایک ہی چیز ہے) اور فرمایا سورہ مریم مین وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى یعنے بڑہاتا ہے
اللہ انکو جنہون نے راہ پائی ہدایت اور فرمایا سورہ قتال مین وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ
یعنے جنہون نے راہ پائی اونکو اللہ تعالی نے زیادہ ہدایت دی اور دی اونکو پرہیزگاری اور فرمایا سورہ مدثر مین وَيَزْدَادَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا تاکہ زیادہ ہوجاوے ایمان ایمان والونکا اور فرمایا سورہ براءۃ مین اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا تم مین سی کسکا ایمان بڑہا دیا اس سورت نے تو جو لوگ ایمان لائے اونکا ایمان بڑہا دیا اس سورت نے
اور فرمایا سورہ آل عمران مین فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا تو ڈرایا انکو لیکن اونکا ایمان اور بڑہ گیا اور فرمایا سورہ
احزاب مین وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا نہین بڑہا انکو کچھہ مگر ایمان اور رضامندی یہ دونو بڑہ گئے اگر کوئی کہے
کہ ان آیتون سی تو ایمان کا بڑہنا ثابت ہوتا ہی پر کم ہونا ثابت نہین ہوتا اسکا جواب یہ ہے کہ جب ایمان بڑہنے کے لائق
ہوا تو گہٹنے کے قابل ہوگا اور یہ بھی ہے کہ وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ مِنَ الْاِيْمَانِ اور اللہ کی راہ مین محبت رکہنا اور
اللہ کی راہ مین دشمنی رکہنا دونو ایمان مین داخل مین ف جیسے ابو داؤد نے ابو امامہ سے روایت کیا اور انہون
سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عملون مین افضل ہے اللہ کی راہ مین محبت کہنا اور اللہ کی راہ مین دشمنی کہنا
یہ ابوذر کا لفظ ہی اور ابو امامہ کی روایت مین ہے کہ جسنی دوستی رکہی اللہ کے لیے اور دشمنی رکہی اللہ کی لیے اور دیا
اللہ کے لیے اور نہ دیا اللہ کے لیے اُسنے اپنا ایمان پورا کیا اور ترمذی نے معاذ سے ایسا ہی روایت کیا اور احمد نے اتنا زیادہ
کیا کہ نصیحت کی اسکی لیے اور ایک روایت مین یہ زیادہ کیا کہ اپنی زبان کو لگایا اللہ کی یاد مین اور امام احمد نے روایت کیا
عمرو بن الجموح سی کہ بندہ خالص ایمان نہین پاتا جب تک کہ اللہ کے لیے دوستی نہ رکہے اور اللہ کے لیے دشمنی نہ رکہے اور بزار نے
مرفوعًا روایت کیا کہ سب سے زیادہ مضبوط رسی ایمان کی اللہ کی راہ مین محبت کہنا اور اللہ کی راہ مین دشمنی رکہنا ہے اور غرض
امام بخاری کی اس قول سی یہ ہی کہ ان احادیث کی بموجب اللہ کی راہ مین دوستی اور دشمنی ایمان مین داخل ہے اور ظاہر ہے کہ
دوستی اور دشمنی کم اور زیادہ ہوتی ہے ایسے ایمان بہی کم اور زیادہ ہوگا وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ

اِنَّ لِلْاِیْمَانِ فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ وَحُدُوْدًا وَسُنَنًا فَمَنِ اسْتَکْمَلَهَا اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ وَمَنْ لَمْ یَسْتَکْمِلْهَا لَمْ یَسْتَکْمِلِ الْاِیْمَانَ فَاِنْ اَعِشْ فَسَاُبَیِّنُهَا لَکُمْ حَتّٰی تَعْمَلُوْا بِهَا وَاِنْ اَمُتْ فَمَا اَنَا عَلٰی صُحْبَتِکُمْ بِحَرِیْصٍ

اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ نے (جو خلیفہ عادل تھے بنی امیہ میں سے اور انتقال انہوں نے دیر سمعان میں جو حمص میں ہے جمعہ کے دن جب پانچ روز باقی تھے رجب کے سنہ ۱۰۱ھ میں) لکھا عدی بن عدی کو (یہ تابعین میں سے ہیں) کہ ایمان کے فرائض ہیں اور عقائد ہیں اور حدود ہیں یعنی محرمات اور ممنوعات اور سنتیں ہیں یعنی مندوبات اور مستحبات پھر جو کوئی انکو پورا کرے اسنے ایمان پورا کیا اور جو انکو پورا نہ کرے اوسنے ایمان پورا نہ کیا (اس سے معلوم ہوا کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اسی امر کے اثبات کے لیے امام بخاری اس قول کو بیان لائے ہیں) اور میں اگر جیونگا تو تم سے بیان کرونگا ان سب چیزون کو (یعنی ایمان کے واجبات اور ممنوعات اور مستحبات کو) تاکہ تم اون پر عمل کرو اور جو میں مر گیا تو مجھے تمہاری صحبت میں رہنے کی حرص نہیں ہے **ف** امام بخاری نے اس روایت کو معلق ذکر کیا یعنی بلا اسناد اور نکالا اسکو احمد اور ابن ابی شیبہ نے کتاب الایمان میں عیسیٰ بن عاصم سے کہا ہم سے بیان کیا عدی بن عدی نے اور اسناد اسکا صحیح ہے وَقَالَ اِبْرٰهِیْمُ وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لیکن میرے دل کو اطمینان ہو **ف** پوری آیت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے پروردگار عالم سے عرض کیا اے پروردگار مجھکو دکھلا تو مردوں کو کیونکر جلاتا ہے پروردگار نے فرمایا کیا تجھکو یقین نہیں ہے حضرت ابراہیم نے عرض کیا کیوں نہیں مجھکو یقین تو ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان ہو جاوے (یعنی عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جاوے جو علم الیقین سے زیادہ ہے) اس فرمانے سے حضرت ابراہیم کے یہ نکلا کہ یقین جو عین ایمان ہے اس میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے ابن جریر نے بسند صحیح سعید بن جبیر سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا یعنی میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا یقین زیادہ ہو جاوے اور مجاہد سے روایت کیا کہ میرا ایمان بڑھ جاوے (قسطلانی) وَقَالَ مُعَاذٌ اِجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً اور حضرت معاذ بن جبل نے (اسود بن ہلال سے) فرمایا ہمارے پاس بیٹھ ایک ساعت ہم مومن ہوں یعنی ایمان بڑھاویں (یعنی احکام دین اور خدا اور رسول کا ذکر خیر کریں جس سے ایمان بڑھتا ہے اس تعلیق کو احمد اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسود بن ہلال سے روایت کیا ہے) وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْیَقِیْنُ الْاِیْمَانُ کُلُّهٗ اور عبد اللہ بن مسعود نے کہا یقین تو پورا ایمان ہے (یہ ایک ٹکڑا ہے اس اثر کا جسکو طبرانی نے بسند صحیح روایت کیا اسکا تتمہ یہ ہے اور صبر آدھا ایمان ہے اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے زہد میں ابن مسعود سے مرفوعًا مگر اسکا رفع ثابت نہیں ہے اس اثر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے کیونکہ وہ تجزیہ کے قابل ہے اور امام احمد نے کتاب الایمان میں روایت کیا کہ عبد اللہ بن مسعود کہتے تھے یا اللہ زیادہ کر ہمکو ایمان اور یقین اور سمجھ اور اسناد اسکا صحیح ہے اور یہ صریح ہے زیادتی ایمان کے باب میں) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ

حَقِيقَةَ التَّقْوٰى حَتّٰى يَدَعَ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ اور عبداللہ بن عمر نے کہا بندہ تقوی کی حقیقت پر نہیں
پہونچتا جب تک چھوڑ نہ دے اُس بات کو جو دل میں چبھے یعنے جس فعل کے باب میں خلش ہو اور اُس میں شبہہ ہو کہ شاید یہ خلاف
شرع ہو اُسکو بھی چھوڑ دے اس اثر سے یہ نکلا کہ بعض لوگ تقوی اور ایمان کے کنہ کو پہونچے ہیں اور بعض نہیں پہونچے پھر جو نہیں
پہونچے اُنکا ایمان ناقص ہے تو ایمان میں زیادتی اور کمی ثابت ہوئی حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ اثر موصولاً مجھکو نہیں
ملا البتہ مسلم نے نواس سے اور احمد نے وابصہ سے اور ترمذی نے عطیہ سعدی سے مرفوعاً روایت کیا کہ آدمی پرہیزگاروں
میں داخل نہیں ہوتا جب تک اُن کاموں کو چھوڑ نہ دے جنمیں کچھ قباحت نہیں ہے اس ڈر سے کہ اُن کاموں میں پڑ کر
نہ جاوے جنمیں قباحت ہے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب التقوی میں ابوالدرداء سے نکالا انہوں نے کہا کہ پورا تقوی یہ ہے
کہ تو اللہ سے ڈر کر حلال کو چھوڑ دے اس خوف سے کہ کہیں حرام نہ ہو (یعنے شبہہ سے بھی بچا رہے) وَقَالَ مُجَاهِدٌ شَرَعَ لَكُمْ
مِنَ الدِّينِ مَا وَصّٰى بِهِ نُوحًا أَوْصَيْنَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَإِيَّاهُ دِينًا وَاحِدًا اور مجاہد نے کہا (مجاہد بن جبر مخزومی تابعی
ہیں یہ ہیں رفیق عبداللہ عباس کے) اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا تمہارے لیے وہی دین جس کی وصیت کی تھی
حضرت نوح علیہ السلام کو یعنے وصیت کی ہم نے تجکو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور نوح کو ایک ہی دین کی اس تعلیق
کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں صحیح روایت کیا شبابہ سے انہوں نے ورقا سے انہوں نے ابن ابی نجیح سے حافظ ابن حجر نے کہا
اس مقام میں اصل نسخہ صحیح بخاری میں غلطی ہوگئی ہے اور صواب یہ عبارت ہے أَوْصَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَأَنْبِيَاءَهُ دِينًا وَاحِدًا
اور ایسا ہی روایت کیا عبد بن حمید اور فریابی اور طبری اور ابن منذر نے اپنی تفاسیر میں اور اس صورت میں کلام
صحیح ہوگا کیونکہ آیت میں ذکر ایک جماعت انبیا کا ہے اور اس عبارت میں ضمیر واحد ہے جو صرف حضرت نوح کی
طرف پھر سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ عبارت صحیح ہو اور تخصیص نوح علیہ السلام کی اسوجہ سے ہو کہ حلال و حرام سب سے
پہلے انہیں پر اُتری دوسرے اس آیت میں نوح بالافراد مذکور ہیں اور انبیا کا عطف ہے اُن پر اور مجاہد کی تفسیر میں وہ
بھی داخل ہیں کیونکہ ایک کا ذکر کافی ہے اوروں کے لیے اس صورت میں تصحیف نہ ہوگی (فتح الباری و قسطلانی) وَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا سَبِيلًا وَّسُنَّةً اور ابن عباس نے کہا اس آیت کی تفسیر میں لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا
یعنے ہم نے تم میں سے ہر ایک کا ایک راستہ اور طریقہ بنایا ابن عباس نے کہا شرعۃ سبیل یعنے راہ اور منہاج سنت یعنے طریقہ اس تعلیق
کو عبد الرزاق نے اپنی تفسیر میں بسند صحیح روایت کیا ہے حافظ ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس آیت سے ہر پیغمبر کا
دین علیحدہ معلوم ہوتا ہے اور پہلی آیت سے سب کے دین ایک معلوم ہوتے ہیں تو اختلاف ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ اتحاد باعتبار
اصول دین کے ہے اور اختلاف باعتبار فروع کے پس دونوں آیتوں میں تناقض نہیں ہے اور سکوت کیا امام ابن حجر اور امام قسطلانی

دونون نے اس مقام مین مناسبت باب سے یعنے یہ بیان نہین کیا کہ ان دونو آیتون کو یہان کیون لائے کیونکہ باب تو زیادتی اور
کمی ایمان کا ہے شیخ نور الحق قدس سرہ نے تیسیر القاری مین لکھا ہے کہ پہلی آیت سے یہ نکلتا ہے کہ سب پیغمبرون کے دین ایک ہین
اور دوسری آیت سے یہ نکلتا ہے کہ وہ متعدد ہین اور ان دونون مین تطبیق دینے کے لیے یہ کہنا ضرور ہے کہ ایک اصل دین کے تو وہ
متحد ہے اور ایک کمال دین وہ مختلف ہے اور دین اسلام کمال مین سب دینون سے زیادہ ہے پس معلوم ہوا کہ دین مین کمی اور زیادتی
ہوتی ہے مترجم نے کہا یہ دونون آیتین مطلب کی دلیل ہین کیونکہ ایک سے تعدد ادیان نکلتا ہے اور ایک سے اتحاد اس صورت
مین معلوم ہوا کہ تعدد اور وحدت ہے اور اتحاد اور وحدت ہے اور ایمان مین وجوہ متعددہ نکلی اور جب چیز مین متعدد وجوہ ہون
ظاہر ہے کہ اس مین ترکیب ہوگی اور جو مرکب ہے قابل ہے زیادت اور نقصان کے واللہ اعلم وَدُعَاؤُكُمْ اِيْمَانُكُمْ اور ابن عباس
نے کہا اس آیت مین قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ مین دعا سے ایمان مراد ہے روایت کیا اس اثر کو ابن جریر نے ابن عباس سے
اور ظاہر ہے کہ دعا مین کمی اور زیادتی ہو سکتی ہے تو اسیطرح ایمان مین بھی ہوگی اور بعض نسخون مین اس مقام مین لفظ باب واقع
ہوا ہے اور وہ غلط ہے حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ترجمہ حدیث
بیان کی ہم سے عبید اللہ بن موسی نے (بن باذام عبسی) نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو حنظلہ بن ابی سفیان (بن عبد الرحمن
جمحی مکی) نے انہون نے سنا عکرمہ بن خالد (بن العاص مخزومی قرشی) سے انہون نے روایت کی ابن عمر (عبد اللہ بن
عمر بن خطاب رضہ وہ شریک تھے جنگ خندق اور بیعت الرضوان اور تمام مشاہد مین اسمعیلی مستین الدین داودی کہا
تہے ۷۳ھ مین انتقال کیا) سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بنا پانچ چیزون پر ہے یعنی اسلام کے
پانچ ستون ہین اور مجموعہ کا نام اسلام ہے ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین ہے سوا خدا کے اور
حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین دوسرے نماز پڑھنا تیسرے زکوۃ دینا اگر مال بقدر نصاب ہو چوتھے
حج کرنا اگر قدرت ہو شرط کیساتھ) پانچوین رمضان کے روزے رکھنا **ف** اس روایت مین حج مقدم ہے روزے
پر لیکن مسلم کی روایت مین روزہ مقدم ہے حج پر اور احتمال ہے کہ امام بخاری کی روایت بالمعنی ہو اور جہاد کو بیان نہین
کیا اسلیے کہ جہاد فرض کفایہ ہے اور ہر وقت فرض نہین ہوتا عبد الرزاق کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جہاد نیک
عمل ہے اور ابن بطال نے کہا کہ یہ حدیث ابتدای اسلام کی ہے جب جہاد فرض نہ تہا اور یہ غلط ہے کس لیے کہ جہاد جنگ
بدر سے پہلے فرض ہوا اور بدر کی لڑائی رمضان ۲ھ مین ہوئی اور اسی سال روزہ اور زکوۃ فرض ہوئی اور اسکے بعد حج فرض ہوا

(فتح مختصرا) **باب** امور الایمان وقول اللہ عز وجل لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ الی قولہ المتقون قد افلح المومنون الآیۃ ایمان کے کاموں کا بیان اور اللہ جل جلالہ کا قول ہے
نیکی یہ کہ پھیرو تم منہ اپنا پورب اور پچھم کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے جو ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور
دیوے مال اسکی محبت سے ناتے والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کو اور مانگنے والوں کو اور بردوں کے چھوڑانے میں اور قائم
کرے نماز کو اور دیوے زکوٰۃ کو اور جو لوگ اپنا اقرار پورا کرتے ہیں جب اقرار کرتے ہیں اور جو صبر کرتے ہیں تکلیف اور مصیبت میں
اور صبر کرتے ہیں دشمن کے مقابلہ میں وہی لوگ سچے ہیں اور وہی پرہیزگار ہیں اور فرمایا اللہ نے بیشک مراد کو پہونچے ایماندار لوگ
جو اپنی نماز میں دل لگاتے ہیں اور بیکار اور لغو سے نفرت کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور شرمگاہوں کو روکے رہتے ہیں مگر
اپنی بی بیوں یا لونڈیوں پر ان پر کچھ ملامت نہیں پھر جو کوئی ان کے سوا ڈھونڈے وہ حد سے بڑھنے والے ہیں اور اپنی امانت اور
عہد کا خیال رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی لوگ فردوس کے وارث ہیں۔ تمام ہوا ترجمہ ان دونوں آیتوں کا

ف فتح الباری میں ہے کہ امام بخاری ان دونوں آیتوں کو بیان اسلیے لائے تاکہ معلوم ہو کہ قرآن سے بھی ایمان کے کاموں کی تفصیل
نکلتی ہے اور عبد الرزاق نے مجاہد سے روایت کیا کہ ابوذر رضی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کو پوچھا آپ نے یہ آیت
پڑھی لیس البر ان تولوا وجوھکم آخر تک اور غرض اس سے یہ تھی کہ آیت میں ان امور کا بیان ہے کہ حقیقۃ تقوی ہیں اور جو شخص
تقوے اختیار کریں وہی مومن ہیں تو گویا مومن کا مسلک اس آیت میں موجود ہے اور دوسری آیت میں بھی انہی متقون کا بیان ہے یعنی
قد افلح المومنون میں واللہ اعلم

حدثنا عبد اللہ بن محمد الجعفی قال ثنا ابو عامر العقدی قال ثنا سلیمان
ابن بلال عن عبد اللہ بن دینار عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الایمان
بضع وستون شعبۃ والحیاء شعبۃ من الایمان ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی (مسندی)
نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو عامر عبد الملک بن عمرو بن قیس) عقدی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
سلیمان (بن بلال قرشی) نے اونہوں نے کہا سنا عبد اللہ بن دینار (قرشی عدوی مدنی) سے انہوں نے کہا سنا ابو صالح (ذکوان
سمان) سے انہوں نے سنا ابو ہریرہ سے راوی کا نام عبد الرحمن بن صخر دوسی ہے نووی نے کہا اونکے نام میں تیس قول ہیں اور ابن حجر
نے ۱۸ بیان کیے ہیں اور ایسا اختلاف کسی کے نام میں نہیں ہوا بقی بن مخلد نے کہا اونہوں نے پانچ ہزار
تین سو چونسٹھ حدیثیں روایت کیں صحیح بخاری میں انکی چار سو چھیالیس حدیثیں مذکور ہیں) انہوں نے سنا جناب نبی
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایمان کی ساٹھ پر کئی شاخیں ہیں اور حیا (شرم بھی) ایک ایمان کی شاخ ہے

ف بعض روایتوں میں ستر پر کئی شاخیں آئی ہیں اور عبد الجلیل نے ایمان کی شاخوں میں کتاب

٧٩

لیکن ابو عوانہ کی روایت میں ستر پر چھ یا ستر پر سات شاخوں کا لفظ ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں ساٹھ پر چار شاخوں کا ذکر ہے لیکن وہ روایت معلول ہے اور حیا اگرچہ خلقی صفت ہے لیکن اوسکا استعمال بطور شرعی کسب اور علم اور نیت کا محتاج ہے اور اسی وجہ سے ایمان میں داخل ہے اور وہ حیا مراد نہیں ہے جو انسان کو حق کہنے یا نیک کام کرنے سے روکتی ہے وہ تو منع ہے بلکہ مراد وہ حیا ہے جو برائیوں سے روکتی ہے امام ابن حجر نے فتح الباری میں ایمان کی شاخوں کا یوں بیان کیا ہے اس طرح سے کہ شاخیں یا اعمال قلب ہیں یا اعمال لسان یا اعمال بدن اعمال قلب میں چوبیس خصلتیں ہیں ایمان باللہ اور اسمیں داخل ہے ایمان بذات الٰہی و صفات و توحید وغیرہ ایمان بملائکہ و کتب و رسل و تقدیر خیر و شر ایمان بقیامت و قبر و بعث و نشور و حساب وغیرہ محبۃ اللہ و البغض فی اللہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اعتقاد تعظیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسمیں داخل ہے آپ پر درود پڑھنا آپ کی سنت کی پیروی کرنا اخلاص اسمیں داخل ہے ترک ریا اور نفاق توبہ خوف رجا شکر وفا صبر رضا بالقضا توکل رحمت تواضع وغیرہ اسمیں داخل ہے بڑائی بڑے کی اور شفقت چھوٹے پر اور ترک کبر اور عجب اور حسد اور غضب اسی طرح زبان کے اعمال سات خصلتوں پر مشتمل ہیں توحید کا کلمہ کہنا تلاوت قرآن کرنا علم کا سیکھنا سکھانا دعا ذکر اور اسمیں داخل ہے استغفار اور پرہیز لغو اور فضول کلام سے اسی طرح بدن کی اعمال مشتمل ہیں اڑتیس خصلتوں پر بعض ان میں سے خاص ہیں بایمان سے اور وہ پندرہ خصلتیں ہیں پاکی نجاست سے ستر عورت نماز فرض اور نفل زکوۃ بردوں کا چھوڑانا سخاوت اسمیں داخل ہے کھانا کھلانا مہمان کی ضیافت روزہ فرض اور نفل حج اور عمرہ اور طواف اعتکاف شب قدر کی تلاش دین کو بچا کر بھاگنا اسمیں داخل ہے ہجرت دار الکفر سے نذر پورا کرنا قسم کی حفاظت کفارات کا ادا کرنا اور بعض انمیں سے اتباع سے متعلق ہیں اور چھ خصلتیں ہیں نکاح کر کے زنا سے بچنا حقوق عیال ادا کرنا والدین سے سلوک کرنا والدین کی نافرمانی سے بچنا اولاد کی تربیت کرنا ناتا جوڑنا مالک کی طاعت کرنا غلام لونڈی پر شفقت کرنا بعض عام خلق سے متعلق ہیں وہ ۱۷ خصلتیں ہیں امارت کرنا عدل اور انصاف سے جماعت کے ساتھ رہنا والی امر کی اطاعت کرنا لوگوں میں اصلاح کرنا اس میں داخل ہے قتال خوارج اور بغات کا نیک کام میں مدد کرنا اسمیں داخل ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اقامت حدود اور جہاد اور چوکیداری اور ادائے امانت اور ادائے خمس اور قرض کا ادا کرنا ہمسایہ سے سلوک کرنا حسن معاملہ حلال مال کا جمع کرنا اپنے موقع میں مال کا خرچ کرنا اسراف اور فضول خرچی سے بچنا سلام کا جواب دینا چھینک کا جواب دینا لوگوں کو ایذا سے باز رہنا لہو و لعب سے بچنا راہ میں سے ایذا دینے والی چیز کو نکالنا تو یہ سب انہتر خصلتیں ہوئیں اور ممکن ہے انکا شمار کرنا ۷۹ خصلتوں تک انتہیٰ

باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں حدثنا آدم بن ابی ایاس قال حدثنا شعبۃ عن

عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِی السَّفَرِ وَ اِسْمٰعِیْلَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَالَ اَبُوْ مُعَاوِیَۃَ ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِیْ ھِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ ابن حجاج بن ورد واسطی نے انہون نے روایت کی عبد اللہ بن ابی السفر سے اونہون نے اسمٰعیل ابن ابی خالد احمسی سے انہون نے شعبی (عامر بن شراحیل کوفی) سے انہون نے سنا عبد اللہ بن عمرو ابن عاص قرشی صحابی مشہور سے کتابین لکہتے تھے ۲۶ حدیثین مروی ہین) اونہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے مسلمان (کامل) وہ ہے جسکی زبان اور ہاتہہ سے مسلمان بچے رہین یعنے کسیکو برا کہے نہ کسی کی غیبت کرے نہ ہاتہہ پاؤن سے کسیکو ستاوے) اور مہاجر وہ ہے جس نے چہوڑ دیا اون کامون کو جن سے منع کیا اللہ سبحانہ نے **ف** قسطلانی نے کہا مہاجرین کو خطاب کیا یہ حدیث سے تاکہ وہ صرف ہجرت پر بہروسا نکرین اور یا یہ اسوقت فرمایا جب ہجرت کا زمانہ ختم ہوگیا تہا لوگون کا دل خوش کرنیکے لیے **ف** ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اور ابو معاویہ نے کہا (محمد بن خازم ضریر کوفی نے) حدیث بیان کی ہمسے داؤد ابن ابی ہند نے اونہون نے سنا عامر شعبی سے اونہون نے کہا مین نے سنا عبد اللہ بن عمرو سے اونہون نے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور کہا عبد الاعلی (بن عبد الاعلی سامی) نے داؤد سے انہون نے سنا عامر سے انہون نے عبد اللہ (بن عمرو بن عاص) سے انہون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے **ف** قسطلانی نے کہا اس تعلیق کو اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند مین موصولاً بیان کیا اور عینی نے عمدۃ القاری مین کہا کہ ان دونو تعلیقون کے لانے کی غرض یہ ہے کہ پہلی تعلیق سے عامر شعبی کا سماع عبد اللہ بن عمرو سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے اور دوسری تعلیق مین عبد اللہ مبہم ہین اور پہلی تعلیق اس ابہام کو رفع کرتی ہے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبد اللہ عمرو بن عاص کے بیٹے ہین فتح الباری مین ہے کہ حدیث کا یہ مطلب نہین کہ جو مسلمان اس صفت سے موصوف ہو وہ کامل ہے اگرچہ اور ارکان اسلام بجا نلاوے بلکہ مراد یہ ہے کہ اور ارکان اسلام کے ساتھہ جو یہ صفت رکہتا ہو وہ مسلمان کامل ہے اور یہ حدیث بخاری کے افراد مین سے ہے مسلم نے اسکو نہین نکالا برخلاف اور حدیثون کے کہ وہ سب صحیح مسلم مین بہی موجود ہین **باب**

اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ کونسا مسلمان افضل ہے حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدِ نِ الْاُمَوِیُّ الْقُرَشِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بُرْدَۃَ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سعید بن یحیی بن

اموی قرشی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہمارے باپ (یحیی بن سعید) اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو بردہ نے
جو عبداللہ بن ابی بردہ کے بیٹے ہین (انکا نام بریدہ ہی) اونہون نے سنا ابو بردہ سے (انکا نام عامر ہے) انہون نے سنا ابو موسی
اشعری عبداللہ بن قیس بن سلیم سے انہون نے کہا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا مسلمان افضل ہے آپ نے فرمایا جسکی زبان
اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہین **بَابُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنَ الْاِسْلَامِ** کہانا کہلانا اسلام مین داخل ہے حَدَّثَنَا عَمْرُو
ابْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے عمرو بن خالد (ابن فروخ بصری) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث (بن سعد مصری امام مشہور)
نے اونہون نے روایت کیا یزید (ابو رجا ابن ابی حبیب مصری تابعی) سے اونہون نے ابو الخیر (مرثد بن عبداللہ یزنی) سے انہون
نے عبداللہ بن عمرو (بن عاص) سے ایک شخص نے پوچھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کونسی خصلت اسلام کی بہتر
ہے آپنے فرمایا کہ تو کہانا کہلاوے (مسکین اور دوست و مہمان و مسافر کو) اور سلام کرے اوسکو جسکو پہچانتا ہو اور جسکو نہ پہچانتا ہو (یعنی
مسلمان کو خاص نکرے سلام سے کیونکہ اسمین تکبر اور غرور نکلتا ہے بلکہ عام کرے سب مسلمانون کو اسلیے کہ سب مسلمان بہائی
ہین) **بَابٌ مِنَ الْاِيْمَانِ اَنْ يُّحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ** ایمان مین داخل ہے یہ بات کہ انسان اپنے بہائی کے
لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ترجمہ حدیث بیان کی
ہمسے مسدد (بن مسرہد بن مسربل بن ارندل بن سرندل بن عرندل بن مالک بن مستورد) نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن
سعید بن فروخ نے اونہون نے سنا شعبہ (بن حجاج واسطی بصری) سے اونہون نے قتادہ (بن دعامہ بن قتادہ سدوسی) سے
اونہون نے سنا انس بن مالک (بن نضر خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اون سے اس کتاب مین دو سو اٹہہ حدیثین مروی ہین)
اونہون نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اور یحیی بن سعید نے اس حدیث کو روایت کیا حسین (بن ذکوان معلم) سے
جیسے روایت کیا شعبہ نے اونہون نے سنا قتادہ سے اونہون نے سنا انس بن مالک رضی سے اونہون نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے کوئی تم مین سے مومن کامل نہین ہوتا جبتک نہ چاہے اپنے بہائی کے لیے جو چاہتا ہے اپنے لیے یعنی
جیسے اپنے لیے خیر اور بہلائی کا طلبگار ہے ویسی ہی اپنے بہائی دوسرے مسلمان کی بہی بہلائی کا خواہان ہو اور یہ مبالغہ
کے طور پر فرمایا ورنہ ایمان کامل ہونیکے لیے باقی ارکان ایمان کی بہی ضرورت ہے کرمانی نے کہا یہی ایمان مین داخل ہے کہ جو اپنے
لیے پسند نکرے وہ اپنے بہائی مسلمان کے لیے بہی پسند نکرے اور اسکو بیان کیا کیونکہ چاہنا ایک شی کا مستلزم ہے اسکی نقیض کو

۷ وعن حسین المعلم قال حدثنا قتادة عن انس عن النبی ﷺ

نہ چاہنے کو قسطلانی نے کہا ہے الی کا لفظ ذمی کو بھی شامل ہو سکتا ہے اسطرح کہ اُسکے لیے اسلام کی خواہش کرے اور موید ہے اسکی حدیث ابو ہریرہ رض کی جسکو ترمذی نے نکالا ہے یہ ہے کہ چاہ لوگوں کے لیے جو تو چاہتا ہے اپنے لیے تو مسلمان ہوگا باب

حُبُّ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْإِيمَانِ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ ثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعیب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو الزناد (عبد اللہ بن ذکوان مدنی) نے انہوں نے روایت کی اعرج (ابو داؤد عبد الرحمن بن ہرمز تابعی مشہور) سے اونہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی تم میں سے مومن کامل نہیں ہوتا جبتک میری محبت اسکو اپنے باپ اور بیٹے سے زیادہ ہو ولد کا لفظ عام ہے شامل ہے لڑکے اور لڑکی کو اور والد کو مقدم کیا اسلیے کہ ولد ہر ایک کو نہیں ہوتا پر والد سب کا ہوتا ہے یا بلحاظ تعظیم یا سبقت زمان کے اور نسائی کی روایت میں پہلے ولد ہے پھر والد اور تخصیص انکی اس وجہ سے ہے کہ تمام عزیزوں میں انسان کو یہ دونو زیادہ عزیز ہوتے ہیں اور بعض لوگوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں تو اولاد سے محبت شفقت ہے اور والد سے محبت اجلال اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت احسان کیونکہ آپ کا احسان سب مسلمانوں کی گردن پر ماں باپ کے احسان سے کہیں زیادہ ہے ماں باپ کی بدولت دنیا میں چند روز زحمت رہتی ہے اور آپکی طفیل سے دنیا میں ساری عمر رحمت اور آخرت میں ابد الآباد لذت اور نعمت اور خوشی رہیگی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے یعقوب بن ابراہیم نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن علیہ (اسمعیل بن ابراہیم بن سہم بصری) نے اونہوں نے روایت کی عبد العزیز بن صہیب سے اونہوں نے انس بن مالک رض سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تحویل اور حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے اونہوں نے روایت کی قتادہ سے انہوں نے انس رض سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی تم میں سے مومن (کامل) نہیں ہوگا جبتک اوسکو میری محبت اپنے باپ اور ماں اور اولاد سب لوگوں سے زیادہ

نہ ہو ف قسطلانی نے کہا مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے محبت ایمانیہ ہے وہ کیا ہی پیروی کرنا آپ کی اقوال
اور افعال مین نہ محبت طبعی ورنہ محبت طبعی آپکے ساتھ ابو طالب کو بہت تھی اور باوجود اسکے اُن کو ایمان کا حکم نہین کیا
گیا - حاصل یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت یہی ہے کہ اُنکا اتباع کرے آپ کی حدیث کا ادب کرے آپ کا ارشاد
کو سنکر فوراً تسلیم کرے اور اُسکو مقدم کیے تمام جہان کی ہدایت اور ارشاد پر اور یہ محبت نہین ہو کہ زبانی دعوے کرے اور اعمال
اقوال سب حدیث کی خلاف ہی معاذ اللہ ایسا شخص تو آپ کا دشمن ہے اسیطرح وہ بھی مومن نہین ہی جو ابو حنیفہ اور شافعی
یا اور کسی مجتہد یا پیر کا قول حدیث کی خلاف مان لیوے اور حدیث کو اونکے قول کی وجہ سے ترک کرے اسکو رسول کی محبت
سے اوروں کی زیادہ محبت ہی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَحْیِنَا عَلٰی ذٰلِکَ
وَاَمِتْنَا عَلٰی ذٰلِکَ وَاحْشُرْنَا عَلٰی ذٰلِکَ **بَابُ** حَلَاوَۃِ الْاِیْمَانِ باب ایمان کی حلاوت کے بیان مین حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ الثَّقَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَ
رَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ کَمَا
یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مثنی (بن عبید عنزی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے عبد الوہاب بن عبد المجید بن الصلت) ثقفی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو قلابہ (عبد اللہ بن زید بن عمرو
بصری) نے انہون نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے انہون نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے
تین باتین جسمین ہونگی اُسکو ایمان کی حلاوت (لذت شیرینی خوبی) ملے گی ایک یہ کہ وہ اللہ اور اوسکے رسول کو باقی سب
چیزون سے زیادہ دوست رکھے (یعنے دونون سے محبت رکھے معلوم ہوا کہ ایک کی محبت کافی نہین) دوسرے یہ کہ کسی آدمی
سے محبت رکھے محض خدا کے لیے تیسرے یہ کہ پھر کفر اختیار کرنا اوسکے نزدیک ایسا برا ہو جیسے انگارون مین ڈالا جانا **بَابٌ**
عَلَامَۃُ الْاِیْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ ایمان کی نشانی ہے انصار سے محبت رکھنا حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ
قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَۃُ الْاِیْمَانِ
حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰیَۃُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الولید (ہشام بن عبد الملک
طیالسی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے اونہون نے کہا خبر دی مجھکو عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر نے انہون
نے کہا سنا انس بن مالک رضی سے انہون نے سنا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایمان کی نشانی ہے انصار
(وہ لوگ مدینہ کی جنہون نے آپکی رفاقت اور مدد کی اور انکے دو قبیلے ہین اوس اور خزرج) کی محبت اور نفاق کی نشانی ہے

انصار سے دشمنی رکھے روایت کیا اس حدیث کو امام بخاری نے فضائل انصار میں بھی اور مسلم اور نسائی نے اور انصار کو یہ فضیلت اسوجہ
سے ملی کہ انہوں نے مدد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے وقت میں جب تمام دنیا میں کسی قوم نے آپکی مدد نہ کی پھر انہوں آپکے
ساتھ ہو کر اعادی دین سے لڑے اور اختیار کیا اللہ اور رسول کو دنیا کے حظوظ اور فوائد پر **باب وفود** بیان میں ہے ساتھ عنوان
کے اور کوئی ترجمہ مذکور نہیں اور اسمیں جو حدیث مذکور ہے اس سے انصار کی وجہ تسمیہ نکلتی ہے پہلے اس قوم کو بنی قیلہ کہتے تھے
جب ان کے سرداروں نے لیلۃ العقبہ میں اسلام کی تائید کے لیے آپ سے بیعت کی تو انکا لقب انصار ہوا یعنی مددگار انصار
جمع ہے ناصر کی حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَنَا اَبُو اِدْرِیْسَ عَائِذُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ
اللّٰہِ اَنَّ عُبَادَۃَ بْنَ الصَّامِتِ وَکَانَ شَھِدَ بَدْرًا وَھُوَ اَحَدُ النُّقَبَاءِ لَیْلَۃَ الْعَقَبَۃِ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَہٗ عِصَابَۃٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ بَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا
وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُھْتَانٍ تَفْتَرُوْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ
وَلَا تَعْصُوْا فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ فِی
الدُّنْیَا فَھُوَ کَفَّارَۃٌ لَّہٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا ثُمَّ سَتَرَہُ اللّٰہُ فَھُوَ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْہُ وَاِنْ
شَاءَ عَاقَبَہٗ فَبَایَعْنَاہُ عَلٰی ذٰلِکَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے شعیب (بن ابی حمزہ حمصی) نے انہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم) سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو ابو ادریس
عائذ اللہ بن عبد اللہ نے (اون کو خبر دی) عبادہ بن صامت (بن قیس انصاری) نے وہ بدر کی لڑائی میں موجود تھے
اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو نقیب بنائے گئے تھے لیلۃ العقبہ میں **ف** سیرۃ ابن ہشام میں اسکا قصہ یوں لکھا
ہے کہ پہلے سال انصار کے بارہ آدمیوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی عقبہ اولی کے پاس آپنے ان لوگوں
کی تعلیم کے لیے مصعب بن عمیر کو بھیجا تھا پھر وہ لوٹ کر مکہ میں آئے اور انصار نے آپ سے ملنے کا وعدہ کیا ایام تشریق میں عقبہ
پاس جب تہائی رات گذری تو انصار کے لوگوں نے مشرکوں سے چھپ کر آپسے ملاقات کی اور آپ کی تائید اور مدد کے لیے
بیعت کی یہ ۷۳ آدمی تھے آپ نے ان میں سے ۱۲ آدمیوں کو اپنے اپنی قوم کا نقیب یعنی جوابدار اور نگہبان مقرر کیا
ان نقیبوں میں عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن
خزرج بھی تھے **ت** اونہوں نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کے گرد ایک جماعت تھی اصحاب کی
بیعت کرو مجھسے اس اقرار پر کہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نہ کروگے اور چوری نہ کروگے اور اپنی اولاد کو نہ مار دوگے (جیسے مشرک
مار ڈالتے تھے مفلسی کے ڈر سے) اور بہتان نہ باندھوگے جسکو اٹھاتے ہو اپنے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے بیچ سے (یعنی

اپنی ذات اور دل سے کیونکہ دل ہاتھ اور پاؤں کے بیچ میں ہے) اور اچھی بات میں نافرمانی نہ کروگے پھر جو کوئی تم میں سے اپنا اقرار
پورا کرے اسکا ثواب اللہ کے اوپر ہے وہ اپنے فضل سے ثواب دیگا) اور جو کوئی تم میں سے ان باتوں میں سے کوئی بات کر
بیٹھے پھر دنیا میں اسکو سزا مل جاوے (یعنی حد پڑ جاوے) تو آخرت کی گناہ کا یہی کفارہ ہوگیا اور جو کوئی ان باتوں میں سے
کچھ کر بیٹھے پھر اللہ تعالے چھپا دے اوسکے قصور کو (دنیا میں اسکی سزا نہ پاوے) تو وہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے معاف کردے
اوسکو اور چاہے عذاب کرے اسکو عبادہ نے کہا پھر ہمنے بیعت کی آپ سے اسی اقرار پر ف قاضی عیاض نے کہا اکثر
علما کا مذہب یہ ہے کہ حدود شرعیہ کفارہ ہیں گناہ کے اور جس پر حد قائم ہوگئی اسکا گناہ معاف ہوگیا جیسا اس حدیث سے نکلتا ہے
اور بعضوں نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے کیونکہ ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ آپنے فرمایا میں نہیں جانتا حدود کفارہ ہیں اپنے
لوگوں کے لیے یا نہیں لیکن حدیث عبادہ کی اس سے زیادہ صحیح ہے اور احتمال ہے کہ حدیث ابوہریرہ کی سابق ہو اور پہلے
آپکو اس مسئلہ کا علم نہ ہو پھر اللہ تعالے نے تبلا دیا حافظ ابن حجر نے کہا کہ ابوہریرہ کی حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور بزار
نے بروایت معمر عن ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ روایت کیا ہے اور صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور روایت کیا
اسکو احمد نے عبد الرزاق سے اونہوں نے معمر سے دارقطنی نے کہا عبد الرزاق متفرد ہیں اسکی وصل سے اور ہشام بن
یوسف نے معمر سے مرسلاً روایت کیا ابن حجر نے کہا کہ آدم بن ابی ایاس نے اسکو وصل کیا ابن ابی ذئب سے پھر معمر کی روایت
قوی ہوگئی اور جب حدیث صحیح ہوئی تو جمع کرنا ضرور ہے اور قاضی نے جو وجہ بیان کی وہ اچھی ہے پر عبادہ کی
حدیث لیلۃ العقبہ کی ہے اور ابوہریرہ تو اوسکے سات برس بعد عام خیبر میں مسلمان ہوئے پھر انکی حدیث سابق
کیونکر ہوگی اسکا جواب یہ ہے کہ شاید ابوہریرہ نے یہ حدیث خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو بلکہ اور کسی
صحابی سے سنکر بیان کی ہو اور طول کیا اس مقام میں حافظ ابن حجر نے اور کہا حق یہ ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث سابق
ہے اور عبادہ کی حدیث میں وہ بیعت مراد نہیں ہے جو لیلۃ العقبہ کو ہوئی تھی بلکہ اسکے بعد کئی بیعتیں ہوئی ہیں اور
شاید یہ بیعت انہیں میں سے کوئی بیعت ہو قسطلانی نے کہا یہ جو فرمایا وہ اللہ کے سپرد ہے اسکا مفہوم شامل ہے اسکو جسنے
توبہ کی اور جسنے توبہ نہ کی کسی کا جہنم میں جانا یقینی نہیں ہے بلکہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے انتہی مختصراً باب
مِنَ الدِّیْنِ اَلْفِرَارُ مِنَ الْفِتَنِ فتنوں سے بھاگنا دین میں داخل ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّہٗ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا یَّتْبَعُ بِھَا شَعَفَ
الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِہٖ مِنَ الْفِتَنِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے

اونہون نے روایت کی مالک بن انس (امام دار الہجرۃ) سے اونہون نے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن ابی صعصعہ سے
اونہون نے اپنے باپ عبد اللہ سے اونہون نے ابو سعید خدری (سعد بن مالک بن سنان خزرجی انصاری) سے (ان سے
کتابون مین ایک ہزار ایک سو ستر حدیثین مروی ہین) کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے وہ زمانہ جب بہتر مال
مسلمانونکا بکریان ہونگی جنکے پیچھے وہ پہرتا پہریگا پہاڑون کی چوٹیون پر اور بارش کی جگہون پر بہاگے گا اپنا دین لیکر
فتنون سے ف تو یہ بہاگنا دین کی سلامتی کی غرض سے ہوگا نہ کسی دنیاوی غرض سے اس سے معلوم ہوا کہ فتنہ کے
وقت عزلت اور گوشہ گیری بہتر ہے مگر جو شخص اس فتنہ کو مٹانے کی قدرت رکہتا ہو اسکو لوگون مین رہنا اور فتنے دور کرنے
کی کوشش کرنا بہتر ہے اور یہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ بحسب حال اور مکان کے اور اختلاف ہے کہ جب فتنہ نہ ہو تو
عزلت کا کیا حکم ہے امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ صحبت بہتر ہے کیونکہ اسمین تعلیم اور تعلم ہوتا ہے عبادت ادب حسن خلق
حلم وتحمل وتواضع ان سب صفات کی ضرورت پڑتی ہے جماعت مسلمین زیادہ ہوتی ہے عیادت مریض اتباع جنازہ حضور جمعہ
اور جماعات کا ثواب ملتا ہے اور باقی علما کا قول یہ ہے کہ عزلت بہتر ہے اسمین سلامتی ہے انس ہے ذکر الہی سے البتہ
عزلت واجب ہے اس فقیہ کے لیے جسکا دین صحبت سے بگڑتا ہے اور صحبت واجب ہے اسکے لیے جو حق کو پہچانے اور اسکی پیروی
کرے اور باطل کو پہچانے اور اس سے پرہیز کرے اسیطرح واجب ہے صحبت اسکے لیے جسکو علم نہ ہو تحصیل علم کے لیے (قسطلانی)
امام غزالی رحمہ نے احیاء العلوم مین عزلت اور صحبت دونوکے فوائد اور ضرر خوب لکہے ہین جسکا جی چاہے مطالعہ کرے
اور چونکہ فتنے سے بہاگنا بقدر قوت دین کی ہوتا ہے اور قوت دین دلالت کرتی ہے قوت معرفت پر آگے اوسکا بیان شروع
کیا

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ

باب بیان مین اسکے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تم لوگون سے زیادہ اللہ کو جانتا ہون (اور جتنا آدمی کا دین قوی ہوگا اسیقدر معرفت پختہ ہوگی
کی زیادہ ہوگی اور اس سے صاف نکلتا ہے کہ ایمان زیادت اور نقصان کی قابل ہے) وَأَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِعْلُ الْقَلْبِ
لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ اور بیان مین اسبات کے کہ معرفت دلکا فعل ہے
(تو فقط قول سے ایمان پورا نہ ہوگا جب تک اعتقاد اوسکے ساتھ شریک نہ ہو اور کرامیہ نے اسکا خلاف کیا ہے اور اعتقاد
فعل قلب ہے) کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا لیکن مواخذہ کریگا تم سے اسکا جو کمایا تمہارے دلون نے ف یعنی عزم کیا اسکا
اور آیت سے یہ نکلتا ہے کہ جو خیال دل مین جم جاوے اسپر مواخذہ ہوگا اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اگر کوئی کہے کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے معاف کردیا میری امت کو جو خیال دل مین آوے جب تک اسکو زبان سے نہ نکالے
یا اوس پر عمل نہ کرے اور یہ خلاف ہے اس آیت کے اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث مین وہ خیال مراد ہے جو دل مین گذرے اور جمے نہین وہ معاف ہے

اور ہی کو وسوسے کہتی ہین برخلاف اس خیال کے جو جم جاوے اور اعتقاد ہو جاوے اُسپر مواخذہ ہوگا۔ بدلیل اس آیت کے (قسطلانی) اور ہم نے اس مضمون کو بڑی تفصیل سے مسلم ترجمہ صحیح مسلم مین بیان کیا ہے فارجع الیہ حافظ ابن حجر نے کہا یہ آیت تو قسم کے باب مین وارد ہوئی ہے اور اس سے استدلال کیا مولف نے ایمان پر کیونکہ دونو کا مدار عمل قلب پر ہے اور شاید مولف نے زید بن اسلم کی تفسیر مین کہا ہی یہ مثل اسکے ہے جیسے کوئی کہے اگر مین یہ کام کرون تو کافر ہون تو اسپر مواخذہ نہ ہوگا جب تک کہ کفر کا اعتقاد نہ ہو اب مناسبت آیت اور حدیث کی معلوم ہوگئی اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ دونو ایمان کی بحث مین داخل ہو سکتے ہین اور اسمین دلیل ہے قول کرامیہ کے بطلان پر کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور دلیل ہے زیادتی اور نقصان ایمان پر کیونکہ حضرت کا فرمانا انا اعلمکم باللہ ظاہر ہے اسمین کہ علم کے بہت درجے ہین اور بعض لوگ دوسرون سے علم مین زیادہ ہین اور آپ ان سب لوگون مین درجہ اعلیٰ رکھتے ہین اور علم باللہ شامل ہے اسکی صفات اور احکام کے علم کو اور متعلقات کو اور یہی ایمان ہے۔ حدثنا محمد بن سلام قال انا عبدۃ عن ہشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرہم امرہم من الاعمال بما یطیقون قالوا انا لسنا کہیئتک یا رسول اللہ ان اللہ قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر فیغضب حتی یعرف الغضب فی وجہہ ثم یقول ان اتقاکم واعلمکم باللہ انا

ترجمہ بیان کی ہمسے محمد بن سلام (بیکندی) نے انہون نے کہا خبردی ہمکو عبدہ (عبدالرحمن بن سلیمان بن حاجب کلابی کوفی) نے اونہون نے روایت کی ہشام بن عروہ بن زبیر سے اونہون نے اپنے باپ (عروہ بن زبیر بن عوام) سے انہون نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لوگون کو حکم کرتے کسی کام کا تو اسی کام کا حکم کرتے جسکے کرنیکی لوگون کو طاقت ہوتی (یعنی ہمیشہ اوسکو کر سکتے) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپکی طرح نہین ہین آپکو تو اللہ تعالیٰ نے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدیے ہین (تو آپ بے فکر ہین اور ہمکو اپنی گناہون کی بڑی فکر ہے تو عبادت بھی آپ سے زیادہ کرنا چاہیے) آپ یہ سنکر غصہ ہوتے (اور ایک روایت مین یون ہے غصہ ہوئے) یہانتک کہ آپکے چہرے مبارک پر غصہ معلوم ہوتا پھر آپ فرماتے بیشک مین تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہون اور تم سب سے زیادہ اللہ کو پہچانتا ہون ف فتح الباری مین ہے کہ اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو یہ کہ اعمال صالحہ انسان کو بڑے مرتبہ پر پہنچا دیتے ہین جہان گناہ معاف ہو جاتے ہین درجے بلند ہو جاتے ہین کیونکہ آپنے صحابہ کے استدلال پر انکار نہین کیا نہ انکی دلیل پر اس جہت سے بلکہ اور جہت سے دوسرے یہ کہ بندہ جب غایت عبادت کو پہونچ جاتا ہے اور اسکے ثمرات حاصل کر لیتا ہے تو اور زیادہ عبادات پر اہتمام کرتا ہے اس نعمت کو باقی رکھنے کے لیے اور اسکا شکر بجالانے کے لیے تیسرے یہ کہ شرع کے حدود پر عزیمت ہو یا رخصت ٹھیر جانا اور سہل کام جو شرع کے موافق ہو اسکو بجالانا اور دشوار کام خلاف شرع کو چھوڑ دینا

لازم ہے چوتھی عبادت مین میانہ روی جو ہمیشہ نبہہ جاوے بہتر ہے مبالغہ سے جو نبہہ نہ سکے اور چھوٹ جاوے جیسے دوسری حدیث مین آیا ہے دوڑنے والا نہ تو منزل کو پہونچتا ہے نہ جانور کو سلامت رہنے دیتا ہے پانچوین یہ کہ صحابہ کو بڑی رغبت تھی عبادت مین اور بہت طلب کرتے تھے خیر و ثواب کو چھٹے یہ کہ ہر وقت مخالفت شرع کے غصہ کرنا جائز ہے ساتوین انسان کو ضرورت کے وقت اپنی فضیلت بیان کرنا درست ہے نہ بطور فخر اور تکبر کے آٹھوین یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال انسانی کا رتبہ حاصل تھا کیونکہ کمال منحصر ہے دو حکمتون مین ایک عملی دوسری علمی اور اتقاکم سے اشارہ ہے حکمت عملی کیطرف اور اعلمکم سے علمی کیطرف اور ابونعیم کی روایت مین و اعلمکم باللہ لانا ہے یہ زیادت لام تاکید اور اصیلی کی روایت مین و اللہ ان اتقاکم و اعلمکم آیا ہے انتہی **باب** من کرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یلقی فی النار من الایمان جو شخص کفر مین جانا برا جانے جیسے انگار مین گرنا تو یہ صفت ایمان کی ہے

حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا شعبۃ عن قتادۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان من کان اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما و من احب عبدا لا یحبہ الا للہ و من یکرہ ان یعود فی الکفر بعد اذ انقذہ اللہ کما یکرہ ان یلقی فی النار **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب (بن بجیل ازدی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے اونہون نے روایت کی قتادہ (بن دعامہ) سے انہون نے انس (بن مالک) سے انہون نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے تین خصلتین ہین جسمین ہونگی وہ ایمان کی لذت اور حلاوت پاویگا ایک تو وہ شخص جسکو اللہ اور اُسکے رسول سے تمام جہان سے زیادہ محبت ہو یعنے سوا خدا اور رسول کے جتنی چیزین ہین سب سے زیادہ محبت خدا اور رسول کی ہو) دوسرے وہ جو کسی بندے سے محبت کرے اور صرف خدا کے لیے اُس سے محبت کرے تیسرے وہ جو کفر مین لوٹنا بعد اسکے کہ خدا نے اسکو چھوڑایا کفر سے ایسا برا سمجھے جیسے انگار مین ڈالا جانا **ف** قسطلانی نے کہا اس محبت کی نشانی یہ ہے کہ دین اسلام کی مدد کرے قول اور فعل سے اور شریعت مقدسہ کی حمایت کرے اور جو مخالفین شریعت پر اعتراض کرین اونکا جواب دیوے اور اخلاق و عادات مین آپکی پیروی اختیار کرے مثلاً سخاوت اور ایثار اور حلم اور صبر اور تواضع وغیرہ جو ہم نے کتاب مواہب لدنیہ بالمنح المحمدیہ مین بیان کیا ہے پھر جو کوئی مجاہدہ نفس سے ایسا کریگا وہ ایمان کی حلاوت پاویگا اور عبادات کی لذت اوٹھاویگا اور مشاق کا بوجھ اسپر آسان ہو گا بلکہ تکالیف مین بھی اُسکو لذت ہوگی اور اسمین ایک تقریر طویل ہے جو مواہب مین موجود ہے والیہ المرشد ہا تشار ابابحب حال کی خصلتونکی بیان سے فارغ ہوئے اور لوگ ایمان متفاوت تھے اور اس تفاوت کی وجہ سے اعمال مین بھی تفاضل ہوتا ہے تو شروع کیا بیان تفاضل

اعمال کا اور کہا **باب** تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِي الْاَعْمَالِ باب بیان میں زیادہ ہونے اہل ایمان کے اعمال میں ایک دوسرے سے (یعنی اعمال کے سبب سے جو ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے اسکا بیان) **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيَاءِ اَوِ الْحَيٰوةِ شَكَّ مَالِكٌ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَ اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً قَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو الْحَيَاةِ وَقَالَ خَرْدَلٍ مِّنْ خَيْرٍ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل (بن ابی اویس بن عبد اللہ اصبحی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک (بن انس امام مشہور) نے اونہوں نے روایت کی عمرو بن یحیے (بن عمارہ) مازنی سے انہوں نے اپنے باپ یحیی سے اونہوں نے ابو سعید (سعد بن مالک خدری) سے اونہوں نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا جنتی جنت میں چلے جاوینگے اور دوزخ والے دوزخ میں پھر اللہ تعالی فرماویگا نکال لو دوزخ سے اسکو جسکے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہو **ف** قسطلانی نے کہا اس سے غرض تمثیل ہے تو یہ عبارت ہے معرفت کا نہ وزن ہے حقیقۃً اسواسطے کہ ایمان جسم نہیں ہے کہ وہ تل جاوے سکے لیکن وہ معقول ہے اور معقول کی تمثیل محسوس سے کرتے ہیں مشابہت دیکر اور تحقیق ہے کہ عمل کو جو عرض ہے ایک جسم میں کر دینگے پھر تولا جاویگا یا عمل خود جواہر ہو جاوینگے اوسوقت وہ ترازو کے ایک پلے میں رکھے جاوینگے اور امام غزالی نے اس حدیث سے نجات نکالی ہے اس شخص کی جسکو یقین ہوا ایمان کا اور مرجاوے اور زبان سے نہ کہہ سکے لیکن اگر قدرت ہو زبان سے کہنے کی اور نہ کہے اور مرجاوے تو احتمال ہے کہ ہمیشہ کو رہے جہنم میں نہ رہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ رہے اور ترجیح دی ہے اور علمانے احتمال ثانی کو اس صورت میں حدیث میں نطق کا لفظ محذوف کرنا پڑیگا اور منشا ان دونوں احتمالوں کا اختلاف ہے علما کا کہ نطق شرط ہے ایمان کا بغیر اسکے ایمان پورا نہ ہوگا اور یہی مذہب ہے جماعت علما کا اور اختیار کیا ہے اسکو شمس الدین اور فخر الاسلام نے یا شرط ہے احکام دنیوی جاری کرنیکے لیے اور یہی مذہب ہے جمہور محققین کا اور یہی اختیار ہے شیخ ابو منصور کا **ف** پھر ایسے لوگ دوزخ سے نکالے جاوینگے اور وہ جلکر کوئلہ کیطرح کالے ہو گئے ہونگے پھر ڈالے جاوینگے زندگی کی نہر میں یا بارش میں (یہ شک امام مالک کو ہوا جو راوی ہیں اس حدیث کی) اور اوگ آوینگے جیسے دانہ اوگ آتا ہے بہاؤ کے ایک کنارہ میں کیا تو نہیں دیکھتا دانہ پہلے نکلتا ہے زرد لپٹا ہوا **ف** قسطلانی نے کہا امام بخاری نے اس حدیث کو جنت اور نار کی صفت میں بیان کیا ہے اور وہاں اسکے زیادہ شرح کیجاوے گی اگر خدا چاہے اور مسلم نے اسکو روایت کیا کتاب الایمان میں اور بخاری کو یہ حدیث ایک درجہ مسلم سے عالی پہونچی ہے اور روایت کیا اسکو

نسائی نے اور یہ حدیث موطا میں نہیں ہے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو آگے بیان ہوگی **ف** وہیب نے کہا حدثنا عمرو (اور مالک نے عن عمرو کہا ہے) اور عین الحیاۃ کہا ہے (نہر حیات کے) اور بجائے ایمان کی جگہ من خیر کہا ہے (یعنی ابھاری) میں ہے کہ وہیب کی اس روایت کو خود مؤلف نے کتاب الرقاق میں روایت کیا ہے اور اسمیں من ایمان ہے اور اسمیں اعتراض ہے کہ یہ جواب یہ ہے کہ ابن ابی شیبہ کے مصنف میں من خیر ہے وہیب کی روایت سے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ سے ظاہر ہے اور غرض اس سے رد ہے مرجیہ پر جو کہتے ہیں ایمان کے ساتھ گناہ ضرر نہیں کرتے اور معتزلہ پر جو کہتے ہیں گناہ سے ہمیشہ دوزخ میں رہیگا **حدثنا** محمد بن عبید اللہ قال حدثنا ابراهیم بن سعد عن صالح عن ابن شهاب عن ابی امامۃ بن سهل بن حنیف انه سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بینا انا نائم رایت الناس یعرضون علی وعلیهم قمص منها ما یبلغ الثدی ومنها ما دون ذلک وعرض علی عمر بن الخطاب وعلیه قمیص یجره قالوا فما اولت ذلک یا رسول الله قال الدین **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبید اللہ (ابن محمد زید قرشی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن سعد (ابن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف بن عبد الحارث بن زہرہ) نے انہوں نے روایت کی صالح (ابن محمد بن کیسان غفاری) سے اونہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے ابو امامہ (اسعد) بن سہل بن حنیف رضی سے انہوں نے سنا ابو سعید خدری (سعد بن مالک) سے وہ کہتے تھے فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار میں سوتا تھا میں نے دیکھا لوگ میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور وہ کرتے پہنے تھے تو کسیکا کرتہ چھاتیوں تک ہے (مثل چولی کے) اور کسیکا اس سے نیچا ہے اور عمر بن خطاب میرے سامنے لائے گئے اونکا کرتہ (اتنا نیچا تھا کہ وہ اسکو) کھینچ رہے تھے صحابہ نے عرض کیا اسکی تاویل کیا ہے (تعبیر) یا رسول اللہ آپ نے فرمایا دین (یعنی کرتہ سے مراد دین ہے اور جسکا کرتہ زیادہ لمبا تھا اوسکا دین زیادہ تھا حضرت عمر کا دین اور ایمان بہت زیادہ تھا کہ انکا کرتہ نہایت نیچا تھا) **ف** قسطلانی نے کہا اسحدیث سے عمر فاروق رض کی فضیلت حضرت ابو بکر صدیق رض پر نہیں نکلتی کیونکہ ابو بکر کا بیان حضرت نے نہیں کیا شاید اونکا کرتہ اس سے بھی دراز ہو اور دوسری احادیث صحیحہ متواترہ ابو بکر کی فضیلت میں موجود ہیں انکو معارض خبر واحد کیونکر ہوسکتی ہے اور اسحدیث میں دین کو تشبیہ دی قمیص سے کیونکہ قمیص عورت کو چھپاتا ہے اسیطرح دین جہنم سے روکتا ہے اور یہ بھی نکلا کہ ایمان میں تفاضل ہے اور مؤلف نے اسحدیث کو کتاب التعبیر اور فضائل عمر میں بیان کیا ہے اور مسلم نے اسکو فضائل میں اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے **باب** **الحیاء من الایمان** حیا ایمان میں داخل ہے (حیا سے مراد یہاں وہ صفت ہے جو انسان کو بری باتوں سے روکتی ہے یہ حیا محمود ہے

اور ایک حیا ذمہ مومن ہے جو خیر سے شلا علم کی بات پوچھنے سے حق بات بیان کرنے سے) حدثنا عبد اللہ بن یوسف
قال اخبرنا مالک بن انس عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مر علی رجل من الانصار وھو یعظ اخاہ فی الحیاء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ
فان الحیاء من الایمان ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی) نے انہون نے کہا خبر دی ہم کو (امام) مالک
بن انس نے اونہون نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری سے) انہون نے سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب قرشی عدوی
مشہور تابعی فقیہ) سے انہون نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضہ سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد گذرے اور وہ اپنے
بھائی کو نصیحت کر رہا تھا حیا کے باب مین (یعنے منع کر رہا تھا حیا سے) جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانے
دو (یعنے حیا سے منع مت کر) اسلیے کہ حیا ایمان مین داخل ہے (کیونکہ وہ روکتی ہے گناہون سے جیسے ایمان روکتا ہے) اس
حدیث کو مولف نے کتاب الادب مین اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے **باب** فان
تابوا واقاموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ فخلوا سبیلہم یہ باب تفسیر مین ہے اس آیت کی یہ اگر وہ لوگ یعنے کافر توبہ کرین
اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو چھوڑ دو انکو **ف** بیضاوی نے کہا اس آیت مین دلیل ہے کہ تارک الصلوۃ اور مانع زکوۃ کو
نہ چھوڑنا چاہیے اور غرض مولف کی اس باب سے رد ہے مرجیہ پر جو کہتے ہین کہ ایمان اعمال کا محتاج نہین ہے اور یہ مرجیہ
خارج ہین اہل سنت سے اور بعض محدثین نے مرجیہ کا اطلاق ابو حنیفہ اور اونکے صحاب پر بھی کیا ہے اسوجہ سے کہ وہ اعمال کو
جز ایمان نہین کہتے ہین حدثنا عبد اللہ بن محمد المسندی قال حدثنا ابو روح الحرمی بن عمارۃ قال حدثنا
شعبۃ عن واقد بن محمد قال سمعت ابی یحدث عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت
ان اقاتل الناس حتی یشہدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ فاذا
فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم واموالہم الا بحق الاسلام وحسابہم علی اللہ ترجمہ حدیث بیان کی
ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو روح حرمی بن عمارہ (بن ابی حفصہ) نے اونہون نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ بن حجاج نے اونہون نے روایت کی واقد بن محمد (بن زید بن عبد اللہ بن عمر) سے انہون نے
کہا مین نے سنا اپنے باپ (محمد بن زید بن عبد اللہ) سے وہ حدیث بیان کرتے تھے عبد اللہ بن عمر بن خطاب رض (صحابی مشہور)
سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ گواہی دین اس امر کی کہ کوئی
سچا معبود نہین سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد رسول ہین اللہ کے اور نماز پڑھین اور زکوۃ دیوین پھر جب ایسا کرینگے
تو بچا لینگے مجھسے اپنی جانونکو اور مالون کو مگر اسلام کے حق سے نہ بچا سکینگے (جیسے زنا کرین تو رجم کیے جاوینگے یا خون

کرین تو صاحبین یاری جاوینگے) اور اونکا حساب بندہ پر ہوگا دیکھنے دلون کا حال نہ دیا جاتا ہے ہم ان کا موت کی وجہ
سے اونکو مسلمان کہینگے اور اسلام کے احکام اونپر جاری کرینگے اور اونکی آخرت در جنت یا نار اور ثواب و عقاب خدا کے سپرد ہین
ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ روایت بیٹون کی ہے اپنے باپون سے اور ایسی ایسی روایتین بہت ہین لیکن یہ روایت ایک شخص کی اپنے
باپ سے اور اوس نے دادا سے کم ہے اور داؤد نے بیان روایت کیا اپنے باپ سے اور انہون نے اپنے دادا سے اور یہ حدیث غریب الاسناد
ہے متفرد ہوا اسکے ساتھ شعبہ واقد سے ایسا ہی کہا ابن حبان نے اور وہ شعبہ سے بھی غریب ہے کیونکہ اسکے حرمی و عبد الملک
بن صباح راوی ہین اور حرمی سے بھی غریب ہے اون سے سندی اور ابراہیم بن محمد بن عرعرہ راوی ہین اور ابراہیم کی روایت
ابو عوانہ اور ابن حبان اور اسمعیل وغیرہم نے نکالی ہے اور عبد الملک سے یہ حدیث غریب ہے اس سے متفرد ہوا ہے ابو غسان
مالک بن عبد الواحد شیخ مسلم نے تو اتفاق کیا شیخین نے اوسکی صحت پر باوجود غرابت کے اور یہ حدیث مسند احمد مین نہین ہے
باوجود وسعت اس کتاب کے اور بعض لوگون نے اس حدیث کی صحت مین شبہہ کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے اسکو بیان کیا
جب اونکے باپ نے حضرت ابو بکر مین اختلاف کیا مانعین زکوۃ کے قتال مین اور اسکا جواب یہ ہے کہ شاید عبد اللہ بن عمر کو اس
وقت اس حدیث کا خیال نہ رہا ہو یا عبد اللہ اس مقام مین حاضر نہ ہون اور یہ حدیث کو سوا ابن عمر کے ابو ہریرہ نے بھی روایت
کیا ہے اور اسمین دلیل ہے اس امر کی کہ کبھی حدیث مخفی ہو جاتی تھی اکابر صحابہ پر اور عوام صحابہ کو معلوم ہوتی اور اسلیے آرا
اور قیاس کیطرف التفات نہ کرنا چاہیے جب حدیث اسکے خلاف موجود ہو اور یون نہ کہنا چاہیے کہ اگر یہ حدیث صحیح
ہوتی تو فلان امام یا عالم پر کیسے پوشیدہ رہتی مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر رح کے اس قول سے رد ہو گیا ان مقلدین کا جو
اپنے امام کے خلاف احادیث صحیحہ کو قبول نہین کرتے اور یہ عذر انکا پیش کرتے ہین کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوگی تو ہمارے امام کو
ضرور پہونچی ہوگی انہون نے اسپر عمل نہین کیا اور یہ عذر اونکا لغو ہے کس لیے کہ جب اکابر صحابہ کو بعض حدیثین نہین پہونچین
باوجود قرب زمان کے تو اور مجتہدین کس شمار مین ہین اور قیاس بھی اسی کو مقتضی ہے کہ ائمہ اربعہ کے وقت مین حدیث
کی ایسی تدوین نہین ہوئی تھی جو بعد کے زمانہ مین ہوئی بلکہ ابو حنیفہ رح کے زمانہ مین تو کوئی کتاب حدیث کی نہ تھی اور انکو
صرف وہی حدیثین پہونچین جو عبد اللہ بن مسعود یا حضرت علی سے منقول تہین کیونکہ یہ دونو صاحب کوفہ مین رہتے تھے اور
امام ابو حنیفہ کا وہی وطن تھا اور یہی وجہ ہے کہ امام مالک کی موطا باوجود اہتمام کے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے ربع بھی احادیث
مرفوعہ نہین ہین اور یہی سبب تھا کہ ان سب ائمہ دین نے حکم کر دیا حدیث پر عمل کرنیکا اور اپنی رائے اور قیاس چھوڑ دینے کا
جب حدیث پہونچ جاوے بلکہ امام ابو حنیفہ تو تمام ائمہ سے بڑھکر متابعت حدیث کی تاکید کی ہے اور اونکے نزدیک حدیث
مرسل اور ضعیف اور خبر واحد یہان تک کہ قول صحابی بھی قیاس اور رائے پر مقدم ہے اس صورت مین امام ابو حنیفہ رح پر کوئی

الزام نہین ہے اور انکا مذہب یہی ہے جو حدیث صحیح سے ثابت ہو اور حنفی یہی ہے جو امام کے ارشاد کو مطابق چلے اور
حدیث پر عمل کرے نہ وہ جو امام کے برخلاف حدیث کو ترک کرے اور قیاس اور رائے پر چلا رہے ھذا ما الھمنی ربی عز وجل
قسطلانی نے کہا کہ جب امام بخاری اس بیان سے فارغ ہوئے کہ اعمال ایمان مین داخل ہین تو اب شروع کیا مرجیہ کا رد جو کہتے ہین کہ ایمان
صرف قول کا نام ہے اور عمل اسمین داخل نہین ہے **باب** من قال ان الایمان ھو العمل لقول اللہ تعالیٰ وتلک الجنۃ التی
اورثتموھا بما کنتم تعملون باب بیان مین اس امر کے کہ ایمان عمل کا نام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور یہ جنت ہے جسکے تم
وارث ہوئے اپنے اعمال کی وجہ سے **ف** ابن حجر نے کہا آیت عام ہے اعمال مین اور ایک جماعت مفسرین سے منقول ہے کہ تعملون
کے معنے یہان تؤمنون ہے تو خاص ہوگی قسطلانی نے کہا وہ جو حدیث آئی ہے کہ کوئی جنت مین اپنے عمل سے نہ جاویگا اسکے خلاف
نہین ہے کیونکہ آیت مین عمل سے عمل مقبول مراد ہے اور حدیث مین مجرد عمل کی نفی ہے اور ظاہر ہے کہ قبول اللہ تعالیٰ کی رحمت
سے ہے وقال عدۃ من اھل العلم فی قولہ تعالیٰ فوربک لنسئلنھم اجمعین عما کانوا یعملون عن قول لا الہ
الا اللہ اور کئی اہل علم نے کہا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر مین قسم تیرے رب کی البتہ ہم پوچھینگے سب سے جو وہ عمل کرتے
تھے یعنے لا الہ الا اللہ کے کہنے سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اہل علم مین انس بن مالک بھی داخل ہین ترمذی نے انس
سے مرفوعاً روایت کیا اور اسکی اسناد مین ضعف ہے اور ابن عمر سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور انکا قول طبری کی تفسیر اور طبرانی
مین مجاہد سے مروی ہے اور اخراج کیا اسکو عبد الرزاق نے تفسیر مین نووی نے کہا یہان سوال کل اعمال سے مراد ہے جن
سے تکلیف متعلق ہے اور تخصیص اسکی توحید سے دعوی بلا دلیل ہے مین کہتا ہون تخصیص کی ایک وجہ ہے وہ یہ
ہے کہ اجمعین مین کفار اور مومنین سب داخل ہین اور جو کہتے ہین کہ کفار سوا توحید کے اور اعمال سے مخاطب نہین ہین
انکے نزدیک تخصیص ضروری ہے اور جو کہتے ہین سب اعمال سے مخاطب ہین انکے نزدیک کل اعمال سے جسمین توحید
بھی داخل ہے سوال ہوگا بہرحال توحید متفق علیہ ہے انتہی عمدۃ القاری مین کہ دعوی تخصیص توحید کا بلا دلیل مقبول
نہین ہے اسلئے کہ کلام عام ہے سوال عن التوحید وغیرہ مین تو دعوے تخصیص توحید کا محتاج ہے دلیل خارجی کا اور
ترمذی کی حدیث ضعیف ہے استدلال کے لائق نہین اور اجمعین مین تعمیم متعین ہے تاکہ مسلمان اور کافر دونو داخل
ہون واللہ اعلم وقال لمثل ھذا فلیعمل العاملون اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسا عمل کرین عمل کرنے والے اور یہ دلالت
کرتا ہے کہ ایمان ہی عمل ہے جیسا مصنف کا قول ہے لیکن لفظ عام ہے اور دعوے تخصیص کا بغیر برہان مقبول نہین
البتہ اطلاق عمل کا ایمان پر صحیح ہے اس حیثیت سے کہ ایمان عمل قلب ہے لیکن اس سے لازم نہین آتا کہ عمل نفس ایمان ہو جاوے
اور غرض بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ عمل جزو ایمان ہے اور رد منظور ہے اسکا جو کہتا ہے کہ عمل کا ہیئت ایمان مین کوئی دخل

نہیں تو اس صورت میں مقصود اُنکا پورا نہ ہوگا اور اگر مراد یہ ہے کہ عمل کا اطلاق ایمان پر جائز ہے تو اسمیں کوئی نزاع
نہیں اسلیے کہ ایمان عمل قلب ہے اور وہی تصدیق ہے اور اسکی بحث گذر چکی ہے (قسطلانی) فتح الباری میں ہے کہ
شاید مؤلف کے نزدیک فلیعمل العاملون کے معنے قلوب من المؤمنون میں یا عمل محمول ہے اپنے عموم پر اسواسطے کہ جو
ایمان لاویگا ضرور قبول ہوگا اور جسکا ایمان قبول ہوا وہ عمل ضرور کریگا اور جو عمل کریگا وہ ضرور مراد کو پہنچے گا اور جو
پہونچا اُسی کے لیے ہے لمثل ہذا فلیعمل العاملون **حدثنا** احمد بن یونس وموسی بن اسمعیل قالا حدثنا
ابرٰھیم بن سعد قال حدثنا ابن شھاب عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سئل ای العمل افضل فقال ایمان باللہ ورسولہ قیل ثم ماذا قال الجھاد فی سبیل اللہ
قیل ثم ماذا قال حج مبرور **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے احمد بن یونس اور موسی بن اسمعیل ان دونوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن شہاب (زہری) نے اونہوں نے روایت کی سعید
بن المسیب (بن حزن امام التابعین اور فقیہ مشہور) سے انہوں نے ابوہریرہ رض (عبد الرحمن بن صخر صحابی مشہور) سے
کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے (یعنے زیادہ ثواب کہتا ہے) آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ
اور اوسکے رسول پر پوچھا پھر کونسا آپ نے فرمایا جہاد کرنا کافروں سے لڑنا دین کے لیے پوچھا پھر کونسا عمل آپ نے
فرمایا حج مبرور (یعنے مقبول جسمیں گناہ نہ ہوا ہو اور علامت قبول کی یہ ہے کہ حج کے بعد حاجی کا حال پہلے سے اچھا
ہو جاوے) **ف** قسطلانی نے کہا اس روایت میں ایمان کے بعد جہاد مذکور ہے اور ابوذر کی روایت میں حج کا ذکر نہیں ہے
آزادی کا ذکر ہے اور ابن مسعود کی روایت میں پہلے نماز ہے پھر نیکی پھر جہاد اور اگلی حدیث میں سلامتی ہے ہاتھ
اور زبان سے اور یہ سب مضمون صحیح حدیثوں میں وارد ہیں اور اختلاف جو ہے بوجہ اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے
اور اسی وجہ سے اس باب کی حدیث میں نماز اور زکوۃ اور روزہ کو بیان نہیں کیا اور کبھی ہم کہتے ہیں فلاں عمل بہتر ہے سب
میں مگر اوس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ من جمیع الوجوہ جمیع احوال و اشخاص میں بہتر ہے بلکہ ایک حال میں بہتر ہے
ایک حال میں دوسرا عمل اوس سے بہتر ہے انتہے فتح الباری میں ہے اگر کوئی کہے جہاد کو کیوں مقدم کیا حج پر حالانکہ
حج رکن ہے اور جہاد رکن نہیں ہے اسکا جواب یہ ہے کہ حج کا نفع صرف حاجی کو ہے اور جہاد کا تمام مسلمانوں کو
ہے

باب اذا لم یکن الاسلام علی الحقیقۃ وکان علی الاستسلام او الخوف من القتل لقولہ
تعالی قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا فاذا کان علی الحقیقۃ فھو علی قولہ
جل ذکرہ ان الدین عند اللہ الاسلام الاٰیۃ باب بیان میں اس بات کے کہ جب اسلام حقیقۃً نہ ہو یعنے دل سے

خلوص کے ساتھہ) بلکہ ظاہر مین تابعداری ہو یا جان کے ڈر سے ہو (تو وہ آخرت مین کچھہ فائدہ نہ دیگا) **ف** فتح الباری
مین ہی کہ غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہی کہ اسلام کے دو معنے لیتے ہین ایک حقیقت شرعیہ تو ایمان کی مرادف ہی یعنے
ہم معنے ہین اس معنے کے رو سے اسلام اور ایمان ایک ہین اور یہی مراد ہے اس آیت مین اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ اور
فَمَا وَجَدْنَا فِیْھَا غَیْرَ بَیْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ مین دوسرے حقیقت لغویہ اسکے معنے تابعدار ہونا اطاعت کرنا اور مناسبت حدیث
کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اسواسطے کہ مسلمان کا اطلاق ہوا اُسپر جو اسلام ظاہر کرے اگرچہ اُسکا باطن معلوم ہو وہ
مومن ہوگا اسواسطے کہ حقیقت شرعیہ اُسپر صادق نہین آتی گو حقیقت لغویہ حاصل ہے انتہے **ت** اسلیے کہ اللہ
تعالی فرمایا گنواروں نے کہا ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہین لائے لیکن یون کہو اسلام لائے (یعنے مسلمانوں کے تابعدار
ہو گئے اور بظاہر اسلام قبول کیا) پہر جب اسلام اپنے حقیقی طور ہوگا تو وہی مراد ہے اس آیت مین اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ
اخیر تک **ف** قسطلانی نے کہا یہ آیت قَالَتِ الْاَعْرَابُ بنی اسد کے کچھہ لوگون مین اتری وہ قحط سالی مین مدینہ آئے اور شہادتین
کا اقرار کیا اور لگے کہنے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ہم آپ پاس سامان عیال لیکر آئے اور آپ سے لڑے نہین جیسے فلان قوم کے لوگ لڑے
اور اپنا احسان رکھنے لگے تب اللہ تعالی نے یہہ آیت اتاری تو کہہ تم ایمان نہین لائے یعنے دل سے باطمینان قلب [illegible]
مسلمان نہین ہوئے البتہ یون کہو ہم اسلام لائے اور اطاعت کی مسلمانون کی کیونکہ جب زبان سے اقرار ہوا اور دل سے تصدیق
نہ ہو تو وہ اسلام ہے اور جسمین دل اور زبان دونو موافق ہون وہ ایمان ہے اور امام ابوبکر بن طیب نے کہا کہ یہ آیت حجت ہے
کرامیہ پر اور انکے موافقین پر جو مرجیہ مین سے جو کہتے ہین کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کا نام ہے اور اس مضمون کی تائید اس آیت
سے بھی ہوتی ہے اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ کیونکہ اسمین دلون مین ایمان کا ہونا بیان کیا نہ زبانون پر اور بڑی
قوی دلیل انکے رد کے لیے یہ ہی کہ اجماع ہے منافقین کے کفر پر حالانکہ وہ زبان سے شہادتین کا اقرار کرتے تھے انتہے
قسطلانی مطبوعہ مصر مین یہ آیت زیادہ ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ یعنے جو کوئی سوا اسلام کے
اور کوئی دین ڈھونڈے تو قبول نہ کیا جاویگا اسکے آیت سے بھی یہ نکلتا ہے کہ ایمان اور اسلام مرادف ہین کس لیے کہ اگر ایمان اسلام
کے مغایر ہوتا تو مقبول نہ ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ ایمان عین دین ہی اور دین وہی اسلام ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا
اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ایمان وہی اسلام ہے اور کشمیہنی اور حموی کے نسخون مین یہ آیت نہین
ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی مین بھی یہ آیت نہین ہے) **حَدَّثَنَا** اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ
قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطٰی رَھْطًا
وَسَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا ھُوَ اَعْجَبُھُمْ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَکَ

عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي
فَقُلْتُ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ
لِمَقَالَتِي وَعَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ
مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ وَرَوَاهُ يُونُسُ وَصَالِحٌ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابوالیمان (حکم بن نافع حمصی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب بن ابی حمزہ (اموی) نے انہوں
نے روایت کی زہری (ابن شہاب محمد بن مسلم) سے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اونہوں نے روایت
کی اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں وہ ان دسوں کے اخیر میں مرے اپنے مکان عقیق میں جو دس میل پر
ہے مدینہ سے ۵۵ ہجری میں لائے گئے لوگونکی گردنوں پر مدینہ میں اور دفن ہوئے بقیع میں صحیح بخاری میں انسے بیس حدیثیں
مروی ہیں انکے باپ ابو وقاص کا نام مالک قرشی ہے) کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ مردوں کو جنکی تعداد دس سے
زیادہ نہ تھی کچھ مال دیا (انکا دل ملانے کو یہ اس لیے کہ انکا ایمان ضعیف تھا) اور سعد بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص کو آپنے
چھوڑ دیا (حالانکہ اسنے بھی آپسے مانگا تھا اسکا نام جعیل بن سراقہ ضمری مہاجری تھا) سعد نے کہا اور وہ شخص ان سب لوگوں
میں جنکو آپنے دیا تھا مجھکو زیادہ پسند تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ آپنے فلان شخص کو چھوڑ دیا قسم خدا کی میں اسکو مومن سمجھتا ہوں آپنے فرمایا
مسلمان (اس سے اسکے ایمان کی نفی منظور نہیں بلکہ یہ غرض ہے کہ مسلم کہنا بہتر ہے کیونکہ اسلام ظاہر حال سے معلوم
ہوسکتا ہے اور ایمان قلب سے متعلق ہے دل کی خبر خدا کو ہے) پھر میں تھوڑی دیر چپ رہا بعد اسکے جو حال اسکا مجھے معلوم
تھا اسنے زور کیا اور میں نے پھر وہی بات کی اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا سبب ہے آپنے فلان شخص کو چھوڑ دیا میں تو
قسم خدا کی اسکو مومن سمجھتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا مسلمان پھر میں تھوڑی دیر تک چپ رہا بعد اسکے
جو حال اسکا مجھے معلوم تھا اسنے زور کیا اور میں نے پھر وہی بات نکالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ایسا ہی
جواب دیا پھر آپنے فرمایا اے سعد میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص (جسکو نہیں دیتا) اسکے سے زیادہ
مجھکو عزیز ہے اس ڈر سے کہیں اللہ تعالے اسکو اوندھا نہ گرادے جہنم میں (یعنے وہ ضعیف الایمان ہے مجھکو ڈر ہوتا
ہے کہ اگر دنیا کا مال دیکر اسکو نہ ملاؤں تو ایسا نہ ہو وہ کافر ہوجاوے تو ایک شخص کو نہ دینے سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے
کہ مجھکو اس سے محبت نہیں بلکہ مجھکو اسی سے زیادہ محبت ہے پر چونکہ اسکا اعتبار ہے کہ اگر میں اسکو کچھ بھی نہ دونگا جب بھی وہ
دین نہ چھوڑیگا اسلیے اسکو نہیں دیتا اور جو ضعیف الایمان ہے اسکو پہلے دیتا ہوں) روایت کیا اس حدیث کو یونس
اور صالح اور معمر اور زہری کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ بن مسلم) نے زہری سے (جیسے روایت اسکو شعیب نے

قسطلانی نے کہا اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو گمان غالب پر قسم کہانیکا جواز دوسرے سفارش کا جواز تیسرے سفارش
قبول نکرنا جب وہ خلاف مصلحت ہو چوتھی امام کا اختیار مال مین کہ مصالح مسلمین مین صرف کرے پانچوین جنت کا یقینی
نہونا کسی کے لیے سوا عشرہ مبشرہ کے چھٹی صرف زبانی اقرار کا کافی نہونا جب تک دلسے اعتقاد نہووے اور اسپر اجماع ہے
اور حدیث کا مضمون یہی ہے **باب** السَّلَامُ مِنَ الْإِسْلَامِ باب اس بیان مین کہ سلام کرنا اسلام مین داخل ہے (اور
ایک روایت مین افشا کا لفظ زیادہ ہے یعنی ظاہر کرنا سلام کا اسلام مین داخل ہے) وَقَالَ عَمَّارٌ ثَلَاثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ
جَمَعَ الْإِيمَانَ الْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ وَالْإِنْفَاقُ مِنَ الْإِقْتَارِ عمار ابن یاسر صحابی مشہور
جو صفین مین حضرت علی رض کے ساتھ ہو کر شہید ہوئے سنہ ۳۷ھ مین) نے کہا تین چیزین ہین جو کوئی انکو جمع کرلے اسنے
(پوری) ایمان کو جمع کرلیا ایک تو انصاف کرنا ہے اپنے نفس سے (یعنے اپنے مولی کے حقوق ادا کرنا اور اسکی مناہی سے باز رہنا)
دوسرے ہر ایک کو سلام کرنا (خواہ اس سے پہچان ہو یا نہو بشرطیکہ مومن ہو) تیسرے باوجود احتیاج کے خرچ کرنا (یہ انتہا ہے
سخاوت اور کرم ہے کہ اپنے احتیاج پر برادران یا بندگان خدا کی حاجت کو مقدم رکھنا) **ف** قسطلانی نے کہا اس اثر کو امام احمد نے
کتاب الایمان مین اور بزار نے مسند مین اور عبد الرزاق نے مصنف مین اور طبرانی نے معجم کبیر مین روایت کیا فتح الباری مین ہے
کہ روایت کیا اسکو احمد بن حنبل نے کتاب الایمان مین سفیان ثوری کے طریق سے اور روایت کیا اسکو یعقوب بن شیبہ نے اپنے
مسند مین شعبہ اور زہیر بن معاویہ وغیرہ سے انہون نے ابو اسحاق سبیعی سے انہون نے صلہ بن زفر سے اونہون نے عمار سے اور شعبہ
کا لفظ یہ ہے تین باتین جسمین ہونگی وہ اپنا ایمان پورا کرلیا اور ایسا ہی روایت کیا ہم نے اسکو جامع معمر مین ابو اسحاق سے
اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف مین معمر سے اور اخیر مین عبد الرزاق نے یہ کہا کہ پہر مرفوع کیا اسکو عمار نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ایسا ہی روایت کیا اسکو بزار نے اپنی مسند مین اور ابن ابی حاتم نے علل مین دونون نے حسن
بن عبد اللہ کوفی سے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو بغوی نے شرح السنۃ مین احمد بن کعب واسطی کے طریق سے اور ایسا ہی
روایت کیا اسکو ابن اعرابی نے اپنے معجم مین محمد بن صباح صنعانی سے تینون نے عبد الرزاق سے مرفوعًا اور بزار نے اسکو
غریب کہا اور ابو زرعہ نے کہا وہ خطا ہے ابن حجر نے کہا یہ حدیث معلول ہے از روی اسناد کے کیونکہ عبد الرزاق کا حفظ
اخیر مین بگڑ گیا تہا اور ان لوگون نے اسی حال مین انسے سنا مگر ایسا مضمون رائے سے نہین کہہ سکتے اسلیے وہ مرفوع کے حکم
مین ہے اور ہم نے اسکو مرفوعًا روایت کیا دوسرے طریق سے نکالا اسکو طبرانی نے کبیر مین اور اسکی اسناد مین ضعف
ہے پر اسکے شواہد اور ہین جنکو مین نے تعلیق التعلیق مین ذکر کیا ہے انتہی حافظ ابن حجر نے کہا تنگی مین خرچ کرنا
نہایت کرم ہے اسلیے کہ جب احتیاج کی حالت مین خرچ کیا تو تونگری کیحالت مین بہت خرچ کریگا اور نفقہ عام ہے کہ

واجب ہو جیسے عیال کا یا مندوب ہو یا مہمان یا ملاقاتی کے لیے اور تنگی کی حالت میں خرچ کرنا مستلزم ہے توق باللہ و زہد
فی الدنیا اور قصر امل کو اور سوا انکے اور جہات آخرت کو اور یہ تقریر یہ قوی ہے حدیث کی رفع کو کسلیے کہ شان آپکی کلام کی
جو جوامع الکلم دیا گیا تہا نہی حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ
الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ (بن سعید ابو رجا
نے انکا نام علی بن سعید بن جمیل ثقفانی ہی) انہوں کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث بن سعد کو انہوں نے روایت کی
یزید بن حبیب سے (جو مصری ہیں) انہوں نے ابو الخیر (مرثد) سے اونہوں نے عبد اللہ بن عمرو (ابن عاص صحابی مشہور)
سے کہا کہ پوچھا ایک شخص نے جناب رسول مقبول سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کون سی خصلتیں اسلام کی بہتر ہیں
(یعنی نسبت اور خصلتوں کی) آپنے فرمایا کہانا کہلانا اور سلام کرنا ہر ایک کو جس سے پہچان ہو اور جس سے نہ ہو
(یہ حدیث اوپر گذر چکی مگر مؤلف نے اور عمرو بن خالد کی روایت سے بیان کی اور یہاں قتیبہ کی کیونکہ انکی عادت
ہے کہ ایک حدیث کو مکرر مختلف سندوں سے لاتے ہیں اور اوپر گذرا کہ مؤلف نے اس حدیث کو تین مقاموں میں
روایت کیا اپنی کتاب میں اور روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی نے (قسطلانی) بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيرِ خاوند کی ناشکری کا
بیان ف عینی نے کہا اس باب کو ابواب سابقہ سے یہ تعلق ہے کہ ان میں امور ایمان مذکور تہے اور کفر ایمان کی ضد
ہے تو ایمان کے بعد اوسکا بیان کرنا مناسب ہے قسطلانی نے کہا کفران کفر بالفتح سے ہی جسکے معنی چھپانیکے
ہیں اور وہ ضد ہی ایمان کی کیونکہ حق یعنے توحید کا چھپانا ہے اور ناشکری کو بہی کہتے ہیں لیکن اکثر ایمان کے مقابل
کفر اور ناشکری کے لیے کفران بولتے ہیں اور جیسے طاعات کو ایمان کہتے ہیں اسیطرح گناہوں کو کفر کہتے ہیں لیکن یہ کفر
اس کفر سے کم ہے جو اسلام سے باہر کر دیتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا تمام گناہوں میں سے خاصکر خاوند کی ناشکری کو
بیان کیا ایک نکتہ کے لیے وہ یہ ہی کہ آپنے فرمایا کہ اگر میں سوا خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنیکے لیے حکم دیتا تو بی بی کو حکم دیتا
وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے پس خاوند کے حق کو اللہ کے حق سے نزدیک کیا پھر جب عورت اپنے خاوند کی ناشکری کی
تو گویا وہ اس درجہ کو پہونچ گئی کہ اللہ کے حق کو بہی نمانے گی اور اسپر کفر کا اطلاق ہوا پر یہ کفر اسلام سے باہر نہیں نکالتا وَكُفْرٍ
دُونَ كُفْرٍ اور اس باب میں یہ بیان ہے کہ ایک کفر دوسرے کفر سے کم ہے ف اسمیں اشارہ ہے ایک اثر کیطرف جسکو
امام احمد نے کتاب الایمان میں عطا بن ابی رباح کے طریقہ سے بیان کیا (فتح) قسطلانی نے کہا لوگوں کا مال ناحق کہانا
ناحق خون سہی کم ہے اور مطلب مؤلف کا یہ ہی کہ کفر دو ہیں ایک تو وہ جو گناہ ہے لیکن اسکی وجہ سے آدمی اسلام سے باہر نہیں ہوتا اس

مین بھی کئی درجہ ہین کیونکہ ایک گناہ دوسرے سے بڑھکر ہے دوسرے وہ گناہ جو اسلام سے باہر کر دیتا ہے یہ کفر حقیقی ہے جیسے
شریک کرنا خدا کے ساتھ کسیکو پیغمبر کا انکار کرنا علی ہذا القیاس فیہ عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس باب
مین روایت ہے ابو سعید خدری سے اونہون نے سنا جناب سرور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فتح الباری مین ہے یعنے داخل ہے اس
باب مین وہ حدیث جسکو ابو سعید نے روایت کیا اور اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ حدیث کا ایک طریقہ اور بھی ہے سوا اس طریق
کے جسکو مؤلف نے یہان بیان کیا اور ابو سعید کی اس حدیث کو مؤلف نے کتاب الحیض مین نکالا عیاض بن عبد اللہ کے
طریق سے انہون نے ابو سعید سے اور اسمین یہ ہے کہ آپ نے عورتون سے فرمایا صدقہ دو کیونکہ مین نے دیکھا تم جہنم مین
زیادہ ہو اونہون نے عرض کیا کیون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اس لیے کہ تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی
ہو اور احتمال ہے کہ ابو سعید کی حدیث سے یہ روایت مراد ہو لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس یہ قاضی ابو بکر نے کہا اور
پہلا قول زیادہ ظاہر ہے اور مؤلف کی عادت کے موافق ہے اور مؤید ہے اسکی یہ کہ وہ روایت ابن عباس کو اس لفظ سے ذکر کر
لائے ہین و تکفرن العشیر اور عشیر سے مراد خاوند ہے اوسکو عشیر کہا بمعنے معاشر کے جیسے اکیل بمعنے مواکل کے اور یہ
روایت ابن عباس کی جز ہے ایک حدیث طویل کا جسکو مؤلف نے کتاب الکسوف مین لائے ہین اسی اسناد سے اور وہان
پر اوسکی شرح مذکور ہوگی اور یہان ہم دو فائدے بیان کرتے ہین ایک تو یہ کہ بخاری حدیث کی تقطیع یعنے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالنا جائز رکھتے ہین بشرطیکہ ہر ٹکڑے کا معنے جدا ہو جسکو ماقبل اور مابعد سے تعلق نہ ہو اور نہ فساد معنے لازم آوے دوسرے جو
شخص نے اس کتاب کی حدیثون کو شمار کرنا چاہا وہ سمجھا ہے ایک حدیث کو دو حدیثین یا زیادہ بوجہ اختلاف ابتدا کے
اور یہی غلطی ہوئی اس شخص سے جسنے کہا اس کتاب مین بغیر تکرار چار ہزار حدیثین ہین جیسے ابن الصلاح اور شیخ محی الدین
سے منقول ہے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ بغیر تکرار کے اسمین دو ہزار پانسو تیرہ حدیثین ہین جیسے مین نے مقدمہ مین اسکو
تفصیل سے بیان کیا ہے دوسرے یہ کہ امام بخاری جب حدیث کو دوبارہ لاتے ہین تو بیفائدہ نہین لاتے کبھی متن مین تغیر
ہوتا ہے کبھی اسناد مین اگر بہت طرق ہوتے ہین تو ہر باب مین ایک طریق لاتے ہین اور کبھی حدیث کو ایک جگہہ
مختصر کر دیتے ہین دوسری جگہہ پوری بیان کرتے ہین غرض یہ کہ ساری کتاب مین ایک ہی صورت سے ایک
حدیث دوبار نہین لائے لیکن مختصراً حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ
عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُ النَّارَ فَاِذَا اَكْثَرُ اَهْلِهَا النِّسَاءُ
يَكْفُرْنَ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ
رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ ترجمہ خبر دی ہمکو عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی نے انہون نے روایت

کی مالک بن انس امام مشہور سے اونہون نے زید بن اسلم سے (جو مولی تہے حضرت عمرؓ کے انکی کنیت ابو اسامہ ہے) انہون نے عطاء بن
یسار سے اونہون نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اونہون نے کہا جناب رسول مقبول سرور عالم سید بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا مجھے دوزخ دکھلائی گئی ہے مین نے دیکھا تو وہان عورتین زیادہ تہین اسوجہ سے کہ وہ کفر کرتی ہین لوگون نے عرض کیا کیا
اللہ کے ساتھہ کفر کرتی ہین (یعنے خدا کی منکر ہین) آپ نے فرمایا خاوند کے ساتھہ کفر (ناشکری) کرتی ہین اور احسان نہین
مانتین اگر تو ان مین کسیکے ساتھہ ایک زمانے تک احسان کرے (یعنے اپنی عمر بہر یا ایک مدت تک) پہر وہ تجہسے کوئی بات دیکھے
(جو اسکی مرضی کے خلاف ہو) وہ کہنے لگے گی مین نے تجہسے کبہی بہلائی نہین پائی (اور اگلے احسان عمر بہر کے بہول جاویگی)
ف قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ حاکم اپنی رعیت کو نصیحت کرسکتا ہے اور عبادات پر رغبت دلا سکتا ہے اور متعلم کو
عالم کیطرف رجوع کرنا چاہیے اور تابع کو متبوع کیطرف اور یہ بہی نکلا کہ کفر ناشکری کو بہی کہتے ہین اور حق کا انکار کرنے کو اور
گناہون سے ایمان گہٹ جاتا ہے مگر ویسا کفر نہین ہوتا جسکی وجہ سے ہمیشہ کی دوزخ ملتی ہے اور یہ بہی نکلا کہ عورتون کا ایمان
خاوند کا ناشکر کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور اس حدیث کے سب راوی مدنی ہین سوا ابن عباس کے وہ بہی مدینہ مین رہے ہین انتہی مختصراً

باب تنوین کے ساتھہ اور بعض نسخون مین اضافت کے ساتھہ اور مضاف الیہ آگے ہے اَلْمَعَاصِيْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ
وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا اِلَّا بِالشِّرْكِ بیان مین اس بات کی کہ گناہ (خواہ صغائر ہون یا کبائر) جاہلیت (وہ
زمانہ جو اسلام سے پہلے تہا) کے کامون مین سے ہین اور گناہون کا کرنیوالا (یعنے ان گناہون کا جو کفر نہین ہین) کافر نہین ہوتا
البتہ شرک کرنے سے کافر ہو جاتا ہے ف فتح الباری مین ہے یعنے ہر ایک گناہ خواہ ترک واجب ہو یا ارتکاب حرام جاہلیت
کے اخلاق اور عادات مین سے ہے اور شرک سب گناہون مین بڑا گناہ ہے اور اسی واسطے اوسکا استثنا کیا اور حاصل
ترجمہ باب کا یہ ہے کہ گناہون پر کفر کا اطلاق جو اگلے باب سے معلوم ہوا وہ مجازاً ہے بمعنے ناشکری کے نہ کفر حقیقی کیونکہ
گناہون سے ایسا کفر نہین ہوتا کہ آدمی ملت اسلام سے نکل جاوے اور خوارج نے اسکا خلاف کیا ہے وہ کہتے ہین گناہون
سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور نص قرآنی اونکا رد کرتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے سوا شرک کے اور گناہ جسکے چاہے بخشدیگا
تو شرک سے جو گناہ کم ہین انکی مغفرت ممکن ہے اور مراد شرک سے اس آیت مین کفر ہے اسلیے کہ جو کوئی جناب سرور عالم کی نبوت
کا مثلاً انکار کرے وہ کافر ہے اگرچہ خدا کے سوا دوسرے کسی کو معبود نہ بناوے اور وہ بالاتفاق بخشا نہ جاویگا اور کبہی
شرک کفر سے خاص ہوتا ہے جیسے اس آیت مین مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ ابن بطال نے کہا امام بخاری رح کی غرض رد ہے
اون لوگون کا جو گناہ کرنیوالے کو کافر کہتے ہین جیسے خوارج خذلہم اللہ تعالی اور کہتے ہین کہ جو گناہ کرتا ہوا مر جاویگا وہ
ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور آیت رد کرتی ہے انکا اسواسطے کہ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ سے وہی لوگ مراد ہین جو سوا

شرک کے اور گناہ ہو ۔ مِرْ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ کیونکہ فرمایا جناب
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابوذر غفاری رضہ سے) تو ایسا آدمی ہے جسمین جاہلیت ہے **ف** یہ حدیث امام بخاری
نے باسناد آگے روایت کی ہے ابوذر نے ایک شخص کو ماں کی گالی دی تھی تب آپ نے یہ حدیث فرمائی اس سے یہ ثابت ہوا کہ گالی دینا
جاہلیت کے کاموں میں سے ہے اور ظاہر ہے کہ گالی گناہ ہے پس گناہ جاہلیت کے کام ہوے کرمانی نے اعتراض کیا کہ اس حدیث
سے جو امام بخاری نے استدلال کیا وہ صحیح نہیں کس لیے کہ گالی دینا گناہ صغیرہ ہے اور خوارج صغائر سے تکفیر نہیں کرتے
حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری نے آیت ان اللہ لا یغفر الآیہ سے استدلال کیا اور وہ ظاہر ہے اس آیت سے علی ابن بطال نے بھی یہ قصہ
کیا اور ابوذر کا قصہ اسلیے لائے کہ جسمین جاہلیت کی کوئی بات باقی ہو شرک کے سوا وہ کافر نہیں ہوتا صغیرہ ہو یا کبیرہ
اور یہ استدلال اس قصہ سے ظاہر ہے اسلیے کہ ابوذر صحابی تھے اور بالاتفاق مسلمانوں کے پیشوا تھے وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى
إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ اور فرمایا اللہ تعالے نے کہ بیشک اللہ تعالے نہ
نہیں بخشیگا شرک کو اور بخشے گا شرک سے کم گناہ کو جسکو چاہیگا تو شرک سے کم گناہ کی مغفرت جائز ہوئی پھر جو کوئی توحید پر
مرے وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہیگا اگرچہ اور کبائر کا ارتکاب کیا ہو سوا شرک کے وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا
فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَسَمَّاهُمُ الْمُؤْمِنِينَ اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے اگر دو گروہ مومنوں کے آپس میں لڑیں تو اون میں صلح کرا دو
تو دونوں گروہوں کو اللہ تعالی نے مومن فرمایا یہ بھی امام بخاری کی دلیل ہے کیونکہ مسلمانوں سے لڑنا گناہ ہے باوجود کہ
گناہ کے حق تعالی نے لڑنے والوں کو مومن فرمایا اس سے رد ہو گیا خوارج کا جو گناہ کرنے والے کو کافر کہتے ہیں اسکے بعد
یہ فرمایا إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ یعنے مومن بھائی ہیں تو صلح کرو بھائیوں میں اور قسطلانی
کے مطبوعہ مصر میں یہ آیت مذکور نہیں ہے اصیلی کی روایت میں ایک حدیث ابوبکرہ کی اس مقام میں زائد ہے اور وہ یہ ہے إِذَا الْتَقَى
الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا یعنے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لیکر بھڑیں تو دونوں کو مسلمان کہا اور یہ بھی دلیل ہے امام
بخاری کی اور رد ہے خوارج پر **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ
حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هَذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِي
أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قُلْتُ أَنْصُرُ هَذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا
الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبدالرحمن
بن مبارک نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن زید نے (ابو اسمعیل ازرق) انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے

ایوب (سختیانی) اور یونس (ابن عبید بن دینار بصری) نے انہوں نے روایت کی حسن (ابو سعید بن ابی الحسن انصاری) سے انہوں نے احنف بن قیس (ابو بحر ضحاک) سے انہوں نے کہا میں نکلا اس شخص کی مدد کرنے کو (یعنے حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب رضا کی جیسے مسلم کی روایت میں تصریح ہے) پھر مجھسے ملے ابو بکرہ (نفیع بن حارث بن کلدہ صحابی مشہور) انہوں نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو میں نے کہا اس شخص کی مدد کرنیکو انہوں نے کہا لوٹ جا کیونکہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لیکر بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قاتل تو خیر (دوزخی ہوگا کیونکہ اُسنے مسلمان کو قتل کیا) اور مقتول کیوں دوزخی ہوگا آپ نے فرمایا وہ حرص کرتا تھا اپنے صاحب کے قتل پر (یعنے گو وہ مار نہ سکا پر اسکا بھی ارادہ یہی تھا کہ اپنے بھائی کو جسطرح بنے مار ڈالے اسوجہ سے وہ جہنمی ہوا) ف فتح الباری میں ہے کہ احنف بن قیس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھے اور آپکو دیکھا اسلام سے پہلے ایسے لوگوں کو محدثین کی اصطلاح میں مخضرم کہتے ہیں اور احنف بنی تمیم کے رئیس تھے اسلام کے زمانے میں اور انکی مثل لائی جاتی ہے حلم میں اور وہ نکلے تھے اپنی قوم سمیت حضرت علی رضا کی مدد کے لیے جنگ جمل میں پھر ابو بکرہ نے اونکو منع کیا وہ لوٹ آئے اور ابو بکرہ نے اس حدیث کو محمول کیا عموم پر یعنے ہر ایک مسلمانوں پر جو آپس میں لڑیں لیکن حق یہ ہے کہ وہ محمول ہے اُس قتال پر جو بلا حکم شرعی ہو اور خود قرآن سے ثابت ہے کہ اہل بغی سے لڑو یہانتک کہ وہ راہ پر آویں اور احنف ابو بکرہ کی کہنے سے پھر گئے اور حضرت علی رضا کی ساتھ رہے باقی لڑائیوں میں اور اس حدیث کی بحث کتاب الفتن میں آویگی اگر خدا چاہے اسکے راوی سب بصری ہیں اور اس اسناد میں تین تابعی ہیں جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایوب اور حسن اور احنف ہیں انتہے مع زیادۃ قسطلانی نے کہا مراد اس حدیث سے وہ قتال ہے جو بغیر تاویل جائز کے ہو لیکن جب دو نو طرف صحابی ہوں تو ظاہر ہے کہ وہ قتال اجتہاد سے ہوگا اور صلاح دین کے گمان پر ایسے قتال میں جو صواب پر ہو اُسکو دو اجر ہیں اور جو خطا پر ہو اسکو ایک اجر ہے اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ جو معصیت کا خیال ٹہان لیوے اور اسپر دل سے جما دیوے وہ گنہگار ہوگا اس اعتقاد اور عزم کی وجہ سے اور یہ اس حدیث کے منافی نہیں ہے کہ جب کوئی بندہ گنہ کا ارادہ کرے لیکن گناہ نہ کرے تو اُسکو معاف ہو کیونکہ اس حدیث میں ارادہ سے صرف قصد اور وسوسہ مراد ہے جو دل میں گذرے اور جمے نہیں اور مولف نے اس حدیث کو فتن میں اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے عینی نے کہا یہ جو حدیث میں ہے کہ قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہونگے یہ اس صورت میں ہے کہ اللہ تعالے اونکو اس فعل کا بدلا دیوے اور عذاب کرنا چاہے جیسے اہلسنت کا مذہب ہے اور بعضوں نے کہا اسکا معنے یہ ہے کہ وہ دونو دوزخ کے مستحق ہوئے اب انکا امر خدا کی مشیت پر موقوف ہے اور حدیث محمول ہے اُس قتال پر جو بغیر تاویل شرعی کے ہو اور مذہب حق جسپر اہلسنت ہیں یہ ہے کہ صحابہ کی مشاجرات اور محاربات سے سکوت کرنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ مجتہد تھے تاویل پر لڑے تھے اور

ان پر مسکر کی غرض دنیا جو نہ ہو ثواب بعض ان میں سے صواب پر ہیں بعض خطا پر اور اللہ تعالے نے مجتہد مخطی پر
حرج نہیں کی اور مجتہد مصیب کو دوہرا ثواب ہے لنبے مترجم نے کہا یہ حدیث نسخہ مطبوعہ مصر میں جو قسطلانی کے
متن پر ہے اس باب میں نہیں ہے بلکہ اس باب میں صرف ابوذر کی حدیث ہے جو آگے آتی ہے اور اس باب کے بعد ایک باب زیادہ
ہے جس میں آیت وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا اور یہ حدیث مذکور ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی میں یہ
دونو حدیثیں ایک ہی باب میں مذکور ہیں اور اس ترجمہ میں نسخہ مطبوعہ دہلی کا اتباع کیا گیا ہے حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ
ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ لَقِيْتُ اَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ
وَعَلٰى غُلَامِهٖ حُلَّةٌ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّيْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهٗ بِاُمِّهٖ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَعَيَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ
فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ ترجمہ

حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب ازدی بصری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ بن حجاج نے
انہوں نے روایت کی واصل (ابن حیان) سے انہوں نے معرور (ابن سوید) سے انہوں نے کہا میں ابوذر سے ملا ربذہ میں
ربذہ ایک مقام ہے مدینہ سے تین منزل پر اور ابوذر کا نام جندب بن جنادہ غفاری ہے اور وہ مشہور صحابی ہیں جو زاہد
اور دنیا سے نفور تھے) وہ ایک جوڑا پہنے تھے (یعنے ایک چادر اور ایک تہبند دو کپڑوں کو جوڑا کہتے ہیں) اونکا غلام بھی
ایک جوڑا پہنے تھا میں نے اسکا سبب پوچھا (یعنے دونوں کے جوڑے یکساں ہونیکا کیونکہ عادت زمانہ کی یہی ہے
غلام کے کپڑے مالک کے کپڑوں سے کم قیمت کے ہوتے ہیں) ابوذر رض نے کہا میں نے گالی گلوچ کی ایک شخص سے تو میں نے
اسکو ماں کی گالی دی (یعنی اسکی ماں کو عیب لگایا کہ اسکی ماں عجمی تھی میں نے اسکو برا کہا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے
اسکو کہا اے سوداء (یعنے کالی) کے بیٹے یہ سنکر جناب سرور عالم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے
ابوذر تو نے اسکو ماں کی گالی دی تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت ہے ف شاید یہ فعل ابوذر نے اس وقت کیا جب
اونکو اسکی حرمت معلوم نہ تھی اور مطلب یہ ہے کہ تجھ میں جاہلیت کی ایک خصلت باقی رہگئی ہے ورنہ ابوذر ایمان کے اعلے
درجہ میں تھے اور آپنے اون کو تنبیہ کی یہ کلمہ فرما کر تا کہ پھر ایسی حرکت نہ کریں اور ولید بن مسلم نے روایت کیا کہ وہ شخص
جن سے ابوذر نے گالی گلوچ کی بلال تھے جو موذن تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور براوی نے روایت کیا کہ
جب بلال نے ابوذر کی شکایت کی سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے تو آپ نے ابوذر سے فرمایا کیا تو نے بلال کو
گالی دی اور اونکی ماں کو کالی کہا ابوذر نے کہا بیشک آپ نے فرمایا تجھ میں جاہلیت کے کبر کا کچھ اثر باقی ہے یہ سنکر ابوذر نے

اپنا رخسارہ زمین پر رکھدیا اور کہا کہ میرا اپنا گال زمین پر سے اٹھاؤنگا جب تک بلال اسکو اپنے قدم سے نہ روندیں ابن ملقن نے کہا کہ پھر بلال نے پاؤن سے انکی گال کو روندا سبحان اللہ ابوذر غفاری عاشق رسول تھے جب مشفق نے یہ فرمایا کہ تجھ میں کبر اور غرور کا اثر ہے تو عاشق نے اس بری صفت کو خاک میں ملایا اپنا منہہ غلام کے پاؤن سے روندوایا حضرت بلال گو اصل مین غلام تھے مگر انکو حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے خرید کر آزاد کر دیا تہا پر رسول مقبول سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف انکو ایسا حاصل ہوا کہ ساری نیک کے شریفون سے گوی سبقت لے گئے رضی اللہ جل جلالہ ان سب بزرگون سے اور حشر مین ہمکو انکا ساتھ نصیب کرے آمین یارب العالمین (قسطلانی سے زیادہ) ف تمہارے تابعدار (یعنے خدمتگار اور غلام لونڈی تمہارے بہائی ہین (بوجہ اسلام کے یا اسوجہ سے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد مین) اللہ تعالی نے اپنے فضل سے انکو تمہارے ہاتھ کے تلے کیا (اور تمکو انکا مالک اور سردار اور حاکم بنایا) پہر جسکا بہائی اسکے ہاتھ کے تلے ہو (یعنے غلام لونڈی نوکر چاکر خدمتگار سبھی آگئے) تو کہلاوے اسکو جو آپ کہاوے اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنے اور مت تکلیف دو انکو اتنے کام کی کہ وہ عاجز ہوجاوین (رہ نہ سکین تہک جاوین) اگر ایسی تکلیف دو (یعنے کسی موقع پر ایسا کام پڑ جاوے) تو انکی مدد کرو (خود بہی آکر کام مین شریک ہوجاؤ) ف قسطلانی نے کہا جب کوئی غلام لونڈی کو اپنے قوت مین سے کہلاوے تو اس نے اپنے کہانے مین سے کہلایا اور یہ ضرور نہین کہ جو چیز آپ کہاوے میوہ ہو یا سالن وغیرہ اسمین سے اوسکو بہی کہلاوے لیکن ایسا کرنا مستحب ہے اور غلام لونڈی کی مثل ہین نوکر اور چاکر اور خدمتگار اور مہمان اور جانور اور اس حدیث سے ممانعت نکلی غلام لونڈیکو گالی دینے کی اور ترغیب ہے انکے ساتھ احسان اور عمدہ سلوک کرنے کی اور انکی ساتھ نرمی کرنے کی اور یہ بہی ثابت ہوا کہ مسلمانون مین ایک کو دوسرے پر فضیلت صرف تقوی کی وجہ سے ہے تو شریف النسب کو شرافت نسب کچھ کام نہ آویگی جب وہ متقی نہ ہو اور کمینہ اگر متقی ہو تو اوسکا تقوی کام آویگا فرمایا اللہ تعالے اللہ کے نزدیک تم مین سے زیادہ عزت اسکی ہے جو تم مین زیادہ پرہیزگار ہو اور یہ بہی معلوم ہوا کہ غلام کو بہائی کہہ سکتے ہین اور یہ بہی معلوم ہوا کہ اچھی بات کا حکم کرنا چاہیے اور بری بات سے منع کرنا چاہیے اور اس حدیث کو مولف نے کتاب العتق اور کتاب الادب مین نکالا اور مسلم نے کتاب الایمان اور نذور مین اور ابوداؤد اور ترمذی نے باختلاف الفاظ اتنی کرمانی نے کہا نووی نے کہا قیاس حدیث دلالت کرتا ہے کہ ابوذر نے جس سے گالی گلوج کی وہ غلام تھا حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے اس حدیث کو ادب مفرد مین روایت کیا اسمین یہ ہے کہ مین نے ابوذر پر ایک چادر دیکھی اور انکی غلام پر ایک چادر (اسی قسم کی) دیکھی مین نے کہا اگر تم اس چادر کو اپنے غلام سے لیکر پہنو تو تمہارے پاس پورا جوڑا ہوجاویگا اور مسلم کی روایت مین ہے ہم نے کہا ای ابوذر اگر تم یہ دو کپڑے لیلو تو ایک جوڑا ہوجاوے اور ابوداؤد کی روایت مین ہے لوگون نے کہا ای ابوذر اگر تم وہ کپڑا جو تمہارے غلام پر ہے لیلو اور اپنے کپڑے کے ساتھ ملالو تو ایک جوڑا ہوجاوے اور

یہ موافق ہے اہل لغت کے قول کے جو کہتے ہیں دو کپڑے جب ملائے تو جوڑا ہو جاتا ہے اور اس روایت کے موافق جو اصل کتاب میں ہے
جمع کرنے سے دو جوڑے ہو جاتے ہیں اور دونوں روایتوں میں جمع ممکن ہے اس طرح سے کہ ابو ذر پر ایک چادر نئی ہوگی اور ایک پرانی اسی
قسم کی اور ویسا ہی انکے غلام کے پاس تو لوگوں نے یہ کہا اگر تم نئی چادر غلام سے لے لو اور اپنی نئی چادر کے ساتھ ملا لو اور اپنی
پرانی چادر غلام کو دیدو تو ایک نیا جوڑا پورا ہو جاویگا اس تاویل سے دونوں روایتیں ایک ہو گئیں اور پوری جوڑے کی ہونے سے
جو اعمش کی روایت میں ہے ادب مفرد میں یہی مراد ہے یعنی ایک نیا جوڑا پورا ہو جاویگا اور بعض اہل لغت نے یہ کہا ہے کہ حلہ
یعنی جوڑا نئے دو کپڑوں کا ہوتا ہے جب انکو تہ سے کھولیں تو حلہ کہتے ہیں تحلیل سے اور ابو ذر رض کے اس غلام کا نام معلوم
ہوا اور احتمال ہے کہ وہ ابو مراوح ہو جو مولی تھا ابو ذر کا اور صحیحین میں اسکی روایت ہے اور مسلم نے کنی میں کہا کہ اس
غلام کا نام سعد تھا اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو ذر نے کہا جو شخص مردوں کو گالی دیگا تو وہ اسکے ماں اور
باپ کو گالی دیں گے تب آپ نے یہ حدیث فرمائی اور میرے نزدیک یہ ہے کہ ابو ذر نے یہ فعل اسوقت کیا جب انکو اسکی حرمت معلوم
نہ تھی تو گویا جاہلیت کی خصلت ان میں باقی رہ گئی تھی اسی واسطے ابو ذر نے کہا کیا اسوقت تک یعنی اتنا بوڑھا میں ہو گیا
ابھی تک مجھ میں جاہلیت ہے آپ نے فرمایا ہاں یہ روایت ادب مفرد میں ہے گویا ابو ذر نے تعجب کیا کہ باوجود کبر سن کے یہ امر مجھ پر
پوشیدہ رہا آپ نے بیان فرمایا کہ یہ جاہلیت کی خصلت ہے اور شرعاً مذموم ہے بعد اسکے ابو ذر اپنے غلام کو اپنے برابر رکھنے لگے
لباس وغیرہ میں اور عمل کیا احتیاط پر اگرچہ لفظ حدیث سے غلام لونڈی کی دلجوئی اور خاطر داری نکلتی ہے نہ مساوات اور برابری
اور ہم باقی تفصیل اسکی کتاب العتق میں خدا چاہے تو بیان کرینگے اور ابو ذر کے اس فعل کا سبب دوسری ایک مرفوع حدیث
میں مذکور ہے اس سے زیادہ تصریح ہے جسکو روایت کیا طبرانی نے ابو غالب سے انہوں نے ابو امامہ سے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو ذر کو ایک غلام دیا اور فرمایا کھلا اسکو جو تو کھاوے اور پہنا اسکو جو تو پہنے ابو ذر کے پاس اسوقت ایک
کپڑا تھا انہوں نے اسکے دو ٹکڑے کیے اور غلام کو آدھا کپڑا دیدیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور ابو ذر سے اسکا
سبب پوچھا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تھا تم کھاؤ انکو کھلاؤ اور جو تم پہنو انکو پہناؤ آپ نے فرمایا ہاں
مترجم کہتا ہے تو ابو ذر رض نے یہ حدیث بیان کرکے معرور کی بات کا جواب دیا کہ میں اسوجہ سے جوڑے کو پورا نہیں کر
سکتا اور جو میں پہنتا ہوں وہی غلام کو پہناتا ہوں سبحان اللہ غلام لونڈی کتنا ایسے لوگوں کو روا ہے جو ان سے
ایسا برتاؤ کریں نہ ان لوگوں کو جو انکو ذلیل سمجھیں انسے گالی گلوچ کریں کھانے پینے کی تکلیف دیں انکی طاقت سے
زیادہ انسے کام لیں یہ فعل حرام اور مکروہ ہیں اور حاکم کو انپر مواخذہ اور زجر ہو سکتا ہے

باب ظُلم دُون ظُلم

ایک ظلم (گناہ) دوسرے ظلم (گناہ) سے کم ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا دون کے معنی یہاں غیر کے ہیں یعنی ظلم کی

قسم ایک ان سب سے بڑا ہے اور تیسری قسم یہ ہے کہ جو مین بعضے ظلم دوسرے سے کم ہین یا زیادہ ظاہر ہے مصنف کے مقصود ہین اور یہ جو ایک حدیث کا لفظ ہے جسکو روایت کیا امام احمد نے کتاب الایمان مین عطاء سے اور روایت کیا اسکو طاؤس کے طریق سے ابن عباس سے اسی معنی مین اور یہی مطلب ہے اس آیت کا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ الآية تو مؤلف نے اسکو ترجمہ باب کر دیا اور پھر استدلال کیا حدیث مرفوع سے عینی نے کہا ابن بطال نے کہا باب کا مقصود یہ ہے کہ ایمان تمام ہوتا ہے عمل سے اور گناہون سے ایمان گھٹتا ہے لیکن انکی وجہ سے آدمی کافر نہین ہوتا اور لوگ اُن مین مختلف ہین بقدر صغر و کبر معاصی انتہی

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الولید (ہشام بن عبد الملک طیالسی باہلی بصری) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے ح کہا امام بخاری نے اور حدیث بیان کی مجھ سے بشر (بن خالد ابو محمد عسکری) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد (بن جعفر ہذلی بصری معروف بہ غندر) نے انہون نے روایت کی شعبہ (بن حجاج) سے (تو امام بخاری کو یہ حدیث شعبہ سے دو طریق سے پہنچی پہلے طریق مین انکے اور شعبہ کے درمیان ایک ہی واسطہ ہے ابو الولید کا اور دوسرے طریق مین دو واسطے ہین لیکن چونکہ دوسرے طریق مین شعبہ سے غندر راوی ہین اور وہ سب لوگون سے زیادہ شعبہ کی روایتون کو محفوظ رکھنے والے ہین اسلیے اس طریق کو بھی نکالا اگرچہ وہ عالی نہین ہے) انہون نے سلیمان (بن مہران اعمش اسدی کاہلی کوفی) سے انہون نے ابراہیم (بن یزید بن قیس نخعی ابو عمران کوفی فقیہ مشہور) سے انہون نے علقمہ (بن قیس بن عبد اللہ) سے انہون نے عبد اللہ بن مسعود رض (صاحب النعل والوسادہ صحابی مشہور) سے اونہون نے کہا جب یہ آیت اُتری جو لوگ ایمان لائے اور نہین ملایا اپنے ایمان کو ظلم (گناہ) سے انہی کو امن ہے اور وہی راہ پانے والے ہین تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم مین سے کون ایسا ہے جس نے ظلم نہین کیا اپنے نفس پر یعنے گناہ نہین کیے تب اللہ پاک عز شانہ نے یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا ظلم (گناہ) ہے **ف** تو صحابہ نے پہلی آیت کو عموم پر محمول کیا اور انکو فکر پیدا ہوئی کہ گناہ تو ہر شخص سے ہوا ہے پھر امن اسکو اور راہ پانے والا کوئی نہ ہوا اللہ پاک نے دوسری آیت سے یہ بیان فرمایا کہ ظلم سے اس آیت مین ظلم عظیم مراد ہے وہ کیا ہے شرک تو مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے پھر شرک نہین کی انکو امن ہے گو اور چھوٹے ظلمون یعنے گناہون مین جو شرک سے کم ہین آلودہ ہو گئے ہون قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا

نہ گناہوں کو شرک نہیں کہتے اور جو کوئی ایمان لاوے پہر شرک کرے اسکو امن ہی اور اسنے راہ پالی اب اگر کوئی اعتراض
کریگا کہ اور گناہوں کی وجہ سے بہی مومن کو عذاب ہو سکتا ہی تو امن کہاں ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ امن سے مراد بیان ہمیشہ
کی دوزخ سے امن ہی اور شرک کے سوا اور گناہوں سے ہمیشہ کی دوزخ نہیں ملیگی تو امن ہوا ہمیشہ دوزخ میں رہنے
سے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ ظلم کے درجے ہیں اور عام سے کبہی خاص معنے مراد ہوتا ہے اور اس اسناد میں تین تابعی
ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور وہ اعمش اور ابراہیم اور علقمہ ہیں اور تینوں فقہاء کوفہ میں سے ہیں اور یہ حدیث
کو مؤلف نے باب احادیث الانبیا اور کتاب التفسیر میں نکالا ہے اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے انتہی مختصراً فتح
الباری میں ہے ابو نعیم نے اپنے مستخرج میں اتنا زیادہ کیا کہ صحابہ نے کہا جب آیت اوتری اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ تو
ہم خوش ہوگئے اور اس سے معلوم ہوا کہ دوسری آیت کا اوترنے کا جو سورہ لقمان میں ہے یہی سبب ہوا اور بعضی روایتوں
میں ہی کہ جب صحابہ نے یہ سوال کیا تو آپنے فرمایا کیا تم نے لقمانؑ کا قول نہیں سنا اور ایک روایت میں ہی کہ ایسا نہیں
ہے جیسا تم سمجہے ہو اور عیسی بن یونس کی روایت میں ہے کہ آپنے فرمایا ظلم سے مراد اس آیت میں شرک ہے کیا تم نے
لقمانؑ کا قول نہیں سنا ان روایتوں سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ کو حضرت لقمان کا قول معلوم تہا اور آپنے انکو
جتلا دیا اور احتمال ہی کہ اسی وقت یہ آیت اوتری ہو اور آپنے اوسکو پڑہا ہو اور صحابہ کو جتلایا ہو تو دونوں روایتوں میں
اختلاف رہیگا خطابی نے کہا صحابہ کے نزدیک شرک ظلم سے بڑہکر تہی اسواسطے اونہوں نے ظلم سے اور دوسرے گناہ سمجہے اور
یہ سوال کیا تب یہ آیت اوتری اور میرے نزدیک یہ ہے کہ صحابہ نے ظلم کو عام سمجہا جو شامل ہے شرک اور غیر شرک کو اور آیت
میں گو اسکی تصریح نہیں ہے کہ جو ظلم کریگا اسکے لیے امن اور ہدایت نہیں ہے پر یہ مفہوم آیت سے نکلتا ہے یا تقدیم لہم
سے امن پر کیونکہ یہ تقدیم اختصاص کے لیے ہی جیسے اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے شرک بڑا ظلم ہے اپنا
کسلیے کو اپنے مالک حقیقی کو جسنے پیدا کیا عقل دی اور وہی روزی دیتا ہے اور وہی تندرستی اور تمام نعمتیں اسکی
چہوڑکر دوسرے کو مالک بنانا یا مالک حقیقی کیطرح اسکی تعظیم بجالانا ظلم نہیں تو کیا ہے معاذ اللہ یہ ایسا گناہ ہی
جسکو کبہی خدا نہیں بخشیگا اور سب گناہوں کے بخشے جانیکی توقع ہے۔ **باب علَامَةِ الْمُنَافِقِ** منافق
کی نشانی کا بیان اور ایک نسخہ میں علامات ہی صیغہ جمع سے یعنی نشانیوں کا **ف** فتح الباری میں ہے کہ
جب امام بخاری یہ بیان کر چکے کہ کفر اسیطرح ظلم کے کئی درجے ہیں تو اوسکے بعد یہ باب لائے کہ نفاق کے بہی کئی درجہ
ہیں شیخ محی الدین نے کہا مراد بخاری کی اس ترجمہ سے یہ ہی کہ گناہوں سے ایمان گہٹ جاتا ہے جیسے عبادت سے بڑہ جاتا ہی اور
کرمانی نے کہا اس باب کی مناسبت کتاب الایمان سے یہ ہی کہ نفاق نشانی ہی بے ایمانی کی یا اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعض

نفاق کفر ہے اور بعض کفر نہین ہے اور نفاق کے معنے لغت مین باطن کا خلاف ظاہر کے ہین پھر اگر یہ عقائد مین ہو تو
وہ نفاق کفر ہے ورنہ نفاق عمل ہے اور اسمین فعل اور ترک دونون داخل ہین اور اسکے درجات متفاوت ہین ابن منیر
کہتا ہے کہ جیسے امام بخاری نے اوپر بیان کیا کہ کفر کے کئی درجے ہین ایک تو وہ جس سے ملت سے نکل جاتا ہے اور ایک وہ
جس سے ملت سے نہین نکلتا لیکن گنہگار ہوتا ہے تو اب یہ بیان کرنا چاہا کہ نفاق کا بھی یہی حال ہے اسکے بھی کئی درجے
ہین اور نفاق بھی ایک قسم ہے کفر کی کیونکہ نفاق کفر خفی ہے جیسے کفر اکثر کفر جلی کو کہتے ہین اس صورت مین مناسبت باب کی باب
سابقہ سے ظاہر ہے **حدثنا** سليمان ابو الربيع قال حدثنا اسمعيل بن جعفر قال حدثنا نافع
ابن مالك بن ابي عامر ابو سهيل عن ابيه عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اية
المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سلیمان
ابو الربیع بن داود زہرانی عتکی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن جعفر بن ابی کثیر انصاری زرقی
قاری مشہور نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے نافع بن مالک بن ابی عامر ابو سہیل (اصبحی تیمی مدنی) انہون
نے روایت کی اپنے باپ مالک بن ابی عامر سے (جو دادا ہین امام مالک کے) انہون نے ابو ہریرہ رض سے انہون نے
جناب سید انبیا محبوب کبریا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا منافق کی تین نشانیان ہین جب بات کرے تو جھوٹ
بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے اسمین خیانت کرے ف فتح الباری مین ہے
ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ منافق کی نشانیان محصور ہین ان تین مین پھر دوسری روایت مین چار نشانیون کا
بیان ہے قرطبی نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ شاید بعد آپکو منافقون کی اور کوئی خصلت نئی معلوم ہوئی ہو جو پہلے معلوم
نہ تھی اور مین کہتا ہون کہ دونون روایتون مین تعارض نہین ہے کسلیے کہ نفاق کی ایک خصلت بیان کرنے سے لازم
نہین آتا کہ وہ نفاق کی نشانی بھی ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہی تینون خصلتین علامات ہون نفاق کی اور خصلت
زائدہ سے تکمیل نفاق ہو علاوہ اسکے مسلم کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقصود حصر نہین ہے ان تین علامتون
مین کیونکہ اونکا لفظ یہ ہے من علامة المنافق ثلث اور ایسا ہی روایت کیا طبرانی نے اوسط مین ابو سعید
خدری سے اور جب یہ لفظ اسپر محمول ہوگا تو کوئی اعتراض نہ ہوگا کیونکہ آپنے ایک وقت مین بعضی نشانیون کو بیان
کیا اور ایک وقت مین دوسری نشانیون کو اور قرطبی اور نووی نے کہا کہ دونون روایتون کے ملانے سے نفاق کی
پانچ خصلتین نکلتی ہین دو تو دونون مین مذکور ہین جھوٹ بولنا امانت مین خیانت کرنا اور ایک پہلی روایت
مین وعدہ خلافی کرنا اور دو دوسری روایت مین اقرار کے بعد دغا کرنا تکرار مین فجور کرنا اور مسلم کی روایت مین دغا

کے جگہ وعدہ خلافی مذکور ہے اور شاید یہ تصرف ہو بعض راویوں کا لفظ مین کیونکہ مقصود ان دونوں کا ایک ہے اس صورت
مین صرف ایک خصلت زائد ہوئی یعنے تکرار مین فجور کرنا اور فجور کہتے ہین حق کو چھوڑ دینا اور حق کے رد کرنیکے لیے حیلے
نکالنا اور یہ خصلت پہلی خصلت یعنے دروغگوئی مین بھی شریک ہو سکتی ہے اور وجہ اقتصار کی ان تین خصلتون پر یہ ہے کہ
یہہ تینون تنبیہ کرتی ہین اپنے سوا اور خصلتون پر اسواسطے کہ اصل دینداری منحصر ہے تین چیزون مین قول اور فعل اور نیت
مین تو کذب سے فساد قول ہے اور خیانت سے فساد فعل ہے اور وعدہ خلافی سے فساد نیت ہے کیونکہ وعدہ خلافی وہی
مذموم ہے کہ وعدے کے وقت ہی نیت ہو اسکے خلاف کرنے کی اور جو نیت ہو وعدہ پورا کرنے کی لیکن کسی عذر یا
مانع کی وجہ سے اسکو پورا نہ کر سکے تو وہ نفاق نہین ہے یہ امام غزالی نے احیاء العلوم مین لکھا ہے اور طبرانی نے ایک حدیث
طویل نقل کی ہے جو اس مطلب کی شاہد ہے انہون نے روایت کیا سلمان سے اور اسمین یہ ہے کہ جب وعدہ کرے اور دل مین
یہ ہو کہ مین اسکے خلاف کرونگا اور اسکا اسناد برا نہین ہے اسمین کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکے ترک پر اجماع ہو اور یہ حدیث
سنن ابوداؤد اور ترمذی مین بھی موجود ہے زید بن ارقم کی روایت سے اسمین یہ ہے کہ جب وعدہ کرے آدمی اپنے بھائی سے
اور اسکی نیت یہ ہو کہ پورا کریگا پھر پورا نہ کرے تو اسپر گناہ نہین ہے اور وعدے سے مراد حدیث مین وہ وعدہ ہے جو نیکی کے
لیے ہو نہ وہ جو برائی کے لیے ہو اور اسکے تو خلاف کرنا مستحب ہے اور جھوٹ سے مراد یہ ہے کہ واقعہ کو خلاف بیان کرے
جھوٹ بولنے کی قصد سے نہ یہ کہ مبالغہ کرے کسی عیش کی ذکر مین جو وہ اوٹھا چکا ہو ابن التین نے امام مالک سے نقل کیا ہے
کہ اس قسم کا مبالغہ اس جھوٹ مین داخل نہین ہے اور نہ ضرر کرتا ہے بلکہ مضر وہی کذب ہے جو نقل کرے اشیاء کو برخلاف
واقعہ بقصد کذب اور امام نووی نے کہا کہ اس حدیث کو ایک جماعت علماء نے مشکل خیال کیا ہے اسوجہ سے کہ کبھی یہ خصلتین
مسلمان مین بھی پائی جاتی ہین جو بالاجماع کافر نہین ہے پھر یہ کہا کہ اسمین اشکال نہین ہے بلکہ حدیث کا مطلب
صحیح اور صاف ہے اور محققین نے یہ کہا ہے کہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ یہ خصلتین نفاق کی ہین اور جسمین یہ خصلتین
ہون وہ مشابہ ہے منافقون کے اور متخلق ہے انکے اخلاق سے حافظ ابن حجر نے کہا حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ اطلاق
منافق کا ایسے شخص پر مجاز ہے بطریق تشبیہ کے یعنے وہ منافق کے مثل ہے اور یہ اس پر مبنی ہے کہ نفاق سے
نفاق کفر مراد ہو اور بعضون نے یہ جواب دیا ہے کہ نفاق سے مراد یہان نفاق عمل ہے جو کفر نہین ہے جیسے اوپر ہم نے
بیان کیا اور قرطبی نے اسی جواب کو پسند کیا ہے اور استدلال کیا ہے حضرت عمر کے قول کو کہ انہون نے حذیفہ سے
کہا تھا تم مجھ مین کچھ نفاق پاتے ہو کیونکہ مراد اون کی نفاق کفر نہ تھی بلکہ نفاق عمل اور اسکے مؤید ہے وہ جو دوسری
روایت مین ہے کہ جسمین یہ چارون خصلتین ہونگی وہ خالص منافق ہے اور بعضون نے کہا نفاق کا اطلاق یہان

انذار اور تخویف کیلیے ہی ایسی خصلتون کے ارتکاب سے اور ظاہر معنے مراد نہین اور بعضون نے کہا مراد وہ شخص ہے جوان
خصلتون کی عادت کرے اور بعضون نے کہا منافق سے مراد یہان ایک شخص خاص ہے منافقین سے جسکی خصلتین آپنے
بیان کی ہین اور عمدہ جواب یہی ہے جسکو قرطبی نے پسند کیا ہے انتہی قسطلانی نے کہا اس حدیث کے سب رجال کوفی ہین سوا ابو
الرمیم کے اور اسمین ایک تابعی نے دوسرے تابعی سے روایت کی ہی اور اس حدیث کو مولف نے وصایا اور شہادات اور ادب مین بھی
بیان کیا ہے اور امام مسلم نے کتاب الایمان مین اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہی انتہی حَدَّثَنَا
قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ
فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ
وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے قبیصہ (بفتح قاف
وکسر بائے موحدہ) بن عقبہ (بن محمد ابو عامر سوائی کوفی) نے ف قسطلانی نے کہا انکی توثیق مین اختلاف ہی اسوجہ سے
کہ انہون نے سفیان ثوری سے بحالت صغر سنی سنا اور ضبط نہین کیا تو انکی روایتین حجت ہین مگر جو انہون نے سفیان سے
کین اور امام بخاری کا حجت لانا انکی حدیث سے کافی ہے انکی توثیق کے لیے امام احمد نے کہا وہ ثقہ ہے لا باس بہ لیکن
کثیر الغلط ہی اور معارض ہے اسکے ابو حاتم کا قول کہ انہون نے کہا مین نے حدیث بیان کرنیوالون مین سے کسیکو نہین
دیکھا جو حدیث کے الفاظ کو خوب یاد رکھے اور اسمین بالکل تغیر نہ کرے سوا قبیصہ اور ابو نعیم کے وفات پائی انہون نے
محرم سنہ ۲۱۳ ہجری مین اور نووی نے کہا ۲۱۵ھ مین انتہی ف انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان
(بن سعید بن مسروق ابو عبد اللہ ثوری امام فقیہ مجتہد مشہور) نے انہون نے روایت کی اعمش (سلیمان بن مہران کوفی)
سے انہون نے عبد اللہ بن مرہ (تابعی) سے انہون نے مسروق (بن اجدع بن مالک ہمدانی کوفی حضرمی تابعی مشہور)
سے انہون نے عبد اللہ بن عمرو (بن عاص رض) سے انہون نے کہا فرمایا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
چار خصلتین ہین جسمین وہ چارون ہون گی تو وہ نرا منافق ہوگا یعنے منافق عملی نہ اعتقادی اگر اعتقاد اسکا درست
ہو) اور جسمین ایک ہوگی ان چارون مین سے تو اسمین ایک خصلت ہوگی نفاق کی جبتک وہ اسکو چھوڑ نہ دیوے
جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے تو وہ خیانت کرے (خواہ امانت مال کی ہو یا کسی راز کی اسکو افشا کرے یا کسی عہدہ اور
خدمت کے اسکا حق بجا نہ لاوے اور ظلم کرے یا رشوت کہاوے) اور جب نقل کرے تو جھوٹ نقل کرے اور جب عہد کرے تو دغا
کرے اور جب تکرار کرے تو حق سے پہر جاوے امام بخاری نے کہا متابعت کی سفیان ثوری کی شعبہ نے اعمش سے ف

اور یہ متابعت مولف نے کتاب المظالم میں نکالی ہے اور اس سند میں تین تابعی ہیں جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور
اور مولف نے اس حدیث کو باب الجزیہ میں اور مسلم نے ایمان میں اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے فتح الباری میں ہے کہ
قبیصہ کی روایت سفیان سے یحییٰ بن معین نے ضعیف کی ہے اور شیخ محی الدین نے کہا ہے کہ امام بخاری نے اس روایت
کو متابعۃً ذکر کیا نہ اصالۃً اور کرمانی نے اسپر اعتراض کیا کہ یہ روایت پہلی روایت کی مخالف ہے لفظ اور معنے میں تو متابعہ
کیونکر ہوگی حافظ ابن حجر نے کہا مراد شیخ کی متابعت سے یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح وغیرہ میں ثوری سے دوسرے طریقوں سے
مروی ہو اور خود مولف کے پاس بھی دوسرے طریقہ سے شعبہ کی روایت سے موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ مولف نے استشہاد میں
متابعت شعبہ کا ذکر کیا اور شاید کرمانی یہ سمجھے کہ متابعت سے ابوہریرہ کی حدیث متابعت مراد ہے جو اس سے پہلے اسی
باب میں بیان ہوئی حالانکہ شیخ کا یہ مطلب نہیں ہے ورنہ شاہد کہتے اسپر بھی کرمانی کا یہ کہنا کہ دونوں میں مخالفت معنوی کا
ہے مسلّم نہیں ہے غایت مافی الباب یہ ہے کہ ایک میں زیادت ہو اور زیادت ثقہ متفق کی مقبول ہے صاحب تخیص نے
کہا کہ تابعہ میں ضمیر مفعول قبیصہ کی طرف ہے یعنے قبیصہ کی متابعت کی شعبہ نے یعنے شعبہ نے بھی اس حدیث کو سفیان
سے روایت کیا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے شعبہ نے اعمش سے روایت کیا نہ سفیان سے اور باب المظالم میں جو مولف نے
سند بیان کی ہے اسمیں یہ ہے حدثنا بشر انا محمد عن شعبۃ عن سلیمان اور اگر بخاری کی یہ مراد ہوتی تو یوں کہتے تابعہ شعبۃ
عن سفیان بہرحال اعتراض کہ امام بخاری نے قبیصہ عن سفیان کی روایت کو نکالا حالانکہ وہ ضعیف ہے یحییٰ بن معین
وغیرہ کے قول سے ساقط ہے بچند وجوہ اول یہ کہ ضعف مختلف فیہ ہے بہت لوگوں نے انکی توثیق بھی کی ہے دوسرے
یہ کہ ذکر اس روایت کا متابعۃً ہے کیونکہ خود مولف کے پاس یہ روایت بروایت بشر عن محمد عن شعبۃ موجود ہے تیسرے
یہ کہ اسکی شاہد ابوہریرہ کی روایت موجود ہے واللہ اعلم **باب قیام لیلۃ القدر من الایمان** باب بیان
میں اس امر کے کہ شب قدر کو عبادت کرنا ایمان میں داخل ہے **ف** قسطلانی نے کہا جب امام بخاری نے کتاب الایمان کو ذکر
کیا اور بآخر باب اسکی مناسبت سے بیان کر کے نفاق کی نشانیاں بھی بیان کیں تو پھر ایمان کی نشانیوں کا ذکر شروع
کیا **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یقم لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من
ذنبہ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابوالیمان (حکم بن نافع بہرانی حمصی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب بن
ابی حمزہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابوالزناد (عبداللہ بن ذکوان قرشی) نے انہوں نے روایت کی اعرج
(عبدالرحمن بن ہرمز مدنی) سے انہوں نے سنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (عبدالرحمن بن صخر صحابی مشہور) سے کہا کہ

جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کھڑا ہو (عبادت کریے) شب قدر میں ایمان یعنے یقین کہکر کہ وہ حق ہے اور ثواب کے
(ہے) حاصل خدا کے واسطے (نہ ریا کے لیے) تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **ف** قسطلانی نے کہا یعنے سوا حقوق العباد کے
اور گناہ کیونکہ اجماع ہے اسپر کہ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جبتک اصحاب حقوق راضی نہوں اس حدیث سے یہ نکلا کہ اعمال
ایمان میں داخل ہیں کیونکہ قیام شب قدر کو ایمان کہا اور صحیح اسانید ابو ہریرہ یہ ہے عن ابی الزناد عن الاعرج عن
ابی ہریرۃ اور مولف نے اس حدیث کو باب الصیام میں مطولا نکالا اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور
مالک نے موطا میں انتہے مختصر فتح الباری میں ہے کہ جب مولف نے نفاق کی نشانیاں اور انکی قباحت بیان کی تو
پھر ایمان کی نشانیوں کا اور انکی خوبی کا بیان شروع کیا کہ مقصود بالاصالۃ ایمان کے متعلقات کا بیان ہے اور باقی
باتیں تبعا بیان کی گئیں تو بیان کیا کہ قیام شب قدر کا اور قیام رمضان اور صیام رمضان تینوں ایمان میں داخل
اور تینوں کو بروایت ابو ہریرہ بیان کیا انتہے **باب الجہاد من الایمان** یعنی اس بات کے بیان میں کہ جہاد ایمان میں
داخل ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا کہ مولف نے اس باب کو قیام شب قدر اور قیام رمضان کے بیچ میں ذکر کیا اور مناسبت
اس باب کی ذکر کی تو ظاہر ہے کہ ایمان جہاد کی خصلتوں میں سے ہے لیکن ان دو بابوں کے بیچ میں لانیکا کیا سبب ہے
اس سبب کو کسی نے بیان نہیں کیا بلکہ کرمانی نے کہا کہ اس فعل سے ظاہر ہے کہ امام بخاری کی نظر اور کسی مناسبت پر نہیں ہے سوا اسکے
کہ خصائل ایمان کا ذکر منظور ہے اور میں کہتا ہوں کہ قیام شب قدر کی مناسبت قیام رمضان سے ظاہر ہے پر ان دونوں کے
بیچ میں جہاد کو لانے میں ایک نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ شب قدر کا تلاش کر بڑی محافظت اور کوشش چاہتا ہے اور نہیں بھی
احتمال ہے کہ ملے یا نہ ملے اسیطرح مجاہد شہادت کی تلاش کرتا ہے اور اعلاء کلمۃ اللہ کا قصد کرتا ہے اور کبھی اسکو شہادت
ملجاتی ہے تو دونوں میں مناسبت ظاہر ہے کہ دونوں میں کوشش کرنا پڑتی ہے اور دونوں میں کبھی مقصود حاصل ہو جاتا
ہے تو جو شخص شب قدر کو ڈھونڈھنے کے لیے قیام اور عبادت کرے اسکو اجر ہے اور جو شب قدر ملجاوے تو بہت بڑا اجر
ہے اسیطرح مجاہد کو بھی التماس شہادت کا اجر ہے پھر اگر شہادت ملجاوے تو بڑا اجر ہے اور اشارہ کرتا ہے اسکی طرف
یہ کہ آپ نے آرزو کی اللہ کی راہ میں شہادت کی تو مولف نے فضل جہاد کو استطرادا ذکر کیا پھر عود کیا قیام رمضان کی
طرف اور وہ بنسبت قیام شب قدر کے عام ہے تو گویا ذکر کیا عام کا بعد خاص کے پھر اسکے بعد صیام کا ذکر کیا کیونکہ صیام
ترک ہے اور قیام فعل ہے اور ترک فعل کا مرتبہ بعد فعل کے ہے یا اسوجہ سے کہ رات دن سے مقدم ہے انتہے بلفظہ مترجم
کہتا ہے کہ مقصود امام بخاری کا اس باب کو بیان لانے سے یہ ہوگا کہ ماہ رمضان میں دو معمولی کام ہیں یعنے دنکو روزہ رکھنا
رات کو تراویح پڑھنا ان دونوں کو تو بعد بیان کیا اور دو غیر معمولی کام ہیں اور وہ دونوں سخت ہیں اور ان دونوں میں اجر [illegible]

کہ مقصود حاصل ہو یا نہ ہو مگر ثواب ہر طرح سے ہو ایک تو شب قدر کی پانا دوسرے جہاد سے شہادت حاصل کرنا اور اس میں اشارہ ہے کہ اگر جہاد ماہ رمضان میں ہو تو وہ زیادہ ثواب رکھتا ہے بہ نسبت اور مہینوں کے اسیطرح شہادت ماہ رمضان میں واللہ اعلم **حدثنا** حرمی بن حفص قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا عمارة قال حدثنا ابو زرعة بن عمرو بن جریر قال سمعت ابا ہریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انتدب اللہ عز وجل لمن خرج فی سبیله لا یخرجه الا ایمان بی او تصدیق برسلی ان ارجعه بما نال من اجر او غنیمة او ادخله الجنة ولولا ان اشق علی امتی ما قعدت خلف سریة ولوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے حرمی بن حفص (بن عمر عتکی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الواحد (بن زیاد عبدی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمارہ (بن قعقاع بن شبرمہ کوفی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو زرعہ (ہرم یا عبد الرحمن یا عمرو یا عبید اللہ) بن عمرو بن جریر نے انہوں نے کہا میں نے سنا ابو ہریرہ سے انہوں نے سنا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ ضامن ہوا اس شخص کے لیے جو نکلے اسکی راہ میں اور نہ نکالے اسکو مگر ایمان میرے اوپر اور تصدیق میرے پیغمبروں کی (یہ مقولہ ہے اللہ جل شانہ کا اور بعض نسخوں میں وتصدیق کے بدلے او تصدیق ہے یعنے یا تصدیق میرے پیغمبروں کی اور ہر ایک دوسرے کو مستلزم ہے یعنے ایمان مستلزم ہے تصدیق رسل کو اور تصدیق رسل مستلزم ہے ایمان کو تو او کہنے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وہ نکلے اپنے گھر سے خالص ایمان کیوجہ سے میرے پیغمبروں کو سچا جاننے کی جہت سے نہ لوٹ اور ناموری حاصل کرنیکے لیے) کس بات کا میں ضامن ہوا اسبات کا کہ میں اسکو لوٹا دونگا اسکے گھر میں ثواب اور غنیمت (یعنی لوٹ کا مال) لیکر یا جنت میں اسکو داخل کرونگا (اگر وہ شہید ہو جاوے) اور جو میری امت پر شاق نہ ہوتا (یہ حضرت کا مقولہ ہے) تو میں کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا **ف** بلکہ ہر لشکر کے ساتھ نکلتا اور آپ اسوجہ سے ہر لشکر کے ساتھ نہ جا سکتے تھے کہ آپکے نکلنے کی وجہ سے سب لوگ نکلتے اور یہ امر شاق ہوتا کس لیے کہ ہر ایک کے پاس سواری اور خرچ نہ ہوتا اور بعضوں کو دنیا کے کام اور ضرورتیں لاحق ہوتیں تو آپ اپنی امت پر شفقت فرماتے اور ہر ایک لشکر کے ساتھ نہ نکلتے **ف** اور میں تو یہ چاہتا ہوں کہ مارا جاؤں اللہ کی راہ میں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں **ف** شہادت کا ثواب اور درجہ بار بار حاصل کرنیکے لیے اس حدیث سے یہ نکلا کہ شہادت کا ثواب بہت بڑا ہے اسیطرح جہاد کی فضیلت اور مولف نے اس حدیث کو باب الجہاد میں روایت کیا اور مسلم اور نسائی نے (قسطلانی) اور مطلب باب کا اس فقرہ میں ہے لا یخرجه الا ایمان بی وتصدیق برسلی

کیونکہ بیت یہ کلمات رحلت جہاد ایمان نہ اور جہاد ایمان کا ایک رکن ہے جب تو مومن ایمان کی وجہ سے
جہاد کرے اسپر کلمات ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا سنجے ابن ہین وتصدیق لی ہے داود سے اور کسی روایت مین اذ کا لفظ
ثابت نہیں اس صورت مین کرمانی نے جو اشکال بیان کیا اور مین اسکا جواب نہیں سے انتہی مختصرا **باب**
تطوع قیام رمضان من الایمان رمضان کی راتون مین نفل عبادت کرنا ایمان مین داخل ہے **حدثنا**
اسمعیل قال حدثنی مالک عن ابن شہاب عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل (ابن ابی اویس مدنی اصبحی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک (ابن انس امام
مجتہد مشہور) نے انہون نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے انہون نے حمید بن عبد الرحمن (ابن عوف
زہری ابو ابراہیم قرشی مدنی) سے انہون نے ابوہریرہ رضہ سے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جو شخص کہ اللہ کی عبادت کیلیے تراویح یا اور نوافل پڑھے یعنی رمضان مین (یعنے رمضان کی راتون مین) ایمان کیساتھ خالص خدا کے
واسطے اوسکے اگلے بخشدیے جاوینگے **ف** یعنے صغائر اور اللہ کے فضل اور رحمت سے امید ہے کہ کبائر بھی بخشدیے
جاوین اور یہی ظاہر ہے سیاق حدیث سے لیکن علمانے بالاجماع یہان صغائر کی تخصیص کی ہے جیسے اور
حدیثون مین جنمین گناہون کی مغفرت کا ذکر ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بعض حدیثون مین یہ قید مذکور ہے کہ جب
کبائر سے بچتا ہو کیونکہ کبائر بغیر توبہ یا حد کے ساقط نہین ہوتے اور اس مقام مین یہ اشکال ہے کہ متعدد امور سے مغفرت
گناہون کی منقول ہوئی جیسے قیام رمضان اور صیام رمضان اور عبادت شب قدر اور صوم عرفہ اور صوم عاشورہ
وغیرہ سے اور جب ایک عبادت کی وجہ سے گناہ معاف ہو گئے تو دوسری عبادت سے کیا معاف ہونگے اسکا جواب یہ
ہے کہ اگر گناہ باقی ہونگے تو وہ معاف ہونگے یا درجے بلند ہونگے اور نیکیان لکھی جاوین گی یا بعض کبائر مین تخفیف
ہوگی اور اللہ کا فضل واسع ہے اور اس حدیث کی روایت کرنیوالے سب ائمہ ہین مدینہ کے اور نکالا اسکو مولف نے
صیام مین اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور مالک نے موطا مین (قسطلانی) **باب**
صوم رمضان احتسابا من الایمان رمضان کے روزے خالص نیت سے ایمان مین داخل ہین **حدثنا**
ابن سلام قال انا محمد بن فضیل قال ثنا یحیی بن سعید عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے محمد بن سلام (بیکندی) نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن فضیل (ابن غزوان ضبی) نے

اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحییٰ بن سعید (انصاری قاضی مدینہ) نے اونہون نے روایت کی ابو سلمہ (عبد اللہ
بن عبد الرحمن بن عوف) سے انہون نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا جناب سید عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم نے جو
شخص رمضان کے روزہ رکھے (یعنے ساری رمضان کے یا بعض کے اگر کل نہ رکھہ سکے بوجہ مرض یا سفر کے) ایمان کے
ساتھہ ثواب کی نیت سے (نہ ریا اور نمایش کے لیے) تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے (قسطلانی نے کہا جب امام
بخاری نے قیام اور صیام اور جہاد وغیرہ کے فضائل بیان کیے تو اب بیان کرنا چاہا کہ عمل کرنے والے کو ایسی کوشش نہ
کرنا چاہیے کہ تہک کر عاجز ہو جاوے بلکہ میانہ روی اور تدریج اور آہستگی ضرور ہے تاکہ ہمیشہ اچھے عمل ہوتے رہین اور
اونکا سلسلہ منقطع نہو اسلیے آگے کا باب لائے) **باب** تنوین کے ساتھہ الدِّیْنُ یُسْرٌ دین آسان ہے وَقَوْلُ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَی اللّٰہِ الْحَنِیْفِیَّۃُ السَّمْحَۃُ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے سب سے زیادہ پسند خدا کو وہ دین ہے جو حق کیطرف مائل (اور باطل سے دور) اور سہل ہو **ف** یعنے آسان
ہو جیسے ملت ابراہیمی یعنے دین اسلام جو اہل کتاب کی دین کیطرح مشکل نہین ہے نہ اوسمین وہ سختیاں ہین جو یہود اور
نصاریٰ کے علما نے قائم کین تہین حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے اس حدیث کو اس کتاب مین باسناد روایت نہین
کیا کیونکہ وہ اونکی شرط پر نہین ہے البتہ ادب مفرد مین اسکو باسناد روایت کیا ہے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو امام
احمد بن حنبل وغیرہ نے محمد بن اسحٰق سے اونہون نے داؤد بن الحصین سے انہون نے عکرمہ سے انہون نے ابن عباس سے
اور اسناد اسکا حسن ہے قسطلانی نے کہا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے جیسا زرکشی نے کہا ہے اور مقصود مولف
کا اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ دین کا اطلاق اعمال پر ہوتا ہے کیونکہ آسان اور دشوار اعمال ہی ہوتے ہین نہ تصدیق
حافظ ابن حجر نے کہا دلالت کرتا ہے اس پر جو باب ہے وہ جو روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح ایک اعرابی سے جسکا
نام نہین لیا کہ اوسنے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سے آپ فرماتے تہے بہتر دین تمہارا وہ ہے جو زیادہ آسان ہو اور
حنیفیہ ملت ابراہیمی ہے اور حنیف لغت مین اوسکو کہتے ہین جو ملت ابراہیم پر ہو کیونکہ وہ مڑا ہے باطل سے حق کی
طرف اور حنف کہتے ہین مڑنے اور جہکنے کو اور سمحہ سے مراد سہل فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ
حَرَجٍ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاہِیْمَ انتہی **حَدَّثَنَا** عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ
الْغِفَارِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ وَلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَہٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَۃِ
وَالرَّوْحَۃِ وَشَیْءٍ مِّنَ الدُّلْجَۃِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبد السلام بن مطہر (بن حسام ازدی بصری) نے

انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمر بن علی (بن عطار بصری) نے انہون نے روایت کی معن بن محمد غفاری سے
انہون نے سعید بن ابی سعید (کیسان) مقبری سے انہون نے ابوہریرہ رض سے انہون نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے آپ نے فرمایا بیشک دین آسان ہے اور جو کوئی دین مین سختی کریگا تو دین اسپر غالب آجاویگا (دین مین سختی
سے یہ مراد ہے کہ بہت غور اور خوض کرنا اور بیفائدہ ہر بات مین وہم کرنا اور تشدد کرنا اور دین کے غالب آنے سے یہ مراد ہے
کہ وہ شخص تھک کر عاجز ہو جاویگا اور اسکا عمل منقطع ہو جاویگا) اسلیے میانہ روی کرو اور بہت زیادہ کر نہ سکو تو اسکے
قریب ہو اور خوش رکھو (لوگون کو ثواب کی امید دیکر) اور مدد چاہو صبح کی چہل قدمی اور شام کی چہل قدمی اور تھوڑی
رات کی چال سے **ف** یہ استعارہ اور تشبیہ کے طور پر فرمایا یعنے اوقات نشاط اور فراغت قلب مین تھوڑی عبادت
اور نباہ کی کرنا بہتر ہے تاکہ ہمیشہ نبہ جاوے اور چند روز مین چھٹ نہ جاوے جیسے مسافر کہ اگر رات دن چلے تو دو تین
روز سے زیادہ نہین چل سکتا نہ ایسی چال سے منزل مقصود پر پہونچ سکتا ہے برخلاف اسکے اگر صبح کچھ چلا کرے شام
کچھ چلا کرے رات کو کچھ چل لیوے تو مدتون اسطرح سفر کر سکتا ہے اپنی منزل پر پہونچ سکتا ہے اور اس استعارہ
مین حسن یہ ہے کہ دنیا فی الحقیقت دار السفر ہے اور منزل مقصود آخرت ہے اور ان اوقات مین بدن چست اور
چالاک ہوتا ہے عبادت اور محنت اچھی طرح ادا ہو سکتی ہے اس حدیث کو مؤلف نے رقاق مین اور نسائی نے
روایت کیا اور چونکہ پانچون نمازون کے اوقات انہی تین وقتون مین ہین کیونکہ فجر کی نماز صبح کو ہے اور ظہر اور عصر
شام کو اس لیے کہ روحہ کا ترجمہ شام ہے اور روحہ کہتے ہین زوال آفتاب سے رات تک جو وقت ہوتا ہے اسکو اور مغرب
اور عشا رات کو ہین اسلیے اس باب کے بعد نماز کو بیان کیا کہ وہ ایمان مین داخل ہے (قسطلانی) **باب** تون
کے ساتھ الصَّلٰوۃُ مِنَ الْاِیْمَانِ نماز ایمان مین داخل ہے وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ یعنی
صَلٰوتَکُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اور بیان ہے اللہ تعالی کی اس قول کا اللہ تمہارے ایمان کو ضائع کرنے والا نہین یعنے
تمہاری نماز کو جو تم نے بیت اللہ کے پاس پڑھی (بیت المقدس کیطرف) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس لفظ
پر تنصیص ہو گئی اس طریقہ سے جسکو مؤلف نے نکالا اور روایت کیا طیالسی اور نسائی نے شریک وغیرہ سے انہون نے
ابو اسحق سے انہون نے براء سے اسی حدیث مین کہ پھر اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ یعنی
صَلٰوتَکُمْ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ اس صورت مین مؤلف نے جو عند البیت کہا اسمین اشکال ہے حالانکہ عند البیت کا لفظ
ثابت ہے انکے تمام روایات مین اور کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی اس اختصاص کی اور بعضون نے کہا اس عبارت مین غلطی ہوئی ہے اور صحیح
یہ ہے صلوتکم لغیر البیت اور میرے نزدیک اسمین غلطی نہین ہوئی اور یہ عبارت ٹھیک ہے اور مقصد امام بخاری کا دقیق ہے اسکا بیان یہ ہے کہ علما نے

اختلاف کیا ہے اس جہت مین جسطرف آپ نماز پڑہا کرتے تہے کہین ابن عباس نے کہا آپ بیت المقدس کیطرف نماز پڑہا کرتے
تہے مگر کعبہ کیطرف پیٹھ نہین کرتے تہے بلکہ کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے بیچ مین کر لیتے اور بعضون نے کہا کہ آپ بیت المقدس
کیطرف نماز پڑہتے تہے اور بعضون نے کہا آپ کعبہ کی طرف نماز پڑہتے تہے پہر جب مدینہ مین تشریف لائے تو بیت المقدس کیطرف
پڑہنے لگے اور یہ ضعیف ہے کس لیے کہ اس صورت مین دو بار نسخ **قبلہ** لازم آتا ہے اور پہلا قول صحیح ہے اس سے [illegible]
دونون قولون مین اور صحیح کہا اسکو حاکم نے بروایت ابن عباس اور امام بخاری نے ارادہ کیا کہ اشارہ کرین صحیح قول کیطرف کہ بیت اللہ کے
پاس جو نماز تہی وہ بیت المقدس کیطرف تہی اور اقتصار کیا اسپر باکتفا اولی کیونکہ جب بیت اللہ کے پاس کی نماز اور طرف کو ضائع
نہوئی تو وہ نماز بطریق اولی ضائع نہوگی جو بیت اللہ سے دور اور طرف پڑہی گئی تو تقدیر کلام کی یون ہے یعنی وہ نماز
تمہاری جو تم نے بیت اللہ کے پاس بیت المقدس کیطرف پڑہی انتہی بلفظہ **حدثنا** عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا زُهَيْرٌ
قَالَ اَنَا اَبُو اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ عَلٰى اَجْدَادِهٖ
اَوْ قَالَ اَخْوَالِهٖ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاَنَّهٗ صَلّٰى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ
يُعْجِبُهٗ اَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهٗ قِبَلَ الْبَيْتِ وَاَنَّهٗ صَلّٰى اَوَّلَ صَلٰوةٍ صَلَّاهَا صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَهٗ قَوْمٌ
فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ صَلّٰى مَعَهٗ فَمَرَّ عَلٰى اَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ فَقَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَتِ الْيَهُوْدُ قَدْ اَعْجَبَهُمْ
اِذْ كَانَ يُصَلِّيْ قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَاَهْلُ الْكِتٰبِ فَلَمَّا وَلّٰى وَجْهَهٗ قِبَلَ الْبَيْتِ اَنْكَرُوْا ذٰلِكَ قَالَ زُهَيْرٌ
حَدَّثَنَا اَبُو اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ فِيْ حَدِيْثِهٖ اَنَّهٗ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ اَنْ تُحَوَّلَ رِجَالٌ وَقُتِلُوْا فَلَمْ نَدْرِ مَا
نَقُوْلُ فِيْهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عمرو بن خالد بن فروخ
حنظلی حرانی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے زہیر بن معاویہ بن حدیج جعفی کوفی نے اونہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو اسحٰق (عمرو بن عبد اللہ سبیعی کوفی نے) انہون نے روایت کی براء بن عازب بن حارث انصاری اوسی سے کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ مین تشریف لائے تو پہلے اپنی نہیال یا ماموون مین اوترے جو انصار مین سے تہے (دونون صحیح ہین کیا
کیونکہ ایک رشتہ انصار سے مادری تہا اسلیے کہ عبد المطلب آپ کے جد کی ماں انصار مین سے تہین) اور آپ نماز پڑہا کیے
بیت المقدس کیطرف سولہ یا سترہ مہینے تک **ف** زہیر کی روایت مین اسیطرح بطریق شک کے ہے یہان اور [illegible]
مین ابو نعیم نے انسے ایسا ہی روایت کیا اور ثوری اور اسرائیل کی روایت مین بہی یہ شک موجود ہے جسکو مولف نے لیا اور
ترمذی اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین روایت کیا عمار بن رجا وغیرہ سے انہون نے ابو نعیم سے سولہ مہینے بغیر شک کے اور ایسا ہی امام

مسلم نے ابو الاحوص کی روایت سے نکالا اور نسائی نے زکریا بن ابی زائدہ اور شریک سے اور ابو عوانہ نے عمار بن زریق سے
سب نے ابو اسحق سے سنا اور ایسا ہی روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح ابن عباس سے اور بزار اور طبرانی نے عمرو بن عوف سے سترہ
مہینے نقل کیے اور ایسا ہی طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا اور جمع دونوں روایتوں میں سہل ہے اسطرح سے کہ جسنے سولہ مہینے کہے
اس نے ایک مہینہ آنے کا اور قبلہ پلٹنے کے دنوں کا لیا اور باقی ایام کو چھوڑ دیا اور جس نے سترہ کہے اس نے دونوں مہینوں کو
شمار میں کیا (یعنے آنیکا مہینہ اور قبلہ پلٹنے کا مہینہ) اور جس نے شک کیا اسکو اس میں تردد ہوا اور اسکے وجہ یہ تھی کہ آپ بلا
اختلاف ماہ ربیع الاول میں مدینہ تشریف لائے اور تحویل قبلہ نصف رجب ہجرت کے دوسرے سال میں ہوئی یہی صحیح قول ہے اور
اسی پر یقین کیا ہے جمہور علماء نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے بسند صحیح ابن عباس سے اور ابن حبان نے کہا کہ آپ نے سترہ
مہینے اور تین دن تک بیت المقدس کیطرف نماز پڑھی اور یہ مبنی ہے اس پر کہ آپ مدینہ میں بارھویں ربیع الاول کو تشریف لائے اسکے سوا
اور اقوال شاذ ہیں سنن ابن ماجہ میں ہے ابو بکر بن عیاش سے انہوں نے ابی اسحاق سے کہ اٹھارہ مہینے تک آپ نے بیت المقدس
کی طرف نماز پڑھی اور ابو بکر بدحافظہ ہے اور اسکی روایت میں اضطراب ہے ابن جریر نے اسی کی روایت سے سترہ مہینے اور
سولہ مہینے نقل کیے اور بعضوں نے کہا ابن ماجہ کی روایت محمد بن حبیب کے اس قول پر مبنی ہے کہ تحویل قبلہ نصف شعبان
میں ہوئی اور نووی نے روضہ میں یہی ذکر کیا ہے حالانکہ نووی نے شرح صحیح مسلم میں سولہ مہینے کی روایت کو ترجیح دیا ہے
کیونکہ جزم کیا اسپر امام مسلم نے اور یہ مستقیم نہیں ہوتا کہ تحویل قبلہ شعبان میں ہوا الا اس صورت میں کہ قدوم اور تحویل کے مہینے
لغو کردیے جاویں اور موسے بن عقبہ نے جزم کیا کہ تحویل جمادی الاخری میں ہوئی اور ایک قول شاذ یہ بھی ہے کہ تیرہ مہینے
نماز پڑھی اور ایک قول یہ ہے کہ انیس مہینے اور ایک یہ ہے کہ دس مہینے اور ایک روایت میں دو مہینے میں اور ایک روایت میں
دو برس میں اور اس اخیر قول کا حمل ممکن ہے صواب پر اور سب اقوال کی اسانید ضعیف ہیں اور اعتماد قول اول پر ہے تو سب تین
قول ہوئے انتہی مافی فتح الباری **ف** آپکو پسند تھا یہ امر کہ آپکا قبلہ بیت الحرام (خانہ کعبہ) کیطرف ہووے اور آپنے اول نماز جو کعبہ کیطرف پڑھی وہ عصر
کی تھی آپکے ساتھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی پھر ان لوگوں میں سے جنہوں نے آپکے ساتھ نماز پڑھی تھی (عصر کی بیت اللہ
کیطرف) ایک شخص نکلا اور ایک مسجد والوں پر گذرا (یعنے مسجد بنی حارثہ کے لوگوں پر جسکو اب مسجد قبلتین کہتے ہیں)
اور وہ لوگ رکوع میں تھے وہ شخص بولا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کی کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
پڑھی مکہ کیطرف یہ سنکر وہ لوگ اسی حال میں (یعنے نماز کے اندر ہی) بیت اللہ کیطرف پھر گئے (اور نماز کو نہ توڑا بلکہ
اسکو پورا کیا کعبہ کیطرف اور ایک نماز کو دو جہت کیطرف پڑھا دو دلیل شرعی سے) اور یہود کو بھلا معلوم ہوتا تھا جب
جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کیطرف نماز پڑھا کرتے تھے (کیونکہ یہود بھی اسی طرف نماز پڑھتے ہیں)

اہل کتاب بھی اس سے خوش تھے پھر جب آپ نے اپنا روئے شریف کعبہ کیطرف کیا تو ان لوگوں کو برا معلوم ہوا (تب آیت اتری سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ آخر تک) زہیر نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ابو اسحٰق نے انہوں نے سنا براء سے اسی حدیث میں انہوں نے کہا قبلہ بدلنے سے پیشتر کچھ لوگ مر گئے (وہ دس آدمی تھے انہیں میں ہیں عبد اللہ بن شہاب زہری اور براء بن معرور) اور کچھ مارے گئے پھر ہمنے نہ سمجھا ان کے حق میں کیا کہیں (یعنے انکی نماز کام آئی یا بیکار ہوئی) تب اللہ نے یہ آیت اتاری وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ یعنے اللہ نہیں کرنیکا کہ تمہارا ایمان یعنے تمہاری نماز ضائع کر دیوے (بوجہ قبلہ منسوخ ہو جانے کی بلکہ جو نماز قبلہ بدلنے سے پہلے پڑھی وہ صحیح ہوئی اور اسکا ثواب ملیگا) **ف** قسطلانی نے کہا کرمانی نے کہا زہیر کا یہ قول مؤلف نے معلقاً ذکر کیا حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے اسکو کتاب التفسیر میں موصولاً بیان کیا حدیث کے ساتھ عینی نے کہا اس سے کرمانی کا قول رد نہیں ہوتا اور یہ قول بصورت تعلیق ہے گو مؤلف نے اسکو موصولاً تفسیر میں بیان کیا ہو حدیث کے ساتھ اور اختلاف کیا ہے لوگوں نے آپ کی نماز میں بیت المقدس کیطرف جب آپ مکہ میں تھے بعض لوگوں نے کہا آپ ہمیشہ مکہ میں کعبہ کیطرف منہ کرتے رہے جب مدینہ میں آئے تو بیت المقدس کیطرف منہ کیا پھر یہ منسوخ ہو گیا بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر میں وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا میں یہ کہا ہے کہ مراد اس قبلہ سے کعبہ ہے آپ مکہ میں کعبہ کیطرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے جب آپ نے ہجرت کی تو حکم ہوا صخرہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنیکا یہود کا دل ملانے کیلیے اور بعض لوگوں نے کہا کہ آپ مکہ میں بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے تھے ابن ماجہ نے روایت کیا کہ ہم نے نماز پڑھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف اٹھارہ مہینوں تک اور کعبہ کیطرف منہ پھیرنے کا حکم ہوا مدینہ میں آنیکے دو مہینے بعد اور اسکا ظاہر یہ ہے کہ آپ مکہ میں بیت المقدس کیطرف منہ کرتے تھے بیضاوی نے کہا اول صورت میں خدا تعالےٰ نے جعل ناسخ کی خبر دی اور دوسری صورت میں جعل منسوخ کی اور معنے یہ ہیں کہ اصل تو یہ تھا کہ تم کعبہ کیطرف منہ کرو ولیکن ہمنے بیت المقدس کیطرف منہ کرنیکا اسلیے حکم دیا تا ہم جانیں کون پیروی کرتا ہے رسول کی اور کون پھر جاتا ہے الٹے پاؤں اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ احکام کا نسخ جائز ہے اور یہود نے اسکا خلاف کیا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ خبر واحد سے نسخ ثابت ہو جاتا ہے اسیطرف مائل ہوئے ہیں قاضی ابو بکر وغیرہ محققین علما اور اجتہاد قبلہ میں جائز ہے اور بیان ہے اشرف اور مرتبہ جناب رسالتمآب کا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے جو آپ کو پسند تھا وہی حکم دیا اور رد ہے مرجیہ کا جو اعمال دین کو ایمان نہیں کہتے اور مؤلف نے اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں اور کتاب التفسیر میں اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا ہے انتہے حافظ ابن حجر نے کہا ابن سعد نے روایت کیا کہ تحویل قبلہ ظہر یا عصر کی نماز میں بنی سلمہ [illegible] اور عمارہ بن اوس سے روایت کیا کہ ہم نے عشا کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھی اور تحقیق یہ ہے کہ پہلی نماز جو آپ نے

بنی سلمہ کی مسجد مین پڑہی جبتک بشر بن براء بن معرور مرے ہین وہ ظہر کی نماز تہی اور مسجد نبوی مین جو نماز پہلے آپنے پڑہی یا وہ عصر کی نماز تہی اور صبح کی نماز ابن عمر کی روایت کی موافق اہل قبا کے ساتھہ تہی اور یہ امر جمادی الآخر مین ہوا یا رجب یا شعبان مین اسمین کئی قول ہین اور یہ جو شخص آپ کے ساتھہ نماز پڑہ کر نکلا اسکا نام عباد بن بشر بن قیظی تہا جیسے ابن مندہ نے روایت کیا طویلہ بنت اسلم سے اور بعضون نے کہا اسکا نام عباد بن نہیک تہا اور جن مسجد والون پر گذرا وہ بنی سلمہ کے لوگ تہے اور بعضون نے کہا یہ شخص عباد بن بشر تہا اسی نے قبا والون کو فجر کی نماز مین خبر دی جیسے اسکا بیان ابن عمر کی حدیث مین آویگا جسکو مؤلف نے کتاب الصلوۃ مین ذکر کیا ہے اور ہم اسی مقام مین جمع بین المحدثین کی توجیہ اور دوسرے فوائد بیان کرینگے اور اہل کتاب سے مراد حدیث مین یہود ہین تو یہ عطف ہے عام کا خاص پر اور بعضون کہا مراد نصاریٰ ہین کیونکہ وہ بہی اہل کتاب ہین اور اس مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ نصاریٰ بیت المقدس کیطرف نماز نہین پڑہتے تو وہ کیونکر خوش تہے اسطرف نماز پڑہنے سے کرمانی نے کہا انکی خوشی بتابعت یہود تہی حافظ ابن حجر نے کہا یہ توجیہ نہایت بعید ہے قیاس سے اسلیے کہ نصاریٰ تو یہود کے بڑے دشمن ہین اور احتمال ہے کہ واو بمعنے مع کے ہو اور اہل کتاب منصوب ہو تو ترجمہ یہ ہوگا کہ آپ نماز پڑہتے تہے اہل کتاب کی ساتھہ بیت المقدس کی طرف اور اختلاف کیا ہے لوگون نے آپ کی نماز مین بیت المقدس کیطرف مکہ مین تو ابن ماجہ نے روایت کیا ابوبکر بن عیاش کے طریق سے کہ ہم نے نماز پڑہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بیت المقدس کیطرف اٹھارہ مہینون تک پہر قبلہ کعبہ کیطرف پہر گیا مدینہ مین آنے کی دو مہینے بعد اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ آپنے مکہ مین بیت المقدس کیطرف نماز پڑہی اور زہری نے اسمین خلاف نقل کیا ہے کہ آپ کعبہ کے طرف منہہ کرتے یا کعبے کو اپنے اور بیت المقدس کی بیچمین کرتے ہین کہتا ہون اول صورت مین آپ میزاب رحمت کیطرف پشت کرتے ہونگے اور دوسری صورت مین دونو رکن یمانی کے بیچمین نماز پڑہتے ہونگے اور بعض لوگون نے یہ گمان کیا ہے کہ آپ مکہ مین ہمیشہ کعبہ کیطرف نماز پڑہتے رہے جب مدینہ مین تشریف لائے تو بیت المقدس کیطرف منہہ کیا پہر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ابن عبد البر نے اسکو قول ثانی پر محمول کیا ہے اور مؤید ہے اسکی حمل کو ظاہر پر جبرئیل علیہ السلام کی امامت کیونکہ اسکی بعض طریقون مین یہ ہے کہ یہ امامت باب کعبہ کے پاس تہی اور یہہ جو اس حدیث مین ہے کہ کچہہ لوگ اس مین بہی مارے گئے تو یہ مینے صرف زہیر کی روایت مین پایا اور باقی روایات مین صرف موت کا ذکر ہے اور ایسا ہی روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے ابن عباس سے کہ جو لوگ بعد نماز فرض ہونیکے قبل تحویل قبلہ کے مرگئے وہ دس آدمی تہے ان مین سے عبد اللہ بن شہاب اور مطلب بن ازہر اور سکران بن عامر مکہ مین مرے اور حطاب بن حارث جمحی اور عمرو بن امیہ اسدی اور عبد اللہ بن حارث سہمی اور عروہ بن عبد العزی اور عدی بن نضلہ حبش کے ملک مین

مرے اور براء بن معرور اور سعد بن زرارہ مدینہ میں مرے انصار میں سے تو ان دو آدمیوں پر تو اتفاق ہے اور اسی مدت کے
اندر ایاس بن معاذ اشہلی مرے لیکن اُسکے اسلام میں اختلاف ہے اور میں نے تو کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ کوئی مسلمان
تحویل قبلہ سے پہلے مارا گیا ہو لیکن تم دیکھتے ہو اور یاد نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایسا واقع ہی نہوا ہو پھر اگر یہ لفظ یعنی
وَقُتِلُوا محفوظ ہو تو محمول ہوگا اسپر کہ بعض مسلمان اس زمانہ میں مارے گئے ہونگے جو مشہور نہیں ہوئے سوا جہاد کے اور
طرح سے اور اُن کا نام یاد نہیں رکھا گیا اسلیے کہ اُسوقت علم تاریخ کا ایسا اہتمام نہ تھا بعد اوسکے میں نے مغازی میں
دیکھا تو ایک شخص کا ذکر ملا جسکے اسلام میں اختلاف ہے اُسکا نام سوید بن صامت تھا ابن اسحاق نے کہا وہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا انصار کے ملنے سے پیشتر عقبہ میں آپ نے اوسپر اسلام پیش کیا وہ کہنے لگا یہ اچھا کلام ہے اور مدینہ
کو لوٹا وہاں مارا گیا واقعہ بعاث میں جو ہجرت سے پہلے ہوا اُسکی قوم کے لوگ کہا کرتے تھے وہ مسلمان ہو کر مارا گیا احتمال
ہے کہ یہی شخص مراد ہو اور بعض فضلا نے مجھسے بیان کیا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ میں مارے گئے ضعیف لوگوں میں سے جیسے
عمار کے والدین مگر میں کہتا ہوں اسکا ثبوت کیا ہے کہ یہ بعد معراج کے مارے گئے اور اس حدیث میں تنبیہ ہے کئی طرح پر
ایک رد ہے مرجیہ کا جو اعمال دین کو ایمان نہیں کہتے دوسرے یہ کہ تغییر حکم کی تمنا جائز ہے جب اوسمیں کوئی مصلحت ہو
تیسرے شرف اور بزرگی ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھے بیان ہے صحابہ کی حرص دین اور شفقت کا
اپنے بھائیوں پر اور ایسا ہی خیال انکو اوسوقت ہوا جب شراب کی حرمت اتری تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ آمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ تک اور اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا اور اسی مناسبت سے
مؤلف نے اسکے بعد باب کہا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان جب نیک کام کریگا تو اوسکو ثواب حاصل ہوگا انتہے

باب حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ اسلام کی خوبی کا بیان قَالَ مَالِكٌ أَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ أَنَّ عَطَاءَ
ابْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ
الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا ترجمہ
امام مالک نے کہا خبر دی مجکو زید بن اسلم (ابو اسامہ قرشی مکی) نے اونکو خبر دی عطاء بن یسار (ابو محمد مدنی) نے اونکو خبر دی
ابو سعید خدری نے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب بندہ مسلمان ہوجاوے (مرد یا عورت)
پھر اسکا اسلام اچھا ہو (یعنے یقین کے ساتھ ہو شک وغیرہ نہ ہو خلوص رکھتا ہو) تو اللہ تعالے اُسکی ہر ایک برائی جو اُسنے اسکے
سے پہلے کی ہو وہ معاف کردیگا اسکے بعد پھر قصاص ہوگا ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاوینگی سات سو نیکیوں

تک (بعضون نے کہا اس سے زیادہ تضعیف ہوگی اور جواب دیا ہے اور ون نے کہ ابن عباس کی حدیث مین ہے جسکو
مولف نے کتاب الرقاق مین بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اسکے لیے دس نیکیان لکھیگا سات سو نیکیون تک بلکہ زیادہ تک اور
یہ رد کرتا ہے اُن کے قول کو) اور ایک برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جاویگی یہ بہی جب ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف نہ کردے اُسکو
اور جو معاف کردے تو وہ ایک بہی نہ لکھی جاویگی **ف** قسطلانی نے کہا اسمین دلیل ہے اہلسنت کی کہ بندہ اللہ
کی مشیت مین ہے اگر چاہے تو اُسکے گناہ معاف کردیوے اور اگر چاہے تو اُس سے مواخذہ کرے اور رد ہے اُسکا جو
اہل کبائر کے لیے دوزخ کو قطعی جانتا ہے جیسے معتزلہ کہتے ہین حافظ ابن حجر نے کہا اول حدیث سے رد ہوتا ہے اُسکا جسنے
ایمان کی زیادتی اور کمی کا انکار کیا اسلیے کہ حسن کے درجون مین تفاوت ضرور ہے اور عینی نے اسپر اعتراض کیا کہ
حسن وصف ایمان مین سے ہے اور وصف اگر زیادتی اور نقصان کا قابل ہو تو اس سے ذات کی قابلیت زیادتی اور
نقصان کے لیے ثابت نہین ہوتی اور اسکی تحقیق کتاب الایمان کے شروع مین گذر چکی مترجم کہتا ہے کہ عینی کا
اعتراض ساقط ہے اور حافظ ابن حجر کا استدلال صحیح ہے کیونکہ ایمان ایسی ذات نہین ہے جسکا بقا یا قیام بالذات
ہوسکے بلکہ وہ خود ایک صفت ہے اس صورت مین حسن اوصاف ایمان مین سے نہین ہے ورنہ قیام العرض بالعرض
لازم آویگا بلکہ حسن ایمان عبارت ہے اُسکے کمال سے اور نقص ایمان جو مقابل ہے حسن کے عبارت ہے اُسکے عدم تکمیل سے
اور یہ بعینہ زیادت اور نقصان ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا آخر حدیث سے رد ہوتا ہے خوارج وغیرہ کا جو گناہ کرنیوالی
کو کافر جانتے ہین اور ہمیشہ کے لیے دوزخ کا مستحق خیال کرتے ہین اور امام بخاری نے مالک سے اس روایت کو معلقاً
ذکر کیا اور کتاب کے کسی مقام مین اسکا وصل نہین کیا اور ابوذر ہروی نے اسکا وصل کیا اپنی روایت مین صحیح بخاری کی انہون
نے کہا خبر دی ہمکو نضروی یعنی عباس بن فضل نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حسن بن ادریس نے انہون نے کہا
حدیث بیان کی ہمسے ہشام بن خالد نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ولید بن مسلم نے انہون نے سنا امام مالک سے
اس حدیث کو اور ایسا ہی وصل کیا اسکو نسائی نے ولید بن مسلم کی روایت سے اور اس سے زیادہ پورا نقل کیا اور ایسا ہی
وصل کیا اسکو حسن بن سفیان نے عبداللہ بن نافع کے طریق سے اور بزار نے اسحق غزوی کے طریق سے اور اسمعیل نے عبداللہ
بن وہب کے طریق سے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اسمعیل بن ابی اویس کے طریق سے سبنے روایت کیا مالک سے
اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور طریقون سے مالک سے اور ذکر کیا کہ معن بن عیسی نے اسکو روایت کیا مالک سے
اور ابو سعید بدلے ابو ہریرہ کہا اور یہ روایت شاذ ہے اور روایت کیا اسکو سفیان بن عیینہ نے زید بن اسلم سے انہون نے
عطا سے مرسلاً اور سمیے نے اسکو روایت کیا خلعیات مین اور امام مالک نے اسکو وصل کیا اور وہ خوب مضبوطی سے بیان

کرنیوالی ہے المدینہ کی حدیث کو خطیب نے کہا یہ حدیث ثابت ہی اور بزار نے کہا کہ امام مالک متفرد ہوئی اسکے وصل سے اور
روایت کیا اسکو دارقطنی نے طلحہ بن یحیی کے طریق سے اسکا ترجمہ یہ ہے کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو مسلمان ہو پھر اسکا
اسلام اچھا ہو مگر اللہ تعالی اسکی ہر نیکی جو اس نے کی تھی اسلام سے پہلے لکھ لیگا اور اسکی ہر برائی جو اس نے کی تھی اسلام سے
پہلے محو کر دیگا غرض تمام روایات میں نیکیوں کا لکھا جانا ثابت ہی جو اس نے اسلام سے پہلی کی ہونگی اور امام بخاری کی
کی روایت میں یہ اسقاط ہے بعضوں نے کہا مولف نے اسکو عمداً اسقاط کر دیا کس لیے کہ وہ مشکل ہے قواعد مقررہ سے
اور مازری نے کہا کافر کی نیکی صحیح نہیں ہے نہ اسکو ثواب ملیگا نیکی پر اور قاضی عیاض نے اس میں اتفاق کیا اور نووی نے
اس قول کو ضعیف کیا اور کہا کہ صواب یہ ہے جیسے محققین علما ہیں کہ کافر کا نیک عمل جیسے صدقہ صلہ رحم وغیرہ در صورت
اسلام لانے کے اور اسلام ہی پر مرنیکے اوسکا ثواب اسکو ملیگا اور یہ دعوے کہ یہ مذہب قواعد مقررہ کے خلاف ہے مسلم
نہیں ہے اسلیے کہ کافر کے بعض افعال دنیا میں قابل اعتبار ہیں جیسے کافر کفر کی حالت میں کفارہ دیوے ظہار کا تو
اسلام لانیکے بعد دوبارہ کفارہ دینا ضرور نہیں حافظ ابن حجر نے کہا حق یہ ہی کہ مسلمان کو حالت اسلام میں ایسے
عملوں کے ثواب ملنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفر کے وقت کا عمل مقبول ہو اور حدیث سے صرف ثواب ہونا نکلتا ہے
نہ یہ کہ وہ عمل مقبول ہوا اور احتمال ہے کہ قبول معلق اسلام پر ہو پھر اگر اسلام لایا تو وہ عمل قبول اور ثواب ہوا ورنہ نہیں اور
نووی کے قول پر جزم کیا ابراہیم حربی اور ابن بطال وغیرہما نے قدما میں سے اور قرطبی اور ابن منیر نے متاخرین میں
سے ابن منیر نے کہا قواعد کے خلاف یہ ہی کہ خداوند تعالی حالت کفر ہی میں اسکا عمل قبول کرے لیکن اسلام میں اگر اسکا
ثواب دیوے جو اس نے کفر کی حالت میں کیا تو یہ عنایت خداوندی ہے اس سے کوئی امر مانع نہیں ہے جیسے ابتداءً بغیر
عمل کے اسپر تفضل کرے یا جیسے عاجز کو ثواب دیتا ہے ان اعمال کا جو حالت قدرت میں وہ کرتا تھا پھر جب بغیر عمل کے
وہ ثواب دے سکتا ہے تو اس عمل پر جو شرائط کے ساتھ نہ ہو ثواب دینے سے کونسا امر مانع ہے ابن بطال نے کہا اللہ اپنے
بندوں پر جسطرح سے چاہے تفضل کر سکتا ہے اور کسی کو اسپر اعتراض نہیں پہونچتا اور دوسروں نے استدلال کیا ہے اوس
حدیث سے کہ اہل کتاب جب ایمان لاویں تو انکو دوہرا ثواب ملیگا اور یہ مضمون قرآن سے بھی مستفاد ہے اس سے یہ نکلتا
ہے کہ اگر پہلے دین پر مر جاویں تو کوئی عمل صالح انکو فائدہ نہ دیگا بلکہ سب اعمال صالحہ لغو ہو جاوینگے تو معلوم ہوا
کہ پہلے اعمال کا ثواب مضاعف ہوگا اعمال ثانیہ پر اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ حضرت عائشہ نے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ابن جدعان کا حال کہ اسکی نیکیاں اسکے کام آوینگی آپ نے فرمایا اس نے ایک دن بھی یوں
نہ کہا اے مالک میرے بخشدے میرے گناہ قیامت کے دن اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اسلام لاتا تو کفر کی نیکیاں اسکے کام آتیں انتہی ملخصاً

حدثنا إسحق بن منصور قال حدثنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن همام عن أبي هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أحسن أحدكم إسلامه فكل حسنة يعملها تكتب
له بعشر أمثالها إلى سبع مائة ضعف وكل سيئة يعملها تكتب له بمثلها ترجمہ حدیث بیان کی ہم
سے اسحق بن منصور نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الرزاق (بن ہمام بن نافع یمانی صنعانی) نے انہوں نے
کہا خبر دی ہمکو معمر (بن راشد ابو عروہ بصری) نے انہوں نے سنا ہمام (بن منبہ بن کامل ابو عقبہ یمانی) سے انہوں نے
سنا ابوہریرہ رض سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی اپنا اسلام اچھا کرے (اعتقاد
صحیح اور خلاص کے ساتھ) تو جو نیکی وہ کریگا اسکی دس نیکیاں لکھی جاوینگی سات سو نیکیوں تک اور جو برائی وہ
کریگا تو ایک ہی برائی لکھی جاویگی **ف** مسلم نے اتنا زیادہ کیا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملے حافظ ابن حجر
نے کہا روایت کیا اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں اور اس میں اذا احسن اسلام احدکم ہے اور اسمعیلی نے اور
خطاب ایمین ہیں اگرچہ حاضرین کو ہے پر حکم عام ہے سب کے لیے **باب** احب الدين الى الله ادومه
اس باب میں یہ بیان ہے کہ بہت پسند خدا کو وہ دین (عمل) ہے جو ہمیشہ کیا جاوے (اگرچہ تھوڑا ہو) **ف** فتح
الباری میں ہے کہ غرض امام بخاری کی اس باب سے استدلال ہے اس امر پر کہ ایمان کا اطلاق اعمال پر ہوتا ہے کیونکہ مراد
ایمان دین سے عمل ہے اور دین حقیقی وہی اسلام ہے اور اسلام حقیقی مرادف ہے ایمان کے اور اس سے مناسبت اسکی
ظاہر ہوگی اس باب کے ماقبل سے کیونکہ جب انہوں نے یہ بیان کیا کہ اسلام اچھا ہوتا ہے اعمال صالحہ سے تو ارادہ کیا
تنبیہ کرنیکا اس پر کہ بہت کوشش کرنا جو حد مبالغہ کو پہونچ جاوے مطلوب نہیں ہے انتہے **حدثنا** محمد بن
المثنى قال حدثنا يحيى عن هشام قال أخبرني أبي عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم
دخل عليها وعندها امرأة قال من هذه قالت فلانة تذكر من صلاتها قال مه عليكم بما
تطيقون فوالله لا يمل الله حتى تملوا وكان أحب الدين إليه ما داوم عليه صاحبه ترجمہ
حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مثنیٰ (ابو موسیٰ بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ (بن سعید قطان امام حدیث
مشہور) نے انہوں نے روایت کی ہشام (بن عروہ) سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو میرے باپ (عروہ بن زبیر
عوام) نے انہوں نے روایت کی حضرت عائشہ رض سے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس
تشریف لائے اور اُن کے پاس ایک عورت موجود تھی آپ نے پوچھا یہ کون عورت ہے حضرت عائشہ نے کہا یہ فلانی
عورت ہے (عبد الرزاق کی روایت میں معمر سے انہوں نے ہشام سے اتنا زیادہ ہے کہ وہ عورت اچھی شکل کی تھی) اور

اور ذکر کرنے لگیں اس کی نماز کا حال ف کہ بہت نماز پڑھتی ہے امام احمد نے یحیی قطان سے روایت کیا اسمیں
ہے کہ وہ سوتی نہیں ہے نماز پڑھا کرتی ہے اور مولف کی روایت میں کتاب صلوۃ اللیل میں اور موطا کی روایت میں ہے
کہ رات کو نہیں سوتی یہ عورت مالک کی روایت میں ہے کہ بنی اسد میں سے تھی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ عورت حولاء
بنت تویت بن حبیب بن اسد بن عبد العزی ہے تھی حضرت ام المومنین خدیجہ رض کے کنبہ کی اور مسلم کی روایت میں ہے
یہی ہے لوگوں نے کہا وہ رات کو نہیں سوتی اور دوسری روایت میں زہری سے یہ ہے کہ یہ عورت آپکے سامنے گذری
ہی ہے اور وہ گذرنے والی یہی حولاء بنت تویت تھی جیسے محمد بن اسحق کی روایت میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ پہلے وہ حضرت
عائشہ کے پاس بیٹھی ہوگی جب آپ وہاں تشریف لائے تو وہ کھڑی ہوگئی اور آپکے سامنے سے گذر گئی تھی ما فی فتح الباری حافظ
ابن حجر نے کہا ابن التین نے کہا کہ حضرت عائشہ کو فتنہ کا ڈر نہ تھا جب تو انہوں نے اسکی تعریف اسکے منہ پر کی
میں کہتا ہوں کہ حماد بن سلمہ کی روایت میں یہ ہے کہ جب وہ عورت نکل گئی اسوقت حضرت عائشہ نے اسکی صفت بیان
کی اور نکالا اسکو حسن بن سفیان نے اپنے مسند میں اور اسمیں یہ ہے کہ میرے پاس ایک عورت تھی جب وہ کھڑی ہوئی تو آپ نے
پوچھا یہ کون عورت تھی اے عائشہ میں نے عرض کی یہ فلانی عورت تھی اور یہ سب اہل مدینہ سے زیادہ عبادت کرنے
والی ہے انتہی ف آپ نے فرمایا چپ (زجر ہے آپنے جھڑکا عورت کی تعریف کرنے میں اسکے منہ پر یا اتنا عمل کرنے
سے جو نبھ نہ سکے) تم اتنا ہی عمل کرو جتنے کی تمکو طاقت ہے یعنے بلا ناغہ ہمیشہ کر سکو اس سے معلوم ہوا کہ طاقت
سے زیادہ تکلیف اوٹھانا منع ہے اور یہ نص اگرچہ نماز میں ہے لیکن لفظ عام ہے شامل ہے تمام اعمال کو) تو قسم خدا
کی اللہ تعالی نہیں بیزار ہوگا ثواب دینے سے لیکن تم بیزار ہو جاؤ گے عمل کرتے کرتے (یعنے خدا کے پاس ثواب کی کمی
نہیں لیکن تمہارا خیال ہے) اور سب سے زیادہ پسند آپکو وہ دین (عمل) تھا جو کرنے والا ہمیشہ اسکو کرے ف اگرچہ
قلیل ہو کیونکہ قلیل پر مداومت کرنے سے عبادت ہمیشہ ہوتی رہتی ہے برخلاف کثیر کے جو شاق ہو اور چند روز کے بعد
چھٹ جائے اور کبھی قلیل بوجہ مداومت کے کثیر سے زیادہ ہو جاتا ہے جسپر مداومت نہو اور یہ آپکی کمال شفقت
ہے اپنی امت پر کہ جو انکے حق میں بہتر تھا وہ بتایا اور ظاہر ہے کہ یہاں مراد دین سے عمل ہے کیونکہ اعتقاد کا ترک تو
کفر ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ قسم بغیر قسم کھلائے کھانا درست ہے اور مکروہ نہیں اگر اسمیں کوئی مصلحت ہو اور فضیلت
ہے ہمیشہ عمل کرنیکی اور عمل کو دین کہتے ہیں اور مولف نے اسکو کتاب الصلوۃ میں اور مسلم اور مالک نے موطا میں روایت کیا
ہے فتح الباری میں ہے کہ ملال کا اطلاق اللہ تعالی پر محال ہے بالاتفاق اور یہاں اطلاق بطور مقابلہ کے ہے مجازا جیسے
کہا وجزاء سیئة سیئة مثلها قرطبی نے کہا وجہ مجاز کی یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے ثواب موقوف کر دیا بوجہ موقوف ہو جانے

عمل کے توقیت کی اس سے ساتھ ملال کے گویا تسمیہ ہے شے کا باسم سبب اور ہروی نے کہا معنے لا یمل اللہ کا یہ ہے کہ وہ اپنا
فضل تم پر سے موقوف نہ کریگا یہانتک کہ تم تنگ جاؤ گے سوال کرنے سے تو نفرت کرنے لگو گے اسکی طرف رغبت کرنے سے اور لوگوں
نے کہا اسکا معنے یہ ہے کہ حق طاعت ختم نہ ہوگا یہانتک کہ تم تھک جاؤگے مازری نے کہا حتی یہاں معنی واو کے ہے یعنے اللہ نہیں تھکیگا اور
تم تھک جاؤ گے اور اول توجیہ زیادہ لائق ہے کہ یہ بر طریق مقابلہ کے کہا مجازاً اور تائید کرتا ہے اسکی وہ جو واقع ہوا اس
حدیث کی بعضے طریقوں میں کہ اتنا ہی عمل کی تکلیف اوٹھاؤ جتنے کی تم طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ تعالے ثواب دینے
سے نہیں تھکیگا یہانتک کہ تم تھک جاؤ گے عمل کرتے کرتے لیکن اسکی اسناد میں موسے بن عبیدہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور
مستملی کی روایت میں یہ ہے وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَى اللَّهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ اور ایسا ہی عبدہ کی روایت میں ہشام سے
اسحق بن راہویہ کی مسند میں اور ایسا ہی مؤلف او مسلم کی روایت میں ابو سلمہ کے طریق سے اور مسلم کی روایت میں قاسم سے
انہوں نے حضرت عائشہ سے اور یہ موافق ہے ترجمہ باب کے اور باقی راویوں نے ہشام سے یوں روایت کیا وَكَانَ أَحَبَّ
الدِّينِ إِلَيْهِ أَيْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلے اللہ علیہ وسلم اور دونوں روایتوں میں خلاف نہیں ہے اسلیے کہ جو اللہ کو زیادہ پسند
ہے وہی اسکے رسول کو بھی زیادہ پسند ہے نووی نے کہا قلیل عبادت پر مداومت کرنے سے ہمیشہ ذکر اور مراقبہ اور اقبال
علے اللہ باقی رہتا ہے برخلاف کثیر شاق کے یہانتک کہ قلیل دائم زیادہ ہو جاتا ہے کثیر منقطع سے بمراتب ابن جوزی
نے کہا دائم کو پسند کیا دو وجہوں سے ایک تو یہ کہ چھوڑ دینے والا ایسا ہے جیسے بعد وصل کے اعراض کرنیوالا یہ مذموم
ہے اور اسی لیے وعید آئی اس شخص کے لیے جو ایک آیت یاد کرکے پھر اسکو بھول جاوے دوسرے یہ کہ مداومت کرنیوالا ہمیشہ
خدمت میں حاضر ہے اور جو شخص ہمیشہ در دولت پر حاضر ہے گو تھوڑی دیر سہی اسکے برابر وہ نہیں ہو
سکتا جو ایک دن بھر حاضر رہے پھر کبھی آوے اور مؤلف او مسلم نے ابو سلمہ کے طریق میں حضرت عائشہ سے زیادہ
کیا ہے کہ سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال میں خدا کو جس پر ہمیشگی کیجاوے اگرچہ قلیل ہوں انتہے باختصار

باب

زِيَادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ باب بیان میں اس بات کی کہ ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے **ف** حافظ ابن حجر
نے کہا اس باب سے اور باب پہلے مؤلف نے ایک باب بیان کیا ہے جسمیں اہل ایمان کے تفاضل اعمال کا ذکر ہے اور
اس باب میں ابو سعید خدری کی حدیث لائے ہیں جو انس کی حدیث کے ہم معنے ہے جسکو اس باب میں بیان کیا اب لوگوں
نے امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ یہ تکرار ہے اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ حدیث میں دو احتمال تھے ایک یہ کہ زیادہ اور نقصان
ہو تو ہر ایک احتمال کے لیے جداگانہ باب مقرر کیا اور ابو سعید کی حدیث کو اعمال کے تفاضل میں لیا کیونکہ اسمیں بالموزون تفاوت
کا ذکر نہیں ہے برخلاف حدیث انس کے اسمیں صاف تفاوت مذکور ہے ایمان میں جو قلب میں ہوتا ہے کہ جو برابر ہو یا گیہوں برابر یا جو کی

ابن بطال نے کہا کہ تصدیق میں تفاوت بقدر علم اور جہل کے ہوتا ہے تو جسکو علم کم ہے اسکی تصدیق چیونٹی کے برابر ہے اور جس کا علم اس سے زیادہ ہی اسکی تصدیق گیہوں یا جو کے برابر ہے مگر اصل تصدیق جو دل میں ہوتی ہے اسمیں نقصان نہیں ہو سکتا اور زیادتی ہو سکتی ہے بزیادتی علم اور مشاہدہ انتہے اور اوپر گذرا کلام نووی کا اس باب میں انتہے وقول اللہ تعالی و زِدْنَاهُمْ هُدًى وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا یہ دونو آیتیں اوپر مذکور ہو چکیں پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے زیادہ کی ہم نے انکو ہدایت اور ہدایت سے مراد ایمان ہے اور دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے اور زیادہ ہووے ایمان والوں کو انکا ایمان **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ دونو آیتیں تو اوپر مذکور ہو چکیں پھر انکو دوبارہ کیوں لائے اسکا جواب یہ ہے کہ ان آیتوں کو دوبارہ لائے تیسری آیت کا مطلب واضح کرنے کیلئے کیونکہ ان دونوں آیتوں سے صاف زیادتی ایمان نکلتی ہے اور زیادتی ایمان مستلزم ہے نقص کو برخلاف تیسری آیت کے اوسمیں کمال ایمان کا ذکر ہے اور کمال نص نہیں ہے زیادتی میں بلکہ وہ مستلزم ہے نقص کو اور نقص مستلزم ہے زیادت کو اور اسیواسطے مؤلف نے تیسری آیت کے بعد یہ کہا جب کمال میں کچھ رہجاوے تو وہ ناقص ہے اور اسکا عنوان بیان ہی بدل دیا اوسمیں قال کا لفظ کہا وَقَالَ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ فَإِذَا تَرَكَ شَيْئًا مِنَ الْكَمَالِ فَهُوَ نَاقِصٌ اور فرمایا اللہ تعالی نے آج کے دن پورا کیا دین تمہارا تو کمال میں جب کچھ رہجاوے تو وہ ناقص ہے **ف** فتح الباری میں ہے اس مقام پر بعضوں نے اعتراض کیا کہ امام بخاری کی حجت اس آیت سے پوری نہیں ہوتی کیونکہ دین کے پورا ہونے سے اگر یہ مراد ہے کہ مخالفین پر حجت کھل گئی یا دین اسلام غالب ہو گیا اہل شرک پر تو امام بخاری کا مطلب اس سے ثابت نہیں ہوتا اور جو یہ مراد ہو کہ آج اسلام کے فرائض اور ارکان پورے ہوئے تو لازم آتا ہے کہ اس سے پہلے دین ناقص ہو اور جو صحابہ اس آیت کی اترنے سے پہلے مرے انکا ایمان ناقص ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ایمان ہمیشہ کامل رہا ہے اور قاضی ابو بکر بن عربی نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ نقص ایک امر اضافی ہے لیکن بعضا نقص مذموم ہے اور بعضا نقص مذموم نہیں ہے مذموم وہ نقص ہے جو باختیار ہو جیسے کوئی دین کے فرائض اور ارکان کو جانتا ہو لیکن عمداً انکو بجا نہ لاوے اور غیر مذموم وہ نقص ہے جو اختیاری نہ ہو جیسے کسی کو علم نہ ہو یا غیر مکلف ہو ایسا نقص مذموم نہیں ہے بلکہ محمود ہے اس جہت سے کہ اسکی دل کو ایمان پر اطمینان تھا اور اگر زیادہ احکام اسکو معلوم ہوتے تو بیشک عمل کرتا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا جو قبل نزول فرائض کے مر گئے یہی حال تھا اور انکا نقص بہ نسبت ان صحابہ کی جو نزول فرائض تک زندہ رہے نسبی اور اضافی تھا اور یہ کمال ہے من حیث المعنی اور اسکی نظیر یہ ہے جیسے کوئی کہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام کی شریعت سے زیادہ کامل ہے اسوجہ سے کہ وہ اون احکام پر مشتمل ہے جن پر پہلی شریعتیں مشتمل نہ تھیں باوجود اسکے کہ حضرت موسے اور حضرت عیسی کی شریعت بھی اپنی اپنی زمانوں میں کامل تھی تو اکملیت ایک امر نسبی اور اعتباری ہے واللہ اعلم

حدثنا مسلم بن ابراهيم قال حدثنا هشام قال حدثنا قتادة عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن شعيرة من خير ويخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن برة من خير ويخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن ذرة من خير قال ابو عبد الله قال ابان حدثنا قتادة حدثنا انس عن النبي صلى الله عليه وسلم من ايمان مكان من خير

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مسلم بن ابراہیم (ابو عمر بصری ازدی فراہیدی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام (بن ابی عبداللہ دستوائی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتادہ (بن دعامہ) نے انہوں نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلیگا (یا نکالا جاویگا) دوزخ سے وہ شخص جس نے کہا لا الہ الا اللہ **ف** اسمین دلیل ہے کہ زبان سے کلمہ توحید کہنا شرط ہے یا کہنے سے مراد دلمین کہنا ہے تو معنے یہ ہے جسنے اقرار کیا توحید کا اور تصدیق کی بہرحال اقرار ضرور ہے اور اسیواسطے ہر بار اوسکا اعادہ کیا اور تصدیق قلبی مین تفاوت ہو اگر کوئی کہے کہ محمد رسول اللہ کیوں نہین فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ مراد پورا کلمہ ہے اور جزاول گویا نام ہوگیا ہے اس کلمہ کا جیسے کوئی کہے مین نے قل ہو اللہ پڑھا یعنے ساری سورت پڑھی (فتح الباری) **ف** اور اسکے دل مین ایک جو برابر نیکی ہو **ف** یعنے ایمان جیسے دوسری روایت مین تصریح ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ یقین رکھتا ہو ان سب باتون پر جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے اگر کوئی کہے کہ وزن تو جسامت کا ہوتا ہے نہ معانی کا اور ایمان معانی مین سے ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ایمان کو مشابہت دی جسم سے پیرا ویکے واسطے لوازم جسمیت کو ثابت کیا اور وہ وزن ہے (قسطلانی) **ف** اور نکلیگا دوزخ سے وہ شخص جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اسکے دل مین گیہون برابر نیکی (ایمان) ہو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گیہون کا وزن جو سے کم ہے اور ایسا ہی ہے بعضے شہرون مین اور اگرچہ اس روایت مین واو ہے جو ترتیب کو مقتضی نہین پر مسلم کی روایت مین ثم ہے جو ترتیب کے لئے ہے **ف** اور نکلیگا دوزخ سے وہ شخص جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اسکے دلمین ایک ذرہ برابر ایمان ہو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ذرہ بفتح ذال معجمہ اور تشدید را صحیح ہے اور شعبہ نے اسمین غلطی کی اور ذرہ بضم را روایت کیا اور وجہ غلطی کی یہ ہے کہ ذرہ بضم را جوار کو کہتے ہین اور وہ مناسب ہے جو اور گیہون کے جو اس مقام مین مذکور ہین اور ذرہ بالفتح سب سے کم وزن ہے بعضون نے کہا ذرہ وہ ہے جو آفتاب کے شعاع مین سوئی کی نوک کیطرح نظر آتا ہے اور بعضون نے کہا ذرہ چھوٹی چیونٹی ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ انہون نے کہا جب تو اپنی ہاتھ پر مٹی رکھ کر پھر اسکو جھاڑ دے تو جو گرے وہ ذرہ ہے اور بعضون نے کہا چار ذرے رائی کے دانے برابر ہوتے ہین اور مصنف نے آخر توحید مین انس سے مرفوعا روایت کیا جنت مین جاویگا وہ شخص جسکے دل مین

رائی کے دانے برابر یا اس سے کم ہو اور یہی معنے ہیں ذرہ کے انتہے قسطلانی نے کہا تو ذرے کا وزن وہ ہے جس سے کم
تصدیق جائز نہیں اور گیہوں یا جو میں جو زیادتی ہے وہ اعمال صالحہ کی زیادتی ہے جن سے تصدیق پوری ہوتی ہے
اور نفس تصدیق میں کمی نہیں ہے یہ مہلب نے کہا اور کرمانی میں کہا ان اجزا کو جو ذرے پر زائد ہیں قلب کی طرف نسبت
دی اس لیے کہ ایمان کامل قول اور عمل ہے اور عمل نہیں صحیح ہوتا مگر نیت اور اخلاص قلب سے تو عمل کا نسبت دینا قلب کی طرف جائز
ہوا کیونکہ اوسکا تمام ہونا تصدیق قلبی سے ہے اگر تو کہے کہ تصدیق قلبی کافی ہے دوزخ سے نکلنے کے لیے کیونکہ مومن ہمیشہ
دوزخ میں نہیں رہیگا اور لا اله الا الله کہنا تو احکام دنیوی کے جاری کرنیکے لیے ہے پھر دونوں کو جمع کیسے کیا اسکا جواب
یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ صرف تصدیق قلبی کافی نہیں ہے بلکہ قول اور عمل دونوں ضروری ہیں
اور بخاری کا مذہب یہی ہے یا نکلنے سے مراد یہ ہے کہ ہم اسکے نکلنے کا حکم دینگے جسکے دل میں تصدیق ہو اور زبان سے
اقرار کرے کیونکہ کلمہ شعار ایمان ہے دنیا میں اور اسی پر مدار ہے احکام کا تو ضروری ہیں دونوں باتیں تاکہ دوزخ سے نکلنے کا
حکم صحیح ہو اور اس حدیث میں دلالت ہے زیادتی اور نقصان ایمان پر اور یہی نکلتا ہے کہ گنہگار اہل توحید جہنم میں جاوینگے
اور گناہ کبیرہ کرنیوالا کافر نہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیگا اور اسکے راوی سب کے سب بصری لوگ ہیں اور بخاری
نے اس حدیث کو توحید میں اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے صفت جہنم میں روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح
ہے انتہے

قال ابو عبد الله قال ابان حدثنا قتادة حدثنا انس عن النبي صلى الله عليه وسلم من
ايمان مكان خير ترجمہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری رح نے کہا ابان بن یزید عطار بصری نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے قتادہ نے اونہوں کہا حدیث بیان کی ہمسے انس نے انہوں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی
حدیث کو اس روایت میں ایمان ہے من خیر کے بدل یعنے نیکی کے بدل ایمان کا لفظ ہے ف حافظ ابن حجر نے
کہا اس تعلیق کو حاکم نے وصل کیا کتاب الاربعین میں ابو سلمہ کے طریق سے اور مؤلف نے اس تعلیق کو دو فائدوں کیلیے
بیان کیا ایک یہ کہ قتادہ کا سماع انس سے اس اسناد میں بتصریح مذکور ہے اور پہلی اسناد میں معنعن کے طور پر اور چونکہ
قتادہ مشہور ہیں ساتھ تدلیس (اپنا شیخ چھپانا) کے تو انکا عنعنہ حجت نہیں جب تک سماع ثابت نہو جاوے اور
ثابت ہو تا ہے اس اسناد سے دوسرے یہ کہ تفسیر ہو جاوے من خیر کی جو پہلی روایت میں ہے کہ خیر سے مراد ایمان ہے انتہے
مع زیادہ من القسطلانی حافظ ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ مؤلف نے ابان کے طریقہ کیوں اکتفا نہ کی جو
سالم تھا تدلیس سے اور اسکو وصل کیوں نہ کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ ابان اگرچہ مقبول ہے مگر ہشام دستوائی اس سے زیادہ ہے
اتقان اور ضبط میں تو مؤلف نے اسکو بیان کیا اور دوسری روایت کو ذکر کر دیا شبہہ تدلیس کو رفع کرنیکے لیے انتہے

حدثنا الحسن بن الصباح سمع جعفر بن عون حدثنا ابو العميس اخبرنا قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن عمر بن الخطاب ان رجلا من اليهود قال له يا امير المؤمنين اية في كتابكم تقرؤنها لو علينا معشر اليهود نزلت لاتخذنا ذلك اليوم عيدا قال اي اية قال اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا قال عمر قد عرفنا ذلك اليوم والمكان الذي نزلت فيه على النبي صلى الله عليه وسلم وهو قائم بعرفة يوم جمعة

ترجمہ

بیان کی ہم سے حسن بن صباح نے انہوں نے سنا جعفر بن عون (ابن ابی جعفر مخزومی) سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو العمیس (ہذلی کوفی عتبہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود) نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو قیس بن مسلم (کوفی عابد) نے انہوں نے روایت کی طارق بن شہاب (ابن عبد شمس صحابی) سے انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب سے ایک یہودی نے کہا (وہ کعب الاحبار تھے اسلام لانے سے پہلے بیان کیا اسکو مسدد نے اپنے مسند میں اور طبری نے تفسیر میں اور طبرانی نے اوسط میں رجا بن ابی سلمہ سے انہوں نے عبادہ بن نسی سے انہوں نے اسحق بن خرشہ سے انہوں نے قبیصہ بن ذویب سے انہوں نے کعب سے اور مصنف نے مغازی میں ثوری سے روایت کیا انہوں نے قیس بن مسلم سے اسی حدیث کو اس میں یہ ہے کہ یہودی لوگوں نے کہا اور تفسیر میں یہ ہے کہ یہود نے کہا یہ محمول ہے کہ اس وقت یہود کی ایک جماعت حاضر ہوگی اور کعب نے ان سب کی طرف سے کہا ہوگا (فتح) اے امیر المؤمنین ایک آیت ہے تمہاری کتاب میں جسکو تم پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم یہود کے لوگوں پر اترتی تو جس دن وہ اتری اس دن کو ہم عید کا دن کر لیتے (یعنی اس دن کو بڑا دن کرتے اور ہر سال اس میں خوشی کرتے) حضرت عمر نے کہا وہ کون سی آیت ہے اس یہودی (یعنی کعب) نے کہا یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم یعنی آج میں نے تمہارا دین پورا کیا (بیضاوی نے کہا مدد اور غلبہ دینا ہے اور دین پر یا بیان کرنا قواعد عقائد اور اصول شرائع اور قوانین اجتہاد کا) واتممت علیکم نعمتی اور پورا کیا میں نے تم پر اپنی نعمت کو (وہ کیا ہے ہدایت حق کی اور توفیق خیر یا اکمال دین یا فتح مکہ اور ہدم علامات جاہلیت کا) ورضیت لکم الاسلام دینا اور پسند کیا میں نے واسطے تمہارے دین اسلام کو درست ٹھہرا (یعنی وہی دین ہے اللہ کے نزدیک) حضرت عمر نے کہا ہم جانتے ہیں اس دن کو اور اس جگہ کو جب اور جہاں یہ آیت اتری ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کھڑے تھے عرفات میں جمعہ کے دن ف فتح الباری میں ہے مسلم نے زیادہ کیا عبد بن حمید کی روایت میں کہ جعفر بن عون سے اسی حدیث میں کہ میں جانتا ہوں اس دن کو جس دن یہ آیت اتری اور اس جگہ کو جہاں اتری اور اس ساعت کو جس میں اتری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ جواب سوال کے مطابق نہیں ہے کیونکہ یہودی نے یہ کہا تھا کہ ہم اس دن کو عید کر لیتے اور حضرت عمر نے کہا

میں اس وقت اور مکان کو پہچانتا ہوں جب اور جہاں یہ آیت اتری حالانکہ یہ کہنا تھا کہ ہم نے بھی اس دن کو عید کیا ہے اسکا
جواب یہ ہے کہ آیت عرفہ کے اخیر دن میں اتری اور یوم العید تو شروع دن سے ہوتا ہے اور فقہا نے کہا ہے کہ عید زوال کے بعد اگر
چاند کی رویت ہو تو عید دوسرے دن ہوگی یہ قول ہو بعض متقدمین کا اور میرے نزدیک یہ ہے کہ اس روایت میں حضرت عمر نے
اشارہ پر اکتفا کی اور اسحاق نے جو قبیصہ سے روایت کی اوس میں صاف بیان ہے اس روایت میں یہ ہے کہ یہ آیت اوسی جمعہ
کے دن عرفہ کے دن اتری اور دونوں اللہ کے فضل سے ہماری عید ہیں اور طبری اور طبرانی کی روایت میں ہے وہ دونوں عید
ہیں ہمارے لیے اور ترمذی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ایک یہودی نے حضرت عمر سے یہ پوچھا انہوں کہا یہ آیت
تو دو عیدوں کے دن اتری جمعہ اور عرفہ کے دن تو ظاہر ہوا کہ جواب شامل ہے اس مطلب کو جس دن یہ آیت اتری وہ عید کا دن
ہوا اور یوم عرفہ اسلیے عید ہے کہ وہ شب عید ہے جیسے ایک حدیث میں آیا ہے کہ عید کے دو مہینے دونوں ناقص نہیں
ہوتے رمضان اور ذی الحجہ تو رمضان کو عید کہا حالانکہ عید رمضان کے بعد ہے اگر کوئی کہے کہ اس قصہ سے ترجمہ باب
کیونکر ثابت ہوگا اوسکا جواب یہ ہے کہ قصہ سے معلوم ہوا کہ یہ آیت عرفہ کے دن اتری اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا اور وہ زمانہ
ہے آخری بعثت کا جب شریعت پوری ہو لی اور ارکان شریعت تمام ہوئے اور سدی نے کہا کہ اس آیت کے بعد کوئی
حلال یا حرام نہیں اترا انتہی قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے مغازی میں اور تفسیر میں اور اعتصام میں روایت کیا
اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے اور ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے انتہی **بابٌ** تنوین کے ساتھ الزکوٰۃ
من الاسلام اس باب میں یہ بیان ہے کہ زکوٰۃ اسلام میں داخل ہے یعنے اسلام کا ایک رکن ہے وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمَآ

اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ
الْقَيِّمَةِ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہیں حکم ہوا اہل کتاب والوں کو (یہود اور نصاریٰ کو) مگر یہی کہ پوجیں اللہ تعالیٰ کو خالص
اوسی کے لیے دین رکھیں (یعنے شرک نہ کریں یا اخلاص کریں عبادت میں ریا نہ کریں) اور برے اعتقاد سے پھر رہیں یعنے
کفر اور گمراہی سے اور کھڑا کریں نماز کو اور دیویں زکوٰۃ کو اور یہی سیدھا دین ہے (تو آیت سے یہ نکلا کہ زکوٰۃ دینا دین میں
داخل ہے اور دین اور اسلام ایک ہے تو زکوٰۃ اسلام میں داخل ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ
قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِيْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ
يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ
وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ

اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم الزکوٰۃ قال ہل علی غیرہا قال لا الا ان تطوع قال فادبر الرجل وہو یقول و
اللّٰہِ لا ازید علی ہذا ولا انقص قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلح ان صدق **ترجمہ** حدیث
بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن ابی اویس اصبحی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے (امام مالک بن انس زنقیہ مشہور
امام اہل مدینہ) نے انہوں نے روایت کی اپنے چچا ابو سہیل بن مالک (نافع مدنی) سے انہوں نے اپنے باپ (مالک بن ابی
عامر) سے انہوں نے سنا طلحہ بن عبید اللہ (بن عثمان قرشی) سے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور مارے گئے یوم الجمل
دسویں جمادی الاولی ۳۶ھ میں اور دفن ہوئے بصرے میں اور ہر کتاب میں انسے چار حدیثیں مروی ہیں) وہ کہتے تھے ایک
شخص آیا (ضمام بن ثعلبہ یا کوئی اور) نجد والوں میں سے (نجد وہ بلند ملک جو تہامہ سے شروع ہوا ہے عراق تک) سر
پریشان (یعنے بال بکھرے ہوئے جیسے گنوار ہوتے ہیں) ہم اسکی آواز کی گونج سنتے تھے (یعنے بھنبھناہٹ) اور سمجھتے نہ تھے جو
کہتا تھا یہانتک کہ وہ قریب آیا تب معلوم ہوا کہ اسلام کو پوچھتا ہے (یعنے اوسکے ارکان و شرایع کو توحید اور تصدیق
کے بعد یا حقیقت اسلام کو اور یہ تاویل ثانی بعید ہے کسلیے کہ جواب سوال کے مطابق نہ ہوگا) جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اسلام پانچ نمازیں ہیں رات اور دن میں (تو معلوم ہوا کہ سوال ارکان و شرائع سے تہا اور جواب اسکے مطابق ہے
اور مؤید ہے اسکو وہ جو اسمٰعیل بن جعفر کی روایت میں ہے مؤلف کی نزدیک صیام میں خبر دو مجھکو اللہ نے کونسی نمازیں مجھپر
فرض کی ہیں اور اسلام عین نماز نہیں ہے تو یہاں اقامت کا لفظ محذوف ہے یعنے پانچ نمازوں کا قائم کرنا) وہ شخص بولا
اسکے سوا بھی کوئی نماز مجھپر واجب ہے آپنے فرمایا نہیں لیکن اگر تو نفل پڑھنا چاہے **ف** قسطلانی نے کہا یہ حدیث
حجت ہے حنفیہ پر جو وتر کو واجب کہتے ہیں اور اصطخری پر شافعیہ میں سے جو عیدین کی نماز کو فرض کفایہ کہتے ہیں اور
اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ نفل شروع کرنے سے واجب نہیں ہو جاتا بلکہ اتمام اوسکا مستحب ہے جیسے اسکا شروع کرنا اور
نسائی وغیرہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روزہ کی نیت کرتے پھر افطار کر ڈالتے اور بخاری میں ہے
کہ آپنے جویریہ بنت حارث کو حکم دیا جمعہ کے دن روزہ کھول ڈالنے کے لیے اور وہ شروع کر چکی تھیں اسکو اس سے معلوم
ہوا کہ نفل کو شروع کرنے سے وہ واجب نہیں ہو جاتا اور یہ نص روزے میں ہے باقی عبادات کو اوسپر قیاس کیا اور حج
میں اسکے خلاف حکم ہے اسلیے کہ اگر حج فاسد ہو جاوے تو بھی اوسکے ارکان کو پورا کرنا چاہیے پھر صحیح کا پورا
کرنا بطریق اولے لازم ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے جب الا ان تطوع کا استثنا منقطع ہو تو یہ مطلب ہوگا نفل شروع
کرنے سے واجب ہو جاتا ہے اور قرطبی نے مالکیہ میں سے کہا ہے کہ مطلب حدیث کا نفی ہے اور کسی چیز کے وجوب کے سوا
تطوع کے اور نفی سے استثنا اثبات ہوتا ہے اور کوئی قائل نہیں ہے وجوب تطوع کا اس صورت میں مطلب یہ ہوگا

مگر جب تو شروع کرے نفل کو تو تجہپر لازم ہے پورا کرنا اسکا اور مسند احمد مین ہے حضرت عائشہ کی روایت سے کہ مین نے اور
ام المومنین حفصہ رضہ نے صبح کی روزہ کی نیت سے پہر ایک بکری ہدیہ آئی ہمارے پاس ہمنے اوسکا گوشت کہایا بعد اسکے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہمنے آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا اوسکے بدل ایک روزہ رکہو اور امر وجوب کے لیے ہے اس سے یہی
معلوم ہوا کہ شروع کر دینے سے نفل کا اتمام لازم ہو جاتا ہے انتہی **ت** پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور روزے
ہین رمضان کے وہ شخص بولا مجہپر اور کوئی روزہ بہی واجب ہے سوا رمضان کے آپنے فرمایا نہین لیکن اگر تو نفل روزہ رکہنا
چاہے **ف** تو جب تو نفل روزہ رکہے اسکا پورا کرنا واجب نہین ہے (یہ شافعیہ کا قول ہے) یا مطلب یہ ہے کہ جب تو نفل
روزہ شروع کر دے تو اوسکا تمام کرنا تجہپر لازم ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا مت باطل کرو اپنے اعمال کو (یہ حنفیہ کا قول ہے)
حافظ ابن حجر نے کہا حنفیہ نے جو اس حدیث سے استدلال کیا ہے اوسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ تمہارے نزدیک روزہ نفل کا
اتمام فرض نہین ہے بلکہ واجب ہے اور استثنا واجب کا فرض سے منقطع ہے کیونکہ دونو متباین ہین اور دوسرا اعتراض یہ ہے
کہ تمہارے نزدیک نفی سے استثنا کرنا اثبات کے لیے نہین ہے بلکہ وہ مسکوت عنہ ہوتا ہے تو نفل روزہ کا کوئی حکم اس حدیث
سے نہ نکلا اور طیبی نے کہا حدیث کا یہ مطلب صحیح تہا جو حنفیہ نے سمجہا ہے مغالطہ ہے اسلیے کہ بیان استثنا غیر جنس سے ہے
کیونکہ تطوع کو لازم نہین کہہ سکتے تو مطلب یہ ہوا کہ سوا اسکے اور کوئی روزہ یا نماز تجہپر فرض نہین ہے البتہ اگر تو نفل پڑہنا
چاہے تو پڑہ سکتا ہے یا نفل روزہ رکہنا چاہے تو رکہ سکتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ تطوع واجب نہین ہے تو سوا فرض کے
اور کچہہ واجب نہ ہوا۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ ظاہر حدیث سے رد ہو گیا ان لوگونکا جو وتر کو یا سنت فجر کو یا صلوۃ الضحی کو یا
عید کی نماز کو یا مغرب کی سنتون کو واجب کہتے ہین انتہی **تغیر ت** طلحہ نے کہا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
اس سے زکوۃ کو بیان کیا وہ بولا اسکے سوا اور کچہہ مجہپر ہے (یعنی اور کوئی صدقہ واجب ہے) آپ نے فرمایا نہین مگر جب تو نفل
صدقہ دینا چاہے راوی نے کہا پہر وہ شخص پیٹہہ موڑ کر چلا اور وہ کہتا تہا قسم خدا کی مین اسسے زیادہ کرونگا نہ اسسے
کم (بلکہ جو آپنے ارشاد فرمایا اوتنا ہی بجا لاونگا وہ اپنی قوم کا پیغام لانے والا تہا اور دین اسلام کو سیکہنے کے لیے آیا تہا اور
اسمعیل بن جعفر کی روایت مین ہے وہ بولا مین تو نفل نہین کرونگا اور جو اللہ تعالے نے مجہپر فرض کیا ہے اسمین کمی بہی نہین
کرونگا یا مراد یہ ہے کہ فرض کی صفت مین کوئی تغیر نہین کرونگا مثلا ظہر کو تین اور مغرب کو چار رکعت پڑہ لون فقط) رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چہٹکارا پایا اور مراد کو پہونچا یہ شخص اگر سچا ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مسلم کی روایت مین
ہے کہ آپنے فرمایا مراد کو پہونچا یہ اگر سچا ہے قسم اسکے باپ کی یا وہ جنت مین جاویگا قسم اسکے باپ کی اگر سچا ہے اور ابو داؤد نے
بہی ایسا ہی روایت کیا اگر کوئی کہے کہ دوسری حدیث مین آپ نے ممانعت کی ہے ماں باپ کی قسم کہانے سے پہر خود اسکے

خلاف کیا اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید یہ مبالغت سے پہلے کی ہے یا یہ کلمہ عادۃً کہا نہ بہ نیت قسم جیسے عرب عادۃً عورت پر خفا ہوتے ہیں تو عقری یا حلقی یا اسکے مثل کلمات کہتے ہیں یا رب کا لفظ محذوف ہے یعنے قسم ہے اسکے باپ کے پروردگار کی اور بعضون نے کہا کہ یہ قیاس ہے اور اسکی دلیل چاہیے اور سہیلی نے اپنے بعض مشایخ سے نقل کیا کہ یہ تصحیف ہے اصل میں واللہ کا لفظ تہا تو دونو لامون کو چہوٹا لکہا پڑہنے والون نے غلطی سے وابیہ پڑہا اور قرطبی نے اسکا انکار کیا اونہون نے کہا یہ لفظ روایت صحیح مین موجود ہے اور انپر اعتماد ضرور ہے اور قرافی نے غفلت کی اور دعوی کیا کہ وابیہ کی روایت صحیح نہین ہے کیونکہ موطا مین نہین ہے اور شاید انہون نے ان جوابات کو پسند نہ کیا تو حدیث کو رد کیا حالانکہ حدیث صحیح ہے بغیر شک کے اور قوی جواب پہلے کے دو جواب ہین اور ابن بطال نے کہا کہ یہ جو آپنے فرمایا مراد کو پہونچا وہ اگر اسنے سچ کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر وہ سچا نہو اور ان کامون کو بجا نہ لاوے تو مراد کو نہ پہونچیگا اور نجات نہ پاویگا اور یہ خلاف ہے مرجیہ کے قول کے اگر کوئی اعتراض کرے کہ صرف ان کامون کے کرنے سے کیونکر فرمایا کہ اسکو نجات ہوگی حالانکہ منہیات کا ذکر نہین کیا ابن بطال نے کہا شاید یہ حدیث اسوقت کی ہو جب منہیات نہین اترے تہے اور یہ عجیب ہے کسلیے کہ ابن بطال نے جزم کیا ہے کہ یوچہنے والا ضمام تہا اور زیادہ قدیم مدت اسکے آنیکی ۵ھ ہجری ہے بعضون نے اوسکے بعد کہا ہے اس سنہ سے پہلے منہیات اتر چکے تہے اور صحیح یہ ہے کہ آپنے اوسکو خبر دی اسلام کے شرائع سے جیسے اسمعیل بن جعفر کی روایت مین خود مولف کے نزدیک باب الصیام مین زیادہ ہے کہ پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسلام کی شرائع بتلائین اگر کوئی کہے کہ نجات کا ہونا اس سے کم نہ کرنے مین تو ظاہر ہے لیکن زیادہ نہ کرنے سے کیا مطلب ہے نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب وہ ان کامون کو بجا لاوے تو اسکو نجات ہوگی اور یہ نہین نکلتا کہ اگر وہ اس سے زیادہ کرے تو نجات نہ ہوگی تو جب اسکی نجات صرف ادائے فرائض سے ہو سکتی ہے تو فرائض اور مندوبات دونو بجا لانے سے بطریق اولے نجات ہوگی اگر کوئی کہے کہ آپنے اسکی قسم پر انکار نہ کیا حالانکہ آپنے انکار کیا ہے اس قسم پر جو کہائی جاوے نیک کام نہ کرنے پر اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مختلف ہے باختلاف اشخاص و احوال اور یہ جاری ہے اصل قاعدہ پر کہ فرائض کا بجا لانیوالا ناجی ہے اور سنن کے ترک کرنیوالے پر گناہ نہین ہے اور طیبی نے کہا کہ احتمال ہے کہ اس شخص نے یہ کلام مبالغہ کے طور پر کیا کمال تصدیق اور کمال قبول سے یعنے مینے آپکا فرمانا قبول کیا نہ اسمین کمی کرونگا نہ بیشی ابن منیر نے کہا احتمال ہے کہ کمی اور بیشی پیام رسانی سے متعلق ہو کیونکہ وہ اپنی قوم کا قاصد تہا حافظ ابن حجر نے کہا یہ دونو احتمال مردود ہین اسمعیل بن جعفر کی روایت سے کیونکہ اسمین صاف موجود ہے کہ مین نفل ادا کرونگا اور نہ فرض مین کچہ کمی کرونگا انتہے ملخصًا قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ سفر کرنا طلب علم کیلیے مشروع ہے اور بغیر قسم کہلائے قسم کہانا درست ہے ... اور اس حدیث کے سب راوی مدنی ہین اور اسناد اسکا

مسلسل ہے قتادہ سے کیونکہ اسمعیل اسکو روایت کرتے ہین اپنے ماموں سے (امام مالک سے) وہ روایت کرتے ہین اپنے چچا سے
اپنے باپ سے مؤلف نے اسکو روایت کیا باب الصوم مین اور باب ترک الحیل مین اور نکالا ہے اسکو مسلم نے کتاب الایمان مین اور
ابوداود نے صلوۃ مین اور نسائی نے صلوۃ اور صوم مین **بَابٌ** تنوین کے ساتھ اتباع الجنائز من الایمان
جنازے کے ساتھ جانا ایمان مین داخل ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے معظم تراجم کو جو شعب ایمان مین بیان
ہین ختم کیا کیونکہ یہ دنیا کا آخر ہے اور اسکے بعد اداء خمس کو ذکر کیا ایک اور وجہ سے جسکو ہم بیان کرین گے قسطلانی
نے کہا جنائز جمع ہے جنازہ بفتح جیم اور بکسر جیم کے بالفتح تو میت کو کہتے ہین اور بالکسر نعش کو یا بالعکس **حدثنا**
احمد بن عبد اللہ بن علی المنجوفی قال حدثنا روح قال حدثنا عوف عن الحسن ومحمد عن ابی ہریرۃ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتبع جنازۃ ایمانا واحتسابا وکان معہ حتی یصلی علیہا
ویفرغ من دفنہا فانہ یرجع من الاجر بقیراطین کل قیراط مثل احد ومن صلی علیہا ثم رجع
قبل ان تدفن فانہ یرجع بقیراط تابعہ عثمان المؤذن قال حدثنا عوف عن محمد عن ابی
ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے احمد بن عبد اللہ بن علی منجوفی نے
(منجوف انکے پردادا ہین) انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے روح (ابن عبادہ بن علاء البصری) نے انہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے عوف (ابن ابی جمیلہ عبدی ہجری البصری) نے انہون نے روایت کی حسن (البصری) اور محمد بن سیرین (ابوبکر انصاری
بصری) سے (دونو تابعی مشہور ہین) انہون نے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص
ساتھ جاوے کسی مسلمان کے جنازے کے ایمان رکہکر خالص خدا کے واسطے (نہ دنیا کے ڈر اور رسم کے واسطے) پہر اسکے ساتھ رہے (یعنی
جنازے کے) یہانتک کہ نماز پڑہے اور پہر فارغ ہو اسکے دفن سے تو وہ دو قیراط ثواب لیکر لوٹیگا ہر ایک قیراط احد پہاڑ کے
برابر ہوگا (تو دو قیراط اسوقت ملین گے جب نماز بہی پڑہے اور دفن کے تمام ہونے تک شریک رہے) اور جو شخص نماز
(جنازے کی) پڑہکر لوٹ آوے دفن سے پہلے اسکو ایک قیراط ثواب ملیگا (پہر اگر نماز پڑہے اور قبر تک اکیلا گیا
جنازے کے ساتھ نہ گیا وہان دفن مین شریک ہوگیا تو دوسرا قیراط نہ ملیگا نووی نے ایسا ہی کہا ہے) **ف** قسطلانی
نے کہا یہ مطلب حدیث کا مفہوم ہی نکلتا ہے اب اگر کوئی دوسرا افضل وارد ہو جیسے کہ صرف دفن مین حاضر رہنے سے ایک قیراط
ملتا ہے تو وہ مقدم ہوگا اس مفہوم پر اور حمل کیا جاویگا دونون مین تفاوت قیراط سے اور اگر صرف نماز پڑہ سکے اور
جنازے کے ساتھ نہ گیا تو بہی ایک قیراط ملیگا پر یہ قیراط اسکے قیراط سے چہوٹا ہوگا جس نے نماز پڑہی اور جنازے کے ساتھ
بہی گیا اور مسلم کی روایت مین ہے کہ ان دو قیراطون مین سے چہوٹا احد پہاڑ کے برابر ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیراط

شہادت مین اور مسلم کی روایت مین یہی ہے کہ جو شخص نماز پڑھے کسی جنازے پر اور اسکے ساتھ نہ جاوے تو اسکو ایک
قیراط ملیگا لیکن احتمال ہے کہ ساتھ جانے سے مراد یہان نماز کے بعد ساتھ جانا ہو اور اگر ساتھ گیا لیکن نماز نہین پڑھی نہ دفن مین شریک
ہوا تو اسکو کچھہ نہ ملیگا بلکہ اشہب سے اسکی کراہت منقول ہے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب الجنائز مین آویگا
اور اس حدیث سے ترغیب نکلی نماز جنازے کی اور جنازے کے ساتھ جانے کی اور دفن مین حاضر رہنے کی اور اسکی راوی سب
بصری ہین سوا ابوہریرہ کے اور روایت کیا اسکو نسائی نے ایمان اور جنائز مین انتہی۔ حافظ ابن حجر نے کہا ابن سیرین
کا تو سماع ابوہریرہ سے صحیح ہے لیکن حسن کے سماع مین ابوہریرہ سے اختلاف ہے اور اکثر یہ کہتے ہین کہ انہون نے ابوہریرہ
سے نہین سنا اور جسنے یہ کہا کہ سنا ہے اسنے وہم کیا باوجود اسکے حسن کثیر الارسال ہین اور انکا عنعنہ سماع پر محمول نہین
ہو سکتا اور مصنف نے اس حدیث کو جیسا سنا تہا ویسا بیان کیا اور قصہ موسی اور بدء الخلق مین بہی ایسی ہی روایت ذکر
کی ہے لیکن ان سب روایتون مین اعتماد مؤلف کا ابن سیرین کی روایت پر ہے کیونکہ وہ یقیناً متصل ہے اور یہ جو فرمایا
جنازے کے ساتھ جاوے اس سے دلیل کی ہے اس شخص نے جو جنازے کے پیچھے چلنا اچھا جانتا ہے حالانکہ یہ استدلال صحیح نہین
کیونکہ ساتھ چلنے سے پیچھے چلنا لازم نہین بلکہ آگے اور پیچھے دونو کو کہہ سکتے ہین جب ساتھ ہو اور یہ مقصد ابن حبان
نے جس حدیث کو صحیح کہا اوسمین موجود ہے ابن عمر کی روایت سے اوسمین آگے چلنا ثابت ہے اور اس روایت سے یہ ثابت
ہوا کہ نماز اور دفن دونو سے دو قیراط ملتے ہین اور صرف نماز سے ایک قیراط ملتا ہے اور یہی صحیح ہے اور بعضون نے یہ کہا ہے
کہ دونو کا ملا کر سب تین قیراط ملتے ہین اور یہ خلاف ہے اور اسکی پوری بحث اگر خدا چاہے تو ہم کتاب الجنائز مین کرینگے
(فتح الباری) **ت** متابعت کی روح کی عوف سے روایت کرنے مین عثمان (ابن ہیثم بن جہم بصری) نے جو مؤذن
تہے (جامع مسجد بصرہ کے) انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عوف (اعرابی) نے انہون نے کہا ہمسے محمد بن سیرین نے اور حسن
سے روایت نہین کیا) انہون نے کہا ہمسے ابوہریرہ رض سے انہون نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مثل اسی حدیث کے
(یعنے اسکے معنی مین نہ لفظ مین اس متابعت کو ابونعیم نے وصل کیا مستخرج مین) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا عثمان
مؤذن امام بخاری کے شیوخ مین سے ہین پہر اگر امام بخاری نے یہ حدیث انسے سنی ہو تو بہ نسبت پہلی اسناد کے ایک درجہ
سند علے ہوئی مگر امام بخاری نے روح کی روایت نقل کی اسلیے کہ روح اتقان مین عثمان سے زیادہ تہے اور اس متابعت
کے ذکر کرنے سے تنبیہ کی اس بات پر کہ اعتماد اس سند مین محمد بن سیرین پر ہے کیونکہ عثمان نے حسن کا ذکر نہین کیا تو شاید
عوف نے کبہی حسن کا ذکر کیا اور کبہی نہ کیا منجوفی شیخ بخاری نے بہی باسقاط حسن روایت کی ہے ذکر کیا اسکو ابونعیم نے مستخرج
اور اس متابعت کو ابونعیم نے وصل کیا مستخرج مین عثمان کی روایت کا یہی مضمون ہے مگر اوسمین [illegible]

اور وہ تقرع من تحتہا کے بدلے وتدفن ہے اور فانہ یرحم بغیر احد کے بدلے فلعلہ قبر احد ہے اور باقی یہی الفاظ ہیں ۔ باب خوف المومن من ان یحبط عملہ وھو لا یشعر ۔ باب اس بیان میں کہ مومن کو ڈرنا چاہیے اپنے اعمال مٹ جانے سے بےخبری میں

ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ باب مرجیہ کے رد کیلیے لائے اگرچہ اگلے ابواب سے بھی انکا رد ہوا ہے لیکن اور اہل بدعات کا بھی رد ہوا ہے انکے ساتھ اور یہ باب خاص مرجیہ کے رد کیلیے ہی اور مرجیہ ارجاء سے ہے ارجاء کے معنی تاخیر ان کو مرجیہ اسلیے کہتے ہیں کہ انہوں نے اعمال کو ایمان سے موخر کیا وہ کہتے ہیں ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور اکثر مرجیہ نطق بالشہادتین کو بھی شرط نہیں کرتے اور گنہگاروں کو کامل مومن جانتے ہیں اور کہتے ہیں ایمان کے ساتھ کوئی گناہ نقصان نہ کریگا اور انکے مقالات کتب اصول میں مذکور ہیں اور اس باب کی مناسبت باب سابق سے یہ ہے کہ باب سابق میں جنازے کے ساتھ جانیکا ثواب مذکور ہے تو اس باب میں بیان کیا کہ اگرچہ یہ ثواب اسکو حاصل ہوگا جو خالص خدا کے لیے جنازے کے ساتھ جاوے اسپر بھی مومن کو ہشیار رہنا چاہیے کہ اپنے اعمال پر غرہ نہ ہو اور ڈرتا رہے کہیں اسکا عمل حبط (لغو) نہ ہو جاوے یعنے ثواب نہ ملے اور بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ امام بخاری نے احباطیہ کے مذہب کو قوی کیا جو کہتے ہیں برائیاں نیکیوں کو باطل کر دیتی ہیں قاضی ابوبکر بن عربی نے انکا رد کیا اور یہ کہا کہ احباط دو طرح پر ہے ایک تو ابطال محض جیسے حباط کفر ایمان کو اور حباط ایمان کفر سے دوسرے احباط موازنہ یعنے برائیوں کا پلہ بھاری کر دینا یہ بھی ابطال کے قریب ہے مگر حقیقۃً احباط نہیں ہے کیونکہ جب دوزخ سے نکلیگا تو اسکی نیکیوں کا ثواب اسکو ملجاویگا اور احباطیہ نے ان دونوں حباطوں میں تمیز نہیں کیا اور حکم کیا کہ گنہگار کافر ہیں اور اکثر قدریہ کا یہی اعتقاد ہے انتہے مختصرًا نووی نے کہا مراد مولف کی حبط سے نقصان ایمان ہے اور ابطال بعض عبادات کا نہ کفر مترجم کہتا ہے کہ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے پر یہ فرقہ اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ گناہوں سے ضرر ہوگا اور گناہ ہونے پر عذاب ہو سکتا ہے اس فرقہ کو بھی محدثین نے مرجیہ کہا ہے اور یہ وہ مرجیہ نہیں ہیں جو اہل سنت سے بالکل خارج ہیں امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب کیطرف اسی ارجاء کی نسبت ہے نہ اس ارجاء کی جو پہلے مذکور ہوا اس امر کو یاد رکھنا چاہیے ۔ وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ التَّیْمِیُّ مَا عَرَضْتُ قَوْلِیْ عَلٰی عَمَلِیْ اِلَّا خَشِیْتُ اَنْ اَکُوْنَ مُکَذَّبًا ابراہیم (بن یزید بن شریک) تیمی نے کہا میں نے جب اپنے قول کا مقابلہ کیا عمل سے تو مجھے ڈر ہوا کہیں لوگ مجھکو جھوٹا نہ کہیں

ف یہ ابراہیم تیمی فقہاء تابعین اور عابدین میں سے ہیں مطلب انکے قول کا یہ ہے کہ جو شخص میرے عمل کو دیکھے کہ میرے قول کے مخالف ہے تو میں ڈرتا ہوں وہ میری تکذیب کریگا اور کہیگا اگر تو سچا ہوتا تو تیرا فعل تیرے قول کے خلاف نہ ہوتا اور یہ انہوں نے اسلیے کہا کہ وہ واعظ تھے اور غرض اس قول کے لانے سے یہ ہے کہ باوجود اسکے کہ ابراہیم تیمی عابد اور واعظ تھے پھر بھی وہ عمل کی غایت کو نہیں پہنچے اور اللہ تعالےٰ نے مذمت کی ہے اسکی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے

لیکن خود عمل سے قاصر ہے فرمایا کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ تو شاید ڈرے کہیں لوگ انکی تکذیب کریں جیسے
مشابہ ہو جاویں تکذیبن کے اس تعلیق کو مؤلف نے وصل کیا اپنی تاریخ میں ابو نعیم سے اور احمد بن حنبل نے زہد میں ابن عیینہ سے
دونوں نے سنا سفیان سے انہوں نے ابو حیان تیمی سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا جیسا
کہ اس آیت اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ مصیبت ہے اس شخص کے لیے جو دوسرے کو نصیحت کرتا ہے اور خود عمل نہیں کرتا
وہ جاہل ہے یا احمق ہے عقل سے خالی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ واعظ کو بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تزکیہ نفس
اور تقویٰ کرنا چاہیے نہ یہ کہ فاسق کو وعظ کہنے سے منع کیا اسلیے کہ امر میں خلل ہو دوسرے میں خلل ڈالنا ضرر و تشنیع انتہی وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ

اَدْرَکْتُ ثَلَاثِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھُمْ یَخَافُ النِّفَاقَ عَلٰی نَفْسِہٖ مَا مِنْھُمْ

اَحَدٌ یَّقُوْلُ اِنَّہٗ عَلٰی اِیْمَانِ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ (عبد اللہ) ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے تیس صحابیوں سے ملاقات کی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ڈرتے تھے نفاق سے اپنے اوپر یعنے خوف تھا ہمیں اخلاص میں خلل آجاوے اور یہ طریق مبالغہ اور تقویٰ
کے تھا ایسا اتفاق واقع نہیں ہوا) کوئی ان میں سے نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبرئیل علیہ السلام یا میکائیل علیہ السلام کا
سا ہو (ف) کیونکہ ان میں کسی کو یقین نہ تھا کہ ہم اخلاص ہی پر قائم رہیں گے اور کوئی امر ایسا لاحق نہ ہوگا جس سے
اخلاص میں خلل آوے جیسے جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کا ایمان ہے ایسا ہونا مشکل ہے کیونکہ وہ دونوں معصوم ہیں اور
لوازم اور اعراض بشریت سے پاک ہیں اس اثر کے معنے کو طبرانی نے اوسط میں مرفوعاً حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اسکا
اسناد ضعیف ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ وہ سب زیادتی اور نقصان ایمان کے قائل تھے حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس تعلیق
کو ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں وصل کیا ہے لیکن عدد کا بیان نہیں کیا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو محمد بن نصر مروزی نے
مطولاً کتاب الایمان میں اور ابو زرعہ دمشقی نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی ملیکہ نے جن صحابہ کو پایا ان میں بزرگتر
حضرت عائشہ ہیں اور انکی بہن اسما اور ام سلمہ اور عبادلہ اربعہ اور ابو ہریرہ اور عقبہ بن حارث اور مسور بن مخرمہ ان
لوگوں سے ابن ابی ملیکہ نے سنا ہے اور ایک جماعت کو پایا ہے زمانہ حضرت علی و سعد بن ابی وقاص کا اور انہوں نے یہ کہا
کہ یہ سب صحابہ نفاق فی الاعمال سے ڈرتے تھے اور کسی سے اسکا خلاف منقول نہیں ہوا تو گویا اجماع ہو گیا ابن بطال نے کہا
ان کی عمریں زیادہ ہوئیں اور انہوں نے وہ رنگ دیکھا زمانے کا جس سے مانوس نہ تھے اور نہ قادر ہوئے اسکے انکار پر تو وہ ڈرے کہیں
سکوت کی وجہ سے ہمارے ایمان میں مداہنت نہ ہو جاوے (فتح) حافظ ابن حجر نے کہا اس سے رد ہو گیا متاخرین متکلمین کا جو اپنے
عقائد کی کتابوں میں اس بات کا کہنا درست جانتے ہیں کہ میرا ایمان جبرئیل یا میکائیل کا سا ایمان ہے اور یہ بڑی جرأت
اور جسارت ہے دین میں اور ایسا ہی کہنے والا خلاف ہے سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کے طریقہ کے وَیُذْکَرُ عَنِ الْحَسَنِ مَا

خائفه الا مؤمن ولا امنه الا منافق اور حسن بصری سے نقل کیا جاتا ہے انہوں نے کہا نفاق سے نہیں ڈرتا مگر جو مومن ہے
اور نفاق سے بیڈر نہیں ہوتا مگر جو منافق ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس تعلیق کو جعفر فریابی نے وصل کیا اپنی کتاب
صفة المنافق میں طرق متعددہ سے بالفاظ مختلفہ اور امام بخاری نے جو صیغہ یذکر کا مجہول بیان کیا تو اسوجہ سے نہیں کہ یہ اثر ضعیف
ہے بلکہ انکی عادت ہے کہ جب کسی اثر کا اختصار یا نقل بالمعنے کرتے ہیں تو ایسا ہی لفظ کہتے ہیں ورنہ اثر صحیح ہے اور اس اختصار
کی وجہ سے بعضوں کو اس اثر کے معنی سمجھنے میں غلطی ہوئی چنانچہ امام نووی نے کہا خافه اور امنه کے ضمیر اللہ کیطرف پھرتی ہے
اور ترجمہ یہ ہے نہیں ڈرتا اللہ سے کوئی مگر مومن اور نہیں بیڈر ہوتا اللہ سے کوئی مگر منافق اور ایسا ہی شرح کی اسکی ابن تین
اور ایک جماعت متاخرین نے اور کرمانی نے بھی یوں ہی تفسیر کی اور یہ مطلب اگرچہ فی نفسه صحیح ہے مگر امام بخاری کے مقصد کے
خلاف ہے اور یہ غلطی ان لوگوں سے اختصار کی وجہ سے ہوئی ورنہ اثر کی اصل عبارت صاف ناطق ہے کہ مراد ڈر نفاق سے
ہے اسیطرح بیڈر ہونا نفاق سے جعفر فریابی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
جعفر بن سلیمان نے انہوں نے سنا معلے بن زیاد سے انہوں نے کہا میں نے سنا امام حسن بصری رح سے وہ حلف کرتے تھے اس مسجد
میں خدا کی جسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے کہ نہیں گذرا کوئی مومن اور نہ باقی ہا مگر وہ نفاق سے ڈرتا ہے اور نہیں
گذرا کوئی منافق اور نہ باقی رہا مگر وہ نفاق سے بیڈر ہے اور کہتے تھے جو نفاق سے نہ ڈرے وہ منافق ہے اور امام احمد بن
حنبل نے کتاب الایمان میں کہا حدیث بیان کی ہم سے روح بن عبادہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام
نے انہوں نے کہا میں نے حسن سے سنا وہ کہتے تھے قسم خدا کی مومن نہیں گذرا اور نہ باقی ہے ایسا جو نفاق سے ڈرتا ہو اور
نہیں بیڈر ہوا نفاق سے مگر منافق اور یہ موافق ہے ابن ابی ملیکہ کے اثر کے جو اوپر گذرا اور سہیں ہے کہ سب ڈرتے تھے
نفاق سے بچنے اور یہ ڈر اللہ سے ڈرنا اگرچہ مطلوب ہے اور محمود ہے لیکن یہ باب اس مطلب کے لیے لایا گیا ہے واللہ اعلم

(فتح الباری) وَمَا يُحْذَرُ مِنَ الْإِصْرَارِ عَلَى التَّقَاتُلِ وَالْعِصْيَانِ مِنْ غَيْرِ تَوْبَةٍ اور اس باب میں بیان ہے اسکا
جس سے ڈرایا جاتا ہے اور وہ کیا ہے اصرار کرنا آپس کے جنگ اور گناہوں پر **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ عطف ہے
خوف پر اور خوف پہلا ترجمہ باب ہے اور یہ دوسرا ترجمہ ہے اور اس باب میں دو حدیثیں ہیں پہلی حدیث دوسرے ترجمہ سے
متعلق ہے اور دوسری حدیث پہلے ترجمہ سے تو یہاں لف و نشر غیر مرتب ہے جیسے اس آیت میں يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ
وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ الآیة اور مراد مؤلف کی اس سے یہ رد ہے مرجئہ کا جو کہتے ہیں گناہوں
سے ڈرنا کچھ ضرور نہیں جیسا بیان پہلے ہو چکا ہے اور مقصود اس آیت کا لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے اور نہیں اصرار کیا انہوں نے اپنے گناہ پر جو کیا جانا اور رد کرتا ہے مرجئہ کا اسواسطے کہ اللہ تعالی نے

تعریف کی ان لوگوں کی جو اپنے گناہ سے استغفار کرتے ہیں اور اس پر اصرار نہیں کرتے اس سے یہ نکلا کہ جو لوگ اصرار کرتے ہیں گناہ
پر وہ بُرے ہیں اور آیات سے زیادہ صاف دوسری آیت ہے جسکو مولف نے بیان نہیں کیا لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا
تَجْهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ یعنے مت بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اور مت پکار کر بات
کرو نبی سے جیسے ایک دوسرے سے پکار کر کرتے ہو ایسا نہو تمہارے اعمال لغو (حبط) ہو جاویں اور تمکو خبر نہو تو جو کوئی نفاق
عمل یعنے گناہ پر اصرار کرے اوسپر خوف ہے نفاق کفر کا اور گویا مصنف نے اشارہ کیا عبد اللہ بن عمرو کی حدیث کیطرف
جسکو امام احمد نے مرفوعًا روایت کیا خرابی ہے اصرار کرنے والوں کی جو اصرار (ہٹ) کرتے ہیں اپنے گناہ پر اور جانتے ہیں یعنے
جانتے ہیں کہ جو کوئی توبہ کرے اللہ اسکو معاف کر دیتا ہے پھر توبہ نہیں کرتے یہ تفسیر ہے مجاہد وغیرہ کی اور روایت کیا ترمذی
نے ابو بکر صدیق رض سے مرفوعًا جسنے توبہ کی اوسنے اصرار نہیں کیا اگرچہ ایک دن میں ستر بار وہی گناہ کرے ۱ اور دو [illegible]
حسن بن زخم) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَیْدٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا وَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ
فَقَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ کُفْرٌ **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عرعرہ (بن برند بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے انہوں نے
روایت کی زبید (بن حارث بن عبد الکریم یامی) سے (انکی کنیت ابو عبد الرحمن ہے اور یہ حدیث شعبہ نے منصور بن معتمر سے
بھی سنی ہے اور اعمش سے) انہوں نے کہا میں نے پوچھا ابو وائل (شقیق بن سلمہ اسدی کوفی تابعی مشہور سے) مرجئہ کو
راویوں کا مذہب کہ گناہ کا کرنیوالا فاسق نہیں ہے صحیح ہے یا غلط) انہوں نے کہا (یعنے ابو وائل نے زبید سے) حدیث
بیان کی مجھسے عبد اللہ (بن مسعود رض) نے کہ فرمایا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان کو گالی دینا
فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابو داؤد طیالسی نے شعبہ سے روایت کیا انہوں نے سنا
زبید سے کہ جب مرجئہ پیدا ہوئے تو میں ابو وائل پاس آیا اور ان سے بیان کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زبید نے ابو وائل
سے مرجئہ کا اعتقاد پوچھا اور یہ سوال اس وقت ہوا جب مرجئہ ظاہر ہو چکے تھے اور ابو وائل کی وفات سنہ ۹۹ یا سنہ ۸۲ میں ہوئی
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارجاء کی بدعت قدیم ہے اور ابو وائل کی متابعت کی ہے حدیث میں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود نے
اسکو ترمذی نے نکالا اور کہا صحیح ہے لفظ اسکا یہ ہے قِتَالُ الْمُسْلِمِ اَخَاهُ کُفْرٌ وَسِبَابُهٗ فُسُوْقٌ یعنے مسلمان کا قتال اپنے بھائی سے
کفر ہے اور سباب فسق ہے اور روایت کیا اسکو ایک جماعت نے عبد اللہ بن مسعود سے موقوفًا اور مرفوعًا اور روایت کیا اسکو نسائی
نے سعد بن ابی وقاص سے مرفوعًا تو غلط ہو گیا دعوی اس شخص کا جسنے کہا کہ ابو وائل متفرد ہیں یا ہمہ احادیث کی اور سباب بکسر سین یعنے
ہیں ایک شخص کی وہ بات بیان کرنیکو جو اسمیں نہیں ہے عیب کی نیت سے اور بعضوں نے کہا سباب کے معنے یہاں ہیں گالی

کلوچ کرنا اور فسوق کہتے ہین اللہ اور رسول کی اطاعت سے نکل جانے کو اور وہ عرف شرع مین عصیان سے زیادہ ہے فرمایا
اللہ تعالے نے وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان تو حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسلمان کی تعظیم کرنا چاہیے اور جو ناحق مسلمان
کو گالی دے وہ فاسق ہے اور رد ہے مرجیہ پر اور اس سے ظاہر ہو جاتی ہے ابو وائل کے جواب کی مطابقت سوال سے گویا انہون
نے کہا مرجیہ کا مذہب کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایسا فرمایا قسطلانی نے کہا مطلب ابو وائل
کا یہ ہے کہ مرجیہ کا یہ قول کہ کبیرہ کا مرتکب فاسق نہین ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ مسلمان کو گالی دینے والا فاسق ہے اور لڑنے والا مسلمان سے کافر ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرجیہ کا قول غلط ہے
اور مطابقت ہو جاتی ہے زبید کے سوال اور ابو وائل کے جواب مین اور کفر سے مراد یہان وہ کفر نہین ہے جو ملت اسلام سے
باہر کر دیتا ہے بلکہ اطلاق کفر بطور مبالغہ کے ہے تحذیر اور تخویف کے لیے کیونکہ قواعد مقررہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ ایسے
کامون سے کفر نہین ہوتا یا اطلاق کفر بطور مشابہت کے ہے یعنے مسلمان سے لڑنا کافر کا فعل ہے یا کفر لغوی مراد ہے جسکے
معنے چھپانے کے ہین گویا اوسنے لڑکر مسلمان کا حق چھپایا یا وہ کیا تھا اوسکی مدد کرنا اعانت کرنا اوسکے ایذا سے باز رہنا فتح
الباری مین ہے اگر کوئی کہے اس حدیث سے مرجیہ کا رد ہوتا ہے لیکن ظاہر اسکا قوت دیتا ہے خوارج کے مذہب کو جو گناہ کرنے
والے کو کافر کہتے ہین اسکا جواب یہ ہے کہ بدعتی پر مبالغہ رد کرنے سے یہ بات نکلتی ہے اور خوارج کی دلیل نہین ہو سکتی کیونکہ
ظاہر حدیث مقصود نہین ہے بلکہ قتال چونکہ سباب سے زیادہ تھا کیونکہ قتال سے جان جاتی ہے تو اوسکے لیے فسق سے زیادہ ایک
لفظ کا استعمال کیا وہ کیا ہے کفر اور حقیقت کفر مراد نہین ہے یہ بیان کیا وہی جسکا خلاصہ قسطلانی سے مذکور ہوا اور
زیادہ کیا یہ کہ بعضون نے کہا کفر سے یہان پر غرض ہے کہ قتال اس فعل کا کبھی کفر ہوتا ہے اور قاتل مومن شومی فعل
سے کفر کے درجے تک پہنچ جاتا ہے اور یہ بعید ہے اور اس سے زیادہ بعید وہ تاویل ہے کہ مراد وہ قاتل ہے جو قتل مومن
کو حلال سمجھے کس لیے کہ ایسا تو مومن کو بھی حلال سمجھنے والا کافر ہے اور انکا بیان خدا چاہے تو کتاب المحاربین مین آویگا اور اسی
کے مثل وہ حدیث ہے لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض یعنے میرے بعد کافر مت ہو جانا ایک دوسرے کی گردنین
مار کر لیتے مختصرا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو بخاری نے ادب مین اور مسلم نے ایمان مین اور ترمذی نے جامع مین ایمان
کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نسائی نے محاربین مین روایت کیا **حدثنا** قتیبة بن سعید حدثنا
اسمعیل بن جعفر عن حمید عن انس قال اخبرنی عبادة بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم خرج یخبر بلیلة القدر فتلاحی رجلان من المسلمین فقال انی خرجت لاخبرکم بلیلة
القدر وانه تلاحی فلان وفلان فرفعت وعسی ان یکون خیرا لکم التمسوها فی السبع والتسع
والخمس

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ بن سعید نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن جعفر (انصاری مدنی) نے انہون
نے روایت کی حمید (بن ابی حمید خزاعی بصری) سے انہون نے انس بن مالک (صحابی مشہور) سے (اور عقیلی اور ابن عساکر کی
روایت مین حدثنا انس ہے تو شبہہ تدلیس جو حمید پر ہے جاتا رہا) انہون نے سنا عبادہ بن صامت (صحابی) سے تو یہ حدیث صحابی
نے صحابی سے روایت کی اسے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے شب قدر کی خبر دینے کو اتنے مین دو شخص مسلمانون
مین سے لڑنے لگے (وہ عبداللہ بن ابی حدرد اور کعب بن مالک تھے کعب کا عبداللہ پر قرض آتا تھا دونون مین تکرار ہوئی اور
آواز بلند ہوئی مسجد مین) آپ نے فرمایا مین اسلیے نکلا تھا کہ تم کو شب قدر بتلاؤن لیکن فلان اور فلان لڑے تو میرے
دل سے اسکا خیال جاتا رہا (یعنے مین بھول گیا شب قدر کون سی تاریخ ہے مسلم کی روایت مین صاف یہ ہے کہ مین بھول گیا) اور شاید یہ بھول
جانا) تمہارے لیے بہتر ہو (تاکہ تم زیادہ کوشش کرو اسکے طلب مین اور زیادہ عبادت کرو اگرچہ شب قدر کے معلوم ہو جانے مین
اس سے زیادہ بہتری تھی) اب ڈھونڈو تم اسکو ستائیسوین اور انتیسوین اور پچیسوین (رات) مین (رمضان کی) **ف**
اس حدیث کو باب سے کیا مناسبت ہے اسمین حیران ہوئے ہین بہت علما حافظ ابن حجر نے کہا یہ جھگڑا مسجد مین ہوا اور رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آوازین بلند ہوئین اور آپکے سامنے آوازین بلند کرنا ممنوع ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی یہانتک کہ فرمایا ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون یعنے تمہارے اعمال حبط ہوجاوین اور تمکو
خبر نہ ہو اور یہی پہلا ترجمہ ہے باب کا کہ مومن کو حبط اعمال سے خوف کرنا چاہیے تو یہ حدیث اس آیت کی باب سے مناسب ہے اور
اس آیت کیطرف اشارہ خفیہ حدیث مین موجود ہے کیونکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی منازعت سبب ہوئی ارتفاع شب
قدر کی اور حرمان کی اس نعمت عظمی سے اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جسجگہ شیطان آتا ہے وہان سے برکت اور خیر اٹھ جاتی ہے
اور مخاصمت طلب حق کیلیے گو مذموم نہین ہے مگر مسجد مین ممنوع ہے وہ تو ذکر الہی کے لیے بنی ہے خصوصا رمضان کے
مہینہ مین تو برائی مخاصمت کی اس وجہ سے ہوئی نہ فی ذاتہ علاوہ اسکے یہ مخاصمت رفع صوت کو موجب ہوئی بحضور جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نص قرآنی سے ممنوع اور باعث احباط اعمال ہے اور آیت کا یہ مضمون نہین ہے کہ اس امر پہ
مواخذہ ہوگا جو بلا قصد سرزد ہو بلکہ یہ مطلب ہے کہ تم نہین جانتے احباط کو کیونکہ تم اس گناہ کو چھوٹا سمجھتے ہو اور کبھی
آدمی یہ جانتا ہے کہ یہ فعل گناہ ہے پر یہ نہین جانتا کہ وہ کبیرہ ہے جیسے دوسری احادیث مین ہے کہ ان دو قبر والون
کو عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ مین عذاب نہین ہو رہا ہے انتہی مختصرا مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث کی مناسبت یون بھی
ہوسکتی ہے کہ پہلی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور دوسری احادیث مین یہ کہ مسلمانون مین سے
دو آدمی لڑے اور لڑائی مین سباب ضرور ہوا ہوگا تو باوجود سباب کے دونون کو مسلمان کہا اس سے رد ہوا قدریہ کا

جو کہتے ہیں کہ گناہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے مگر اس مناسبت کو اس باب کے ترجمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور صحیح وہی ہے جو حافظ
ابن حجر نے کہا اور ایسا سبب بھی ہو سکتی ہے کہ گناہ کی وجہ سے حرمان نعمت کی سزا ہے اور حرمان نعمت مثل عذاب کے ہے تو
گناہ پر عذاب ہوا اور معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو گناہ سے ڈرنا ضرور ہے اور یہ خلاف ہے مرجیہ کے جو کہتے ہیں کہ ایمان ہوتے ہوئے
معصیت سے کچھ ضرر نہیں ہے اس صورت میں یہ حدیث بھی دوسرے ترجمہ سے متعلق ہوگی اور پہلے ترجمہ سے متعلق کوئی حدیث
نہ ہوگی واللہ اعلم **باب** سُؤَالِ جِبْرَائِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ
وَعِلْمِ السَّاعَةِ باب بیان میں اس کے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایمان اور اسلام اور احسان اور
قیامت کو پوچھا (یعنے قیامت کے وقت کو وہ کب آویگی) وَبَيَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ اور جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں کو بیان فرمایا (یعنے اکثر چیزوں کو کیونکہ قیامت کا وقت آپ نے نہیں بتلایا) فتح الباری میں ہے
اوپر گذرا کہ مؤلف کے نزدیک ایمان و اسلام دونوں ایک ہیں اور حضرت جبرئیل کے سوال اور آپ کے جواب سے ظاہر یہ نکلتا تھا
کہ یہ دونوں مغایر ہیں تو اسکو رد کیا اور کہا ثُمَّ قَالَ جَاءَ جِبْرِيلُ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ دِينًا پھر حدیث
میں (جو آگے مذکور ہوگی) آپ نے فرمایا جبرئیل آئے تھے تمکو تمہارا دین سکھانے کو تو آپ نے ان سب باتوں کو (ایمان و اسلام
اور احسان و قیامت کے اعتقاد کو) دین فرمایا وَمَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ مِنَ الْإِيمَانِ
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے پیامبر والوں کو ایمان بتلایا (یعنے احادیث میں جو آگے مذکور ہوگی آپ نے
ایمان کی وہ تعریف کی جو حدیث جبرئیل میں اسلام کی کی ہے اس سے یہ نکلا کہ ایمان و اسلام ایک ہے) وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَمَنْ
يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ اور فرمایا اللہ تعالے نے جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا کوئی دین اختیار کرے
تو وہ ہرگز قبول نہ ہوگا اسکی طرف سے (اس سے یہ نکلا کہ اسلام اور دین ایک ہے) **ف** یہاں مؤلف نے تین دلیلیں بیان
کیں پہلی دلیل سے یہ نکلا کہ ایمان و اسلام اور احسان و قیامت کا اعتقاد یہ سب دین ہیں یعنے دین میں داخل ہیں دوسری
دلیل سے یہ نکلا کہ ایمان و اسلام ایک ہے تیسری دلیل سے یہ نکلا کہ اسلام اور دین ایک ہے حاصل ان سب کا یہ ہوا کہ ایمان
اور اسلام اور دین ایک ہیں اور یہی مقصود ہے مؤلف کا حافظ ابن حجر نے کہا ابو عوانہ اسفراینی نے اپنے صحیح میں مزنی سے
نقل کیا جو شاگرد تھے امام شافعی رح کے کہ ایمان و اسلام ایک ہیں اور دونوں کا معنے ایک ہی ہے اور یہی سنا ہے انہوں نے امام
شافعی سے اور امام احمد رح سے مروی ہے کہ ایمان و اسلام متغائر ہیں اور ہر ایک قول کی دلیلیں ہیں جو معارض ہیں ایک دوسرے کے
خطابی نے کہا اس مسئلہ میں دو بڑے اماموں نے تالیف کی اور ہر ایک نے بہت دلیلیں بیان کیں اور حق یہ ہے کہ اسلام عام
ہے اور ایمان خاص ہے تو ہر مومن مسلم ہے اور ہر مسلم مومن نہیں ہے تمام ہوا کلام خطابی کا اور مقتضی اسکا یہ ہے کہ اسلام کا اطلاق

اعتقاد اور عمل دونو ضرور نہیں ہوتا بخلاف ایمان کے اسمیں اعتقاد اور عمل دونو ضرور ہیں اور اعتراض ہوتا ہے اسپر کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ورضیت لکم الاسلام دینا کیونکہ اسلام بیان شامل ہے عمل اور اعتقاد دونوں کو اسواسطے کہ جو کوئی عمل کرے بغیر اعتقاد کے
اسکا دین خدا کو پسند نہیں ہو سکتا اور اسی سے استدلال کیا ہے مزنی اور بغوی نے اور انہوں نے حدیث جبرئیل میں کہا کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اسلام اعمال ظاہرہ کو فرمایا اور ایمان اعتقاد قلبی کو اور یہ اسوجہ سے نہیں ہے کہ
اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں یا اسوجہ سے کہ اعتقاد قلبی اسلام میں ضرور نہیں ہے بلکہ یہ تفصیل ہے ایک مجموعہ کی جو ایک شے ہے اور
سب کو دین کہتے ہیں اور اسواسطے آپنے فرمایا وہ آئے تھے تمہارا دین تمکو سکھلانے کو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ورضیت لکم الاسلام
دینا اور فرمایا ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ اور ظاہر ہے کہ دین خدا کو اسی وقت پسند اور مقبول ہوگا جب تصدیق
قلبی بھی اسکے ساتھ ہو اور ان سب دلائل سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک لفظ کی ایک حقیقت شرعیہ ہے جیسے ہر ایک کی ایک
حقیقت لغویہ بھی اور ہر ایک دوسرے کو مستلزم ہے بمعنے تکمیل کے تو جیسے عمل کرنیوالا کامل مسلمان نہیں ہو سکتا بغیر
تصدیق کے اسیطرح اعتقاد کرنے والا کامل مومن نہیں ہو سکتا جبتک عمل نہ کرے اور جہاں ایمان بولتے ہیں اور اسلام مراد
لیتے ہیں یا بالعکس تو یہ مجازاً ہے بلحاظ قرائن کے اور اسمعیلی نے اہلسنت اور جماعت سے یہی نقل کیا ہے انہوں نے
کہا دونوں کی دلالت جب دونوں کا ایک ہی جگہہ استعمال ہو مختلف ہے لیکن جہاں ایک ہی کا استعمال ہو تو دوسرا
بھی اسمیں داخل ہے اور اسی پر محمول ہے وہ جو محمد بن نصر نے نقل کیا اور انکی متابعت کی ابن عبد البر نے اکثر علما سے
کہ انہوں نے اسلام اور ایمان کو مساوی کہا جیسے حدیث عبد القیس سے نکلتا ہے اور وہ جو بالکائی اور ابن
سمعانی نے اہلسنت سے نقل کیا کہ انہوں نے ایمان اور اسلام میں فرق کیا جیسے حدیث جبرئیل میں ہے تمام ہوا کلام حافظ
ابن حجر کا مترجم کہتا ہے اللہ جزائے خیر دیوے حافظ ابن حجر کو جو بڑے محقق ہیں علم حدیث اور شریعت کے کیا خوب فیصلہ
کیا ہے اس امر اختلافی میں جسمیں بڑے بڑے علما کی عقلیں حیران ہیں قرآن شریف میں ان الدین عند اللہ الاسلام
اور الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اور فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین ان
آیات سے اتحاد ایمان و اسلام نکلتا ہے اور قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا سے تغایر نکلتا ہے
اسیطرح احادیث میں حدیث جبرئیل سے تغایر نکلتا ہے اور حدیث وفد عبد القیس سے اتحاد پس حافظ صاحب نے
یہ فیصلہ کیا کہ جہاں ایمان و اسلام دونوں کا استعمال ہے وہاں تو تغایر ہے اور جہاں صرف ایک لفظ کا استعمال ہے جیسے
صرف ایمان کا یا صرف اسلام کا تو وہاں اتحاد ہے اس فیصلہ پر صرف ایک یہی اعتراض ہوتا ہے کہ سورۂ ذاریات میں
ان آیتوں میں فاخرجنا من کان فیہا من المومنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین دونو لفظوں کا استعمال ہے اور

مراد ایمان اور اسلام سے یہان ایک ہے اور حافظ صاحب کے قاعدہ بموجب یہان تغایر لازم تہا اور شاید یاد رہے سو اسطے
حافظ صاحب نے اسکا خیال نہ کیا واللہ اعلم **حدثنا** مسدد قال حدثنا اسمعیل بن ابراہیم اخبرنا ابو حیان
التیمی عن ابی زرعة عن ابی هریرة قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بارزا یوما للناس فاتاہ
رجل فقال ما الایمان قال الایمان ان تؤمن باللہ وملائکتہ وبلقائہ ورسلہ وتؤمن بالبعث
قال ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ وتقیم الصلوة وتؤدی الزکوة المفروضة
وتصوم رمضان قال ما الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک قال
متی الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل وساخبرک عن اشراطها اذا ولدت الامة ربها
واذا تطاول رعاة الابل البهم فی البنیان فی خمس لا یعلمهن الا اللہ ثم تلا النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعة الایة ثم ادبر فقال ردوہ فلم یروا شیئا فقال هذا جبرئیل
جاء یعلم الناس دینهم قال ابو عبد اللہ جعل ذلک کلہ من الایمان **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد
(مسرہد) نے انہون کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابراہیم (ابن سہم) نے انہون کہا خبردی ہمکو ابو حیان (یحیی
بن سعید بن حیان) تیمی نے اونہون نے روایت کی ابو زرعہ (ہرم بن عمرو بن جریر بجلی) سے انہون نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے انہون نے کہا ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم لوگون مین برآمد تہے اسوقت ایک شخص آیا (یعنی
ایک فرشتہ جو آدمی کی صورت مین تہا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت جبرئیل آئے) **ف** فتح الباری مین ہے یعنی
ایک فرشتہ آیا آدمی کی صورت مین اور مصنف نے تفسیر مین روایت کیا کہ ایک شخص آیا پاؤن سے چلتا ہوا اور
ابو فروہ کی روایت مین ہے ہم آپکے پاس بیٹھے تہے اتنے مین ایک شخص آیا جو سب لوگون سے زیادہ خوبرو تہا اور سب لوگون سے زیادہ
خوشبودار تہا گویا اوسکے کپڑون مین میل نہ لگا تہا اور مسلم نے روایت کیا طریق کہمس سے حضرت عمر رض سے کہ ایک دن
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تہے اتنے مین ایک شخص ہم پر نمودار ہوا جسکے کپڑے بہت سفید تہے اور
بال کالے تہے اور ابن حبان کی روایت مین ہے ڈاڑھی بہت کالی تہی اور سفر کا نشان معلوم نہ ہوتا تہا نہ کوئی ہم سے اسکو
پہچانتا تہا یہانتک کہ بیٹھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اپنے گھٹنے آپکے گھٹنون سے ملا دیے اور اپنی ہتھیلیان اپنے
رانون پر رکہین یا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے رانون پر رکہین اور سلیمان تیمی کی روایت مین ہے کہ اسکی شکل مسافر کی سی نہ تہی نہ وہ
شہر کے رہنے والا تہا پہر اوسنے لوگون کی گردنین پہاندین یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا جیسے کوئی ہم
سے نماز مین بیٹھتا ہے پہر اپنا ہاتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنون پر رکہا اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباس اور ابو عامر

اشعری کی حدیث مین پھر اسنے اپنا ہاتھ آپ کی گھٹنونپر رکھا ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ فخذیہ کی ضمیر رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے طرف پھرتی ہی اور اسی پر یقین کیا بغوی اور اسمعیل تیمی نے اور ترجیح دی اسکو طیبی نے اور نووی اور
اور تورپشتی نے کہا کہ فخذیہ کی ضمیر اس شخص کیطرف پھرتی ہے یعنی اسنے اپنے ہاتھ اپنے دونو رانونپر رکھے جیسے شاگرد استاد کے
سامنے بیٹھتا ہے اور یہ اگرچہ ظاہر ہے سیاق حدیث سے مگر اسکا ہاتھ رکھنا آپ کے رانونپر ایک ایسا فعل ہے جس سے توجہ
اور دلکا تعلق آپکا کلام سننے کے لیے معلوم ہوتا ہے اور اسمین اشارہ ہی کہ مسئول کو تواضع اور صبر سائل کی گستاخی اور زیادتی
پر لازم ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس شخص نے مبالغہ کیا اپنا حال چھپانے مین کہ لوگونکو یہ گمان قوی ہو کہ وہ شخص گنوار [illegible]
مین سے ہے عرب کے اور اسیواسطے اسنے لوگونکو پھاندا اور آپ کے قریب گیا اور صحابہ نے اسکا فعل عجیب سمجھا اور دوسری
وجہ یہ بھی تھی کہ وہ شہر والون مین سے نہ تھا اور پیدل آیا تھا اور اسپر سفر کا نشان معلوم نہ ہوتا تھا اگر کوئی یہ اعتراض کرے
کہ حضرت عمر نے کیونکر جانا کہ اس شخص کو کسی نے نہ پہچانا اسکا جواب یہ ہے کہ انہون نے ایسا گمان کیا یا لوگون سے پوچھ لیا
ہوگا اور انہون نے کہا ہوگا کہ ہم اسکو نہین پہچانتے مین کہتا ہون کہ دوسرا جواب بہتر ہے اور عثمان بن غیاث کی روایت
مین ایسا ہی ہے اوسمین یہ ہے کہ لوگ ایکدوسریکو دیکھنے لگے اور انہون نے کہا ہم اس شخص کو نہین پہچانتے اور امام مسلم نے عمارہ
بن قعقاع کی روایت مین اس حدیث کا سبب ورود بیان کیا ہے اوسکے شروع مین یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا
مجھ سے پوچھو وہ ڈرے پوچھنے مین تب ایک شخص آیا اور ابن مندہ کی روایت مین ہے یزید بن زریع کے طریق سے انہون نے
کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے مین ایک شخص آیا تو شاید آپنے خطبہ ہی مین صحابہ کو پوچھنے
کا حکم دیا ہوگا اور ظاہر حدیث یہ ہی کہ وہ خطبہ کے وقت مین آیا اور شاید خطبہ اسوقت ختم ہوگیا ہوگا یا آپ بیٹھے ہونگے
اور راوی نے اسکو تعبیر کیا خطبہ سے انتہی ما قال الحافظ رح **ف** اور کہنے لگا اسلام کے بعد جیسے مسلم کی روایت مین ہی یا محمد
ایمان کس کو کہتے ہین **ف** مصنف نے تفسیر مین زیادہ کیا اوسنے کہا یا رسول اللہ ایمان کسکو کہتے ہین اگر کوئی کہے کہ
اسنے سلام سے پہلے کیونکر سوال کیا اسکا جواب یہ ہے کہ سلام نہ کرنا مبالغہ ہے اپنے چھپانے مین تاکہ لوگ اسکو گنوار سمجھین یا اسلیے
کہ سلام واجب نہین ہے (یعنے ابتدا اسلام کرنا اور جواب دینا واجب ہے) یا اسنے سلام کیا ہوگا لیکن راوی نے نقل نہین
کیا مین کہتا ہون تیسرا قول معتمد ہے کیونکہ ابو فروہ کی روایت مین ثابت ہوا اسمین یہ ہے کہ اوسکے کپڑے ایسے تھے گویا
انمین میل لگا ہی نہین یہانتک کہ اسنے سلام کیا بچھونے کے کنارہ سے اور کہا السلام علیک یا محمد آپنے جواب دیا پھر وہ بولا
اے محمد مین نزدیک آؤن آپنے فرمایا نزدیک آ پھر وہ برابر یہی کہتا جاتا تھا مین نزدیک آؤن کئی بار اور آپ فرماتے جاتے
تھے نزدیک آ اور ایسا ہی عطا کی روایت مین ابن عمر سے اسمین یہ ہی کہ اوسنے کہا السلام علیک یا رسول اللہ [illegible]

کی روایت مین ہے اُس نے کہا یا رسول اللہ مین آپ سے نزدیک آؤن آپنے فرمایا نزدیک آ اور سلام کا ذکر نہین کیا غرض روایتین مختلف ہو مین کسی مین ہی یا محمد کہنا ہے کسی مین یا رسول اللہ کسی مین پہلے سلام کیا کسی مین سلام کا ذکر نہین ہے اور ذکر کرنے والا مقدم ہے سکوت کرنیوالی پر اور قرطبی نے کہا بر بنا اس روایت کی جسمین سلام کا ذکر نہین ہے اور یا محمد کا ذکر ہے غرض اسکی تھی کہ اپنے تئین چھپا دے اور اسی لیے گنوارون کا سا کام کیا مین کہتا ہون دونون روایتون مین جمع ہو سکتا ہے اسطرح سے کہ پہلے اوسنے آپکا نام لیا ہو یہی غرض ہے (یعنے چھپانے کی غرض سے) پھر آپسے خطاب کیا ہو یا رسول اللہ کے ساتھ قرطبی کی روایت مین ہے اوسنے کہا السلام علیکم یا محمد اس سے یہ نکلا کہ جب کوئی مجلس مین آوے تو عام سلام کرے (یعنے صیغہ جمع سے) پھر جسکو چاہے خاص کر لے اور مین جن روایتون پر واقف ہوا اُن مین تو صیغہ افراد کا مذکور ہے یعنے السلام علیک یا محمد اور پہلے ایمان سے سوال کیا کیونکہ وہ اصل ہے اور سلام کو اسکے بعد کہا کیونکہ اسلام سے ایمان کے دعوی کی تصدیق ظاہر ہوتی ہے اور اسکے بعد احسان کو ذکر کیا کیونکہ احسان دونون سے متعلق ہے اور عمارہ بن قعقاع کی روایت مین ہے کہ پہلے اسلام کو پوچھا کیونکہ ظاہر اسلام ہی ہے اور ایمان کو اُسکے بعد کہا کیونکہ وہ امر باطنی اور قلبی ہے اور طیبی نے اسی روایت کو ترجیح دی ہے اسلیے کہ اسمین ترقی ہے ادنے سے طرف اعلے کی اور اسمین کچھ شک نہین کہ قصہ ایک ہے اور اختلاف کیا راویون نے اسکے بیان اور سیاق مین کوئی ترتیب نہین ہے اور دلالت کرتی ہے اسپر مطر وراق کی روایت اوسمین پہلے اسلام کا ذکر ہے پھر احسان کا پھر ایمان کا اور حق یہی ہے کہ واقعہ ایک ہے اور تقدیم اور تاخیر رواۃ کیطرف سے ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا یہ سوال ہے ایمان کے متعلقات سے نہ نفس ایمان کی ماہیت سے گویا اُسنے یہ سوال کیا کن چیزون پر ایمان (یقین) کہنا چاہیے

ت آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر یقین رکھے **ف** یعنے اللہ تعالے کے وجود کی تصدیق کرے اور اُسکے صفات ضروریہ کو ملنے اور ظاہر یہ ہے کہ آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ وہ شخص متعلقات ایمان کو پوچھتا ہے نہ حقیقت ایمان کو ورنہ آپ یون جواب دیتے کہ ایمان تصدیق کو کہتے ہین تو سوال ایمان شرعی سے ہے اور تعریف مین جو تؤمن کا لفظ آیا ہے اُس سے مراد یقین یعنی ایمان لغوی ہے اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ یہ تعریف الشی بنفسہ ہے اور تصدیق حضرت جبرئیل کی مبنی ہے اس امر پر کہ یہ مثل ایک دعوی کے ہے کہ ایمان کا مصداق یہ ہے نہ تصدیق نفس تحدید کی کیونکہ وہ تصور ہے اور اسکی تصدیق متعلق نہین ہو سکتی (قسطلانی) حافظ ابن حجر نے کہا اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اُسکے وجود کا یقین کرین اور اس بات کا کہ وہ موصوف ہے صفات کمال سے اور پاک ہے نقص کی صفات سے مترجم کہتا ہے صفات کمال وہ ہین جو عمدہ اور بہتر صفات ہین جیسے حیوۃ قدرت علم ارادہ مشیت کلام وغیرہ ان صفات سے اللہ تعالے کو موصوف جانے اور نقص کے صفات جیسے محتاج ہونا حادث ہونا کسی سے جنا جانا یا کسی کو جننا بھوکا ہونا پیاسا ہونا سونا غافل ہونا اونگھنا وغیرہ وغیرہ ایسے صفات سے اللہ جل جلالہ پاک اور منزہ ہے

اب بہی وہ صفات جنمین کوئی نقص اور عیب نہین ہے اور شرع مین وہ صفات خدا کیلیے وارد ہین انپر بھی ایمان لانا واجب ہے
جیسے نزول اور استوا اور مجی اور اتیان اور ضحک اور تعجب وغیرہ وغیرہ اور صفات الہیہ کا بیان انپر اپنے مقام پر خدا چاہے تو
تفصیل سے کیا جائیگا۔ اللہ جل جلالہ کے وجود کے تصدیق عقل سے ہے اور وہ انسان کی فطرت مین داخل ہے **ت**
اور اسکے فرشتون پر **ف** کہ وہ اللہ تعالی کے پاک بندے ہین اللہ تعالی نے اُنکو عزت دی وہ اُسکے حکم کے مطابق چلتے ہین
اور فرشتونکو مقدم کیا کتابون اور پیغمبرونپر اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو کتاب دیکر پیغمبرونکے پاس بہیجا اور اس سے
یہ نہین نکلتا کہ فرشتہ پیغمبر سے افضل ہے (فتح) قسطلانی نے کہا فرشتے نور کے اجسام ہین اور جس شکل پر چاہین وہ بن
سکتے ہین **ت** اور اُس سے ملنے پر **ف** اصیلی کی روایت مین بلقائہ سے پہلے وکتبہ ہے اور باب التفسیر مین باتفاق
رواۃ یہ لفظ مذکور ہے یعنے ایمان لاوے اُسکی کتابونپر کہ وہ اُسکا کلام ہین اور جو مضمون اُن مین ہے وہ حق ہے مشہور کتابین
اللہ جل جلالہ کی چار ہین توریت جو حضرت موسی علیہ السلام پر اوتری اور انجیل جو حضرت عیسے علیہ السلام پر اوتری اور زبور
جو حضرت داود علیہ السلام پر اُتری اور قرآن جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اوترا اور سوا اسکے تمام صحیفے اور کتابین جنکو
اللہ تعالے نے اور پیغمبرونپر اوتارا وہ سب حق ہین اور اللہ کا کلام ہین گو اُنپر عمل کرنیکا حکم اب نہین ہا اور جو مضمون اُنمین قرآن
کے خلاف ہون وہ سب منسوخ ہوگئے ۱ اور اُس سے ملنے پر ایمان یہ ہے کہ قبرون سے اوٹھنے کے بعد اوس سے ملاقات ہوگی اور اس
سے وہم ہوگیا یہ اعتراض کہ یہ لفظ مکرر ہے کیونکہ بعث مین داخل ہے اسلیے کہ بعث سے مراد قبر سے اوٹھنا ہے اور لقاء
سے وہ باتین مراد ہین جو اُسکے بعد ہونگی اور بعضون نے کہا لقاء دنیا سے جانیکے بعد ہوجاتی ہے اور بعث اُسکے بعد
ہوگا اور دلالت کرتی اُسپر مطر وراق کی روایت اُسمین یہ ہے وَبِالْمَوْتِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ اور ایسا ہی ہے انس اور
ابن عباس کی روایتون مین اور بعضون نے کہا لقاء سے مراد دیدار الہی ہے نووی نے اسپر اعتراض کیا یہ کہ کوئی یقین نہین
کرسکتا کہ اوسکو دیدار الہی ضرور ہوگا اسکا جواب یہ ہے کہ مراد حدیث سے یہ نہین ہے کہ اپنے لیے دیدار کے حاصل ہونے پر
یقین کرے بلکہ یہ یقین کہ اللہ کا دیدار حق ہے اور وہ نیک بندونکو حاصل ہوگا آخرت مین جیسے اہل سنت کا مذہب ہے
(فتح الباری) **ت** اور اُسکے پیغمبرونپر **ف** پیغمبرونپر ایمان لانا یہ ہے کہ اُن کو سچا جانے اُن باتون مین جو انہون
نے اللہ تعالی کیطرف سے بیان کین اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ ایمان اجمالی اللہ کی کتابون اور فرشتون اور پیغمبرونپر کافی
ہے گو اُنکی تفصیل معلوم نہ ہو مگر جن پیغمبرونکا یا کتابونکا نام معلوم ہو جاوے تو اُنپر بالتعیین ایمان لانا واجب ہے اور اس ترتیب
کی مناسبت یہ ہے کہ خیر اور رحمت اللہ کیطرف سے ہے اور بڑی رحمت اُسکی یہ ہے کہ اوسنے اپنی کتابونکو اپنے بندونپر اوتارا
اور اوتارنے والے فرشتے ہین اور جنپر کتابین اوترین وہ پیغمبر ہین تو پہلے ملائکہ کو ذکر کیا پہر کتابون کو پہر پیغمبرونکو (فتح)

ف اور ایمان لاوے تو جی اُٹھنے پر ف یعنے مرنیکے بعد قبرون سے اُٹھنے پر یقین کرے یعنی حشر اور نشر پر
کتاب التفسیر مین یہ ہے اخیر کے جی اُٹھنے پر تو پہلا جی اٹھنا مائی کے پیٹ مین زندہ ہونا ہے اور دوسرا جی اٹھنا قبرون سے
ہوگا اور مسلم کی روایت مین وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ہے یعنے ایمان لاوے پچھلے دنپر یعنے قیامت کے دنپر اسکو پچھلا دن کہا کیونکہ وہ دنیا کا
آخری دن ہے یا ایک زمانہ محدود کا اخیر دن ہے اور مراد اوسپر ایمان لانے سے یہ ہے کہ یقین کرے ان وقعات پر جو اُسدن ہونگی
جیسے حساب کتاب اعمال کا تولا جانا جنت دوزخ وغیرہ اور اسمٰعیلی نے اپنی مستخرج مین اتنا زیادہ کیا وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ یعنے
ایمان لاوے تو تقدیر پر اور یہ ابو فروہ او رمسلم کی روایت مین بھی موجود ہے اور کہمس اور سلیمان تیمی کی روایت مین ہے ایمان لاوے
تو تقدیر پر اور اُسکے بھلے اور برے پر اور ایسا ہی ابن عباس کی حدیث مین او رعطار نے عمر سے روایت کیا اوسمین یہ ہے کہ
شیرین اور تلخ سب اللہ کیطرف سے ہے اور مراد تقدیر سے یہ ہے کہ اللہ تعالے کو اشیا کے ایجاد کرنیسے پہلے اونکے مقادیر اور
زمانون کا علم تھا پھر جیسا اوسکے علم مین تھا ویسا ہی اُسنے ایجاد کیا تو ہر ایک شے صادر ہے اوسکے علم اور قدرت اور ارادے
سے اور یہ ثابت ہے شرع مین براہین قطعیہ سے اور سلف صحابہ اور تابعین سب کا اسپر اتفاق تھا یہانتک کہ قدر کی بدعت اخیر
زمانہ صحابہ مین نکلی اور نکالنے والا اسکا معبد جہنی تھا بصری جیسے مسلم کی روایت مین ہے اور بعض طوائف قدریہ کا
یہ قول تھا کہ اللہ تعالے کو بندون کے اعمال کا اونکے وقوع سے پہلے علم نہین ہے بلکہ بعد وقوع کے علم ہوتا ہے قرطبی
نے کہا یہ مذہب والے گذر گئے اب کوئی اس مذہب والا نہین ہے اور اس زمانہ کے قدریہ متفق ہین کہ اللہ تعالے عالم ہے افعال عباد کا
اونکے وقوع سے پہلے اور وہ مخالف ہین سلف اہلسنت کے اس بات مین کہ وہ کہتے ہین بندہ اپنے افعال پر آپ قادر مستقل
ہے اور اپنے افعال کا خالق ہے (فتح الباری ملخصًا) ف پھر وہ شخص بولا اسلام کسکو کہتے ہین آپنے فرمایا کہ
اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے (اسکو پوجے) اور اُسکے ساتھ شرک کرے ف یعنے خدا کے ساتھ شرک کی
بہت قسمین ہین جو عقائد کی کتابون مین مذکور ہین اور یہان مراد وہ شرک ہے جس سے آدمی ملت اسلام سے باہر ہو جاتا ہے
جیسے خدا کی ذات اور صفات مین کسیکو شریک کرنا خدا کے سوا اور کسی کی عبادت کرنا جیسے نذر کرنا غیر اللہ کی یا نعوذ
یا طواف کرنا کسی اور کے گھر کا بہ نیت عبادت وغیرہ وغیرہ حافظ ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ آپنے حج کا ذکر کیون
نہین کیا اسکا جواب بعضون نے دیا ہے کہ شاید اُسوقت حج فرض نہ ہوگا اور یہ جواب غلط ہے کیونکہ ابن مندہ نے کتاب الایمان
مین بشرط مسلم روایت کیا سلیمان تیمی کے طریق سے حضرت عمر سے اوسکے شروع مین یہ ہے کہ ایک شخص آیا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کی اخیر عمر مین آپکے پاس پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اور اخیر عمر سے مراد شاید حجۃ الوداع کے بعد ہو کیونکہ
وہ آپکا اخیر سفر ہے اسکے بعد تین مہینہ کے اندر ہی آپکی وفات ہوئی صحیح جواب یہ ہے کہ حج کا ذکر آپنے کیا لیکن بعض

راوی اسکا نقل کرنا بہول گئے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ان راویون نے اختلاف کیا ہے اعمال کے ذکر مین کہمس کی روایت مین ہے اور حج
کرے تو خانہ کعبہ کا اگر تجہکو وہان تک راہ ملے اور ایسا ہی ہے انس کی حدیث مین اور عطاء خراسانی نے روزے کا ذکر نہین کیا
اور ابو عامر کی حدیث مین نماز اور زکوۃ کا ذکر ہے فقط اور ابن عباس کی حدیث مین شہادتین سے زیادہ کچہہ نہین ہے اور
سلیمان تیمی نے اپنی روایت مین سب اعمال کو ذکر کیا ہے اور اسمین یہ ہے کہ حج کرے تو اور عمرہ کرے تو اور غسل کرے تو
جنابت سے اور وضو کو پورا کرے اور مطر وراق کی روایت مین ہے قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوۃ کو راوی نے کہا
آپ نے اسلام کی نشانیونکا ذکر کیا تو اس سے جو ہم نے بیان کیا ثابت معلوم ہوئی کہ بعض راویون نے یاد رکہا جسکو بعض بہول گئے
(فتح) **ف** اور قائم کرے تو نماز کو **ف** مسلم کی روایت مین اتنا زیادہ ہے فرض نماز کو **ف** اور ادا کرے تو
زکوۃ کو جو فرض ہے اور روزے رکہے تو رمضان کے (اس سے معلوم ہوا کہ صرف رمضان کہنا درست ہے اور اسکا بیان
کتاب الصوم مین خدا چاہے تو آویگا) پہر وہ شخص بولا احسان کس کو کہتے ہین آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کو پوجے
گویا اسکو دیکہہ رہا ہے اگر تو اسکو نہین دیکہتا تو وہ تو تجہے دیکہہ رہا ہے **ف** فتح الباری مین ہے حاصل یہ ہے کہ عبادت مین
اخلاص کرے اور خشوع کرے دل لگاوے اور معبود کا دہیان رکہے یہ دہیان (جسکو مراقبہ کہتے ہین) دو درجہ پر ہے ایک اعلے
وہ یہ کہ غلبہ مشاہدہ مین یہ حال ہو جاوے گویا آنکہہ سے خدا کو دیکہہ رہا ہے دوسرا ادنے وہ یہ کہ اتنا خیال رکہے کہ اللہ تعالے
اسکے حال پر مطلع ہے اور اوسکی ہر ایک عمل کو دیکہہ رہا ہے اور ان دونو درجون مین اللہ کی معرفت پیدا ہوتی ہے اسکا
خوف غالب ہوتا ہے چنانچہ عمارہ بن قعقاع کی روایت مین یہی لفظ ہے کہ تو اللہ سے ڈرے گویا تو اوسکو دیکہہ رہا ہے اور انس
کی حدیث مین بہی ایسا ہی ہے قسطلانی نے کہا یہ حدیث جوامع کلم مین سے ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ عبادت کے تین درجے
ہین پہلا درجہ تو عوام کے شرائط ظاہری کے ساتہہ جس سے تکلیف ساقط ہو دوسرا درجہ استغراق کا مکاشفہ مین
گویا خدا کو دیکہہ رہا ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت یہی تہی اسیواسطے آپ نے فرمایا جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ
تیسرا درجہ مراقبہ کا یہ خواص کا مقام ہے یعنی سمجہہ کر کہ خدا اونکو دیکہہ رہا ہے تو فان لم تکن تراہ نزول ہے مقام مکاشفہ
سے طرف مقام مراقبہ کے یعنے اگر یون عبادت نہ ہو سکے کہ تو خدا کو دیکہہ رہا ہے تو خیر اسیطرح عبادت کر کہ خدا تجہکو دیکہہ
رہا ہے اور احسان کو ایمان اور اسلام کے بعد بیان کیا اسلیے کہ احسان صفت یا شرط ہے فعل کی اور صفت اور شرط موصوف
اور مشروط کے بعد ہوتی ہے انتہے مختصرا حافظ ابن حجر نے کہا سیاق حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ کی رویت آنکہہ سے
دنیا مین نہ ہوگی اور رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت دوسری دلیل سے ثابت ہے اور مسلم نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جان رکہو کہ دنیا مین تم اپنے مالک کو ہرگز نہین دیکہو گے یہانتک کہ مر جاؤگے اور بعض

غلاۃ صوفیہ نے اس حدیث کی تاویل بغیر علم کے کی ہے وہ کہتے ہین کہ اسمین اشارہ ہے محو اور فنا کے مقام کیطرف اور فان
لم تکن تراہ کے یہ معنے کرتے ہین کہ اگر تو نہ ہو یعنے اپنی ہستی کا خیال چھوڑ دے اور اپنے تئین فنا کر دیوے تو تو اسکو دیکھیگا اور
یہ تاویل کرنے والے عربیت سے جاہل ہین اسواسطے کہ اگر یہ مطلب ہوتا تو ترہ ہوتا نہ تراہ الف سمیت اور کسی طریقہ مین حدیث کے ترہ
بغیر الف کے نہین ہے علاوہ اسکے اس صورت مین فانہ یراک بیکار ہو جاتا ہے اور ربط اس تاویل کو غلط کرتی ہے کہمس
کی روایت اسمین یہ ہے فانک ان لا تراہ فانہ یراک اور ایسا ہی ہے سلیمان تیمی کی روایت مین تو نفی متعلق ہے رویت
سے نہ کون سے انتہے مختصراً مسلم نے زیادہ کیا عمارہ بن قعقاع کی روایت سے کہ سائل نے ہر جواب کی بعد کہا صدقت
یعنے سچ کہا آپنے اور ابو فروہ نے زیادہ کیا جب ہمنے اُس شخص کو صدقت کہتے سنا تو ہمنے انکار کیا اور کہمس کی روایت
مین ہے کہ ہم نے تعجب کیا پوچھتا ہے پھر خود ہی تصدیق کرتا ہے اور مطر کی روایت مین ہے دیکھو اسکو کیونکر پوچھتا ہے
آپ سے اور دیکھو کیونکر تصدیق کرتا ہے آپ کی اور انس کی روایت مین ہے دیکھو وہ سوال کرتا آپسے اور تصدیق کرتا ہے آپکی گویا آپ
سے زیادہ جانتا ہے اور سلیمان بن بریدہ کی روایت مین ہے لوگون نے کہا ہمنے کوئی آدمی اسکا سا نہین دیکھا گویا
وہ سکھاتا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتا ہے سچ کہا آپنے سچ کہا آپنے قرطبی نے کہا صحابہ کو تعجب ہوا اسوجہ سے کہ جو
باتین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آئے ہین وہ آپ ہی سے معلوم ہو سکتے ہین اور یہ سائل اس قسم کا نہ تہا جسکی ملاقات
آپ سے پہلے ہوئی ہوتی باوجود اسکے وہ ایسا سوال کرتا تہا جیسا جاننے والا شخص کرتا ہے کیونکہ وہ کہتا تہا آپنے
سچ کہا اس سبب سے اونکو تعجب ہوا (فتح الباری) **ف** پھر وہ شخص بولا قیامت کب آئیگی آپنے فرمایا جس سے
پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین جانتا **ف** ابو فروہ کی روایت مین ہے کہ جب اسنے قیامت کو پوچھا تو
آپنے سر جھکا لیا اور تین بار اسنے سوال کیا لیکن آپنے جواب نہ دیا پھر اسکے سر اوٹھایا اور فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ
پوچھنے والے سے زیادہ نہین جانتا یعنے قیامت کا وقت نہ جاننے مین ہم دونون برابر ہین اور ابن عباس کی روایت
مین ہے آپنے فرمایا سبحان اللہ پانچ چیزین غیب کی ہین جنکو کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے پھر آپنے یہ آیت پڑھی ان
اللہ عندہ علم الساعۃ اخیر تک نووی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جاوے جسکو وہ نہ جانتا
ہو تو اسکو صاف کہدینا چاہیے کہ مین نہین جانتا اور اس سے اسکے مرتبہ مین نقصان نہ ہوگا بلکہ یہ دلیل ہے اسکے ورع
اور کمال تقوے کی اور قرطبی نے کہا مقصود اس سوال سے یہ تہا کہ لوگ قیامت کے وقت پوچھنے سے باز رہین کیونکہ وہ لوگ
اسکو بہت پوچھا کرتے تہے اور اس جواب سے اُن سب کو یاس ہو گئی قیامت کا وقت معلوم ہونے سے اور یہ سوال اور جواب
حضرت عیسیٰ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام مین بہی واقع ہو چکا ہے لیکن حضرت عیسے سائل تہے اور حضرت جبرئیل سے

سوال ہوتا تھا حمیدی نے نوادر میں کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے مالک بن مغول نے انہوں نے سنا اسمعیل بن رجاء سے انہوں نے سنا شعبی سے انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ نے حضرت جبرئیل سے قیامت کا وقت پوچھا انہوں نے اپنے بازو جھاڑے اور کہا جس سے سوال کرتے ہو قیامت کا وہ جو سائل سے زیادہ نہیں جانتا (فتح الباری) ف اور میں تجھسے بیان کرتا ہوں اُسکی نشانیاں ف قرطبی نے کہا قیامت کی نشانیاں دو طرح کی ہیں ایک تو وہ جو عادت کے موافق ہیں اور دوسرے وہ جو عادت کے خلاف ہیں جیسے آفتاب کا نکلنا پچھم سے اور یہاں مقصود پہلی طرح کی نشانیاں بیان کرنا ہے کیونکہ دوسری قسم کی نشانیاں تو قیامت کے متصل ہونگی (فتح) ف جب جنے گی لونڈی اپنے میان کو ف تفسیر میں ربتہا ہے تا تانیث کیساتھ یعنی جب جنے گی لونڈی اپنی بی بی کو حافظ ابن حجر نے کہا اس جملہ کے مطلب میں اگلے اور پچھلے علما نے اختلاف کیا ہے ابن تین نے کہا اس میں سات قول ہیں اور میں نے اُن کا خلاصہ کیا تو چار قول نکلے پہلا یہ ہے کہ اسلام پھیلے گا اور مسلمانوں کو کثیر کی عورتیں ملیں گی .... جو لونڈیاں ہو جاوینگی اُنسے اولاد ہوگی اور وہ اولاد گویا مالک ہوگی اپنی ماں کی کیسلیے کہ وہ مالک کی اولاد ہے نووی نے کہا اکثر علما کا یہی قول ہے دوسرا یہ ہے کہ لوگ اپنی ام ولد لونڈیوں کو بیچیں گے اور بکتے بکتے کبھی انکا بیٹا اونکو خرید لیگا اور اسکو خبر نہ ہوگی یہ میری ماں ہے تیسرا یہ ہے کہ لونڈی کا لڑکا جو غیر سید سے ہو وہ اپنی ماں کو غفلت میں خرید کریگا اور اسکو یہ معلوم نہ ہوگا کہ میری ماں ہے چوتھا یہ ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی اولاد میں پھیلے گی اور اولاد اپنی ماں سے لونڈی کیطرح معاملہ کریگی اور اس حدیث میں مولی پر رب کا اطلاق بطور مبالغہ کے ہے یا رب سے مراد مربی ہے یا یہ حدیث پہلی کی ہے اس کی بعد ممانعت ہوئی یا اس نہی سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مستثنے ہیں (فتح ملخصاً) قسطلانی نے کہا ربہا تا تانیث بمعنے جان کے ہے جو شامل ہے مرد اور عورت کو اور بعضوں نے کہا تا تانیث اسلیے لائی کہ رب کا اطلاق اوسپر مکروہ سمجھا ہے بعضوں نے کہا ربتہا تا تانیث کیساتھ کہنے سے یہ فائدہ ہے کہ جب لڑکی اپنی ماں کو لونڈی کیطرح سمجھے گی تو لڑکے بطریق اولے ماں کو لونڈی سے بدتر جانیں گے یہ ایک نشانی ہوئی دوسری نشانی یہ ہے ف اور جب کالی اونٹ چرانیوالے بڑی بڑی عمارتیں ٹھونکیں گے ف کالی اونٹ عرب میں ذلیل ہیں بہ نسبت سرخ اونٹوں کے یہ کالی چرانیوالوں کی صفت ہے کہ وہ ذلیل اور مجہول النسب ہونگے حافظ ابن حجر نے کہا یہاں صرف دو نشانیاں بیان کیں اور اشراط صیغہ جمع ہے جس میں کم سے کم تین چاہییں اسکا جواب یہ ہے کہ کبھی جمع کا اطلاق دو پر بھی ہوتا ہے دوسرے یہ ہے کہ حدیث میں تین نشانیاں مذکور ہیں لیکن بعض راویوں نے دو ہی بیان کیں وہ تیسری نشانی یہ ہے کہ غریب اور ننگے برہنہ لوگ رئیس بنیں گے یہ تیسری نشانی مولف نے باب التفسیر میں بیان کی او محمد بن بشر کی روایت میں جسکو مسلم نے نکالا اور ابن خزیمہ نے تینوں نشانیاں موجود ہیں اور ایسا ہی روایت کیا اسمعیل نے مستخرج میں ابن علیہ کے طریق سے اور ایسا ہی ذکر کیا اسکو عمارہ

بن قعقاع اور ایسا ہی واقع ہوا حضرت عمر کی حدیث مین کیونکہ کہمس کی روایت مین صرف دو نشانیان کا ذکر ہے اور موافق ہوا
اوسکے عثمان بن غیاث اور سلیمان تیمی کی روایت مین تین نشانیون کا ذکر ہے اور موافق ہوا اسکے عطاء خراسانی اور ایسا ہی کور
ہے ابن عباس اور ابو عامر کی حدیث مین (فتح الباری) حافظ ابن حجر نے کہا تفسیر مین اتنا زیادہ ہے کہ جب تو ننگے پانؤن
ننگے بدن والونکو دیکھیگا وہ لوگون کے حاکم بنے ہونگے اسمعیل نے زیادہ کیا اونکی صفت مین بہرے گونگے یہ مبالغہ ہی اونکی
جہل مین یعنے اپنے کانون اور آنکھون کو دین کے کامون مین صرف نہ کرینگے گو اونکے حواس سلیم ہونگے اور اسمعیل کی روایت
مین تصریح ہے کہ وہ پادشاہ ہونگے زمین کے اور ابو فروہ کی روایت مین بھی ایسا ہی ہے اور مراد ان لوگون سے گنوار
دیہاتی لوگ ہین جیسے سلیمان تیمی کی روایت مین مصرح ہے اور طبرانی نے ابو حمزہ کے طریق سے ابن عباس سے مرفوعًا
روایت کیا کہ دین کا انقلاب ہے کہ گنوار لوگ فصیح ہو جاوینگے اور وہ شہرون مین بڑے بڑے محل بناوینگے قرطبی نے
کہا مقصود اخبار ہی تبدل حال سے کہ جنگلی لوگ حکومت حاصل کرینگے اور شہرون کے مالک ہو جاوینگے قہر سے تو انکے
اموال بہت ہونگے اور انکی ہمتین مصروف ہون گی عمارتین بنانے مین اور اوسپر فخر کرنے مین اور ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے
اس زمانہ مین اور اسی کے متعلق دوسری حدیث ہی کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ سب لوگون مین کامیاب وہ شخص ہوگا
جو کمینہ ہے کمینے کا بیٹا اور ایک حدیث یہ ہے کہ جب حکومت نا اہل کو دیجاویگی تو قیامت کا انتظار کرو اور دونو حدیثین
صحیح ہین **ف** قیامت ان پانچ چیزون مین ہے جنکو کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے **ف** عطاء خراسانی کی روایت
مین ہے کہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا قیامت اُن پانچ باتون مین ہی غیب کے جنکو کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے قرطبی نے
کہا پانچ باتون کے جاننے کی کسیکو طمع نہ کرنا چاہیے اسی حدیث کی وجہ سے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی
تفسیر وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ کی ان پانچ باتون سے کی ہی اور یہ صحیح حدیث مین ہی پھر جو کوئی دعوے کرے ان باتون
مین سے کسی بات کے جاننے کا وہ جھوٹا ہے لیکن گمان غیب کی بات مین تو وہ منجم کرتا ہے کسی امر عادی جیسے مینہ پر اسپر یقین نہین
ہو سکتا اور ابن عبد البر نے اجماع نقل کیا ہے اسپر کہ نجومی کی اجرت حرام ہے اور اسکا دینا اور لینا دونو حرام ہین اور ابن مسعود
رضہ سے منقول ہی کہ تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب چیزونکا علم دیا گیا تھا سوا ان پانچ چیزونکے اور ابن عمر سے مرفوعًا ایسا
ہی مروی ہی نکالا ان دونون روایتون کو احمد نے اور حمید بن زنجویہ صحابہ سے نقل کیا کہ انہون نے کہا غیب یہی پانچ چیزین
اور انکے سوا جو غیب کی باتین ہین اونکو بعض آدمی جانتے ہین اور بعض نہین جانتے **مترجم** نے کہا غرض یہ ہے کہ غیب
حقیقی یعنے جو سب لوگون کے علم سے باہر ہو وہ یہی پانچ چیزین ہین اونکا علم خاص خداوندکریم کو ہے وہ پانچ چیزین یہ
ہین قیامت کا علم اور مینے پانی برسانا یا نہ برسانا پیٹ مین لڑکا یا لڑکی ہے اسکا جاننا کل کیا ہوگا موت کہان

اسکے سوا جو باتین ہین رہ غیب حقیقی نہین ہین یعنے اونکا علم بعض بندونکو ہے بعض کو نہین بعض باتین فرشتون کو معلوم
ہین آدمیونکو نہین معلوم حضرت عائشہ سے بسند صحیح مروی ہو انہون نے کہا جو شخص تم سے دعوے کرے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ
وسلم کو یہ پانچ باتین معلوم تہین اسنے بڑا بہتان کیا اور قرآن مین متعدد آیتون سے ثابت ہو کہ غیب کسی کو نہین ہے
سوا اللہ کے البتہ اللہ جو چاہتا ہی تو کبہی غیب کی بات اپنے رسول کو تبلا دیتا ہے ف پہر رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آیت
پڑہی اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ اخیر تک ف اور بعضی روایتون مین یہ لفظ نہین ہے اخیر تک پر مسلم کی روایت سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپنے اخیر تک یعنے خبیر تک آیت پڑہی پوری آیت یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ
وَیَعلَمُ مَا فِی الاَرحَامِ وَمَا تَدرِی نَفسٌ مَّاذَا تَکسِبُ غَدًا وَمَا تَدرِی نَفسٌ بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیمٌ خَبِیرٌ یعنے
اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم (یعنے اسکے وقت کا) اور اتارتا ہے وہ پانی کو (وہی جانتا ہے اسکے وقت اور مقام کو) اور جانتا ہی
جو کچہ ماؤن کے پیٹ مین ہے (مرد یا عورت پورا یا ادہورا) اور کوئی نہین جانتا وہ کل کیا کریگا (برا یا بہلا) اور کوئی نہین جانتا وہ
کس ملک مین مریگا (جیسے یہ نہین جانتا کب مریگا) ف پہر وہ شخص پیٹہ موڑ کر چلا آپنے فرمایا اسکو پہر بلا لاؤ لوگ
بلانیکو گئے (یہ جملہ تفسیر مین زیادہ ہے) انہون نے کسیکو نہ دیکہا ف فتح الباری مین ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
فرشتہ آدمی کی شکل بنکر سوا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور لوگون کے بہی سامنے آسکتا ہے اور دوسرے لوگ بہی اسکی بات
سن سکتے ہین عمران بن حصین سے ثابت ہوا کہ وہ فرشتہ کا کلام سنتے تہے قسطلانی نے کہا آپنے صحابہ کو حکم کیا اوسکے بلانے کا
تاکہ ان لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ یہ پوچہنے والا آدمی نہ تہا فرشتہ تہا ف تب آپنے فرمایا یہ شخص جبرئیل علیہ
السلام تہے جو آئے تہے لوگون کو دین سکہلانے کیلیے ف اسمعیلی کی روایت مین ہے انہون نے چاہا کہ تم سیکہ لو جب
تم نے نہین پوچہا اور ایسا ہی روایت کیا عمارہ نے اور ابو فروہ کی روایت مین ہے قسم اسکی جسنے محمد کو سچا پیغمبر کر کے بہیجا
مین بہی نہین جانتا تہا اس شخص کو تم سے زیادہ یہ جبرئیل تہے اور ابو عامر کی حدیث مین ہے جب وہ پیٹہ موڑ کر چلے تو ہم نے
رستہ مین اونکا نشان نہ پایا آپنے فرمایا سبحان اللہ یہ جبرئیل تہے لوگون کو دین سکہانیکے لیے آئے تہے قسم اسکی جسکے
ہاتہ مین محمد کی جان ہے وہ کبہی نہین آئے تہے اسطرح سے کہ مین نے اونکو نہ پہچانا ہو سوا اس بار کے اور سلیمان تیمی کی روایت
مین ہے پہر وہ شخص اوٹہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو میرے پاس بلا لاؤ ہم نے اسکو ڈہونڈا ہر جانب
جہان ڈہونڈنا تہا لیکن اونکا پتہ نہ پایا تب آپنے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون شخص تہے۔ یہ جبرئیل علیہ السلام تہے جو تمہارا
دین تمکو سکہلانے کیلیے آئے تہے ان سے سیکہ لو قسم اسکی جسکے ہاتہ مین میری جان ہے کبہی ایسا نہین ہوا کہ مین نے
اونکو نہ پہچانا ہو سوا اس بار کے اور اس بار بہی مین نے اونکو نہین پہچانا یہانتک کہ انہون نے پیٹہ موڑی ابن حبان نے

کہا یہ کلمہ سیکھ لیا اُنسے صرف سلیمان تیمی نے کہا حافظ ابن حجر نے کہا سلیمان تیمی ثقات اثبات مین سے ہین اور یعلم الناس منہم
مین اس زیادت کیطرف اشارہ ہی تو وہ منفرد ہوئی ساتھ تصریح اُس چیز کے جسکا اشارہ دوسری روایتون مین بھی موجود ہے
اور سنا دتعلیم کا حضرت جبرئیل کیطرف مجاز ہے اسلیے وہ سبب ہوئے آپکے جواب کے اور اسیواسطے حکم کیا اُنسے سیکھہ لینے کا اور
متفق ہوئین روایتین اس امر پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ڈہونڈہنے کے بعد بتلایا کہ وہ جبرئیل تھے اور صحیح مسلم
مین جو وارد ہوا کہ حضرت عمر نے کہا پھر وہ شخص چلا اور مین ایک زمانہ تک ٹہیرا رہا بعد اوسکے آپنے فرمایا ای عمر تو جانتا ہے
یہ پوچھنے والا کون تہا مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ جبرئیل تہے اسکی تطبیق بعض شراح نے
یون کی ہے کہ آپ نے صحابہ کو تہوڑی دیر کے بعد بتلایا مگر اسی مجلس مین بتلایا لیکن خلاف ہوتی ہے اُسکے نسائی اور ترمذی
کی روایت مین تین دن تک ٹہیرا رہا اور بعضون نے کہا اس روایت مین غلطی کی ہے راویون نے اور ملیا کو ثلثا کر دیا اور یہ
قول غلط ہے کیونکہ ابو عوانہ کی روایت مین صاف موجود ہے فلبثنا لیالی ہم کئی راتین ٹہیرے رہے فلقینی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بعد ثلاث پہر آپ مجھسے تیسرے دن ملے اور ابن حبان کی روایت مین ہے بعد ثالثۃ اور ابن مندہ کی روایت
مین ہے بعد ثلاثۃ ایام اور نووی نے یون جمع کیا ہے کہ شاید حضرت عمر اس مجلس سے اوٹھ گئے ہون اس سے پیشتر کہ
آپنے فرمایا یہ جبرئیل تہے تو آپ نے حاضرین مجلس کو اسی وقت خبر کر دیا اور حضرت عمر کو تین دن کے بعد خبر دی اور یہ جمع اچھا ہے
ان روایات سے یہہ معلوم ہوا کہ آنحضرت نے جبرئیل کو پہچانا اخیر وقت مین جب وہ چلے اور یہ نکلا کہ وہ ایک خوبصورت مرد
کی شکل مین آئے جسکو صحابہ نہین پہچانتے تہے اور نسائی کی روایت مین جو وارد ہے کہ یہ جبرئیل تہے دحیہ کلبی کیصورت مین
آئے تہے یہ وہم ہے کیونکہ دحیہ کو صحابہ پہچانتے تہے اور اس روایت مین حضرت عمر کہا کہ اُس شخص کو ہم مین سے کوئی نہین پہچانتا
تہا اور محمد بن نصر مروزی نے کتاب الایمان مین اسی اسناد سے نکالا اسحدیث کو جس اسناد سے نسائی نے نکالا اوسکے اخیر مین یون ہے
یہ جبرئیل تہے تمکو تمہارا دین سکھلانے کیلیے آئے تہے اور یہ روایت محفوظ ہے اور موافق ہے باقی روایتون کے ابن منیر نے کہا
یعلمکم دینکم مین دلالت ہے کہ اچھا سوال بھی علم اور تعلیم ہے کیونکہ حضرت جبرئیل نے سوا سوال کے اور کچہہ نہین کیا اور باوجود
اسکے آپنے اُن کو معلم کہا اور یہ قول مشہور ہے کہ حسن السوال نصف العلم ہے قرطبی نے کہا اسحدیث کو ام السنۃ یعنی سنت کی جڑ کہنا چاہیے کیونکہ
شامل ہے تمام علوم سنت پر اور اسی وجہ سے مصابیح مین اور شرح السنۃ مین یہ حدیث پہلے رکہی گئی جیسے سورۂ فاتحہ
تمام قرآن مین سے پہلے رکہی گئی کیونکہ وہ مشتمل ہے تمام علوم قرآنیہ پر اجمالاً قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث شامل ہے وظائف
عبادات ظاہرہ اور باطنہ پر اور اعمال جوارح اور اخلاص سرائر اور آفات اعمال سے بچنے پر یہانتک کہ تمام شریعت کے علوم اسی
سے نکلتے ہین اور اسیکی طرف رجوع کرتے ہین اور اسیواسطے مین نے اسحدیث کی شرح اچھی طرح سے بیان کی اور دو شرح

اگرچہ بہت ہیں لیکن جو علوم اور مسائل اس حدیث سے نکلتے ہیں اونکی نسبت یہ شرح قلیل ہے تو میں نے اختصار کا طریقہ نہیں چھوڑا (فتح الباری)

ف امام ابو عبداللہ بخاری نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کو ایمان میں داخل کیا (یعنے ایمان کامل میں)

ف اسلیے کہ ان سب باتوں کو دین فرمایا اور دین اور ایمان ایک ہیں تو معلوم ہوا کہ اعمال داخل ایمان ہیں اور ایمان زیادہ و کم ہوتا ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث میں اخلاص اور مراقبہ کی عظمت بیان ہوئی اور یہ بات بھی نکلی کہ عالم کو جب کوئی بات معلوم نہو تو یہ کہنا چاہیے میں نہیں جانتا اور عالم سے سوال کرنا چاہیے تاکہ سامعین علم حاصل کریں اور احتمال ہے کہ حضرت جبرئیل نے بحضور صحابہ سوال کیا تاکہ اونکو یہ معلوم ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم علم سے بہرہ ہوئے ہیں اور آپکا علم ماخوذ ہے وحی سے تو اونکی رغبت اور نشاط زائد ہو اور یہی مراد ہے اس جملہ سے جاء یعلم الناس دینہم اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے جو صورت چاہیں بن سکتے ہیں جیسے آدمی کی جاہیا اور مؤلف نے اس حدیث کو تفسیر اور زکوٰۃ میں نکالا اور مسلم نے ایمان میں اور ابن ماجہ نے سنن اور فتن میں اور ابو داؤد نے سنت میں اور نسائی نے ایمان میں اور ترمذی اور احمد اور بزار اور ابو عوانہ نے اور نکالا اسکو مسلم نے حضرت عمر سے اور نہیں نکالا انکی روایت کو بخاری نے کیونکہ اسمیں اختلاف ہے بعض رواۃ پر

بَابٌ تنوین کے ساتھ **ف** کرمانی اور ابو الوقت کی روایت میں باب کا لفظ موجود ہے اور ابوذر اور اصیلی کی روایت میں نہیں ہے اور نووی نے ترجمہ دی پہلی نسخہ کو پہلے کو اس حدیث کو جو یہاں مذکور ہے پہلے ترجمہ سے کوئی تعلق نہیں حافظ ابن حجر نے کہا اگر باب کا لفظ مذکور بھی ہو جب بھی چونکہ کوئی ترجمہ مذکور نہیں تو یہ باب پہلے باب کے فصل کیطرح ہوگا اور تعلق ضرور ہے اور وہ تعلق یہ ہے کہ پہلے باب کی ترجمہ میں امام بخاری نے یہ کہا کہ آپ نے ان سب باتوں کو دین فرمایا اور اخیر میں یہ کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کو ایمان میں شریک کیا حالانکہ یہ حدیث سے ثابت نہیں ہو سکتا جبتک دین اور ایمان کا اتحاد نہ نکلے تو اس اتحاد کو ثابت کرنے کو یہ ہرقل کی حدیث لائے جو اس باب میں مذکور ہے اب انکی مراد پوری ہوگئی کہ دین وہی ایمان ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہرقل کافر تھا بادشاہ تھا اوسکا قول کیا حجت ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہرقل نے یہ اپنی رائے سے نہیں کہا بلکہ انبیاء سابقہ کے کتب سے بیان کیا دوسرے یہ کہ ابوسفیان نے یہ قول ہرقل کا عبداللہ بن عباس سے بیان کیا جو اس امت کے عالم ہیں اور انہوں نے اوسکو روایت کیا اور اسکا انکار نہ کیا قسطلانی نے کہا دونوں حدیثوں میں تعلق یہ ہے کہ ان دونوں سے ایمان کا دین ہونا نکلتا ہے لیکن اشکال یہ ہے کہ ہرقل مومن نہ تھا اسکا قول کیونکر حجت ہوگا اور جواب یہ ہے کہ ہرقل نے یہ اپنی رائے سے نہیں کہا بلکہ کتب سابقہ سے روایت کیا اور انکی شرع میں ایک ہی دین تھا اور اگلی شریعتیں حجت ہیں جبتک اونکا نسخ ہماری شریعت میں نہ ہو دوسرے یہ کہ صحابہ نے ہرقل کے اس قول کو نقل کیا اور سکوت کیا انتہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ

سَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ
أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ
لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ ۔ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن حمزہ (ابن محمد بن مصعب بن عبداللہ بن زبیر بن عوام قرشی مدنی) نے
انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن سعد (ابن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف قرشی مدنی) نے انہوں نے روایت کی صالح
(ابن کیسان غفاری) سے

انہوں نے ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے انہوں نے عبید اللہ بن
عبداللہ (ابن عتبہ فقیہ مشہور) سے انکو خبر دی عبداللہ بن عباس نے انہوں نے کہا مجھکو خبر دی ابو سفیان نے کہ ہرقل (بادشاہ روم)
نے انسے کہا میں نے تجھ سے پوچھا وہ لوگ (یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تابعدار) بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں تو نے
کہا وہ بڑھ رہے ہیں اور یہی حال ہے ایمان کا یہانتک کہ پورا ہو اور میں نے تجھ سے پوچھا کیا کوئی ان میں سے اس دین میں
آکر پھر اسکو برا سمجھکر پھر جاتا ہے تو نے کہا نہیں اور یہی حال ہے ایمان کا جب اسکی خوشی دلوں میں سما جاتی ہے پھر کوئی
اس سے ناراض نہیں ہوتا ف تو معلوم ہوا کہ دین اور ایمان ایک ہی چیز ہے اور یہی مقصود تھا امام بخاری کا باب
فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ اس باب میں بیان ہے اسکی فضیلت کا جو بچے گناہ سے اپنا دین درست کرنے کو (عرف
قسطلانی نے کہا یعنی طلب کرے برات کو مذمت شرعی یا گناہ سے اپنے دین کے واسطے اور ظاہر ہے کہ دین درست کرنے کے
لیے گناہ سے بری ہونا اور بچنا ایمان میں داخل ہے یہی تعلق ہے اس باب کو اس کتاب سے) حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے یہ چاہا
کہ بیان کریں اس بات کو کہ پرہیزگاری سے ایمان کامل ہوتا ہے اسلیے یہ حدیث ایمان کی کتاب میں لائے مترجم کہتا ہے کہ حدیث
باب سے یہ نکلتا ہے کہ دین کی سلامتی اور درستی حرام اور مشتبہ سے بچنے میں ہے اور ظاہر ہے کہ دین اور ایمان ایک ہیں جیسے
اوپر گذر چکا تو معلوم ہوا کہ حرام کاموں سے اور گناہوں سے بچنا ایمان میں داخل ہے اور ایمان کو ان کاموں کی وجہ سے
نقصان پہونچتا ہے پس وجہ تعلق ظاہر ہے دوسرے یہ کہ اوپر مولف نے جو حدیثیں بیان کیں انمیں افعال ایمان کا ذکر ہے
یعنی جن کاموں کو مومن کو کرنا ضرور ہے اب جب انسے فراغت ہوئی تو یہ بیان کرنا چاہا کہ ایمان میں بعضے افعال کا ترک بھی ضرور ہے اسلیے
یہ حدیث لائے واللہ اعلم حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُتَشَبِّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا
كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ
الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ

مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ ترجمہ حدیث بیان
کی ہمسے ابو نعیم (فضل بن دکین عمرو بن حماد قرشی تیمی طلحی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے زکریا (بن ابی زائدہ
خالد بن میمون ہمدانی وادعی کوفی) نے اونہون نے روایت کی عامر (شعبی) سے ف حافظ ابن حجر نے کہا زکریا مشہور ہین تدلیس
مین اور یہ جو صحیحین وغیرہ مین انکی روایت شعبی سے معنعن ہی پائی جاتی ہے لیکن ابن ابی ہیثم کے فوائد مین پایا گیا
ہے کہ یہ روایت انہون نے زکریا سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبی نے اب تدلیس کا خوف جاتا رہا یعنی معلوم ہوا کہ
روایت متصل ہے) ف انہون نے کہا مین نے سنا نعمان بن بشیر (بن سعد انصاری خزرجی صحابی مشہور) سے وہ
کہتے تھے مین نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) ف حافظ ابن حجر نے کہا نعمان کوفہ مین گئے تھے اور وہان کے
حاکم ہو گئے تھے اور شعبی فقہاء کوفہ مین سے ہین اور اس حدیث کی رجال کوفی ہین ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین ابو حریز کے طریق سے
روایت کیا اونہون نے سنا شعبی سے کہ نعمان بن بشیر نے کوفہ مین خطبہ مین یہ حدیث بیان کی اور مسلم کی ایک روایت مین ہے
کہ انہون نے حمص مین خطبہ پڑھا اور یہ حدیث بیان کی اور ان دونون مین جمع ہو سکتا ہے اسطرح سے کہ شعبی نے دو بار یہ حدیث
سنی ہو کیونکہ وہ دونون شہرون کے حاکم ہوئے تھے ایک کے بعد دوسرے کے اور مسلم اور اسمعیلی نے اس حدیث مین یہ زیادہ کیا کہ نعمان
نے اپنی انگلیان کو دونو کانون کیطرف جھکایا اور کہا سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اور اس سے
رد ہو گیا واقدی اور انکے تابعین کا قول کہ نعمان کا سماع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہے اس سے یہ بھی نکلا کہ جو لڑکا
تمیز رکھتا ہو اوسکا تحمل اور سماع قابل اعتماد ہے کیونکہ جب آپ کی وفات ہوئی اوسوقت نعمان کی عمر آٹھ سال کی تھی ابو
عمرو دانی نے کہا اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا نعمان کے اور کسی نے روایت نہین کیا اگر اونکی یہ مراد ہے کہ باسناد
صحیح اور کسی سے مروی نہین ہوئی تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے کیونکہ یہ حدیث معجم اوسط مین طبرانی کی ابن عمر اور عمار سے مروی
ہے اور معجم کبیر مین ابن عباس سے اور اصبہانی کی ترغیب مین انکی روایتین موجود ہین البتہ انکی اسناد مین گفتگو ہے اور انہون نے
یہ بھی دعوے کیا کہ اس حدیث کو نعمان سے سوا شعبی کے اور کسی نے روایت نہین کیا یہ تو بالکل غلط ہے روایت کیا اسکو نعمان سے
خیثمہ بن عبد الرحمن نے امام احمد کی مسند مین اور عبد الملک بن عمیر نے ابو عوانہ کے صحیح مین اور سماک بن حرب نے طبرانی
مین البتہ شعبی کی روایت مشہور ہے اور شعبی سے ایک جماعت اہل کوفہ نے روایت کی ہے اور اہل بصرہ مین سے
عبد اللہ بن عون نے روایت کی ہے انتہی من فتح الباری قسطلانی نے کہا ابو الحسن قابسی اور یحیے بن معین کا یہ قول کہ نعمان
کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع نہین ہے اس روایت سے رد ہوتا ہے کیونکہ اسمین تصریح ہے سماع کی ف آپ فرماتے تھے
حلال کھلا ہوا ہے اور حرام کھلا ہوا ہے (یعنی جن چیزون کی حلت یا حرمت کی قرآن اور حدیث مین صاف دلیل موجود ہے

انکی حلت اور حرمت تو کھلی ہوئی ہے اور ان دونکے بیچ مین کچھ ایسے کام ہین جو دونون سے ملتے ہین یا ان مین شبہ ہے ف
پہلا ترجمہ شبہات کا ہے اور دوسرا مشتبہات کا اور دارمی کی روایت مین متشابہات ہے ف اور اونکو یعنے اونکے حکم
کو اکثر لوگ نہین جانتے ف ترمذی کی روایت مین صاف ہے کہ اکثر لوگ نہین جانتے وہ کام یا وہ چیزین حلال مین ہین یا
حرام مین اور اس سے نکلتا ہے کہ اونکا حکم پہچاننا ممکن ہے لیکن تھوڑے آدمیون کے لیے اور وہ مجتہدین ہین پس صورت مین
وہ مشتبہات ہوے غیر مجتہدین کے حق مین اور بعض کام مجتہدین کے حق مین بھی مشتبہات ہو جاتے ہین جب دلائل متعارض
ہون اور ترجیح کی وجہ معلوم نہ ہو (فتح الباری) قسطلانی نے کہا مراد وہ کام ہین جنکو اکثر لوگ نہین جانتے بلکہ معدودے چند
علما اونکو جانتے ہین نص یا قیاس یا استصحاب وغیرہ سے پھر جب کسی شی کی حلت یا حرمت مین تردد ہو اور وہان نص
یا اجماع نہ ہو تو مجتہد کو اوسمین اجتہاد کرنا چاہیے اور کسی دلیل شرعی سے اسکا حکم نکالنا چاہیے لیکن ایسے مشتبہ امر مین حلت
یا حرمت یا توقف کا حکم کیا جاویگا اسمین اختلاف ہے جیسے اختلاف ہے اشیا مین قبل ورود شرع کے اور صحیح یہ ہے کہ کوئی حکم
نکیا جاویگا کیونکہ اہل حق کے نزدیک تکلیف شرع سے ہوتی ہے فقط اور کبھی دلیل احتمال سے خالی نہین ہوتی تو تقوی
اسکا ترک کرنا ہے خاص کر اس قول پر کہ مصیب ایک ہی ہے اور یہی مشہور مذہب ہے امام مالک کا انتہی مختصرا ف پھر جو کوئی
ایسے مشتبہ کامون سے بچا رہے وہ بچا اپنے دین اور عزت کے بچانیکے لیے ف تا کہ دین مین اوسکے نقص نہ آوے اور اوسکی
عزت پر لوگ طعنہ نکرین اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص شبہ پر پرہیز نکرے اپنے کسب اور معاش مین اوسنے اپنے تئین پیش کر دیا طعنہ
کے لیے اور اسمین اشارہ ہے دین کے امور پر محافظت کرنیکے لیے اور لوگون کا لحاظ رکھنے کے لیے ف اور جو کوئی شبہ مین پڑا
اوسکی مثال ایسی ہے ف فتح الباری مین ہے کہ شبہات کی تفسیر علما نے چار چیزون سے کی ہے ایک تو وہ جسمین
دلیلونکا تعارض ہو (یعنے حرمت اور حلت دونون کی دلیلین ہون) دوسرے جسمین علما کا اختلاف ہو تیسرے جو مکروہ
ہو چوتھی مباح پر وہ مباح مراد نہین جسکے دونو طرف مساوی ہون بلکہ جسکا فعل یا ترک راجح ہو باعتبار کسی امر خارج
کے گو مساوی ہون باعتبار ذات کے ابن منیر نے اپنے شیخ کے مناقب مین نقل کیا وہ کہتے تھے مکروہ ایک گھاٹی ہے حلال اور
حرام کے بیچ مین تو جو شخص مکروہ کا بہت کریگا وہ حرام مین پڑجاویگا اسیطرح مباح ایک گھاٹی ہے درمیان مکروہ اور حرام
کے تو جو مباح بہت کریگا وہ مکروہ مین پڑجاویگا مؤید ہے اسکے ابن حبان کی روایت اسمین یہ ہے کہ لیئے اور حرام کے بیچ مین ایک
آڑ کر لو حلال کی جو ایسا کرے اوسنے بچایا اپنی عزت اور دین کو اور جسنے اوسمین چرایا وہ ایسا ہے جو باڑ کے متصل چراتا ہے
تو احتمال ہے کہ باڑ کے اندر چلا جاوے اور مطلب یہ ہے کہ جس حلال کے استعمال سے مکروہ یا حرام مین پڑنیکا خوف ہو اس سے پرہیز
کرنا چاہیے جیسے عیش کا بہت سامان حاصل کرنا یہ مقتضی ہوتا ہے بہت کمائی کو اور بہت کمانے سے کبھی نا جائز کسب یا نا جائز

حق مین گرفتار ہوجاتا ہے یا نفس مین غرور پیدا ہوتا ہے اور ادنے یہ ہے کہ بندگی کے حقوق ادا کرنے مین واقع ہوتا ہے اور یہ بات
ہے معلوم ہے بلکہ انکھون سے دیکھا گیا ہے اور میرے نزدیک وجہ اول راجح ہے اور ہوسکتا ہے کہ سب وجہین مراد ہون اور یہ
مختلف ہے باختلاف رجال تو عالم عقلمند پر کوئی حکم پوشیدہ نہ رہیگا اور وہ اس آفت مین نہین پڑیگا مگر جب مباح اور مکروہ
بہت کریگا اور جو شخص مکروہ بہت کریگا اوسمین جرأت پیدا ہوجاتی ہے حرام کرنیکی یا عادت اسکی برانگیختہ کرتی ہے حرام کام کرنے
کے لیے اور مصنف نے مودع مین زیادہ کیا پھر جو کوئی شبہ کا کام ترک کریگا تو جسکی ممانعت معلوم ہوجاویگی اوسکو ضرور ترک کریگا اور
جو کوئی شبہ کے گناہ پہ جرأت کریگا وہ قریب ہے کہ اس گناہ مین پڑجاوے جسکا گناہ ہونا یقینی ہے ابن منیر نے اس حدیث سے استدلال
کیا ہے کہ مجمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رہ سکتا ہے اور اگر اس سے یہ مراد ہو کہ وہ مجمل جو بعضون کے حق مین مجمل ہو بعضون کے حق مین
نہ ہو یا مثالین قیاس پر رد منظور ہے تو استدلال صحیح ہے نہ اسمین اعتراض ہے انتہے ف جیسے اس چرواہے کی جو سرکاری
رمنہ کے آس پاس اپنے جانورونکو چراتا ہے وہ قریب ہے کہ رمنہ کے اندر چلا جاوے ف سرکاری رمنہ حمی کا ترجمہ ہے حمی وہ مقام
ہے جسکو عرب کے بادشاہ اپنے جانورون کے چرانے کے لیے خاص کرلیتے تھے اور انکی حدین محفوظ کردیتے تھے اور انکی حدود کے اندر جو کوئی
چراتا اسکو سخت سزا ہوتی بعضون نے کہا یہ مثال شعبی کا قول ہے اور حدیث مین داخل کیا گیا ہے اور یہ صحیح نہین ہے بلکہ ابن
عباس اور عمار بن یاسر کی روایت مین یہ مثال مرفوعا مروی ہے اور اسکے راوی اس حدیث مین حفاظ ہین اور یہ شبہہ اس وجہ سے پیدا ہوا
کہ ابن جارود اور اسمعیلی کی روایت مین ابن عون سے انہون نے شعبی سے یہ کہ ابن عون نے کہا آخر حدیث مین مین نہین جانتا
مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا شعبی کا قول ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ جملہ مدرج ہو (فتح الباری) قسطلانی نے
کہا جو کوئی منہیات کا ارتکاب کرے اسکا دل سیاہ ہوجاویگا بوجہ ظلم کے جانے نور تقوے کی اور اعلے ورع یہ ہے کہ حلال کو
حرام کے ڈر سے ترک کرے جیسے ابراہیم بن ادہم نے اپنی مزدوری کو شک کی وجہ سے ترک کیا اور گرسنگی پر صبر کیا اور رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجور کو چھوڑ دیا اس ڈر سے کہ کہین صدقہ کی نہ ہو اور جو شخص زیادہ پرہیزگار ہوگا وہ پلصراط سے
جلدی پار ہوجاویگا بشر حافی کی بہن نے امام احمد سے کہا ہم لوگ اپنے مکانون کی چھتون پر چرخہ کاتتے ہین پھر ظاہریہ کی
مشعلین راہ مین سے نکلتی ہین اور ہمپر اونکی روشنی پڑتی ہے کیا ہمکو اونکی روشنی مین کاتنا جائز ہے انہون نے کہا
تو کون ہے خدا تجھکو تندرست رکھے وہ بولین مین بشر حافی کی بہن ہون یہ سنکر امام احمد روئے اور کہا تمہارے گھر سے سچا
تقوی نکلتا ہے مت کاتو انکی روشنی مین مالک بن دینار بصرے مین چالیس برس رہے اور وہان کا میوہ نہ کھایا یہانتک کہ
مرگئے سیدہ رابعہ ایک عورت نیک ہمارے زمانہ مین مکہ مین تیس برس سے زیادہ رہین اور انہون نے وہان کے گوشت اور
میوے نہ کھائے کیونکہ وہ بجیلہ سے آتے تھے اور بجیلہ کے لوگ بیٹیون کو ترکہ نہین دلاتے تھے (میمن سوداگر ہمارے زمانہ کے بھی

بجیا والون کیطرح لڑکیون کو ترکہ نہین دیتے انکی دعوت بہی کہانا تقوی کے خلاف ہے) اس عورت کے باپ نورالدین بینہ
کے میوہ کہانے سے انکار کیا کیونکہ معلوم ہوا کہ وہ زکوۃ نہین دیتے انتہی ف خبردار رہو ہر ایک بادشاہ کا ایک محفوظ رمنہ
ہوتا ہے اور اللہ جل جلالہ کا محفوظ رمنہ زمین مین حرام چیزین ہین ف یعنے وہ گناہ جنکو اسنے حرام کیا جیسے زنا چوری
وغیرہ تو یہ تمثیل ہے مکلف کو چرواہے کے ساتھ اور نفس کو جانورونکے ساتھ اور شبہات کو رمنہ کے گرداگرد کے ساتھ اور
محارم کو رمنہ کے ساتھ اور شبہات مین گرنے کو حمی کے گرداگرد چرانے کے ساتھ اور وجہ تشبیہ عذاب ہے جیسے چرانے والا اگر رمنہ
کے اندر چرانے لگے تو سزا کے قابل ہوگا ایسے ہی جو شبہات بہت کرے وہ حرام مین پڑکر عذاب کے لائق ہوگا قسطلانی) ف
خبردار ہو بدن مین ایک گوشت کی ٹکڑا ہے جب وہ اچھا ہوتا ہے تو سارا بدن اچھا ہوتا ہے (یعنے صحیح سالم چاق وچست
اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے خبردار ہو وہ ٹکڑا دل ہے (جو معدن ہے روح حیوانی کا اور ساری بدن مین
خون وہین سے پہیلتا ہے) ف فتح الباری مین ہے اس سے قلب کی عظمت نکلی اور ترغیب اسکے صلاح کی اور اشارہ
ہوا کہ اچھی کمائی کو صلاح مین دخل ہے اور اس حدیث سے دلیل لائے ہین اسپر کہ عقل دل مین ہے اور اسی کو ہے اللہ تعالی کا قول
فتکون لہم قلوب یعقلون بہا اور ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب اور یہ زیادت صرف روایت شعبی مین ہے
اور شعبی سے بہی اکثر روایا مین منقول نہین البتہ صحیحین مین زکریا کی روایت سے منقول ہے اور متابعت کی اسکی مجاہد نے
امام احمد کے پاس اور مغیرہ نے طبرانی کے پاس اور ہر فقرہ کی مناسبت ماقبل سے یہ ہے کہ تقوے اور ورع دونو قلب سے ہے اصل
ہین کیونکہ وہ ستون ہے دین کا اور علماء نے اس حدیث کی بہت عظمت بیان کی ہے اور کہا ہے کہ وہ ان چار حدیثون مین سے ہے
جنپر مدار ہے احکام کا جیسے ابوداود سے منقول ہے اور ابن عربی نے کہا کہ اکیلے اس حدیث سے تمام احکام نکل سکتے ہین قرطبی نے
کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ حدیث مشتمل ہے تفصیل حلال اور غیر حلال پر اور اس مین یہ بیان ہے کہ تمام اعمال کا تعلق قلب
سے ہے تو ممکن ہے رد تمام احکام کا اسکی طرف انتہی مختصرا قسطلانی نے کہا ہمارے نزدیک دل جگہ ہے عقل کی اور حنفیہ
نے اسکا اختلاف کیا ہے اور ہماری دلیل کے لیے یہ آیت کافی ہے فتکون لہم قلوب یعقلون بہا اور جمہور متکلمین کا یہی قول ہمارے
موافق ہے اور ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ عقل دماغ مین ہے اور اول قول فلاسفہ سے منقول ہے اور دوسرا اطبا سے اور اطبا
کی حجت یہ ہے کہ جب دماغ فاسد ہوتا ہے تو عقل بہی فاسد ہو جاتی ہے اور اسکا رد یون کیا ہے کہ دماغ آلہ ہے اونکے نزدیک
اور آلہ کے فساد سے عقل کا فساد لازم نہین آتا اور مؤلف نے اس حدیث کو بیوع مین اور ایسا ہی ابوداود اور مسلم اور ترمذی
اور نسائی نے بیوع مین نکالا اور ابن ماجہ نے فتن مین مترجم کہتا ہے کہ حکماء متاخرین نے دلائل متعددہ اور تجربہ اور تشریح
سے ثابت کر دیا ہے کہ عقل بلکہ تمام قوی اور ادراک دماغ مین ہین اور دل معدن ہے خون کے گردش کا اسیطرح روح یعنے جان بہی

دماغ کی تیسری کوٹھری میں ہے جو اوپر کی رو کو پیشانی سے چھوٹی ہے اور قرآن شریف میں جو آیت ہے فتکون لہم قلوب
یعقلون بہا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قلب عقل کا ظرف ہے بلکہ احتمال ہے کہ سببیت کی ہو اور ظاہر ہے کہ قلب کے سبب سے
روح حیوانی کی بقا ہے اور روح حیوانی سبب ہے عقل کا اور دوسری آیت جو ہے ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ
قلب یہاں قلب سے عقل مراد ہے نہ اس وجہ سے کہ قلب محل عقل ہے بلکہ قلب سبب ہے بقاء قوت عاقلہ کا اس صورت میں امام
ابو حنیفہ رح کا قول حکماء متاخرین کی تحقیق کے رو سے صحیح نکلا واللہ اعلم **باب** اداء الخمس من الایمان
پانچواں حصہ لوٹ کے مال سے ادا کرنا (یعنی امام کو پہونچا دینا) ایمان میں داخل ہے **ف** فتح الباری میں ہے کہ بعضوں
نے خمس کے لفظ کو بفتح خا پڑھا ہے یعنی پانچ چیزوں کا نماز روزہ زکوۃ حج شہادتین ادا کرنا ایمان میں داخل ہے اور یہ معنی قیاس
سے بعید ہے کیونکہ حج کا اس حدیث میں ذکر نہیں ہے دوسرے یہ قواعد اوپر مذکور ہو چکے انکی تکرار بے ضرورت ہے تو صحیح یہی ہے
کہ غنیمت کا پانچواں حصہ مراد ہے اور خمس بضم خا ہے انتہی **حدثنا** علی بن الجعد قال اخبرنا شعبۃ عن ابی جمرۃ
قال کنت اقعد مع ابن عباس یجلسنی علی سریرہ فقال اقم عندی حتی اجعل لک سہما من مالی فاقمت
معہ شہرین ثم قال ان وفد عبد القیس لما اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من القوم او من
الوفد قالوا ربیعۃ قال مرحبا بالقوم او بالوفد غیر خزایا ولا ندامی فقالوا یا رسول اللہ انا
لا نستطیع ان ناتیک الا فی الشہر الحرام بیننا وبینک ہذا الحی من کفار مضر فمرنا بامر فصل
نخبر بہ من وراءنا وندخل بہ الجنۃ وسالوہ عن الاشربۃ فامرہم باربع ونہاہم عن اربع
امرہم بالایمان باللہ وحدہ قال اتدرون ما الایمان باللہ وحدہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال شہادۃ
ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وصیام رمضان وان تعطوا
من المغنم الخمس ونہاہم عن اربع عن الحنتم والدباء والنقیر والمزفت وربما قال المقیر وقال
احفظوہن واخبروا بہن من وراءکم **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے علی بن جعد بن عبید ہاشمی جوہری بغدادی
نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعبہ نے (جو حجاج کے بیٹے ہیں) انہوں نے روایت کی ابو جمرہ سے **ف** انکا نام نصر بن عمران
بن نوح بن مخلد ضبعی ہے وہ بنی ضبیعہ میں سے تھے اور وہ ایک شاخ ہے قبیلہ عبد القیس کی جیسے رشاطی نے کہا یا بکر بن
وائل کی شاخ ہے لیکن ابو جمرہ عبد القیس کی شاخ میں سے ہیں اور جسنے انکو دوسری شاخ میں سے کہا بخاری کی
شارحوں میں سے اسنے وہم کیا کیونکہ طبرانی اور ابن مندہ نے نوح بن مخلد کے حال میں روایت کیا جو دادا ہیں ابو جمرہ کے
کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے پوچھا تم کون سے قبیلہ سے ہو اونہوں نے کہا ضبیعہ میں سے جو ربیعہ کی شاخ ہے

آپ نے فرمایا ربیعہ میں سے عبد القیس کا قبیلہ ہے پھر وہ قبیلہ جس میں سے تو ہے (فتح الباری) ت انہوں نے کہا ابن عبداللہ
بن عباس کے ساتھ بیٹھتا تھا تو وہ مجھکو اپنے تخت پر بیٹھاتے تھے ف اس عزت کا سبب مؤلف نے علم میں بیان کیا
کہ ابو جمرہ مترجم تھے ابن عباس کے یعنے اونکا کلام لوگوں کو سنا دیتے یا سمجھا دیتے اور بعضوں نے کہا ابو جمرہ فارسی جانتے
تھے وہ عبداللہ بن عباس کا کلام فارسی میں ترجمہ کرتے اور پہلی صورت میں ترجمہ سے مراد عام ہے جو شامل ہے تفسیر اور
تفصیل کو اور دوسری صورت میں ترجمہ بمعنے مشہور ہے یعنے ایک زبان سے دوسری زبان میں نقل کرنا قرطبی نے کہا
اسمیں دلیل ہے کہ ابن عباس ترجمہ کے لیے ایک شخص پر اکتفا کرتے اور بخاری نے اسکے لیے ایک باب منعقد کیا ہے کتاب الاحکام کے
آخر میں اور ابن تین نے اس سے یہ نکالا ہے کہ تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے کیونکہ ابن عباس نے اس روایت میں کہا میں
تیرے لیے ایک حصہ کروں اپنے مال میں سے اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ شاید مال دینے کا کوئی اور سبب ہو جیسے حج میں مؤلف
نے بیان کیا کہ یہ ایک خواب کی وجہ سے تھا (فتح ملخصاً) ت پھر انہوں نے کہا میرے ساتھ رہ تا کہ میں تجھکو ایک حصہ
دوں اپنے مال میں سے ابو جمرہ نے کہا پھر میں اونکے پاس ٹھہر رہا دو مہینے تک (مکہ میں) بعد اوسکے انہوں نے کہا عبد
القیس کے لوگ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ف حافظ ابن حجر نے کہا امام مسلم نے اپنی روایت میں اس حدیث
کے ذکر کرنیکا سبب بیان کیا انکی روایت میں یوں ہے کہ پھر ایک عورت ابن عباس کے پاس آئی اور انسے پوچھنے لگی ٹھلیا
کے نبیذ کو انہوں نے منع کیا اس سے میں نے کہا اے ابن عباس میں تو سبز ٹھلیا میں میٹھا نبیذ بناتا ہوں اور اسکو پیتا
ہوں وہ میرے پیٹ میں قراقر کرتا ہے انہوں نے کہا مت پی اوسکو اگرچہ وہ شہد سے زیادہ میٹھا ہو اور مؤلف نے مغازی میں
روایت کیا کہ ابو جمرہ نے کہا ابن عباس سے میرے پاس ایک گھڑا ہے جسمیں نبیذ بناتا ہوں اور میٹھا میٹھا اوسکو پیتا ہوں
جب میں بہت پیتا ہوں اور لوگوں میں دیر تک بیٹھتا ہوں تو ڈرتا ہوں فضیحت سے (کہیں یہ لوگوں کے سامنے صادر نہ ہو)
ابن عباس نے کہا عبد القیس کے لوگ آئے اخیر تک تو چونکہ ابو جمرہ خود عبد القیس کے لوگوں میں سے تھے اور انکی حدیث سے
ممانعت نکلتی تھی نبیذ بنانے کی ٹھلیوں میں اسلیے ابن عباس نے اس حدیث کا بیان کرنا ابو جمرہ سے مناسب سمجھا اور اسمیں
دلیل ہے کہ ابن عباس کو اسکا نسخ نہیں پہنچا تھا اور وہ ثابت ہے بریدہ بن حصیب کی روایت سے صحیح مسلم وغیرہ میں (اس حدیث سے
یہ نکلتا ہے کہ یہ ممانعت آپ نے منسوخ کر دی اور ہر برتن میں نبیذ بنانے کی اجازت دی) قرطبی نے کہا اسمیں دلیل ہے کہ
مفتی کو فتوی کی دلیل صرف بیان کر دینا کافی ہے جب مستفتی سمجھ رکھتا ہو (فتح الباری) قسطلانی نے کہا کہ عبد القیس بن
افصی بن دعمی ایک قبیلہ کا باپ ہے اور یہ لوگ جو آپکے پاس آئے تھے چودہ تھے اشج سمیت اور بعضوں نے کہا چالیس
تھے تو شاید دو بار آئے ہوں گے یا چودہ اچھے شریف لوگ ہونگے اور باقی انکے خدمتگار وغیرہ تھے ت آپ نے

فرمایا کون لوگ ہین یا کون وفد ہین **ف** یہ شک ابو جمرہ کو ہوئی یا شعبہ کو اور کرمانی نے عجیب بات کہی کہ یہ شک
ابن عباس کو ہوئی اور مین سمجھتا ہون کہ یہ شعبہ کی شک ہے اسلیے کہ قرہ وغیرہ نے اوسکو ابو جمرہ سے بغیر شک کے روایت کیا
نووی نے کہا وفد کہتے ہین اوس جماعت کو جو کسی بڑے شخص سے ملنے کی لیے آگی جاتی ہے اوسکا واحد وافد ہے اور وفد عبد
القیس چودہ سوار تہے سب مین بڑا اُن مین اشج تہا اوسکا نام منذر بن عائذ تہا اور اُن مین سے تہے منقذ بن حبان
اور مزیدہ بن مالک اور عمرو بن مرحوم اور حارث بن شعیب اور عبیدہ بن ہمام اور حارث بن جندب اور صحار ابن العباس
صاحب تجرید نے کہا باقی لوگون کا نام معلوم نہین ہوا مین کہتا ہون ابن سعد نے اُن مین سے ذکر کیا عقبہ بن جروہ کو
اور ابو داود نے سنن مین قیس بن نعمان عبدی کو اور ذکر کیا اسکو خطیب نے مبہمات مین اور مسند بزار اور تاریخ ابن ابی خیثمہ مین
جہم بن قثم مذکور ہے اور صحیح مسلم مین بہی اسکا ذکر ہے لیکن نام نہین لیا اور مسند احمد اور ابن ابی شیبہ مین رستم عبدی مذکور ہے
اور ابو نعیم کی معرفت مین جویریہ عبدی اور بخاری کے ادب مین زارع بن عامر عبدی تو یہ چھ لوگ ہین باقی کے اور چودہ نفر
ہونیکی صاحب تجرید نے کوئی دلیل بیان نہین کی لیکن ابن مندہ کی معرفت مین ہود عصری سے ایک روایت ہے جس سے
تیرہ نفر ثابت ہوتے ہین اور دولابی نے چالیس نفر روایت کیے ہین ابن ابی جمرہ نے کہا جو آپ نے پوچھا کون لوگ ہین اس
مین دلیل ہے کہ جو مہمان وارد ہو اوسکا حال پوچھنا چاہیے اگر معلوم ہو تاکہ مرتبہ کے موافق اُسکی خاطر کیجاوے انتہی
مختصرا من فتح الباری **ت** اونہون نے کہا ربیعہ کے لوگ ہین **ف** ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان کے اور
عبد القیس ربیعہ کی اولاد مین سے تہا اونہون نے جد اعلیٰ کا بیان کیا جسمین اپنا قبیلہ آگیا قسطلانی نے کہا یہ لوگ اُس سال
آئے جس سال کہ فتح ہوا اور سبب اُنکے آنے کا یہ تہا کہ اُن مین سے منقذ بن حبان مسلمان ہو گئے تہے اونہون نے سورہ فاتحہ
سیکہی اور اقرأ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے لوگون کو ایک خط بہیجا اُن کے ہاتہ جب وہ اپنی قوم مین پہنچے
ایک مدت تک اسلام کو چھپاے رہے اور نماز پڑہتے رہے اونکی بی بی نے اپنے باپ منذر بن عائذ سے بیان کیا جسکو اشج کہتے
تہے کہ میرے خاوند کا مین ایک نیا کام دیکہتی ہون جب سے وہ یثرب سے آئے ہین وہ اپنے ہاتہ پاؤن دہوتے ہین پہر ایک طرف منہ
کر کے کبہی جہکتے ہین کبہی گر پڑتے ہین (رکوع اور سجدے کو کہا) پہر اباد اور خسر سے ملاقات ہوئی اور دونون کی
باتین ہوئین اشج کے دل مین اسلام گہر گیا جب منقذ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کتاب پڑہی اور عبد القیس کے لوگ
مسلمان ہو گئے اور اونہون قصد کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جانیکا اور روانہ ہوئے **ت** آپ نے فرمایا مرحبا اُن
لوگون کو یا اُن وفد کو **ف** مرحبا کے معنی تم اچہی کشادہ جگہہ مین آئے اور یہ عربون کا محاورہ ہے جب کوئی ملاقات کو آتا
ہے تو مرحبا کہتے ہین یا مرحبا اہلا یا مرحبا اہلا و سہلا عسکری نے کہا سب سے پہلے مرحبا سیف بن ذی یزن نے کہا ہے

اور اسمین دلیل ہے کہ آنیوالے کی دلجوئی اور خاطرداری مستحب ہے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بارہا لوگون کے لیے مرحبا فرمایا ہی ام ہانی کو کہا مرحبا بام ہانی اور عکرمہ بن ابی جہل کے لیے فرمایا مرحبا بالراکب المہاجر اور حضرت فاطمہ کے لیے فرمایا مرحبا بابنتی یہ سب حدیثین صحیح ہین اور نسائی نے عاصم بن بشیر حارثی سے روایت کیا انہون نے اپنے باپ سے وہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا مرحبا وعلیک السلام (فتح الباری) **ف** نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ ہوئے **ف** کیونکہ خوشی سے مسلمان ہو گئے اگر جنگ کے بعد ہوتے تو ذلیل ہوتے لونڈی غلام بنتے شرمندہ ہوتے کہ خوشی سے مسلمان کیون نہ ہوئے تا اون اقوال سے بچے رہتے اور اسمین دلیل ہے کہ سامنے تعریف کرنا جائز ہے اگر فتنہ کا ڈر نہ ہو (فتح) **ف** ان لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پاس نہین آسکتے مگر حرام مہینے مین **ف** یعنے ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب ان مہینون مین سے کسی مہینہ مین کیونکہ یہ چارون حرام مہینے ہین عرب لوگ جاہلیت کے زمانہ مین ان مہینون مین قتال نہ کرتے تو امن ہوتا ایک ملک سے مسافر دوسرے ملک مین جا سکتے قرہ کی روایت مین ہو الا فی الاشہر الحرم اور حماد بن زید کی روایت مین ہے الا فی کل شہر حرام اور بعضون نے کہا کہ یہان حرام مہینے سے مراد صرف رجب کا مہینہ ہے کیونکہ مضر کی قوم رجب کے مہینے کی بہت تعظیم کرتی تھی اسیواسطے ایک حدیث مین رجب کو اضافت دی ہو مضر کی طرف اور ظاہر یہ ہے کہ وہ رجب کی زیادہ تعظیم کرتے تھے اور حرام مہینون سے مگر قتال چارون حرام مہینے مین حرام سمجھتے اور اس حدیث مین دلیل ہے کہ عبد القیس کی قوم مضر کی قوم سے پہلے مسلمان ہوئی اور مضر کی قوم ان مین اور مسلمانون مین حائل تھی عبد القیس کی سکونت بحرین اور اسکے اطراف مین تھی عراق کے متصل شعبہ کی روایت مین ہو انہون نے کہا ہم آپ پاس آتے ہین ایک دور دراز قطعہ سے اور ایک دوسری حدیث سے بھی انکی سبقت اسلام معلوم ہوتی ہے وہ جو مولف نے جمعہ مین روایت کیا ابو جمرہ سے انہون نے ابن عباس سے کہ اول جمعہ جو پڑہا گیا مسجد نبوی کے جمعہ کے بعد وہ عبد القیس کی مسجد مین تہا جواثی مین جو بحرین کے ملک مین ہے اور جواثی ایک گانون ہے عبد القیس کا مشہور اور انہون نے جمعہ پڑہا اس وقت کہ مراجعت کے بعد تو معلوم ہوا کہ انکا ملک سب ملک والون سے پہلے مسلمان ہوا (فتح الباری) **ف** اور حال یہ ہے کہ ہم مین اور آپ مین قبیلہ ہے مضر کے کافرونکا (جو اور مہینون مین ہمکو آپ تک آنے نہین دیتا) اس لیے ہمکو ایک خلاصہ بات بتلا دیجیے جس کی خبر کر دین ہم ان لوگون کو جو ہمارے پیچھے ہین (یعنے ہمارے ملک مین جو یہان نہ آسکے) اور جس کی وجہ سے ہم جنت مین جاوین (اس سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ جب مقبول ہون تو موجب ہین دخول جنت کی) اور پوچھا انہون نے آپ سے شرابون کو (یعنے شراب کے برتنون کا حکم) پھر آپ نے انکو حکم کیا چار باتونکا اور منع کیا چار باتون سے **ف** یہان ایک اشکال ہے وہ یہ کہ جن باتونکا حکم کیا وہ چار نہین بلکہ پانچ ہین اور پانچون اس حدیث مین مذکور ہین ایک شہادتین دوسری نماز تیسرے زکوۃ چوتھے رمضان کے روزے پانچوین

لوٹ مین سے پانچوان حصہ دینا پہر یہ کیسے کہا کہ چار باتون کا حکم کیا اسکا جواب علمار نے کئی طرح سے دیا ہے قرطبی نے
کہا چار باتون مین پہلی بات نماز ہے اور شہادتین کا ذکر تبرک کا ہے اور طیبی نے بہی اسیطرف میل کیا ہے وہ کہتے ہین لوگ
مومن تہے اور شہادتین کا اقرار کرتے تہے اس صورت مین شہادتین ان باتون مین سے نہین ہو سکتین جنکو اُن کے بتلانے
کی ضرورت ہتی قاضی عیاض نے کہا اداے خمس ان چار کے سوا ہے اور اسکا ذکر اسلئے ہے کیونکہ یہ لوگ اہل جہاد تہے اور کافرو
کے قریب رہتے تہے پس اسکا حکم بتلادیا ابن عربی نے کہا نماز اور زکوۃ دونون ملکر ایک ہین اور باقی تین باتین ہین بیضاوی
نے کہا یہ پانچون باتین ایمان کی تفسیر ہین اور ایمان چار باتون مین سے ایک بات ہے اور باقی تین باتون کو راوی بہول گیا
یا اوسنے ذکر نہ کیا اور یہ قول قاضی بیضاوی کا صریح خلاف ہے اوس روایت کی جسمین شہادتین کے ذکر کے بعد ایک کا اشارہ
مذکور ہے اور حج کو ذکر نہین کیا کیونکہ وہ سخت تک فرض نہین ہوا تہا نہ اسوجہ سے کہ حج فوراً واجب نہین ہے کیونکہ فوراً
واجب ہونے سے اُسکی فرضیت نہین جاتی اور نہ اسوجہ سے کہ حج اونکے نزدیک مشہور تہا کیونکہ مشہور تو اور لوگون کے
نزدیک بہی تہا حالانکہ آپنے بیان کیا اُسکو اون کے سامنے اور نہ اس وجہ سے کہ اونکو استطاعت نہ تہی بوجہ بند ہونے
راہ کی کیونکہ عدم استطاعت سے ترک اخبار لازم نہین آتا بلکہ اگر حج فرض ہوتا تو اخبار ضرور تہا تاکہ قدرت کے وقت اسپر عمل کرین اور
مناہی اگرچہ بہت تہی پر انکو وہی بتلای جنکی انکو ضرورت تہی کیونکہ نبیذ کی برتنون کا ان مین بہت رواج تہا اور سنن کبری
بیہقی مین اس حدیث مین حج کا بہی ذکر ہے لیکن وہ روایت شاذ ہے اسیطرح مسند احمد مین بہی ایک روایت مین حج کا ذکر موجود
اس روایت کی موافق چار باتون سے وہ باتین مراد ہین جو شہادتین اور خمس کے سوا ہین (فتح الباری ملخصاً) (ف)
حکم کیا اونکو اکیلے اللہ پر ایمان لانیکا آپنے فرمایا کیا تم جانتے ہو اکیلے اللہ پر ایمان لانا کیا ہے وہ بولے اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے آپنے فرمایا (ایمان یہ ہے) گواہی دینا اس بات کی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہین ہے اور محمد اللہ کے
بہیجے ہوئے ہین اور نماز پڑہنا اور زکوۃ دینا اور رمضان کے روزے رکہنا اور لوٹ کے مال مین سے پانچوان حصہ ادا کرنا
اور منع کیا اونکو چار چیزون سے ایک تو سبز گہڑے مین نبیذ بنانے سے (جسکو حنتم کہتے ہین عربی زبان مین بعضون نے کہا وہ لال گہڑا ہے
جسکی گردن ایک جانب ہوتی ہے اور بعضون نے کہا وہ مٹی اور بال اور خون سے بنتا ہے اور بعضون نے کہا لاکہی برتن) دوسرے تونبے مین (کدو کی) تیسری کہجور کی
لکڑی کی برتن مین (جسکو نقیر کہتے ہین کہجور کی لکڑی کو کہود کر بناتے ہین) چوتہے لاکہی برتن مین (جسکو مزفت یا مقیر کہتے
ہین) اور راوی نے کبہی مزفت کہا اور کبہی مقیر (اور دونون کے معنے ایک ہین قسطلانی نے کہا زفت تو مشہور ہے جو برتنون
پر ملتے ہین اسیسے مزفت اور مقیر وہ برتن ہے جو قار سے طلا کیا جاوے اور قار اور قیر ایک گہانس ہے جسکو جلا کر کشتیون
وغیرہ پر ملتے ہین آپنے فرمایا ان باتون کو یاد رکہو اور انکی خبر کر دو ان لوگون کو جو تمہارے پیچہے ہین (یعنے تمہارے ملک مین ہین

جو یہاں نہین آئے **ف** فتح الباری مین ہے ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند مین ابو بکرہ سے روایت کیا کہ ڈبا یہ ہے جو
طائف کے لوگ کدو کو لیتے اور انگور کی طرح اوسکو کاٹ کر دفن کر دیتے یہانتک کہ خشک ہو جاتا اور نقیر مجاہد والونکا یہ ہے
کھجور کی جڑ کو لیکر اوسکو کھودتے پھر رطب یا بسر کا نبیذ اوسمین بناتے پھر اوسکو چھوڑ دیتے یہانتک کہ وہ خشک ہو جاتا اور
حنتم ٹھلیان ہین جنمین شراب آتا اور مزفت بھی برتن ہے جسپر زفت (رال) لگی ہوتی اور اسناد اسکا حسن ہے اور یہ تفسیر ہے
صحابی کی جسپر اعتماد کرنا بہتر ہے اور وجہ نہی کی یہ ہے کہ ان برتنون مین جو نبیذ بنایا جاتا ہے اسمین نشہ جلدی پیدا ہو جاتا ہے
تو احتمال ہے کہ کوئی بیخبری کی حالت مین ایسا نبیذ پی لے جسمین نشہ ہو گیا ہو بعد اسکے پھر آپنے اجازت دی ہر برتن مین
نبیذ بنانے کی بشرطیکہ اسمین نشہ ہو اسکے پینے کی اجازت دی جیسے کتاب الاشربہ مین خدا چاہے تو مذکور ہوگا انتہے قسطلانی
نے کہا صحیح مسلم مین ہو کہ فرمایا آپنے مین نے تمکو منع کیا تہا نبیذ بنانے سے اور برتنون مین سو مشک کے لیکن اب نبیذ بناؤ ہر
برتن مین اور نہ پیو اُس شراب کو جسمین نشہ ہو اور اس حدیث سے نکلتا ہے کہ عالم کو مدد لینا چاہیے حاضرین کو سمجھانے کے لیے یا اُنکی
بات سمجھنے کے لیے کسی اور شخص سے اگر خود عالم اُس بات پر قادر نہ ہو اور مرحبا کہنا مستحب ہے اُسکے لیے جو ملاقات کو آوے اور فضیلت
والے شخص کی عزت کرنا چاہیے اور اس حدیث کو مؤلف نے دس جگہ نکالا اپنی کتاب مین ایک اس جگہ دوسرے خبر واحد مین تیسرے
کتاب العلم مین چوتھے کتاب الصلوۃ مین پانچوین زکوۃ مین چھٹے خمس مین ساتوین مناقب قریش مین آٹھوین مغازی مین نوین
ادب مین دسوین توحید مین اور نکالا اُسکو مسلم نے کتاب الایمان اور کتاب الاشربہ مین اور ابو داؤد اور ترمذی نے
اور کہا حسن ہے صحیح ہے اور نسائی نے علم اور ایمان اور صلوۃ مین انتہے **باب** مَا جَاءَ اَنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَ
الْحِسْبَةِ وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰى ۔ یہ بیان اس بات کا کہ اعمال کا ثواب باعتبار شرع مین نیت اور اخلاص سے ہوتا ہے
ف یعنے خالص خدا کے واسطے ثواب کے لیے عمل کرنے سے نہ دکھلاوے یا اور کسی غرض کے لیے فتح الباری مین ہے کہ
مؤلف کوئی حدیث ایسی نہین لائے جسمین یہ مذکور ہو کہ اعمال نیت اور حسبہ (اخلاص) سے صحیح ہوتی ہین بلکہ انہون نے
استدلال کیا حضرت عمر کی حدیث سے نیت کی شرط ہونے پر اور ابی مسعود کی حدیث سے حسبہ کے شرط ہونے پر انتہے **ف** اور
ہر ایک آدمی کے لیے وہی ہے جو نیت کرے (یہ تین باتین ہوئین اور تینون اس باب کی احادیث سے ثابت ہوتی ہین) فَدَخَلَ
فِيهِ الْاِيمَانُ یہ مؤلف کا مقولہ ہے جیسے ابن عساکر نے تصریح کی کہ کہا امام ابو عبداللہ بخاری نے پھر داخل ہوا اس
کلام مین جو اوپر گذرا ایمان **ف** یعنے ایمان بھی بغیر نیت کی صحیح نہو گا کیونکہ وہ بھی ایک عمل ہے امام بخاری کے نزدیک
اور جو لوگ ایمان کے معنے تصدیق قلبی کے کہتے ہین انکے نزدیک اسمین نیت کی احتیاج نہین ہے جیسے اور اعمال قلوب مین
مانند خوف اور محبت الہٰی کیونکہ نیت عمل کے تمیز کرنیکے لیے ہے کہ خالص اللہ کے واسطے وہ عمل کیا یا کسی اور غرض سے دوسرے مراتب

اعمال کی تمیز کے لیے مثلاً فرض اور واجب اور سنت وغیرہ کے لیے تیسرے عبادت کو عادت سے تمیز کرنیکے لیے جیسے روزے کو فاقے سے (فتح) وَالْوُضُوْءُ اور وضو **ف** وہ بھی بغیر نیت کے صحیح نہ ہوگا امام شافعی اور جمہور علمار کا یہی قول ہے اور اوزاعی اور ابو حنیفہ کے نزدیک وضو مین نیت **شرط** نہین وہ یہ کہتے ہین کہ وضو کوئی مستقل عبادت نہین بلکہ وسیلہ ہے دوسری عبادت یعنے نماز کا اور اونپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ تیمم بھی وسیلہ ہے حالانکہ وہ اسمین نیت کو فرض جانتے ہین اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ احادیث متعددہ سے وضو پر ثواب ہونا نکلتا ہے تو ضرور ہے اوسمین نیت تاکہ تمیز کرے اسکو غیر سے اور ثواب حاصل ہو (فتح) وَالصَّلٰوۃُ اور نماز **ف** نماز مین سب کے نزدیک نیت ضرور ہے البتہ امام ابن قیم نے کہا زبان سے نیت کہنا نماز مین تحب نہین ہے کیونکہ کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کی نیت زبان سے کی نہ کسی صحابی سے یہ امر ثابت ہوا ہے اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ زبان سے نیت کرنے سے قلبی نیت مدد ہوتی ہے اور وہ عبادت ہے زبان کی اور قیاس کیا ہے اسکے بعضون نے حج کے لبیک وہ جو حدیث صحیح مین انس سے ثابت ہے کہ آپ لبیک کہتے تھے حج اور عمرہ دونو کی اور اسمین تصریح ہے لفظ نیت کی اور حکم جیسے لفظ سے ثابت ہوتا ہے ویسے ہی قیاس سے (قسطلانی) **مترجم** کہتا ہے کہ قسطلانی کی یہ تقریر صحیح نہین ہے کسلیے کہ نماز کے ارکان اور ادا سماعی ہین اوسمین قیاس کو گنجایش نہین ہے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے کسی روایت مین نماز کی نیت زبان سے کہنا منقول نہین ہوئی تو وہ بدعت ہوگی اور نیت نام ہے ایک فعل قلبی کا نہ زبان سے کہنے کا اور شرط تمام اعمال کی وہی فعل قلبی ہے پس وہی کافی ہے نماز کو حج پر جو قیاس کیا وہ صحیح نہین ہے کسلیے کہ حج مین عمرہ اور حج دونو کے ذکر کرنے سے اعلام منظور تھا اور صحابہ کا کہ وہ بھی دونو کی نیت کر سکتے ہین اور مفصل بیان اسکا اپنے موقع پر آویگا۔ قسطلانی نے کہا نیت تکبیر تحریمہ کے ساتھ کرنا چاہیے یعنے تکبیر سے پہلے کیونکہ تکبیر تحریمہ اول ارکان ہے وَالزَّکوٰۃُ اور زکوۃ (فتح الباری مین ہے کہ اگر سلطان زکوۃ لے لیوے تو وہ ساقط ہوجاویگی اگرچہ صاحب مال نیت نہ کرے کسلیے کہ سلطان اوسکے قائم مقام ہے وَالْحَجُّ اور حج وَالصَّوْمُ اور روزہ۔ اسمین عطار اور مجاہد اور زفر کا اختلاف ہے وہ کہتے ہین جو شخص رمضان مین صحیح اور مقیم ہو اوسکو نیت کی احتیاج نہین ہے کیونکہ رمضان مین نفل روزہ صحیح نہین ہے اور ائمہ اربعہ کے نزدیک نیت ضرور ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک تعریف دل کی نیت کافی ہے اور رمضان کی تخصیص ضرور نہین ہے (قسطلانی) وَالْاَحْکَامُ اور تمام معاملات نکاح اور بیوع اور جراحات وغیرہ کیونکہ ہر ایک مین قصد شرط ہے پھر اگر بے اختیار اور بے نیت زبان سے بِعْتُ یا وَہَبْتُ یا نَکَحْتُ یا طَلَّقْتُ نکلجاوے تو وہ لغو ہے پر اسکی تصدیق قرینہ سے ہوگی مثلاً ایک شخص کی عورت حیض سے پاک ہوئی اور اس نے صحبت کے لیے اوسکو بلایا اور چاہا یہ کہنا انت طاہر لیکن

زبان سے یہ نکل گیا انت طالق (قسطلانی) حافظ ابن حجر نے کہا جس صورت میں نیت شرط نہیں وہ کسی دلیل خاص کی وجہ
سے ہوگا اور ابن منیر نے اسکا ایک قاعدہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جس عمل کا فائدہ بالفعل حاصل نہیں ہوتا بلکہ مقصود اس سے طلب
ثواب ہے اوسمیں نیت شرط ہے اور جسکا فائدہ نقد ہے اور طبیعت اسکا رواج شریعت سے پہلے کیا ہتا اوسمیں نیت شرط نہیں ہے
مگر جب اوسمیں بہی کسی وجہ سے ثواب مقصود ہو اور جو امور صرف معانی ہیں جیسے خوف اور رجا وغیرہ ان میں نیت شرط نہیں ہے
اور اقوال میں تین موقعوں پر نیت شرط ہے ایک تو ریا سے بچنے اور تقرب الٰہی حاصل کرنیکے لیے دوسرے معنے محتمل غیر مقصود
سے تمیز کرنیکے لیے تیسرے قصد انشاء تاکہ زبان سے بلا اختیار نکل جانا خارج ہوجاوے انتہی وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ
عَلٰی شَاکِلَتِہٖ عَلٰی نِیَّتِہٖ اور فرمایا اللہ تعالے نے کہدو اے محمد ہر ایک شخص عمل کرتا ہے اپنی شاکلہ پر یعنے اپنی نیت پر اور یہ تفسیر
حسن بصری اور معاویہ بن قرہ مزنی اور قتادہ سے ثابت ہے روایت کیا اسکو عبد بن حمید اور طبری نے اونسے اور مجاہد نے کہا
کہ شاکلہ کے معنے طریقہ اور ناحیہ اور یہ اکثر کا قول ہے اور بعضوں نے کہا دین اور مذہب اور مطلب سب کا قریب قریب ہے نَفَقَۃُ
الرَّجُلِ عَلٰی اَھْلِہٖ یَحْتَسِبُھَا صَدَقَۃٌ یہاں اِنْ محذوف ہے یعنے اور خرچ کرنا آدمی کا اپنے گہر والوں پر خالص خدا کے
واسطے صدقہ ہے یعنے اوسمیں بہی ویساہی ثواب ہے جیسے صدقہ میں ثواب ہے اور یہ مضمون ہے ایک حدیث کا جو آگے
مذکور ہوگی وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ جِھَادٌ وَّنِیَّۃٌ اور فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (مکہ
کے فتح ہوجانیکے بعد ہجرت نہیں رہی) لیکن جہاد اور نیت باقی ہے اس حدیث کو مولف نے ابن عباس سے جہاد میں موصولا
روایت کیا ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاَعْمَالُ
بِالنِّیَّۃِ وَلِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ
ھِجْرَتُہٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِ امْرَاَۃٍ یَّتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے
عبد اللہ بن مسلمہ نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو (امام) مالک نے انہوں نے سنا یحیی بن سعید (انصاری) سے انہوں نے
محمد بن ابراہیم (بن حارث تیمی) سے اونہوں نے علقمہ بن وقاص سے اونہوں نے حضرت عمر رضہ سے کہ فرمایا جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کی (صحت یا اعمال کا ثواب نیت سے ہوتا ہے (اس روایت میں اِنَّمَا کا لفظ نہیں ہے اور
مسلم کی روایت میں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ ہے) اور ہر ایک آدمی کے لیے وہی ہے جو نیت کرے پہر جسکی ہجرت اللہ اور رسول کی
طرف ہوگی اوسکی ہجرت اللہ اور رسول کیطرف ہوگی اور جسکی ہجرت دنیا کمانے کے لیے یا کسی عورت کو بیاہنے کے لیے ہوگی اسکی
ہجرت انہی کاموں کیطرف ہوگی **ف** یہ حدیث شروع اور ترجمہ کے اوپر مذکور ہوچکی قسطلانی نے کہا مولف کی غرض اس

حدیث کو بیان تفسیر یہ ہے کہ مرجئہ کا رد ہو جو ایمان صرف زبانی قول کہتے ہیں کیونکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان میں نیت اور اعتقاد قلبی ضرور ہے **حدثنا** حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے حجاج بن منہال (ابو محمد انماطی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے انہوں کہا خبر دی مجھکو عدی بن ثابت (انصاری کوفی) نے اونہوں نے کہا سنا عبد اللہ بن یزید (بن حصین انصاری خطمی سے اور وہ صحابی ہیں روایت کرتے ہیں صحابی سے) اونہوں نے روایت کی ابو مسعود انصاری (عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ انصاری خزرجی بدری) سے (انسے اس کتاب میں گیارہ حدیثیں مروی ہیں) انہوں نے کہا کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص خرچ کرے اپنے گہر والون پر (یعنے بی بی اور اولاد پر) خدا کی رضامندی کے لیے تو وہ صدقہ ہے اوسکے لیے **ف** یعنے مثل صدقہ کے ہے ثواب میں نہ حقیقۃً صدقہ ہے ورنہ ہاشمی پر حرام ہوتا اور معنی حقیقی بالاجماع مراد نہیں ہے اور صدقہ کا اطلاق نفقہ پر مجاز ہے قرطبی نے کہا مقصود یہ ہے کہ انفاق میں نیت قربت سے اجر ملتا ہے خواہ انفاق واجب ہو یا مباح اور جو نیت نہ کرے وسکو اجر نہ ملیگا اگرچہ نفقہ ذمہ سے ادا ہو جاویگا اور اس حدیث سے رد ہوا مرجئہ کا جو ایمان صرف اقرار باللسان کو کہتے ہیں اور مولف نے اسکو مغازی میں اور نفقات میں روایت کیا اور مسلم نے زکوۃ میں اور ترمذی نے بر میں اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور نسائی نے زکوۃ میں (قسطلانی) **حدثنا** الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَأَتِكَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے حکم بن نافع (ابو الیمان نے) اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب (بن ابی حمزہ قرشی) نے انہوں نے روایت کی زہری (ابی بکر بن شہاب) سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجہسے عامر بن سعد نے اونہوں نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) کہ فرمایا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تو کچھ خرچ کرے (تہوڑا یا بہت) اللہ جل جلالہ کی رضامندی کے لیے (اور ثواب کے لیے) تجھکو ثواب ہوگا یہانتک کہ اوسپر بہی ثواب ہوگا جو تو اپنے جورو کے منہ میں ڈالے **ف** نووی نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ حظ النفس میں بہی جب حق کے موافق ہو تو ثواب ہوگا کیونکہ بی بی کے منہ میں لقمہ دینا غالبًا حالت ملاعبت اور شہوت میں ہوتا ہے باوجود اسکے بہی جب نیت خالص ہو تو اللہ کے فضل سے ثواب پاویگا حافظ ابن حجر نے کہا اس سے زیادہ تصریح ہے ابوذر کی روایت میں امام مسلم کے پاس اوسمیں یہ ہے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرتا ہے اسکو ثواب ملیگا آپنے فرمایا البتہ اگر وہ اپنی شہوت کو حرام میں صرف کرتا اخیر حدیث تک

پھر جب اپنی بی بی کو ایک لقمہ کھلانے مین ثواب ہے تو مسکین اور محتاج کو پیٹ بھر کر کھلانے مین کیا ثواب ہوگا اس سے معلوم ہو سکتا ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے جنائز اور مغازی اور دعوات اور ہجرت اور طب اور فرائض مین روایت کیا اور مسلم نے وصایا مین اور ابوداؤد اور ترمذی نے بہی اسمین اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور نسائی نے وصایا اور عشرۃ النساء اور یوم واللیلہ مین اور ابن ماجہ نے وصایا مین انتہے

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ باب بیان مین اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین کیا ہے نصیحت اللہ کیلیے اور اسکے رسول کیلیے اور مسلمانون کے حاکمون کے لیے اور عام مسلمانون کے لیے

ف حافظ ابن حجر نے کہا کہ مؤلف نے اس حدیث کو ترجمہ باب مین بیان کیا اور باسناد اسکو روایت نہین کیا کیونکہ وہ انکی شرط پر نہی اور مسلم نے اس حدیث کو باسناد روایت کیا ہے تمیم داری سے اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے ابوہریرہ سے امام بخاری نے اپنی تاریخ مین کہا کہ یہ حدیث نہین صحیح ہے مگر تمیم داری سے اور روایت کیا اسکو ابو یعلی نے ابن عباس سے اور بزار نے ابن عمر رض سے اور یہ جو فرمایا دین نصیحت ہے یعنی بڑا جزو دین نصیحت ہے یا حدیث محمول ہے ظاہر پر مطلب یہ ہے کہ جسکے عمل مین نصیحت یعنے اخلاص نہین ہے وہ حقیقت مین دین ہی نہین رکہتا امام مازری نے کہا نصیحت مشتق ہے نَصَحْتُ الْعَسَلَ سے یعنی صاف کیا مینے شہد کو اور عرب کہتے ہین نَصَحَ الشَّيْءُ جب وہ شے خالص اور بے لوث ہو خطابی نے کہا نصیحت ایک کلمہ جامع ہے جو شامل ہے بہت سے معانی کو اور یہ حدیث اُن حدیثون مین سے ہے جنکو دین کی چوتھائی قرار دی ہے یا امام محمد بن اسلم طوسی نے کہا ہے اور نووی نے کہا بلکہ یہ حدیث کل دین ہے اور اللہ کیلیے نصیحت یہ ہے کہ اُسکی وہ صفت بیان کرے جو اوسکے لائق ہے اور ظاہر اور باطناً اُسکے سامنے عاجزی اور تضرع کرے اور رغبت کرے اُن کامون مین جو اسکو پسند ہین اور ڈرتا رہے اُن کامون سے جو اوسکو ناپسند ہین اور جو لوگ اللہ کے نافرمان ہین اونکو اللہ کا فرمانبردار بنانے مین کوشش کرے اور روایت کیا ثوری نے ابو ثمامہ سے کہ حوارین نے حضرت عیسے علیہ السلام سے عرض کیا اللہ کیلیے نصیحت کرنیوالا کون ہے انہون نے فرمایا جو اللہ کے حق کو لوگون کی خاطر پر مقدم رکہے اور اللہ کی کتاب کیلیے نصیحت یہ ہے کہ اوسکو سیکہے سکہاوے تلاوت اچھی طرح سے کرے یاد اور حروف اور مخارج اوسکے معانی سمجھے (اگر عربی جانتا ہو تو عربی تفاسیر سے اور جو نہ جانتا ہو تو اردو ترجمہ دیکہے غرض قرآن کا مطلب سمجھے) اوسکی حدود کی حفاظت کرے اُسمین جو حکم ہین اونپر عمل کرے گمراہ لوگ جو اُسمین تحریف کرین اُسکو دفع کرے (یعنے قرآن مین گمراہ لوگ جو نئے معانی نکالتے ہین تاویلین اونکا رد کرے) اور اللہ کے رسول کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اونکی تعظیم کرے زندگی اور موت دونون مین اُنکی مدد کرے اونکی سنت کو زندہ کرے تعلم اور تعلیم سے اُنکی پیروی کرے اقوال اور افعال مین اُنسے اور اُنکے تابعدارون سے محبت رکہے

اور مسلمانون کے حاکمون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اونکی مدد کرے غفلت کے وقت اونکو ہشیار کرے خطا کے وقت اونکو
بتلا دے لوگونکو اونپر متفق کرے جو لوگ اونسے نفرت رکہتے ہون انکی نفرت دور کرے اور بڑی نصیحت اونکی یہ ہے کہ اونکو
اچہی تدبیر سے ظلم سے روکے اور منجملہ مسلمانون کے اماموں کے مجتہدین ہین اونکے لیے نصیحت یہ ہے کہ انکے علوم پہیلاوے انکے
مناقب نشر کرے انکے ساتہہ نیک گمان رکہے اور عام مسلمانون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اونپر شفقت کرے انکی نفع رسانی
مین کوشش کرے اونکو وہ علوم سکہلاوے جو انکے حق مین مفید ہون انکی ایذا سے باز رہے اونکے لیے برا سمجہے جو اپنے لیے
برا سمجہتا ہے اور اس حدیث سے اور بہی کئی فائدے نکلے ایک تو دین کا اطلاق عمل پر ہونا کیونکہ نصیحت کو دین کہا
دوسرے تاخیر بیان کا جائز ہونا وقت خطاب سے رغبت سلف کی علو اسناد مین اور یہ نکلتا ہے سفیان کی روایت
سے جو اونہون نے سہیل سے کی اور وہ صحیح مسلم مین موجود ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث
کو سند کر بیان نہین کیا کیونکہ وہ انکی شرط پر نہ تہی اسلیے کہ راوی اوسکے تمیم ہین اور مشہور طریقہ اوسکا سہیل بن
ابی صالح کا طریقہ ہے (انہون نے روایت کی عطا بن یزید سے اونہون نے تمیم داری سے) ابن مدینی نے کہا سہیل
اکثر روایتین اپنی بہول گئے اپنے بہائی کی موت کے رنج سے ابن معین نے کہا انکی روایت سے حجت نہین ہو سکتی اور بعضون
نے انکو نسبت دی سوء حفظ کیطرف اور یہی وجہ ہے بخاری نے انسے احتجاج نہین کی اور اور اماموں نے روایت کی
ان سے جیسے مسلم اور ابوداود ترمذی نسائی وغیرہم نے اور روایت کی انسے امام مالک اور یحیی بن سعید انصاری اور ثوری
اور ابن عیینہ نے اور ابو حاتم نے کہا انکی حدیث لکہی جاویگی اور ابن عدی نے کہا وہ ثبت ہین اور ان مین کوئی برائی نہین
اور انکی روایتین مقبول ہین انتہی وقوله تعالى اذا نصحوا لله ورسوله اور بیان ہے اللہ تعالی کے فرمانکا جب
نصیحت کرین وہ اللہ تعالی اور اوسکے رسول کے لیے ف یعنے ایمان لاوین اللہ اور اوسکے رسول پر اور طاعت کرین دونون کی
ظاہرا اور باطنا یا بہلائی کرین اونکو درست ہو فعلا اور قولا اسلام اور مسلمانون کی بہلائی کرین (قسطلانی) **حدثنا**
مسدد قال حدثنا يحيى عن اسمعيل قال حدثني قيس بن ابي حازم عن جرير بن عبد الله البجلي
قال بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على اقام الصلوة وايتاء الزكوة والنصح لكل مسلم
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مسدد بن مسرہد نے اونہون کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی (بن سعید قطان) نے
انہون نے سنا اسمعیل (بن ابی خالد بجلی) سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے قیس بن ابی حازم بجلی نے انہون نے سنا
جریر بن عبد اللہ (بن جابر بجلی) سے انہون نے کہا بیعت کی مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑہنے پر اور زکوۃ
دینے پر اور ہر ایک مسلمان کے لیے نصیحت کرنے پر (یعنے انکی بہلائی چاہنے پر) **ف** قسطلانی نے کہا مسلمان مرد ہو

یا عورت اور نصیحت کرنا ہر ایک مسلمان کے لیے فرض کفایہ ہے بقدر طاقت جبکہ معلوم ہو کہ وہ اس کی نصیحت قبول کریگا اور
نصیحت کرنیوالے کو ضرر کا ڈر نہو اگر ضرر کا ڈر ہو تو اسکو اختیار ہے نصیحت کرے یا نہ کرے پہر جس شخص کو ایک بکتی ہوئی
چیز میں عیب معلوم ہو تو واجب ہے اوسکا بیان کر دینا بائع ہو یا اجنبی ہو اور سب سے زیادہ ضرور ہے اپنے نفس کی نصیحت کرنا
احکام کی بجا آوری اور مناہی سے باز رہکر اور مؤلف نے اس حدیث کو صلوۃ اور زکوۃ اور بیوع اور شروط میں اور مسلم نے ایمان
میں اور ترمذی نے بیعت میں نکالا انتہے فتح الباری میں ہے صرف نماز اور زکوۃ کو بیان کیا کیونکہ یہ دونو مشہور ہیں
اور روزے کو نہیں بیان کیا اسلیے کہ وہ سننے اور اطاعت کرنے میں داخل ہیں اور یہ زیادہ مؤلف کے پاس بیوع میں موجود
ہے طریق سفیان سے اونہوں نے اسمعیل سے اور مؤلف نے احکام میں اور مسلم نے شعبی سے روایت کیا اونہوں نے جریر
سے کہا کہ بیعت کی مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سننے اور اطاعت کرنے پر پہر آپنے مجہے سکہلا دیا یہ بھی کہ جہانتک
تجہسے ہو سکیگا اور نصیحت کرنے پر ہر مسلمان کے لیے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے ابو زرعہ کے طریق سے انہوں
نے اپنے دادا جریر سے اوسمیں اتنا زیادہ ہے کہ جب جریر کوئی چیز خریدتے یا بیچتے تو کہدیتے (طرف ثانی سے) تو سمجہلے
ہمنے جو چیز تجہسے لی ہے وہ ہمکو زیادہ پسند ہے اوس چیز سے کہ ہم نے تجہکو دی ہے پہر تو اختیار کر (جو مناسب ہو) اور روایت
کیا طبرانی نے جریر کے ترجمہ میں کہ اونکے غلام نے ایک گہوڑا خریدا تین سو روپیہ کو جب جریر نے یہہ دیکہا تو گہوڑے
والے پاس گئے اور انہوں نے کہا یہ گہوڑا تین سو روپیہ سے بہتر ہے پہر زیادہ کرتے رہے اوسکی قیمت کو یہانتک کہ آٹہ سو روپیہ
اوسکو دیے قرطبی نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لیتے جیسے موقع ہوتا تجدید عہد یا تو کید امر کا اور
اسیواسطے صحابہ کا اختلاف منقول ہوا الفاظ بیعت میں **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ
عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَوْمَ مَاتَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَيْكُمْ
بِاتِّقَاءِ اللّٰهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَالْوَقَارِ وَالسَّكِينَةِ حَتّٰى يَاْتِيَكُمْ اَمِيرٌ فَاِنَّمَا يَاْتِيكُمُ الْاٰنَ ثُمَّ قَالَ
اسْتَعْفُوا لِاَمِيرِكُمْ فَاِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ الْعَفْوَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ
اُبَايِعُكَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَشَرَطَ عَلَيَّ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فَبَايَعْتُهُ عَلٰى هٰذَا وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ اِنِّي لَنَاصِحٌ لَكُمْ
ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَنَزَلَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو نعمان (محمد بن فضل سدوسی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے ابو عوانہ (وضاح یشکری) نے اونہوں نے روایت کی زیاد بن علاقہ (بن مالک ثعلبی) سے انہوں نے کہا مینے سنا
جریر بن عبد اللہ بجلی صحابی مشہور سے (اس کتاب میں انسے دس حدیثیں مروی ہیں) وہ کہتے تہے جس دن مغیرہ بن شعبہ
مرے (مغیرہ کوفہ کے حاکم تہے معاویہ کی خلافت میں جب وہ مرے تو جریر اون کے نائب ہوئے) تو پہلے اللہ تعالی کی تعریف کی اور اسکی

ثنا بیان کی اور کہا تمکو چاہیے اکیلے اللہ سے ڈرنا اوسکا کوئی ساجھی نہین اور لازم ہے تمکو وقار (یعنے تحمل اور صبر اور
ثبات) اور سکینہ (جو ضد ہے اضطراب کی) یہانتک کہ دوسرا حاکم تمہارا آجاوے وہ اب آتا ہے (کیونکہ معاویہ کو جب مغیرہ
کی موت کی خبر پہنچی تو اونہون نے بصرہ کی نیابت زیاد کو لکھا کہ کوفہ پر جاوین اور وہان کی حکومت حاصل کرین) پھر جریر نے لوگون
سے کہا تم اپنے (مرے ہوئے) امیر کے لیے معافی مانگو (یعنے اللہ تعالی سے دعا کرو کہ اوسکے گناہ معاف فرماوے) اسلیے کہ وہ بھی
معافی چاہتا تھا (یعنے لوگون کی خطا ان سے درگذر اور معافی کرتا تھا) بعد اوسکے جریر نے کہا اما بعد (یعنے بعد حمد و صلوۃ
کے خطبہ مین یہ لفظ کہنا مسنون ہے اسکے بعد مطلب کا بیان ہوتا ہے) مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور مین نے
عرض کیا کہ مین آپ سے بیعت کرتا ہون اسلام پر آپنے اسلام کی شرط مجھ سے لی اور نصیحت کی ہر مسلمان کے لیے (یعنے آپنے یہ شرط بھی
ٹہرائی کہ ہر مسلمان کی بھلائی کا خواہان اور اوسکے فائدہ کا جویان رہونگا) مین نے اسپر بیعت کی آپ سے قسم ہے اس مسجد کے مالک
کی مین تمہارا خیرخواہ ہون پھر استغفار کیا اور (منبر پر سے) اوترے **ف** قسطلانی نے کہا جریر نے مغیرہ کی وفات کے
بعد اسلیے خطبہ پڑھا کہ مغیرہ اپنے مرتے وقت جریر کو حاکم کر گئے تھے اور علت اس خطبہ کی یہ تھی کہ لوگ فساد نہ مچاوین اور شر اور فتنہ
نہ پھیلاوین خاصکر اہل کوفہ سے یہ ڈر زیادہ تھا کیونکہ اونکی طبیعت مین شر اور فساد بہت تھا اسلیے جریر نے نصیحت کی
کہ وہ دوسرا حاکم آنے تک صبر اور سکون سے رہین اور کسی قسم کا فساد نہ پھیلاوین اور اسحدیث کو مولف نے شروط مین اور مسلم
نے ایمان مین اور نسائی نے بیعت اور سیر اور شروط مین ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر نے کہا حدیث مین جو مسلمان کی قید
ہے تو وہ باعتبار اغلب کے ہے ورنہ کافر کے واسطے بھی نصیحت لازم ہے اسطرح کہ اسکو بلاوے اسلام کیطرف اور مشورہ مین نیک راے
دیوے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اوسکی بیع پر بیع کرنے مین کہ یہ جائز ہے یا ممنوع ہے مسلمان کیطرح امام احمد نے کہا بیع
کا دوسرے کی بیع پر منع ہونا مسلمان سے خاص ہے اور امام بخاری نے کتاب الایمان کو ختم کیا نصیحت کے باب پر اسمین اشارہ ہے
کہ مین نے بھی اسحدیث پر عمل کیا اور مسلمانون کے حق مین جو بہتر تھا یعنے صحیح حدیثونکا ضعیف حدیثون سے علحدہ کر دینا
اوسکے موافق اس کتاب مین عمل کیا پھر جریر کے خطبہ پر ختم کیا اسمین یہ اشارہ ہے کہ شرایع سے تمسک کرنا واجب ہے یہانتک کہ
وہ شخص آوے جو شرایع کو قائم کرے کیونکہ ہمیشہ ایک طائفہ آپکی امت مین منصور رہیگا اور وہ فقہاے اصحاب الحدیث ہین اور اس قول
مین کہ معافی چاہو اپنی امیر کے لیے اشارہ ہے مومنین کو اپنے حق مین دعا کرنیکے لیے **خاتمہ** حافظ ابن حجر نے کہا
کتاب الایمان اور اسکے مقدمہ بدء الوحی مین اکاسی حدیثین مرفوع ہین بدء الوحی مین پندرہ حدیثین ہین اور ایمان مین
چہیاسٹھ حدیثین اور مکرر ان مین سے ۳۳ ہین اور متابعات اور معلقات ۲۲ ہین بدء الوحی مین آٹھ ہین اور ایمان مین
چودہ اور موصول مکرر آٹھ ہین اور معلق غیر موصول تین ہین اور باقی اڑتالیس حدیثین موصول ہین غیر مکرر اور مسلم نے

ان سب حدیثون کو نکالا سوا سات حدیثون کے اور وہ حدیث شعبی کی ہے عبد اللہ بن عمرو سے مسلم اور مہاجر مین اور حدیث اعرج کی ابو ہریرہ سے محبت رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں اور ابن ابی صعصعہ کی ابو سعید سے فرار من الفتن مین اور انس کی عبادہ لیلۃ القدر مین اور سعید کی ابو ہریرہ سے دین کی آسانی مین اور احنف کی ابی بکرہ سے قاتل اور مقتول مین اور ہشام کی اپنے باپ سے اونہون نے عائشہ سے انا اعلمکم باللہ اور موقوفات صحابہ اور تابعین تیرہ ہین سوا ان کا طور کے اصل کی وہ موصول ہے اور اسیطرح خطبہ جریر کا جسپر کتاب الایمان ختم کی انتہے ایمان کے باب مین اور حدیثین جنکو امام بخاری نے نہین نکالا ترمذی نے روایت کیا مالک بن سنان خدری سے مرفوعًا نکلیگا وہ شخص جہنم سے جسکے دل مین رتی برابر ایمان ہو ابو سعید نے کہا جو شک کرے وہ یہ آیت پڑھے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ ابو داؤد نے ابو سعید سے روایت کیا جو شخص کہے مین راضی ہوا اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد صلعم کے رسول ہونے سے اوسکے لیے جنت واجب ہو گئی اور معاذ بن جبل سے روایت کیا جسکا آخیر کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنت مین جاویگا اور مسلم نے جابر سے روایت کیا دو باتین سبب ہین ایک شخص بولا سبب کیا ہین آپ نے فرمایا جو مر جاوے شرک کرتا ہو وہ جہنم مین جاویگا اور جو مر جاوے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نکرتا ہو وہ جنت مین جاویگا اور مسلم نے صہیب بن سنان سے روایت کیا مومن پر تعجب آتا ہے اوسکا ہر ایک کام بہتر ہے اور یہ بات سوا مومن کے کسی کو نصیب نہین اگر اوسکو خوشی ہوتی ہے وہ شکر کرتا ہے یہ اوسکے حق مین بہتر ہوتا ہے اور جو رنج ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے یہ بھی اوسکے حق مین بہتر ہوتا ہے اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین محمد صلعم کی جان ہے کوئی اس امت مین سے میرا حال سنے یہودی یا نصرانی پھر مر جاوے اور جو مین دیکر بھیجا گیا اوسپر ایمان نہ لاوے تو وہ دوزخیون مین سے ہوگا اور ترمذی نے روایت کیا حضرت علی سے کوئی بندہ مومن نہین ہوتا جبتک چار باتون پر ایمان نہ لاوے گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا خدا کے کوئی برحق معبود نہین ہے اور مین یعنے محمد صلعم اللہ کے رسول ہین اور ایمان لاوے موت پر اور ایمان لاوے موت کی بعد جی اوٹھنے پر اور ایمان لاوے تقدیر پر اور ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا شرید بن سوید سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں نے وصیت کی تھی ایک مومن بردہ آزاد کرنیکی اور میرے پاس ایک کالی لونڈی ہے نوبہ کی کیا مین اوسکو آزاد کر دون آپ نے فرمایا اوسکو بلا مین اوسکو بلا لایا آپ نے پوچھا تیرا رب کون ہے وہ بولی اللہ آپ نے فرمایا مین کون ہون وہ بولی آپ اللہ کے رسول ہین آپ نے فرمایا اوسکو آزاد کر دے یہ مومن ہے اور مسلم اور مالک اور ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی معاویہ بن حکم سے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مین نے عرض کیا میرے پاس ایک لونڈی ہے جو میری بکریان چراتی تھی اوسنے ایک بکری کھو دی مین نے پوچھا وہ بکری کہان گئی وہ بولی اوسکو بھیڑیے نے کھا لیا مجھے بہت معلوم ہوا آخر مین آدمی ہون مین نے اوسکے منہہ پر ایک طمانچہ مارا اور میرے اوپر ایک بردہ واجب ہے کیا مین اس لونڈی

(نوبہ ایک ملک ہے حبشہ مین ۱۲)

اس باب مین اختصار ... سے لیے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... حضرت ... [illegible] ... منہ

کو آزاد کر دو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی سے پوچھا اللہ کہاں ہے وہ بولی آسمان پر ہے آپ نے فرمایا میں کون ہوں
وہ بولی آپ اللہ کے رسول ہیں تب آپ نے فرمایا اسکو آزاد کر دے یہ مومن ہے اور روایت[10] کیا مسلم اور ترمذی نے عباس بن عبد المطلب
سے جو شخص راضی ہوا اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد کے رسول ہونے سے اوسنے ایمان کا مزہ چکھا اور
روایت[11] کیا ابو داؤد نے عبد اللہ بن معاویہ سے تین باتوں کو جو کریگا اونے ایمان کا مزہ چکھا جو اللہ کو اکیلا پوجیگا اور جانیگا کہ سوا
اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں ہے اور اپنے مال کی زکوٰۃ خوشی سے دیگا دل چاہ کر ہر سال اور بوڑھا اور بیمار اور خراب جانور زکوٰۃ
میں نہ دیگا لیکن اوسط مال دیوے کیونکہ اللہ تعالے تمہارا بہتر مال نہیں چاہتا اور نہ حکم کرتا ہے بری مال کے دینے کا اور نسائی
نے بہز بن حکیم سے روایت کیا اور انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے کہا اے نبی اللہ کے میں تمہارے پاس نہیں آیا
یہاں تک کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے زیادہ قسمیں کہائیں تہیں کہ آپ پاس نہ آؤنگا نہ آپکا دین قبول کرونگا اور
میں بے عقل آدمی تہا کچھ نہیں جانتا تہا مگر جو اللہ اور اسکے رسول نے مجھکو سکھلایا اور میں آپ سے پوچھتا ہوں اللہ کے واسطے
کہ اللہ تعالے نے آپکو کیا دیکر ہمارے پاس بھیجا ہے آپنے فرمایا اسلام دیکر میں نے کہا اسلام کی کیا نشانیاں ہیں آپنے فرمایا
اسلام کی نشانیاں یہ ہیں کہ تو کہے میں نے اپنا منہ رکھدیا اللہ کے لیے زمین پر اور بیزار ہو گیا میں اللہ کے سوا اور معبودوں سے
اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوٰۃ کو ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بہائی ہے دونو ایکدوسرے کے مددگار ہیں کسی مشرک
کا اسلام لانیکے بعد کوئی عمل قبول نہوگا جب تک وہ مشرکوں کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں میں نہ ملجاوے[12] اور مسلم نے روایت کیا سفیان
بن عبد اللہ ثقفی سے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتلا دی کہ پہر آپ کے بعد کسیکو اس سے نہ پوچھوں آپنے
فرمایا کہہ میں ایمان لایا اللہ پر پہر جمارہ اس اعتقاد پر اور نسائی[13] نے روایت کیا انس رض سے جو کوئی نماز پڑہے ہماری نماز
کیطرح اور ہماری قبلہ کیطرف منہ کرے (نماز میں) اور ہمارا کاٹا ہوا جانور کہاوے وہ مسلمان ہے اور ابو داؤد[15] نے ابا امامہ سے
روایت کیا جو شخص محبت رکہے اللہ کے لیے اور بغض رکہے اللہ کے لیے اور دے اللہ کے لیے اور نہ دے اللہ کے لیے اوسنے اپنا ایمان پورا
کر لیا اور ترمذی و نسائی نے ابو ہریرہ رض سے روایت کیا مسلمان[16] وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں اور مومن
وہ ہے جس سے لوگ امن میں رہیں اپنی جانوں اور مالوں میں اور ترمذی[17] نے روایت کیا ابو سعید خدری سے جب تم دیکھو
کسی شخص کو مسجد میں جانیکی عادت رکہتا ہے (جماعت کے لیے) تو گواہ رہو اوسکے ایمان پر اسواسطے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے آباد رکہتا
ہے اللہ کی مسجدوں کو وہی جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور ابو داؤد[18] نے انس رض سے روایت کیا تین باتیں ایمان کی
جڑ ہیں جو لا الہ الا اللہ کہتا ہو اسکو نہ ستانا نہ کافر کہنا کسی گناہ کی وجہ سے نہ کسی عمل کے سبب سے اسکو اسلام سے باہر کرنا اور جہاد
جس روز سے اللہ تعالے نے مجھکو بہیجا قائم رہیگا یہاں تک کہ آخر لوگ اس امت کے دجال سے لڑینگے نہ باطل کریگا جہاد کو کسی ظالم

کا ظلم اور نہ کسی عادل کا عدل اور ایمان ہے کہنا تقدیر وغیرہ اور مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا ابوہریرہ سے کچھ لوگوں نے
صحابہ میں سے آپ سے پوچھا ہم اپنے دلوں میں وہ خیال پاتے ہیں جنکو زبان سے نکالنا بڑا گناہ سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا ایسے
خیال تمکو آتے ہیں انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے اور مسلم نے روایت کیا ابن مسعود سے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ
ہم میں کوئی اپنے دل میں ایسا خیال پاتا ہے کہ انگارہ میں جلکر کوئلہ ہو جانا یا آسمان سے زمین پر گر پڑنا اوسکے بیان کرنے
سے بہتر معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا یہ تو محض ایمان ہے ابوداؤد کی روایت میں ہے شکر ہے خدا کا جسنے شیطان کے مکر کو وسوسہ
کر دیا اور روایت کیا مالک نے عبید اللہ بن عدی سے ایک بار آپ بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور چپکے سے آپ سے کچھ
عرض کیا ہم نہ سمجھے کیا کہا آپ سے یہاں تک کہ آپ نے پکار کر فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک منافق کے قتل کی اجازت چاہتا تھا آپ
نے فرمایا کیا وہ گواہی نہیں دیتا لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی وہ بولا دیتا ہے مگر سچی نہیں دیتا آپ نے فرمایا وہ نماز
نہیں پڑھتا وہ بولا پڑھتا ہے لیکن اسکی نماز درست ہی نہیں آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنکے قتل سے اللہ تعالی نے مجھکو
منع کیا اور مسلم نے روایت کیا طارق اشجعی سے جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اور اللہ کے سوا جتنی چیزیں پوجی جاتی ہیں ان میں
سے کسی کو نہ مانے اللہ نے اسکا مال اور اسکا خون حرام کیا اب اسکا حساب اللہ پر ہے اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی
نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کیا ہم نو یا آٹھ یا سات آدمی آپ کے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا تم مجھسے بیعت نہیں کرتے
ہمنے اپنے ہاتھ پھیلائے اور عرض کیا کس بات پر بیعت کریں آپ نے فرمایا اس بات پر کہ اللہ کو پوجو گے اور اسکے ساتھ کسیکو شریک
نہ کروگے اور پانچوں نمازیں پڑھو گے اور سنو گے اور اطاعت کروگے اور ایک بات چپکی سے فرمائی وہ یہ تھی کہ لوگوں سے کچھ
سوال نہ کرنا تو میں نے دیکھا ان میں سے بعض آدمیوں کا کوڑا گر پڑتا اور وہ دوسرے سے نہ کہتا کہ یہ کوڑا اوٹھا دو اور مالک
اور ترمذی اور نسائی نے امیمہ بنت رقیقہ سے روایت کیا میں چند انصاری عورتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئی اور عرض کیا ہم آپ سے بیعت کرتی ہیں اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کچھ شریک نہ کرینگی نہ چوری کرینگی نہ زنا کریں
گی نہ اپنی اولاد کو قتل کرینگی نہ بہتان جوڑیں گی اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے نہ اچھی بات میں آپ کی نافرمانی
کریں گی آپ نے فرمایا یوں کہو جہاں تک ہمکو طاقت اور قدرت ہے ہم نے کہا اللہ اور اوسکا رسول ہماری جانوں سے زیادہ ہم پر مہربان
ہے آئیے ہم آپ سے بیعت کریں آپ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا میری بات سو عورتوں سے ایسی ہے جیسی ایک
عورت سے اور روایت کیا ترمذی نے عمرو بن ابی الاحوص سے میں حج وداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا
آپ نے اللہ کا شکر کیا اوسکی تعریف کی وعظ کہی نصیحت کی پھر فرمایا تین بار کونسا دن زیادہ عظمت رکھتا ہے لوگوں نے کہا
حج اکبر کا دن آپ نے فرمایا تو تمہاری خون اور مال اور عزتیں تمپر حرام ہیں جیسے یہ دن تمہارے اس شہر اس مہینہ میں کوئی قصور

ہو گا مگر اسکا مواخذہ اسکی ذات سے ہو گا کسی کے قصور کا مواخذہ اسکے باپ یا بیٹے سے نہ ہو گا البتہ مسلمان دوسرے مسلمان
کا بھائی ہے تو اوسکا مال حلال نہین مگر جو حلال کر دیوے اور آگاہ رہو کہ جاہلیت کے زمانے کا سود لغو ہو گیا اب تمکو اصل مال
ملینگے نہ ظلم کرو نہ تمپر ظلم ہو گا اور عباس کا سود تو بالکل معاف ہے اور جاہلیت کا ہر ایک خون معاف ہوا اور سب سے پہلے وہ خون معاف
کرتا ہون جو ہذیل نے حارث بن عبد المطلب کا کیا تہا وہ بنی لیث مین دودہ پیتے تہے آگاہ رہو عورتون سے بھلائی کرو وہ تمہارے
پاس قید ہین تمکو اونپر کچہہ اختیار نہین سوا اسکے کہ اگر وہ کہلی بدزبانی کرین تو اونکو ساتہہ سلانا چہوڑ دو اور مارو ایسی مار
جو سخت نہو پہر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگین تو اب زیادتی نہ کرو آگاہ رہو تمہارا حق عورتونپر اور انکا حق تمپر ہے تمہارا
حق اونپر یہ ہے کہ تمہارے بچہونے پر نہ آنے دین جس سے تم ناراض ہو اور تمہارے گہرون مین اسکو اجازت نہ دین جس سے تم ناراض
ہو اور اونکا حق تمپر یہ ہے کہ تم بہلائی کرو انکے ساتہہ پہنانے اور کہلانے مین آگاہ رہو شیطان ناامید ہو گیا پہر اس ملک مین
پوجے جانے سے ہمیشہ کے لیے لیکن تم اوسکا کہنا مان لوگے چہوٹے کامون مین جنکو تم چہوٹا سمجہتے ہو وہ اسی سے راضی ہو
جاویگا مسلم نے عمرو بن عاص سے روایت کیا مین حضرت کے پاس آیا مین نے کہا اپنا ہاتہہ پہیلایئے تا کہ مین آپ سے بیعت
کرون آپ نے ہاتہہ پہیلایا مین نے ہاتہہ سمیٹ لیا آپنے فرمایا تجہے کیا ہوا اے عمرو مین نے کہا مین شرط کرنا چاہتا ہون آپ نے
فرمایا کیا شرط کرتا ہے مین نے کہا گناہون کی بخشش کی آپنے فرمایا تجہکو معلوم نہین کہ اسلام میٹ دیتا ہے اگلے گناہون
کو جو کفر کے زمانے مین ہوئی ہون اور ہجرت میٹا دیتی ہے اگلے گناہونکو اور حج میٹا دیتا ہے اگلے گناہونکو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے معاذ سے روایت
کی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجہکو ایسا عمل بتلایے جو مجہکو جنت مین لیجاوے اور دوزخ سے دور کرے آپنے فرمایا تو نے
بڑی بات پوچہی یہ آسان ہے جسپر اللہ آسان کرے تو اللہ کو پوجے اور اسکے ساتہہ کسیکو شریک مت کر نماز پڑہ زکوۃ دے رمضان کے
روزے رکہہ خانہ کعبہ کا حج کر پہر آپنے فرمایا مین نہ بتلاؤن تجہکو خیر کے دروازے روزہ ڈہال ہے صدقہ گناہ میٹتا ہے جیسا
پانی آگ کو اور رات کی نماز آدمی کی (یعنے تہجد) پہر آیت پڑہی ان کی کروٹین جدا رہتی ہین بچہونے سے یہانتک کہ یعلمون
تک پہر کہا پہر فرمایا مین تجہکو نہ بتلاؤن سر کام کا اور ستون اور بلندی کوہان کی اوسکی مین نے کہا ضرور بتلایے یا رسول اللہ
آپنے فرمایا سر کام کا اسلام ہے اور چوٹی جہاد پہر فرمایا مین ان سب کی جڑ نہ بتلاؤن مین نے کہا کیون نہین بتلایے اے نبی اللہ
کے آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اسکو روکے رہ مین نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا ہم پکڑے جاوینگے ان باتونپر جو زبان
سے نکالتے ہین آپنے فرمایا تیری ماں تجہپر روے اے معاذ آدمی دوزخ مین اوندہے منہہ گرائے جاوینگے اپنی زبانون کی
وجہ سے یعنے زبان سے جو باتین نکالتے ہین انکی وجہ سے ابوداؤد[۲۸] نے ابو امامہ سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محبت
رکہے اللہ کے لیے دشمنی رکہے اللہ کے لیے دیوے اللہ کے لیے نہ دیوے اللہ کے لیے اوسنے اپنا ایمان پورا کر لیا ابوداؤد[۲۹] نے ابوذر سے

سب عملون سے افضل اللہ کے واسطے دوستی اور اللہ کے واسطے دشمنی رکہنا ہے [۳۰] بیہقی نے شعب الایمان مین انس سے جس مین امانت
نہین اوسمین ایمان نہین اور جو عہد کا پابند نہین اسکا دین نہین [۳۱] مسلم نے عبادہ بن صامت سے جو گواہی دیوے اللہ کے سوا کوئی
سچا معبود نہین اور محمد اللہ کے رسول ہین تو اللہ تعالی اوسپر دوزخ کو حرام کردیگا [۳۲] مسلم نے عثمان سے جو مرجاوے اور یقین رکہتا
ہو کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہین وہ جنت مین جاویگا [۳۳] مسلم نے جابر سے دو چیزین واجب کرنیوالی ہین ایک شخص
نے پوچھا کیا واجب کرنیوالی ہین آپ نے فرمایا جو مرے اور شرک کرتا ہو وہ دوزخ مین جاویگا اور جو مرا اور اللہ کے ساتھہ کسی چیز کو
شریک نہ کرتا ہو وہ جنت مین جاویگا [۳۴] مسلم نے ابوہریرہ سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے تھے ہماری ساتھہ ابوبکر
اور عمر اور کئی شخص تہے اتنے مین آپ ہمارے بیچ مین سے اٹھے اور دیر لگائی ہم ڈرے کہین کسی نے آپکو ایذا نہ پہونچائی ہو گہبرا کر ہم اٹھے
سب سے پہلے مین گہبرایا اور آپ کو ڈہونڈہنے نکلا یہانتک کہ بنی نجار کے باغ پر آیا اور باغ کے گرد پہرا دروازہ دیکھتا ہوا لیکن
نہ پایا ایک نالی دیکھی جو باغ کے اندر جاتی تہی مین اسی کی راہ سے گہس کر آپ پاس پہونچا آپ نے فرمایا ابوہریرہ مینے کہا ہان یا رسول اللہ آپ
نے فرمایا کیا حال ہے تیرا مینے عرض کیا آپ ہم مین بیٹہے تہے پہر آپ تشریف لے گئے اور دیر لگائی ہم ڈرے کہین آپ پر حملہ نہ ہوا ہو
ہم لوگ گہبرائے اور مین سب سے پہلے گہبرایا اور اس باغ پر آیا اور لومڑی کیطرح اندر گہسا اب لوگ میرے پیچھے ہین آپ نے
فرمایا اے ابوہریرہ اور اپنی جوتیان مجہکو دین اور فرمایا میری یہ دونو جوتیان لے جا اور جو تجہ سے اس باغ کے پرے ملے اور وہ
گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہین اوسکو جنت کی خوشخبری دے مین سب سے پہلے عمر رض سے ملا انہون نے پوچھا
یہ جوتیان کیسی ہین اے ابوہریرہ مینے کہا حضرت کی ہین آپ نے مجہے ان کو دیکر بہیجا ہے کہ مین جس سے ملون اور وہ گواہی دیتا
ہو کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین تو اسکو جنت کی خوشخبری دون یہ سنتے ہی حضرت عمر نے ایک مار میری دو چہاتیون کے بیچ
مین لگائی مین سرین کے بل گرا انہون نے کہا لوٹ جا اے ابوہریرہ مین حضرت کے پاس لوٹا اور پکار کر رودیا عمر میرے اوپر
سوار ہو گئے (یعنے غالب ہوئی) وہ میرے پیچہے ہی تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجہکو اے ابوہریرہ مین
نے عرض کیا مین عمر سے ملا اور جو پیام آپ نے میرے ہاتہہ بہیجا تہا وہ اونکو سنایا اونہون نے ایک مار میری دونو چہاتیون
کے بیچ مین جمائی کہ مین سرین کے بل گرا پہر کہا لوٹ جا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے پوچھا یہ کام تم نے کیون کیا انہون
نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر سے صدقے کیا آپ نے ابوہریرہ کو اپنی جوتیان دیکر بہیجا کہ جو کوئی ملے گواہی دیتا
ہو اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہین اس پر دل سے یقین رکہتا ہو اسکو جنت کی خوشخبری دے آپ نے فرمایا ہان
حضرت عمر نے کہا تو ایسا مت کیجیے مین ڈرتا ہون لوگ اسی پر بہروسا کرلین گے اونکو عمل کرنے دیجیے حضرت نے فرمایا اچہا
اونکو عمل کرنے دو (تو حضرت عمر کی رائے کو آپ نے پسند کیا) [۳۵] احمد نے معاذ سے جنت کی کنجیان گواہی دینا ہے اس بات کی

سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین احمد نے عثمانؓ سے جب حضرت صلعم کی وفات ہوگئی تو صحابہ نے آپ پر رنج کیا بعضون کی
حالت وسوسہ کے قریب ہوپہنچی عثمانؓ نے کہا مین انہی لوگون مین تہا ایک بار مین بیٹھا تہا کہ عمر میرے سامنے سے گذرے اور سلام کیا
مجھے خبر ہوئی انہون نے ابوبکر سے شکایت کی پہر دونو آئے اور دونو نے سلام کیا ابوبکر نے کہا تم نے اپنے بہائی کے سلام کا
جواب کیون نہ دیا مین نے کہا مین نے ایسا نہین کیا عمر نے کہا قسم خدا کی تم نے ایسا کیا مین نے کہا قسم خدا کی مجہکو خبر نہ ہوئی کہ
تم آئے اور تم نے سلام کیا ابوبکر نے کہا عثمان نے سچ کہا تم کو باز رکہا اس نے کسی کام نے مین نے کہا ہان ابوبکر نے کہا وہ کونسا
کام ہے مین نے کہا اللہ تعالی نے اپنے نبی کو اٹہا لیا اس سے پہلے کہ ہم اس کام کی نجات آپ سے پوچہتے ابوبکر نے کہا مین نے
آپ سے پوچہی نجات اس کام کی مین اٹہا اور کہا میرے مان باپ تم پر فدا ہون تم زیادہ لائق تہے اس پوچہنے کے ابوبکر نے
کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کام کی نجات کیونکر ہوگی آپ نے فرمایا جو شخص وہ کلمہ قبول کرے جو مین نے اپنے چچا ابوطالب
سے بیان کیا تہا اور انہون نے قبول نہ کیا تو اسکے لیے نجات ہے (یعنے کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) احمد[37] نے مقداد سے
زمین پر کوئی گہر مٹی یا بال کا نہ رہیگا جسمین اللہ اسلام کا کلمہ داخل نہ کرے عزت والے کو عزت دیکر ذلت والے کو ذلت دیکر جنکو
عزت دیگا وہ اس کلمہ کو قبول کرینگے اور جنکو ذلت دیگا وہ اطاعت کرینگے اس کلمہ کی مین نے کہا تو سارا دین اللہ کے لیے ہو
جاویگا احمد[38] نے ابو امامہ سے ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا جب تیری نیکی تجہے بہلی لگے
اور بدی بری لگے اسوقت تو مومن ہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ گناہ کیا ہے آپ نے فرمایا جو تیرے دل مین کہٹکے اوسکو
چہوڑ دے احمد[39] نے عمرو بن عبسہ سے مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا شروع مین آپ کے ساتہہ اسلام پر
کون تہا آپ نے فرمایا ایک آزاد تہا ایک غلام (یعنے ابوبکرؓ اور بلال) مین نے کہا اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا خوش کلامی اور کہانا
کہلانا مین نے کہا ایمان کیا ہے آپنے فرمایا صبر اور سخاوت مین نے کہا کونسا اسلام افضل ہے آپنے فرمایا جس مسلمان کی زبان
اور ہاتہہ سے اور مسلمان بچے رہین مین نے کہا کونسا ایمان افضل ہے آپ نے فرمایا خوش خلقی مین نے کہا کونسی نماز افضل ہے آپنے
فرمایا جسمین دیر تک قیام ہو مین نے کہا کونسی ہجرت افضل ہے آپنے فرمایا جو اللہ کو ناپسند ہے وہ چہوڑ دینا مین نے کہا کونسا
جہاد افضل ہے آپنے فرمایا جسکا گہوڑا کاٹا جاوے اور اسکا خون بہایا جاوے مین نے کہا کونسا وقت افضل ہے آپنے
فرمایا اخیر کا حصہ رات کا (یعنے ربع اخیر یا خمس اخیر) احمد[40] نے معاذ سے جو شخص اللہ سے ملے شرک نہ کرتا ہو پانچون نمازین پڑہتا
ہو رمضان کے روزے رکہتا ہو وہ بخشا جاویگا مین نے کہا مین لوگون کو خوش کردون یہ سنا کر آپنے فرمایا انکو عمل کرنے دے احمد[41] نے
معاذ سے اونہون نے حضرت سے پوچہا افضل ایمان کو آپنے فرمایا اللہ کے لیے دوستی رکہنا اللہ کے لیے دشمنی رکہنا اللہ کی یاد پر
زبان لگانا مین نے کہا پہر کیا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا لوگون کے لیے چاہنا جو اپنے لیے چاہتا ہے اور ان کے لیے بری لگنا جو اپنے

پیسے پر اجاتا ہے مسلم نے ابن عمر سے منافق کی مثال اس بکری کی ہے جو نر کو چاہتی ہے کبھی اس ریوڑ میں
جاتی ہے کبھی اس ریوڑ میں ترمذی اور ابوداؤد و نسائی نے صفوان بن عسال سے ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا ان
نبی پاس چلو وہ بولا نبی مت کہو اگر وہ سن لیگا تو اوسکی چار آنکھیں ہو جاوینگی (یعنے خوش ہو جاویگا کہ یہودی بھی مجھکو نبی
جانتے ہیں) پھر وہ دونو حضرتؐ کی پاس آئے اور نو کھلی باتیں پوچھیں آپنے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک
مت کرو چوری مت کرو زنا مت کرو مت مارو اوس جان کو جسکا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق سے بیگناہ پر تہمت
لگا کر حاکم پاس مت لیجاؤ کہ وہ اوسکو قتل کرے جادو مت کرو سود مت کھاؤ پاکدامن عورت پر تہمت مت کرو مقابلے کے
دن بھاگنے کے لیے پیٹھ مت موڑو اور تم یہودیوں پر خاص یہ اور حکم ہے وہ یہ کہ ہفتہ کے دن زیادتی نہ کرو (یعنے شکار
نہ کرو) پس شکر اون دونو نے آپکے دونو ہاتھ اور پاؤں چومے اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم نبی ہو آپنے فرمایا تو پھر میری
تابعداری کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا داؤد علیہ السلام نے دعا کی اپنے مالک سے کہ ہمیشہ انکی اولاد میں نبی رہے اور
ہم ڈرتے ہیں اگر آپکی تابعداری کریں تو یہودی ہمکو مار ڈالینگے ابوداؤد نے انس سے تین باتیں جڑ میں ایمان کی
ایک تو جو لا الہ الا اللہ کہے اوسکو کسی گناہ سے کافر نہ کہنا اور کسی کام کیوجہ سے اسلام سے باہر کرنا (بشرطیکہ وہ کام کفر کا کام
نہو) اور جہاد جاری رہیگا جس دن سے اللہ نے مجھے بھیجا ہے یہانتک کہ آخری اس امت کی دجال سے لڑیگی اور جہاد کو
موقوف نہ کریگا کسی ظالم کا ظلم نہ کسی عادل کا عدل (یعنے بادشاہ ظالم اور فاسق کے ساتھ بھی ہو کر کافروں سے
جہاد کرنا درست ہے) اور یقین رکھنا تقدیر پر ترمذی اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے جب بندہ زنا کرتا ہے تو اوس سے
ایمان نکل جاتا ہے اور اوسکے سر پر سائبان کیطرح ہو جاتا ہے پھر جب اوس کام سے فارغ ہوتا ہے تو ایمان اوسکے پاس
لوٹ آتا ہے احمد نے معاذ سے حضرتؐ نے مجھکو دس وصیتیں کیں اللہ کے ساتھ کسیچیز کو شریک مت کر اگرچہ تو قتل کیا جاوے
اور جلایا جاوے والدین کی نافرمانی مت کر اگرچہ وہ تجھکو حکم دیویں اپنی بی بی اور مال چھوڑ دینے کا فرض نماز قصداً مت
چھوڑ کیونکہ جو کوئی فرض نماز قصداً چھوڑے اوس سے اللہ کا ذمہ اٹھ گیا شراب مت پی کیونکہ وہ اصل ہے ہر ایک برائی کی
بچ تو گناہ سے کیونکہ گناہ سے اللہ کا غصہ اوترتا ہے کافروں کے مقابلہ سے مت بھاگ اگرچہ لوگ مر جاویں اور جب لوگ مرنے
لگیں (کسی بیماری سے جیسے وبا وغیرہ) اور تو اونمیں ہو تو ٹھہرا رہ (یعنے وہاں سے بھاگ مت) اور اپنی بال بچوں پر
اپنے مقدور کے موافق خرچ کر اور مت اٹھا اونسے لاٹھی اپنی ادب سکھلانی کیلیے اور ڈرا اونکو اللہ سے مسلم
نے ابوہریرہ سے کچھ اصحاب حضرتؐ کی حضرتؐ کے پاس آئے اور پوچھا کہ ہمارے دلوں میں وہ خیال آتی ہیں کہ زبان سے
اونکا نکالنا بڑا گناہ سمجھتے ہیں آپنے فرمایا تمکو ایسے خیال آتے ہیں اونہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے

مسلم نے ابن مسعود سے کہ تم مین سے کوئی ایسا نہیں ہے جسکا ہمزاد شیطان اور فرشتہ اوسپر مقرر نہ ہوا ہو لوگون نے عرض کیا آپ
پر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھپر بھی لیکن اللہ نے میری مدد کی اوسپر پس وہ مجھے نہین حکم کرتا مگر بھلائی کا مسلم نے جابر رض سے
حضرت صلعم نے فرمایا شیطان اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکر بھیجتا ہے لوگون کے بہکانے کو پھر جسکا فساد بڑا
ہوتا ہے وہی شیطان سے زیادہ تقرب رکھتا ہے ایک آتا ہے وہ کہتا ہے مین نے ایسا کیا شیطان کہتا ہے تو نے کچھ نہ
کیا پھر ایک آتا ہے وہ کہتا ہے مین نے فلانے کو نہین چھوڑا یہانتک کہ جدا کردیا مین نے اسکو اسکی عورت سے یہ سنکر شیطان
اسکو اپنے نزدیک کرلیتا ہے اور کہتا ہے تو اچھا ہے اسکو چمٹا لیتا ہے مسلم نے جابر سے شیطان ناامید ہوگیا کہ نمازی
اوسکو پوجین عرب کے جزیرے مین لیکن وہ انمین ہین اونکو لڑا دیگا ابوداود نے ابن عباس سے ایک شخص حضرت صلعم
پاس آیا اور کہنے لگا میرے دل مین ایک بات آتی ہے مین اگر کوئلہ ہوجاؤن تو بہتر ہے اوسکے بیان کرنے سے آپ نے فرمایا
شکر ہے اوس خدا کا جسنے شیطان کا کام وسوسہ پر روکدیا ترمذی نے ابن مسعود سے شیطان کا تصرف ہے اور فر
کا بھی آدمی پر شیطان کا یہ ہے برائی کا وعدہ کرنا حق کا جھٹلانا فرشتے کا یہ ہے بھلائی کا وعدہ دینا حق کی تصدیق
کرنا پھر جو یہ خیال پاوے تو سمجھے کہ اللہ کیطرف سے ہے شکر کرے اسکا اور جو پہلا خیال پاوے تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان
سے پھر آپ نے آیت پڑھی شیطان تم سے وعدہ کرتا ہے مفلسی کا اور حکم کرتا ہے تمکو بری بات کا ابوداود نے ابوہریرہ
سے ہمیشہ لوگ پوچھتے رہینگے یہانتک کہ کہا جاویگا اللہ نے تو خلق کو پیدا کیا اللہ کو کس نے پیدا کیا جب لوگ ایسا کہین تو
تم کہو اللہ ایک ہے اوسنے نیاز ہے نہ جنا کسیکو نہ جنا گیا اوسکی جوڑ کا کوئی نہین ہے پھر بائین طرف تین بار تہوکے اور شیطان مردود
سے خدا کی پناہ مانگے مسلم نے عثمان بن ابی العاص سے مینے کہا یا رسول اللہ شیطان میرے اور نماز کے بیچمین حائل ہوگیا
اور قرآن پڑہنے مین وہ بھلا دیتا ہے آپ نے فرمایا یہ ایک شیطان کا کام ہے جسکو خنزب کہتے ہین جب تم کو ایسا ہو تو
اللہ کی پناہ مانگو اوس سے اور بائین طرف تین بار تہوکو مینے ایسا ہی کیا اللہ تعالی نے اوسکو دور کردیا مجھسے مالک نے
قاسم بن محمد سے ایک شخص نے اونسے پوچھا مجھے نماز مین وہم ہوتا ہے یہ مجھکو گران گذرتا ہے قاسم نے کہا اپنی نماز پڑہے
جا یہ بات تجھسے نجاویگی یہانتک کہ تو پھر جاوے نماز پڑہکر اور یہ کہے مین نے اپنی نماز نہین پوری کی ترمذی اور
احمد اور دارمی نے انس اور ابوذر سے اللہ تعالی نے فرمایا اے آدم کے بیٹے تو نے مجھکو نہین پکارا اور مجھسے امید نہ رکھی مین
نے تجھکو بخشدیا جیسا تیرا عمل ہوا اور مجھے پروا نہین اے آدم کے بیٹے اگر تیری گناہ آسمان تک پہونچین پھر تو مجھسے بخشش
چاہے تو مین بخشدونگا اور مین پروا نہین رکہتا اے آدم کے بیٹے اگر تو زمین بھر گناہ لاوے پھر تو مجھسے ملے میرے
ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو مین زمین بھر کر تیرے پاس بخشش لاونگا احمد اور ترمذی نے ابن عباس سے مین حضرت

کے پیچہے تہا ایک دن آپ نے فرمایا اے لڑکے تو اللہ کا خیال رکہہ اللہ تیری حفاظت کریگا تو اللہ کا خیال رکہہ اسکو اپنے سامنے
پاویگا جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب مدد چاہے تو اللہ سے مدد مانگ اور جان تو کہ اگر ساری امت تجہے فائدہ پہونچانا
چاہیں تو کسی چیز سے فائدہ پہونچاوینگے جو اللہ نے تیری تقدیر میں لکہدیا اور اگر ساری امت تجہے نقصان پہونچانا
چاہیں تو وہی نقصان پہونچا دینگے جو اللہ نے تیری تقدیر میں لکہدیا قلم اوٹہہ گئی اور کتابیں خشک ہو گئیں
ترمذی نے انس سے ہر ایک تم میں کو اپنی سب حاجتیں خدا سے مانگے یہانتک کہ جوتی کا تسمہ بہی جب ٹوٹ جاوے اور ایک روایت
میں ہے کہ نمک بہی خدا سے مانگے ابوداؤد اور ترمذی نے ثوبان سے قیامت نہیں قائم ہوگی یہانتک کہ بعض قبیلے مشرکوں سے
ملجاوینگے اور یہانتک کہ بعض قبیلے میری امت کے بتوں کو پوجنے لگینگے احمد اور ابوداود نے حذیفہ سے یوں نہ کہو جو اللہ چاہیگا
اور فلانا چاہیگا بلکہ یوں کہو جو اللہ چاہیگا پہر جو فلانا چاہیگا مسلم نے ابوہریرہ سے حضرت نے فرمایا یوں نہ کہو بندہ میرا
اور بندی میری سب اللہ کے بندے ہیں اور بندیاں ہیں بلکہ یوں کہو میرا غلام میری لونڈی اور غلام بہی یوں نہ کہے میرا مالک
بلکہ آقا اور سید کہے اور ابوداود نے مطرف بن عبد اللہ سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ہم نے کہا آپ ہمارے
سید ہیں آپ نے فرمایا سید اللہ ہے ہمنے کہا ہم سے افضل ہیں اور بزرگ ہیں آپ نے فرمایا ایسا ہی کچہہ کہو اور ایسا نہو
شیطان تمکو اپنا کہلونا بنالیوے (یعنی جو شیطان چاہے تم منہہ سے نکالنے لگو) امام احمد نے مسند میں روایت کیا ابوموسی
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن ہمکو خطبہ سنایا تو فرمایا اے لوگو شرک سے بچو وہ چیونٹی کی چال سے بہی زیادہ پوشیدہ
ہے صحابہ نے عرض کیا پہر ہم اُس سے کیونکر بچیں گے آپ نے فرمایا یوں کہو یا اللہ ہم پناہ مانگتے ہیں تیری تیرے ساتہہ کسی
چیز کو شریک کرنے سے جسکو ہم جانتے ہوں اور بخشش چاہتے ہیں اوسکے لیے جسکو نہیں جانتے اور ابوبکر موصلی نے ابوبکر صدیق
سے ایسا ہی روایت کیا اور بغوی نے ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا اس آیت کی تفسیر میں مت کرو اللہ کے لیے ساجہی اور تم جانتے ہو کہ ساجہی کا ہونا
زیادہ پوشیدہ ہے چیونٹی کی چال سے جو کالے پتہر پر چلے اندہیری رات میں اور وہ یہ ہے کہ انسان قسم کہاوے یوں کہ قسم ہے تیری زندگی کی اے فلانے یا قسم ہے میری
زندگی کی اور یا یوں کہے یہ بات نہ ہوتی تو یہ کام ہوجاتا یا یوں کہے اپنے ساتہی سے جو اللہ چاہے اور تو چاہے یوں کہے اگر اللہ
اور فلانا شخص نہوتا یہ سب باتیں شرک ہیں امام احمد نے مسند میں عقبہ بن عامر سے حضرت نے فرمایا تعویذ لٹکانا شرک
ہے احمد اور ابوداود نے ابن مسعود سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا آپ فرماتے تہے منتر اور تعویذ اور حب کا عمل
شرک ہے ترمذی نے ابو واقد لیثی سے بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لیے بہی ایک درخت مقرر کر دیجیے
لٹکانے کا جیسے مشرکین کا ایک درخت ہے آپ نے فرمایا اللہ اکبر قسم اُسکی جسکے ہاتہہ میں میری جان ہے تم نے ایسا ہی کہا
جیسے بنی اسرائیل نے کہا تہا ہمارے لیے بہی ایک خدا بنادے جیسے اون کے لیے خدا ہیں ترمذی اور حاکم نے حضرت عمر سے

کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا جسنے قسم کہائی اللہ کے سوا اور کسی کی اوسنے شرک کیا مالکؒ نے موطا مین کہ حضرت صلعم نے فرمایا الٰہا
تو میری قبر کو بت نہ بنا دیجیو کہ لوگ اسکو پوجین بڑا غصہ ہوا اللہ کا ان لوگونپر جنہون نے اپنے پیغمبرونکی قبرونکو مسجد بنایا روایت کیا
یہ مضمون امام بخاری نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر انہون نے اپنے پیغمبرونکی
قبرونکو مسجد بنا لیا ایک روایت مین ہے کہ آپنے حبش کے ایک گرجا کا حال سنا جسمین تصویرین تہین آپنے فرمایا ان لوگونکا یہ
حال تہا کہ جب اونمین کوئی نیک شخص مرجاتا تو اوسکی قبر پر مسجد بنا لیتے وہ بدترین خلق ہین اللہ کے نزدیک امام احمدؒ نے
قبیصہ سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے چڑیون کی آواز سے فال لینا اور نجوم کا عمل کرنا اور برا
شگون لینا شرک مین داخل ہین امام نسائیؒ نے ابوہریرہ سے جسنے گرہ باندہی پہر اوسمین پہونکا اوسنے جادو کیا اور جسنے
جادو کیا اوسنے شرک کیا حاکمؒ نے اور اہل سنن نے ابوہریرہ سے جو شخص نجومی پاس گیا یا پہچاننے والے پاس (جو چور وغیرہ کو بتلاتا
ہے) پہر اوسکو سچا جانا تو اوسنے انکار کیا اوسکا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اوترا مسلمؒ نے ابوہریرہ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مین
سب ساجہی والون سے بے پرواہ ہون جو شخص کسی عمل مین میرے ساتہ شریک کرے تو مین اوسکو اور اوسکے ساجہی کو چہوڑ دونگا
احمدؒ نے ابوسعید سے مین تمکو نہ بتلاؤن دجال سے زیادہ ڈر کی بات لوگون نے عرض کیا کیون نہین آپنے فرمایا چہپی شرک
آدمی کہڑا ہوتا ہے نماز کے لیے پہر اوسکو عمدہ طرح سے پڑہتا ہے کیونکہ دیکہتا ہے دوسرا شخص کو نسائیؒ نے ابن عباس سے
ایک شخص نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اللہ چاہے اور آپ چاہین آپنے فرمایا کیا تونے مجہکو اللہ کا شریک بنایا یون
کہو جو اللہ چاہے اکیلا احمدؒ نے عبداللہ بن عمر سے جو کوئی برے شگون کے خیال سے کسی کام سے رک جاوے اوسنے شرک
کیا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہے آپنے فرمایا یون کہو یا اللہ بہتری نہین ہے مگر تیری بہتری اور برائی شگون
کی نہین ہے مگر جو برائی تو چاہے اور کوئی مالک نہین ہے سوا تیرے امام احمدؒ نے مسند مین ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور اوسنے گناہ کیا تہا جب آپ کے سامنے کہڑا ہوا تو کہنے لگا یا اللہ مین توبہ کرتا ہون تیری طرف اور نہین توبہ کرتا محمدؐ
کیطرف آپنے فرمایا اسنے حق والے کا حق پہچانا ترمذیؒ اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود سے حضرت صلعم نے فرمایا بدشگونی لینا
شرک ہے بدشگونی لینا شرک ہے احمدؒ اور مسلم نے معاویہ بن الحکم سے مین نے کہا یا رسول اللہ میرا
زمانہ تازہ ہے جاہلیت کا اور اللہ تعالیٰ اسلام کو لایا ہم مین سے بعض لوگ نجومیون کے پاس جاتے ہین آپنے فرمایا تو مت
جا انکے پاس پہر انہون نے کہا ہم مین سے بعض لوگ بدشگونی کرتے ہین آپنے فرمایا یہ وہ بات ہے جسکو وہ لوگ اپنے
دلون مین پاتے ہین اور تمکو یہ خیال نہ روکے کسی خیر سے حدیث تاک ابوداؤدؒ نے عروہ بن عامر سے بدشگونی کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے ہوا آپنے فرمایا فال نہایت اچہا ہے اگر تم مین سے کوئی بری بات دیکہے تو یون کہے یا اللہ نیکیان نہین لاتا مگر

تو اور برائیان نہین دور کرتا مگر تو کسی مین برائی سے بچنے کی طاقت اور قوت نہین بغیر تیری مدد کے ابو داؤد اور نسائی نے
بریدہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات سے برا شگون نہین لیتے تھے اور جب کسی لڑکے کو بھیجتے کام کو تو اسکا نام پوچھتے پھر اگر اس
کا نام اچھا لگتا تو خوش ہوتے اور خوشی آپکے چہرے پر ظاہر ہو جاتی اور اگر اسکا نام برا لگتا تو یہ برائی آپکے چہرے پر معلوم
ہو جاتی ابو داؤد نے سعد سے بیماری لگنا اور الو کی نحوست اور بدشگونی کچھ نہین ہے ترمذی نے ضحاک سے ایک بوڑھا گنوار
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین بوڑھا ہون گناہون مین ڈوبا ہوا مگر مینے اللہ کے ساتھ کسی
کو شریک نہین کیا ہے جب سے مین نے اللہ کو پہچانا اور اوسپر ایمان لایا اور مینے اللہ کے سوا کسیکو ولی نہین بنایا اور مینے
گناہ اللہ پر جرات کر کے نہین کیے اور مین شرمندہ ہون اور توبہ کرتا ہون اور استغفار کرتا ہون تو میرا کیا حال ہوگا اللہ کے
پاس تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اللہ شرک کو نہین بخشے گا اور اوس سے ورے جسکے چاہے گناہ بخشدیگا ترمذی نے حضرت
علی رض سے انہون نے کہا قرآن مین کوئی آیت اس سے زیادہ مجھکو پسند نہین ہے احمد اور ترمذی اور ابو یعلی اور ابن جریر اور ابن
ابی حاتم اور رویانی اور ابو الشیخ اور حاکم اور ابن مردویہ نے سمرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب حوا علیہا السلام جنین تو ابلیس
اونکے گرد پھرا اونکا کوئی بچہ نہین جیتا تھا ابلیس نے کہا اس بچہ کا نام عبد الحارث رکھیو وہ جیے گا اونہون نے عبد الحارث رکھا
پھر وہ جیا تو یہ شیطان کا اغوا تھا۔ نسائی نے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا کسی کو نہین چاہیے کہ سجدہ کرے کسی کے سوا
خدا کے اور بزار اور حاکم نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی روایت کیا اوسمین قصہ ہے ایک عورت کا پھر یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے
اگر کسی آدمی کو چاہیے ہوتا کہ سجدہ کرے کسی آدمی کو تو مین حکم کرتا عورت کو کہ وہ سجدہ کرے اپنے خاوند کو حاکم نے کہا اسناد
اسکا صحیح ہے حافظ سلیمان نے کہا اسناد اسکا ضعیف ہے اور روایت کیا امام احمد نے باسناد صحیح جسکے کل راوی ثقہ ہین انس
بن مالک سے کہ ایک اونٹ بھڑک گیا اور صحابہ اس سے ڈرے جب اوس اونٹ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ کی طرف آیا اور
سجدہ مین گر پڑا آپکے سامنے آپنے اوسکی پیشانی تھامی اور وہ ایسا غریب ہو گیا جیسے پہلے تھا پھر آپنے اوسکو کام مین لگا
دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جانور ہے عقل نہین رکھتا اور آپ کو سجدہ کرتا ہے اور ہم تو عقل رکھتے ہین ہمپر زیادہ حق
ہے آپ کو سجدہ کرنیکا آپنے فرمایا کسی آدمی کو درست نہین سجدہ کرنا کسی آدمی کے لیے اور اگر آدمی کو سجدہ درست ہوتا
آدمی کے لیے تو مین عورت کو حکم کرتا وہ سجدہ کرتی اپنے خاوند کو کیونکہ خاوند کا بڑا حق ہے اوسپر اور اگر خاوند کے سر سے لیکر پاؤن
تلک ایک زخم ہو جسمین سے خون اور پیپ رہا ہے پھر اسکی عورت سامنے آوے اور اسکو چاٹ لیوے تب بھی اسکا حق ادا نہ کر سکی
حافظ منذری کہا بزار نے بھی اسکے مانند روایت کیا اور نسائی نے اسکو اختصار کے ساتھ روایت کیا اور ابن حبان
نے اپنی صحیح مین ابو ہریرہ سے انتہے ابن حبان نے سعد بن عبیدہ سے مین ابن عمر پاس تھا ایک شخص نے کعبہ کی قسم کہائی انہون نے

کہا نہیں ہو تیری اپنیات کرنے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جسنے قسم کہائی اللہ کے سوا کسی
کی اوسنے شرک کیا امام احمد نے حضرت عائشہ سے کہ اللہ کے پاس تین طرح کے دفتر پیش ہونگے ایک وہ دفتر جسکا اللہ خیال
نکریگا ایک وہ جسمین سے کچھ نہ چھوڑیگا ایک وہ جسکو نہ بخشے گا تو جسکو نہ بخشیگا وہ شرک کا دفتر ہے اور جسکے طرف خیال
نکریگا وہ وہ گناہ جو بندہ اپنے نفس پر کرتا ہے جیسے نماز یا روزہ ترک کیا تو اللہ اوسکو بخشدیگا اور جسکو نہ چھوڑیگا وہ
بندونکے حق ہین بزار نے انس سے [۸۹] وہ ظلم جسکو اللہ نہین بخشیگا شرک ہے اور جسکو بخشدیگا وہ ظلم ہے اپنی جان پر اور جسکو
نہ چھوڑیگا وہ ظلم ہے بندیکا دوسرے بندے پر احمد نے [۹۰] معاویہ سے ہر گناہ کو اللہ امید ہے کہ بخشدے مگر جو شخص کفر پر مرے
یا کسی مسلمان کو عمدا مار ڈالے احمد نے [۹۱] معاذ سے حضرت نے فرمایا مجہسے مت شریک کر تو اللہ کے ساتہہ کسیکو اگرچہ قتل
کیا جاوے اور جلایا جاوے تو ترمذی نے [۹۲] ابن عباس سے جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ طبرانی نے [۹۳] معجم کبیر مین حضرت کے زمانے مین
ایک منافق تہا جو مسلمانون کو تکلیف دیتا ابوبکر رض نے کہا ہمارے ساتہہ کہڑے ہو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
فریاد کرین اس منافق کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فریاد مجہسے نہین کیجاتی بلکہ اللہ تعالے سے فریاد کیجاتی ہے
شرح السنہ مین امام بغوی نے روایت کیا [۹۴] حضرت صلعم نے فرمایا یون مت کہو جو اللہ چاہے اور محمد چاہے صلی اللہ علیہ وسلم
اور کہو جو اللہ چاہے اکیلا نسائی نے [۹۵] قتیلہ سے ایک یہودی حضرت صلعم پاس آیا اور کہنے لگا تم شرک کرتے ہو یون کہتے ہو جو
اللہ چاہے اور محمد چاہے اور کہتے ہو قسم کعبہ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم کیا جب قسم کہاوین تو یون کہین قسم
ہے کعبہ کے رب کی اور یون کہین جو اللہ چاہے پہر آپ چاہین نسائی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابن ماجہ نے [۹۶] ابو الطفیل سے
مین نے خواب مین دیکہا کئی یہودیون کو مین نے کہا تم اچہے لوگ تہے اگر یہ نہ کہتے عزیر اللہ کا بیٹا ہے انہون
نے کہا تم بہی اچہے تہے اگر یون نہ کہتے جو اللہ چاہے اور محمد صلعم چاہے پہر مین نے کئی نصاری کو دیکہا مین نے کہا تم اچہے
لوگ تہے اگر یہ نہ کہتے مسیح اللہ کا بیٹا ہے انہون نے کہا تم بہی اچہے تہے اگر یون نہ کہتے جو اللہ چاہے اور محمد صلعم چاہے جب
صبح ہوئی تو مین نے یہ خواب بیان کیا جس سے بیان کیا پہر حضرت صلعم پاس آیا آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا تو نے یہ خواب
کسی سے بیان کیا مین نے کہا ہان آپ نے اللہ کی تعریف کی اور ثنا پہر فرمایا بعد اسکے طفیل نے ایک خواب دیکہا اور
بیان کیا جس سے بیان کیا اور تم ایک بات کہتے تہے مجہے فلان فلان امر نے اوس سے منع کرنے سے باز رکہا اب مت کہو
جو اللہ چاہے اور محمد چاہے لیکن یون کہو جو اللہ اکیلا چاہے ابوداؤد اور نسائی نے [۹۷] ابوہریرہ سے مت قسم کہاؤ اپنے
مان باپ کی اور نہ خدا کے ساتہہ جو ساجہی بنائے جاتے ہین اونکی اور مت قسم کہاؤ اللہ کی مگر سچ پر ابوداؤد نے [۹۸]
ثابت بن الضحاک سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نذر کی بوانہ مین اونٹ نحر کرنے کی پہر انہون نے

آپ سے آنکر بیان کیا آپ نے فرمایا کیا جاہلیت کے زمانے میں وہاں کوئی بت تھا جو پوجا جاتا تھا لوگوں نے کہا نہیں آپ نے
فرمایا وہاں کوئی عید بھی جاہلیت کی لوگوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو پورا کر اپنی نذر کو اور نہیں پورا کرنا ہے اُس نذر کو
جو اللہ کے گناہ کی ہو اور نہ اوسکو جو آدمی کے اختیار میں نہیں ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن ابی اوفی سے جب معاذ
بن جبل شام سے آئے تو اونہوں نے سجدہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے معاذ نے کہا یا رسول اللہ میں
شام کے ملک میں گیا وہاں میں نے لوگوں کو دیکھا وہ سجدہ کرتے ہیں اپنے سرداروں اور پادریوں کو تو میں نے چاہا کہ میں
آپ کے لیے یہ کام کروں آپ نے فرمایا تو مت کر کیونکہ میں اگر حکم کرتا کسی کو کہ وہ سجدہ کرے کسی کے لیے تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ
سجدہ کرے اپنے خاوند کے لیے اخیر تک ابن ماجہ کی روایت میں یوں ہے اگر میں حکم کرتا کسی کو سجدہ کرنیکا سوا خدا کے اور کسی کے لیے
تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ سجدہ کرے اپنے خاوند کو اور روایت کیا اسکو حاکم نے اختصار کے ساتھ انجاح الحاجۃ میں ہے کہ سجدہ
تحیت یعنی سلام کا سجدہ کرنا سوا خدا کے اور کسی کے لیے کفر نہیں ہے جیسے بعض فقہاء نے خیال کیا اور اگر کفر ہوتا تو اگلی شریعتوں
میں درست نہ ہوتا کیونکہ کفر اور شرک کسی دین میں درست نہیں ہوا البتہ حرام ہے اکثر علماء کے نزدیک کیونکہ حضرت صلعم
نے اس سے منع کیا انتہی مع زیادۃ امام احمد نے ام المومنین عائشہ سے حضرت مہاجرین اور انصار میں تھے اتنے میں ایک
اونٹ آیا اور نبی کو سجدہ کیا اصحاب نے کہا یا رسول اللہ جانور اور درخت آپکو سجدہ کرتے ہیں ہم تو زیادہ لائق ہیں کہ آپکو سجدہ
کریں آپ نے فرمایا پوجو اپنے رب کو اور عزت کرو اپنے بھائی کی اور اگر میں حکم کرتا کہ کوئی سجدہ کرے کسیکو تو بی بی کو حکم کرتا کہ وہ سجدہ کرے
اپنے خاوند کو امام احمد نے قیس بن سعد سے انہوں نے کہا میں حیرہ کو آیا میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا وہ سجدہ کرتے تھے
اپنے سردار کو میں نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو زیادہ لائق ہیں سجدہ کرنے کے پھر میں آپ کے پاس آیا اور میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ میں حیرہ کو گیا تھا میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا وہ سجدہ کرتے ہیں اپنے سردار کو تو آپ زیادہ لائق
ہیں سجدہ کرنیکے آپ نے فرمایا اگر تو میری قبر پر گذرے گا تو اسکو سجدہ کریگا میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو مت کرو (یعنی
زندگی میں بھی سجدہ مت کرو) اگر میں حکم کرتا کسی کو کہ سجدہ کرے کسیکو تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کا حق عورتوں پر رکھا ہے (دین خالص میں کہا ہے ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا خدا کے اور
کسی کو سجدہ کرنا شرک ہے عبادت میں اور بادشاہوں کو شرک ہے عادت میں اور جن فقہاء نے سجدہ تحیت بادشاہوں کے
لیے جائز رکھا ہے انکا قول مردود ہے کیونکہ احادیث صریحہ کے برخلاف ہے انتہی مختصرا) ابوداؤد نے زینب سے جو بی بی
تھیں عبداللہ بن مسعود کی کہ عبداللہ نے میری گردن میں ایک تاگہ دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے میں نے کہا منتر کا دھاگہ ہے انہوں
نے اوسکو کاٹ ڈالا اور کہا تم عبداللہ کی آل ہو اور بے پرواہ ہو شرک سے احمد نے ابوالطفیل سے اور مسلم نے علی رض سے

۱۰۴

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت ہے اللہ کی اوسپر جو ذبح کرے سوا خدا کے اور کسی کے لیے امام احمد نے شداد بن اوس سے حضرت نے
فرمایا جو شخص نماز پڑھے دکھانیکو اوسنے شرک کیا اور جو شخص روزہ رکھے دکھانیکو اوسنے بھی شرک کیا اور جو شخص صدقہ دے دکھانیکو اوسنے
بھی شرک کیا احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں اون سے حضرت صلعم فرماتے تھے مجھے ڈر ہے اپنی امت پر شرک کا اور چھپی خواہش کا
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کے بعد آپکی امت شرک کریگی آپ نے فرمایا ہاں لیکن وہ سورج کو نہ پوجیں گے نہ چاند کو نہ پتھر کو
بت کو بلکہ ریا کرینگے اپنے عملوں میں اور چھپی خواہش یہ ہے کہ صبح کو آدمی روزہ رکھے پھر کوئی شہوت پیدا ہوا اور روزہ چھوڑ دے

۱۰۶ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رض سے آپ نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب اسلام میں کچھ باقی نہ رہیگا مگر نام اسکا رہجاویگا اور قرآن میں کچھ باقی نہ
رہیگا مگر اسکی رسم رہجاویگی مسجدیں انکی آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے اونکے عالم تمام جہان سے بدتر ہونگے انہیں سے فساد
نکلیگا اور انہیں میں لوٹ جاویگا امام بیہقی نے مدخل میں حضرت عائشہ سے حضرت صلعم نے فرمایا چھہ آدمیوں پر میں نے لعنت کی اور لعنت کیا
اوپر اللہ نے اور ہر نبی نے جسکی دعا قبول ہوتی ہے ایک تو وہ جو اللہ تعالے کی کتاب میں بڑھاوے دوسرے جو تقدیر کو جھٹلاوے تیسرے وہ جو نا
حق زبردستی سے حکومت کرے تاکہ جسکو اللہ تعالے نے عزت دی اسکو ذلیل کرے اور جسکو ذلت دی اسکو عزت دیوے اور جو اللہ تعالے کے
حرم کو حلال کرے اور جو میری عترت (اہلبیت) کو حلال کرے (یعنے اونکے ایذا کو) جسکو اللہ نے حرام کیا اور جو میری سنت کو چھوڑ دیوے

۱۰۵ ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا اخیر زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دنیا کو کماوینگے دین کا فریب دیکر اور
لوگوں کے دکھانیکو بھیڑ کی کھال پہنینگے اونکی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی اور دل اونکے بھیڑیے کی طرح ہونگے اللہ تعالے
فرماویگا کیا مجھکو دھوکا دیتے ہیں یا مجھ پر دلیری کرتے ہیں میں اپنی قسم کھاتا ہوں میں اونپر انہیں میں سے ایک فتنہ بھیجونگا کہ اون میں
کے بردبار کو حیران کردیگا ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کیا ابو ہریرہ سے اوس میں یہ ہے کہ اللہ تعالے جل شانہ جب قیامت کا دن ہوگا

تو قیامت والے بندوں کے پاس اوترےگا اونکا فیصلہ کرنیکے لیے اور سب گروہ گھٹنوں کے بل ہونگے تو پہلے وہ شخص بلایا جاویگا
جسنے قرآن یاد کیا اور وہ شخص جو اللہ کی راہ میں شہید ہوا اور وہ شخص جو بہت مالدار ہوگا تو اللہ تعالے قرآن والے سے کہیگا
کیا میں نے تجھے نہیں بتلایا جو تیرے رسول پر اوتارا وہ کہیگا بیشک اے رب فرماویگا پھر تو نے کیا عمل کیا وہ کہیگا میں رات دن نماز میں
قرآن پڑھتا تھا اللہ تعالے فرماویگا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے اور اللہ تعالے فرماویگا تو نے اسلیے یہ کیا تھا
کہ لوگ تجھے قاری کہیں تو ایسا ہو گیا پھر مالدار کا بھی یہی حال ذکر کیا اوس سے کہا جاویگا تو نے اسلیے دیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں سو
جہاد والے سے کہا جاویگا تو اسلیے لڑا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں پھر یہ لوگ سب سے پہلے ہونگے جن سے جہنم کی آگ سلگائی جاویگی

۱۱۰ روایت کیا اسحدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابن خزیمہ نے محمود بن لبید سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان نکلے اور فرمایا بچو
چھپے ہوئے شرک سے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ چھپا شرک کیا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ آدمی کھڑا ہوا اور اپنی نماز کو آراستہ کرے لوگوں کو دکھانے

کیلیے یہی حبیبی شرح سنہ اور ابن جریر کی روایت مین ہر شرک خفی یہ ہے کہ آدمی کہڑا ہو نماز مین پہر زیادہ کرے اپنی نماز کو کیونکہ دیکھتا ہو کہ دوسرا
دیکھتا ہے ترمذی نے روایت کیا نواس بن سمعان سے اللہ تعالے نے سیدہی راہ کی ایک مثال بیان کی جیسے اوسکے دونون
بازون پر دو گہرین اور ایک روایت مین دو دیوارین ہین ہر ایک مین دروازے ہین کہلی ہوئی دروازہ پر پردے پڑے ہین
اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے راہ کی چوٹی سے اور ایک اوپر سے اور اللہ جل جلالہ بلاتا ہے جنت کیطرف اور جسکو چاہے
ہدایت کرتا ہے سیدہی راہ کیطرف تو وہ دروازے جو راہ کے دونو بازو پر ہین اللہ کی حدین ہین ان حدون مین کوئی نہ جاوے
تا کہ پردہ اوٹہے اور جو اوپر سے پکارتا ہے وہ رب کا واعظ ہے (یعنی عقل جو دل مین خدا نے دی ہے) رزین کی روایت مین
اسکی تفسیر یون ہے ابن مسعود رضہ سے کہ راہ اسلام ہے اور دروازے محارم مین اللہ کے اور پردے حدود ہین اللہ کی اور راہ کی چوٹی
پر پکارنے والا قرآن ہے اور اوپر پکارنے والا واعظ ہے اللہ کا جو ہر مومن کے دل مین ہو اور مسلم نے روایت کیا ابو ہریرہ سے
کہ اسلام غربت سے شروع ہوا ہے اور پہر ویسا غریب ہو جاویگا جیسے شروع مین تہا تو خوشی ہے غریبون کے لیے کہ اول بہی
اسلام انہی سے شروع ہوا تہا اور ختم بہی انہی پہ ہوگا طبرانی نے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا نہین قبول ہوتا ایمان بغیر
عمل کے اور نہ عمل بغیر ایمان کے سیوطی نے جامع صغیر مین کہا کہ یہ حدیث حسن ہے یا اللہ ہمارا خاتمہ کر ایمان پر اور بچا ہمکو کفر اور ضلالت
اور شرک سے آمین یا رب العالمین

كتاب العلم

کتاب علم کے بیان مین

باب فضل العلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کرتا ہون مین اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا

باب علم کی فضیلت مین **ف** فتح الباری مین ہے کہ اصیلی اور کریمہ کی روایت مین ایسا ہی ہے اور ابو ذر کی روایت مین
بسم اللہ کتاب پر مقدم ہے اور ہم نے اسکی توجیہ کتاب الایمان مین بیان کی ہے اور مستملی کی روایت مین باب کا لفظ نہین ہے
اور نہ انکے رفیق کی روایت مین کتاب العلم کا لفظ ہے اور مولف نے علم کی فضیلت شروع کی اور علم کی تعریف بیان نہین کی
اس وجہ سے کہ وہ بدیہی ہے اور واضح ہے یا اس وجہ سے کہ تعریف بیان کرنا کتاب کا مقصود نہین ہے اور غزالی اور انکے شیخ کا یہ
قول ہے کہ علم کی تعریف نہین ہو سکتی کیونکہ وہ واضح ہے یا مشکل ہے قسطلانی نے کہا علم کو مقدم کیا طہارت اور صلوۃ
پر کیونکہ علم پر مدار ہے ہر چیز کا شرح تراجم کہتا ہے کہ امام بخاری نے ایمان کے بعد علم کو رکہا اس وجہ سے کہ پہلے انسان کو ایمان
لانیکا حکم ہے جب وہ ایمان لایا تو دوسرا علم سیکہنا یعنی شریعت کے احکام جاننا فرض ہوا پس علم مقدم ہے باقی احکام پر اسلیے
کہ بغیر علم کے احکام کو کیونکر بجا لاویگا اور ایمان پر علم کو مقدم نہین کیا کیونکہ ایمان مبدا ہے ہر ایک خیر کا علم ہو یا عمل اور

رحی کو بیان پر مقدم کیا کیونکہ ایمان کی معرفت اور تمام متعلقات دین کی وحی سے ہوئی ہے واللہ علم وقول اللہ تعالیٰ اور بیان ہے اللہ تعالیٰ کے فرمانے کا قسطلانی نے کہا قول کا عطف فضل العلم پر ہے یا علم پر جو کتاب العلم میں ہے جس روایت میں باب مذکور نہیں ہے اور دونوں صورتوں میں قول کا لفظ مجرور ہوگا حافظ ابن حجر نے کہا ہم نے قول کو مرفوع دیکھا ہے اصول میں عطف ہے کتاب پر یا جملہ مستانفہ ہے اور عینی نے اعتراض کیا کہ جملہ مستانفہ نہیں ہو سکتا اسلیے کہ وہ جواب ہے کسی سوال کا اور نہ کوئی خبر بیان کو ہے انتہی اور یہ اعتراض ساقط ہے کسلیے کہ حافظ صاحب نے رفع کی دو وجہیں بیان کیں اور وجہ اول ظاہر ہے اور دوسری وجہ اس طرح سے ہو سکتی ہے کہ یرفع اللہ الذین مقولہ ہو قول کا اور بمعنے قال کے ہو تو تقدیر کلام یہ ہے وقال اللہ عزوجل یرفع اللہ الذین آمنوا منکم آخیر تک (ترجمہ) یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ بلند کریگا اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والونکے اور علم والونکے درجے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا آیت کی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ مومن عالم کے درجے مومن غیر عالم سے بلند ہونگے اور درجے بلند ہونا دلالت کرتا ہے فضیلت پر کیونکہ فضیلت کثرت ثواب اور علو درجات کا نام ہے یہ درجے دنیا میں بلند ہونگے ناموری اور نیکنامی اور شہرت سے اور آخرت میں جنت کے عالی درجہ ملینگے تو ثابت ہو گئی آیت سے علم کی فضیلت اور صحیح مسلم میں نافع بن عبد حارث خزاعی سے منقول ہے وہ عامل تھے حضرت عمر کے مکہ میں انسے ملے عسفان میں حضرت عمر نے پوچھا تو نے کسکو حاکم کیا وہ بولا ابن ابزی کو جو ایک غلام آزاد تھا انہوں نے کہا تو نے غلام کو حاکم کیا نافع نے کہا وہ اللہ کی کتاب کو پڑھتا ہے اور فرائض کو جانتا ہے حضرت عمر نے کہا تمہاری نبی نے فرمایا اللہ تعالیٰ بلند کریگا اس کتاب سے چند لوگوں کو اور اتار دیگا اس کتاب سے کچھ لوگوں کو اور زید بن اسلم سے مروی ہے انہوں نے کہا نرفع درجات من نشاء میں کہ مراد علم سے درجے بلند کرنا ہے انتہی قسطلانی نے کہا آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ تم میں سے علم دیے گئے اونکے درجے اللہ تعالیٰ بلند کریگا خاصۃً کیونکہ وہ جامع ہیں علم اور عمل کے ابن عباس نے کہا علماء کے درجے عوام مومنین سے سات سو بلند ہونگے اور ہر ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک پانسو برس کی راہ ہوگی بعض شراح نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے اس باب میں صرف دو آیتوں پر اکتفا کی کیونکہ آیت حجت قاطعہ ہے اور کرمانی نے بعض علماء شام سے نقل کیا کہ بخاری نے پہلے باب بنا لیتے تھے پھر حدیثیں بتدریج ان میں لگاتے جاتے تھے اور اس باب میں کوئی حدیث لگانیکا اتفاق نہوا یا تو یہ وجہ ہے کہ کوئی حدیث اس باب میں انکو اپنی شرط کے موافق نہ ملی یا کسی اور وجہ سے اور بعض علماء عراق نے نقل کیا کہ امام بخاری نے یہ ترجمہ باب قائم کیا اور اسمیں کوئی حدیث ذکر نہیں کی تاکہ یہ معلوم ہو کہ اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی انتہی وقولہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے کہو اے مالک میرے مجھکو زیادہ علم دے **ف** اور اس سے علم کی فضیلت نکلی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو تعلیم فرمائی کہ علم کے زیادہ ہونیکے لیے دعا کریں اور مراد علم سے علم شرعی ہے جس سے پہچان ہو ان چیزوں کی

جو واجب ہین ہر مکلف پر عبادات اور معاملات مین اور علم اللہ تعالے کا اور اسکے صفات کا اور تنزیہ اسکی نقائص اور عیوب سے اور مدار اس علم
کا تفسیر اور حدیث اور فقہ پر ہے اور یہ کتاب یعنے صحیح بخاری ان تینون پر شامل ہے رضی اللہ تعالے عن اسکے مولف سے اور ہمارے مددگار
اسکی شرح کرنے مین اپنے فضل اور کرم سے اور علم کی فضیلت مین بہت احادیث وارد ہین لیکن صحیح مسلم مین ابوہریرہ کی حدیث لائے
ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص راہ ڈھونڈھے علم حاصل کرنیکے لیے اللہ تعالے جنت کی راہ اسکے لیے آسان کردیگا اور امام بخاری
اس حدیث کو نہین لائے کیونکہ اسمین اختلاف ہے اعمش پر اور راجح یہ ہے کہ اعمش اور ابوصالح مین اس حدیث مین ایک واسطہ ہے قسطلانی
نے کہا اگر علم کی فضیلت مین صرف آیت ہوتی شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ جسمین اللہ تعالے نے پہلے
اپنا نام لیا پھر ملائکہ کا پھر علم والونکا تو کافی تہا اور علما وارث ہین انبیا کے اور جب نبوت سے زیادہ کوئی رتبہ نہین تو وراثت
نبوت سے بھی بڑھکر کوئی شرف نہ ہوگا البتہ علم کی غایت عمل ہے کیونکہ وہ ثمرہ ہے علم کا اور فائدہ ہے عمر کا اور توشہ ہے آخرت کا اگر
جس شخص نے اوسکو حاصل کیا وہ نیک ہوا اور جسنے نہ حاصل کیا وہ ٹوٹے مین پڑا تو علم افضل ہے عمل سے کیونکہ بغیر علم کے عمل کو
عمل نہین کہتے اور وہ رد اور باطل ہے اور علم کی دو قسمین ہین ایک تو علم ظاہر یعنے علم شرع وہ تفسیر اور فقہ اور حدیث ہے اور
شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے علم نحو اور اصول فقہ کو ان بدعتون مین سے قرار دیا ہے جو واجب ہین اور ایک علم باطن ہے اور
وہ دو قسم ہے پہلی علم معاملہ اور وہ فرض عین ہے علماء آخرت کے فتوی سے اور اس سے غافل رہنے والا ہلاک ہوگا آخرت مین
مالک الملوک کے قہر سے جیسے اعمال ظاہرہ مین جو کوتاہی کرے وہ ہلاک ہوتا ہے سلاطین دنیا کی تلوار سے فقہا دنیا کے حکم پر
اور حقیقت اس علم کی غور کرنا ہے تصفیہ قلب مین اور تہذیب ہے نفس کی اخلاق ذمیمہ سے بچنے کی ساتھ جنکی شرع مین
مذمت وارد ہے جیسے ریا عجب مذمت و محبت جاہ اور افتخار اور طمع اور موصوف ہونا اخلاق حمیدہ سے جیسے اخلاص اور شکر اور
صبر اور زہد اور تقوے اور قناعت سے تو علم بلا عمل وسیلہ ہے بغیر غایت کے اور عمل بلا علم جنایت اور قصور ہے اور علم و عمل دونو بغیر
ورع کے کلفت ہے بلا اجرت تو سب کامون کی ہین مقدم زہد اور استقامت ہے تاکہ علم اور عمل دونو سے فائدہ اوٹھاوے اور دوسرے
قسم علم مکاشفہ وہ ایک نور ہے جو قلب مین ظاہر ہوتا ہے تزکیہ کے بعد اور اوسکے وجہ سے مجمل امور مفصل ہوجاتے ہین اور اللہ کی
معرفت اور اسما اور صفات اور کتب اور رسل کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اسرار خفیہ سے پردے اوٹھ جاتے ہین تو سمجھ لے اور
تسلیم کرنا کہ سلامت رہے تو اور مت ہو منکرون مین سے تاکہ ہلاک ہو ہلاک ہونیوالون کے ساتھ بعضے عارفین نے کہا ہے جسکو اس علم
سے کچھ حاصل نہ ہو اوسکے سوء خاتمہ کا ڈر ہے اور ادنے حصہ یہ ہے کہ اس علم کی تصدیق کرے اور اسکو تسلیم کرے واللہ اعلم تمام
ہوا کلام قسطلانی کا **بَابُ** مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَهُوَ مُشْتَغِلٌ فِىْ حَدِيْثِهٖ فَاَتَمَّ الْحَدِيْثَ ثُمَّ اَجَابَ السَّائِلَ
باب بیان مین اس بات کی کہ جب کسی سے کوئی علم کی بات پوچھی جاوے اور وہ دوسری بات مین مصروف ہو پھر اپنی بات تمام کرکے سائل کو

کو جواب دیے **حدثنا** محمد بن سنان قال ثنا فلیح ح قال وحدثنی ابراهیم بن المنذر قال ثنا
محمد بن فلیح قال ثنا ابی قال حدثنی هلال بن علی عن عطاء بن یسار عن ابی هریرة قال بینما النبی صلی
الله علیه وسلم فی مجلس یحدث القوم جاءه اعرابی فقال متی الساعة فمضی رسول الله صلی الله علیه وسلم یحدث
فقال بعض القوم سمع ما قال فکره ما قال وقال بعضهم بل لم یسمع حتی اذا قضی حدیثه قال این اراه السائل
عن الساعة قال ها انا یا رسول الله قال فاذا ضیعت الامانة فانتظر الساعة فقال کیف اضاعتها قال
اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن سنان ابو بکر بصری نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے فلیح نے (انکا نام عبد الملک ہے اور کنیت انکی ابو یحیی ہے اور فلیح لقب ہے) ح امام بخاری نے کہا اور حدیث بیان
کی مجھسے ابراہیم بن منذر الحزامی نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن فلیح نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے باپ فلیح نے **ف**
تو پہلی سند میں امام بخاری اور فلیح کے درمیان ایک واسطہ ہے اور دوسری سند میں دو واسطے ہیں **ت** انہوں نے کہا حدیث بیان
کی مجھسے ہلال بن علی نے (انکو ہلال بن ابی میمونہ اور ہلال بن ابی ہلال اور ہلال بن اسامہ بھی کہتے ہیں اور اسامہ انکے دادا
کا نام ہے اور بعضوں نے یہ چار شخص سمجھے ہیں حالانکہ یہ چاروں نام ایک ہی شخص کے ہیں) انہوں نے روایت کی عطاء بن یسار
(میمونہ بنت حارث کی مولی سے) انہوں نے ابو ہریرہ (عبد الرحمن بن صخر سے) انہوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں
بیٹھے ہوئے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے اتنے میں ایک گنوار آپکے پاس آیا (اوسکا نام معلوم نہیں ہوا لیکن بارودی نے ابو یعلی سے نقل کیا کہ اُس
کا نام رفیع تھا) اور کہنے لگا قیامت کب ہے آپ باتیں کرتے رہے (لوگوں سے جیسے کرتے تھے اور گنوار کی بات کا جواب نہ دیا) بعض لوگوں نے
کہا آپنے گنوار کی بات سنی لیکن آپکو اوسکا کہنا برا معلوم ہوا اور بعضوں نے کہا نہیں سنی جب آپ اپنی باتیں کر چکے تو میں سمجھتا ہوں
آپنے فرمایا کہاں ہے قیامت کو پوچھنے والا **ف** آپنے اوسی وقت گنوار کو جواب نہ دیا شاید آپنے وحی کا انتظار کیا یا آپ دوسرے
سائل کے جواب میں مشغول ہونگے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو جواب دینے میں ترتیب کی رعایت بہتر ہے (قسطلانی) **مترجم**
کہتا ہے شاید فورًا جواب نہ دینے کی یہ وجہ ہوگی کہ آپ دوسری ضروری باتوں میں مصروف ہونگے اور اُنکے بیان کرنے میں اس سوال
کے جواب دینے سے زیادہ فائدہ ہوگا کیونکہ گنوار کا سوال کوئی ضروری نہ تھا قیامت کے وقت سے کوئی مذہبی غرض متعلق نہیں ہے
اور ٹھیک وقت قیامت کا کسی کو معلوم نہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپنے جواب میں دیر کی ہو اس وجہ سے کہ لوگ پہچان لیں کہ یہ سوال
بے موقع اور فضول ہے بعد اسکے آپنے جواب دیا تا کہ گنوار کو رنج نہ ہو اور ایسا ہو کہ بالکل جواب نہ دینے سے وہ کچھ اور سمجھ لے اور اُسکے ایمان میں
خلل واقع ہو **ت** وہ گنوار بولا میں ہوں یہ یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب امانت ضائع ہو جاوے تو قیامت کا منتظر رہ (یعنے
ایسے وقت سے قیامت قریب ہے) اُس گنوار نے عرض کیا امانت کیونکر ضائع ہوگی آپنے فرمایا جب حکومت نالائق کو دی جاوے

ف یعنی قضا اور امارت اور قضا اور افتا کی خدمات نالائقون کو ملین اور جو لوگ انکے مستحق ہون یعنی صاحب علم اور فضیلت
اور صاحب عقل اور رائے وہ محروم رہین یہ امانت کا ضائع ہونا ہے کیونکہ دنیا کی حکومت اور سرداری خدا کی امانت ہے اسکے بندون کے پاس
پس جب بندے کو خدا نے یہ امانت دی ہو اوسکا کام ہے کہ خدا کے حکم کے موجب اس امانت مین عمل کرے اور اوسکے حکم کے خلاف امانت مین
خیانت نہ کرے اور نالائقون کو منصب دینا اور لائقون کو محروم کرنا گویا امانت مین خیانت کرنا ہے یہ امر اگرچہ دنیا کی اکثر
سلطنتون مین جاری ہے پر کافرون کی حکومتون مین اتنی خیانت نہین ہے جتنی اہل اسلام کی حکومتون مین ہے اول تو اس
زمانہ مین اسلام کی حکومت برائے نام رہ گئی ہے وہ بھی اس آفت کی وجہ سے روز بروز زائل و تباہ ہوتی جاتی ہے مین نے بچشم خود اسلامی
سلطنت مین دیکھا کہ قضا کی خدمات پر وہ لوگ مقرر ہین جو عربی زبان کی صرف و نحو بھی اچھی طرح سے نہین جانتے اور عدالت شرعی
اور تقوی اور پرہیزگاری کی ایک خصلت بھی ان مین نہین ہے بلکہ عامہ خلائق سے بھی زیادہ فاسق اور فاجر اور بدکار ہین خیر
تو ملکی خدمات ہین اب یہی محض دینی خدمات جیسے محتسب اور خطیب اور امام وغیرہ یہ بھی وہ لوگ ہین جو علم شرع سے بالکل بے بہرہ
اور الف کے نام بے نہین جانتے اور ہر بے علمی کے سوا ڈاڑھی منڈے فاسق اور فاجر بھی ہین اکثر مسجدون مین مین نے بچشم
خود دیکھا کہ بڑے بڑے عالم اور مولوی موجود ہین لیکن اون کے ہوتے ہوئے ایک امی جاہل انپڑھ کو امام بناتے ہین جو قرآن بھی غلط
پڑھتا ہے اور خطبہ بھی غلط پڑھتا ہے لا حول و لا قوۃ معلوم نہین مسلمانون کی عقل کہان تشریف لے گئی ہے اللہ رحم کرے (مترجم)
ت تو قیامت کا منتظر رہ ف قسطلانی نے کہا ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حاکم اللہ تعالے کے امین ہین
اوسکے بندون پر اور انکو خلوص اور ایمانداری لازم ہے اور جب حکومت نالائق کو دین یعنی بیدین کو تو انہون نے خدا کی امانت
کو ضائع کیا اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ خائن (چھوٹے) امین نہ بنین گے اور یہ اوسوقت ہوگا
جب جہال کا غلبہ ہوگا اور اہل حق ضعیف ہونگے حق کی مدد کرنے سے اور اس سے یہ بھی نکلا کہ سائل کی تعظیم کرنا واجب ہے جب آپ
نے پوچھا سائل کہان ہے اور یہ بھی نکلا کہ اگر شاگرد کی سمجھ مین کوئی بات نہ آوے تو اوسکو دوبارہ استاد سے پوچھ سکتا ہے
جیسے اس گنوار نے پوچھا امانت کیونکر ضائع ہوگی اور مصنف نے اس حدیث کو رقاق مین مختصراً نکالا اور یہ حدیث ان
حدیثون مین سے ہے جنکو سوا امام بخاری کے اور صحاح ستہ والون مین سے کسی نے نہین نکالا فتح الباری مین ہے کہ حاصل
اس باب کا بیان کرنا ہے عالم اور متعلم کے ادب کا عالم کا ادب یہ ہے کہ متعلم پر خفا نہ ہو بلکہ اپنا کام جو کر رہا ہو وہ کرتا جاوے جب
اس سے فراغت ہو تو اوسکو جواب دیوے جیسے آپ نے کیا اور گنوار پر نرمی کی اور خفا نہین ہوئے بے موقع سوال کرنے پر متعلم کا
ادب یہ ہے کہ جب عالم دوسرے کسی کام مین مشغول ہو تو اوسوقت سوال نہ کرے کیونکہ پہلے جسنے سوال کیا وہ پہلے جواب پانیکا استحقاق
رکھتا ہے اور اسی سے سبق لینے کا حکم سمجھا جاوےگا یعنی جو شاگرد پہلے آوے اوسکو پہلے سبق دیا جاوے اور یہی حکم ہے فتاوی اور حکام کا اور

حدیث مین اشارہ ہے کہ علم سوال اور جواب ہے اور اسیواسطی کہا گیا ہے کہ حسن سوال نصف علم ہے اور اس قصہ کے ظاہر سے دلیل لی ہے
مالک اور احمد وغیرہما نے کہ خطبہ کسی سائل کے سوال سے قطع نکرنا چاہیے بلکہ جب خطبہ سے فارغ ہو اسوقت جواب دیوے اور جمہور نے اس مین
تفصیل کی ہے کہ اگر سوال اثنائے واجبات خطبہ مین ہو تو جواب مین دیر کرے اور اگر غیر واجبات مین ہو تو پہلے جواب دیوے اور داودی نے
تفصیل یہ کی ہے کہ اگر سوال دین کے ضروریات سے ہو تو جواب دینا پہلے مستحب ہے پھر خطبہ پورا کرے اسیطرح خطبہ اور نماز کے بیچ مین
اور جو ضروریات دین سے نہو تو جواب مین تاخیر کرے اسیطرح اثناء واجبات مین بھی بعضے وقت پہلے جواب دینے کی ضرورت ہوتی
ہے تو اگر جواب دیوے تو خطبہ سرے سے شروع کرے یہ صحیح ہے اور یہ سب احادیث مختلفہ سے ماخوذ ہے جو اس باب مین وارد ہوئین اگر سوال
اس قسم کا ہو کہ اسکا جواب جاننا ضرور نہو تو تاخیر کرے جیسے اسحدیث مین ہے مگر اوس صورت مین جب تک سائل اوسے ہو اور اسکی
نظیر دوسری حدیث مین موجود ہے کہ ایک شخص نے قیامت کو پوچھا اور نماز کی تکبیر ہو چکی تھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے
تو فرمایا کہان ہے پوچھنے والا پھر جواب دیا اسکو اور اگر سائل کو فی الفور جواب حاصل کرنیکی ضرورت ہو تو پہلے جواب دیوے جیسے ابو
رفاعہ کی حدیث مین ہے امام مسلم کے پاس کہ آپ خطبہ پڑھتے تھے ایک شخص مسافر آیا جسکو دین معلوم نہ تھا وہ دین کو پوچھنے لگا آپ
نے خطبہ چھوڑ دیا اور ایک کرسی لائی گئی آپ اوسپر بیٹھے پھر اوسکو دین سکھلانے لگے بعد اوسکے خطبہ کیجگہ پر آئے اور اسکو پورا
کیا اور سمرہ کی حدیث مین ہے امام احمد کے پاس ایک گنوار نے آپ سے گہ بہوڑ (گوہ) کو پوچھا اور صحیحین مین ہے سلیک کے قصے
مین جب وہ مسجد مین آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے آپنے فرمایا کیا تو نے دو رکعتین پڑھین اخیر حدیث تک اور اسکا
بیان قریب جمعہ کے باب مین آویگا اور حدیث انس مین ہے کہ نماز کی تکبیر ہو جاتی تھی پھر ایک شخص آتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
باتین کرتا یہانتک کہ بعض وقت بعض لوگ اونگھنے لگتے پھر آپ نماز شروع کرتے اور بعض روایتون مین یہ امر خطبہ اور نماز کے درمیان
منقول ہے۔ اور فلیح بالتصغیر جو اسحدیث کے اسناد مین ہے وہ سلیمان کا بیٹا ہے کنیت اسکی ابو یحیی ہے مدینہ کا رہنے والا امام
مالک کے طبقہ کا ہے اور وہ سچا ہے اوسمین کلام کیا ہے بعض اماموں نے اوسکی حافظے مین اور بخاری نے اسکی حدیث احکام
مین نہین نکالی مگر متابعت کے طور پر اور مواعظ اور آداب مین اسکی روایت نکالی ہے مفردًا اور یہ اسی قسم مین سے ہے اور پہلے
امام بخاری نے اسحدیث کو بسند عالی فلیح سے روایت کیا بواسطہ محمد بن سنان کے پھر بسند نازل بیان کیا محمد بن فلیح اور ابراہیم
بن منذر دو واسطون سے کیونکہ انہون نے کتاب الرقاق مین اسحدیث کو صرف محمد بن سنان کے واسطے سے بیان کیا ہے تو یہان
دوسرا طریق بھی بیان کیا اور لوگون کو تردد اسلیے ہوا کہ آپنے اسکی سوال کیطرف توجہ نکی دوسرے یہ کہ آپ اس سوال کو مکروہ
ہی جانتے تھے اور معلوم ہو گیا کہ جواب دینے کے یہی دو سبب نہین ہین بلکہ احتمال ہے جواب مین تاخیر کی اس بات کو پورا کرنے کے لیے
جسمین مصروف تھے آپنے وحی کا انتظار کیا اور یہ جو کہا مین سمجھتا ہون آپنے فرمایا یہ شک ہے محمد بن فلیح کا اور حسن بن سفیان نے

اور اسکو عثمان بن ابی شیبہ سے روایت کیا اونسے یونس بن محمد سے اونسے فلیح سے اوسمین صاف یہ لفظ ہے کہان ہے سائل اور شک
نہین ہے اور مناسبت اسحدیث کی کتاب العلم سے یہ ہے کہ نالائقون کو کام سونپنا اسی وقت ہوگا جب جہل کا غلبہ ہوگا علم اوٹھ جاویگا اور
یہہ قیامت کی نشانیون مین سے ہے اسکا مقتضی یہ ہے کہ جبتک علم قائم رہیگا اسوقت تک قیامت مین دیر ہے اور گویا مؤلف
نے اشارہ کیا کہ علم اکابر علما سے حاصل کرنا چاہیے اور اشارہ کیا ابو امیہ جمحی کی حدیث کیطرف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قیامت کی نشانیون مین سے یہ ہے کہ علم چھوٹے اور ادنے درجہ کے لوگون سے لیا جاویگا اور باقی کلام اس حدیث پر اگر خدا نے چاہا ہے
تو کتاب الرقاق مین آویگا (فتح الباری) **باب** مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ جو شخص علم کی بات پکار کر کہے اسکا بیان
حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَاَدْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقَتْنَا الصَّلٰوةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ
فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا **ترجمہ** حدیث بیان
کی ہمسے ابو النعمان (عارم بن فضل) نے (عارم انکا لقب ہے اور محمد سدوسی انکا نام ہے اور بعض روایتون مین عارم بن
فضل اصل کتاب مین مذکور ہے لیکن ابن عساکر اور اصیلی اور ابوذر کی روایت مین مذکور نہین ہے) انہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو عوانہ (وضاح یشکری) نے انہون نے روایت کی ابو بشر سے (اونکا نام جعفر بن ایاس یشکری ہے اور عرف ابن
وحشیہ واسطی ہے) اونہون نے یوسف بن ماہک سے (ماہک تصغیر ہے فارسی ماہ کی ماہ کہتے ہین چاند کو اور دارقطنی نے کہا ماہک
اونکی ماں کا نام ہے اور اکثر علما کہتے ہین کہ اونکی ماں کا نام مسیکہ تہا وہ بیٹی تہین بہز کی) اونہون نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض
سے اونہون نے کہا ایک سفر مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پیچھے رہگئے (وہ سفر مکہ سے مدینہ کو تہا جیسے مسلم کی روایت
مین ہے) پہر آپ ہم سے ملگئے اوسوقت نماز کا وقت آگیا تہا ہم وضو کر رہے تہے تو ہمنے اپنے پاؤن پر مسح شروع کیا یعنی
مسح کیطرح ہلکا دہونے لگے کہ سوکہی ایڑیان رہگئے) آپنے پکار کر اپنی بلند آواز سے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی انگار سے
دو بار فرمایا یا تین بار فرمایا **ف** یعنی خرابی ہے ایڑیون والون کی جو دہونے مین کوتاہی کرتے ہین اس حدیث سے رد ہوتا
ہے شیعہ کا جو وضو مین مسح کو کافی سمجھتے ہین پاؤن کے اور دہونا پاؤن کا واجب نہین کہتے فتح الباری مین ہے مصنف
نے ترجمہ باب پر استدلال کیا آپکے پکار کر فرمانے سے خرابی ہے ایڑیون کی اور جہان حاجت ہو پکارنے کی بسبب بعد کے یا کثرت
جماعت کے وہان یہ استدلال پورا ہوتا ہے اور وعظ مین بہی پکارنا اسکی مثل ہے جابر کی حدیث مین ہے جب آپ خطبہ پڑہتے
اور قیامت کا ذکر کرتے تو آپکا غصہ سخت ہوتا آواز بلند ہوتی روایت کیا اسکو مسلم نے اور احمد کی روایت مین زیادہ ہے نعمان
کی حدیث سے کہ اگر کوئی آدمی بازار مین ہوتا وہ بہی سن لیتا اور اس سے استدلال کیا ہے کہ دو بار یا تین بار ایک بات کو کہنا درست ہے

حاضرین تک پہنچانے کے ہیں اور احادیث کے مباحث کتاب الوضوء میں مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابن رشید نے کہا اسبات
میں اشارہ ہے مؤلف کی طرف سے کہ انہوں نے اس کتاب کے جمع کرنے میں انتہا کی کوشش کی ہے اور ایسا ہی کیا ہو انہوں نے
اللہ تعالیٰ اونپر رحم کرے (فتح الباری)

باب قَوْلِ الْمُحَدِّثِ حَدَّثَنَا وَاَخْبَرَنَا وَاَنْبَأَنَا باب بیان میں محدث کے
کہنے کے حدثنا یعنی بیان کی ہمسے اور اخبرنا یعنی خبر دی ہمکو اور انبانا یعنی خبر دی ہمکو **ف** قسطلانی نے کہا اصیلی کی روایت میں اخبرنا ہے بجائے واخبرنا کے اور کریمہ کی روایت
میں انبانا نہیں ہے اور اصیلی کی روایت میں اخبرنا نہیں ہے اور ابوذر کی روایت میں تینوں لفظ موجود ہیں انبانا اور اخبرنا
کے معنے ایک ہیں یعنی خبر دی ہمکو اسلیے ترجمہ میں اسکو مکرر لکھا ہے فتح الباری میں ہو ابن رشید نے کہا اس ترجمہ باب سے یہ غرض
ہے کہ اوسکی کتاب میں سب حدیثیں مسندات ہیں مرویات ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں کہتا ہوں مراد انکی یہ ہے
کہ آیا ان الفاظ کے معنے ایک ہیں یا جدا جدا ہیں اور ابن عیینہ کا قول لانے سے یہ نکلتا ہے کہ اونکا مختار یہی ہے
کہ ان لفظوں کے معانی ایک ہیں

وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَاَخْبَرَنَا وَاَنْبَأَنَا وَسَمِعْتُ وَاحِدًا اور کہا ہمسے ابوبکر بن عبداللہ بن زبیر مکی حمیدی نے (سفیان) بن عیینہ کے نزدیک حدثنا اور اخبرنا اور انبانا
اور سمعت ایک تھے **ف** یعنے سب لفظوں کا معنے و مطلب ایک ہے یہ اصیلی اور کریمہ کی روایت ہے یعنے قال لنا تو یہ روایت
حمیدی سے متصل ہے ایسا ہی ذکر کیا اوسکو ابونعیم نے مستخرج میں قسطلانی نے کہا جعفر بن حمدان نیساپوری نے کہا جب
بخاری قال لی فلان کہتے ہیں تو مراد عرض یا مناولہ ہے غرض مؤلف کا مذہب ہے کہ ان چاروں لفظوں میں کوئی
فرق نہیں اور یہی مختار ہے ان کے نزدیک کیونکہ انہوں نے اپنے استاد حمیدی سے ایسا ہی نقل کیا اور اسکے خلاف
کوئی قول بیان نہیں کیا اور یہی مروی ہے مالک اور حسن بصری اور یحیی بن سعید قطان اور اکثر اہل کوفہ اور اہل حجاز
سے اور اسمعیل بن ابی اویس نے امام مالک سے روایت کیا انسے پوچھا گیا ایک حدیث کو یہ سماع ہے انہوں نے کہا حدیث
بعضی سماع سے نقل کیجاتی ہے بعضی عرض سے اور ہمارے نزدیک عرض سماع سے کم نہیں ہے قاضی عیاض نے کہا اسمیں
اختلاف نہیں ہے کہ جو شخص شیخ کا لفظ سنے وہ کہے حدثنا یا اخبرنا یا انبانا یا سمعته یقول قال لنا فلان یا ذکر لنا فلان اور اسطرف
مائل ہوئے طحاوی اور صحیح کیا اس مذہب کو ابن حاجب نے اور نقل کیا انہوں نے اور علماء نے کہ یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ کا اور بعضوں نے
کہا یہ لفظ بے تکلف اوسوقت کہنا چاہیں جب شیخ نے حدیث کو پڑھا ہو اور جو کسی نے شیخ کے سامنے پڑھا ہو تو انکی
تقیید ضروری ہے اور یہ مذہب ہے اسحق بن راہویہ اور نسائی اور ابن حبان اور ابن منده وغیرہم کا اور باقی علماء فرق
کرتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر شیخ کی زبان سے حدیث سنی تو حدثنا یا سمعت کہنا چاہیے اور جو شیخ کو سنائی تو اخبرنا کہنا چاہیے
اور احتیاط اسمیں ہے کہ صورت واقعہ کو صاف بیان کردے اگر خود پڑھکر سنائی ہو تو یوں کہے قرأت علی فلان یا اخبرنا بقراءتی

علیہ اور جو دوسرے نے پڑھکر شیخ کو سنائی ہو اور اسنے سنی ہو تو یون کہے قُرِئَ علٰی فلانٍ وَاَنَا اَسْمَعُ یا اخبرنا فلانٌ قراءۃً علیہ وانا
اسمعُ اور انبانا اور اسیطرح نبانا بالتشدید اس اجازت کے لیے کہتے ہین جو شیخ اپنے سنا کسی کو دیتا ہے اور یہ مذہب ابن
جریج اور اوزاعی اور ابن وہب اور اکثر اہل مشرق کا ہے اور انکے اتباع نے اور تفصیل کی ہے وہ کہتے ہین جسنے اکیلے شیخ سے حدیث
سنی ہو وہ حدثنی کہے اور جسنے جماعت مین سنی ہو وہ حدثنا کہے اور جسنے اکیلے شیخ کو پڑھکر سنائی ہو وہ اخبرنی کہے
اور جسنے ایک جماعت مین غیر کی قرائت سنی ہو وہ اخبرنا کہے اور قال لنا یا قال لی یا ذکر لنا یا ذکر لی ان باتون کے لیے کہے
جو مذاکرہ کے وقت سنے اور ابن مندہ نے جزم کیا کہ یہ لفظ اجازت کے لیے ہین اور ایسا ہی ابو یعقوب حافظ نے اور ابو جعفر بن
احمد نے کہا یہ عرض و مناولہ ہے فتح المغیث مین ہے بر تقدیر تسلیم اسکا بھی حکم اتصال کا ہے جمہور کی راے کے موافق
لیکن تو رد ہوتا ہے اس امر سے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب الصوم مین ابو ہریرہ کی یہ حدیث اذا نسی احدکم فاکل
او شرب عبدان سے روایت کی بہ لفظ حدثنا عبدان اور اسی حدیث کو تاریخ مین یون روایت کی قال لی عبدان
اور ایک حدیث کو تفسیر مین ابراہیم بن موسے سے بلفظ حدثنا روایت کیا پہر ایمان و نذور مین قال لی ابراہیم بن موسے
کہا اور ہمارے شیخ نے یون تحقیق کی ہے کہ لفظ یہ صیغہ یعنے قال لی امام بخاری وہان کہتے ہین جہان متن یا سند انکی
شرط پر نہو اور اسکو متابعات اور شواہد مین لاتے ہین اور ضرور ہے اس اصطلاح کا یاد رکہنا تا کہ سمع اجازت سے ملتبس
نہو جاوے اسفراینی نے کہا جو اور کوئی پڑہے اور یہ سنے تو اسکو حدثنا کہنا درست نہین اور جو شیخ سے سنے تو اخبرنا کہنا جائز
نہین کیونکہ دونون مین فرق ہے اور جو شخص اسکا خیال نہ رکہے وہ اہل تدلیس مین سے ہے انتہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ فرق
مستحسن ہے واجب نہین ہے اونکی غرض تمیز ہے احوال تحمل مین اور بعضون نے گمان کیا ہے کہ یہ فرق واجب ہے تو اسپر
لا طائل حجتین قائم کی ہین البتہ متاخرین کو اس اصطلاح کی رعایت کی احتیاج ہے تا کہ سماع اور اجازت مین فرق رہے
پس متقدمین کے تمام الفاظ محمول ہین سماع پر اور متاخرین مین فرق ہے انتہے وقال ابنُ مسعودٍ حدثنا رسولُ
اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ وھو الصادقُ المصدوقُ عبد اللہ بن مسعود نے کہا حدیث بیان کی ہمسے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور وہ سچے ہین سچ فرماتے ہین اللہ کی نسبت یا لوگون کی نسبت **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ تعلیق
ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو مولف نے وصل کیا کتاب القدر مین اور وہین اسپر بحث کیجاویگی انشاء اللہ تعالٰے وقال شقیقٌ
عن عبدِ اللہِ سمعتُ النبیَّ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ کلمۃً کذا شقیق نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا یعنے ابو وائل
نے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ تعلیق بھی موصولاً کتاب الجنائز
مین مولف نے بیان کی وقال حذیفۃُ حدثنا رسولُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ حدیثینِ اور حذیفہ بن یمان

(صحابی مشہور) نے کہا حدیث بیان کی ہمسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوحدیثین **ف** فتح الباری مین ہے کہ یہ تعلیق بھی موصولاً کتاب الرقاق مین آویگی اور مراد امام بخاریکی ان تینون تعلیقون کے لانیسے یہ ہے کہ صحابی نے کبھی حدثنا کہا کبھی سمعت کہا تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک حدثنا اور سمعت مین کوئی فرق نہیں ہے

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ وَقَالَ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

ابو العالیہ نے عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ روایت کیا اور انس نے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ اور ابو ہریرہ نے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربکم تبارک وتعالی **ف** ان تینون روایتون کو مؤلف نے کتاب التوحید مین وصل کیا اور یہان انکے ذکر سے غرض یہ ہے کہ حدیث معنعن یعنے جسمین عن عن کے ساتھ روایت ہو سماع پر محمول ہے جب ملاقات ثابت ہوجاوے اگرچہ ایک ہی بار ہوا ہو صرف ہمعصر ہونا کافی نہین ہے جیسے امام مسلم کا قول ہے (فتح الباری) قسطلانی مین ہے ابو العالیہ کا نام رفیع بن مہران ہے وہ حضرت کی وفات کے دو برس بعد مسلمان ہوئے اور سنہ ۹۰ مین انہون نے انتقال کیا اور عینی نے کہا وہ براء ہین نام انکا زیاد بن فیروز قرشی ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ عینی کی غلطی ہے کسلیے کہ یہ حدیث معروف ہے ریاحی کی روایت سے اور وہ رفیع بن مہران ہی ہین اور کسی کی روایت سے نہین اور عینی نے کہا کہ دونو ابن عباس سے روایت کرتے ہین پھر یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ ابو العالیہ ریاحی ہین اور براء نہین ہین حافظ ابن حجر نے انتقاض الاعتراض مین عینی کا جواب دیا کہ مؤلف نے خود اس روایت کو توحید مین وصل کیا ہے اور اگر عینی اس مقام کو دیکھتے تو اسپر دلیل نہ مانگتے اس سے عینی کے اعتراض کا حال حافظ ابن حجر پر جو علم حدیث ورمعرفت رجال مین بے نظیر تھے معلوم ہوا اور اسیطرح جتنے اعتراضات عینی نے اپنی شرح مین حافظ ابن حجر پر کیے ہین اکثر ان مین کے خود مخدوش اور مجروح ہین اور حافظ ابن حجر نے انکا جواب انتقاض الاعتراض مین بخوبی دیا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ عینی حنفی مذہب کے فقیہ ہین لیکن علم حدیث اور رجال مین حافظ ابن حجر کے ہم پلہ نہین ہین اسیطرح عربیت اور ادب مین بھی عینی کو حافظ صاحب سے کچھ نسبت نہ تھی چنانچہ جب حافظ صاحب نے چند اشعار عربی عینی کی توصیف مین لکھکر انکے پاس بھیجے تو عینی اسکا جواب لکھنے سے عاجز ہو گئے اور کچھ روپیہ ایک شاعر کو دیکر حافظ صاحب کی ہجو لکھوائی اور ہم انشاء اللہ تعالی اس ترجمہ مین عینی کی تحقیقات کا مختصر طور سے ذکر کرینگے اور اپنے زعم مین جو انہون نے امام بخاری اور اہلحدیث کے مذہب کی تضعیف اور حنفیہ کے مذہب کو قوت دی ہے اوسکا حال لکھینگے مین نے اپنے استاد مولانا بشیر الدین صاحب قنوجی قدس اللہ روحہ ونور ضریحہ سے سنا فرماتے تھے کہ عینی مین اتنا مادہ نہ تھا کہ صحیح بخاریکی ایسی شرح لکھتے مگر جب حافظ ابن حجر نے فتح الباری شروع کی تو عینی کو بھی خیال

پیدا ہوا وہ کیا کرتے کہ اپنی بی بی کی معرفت یا کسی اور کے ذریعہ سے جو اجزا فتح الباری کے حافظ صاحب روز لکھا کرتے چرا منگواتے
اور انکو دیکھ کر اپنی شرح میں وہ تمام مطالب مع شئے زائد درج کرتے اور حافظ صاحب کا اعتراضات بھی جڑتے مگر چند روز
میں یہ چالاکی کھل گئی اور حافظ صاحب نے اپنی اجزا کی حفاظت کا انتظام کامل اوس سے عینی کو بہت دشواری ہوئی چنانچہ
اوسکے بعد جو شرح عینی نے لکھی وہ اسقدر زور اور قوت کی نہیں ہے جیسے پہلے اول کی تھا باب من العلم حدثنا قتیبۃ
قال حدثنا اسمٰعیل بن جعفر عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
من الشجر شجرۃ لا یسقط ورقھا وانھا مثل المسلم فحدثونی ما ھی فوقع الناس فی شجر البوادی قال
عبد اللہ ووقع فی نفسی انھا النخلۃ فاستحییت ثم قالوا حدثنا ما ھی یا رسول اللہ قال ھی النخلۃ ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ بن سعید نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے روایت
کی عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن خطاب رض سے کہا کہ فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں
میں ایک درخت ایسا ہے جسکے پتے نہیں گرتے اور مسلمان کی مثال اس درخت کی سی ہے تو مجھ سے بیان کرو وہ کونسا
درخت ہے یہ سنکر لوگ جنگلوں کے درختوں میں پڑ گئے یعنے ان میں فکر کرنے لگے کہ ایسا درخت جنگل کے درختوں میں سے
کونسا ہے اور کھجور کے درخت کا جو مشہور تھا بالکل خیال نہ کیا عبد اللہ نے کہا میرے دلمیں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے
لیکن مینے شرم کی کہنے میں کیونکہ ابو بکر اور عمر بڑے بڑے صحابہ موجود تھے اور عبد اللہ سب میں کم سن تھے آخر صحابہ نے
عرض کیا یا رسول اللہ بتلائیے وہ کونسا درخت ہے آپنے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے ف یہ حدیث مولف نے تفسیر
میں نکالی نافع سے انہوں نے ابن عمر سے اسمیں یہ ہے لا یتحات ورقھا ولا ولا ولا تین بار یعنی لا کا لفظ ہے علمانے
اسکے معنی یہ کئے ہیں نہیں گرتے پتے اسکے اور نہ موقوف ہوتا ہے سایہ اسکا اور نہ فائدہ اسکا اور نہ میوہ اسکا (قسطلانی) حافظ ابن
حجر نے کہا مجاہد کی روایت ہے مولف سے باب الفہم فی العلم میں کہ میں ابن عمر کے ساتھ رہا مدینہ تک انہوں نے کہا ہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں آپ پاس جمار (کھجور کے درخت کا گابہ جو سفید سفید اندر سے نکلتا ہے
عربی میں اسکو شحم النخل کہتے ہیں) لایا گیا آپنے فرمایا درختوں میں ایک درخت ہے اخیر تک اور ایک روایت میں ہے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ جمار کھا رہے تھے۔ اور مسلمان اور کھجور کے درخت میں یہ مشابہت ہے کہ کھجور کے
پتے نہیں گرتے اسیطرح مسلمان کی کوئی دعا بیکار نہیں جاتی حارث بن ابی اسامہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایکدن بیٹھے تھے آپنے فرمایا مومن کی مثال اس درخت کی سی ہے جسکی پتیاں نہیں گرتیں
تم جانتے ہو وہ کونسا درخت ہے لوگوں نے کہا نہیں آپنے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے اوسکی پتیاں نہیں گرتیں اور مسلمان

کی کوئی دعا نہین گرتی یعنے بیکار نہین جاتی یا تو دنیا مین قبول ہوتی ہے یا آخرت کے لیے اوٹھا رکہی جاتی ہے) اور مصنف
نے باب الاطعمہ مین طریق اعمش سے روایت کیا اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مجاہد نے انہون نے سنا ابن عمر سے انہون نے
کہا ہم ایک بار رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین جمار لایا گیا آپ نے فرمایا درختون مین ایک درخت ہے
جسکی برکت مسلمان کی سی برکت ہے الخ یہ پہلی حدیث سے زیادہ عام ہے اور کہجور کے درخت کی برکت یہ ہے کہ اسکا کوئی
جز بیکار نہین کسی حال کسی زمانے مین اوگنے سے لیکر خشک ہونے تک اسکی ہر جز کو طرح طرح سے کہاتے ہین پھر گٹھلیان
تک بہی کام آتی ہین جانورون کے چارے مین اور پوست تک سے رسیون بنتی ہین یعنے چہال کی رسیان بنتی ہین (اور اسکا
کونڈا انکیون مین بہرتے ہین) ایسی ہی مسلمان کی برکت ہمیشہ رہتی ہے اسکا نفع خود اسکے لیے بلکہ غیرون کے لیے
مرنے کے بعد قائم ہے اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین روایت کیا مجاہد سے انہون نے ابن عمر سے کہ مین اسلیے سمجہ گیا کہ یہ
کہجور کا درخت ہے کہ آپکے سامنے جمار لایا گیا اوسوقت آپ نے یہ حدیث فرمائی اور اسمین اشارہ ہے کہ عقلمند آدمی کو جس سے
کوئی چیستان پوچھی جاوے بہت سے امر قرائن سمجہ لینا چاہیئن جو سوال کے وقت ہون اور جو شخص چیستان بیان کرے
اسکو چاہیے کہ بالکل چہپانے مین مبالغہ نہ کرے اسطرح کہ پوچہنے والے کو کوئی راہ بوجہنے کے لیے نہ رہے اور مولف نے
مجاہد سے زیادہ کیا باب الفہم فے العلم مین کہ ابن عمر نے کہا مین نے چاہا کہ کہون یہ درخت کہجور کا ہے پھر جو دیکھتا ہون
تو مین سب لوگون مین کم سن تہا اور اطعمہ مین ہے مین جو دیکھون تو دس آدمیون مین دسوان ہون سب مین چہوٹا
اور نافع کی روایت مین ہے اور مین نے دیکھا ابو بکر اور عمر کو وہ بات نہین کرتے مجہے بہی بولنا برا معلوم ہوا جب ہم اوٹھے
تو مین نے عمر سے کہا اسی باب اور مالک کی روایت مین عبد اللہ بن دینار سے مولف کے پاس باب الحیا فی العلم مین ہے عبد اللہ
نے کہا مین نے اپنے باپ سے بیان کیا جو میرے دل مین آیا تہا اونہون نے کہا اگر تو اسوقت کہدیتا تو مجہے زیادہ پسند ہوتا
ایسی ایسی چیزون کے ملنے سے ابن حبان نے اپنے صحیح مین زیادہ کیا مین سمجہتا ہون انہون نے کہا لال اونٹون کے ملنے سے
اور اسحدیث مین سوا اوسکے جو گذرے اور فائدے ہین ایک امتحان لینا عالم کا شاگردون کے ذہن اور ذکاوت کا پھر بیان
کردینا اگر وہ نہ سمجہ سکین اور وہ جو ابو داؤد نے روایت کیا معاویہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مشکل باتون کے پوچہنے
سے منع کیا محمول ہے اس حالت پر جب سوال مین کوئی فائدہ نہ ہو یا کسی شخص کو ذلت دینے کے لیے پوچہا جاوے دوسرے حرص دلانا
فہم فی العلم کی اور مولف نے خود اسحدیث کو باب الفہم فی العلم مین بیان کیا ہے تیسرے مستحب ہونا حیا کا جبتک حیا کی وجہ سے
خلل نہ پیدا ہو اور کوئی مصلحت فوت ہوتی ہو اور اسیوجہ سے حضرت عمر نے آرزو کی کاش انکا بیٹا بولدیتا اور مولف نے
اوسکو باب العلم والادب مین بیان کیا چوتہی دلیل ہے کہجور کے درخت کی برکت کے لیے اور اسکے میوے کی برکت پہر مولف نے اس امر کے لیے ایک باب

کیا ہی یا نچوان دلیل ہے جمار کی بیع جائز ہونی پر کیونکہ جسکا کہانا جائز ہے اوسکا بیچنا بھی جائز ہے اور اسیواسطی مولف نے باب
البیوع مین ذکر کیا اور ابن بطال نے اسپر عتراض کیا کہ جواز بیع جمار کی اجماعی ہے تو اسکے لیے باب لانا کیا ضرور تہا اسکا جواب یہ ہے
کہ اجماعی ہونا اس سے مانع نہین کہ اسکا بیان کیا جاوے کیونکہ مولف نے اسحدیث کو وہان بیان کیا جہان پہلون کی بیع صلاحیت کی
سے پہلی ممانعت ذکور ہی تو کوئی خیال کرسکتا ہی کہ شائد جمار کی بھی بیع منع ہو جیسی دلیل ہے کہ کہجورکے درخت سی جمار نکالنا جائز
ہونیکی اور سہپر بھی مولف نے باب کیا الطعمہ مین تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جمار نکالنا ضائع کرنا ہے مال کو اسیطرح اسحدیث
کو اس آیت کی تفسیر مین لائے ہین وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ یہ اشارہ کرنیکو کہ مراد درخت سی اس آیت
مین کہجورکا درخت ہی اور بزار نے موسی بن عقبہ سے روایت کیا اونہوں نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیپاس یہ آیت پڑہی اور لوگون سے پوچہا تم جانتے ہو یہ کونسا درخت ہی ابن عمر نے کہا مجہے معلوم ہوگیا کہ
کہجورکا درخت ہی لیکن عمر کی وجہ سے مینے بات نہ کی (یعنے کم عمری کیوجہسے) پہر آپنے فرمایا کہجورکا درخت ہی اور اس روایت
کو اگلی روایت کی ساتہہ یون تطبیق دی ہی کہ آپکے پاس جمار لایا گیا آپنے اوسکو کہانا شروع کیا پہر یہ آیت پڑہی اور لوگون
سے فرمایا درختون مین ایک درخت ہی اخیر تک اور ابن حبان کی روایت مین ہے عبد العزیز بن مسلم سے انہون نے سنا عبد اللہ
بن دینار سے اونہون نے سنا ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون شخص بتلاتا ہی مجہکو اس درخت کو جس
کی مثال مومن کیسی ہے اوسکی جڑ مضبوط ہے اور اوسکی ڈالیان آسمان تک پہنچی ہین پہر بیان کی حدیث کو اور وہ موید ہے
بزار کی روایت کی قرطبی نے کہا وجہ تشبیہ یہ ہی کہ مسلمان کے دین کی جڑ مضبوط ہے اور جو علوم اور خیر اس سے نکلتے ہین
وہ غذا ہین روح کی اور مسلمان ہمیشہ اپنے دین مین چہپا ہوا ہے اور اسکی ہر فعل سے نفع ہے حیات اور موت مین اور بعضون نے
کہا مراد مومن کی تشخیص ایمان مین ہونے سے یہ ہے کہ اسکا عمل بلند ہوتا ہے اور قبول ہوتا ہے اور بزار نے روایت کیا سفیان
بن حسین کی طریق سے اونہون نے ابی بشر سے اونہون نے مجاہد سے اونہون نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مومن کی مثال کہجور کے درخت سی ہی جو اس مین سے تجہے ملا اسمین فائدہ ہے ایسا ہی روایت کیا اسکو مختصر طور پر اور
اسناد اسکا صحیح ہے اور اختصار کے سبب اس مین مطلب کی صراحت ہی اور بعضون نے یہ گمان کیا ہے کہ وجہ تشبیہ یہ ہے جب کہجور
کا سر کاٹ ڈالو تو درخت مرجاتا ہے یا وہ بغیر پیوند کے بار نہین لاتا یا ڈوبنی سے مرجاتا ہے یا اسکے گابہہ مین آدمی کی منی کی سی بو
ہے یا وہ عاشق ہوتا ہے یا وہ اوپر ہی پانی پیتا ہے اور یہ سب وجہین ضعیف ہین کیونکہ ان وجہون مین مطلق آدمی سے مشابہت
درست ہو یا کافر اور مومن کی خصوصیت نہین نکلتی اس سے بہی زیادہ ضعیف وہ وجہ ہے جو کہتا ہے کہ کہجور آدم کی بچی ہوئی
مٹی سی پیدا ہوئی کیونکہ یہ بات کسی حدیث سے ثابت نہین اس حدیث سی یہ بہی نکلتا ہی کہ مثال اور تشبیہ کا بیان کرنا خوب سمجہانیکے

بیسے درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ تشبیہ میں مشبہ کو سب باتوں میں شبیہ بہ کے مثل ہونا ضرور نہیں ہے کیونکہ مومن کی مثل جمادات میں سے
کوئی چیز نہیں ہو سکتی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ بڑے کی توقیر چھوٹے کو کرنا لازم ہے اور بڑھ کر بات بولنا بڑے کے سامنے خلاف ادب ہے
اگرچہ ثواب ہو اور یہ بھی نکلا کہ کبھی بڑے عالم پر ایک بات مخفی رہتی ہے اور چھوٹے کو معلوم ہو جاتی ہے کیونکہ علم اللہ کی نعمت ہے جو اللہ
یوتی فضلہ من یشاء اور امام مالک نے اس سے یہ استدلال کیا کہ دل میں جو خطرہ گذرے تمنا اور تعریف کی محبت کا وہ منع نہیں جب
نیت خالص کے لیے ہو کیونکہ حضرت عمر نے آرزو کی کہ ان کے بیٹے بول دیتے اور انکی تعریف ہوتی اس سے یہ بھی غرض تھی کہ ان کے بیٹے کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرب حاصل ہوتا یا آپ ان کے لیے دعا کرتے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حضرت عمر کی نظر میں دنیا حقیر
تھی کیونکہ ایک مسئلے کا جواب ان کے نزدیک لال اونٹوں سے جو بہت قیمت کہتے ہیں بہتر تھا اور بزار نے اپنی مسند میں کہا کہ
اس حدیث کو اس مضمون سے کسی نے روایت نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا ابن عمر کے اور ترمذی نے اس حدیث کی روایت
کر کے یہ کہا ہے وفی الباب عن ابی ہریرۃ اور ابو ہریرہ کی حدیث مختصراً عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں نکالی اس میں یہ ہے کہ مثال
مومن کی مثال کھجور کی ہے اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان نے انس رض سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
آیت پڑھی وَمَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ پھر فرمایا کہ مراد اس شجر سے کھجور کا درخت ہے اور مقرر ہوا اوسکے رفع سے
حماد بن سلمہ اور مجاہد کی روایت سے اوپر گذرا کہ ابن عمر نے کہا میں دسواں آدمی تھا تو ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں
میں جو اس وقت آپکے پاس حاضر تھے ابو بکر اور عمر اور ابن عمر اور ابو ہریرہ اور انس بن مالک تھے اگر ان دونوں نے جو روایت کیا وہ اسی
مجلس میں سنا ہو واللہ اعلم انتہیٰ عن فتح الباری بلفظہ مترجم نے کہا اس حدیث کی مناسبت باب سے ظاہر ہے کیونکہ اسمیں حدثونی
اور حدثنا کا لفظ ہے اور یہ باب انہی لفظوں کی تحقیق کے لیے لایا گیا ہے **باب** طَرْحِ الْاِمَامِ الْمَسْئَلَةَ عَلَى
اَصْحَابِهِ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ باب بیان میں اسکے کہ امام اپنے لوگوں سے سوال کر سکتا ہے اونکا علم
آزمانے کو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے اس باب میں یہی حدیث ابن عمر کی بیان کی جو ابھی گذری لیکن
دوسری اسناد سے تاکہ تکرار بلا فائدہ نہ ہو اور کرمانی نے جو کہا کہ بخاری نے اکثر تقلید کی اپنے مشائخ کی یہ قابل قبول
کے نہیں کیونکہ بخاری کی وسعت علم اور قوت تصرف سے جو واقف ہے ایسے کسی شخص نے نقل نہیں کیا کہ وہ تراجم ابواب میں
کسی کے مقلد تھے اور اگر ایسا ہوتا تو ان کو اوروں پر فضیلت کیا ہوتی اور بہت سے اماموں سے منقول ہے کہ بخاری کی کتاب اور
کتابوں سے ممتاز ہے وہ اوسی وجہ سے ہی ہے کہ انکی نظر بہت باریک تھی تراجم ابواب میں اور کرمانی کے کلام سے یہ فضیلت
بالکل مٹ جاتی ہے کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ انہوں نے تراجم ابواب میں اپنے مشائخ کی تقلید کی اسکے سوا قتیبہ اور خالد بن مخلد
دونوں کی کوئی کتاب ابواب میں نہیں ہے جو تدقیق ابواب میں کیا ہوگی اور کرمانی نے اس کلام کو اپنی شرح میں کئی بار بیان کیا

اور ہیں یہ کرمانی سے پہلے جو عالم گذرے ہیں ان میں سے کسی کا کلام ایسا نہیں پایا جس سے کرمانی کے قول کی تائید نکلی انتہی مترجم
کہتا ہے کہ امام بخاری کی دقت نظر اور باریکی فہم اور حسن استنباط کے ثبوت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ احادیث کو اپنی کتاب
میں آٹھ بابوں میں لائے ہیں اور کس خوبی اور باریکی سے اس سے مختلف مسائل نکالے ہیں اب وہ جاہل جو کہتا ہے
کہ امام بخاری صرف حدیث کے حافظ تھے اور فقہ میں کامل نہ تھے کس منہ سے ایسی بات نکالتا ہے خدا اسکو ہدایت کرے اور
اسکا بیان مقدمہ کتاب میں گذرا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ
ابْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَإِنَّهَا
مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُونِي مَا هِيَ قَالَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي قَالَ عَبْدُ اللهِ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا
النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوا حَدِّثْنَا يَا رَسُولَ اللهِ مَا هِيَ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے خالد
بن مخلد (ابو الہیثم قطوانی بجلی کوفی) نے (اس راوی میں لوگوں نے کلام کیا ہے لیکن ابن عدی نے کہا انمیں کچھ برائی
نہیں اور بخاری کا اس سے روایت کرنا اسکی توثیق کے لیے کافی ہے) انہوں نے کہا ہمسے حدیث بیان کی سلیمان بن بلال
ابو محمد تیمی قرشی مولی فقیہ مشہور نے (وہ بربری تھے خوبصورت اور مرے سنہ ۱۷۲ میں ہارون رشید کی خلافت میں) انہوں
نے روایت کی عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے درختوں میں ایک درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور وہی مثال ہے مسلمان کی تو بیان کرو مجھ سے وہ
کونسا درخت ہے یہ سنکر لوگ جنگل کے درختوں میں پڑے عبد اللہ نے کہا میرے ذہن میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے
شرم سے نہیں کہا پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بیان کیجیے وہ کونسا درخت ہے آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت
ہے **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث کو دوبارہ لانے سے یہ غرض ہے کہ اختلاف سند معلوم ہو جس سے تعداد مشائخ
اور وسعت روایت معلوم ہوتی ہے اور وہ حکم بھی نکلتا ہے جسکے لیے باب بنایا گیا اور اس سے دقت نظر تراجم ابواب
کے تصرف میں پیدا ہوتی ہے انتہی **باب** مَا جَاءَ فِي الْعِلْمِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا باب بیان
علم کے فرمایا اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو کہہ اے مالک میرے زیادہ کر علم میرا **ف** یہ باب مع اس عبارت کے متن قسطلانی
مطبوعہ مصر میں موجود ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی میں نہیں ہے قسطلانی نے کہا ابن عساکر اور اصیلی اور ابوذر اور ابو الوقت
کی روایت میں یہ باب ساقط ہے اور اصیلی اور ابوذر اور ابن عساکر کی روایت میں اسکے بعد کا باب ساقط ہے **باب**
الْقِرَاءَةُ وَالْعَرْضُ عَلَى الْمُحَدِّثِ باب محدث کے سامنے پڑھنے کے اور اسپر عرض کرنیکے بیان میں **ف** حدیث کی
روایت جیسے یوں ہوتی ہے کہ محدث یعنی استاذ اور شیخ اپنے شاگرد کو حدیث سناوے اسیطرح یوں بھی ہوتی ہے کہ شاگرد

استاد کو اوسکی کتاب پڑھکر سنادی اسکی کتاب سے یا یاد سے اور چونکہ بعض سلف دوسری قسم کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے تھے
اسواسطے امام بخاری نے یہ باب باندھا اور اس سے یہ غرض ہے کہ استاد کو پڑھکر سنانا بھی مثل استاد سے سننے کے ہے اور اسطرح بھی حدیث کی روایت
جائز اور قابل اعتماد ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے عرض کا عطف کیا قرارت پر کیونکہ قرارت عام ہے اور عرض خاص
ہے مثلاً طالب پڑھے تو وہ قرارت ہے خواہ عرض کرے یا نکرے اور عرض بغیر قرارت کے نہیں ہوسکتا خواہ خود شیخ کے
ساتھ عرض ہو یا دوسرے کے ساتھ شیخ کی حضور میں غرض عرض قرارت ہی خاص ہے اور بعضون نے عرض میں یہ صورت کی
اسطرح سے کہ شاگرد اصل کتاب شیخ کے سامنے پیش کرے وہ اسکو دیکھ لے اور اسکو صحیح سمجھ لے اور اجازت دے شاگرد کو اوسکے
روایت کرنے کی اور نہ خود اوسکو پڑھ سنا دے نہ شاگرد سے سنے اور حق یہ ہے کہ اسکو عرض مطلقاً نہیں بولتے بلکہ عرض مناولہ
بولتے ہیں اور مطلقاً جب عرض بولتے ہیں تو وہی مراد ہے جسمین قرارت ہوتی ہے امام بخاری نے اس مطلب کو ثابت کرنیکے
لیے حسن بصری اور سفیان ثوری اور مالک کا قول بیان کیا معلقاً پھر آگے اوسکو وصل کیا اسناد سے تو کہا ورأی

الحسن والثوري ومالك القراءة جائزة اور حسن بصری اور سفیان ثوری اور امام مالک نے قرارت کو جائز کہا

ف یعنے شاگرد کے پڑھنے کو استاد کے سامنے اور وہ جائز کہتے ہیں اسکو کہ ایسی روایت کی نقل استاد سے صحیح اور قابل
اعتماد ہے مگر ابو عاصم نبیل اور عبد الرحمن بن سلام جمحی اور وکیع نے اسکو جائز نہیں کہا اور صحیح پہلا قول ہے بلکہ قاضی عیاض
نے کہا اوسکے جواز میں اختلاف نہیں ہے اور امام مالک اس میں اختلاف کرنیوالوں پر سخت انکار کرتے اور کہتے حدیث میں
کیونکر جائز نہ ہوگا قرآن میں جائز ہے حالانکہ قرآن کی عظمت حدیث سے زیادہ ہے اور امام مالک کے بعض اصحاب نے
کہا میں انکی صحبت میں سترہ برس تک رہا میں نے کسیکو نہیں دیکھا کہ امام مالک نے انکو موطا سنائی ہو بلکہ لوگ انکو سناتے
تھے (قسطلانی) ایک نسخہ میں اس عبارت کے بعد اتنی عبارت زیادہ ہے قال ابو عبد الله سمعت ابا عاصم يذكر
عن سفيان الثوري ومالك انهما يريان القراءة والسماع جائزا حدثنا عبيد الله بن موسى عن سفيان
قال اذا قرئ على المحدث فلا بأس ان يقول حدثني وسمعت امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا میں نے ابو عاصم
سے سنا وہ کہتے تھے سفیان ثوری اور امام مالک دونو قرارت اور سماع دونو کو جائز کہتے تھے حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن
موسی نے سفیان سے انہوں نے کہا جب شیخ کے سامنے پڑھا جاوے (یعنے شاگرد شیخ کے سامنے پڑھے) تو کچھ قباحت نہیں اگر شاگرد
یوں کہے حدیث بیان کی مجھسے یا سنی میں نے استاد سے اور نسخہ مطبوعہ دہلی میں یہ عبارت یہان نہیں ہے واحتج بعضهم

في القراءة على العالم بحديث ضمام بن ثعلبة انه قال للنبي صلى الله عليه وسلم آلله امرك ان نصلي

الصلوة قال نعم فهذه قراءة على النبي صلى الله عليه وسلم اخبر ضمام قومه بذلك فاجازوه بعضے لوگ

عالم کے سامنے پڑھنے پر دلیل لائے ہیں ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے اونہوں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اللہ تعالیٰ نے
آپکو حکم کیا ہے کہ ہم نمازیں پڑھیں آپنے فرمایا ہاں بس یہ قرارت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ضمام نے اس بات کی خبر دی
اپنی قوم کو اور انہوں نے جائز رکھا اوسکو **ف** یہ حدیث آگے سند کے ساتھ مذکور ہوگی اور اس حدیث سے صاف دلیل نکلتی
ہے قرارت کے جواز پر کیونکہ جیسے ضمام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک حکم شرعی بیان کیا اور آپنے تصدیق
کی ایسا ہی قرارت میں ہوتا ہے کہ شاگرد اپنے استاد کے سامنے پڑھتا ہے اور وہ اسکی تصدیق اور تصحیح کرتا ہے حافظ ابن
حجر نے کہا ان بعض لوگوں سے مراد حمیدی ہیں جو بخاری کے شیخ ہیں انہوں نے اپنی کتاب نوادر میں لکھا ہے ایسا ہی کہا بعض
علماء نے جنکو میں نے پایا اور انکی پیروی کی ہے ابن ... نے مقدمہ میں اپنی شرح کے پھر کہا ظاہر اسکے خلاف ہے اور یہ معلوم ہوا کہ اسکے
کہنے والے ابو سعید حداد ہیں بیہقی نے معرفت میں روایت کیا ابن خزیمہ کے طریق سے انہوں نے کہا میں نے سنا محمد بن اسمعیل
بخاری سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو سعید حداد سے سنا وہ کہتے تھے میرے پاس ایک حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی عالم پر پڑھنے کے باب میں انسے پوچھا گیا اس حدیث کو انہوں نے کہا وہ قصہ ہے ضمام بن ثعلبہ کا اسنے کہا کیا اللہ نے آپکو اسکا
کا حکم دیا آپنے فرمایا ہاں اور ضمام کی وہ حدیث جسکو امام بخاری نے آگے روایت کیا ابو سعید نے کہ ضمام نے اپنی قوم کو
خبر دی ان باتوں کی اور انہوں نے جائز رکھا اسکو بلکہ یہ مضمون اس حدیث کے دوسرے طریقے میں ہے جسکو امام احمد وغیرہ نے ابن
اسحق سے نقل کیا اور انہوں نے حدیث بیان کی مجھسے ولید بن نویفع نے انہوں نے سنا کریب سے انہوں نے ابن عباس سے کہ بنی
سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو بھیجا پھر بیان کیا حدیث کو طول کے ساتھ اوسکے اخیر میں یہ ہے کہ ضمام جب اپنی قوم کے پاس لوٹکر
آئے تو کہنے لگے بیشک اللہ جل جلالہ نے ایک پیغمبر بھیجا ہے اور اسپر ایک کتاب اتاری ہے اور میں تمہارے پاس لایا ہوں
اوس پیغمبر بھیجے ہوئے کے پاس سے ان باتوں کو جنکا تمکو حکم ہوا اور جس سے تمکو منع کیا تو امام بخاری نے جو کہا کہ انکی قوم نے
جائز رکھا یعنی انکی بات کو قبول کیا اور وہ اجازت مراد نہیں ہے جو اہل حدیث کی اصطلاح ہے (فتح الباری) واحتج
مَالِكٌ بِالصَّكِّ يُقْرَأُ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُونَ أَشْهَدَنَا فُلَانٌ اور امام مالک نے دلیل لائی ہے قرارت کے جواز پر صک
سے جو پڑھا جاتا ہے لوگوں پر (یعنے قرضداروں کو پڑھکر سنایا جاتا ہے وہ اسکو صحیح کہتے ہیں) پھر گواہ کہتے ہیں ہمکو فلان
شخص نے گواہ کیا **ف** یعنے قرضدار نے جسنے تمسک سنکر قبول کیا تھا تو صرف اسکے سننے سے اور ہاں کہدینے سے اسپر
گواہی دینا جائز ہوئی اور جب اخبار تو گواہی سے کم ہے تو وہ بطریق اولے ایسی صورت میں جائز ہوگی ابن بطال نے کہا یہ دلیل
بہت پکی ہے کیونکہ شہادت اخبار کے تمام حالات میں زیادہ قوی ہے (قسطلانی) فتح الباری میں ہے صک کی جمع
صکاک اور صکوک ہے اور مراد صک سے وہ دستاویز ہے جسمیں مقر کا اقرار لکھا جاتا ہے پھر یہ دستاویز جب پڑھکر مقر کو سنائی

جاوے اور وہ ہاں کہدیوے تو اوسپر گواہی دینا درست ہے اگرچہ وہ دستاویز کی عبارت کو زبان سے نہ پڑھے اسیطرح جب عالم کو کتاب
پڑھکر سنائی جاوے اور وہ اوسکا اقرار کرلے تو اوس سے روایت کرنا صحیح ہوگا انتہی وَيُقْرَأُ عَلَى الْمُقْرِئِ فَيَقُولُ الْقَارِئُ أَقْرَأَنِي
فُلَانٌ (دوسری دلیل امام مالک یہ لائے ہیں کہ پڑھنے والا استاد کو قرآن سناتا ہے پھر کہتا ہے مجھکو قرآن فلان شخص نے پڑھایا ف
خطیب نے کفایہ میں ابن وہب کے طریق سے روایت کیا میں نے سنا امام مالک سے انسے پوچھا ان کتابوں کو جو سنائی جاتی ہیں
. . . کیا سنانیوالا یہ کہہ سکتا ہے کہ حدیث بیان کی مجھسے فلان نے یعنی جس نے سنی ہیں اونہوں نے
کہا ہاں ایسا ہی قرآنکا حال ہے ایک شخص دوسرے کے سامنے قرآن پڑھتا ہے پھر کہتا ہے مجھکو اس نے پڑھایا اور حاکم نے
علوم الحدیث میں مطرف کے طریق سے روایت کیا میں امام مالک کی صحبت میں سترہ برس تک رہا میں نے انکو نہ دیکھا کسیکو
موطا سناتے ہوئے بلکہ لوگ انکو سناتے تھے اور میں نے انسے سنا وہ بہت انکار کرتے تھے اس شخص پر جو جائز نہ رکھتا تھا شیخ
کے نزدیک سننے کو اور کہتے تھے یہ حدیث میں کیونکر جائز نہ ہوگا قرآن میں تو جائز ہے حالانکہ قرآن حدیث سے بڑا ہے حافظ ابن حجر
نے کہا اب یہ اختلاف کہ شیخ کو سنانا جائز ہے یا نہیں جاتا رہا اور یہ جائز نہ ہونا اہل عراق کے بعض متشددین کا قول تھا خطیب نے
ابراہیم بن سعد سے روایت کیا ای عراق والو تم اپنا تشدد نہیں چھوڑتے حالانکہ سنانا بھی سننے کی مثل ہے اور بعض اہل مدینہ
نے انکی مخالفت میں مبالغہ کیا انہوں نے یہ کہا کہ سنانا سننے سے زیادہ ہے اور نقل کیا اسکو دارقطنی نے غرائب مالک میں امام مالک
سے اور نقل کیا اسکو خطیب نے باسانید صحیحہ شعبہ سے اور ابن ابی ذئب سے اور یحیے بن سعید قطان سے اور اسکی وجہ یہ بیان کی
کہ سننے میں اگر شیخ سے غلطی ہو جاوے تو شاگرد اسکا رد نہیں کر سکتا برخلاف اسکے سنانے میں اگر شاگرد سے غلطی ہو تو شیخ اسکو
درست کر سکتا ہے اور ابو عبید سے روایت کیا اونہوں نے کہا جب کوئی دوسرا میرے سامنے پڑھے تو وہ زیادہ مضبوط اور خوب
سمجھائی دیتا ہے مجھکو بنسبت اسکے کہ میں خود پڑھوں اور یہ قول امام مالک سے مشہور ہے جیسے مولف نے اسکو نقل کیا اور سفیان
ثوری سے منقول ہے کہ وہ دونو برابر ہیں اور جمہور کے نزدیک یہ قول مشہور ہے کہ شیخ کی زبان سے سننا سنانے سے بہتر ہے جب تک
کوئی ایسی صورت نہ پیدا ہو جسکے وجہ سے سنانا بہتر ہو جاوے یہ کلام فتح الباری) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ
نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ عَلَى الْعَالِمِ ترجمہ حدیث بیان کی
ہمسے محمد بن سلام (بیکندی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن حسن واسطی (بن عمران قاضی واسط) نے اونہوں
نے روایت کی عوف (بن ابی جمیلہ اعرابی) سے اونہوں نے حسن بصری سے اونہوں نے کہا عالم کو پڑھکر سنانے میں کوئی حرج
نہیں **ف** یعنی پڑھکر سنانے سے صحت روایت میں کوئی خلل نہیں ہوتا جیسے عالم سے سننے میں فتح الباری میں ہے کہ
خطیب نے اس اثر کو پوری سند سے روایت کیا اونہوں نے احمد بن حنبل سے روایت کیا انہوں نے محمد بن الحسن واسطی سے انہوں نے عوف

اعرابی سے کہ ایک شخص نے حسن بصری کو کہا کہ اے ابوسعید میرا مکان دور ہے اور اختلاف سے بہت گھبراتا ہون
بہتر شاگرد کے پڑہنے مین آپکے نزدیک کوئی قباحت ہو تو مین آپ کو پڑہکر سناؤن اونہون نے کہا پروا نہین مین تجھکو
پڑہکر سناؤن یا تو مجھکو پڑہ کر سنا دے وہ شخص بولا مین یہہ کہون حدیث بیان کی مجھسے حسن نے اونہون نے کہا ہان
ابوالفضل سلیمانی نے کتاب الحث علی طلب الحدیث مین سہل بن متوکل سے روایت کیا اونہون نے کہا حدیث بیان کی
مجھسے محمد بن سلام نے وہ کہتے ہین یہہ ہے کہ ہم نے حسن سے کہا یہ کتابین جو ہمکو پڑہکر سنائی جاتی ہین انمین ہم کیا کہین اونہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے حسن نے انتہی **وحدثنا** عبید اللہ بن موسی عن سفیان قال اذا قرئ علی المحدث
فلا باس ان یقول حدثنی وسمعت ابا عاصم یقول عن مالک وسفیان القراءة علی العالم وقراءته سواء

ترجمہ اور حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسیٰ (بن باذام عبسی) نے اونہون نے روایت کی سفیان ثوری سے وہ کہتے تہے
جب حدیث پڑہی جاوے محدث کے سامنے تو کچھ قباحت نہین اگر پڑہنے والا یون کہے حدثنی (یعنی خبر دی) کہنا صحیح ہے امام
بخاری نے کہا مینے ابو عاصم (ضحاک بن مخلد شیبانی بصری) سے سنا وہ کہتے تہے امام مالک اور سفیان ثوری دونون نے
کہا عالم کو پڑہکر سنانا اور عالم کا پڑہ سنانا دونو برابر ہین **ف** صحت نقل اور جواز روایت مین مگر امام مالک کے نزدیک استاد
کو پڑہ کر سنانا مستحب ہے اور دارقطنی نے اونسے نقل کیا کہ زیادہ مضبوط ہے عالم کے پڑہنے سے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ
شیخ کی قراءت طالب کی قراءت پر ترجیح رکہتی ہے اور بعضون کے نزدیک دونو برابر ہین (قسطلانی) **حدثنا** عبد اللہ
ابن یوسف قال حدثنا اللیث عن سعید هو المقبری عن شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر انه سمع انس بن
مالک یقول بینما نحن جلوس مع النبی صلی اللہ علیه وسلم فی المسجد اذ دخل رجل علی جمل فاناخه
فی المسجد ثم عقله ثم قال لهم ایکم محمد والنبی صلی اللہ علیه وسلم متکئ بین ظهرانیهم فقلنا
هذا الرجل الابیض المتکئ فقال له الرجل یا ابن عبد المطلب فقال له النبی صلی اللہ علیه وسلم قد اجبتک
فقال له الرجل انی سائلک فمشدد علیک فی المسئلة فلا تجد علی فی نفسک فقال سل عما بدا لک
فقال اسألک بربک ورب من قبلک آللہ ارسلک الی الناس کلهم فقال اللهم نعم قال انشدک
باللہ آللہ امرک ان نصلی الصلوات الخمس فی الیوم واللیلة قال اللهم نعم قال انشدک باللہ آللہ
امرک ان نصوم هذا الشهر من السنة قال اللهم نعم قال انشدک باللہ آللہ امرک ان تاخذ هذه
الصدقة من اغنیائنا فتقسمها علی فقرائنا فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اللهم نعم فقال الرجل
آمنت بما جئت به وانا رسول من ورائی من قومی وانا ضمام بن ثعلبة اخو بنی سعد بن بکر رواه

موسیٰ وعلی بن عبد الحمید عن سلیمان عن ثابت عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم بھذا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے
عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث ابن سعد عالم مصر نے اونہون نے روایت
کی سعید بن ابی سعید مقبری سے اونہون نے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر (بفتح نون و کسرہ میم قرشی مدنی) سے اونہون نے سنا انس
بن مالک (مشہور صحابی خادم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسمعیلی نے اس حدیث کو
یونس بن محمد سے روایت کیا اونہون نے لیث سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے سعید نے اور ابن مندہ نے بھی ایسا ہی
روایت کیا اس سے معلوم ہوا کہ امام نسائی کی روایت مین جو لیث اور سعید کے بیچ مین محمد بن عجلان وغیرہ کا واسطہ ہے وہ
وہم ہے یا محمول ہے اسپر کہ لیث نے پہلے اس حدیث کو سعید سے بواسطہ سنا ہو پھر بلا واسطہ اور اس حدیث کی اسناد مین ایک اور بھی اختلاف
ہے وہ یہ ہے کہ نسائی اور بغوی نے اسکو حارث بن عمیر سے اور ابن مندہ نے ضحاک بن عثمان دونون نے روایت کیا سعید
سے اونہون نے ابوہریرہ سے اور امام بخاری نے اس اختلاف کو قادح نہ سمجھا کیونکہ لیث سعید کے شاگردون مین سب سے زیادہ ثقہ
ہین تو انہی کی روایت معتبر ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ سعید نے اس حدیث کو دونو صحابیون سے سنا ہو اور لیث کی روایت کو
ترجیح ہے اس وجہ سے کہ سعید کی روایت ابوہریرہ سے ایک طریقہ معروف ہے اور اس سے عدول وہی کریگا جو ضابط اور
متقن ہو اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ضحاک کی روایت وہم ہے اور دارقطنی نے علل مین کہا کہ اس حدیث کو
عبیداللہ بن عمر اور انکے بھائی عبداللہ اور ضحاک بن عثمان نے سعید سے روایت کیا عن ابی ہریرة اور یہ انکا وہم ہے اور
صحیح لیث کی روایت ہے اور امام مسلم نے اسی وجہ سے یہ اسناد نہین نکالا بلکہ روایت کیا اس حدیث کو سلیمان بن مغیرہ کے طریق
سے اونہون نے ثابت سے اونہون نے انس سے اور مؤلف نے آگے اس طریقہ کو بھی بیان کیا اور امام مسلم نے جس وجہ سے اگلی اسناد
کو نہین نکالا وہ دوسری اسناد مین بھی موجود ہے کیونکہ حماد بن سلمہ ثابت کے شاگردون مین زیادہ اثبت ہین اور انہون نے
اس حدیث کو ثابت سے مرسلاً روایت کیا اور دارقطنی نے حماد کی روایت کو ترجیح دی انتہے مترجم کہتا ہے یہان سے یہ
معلوم ہوا کہ امام بخاری کو امام مسلم پر فضیلت تھی معرفت حدیث اور ضبط اور اتقان مین کیونکہ امام بخاری نے پہلی
اسناد کو بیان کیا جو انکے نزدیک شاذ و منکر نہ تھا اس خیال سے کہ بعضون نے اوسمین اختلاف کیا ہے اسکو تائید دی دوسری
اسناد سے اگرچہ اوسمین بھی اختلاف تھا پر وہ تائید اور متابعت کے لیے کافی ہے اور دونو طریقے ملکر اعلے طریقہ کے درجہ کو پہونچ گئے
اور امام مسلم نے اسپر خیال نہ کیا اور صرف دوسرے طریقے پر اکتفا کی رحمہ اللہ تعالے **ت** وہ کہتے تھے ہم ایک بار جناب رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے مسجد مین (یعنے مسجد نبوی مین) اتنے مین ایک شخص اونٹ پر سوار مسجد کے
اندر آیا پھر اونٹ کو بٹھلایا اور اسکو باندھ دیا مسجد مین بعد اسکے کہنے لگا تم مین محمد کسکا نام ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے نکلنے سے پہلے جو حدیث کہ صحیح میں منقول ہے ف فتح الباری میں ہے اس حدیث سے یہ نکالا کہ امام کو اپنے رعایا کی درمیان
تکیہ لگا کر بیٹھنا درست ہے اور باندھ دینے سے یہ مراد ہے کہ اونٹ کو مسجد میں بٹھلا کر اوسکے پانون دوہرا کر کے باندھ دیا
رسی سے اور ابن بطال نے اس سے یہ نکالا کہ اونٹ کا پیشاب اور مینگنی پاک ہے کیونکہ جب تک وہ مسجد میں رہیگا اسکا پیشاب
اور لید سے امن نہیں ہو سکتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر انکار نہ کیا حالانکہ یہ دلالت قطعی نہیں نرا احتمال ہے اور
ابو نعیم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونٹ مسجد میں نہیں لیگیا تہا اور احمد و حاکم نے تصریح ابن عباس سے روایت کی
اوسمین یہ ہے کہ اوسنے اپنا اونٹ مسجد کے دروازہ پر بٹھایا پہر اوسکو باندھا پہر مسجد میں گیا انتہی ت ہم نے کہا محمد یہ ہین
سفید رنگ مرد تکیہ لگائے ہوئے (سفید رنگ سرخی ملا ہوا کیونکہ آپ نرے سفید رنگ نہ تہے) وہ شخص بولا اے عبد المطلب
کے بیٹے (دادا کیطرف نسبت دی کیونکہ آپکے دادا آپکے والد سے زیادہ مشہور تہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں سنتا ہوں (کہہ) ف اور آپنے ہان نہ فرمایا اسلیے کہ اُس شخص نے جیسا آپکے شان کے لائق تہا اسطرح
خطاب کیا اور اللہ تعالی فرماتا ہے رسول کو اسطرح نہ پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو اور ضمام کیطرح
اگر وہ مسلمان ہو کر آیا تہا تو ظاہر یہ ہے کہ وہ اس نہی سے واقف نہ ہوگا اور گنواروں کی عادت ابھی باقی تہی اور وہ آگے کے
بیان سے معلوم ہوتی ہے کہ اوسنے کہا میں تمپر سختی کرونگا سوال میں اور یہی وجہ تہی کہ صحابہ کو پسند تہا کہ کوئی باہر والا
شخص آوے اور آپسے دین کی باتیں پوچھے کیونکہ صحابہ کو بلا ضرورت سوال منع تہا دوسری وہ جرات سے سوال
نہ کر سکتے تہے تو ہیبت کی روایت میں ہے انس سے ہمکو ممانعت ہوئی تہی قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال
کرنیکی تو ہمکو پسند تہا کہ جنگل کا کوئی عقلمند آدمی آوے اور آپسے سوال کرے اور ہم سنیں ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں
زیادہ کیا وہ لوگ ہم سے زیادہ جری ہوتے تہے کیونکہ صحابہ واقف تہے نہی سے اور گنوار لوگ معذور تہے بوجہ جہل
کے اور عقلمند کی خواہش اسلیے تہی کہ سوال عمدگی سے کرے اور ضمام کی عقلمندی ظاہر ہوئی اوسکے عذر کرنے سے
سوال سے پہلے اور ثابت کی روایت میں ہے کہ ضمام نے پہلے سوال کیا کہ آسمان کسنے بلند کیا اور زمین کسنے بچھایا
قسم دی انکو اوسکی کہ آپ سچ بیان کریں اسکے سوال کے جواب میں اور ہر سوال میں دوبارہ قسم دی تاکید کے لیے پہر
اقرار کیا تصدیق کا اور یہ دلیل ہے ضمام کی دانائی اور عقلمندی کی اور اسیواسطے حضرت عمر نے کہا ابو ہریرہ کی
روایت میں مینے کوئی عمدہ سوال کرنیوالا اور مختصر سوال کرنیوالا ضمام سے زیادہ نہیں دیکھا (فتح الباری) ت
وہ شخص بولا میں آپسے کچھ سوال کرنیوالا ہوں اور میں سوال میں سختی کرونگا (اپنے اطمینان کے لیے) تو آپ غصے نہ ہوجیےگا
آپنے فرمایا پوچھ جو تو پوچھنا چاہے وہ بولا میں پوچھتا ہوں آپسے آپکو قسم دیکر آپکے رب کی اور آپسے پہلے جو لوگ

گذرے ہین انکے رب کی کیا اللہ تعالےٰ نے آپکو بہیجا ہے سب لوگون کیطرف اپنا پیام سنانیکو آپ نے فرمایا یا اللہ ہان
ف صرف ہان فرمانا کافی تہا مگر آپ نے اللہ جل جلالہ کا نام لیا تبرک کیلیے گویا اللہ تعالےٰ کو گواہ کیا اپنے دعوی پر اور
موسیٰ کی روایت مین یون ہے پہر وہ شخص بولا آپ نے سچ فرمایا پہر اوسنے کہا آسمان کو کسنے بنایا آپ نے فرمایا اللہ نے وہ بولا
زمین اور پہاڑون کو کسنے پیدا کیا آپ نے فرمایا اللہ نے وہ بولا پہاڑون مین فائدے کسنے بنائے آپ نے فرمایا اللہ نے
وہ بولا تو قسم اوسکی جسنے آسمان کو پیدا کیا اور زمین کو اور بلند کیا پہاڑون کو اور اونمین فائدے بنائے کیا اللہ نے آپکو بہیجا ہے
آپ نے فرمایا ہان اور ایسا ہی ہے مسلم کی روایت مین (فتح) **ف** پہر وہ بولا آپکو قسم دیتا ہون اللہ کی کیا اللہ نے
آپکو حکم کیا رات دن مین پانچ نمازین پڑہنے کا آپ نے فرمایا یا اللہ ہان **ف** اصیلی کی روایت مین ان نصلی ہے صیغہ
متکلم سے یعنے آپکو حکم دیا کہ ہم لوگ ہر رات دن مین پانچ نمازین پڑہین قاضی عیاض نے کہا یہ روایت ٹہیک ہے اور مؤید
ہے اوسکے ثابت کی روایت مین یون ہے اِنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوٰاتٍ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا اور جس روایت مین تصلی تا سے
ہو تو مطلب مین کچہ خلل نہوگا کیونکہ جو آپ پر واجب ہے وہ امت پر بہی واجب ہے جبتک آپکے ساتھ خصوصیت کی کوئی دلیل
قائم نہو اور کشمیہنی اور سرخسی کی روایت مین الصَّلوٰةُ الخَمْسُ صیغہ مفرد مذکور ہے (فتح) **ف** وہ بولا مین آپکو
قسم دیتا ہون اللہ کی کیا اللہ نے آپ کو حکم کیا اس مہینے مین (یعنے رمضان مین) ہر سال روزہ رکہنے کا آپ نے فرمایا
یا اللہ ہان وہ بولا مین آپ کو قسم دیتا ہون کیا اللہ تعالیٰ نے آپکو حکم کیا کہ یہ صدقہ ہمارے مالدارون سے لیکر فقیرون کو ہمارے
بانٹیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ہان تب وہ شخص بولا مین ایمان لایا اوسپر جو آپ لائے اور مین ایلچی ہون اپنی
قوم کا جو میرے پیچہے ہین اور مین ضمام ہون ثعلبہ کا بیٹا بنی سعد بن بکر کی قوم مین سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا
یہ جو ضمام نے کہا مین ایمان لایا یہ اخبار ہے اور یہی اختیار ہے بخاری کا اور ترجیح دی اوسکو قاضی عیاض نے کیونکہ
ضمام مسلمان ہونیکے بعد آیا تہا اور آپکے ایلچی کی زبانی اوسکو دین کے احکام معلوم ہوگئے تہے مسلم کی روایت مین ہے کہ آپکے
ایلچی نے کہا اور طبرانی کی روایت مین ہے ابن عباس سے ہمارے پاس آپکی کتابین آئین اور آپ کے ایلچی آئے اور حاکم نے
اس حدیث سے یہ نکالا کہ علو اسناد طلب کرنا بہتر ہے کیونکہ ضمام کو دین کی باتین آپکے ایلچی کے واسطہ سے معلوم ہوگئی تہین پہر
انہون نے بلاواسطہ آپ سے سننا چاہا اور احتمال ہے کہ انشاء ایمان ہو اور قرطبی نے اوسکو ترجیح دی کیونکہ حدیث مین
زعم کا لفظ وارد ہے اور زعم اوس قول کو کہتے ہین جسپر اعتبار نہو مین کہتا ہون زعم کا اطلاق یقینی بات پر بہی ہوتا ہے
اور اس روایت مین حج کا ذکر نہین کیا اور مسلم کی روایت مین حج کا ذکر موجود ہے ابن تین نے کہا حج اسوقت تک
فرض نہ ہوا تہا اور یہ غلط ہے کیونکہ ضمام اسوقت آئے جب سوال منع ہوچکا تہا اور یہ ممانعت سورہ مائدہ مین ہے جو اخیر

مین ترمذی نے روایت مین اتنی زیادتی اور محمد بن حبیب نے جو کہا کہ ضمام سنہ ۵ ہجری مین آئے تو یہ صحیح نہین ہے بلکہ صحیح یہ ہے
کہ وہ سنہ ۹ ہجری مین آئے تھے اور ابن اسحاق اور ابو عبیدہ نے اسکا تعین کیا اور بدر زرکشی نے کہا کہ حج کو ذکر نہ کیا کیونکہ حج اونکو
معلوم تھا حضرت ابراہیم کی شریعت سے اور انہون نے شاید سنا کہ مسلم نے بھی نہین لکھی اور کتابون کا ذکر اس حدیث سے یہ بھی نکلا
کہ خبر واحد پر عمل جائز ہے اور داود کیطرف منسوب کیا درست ہے اور اگر تقلیدی پر قسم دینا درست ہے انتہی مختصراً از فتح الباری
ف روایت کیا اس حدیث کو موسی اور علی بن عبد الحمید نے سلیمان سے انہون نے ثابت سے انہون نے انس سے ت
اور موسی کی روایت موصولاً ابو عوانہ کی صحیح مین اور ابن مندہ کی ایمان مین موجود ہے اور امام بخاری نے اسکو بیان نہین
کیا کیونکہ انہون نے سلیمان بن مغیرہ کی روایت کو حجت نہین سمجھا اور اسکے وصل مین بھی اختلاف ہے حماد بن سلمہ نے
اوسکو ثابت سے مرسلاً روایت کیا اور دارقطنی نے اوسکو ترجیح دی اور علی بن عبد الحمید کی روایت کو ترمذی نے موصولاً
روایت کیا امام بخاری سے اور دارمی نے۔ حافظ ابن حجر نے کہا نسخہ بغدادیہ مین جسکو صغانی نے صحیح کیا اور متعدد نسخون
سے مقابلہ کیا اس عبارت کے بعد یہ حدیث موجود ہے حدثنا موسی بن اسمعیل اخیر تک صغانی نے حاشیہ مین لکھا کہ یہ حدیث
کسی نسخہ مین نہین ہے مگر اس نسخہ مین جو فربری پر پڑہا گیا حافظ ابن حجر نے کہا مین نے بھی یہ حدیث کسی نسخہ مین نہین دیکھی
مترجم کہتا ہے نسخہ مطبوعہ مصر مین یہ حدیث نہین ہے بلکہ اسکے بعد باب ما یذکر فی المناولۃ ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی مین
یہ حدیث موجود ہے **حدثنا** موسى بن اسمعيل قال حدثنا سليمان بن المغيرة قال ثنا ثابت عن
انس قال نهينا في القرآن ان نسأل النبي صلى الله عليه وسلم وكان يعجبنا ان يجيء الرجل من
اهل البادية العاقل فيسأله ونحن نسمع فجاء رجل من اهل البادية فقال اتانا رسولك فاخبرنا
انك تزعم ان الله عز وجل ارسلك قال صدق فقال فمن خلق السماء قال الله عز وجل قال فمن
خلق الارض والجبال قال الله عز وجل قال فمن جعل فيها المنافع قال الله عز وجل قال فبالذي
خلق السماء وخلق الارض ونصب الجبال وجعل فيها المنافع آلله ارسلك قال نعم قال وزعم
رسولك ان علينا خمس صلوات وزكوة في اموالنا قال صدق قال فبالذي ارسلك آلله امرك
بهذا قال نعم وزعم رسولك ان علينا صوم شهر في سنتنا قال صدق قال فبالذي ارسلك
آلله امرك بهذا قال نعم قال وزعم رسولك ان علينا حج البيت من استطاع اليه سبيلا قال صدق
قال فبالذي ارسلك آلله امرك بهذا قال نعم قال فوالذي بعثك بالحق لا ازيد عليهن شيئا ولا
انقص فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان صدق ليدخلن الجنة **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے موسی بن اسمعیل

(تبوذکی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن مغیرہ (ابوسعید بصری) نے انہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے ثابت نے انہون نے روایت کی انس بن مالکؓ سے انہون نے کہا ہمکو منع ہوا تہا قرآن مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے (بلا ضرورت شدید کے) سوال کرین اور ہمکو اچھا معلوم ہوتا اگر کوئی جنگل کا آدمی عقلمند آوے اور آپ سے (دین کی
باتین) پوچہے اور ہم سنین (کیونکہ جنگل کے آدمی کو ممانعت کی خبر نہوتی وہ بلاتکلف سوال کرتا) پہر ایک شخص
جنگل والون مین سے آیا اور اُسنے کہا آپکا پیام پہونچانے والا ہمارے پاس آیا اور ہم سے بیان کیا آپ فرماتے ہین
(اس سے معلوم ہوا کہ زعم کا اطلاق قول اور یقین پر بہی ہوتا ہے) کہ بیشک اللہ عزوجل نے آپ کو بہیجا ہے آپنے فرمایا
اوس نے سچ کہا پہر اوس نے کہا تو آسمان کس نے پیدا کیا ہے آپنے فرمایا اللہ عزت اور بزرگی والے نے اوس نے کہا زمین اور
پہاڑ کس نے پیدا کیے ہین آپنے فرمایا اللہ عزت اور بزرگی والے نے اوس نے کہا تو پہاڑون مین فائدے کی چیزین (جیسے سونے
جانور طرح طرح کے پہل طرح طرح کے درخت) کس نے پیدا کین آپنے فرمایا اللہ عزت اور بزرگی والے نے پہر اُس نے کہا قسم اُسکی
جسنے پیدا کیا آسمان کو اور پیدا کیا زمین کو اور کہڑا کیا پہاڑون کو اور اُن مین فائدے کی چیزین بنائین کیا اللہ نے آپکو
بہیجا ہے آپنے فرمایا ہان وہ بولا آپکے ایلچی نے ہمسے کہا کہ ہم پر پانچ نمازین ہین اور زکوٰۃ اپنے مالون کی آپنے فرمایا اُسنے
سچ کہا وہ بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بہیجا کیا اللہ نے آپ کو اِسکا حکم کیا آپنے فرمایا ہان وہ بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہم پر ایک
مہینے کے روزے ہین سال بہر مین آپنے فرمایا اوس نے سچ کہا وہ بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بہیجا ہے کیا اللہ نے آپکو اسکا حکم کیا آپ
نے فرمایا ہان وہ بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہم پر حج ہے خانہ کعبہ کا جو راہ پاوے آپنے فرمایا سچ کہا وہ بولا قسم ہے اُسکی جسنے
آپکو بہیجا کیا اللہ نے آپکو اسکا حکم کیا آپنے فرمایا ہان وہ بولا قسم اُسکی جسنے آپکو حق کے ساتہ بہیجا مین نہ اِن باتون سے
زیادہ کرونگا نہ کم آپنے فرمایا اگر یہ سچا ہے تو جنت مین جاویگا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث صرف نسخہ بغدادیہ
مین ہے جسکو صحیح کیا علامہ ابو محمد صغانی لغوی نے ابو وقت کی اصحاب سے سنکر اور متعدد نسخون سے مقابلہ کرکے اور صغانی
نے حاشیہ مین کہا کہ یہ حدیث تمام نسخون مین ساقط ہے مگر اس نسخہ مین موجود ہے جو فربری پر پڑہا گیا ابن حجر نے کہا مین نے
بہی کسی نسخہ مین اس حدیث کو نہین دیکہا مترجم کہتا ہے یہ حدیث نسخہ مطبوعہ دہلی مین موجود ہے اور ہمی محمد جسنے بہی ترجمہ مین
ذکر کیا اور فتح الباری مطبوعہ مصر اور ارشاد الساری مین اس حدیث کا ذکر نہین ہے لیکن روایت کیا اسکو امام مسلم نے
اپنے صحیح مین امام نووی نے کہا صحابہ آرزو کرتے تہے کہ جنگل والون مین سے کوئی عاقل شخص آوے کیونکہ اکثر جنگل والے
عاقل نہین ہوتے اور اسی لیے ایک حدیث مین ہے مَنْ بَدَا جَفَا یعنے جو جنگل مین رہا وہ اکہڑ ہو گیا اور یہ وجہ ہے کہ جو عاقل ہوگا
وہ آداب سوال کو پہچانیگا نہ دوبارہ مشکل بات کو پوچہے گا اور یہ پوچہنے والا بہت عاقل تہا کیونکہ اُس نے ترتیب کی سوال مین

سیلیے صانع عالم کو پوچھا پہر نبوت کو پہر نماز کو پہر زکوۃ کو پہر روزے کو پہر حج کو۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ عوام مقلدین
کا ایمان صحیح ہے جب انکو ایمان ایسا حاصل ہو کہ علم الیقین ہو گو وہ اسکے دلائل کو نہ جانتے ہون سیلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس سائل کا ایمان صحیح رکہا اور اسکو دلائل پہچاننے کی ضرورت نہین تبلائی اور معتزلہ کے نزدیک مقلد کا ایمان صحیح نہین ہے
انتہی مختصرا **باب** مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ وَكِتَابِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْعِلْمِ إِلَى الْبُلْدَانِ باب بیان مین مناولہ کے
اور عالمون کے لکہنے کے علم کی بات کو اور شہرون کیطرف **ف** حافظ ابن حجر نے کہا جب مؤلف سماع اور عرض کے بیان سے
فارغ ہوئے تو حدیث روایت کرنیکے باقی طریقون کو بھی بیان کرنا چاہا ان طریقون مین سے ایک مناولہ بھی ہے اسکی
صورت یہ ہے کہ استاد اپنی کتاب شاگرد کو دیکر کہے یہ کتاب مین نے فلان شخص سے سنی ہے یا یہ میری تصنیف ہے تو اسکو روایت
کر مجہسے اور عرض مناولہ کی صورت ہم اوپر بیان کر چکے ہین وہ یہ ہے کہ شاگرد اپنی کتاب کو استاد کے سامنے لا دے اور جمہور
علماء نے مناولہ سے روایت جائز رکہی ہے اور جسنے قرات کو استاد کے سامنے کافی نہین سمجہا اوسنے مناولہ کو بھی جائز نہین
رکہا انتہی قسطلانی نے کہا یحیی بن سعید انصاری اور مالک اور زہری نے مناولہ کو مثل سماع کے قرار دیا ہے اور اسمین
حدثنا اور اخبرنا کہنا جائز رکہا ہے لیکن مناولہ کا رتبہ سماع سے کم ہے اکثر علماء کے نزدیک اور یہ مناولہ ہے عرض مناولہ کے
سوا ہے جسکا بیان اوپر گذرا کہ شاگرد استاد کے سامنے کتاب لاوے اور مناولہ مین اجازت ضرور ہے اور اس سے وہ مناولہ نکل
گیا جسمین اجازت نہو مثلاً استاد شاگرد کو اپنی کتاب دے یا یہ تو پر یہ نہ کہے کہ تو اسکو مجہسے روایت کر ایسے مناولہ سے روایت کرنا درست
نہین ہے انتہی **دوسری** صورت مکاتبہ ہے وہ یہ ہے کہ استاد اپنے ہاتہہ سے خط لکہے یا کسی اعتباری شخص سے لکہواوے اور
وہ خط شاگرد کے پاس بہیجے اوسمین یہ لکہے کہ اس حدیث کو تو مجہہ سے روایت کر اور مصنف نے اسکو مناولہ کے مثل قرار دیا اور بعضون
نے مناولہ کو ترجیح دی ہے اسوجہ سے کہ مناولہ مین بالمشافہ اجازت ہوتی ہے نہ مکاتبہ مین اور اگلے علما کی ایک جماعت نے ان دونو
مین اخبرنا کہنا جائز رکہا ہے اور نیز وہی جو محققین کا مذہب ہے کہ مناولہ اور مکاتبہ کا بیان کر دینا ضرور ہے تمام ہوا کلام
حافظ ابن حجر کا قسطلانی نے کہا مکاتبہ کی صورت یہ ہے کہ محدث کسی غائب شخص کو ایک خط لکہے اپنے ہاتہہ سے
یا کسی ثقہ سے لکہوا دے ضرورت سے ہو یا بے ضرورت درخواست سے ہو یا بدون درخواست اسمین بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یون
لکہے فلان بن فلان کیطرف سے پہر کوئی حدیث اپنی مرویات سے لکہے ایک بار یا زیادہ یا تصنیف یا نظم اور مکتوب الیہ کو
اجازت دے اوسکی روایت کرنیکی مثلاً یون لکہے مین نے تجہکو اجازت دی اسکی جو مین نے لکہا تیرے لیے یا تیری طرف
پہر اس خط کو طالب کے پاس کسی ثقہ کے ہاتہہ بہیجے جو امین ہو اور اسکو بند کر کے اپنی مہر اوسپر کر دیوے تاکہ دغابازی کا ڈر نہ ہو
اوس قسم کا مکاتبہ قوت اور صحت مین مناولہ کے مثل ہے اور مؤلف کا یہی مذہب ہے اور بعضون نے مناولہ کو ترجیح

دمی ہے ابا مکاتبہ مین لیث بن سعد اور منصور بن معتمر نے اخبرنا اور حدثنا کا اطلاق جائز کہا ہے اور جمہور کے نزدیک حدثنا
اور اخبرنا کے بعد قید کا لگانا ضرور ہے مکاتبۃً یا کتابۃً اور جو کتابت اجازت سے خالی ہو تو مشہور قول یہ ہے کہ روایت درست

ہے انتہی وَقَالَ اَنَسٌ نَسَخَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ فَبَعَثَ بِهَا اِلَى الْاٰفَاقِ اور حضرت انس رضؓ نے کہا حضرت عثمان رضؓ نے
مصحف لکھوائے پھر وہ مصحف ملکون کو بھیجوا دیے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ اثر ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے
جسکو مولف نے فضائل القرآن مین بیان کیا اور اس اثر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکاتبہ سے روایت جائز ہے کس لیے کہ حضرت
عثمان نے ان ملکون والون کو حکم دیا اس لکھے ہوئے مصحف پر اعتماد کرنیکا اور اسکے خلاف مصحف کو چھوڑ دینے کا
اور اس روایت سے یہ غرض ہے کہ مصحف مکتوب کا اسناد حضرت عثمان تک ثابت ہوا نہ اصل قرآن کا ثبوت کیونکہ اصل قرآن
متواتر تھا صحابہ مین انتہی قسطلانی نے کہا حضرت عثمان نے ایک مصحف مکہ مین بھیجا اور ایک شام مین اور ایک یمن مین
اور ایک بحرین مین اور ایک بصرے مین اور ایک کوفہ مین اور ایک مدینہ مین رہنے دیا اور مشہور یہ ہے کہ پانچ مصحف لکھوائے
تھے اور دانی نے کہا اکثر روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ چار مصحف لکھوائے تھے اور مین نے جو کتاب فنون قراات مین لکھی ہے
اوس مین اسکا زیادہ بیان ہے تو اوسکو دیکھنا چاہیے انتہی وَرَاٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَمَالِكٌ ذٰلِكَ
جَائِزًا اور عبد اللہ بن عمر اور یحیی بن سعید اور امام مالک نے مناولہ کو جائز کہا ہے **ف** فتح الباری مین ہے کہ تمام نسخون
مین عمر بضم عین ہے اور مین اوسکو عمری ہی سمجھتا تھا اور تعلیق التعلیق مین یہ اثر انہی سے نکالا اور ایسا ہی یقین کیا اور کرمانی
نے بھی یہی سمجھے معلوم ہوا اس قرینہ سے کہ اونکو مقدم کیا یحیی بن سعید پر کہ وہ عمری نہین ہین کیونکہ یحیی عمری سے زیادہ
ہین سن اور مرتبہ مین لیکن بعد اوسکے مین نے تلاش کیا تو یہ اثر عبد اللہ بن عمر بن خطاب سے صراحۃً نہین ملا لیکن مین نے ابو القاسم
بن مندہ کی کتاب الوصیت مین بخاری کے طریق سے بسند صحیح ابو عبد الرحمن حبلی سے یہ روایت پائی کہ وہ عبد اللہ رضؓ
پاس ایک کتاب لیکر آئی جسمین حدیثین تہین اور کہا اسکو دیکھیے اور جو حدیثین ہین کی آپ پہچانتے ہون اونکو مین رہنے دون
اور جو نہ پہچانتے ہون اونکو نکال ڈالون تو ذکر کیا اونہون خبر کو اور یہ اصل ہے عرض مناولہ مین اور احتمال ہے کہ یہ عبد اللہ
عمر بن خطاب کے بیٹے ہون کیونکہ حبلی نے اونسے سنا ہے اور احتمال ہے کہ عمرو بن عاص کے بیٹے ہون کیونکہ حبلی کی روایت
اونسے مشہور ہے انتہی اور عینی نے اسپر اعتراض کیا کہ تقدیم التعیین کو مستلزم نہین ہے اور جو کوئی اسکا دعوی کرے اسکو ملازمت ثابت
کرنا چاہیے اور حبلی نے جو صرف عبد اللہ کہا تو باعتبار اصطلاح اہل حدیث کے عبد اللہ بن مسعود مراد ہونا چاہیین اور عمرو بن عاص
کے بیٹے اوسوقت مراد ہو سکتے ہین جب اصل کتاب مین عمرو داود سے ہوتا حالانکہ واو صحیح بخاری کے کسی نسخہ مین نہین ہے حافظ ابن حجر نے
انتقاض الاعتراض مین اسکا یہ جواب دیا کہ ملازمت ثابت نہ ہونے سے اسکی نفی بھی ضرور نہین اور جہان قرینہ موجود ہو وہان ثبوت

ملازمت ظاہر ہے اور وہ قرینہ تقدیم ہے کیونکہ تقدیم سے اہتمام نکلتا ہے اور اہتمام اوسکا زیادہ ہے جو سن اور
توثیق مین زیادہ ہو اور عبد اللہ کا حصر عبد اللہ بن مسعود مین غلط ہے ائمہ نے اسکے خلاف تصریح کی ہے خطیب رحمہ اللہ نے
نقل کیا ہے کہ جب مصر کے لوگ عبد اللہ کہین تو مراد عبد اللہ بن عمرو بن عاص ہین اور جب کوفی عبد اللہ کہین تو مراد عبد اللہ بن
مسعود ہین اور حیلی تو مصری ہین معترض رحمہ کہتا ہے کہ علامہ عینی نے یہہ غلطی کی اور اسکا سبب یہ ہے کہ وہ علم رجال مین
حافظ ابن حجر سے کچھ نسبت نہ رکھتے تھے اونہون نے یہ غور نہین کیا کہ حیلی کس ملک کے ہین اور عبد اللہ بن مسعود رض کوفہ مین
رہے تھے اسواسطے اہل کوفہ کی اصطلاح مین عبد اللہ جب مطلق بولین تو عبد اللہ بن مسعود مراد ہوتے ہین اور مصر مین عبد اللہ بن عمرو بن
عاص بہت رہتے تھے انکی اصطلاح مین عبد اللہ سے مراد وہی ہوتے ہین اور شاید اہل مدینہ کی اصطلاح مین مطلق عبد اللہ سے مراد
عبد اللہ بن عمر رض ہوتے ہون کیونکہ عبد اللہ بن عمر اکثر مدینہ منورہ مین رہے ایرہا عینی کا یہ اعتراض کہ اگر یہ عبد اللہ بن
عمرو بن عاص ہوتے تو صحیح بخاری کے کسی نسخہ مین عمرو واو سے ہوتا حالانکہ تمام نسخون مین یہ لفظ بغیر واو کے ہے اسکا جواب یہ
ہے کہ حافظ صاحب نے اسی خیال سے پہلے یہہ احتمال بیان کیا کہ یہ عمر بن خطاب کے بیٹے ہون اور تقدیم اس احتمال کی قرینہ ہے
اوسکے قوی ہونے پر اوسکے بعد احتمال بیان کیا کہ عمرو بن عاص کے بیٹے ہون اور ظاہر ہے کہ احتمال سے کوئی امر مانع نہین ہے
عینی کا اعتراض اسوقت صحیح ہوتا جب حافظ صاحب یقیناً یہ کہتے کہ یہ عمرو بن عاص کے بیٹے ہین اور جائز ہے کہ لکھنے والے
سے سہواً واو چھوٹ گئی ہو پہر سب نسخون مین اسکا اتباع کیا گیا ہو قسطلانی نے کہا کہ یہ عبد اللہ بن عمر بن عاصم بن عمر
بن خطاب ہین ابو عبد الرحمن قرشی مدنی عدوی جنکا انتقال سنہ ۱۷۱ھ مین ہوا یا عمرو بن عاص کے بیٹے ہین اور اول کا یقین نہ
کیا کرمانی وغیرہ نے اور یہی موافق ہے صحیح بخاری کے تمام نسخون کے کیونکہ سب نسخون مین عمر بضم عین بسقوط واو مذکور ہے
انتہے حافظ ابن حجر نے کہا یحیی بن سعید اور مالک کے آثار کو حاکم نے علوم الحدیث مین روایت کیا اسمعیل بن ابی اویس کے
طریق سے جسمین یہ ہے کہ مینے سنا اپنے ماموں امام مالک بن انس سے وہ کہتے تھے مجھسے یحیی بن سعید انصاری نے کہا جب وہ
عراق کو جانے لگے میرے لیے ابن شہاب کی سو حدیثون کو چنو تاکہ مین اونکو روایت کرون تمسے امام مالک نے کہا مین نے
ان حدیثون کو لکھا اور یحیی بن سعید کے پاس بہیجدیا اور رامہرمزی نے ابن ابی اویس ہی کے طریقہ سے روایت کیا امام مالک
سے کہ حدیث کی روایت کرنیکے طریقون مین یہ ہے کہ تو عالم کے سامنے پڑہے پہر یہ ہے کہ عالم تیرے سامنے پڑہے اور تو
سنتا ہو پہر یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب تجھکو دیدیوے اور کہے اسکو روایت کر مجھسے انتہی واحتج بعض اہل الحجاز فی المناولۃ
بحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث کتب لامیر السریۃ کتابا وقال لا تقرأہ حتی تبلغ مکان
کذا وکذا فلما بلغ ذلک المکان قرأہ علی الناس فاخبرہم بامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض حجاز

خود ملک عرب کا جسمین کہ اور مدینہ اور طائف ہے) والون نے دلیل لائی ہے مناولہ پر اس حدیث سے جسمین یہ ہے کہ جناب
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کے سردار کے لیے (یا لشکر کے سردار کو) ایک خط لکھا اور فرمایا مت پڑھنا اسکو یہان
تک کہ تو فلان مکان مین پہونچے پہر جب وہ اس مقام مین پہونچا تو اس خط کو پڑھا لوگون کے سامنے اور جو آپکا حکم تہا وہ لوگون
کو بتلا دیا **ف** فتح الباری مین ہے کہ یہ حجاز والے حمیدی تہے (جو شیخ ہین امام بخاری کے) انہون نے یہ نوادر مین بیان کیا
اور امام بخاری نے اس حدیث کو اپنی کتاب مین موصولا نہین ذکر کیا پر یہ حدیث صحیح ہے اور مین نے اسکو دو طریقون سے
پایا ایک طریقہ تو مرسل ہے اسکو ابن اسحاق نے مغازی مین بیان کیا یزید بن رومان سے اور ابو الیمان نے اپنے نسخہ
مین شعیب سے اونہون نے زہری سے پہر زہری اور یزید دونون نے روایت کیا عروہ بن الزبیر سے اور دوسرا طریقہ موصول
ہے اوسکو طبرانی نے روایت کیا جندب بجلی سے اور اسناد اسکا حسن ہے پہر اسکا ایک شاہد مینے پایا ابن عباس کی روایت
سے طبری کی تفسیر مین اور یہ سب طریقے ملکر صحیح کر دیتے ہین حدیث کو اور اس سریہ (لشکر کے ٹکڑے) کے سردار عبد اللہ بن جحش
اسدی تہے جو حضرت ام المومنین زینب رض کے بہائی تہے اور یہ سنہ ۲ ہجری مین سردار بنائے گئے تہے بدر کی لڑائی سے پہلے اور
انکے لشکر مین بارہ مہاجرین تہے اور جندب کی روایت مین یون ہی ہے گول گول رہا تک کہ فلان مقام پر پہونچ جاوے اور
عروہ کی روایت مین یون ہے جب تو دو دن کا سفر کر چکے تو خط کو کہول اونہون نے وہین کہولا اوسمین یہ لکہا تہا کہ
تو چلا جا یہان تک کہ نخلہ کو پہونچ جاوے (وہ ایک مقام ہے مکہ اور طائف کے بیچمین) پہر لا ہمارے پاس قریش کی خبر
کو اور کسی پر جبر مت کر جندب کی روایت مین ہے تو دو آدمی لوٹ آئے اور باقی لوگ چلے گئے وہ عمرو بن حضرمی سے ملے
اوسکے ساتہ ایک قافلہ تہا تجارتی قریش کا ان لوگون نے اوسکو مار ڈالا تو عمرو بن حضرمی پہلا کافر ہے جو اسلام کے زمانے
مین مارا گیا اور یہ رجب کی پہلی تاریخ مین ہوا اوسکے ساتہ جسقدر مال اسباب تہا وہ لوٹ لائے یہ پہلی لوٹ تہی جو مسلمانو
کو ملی اور مشرکین نے مسلمانون پر عیب کیا تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ اخیر تک اس حدیث
سے مناولہ کا ثبوت ظاہر ہے اسلیے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب انکو حوالے کی اور حکم کیا کہ وہ کتاب سننے
والون کو سنا دینا تاکہ جو اسمین لکہا ہے اوسپر عمل کرین اسمین مناولہ بہی ہے اور مکاتبہ بہی ہے اور بعضون نے اس استدلال
پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کتاب مین تغیر اور تبدل کا اندیشہ نتہا اسوجہ سے کہ صحابہ سب عادل اور امین تہے اور بعد انکے
ایسا بہروسا نہین ہو سکتا تو قیاس اس کتاب پر کیونکر جائز ہوگا مین اسکا جواب یہ دیتا ہون کہ کتاب کا اعتبار اسی صورت
مین ہوتا ہے جب وہ سر بمہر ہو اور اسکا لانے والا معتبر اور امین ہو اور مکتوب الیہ اپنے استاد کا خط پہچانتا ہو اور اسیطرح
شرطون کے ساتہ جنکی وجہ سے تغیر و تبدل کا اندیشہ نرہے اور ایسی کتاب کا قیاس اس کتاب پر ہو سکتا ہے انتہے ما قال

الحافظ رح حدثنا اسمعيل بن عبد الله قال حدثني ابراهيم بن سعد عن صالح عن ابن شهاب عن
عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود ان عبد الله بن عباس اخبره ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم بعث بكتابه رجلا وامره ان يدفعه الى عظيم البحرين فدفعه عظيم البحرين الى كسرى فلما قراه
مزقه فحسبت ان ابن المسيب قال فدعا عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يمزقوا كل ممزق

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن عبد اللہ نے جو ابو اویس کے بیٹے ہین انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم
سعد (سبط عبد الرحمن بن عوف نے) انہون نے روایت کی صالح (بن کیسان غفاری مدنی) سے انہون نے ابن شہاب
(محمد بن مسلم زہری) سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہون نے عبد اللہ بن عباس سے انہون نے
کہا کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اپنا خط ایک شخص کے ہاتھ (وہ عبد اللہ بن حذافہ سہمی تھے جیسے بخاری نے
مغازی مین بیان کیا) اور حکم کیا اسکو وہ خط بحرین کے رئیس کو دینے کا (بحرین ایک شہر ہے بصرہ اور عمان کے بیچ مین
وہان کے رئیس کا نام منذر بن ساوی تہا) بحرین کے رئیس نے وہ خط کسرے کو دیا (کسرے کہتے ہین ایران کے بادشاہ کو اوسوقت
کسرے ابرویز بن ہرمز بن نوشیروان تہا اور جسنے کہا کہ نوشیروان تہا اسنے غلطی کی) کسرے نے جب اُس خط کو پڑہا تو پہنچ
کے بعد اوسکو چاک کر ڈالا (اوس مردود نے اس خط کی حقارت کی) ابن شہاب نے کہا مین سمجہتا ہون سعید بن مسیب نے
کہا جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ اوسنے آپکا خط چاک کر ڈالا تو آپ غصے ہوئے پہر جناب رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی کسرے والون پر خدا کرے وہ چاک کیے جاوین بالکل چاک **ف** الغرض
جو اسوقت ایران کا بادشاہ تہا غرور اور نخوت کی راہ سے آپکے خط کو پہاڑ ڈالا اور یہ کہا کہ عرب کی یہ طاقت
ہے کہ اتنے بڑے بادشاہ کو خط لکہے حقتعالی نے آپکی بددعا سے ایران کی سلطنت کو بالکل نیست و نابود کر دیا چنانچہ
پرویز کا یہ حال ہوا کہ اُسکے بیٹے شیرویہ نے اپنے باپ کا پیٹ پہاڑ ڈالا اسکے بعد تہوڑے دنون مین
ایران کی سلطنت تمام دنیا سے اُٹہ گئی اور آپ کی بددعا کی وجہ سے ایسی پرانی سلطنت اور ایسی زور و حکومت
خاک مین ملگئی اور ایران کی بادشاہزادیان عربون کی لونڈیان بنین اور آجتک پارسیون کو بالکل حکومت اور
سلطنت نہین ملی ہر جگہ دوسرے بادشاہ کے تابعدار اور رعیت بنکر رہتے ہین یہ سزا ہے حق تعالی کی پیغمبر کی
بےادبی اور گستاخی کرنے کی برخلاف اوسکے نصارے کے بادشاہ نے آپکے خط کی عظمت کی اور آپکے لیے تحفے اور ہدیے
بہیجے گو قوم کے ڈر سے مسلمان نہ ہوسکا خدا تعالی نے نصاری کی سلطنت کو تباہ نہین کیا اور آجکے زمانہ مین تو نصارے کا

غلبہ تقریباً دنیا کے تمام حصوں میں ہوگیا ہے اور معلوم نہیں کہ آیندہ سو برس میں کیا حالت ہوتی ہے اور مسلمانوں کی
حکومت جو بالکل ضعیف ہو گئی ہے کیا اسکا نام و نشان بھی باقی رہتا ہے یا نہیں گو اسلام قیامت تک باقی رہیگا اور
کہیں نہ کہیں مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہیگی ۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ کتابا کا قصہ تو ابن شہاب نے
موصولاً بیان کیا اور دعا کا قصہ مرسلاً بیان کیا اور اس حدیث سے مکاتبہ کا ثبوت تو ظاہر ہے اور مناولہ بھی نکل سکتا
ہے اسطرح سے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کتاب اپنے ایلچی کے حوالے کی اور اسکو حکم دیا کہ بحرین کے رئیس کے
حوالے کرے اور کہے کہ یہ کتاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگرچہ اس ایلچی نے اس کتاب کو نہیں سنا اور جو اسمیں لکھا اسکو
نہیں پڑھا قسطلانی نے کہا اسحدیث کے سب راوی اہل مدینہ ہیں اور اسمیں ایک تابعی دوسرے تابعی سے روایت کرتا ہے اور مولف
نے اسحدیث کو مغازی اور خبر واحد اور جہاد میں نکالا اور یہ حدیث امام بخاری کے افراد میں سے ہے یعنے امام مسلم نے اسکو نہیں
نکالا اور نسائی نے سیر میں اسکو نکالا ہے **حدثنا** محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا شعبة
عن انس بن مالك قال كتب النبي صلى الله عليه وسلم كتابا او اراد ان يكتب فقيل له انهم لا يقرؤن
كتابا الا مختوما فاتخذ خاتما من فضة نقشه محمد رسول الله كاني انظر الى بياضه في يده فقلت لقتادة
من قال نقشه محمد رسول الله قال انس **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مقاتل (ابو الحسن مروزی) نے انہوں نے کہا خبر
دی ہمکو عبد اللہ بن مبارک نے (اور جب صحابہ کے بعد کے لوگوں میں مطلق عبد اللہ بولتے ہیں تو مراد وہی ہوتے ہیں) انہوں نے کہا
خبر دی ہمکو شعبہ (بن حجاج) نے اونہوں نے روایت کی قتادہ (بن دعامہ سدوسی) سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں
نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خط لکھا عجم کے بادشاہ کو یا روم کے بادشاہ کو (یا لکھنا چاہا (اور یہ شک ہے
راوی کو یعنے انس بن مالک رض کو) لوگوں نے آپسے عرض کیا وہ لوگ (عجم کے یا روم کے) وہی خط پڑھتے ہیں جسپر مہر لگی ہو
تب آپنے ایک انگوٹھی بنوائی چاندی کی اسپر کندہ تھا محمد رسول اللہ گویا میں آپکے ہاتھ میں اوسکی سفیدی دیکھ رہا ہوں
شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے پوچھا یہ کس نے کہا اوسپر کندہ تھا محمد رسول اللہ اونہوں نے کہا انس نے **ف** اس باب سے معلوم
ہوا کہ قتادہ نے یہ حدیث انس سے سنی ہے اور چونکہ قتادہ تدلیس کیا کرتے ہیں اسلیے انکی معنعن روایت اتصال پر محمول
نہیں جبتک سماع کی تصریح نہ ہو جاوے امام بخاری نے اپنی کتاب میں جہاں کسی مدلس راوی سے روایت کی ہے تو
وہاں سماعت ثابت کی ہے یہ احتیاط سوا امام بخاری کے اور کسی نے کم کی ہے حافظ ابن حجر رح نے فرمایا اس حدیث کے لانے سے
جو فایدہ ہے اسی فقرہ سے نکلتا ہے کہ وہ لوگ وہی خط پڑھتے ہیں جسپر مہر ہو کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتبہ پر
عمل کرنیکی یہ شرط ہے کہ کتاب پر مہر لگی ہو تاکہ تغیر کا وہم نہ رہے لیکن اگر لانے والا امین اور ثقہ ہو تو مہر سے بے نیاز ہے

کی ضرورت نہین اور یہ حدیث کا بیان جہاد اور لباس مین اگر خدا چاہے تو اویگا قسطلانی نے کہا روم یا عجم کے لوگ اوسی کتاب کو پڑھتے تھے جسپر مہر لگی ہو اس سے یہ غرض تھی کہ اونکے راز کی باتین کہلنے نپاوین فتح الباری مین ہے کہ امام بخاری نے روایت حدیث کے طریقون مین صرف اجازت کا ذکر نہین کیا جو خالی ہو مناولت او رمکاتبت سے اور شاید امام بخاری اسکو کافی نہین سمجھتے اور ابن مندہ نے یہ دعوے کیا کہ امام بخاری جہان قَالَ لِیْ کہتے ہین تو وہ اجازت ہے اور یہ غلط ہے مین نے ایسے کئی مقامون کو دیکھا جہان اس صحیح مین قَالَ لِیْ کہا ہے اور اور کتابون کو حدثنا کے ساتھہ بیان کیا ہے اور امام بخاری صرف اجازت مین حدثنا کہنا جائز نہین سمجھتے تو معلوم ہوا کہ قَالَ لِیْ جہان کہا ہے وہ روایت بھی مسموع ہے مگر اس لفظ کے کہنے سے شاید یہ غرض ہو کہ فرق ہو جاوے ان روایتون مین جو اون کی شرط موافق ہین اور جو اس درجہ کو نہین پہونچین واللہ اعلم انتہے **باب** مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِيْ بِهِ الْمَجْلِسُ وَمَنْ رَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا باب بیان مین دو شخصون کے جو جہان جگہہ پاوے وہان بیٹھ جاوے اور جو حلقہ مین کچھ خالی جگہہ پاکر بیٹھ جاوے **ف** فتح الباری مین ہے اس باب کی مناسبت کتاب العلم سے یہ ہے کہ مجلس اور حلقہ سے مراد حدیث مین علم کا حلقہ اور مجلس ہے تو طالب العلم کا ادب اس باب مین مذکور ہے اور اوسکے پہلے باب عالم کے صفات سے متعلق تہے انتہے **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذْ اَقْبَلَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَاٰوَاهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے امام مالک نے اونہون نے روایت کی اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ (انصاری بخاری سے جو انس کے اخیافی بہائی کے بیٹے تہے) انہون نے کہا کہ ابو مرہ (یزید) نے جو مولے تہے عقیل بن ابیطالب کے اونکو خبر دی ابو واقد لیثی (حارث بن مالک صحابی) سے سنکر (یہ بدری ہین بعضون کے نزدیک اور اونسے اس کتاب مین ایک ہی حدیث مروی ہے) انہون نے کہا جناب رسالت مآب سرور عالم حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد مین تشریف رکہتے تہے اور لوگ آپکے پاس بیٹھے تہے (آپ انکو دین کی باتین سکہلا رہے تہے) اتنے مین تین

آدمی آئے تو دو شخص تو آگئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلے آئے اور ایک شخص چلدیا ارشاد یہ تینون شخص راہ سے
آئے او مسجد مین سے ہو کر گذرے جیسے انس کی روایت مین ہے کہ تین آدمی گذرنے لگے جب انہون نے آپکی مجلس دیکھی تو دو
ان مین سے آپ کی پاس چلے آئے اور تیسرا چلدیا) پہر وہ دو شخص آپکی مجلس پر کہڑے ہوئے **ف** فتح الباری مین ہے کہ
اس حدیث کے راوی ابو واقد لیثی ہین اور نسائی کی روایت مین ابو مرہ کی سماع کی ابو واقد سے تصریح ہے اور ابو واقد کا نام
حارث بن مالک یا حارث بن عوف ہے اور بعضون نے کہا عوف بن حارث اور اس حدیث کے راوی سب مدنی ہین اور یہ موطا مین
موجود ہے اور ابو واقد سے اوسکو روایت نہین کیا مگر ابو مرہ نے اور ابو مرہ سے صرف اسحق نے اور ابو مرہ نے کوئی انسے دو
تابعیون نے روایت کیا اور اس حدیث کا ایک شاہد ہے انس کی روایت سے اوسکو بزار اور حاکم نے روایت کیا اور اس روایت
مین اتنا ہی ہے کہ وہ دو شخص آپ پر کہڑے ہوئے یعنے آپکی مجلس پر اور موطا کے اکثر راویون نے یہ زیادہ کیا ہے کہ جب وہ
دو شخص کہڑے ہوئے تو اونہون نے سلام کیا اور ایسا ہی ہے ترمذی اور نسائی کی روایت مین اور مولف نے اسکو نہ
نماز کے باب مین سلام کا ذکر کیا اور ایسا ہی امام مسلم کی روایت مین بھی سلام کا ذکر نہین ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے
کہ جو باہر سے آوے اوسکو سلام کرنا چاہیے اور جو شخص کہڑا ہو وہ بیٹھے ہوئے شخص کو پہلے سلام کرے اور سلام کے جواب کا ذکر نہین کیا
کیونکہ وہ مشہور ہے یا اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص عبادت مین غرق ہو اوسکو سلام کا جواب دینا معاف ہے اور اسکی بحث
کتاب الاستیذان مین آئیگی اور اس روایت مین یہ نہین ہے کہ دونون شخصون نے تحیۃ المسجد پڑہا تو اس وقت تک تحیۃ المسجد
مشروع نہوا ہوگا یا وہ بے وضو ہونگے یا پڑہا ہوگا لیکن راوی نے نقل نہ کیا یا اسوقت اوس نماز کا وقت نہ ہوگا یہ قاضی
عیاض نے اپنے مذہب پر کہا کیونکہ اونکے نزدیک اوقات مکروہہ مین تحیۃ المسجد پڑہنا چاہیے اور یہ جو اس حدیث مین آیا
کہ وہ دونو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کہڑے ہوئے تو مراد یہ ہے کہ آپ کی مجلس پر کہڑے ہوئے یا علے عند کے معنون
مین ہے یعنے آپکے نزدیک کہڑے ہوئے انتہے علامہ عینی نے عمدۃ القاری مین حافظ صاحب پر یہ اعتراض کیا کہ علے عند
کے معنون مین نہین آیا اور مین جسوقت اس حدیث کا ترجمہ لکھتا تہا اسوقت اتفاق سے موضع فرخ نگر مین تہا جو شہر حیدر
آباد سے سو کوس پر واقع ہے اور اسوقت شب کا وقت تہا کوئی کتاب لغت یا عربیت کی میری پاس نہ تہی مین عینی کے اس
اعتراض کے جواب دینے مین متردد ہوا اور حافظ ابن حجر رحمہ کے روح مقدس سے یہ کہا کہ اس اعتراض کا جواب آپ جواب دیجیے
دو مین اس ترجمہ مین لکھدون کیونکہ میرے پاس اسوقت کوئی کتاب نہین ہے اوسیوقت میرے ذہن مین آیا کہ کتاب سیبویہ
مین موجود ہے کہ علے شاذ و نادر عند کے معنے مین آتا ہے اور امرء القیس شاعر مشہور عرب کا شعر اسکی تائید کے لیے موجود ہے
امرء القیس نے اپنے اس قصیدہ مین جو سبعہ معلقہ مین داخل ہے کہا ہے وقوفا بہا صحبی علی مطیہم + یقولون لا تہلک اسی

وتجمل تہیان علی بالبداہت یعنے عند کے ہی اور صرف امراء القیس کا قول اسکے ثبوت کے لیے کافی تہا او سیبویہ کا قول
جو امام ہے عربیت کا ایک کافی سند ہے اور تعجب ہے کہ علامہ عینی نے اس مشہور قصیدے پر بہی التفات نہ فرمایا ورنہ یہہ
اعتراض انکا ہیکو کرتے اور دوسرا شعر ابو الحسن عنابی کا موجود ہے وہ کہتا ہے وکنت یا لبیداء اذا جاءنی رسول
علی املاک جرہم املاک جرہم ایک موضع ہے اور یہان بہی علے یعنے عند کے ہے کیونکہ شاعر بیدا مین تہا تو رسول خود
املاک جرہم پر کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ اوسکے نزدیک ہو سکتا ہے واللہ اعلم **ت** پہر ان دونون مین سے ایک نے حلقہ مین
خالی جگہہ پائی وہ بیٹھہ گیا اس سے یہ نکلا کہ مجالس ذکر کے لیے حلقہ کرنا مستحب ہے اور یہہ بہی نکلا کہ جسنے پہلے کوئی جگہہ حاصل
کر لی وہ اسکا زیادہ حقدار ہے اور دوسرا شخص لوگون کے پیچہے بیٹہا اور تیسرا پیٹہہ موڑ کر چلدیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپنے فرمایا کیا مین تمکون تینون آدمیون کا حال نہ بتلاؤن ان مین سے ایک نے تو پناہ دلی
(یعنے جگہہ پکڑی) اللہ تعالی کے پاس اللہ تعالی نے اوسکو جگہہ دی اپنے پاس اور دوسرے نے شرم کی (اندر گہسنے مین) اللہ
تعالی نے بہی اس سے شرم کی **ف** فتح الباری مین ہے جگہہ پکڑی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین
شریک ہوگیا اور اللہ نے اوسکو جگہہ دی یعنے اسکے فعل کی جزا اوسیطرح دی یعنے اپنی رحمت اور رضا مندی مین شریک
کر لیا اس حدیث سے یہ نکلا کہ مجالس علم مین ادب کرنا مستحب ہے اور حلقہ مین جو جگہہ خالی ہو اوسکو بہر دینا بہتر ہے جیسے
نماز کی صف مین جو جگہہ خالی ہو اور ایسے خالی جگہہ کے بہرنیکے لیے گردنین پہاندنا درست ہے اگر کسیکو ایذا نہ ہو ورنہ
جہان جگہہ ملے ہمین بیٹھہ جانا بہتر ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ جو طلب خیر مین رحمت ہٹا دے وہ تعریف کے لائق ہے
اور یہہ جو فرمایا اللہ تعالی سے اسنے شرم کی یعنے اندر گہسنے مین شرم کی اوسنے جیسے اسکی رفیق نے کیا اسنے حیا کی اللہ کے
رسول اور صحابہ سے یہہ قاضی عیاض نے کہا اور انس نے اپنی روایت مین شرم کا سبب بیان کیا حاکم کی روایت مین ہے کہ دوسرا
شخص تہوڑا چلا پہر آنکر بیٹھہ گیا مطلب یہ ہے کہ اسنے شرم کی مجلس کے چہوڑ کر چلے جانے سے جیسے اوسکے تیسرے رفیق نے کیا اور
یہہ جو فرمایا اللہ تعالی نے بہی اس سے شرم کی اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اسپر رحم کیا اوسکو عذاب نہین دیا انتہی قسطلانی نے کہا یہہ
طریق مشاکلت کے فرمایا کیونکہ حیا تغیر اور انکسار ہے جو انسان کو مذمت کے ڈر سے پیدا ہوتا ہے اور یہہ اللہ تعالی کے حق مین محال
ہے تو اسکے مجازی معنے مراد ہونگے یعنے ترک عقاب گویا ملزوم کو ذکر کیا اور لازم کو مراد لیا انتہی مترجم کہتا ہے قسطلانی اور
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالی دونون نے یہان خلف کا مذہب اختیار کیا اور حیا کی جو ایک صفت الہی ہے تاویل
کی اور سلف رحمہم اللہ تعالی جل شانہ کی صفات مین یہہ قول ہے کہ ان کو اپنے ظاہری معنوں پر رکہین گے اور انکی کیفیت کا علم اللہ
تعالی کو سونپ دینگے اور پاکی کرینگے اوسکے ہر ایک نقص اور عیب کی صفت سے اور مخلوقات اور محدثات کی مشابہت

ہے پس جیسے سمع اور بصر اور نزول اور استوا وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ جل شانہ کی صفات ہین اسیطرح حیا بھی اسکی ایک
صفت ہے اور اسکی کیفیت وہ خوب جانتا ہے یہی طریقہ اسلم ہے اور یہی ہر علما و حدیث قدیما اور حدیثا چلتے آتے ہین
ت اور تیسرے شخص نے منہ موڑا اللہ تعالیٰ نے بہی اسکی طرف توجہ نکی **ف** یعنے اسکی طرف سے مُنہہ پہیر لیا
اعراض کے لیے یہی معنے ہین اور تاویل کی کوئی ضرورت نہین حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ قسطلانی نے یہان بہی تاویل
کی ہے وہ کہتے ہین اعراض سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسپر غصے ہوا اور کہتے ہین کہ یہ بہی مشاکلت کے طور پر ہے کیونکہ اعراض
کے معنے دوسری طرف دیکھنا ہے اور یہ خداوند کریم کے لائق نہین ہے تو ضرور ہے کہ مجازی معنے مراد ہون یعنے سخط اور
غضب حالانکہ سخط اور غضب کی تاویل کچہہ فائدہ نہین دیتی کیونکہ سخط اور غضب کے معنے بہی یہ ہین کہ وہ جوش خون کا جو
انسان کو ایک ناگوار چیز کے دیکھنے یا سننے یا خیال کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور یہ بہی اللہ تعالیٰ کے لائق نہین پہر اسکی بہی تاویل کرنا
پڑیگی اور شاید علامہ قسطلانی اور حافظ صاحب نے اس تاویل پر غور نہین کیا کیونکہ تاویل مین بہی وہی فساد موجود ہے
جو اصلی معنون مین تہا پس عمدہ وہی سلف کا مذہب ہے کہ پہلے ہی سے تاویل کی جڑ کاٹ دین اور ہر ایک لفظ کو اپنے معنی
پر رہنے دین اور مراد اللہ تعالیٰ کے سپرد کرین وہ خوب جانتا ہے حافظ ابن حجر نے فرمایا یہ حدیث محمول ہے اُس شخص پر
جو بے عذر ایسی مجلس سے پیٹھہ موڑ کر چلا جاوے یہ جب ہے کہ وہ شخص مسلمان ہوا اور شاید وہ منافق ہوا اور رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کو اُسکا حال معلوم ہوا اور انس کی روایت مین ہے کہ اوسنے بے پرواہی کی اللہ تعالیٰ نے بہی اسکی پرواہ نکی
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل معاصی کا حال زجر کے لیے بیان کرنا درست ہے اور یہ غیبت مین داخل نہین اور یہ بہی نکلا
کہ علم کی مجلس مین شریک ہونا بہت افضل ہے اور عالم یا ذاکر کو علم یا ذکر کے لیے مسجد مین بیٹھنا بہتر ہے اور تعریف ہے
حیا کرنے والے کی اور بیان ہے بیٹھ جانے کا جہان جگہہ ملے اور ان تین شخصونکا نام اس حدیث کی کسی طریقہ مین مجھکو نہین
ملا نہ ان مین سے کسی کا نام معلوم ہوا انتہے **باب** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى
مِنْ سَامِعٍ باب بیان مین اسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کبہی وہ شخص جسکو میرا کلام پہونچے
زیادہ یاد رکہنے والا ہوتا ہے اُس شخص سے جسنے مجہہ سے سنا **ف** یعنے جو لوگ میرا کلام سنتے ہین اونکو چاہیے
کہ وہ کلام اور لوگون کو پہنچا دین جنہون نے مجہسے نہین سنا شاید وہ اُن سے زیادہ ہون حافظے مین حافظ ابن حجر نے
کہا مؤلف نے اس باب مین جو حدیث بیان کی وہ اس ترجمہ کے معنون مین ہے اور ترجمہ بعینہ اسی لفظ سے مؤلف
نے روایت کیا کتاب الحج مین اور قطب حلبی اور دوسرے شراح سے غفلت ہوئی انہون نے کہا اس ترجمہ کو ترمذی نے
ابن مسعود رض سے روایت کیا حالانکہ ترجمہ خود اسی کتاب مین دوسری جگہہ موصولاً مروی ہے انتہے - اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر کو حدیث کی کتابیں اور عالموں سے زیادہ یاد تھیں خدا انکے درجے بلند کرے آمین ⁂

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ عَلٰى بَعِيرِهٖ وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهٖ أَوْ بِزِمَامِهٖ ثُمَّ قَالَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيهِ سِوٰى اسْمِهٖ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهٗ مِنْهُ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مسدد (ابن مسرہد) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے بشر (بن مفضل بن لاحق رقاشی بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن عون (عبد اللہ بن ارطبان بصری) نے انہوں نے روایت کی (محمد) بن سیرین سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی بکرہ (بن حارث ثقفی بصری) سے (یہ سب سے پہلے اسلام کے زمانے میں بصرے میں پیدا ہوئے) انہوں نے اپنے باپ (ابو بکرہ نفیع) سے انہوں نے ذکر کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ بیٹھے تھے اپنے اونٹ پر (منا میں یوم النحر کو حجۃ الوداع میں قسطلانی نے کہا آپ اونٹ پر بیٹھے لوگوں کو اپنا کلام سنانے کے لیے اور اونٹ کی پیٹھ کو منبر بنانا منع ہے جب ضرورت نہ ہو) اور ایک آدمی اونٹ کی نکیل تھامی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا بعض شارحوں نے اس آدمی کو بلال کہا ہے اور دلیل ہے نسائی کی روایت سے ام حصین سے کہا کہ حج کیا میں نے تو بلال کو دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کی نکیل کھینچتے تھے اور سنن ابن عمرو بن خارجہ کے طریق سے مروی ہے کہ میں آپکے اونٹنی کی نکیل تھامے تھا پھر بیان کیا انہوں نے تھوڑا خطبہ آپ کا تو عمرو بن خارجہ کا نام لینا بلال سے اولی تھا مگر ٹھیک یہ ہے کہ یہاں آدمی سے مراد ابو بکرہ ہیں اور یہ اسمعیلی کی روایت سے ثابت ہے جو انہوں نے ابن مبارک کے طریق سے ابن عون سے کی خود ابو بکرہ سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اپنی اونٹنی پر یوم النحر کو اور میں اسکی نکیل تھامی ۔ اور نکیل تھامنے سے یہ غرض تھی کہ اونٹ ہلے نہیں یا بھاگے نہیں اور آپ اطمینان سے خطبہ سناویں انتہے **ت** یا لگام تھامی (یہ شک ہے راوی کا اور معنے ایک ہے قسطلانی نے کہا خطام اور زمام وہ رسی ہے جسمیں چھلا بندھا ہے اس چھلے کو برہ کہتے ہیں فتح الباری میں ہے کہ یہ شک ابو بکرہ کے بعد کے راویوں سے ہے) پھر آپ نے فرمایا یہ کون دن ہے ہم خاموش رہے یہانتک کہ ہم سمجھے آپ اس دن کا اور کوئی نام رکھینگے اسکے نام کے سوا (ہم آپ کے خود بیان) فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یہ یوم النحر ہے آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے

یہانتک کہ ہم سمجھے آپ اس مہینے کا کچھ اور نام کہیں گے اسکے نام کے سوا پہر آپ نے فرمایا کیا یہ ذی حجہ کا مہینہ نہین ہے ہمنے
عرض کیا کیون نہین یہ ذیحجہ کا مہینہ ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مستملی اور حموی (اور اصیلی) کی روایت مین مہینے
کا سوال نہین ہے اور نہ عبارت ہے یوم النحر قلنا بلی تو انکی عبارت یون ہے یہ کونسا دن ہے ہم خاموش رہے یہانتک
کہ ہم سمجھے آپ اسدن کا اور کچھ نام رکھین گے اوسکے نام کے سوا آپ نے فرمایا کیا یہ ذی حجہ نہین ہے اخیر تک اور اسکی
توجیہ ظاہر ہے گویا کل کا اطلاق کیا جزء پر مجازاً کیونکہ یوم النحر ایک جزء ہے ذالحجہ کا اور دوسری روایتون مین امام مسلم کی اور اور محدثین
کے وہی ہے جو کشمیہنی اور کریمہ کی روایت مین ہے (جو متن مین اوپر مذکور ہوئی) بلکہ مسلم وغیرہ کی روایت مین یہ بہی سوال
ہے کہ یہ کونسا شہر ہے اور یہ سب ابن عون کی روایت مین موجود ہے اور مؤلف نے جو کتاب الاضاحی مین روایت
کی اوسمین تینون باتون کا سوال موجود ہے ایوب کی روایت سے اور حج مین قرہ کی روایت سے وہ دونو ابن سیرین سے
روایت کرتے ہین قرطبی نے کہا آپنے یہ تین سوال کیے اور ہر ایک سوال کے بعد خاموش رہے اس سے یہ مطلب تہا کہ لوگ متوجہ ہوکر
دل لگا کر سنین اور یہ سمجہ لین کہ یہ نصیحت بہت بڑی نصیحت ہے اور سیوطی اسکے بعد یہ فرمایا تمہارا خون اور مال اخیر تک اور یہ مبالغہ
ہے ان اشیا کی حرمت کا اور وجہ تشبیہ کحرمۃ یومکم مین ظاہر ہے سامعین کے نزدیک کیونکہ شہر اور مہینہ اور دن کی حرمت
اونکے دلون مین جمی تہی اور جان و مال کی حرمت اونکے دلون مین ایسی نہ تہی وہ جاہلیت کے زمانہ مین انکو حلال جانتے تہے تو شرع
محمدی نے یہ ثابت کیا کہ مسلمان کی جان و مال اور عزت کی حرمت اس شہر و مہینہ اور دن کی حرمت سے بہی زیادہ ہے اور
مشبہ بہ کی حرمت کی کمی کا اعتراض وارد نہ ہوگا اسلیے کہ خطاب مخاطبین کی عادت اور اصطلاح کے موافق ہے انکی عادت
مین مکہ اور ذیحجہ اور یوم النحر کی حرمت جان و مال اور عزت سے زیادہ تہی اور بعض روایتون مین یہ ہے کہ صحابہ نے ان سب
سوالون کا یہی جواب دیا کہ اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے اور یہ انکا حسن ادب ہے کیونکہ وہ جانتے تہے کہ آپ جن چیزونکا
سوال کرتے ہین وہ آپکو بہی بخوبی معلوم ہین اور آپکا مطلب اس سوال سے اور ہے اور سیوطی اونہون نے یہ کہا ہم سمجھے کہ آپ اسکا
نام اور کچھ رکھینگے سوا اسکے نام کے تو اسمین اشارہ ہے کہ امور کلیہ کو شارع کے سپرد کردینا چاہیے اور جو شخص حقائق شرعیہ
کو ثابت کرتا ہے اسکی دلیل ہے انتہی **ت** آپنے فرمایا تو تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتین آپس مین
ایکدوسرے پر حرام ہین جیسے اس دن کی حرمت اس مہینہ مین اس شہر مین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مراد یہ ہے کہ خون
کا بہانا مال کا لینا عزت بگاڑنا ایکدوسرے کی حرام ہے قسطلانی نے کہا زرکشی اور برماوی اور عینی نے بہی یون ہی معنے
کیے ہین حالانکہ اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ افعال ناحق ناجائز ہین اور حق سے جائز ہین تو انتہاک کا لفظ مقدر کرنا
بہتر ہے جسکے معنے ناحق لینے کی ہین مترجم کہتا ہے کہ قسطلانی کا اعتراض ساقط ہے اسوجہ سے کہ ناحق کی قید بداہۃً عقل سے

ہر ایک عاقل کو معلوم ہو جاتی ہے اور جو کام حق سے کیا جاوے اسکی حرمت کی کوئی وجہ نہین اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے
سور کا کہانا حرام ہے اور دوسرا اعتراض کرے کہ اسمین قید لگانا چاہیے بشرطیکہ اضطرار کی حالت نہو کیونکہ اس قسم
کے قیود ظاہر ہین اونکے لگانیکی حاجت نہین ورنہ ہر جگہہ قیدین لگانا ہونگی اور کلام مین تطویل لاطائل لازم آویگی ف
جو شخص اسجگہہ حاضر ہے وہ یہ خبر غائب کو پہنچا دے (یعنے اسکو بہی میرا یہ حکم سنادے یا تمام احکام سنادے) شاید جو حاضر ہے وہ
ایسے شخص کو سنادے جو اس سے زیادہ یاد رکہنے والا ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس روایت مین یہ ہے کہ جب آپ نے سوال
کیا تو ہم خاموش رہے اور مصنف نے حج مین جو روایت کی ابن عباس سے اوسمین یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا
لوگون کو نحر کے دن پہر فرمایا یہ کونسا دن ہے لوگون نے عرض کیا حرام دن ہے تو ظاہراً دونون روایتون مین تعارض ہوتا
ہے اور جمع اس طور سے ہوگا کہ جس گروہ مین ابن عباس تہے انہون نے جواب دیا اور جس گروہ مین ابوبکرہ تہے انہون نے جواب نہین
دیا یا ابن عباس کی روایت بالمعنے ہے کیونکہ ابوبکرہ کی روایت مین جو مولف نے باب الحج والفتن مین نکالی یہ ہے کہ
آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہین ہے صحابہ نے عرض کیا کیون نہین اور اسکا مطلب یہی ہے کہ یہ یوم حرام ہے اور غایۃ الامر یہ ہے
کہ ابوبکرہ کی روایت مفصل ہے اور ابن عباس کی مختصر ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ابوبکرہ ابن عباس کی نسبت آپ سے زیادہ
قریب تہے کیونکہ ابوبکرہ آپکے اونٹ کی نکیل تہامے ہوئے تہے اور بعضون نے یہ کہا ہے کہ شاید دو خطبے آپنے پڑہے ہون انکی اگر یہہ
غرض ہے کہ یوم النحر کے دو خطبے پڑہے تو اسکی دلیل بیان کرنا ضرور ہے کیونکہ ابن عمر کی روایت مین جو مصنف نے کتاب الحج مین نکالی
یہ ہے کہ خطبہ یوم النحر کو تہا جمرات کے بیچ مین حج مین اور اس حدیث مین سوا ان فائدون کے جو اوپر مذکور ہوئے اور فائدے ہین -
ایک تو ترغیب علم کے پہنچانے کی دوسرے جواز تحمل الحدیث سے پہلے تیسرے فہم کا شرط نہ ہونا ادا مین چوتہے متاخر کا فہم مین مقدم
سے زیادہ ہونا اگرچہ ایسا کم ہوتا ہے اور ابن منیر نے اس سے یہ نکالا کہ راوی کی تفسیر اوروں کی تفسیر سے راجح ہے پانچوین جانور
کی پیٹہ پر بیٹہنے کا جواز اور جو نہی اسمین وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے بے ضرورت ایسا کرنے پر چہٹے یہ کہ خطبہ بلند جگہہ پر کرنا
چاہیے تاکہ سب سامعین امام خطیب کو دیکہین انتہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کے سب راوی بصری ہین اور مولف نے اسکو حج اور تفسیر اور
فتن اور بدء الخلق مین نکالا اور مسلم نے دیات مین اور نسائی نے حج اور علم مین ۔ **باب** تنوین کے ساتھہ اور یہ ساقط ہے
اصیلی کی روایت مین العِلمُ قَبلَ القَولِ وَالعَمَلِ علم مقدم ہے قول اور عمل پر **ف** فتح الباری مین ہے ابن منیر نے
کہا مولف کی غرض یہ ہے کہ علم شرط ہے صحت قول اور عمل کی تو قول اور عمل دونون کا اعتبار علم سے ہے اور علم مقدم ہے ان دونون
پر کیونکہ علم سے نیت صحیح ہوتی ہے اور نیت سے عمل صحیح ہوتا ہے تو مولف نے اسپر تنبیہ کی تاکہ کوئی اس قول سے کہ علم بغیر عمل کے نفع
نہین دیتا یہ نہ سمجہے کہ علم ذلیل ہے یا علم حاصل کرنے مین سستی کرے بقول اللہ تعالی فاعلم انہ لا الہ الا اللہ فبدأ

بِالْعِلْمِ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے حبیب سرتاج انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) پس جان تو کوئی عبادت کے لائق نہیں یا کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے **ف** کیونکہ پہلے فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا پھر فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ اور یہ خطاب اگرچہ خاص رسول اکرم سے ہے مگر شامل ہے آپ کی امت کو اور سفیان بن عیینہ نے اس آیت سے علم کی فضیلت پر استدلال کیا ہے جیسے ابونعیم نے حلیہ میں اونسے روایت کیا ربیع بن نافع کے طریق سے اونمین یہ ہے کہ سفیان نے اس آیت کو پڑہا پھر کہا تو نہیں سنتا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے علم سے شروع کیا فرمایا اِعْلَمْ پھر حکم کیا آپ کو عمل کا اور اس سے متکلمین کے قول کی بھی دلیل نکلتی ہے کہ معرفت واجب ہے لیکن نزاع جیسا اور ہم نے بیان کیا وجوب تعلیم ادلہ میں ہے بطور قوانین علم کلام کے اور اسکا کچھ بیان کتاب الایمان میں گذرا (فتح) وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَرَّثُوْا الْعِلْمَ مَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ اور عالم پیغمبروں کے وارث ہیں پیغمبروں نے ترکہ چھوڑا علم کا یا عالم وارث ہوئے علم کے (اگر ورّثوا تشدید سے پڑھو تو پہلا ترجمہ ہے اور جو ورثوا تخفیف سے پڑھو تو دوسرا ترجمہ ہے فتح الباری میں ہے کہ ترمذی کی روایت وَرَّثُوا بالتشدید کو تائید کرتی ہے) پھر جسنے علم حاصل کیا اوسنے پورا حصہ حاصل کیا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے مصححاً روایت کیا ابوالدردا سے اور حمزہ کنانی نے اسکو حسن کہا اور بعضوں نے اسکو ضعیف کیا بوجہ اضطراب کے اوسکی سند میں لیکن اسکے کئی شاہد ہیں جنکی وجہ سے حدیث کو قوت ہوجاتی ہے اور مؤلف نے تو یہ نہیں کہا کہ وہ حدیث ہے اسیلئے یہ تعالیق میں شمار نہیں کیجاتی لیکن ترجمہ باب میں اوسکا لانا دلیل ہے اس امر کی کہ اسکی اصل ہے اور اسکا شاہد قرآن میں موجود ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا اور اسکی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ وارث مورث کی قائم مقام ہے تو وارث کا حکم بھی مورث کا ہے جس باب میں وہ اسکے قائم مقام ہے انتہیٰ مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری کا مقصود اس باب سے بیان ہے علم کے شان کا اور علم کی فضیلت کا اور اس قول سے علم کی فضیلت ظاہر ہے کیونکہ وہ میراث ہے انبیا کی اور عالم وارث ہے نبی کا اور جیسے کوئی فضیلت نبوت سے زیادہ نہیں ہے اسیطرح کوئی شرف وراثت نبوت سے بھی زیادہ نہیں ہے پس نفس علم کی فضیلت ہے اگر اسکے ساتھ عمل بھی ہو تو سبحان اللہ اور اس سے رد ہوگیا ان جاہلوں کا خیال جو عمل ہی کو اصل جانتے ہیں اور علم کو بے حقیقت اور علما کو حقیر سمجھتے ہیں ان جاہلوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عمل کی اصل علم ہے اور بغیر علم کے کوئی عمل صحیح نہیں ہے وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ بِهٖ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ اور جو شخص ایسے رستہ پر چلے جس سے ارادہ کرتا ہے علم کا تو اللہ تعالیٰ اوسکے لیے جنت کا رستہ آسان کر دیگا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ بھی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس ٹکڑے کو امام مسلم نے اعمش سے اونسے ابوصالح سے اونسے ابوہریرہ سے روایت کیا

اور روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا حسن ہے اور صحیح نہین کہا کیونکہ اعمش نے اوس مین تدلیس کی ہے انہون نے کہا جیسے
حدیث بیان کی گئی ابو صالح کی مین کہتا ہون امام مسلم نے ابو اسامہ سے روایت کیا انہون نے اعمش سے انہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو صالح نے تو تدلیس کی تہمت جاتی رہی اور علم کا رستہ عام ہے شامل ہے تمام رستون کو جو علوم دین کی تحصیل کے
لیے اوسمین قلیل اور کثیر سب داخل ہے اور جنت کا رستہ آسان ہوگا اوسکے لیے آخرت مین یا دنیا مین اس طرح سے کہ اوسکو توفیق
ہوگی اعمال صالحہ کی جو جنت کو پہنچاتے ہین اور اسمین خوشخبری ہے طالب العلم کے لیے کہ اوسکے لیے جنت کا رستہ آسان ہوتا
ہے انتہے مترجم کہتا ہے جو شخص طالبین علم کی مدد کرے علم حاصل کرنیکے لیے جیسے انکی لیے مدرسہ بناوے استاد رکھے اونکی خوراک اور
پوشاک کی تدبیر کرے اونکے لیے علم کی کتابین خرید دیوے وہ بھی اسی فضیلت مین داخل ہے اسیطرح جو دین کی کتابین
آسان کرے پڑھنے والون کے لیے مثلاً اونپر شرح یا حاشیہ لکھے یا دوسری زبان مین اونکا ترجمہ یا تفسیر کرے یا دین کی
کتابون کو چھپوا کر نشر کرے یا دین کی کتابین خرید کرکے بلا قیمت دیوے اُن محتاجون کو جو علم کے شائق ہین وہ بھی اس
فضیلت مین داخل ہے اور ہمارے زمانے مین جناب سید علامہ نواب مستطاب نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر نے اس
فضیلت کو ایسا حاصل کیا ہے کہ شاید اونسے پیشتر کسی نے کم حاصل کیا ہوگا صدہا کتابین علوم دین مین خود تالیف فرمائین
اور صدہا کتابین بڑی بڑی حدیث اور تفسیر کی اپنی زر ذاتی سے چھپوا کر پھیلائین اور صدہا کتابین اردو زبان مین ترجمہ
کرکے اور ترجمہ کرا کر محتاجون کو بلا قیمت تقسیم کین اور ہر سال یہ سلسلہ برابر جاری ہے حق تعالیٰ اونکی عمر اور علم مین برکت دیوے اور
اونکے لیے جنت الفردوس کا رستہ آسان کرے صحاح ستہ کا ترجمہ بھی انہی کی مدد اور اعانت سے دنیا مین پھیلا حق تعالیٰ اسکو
بھی قبول فرماوے اور اپنے حبیب اکرم رسول معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے ہمارا خاتمہ بخیر کرے اور ہمکو جنت مین
آپکی غلامی اور کفش برداری نصیب کرے آمین یا رب العالمین قسطلانی نے کہا مسند الفردوس مین سعید بن جبیر سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرو طالب علم پر کیونکہ اوسکے بدن پر تعب ہوتا ہے اور جو وہ غرور نہ کرتا تو
علانیہ فرشتے اوس سے مصافحہ کرتے لیکن وہ غرور کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اوسپر غالب آوے جو اس سے زیادہ جانتا
ہے انتہے وقال اللہ جل ذکرہ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اور فرمایا اللہ تعالے جل شانہ نے اللہ سے
اوسکے بندون مین وہی ڈرتے ہین جو عالم ہین یعنے اسکی قدرت اور سلطنت کو جانتے ہین پہر جو شخص جتنا علم زیادہ رکہتا
ہوگا اوتنا ہی اللہ تعالے سے زیادہ ڈریگا فرمایا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مین تم سب سے زیادہ ڈرتا ہون اللہ سے
اور تم سب سے زیادہ تقویٰ کرتا ہون اللہ کے لیے (قسطلانی) یہ تفسیر عبد اللہ بن عباس رضی کی ہے (فتح) وقال وَمَا يَعْقِلُهَا
إِلَّا الْعَالِمُونَ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہین سمجھتے ہین ان مثالون کو یعنے اونکی خوبی اور فائدون کو مگر عالم جنکو خدا نے عقل دی

ہے اور علم عطا فرمایا ہے وہ فکر کرتے ہین اور ہر بات کی تہ کو پہونچتے ہین) وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحٰبِ
السَّعِيرِ اور کہا جہنم والون نے اگر ہم سنتے (رسول کی کلام کو اسطرح کہ اسکو سمجھتے اور قبول کرتے) یا عقل رکھتے (تمیز) تو ہم نہ
ہوتے دوزخ والون مین۔ حافظ ابن حجر نے کہا عقل اور تمیز اور سننا اور قبول کرنا حق بات کا یہ اوصاف ہین اہل علم کے تو مطلب
یہ ہے کہ ہم ہوتے علم والے تو ہم جانتے جو واجب تہا ہم پر اور اسپر عمل کرتے اور جہنم سے نجات پاتے **ف** اس آیت مین اللہ
جل شانہ نے کفار کی زبانی بیان کی جب وہ دوزخ مین پڑے ہونگے مطلب یہ ہے کہ ہم نے نہ خود حق کو تحقیق کیا اپنی عقل اور فکر
سے اور نہ دوسرے عقل والون کی بات مانی یعنی نہ مقلد ہوئے نہ محقق بلکہ سر سے حق سے منہہ موڑا اور باطل اور طوفان جو ابلیس
اپنے جی سے ہم جہنمی ہوئے وَقَالَ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دو تم اے محمد
کیا برابر ہین علم والے اور جو بے علم ہین یا۔ ہرگز نہین علم والون کا درجہ بہت بڑا ہے اور بے علم اونکے پاسنگ کو نہین پہونچ سکتے
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ اور بعض نسخون مین بجائے يُفَقِّهْهُ
يُفَهِّمْهُ ہے اور ترجمہ ایک ہے یعنی فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ بہلائی کرنا چاہتا
ہے اسکو دین مین سمجھہ دیتا ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث خود مؤلف نے دو باب کے بعد نکالا اور اس مین
یفقہہ ہے اور یفہمہ کی روایت کو ابن ابی عاصم نے کتاب العلم مین ابن عمر کے طریق سے اونہون نے عمر سے مرفوعًا روایت
کیا ہے اور اسناد اسکا حسن ہے اور فقہ اور فہم ایک ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا یعنی کوئی بات نہین
سمجھتے اور مراد فہم سے احکام شرعیہ مین انتہی وَإِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ اور علم وہی ہے جو سیکھنے سے حاصل ہوا **ف** یعنی
علم حاصل کرنے کے لیے محنت سیکھنے کی اوٹہانا ضرور ہے کیونکہ بغیر سیکھنے اور محنت کیے علم حاصل نہین ہوتا یہانتک کہ پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی محنت اٹہائی اور اللہ تعالیٰ نے اونکی تعلیم کی فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ حافظ ابن حجر نے کہا یہ ایک
حدیث ہے مرفوع جسکو روایت کیا ابن ابی عاصم اور طبرانی نے معاویہ سے اسمین یہ ہے اے لوگو علم سیکھو کیونکہ علم سیکھنے ہی سے
حاصل ہوتا ہے اور فقہ فقہ سیکھنے سے اور جسکے ساتہہ اللہ تعالیٰ بہلائی چاہتا ہے اوسکو دین مین فقہ یعنی سمجھہ دیتا ہے اسناد
اسکا حسن ہے کیونکہ اوسمین ایک مبہم ہے اور اسکو تائید ہوتی ہے دوسرے طریقے سے اور روایت کیا بزار نے مانند اسکے
ابن مسعود کی حدیث سے موقوفًا اور روایت کیا اسکو ابو نعیم اصبہانی نے مرفوعًا اور اس باب مین ابو الدرداء وغیرہ سے بھی
روایت ہے تو دہوکا نہ کہانا چاہیے اس شخص کے قول سے جسنے اسکو امام بخاری کا کلام قرار دیا اور مطلب یہ ہے کہ وہی علم معتبر ہے
جو پیغمبرون اور پیغمبرون کے وارثون سے حاصل کیا گیا سیکہ کر انتہی وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلَى هٰذِهِ
وَأَشَارَ إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ ظَنَنْتُ أَنِّي أُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تُجِيزُوا

عمل کا نفقہ تھا) اور ابوذر غفاری رضی جندب بن جنادہ صحابی مشہور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر تم تلوار رکھو اسپر اور اشارہ کیا اپنی
گردن کیطرف پھر میں سمجھوں کہ میں ایک بات جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے پہنچا سکونگا گردن کٹنے سے پہلے تو البتہ میں پہنچا دونگا اسکو ف یعنی
اگر جان بھی جاتی ہو اور میں سمجھوں کہ ایک حدیث بیان کرنیکی فرصت ہو تو اوسکو بیان کر دونگا اور یہ کمال حرص تھی ابوذر
کی تعلیم علم پر اور مقصود اس سے طلب ثواب ہے کیونکہ جسقدر تعلیم علم میں مشقت زیادہ ہو اوسیقدر ثواب زیادہ ہے حافظ
ابن حجر نے کہا اس تعلیق کو ہم نے روایت کیا موصولاً مسند دارمی میں اوزاعی کے طریق سے اونہوں کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو کثیر نے یعنی مالک بن مرثد نے انہوں نے سنا اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں ابوذر رض کے پاس آیا اور وہ
جمرہ وسطی کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ اونکے پاس جمع تھے اور فتوے مسئلے پوچھتے تھے ایک شخص آیا اور انکے پاس کھڑا ہوا
اور کہنے لگا کیا تمکو ممانعت نہیں ہوئی فتوے دینے کی یہ سنکر ابوذر رض نے سر اوٹھایا اور کہا کیا تو میرا نگہبان ہے اگر تم تلوار رکھو
اخیر تک اور ابو نعیم نے حلیہ میں ایسی ہی روایت کی اوسمیں ہے کہ جس شخص نے انسے یہ گفتگو کی قریش کا ایک شخص تھا اور
جسنے انکو منع کیا تھا فتوے دینے سے وہ حضرت عثمان رض تھے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ ابوذر شام کے ملک میں تھے
اور معاویہ سے بحث ہوئی اس آیت کی تفسیر میں وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ یعنی جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونے اور
چاندی کو اور اسکو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اونکو خوشخبری دے دکھ کی مار کی جسدن وہ گرم کیا جاویگا جہنم کی آگ میں پھر
داغا جاویگا انکی پیشانی اور پسلیوں کو اور پیٹھوں کو اس سے اور انسے کہا جاویگا یہ وہ ہے جو گاڑ رکھا تھا تمنے اپنے لیے
اب چکھو اپنے گاڑے ہوئے خزانے کا مزا تو معاویہ نے کہا یہ آیت خاص اہل کتاب (یعنی یہود اور نصاریٰ) کے حق میں اتری ہے
اور ابوذر نے کہا یہ آیت انکو اور ہمکو دونوں کو شامل ہے (اور صواب ابوذر کا قول ہے جو لوگ زکوۃ نہیں دیتے اور مال جوڑ
رکھتے ہیں مسلمان ہوں یا اہل کتاب سب اس وعید میں داخل ہیں اور جس مال کی زکوۃ دیجاوے وہ اگر گاڑا جاوے تب
بھی کنز نہیں ہے اور جس مال کی زکوۃ نہ دیجاوے وہ گڑا نہو تب بھی کنز ہے) پھر معاویہ نے حضرت عثمان کو اس بارے میں
لکھا اونہوں نے ابوذر کو بلا بھیجا اور ان میں اور ابوذر میں جھگڑا ہوا جسکی وجہ سے ابوذر مدینہ چھوڑ کر ربذے میں چلے
گئے (ربذہ ایک مقام ہے) پھر وہیں رہے یہانتک کہ وفات ہوئی انکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا اسکو نسائی نے
اور اسمیں دلیل ہے کہ ابوذر رض کے نزدیک امام کی اطاعت فتوے نہ دینے میں لازم نہیں ہے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ فتوے
دینا واجب ہے اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثیں پہونچانے کا حکم دیا اور شاید انہوں نے وہ وعید سنی ہوگی
جو علم چھپانے والے کی بابت میں آئی ہے اور ایسا ہی ایک واقعہ حضرت علی کو حضرت عثمان کے ساتھ پیش آیا اوسکا ذکر آگے
آویگا اور مراد ابوذر رضی کی اس کلام سے یہ ہے کہ مجھکو دین کی باتیں بتانے میں اور دین کے مسائل بتلانے میں کسی کا ڈر نہیں ہے

بلکہ اگر تلوار بھی میری گردن پر ہو اور میں مرنے کے قریب ہوں اوس وقت بھی اگر کچھ مہلت ملے تو دین کی بات پہونچا دونگا
اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا دونگا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ تعلیم علم پر حرص کرنا چاہیے اور تعلیم علم میں جو
تکلیف پیش آوے اوس پر صبر کرنا چاہیے کیونکہ اوس میں بڑا ثواب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حق بات کے کہنے میں اور رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے حدیث کو بیان کرنے میں کسی بادشاہ یا امام کے حکم کا خیال کرنا ضرور نہیں بلکہ جو حکم بادشاہ یا
امام کا خلاف شرع ہو وہ لغو ہے اسکا ماننا ضرور نہیں وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ حُلَمَاءَ فُقَهَاءَ عُلَمَاءَ
وَيُقَالُ الرَّبَّانِيُّ الَّذِي يُرَبِّي النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهِ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا
ہو جاؤ ربانین (جیسے قرآن میں وارد ہے) یعنے بردبار (غصہ پینے والے) سمجھدار عالم (یہ تفسیر ابن عباس کی اور
بیضاوی نے کہا ربانی یعنے کامل علم اور عمل میں اور امام بخاری نے نقل کیا بعض لوگوں سے) اور کہا جاتا ہے کہ ربانی وہ
جو تربیت کرتا ہے لوگوں کی علم کی چھوٹی چھوٹی باتیں پہلے بتلا کر یعنے بڑی باتیں بتلانے سے پہلے **ف** یعنے پہلے
جزئیات مسائل اور عقائد کی چھوٹی چھوٹی باتیں تعلیم کرتا ہے پھر قواعد کلیہ اور قوانین کی تعلیم کرتا ہے۔ حافظ ابن حجر
نے کہا ابن عباس کی اس تعلیق کو ابن ابی عاصم نے روایت کیا باسناد حسن اور خطیب نے دوسری اسناد سے وہ بھی حسن
ہے اور ابن عباس نے ربانی کی تفسیر کی کہ حکیم اور فقیہ اور ابن مسعود بھی انکے موافق ہوئے روایت کیا انکو ابراہیم حربی
نے غریب میں باسناد صحیح اور اصمعی اور اسمعیلی نے کہا کہ ربانی نسبت ہے رب کی طرف یعنے جو شخص رب کے حکم کا خیال رکھے علم اور
عمل میں (اردو میں ربانی کے معنے اللہ والے) اور ثعلب نے کہا علما کو ربانی کہتے ہیں وہ تربیت کرتے ہیں علم کی
یعنے اہتمام کرتے ہیں اوسکا اور حاصل یہ ہے کہ اختلاف ہے ربانی کی نسبت میں بعض اسکو رب کی طرف نسبت کرتے ہیں
اور بعض تربیت کی طرف اور چھوٹی باتوں سے مراد علم کی کھلے مسائل ہیں اور بڑی باتوں سے مراد باریکیات مشکل
مسائل ہیں اور بعضوں نے کہا چھوٹی باتوں سے جزئیات مراد ہیں یا فروع یا مقدمات اور بڑی باتوں سے کلیات یا
اصول یا مقاصد ابن عربی نے کہا عالم کو ربانی نہیں کہتے جب تک وہ عالم اور معلم (یعنے تعلیم دینے والا) اور عامل (یعنے
عمل کرنیوالا) نہ ہو اور مؤلف نے اس باب میں صرف تعلیقات پر اکتفا کی اور کوئی حدیث موصول بیان نہیں کی یا تو
عمدًا ایسا کیا یا انکی نیت کسی حدیث کو لکھنے کی ہو گی پر اتفاق نہ ہوا واللہ اعلم **بَاب** مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْلَا يَنْفِرُوا اس باب میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم صحابہ کی رعایت کرتے تھے وعظ کہنے اور علم سکھلانے میں اسطرح پر کہ وہ نفرت نہ کریں (یعنے ان کی فرصت اور خوشی
کے اوقات دیکھ کر اسوقت تعلیم کرتے تھے اور اسوقت بھی اتنی دیر تک جب تک خوشی سے اونکا جی لگتا) **حدثنا**

مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِی الْاَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّاٰمَةِ عَلَيْنَا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف (بن واقد فریابی ضبی) نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو سفیان (ثوری) نے انہون نے سنا اعمش (سلیمان بن مہران کوفی) سے انہون نے ابو وائل (شقیق بن سلمہ کوفی) سے انہون نے (عبداللہ بن مسعود رض) سے انہون نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے نصیحت کرنیکے وقت ڈہونڈہتے تہے دنون مین یعنے ہر روز نصیحت نہین کرتے تہے (کیونکہ آپ پر اجانتے تہے ہماری ناخوشی کو) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا حدیث مین یتخولنا ہے خاء معجمہ اور تشدید واو سے یا یتخونا ہے یا یتحولنا پہلی صورت مین معنے یہ ہین کہ آپ اوقات کی رعایت کرتے تہے ہمارے نصیحت کرنے مین اور ہر روز نہین کرتے تہے اور دوسری صورت مین یہ ہے کہ آپ رعایت کرتے تہے حفاظت کرتے تہے وقت کی اور تیسری صورت مین یہ ہے کہ آپ ہماری خوشی اور نشاط کے وقت ڈہونڈہتے تہے اور صواب من حیث الروایۃ پہلا لفظ ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عمل صالح مین مداومت کوشش کے ساتہ ترک کرنا مستحب ہے ایسا نہو نفرت ہو جاوے اور اگرچہ ہمیشگی مطلوب ہے مگر وہ دو قسم پر ہے ایک تو روز جب تکلیف نہو دوسرے ایک دن آڑ تا کہ ایک دن رحمت ہی یا ہفتہ مین ایک بار مثلاً جمعہ کے دن اور مختلف ہے باختلاف احوال و اشخاص اور قاعدہ یہ ہے کہ حاجت کے وقت ہو نشاط اور خوشی کی رعایت کے ساتہ اور بعض علماء نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ اور نوافل کو سنن رواتب کیطرح روزانہ نہ پڑہنا چاہیے ہمیشہ وقت معین مین اور ایسا کرنا مکروہ ہے اور امام مالک سے بہی اسکے مثل منقول ہے انتہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بشار (بن داود بندار) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی (بن سعید قطان امام حدیث) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے ونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے ابو التیاح (یزید بن حمید ضبعی) نے اونہون نے روایت کیا انس سے اونہون نے سنا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے فرمایا آسانی کرو (لوگو پر) اور مت سختی کرو اور خوش رکہو (لوگون کو اللہ تعالی کی مغفرت اور رحمت بیان کرکے) اور مت نفرت دلاؤ اونکو (صرف عذاب الیم اور جہنم کا حال بیان کرکے) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مراد یہ ہے کہ جو کوئی مسلم ہوا وسکا دل ملاؤ اور سخت سخت احکام ایک ہی بار اوس پر مت ڈالو اسیطرح گناہون سے منع کرنا بہی نرمی سے لازم ہے تا کہ گنہگار مان لیوے اور اسیطرح علم کی تعلیم بہی بتدریج ضرور ہے تا کہ دل لگے اور جب دل لگ جاویگا تو بخوبی علم حاصل ہوگا ورنہ ابتدا ہی مین نفرت ہو کر چہٹ جاویگا

بَابٌ مَنْ جَعَلَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَيَّامًا

معلومہ جو شخص طالبین علم کی تعلیم کے لیے کچھ دن مقرر کرے **ف** یہ کریمہ کی روایت ہو اور کشمیہنی کی روایت مین
ایاما معلومات ہو اور باقی روایتوں مین یوما معلوما ہے یعنی ایک دن مقرر کرے **حدثنا** عثمان بن ابی شیبۃ قال
حدثنا جریر عن منصور عن وائل قال کان عبد اللہ یذکر الناس فی کل خمیس فقال لہ رجل یا
ابا عبد الرحمن لوددت انک ذکرتنا کل یوم قال اما انہ یمنعنی من ذلک انی اکرہ ان املکم وانی
اتخولکم بالموعظۃ کما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولنا بہا مخافۃ السامۃ علینا **ترجمہ** حدیث بیان
کی ہمسے عثمان (ابن محمد بن ابراہیم بن ابی شیبہ ابن عثمان بن خواستی عبسی کوفی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
جریر (ابن عبد الحمید بن قرط ضبی کوفی) نے اونہون نے روایت کیا منصور (ابن معتمر بن عبد اللہ) سے انہون نے
ابو وائل (شقیق بن سلمہ) سے انہون نے کہا عبد اللہ بن مسعود (رض) وعظ سناتے تھے لوگون کو ہر جمعرات کو دن ایک
شخص نے اونسے کہا (شاید وہ یزید بن معاویہ نخعی ہون (فتح) ای ابو عبد الرحمن (یہ کنیت ہے عبد اللہ بن مسعود رض کی) قسم خدا
کی مین چاہتا ہون تم ہمکو وعظ سنایا کرو ہر روز (کیونکہ آپ کے وعظ مین ہمکو حلاوت ملتی ہے اور نور حاصل ہوتا ہے دل
مین) عبد اللہ نے کہا آگاہ رہو بیشک مین جو روز وعظ نہین کہتا تو صرف اس خیال سے کہ تم تنگ ہو جاؤ اور مین تمہاری
فرصت اور خوشی کا وقت ڈھونڈتا ہون وعظ کے لیے جیسے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری خوشی اور فرصت کا وقت
ڈھونڈتے تھے ہمکو وعظ سنانے کیلیے اس ڈر سے کہین ہمکو نفرت نہ ہو جاوے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کے سب
راوی کوفی ہین جیسے پہلی حدیث کے سب راوی بصری ہین تھے **باب** من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ باب
بیان مین اسکے کہ اللہ جل جلالہ جسکے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اوسکو سمجھ دیتا ہے **ف** دین کی سمجھ اور دنیا کی
سمجھ دونو کو شامل ہے دین کی سمجھ یہ ہے کہ وہ سچے دین کو اختیار کرتا ہے جھوٹے دینون سے بیزار ہو جاتا ہے گو اسکو
ماں اور باپ اور عزیز و اقربا اور دوست جھوٹے دین پر ہون سچا دین اسلام ہے مگر اس سچے دین مین بھی جھوٹون
نے بہت کچھ جھوٹ ملا دیا ہے اور اسلام پر اس جھوٹ کا لباس چڑھا کر ایک نیا اسلام قرار دیا ہے یہ جھوٹ کا لباس
اسوقت اترتا ہے جب قرآن شریف اور صحیح بخاری سمجھکر پڑھے اور ان دونون کتابون کو تمام جہان کی کتابون پر
مقدم کیے اور جو کچھ ان مین لکھا ہو اوسپر دل سے یقین کرے اور ہاتھ اور پاؤن سے عمل کرے اور اونکے خلاف
جو اقوال یا رسوم ہون اونکو خاک مین ڈالے ہر گز نہ مانے اگرچہ سارے زمانے کی بزرگ اور پیر اور مرشد اسطرف کھینچین اور دنیا
کی سمجھ یہ ہے کہ عقلمندی سے حلال طور سے اپنی معیشت کی فکر کرے ایسی آفتون مین قدم نہ ڈالے جسکا انجام برا ہی **حدثنا**
سعید بن عفیر قال حدثنا ابن وہب عن یونس عن ابن شہاب قال قال حمید بن عبد الرحمن سمعت معاویۃ

خطیبا یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی ولن تزال ہذہ الامۃ قائمۃ علی امر اللہ لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی امر اللہ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سعید ابن کثیر بن عفیر (مصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن وہب (عبداللہ بن مسلم قرشی مصری فہری) نے (انکے سوا کسی کو امام مالک نے فقیہ نہیں لکھا) انہوں نے روایت کیا یونس بن یزید ایلی سے انہوں نے ابن شہاب (زہری) سے انہوں نے کہا حمید بن عبدالرحمن (بن عوف) نے کہا میں نے سنا معاویہ (بن ابی سفیان صخر بن حرب) سے کاتب الوحی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انہوں نے وفات پائی رجب سنہ ہجری میں اٹھتر برس کی عمر میں اور اس کتاب میں انسے آٹھ حدیثیں مروی ہیں) وہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہتے تھے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جسکے ساتھ اللہ جل جلالہ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسکو سمجھ دیتا ہے دین میں (شامل ہے ہر سمجھ کو جو علوم دینی میں ہو اور علم فقہ کی تخصیص سے یا ویسے ہی) اور میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے (تو سب کو برابر علم کی باتیں سناتا ہوں لیکن اپنی اپنی سمجھ کے موافق جو اللہ نے ہر ایک کو دی ہے ہر شخص فائدہ اٹھاتا ہے) اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے دین پر (اسلام پر) قائم رہے گی جو کوئی انکا خلاف کریگا وہ کچھ نقصان انکو نہ پہنچا سکے گا یہانتک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آن پہنچے گا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث تین حکموں پر شامل ہے ایک تو دین میں سمجھ رکھنے کی فضیلت پر دوسرے یہ کہ دینے والا فی الحقیقت اللہ ہی ہے تیسرے یہ کہ اس امت میں کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہیگا۔ ان میں سے پہلا حکم باب العلم کے مناسب ہے اور دوسرا صدقات کی تقسیم کے اور اسی واسطے امام مسلم اس حدیث کو زکوٰۃ میں اور مولف خمس میں لائے ہیں اور تیسرا حکم قیامت کی نشانیوں سے متعلق ہے اور مولف نے اس حدیث کو اعتصام میں بیان کیا ہے اور غرض انکی اشارہ ہے اس طرف کہ کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہیں رہتا یعنے ہر ایک زمانہ میں کوئی نہ کوئی مجتہد شرع کا رہتا ہے اس سے باطل ہو گیا وہ خیال کہ اجتہاد ائمہ اربعہ پر ختم ہو گیا یا اس زمانہ میں کوئی مجتہد نہیں ہو سکتا اور اسکی تفصیل اسی باب میں آئیگی اور یہ جو فرمایا اللہ کے امر پر رہے گی یہانتک کہ اللہ کا حکم آوے تو حکم سے مراد وہ ہوا ہے جو قیامت کے قریب چلیگی اور ہر ایک مسلمان کی روح قبض کریگی جسکے دل میں ذرا بھی ایمان ہوگا اور سب برے لوگ رہجاوینگے پھر انہی پر قیامت آویگی اور یہ تینوں حکم علم کے باب بلکہ خاص اس ترجمہ باب سے بھی متعلق ہو سکتے ہیں اس طرح سے کہ جو کوئی اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کرے اوسکے لیے بھلائی ہے اور یہ سمجھ حاصل کرنا کسبی نہیں ہے بلکہ عطاء الٰہی ہے اور یہ عطائے الٰہی قیامت تک قائم رہیگی اور امام بخاری نے یقین کیا ہے کہ مراد اس گروہ سے جنکا ذکر اس حدیث میں ہے کہ وہ قیامت تک اللہ کے حکم پر قائم رہیگا) اہلحدیث ہیں یعنے حدیث کے عالم اور امام احمد بن حنبل نے کہا اگر اس گروہ سے اہلحدیث مراد نہوں

میں نہیں جانتا کہ وہ کون لوگ ہیں اور قاضی عیاض نے کہا امام احمد کی مراد یہ ہے کہ اس گروہ سے اہلسنت یعنی اہل
حدیث اور جو اہلحدیث کا مذہب رکھتے ہیں مراد ہیں اور نووی نے کہا احتمال ہے کہ یہ گروہ مومنین سے ایک فرقہ ہو جو حکم
الٰہی کو قائم کرتے ہیں اور مجاہد یعنی جہاد کرنے والے اور فقیہ اور محدث اور زاہد اور آمر بالمعروف سب اسی گروہ میں
داخل ہوں اور یہ ضرور نہیں کہ یہ سارا گروہ ایک مقام میں جمع ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ جدا جدا ملکوں میں ہوں اور اسکی تفصیل
خدا چاہے تو کتاب الاعتصام میں آوے گی اور مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص دین میں سمجھ حاصل نہ کرے یعنی قواعد
اسلام نہ سیکھے اور فروع اور متعلقات کو وہ خیر سے محروم رہا اور ابو یعلیٰ نے اس حدیث کو دوسرے طریقے سے روایت کیا
ہے اور وہ طریقہ ضعیف ہے اور اسکے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ جو شخص دین میں سمجھ حاصل نہ کرے اللہ تعالیٰ اسکی پروا نہ
کریگا اور معنے صحیح ہے اسواسطے کہ جو کوئی اپنے دین کے کاموں کو نہ پہچانے وہ فقیہ نہ ہوگا اور نہ طالب فقہ تو کہہ سکتے
ہیں کہ اسکی بھلائی نہیں چاہی گئی اور اس میں بیان ہے فضیلت علما کا سارے ناس پر اور بیان ہے دین میں سمجھ حاصل
کرنے کی فضیلت کا اور باقی بیان اسکا کتاب الخمس والاعتصام میں آویگا اگر خدا چاہے انتہیٰ قسطلانی نے کہا میں بانٹتا
ہوں یعنی تقسیم کرتا ہوں تم میں وحی کو بغیر تخصیص کے اور اللہ دیتا ہے تم میں سے ہر ایک کو جسقدر سمجھ وہ
چاہتا ہے تو فرق تمہاری سمجھوں میں ہے اور بعض صحابہ حدیث سنتے تھے اور اسکا صرف کھلا کھلا مطلب سمجھتے
تھے اور بعض صحابہ یا انکے بعد کے لوگ اس حدیث میں سے بہت باریک مسائل نکالتے تھے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسکو
چاہتا ہے دیتا ہے اور طیبی نے کہا وانما انا قاسم میں واو حالیہ ہے اور حال ہے یقسم کے فاعل کا یا اسکے مفعول
کا دوسری صورت میں معنے یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جسکو سمجھدار کرنا چاہتا ہے سمجھ عطا فرماتا ہے اسکے اندازہ
کے موافق ہے جسکو الہام کرتا ہے میں اسکی استعداد کے لائق علم کی باتیں اسکو دیتا ہوں اور پہلی صورت میں معنے یہ ہوگا کہ
میں جو حکم کہ مجھے معلوم ہوتا ہے سبکو برابر دیتا ہوں اور کسی کو ترجیح نہیں دیتا اسلئے میں لیکن اللہ تعالیٰ ان میں
ہر ایک کو جتنی چاہے عطا عنایت فرماتا ہے اور بعضوں نے کہا یہاں عطا سے عطاء مالی مراد ہے اور تقسیم سے بھی
تقسیم اموال مراد ہے اور اس حدیث کا مورد بھی مال کی قسمت کے وقت ہوا تو مطلب یہ ہوگا کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے سمجھ دی ہے
وہ جانتا ہے کہ دینے والا اللہ ہے تو میرے کم دینے سے ناراض نہیں ہوتا کیونکہ میں تو بانٹنے والا ہوں اور کمی اور زیادتی
بحکم الٰہی ہے انتہیٰ مختصراً **باب الفہم فی العلم** یعنی معلومات کے دریافت کرنے میں سمجھ کا بیان **ف** تو
علم سے مراد یہاں معلوم ہے کیونکہ فہم اور علم دونوں ایک ہیں جیسے جوہری نے کہا اور ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر اور
برماوی نے بہ متابعت کرمانی اور اسپر اعتراض ہوا ہے کہ علم عبارت ہے ادراک جلی سے اور فہم کہتے ہیں جودت ذہن اور

اور تیزی ذہن کو (قسطلانی) **حدثنا** علیؒ قال حدثنا سفیان قال قال لی ابن ابی نجیح عن مجاھد قال صحبت ابن عمر الی المدینۃ فلم اسمعہ یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا حدیثا واحدا قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتی بجمار فقال ان من الشجر شجرۃ مثلھا کمثل المسلم فاردت ان اقول ھی النخلۃ فاذا انا اصغر القوم فسکت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھی النخلۃ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے علی (ابن عبداللہ مدینی امام حافظ مشہور) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان (ابن عیینہ) نے اونہوں نے کہا مجھسے (عبداللہ بن ابی نجیح) نے کہا اونہوں نے روایت کی مجاہد (ابن جبر تابعی مشہور) سے اونہوں نے کہا میں ساتھ رہا عبداللہ بن عمر کے مدینہ تک تو مین نے اونسے کوئی حدیث نہین سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مگر ایک حدیث (یہ احتیاط بعض صحابہ کی حدیث بیان کرنے مین بغیر ضرورت کی بیان نہ کرتے اس ڈر سے کہ کہین اوسمین کمی بیشی نہ ہوجاوے اور عبداللہ بن عمر اور انکے والد ماجد حضرت عمر اور ایک جماعت صحابہ کا یہی دستور تہا باوجود اسکے عبداللہ بن عمر سے بہت حدیثین مروی ہین کیونکہ اونسے پوچہنے والے اور سوال کرنے والے بہت تہے (فتح) اونہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہے ہوئے تہے اتنے مین کہجور کا گابہ لایا گیا آپ نے فرمایا ایک درخت ایسا ہے وہ مثال ہے مسلمان کی مین نے چاہا کہ کہدون وہ کہجور کا درخت ہے پہر جو مین دیکہتا ہون تو مین سب لوگون مین (جو وہان حاضر تہے) چہوٹا ہون (کمسن) اسلیے خاموش رہا (اس سے معلوم ہوا کہ بزرگون کے سامنے بڑہکر بات کرنا بے ادبی ہے) پہر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خود ہی) فرمایا وہ کہجور کا درخت ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث اول کتاب العلم مین گذر چکی اور یہان اسکی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ ابن عمر نے اس قرینہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہجور کا گابہ لاتے ہی یہ حدیث فرمائی تاڑ لیا کہ وہ کہجور کا درخت ہے اور فہم و فراست اسی کا نام ہے کہ انسان قرائن سے مطلب نکال لے اور امام احمد نے ابو سعید سے روایت کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا (دنیا مین رہنے کا یا آخرت کا سفر کرنیکا) یہ سنکر ابوبکر روئے اور کہنے لگے ہمارے مان باپ آپ پر قربان لوگون نے تعجب کیا ابوبکر سمجہ گئے کہ اس بندے سے آپ نے اپنے تئین مراد لیا ابو سعید نے کہا ابوبکر رض ہم سب مین زیادہ علم رکہتے تہے (یعنی فہم) انتہے

باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ

علم اور حکمت مین رشک کرنیکا بیان **ف** قسطلانی نے کہا رشک یہ ہے کہ جیسا دوسرے کو حاصل ہے ویسی ہی اپنے لیے بہی آرزو کرے بیدوسرے کے زوال نہ چاہے اور حسد یہ ہے کہ دوسرے کے لیے زوال چاہے انتہے اور علم اور حکمت اور اعمال خیر وغیرہ مین رشک درست ہے اور حسد مطلقًا حرام ہے وقال عمر رض تفقھوا قبل ان تسودوا حضرت عمر رض نے فرمایا فقیہ بن جاؤ (یعنے دین کا علم حاصل کرو) اسکے پہلے کہ تم سردار بنو **ف** کشمیہنی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے ابو عبداللہ بخاری نے کہا اور اس کے بعد کہ تم سردار بنو (یعنے ہر حال مین علم حاصل کرنے مین شرم نہ کرو کہ سردار یا بادشاہ

رئیس ہوکر کیونکر پڑہیں) اور اس اثر کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے محمد بن سیرین کے طریق سے روایت کیا اونہوں نے احنف
بن قیس سے اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور امام بخاری نے اسکے بعد یہ بڑہایا اور اسکے بعد کہ تم سردار بنو تاکہ معلوم ہو کہ حضرت عمر رض
کی یہ غرض نہیں ہے کہ سرداری کے بعد فقیہ ہونا بیکار ہے مطلب حضرت عمر رض کا یہ ہے کہ بعض اوقات میں سرداری اور ریاست علم کی مانع ہوتی
ہے تو اس سے پہلے ہی علم حاصل کرلینا بہتر ہے اور ابو عبید نے غریب الحدیث میں اس قول کی یہ تفسیر کی ہے تم فقیہ ہو
جاؤ کم سنی میں یا سردار بننے سے پہلے ورنہ سرداری کا غرور تمکو مانع ہوگا علم حاصل کرنے سے اس شخص سے جو تم میں کم
سن ہے پہر تم جاہل رہوگے اور شمر لغوی نے کہا سردار بننے سے یہ مراد ہے کہ نکاح کرلو کیونکہ جب آدمی نے شادی کی وہ اپنے گہر والوں کا
سردار بنا خاص کر جب اولاد بہی ہوجاوے اور بعضوں نے کہا غرض حضرت عمر کی یہ ہے کہ ریاست کو مت طلب کرو کیونکہ جو
فقیہ ہوجاویگا ریاست حاصل کرنے سے پہلے وہ ریاست کی خرابیاں اور فتنیں معلوم کرلیگا تو اس سے پرہیز کریگا اور یہ دلیل
بعید ہی کسلیے کہ سرداری عام ہے شادی سے تو سوا شادی کے اور بہی چیزیں علم کے شغل سے مانع ہوسکتی ہیں اور کرمانی
نے کہا کہ جائز ہے تَسَوَّدُوْا اسود سے ہو یعنے داڑہی کے سیاہ ہونے سے پہلے علم پڑہلو تو جوانوں کو حکم ہے کہ سیاہی سے
پہلے پڑہ لیں اور بوڑہوں کو حکم ہے کہ سفیدی سے پہلے پڑہ لیں اور اسمیں تکلف ہی خیر یہ تو اس قول کے معنوں میں گفتگو تھی
اب اس قول کی مطابقت ترجمہ باب سے کیا ہے ابن منیر نے کہا مطابقت اس طرح سے ہے کہ حضرت عمر نے سرداری کو علم کا ثمرہ قرار
دیا اور طالب کو حکم کیا سرداری سے پہلے علم حاصل کرنے کا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ علم رشک کے قابل ہے کیونکہ وہ سبب ہے سرداری
کا۔ حافظ ابن حجر نے کہا میرے نزدیک مراد امام بخاری کی یہ ہے کہ ریاست اور سرداری اون چیزوں میں سے ہے جنپر اکثر
لوگ رشک اور حسد کرتے ہیں یعنے عادت ایسی ہے لیکن حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رشک اور حسد صرف دو امر پر ہوتا
ہے علم یا سخاوت پر اور سخاوت جب ہی عمدہ ہے جب علم کے ساتہ ہو (ورنہ وہ مال کو ضائع کریگا) تو گویا وہ یہ کہتے
ہیں تم علم حاصل کرو ریاست حاصل ہونے سے پہلے تاکہ تم پر لوگ اچہی رشک کریں اور یہی کہتے ہیں اگر تم ریاست حاصل
کرنے میں جلدی کرو جسکی تاثیر یہ ہے کہ علم سے روکتی ہے تو اس تاثیر کو دور کرو اور علم حاصل کرو تاکہ تم پر رشک واجبی ہو
انتہے عینی نے عمدة القاری میں کہا جو شخص سرداری سے پہلے علم حاصل کریگا تو ضرور لوگ اوسپر رشک کرینگے یعنے اسکی
فقہ اور علم پر تو وہ داخل ہوجاویگا باب الاغتباط فی العلم میں قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَبَعْدَ اَنْ تُسَوَّدُوْا امام ابو عبداللہ یعنے
محمد بن اسمعیل بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور فقیہ ہو سردار ہونیکے بعد بہی (اگر سرداری سے پہلے نہیں اسکو یہ عبارت نسخہ مطبوعہ
دہلی میں موجود ہے اور نسخہ مطبوعہ مصر میں نہیں ہے) وَقَدْ تَعَلَّمَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ كِبَرِ
سِنِّهِمْ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بڑہاپے میں علم حاصل کیا ہے (قسطلانی نے کہا یہ تاکید ہے سابق کی) حَدَّثَنَا

الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَلَى غَيْرِ مَا حَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ مکی) حمیدی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا حدیث بیان کی مجھسے اسمعیل بن ابی خالد نے اور عبارت سے سوا اسکے جو زہری نے ہم سے حدیث بیان کی **ف** یعنے زہری نے سفیان سے یہ حدیث اور الفاظ سے روایت کی اور اسمعیل نے اور الفاظ سے اور زہری کی روایت کو مؤلف نے توحید میں نکالا (فتح) **ف** کہا اونہوں نے سنا قیس بن ابی حازم سے کہا میں نے سنا عبداللہ بن مسعود رضی سے کہا فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حسد نہیں جائز ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا حسد کہتے ہیں نعمت کا زوال چاہنے کو کسی شخص سے اب چاہے وہ نعمت اپنے لیے چاہے چاہے نہ چاہے اور بعضوں نے اوسکو خاص کیا ہے اسطرح کہ وہ نعمت اپنے لیے چاہے اور حق یہ ہے کہ حسد عام ہے اور سبب حسد کا یہ ہے کہ طبائع انسانی میں علو اور ترفع کی محبت رکھی گئی ہے تو جب آدمی کسی کے پاس وہ چیز دیکھتا ہے جو اپنے پاس نہیں ہے تو یہ چاہتا ہے کہ اسکی پاس سے وہ چیز دور ہو جاوے تاکہ میں اس سے بڑھ جاؤں یا اوسکے برابر ہو جاؤں اور حسد کرنیوالا مذموم ہے جب اس خواہش پر عمل کرے قول یا فعل سے اور حسد کے خیال کو برا جاننا چاہیے اور اوسکو دل سے دور کرنا چاہیے اور مستثنی کیا ہے اس میں سے جب نعمت کسی کافر یا فاسق کے پاس ہو جو اس نعمت کو اللہ کے معاصی میں صرف کرتا ایسے شخص کی زوال النعمت چاہنا درست ہے یہ تو حکم ہے حسد حقیقی کا مگر اس حدیث میں حسد سے یہ معنے مراد نہیں ہے بلکہ حسد سے رشک مراد ہے (غبطہ) اور اسکو مجازاً حسد کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان تمنا کرے اپنے لیے بھی وہی چیز یا صفت ہو نیکی جو اور کسی کو حاصل ہے پر یہ خواہش نہ کرے کہ دوسرے سے زائل ہو جاوے اسکی حرص کو منافسہ کہتے ہیں اگر یہ عبادت اور طاعت میں ہو تو محمود ہے اور اسی باب میں وارد ہوا فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اور جو معصیت میں ہو تو مذموم ہے اور اسی باب میں وارد ہوا لَا تَنَافَسُوْا اور اگر مباح میں ہو تو مباح ہے تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رشک کسی سے اعظم یا افضل نہیں مگر دو وجہوں سے اور وجہ حصر یہ ہے کہ عبادت یا بدنی ہے یا مالی یا بدنی اور مالی دونو تو بدنی عبادات علم اور حکمت میں آگئی اسلیے کہ حدیث میں حکمت اور قضا بالحکمت اور تعلیم حکمت کا ذکر ہے اور ابن عمر کی روایت میں یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالے نے قرآن سکھایا ہو وہ راتوں کو اور دن کو اوسکو پڑھے اور احمد نے روایت کیا یزید بن اخنس سلمی سے وہ شخص جسکو اللہ نے قرآن دیا وہ اسکو پڑھے رات کے وقتوں اور دن کے وقتوں میں اور جو قرآن میں حکم ہے اوس پر چلے اور جائز ہے کہ حسد اپنے معنے حقیقی پر رہے اور استثنا منقطع ہو اور مطلب یہ ہو کہ حسد جائز ہی نہیں لیکن یہ دو

خصلتین عمدہ ہین ایسین بھی حسد نہین تو حسد کہین جائز نہ ہوا انتہے **ف** مگر دو باتون مین ایک تو اُس بات مین کہ اللہ
تعالی نے ایک شخص کو مال دیا پھر اوسکو طاقت دی اُسکے خرچ کرنے کی حق مین (یعنے عمدہ اور خیر باتون مین نہ بطور اسراف اور
اضاعت کے) دوسری اس بات مین کہ اللہ تعالے نے ایک شخص کو حکمت دی (یعنے قرآن یا ہر ایک علم شریعت یا اخلاق جو بری باتون
سے روکے اور اچھی بات کا حکم کرے) وہ اُسکے موافق حکم کرتا ہے (لوگون کے فیصلے کرتا ہے) اور اُسکو سکھلاتا ہے (اور لوگون
کو) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابو ہریرہ نے اس حدیث مین زیادہ کیا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسد سے مراد یہان رشک
ہے او سمین یہ ہے کہ ایک شخص بولا کاش مجھکو بھی ویسا ہی مال ملتا جیسے فلان کو ملا اور مین بھی ویسے ہی کام کرتا جیسے وہ کرتا
ہے مصنف نے اس روایت کو فضائل القرآن مین ذکر کیا ہے اور ترمذی کی روایت مین ابو کبشہ انماری سے یہ مذکور ہے کہ جو شخص
مال کو حق مین صرف کرے اور جو ایسے مال کی تمنا کرے ان دونونکا ثواب برابر ہے او سمین یہ ہے کہ ایک بندے کو اللہ نے علم دیا اور مال نہین
دیا اُسکی نیت اچھی ہے وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی فلانے کیطرح عمل کرتا ان دونونکا ثواب برابر ہے اور اُسکی چند
مین دونونکا عذاب برابر ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس حدیث کے ظاہر سے رد ہوتا ہے خطابی کا انہون نے
کہا مالدار جب مال کے حق ادا کرے تو وہ فقیر سے افضل ہے البتہ خطابی کا قول جب صحیح ہے کہ فقیر ایسی آرزو نہ کرے اور اس
مطلب کے متعلق کچھ بیان کتاب الاطعمہ مین آویگا انشاء اللہ تعالے انتہے مختصرًا قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ حسد سے معنے حقیقی
مراد ہو اور یہہ دو صورتین حسد کی مستثنے ہون اور مباح ہون جیسے بعضا جھوٹ مباح ہے اس صورت مین استثنا متصل
ہوگا ایسا ہی کہا ہے زرکشی اور برماوی اور کرمانی اور عینی نے اور برد ماتینی نے اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ حسد کے معنے حقیقی
مین زوال نعمت کی خواہش ضرور ہے اور کسیطرح مباح نہین ہوسکتا خصوصًا مسلمانون سے جو اللہ کے حکم پر قائم ہین
ایسا حسد کرنا کیونکر جائز ہوگا انتہے **مترجم** کہتا ہے کہ جب ان دو خصلتون مین سے ایک خصلت پر بھی رشک ہوسکتا ہے
تو جس شخص کو اللہ تعالے نے اپنے فضل سے یہ دونو نعمتین عطا فرمائی ہون یعنے مال بھی دیا ہو اور علم دین بھی دیا ہو اور وہ مال
کو اپنے موقعون مین صرف کرتا ہو اور علم کی تبلیغ اور تشہیر کر رہا ہو اوسپر جتنا رشک کیا جاوے وہ تھوڑا ہے اور ایسے بندے
بہت کم گذرے ہین جنکو یہ دونو نعمتین عطا ہوئی ہون اور جب کوئی بندہ ایسا پیدا ہوا ہے تو اُسپر لوگون نے رشک کیا
ہے بلکہ رشک تو مومنین صالحین نے کیا ہے اور فساق اور فجار اور کفار اور اشرار نے تو آتش حسد مشتعل کی ہے اور وہ درپے
ایذا رسانی اور تخریب ایسے شخص کی ہوئے ہین ہمارے زمانے مین حق تعالی نے اپنے فضل سے جناب سید علامہ مولانا نواب
ابو الطیب سید محمد صدیق حسن خان بہادر کو یہ دونو نعمتین کامل طور سے عطا فرمائین اور نواب صاحب ممدوح
بہ شکرانہ نعمت الہی مال اور علم دونون کے حقوق بخوبی ادا فرما رہے ہین لیکن حاسدین منطوق حدیث نبوی حسد سے جلے جاتے

ہین اور ایذا دہی اور عداوت سے باز نہین آتے اللہ تعالی اونکے علم اور مال دونوں مین برکت دیوے اور اونکو حاسدون کے حسد سے محفوظ رکہے آمین یارب العالمین

باب ماذُکِرَ فِی ذَهَابِ مُوسٰی فِی البَحرِ اِلَی الخَضِرِ عَلَیهِ السَّلَامُ وَقَولِهِ تَعَالٰی هَل اَتَّبِعُکَ عَلٰی اَن تُعَلِّمَنِ الآیۃ باب بیان مین حضرت موسی علیہ السلام کے جانے کے دریا مین حضرت خضر علیہ السلام کی طرف اور بیان اس آیت کا ہل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا تک **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے مطلب یہ ہے کہ علم حاصل کرنے کیلیے مشقت اوٹہانا ضرور ہے کیونکہ علم ایسی نعمت ہی جسپر رشک جائز ہے اور ایسی نعمت کے لیے تکلیف اوٹہانا ضرور ہے دوسرے اس باب سے یہی نکلتا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام باوجودیکہ مرتبہ عالی رکہتے تہے مگر اونہون نے طلب علم مین تحمل مشقت کی اور دریا اور خشکی کا سفر کیا علم حاصل کرنیکے لیے تو اس باب کی مناسبت ماقبل سے ظاہر ہوگئی اور باب کی عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام دریا مین گئے حضرت خضر کے پاس حالانکہ یہ امر ثابت ہی مولف وغیرہ کے نزدیک کہ وہ خشکی مین گئے تہے اور حدیث مین آگے آویگا کہ وہ دونون نکلے پاون سے چلتے ہوئے یعنے موسی علیہ السلام اور انکے ساتہی اور احمد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے یہانتک کہ وہ آئے صخرہ کے پاس اور دریا مین تو حضرت موسی حضرت خضر کے ساتہہ چڑہے تہے اس صورت مین باب کی عبارت مین ایک لفظ محذوف ہے یعنے الی مقصد الخضر کیونکہ حضرت موسی دریا مین اپنے کام کے لیے نہین چڑہے تہے بلکہ حضرت خضر کے ساتہہ گئے تہے اور احتمال ہے کہ فی البحر مین ساحل کا لفظ مقدر ہو یعنے دریا کے کنارے کنارے اور ممکن ہے کہ فی البحر کہنا مجازا ہو کیونکہ ایک جز ذہاب کا بحر مین بہی تہا تو گویا کہ اطلاق کیا جز کا کل پر اور ابن منیر نے کہا کہ لے سعر کے معنون مین ہے اور ابن رشید نے کہا کہ احتمال ہے کہ بخاری کے نزدیک یہ امر ثابت ہو کہ حضرت موسی علیہ السلام نے دریا مین سفر کیا جب حضرت خضر کے ملنے کو گئے تو فکان یتبع اثر الحوت فی البحر مین ظرف حضرت موسی ہی سے متعلق ہے اور عبد بن حمید نے ابو العالیہ سے روایت کیا کہ حضرت موسی علیہ السلام خضر ع سے ملے ایک جزیرے مین سمندر کے جزیرون مین سے اور جزیرے مین جانا بے دریا کے سفر کے نہین ہو سکتا اور روایت کیا اونہون نے ربیع بن انس سے کہ جہان مچہلی چلی تہی وہان سے پانی ہٹ گیا تہا اور مثل ایک کہلی در کی ہوگیا تہا اور موسے علیہ السلام اوسی مین گئے مچہلی کے نشان پر یہانتک کہ پہونچ گئے حضرت خضر ع کے پاس ان دونو اثرون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دریا مین سوار ہوئے حضرت خضر سے ملنے کو اور ان دونون موقوف اثرون کے راوی ثقہ ہین انتہے ما فی فتح الباری اور قسطلانی نے کہا کہ اصیلی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ موسے علیہ السلام کے جانے کے دریا مین جنکی عمر ایک سو ساٹہہ برس کی ہوئی اور وفات پائی اونہون نے تیہ مین ساتوین آذار کو جب طوفان نوح علیہ السلام کو ایک ہزار چہ سو برس گذر چکے تہے اور خضر بفتح خا اور کسر ضاد معجمہ اور کبہی ضاد کو ساکن کرتے ہین اور خا کو کسرہ دیتے ہین یا فتحہ اونکی کنیت ابو العباس ہے اور انکے نام مین اختلاف ہے جیسے انکے باپ کے نام مین اور اسمین بہی اختلاف ہے کہ وہ نبی تہے یا رسول

یا فرشتے اور وہ زندہ ہین یا مر چکے ابن قتیبہ نے کہا اونکا نام بلیا ہے بن ملکان اور بعضون نے کہا ابن فرعون جو بادشاہ
تہا حضرت موسی کے وقت مین اور یہ قول غریب ہے اور بعضون نے کہا ابن مالک اور وہ بہائی ہین حضرت الیاس کے اور بعضون
نے کہا حضرت آدم ع کے بیٹے ہین روایت کیا اسکو ابن عساکر نے اپنی اسناد سے دارقطنی تک اور صحیح یہ ہے کہ حضرت خضر ع
ایک نبی ہین بڑی عمر والے اور پوشیدہ ہین لوگون کی نظر سے اور وہ زندہ رہین گے قیامت تک کیونکہ اونہون نے آب حیوۃ پیا
ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر اتفاق ہے صوفیہ کرام کا اور اجماع ہے اکثر صالحین کا اور ایک جماعت علما نے
انکی زندگی کا انکار کیا ہے اون مین سے ہین امام بخاری اور ابن المبارک اور حربی اور ابن جوزی اور اسکے متعلق اور بحثین آگے
آوین گی اگر خدا چاہے انتہی مترجم نے کہا کہ جب صحیح یہ قول نکلا کہ حضرت خضر علیہ السلام پیغمبر ہین اور حضرت موسی علیہ
السلام کے سے جلیل القدر پیغمبر اونکے پاس علم سیکہنے کو گئے اور اللہ تعالے نے قرآن شریف مین اونکے شان مین فرمایا آتیناہ رحمۃ
من لدنا علما تو اب یہ قصہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت خضر ع نے امام ابوحنیفہ کی فقہ تیس برس مین اونسے سیکہی پہر
سال مین ابو القاسم قشیری کو تعلیم کی اور انہون نے حنفی مذہب مین ہزار کتابین تصنیف کین اور صندوق مین بند کرکے
نہر جیحون مین امانت رکہین جب عیسی علیہ السلام قیامت کے قریب آوین گے تو اون کتابون کو نکالکر اونکے موافق عمل
کرین گے اسیطرح یہ قصہ کہ امام مہدی علیہ السلام آکر امام ابوحنیفہ کے مقلد ہونگے یہ دونو قصے محض بے اصل اور
دروغ بے فروغ ہین ملکہ ایسے قصون کا بنانے والا جاہل اور احمق ہے کیونکہ اسمین ہتک شان انبیا اور ائمہ علیہم السلام
کی لازم آتی ہے ملا علی قاری حنفی نے اپنی کتاب المشرب الوردی فی مذہب المہدی مین اسکو خوب رد کیا ہے اور امام
مہدی کو مجتہد مطلق کہا ہے اور صاحب فتوحات مکیہ لکہتے ہین کہ شان امام مہدی علیہ السلام کی ایسی ہی ہے کہ اونکو احکام
شریعت کے خدا کیطرف سے تعلیم ہونگے اور امام ابوحنیفہ رح ایک مجتہد تہے اور مجتہدون کیطرح انسے خطا بہی ہوتی ہے پس ایسے
مجتہد کے نبی معصوم اور امام معصوم کیونکر تقلید کر سکتے ہین اور خدا چاہے تو مومنین حضرت عیسی علیہ السلام اور امام مہدی
علیہ السلام کو عنقریب دیکہین گے اور یہ بہی دیکہ لین گے کہ یہ دونو صاحب قرآن اور حدیث کے پیرو ہونگے اور حدیث کی
کتابون کو اور انکے ترجمون کو رونق دین گے اور جاہل اور متعصب مقلدون کو اچہی طرح سمجہا وینگے جو کوئی مومن اوسوقت
تک زندہ رہے وہ اس گنہگار مترجم کا سلام دونو حضرات کی خدمت مین پہونچا دیوے واللہ الموفق **حدثنا** محمد
ابن غریر الزہری قال حدثنا یعقوب بن ابراہیم قال حدثنی ابی عن صالح عن ابن شہاب حدثہ ان
عبید اللہ بن عبد اللہ اخبرہ عن ابن عباس انہ تماری ہو والحر بن قیس بن حصن الفزاری فی صاحب
موسی فقال ابن عباس ہو خضر فمر بہما ابی بن کعب فدعاہ ابن عباس فقال انی تماریت انا وصاحبی

فِی صَاحِبِ مُوسَی الَّذِی سَأَلَ مُوسَی السَّبِیلَ اِلٰی لُقِیِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ شَأْنَهٗ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ بَیْنَمَا مُوسٰی فِی مَلَاٍ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیلَ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوسٰی لَا فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی مُوسٰی بَلٰی عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَاَلَ مُوسَی السَّبِیلَ اِلَیْهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوتَ اٰیَةً وَقِیلَ لَهٗ اِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَکَانَ یَتَّبِعُ اَثَرَ الْحُوتِ فِی الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوسٰی فَتَاهُ اَرَاَیْتَ اِذْ اَوَیْنَا اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوتَ وَمَا اَنْسَانِیْهُ اِلَّا الشَّیْطَانُ اَنْ اَذْکُرَهٗ قَالَ ذٰلِكَ مَا کُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا وَکَانَ مِنْ شَاْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی کِتَابِهٖ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے (اور اصیلی کی روایت میں حدثنی ہے اسی طرح ابن عساکر کی روایت میں) محمد بن غریر (بغین معجمہ اور ہر دو راے مہملہ بن ولید قرشی) زہری نے انہوں نے کہا حدثنا بیان کی ہمسے یعقوب بن ابراہیم ابن سعد قرشی مدنی زہری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (اصیلی اور ابن عساکر کی روایت میں حدثنا ہے) میرے باپ (ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف) نے اونہوں نے روایت کی صالح (بن کیسان مدنی تابعی مشہور) سے اونہوں نے ابن شہاب (زہری) سے انہوں نے حدیث بیان کی عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ فقیہ مشہور نے خبر دی اونکو اونہوں نے روایت کی (عبید اللہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اونہوں نے جھگڑا کیا حر بن قیس بن حصن فزاری سے حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھی میں (یعنے قرآن میں جنکا ذکر ہے کہ حضرت موسی اونکے پاس گئے وہ کون صاحب تھے) ابن عباس نے کہا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے ف حافظ ابن حجر نے کہا میں نے اس حدیث کو کسی طریق میں نہ پایا کہ حر بن قیس کیا کہتے تھے اور یہ جھگڑا اس جھگڑے کے سوا ہے جو سعید بن جبیر اور نوف بکالی میں ہوا تو وہ اسمیں تھا کہ یہ موسے کون سے ہیں آیا موسے بن عمران ہیں (پیغمبر مشہور) یا موسے ابن میشا اور یہ اسمیں تھا کہ حضرت موسے کن کے پاس گئے تھے آیا حضرت خضر علیہ السلام کے پاس یا اور کسی کے پاس ت پھر ان دونوں کے پاس سے ابی بن کعب (بن منذر انصاری) گذرے اونکو بلایا ابن عباس نے (بلانے سے یہ غرض ہے کہ انکو آواز دی اور کہا ٹھیرے ابن تین نے کہا یہاں اتنی عبارت محذوف ہے کہ ابن عباس کھڑے ہوئے اور ابی رضہ سے پوچھا کیونکہ ابی بن کعب کو بلانا اپنے پاس جھگڑا فیصلہ کرنیکے لیے ادب سے بعید ہے) اور کہا میں نے جھگڑا کیا اپنے اس ساتھی (یعنے حر بن قیس) کے ساتھ حضرت موسے کے صاحب میں جنکی ملاقات کی راہ انہوں نے چاہی تھی کیا تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا کچھہ ذکر سنا ہے انہوں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ایک بار حضرت موسے علیہ السلام بنی اسرائیل کی جماعت میں بیٹھے تھے اونکے پاس ایک شخص آیا (حافظ ابن حجر نے کہا

اس شخص کا نام معلوم نہین ہوا اور سارے بنی اسرائیل انہی کی اولاد مین ہین) اور کہنے لگا کیا تم جانتے ہو کسی شخص کو جو
تم سے زیادہ عالم رکہتا ہو حضرت موسےٰ ع نے کہا نہین (اور تفسیر مین ہے کہ اُن سے پوچھا گیا لوگون مین سب سے زیادہ علم
کس کو ہے انہون نے کہا مجھکو تب اللہ کا عتاب ہوا اور نیز تنبیہ اور تادیب کے لیے تاکہ اور لوگ انکی اقتدا کرین اور ایسی بات منہ
سے نہ نکالین جسمین خودستائی ہو) پہر اللہ تعالےٰ نے وحی بہیجی حضرت موسیٰ ع پر کہ ہمارا بندہ خضر تم سے زیادہ علم رکہتا ہے (جو
غیب سے متعلق ہے اور حوادث قدرت سے اگرچہ حضرت موسےٰ ع ظاہر شریعت اور طریقہ سیاست مین حضرت خضر سے
زیادہ علم رکہتے تہے) تب حضرت موسیٰ نے اللہ جل جلالہ سے سوال کیا کہ حضرت خضر سے ملنے کی راہ مجھکو تبلا دے اللہ
جل شانہ نے ایک مچہلی کو انکے لیے نشانی مقرر کی اور اُن سے کہا گیا جب تو اس مچہلی کو گم کر دے تو لوٹ جا تو حضرت خضر
علیہ السلام سے ملیگا (قسطلانی نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ سے فرمایا تو خضر کو ڈہونڈہ دریا کے کنارے صخرہ کے
پاس انہون نے عرض کیا وہان تک کیونکر پہونچون ارشاد ہوا کہ ایک مچہلی زنبیل مین رکہلے جہان وہ مچہلی گم ہو جاوے وہین خضر
ملین گے تو انہون نے نمک لگی ہوئی ایک مچہلی لے لی اور اپنے ساتہی سے کہا جب مچہلی گم ہو تو مجھکو خبر کرنا) تو حضرت
موسےٰ علیہ السلام پیروی کرتے تہے یعنے چلے جاتے تہے مچہلی کے نشان پر سمندر مین (اسکا بیان آگے آویگا) آخر حضرت
موسےٰ سے انکے جوان (ساتہی یوشع بن نون) نے کہا تم نے دیکہا جب ہم ٹہیرے تہے صخرہ کے پاس (یعنے پتہر کا گولہ) تو
مین کہنا بہول گیا یا مین مچہلی بہول گیا (یعنے مچہلی کو گم کیا) ف قسطلانی نے کہا صخرہ سے مراد وہ صخرہ ہے
جہان حضرت موسےٰ نے آرام فرمایا تہا یا وہ صخرہ جو نہر زیت کے پاس ہے اور جب حضرت موسےٰ سو گئے تو وہ بہنی ہوئی مچہلی تڑپنے
لگی اور سمندر مین جا پڑی یہ معجزہ تہا حضرت موسےٰ ع کے لیے یا حضرت خضر کے لیے اور بعضون نے کہا یوشع نے روٹی اور مچہلی
ایک زنبیل مین رکہ لی تہی اور رات کو عین الحیوۃ کے کنارے اترے جب مچہلی پر اُس پانی کی ہوا لگی تو وہ زندہ ہو گئی اور
بعضون نے کہا حضرت یوشع نے آب حیات کے چشمہ مین وضو کیا وہ پانی مچہلی پر پڑا وہ زندہ ہو کر پانی مین جا پڑی
ف اور مجھکو شیطان ہی نے بہلایا جو مین نے تم سے اسکا ذکر نہین کیا (حالانکہ یہ عجیب حال تہا بہولنے کے لائق نہ تہا مگر یوشع
ایسے بہت معجزے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی صحبت مین دیکہ چکے ہونگے اسلیے انکو زیادہ تعجب نہوا اور بعضون نے کہا
استغراق یاد الٰہی مین مانع ہوا اسکے ذکر کرنے سے اور شیطان کی طرف نسبت دی کسر نفس سے) حضرت موسےٰ علیہ السلام
نے کہا یہی تو ہم چاہتے تہے (یعنے یہی تو مقصود تہا کیونکہ مچہلی گم ہونا وہی نشان تہا خضر کے ملنے کا) آخر دونو لوٹے
اپنے پاؤن کے نشانون پر باتین کرتے ہوئے پہر پایا دونون نے حضرت خضر علیہ السلام کو اور وہ معاملہ پیش آیا جسکو اللہ تعالےٰ
نے بیان کیا اپنی کتاب مین ف اور آگے اسکا بیان آویگا حافظ ابن حجر نے کہا علم مین بحث کرنا درست ہے اپس

حدیث سے نکلا جب اظہار حق کے لیے ہو نہ تعصب اور عداوت اور تنازع کیوقت اہل علم کیطرح بحث کرنا اور خبر واحد صادق پر عمل کرنا اور علم حاصل کرنے کے لیے سمندر میں سوار ہونا اور توشہ سفر میں ساتھ رکہنا اور تواضع ہر حال میں لازم ہونا یہی سب باتیں حدیث سے نکلتی ہیں

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ یہ باب بیان میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ اسکو کتاب (قرآن) سکھلا دے **ف** یہ حضرت نے ابن عباس رض کے لیے فرمایا تھا اور بیان اسکے لانے سے یہ غرض ہے کہ علم دین میں سب سے پہلے قرآن کا سیکھنا یعنے سمجھ کر پڑھنا لازم ہے یا اشارہ ہے اسطرف کہ ابن عباس کو جو حبر بن قیس پر غلبہ ہوا وہ اس دعا کے طفیل سے تھا (ترجمہ) **حدثنا** ابو معمر قال حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو بن ابی حجاج بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے خالد (بن مہران حذاء) نے اونہوں نے روایت کی عکرمہ (ابو عبد اللہ) سے ان میں بعضوں نے کلام کیا ہے اسوجہ سے کہ عقیدہ خارجیوں کا رکہتے تھے اور امام بخاری نے اونکو ثقہ سمجھا ہے) سے اونہوں نے ابن عباس رض سے کہا کہ چپٹا یا مجھکو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے سینہ سے یا اپنے بدن سے) اور فرمایا یا اللہ سکھلا دے اسکو کتاب **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسوقت ابن عباس تمیز دار لڑکے تھے تو حدیث سے نکلتا ہے کہ ایسے لڑکے کو بہ نیت شفقت گود میں لینا درست ہے دوسری روایت میں مولف کے اس کا سبب مذکور ہے کہ ابن عباس نے آپکے طہارت کے لیے پانی رکہا تھا اور شاید یہی بات کہ ہوا جب ابن عباس ام المومنین میمونہ رض کے گہر میں سے تھے آپکی نماز شب دیکہنے کے لیے احمد اور ابن حبان نے روایت کیا کہ ابن عباس کو آپکی میمونہ نے دی اور یہ واقعہ اونکے گہر میں رات کو ہوا امام احمد نے روایت کیا کہ ابن عباس رات کی نماز میں آپکے پیچھے کہڑے ہو گئے آپ نے فرمایا تجہے کیا ہوا میں تجہکو اپنے برابر کہڑا کرتا ہوں تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اونہوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں آپکے برابر کون نماز پڑہ سکتا ہے اوسوقت آپنے اونکے لیے دعا کی یا اللہ اسکا فہم اور علم زیادہ کر اور کتاب سے مراد قرآن ہے اور سیکہنا اسکا شامل ہے اوسکے حفظ کرنیکو اور اسکا مطلب سمجھنے کو اور مسدد کی روایت میں کتاب کے بدل حکمت ہے اور اسمعیلی نے کہا یہی ثابت ہے تمام روایتوں میں حالانکہ مولف نے وہیب کی روایت سے یہی کتاب کا لفظ نقل کیا ہے تو حکمت سے بھی مراد قرآن ہے اور دوسرون کی روایت بالمعنے ہے اور نسائی اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپنے دو بار میرے لیے دعا فرمائی حکمت سکہنے کی تو شاید یہ واقعہ متعدد ہوا کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد حدیث ہو اور موید ہے اسکے عبید اللہ بن زیاد کی روایت ہے کہ یا اللہ سمجھ دے اوسکو دین میں اور مسلم کی

روایت میں دین کا لفظ نہیں ہے حمیدی نے کہا ابو مسعود نے اطراف میں اس حدیث کو یوں نقل کیا یا اللہ اسکو سمجھ دے
دین میں اور سکھلا دے اسکو تاویل حالانکہ یہ زیادت صحیحین میں نہیں ہے میں کہتا ہوں حمیدی نے شک کیا البتہ یہ زیادت
سعید بن جبیر کی روایت میں ہے جسکو احمد اور ابن حبان اور طبرانی نے نکالا اور ابن سعد نے اسکو روایت کیا عکرمہ سے
مرسلاً اور طریق سے اور بغوی نے معجم صحابہ میں یزید بن اسلم سے روایت کیا کہ حضرت عمر ابن عباس کو اپنے نزدیک بٹھاتے
اور کہتے میں نے دیکھا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمکو بلایا اور تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا یا اللہ اسکو
سمجھ دے دین میں اور اسکو تاویل سکھلا دے اور ابن ماجہ کے بعض نسخوں میں یہ روایت یوں ہے یا اللہ اسکو حکمت سکھلا
دے اور کتاب کی تاویل اور ابن سعد نے طاؤس سے روایت کیا اونہوں نے ابن عباس سے کہ بلایا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اور میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا یا اللہ اسکو حکمت سکھلا دے اور کتاب کی تاویل اور امام احمد نے روایت کیا
اوس میں یہ ہے کہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور یہ دعا آپ کی قبول ہوئی ابن عباس کے حق میں وہ عالم تھے اس امت کے
تفسیر اور فقہ میں رضی اللہ عنہ اور شارحوں نے اختلاف کیا ہے کہ حکمت سے کیا مراد ہے بعضوں نے کہا
قرآن بعضوں نے کہا عمل بالقرآن بعضوں نے کہا حدیث بعضوں نے کہا ٹھیک بات کہنا بعضوں نے کہا خوف بعضوں
نے کہا فہم عن اللہ بعضوں نے کہا عقل بعضوں نے کہا وہ جسکی صحت پر عقل شاہد ہے بعضوں نے کہا نور جس سے فرق ہو
الہام اور وسواس میں بعضوں نے کہا سرعت جواب صحت کے ساتھ اور یہ سب اقوال مفسرین نے وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ
الْحِكْمَةَ میں ذکر کیے ہیں اور مناسب یہ ہے کہ حکمت سے فہم فی القرآن مراد ہو اور اسکا زیادہ بیان انشاء اللہ تعالیٰ کتاب
المناقب میں آویگا انتہی قسطلانی نے کہا آپ کی دعا ابن عباس کے حق میں قبول ہو گئی وہ دریا تھے علم کے اور عالم
تھے اس امت کے اور رئیس تھے مفسرین کے اور ترجمان تھے قرآن کے انتہی

باب مَتَى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيرِ

بچہ کا حدیث سننا کب صحیح ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے غرض یہ ہے کہ یہ ثابت ہو جاوے کہ حدیث کی تحمل یعنی حاصل
کرنے میں سننے سے ہو یا دیکھنے سے بالغ (جوان) ہونا شرط نہیں ہے اور مولف نے اشارہ کیا اس باب سے اوس اختلاف
کی طرف جو امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین میں ہوا جسکو خطیب نے روایت کیا کفایہ میں عبد اللہ بن احمد وغیرہ سے کہ
یحییٰ نے کہا کم سے کم تحمل حدیث کے لیے پندرہ برس کی عمر ہونا ضرور ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ بن عمر کو احد کے دن پھیر دیا یعنی مجاہدین میں شریک نہ کیا کیونکہ وہ پندرہ برس کے نہیں
ہوئے تھے یہ خبر امام احمد بن حنبل رح کو پہونچی اونہوں نے کہا جب بچہ کو اتنی عقل ہو جاوے کہ وہ سنی ہوئی بات کو سمجھے تو
اسکا تحمل صحیح ہے اور ابن عمر کی حدیث لڑائی کے باب میں ہے پھر خطیب نے کئی روایتیں صحابہ وغیرہم سے ایسی نقل کیں

ختلوا وہ حدیثیں جبکہ بچپن میں سنا تہا اور بڑے ہو کر بیان کیا اور وہ روایتیں قبول کی گئیں اور یہی صحیح ہے اور ابن عبد البر نے اسپر اتفاق نقل کیا ہے اور ابن معین کی یہ دلیل کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدر کے دن براء وغیرہ کو واپس کر دیا جبکہ پندرہ برس سے کم تہا مردود ہے اسوجہ سے کہ قتال میں قوت اور تجربہ کی حاجت ہے اور غالبًا وہ جوانی میں حاصل ہوتا ہے اور سماع میں صرف فہم کی ضرورت ہے اوسکے لیے تمیز کافی ہے اور امام اوزاعی نے اس دلیل قائم کی ہے ابن عمرؓ کی حدیث سے جسمیں ہے کہ حکم کر دلیے بچون کو نماز کا جب سات برس کے ہو جاویں انتہے مختصرًا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاکِبًا عَلٰی حِمَارٍ اَتَانٍ وَّاَنَا یَوْمَئِذٍ قَدْ نَاھَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِمِنًی اِلٰی غَیْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَیْنَ یَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِی الصَّفِّ فَلَمْ یُنْکِرْ ذٰلِکَ عَلَیَّ اَحَدٌ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجہسے مالک بن انس امام مشہور نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اونہوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میں ایک گدہی (مادہ خر) پر سوار ہو کر آیا ان دنون میں بلوغ کے قریب تہا (یعنی جوان نہوا تہا یعنی نابالغ تہا) اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم منا میں نماز پڑہ رہے تہے اور آگے سامنے دیوار (یعنی آڑ) نہ تہی میں بعض صفون کے سامنے سے گذرا اور گدہی کو میں نے چھوڑ دیا وہ چرنے لگی اور میں صف میں شریک ہو گیا پہر کسی نے مجہپر اس بات سے اعتراض نکیا **ف** یعنی نمازیون کے سامنے سے گذر جانے پر اور گدہی کو سامنے سے لیجانے پر ابن عباس نے مادہ خر کی تصریح کی ابن اثیر نے اس سے یہ دلیل نکالی کہ جب گدہے کی دہان سامنے جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو آدمی کی مادہ یعنی عورت کے سامنے جانے سے کیونکر ٹوٹیگی کیونکہ عورت گدہی سے اشرف ہے اور یہ قیاس اگرچہ روسے عقل صحیح ہے مگر ایسے قیاس سے حدیث صحیح کی مخالفت نہیں ہو سکتی اور اسکا بیان کتاب الصلوۃ میں آویگا اور دیوار سے مراد حدیث میں آڑ ہے امام شافعی نے کہا ہے اور سیاق کلام اسپر دلالت کرتا ہے کیونکہ ابن عباس نے یہ حدیث بیان کی اس امر پر دلیل لانیکے لیے کہ نماز کے سامنے نکل جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی اور مؤید اسکے بزار کی روایت ہے جسمیں ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرض نماز پڑہ رہے تہے اور آپ کے سامنے کسی چیز کی آڑ نہ تہی بعضوں نے کہا ابن عباس پر اعتراض کرنے میں ایک مصلحت تہی وہ یہ ہے کہ خفیف مفسدہ پر بڑی مصلحت کو ترجیح ہے کیونکہ نمازی کے سامنے سے نکل جانا ایک خفیف مفسدہ ہے اور نماز میں شریک ہونا بڑی مصلحت ہے اور ابن عباس کے اعتراض نکرنے سے جواز نکالا اور اعتراض کرنے کی یہ وجہ نہیں ہو سکتی کہ لوگ نماز میں

تھے کیونکہ نماز کے بعد اعتراض کر سکتے تھے اسیطرح نماز کے اندر بھی اشارے سے اعتراض کر سکتے تھے اور اس حدیث سے ثبوت
نے ترجمہ باب پر استدلال کیا کہ تحمل میں بلوغ ضرور نہیں ہے اور نابالغ کے حکم میں ہیں غلام اور فاسق اور کافر اگر کوئی اعتراض
کرے کہ ترجمہ باب میں بچے کا لفظ ہے اور ابن عباس اسوقت بچہ نہ تھے بلکہ جوانی سے قریب تھے اسکا جواب یہ ہے کہ بچے سے مراد نا
بالغ ہے یہ جواب کرمانی نے دیا ہے انتہی ما قال الحافظ ابن حجر ملتقطا **حدثنی** محمد بن یوسف قال حدثنا
ابو مسهر قال حدثنی محمد بن حرب قال حدثنی الزبیدی عن الزهری عن محمود بن الربیع قال عقلت
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجۃ مجہا فی وجہی وانا ابن خمس سنین من دلو ترجمہ حدیث بیان کی
ہے مجھ سے محمد بن یوسف (بیکندی) نے (اور بعضوں نے کہا یہ فریابی ہیں اور یہ غلط ہے کیونکہ فریابی نے ابو مسہر سے روایت
نہیں کی بلکہ ابو مسہر شیخ ہیں شامیوں کے اور امام بخاری نے ابو مسہر سے بلا واسطہ بھی سنا ہے ابن مرابط نے کہا کہ
ابو مسہر منفرد ہیں اس روایت سے اور یہ غلط ہے نسائی نے سنن کبریٰ میں اسکو محمد بن مصفی سے انہوں نے محمد بن حرب سے
روایت کیا ہے اور بیہقی نے مدخل میں محمد بن جوصا سے روایت کیا ہے انہوں نے سلمہ بن خلیل اور ابو التقی سے ان
دونوں نے محمد بن حرب سے تو ابو مسہر کے سوا تین راوی اور ہو گئے یہ کلام ہے حافظ ابن حجر کا) انہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے ابو مسہر (عبد الاعلیٰ بن مسہر غسانی دمشقی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن حرب (خولانی
حمصی) نے انہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب) سے انہوں نے محمود بن ربیع (بن سراقہ انصاری خزرجی)
سے انہوں نے کہا مجھے یاد ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کلی (پانی کی) میرے منہ پر (کھیل یا برکت کے طور پر جیسے آپ
صحابہ کی اولاد سے کیا کرتے) ایک ڈول کے پانی سے اسوقت میں پانچ برس کا تھا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ ڈول کی قید
میں نے اس حدیث کے کسی طریقہ میں نہیں پائی نہ صحیحین میں اور نہ جوامع اور مسانید میں سوا زبیدی کے طریق کے اور
زبیدی بڑے حافظوں میں سے ہیں حدیث کی جو زہری سے روایت کرتے ہیں یہانتک کہ ولید بن مسلم نے کہا امام
اوزاعی زہری کے تمام شاگردوں میں زبیدی کو ترجیح دیتے تھے ابو داؤد نے کہا انکی روایتوں میں کوئی خطا نہیں ہے اور
متابعت کی انکی عبد الرحمن بن نمر نے زہری سے اور انکی روایت میں جو طبرانی اور خطیب نے کفایہ میں نکالی عبد
الرحمن بن نمر سے یہ ہے حدیث بیان کی مجھ سے محمود بن الربیع نے اور جسوقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
وفات پائی اسوقت محمود کی عمر پانچ برس کی تھی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمود نے جو واقعہ بیان کیا وہ آپکی زندگی
کے اخیر سال میں ہوا اور ابن حبان وغیرہ نے ذکر کیا کہ محمود سنہ ۹۹ ہجری میں مرے اور انکی عمر ۹۴ سال کی تھی اور یہ مطابق
ہے اس روایت کے اور قاضی عیاض نے الماع میں کہا کہ بعض روایتوں میں ہے کہ محمود اس وقت چار برس کے تھے پر

میں بھی یہ مضمون کسی روایت میں صراحتہً نہیں پایا اگرچہ بہت تلاش کی البتہ صاحب استیعاب نے کہا کہ محمود نے کلی کو یاد
رکہا اور انکی عمر چار یا پانچ برس کی تہی اور انکے تردد کی وجہ واقدی کا قول ہے کہ محمود مرتے وقت ۹۳ سال کے تہے اور پہلا
قول صحیح ہے اسناد اوسکا اور وہی اعتماد کے لائق ہے اور واقدی کا قول اگر صحیح ہو تو محمول ہوگا اسپر کہ اونہون نے
کسر کو چھوڑ دیا جب یہ معلوم ہوا تو اب مہلب نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ اونہون نے عبد اللہ بن زبیر کی روایت
بیان کی جس میں انہون نے اپنے باپ کو دیکھنا اور انکا آنا جانا بیان کیا ہے اوسمین صاف تصریح ہے سماع کی اور اس
وقت انکا سن تین یا چار برس کا تہا تو وہ محمود سے بہی چھوٹے تہے اور محمود کی ولیہ میں کچھ سماع مذکور نہیں تو ابن الزبیر
کی روایت بیان کرنا اولےٰ تہا ابن منیر نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ امام بخاری کا مقصد سنت نبوی کا نقل کرنا ہے نہ جو احوال
گذرے ہیں انکا بیان کرنا اور محمود نے ایک سنت انکی بیان کی یعنی منہہ پر کلی مارنا بلکہ انکی مجرد روایت میں ایک فائدہ
شرعی ہے یعنی ثبوت انکی صحابیت اور ابن الزبیر کی روایت میں کوئی سنت نبوی مذکور نہیں تاکہ وہ اس باب میں داخل ہو
پہر اونہون نے یہ شعر لکہی جسکا مضمون یہ ہے کہ گہر والا خوب جانتا ہے جو اسکے گہر میں ہے اور یہ جواب عمدہ ہے کیونکہ
مقصود سماع سے سنتا ہی یا نقل کرنا کسی فعل یا تقریر کا اور بدر زرکشی نے غفلت کی انہون نے یہ جواب دیا کہ مہلب کو
یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ابن زبیر کا قصہ صحیح ہے بخاری کی شرط پر حالانکہ امام بخاری نے خود اس قصہ کو روایت کیا
مناقب زبیر میں پس اس صورت میں مہلب کا اعتراض صحیح ہے اور اسکا جواب بہی مذکور ہو چکا اور تعجب ہے اس شخص سے جو
ایک کتاب پر گفتگو کرے پہر اس کتاب کے مقامات سے غافل رہے اور جو بات اوسمین موجود ہے اسکی نفی کرے۔ نسائی
کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ ڈول لٹکا ہوا تہا اور ایسا ہی ہو ابن حبان کی روایت میں اور مصنف نے
رقاق میں روایت کیا کہ اس ڈول سے جو انکے گہر میں تہا اور طہارات و صلوۃ میں ڈول کے بدل کنوان ہے
اور احادیث سے ان فائدون کے جو اوپر گذرے اور بہی فائدے ہیں ایک تو بچون کا لانا مجلسون میں دوسرے امام کا جانا
اپنے یارون کی ملاقات کے لیے تیسرے انکے بچون سے ہنسی کرنا اور بعضون نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ
پانچ برس کے بچہ کا سماع صحیح ہے اور اس سے کم کا صحیح نہیں اور حدیث میں اور بخاری کی تبویب میں اسطرف کوئی اشارہ
نہیں بلکہ معتبر فہم ہے تو جو کوئی خطاب کو سمجھے اوسکا سماع صحیح ہے اگرچہ پانچ برس سے کم ہو ورنہ صحیح نہیں
اور فقہا کا قول اوسکے قریب ہے اونہون نے سن تمیز چہ یا سات سال قرار دیا ہے اور بڑی عمدہ دلیل فہم معتبر
ہونے کی وہ ہے جو خطیب نے روایت کی ابو عاصم کے طریق سے اسمین یہ ہے کہ مین اپنے بیٹے کو لیگیا وہ تین برس کا
تہا ابن جریج پاس انہون نے اس سے حدیث بیان کی ابو عاصم نے کہا بچہ کو حدیث یا قرآن سکہلانے میں کوئی

کوئی قباحت نہیں اگر وہ تین برس کا ہو مطلب یہی ہے کہ سمجھ رکھتا ہو اور ابوبکر بن مقری حافظ کا قصہ مشہور
ہے کہ انہوں نے چار برس کے بچے کو حدیث سنائی جب اسکا امتحان لیا قرآن کی کئی سورتیں اسکو حفظ تھیں انتہیٰ
ما فی فتح الباری **بَابُ الْخُرُوجِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ** علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا قال حافظ ابن حجر نے کہا
مولف نے اس باب میں کوئی مرفوع حدیث بیان نہیں کی اور مسلم نے ابوہریرہ کی حدیث نکالی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی راہ پر چلے جس سے علم ڈھونڈتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکے لیے جنت کا رستہ آسان کرے گا
اور مولف نے اس حدیث کو بوجہ اختلاف نہیں نکالا انتہیٰ وَرَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ إِلَى عَبْدِ اللهِ
ابْنِ أُنَيْسٍ فِي حَدِيثٍ وَاحِدٍ اور جابر بن عبداللہ انصاری صحابی مشہور) ایک مہینے کی راہ پر گئے عبداللہ بن انیس
(جہنی صحابی) پاس ایک حدیث کے واسطے قال حافظ ایک حدیث اونسے سننے کے لیے اس حدیث کو مولف نے ادب مفرد میں
اور احمد اور ابویعلے نے اپنی مسندوں میں عبداللہ بن محمد بن عقیل کے طریق سے روایت کیا اونہوں نے جابر بن عبداللہ
سے سنا وہ کہتے تھے مجھے خبر پہونچی کہ ایک شخص نے ایک حدیث جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے تو میں
نے ایک اونٹ خرید کیا اور سپر کجاوا باندھا اور ایک مہینے تک چلا یہاں تک کہ شام کے ملک میں آیا دیکھا تو عبداللہ بن
انیس کا گھر ہے میں نے دربان سے کہا عبداللہ سے کہہ جابر تمہارے دروازے پر کھڑے ہیں اونہوں نے پوچھا عبداللہ کے
بیٹے میں نے کہا ہاں پھر وہ باہر نکلے اور مجھ سے معانقہ کیا میں نے کہا ایک حدیث مجھ کو تم سے پہونچی جسکو تم نے
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے مجھ کو ڈر ہوا کہیں اسکے سننے سے پہلے میں مر جاؤں (اس لیے میں تمہارے
پاس آیا اتنی دور کا سفر کرکے) اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ
قیامت کے دن لوگوں کو حشر کریگا ننگے بدن پھر بیان کیا اخیر حدیث تک اور اس حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو
طبرانی نے روایت کیا شامیوں کے مسند میں اور تمام نے اپنے فوائد میں حجاج بن دینار کے طریق سے اونہوں نے
محمد بن منکدر سے اونہوں نے جابر سے اونہوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پہنچی تھی
قصاص کے باب میں اور اس حدیث کی روایت کرنیوالا مصر میں تھا آخر میں نے ایک اونٹ خریدا اور چلا یہاں تک کہ
مصر میں پہونچا میں اس شخص کے دروازے پر گیا پھر بیان کیا اوسیطرح اور سند اوسکا اچھا ہے اور اس حدیث
کا ایک تیسرا طریق ہے جسکو خطیب نے رحلت میں نکالا ابوالجارود عنسی کے طریق سے اونہوں نے روایت کی جابر
سے کہا کہ مجھکو ایک حدیث پہونچی قصاص میں پھر بیان کیا اسیطرح اور اسکی اسناد میں ضعف ہے تمام ہوا کلام حافظ
ابن حجر کا مترجم کہتا ہے سبحان اللہ حافظ ابن حجر کا حافظہ اور تبحر بیان سے معلوم کرنا چاہیے اونکی نظر حدیث کی

غیر مشہور کتابوں پر ایسی کتنی جیسے اور علماء کی نظر صحیح بخاری یا صحیح مسلم پر ہوتی ہے تو صحیح بخاری تو اونکو گویا حفظ تھی اور
عینی اور بدر زرکشی وغیرہ علماء کا یہ حال تہا کہ اُن سے بخاری کے مقامات میں بھی غفلت ہو جاتی اللہ تعالی حافظ صاحب کا
درجہ اعلی علیین میں کم سے اور انکے طفیل سے ہماری مغفرت کرے آمین حافظ ابن حجر نے کہا بعض متاخرین علماء نے
دعوے کیا کہ اوس سے وہ قاعدہ ٹوٹ گیا جو مشہور ہے کہ بخاری جب جزم کے ساتھ تعلیق کو بیان کرتے ہیں تو وہ تعلیق
صحیح ہوتی ہے اور جہاں صیغہ تمریض بیان کرتے ہیں (جیسے کہا جاتا ہے یا روایت کیا جاتا ہے) تو اسمین کوئی
علت ہوتی ہے کیونکہ اس تعلیق کو بخاری رحمہ نے بصیغہ جزم روایت کیا اسکے ایک ٹکڑے کو کتاب التوحید میں صیغہ
تمریض ذکر کیا وہان یعنی کہا جابر سے ذکر کیا جاتا ہے انہوں نے عبد اللہ بن انیس سے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے اللہ حشر کریگا بندونکو پہر پکاریگا اونکو آواز سے اخیر حدیث تک حالانکہ یہ دعوے مردود اور اللہ
تعالی کے فضل سے وہ قاعدہ نہیں ٹوٹا اور امام بخاری کی نظر اس سے زیادہ باریک ہے کہ انپر ایسا اعتراض کیا جاوے کیونکہ انہوں
نے جابر رضہ کا سفر کرنا بصیغہ جزم بیان کیا اسلیے کہ اسکا اسناد حسن ہے اور اسکی تائید بھی ہوئی دوسری اسناد سے اور
کتاب التوحید میں جو ٹکڑہ بیان کیا اوسے امام بخاری نے جزم نہیں کیا اسلیے کہ صوت کی لفظ کی نسبت پروردگار کیطرف
توقف کے لائق ہے اور تاویل کے محتاج ہے اور اسلیے بہی وہ حدیث جسکے طریق میں اختلاف ہو گو اسکی تائید دوسرے
طریق سے ہو جاوے کافی نہیں ہے اور اس سے امام بخاری کی صفائی علم اور باریکی نظر اور حسن تصرف واضح ہے اللہ تعالی
اونپر رحم کرے مترجم کہتا ہے کہ اہلحدیث کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالی کے کلام میں صوت ہے اور اسکی دلیل
یہی حدیث ہے عبد اللہ بن انیس کی روایت کیا اسکو احمد اور ایک جماعت اماموں نے اور امام بخاری نے باب الرد علی الجہمیہ
میں اسکو معلقا ذکر کیا اور ایک اثر ابن مسعود کا جب اللہ تعالی کلام کرتا ہے وحی کے ساتھ تو آسمان والے فرشتے سنتے
ہیں پہر جب انکے دلوں سے ڈر جاتا رہتا ہے اور آواز تہم جاتی ہے۔ اس اثر کو امام بخاری نے معلقا ذکر کیا لیکن امام
احمد بن حنبل نے اسکو باسناد صحیح روایت کیا امام ذہبی نے کہا اس حدیث کا اسناد صحیح ہے بشرط شیخین اور امام بخاری نے
اسکو بصیغہ جزم کہا اس سے بہی صحت نکلتی ہے پہر امام بخاری نے باسناد متصل ابو سعید خدری سے روایت کی اس میں یہ معنے
ہیں کہ پہر پکارتا ہے اللہ تعالی آواز سے اور ایسا ہی ضبط کیا ہے اکثر علماء نے امام ذہبی نے کہا اثبات صوت میں قریب
کے دس پندرہ حدیثیں مرفوع وارد ہیں اور بیہقی نے ان سب حدیثوں کو ایک علیحدہ جزء میں جمع کیا ہے اور بخاری اور
مسلم نے باسناد صحیح ابو ہریرہ سے روایت کیا جب اللہ تعالی کسی بندہ کو دوست رکہتا ہے تو ندا کرتا ہے جبرئیل علیہ
السلام کو اخیر تک اور ندا اور صوت ایک ہے اور قرآن شریف میں ہے واذ نادی ربک موسی و نادیناه ان یا ابراہیم

جب اتنی صحیح حدیثیں اور آیتیں اثبات صوت میں وارد ہیں تو ثبوت صوت میں کیا شک ہے اور تاویل کرنا جیسے متکلمین کا
طریقہ ہے نہ سلف امت کا اور اللہ تعالے مغفرت کرے حافظ ابن حجر کی اونہوں نے اس مقام میں جیسے متکلمین کا طریقہ ہے اختیار
کیا اور میرا اعتقاد یہ ہے کہ عبداللہ بن انیس کی حدیث صحیح ہے اور اسی لیے امام بخاری نے اسکو اس باب میں بصیغہ جزم
بیان کیا اور کتاب التوحید میں جو ذکر کا لفظ کہا یہ شاذ ہے یا الطریق سہو ہے تو قاعدہ ٹوٹنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ
اکثر مقامات میں یہ قاعدہ نافذ ہے اور ایک یا دو مقام میں خلاف ہونا مضر نہیں کرتا اور باقی بیان صوت کا خدا
چاہے تو کتاب الرد علی الجہمیہ میں آویگا۔ حافظ ابن حجر نے کہا ابن بطال نے وہم کیا اونہوں نے کہا کہ جس حدیث میں جابر
بن عبداللہ کے سفر کا ذکر ہے وہ ستر علی المسلم کی حدیث ہے حالانکہ یہ ایک حدیث ہے اسکو چھوڑ کر دوسری حدیث کیطرف جانا
ہے ستر علی المسلم کی حدیث میں ابو ایوب انصاری نے سفر کیا عقبہ بن عامر جہنی کے پاس روایت کیا اسکو امام احمد نے بسند
منقطع اور روایت کیا اسکو طبرانی نے مسلمہ بن مخلد کی روایت سے کہا عقبہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے ایک حدیث
تم سے مجھ کو پہونچی ہے ستر میں ہم انہوں نے بیان کیا اس حدیث کو اور بسبب اتفاق اور شخصوں کو بھی ہوا ہے روایت
کیا ابو داؤد نے عبداللہ بن بریدہ کے طریق سے کہ ایک صحابی نے سفر کیا فضالہ بن عبید کیطرف وہ مصر میں تھے
ایک حدیث کے لیے اور روایت کیا خطیب نے عبیداللہ بن عدی سے کہا کہ مجھے حضرت علی کی ایک حدیث پہنچی میں ڈرا
ایسا نہ ہو حضرت علی کی وفات ہو جاوے اور پھر وہ حدیث میں اور کسی کے پاس نہ پاؤں تو میں نے سفر کیا یہاں تک کہ عراق
میں اون کے پاس آیا اور بہت سی روایتوں میں ملیگا اگر تلاش کیجاوے اور شعبی کا قول آگے آتا ہے کہ اگر
ایک مسئلے کے لیے آدمی مدینہ تک کا سفر کرتا اور روایت کیا مالک نے یحییٰ بن سعید سے اونہوں نے سعید بن المسیب سے
کہا کہ میں کئی کئی دن اور رات کا سفر کرتا ایک حدیث کی طلب کے لیے اور قریب ہے کہ ایسی روایت اور شخص سے بھی مذکور ہو گی اور
جابر کی روایت میں دلیل ہے اس بات کی کہ علو اسناد طلب کرنا چاہیے کیونکہ جابر کو عبداللہ بن انیس کی روایت اوس
سے پہونچ چکی تھی لیکن اونہوں نے اوسپر قناعت نہ کی اور بلا واسطہ اونسے جا کر سنا اور کتاب فضائل القرآن میں عبداللہ
بن مسعود کی یہ روایت مذکور ہو گی اونہوں نے کہا اگر میں کسی کو اپنے سے زیادہ اللہ کی کتاب جاننے والا سمجھتا البتہ میں
اسکی طرف سفر کرتا اور خطیب نے ابو العالیہ سے روایت کی کہا ہم سنتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی روایت اور وہ
بصرہ میں ہم خوش نہ ہوتے تھے یہاں تک کہ مدینہ اون کے پاس جاتے اور اونسے سنتے اور امام احمد سے کہا گیا کہ ایک شخص جو علم طلب کرتا ہو وہ ایک
شخص کے پاس رہے جسکو بہت علم ہے یا سفر کرے اونہوں نے کہا سفر کرے اور مختلف شہروں کے عالموں سے لکھے اور
اس سے معلوم ہوتا ہے جو صحابہ کو حرص تھی احادیث حاصل کرنے کی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جو شخص سفر سے آوے اوس سے معانقہ کرنا

جائز ہے جہان کچھ شبہ ہو لیعنے افزونہ ہو) لہ **حدثنا** ابو القاسم خالد بن خلی قال حدثنا محمد ابن حرب قال الاوزاعی اخبرنا الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعود عن ابن عباس انہ تماری ھو والحر بن قیس بن حصن الفزاری فی صاحب موسیٰ فمر بھما ابی بن کعب فدعاہ ابن عباس فقال انی تماریت انا وصاحبی ھذا فی صاحب موسیٰ الذی سال السبیل الی لقیہ ھل سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر شانہ فقال ابی نعم سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکر شانہ یقول بینما موسیٰ فی ملاء من بنی اسرائیل اذ جاءہ رجل فقال اتعلم احدا اعلم منک قال موسیٰ لا فاوحی اللہ تعالیٰ الی موسیٰ بلی عبدنا خضر فسال السبیل الی لقیہ فجعل اللہ لہ الحوت اٰیۃ وقیل لہ اذا فقدت الحوت فارجع فانک ستلقاہ فکان موسیٰ یتبع اثر الحوت فی البحر فقال فتی موسیٰ لموسیٰ ارایت اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت وما انسانیہ الا الشیطان ان اذکرہ قال موسیٰ ذلک ما کنا نبغ فارتدا علی اثارھما قصصا فوجدا خضرا فکان من شانھما ما قص اللہ فی کتابہ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو القاسم خالد بن خلی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن حرب (خولانی حمسی) نے کہا اوزاعی نے (اوزاعی کی روایت میں ہے حدیث بیان کی ہمسے وزاعی نے اور اوزاعی ایک گاوں ہے دمشق کے قریب یا قبیلہ ہے ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو بن یحمد امام اور فقیہ مشہور اوسی طرف منسوب ہیں) خبر دی ہمکو زہری (محمد بن مسلم) نے اونہوں نے روایت کی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضہ سے اونہوں نے ابن عباس رضہ سے کہ جھگڑا کیا انہوں نے (یعنے ابن عباس نے) اور حر بن قیس بن حصن فزاری نے حضرت موسے کے ساتھی میں (وہ خضر تھے یا اور کوئی) پھر اُن دونوں کے سامنے سے ابی بن کعب گذرے ابن عباس نے انکو بلایا اور کہا میں اور یہ میرا ساتھی دونوں نے جھگڑا کیا حضرت موسی کے ساتھی میں جنسے ملنے کی موسے نے راہ چاہی کیا تمنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ ذکر سنا اونہوں نے کہا ہان مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا ذکر سنا ہے آپ فرماتے تھے ایک بار حضرت موسی بنی اسرائیل کی جماعت میں بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا تم جانتے ہو کسی ایسے شخص کو جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہو حضرت موسی نے کہا نہیں (ہر چند حضرت موسی نے غلط نہیں کہا کیونکہ اونہوں نے یہ کہا کہ میں اپنے سے زیادہ کسی عالم کو نہیں جانتا اور یہ نہیں کہا کہ مجھسے زیادہ کوئی عالم دنیا میں نہیں ہے پر پیغمبرون کی شان بڑی ہے اور جو بات عوام کو حقین جائز ہے وہ کبھی پیغمبرونکے حق میں خطا اور گناہ سمجھے جاتے ہیں بقول شخصے مقربان را بیش بود حیرانی پروردگار عالم جل جلالہ کو حضرت موسے کا یہ کہنا پسند نہ آیا

تب پروردگار عالم نے اونکو وحی بھیجی تم سے زیادہ ایک بندہ ہمارا علم رکھتا ہے وہ خضر ہے حضرت موسی نے اللہ تعالے
سے اونسے ملنے کی راہ چاہی اللہ تعالے نے ایک مچھلی اونکے لیے نشانی مقرر کر دی اور کہدیا گیا کہ جب مچھلی تم گم کرو تو لوٹ
جاؤ تم اوس سے ملوگے پھر موسے ع مچھلی کی نشانی پر چلے جاتے تھے دریا مین آخر موسے ع کے جوان نے (یوشع ع نے)
کہا موسے سے تم نے دیکھا جب ہم اوترے تھے صخرہ کے پاس تو مین مچھلی کو بھول گیا اور نہین بہلایا مجھکو اوسکا ذکر
مگر شیطان نے حضرت موسے نے کہا ہم تو یہی چاہتے تھے پھر دونون لوٹے اپنے پاؤن کے نشانون پر باتین کرتے ہوئے تو ان
دونون نے حضرت خضر ع کو پایا پھر جو قصہ ان دونون کا گذرا وہ اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب مین بیان کیا

ف حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی شرح ابھی تھوڑی اوپر گذر چکی اور دونون روایتون مین فرق تھوڑا ہے
اور اس حدیث سے علم زیادہ کرنے کی فضیلت نکلتی ہے اگرچہ اوسمین تکلیف ہو اور یہ بھی نکلتا ہے کہ علم حاصل کرنے کے
لیے بڑے کو چھوٹے کے سامنے جھکنا

باب فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ باب فضیلت مین اسکے جس نے علم حاصل کیا اور دوسرون کو سکھلایا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً اُخْرٰى اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَاً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِسْحٰقُ وَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ قَيَّلَتِ الْمَاءَ قَاعٌ يَعْلُوْهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِيْ مِنَ الْاَرْضِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن علا (ابو کریب) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن اسامہ (بن زید ہاشمی قرشی کوفی ابو اسامہ) نے اونہون نے روایت کی برید بن عبد اللہ سے اونہون نے ابو بردہ (بن ابی موسے اشعری رض) سے اونہون نے (اپنے باپ) ابو موسے اشعری عبد اللہ بن قیس رض سے اونہون نے جناب رسالتمآب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اللہ تعالے نے جو ہدایت اور علم (ہدایت سے مراد دلالت ہے اور علم مدلول ہے اور مراد علم سے ادلہ شرعیہ ہین) مجھکو دیکر بھیجا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے زور کا مینہ (بارش) جو زمین پر برسا بعضی زمین عمدہ تھی **ف** یہ ترجمہ ہے نقیہ کا جو حدیث مین ہے نون مفتوحہ اور قاف مکسورہ سے اور بعض نسخون مین ثغبہ ہے ثائے مفتوحہ اور غین مکسورہ سے ثغبہ وہ زمین جہان پانی جمع ہوتا ہے پہاڑون اور پتھرون

مین قاضی عیاض نے کہا یہ غلط ہے حافظ ابن حجر نے کہا کتاب کے تمام نسخون مین لقیہ ہے اور مسلم کی روایت مین طیبہ ہے اور ایک روایت مین لقعہ ہے بمعنے قطعہ کے لیکن یہ لفظ صحیحین مین نہین ہے ابن جب نے کہا ایک روایت مین بقیہ ہے بائے موحدہ سے بعوض نون کی اور مراد بقیہ سے طیبہ اور عمدہ ہے **ت** اوسنے پانی پی لیا اور سوکھی اور ہری گہانس اوگائی اور بعضے قطعے اس زمین کے سخت تھے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابو ذر کی روایت مین اخاذات ہے جمع اخاذہ کی اور اخاذہ وہ زمین جو پانی کو روک رکہتی ہے (لیکن سختی کی وجہ سے پیتی نہین) اور اور روایتون مین اور صحیح مسلم مین اجادب ہے جمع جدب کی یعنے زمین سخت جسمین پانی جذب نہ ہو اور مازری نے اجاذب ذال معجمہ سے لکھا ہے اور قاضی نے کہا یہ وہم ہے اور اسمعیلی کی روایت مین اجارب ہے حا اور را مہملتین سے اسمعیلی نے کہا ابو یعلی نے اسکو ضبط نہین کیا خطابی نے کہا یہ روایت کچھ نہین اور بعضون نے اجارد نقل کیا ہے اور یہ جمع ہے جرداء کی یعنے وہ زمین جسمین کچھ نہین اگتا خطابی نے کہا یہ صحیح المعنے ہے اور صاحب مطالع نے ان سب لفظون کو صحیحین کی روایت کہا حالانکہ صحیحین مین صرف دو لفظ منقول ہین اور ایسا ہی جزم کیا قاضی نے (فتح) **ت** اونہون نے پانی کو روک رکہا اور پہر ان سے اللہ تعالی جل شانہ نے اون سے فائدہ دیا لوگون کو لوگون نے اوس سے پانی پیا اور پلایا (اپنے جانورون کو) اور کہیتی کی **ف** اونکے پانی سے حافظ ابن حجر نے کہا صحیح بخاری مین وزرعوا ہے یعنے کہیتی کی اور ابو یعلے اور یعقوب بن اخرم وغیرہ نے بھی ابو کریب سے ایسا ہی نقل کیا اور مسلم اور نسائی نے ابو کریب سے ورعوا نقل کیا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے اور چرایا نووی نے کہا دونو صحیح ہین اور قاضی نے بلا وجہ مسلم کی روایت کو ترجیح دی ہے (فتح) **ت** اور بعضے قطعون پر اوسی زمین کے پانی پڑا وہ صاف چٹیل میدان تھے (چٹیل جنپر پانی نہ تھمتا ہے نہ سختی کی وجہ سے اُن مین جذب ہوتا ہے) تو وہ پانی کو روکتی ہین نہ گہاس اگاتی ہین پہر یہ (تینون قسمین) (جو اوپر مذکور ہوئین) مثال ہین اُس شخص کی جسنے سمجہ حاصل کی اللہ کے دین مین اور فائدہ دیا اسکو اس چیز نے جسکو اللہ تعالی جل شانہ نے مجہے دیکر بہیجا اوس نے علم حاصل کیا اور دوسرون کو تعلیم کیا اور مثال اُس شخص کی جسنے ادہر سر اوٹہایا (تکبر اور غرور سے مثلاً دین مین داخل ہوا لیکن علم دین نہ سنا یا سنا لیکن نہ خود عمل کیا نہ اورون کو سکہلایا) اور قبول کیا اُس ہدایت کو اللہ تعالے جل شانہ نے جو مین دیکر بہیجا گیا (یہ وہ ہے جسنے دین ہی قبول نہ کیا) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا قرطبی نے کہا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دین کی مثال دی ایک زوردار مینہ سے جو احتیاج کے وقت برسے اور ایسا ہی حال تہا لوگون کا آپکی نبوت سے پہلے تو جیسے مینہ مرے ہوئے ملک کو زندہ کرتا ہے ایسے ہی دین کے علم مرے ہوئے دل کو زندہ کرتے ہین پہر دین کے سننے والون کی تشبیہ دی زمین کے مختلف قطعون سے جنپر پانی برستا ہے

بعض لوگ تو ان مین ایسے نکلے جنہون نے دین کا علم حاصل کیا اوسپر عمل کیا اور ونکو تعلیم کیا اونکی مثال عمدہ زرخیز زمین کی
سی ہے جسنے پانی کو چوس لیا خود بھی فائدہ اوٹھایا اور اپنی پیداوار سے دوسرون کو بھی فائدہ دیا اور بعض لوگ ان مین
ایسے نکلے جنہون نے علم حاصل کیا اور خود عمل نہ کر سکے پر وہ علم اورون کو پہونچا دیا اونکی مثال اُس زمین کی سی ہے جسنے
پانی کو روک رکھا اور بہنے نہ دیا اس سے لوگون کو فائدہ ہوا گو خود اُسکو فائدہ نہ ہوا کیونکہ وہ سختی کی وجہ سے پانی پی نہ
سکی اور بعض لوگ اونمین ایسے نکلے جنہون نے علم سنا پر یاد نہ رکہا نہ خود عمل کیا نہ دوسرون کو پہونچایا اونکی مثال شور
یا چکنی زمین کی سی ہے جو نہ پانی پیتی ہے نہ اوسکو روکتی ہے آیا اور بہہ گیا پہر سوکہی کی سوکہی اور پہلی قسم اور دوسری
قسم کے لوگون کو مثال مین ایک ہی جگہ جمع کیا کیونکہ اون دونون سے فائدہ پہونچا لوگون کو اور تیسری
قسم کے لوگون کو جو برے تہے علاحدہ بیان کیا جن سے کچہہ فائدہ نہ ہوا پہر مجہے معلوم ہوا کہ ہر مثال مین دو دو طائفے ہین
اول کے دو عمدہ طائفے تو معلوم ہوئے اور دوسرے کے دو برے طائفے یہ ہین ایک وہ جو دین مین داخل ہوئے لیکن دین
کا علم بالکل نہ سنا یا سنا پر عمل نہ کیا نہ سکھلایا اونکی مثال شور زمین کی سی ہے اور یہ طائفہ مراد ہے آپکے اس قول سے
جسنے اوپر سر نہ اوٹھایا یعنے اعراض کیا علم سے نہ خود فائدہ اوٹھایا نہ اورون کو فائدہ پہونچایا اور دوسرے وہ جو
دین ہی مین داخل نہ ہوئے بلکہ اونہون نے کفر اختیار کیا اونکی مثال چکنی صاف زمین کی ہے کہ پانی اوسپر بہا اور چلا گیا
اوسکو کچہہ اثر نہ ہوا اور یہی مراد ہے آپکے اس قول سے کہ اوسنے قبول نہین کیا اس ہدایت کو اخیر تک طیبی نے کہا
دو قسمین لوگون کی رہ گئین ایک تو وہ جسنے علم سے خود فائدہ اوٹھایا لیکن اورون کو نہین سکھلایا دوسرے وہ
جسنے خود فائدہ نہ اوٹھایا لیکن اورونکو سکھلایا مین کہتا ہون کہ پہلی قسم اول مین داخل ہے اسلیے کہ فی الجملہ نفع
حاصل ہوا اگرچہ کم و بیش ہوا اور یہی حال زمین کا ہے کسی کی پیداوار سے فائدہ ہوتا ہے کسی کی پیداوار سے سوکہ
جاتی ہے اور دوسری قسم کا شخص اگر اُسنے فرائض پر عمل کیا اور نوافل کو چہوڑ دیا تو وہ قسم ثانی مین داخل ہے
جیسے اوپر ہمنے بیان کیا اور جو فرائض پر بھی عمل نہ کیا تو وہ فاسق ہے ایسے شخص سے علم حاصل کرنا درست نہین
یا وہ تیسری قسم مین داخل ہے جسنے اوپر سر نہ اوٹھایا تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا قسطلانی نے کہا حدیث
مین تشبیہ دی اُسکی جسنے علم سے خود فائدہ اوٹھایا اور اورونکو بھی فائدہ پہونچایا اُس زمین سے جسنے پانی چوس لیا
پہر گہاس اوگائی اور تشبیہ دی اُسکی جسنے علم سے خود فائدہ اوٹھایا پر اورونکو فائدہ نہ پہونچایا اُس زمین سے جسنے
پانی کو روک رکہا اور کچہہ نہ اوگایا اور جسنے علم سے خود بھی فائدہ نہ اوٹھایا اور اورونکو فائدہ پہونچایا اسکی تشبیہ دی اُس مین سے جسمین بالکل پانی
نہین تہمتا نہ اوسمین کچہہ اوگتا ہے اور یہ تینون قسمین شامل ہین تمام قسم کے آدمیون کو مترجم کہتا ہے چوتہی قسم

رہ گئی وہ یہ کہ فائدہ نہ اوٹھایا پر اورونکو فائدہ پہونچایا اور شاید جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کو بیان
نہ فرمایا کیونکہ نادر ہے یا ایسا شخص درحقیقت تیسرے قسم مین داخل ہے کیونکہ جب اوسنے خود فائدہ نہ اوٹھایا تو وہ کافر
رہا اور کافر کے اعمال غیر لغو ہین تو گویا اوسنے نہ خود فائدہ اوٹھایا نہ اورونکو فائدہ دیا قسطلانی نے کہا اگر کوئی اعتراض
کرے کہ حدیث مین دوسری قسم کا ذکر نہین ہے اوسکا جواب یہ ہے کہ آپ نے قسم اعلی اور ادنی بیان کی اور بیچ کی قسم
خود زمین کی قسم سے معلوم ہوتی ہے اسلیے اسکو چھوڑ دیا **مترجم** کہتا ہے سب قسمین لوگون کی چار ہین ایک
وہ جسنے خود فائدہ اوٹھایا اور دوسرون کو بھی فائدہ پہونچایا اسکی مثال وہ زمین ہے جسنے پانی چوسا اور اوگایا
دوسرے وہ جسنے نہ خود فائدہ اوٹھایا نہ دوسرونکو فائدہ پہونچایا اسکی مثال چکنی پتھر زمین ہے جسپر پانی برسا
اور بہ گیا تیسرے وہ جسنے خود فائدہ نہ اوٹھایا پر اورونکو فائدہ پہونچایا چوتھے وہ جسنے خود فائدہ اوٹھایا پر
اورونکو فائدہ نہ پہنچایا اور ان دونو قسمون کی مثال اوس زمین کی ہے جسنے پانی روک لیا لیکن کچھ نہ اگایا تیسرے
کی اسوجہ سے کہ اس زمین نے پانی سے خود کوئی فائدہ نہ لیا مگر اورونکو فائدہ دیا کیونکہ اورون نے اوس سے
پانی پیا اور جانورون کو پلایا اور چوتھی کی اسوجہ سے کہ اوس زمین نے خود فائدہ اوٹھایا یعنے تر رہی اور شاداب
اورون کو فائدہ نہ دیا کیونکہ کچھ اوگا یا نہین تو یہ قسم شامل ہے دو قسمون کو اس صورت مین نہ یہ اعتراض ہوتا ہے
کہ ایک قسم رہ گئی اور نہ یہ اعتراض ہوگا کہ حدیث کی عبارت مین صرف دو قسمین مذکور ہین کیونکہ ہر ایک قسم مین
دو دو قسمین آپنے بیان کین تو پہلی اور چوتھی قسمین اس عبارت مین مراد ہین فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ
وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ فَعَلِمَ اور تقدیر عبارت کی یون ہے فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَمْ يُعَلِّمْ
اَحَدًا وَمَثَلُ مَنْ نَفَعَهُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ اور دوسری اور تیسری قسمین اس عبارت مین مراد ہین وَمَثَلُ
مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي اُرْسِلْتُ بِهِ اور تقدیر عبارت کی یون ہے وَمَثَلُ مَنْ
لَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ مَنْ لَمْ يَنْتَفِعْ وَلَا نَفَعَ غَيْرَهُ قسطلانی نے کہا اس حدیث کی سب راوی کوفی ہین اور مسلم نے
اس حدیث کو فضائل جناب رسالتمآب مین اور نسائی نے علم مین نکالا **مترجم** کہتا ہے اس حدیث سے ایک بات معلوم
ہوئی وہ یہ کہ جس شخص نے علم دین حاصل کیا اور صرف فرائض پر اکتفا کی اور نوافل اور عبادات غیر ضروری ادا نہ کر
سکا مگر علم کی تعلیم اورونکو کی ایسے شخص کی فضیلت مین کچھ شک نہین اور جاہلون کیطرح یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ وہ
عالم بے عمل ہے کیونکہ جناب سرور عالم نے خود اسکی فضیلت بیان فرمائی اوس زمین کی مثال سے جسنے پانی روک رکھا
اور خود فائدہ نہ اوٹھایا پر اورونکو فائدہ دیا اور دوسری حدیث مین صاف موجود ہے کہ اللہ جل جلالہ تازہ اور خوش کرے

اوس شخص کو جسنے میرا کلام سنا پہر اسکو ادا کر دیا جیسے سنا غرض اس حدیث سے علم دین کی بیشمار فضیلت نکلتی ہے پہر
حاصل علم حاصل کرنے والا اور علم سکھانے والا صاحب فضیلت اور صاحب عظمت ہے اگر اسکے ساتھ عمل بھی ہو تو سبحان اللہ
نور علے نور ہے اور جو عمل کامل نہ ہو پر علم اور تعلیم ہو تب بھی غنیمت ہی اور جو صرف عمل ہو اور علم نہ ہو وہ محض لغو ہے
ت امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اسحاق نے کہا وکان منہا طائفۃ قیلت الماء **ف** یعنے اسحق بن راہویہ
کی روایت میں بعوض قبلت الماء کے قیلت الماء ہے یائے تحتانیہ مشددہ سے اصیلی نے کہا یہ غلطی ہے اسحاق
کی اور اوروں نے کہا وہ صحیح ہے اور ترجمہ قَیَّلَت کا یہی ہے پی لیا کیونکہ قیل کہتے ہیں دوپہر کے پینے کو اور عرب
کہتے ہیں قیلت الابل یعنے پیا اونٹوں نے دوپہر اور قرطبی نے اسپر اعتراض کیا کہ دوپہر کی تخصیص کی کوئی
وجہ نہیں اور جواب دیا گیا کہ قیلت کے معنی مجازاً مطلق پینے کے مراد ہیں ابن درید نے کہا قیل الماء کے معنے
جمع ہوا پانی اور قرطبی نے اسپر اعتراض کیا کہ اس صورت میں تمثیل بگڑ جاویگی کیونکہ یہ مثال دوسرے طائفہ کی ہے پہلے
طائفہ میں تو وہی زمین چاہیے جسنے پانی پی لیا اور اوگا یا پہر کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ غلطی ہے **ت** قاع اس زمین کو
کہتے ہیں جسکے اوپر پانی چڑہ جاوے لیکن ٹہیرے نہیں (حدیث میں قیعان کا لفظ ہے جو جمع ہے قاع کی تو امام بخاری نے قاع کے معنے
بیان کر دیے) اور صفصف کہتے ہیں برابر زمین کو (ہر چند حدیث میں صفصف کا لفظ نہیں مگر قرآن میں قاع
کے ساتھ صفصف کا لفظ بھی موجود ہے اور امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث کی تفسیر کے ساتھ قرآن میں جو الفاظ وارد
ہوئے ہیں انکی تفسیر بھی کرتے جاتے ہیں اور بعض نسخوں میں بعوض صفصف کے مصطف ہے اور کریمہ کی روایت میں
بجائے اسحق کے ابن اسحق ہے) کذا فی فتح الباری **باب** رَفْعِ الْعِلْمِ وَظُهُوْرِ الْجَهْلِ باب علم کے اوٹہ جانے
اور جہالت کے پہیلنے کے بیان میں **ف** قسطلانی نے کہا علم کا اوٹہ جانا مستلزم ہے جہل کے پہیلنے کو دو لفظ
توضیح کیلیے کہا حافظ ابن حجر نے کہا مقصود اس باب سے ترغیب ہے علم حاصل کرنیکی کیونکہ علم جب ہی اوٹہتا ہے جب عالم مر جاتے
ہیں اور جب تک عالم زندہ ہیں علم نہیں اوٹہ سکتا اور اس باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کا اوٹہ جانا قیامت
کی نشانی ہے **مترجم** کہتا ہے علم کے اوٹہنے سے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد دین کے علموں کا اوٹہ جانا ہے
یعنے قرآن اور حدیث کا علم کیونکہ اس آخری زمانے میں جب ہجرت کو تیرہ سو چہہ ۱۳۰۶ برس ہیں دین کے علماء بالکل کم رہگئے
ہیں اور دین کے علم کا شوق بالکل جاتا رہا ہے اس زمانے میں صرف دنیادار لوگ غیر مفید علوم پڑہتے ہیں جیسے منطق حساب
جغرافیہ اقلیدس وغیرہ اور زبان بہی وہی سیکہتے ہیں جو دین کے کار آمد نہیں جیسے انگریزی فارسی تلنگی بہاکا وغیرہ
بہت کم ایسے لوگ نکلے ہیں جو اپنے بچوں کو قرآن اور حدیث ترجمہ پڑہا انکی تعلیم کراتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ مسلمانی ریاستوں

مین جہان کے عالم اور عہدہ دار پڑہتے تہے مسلمان کہلاتے ہین وہ بھی دینی تعلیم کیطرف بالکل توجہ نہین کرتے بلکہ
روز بروز دینی تعلیم کو موقوف کرکے اسکی جگہ مین انگریزی تعلیم قائم کرتے ہین ان انگریزی مدارس کے بچون کو دیکھیے تو دین
کے اصول اعتقاد اور فرائض تک سے غافل ہین حالانکہ دنیاوی علوم خوب پڑہ چکے ہین اونکا وبال اونکے والدین اور
بزرگون پر ہوگا یہ بھی قیامت کی نشانی نہین تو کیا ہے کہ خود مسلمانون کو اسلام اور اسلام کے علوم کا خیال نہین رہا
ان بیوقوفون سے کوئی اتنا پوچھے کہ مسلمان کے کیا معنے ہین اور مسلمانون کی ترقی کس کو کہتے ہین اگر ہم مسلمان ہی نہ
رہے اور دنیا کے سارے سامان حاصل کر لیے تو کیا فائدہ مسلمانون کی ترقی نہ ہوئی بلکہ کافرون کی اور جاہلون کی اسلیے
ضرور ہے کہ اسلام کو سنبھال کر اسلام کے عقائد اور علوم جما کر دنیا کیطرف متوجہ ہون اور تقریر کا تو اعتقاد یہ ہے کہ جب
تک مسلمان اپنے سچے دین پر قائم نہ ہونگے اور قرآن اور حدیث کی پیروی نہ کرینگے اسوقت تک خاص ترقی نہ ہوگی اور
ہمیشہ غلامی اور ذلت اور نکبت انکی بڑہتی جاویگی وَقَالَ رَبِيعَةُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ
أَنْ يُضَيِّعَ نَفْسَهُ ربیعہ ابن ابی عبدالرحمن مدنی تابعی مشہور امام مالک کے استاد اور فقیہ نے کہا جسکے پاس تھوڑا
سا بھی علم ہو (قرآن یا حدیث کا) اوسکو نہ چاہیے ضائع کرنا اپنے تئین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ربیعہ کا مطلب
یہ ہے کہ جس شخص مین سمجھ اور علم کی قابلیت ہو اسکو نہین چاہیے کہ اپنے تئین بیکار رکہے اور علم مین مشغول نہ ہو وہ
لائق لوگون کو سکھاوے ورنہ جب وہ مرجاویگا تو علم اوٹہ جاویگا یا یہ مطلب ہے کہ عالم کو اپنے تئین مشہور کرنا چاہیے
اور تعلیم کے لیے مستعد ہونا چاہیے تاکہ اسکا علم ضائع نہ ہو یا مطلب علم کی تعظیم اور توقیر ہے تو غرض یہ ہے کہ علم
کو ذلیل نہ کرے اسطرح کہ علم کے بدلے دنیا طلب کرے اور یہ اچھا معنے ہے لیکن پہلا مطلب باب کے مناسب ہے اور اس اثر
کو خطیب نے جامع مین اور بیہقی نے مدخل مین موصولا روایت کیا ہے عبدالعزیز اویسی کے طریق سے اونہون نے
مالک سے اونہون نے ربیعہ سے **حَدَّثَنَا** عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ
عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ
الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عمران بن میسرہ (منقری بصری) نے انہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے عبدالوارث (بن سعید بن ذکوان تمیمی بصری) نے اونہون نے روایت کی ابو التیاح
(یزید بن حمید ضبعی) سے اونہون نے انس بن مالک رضی سے کہا کہ فرمایا جناب سرور عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے قیامت کی نشانیون مین سے ہے علم کا اوٹہہ جانا (یعنے ان نشانیون مین سے جو عادت کے موافق ہین کیونکہ
قیامت کی نشانیان دو طرح کی ہین ایک تو موافق عادت اور دوسرے خلاف عادت) اور جہل کا جم جانا **ف**

یہ ترجمہ بث الجہل کا ہے جیسے بخاری کی روایت میں ہے اور مسلم کی روایت میں یثبت ہے یعنے پھیل جانا جہل کا کرمانی
نے غلطی سے یہ بخاری کی روایت قرار دی کرمانی نے کہا ایک روایت میں یثبت ہے یعنی پیدا ہونا اور اوگنا جہل کا اور ابن حجر
نے بعضوں سے ینبت نقل کیا ہے نبت سے یعنے پھیلنا مگر یہ لفظ صحیحین میں نہیں ہے (فتح الباری) **ت** اور شراب کا پیا جانا
(یعنے کثرت سے) اور زنا کا فاش ہونا **ف** مقصود حضرت صلعم کا یہ ہے کہ زنا اور شراب خواری قیامت کے قریب کثرت
سے ہوگی اور یہ بات اس زمانہ میں ہے زنا کا تو یہ حال ہے کہ علانیہ فاحشہ اور بدکار عورتیں بازار میں بیٹھتی ہیں اور شادی
اور بیاہ میں علانیہ یہ بدکار عورتیں بلائی جاتی ہیں بلکہ اون بدکاروں کے وہاں جانا اور انسے افعال شنیعہ کرنا عیب نہیں رہا
اور اکثر امرا اور سلاطین انہی کی اولاد میں ہیں اور شراب کا یہ حال ہے کہ ہر کس وناکس استعمال کرنے لگا اور شراب کی دوکانیں
علانیہ لگی ہوئی ہیں اور سب سے زیادہ اہل استطاعت اور امرا اس بلا میں مبتلا ہیں بلکہ حیدرآباد میں امرا اس آفت میں
گرفتار ہیں لاحول ولا قوۃ **حدثنا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ
حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ
أَنْ يَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً
الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد (ابن مسرہد) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن
سعید قطان نے اونہوں نے روایت کی شعبہ (ابن حجاج) سے اونہوں نے قتادہ (ابن دعامہ) سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
اونہوں نے کہا (قسم خدا کی) میں تمسے ایک حدیث بیان کرونگا تمسے میرے بعد کوئی بیان نہ کریگا **ف** اور مسلم کی
روایت میں ہے میرے بعد کوئی بیان نہ کریگا اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے جسکو میرے بعد کوئی تمسے بیان نہ کریگا اور ہر ولف
کی روایت میں ہشام سے یہ ہے کہ کوئی تمسے وہ حدیث سوا میرے بیان نہ کریگا اور ابو عوانہ کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کوئی شخص میرے بعد تمسے بیان نہ کریگا اور انس نے پہچان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے والا
سوا انکے کوئی نہ رہا کیونکہ وہ سب صحابہ کے بعد مرے بصری ہیں اور شاید یہ خطاب بصری ہی والوں سے ہو یا خطاب عام ہے
اور یہ حدیث انہوں نے اخیر عمر میں بیان کی ہو جب صحابہ میں سے کوئی باقی نہ رہا تھا جنکا سماع حضرت سے ثابت ہو
مگر شاذ ونادر جنکو یہ حدیث معلوم نہ تھی ابن بطال نے کہا احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے زمانہ کا حال علم کا زوال دیکھکر کہا
کہ آئندہ کوئی ایسی حق بات بیان نہ کریگا حافظ ابن حجر نے کہا اول مطلب اولے ہے (فتح الباری) **ت**
میں نے سنا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قیامت کی نشانیوں میں سے ہے (دین کے) علم کا گھٹ جانا
(اور بخاری کی روایت میں حدود اور نکاح میں اسیطرح مسلم کی روایت میں اوٹھ جانا ہے تو گھٹ جانا پہلے ہوگا پھر اوٹھ جانا

یا گھٹ جانے سے بھی مراد اوٹھ جانا ہے) اور جہالت کا ظاہر ہو جانا اور زنا کا کھل جانا (یعنے علانیہ زنا ہونا) اور
عورتونکا بہت ہو جانا یہانتک کہ پچاس عورتونکا خبرگیران ایک مرد ہوگا ف فتح الباری مین ہے بعضون نے
کہا انکا سبب یہ ہوگا کہ فتنے بہت ہونگے اور مرد مارے جاوینگے لڑائیون مین اور عورتین رہجاوینگی ابو عبد الملک
نے کہا ظاہر یہ ہے کہ مسلمانون کی فتحین بہت ہونگی اور عورتین بہت قید ہوکر آوینگی تو ہر ایک مسلمان بہت سی عورتین
رکھیگا حافظ ابن حجر نے کہا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابو موسے کی حدیث مین جو زکوٰۃ مین آویگی سبب کی تصریح
ہے اوسمین یہ ہے کہ مرد کم ہونگے اور عورتین بہت ہونگی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ محض نشانی ہے قیامت کی کسی سبب سے ایسا
نہ ہوگا بلکہ اخیر زمانے مین اللہ تعالی ایسا کریگا کہ مرد کم پیدا ہونگے اور عورتین بہت پیدا ہونگی اور عورتونکا بہت ہونا
مناسب ہے ظہور جہل اور ارتفاع علم کے اور پچاس سے حقیقۃً یہ عدد مراد ہے یا مجازاً کثرت مراد ہے اور مؤید ہے اسکے وہ
جو ابو موسے کی روایت مین ہے کہ ایک مرد کی چالیس عورتین تابع ہونگی اور ان پانچون امرون کی تخصیص کی یہ وجہ ہے
کہ یہ امور خبر دیتے ہین ان چیزونکے بگڑ جانیکی جنپر مدار ہے صلاح معاش اور معاد کا وہ چیزین یہ ہین دین اور علم کا اوٹھ
جانا دین مین خلل ڈالیگا اور عقل شراب کا پینا اوسمین خلل ڈالیگا اور نسب زنا اوس مین خلل ڈالیگی اور نفس اور مال
کثرت فتن اون مین خلل ڈالینگے کرمانی نے کہا ان امور مین خلل ہو جانا دلیل ہوئی دنیا کے خراب ہونیکی کسلیے کہ خلق
بیکار نہ چھوڑے جاوینگے اور ہمارے نبی کے بعد دوسرا کوئی نبی آنیوالا نہین پھر خواہ مخواہ دنیا تمام ہوجاویگی اور قرطبی
نے مفہم مین کہا یہ حدیث نبوت کی دلیلون مین سے ایک دلیل ہے کسلیے کہ آپنے خبر دی ان کامون کے ہونیکی اور
ویسا ہی ہوا اس زمانے مین قرطبی نے تذکرہ مین کہا خبرگیران سے مراد وہ جوان عورتون کی خبر لیوے گو انسے وطی کرتا
ہو یا نہ کرتا ہو اور احتمال ہے کہ یہ اس زمانے کا ذکر ہو جب زمین مین کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہیگا ایسے زمانے مین
مرد تعداد ازواج کا خیال نہ کرینگے اور پچاس پچاس عورتین کرلینگے شریعت سے ناواقف ہونگے جیسے حافظ ابن حجر
نے کہا ترکمان کے بعض رئیس اس زمانے مین ایسا ہی کرتے ہین باوجود دعوے اسلام کے اور اللہ مددگار ہے انتہے
مترجم کہتا ہے ترکمان کی کیا بات ہندوستانکے رئیس بھی صدہا ہزارہا عورتین رکھتے ہین اگر ترکمان کے رئیس تو نکاح کرکے
رکھتے ہونگے ایسے بے نکاح رئیسون اور بادشاہون کی بیگمات سو سو دو دو سو بلکہ چار سو پانسو تک ہوتی ہین یہ امیر
نے بچشم خود اودہ اور حیدرآباد اور دیگر ریاستہائے ہند مین دیکھا ہے اللہ انکو ہدایت کرے اسپر اسلام کا دعوے
کرتے ہین مگر نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ صرف اسی کو اسلام سمجھتے ہین کہ حضرت پیران پیر کی گیارہوین ربیع الثانی
مین اور بارہ ربیع الاول مین مجلس میلاد کر لیتے ہین۔ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

باب فضل العلم

علم کی فضیلت کا بیان **ف** فضل کا ترجمہ فضیلت سے کیا ابن منیر نے ایسا ہی کہا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے
کہ علم کی فضیلت کتاب العلم کے شروع میں گذر چکی پہر یہ تکرار ہے حافظ ابن حجر نے کہا فضل سے مراد زیادت بچا ہوا
یعنے فضلہ ہے اور کتاب العلم کے شروع میں معنے فضیلت ہے تو تکرار نہ ہوگی **حدثنا** سعيد بن عفير قال
حدثني الليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب عن حمزة بن عبد الله بن عمر ان ابن عمر قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينا انا نائم اتيت بقدح لبن فشربت حتى اني لارى الري
يخرج في اظفاري ثم اعطيت فضلي عمر بن الخطاب قالوا فما اولته يا رسول الله قال العلم
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے سعید بن عفیر نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے لیث بن سعد امام مشہور نے کہا حدیث بیان
کی مجھ سے ابن شہاب محمد بن مسلم نے اونہوں نے روایت کی حمزہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب ابو عمارہ قرشی عدوی
مدنی سے کہ عبد اللہ بن عمر رض نے کہا میں نے سنا جناب سید عالم رسول مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا
ایک بار میں سوتا تہا میرے سامنے دودہ کا ایک پیالہ لایا گیا میں نے پیا یہانتک کہ میں دیکھتا تہا تازگی میرے ناخونوں
میں نکل رہی ہے پہر میں نے اپنا جوٹہا (بچا ہوا دودہ) عمر بن خطاب رض کو دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اسکی تعبیر
کیا فرمائی آپ نے فرمایا علم کی تعبیر کی **ف** یعنے دودہ سے مراد علم ہے اور مطلب یہ ہے کہ علم نبوت کے بعد جو بچا وہ حضرت
عمر رض کو ملا علم کی مشابہت دودہ سے یہ ہے کہ دودہ مربی بدن ہے اور علم مربی روح ہے یا دونو کثیر النفع ہیں۔ ابن منیر
نے کہا اس حدیث سے علم کی فضیلت یون نکلی کہ علم حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو بچا ہوا حصہ ہے اوسکا جو اللہ تعالے نے آپکو
دیا اور کافی ہے یہ شرف علم کے لیے حافظ ابن حجر نے کہا یہ مبنی ہے اوپر فضیلت سے ترجمہ باب میں اونہوں نے فضیلت مراد
لی ورنہ غافل ہوئے اس نکتہ سے جو اوپر ہمنے بیان کیا اور اس حدیث کا بیان کتاب التعبیر میں آویگا انتہے **باب**
الفتيا وهو واقف على الدابة وغيرها باب اس بیان میں کہ جانور وغیرہ پر سوار رہ کر فتوے دینا درست ہے
حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك عن ابن شهاب عن عيسى بن طلحة بن عبيد الله عن عبد الله
بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وقف في حجة الوداع بمنى للناس يسألونه فجاءه رجل
فقال لم اشعر فحلقت قبل ان اذبح فقال اذبح ولا حرج فجاء آخر فقال لم اشعر فنحرت قبل
ان ارمي قال ارم ولا حرج فما سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن شيء قدم ولا اخر الا قال
افعل ولا حرج **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن ابی اویس امام مالک کے بہانجے نے اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی مجھ سے مالک بن انس امام نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے اونہوں نے عیسے بن طلحہ بن

عبداللہ سے انہون نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا کہ جناب سرور عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع
مین منیٰ مین لوگون کے لیے ٹہرے آپ سے سوال کرتے تہے (یعنے مسئلے پوچہتے تہے) ایک شخص آپکے پاس آیا اور کہنے
لگا مجہے خیال نہین رہا مین نے قربانی کاٹنے سے پہلے سر منڈا لیا آپ نے فرمایا قربانی کاٹ اور کچہہ حرج نہین پہر دوسرا
شخص آیا اور بولا مجہے خیال نہین رہا مین نے کنکر مارنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا کنکر مار لے اور کچہہ حرج نہین
غرض آپ سے جس چیز کا سوال ہوا جو کسی نے آگے کرلی تہی یا پیچہے آپ نے یہی فرمایا کہ کرلے اور کچہہ حرج نہین ف یہان یہ
اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث کے مضمون سے باب کا مطلب ثابت نہین ہوتا اسلیے کہ حدیث مین یہ مذکور نہین کہ آپ اُس
وقت سواری پر تہے حافظ ابن حجر نے اسکا جواب دیا ہے کہ امام بخاری نے یہان اشارہ کیا اس حدیث کے
دوسرے طریق کیطرف جو کتاب الحج مین مذکور ہے اُسمین یہ ہے کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تہے روایت کیا ہمکو صالح بن کیسان نے
ابن شہاب سے امام بخاری نے متابعت کی انکی معمر نے اور معمر کی روایت کو احمد اور مسلم اور نسائی نے موصولاً نکالا ہے اسمین
یہ ہے کہ مینے جناب رسالتمآب کو منیٰ مین اونٹنی پر سوار دیکہا پہر کہا حافظ ابن حجر نے کہ ترجمہ باب مین جانور سے مطلق
جانور مراد ہے جسپر سواری کیجاوے اور دابہ کے عرفی معنے یہی ہین اور لغت مین دابہ ہر جاندار کو کہتے ہین جو زمین پر
حرکت کرے اور بعضون نے یہان دابہ کو خاص کیا ہے گدہے سے اور ان پوچہنے والے شخصون کا نام معلوم نہین ہوا اور ظاہر
یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے کسی کا نام نہ لیا کیونکہ پوچہنے والے اسوقت بہت ہونگے اور یہ جو فرمایا کچہہ حرج نہین اس سے
غرض ہے کہ تجہپر کچہہ نہین نہ گناہ نہ ترتیب نہ فدیہ اور یہی ظاہر ہے اور بعضون نے کہا صرف گناہ کی نفی منظور ہے اسپر اعتراض
ہوتا ہے کہ دوسری صحیح روایتون مین موجود ہے کہ آپ نے کفارہ کا حکم نہین دیا اور اسکی بحث اگر خدا چاہے تو کتاب الحج
مین آویگی اور اس حدیث کے سب راوی مدینہ والے ہین انتہیٰ قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تجہپر کچہہ نہین نہ گناہ نہ
ترتیب نہ فدیہ اور یہی مذہب ہے ہمارے امام شافعی اور احمد اور عطاء اور طاؤس اور مجاہد کا اور مالک اور ابوحنیفہ نے کہا
کہ ترتیب واجب ہے اور ترتیب کی ترک سے دم لازم آویگا کیونکہ ابن عباس نے کہا کہ جو شخص حج مین تقدیم یا تاخیر کرے
تو وہ دم دیوے اور حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ تجہپر گناہ نہین کیونکہ تو نے سہو سے ایسا کیا اور مؤید ہے اسکی جو حضرت
علی کی روایت مین ہے طحاوی کے پاس باسناد صحیح کہ مین نے رمی کی اور حلق کیا اور نحر کرنا بہول گیا اور حدیث سے یہ
نکلتا ہے کہ عالم سے سوال ہر حال مین درست ہے خواہ سوار ہو یا پیادہ چل رہا ہو اور اسکے معارض نہین ہے وہ جو امام
مالک سے منقول ہے کہ راہ مین حدیث کا پوچہنا مکروہ ہے کیونکہ منیٰ راہ نہین بلکہ ٹہرنے کا اور عبادت کا مقام ہے
یا مراد امام مالک کی یہ ہے کہ بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے اور جب ضرورت ہو تو بلاشبہ درست ہے انتہیٰ

باب

مَنْ أَجَابَ الْفُتْيَا بِإِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّأْسِ جو شخص ہاتھ یا سر کے اشارے سے سوال کا جواب دیوے اسکا بیان

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ قَالَ لَا حَرَجَ وَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ وَلَا حَرَجَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسی ابن اسمعیل التبوذکی بصری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے وہیب ابن خالد باہلی بصری حافظ بصرہ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ایوب (سختیانی) نے اونہوں نے روایت کی عکرمہ سے اونہوں نے ابن عباس سے (اس اسناد کے سب راوی بصرے والے ہیں) اونہوں نے کہا کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا حج میں کسی نے کہا میں نے ذبح کیا رمی سے پہلے آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا فرمایا کچھ حرج نہیں کسی نے کہا میں نے سر منڈایا ذبح سے پہلے آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کچھ حرج نہیں **ف** حافظ ابن حجر نے کہا احتمال ہے کہ دونوں سوال ایک ہی شخص نے کیے ہوں یا دوسرا سائل اور ہو قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مولف نے حج میں دو طریقوں سے روایت کیا اور مسلم و نسائی نے بھی حج میں اسے

حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْهَرْجُ فَقَالَ هَكَذَا بِيَدِهِ فَحَرَّفَهَا كَأَنَّهُ يُرِيدُ الْقَتْلَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مکی بن ابراہیم (ابن بشیر بلخی) نے (مکی اونکا نام ہے اور یہ بخاری کے بڑے شیوخ میں سے ہیں اور ثلاثیات امام بخاری کی اکثر انہی کے ذریعہ سے ہیں) اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو حنظلہ (ابن ابی سفیان) نے اونہوں نے روایت کی سالم ابن عبد اللہ بن عمر بن خطاب سے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابوہریرہ (عبد الرحمن بن صخر) سے انہوں نے سنا جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے فرمایا علم اٹھا لیا جاویگا اور جہل کھل جاویگا اور فتنے اور ہرج بہت ہوگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اسطرح اوسکو ترچھا کرکے گویا مطلب شاید قتل تھا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسمعیلی نے اس حدیث کو روایت کیا عفان بن سلیمان کے طریق سے اونہوں نے حنظلہ سے کہا میں نے سنا سالم سے اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ میں نہیں جانتا کتنی بار میں نے ابوہریرہ کو بازار میں کھڑے دیکھا وہ کہتے تھے علم اوٹھا لیا جاویگا پھر بیان کیا اسکو موقوفًا لیکن اسکے آخر سے ظاہر ہوا کہ مرفوع ہے اور ہرج بفتح ہا اور سکون را اسکے بعد جیم ہے اور یہ جو حدیث کے اخیر میں ہے کہ اسکا مطلب شاید قتل تھا یہ سمجھ ہے راوی کی اُسنے ہاتھ ترچھا دینے اور ہلانے سے جیسے کوئی مارتے وقت کرتا ہے سمجھا اور ہرج سے اس روایت کو اکثر روایتوں میں نہیں پایا اور شاید یہ راوی کی تفسیر ہو حنظلہ سے کیونکہ ابو عوانہ نے اسکو

روایت کیا عباس دوری سے انہوں نے ابو عاصم سے انہوں نے حنظلہ سے اسکے آخر مین یہ ہے ہمکو ابو عاصم نے ایسا بتلایا جیسے کوئی آدمی کی گردن مارتا ہے اور کرمانی نے کہا ہرج سے مراد فتنہ ہے اور قتل مجازًا مراد ہے کیونکہ وہ لازم ہے ہرج کو مگر جب لغت کے روسے ثابت ہو کہ ہرج قتل کے معنے مین آیا ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ کرمانی کی غفلت ہے اس عبارت سے جو صحیح بخاری کے کتاب الفتن مین ہے کہ حبش کی زبان مین قتل کو ہرج کہتے ہین اور باقی بحث اس حدیث کی وہین آویگی انشاء اللہ تعالے انتہے **حدثنا** مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا شَاْنُ النَّاسِ فَاَشَارَتْ اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ قُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَيْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى عَلَانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ عَلٰى رَاْسِي الْمَاءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ اَكُنْ اُرِيْتُهُ اِلَّا رَاَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ حَتَّى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِكُمْ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِيْ بِاَيِّهِمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلَاثًا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهِ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن اسمٰعیل (تبوذکی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے وہیب (بن خالد) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام (بن عروہ بن زبیر) نے انہون نے روایت کی فاطمہ بنت منذر بن زبیر بن عوام) سے (جو بی بی تہین ہشام کی اور چچازاد بہن بہن تہین) انہون نے اسما بنت ابوبکر صدیق سے (یہ بی بی تہین زبیر رضہ کی اور مان تہین عبد اللہ بن زبیر کی مکہ مین ۷۳ھ مین مرین اور سو برس کی عمر انکی ہو گئی تہی نہ انکا کوئی دانت گرا تہا نہ عقل مین فتور آیا تہا) انہون نے کہا مین جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ پاس آئی وہ نماز پڑہ رہی تہین مین نے پوچہا کیا حال ہے لوگونکا (جو پریشان کہڑے ہین گہبرائے ہوئے) انہون نے آسمان کیطرف اشارہ کیا (یعنے سورج کو گہن لگا ہے) دیکہا تو لوگ کہڑے ہوئے ہین (شاید اسمار نے حضرت عائشہ کے حجرے سے مسجد کیطرف دیکہا تو لوگون کو نماز مین کہڑے ہوئے پایا) حضرت عائشہ نے کہا سبحان اللہ مین نے کہا کوئی نشانی ہے (قیامت کی یا عذاب کی) انہون نے سر سے اشارہ کیا ہان اسما نے کہا تب تو مین بہی کہڑی ہوئی (نماز کے لیے) یہانتک کہ مجہکو غش آنے لگا (یعنے میری حالت غشی کے قریب ہو گئی) مین اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پہر جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تعریف کی اور اسکی صفت بیان کی بعد اسکے فرمایا کوئی چیز ایسی رہی جو مجھکو دکھلائی نہ گئی تھی مگر میں نے
اسکو دیکھ لیا اسجگہ یہانتک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھا پھر مجھپر وحی آئی کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے جیسے یا قریب
میں نہیں جانتی اسماء نے کونسا لفظ کہا (یہ فاطمہ کا قول ہے اونکو شک ہے کہ مثل کا لفظ کہا یا قریب کا) دجال مسیح کی
آزمایش کے (یعنے قبر کا فتنہ بھی کچھ دجال کے فتنے سے کم نہ ہوگا معاذ اللہ خدا سے امید ہے کہ وہ آسان کرے) کہا جاویگا
(قبر والے سے) تو اس شخص کی نسبت کیا اعتقاد رکہتا تہا (شاید آپ کی صورت اسوقت نمود ہو جاویگی یا وہ فرشتہ انکا نام لیکر
پوچھے گا کہ انکی نسبت کیا اعتقاد رکہتا ہے) تو مومن یا موقن میں نہیں جانتی اسماء نے کونسا لفظ کہا (دونوں کے
معنے ایک ہیں یعنی ایماندار یا یقین والا) کہیگا وہ محمد ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں (بھیجے ہوئے) ہمارے پاس دلیلیں (معجزے) اور ہدایت لیکر آئے ہم نے قبول
کیا اور مان لیا وہ محمد ہیں تین بار ایسا ہی کہیگا پھر اس سے کہا جاویگا تو سو رہ اچھی طرح ہم جانتے تھے کہ تو انپر یقین رکھتا ہے اور منافق
یا مرتاب میں نہیں جانتی اسماء نے کون سا لفظ کہا (منافق تو وہ جو دل سے یقین نہیں رکھتا پر ظاہر میں ڈر یا مصلحت کیوجہ
سے زبان سے اقرار کرتا ہے اور مرتاب وہ جسکو شک ہے یقین نہیں) وہ کہیگا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا وہی میں نے
کہا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الجنائز میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگی اور صغانی کے نسخے میں
اس حدیث کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ ابن عباس نے کہا مرقد کے معنے مخرج اور حدیث میں جو مرقد کا ذکر نہیں البتہ سورہ
یٰس میں مرقد کا لفظ ہے اور مولف نے اپنے مقام میں اسکی تفسیر کی ہے انتہی اس حدیث کو امام بخاری ترجمہ باب ثابت
کرنے کے لیے لائے اس سے یہ نتیجہ ہے کہ حضرت عائشہ نے اسماء کے سوال کا جواب سر کے اشارے سے دیا قسطلانی نے کہا حدیث سے
عذاب قبر اور سوال ملکین کا ثبوت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جس شخص کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی میں
یا آپکی رسالت میں شبہ ہو وہ کافر ہے اور یہ بھی نکلا کہ غشی سے وضو نہیں جاتا جب تک عقل باقی رہے انتہی مترجم
کہتا ہے حدیث سے تقلید کی مذمت نکلی کیونکہ وہ منافق یا مرتاب یہ کہیگا کہ میں لوگوں کو کہتے سنا وہی کہا مطلب یہ ہے
کہ میں نے خود تو غور کیا نہ تحقیق کی جیسا لوگ کہتے تھے میں بھی کہنے لگا لا حول ولا قوۃ

باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفد عبد القیس علی ان یحفظوا الایمان والعلم ویخبروا من ورائهم

اس بیان میں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے لوگوں کو ایمان اور علم کی باتیں
یاد رکہنے کا اور جو لوگ انکے پیچھے اپنے ملک میں رہ گئے تھے انکو خبر کرنے کا حکم دیا وقال مالک بن الحویرث قال
لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارجعوا الی اهلیکم فعلموهم مالک بن حویرث (بن حشیش صحابی مشہور) نے کہا
(اس کتاب میں انسے چار حدیثیں مروی ہیں) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ

اور انکو دین کا علم سکھلاؤ حافظ ابن حجر نے کہا یہ تعلیق ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو مولف نے کتاب الصلوٰۃ میں موصولًا
روایت کیا) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ
أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
مَنِ الْوَفْدُ أَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا رَبِيعَةُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى قَالُوا إِنَّا
نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَلَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا
فِي شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ
أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهُ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ قَالُوا اللّٰهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ
الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَتُعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ
رُبَّمَا قَالَ النَّقِيرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوهُ مَنْ وَرَاءَكُمْ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے
محمد بن بشار (بن عثمان بصری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے غندر (محمد بن جعفر ہذلی بصری) نے اونہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن الحجاج) نے اونہوں نے روایت کی ابو جمرہ (نصر بن عمران بصری) سے اُنہوں نے
کہا میں ترجمہ کرتا تہا ابن عباس اور لوگوں کے بیچ میں (یعنے ترجمان تہا تو ابن عباس کی بات لوگوں کو دوسری زبان
میں ترجمہ کرکے اور لوگوں کی بات عربی میں ترجمہ کرکے ابن عباس کو سمجہاتا) تو کہا ابن عباس نے عبد القیس (بن افصی
ایک قبیلہ ہے) کے لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپنے فرمایا کون لوگ ہیں یا کون قوم
ہیں (یہ شک ہے شعبہ کی یا انکے شیخ کی) وہ بولے ہم ربیعہ کے لوگ ہیں (کیونکہ عبد القیس ربیعہ کی ایک شاخ ہے) آپ
نے فرمایا مرحبا تم لوگوں کو یا مرحبا اس قوم کو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ ہوئے (بلکہ خوشی سے اسلام لائے ورنہ قتل ہوتے
اور رسوا اور خوار ہوتے) اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپکے پاس آتے ہیں دور دراز ملک سے اور ہمارے اور آپکے
بیچ میں مضر (ایک قبیلہ ہی) کے کافر ہیں (یعنے اونکا ملک ہے) اور ہم آپ پاس نہیں آسکتے مگر حرام مہینے میں (کیونکہ حرام
مہینے میں قتل اور لوٹ نہیں کرتے) تو حکم کیجے ہمکو ایسے کام کا جسکی خبر کردیں ہم اُن لوگوں کو جو ہمارے پیچھے ہیں (یعنے
ہمارے ملک میں ہیں) اور جسکی وجہ سے ہم جنت میں جاویں آپنے اونکو حکم کیا چار باتوں کا (اور ایک بات بڑہا دی) اور منع کیا
انکو چار باتوں سے حکم کیا اونکو اکیلے اللہ پر ایمان لانیکا پہر پوچہا اونسے تم جانتے ہو اکیلے اللہ پر ایمان لانا کیا ہے انہوں
نے عرض کیا اللہ (جل جلالہ) اور اسکا رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) خوب جانتا ہے آپنے فرمایا ایمان یہ ہے گواہی دینا اس

اس بات کی کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوا اللہ کے اور بیشک محمد اللہ کے رسول ہیں اور قائم کرنا نماز کو اور زکوۃ دینا اور رمضان کے
روزے رکھنا یہ چار باتیں ہوئیں پانچویں بات جو بڑھا دی وہ یہ ہے) لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ دینا اور منع کیا انکو چار
چیزوں سے کدو کے تونبے اور سبز گھڑے اور لاکھی برتن اور چوتھی چیز کو شعبہ نے کہا ابو جمرہ نے کبھی نقیر کہا کبھی مقیر (نقیر تو لکڑی کا
برتن کھدا ہوا اور مقیر وہ برتن جسپر قار چڑھی ہو) اور فرمایا آپ نے ان باتوں کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں انکو خبر دو **ف**
حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الایمان کے اخیر میں گذر چکی اور مؤلف نے وہاں اس حدیث کو بسند عالی علی بن
جعد سے اونہوں نے شعبہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت میں مزفت اور مقیر میں شک ہے اور نقیر کو بالجزم بیان کیا ہے
یہاں ایک اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ مقیر اور مزفت تو ایک ہے یعنی لاکھی برتن تو تکرار لازم آویگی اور چار چیزیں نہ ہونگی بلکہ
تین ہی ہونگی حافظ ابن حجر رح نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ شعبہ نے جو کہا کہ ابو جمرہ نے کبھی نقیر کہا کبھی مقیر اس سے یہ غرض
نہیں کہ نقیر اور مقیر دونوں میں تردد کیا یعنی ان میں سے ایک کو قائم کیا بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اونہوں نے دبا اور حنتم اور
مزفت تین چیزوں کو تو بالجزم کہا اور چوتھی چیز میں انکو شک تھا تو کبھی اسکا بیان نقیر کہکر کیا کبھی بیان نہ کیا اسیطرح انکو شک تھا کہ تیسری
چیز کیا فرمائی تو کبھی مزفت کہا کبھی مقیر اور یہی توجیہ صحیح ہے اور کتاب الایمان میں جو روایت گذری وہ اسکی تائید کرتی
ہے انتہی **باب الرحلة فی المسألة النازلة** جب کوئی مسئلہ آن پڑے تو اسکی دریافت کرنیکے لیے سفر کرنا
ف قسطلانی نے اس عبارت کے بعد اتنی عبارت زیادہ کی وتعلیم اہلہ اور سکھانا اپنے گھر کے لوگوں کا پھر کہا اصوب
حذف ہے اس عبارت کا کیونکہ یہ دوسرے باب میں مذکور ہے **حدثنا** محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد الله
قال اخبرنا عمر بن سعيد بن ابي حسين قال حدثني عبد الله بن ابي مليكة عن عقبة بن الحارث
انه تزوج ابنة لابي اهاب بن عزيز فاتته امرأة فقالت اني قد ارضعت عقبة والتي تزوج بها
فقال لها عقبة ما اعلم انك ارضعتني ولا اخبرتني فركب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
بالمدينة فسأله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف وقد قيل ففارقها عقبة ونكحت
زوجا غيره **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مقاتل (مروزی) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو عبد اللہ بن مبارک مروزی
نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو عمر بن سعید بن ابی حسین (نوفلی مکی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عبد اللہ بن ابی
ملیکہ نے (یہ عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ہیں اور ابو ملیکہ انکے دادا ہیں) اونہوں نے سنا عقبہ بن حارث ابن
عامر قرشی مکی ابو سروعہ سے (جو اسلام لائے فتح مکہ کے دن) **ف** قسطلانی نے کہا عبد اللہ بن ابی ملیکہ کے سماع کا عقبہ
سے بعضوں نے انکار کیا ہے اور مؤلف نے کتاب النکاح میں جو روایت کی اسمیں یہ ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا حدیث

بیان کی ہمسے عبید بن ابی مریم نے عقبہ بن حارث سے اور مین نے خود اسکو سنا ہے عقبہ سے لیکن عبید کی حدیث
مجھے خوب یاد ہے اور اس مین تصریح ہے ابن ابی ملیکہ کے سماع کی عقبہ سے تو ابو عمران کا قول غلط ہوگیا کہ ابن ابی ملیکہ نے عقبہ
سے نہین سنا اور بیچ مین ایک واسطہ ہے عبید بن ابی مریم کا اور یہ اسناد منقطع ہے انتہی **ف** اونہون نے نکاح کیا
ابو اہاب بن عزیز کی بیٹی سے (ابو اہاب کا نام معلوم نہین ہوا لیکن انکا ذکر صحابہ مین ہے اور انکی بیٹی کا نام غنیہ تہا)
پہر انکے پاس (یعنے عقبہ کے پاس) ایک عورت آئی (اسکا نام معلوم نہین ہوا) اور بولی مین نے دودہ پلایا ہے عقبہ بن حارث
اور اس لڑکی کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے (یعنے غنیہ کو) عقبہ نے اس سے کہا کہ مین نہین جانتا کہ تو نے مجہکو دودہ
پلایا اور نہ تو نے مجہسے کبہی اسکا ذکر کیا (گویا عقبہ نے اسکو جہوٹا سمجہا) یہ سنکر عقبہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سوار
ہوئے مدینہ کو (مکہ سے کیونکہ عقبہ کا گہر وہین تہا اور ترجمہ باب اسی فقرہ سے نکلتا ہے کہ مسئلہ دریافت کرنے کیلئے سفر
کرنا) اور آپسے پوچہا آپنے فرمایا کیسے (تو اس عورت سے صحبت کریگا) اور کہا گیا (کہ تو اسکا رضاعی (دودہ) بہائی
ہے (یعنے گو شہادت کامل نہین پر ورع اور تقوے کے خلاف ہے ایسی عورت سے جسمین شبہ ہو حرمت کا صحبت کرنا)
آخر عقبہ نے اس عورت کو چہوڑ دیا اور اسنے دوسرا خاوند کیا **ف** اوس دوسرے خاوند کا نام ظریب تہا حافظ ابن حجر نے
کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب الشہادات مین آویگی قسطلانی کہا عقبہ نے اس عورت کو صورۃً چہوڑ دیا
یا طلاق دیا احتیاطًا اور ورعًا نہ حکمًا کیونکہ رضاع ثابت نہین ہوا اور ایک عورت کے قول سے نکاح فاسد نہین ہو سکتا
نہ ایک عورت کی شہادت پر کوئی حکم ہو سکتا ہے کسی اہل حق البتہ حدیث کے ظاہر پر امام احمد نے عمل کیا ہے اونہون
نے کہا ہے کہ رضاع صرف مرضعہ کی شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے اگر وہ قسم کہا کر بیان کرے انتہی **باب**
التناوب فی العلم یعنی علم سیکہنے کیلیے باری باری جانا اسطرح کہ دو شخص یا تین شخص ہون ور ہر ایک کو روز جانے کی فرصت
نہو تو ایک شخص روز باری باری استاذ پاس جایا کرے اور علم حاصل کرے وہ ساتہی کو سنا دیوے **حدثنا** ابو الیمان
قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِّيْ مِنَ
الْاَنْصَارِ فِيْ بَنِيْ اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ يَوْمًا وَاَنْزِلُ يَوْمًا فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهٗ بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ
مِثْلَ ذٰلِكَ فَنَزَلَ صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا فَقَالَ اَثَمَّ هُوَ
فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ

أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِي ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابوالیمان (حکم
بن نافع) نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو شعیب بن ابی حمزہ نے اونہون نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب) سے
تحویل امام ابو عبداللہ (محمد بن اسمٰعیل بخاری) نے کہا (عبداللہ بن وہب نے کہا **ف** اس تعلیق کو ابن حبان نے
وصل کیا اپنے صحیح مین ابن قتیبہ سے اونہون حرملہ سے اونہون نے ابن وہب سے اپنی سند سے اونکی روایت مین حضرت عمر کا یہ قول
نہین ہے کہ مین اور میرا ہمسایہ انصاری دونو باری باری اُترتے تھے (یعنے مدینہ مین) اور وہی مقصود ہے اس باب کا اور
یہ صرف شعیب کی روایت مین ہے زہری سے تصریح کی اسکی ذہلی اور دارقطنی اور حاکم وغیرہم نے اور مؤلف نے اس
حدیث کو کتاب النکاح مین صرف ابوالیمان سے روایت کیا ہے اور وہ روایت اس سے زیادہ کامل ہے اور یہان ابن
بن یزید کی روایت کو ذکر کیا تاکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ شعیب متفرد نہین ہین اس روایت مین (فتح الباری) **ت** خبر دی ہمکو
یونس (بن یزید ایلی) نے اونہون نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے اونہون نے عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی
ثور (قرشی نوفلی تابعی) سے اونہون نے عبداللہ بن عباس سے اونہون نے حضرت عمر (بن خطاب) سے اونہون نے کہا
اور میرا ایک ہمسایہ انصاری دونون بنی امیہ بن زید مین رہتے تھے (بنی امیہ بن زید ایک قبیلہ ہے لیکن مجازاً اس گاؤن کا
نام ہو گیا جہان یہ لوگ رہتے تھے اور بنی امیہ بن زید ایک گاؤن ہے اون گاؤن مین سے جو مدینہ کے عوالی کہلاتے ہین
(مدینہ کے مشرق کیطرف سے قریب مدینہ کے ان مین سے جو گاؤن ہے وہ تین یا چار میل ہے اور دور کے دور آٹھ
میل ہے) اور ہم دونو باری باری جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس اوترا کرتے تھے (یعنے آیا کرتے تھے) ایک دن وہ اوترتا
تھا جب مین اُترتا تھا تو اسدن کی جو خبر ہوتی وحی وغیرہ وہ مین ہمکو سنا دیتا اور جب وہ اُترتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا (یعنے
مجھے اوسدن جو واقعہ ہوتا جو حکم اُترتا اوسکی خبر کر دیتا) ایک دن میرے انصاری ساتھی کی باری تھی وہ اُترا پھر
لوٹ کر آیا) اور میرا دروازہ زور سے ٹھونکا اور بولا کیا یہان عمر ہین مین گھبرا گیا (کیونکہ خلاف عادت اوسنے زور سے دروازہ
کھٹکھٹایا دوسری روایت مین ہے کہ حضرت عمر نے کہا اون دنون ہمکو غسان کے بادشاہ کا ڈر لگا تھا لوگ کہتے تھے وہ ہمپر حملہ
کرنیوالا ہے ہمارے دلون مین یہ خیال بہر گیا تھا مین سمجھا وہ آن پہونچا اس وجہ سے ڈر گیا) خیر مین باہر نکلا اوسنے پاس
وہ بولا ایک بڑا حادثہ ہوا (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیون کو طلاق دیدیا) پہر مین حفصہ کے پاس گیا
ف حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انصاری کا قول ہے اور حالانکہ اُم المومنین حضرت حفصہؓ
پاس حضرت عمر نہ گئے تھے اور کشمیہنی کی روایت مین یہ ہے پہر مین گیا حضرت حفصہؓ پاس یعنے حضرت عمرؓ نے کہا مین

حفصہ نے بھی کی اور یہ روایت مختصر ہے اصل حدیث میں اس فقرہ کے بعد بڑا حادثہ ہوا ہے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اپنی بی بیون کو طلاق دیدی میں نے کہا میں ایسا سمجھتا تہا کہ ہونیوالا ہی (انہی جھگڑون کی وجہ سے جو ہورہے تھی)
پھر میں نے صبح کی نماز پڑہی اور کپڑے اپنے مضبوط باندہے (مدینہ جلنے کے لیے) پھر میں اترا اور حفصہ پاس گیا یعنے ام المومنین کی
صاحبزادی ست وہ رو رہی تہین میں نے کہا کیا تمکو طلاق دیدیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہون نے کہا میں
نہین جانتی پھر میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا میں نے کہا کہڑے کہڑے کیا آپ نے طلاق دیا اپنی عورتون کو
آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا اللہ اکبر (تعجب ہے کیونکہ انصاری نے بیان کیا تہا کہ آپنے اپنی عورتون کو طلاق دیدیا)
ف حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہی کہ خبر واحد پر اعتماد درست ہے اور صحابہ کے مراسیل پر عمل درست ہے اور طالب علم
کو اپنی معاش کی بہی فکر ضرور ہے مگر جب ان غائب ہو اوسد نکا علم اون لوگونسے جو حاضر ہون حاصل کرے قسطلانی نے کہا
مولف نے اسکو نکاح میں نکالا اور مظالم میں اور مسلم نے طلاق میں اور ترمذی نے تفسیر میں اور نسائی نے صوم اور عشرۃ النساء
میں **باب** الغضب فی الموعظۃ والتعلیم اذا رای ما یکرہ — وعظ اور تعلیم میں غصہ کرنا جب بری بات دیکہے۔

حدثنا محمد بن کثیر قال اخبرنا سفیان عن ابن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن ابی مسعود
الانصاری قال قال رجل یا رسول اللہ لا اکاد ادرک الصلوۃ مما یطول بنا فلان فما رایت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی موعظۃ اشد غضبا من یومئذ فقال یا ایھا الناس انکم منفرون فمن
صلی بالناس فلیخفف فان فیھم المریض والضعیف وذا الحاجۃ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن کثیر
(بصری) نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو سفیان (ثوری) نے انہون نے سنا اسمعیل بن ابی خالد (کوفی) سے جو تابعی طحان الاحمسی البجلی
سے انہون نے قیس بن ابی حازم (احمسی کوفی بجلی) سے انہون نے ابی مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے انہون نے کہا ایک شخص نے
عرض کیا یا رسول اللہ (اس شخص کا نام حزم بن ابی کعب تہا یہ حافظ ابن حجر نے کہا مقدمہ میں اور کتاب العلم میں کہا کہ بعضون نے کہا
اسکا نام حزم بن ابی کعب تہا پہر کتاب الصلوۃ میں کہا عجب ہے اسکا نام معلوم نہین ہوا اور جس نے کہا وہ حزم بن ابی کعب ہے وہم
کیا اسواسطے کہ اسکا قصہ معاذ سے ہوا نہ ابی بن کعب سے) میں نماز پا نہین سکتا اسوجہ سے کہ فلان شخص نماز کو لنبا کرتا ہے
قسطلانی نے کہا فلان شخص سے مراد معاذ بن جبل ہین قاضی عیاض نے کہا حدیث کا یہ لفظ لا اکاد ادرک الصلوۃ
ظاہرا مشکل ہے کیونکہ جب نماز لنبی ہوگی تو لوگ اوسکو پالینگے نا پانا کیا شاید لا کے بعد الف زیادہ ہوگیا ہی اور اترک
کی بدلے ادرک تہا تو عبارت یون تہی لا کاد اترک الصلوۃ یعنے میں قریب ہوگیا ہون کہ نماز چہوڑ دون پہر
لا کے بعد زیادہ کر دیا اور ت رسے جدا ہو کر دال ہو گئی حافظ ابن حجر نے کہا یہ توجیہ اچہی ہے مگر روایت اسکے موافق نہیں

ابو الزناد بن سراج نے کہا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو ضعف تھا تو جب امام نماز کو لنبا کرتا وہ رکوع تک بھی نہ پہونچ سکتا بوجہ
شدت ضعف کے اور نماز کو امام کے ساتھ پورا نہ کرسکتا اسیواسطے کہا میں نماز نہیں پا سکتا یعنے طول کیوجہ سے امام
کے ساتھ پوری نماز نہیں پڑھ سکتا۔ حافظ ابن حجر نے کہا یہ مطلب خوب ہے لیکن مولف نے فریابی سے روایت کیا ہو انھون
نے سفیان سے اسی اسناد سے اسمین یہ ہے کہ مین نماز سے ہٹ جاتا ہون (یعنے جماعت مین شریک نہین ہوتا) اس
صورت مین لا اکاد ادرک الصلوٰۃ کا مطلب یہ ہوگا کہ مین جماعت سے علاحدہ رہتا ہون بوجہ تطویل صلوٰۃ کے
اور اسکا بیان کتاب الصلوٰۃ مین آویگا اور اس اختلاف کا بھی ذکر ہوگا جو شافعی اور مشکوٰۃ کی نامین ہے انتہے۔ بدر الدین عینی
نے کہا قاضی عیاض کی توجیہ پر ان صحیح کتابون کی روایت مین غلطی کا مان لینا لازم آتا ہے جس کی ضرورت نہین ہے
ف پھر مینے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی وعظ مین اتنا غصے ہوتے نہین دیکھا جتنا اوس دن
دیکھا **ف** کیونکہ آپ پیشتر اس سے منع کر چکے تہے (فتح) قسطلانی نے کہا شدت غضب کا سبب یہ ہے کہ لوگون نے
آپکی نصیحت کا خلاف کیا اسوجہ سے کہ آپ پہلے اس سے منع کر چکے ہون گے یا اس سبب سے کہ انھون نے کوتاہی کی ایسی چیز
سیکھنے مین جسکا سیکھنا ضرور تہا اسوجہ سے کہ جب آپ زیادہ غصے ہونگے تو لوگون کو ہمیشہ یہ واقعہ یاد رہیگا اور وہ بہ
کمال اس نصیحت کا خیال کرین گے انتہے **مترجم** کہتا ہے آپ اس واقعہ سے اسواسطے زیادہ غصہ ہوئے کہ ایسے کامون سے ڈر ہو
کہیں لوگون کو دین سے نفرت نہ ہو جاوے اور آیندہ سے ہدایت کا باب بند ہو جاوے یا جبکہ ہدایت ہو گئی ہے وہ گہبرا کر اس
سے پہر جاوین **ف** پہر آپنے فرمایا اے لوگو تم نفرت دلاتے ہو (جماعت سے جو دین کا ایک اہم کام ہے اور خاص اس شخص
کا نام نہ لیا جسنے نماز کو لنبا کیا تہا تاکہ وہ شرمندہ نہ ہو اور یہ کمال لطف و شفقت ہے آپ کی صلوات اللہ علیہ)
پہر جو کوئی نماز پڑہا دے یہ لوگون کے ساتہ (یعنے جماعت سے پڑہے اگر اکیلے پڑہے تو جتنا چاہے لنبا کرے) اسکو
ہلکی نماز پڑہنی ہے (جو مقتدیون پر گران نہ گذرے) اسلیے کہ لوگون مین (یعنے مقتدیون مین) کوئی بیمار ہوتا
کوئی ناتوان (کمزور) ہوتا ہے کسی کو کچھ کام ہوتا ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ
قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ الْمَدِيْنِيُّ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ
عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ
وِكَاءَهَا اَوْ قَالَ وِعَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا فَاِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَاَدِّهَا اِلَيْهِ قَالَ فَضَالَّةُ
الْاِبِلِ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ اَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَمَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا
تَرِدُ الْمَاءَ وَتَرْعَى الشَّجَرَ فَذَرْهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن محمد (ابو جعفر مسندی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عامر (عقدی) عبد
الملک بن عمرو) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن بلال مدنی نے انہوں نے روایت کی ربیعہ بن ابی
عبد الرحمن (فقیہ مشہور امام مالک کے شیخ) سے انہوں نے روایت کی یزید سے جو مولی تھے منبعث کے انہوں نے
زید بن خالد جہنی (صحابی مشہور) سے (اس کتاب میں انسے پانچ حدیثیں مروی ہیں) کہ جناب سرور کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے ایک شخص نے (اسکا نام عمیر تھا جو مالک کے باپ ہیں بعضوں نے کہا بلال موذن بعضوں نے کہا جارود عبدی بعضوں نے
کہا خود زید بن خالد نے پوچھا تھا) پوچھا لقطہ کو (لقطہ وہ شے جو مالک سے جدا ہو جاوے اور پڑی ہوئی ملے) آپنے فرمایا
پہچان رکہ اوس کا بندھن یا اسکا برتن اور اسکی تھیلی یعنے دل میں اسکی نشانی جمالے تا اوسکے پہچاننے والے کا سچ اور جھوٹ
معلوم ہو سکے یا اپنے مال میں شامل ہو جاوے) پہر ایک برس تک اسکو بتلا (یہ حکم وجوبی ہے قسطلانی نے کہا ہر روز دو دفعہ
وقت تک بتلاوے پہر ہر دن میں ایک بار پہر ہر ہفتہ میں ایک بار پہر ہر مہینے میں ایک بار) پہر فائدہ اوٹھا اسسے
(اگر ایک برس تک کوئی اسکا مالک نہ ملے) پہر اگر اسکا مالک آوے تو ادا کر وہ مال اسکے مالک کو ایک شخص بولا یا رسول
اللہ اگر گما ہوا اونٹ کسی کا ملے یہ سنکر آپ غصے ہوئے یہانتک کہ آپکے دونو (مبارک) رخسارے سرخ ہو گئے (قربان آپکے
حسن و جمال کے یا اللہ آپکا جمال مبارک ہمکو دکہلا دے آمین) یا راوی نے یوں کہا آپکا (مبارک) منہ (روی شریف)
سرخ ہو گیا ف اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا غصہ ہونیکی وجہ یہہ تہی کہ آپنے گما ہوا اونٹ
پکڑنے سے ممانعت کر دی ہوگی یا سائل کی نافہمی پر غصہ آیا کہ اسنے اونٹ اتنے بڑے جانور کو جو اپنی حفاظت آپ کر سکتا
ہے ان چیزوں پر قیاس کیا جنکو اگر نہ اٹھاویں تو وہ تلف ہو جاویں گی انتہی ت پہر آپنے فرمایا تجہے اونٹ
سے کیا واسطہ (یعنے اونٹ کو کیوں پکڑتا ہے) اسکی ساتہہ اسکی مشک ہے (یعنے اسکا پیٹ کیونکہ وہ کئی دن کا پانی اپنے
پیٹ میں کہہ لیتا ہے پہر کہانا کہاتا رہتا ہے اور پانی کی احتیاج نہیں ہوتی) اور اسکے ساتہہ اسکا موزہ ہے (یعنے پاؤں
اسکا ایسا ہے کہ اسکو جوتی کی احتیاج نہیں نعل باندہنے کی ضرورت نہیں) وہ خود پانی پر جاتا ہے اور درخت چر لیتا ہے
(یعنے درختوں کے پتے کہاتا ہے) پہر چہوڑ دے اسکو (اسی حال میں یعنے چرنے دے) یہانتک کہ اسکا مالک اسسے مل
جاوے ف وہ آپنے اونٹ کے لینکا اور اونٹ کسیسے یہی ڈر نہیں کہ بہیڑیا وغیرہ اسسے کہا لیوے گا اور پانی چارے
کی ضرورت نہیں وہ پانچ چار روز کا پانی ایک ہی بار پی لیتا ہے چارہ اسکا جنگل میں ہر جگہہ موجود ہے ت
وہ بولا یا رسول اللہ گمی ہوئی بکری آپنے فرمایا وہ تیری ہے (اگر تو اسکو اٹہالے) یا تیرے بہائی کی (یعنے اور کسی مسلمان
کی جو اسکو اٹہالے) یا بہیڑیے کی ف بہیڑیا گرگ کو کہتے ہیں دکن کی زبان میں اسکو لانڈگا کہتے ہیں مطلب یہہ

لہ اگر بکری ہو تو نہ اوٹھا دیگا نہ اور کوئی مسلمان تو آخر بھیڑیا لیجا ئیگا اس لیے بکری اوٹھا نا جائز ہے اور اونٹ میں یہ ڈر نہیں البتہ اگر اونٹ گاؤں یا شہر میں ملے تو اوٹھا لینا چاہیے کیونکہ ڈر ہے اسکے تلف ہو جانے کا اور شاید کوئی ظالم اوسے پکڑ کر کاٹ ڈالے یا لیجا وے تو بیچارے مسلمان کا مال ضائع ہو قسطلانی) حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث خلجان ہے تو کتاب البیوع میں آویگی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن علاء (ابو کریب کوفی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو اسامہ (حماد بن اسامہ کوفی) نے اونہوں نے بُرید سے انہوں نے ابو بردہ (عامر بن ابی موسیٰ اشعری) سے اونہوں نے ابو موسے اشعری سے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گئیں چیزیں جو دنیا میں قیامت جیسی تہی اور اسکے مشابہ سوالات جیسے سورہ مائدہ کی تفسیر میں ابن عباس کی حدیث میں آویگی آپنے اونکو ناپسند کیا کیونکہ بے ضرورت سوال کرنا حرکت لغو ہے اور کبھی سوال کی شامت سے حلال چیز حرام ہو جاتی جب لوگوں نے بہت سوال کیے تو آپ غصے ہو گئے بعد اسکے فرمایا لوگوں سے پوچھو مجھسے جو تم چاہو قسطلانی نے کہا شاید اللہ تعالے نے اسوقت حضرت جبرئیل کے ذریعہ سے آپکو وحی کی ہو ورنہ آپ غیب کی باتیں نہیں جانتے تہے بغیر اللہ تعالے جل جلالہ کے بتلائے ہوئے اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے) ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ قرشی سہمی بولا) یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پہر اور شخص کہڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ (یہ سعد بن سالم تہا مولی شیبہ بن ربیعہ کا جیسے ابن عبدالبر نے تمہید میں اسکا نام لیا سہیل بن ابی صالح کے ترجمہ میں اور استیعاب میں نام نہیں لیا اور یہ نام کسی شارح کو نہیں ملا نہ مبہمات کے کسی مصنف کو نہ ہما صحابہ کے اور یہ شخص بلاشبہ صحابی تہا کیونکہ اوسنے یا رسول اللہ کہا اور مقاتل کی تفسیر میں ایسا ہی قصہ ہے اسمین یہ ہے کہ بنی عبدالدار کے ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا سعد اسکو نسبت دی باپ کے سوا اور کیطرف برخلاف ابن حذافہ کے اور اسکا زیادہ بیان سورہ مائدہ کی تفسیر میں آویگا فتح الباری) میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا تیرا باپ سالم ہے مولی شیبہ کا جب حضرت عمر نے آپکے چہرے کا حال دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ ہم توبہ کرتے ہیں اللہ جل جلالہ کے سامنے (ان باتوں سے جنسے آپکو غصہ آوے) **ف** انس کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر دوزانو بیٹھے اور کہا راضی ہوئے ہم اللہ (جل جلالہ) سے کہ رب ہمارا ہے اور اسلام سے دین ہونے پر اور محمد

(صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نبی ہونے پر اور دونوں روایتوں میں تخالف نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ دونو باتین لکھی
ہوں پھر ہر ایک صحابی نے وہ نقل کیا جو اوسکو یاد رہا اور جو باب قصہ عبداللہ بن حذافہ کا دونوں میں موجود ہے اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی مجلس کا ذکر ہے اور مؤلف نے وعظ اور تعلیم میں غصہ کا بیان کیا اور حاکم و فیصلے میں غصہ
کا ذکر نہ کیا اسواسطے کہ حاکم کو حکم ہے کہ جب غصہ ہو اوسوقت حکم نہ کرے اور فرق دونوں میں یہ ہے کہ واعظ کی شان یہ ہے
کہ غصے کی صورت میں ہو کیونکہ وہ ڈرانے والا ہے اسیطرح معلم جب تک غصہ نہ کریگا طالب علم یاد کرنے میں اور سمجھنے میں
کوشش نہ کریگا اور یہ ضرور نہیں کہ ہر طالب علم پر غصہ کرے بلکہ ہر ایک طالب علم کی حالت جدا ہے اور حاکم کا حال اسکے خلاف
ہے اسکے حق میں غصہ نہایت مضر ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت نے غصے میں کیوں فیصلہ کیا فرمایا تیرا باپ فلان ہے اسکا
جواب یہ ہے کہ یہ مسلم نہیں ہے یا آپ کو خاص یہ جائز تھا کیونکہ آپ غصے میں بھی بجز حق کے منہ سے نہ نکالتے اور آپ
معصوم تھے دوسرا کوئی ایسا نہیں ہے اور آپ جس چیز سے غصہ ہوں وہ مکروہ یا حرام ہوتی ہے بر خلاف اوروں کے
(فتح) **باب** مَنْ بَرَكَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْاِمَامِ اَوِ الْمُحَدِّثِ جو امام یا محدث کے سامنے دوزانو بیٹھے
(زیادہ ادب ہے اور مستحب ہے) **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ فَقَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ
ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا فَسَكَتَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے کہا خبر دی ہمکو
شعیب بن ابی حمزہ نے اونہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب) سے اونہوں نے کہا خبر دی مجکو انس بن مالک
نے کہ جناب رسول مقبول صلوات اللہ علیہ وسلامہ برآمد ہوئے پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑا ہوا اور پوچھا میرا باپ کون ہے آپنے
فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے **ف** قسطلانی نے کہا صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ عبداللہ کو اور کسی کا بیٹا کہتے جب انکی
ماں نے یہ سوال سنا تو کہا میں نے تجہسا کوئی نافرمان بیٹا نہیں سنا کیا تو نے یہ سمجہا کہ تیری ماں نے ویسا کام کیا جیسے
جاہلیت کے زمانہ میں عورتیں کیا کرتی تہیں پہر تو اپنی ماں کو ذلیل کرتا ہے لوگوں کے سامنے اونہوں نے کہا قسم خدا کی
اگر تو میرا نسب ایک کالے غلام سے ملا دیتی تو میں اوسی سے مل جاتا **ف** پھر آپ بہت فرمانے لگے پوچھو مجہہ سے پھر حضرت عمر
دوزانو بیٹھے (اس فقرہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اور کہا راضی ہوئے ہم اللہ جل جلالہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے
دین ہونے پر اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر یہ سنکر آپ خاموش ہو رہے (آپکا غصہ جاتا رہا یہ بات
کہ آپ کے غصے سے (قربان حضرت عمر رض کی کیسے جان نثار اور ہوا خواہ تہے رسول کریم کے) **باب** مَنْ اَعَادَ الْحَدِيْثَ

ثلاثاً لیفہم عنہ ایک بات کو تین بار کہنے کا بیان تاکہ لوگ خوب سمجھ لیوین فقال الا وقول الزور فما زال
یکررہا تو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو اور جھوٹ بولنا پہر کہی بار اوسکو فرماتے رہے **ف**
یہ ایک ٹکڑا ہے ابوبکرہ کی حدیث کا جسکو مولف نے شہادت اور دیات مین نکالا اوسکا شروع یہ ہے کیا مین تمسے
کہتا ہون بڑے گناہ بیان کرون تین بار یہ فرمایا۔ اسی سے بہی ترجمہ باب نکل سکتا ہے (فتح) وقال ابن عمر قال
النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہل بلغت ثلاثا اور ابن عمر نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مین
نے تمکو پہونچا دیا اللہ کا پیام تین بار یہ فرمایا حافظ ابن حجر نے کہا یہ بہی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جسکو مولف نے کتاب
الحدود مین نکالا شروع اسکا یہ ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع مین فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے پہر بیان
کیا حدیث کو آخیر تک) **حدثنا** عبدۃ قال حدثنا عبد الصمد قال حدثنا عبد اللہ بن المثنے قال
حدثنا ثمامۃ عن انس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا سلم سلم ثلثا واذا تکلم بکلمۃ اعادہا ثلثا
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبدہ (بن عبد اللہ خزاعی بصری کوفی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الصمد
(بن عبد الوارث بن سعید عنبری تمیمی بصری حافظ) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن مثنی (بن عبد اللہ
بن انس بن مالک انصاری) نے (ترمذی اور عجلی نے اُن کو ثقہ کہا) اُنہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ثمامہ (بن عبد اللہ
بن انس بن مالک) نے (یہ چچا ہین عبد اللہ بن مثنے کی) اُنہون نے روایت کی (اپنے دادا) انس بن مالک رض سے اُنہون نے
جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ جب سلام کرتے لوگون کو تو تین بار سلام کرتے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یعنے
حضرت صلعم کی عادت ایسی ہی تہی اور مراد یہ ہے کہ انس نے آپکا یہ حال دیکھکر بیان کیا نہ یہ کہ حضرت صلعم نے انس کو خبر دی اور
موید ہے اسکی وہ جو مولف نے کتاب الاستیذان مین روایت کیا اسحق بن منصور سے اُنہون نے عبد الصمد سے اسی اسناد
سے اسمین اتنا زیادہ ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم جب سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے قسطلانی نے کہا شاید
اجازت لیتے وقت (اندر آنے کی) آپ ایسا کرتے ہون کیونکہ دوسری حدیث مین وارد ہے کہ جب تم مین سے کوئی
تین بار اجازت لیوے پہر اجازت نہ ملے تو لوٹ جاوے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ اگر پہلے سلام مین اجازت ملجاوے تو دوسری
یا تیسری بار سلام کرنا ضرور نہین اسیطرح جب دوسرے سلام مین اجازت ملجاوے تو تیسرا سلام کرنا ضرور نہین البتہ احتمال ہے
اسکا مطلب یہ ہو کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام جب کسی قوم کے پاس تشریف لیجاتے تو استیذان کا سلام ایک کرتے
پہر جب اندر داخل ہوتے تو دوسرا سلام تحیت کا کرتے پہر جب لوٹتے تو تیسرا سلام رخصت کا کرتے اور یہ سب سنت ہین انتہی
اور آپ جب کوئی بات کرتے تو تین بار اسکو لوٹاتے **ف** کرمانی نے کہا اس سے تو استمرار نکلتا ہے یعنے آپ ہمیشہ ایسا

کرتے دوسری روایت میں اسکی تفسیر ہے تاکہ سمجھہ میں آجاوے اور ترمذی اور حاکم کے مستدرک میں تھی لفظ حدثنا ہے
اور حاکم نے مستدرک میں وہم کیا اور کہا کہ امام بخاری نے اس حدیث کو نہیں نکالا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے
غریب ہے ہم نہیں پہچانتے اسکو مگر عبد اللہ بن مثنی کی روایت سے اور عبد اللہ بن مثنے اون لوگون میں ہیں جنسے امام
بخاری نے صرف روایت کیا اور امام مسلم نے نہیں کیا اونکو ثقہ کہا عجلی اور ترمذی نے اور ابو زرعہ اور ابو حاتم نے کہا
وہ صالح ہیں اور ابن ابی خیثمہ نے ابن معین سے نقل کیا کہ وہ کچھہ نہیں اور نسائی نے کہا وہ قوی نہیں ہیں میں کہتا ہون
مراد نسائی کی یہ ہے کہ بعض روایات میں اونکا اعتبار نہیں اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امام بخاری بعض ایسے
راویون سے روایت کرتے ہیں جن میں گفتگو ہوئی ہے مگر اُس روایت کو نہیں نکالتے جو منکر ہے اور ابن معین نے جو کہا
کہ وہ کچھہ نہیں مراد اُس سے کسی معین حدیث میں ہے جو اُنسے پوچھی گئی ورنہ ابن معین نے خود اونکو قوی کہا اسحق بن منصور
کی روایت میں اور حاصل یہ ہے کہ جب کسی شخص کی عدالت ثابت ہو جاوے تو اب اُسکا جرح قبول نہ کیا جاویگا جب تک جرح
مفسر نہو (یعنے صاف کوئی امر قادح بیان نہ کیا جاوے اور جرح مبہم یعنے لیس بشئ یا ضعیف یا لیس بثقہ منظور نہ ہوگا)
اور ایسی کوئی قدح کی وجہ عبد اللہ بن مثنے میں بیان نہیں کی گئی ابن حبان نے اونکو ثقات میں ذکر کیا اور یہ کہا کہ وہ
کبھی غلطی کرتے ہیں اور انکی روایت جو منکر ہے وہ وہی ہے جو ثمامہ انکے چچا سے اور دن سے ہو اور بخاری نے تو یہ حدیث انکے
چچا سے روایت کی اور اسمین شک نہیں کہ آدمی اپنے گھر والون کی حدیث کو دوسرون سے زیادہ یاد رکھتا ہے ابن منیر نے کہا امام
بخاری نے اس ترجمۂ باب سے یہ ثابت کیا کہ جسنے حدیث کا دوبارہ بیان کرنا مکروہ رکھا ہے اوسکا قول غلط ہے اسیطرح جسنے
طالب علم کی درخواست کو دوبارہ بیان کرنیکے لیے مکروہ سمجھا اور اسکو کند ذہنی خیال کیا اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے
باختلاف طبائع اور اذہان جس طالب علم کو ایک بار سننے سے یاد نہ رہے وہ دوبارہ سننے کی درخواست کرے تو عیب نہیں
اور عالم کو دوبارہ بیان کرنیکے لیے کوئی عذر نہیں بلکہ دوبارہ بیان کرنا اول بار بیان کرنیسے زیادہ ضرور ہے ابن تین نے
کہا تین بار انتہا ہے بیان کی تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا فتح الباری میں قسطلانی نے کہا بدر دمامینی نے کہا ظاہر حدیث
سے کہ تین بار بولتے یہ نکلتا ہے کہ آپ اسکو چار بار فرماتے حالانکہ ایسا نہیں ہے تو مطلب یہ ہے کہ اعاد بمعنے قال کے ہے یا
اعادہا کے بعد قالہا محذوف ہے انتہی حدثنا عبدۃ بن عبد اللہ قال حدثنا عبد الصمد قال حدثنا
عبد اللہ بن المثنے قال حدثنا ثمامۃ بن عبد اللہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
کان اذا تکلم بکلمۃ اعادہا ثلثا حتی تفہم واذا اتی علی قوم فسلم علیہم سلم علیہم ثلثا ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے عبدہ بن عبد اللہ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الصمد بن عبد الوارث نے انہون

نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الصمد بن مثنی (انصاری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ثمامہ بن عبد اللہ نے
اونہوں نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے اونہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب آپ کوئی بات فرماتے تو تین بار
اوسکو لوٹاتے (یعنے تین بار فرماتے) تاکہ سمجھہ لیں آپ سے سننے والے کیونکہ لوگوں میں بعضے ہوشیار ہوتے ہیں ایکبار میں سمجھہ جاتے
ہیں اور بعضے بغیر دو تین بار کہے نہیں سمجھتے) اور آپ جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے اور سلام کرتے تو تین بار
سلام کرتے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسمعیلی نے کہا اس سلام سے مراد شاید استیذان کا سلام ہے جیسے ابو موسے نے روایت
کیا اور اگر راہ میں کوئی مسلمان ملے تو اسکو تین بار سلام کرنا معروف نہیں ہے میں کہتا ہوں مصنف نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے اور
کتاب الاستیذان میں ابو موسی کی حدیث کے ساتھہ اس حدیث کو لائے ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت نے تین بار سلام شاید
کیا ہو جب آپ کو یہہ خیال ہوا ہو کہ جنکو سلام کیا اونہوں نے نہیں سنا اور کرمانی کا یہ دعوے کہ اس عبارت سے استمرار نکلتا ہے
مسلم نہیں ہے عینی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس عبارت میں حرف اذا کا لفظ ہے اور قضیہ شرطیہ ہے اور ضرور نہیں کہ ہر ایک قضیہ شرطیہ کلیہ ہو اور اگر کلیہ ہو تب بھی یہ
توجیہ ہو سکتی ہے اذا اتی علی قوم فاستاذن علیہم فسلم علیہم اور یہی صحیح ہے ورنہ اگر حضرت کا ہمیشہ یہ قاعدہ ہوتا کہ آپ
ہر ایک کو تین بار سلام کیا کرتے تو یہی رائج ہو جاتا اور مسلمانوں میں ہمیشہ ایسا ہی عمل رہتا **حدثنا** مسدد
قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَاَدْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقَتْنَا الصَّلٰوةُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰی
اَرْجُلِنَا فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے
مسدد (ابن مسرہد) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عوانہ (یشکری) نے اونہوں نے روایت کی ابو بشر (جعفر بن
ایاس) سے انہوں نے یوسف بن ماہک سے اونہوں نے عبد اللہ بن عمرو (بن عاص) رض سے انہوں نے کہا جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں جو ہم نے کیا پیچھے رہ گئے پھر آپ نے ہمکو پا لیا اور نماز کا وقت آ گیا تہا یعنے
عصر کی نماز کا ہم وضو کر رہے تہے تو ہمنے مسح شروع کیا اپنے پاؤں پر (یعنے ایسا خفیف دہونا جو مثل مسح کے تہا)
آپ نے پکارا بلند آواز سے خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ کی آگ سے دو بار فرمایا یا تین بار **ف** یہ راوی کی شک
ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین بار بات کا کہنا ضرور نہیں بلکہ مقصود سمجھانا ہے اگر ایکبار میں لوگ سمجھہ جاویں
تو وہی کافی ہے اور اس حدیث کی بحث کتاب الطہارت میں اگر خدا چاہے تو آویگی (فتح الباری) قسطلانی نے کہا
یہ حدیث باب من رفع صوته بالعلم میں گذر چکی اور یہاں اعادہ کیا دوسرے مطلب کے لیے اور وہاں اسکو نعمان سے روایت
کیا اونہوں نے ابو عوانہ سے یہاں مسدد سے انہوں نے ابو عوانہ سے اور یہاں عصر کی نماز کی تصریح کی باقی مباحث

اسکو کتاب الطہارت مین آوین گی **باب** تعلیم الرجل امتہ واہلہ انسان کا اپنی لونڈی اور گھر والونکو
تعلیم کرنے کا بیان (قسطلانی نے کہا گھر والون مین لونڈی بھی داخل تھی تو یہ عطف ہے عام کا خاص پر) **حدثنا**
یہ ابوذر اور ابو الوقت کی روایت ہے باقی روایتون مین اخبرنا ہے) محمد بن سلام قال حدثنا المحاربی قال
حدثنا صالح بن حیان قال قال عامر الشعبی حدثنی ابو بردۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ثلاثۃ لہم اجران رجل من اہل الکتاب امن بنبیہ وامن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم و
العبد المملوک اذا ادی حق اللہ تعالی وحق موالیہ ورجل کانت عندہ امۃ فادبہا فاحسن تادیبہا
وعلمہا فاحسن تعلیمہا ثم اعتقہا فتزوجہا فلہ اجران ثم قال عامر اعطیناکہا بغیر شیء قد
کان یرکب فیما دونہا الی المدینۃ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن سلام نے (ابوذر کے طریق مین ایسا ہی ہے
اور کریمہ کی روایت مین یون ہے حدثنا محمد فقط اور مزی نے اطراف مین اسی پر اعتماد کیا تو کہا روایت کیا اسکو بخاری نے
محمد سے کہا گیا کہ وہ سلام کے بیٹے ہین قسطلانی نے کہا سلام بتخفیف لام ہے) انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (ابو
الوقت اور ابن عساکر کی روایت مین اخبرنا ہے) محاربی (عبد الرحمن بن محمد بن زیاد) نے (ان سے اس کتاب مین یہی ایک حدیث
مروی ہے اور ایک عیدین مین ابو علی جیانی نے کہا بعضون نے محاربی کو بخاری پڑہا اور یہ صریح غلطی ہے) انہون
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے صالح بن حیان (صالح بن صالح بن مسلم بن حیان) نے (یہ ثقہ ہین مشہور اور صالح بن حیان
قرشی دوسرے شخص ہین انکے طبقہ ہین وہ ضعیف ہین) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا حیان انکے پردادا ہین تو نسبت
دی انکو انکی طرف اور انکا لقب حی ہے اور یہ لقب نام سے زیادہ مشہور ہے اور جسنے یہ گمان کیا کہ امام بخاری نے
صالح بن حیان قرشی سے روایت کیا اور وہ ضعیف ہے تو اسنے غلطی کی اور یہ حدیث معروف ہے انہی کی روایت
شعبی سے نہ قرشی کی روایت سے گو وہ بھی انہی کے طبقہ مین ہین اور امام بخاری نے جہاد مین اسکو ابن عیینہ کے طریق
سے نکالا انہون نے صالح بن حی سے ابو حسین سے انہون نے کہا مین نے شعبی سے سنا اور اس سے زیادہ تصریح اوپر
سفر مین ہے کیونکہ اسمین یہ حدیث اسی اسناد سے مروی ہے اور صالح بن حی کا نام ہے **ت** انہون نے کہا (یعنے
صالح نے) عامر (بن شراحیل) شعبی نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابو بردہ نے انہون نے روایت کی اپنے باپ
(ابو موسے اشعری) سے انہون نے کہا جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تین آدمیون کے لیے دوہرا
ثواب ہے ایک تو وہ مرد (یا عورت) اہل کتاب مین سے (یہود یا نصاری مین سے) جو ایمان لایا اپنے پیغمبر پر (حضرت موسی
یا حضرت عیسی علیہما السلام پر) اور ایمان لایا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر **ف** جنکی صفت تورات اور

انجیل مین مذکور ہو اور یہ لانیکی پیغمبر کی ہے تمام پیغمبرون اور بہتون سے اقرار لیا گیا تہا اور آپ پر ایمان لانا یہ ہے کہ یقین کرے کہ آپ
ہی پیغمبر برحق ہین جنکی بشارت تہی توراۃ اور انجیل مین اور اس حدیث کی بحث خاص چاہیے تو کتاب الجہاد مین آویگی قسطلانی
فتح الباری مین ہے کہ کتاب کا لفظ عام ہے اور معنی خاص ہے یعنے وہ کتاب جو اللہ کیطرف سے اوتری اور مراد اس سے
توراۃ اور انجیل ہے جیسے کتاب و سنت کے نصوص دلالت کرتے ہین جہان اہل کتاب کا اطلاق ہوا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ انجیل
سے خاص انجیل مقدس مراد ہے اگر ہم یہ کہین کہ نصرانیت یہودیت کی ناسخ ہے ایسا ہی کہا ایک جماعت نے اور نسخ کی
شرط کرنے کی کوئی حاجت نہین کیونکہ حضرت عیسے ؑ بنی اسرائیل کیطرف بہیجے گئے تہے بلا خلاف پہر جس نے اونکو مانا وہ
انکی طرف منسوب ہوا اور جسنے نہ مانا اور یہودیت پر قائم رہا وہ مومن نہ ہوگا اوسکو یہ حدیث شامل نہوگی کیونکہ اسمین
شرط ہے کہ اپنے نبی پر ایمان لایا ہو یا ان بنی اسرائیل کے سوا جو یہودی ہوا حضرت عیسے علیہ السلام کے ساتھ نہ تہا اور
انکی دعوت اسکو نہ پہونچی تو اسکو یہودی مومن کہہ سکتے ہین کیونکہ وہ ایمان لایا اپنے نبی حضرت موسے علیہ السلام
اور بعد اونکے کسی نبی کو اوسنے نہین جہٹلایا پہر جسنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ان لوگون مین سے اور
آپ پر یعنے جواب پر ایمان لایا وہ حضرت موسی ؑ اور حضرت عیسے ؑ سب نبیون پر ایمان لایا) ایمان لایا تو ملا اسکا
وہ اس حدیث مین داخل ہوگا اور اسی قبیل سے ہین وہ عرب جو یمن وغیرہ مین تہے اور یہودی تہے اونکو حضرت عیسے کی
دعوت نہین پہونچی تہی کیونکہ وہ خاص بنی اسرائیل کیطرف بہیجے گئے تہے البتہ ان یہودیون مین اشکال ہے جو رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تہے اور یہ ثابت ہوا کہ آیت اس حدیث کے موافق ہے اور وہ آیت یہ ہے وہ لوگ
دیے جاوینگے اپنا اجر دوبار یہ آیت ایک گروہ کے حق مین اتری ان مین سے جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ مین
طبرانی نے رفاعہ قرظی سے روایت کیا یہ آیت مجہ مین اور جو لوگ میرے ساتہ ایمان لائے اون مین اتری اور طبرانی
نے باسناد صحیح علی بن رفاعہ قرظی سے روایت کیا اونہون نے کہا اہل کتاب مین سے دس آدمی نکلے اون مین سے ابو
رفاعہ بہی تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف پہر ایمان لائے آپ پر اور اونکو ایذا دی لوگون نے تو یہ آیت اتری
اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰہُمُ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِہٖ ہُمْ بِہٖ یُؤْمِنُوْنَ اخیر تک یہ لوگ بنی اسرائیل کے تہے اور حضرت عیسے پر ایمان نہین لائے
تہے بلکہ یہودیت پر قائم تہے یہانتک کہ ایمان لائے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ثابت ہوا کہ اونکو دوہرا
اجر ملیگا طیبی نے کہا احتمال ہے کہ حدیث اپنی عموم پر رہے اور حضرت محمد پر ایمان لانا باعث ہوا انکے دین سابق کی قبول
ہو جانیکا اگرچہ وہ دین منسوخ ہو گیا ہو اور مین اسکی تائید آیندہ ذکر کرونگا اور ممکن ہے کہ ان لوگونکے حق مین جو اسوقت مدینے مین تہے
یہ کہا جاوے کہ اونکو حضرت عیسے علیہ السلام کی دعوت نہین پہونچی کیونکہ دین عیسوی کی دعوت اس وقت اکثر شہرون مین نہین پہنچی تہی

اور وہ لوگ یہودیت پر قائم تہے تو وہ مومن تہے اپنے پیغمبر حضرت عیسے علیہ السلام کے ساتھہ یہانتک کہ اسلام کا زمانہ آیا
اور وہ ایمان لائے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر (اور جب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو حضرت عیسے علیہ
السلام پر بہی ایمان لائے) اور اس سے اشکال اوٹہہ جاویگا فائدہ دوسرا بیان اول یہ ہے کہ ان تین کی شرح میں یہ ہے کہ
آیت کعب احبار اور عبد اللہ بن سلام کے حق میں اتری حالانکہ کعب صحابی نہیں ہیں اور وہ مسلمان ہوئے حضرت عمر رض
کے زمانے میں اور تفسیر طبری وغیرہ میں قتادہ سے منقول ہے کہ آیت عبد اللہ بن سلام اور سلمان فارسی کے باب میں اتری
اور یہ صحیح ہے کیسلیے کہ عبد اللہ یہودی تہے پہر مسلمان ہوگئے جیسے ہجرت کے باب میں آویگا اور سلمان نصرانی تہے پہر مسلمان ہوئے
جیسے بیوع میں آویگا اور یہ دونوں مشہور صحابی ہیں دوسرا یہ ہے قرطبی نے کہا اہل کتاب میں جو شخص جسکو دوہرا اجر
ملیگا وہ ہے جو اپنی شریعت میں حق پر قائم تہا عقیدۃ اور فعلا یہانتک کہ ایمان لایا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
پر تو اسکو ایک ثواب اول حق کے اتباع پر ملیگا اور دوسرا دوسرے حق پر اسمین یہ اشکال ہوتا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہرقل کو لکہا تہا تو مسلمان ہوجا اللہ تعالے تجہکو دوہرا ثواب دیگا حالانکہ ہرقل ان نصاری میں تہا جو اپنا دین
بدل چکے تہے اور میں نے شیخ الاسلام کی بحث اسبارہ میں ابو سفیان کی حدیث پر بدء الوحی میں اوپر بیان کی ہے تیسرا
یہ ہے ابو عبد الملک بونی وغیرہ نے کہا حدیث یہودیوں کو شامل نہیں ہے اور یہ صحیح نہیں ہے جیسے اوپر گذرا اور دوسرے
کہا احتمال ہے کہ حدیث تمام امتوں کو شامل ہو ان کاموں میں جو وہ خیر کے کرچکے جیسے حکیم بن حزام کی حدیث میں ہے
جو آگے آویگی میں مسلمان ہوا انہی خیر پر جو پہلے کرچکا اور یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث میں اہل کتاب کی قید ہے
تو اوروں کو کیونکر شامل ہوگی البتہ اگر خیر کو ایمان پر قیاس کریں تو شامل ہوسکتی ہے اور اسمین تنبیہ ہے ایک نکتہ پر
یعنے اشارہ ہے علیت کی طرف یعنی سبب دوہرے اجر کا ایمان ہے دو پیغمبروں پر اور کافروں کا ایسا حال نہیں ہے
اور ممکن ہے کہ فرق کیا جاوے اہل کتاب اور کفار میں اسطرح کہ اہل کتاب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تہے جیسے اللہ تعالے
نے فرمایا وہ پاتے ہیں انکو لکہا ہوا توراۃ اور انجیل میں پہر جو ایمان لایا آپ پر اور آپکی پیروی کی انمیں سے اسکو فضیلت
ہوئی اور دونی اور اسیطرح جسنے ان میں سے آپکی تکذیب کی اسکا عذاب بہی اوروں سے زیادہ سخت ہوگا اور ایسا ہی ازواج
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیوں کے حق میں کیونکہ انکے گہر میں وحی اترتی تہی اگر کوئی اعتراض کرے کہ حدیث
میں بی بیوں کا ذکر کیوں نہ کیا تاکہ چار کا عدد پورا ہوجاتا ہمارے شیخ شیخ الاسلام نے جواب دیا کہ بی بیوں کا قصہ انکے ساتہ
خاص ہے اور یہ تین شخص قیامت تک باقی ہیں اسلئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے شیخ کا مذہب یہ ہے کہ مومن اہل کتاب کا قصہ ہمیشہ
باقی رہیگا اور کرمانی نے دعوی کیا کہ یہ خاص ہے اس سے کہ ایمان لایا بعثت کے زمانے میں کیونکہ بعد زمانہ بعثت کے اوروں کے

ف ایت ہی ہین یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسوجہ سے کہ آپکی بعثت عام ہے اور اسکا مقتضے یہ ہے کہ یہ تمام نہ
ہوگا اس شخص کے لیے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تہا اگر خاص کرین اسکو اس شخص سے جسکو دعوت نہین پہونچی تو
کچھ فرق نہین نکلتا ایسے شخص مین آپکے زمانہ مین یا آپکے بعد اس صورت مین جو ہمارے شیخ نے کہا وہی ظاہر ہے
ت جو سمجھا یہ ہے کہ کتابی عورت کا حکم مرد کا سا ہے جیسے تمام احکام مین جاری ہے اور عورتین مردون کے تابع
ہین ان مین مگر جہان دلیل ہو کہ حکم خاص ہے مردون سے تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا ف دوسرے وہ غلام (یا لونڈی)
جو اللہ تعالے کا حق ادا کرے (مثلاً نماز روزہ وغیرہ) اور اپنے مالکون کا بھی حق ادا کرے (یعنے انکی خدمت پوری طرح بجا
لاوے) تیسرے وہ شخص جسکے پاس ایک لونڈی ہو (ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ وہ اس سے صحبت کرتا ہو) وہ اسکو
اچھی طرح ادب سکھاوے (اخلاق حمیدہ) اور اسکی تعلیم کرے یعنے دین کے احکام سکھلاوے اچھی طرح سے پھر اسکو آزاد
کرکے اس سے نکاح کرلیوے اسکو بھی دو اجر ہین ف قسطلانی نے کہا یہان تصریح کی کہ اسکو بھی دو اجر ہین
حالانکہ اوپر کی کلام سے یہ بات نکل آتی ہے اس خیال سے کہ کوئی اسکے لیے زیادہ اجر ہونیکا احتمال نہ کرے کیونکہ اسنے دو کر
زیادہ کام کیے تادیب اور تعلیم اور عتق اور تزوج اور وجہ اسکی یہ ہے کہ تادیب اور تعلیم کے اجر تو علاحدہ ہین خواہ اپنی
لونڈی کی ہو یا اجنبی کو سوا اسکے دو کام عتق اور تزوج ان دونون کے دو اجر ملینگے اور وطی کچھ شرط نہین ہے بلکہ قدرت علے
الوطی کافی ہے اور باقی مباحث اس حدیث کے کتاب الجہاد مین آوینگے انتہے مختصراً ف عامر شعبی نے کہا (صالح سے)
ہمنے تجکو یہ حدیث مفت دیدی ف حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر یہ ہے کہ عامر نے خطاب کیا صالح سے اور اسیطرح
کرمانی نے جزم کیا کہ یہ خطاب صالح کیطرف ہے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ شعبی نے یہ خطاب خراسان کے ایک شخص سے کیا
جسنے ان سے پوچھا تہا کوئی شخص لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے تو کیسا ہے اور ہم اسکو بیان
کرینگے اس کتاب مین حضرت عیسے کے حال مین قسطلانی نے کہا عینی نے بھی حافظ ابن حجر سے اتفاق کیا اور یہی صحیح ہے اور مفت
دینے سے یہ غرض ہے کہ کچھ اجرت نہین لی ورنہ تعلیم اور تبلیغ کا تو ثواب ملا ت اور ایک زمانہ وہ تہا کہ اس سے تہوڑی
حدیث کے لیے لوگ مدینہ تک کا سفر کرتے ف یعنے کوفہ سے مدینہ منورہ کو ایک چھوٹی سی حدیث سننے کے
لیے جاتے حافظ ابن حجر نے کہا یہ بات جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانے مین تھی پھر حضرت
کے صحابہ مختلف شہرون مین پھیل گئے جب ملک فتح ہوئے اور وہان سکونت اختیار کی اب ہر شہر والون نے اپنے علماء پر
اتفاق کیا مگر جس شخص کو وسعت علم کی خواہش ہوئی اسنے مختلف شہرون کا سفر کیا اور ہر شہر مین جاکر وہان کی عالمون
کی حدیثین لین مترجم کہتا ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کو بہت سی حدیثین جو بخاری اور مسلم نے روایت

لیکن نہیں ہیں اور انہوں نے ان مسائل میں قیاس کیا کیونکہ امام ابو حنیفہؒ نے علم حدیث حاصل کرنے کے لیے مختلف ملکوں
کا سفر نہیں کیا جیسے بخاری اور مسلم اور ائمہ حدیث نے مصر اور شام اور یمن اور عراق اور خراسان وغیرہ کا سفر کیا
اور ہر ملک کے صحابہ کی حدیثیں جمع کیں پس امام ابو حنیفہ کو وہی حدیثیں پہنچیں ہونگی جو کوفہ کے علماء کو معلوم تھیں اور
کوفے میں عبداللہ بن مسعود رہتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہما امام ابو حنیفہ کے اکثر روایات انہی دو صحابیوں سے
ہیں یہ بات علم تاریخ سے ثابت ہے اور ہمیں کسی طرح کی شک نہیں پھر کیا ضرور ہے کہ جس مسئلہ میں ہم کو حدیث صحیح پہنچ جاوے
ہم اسکا خلاف کریں اور امام ابو حنیفہ کے قیاس پر جمے رہیں میں سمجھتا ہوں کوئی سمجھدار حق پرست منصف مومن
اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل پر کسی کے قول یا فعل کو مقدم نہیں کریگا اور اگر پیغمبر سے زیادہ اسکو کسی
سے الفت ہے تو وہ مومن نہیں ہمکو جو کچھ عشق اور محبت ہے وہ پیغمبر سے ہے اور ہم جانتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ بھی پیغمبر کے
تابعداروں اور کفش برداروں میں سے ایک شخص تھے اور وہ وصیت کر گئے ہیں کہ ہمارے قیاس اور عقل کو پیغمبر کی
حدیث کے سامنے دیوار پر پھینک دینا ہمکو ہر طرح حدیث کی پیروی لازم اور ضرور ہے حافظ ابن حجر نے کہا دارمی نے بسند
صحیح بسر بن عبیداللہ سے روایت کیا کہ میں ایک حدیث کے لیے ایک شہر کا سفر کرتا اور ابوالعالیہ سے روایت کیا
ہم صحابہ سے حدیث سنتے پھر خوش نہ ہوتے جبتک سفر نہ کرتے اور خود انسے جا کر نہ سنتے قسطلانی نے کہا اسحدیث کا
کے سب راوی کوفی ہیں سوا ابن سلام کے اور یہ بھی ایک تابعی نے دوسرے تابعی سے روایت کی ہے اور مؤلف نے
اسکو عتق اور جہاد میں نکالا اور احادیث انبیا اور نکاح میں اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے نکاح میں اور نسائی
نسائی نے اور ابن ماجہ نے اسکے **باب** عظة الامام النساء وتعليمهن امام کا وعظ کہنا عورتوں کو
سکھلانے کیلیے اور انکو دین کی باتیں سکھلانا **حدثنا** سليمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن ايوب
قال سمعت عطاء قال سمعت ابن عباس قال اشهد على النبي صلى الله عليه وسلم او قال عطاء
اشهد على ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج ومعه بلال فظن انه لم يسمع
النساء فوعظهن وامرهن بالصدقة فجعلت المرأة تلقي القرط والخاتم وبلال ياخذ في
طرف ثوبه وقال اسمعيل عن ايوب عن عطاء وقال عن ابن عباس اشهد على النبي صلى الله
عليه وسلم **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب (ازدی انصاری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے روایت کیا ایوب (سختیانی) سے کہا سنا میں نے عطاء بن ابی رباح سلیمان کوفی قرشی
حبشی اسود اعور فطس اشل اعرج اعمی (الآخر) سے (یہ تابعی ہیں مشہور جلیل اور ثقہ) انہوں نے کہا میں نے سنا ابن

عباس رضی سے انہون نے کہا گواہی دیتا ہون مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم پر یا عطا رنے کہا گواہی دیتا ہون مین ابن
عباس پر **ف** یعنے راوی کو تردد ہی کہ اشہد کا لفظ ابن عباس نے کہا یا عطا نے کہا اور روایت کیا اسکو اسی
طرح شک کے ساتھ حماد بن زید نے ایوب سے نکالا اسکو ابو نعیم نے مستخرج مین اور روایت کیا اسکو احمد بن حنبل نے غندر سے
انہون نے شعبہ سے بالجزم اوسمین یہ ہے کہ مین گواہی دیتا ہون دونون پر اور اس لفظ کے کہنے سے غرض یہ ہے کہ یہ حدیث
یقینی ہے اور یہ واقعہ سچا ہے اور امام بخاری کا مطلب اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ پہلے جو گہر والون کو وعظ استحباب بیان ہوا
وہ عام لوگون کے لیے ہے اور امام اعظم کو اور اسکے نائب کو یہ مستحب ہے کہ علی العموم سب عورتون کو وعظ سناوے
اور حدیث مین وعظ کی تصریح ہے اور تعلیم اس لفظ سے نکلتی ہے وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ گویا اونکو تعلیم کیا کہ صدقے سے گناہ
معاف ہوتے ہین **ف** کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نکلے (مردونکی صف سے عورتون کی صف کیطرف) اور آپ
کے ساتھ بلال تھے (ابو رباح کے بیٹے حبشی انکی مان کا نام حمامہ تھا وہ آپکے موذن تھے) آپ کو گمان ہوا کہ میری وعظ
(جو آپنے مردون کو سنائی تھی) عورتون نے نہین سنی پہر آپنے عورتون کو وعظ کی (یعنے نصیحت کی آپنے فرمایا
یعنے تمکو دوزخ مین زیادہ اسلیے دیکھا کہ تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوندکی ناشکری کرتی ہو) **ف** قسطلانی نے کہا
یہ حدیث اصل ہے اس بات کی کہ عورتون کو وعظ کی مجلس مین اسیطرح در مجالس خیر مین آنا درست ہے بشرطیکہ فتنے کا ڈر
نہو **ف** اور حکم کیا اونکو صدقہ دینے کا (یعنے صدقہ نفل کا کیونکہ صدقہ گناہونکو مٹنے والا ہے یا وہ وقت ایسا تہا جسمین
صدقہ کی ضرورت تہی تو اسی عبادت کا حکم دیا) بعضی عورت بالی ڈالنے لگی بعضی انگوٹھی اور بلال نے اپنی کپڑے مین
لینا شروع کیا (امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا) اسمعیل بن علیہ نے کہا ایوب سے روایت کرکے اونہون نے عطا سے
اونہون نے ابن عباس سے کہا مین گواہی دیتا ہون جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم پر **ف** قسطلانی نے
کہا یہ جو امام بخاری نے اسمعیل کا قول نقل کیا تعلیق ہے کسلیے کہ امام بخاری نے اسمعیل بن علیہ سے ملاقات نہین
کی اسمعیل اسی سال مرے جس سال امام بخاری پیدا ہوئی اور مولف نے اس تعلیق کو وصل کیا کتاب الزکوۃ مین حافظ
ابن حجر نے کہا اس تعلیق کے لانے سے یہ غرض ہے کہ اسمعیل کی روایت سے جزم ہوتا ہے اس بات کا کہ اشہد ابن
عباس کا کلام ہے اور ایسا ہی جزم کیا ابو داود طیالسی نے اپنی مسند مین شعبہ سے اور ایسا ہی نقل کیا وہب نے
ایوب سے ذکر کیا اسمعیلی نے اور کرمانی نے ایک نادر بات کہی اونہون نے کہا وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ احتمال ہے کہ معطوف ہو حدثنا
شعبۃ پر تو مراد یہ ہوگی کہ حدثنا سلیمان بن حرب عن اسمعیل اس صورت مین تعلیق نہوگی حالانکہ یہ قول کرمانی کا
مردود ہے کیونکہ سلیمان بن حرب نے اسمعیل سے مطلقا روایت نہین کی نہ یہ حدیث نہ اور کوئی حدیث اور مولف

نے اوسکو کتاب الزکوٰۃ میں وصل کیا موسیٰ بن ہشام سے انہوں نے اسمعیل سے جیسے اوپر گذرا اور ہم کبھی بار کہہ چکے
ہیں کہ احتمالات عقلیہ کو نقلی امور میں کوئی دخل نہیں اگر ایسا ہی ہو تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ اسمعیل
علیہ کے بیٹے نہ ہوں یا یہ ایوب سختیانی نہ ہوں اور کوئی ہوں و علیٰ ہذا ایسا ہی تمام رواۃ میں احتمال ہو سکتا ہے پھر ان احتمالوں
کی وجہ سے وہ ایسی بات کا قائل ہوگا جو بالکل ناپسند ہے معترض جو کہتا ہے کہ حدیث کا علم سہل تھا اور مذاق نہیں تو وہ
ایسا آسان ہے کہ دو چار کتابیں معقولات کی پڑھ لیں اور لگے حدیث کی کتابوں پر شرح یا حاشیے لکھنے حدیث کا علم
عقلی نہیں کیا اوسمیں گھر بیٹھے خیالی پلاؤ پکا دیں یا باریک باریک موشگافی کریں حدیث میں لیاقت اور تجربہ بہت
مشکل ہے اور محدث یا حافظ ہونے کے لیے وسیع حافظہ درکار ہے اسکے سوا علم تاریخ اور اسماء الرجال اور لغت کی بہت
ضرورت ہے جو لوگ صرف معقولات پڑھے ہوتے ہیں جیسے ہمارے زمانے کے کٹھ ملا انکی کیا بساط ہے کہ حدیث کی تحقیق
کا دم بھریں یا محدثین سے گفتگو پر آمادہ ہوں دیکھیے کرمانی اور عینی اور بدر دمامینی اور قسطلانی یہ سب فاضل تھے
پر انمیں سے ایک کو بھی حافظ ابن حجر سے کچھ نسبت نہ تھی ان میں سے ایک کو بھی نہ احادیث ایسی منضبط تھیں
جیسے حافظ صاحب کو تھیں نہ حدیث کی اتنی کتابوں پر نظر تھی جتنی کتابوں پر حافظ صاحب کی نظر تھی نہ اسماء الرجال
میں حافظ صاحب کی طرح مہارت تھی اور یہی وجہ ہے کہ قسطلانی تو تحقیق رجال وغیرہ میں بالکل حافظ صاحب کے خوشہ
چین ہیں اور کرمانی حافظ صاحب سے اسبق ہیں اور انکی شرح مختصر اور نہایت خوب ہے پر انمیں اسی قسم کی غلطیاں
ہو گئی ہیں جو فن رجال اور روایت سے متعلق ہیں اور عینی نے اپنی بضاعت سے بہت کم لکھا ہے جو کچھ لکھا ہے
وہ حافظ صاحب کی تحریر محقق دیکھکر اور جہاں حافظ صاحب کا خلاف کیا ہے یا حافظ صاحب پر اعتراض کیا ہے
یا اپنے ذاتی بضاعت سے لکھا ہے وہاں کبھی غلطی کی ہے اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر کا درجہ بلند کرے البتہ وہ حدیث
کے بڑے حافظ اور امام تھے اور ان کی شرح سب شرحوں سے افضل ہے حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے نکلتا ہے کہ
عورت کو اپنے مال میں سے خاوند کے بلا اجازت صدقہ دینا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ صدقہ ان بہت سے گناہوں
کو میٹ دیتا ہے جنکی وجہ سے آدمی جہنم میں جاویگا انتہے **باب الحرص علی الحدیث** حدیث حاصل کرنیکے
لیے حرص کا بیان (حدیث سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے) **حدثنا** عبد العزیز بن
عبد اللہ قال حدثنی سلیمان عن عمرو بن ابی عمرو عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابی
ہریرۃ انہ قال یا رسول اللہ من اسعد الناس بشفاعتک یوم القیامۃ قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم لقد ظننت یا ابا ہریرۃ ان لا یسئلنی عن ہذا الحدیث احد اول منک لما رأیت

مِن حِرصِكَ عَلَى الحَدِيثِ اَسعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَومَ القِيٰمَةِ مَن قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِن قَلبِهٖ اَو نَفسِهٖ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبدالعزیز بن عبداللہ بن یحیی اویسی نے ابوالقاسم نے کہ انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے سلیمان نے (بن بلال ابو محمد تیمی قرشی) نے اونہون نے روایت کی عمرو بن ابی عمرو مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے مولی ہیں اونہون نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہون نے ابوہریرہ رض (عبدالرحمن بن صخر) سے اونہون نے کہا یا رسول اللہ ف یہی اکثر لوگون کی روایت ہے اور ابوذر اور کریمہ کی روایت میں قیل کا لفظ زیادہ ہے انہ قال کے بعد اور یہ غلط ہے اور صحیح سقاط قیل کا ہے اور شاید وہ قلت تہا غلطی سے قیل ہوگیا اور ابن عون نے رقاق میں جو روایت کی اسمین قلت ہے اور اسمعیلی کی روایت میں انہ سال ہے اور ابونعیم کی روایت میں یون ہے ان ابا ہریرۃ قال یا رسول اللہ (فتح) ف کون شخص سعادتمند ہوگا آپ کی شفاعت سے قیامت کے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ مین جان چکا تہا اے ابوہریرہ کہ مجھسے یہ بات کو تجھ سے پہلے کوئی نہ پوچہے گا اسواسطے کہ مین دیکھ چکا تیری حرص کو حدیث سننے کے لیے سعادتمند لوگون میں میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جسنے لا الہ الا اللہ کہا اپنے دل سے خلوص کے ساتھہ کہا آدمی کو شک ہے کہ قلبہ کا لفظ فرمایا یا نفسہ کا راوی کو شک ہے) ف حافظ ابن حجر نے کہا لا الہ الا اللہ دل سے کہنا اس معنی میں ہے کہ شرک سے بچا ہوا اور مراد کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھہ کہے اور صرف جز اول کو بیان کیا کیونکہ وہ علامت ہے مجموعہ کلمہ کی جیسے بیان مین گذرا اور یہ جو فرمایا دل سے کہے اس سے احتراز ہوا منافق سے اور اسعد کا کلمہ یعنی سعید کے ہے وہ افعل التفضیل نہیں ہے اور احتمال ہے کہ افعل التفضیل ہو یعنے زیادہ سعادتمند مومن مخلص ہوگا اگرچہ ہر کسی کو آپ کی شفاعت سے کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہوگا کیونکہ آپ شفاعت فرماوینگے کل خلق کو آرام دینے کے لیے قیامت کے دن کی شدت اور تکلیف سے اور شفاعت کرینگے بعضے کافرون کی تخفیف عذاب کے لیے جیسے ابوطالب کے حق مین حدیث صحیح میں آیا ہے اور شفاعت کرینگے بعضی مومنون کی جہنم سے نکالنے کے لیے اور بعضون کی جہنم میں نہ جانے کے لیے اور بعضون کے لیے جنت مین بے حساب جانے کی اور بعضون کے درجہ بلند ہونے کی تو ظاہر ہوا کہ شفاعت کی سعادت سے مشرف ہونگے اور زیادہ سعادتمند وہ ہوگا جو مومن مخلص ہے اور مولف نے جو رقاق میں روایت کی اوسمین خالصا من قبل نفسہ ہے یعنے اپنے دل سے خالص ہو کر کہے اور یہ حدیث دلیل ہے کہ کلمہ شہادت زبان سے کہنا چاہیے انتہے

باب

كَيفَ يُقبَضُ العِلمُ علم کیونکر اوٹہیگا اسکا بیان وَكَتَبَ عُمَرُ بنُ عَبدِ العَزِيزِ اِلَى اَبِي بَكرِ بنِ حَزمٍ اُنظُر مَا كَانَ مِن حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَاكتُبهُ فَاِنِّي خِفتُ دُرُوسَ العِلمِ وَذَهَابَ العُلَمَاءِ

ولا یقبل الا حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولیفشوا العلم ولیجلسوا حتی یعلم من لا یعلم فان العلم
لا یہلک حتی یکون سرًا اور عمر بن عبد العزیز (خلیفہ عادل متبع سنت) نے ابوبکر بن حزم کو لکھا (یہ محمد بن عمرو
بن حزم انصاری کے بیٹے ہیں انکی نسبت کی ہے پردادا کی طرف اور اونکے دادا عمرو صحابی ہیں اور اونکے باپ محمد نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور ابوبکر تابعی تھے فقیہ انکو عمر بن عبد العزیز نے مدینہ کا امیر اور قاضی کیا تھا
اور اسیواسطے انکو یہ خط لکھا اور اونکا نام سوا ابوبکر کے اور کچھ معلوم نہیں ہوا بعضوں نے کہا انکی کنیت ابو عبد الملک
تھی اور اونکا نام ابوبکر تھا اور بعضوں نے کہا اونکی کنیت بھی ابوبکر تھی) دیکھ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو
یعنی اونکو اکٹھا کر اور کشمیہنی نے عندک روایت کیا ہے یعنی جو تیرے شہر میں ہوں) تو لکھ اونکو ف حافظ ابن
حجر نے کہا اس سے حدیث نبوی کے جمع کی ابتدا نکلتی ہے اور اس سے پہلے لوگوں کا بھروسا صرف یاد پر تھا جب عمر بن عبد
العزیز خلیفہ کو پہلی صدی کے اخیر میں علم اٹھ جانیکا ڈر ہوا علماء کے مرجانے سے تو انہوں نے یہ خیال کیا کہ علم تدوین یعنی
جمع کرنے اور لکھنے سے منضبط (محفوظ) اور باقی رہیگا اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں یہ قصہ اس عبارت سے روایت کیا
عمر بن عبد العزیز نے سب ملکوں میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو جمع کرو (فتح) ف کیونکہ
میں ڈرتا ہوں کہیں علم مٹ نہ جاوے اور عالم مر جاویں اور نہیں قبول کیجاویگی مگر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ف اسلیے کہ حجت اور دلیل دین کی چیزیں ہیں قرآن یا حدیث رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کی اس سے
معلوم ہوا کہ سوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کے اور کسی کا قول یا فعل صحابہ اور تابعین کے
نزدیک حجت نہ تھا کیونکہ عمر بن عبد العزیز تابعی تھے اور اونکے زمانے میں چند صحابہ بھی زندہ تھے اور یہ بھی معلوم ہوا
کہ علم دین عبارت ہے قرآن اور حدیث سے اور جو علم ان دونوں سے نکلے وہ بھی علم دین میں داخل ہے جیسے علم فقہ وہ کوئی
علاحدہ علم نہیں ہے بلکہ ملخص ہے ان احکام کا جو قرآن اور حدیث سے نکلتے ہیں پھر جو شخص قرآن اور حدیث حاصل کرے
وہی فقیہ ہے اور قرآن اور حدیث یہی دو چیزیں اسلام کا مدار ہے اگر حدیث نہ ہو تو قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا نہ قرآن کا
مطلب سمجھ میں آسکتا ہے اور خود قرآن میں حکم ہے حدیث پر چلنے کا اور ہمکو تو قرآن اور حدیث دونوں حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پہنچی ہیں پس جیسے قرآن واجب العمل ہے ویسی ہی حدیث شریف بھی واجب العمل
ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص قرآن پر چلنے کا دعوی کرے اور حدیث کو چھوڑ دے یا حدیث پر چلتا ہو اور قرآن
کو چھوڑ دے حدیث اور قرآن دونوں ایک ہیں اور دونوں ایک ہی شخص کی زبان سے ہمکو پہنچی ہیں گو قرآن اللہ عزوجل
کا کلام ہے اور حدیث اوسکے پیغمبر کا مگر حدیث بھی اللہ عزوجل کا حکم ہے فرمایا اللہ تعالی نے ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم

عنہ فانتہوا اور فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور فرمایا ما ینطق عن الھوی - اس زمانے مین چند ملحد پیدا
خدا اونکو تباہ کرے اور انکی شر سے ہر مسلمان کو بچا دے ایسے پیدا ہوئے ہین جو حدیث کو اعتبار کے قابل نہین جانتے
اور یہ کہتے ہین کہ صرف قرآن سند کے لایق ہے اور حدیث سند نہین کیونکہ بہت حدیثین جہوٹی اور کچی سند کی ہین
اونکا جواب یہ ہے کہ کچی سند کی حدیثین اور جہوٹی حدیثین حدیث کے عالمون نے بڑی بڑی محنتین کر کے جدا کر دی ہین
اور صحیح اور حسن حدیثین جدا کر دی ہین اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تو کل حدیثین باجماع علما صحیح ہین اور باقی چہ کتابین
حدیث کی جو ہین اون مین اکثر حدیثین صحیح اور حسن ہین اور کچہہ ضعیف بہی ہین پر موضوع (یعنے جہوٹی حدیثین) اُن کتابون
نہین ہین اس صورت مین یہ کتابین اعتبار کے لائق ہین اور صحیح بخاری تو قرآن کے بعد سب کتابون سے زیادہ
صحیح ہے اور تیرہ سو برس تک جتنے مسلمان گذرے انکا اعتماد اس کتاب پر رہا ہے پہر اگر تمکو حدیث کی دوسری
کتابون مین شبہہ ہو تو صرف قرآن اور صحیح بخاری پر عمل کرو اور جب حدیث صحیح ہو جاوے اور کوئی شخص اسکو اعتبار کے
لائق نہ سمجہے تو وہ اسلام سے باہر ہو جاویگا گویا اُسنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل کو اعتبار کے لائق
نہ سمجہا معاذ اللہ وہ مسلمان کہان رہا اور اس شخص کو قرآن پر عمل کرنیکی کونسی ضرورت ہے اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ عمر
بن عبد العزیز جو خلیفہ وقت تہے اور علماء نے اُن کو خلفاء راشدین مہدیین مین لکہا ہے اونہون نے کسی کے
قول یا فعل کو قابل قبول کے نہ سمجہا گو وہ صحابی ہو یا تابعی کیونکہ اونکے زمانہ مین جتنے مسلمان تہے وہ یا صحابہ تہے یا
تابعین پہر مقلدین ذرا غور کرین تو اونکو معلوم ہو جاویگا کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال یا افعال کیونکر مقبول ہو سکتے
ہین علے الخصوص ایسی صورت مین جب وہ حدیث صحیح کے خلاف ہون حدیث اور قرآن کے خلاف کسی کا قول
مقبول نہین امام ہو یا مجتہد غوث ہو یا قطب ولی ہو یا شہید ملا ہو یا درویش یہ سب اسی در کے گدا اور اسی خوان
کے زلہ ربا ہین یا اللہ تو ہمکو سیر کر دے قرآن اور حدیث کا اور جب تک ہمکو زندہ رکہے قائم رکہہ قرآن اور حدیث
پر اور چلا قرآن اور حدیث پر یا اللہ ہمکو عشق دے قرآن اور حدیث کا اور ہمکو شغل دے قرآن اور حدیث کا اور ہماری
زبان اور جان اور دل سب کو فنا کر دے قرآن اور حدیث کی محبت مین آمین یا رب العلمین ف اور لوگون کو
چاہیے کہ علم کو فاش کرین (یعنے اسکو ظاہر کرین لوگون کو سکہلاوین جو کوئی پوچہے اسکو بتاوین چہپا دین نہین) اور
بیٹہین علم پڑہانے کے لیے کیونکہ علم تباہ نہین ہوتا (یعنے ضائع نہین ہوتا) جب تک وہ چہپایا نہین جاتا
ف یعنے تباہ نہین ہوتا ہے جسطرح بند مکان یا بند حجرے مین رکہا جاتا ہے ایسی حالت مین علم ضائع
ہو جاتا ہے یعنی لوگون سے چہپ جاتا ہے برخلاف اسکے جب علم کی تعلیم مساجد اور جوامع مدارس مین ہوتی ہے

تو وہ خلاف نہین ہوتا حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ
دِينَارٍ بِذٰلِكَ يَعْنِي حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى قَوْلِهِ ذَهَابُ الْعُلَمَاءِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے
علا بن عبد الجبار ابو الحسن بصری عطار نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن مسلم نے اونہون نے
روایت کی عبد اللہ بن دینار سے یہی حدیث عمر بن عبد العزیز کی جو اوپر گذری ذہاب العلماء تک ف یہ حدیث نسخہ
مطبوعہ دہلی مین موجود ہے اور نسخہ مطبوعہ مصر اور متن قسطلانی مین نہین ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ وصل اوس تعلیق
کا کستمہینی اور کریمہ اور ابن عساکر کی روایت مین نہین ہے قسطلانی نے کہا اور دونون مین یہ سند موجود ہے اور
اصیلی کی روایت مین بجائے حدثنا کے قال ابو عبد اللہ ہے اور اس وصل سے معلوم ہوتا ہے کہ ذہاب العلماء کے بعد
جو عبارت ہے وہ امام بخاری کا کلام ہے یا عمر بن عبد العزیز کا کلام ہے لیکن اس سند مین مذکور نہین اور اول احتمال زیادہ
ظاہر ہے اور ابو نعیم نے مستخرج مین اسکی تصریح کی اور بیہقی نے اس روایت کو اکثر مقامون مین یہین تک بیان کیا (یعنی ذہاب
العلماء تک) اس صورت مین باقی مصنف کا کلام ہے اونہون نے اسکو بیان کیا عمر بن عبد العزیز کے کلام سے لیکر
وصل سے یہ ظاہر کر دیا کہ عمر بن عبد العزیز کا کلام ذہاب العلماء پر ختم ہو گیا ہے انتہی حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي
أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ
رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا قَالَ الْفِرَبْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ قَالَ حَدَّثَنَا
قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن ابی اویس نے اونہون نے کہا
حدیث بیان کی مجھسے مالک (بن انس) نے اونہون نے روایت کی ہشام بن عروہ سے انہون نے اپنے باپ سے (بن زبیر) انہون نے عبد اللہ بن
عمرو بن عاص سے اونہون نے کہا مین نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے (حجۃ الوداع مین جیسے
احمد اور طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کیا اونہون نے کہا جب حجۃ الوداع ہوا آنحضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لے لو علم کو اوٹھ جانے سے پہلے ایک گنوار بولا علم کیونکر اوٹھے گا آپ نے فرمایا آگاہ رہو علم کا اوٹھنا عالمون کا اوٹھنا ہے
تین بار یہ فرمایا) بیشک اللہ تعالے نہین اوٹھا دیگا علم کو چھین کر اسطرح سے کہ چھین لے اوسکو بندونسے (یعنے دلون
نکال لیوے یا آسمان کو اوٹھا لیوے ابن منیر نے کہا دلون سے علم کا مٹ جانا ممکن ہے اور قدرت رو سے جائز ہے لیکن
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہوگا) لیکن اوٹھا دیگا علم کو عالمون کو اوٹھا کر (یعنی انکی جانین قبض کرکے)
یہانتک کہ جب کسی عالم کو اللہ تعالے باقی نہ رکھیگا اوسوقت لوگ جاہلون کو اپنا سردار (رئیس) بنا لینگے اُنسے مسئلے

پوچھینگے وہ بے علم جواب دینگے پہر خود بہی گمراہ ہونگے اور دوں کو بہی گمراہ کرینگے (ایک روایت میں ہے کہ اپنی رائے اور عقل
سے جواب دینگے) فربری (ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن مطر جو شاگرد ہیں امام بخاری کے اور راوی ہیں اس کتاب کے
امام بخاری رحمہ سے) نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عباس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ بن سعید نے
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے جریر (بن عبد الحمید ضبی) نے اونہوں نے روایت کی ہشام (بن عروہ) سے اسیطرح
یعنی اسی اسناد سے اسی روایت کے **ف** یعنے امام مالک کی روایت کی حافظ ابن حجر نے کہا یہ راوی کی زیادتی ہے اور بہت اس
کتاب میں کم ہوا ہے اور قتیبہ کی اس روایت کو مسلم نے نکالا دارقطنی نے کہا کہ یہ حدیث موطا میں کسی نے روایت
نہیں کی سوا معن بن عیسی کے لیکن روایت کیا ہے اسکو مالک کے اصحاب نے جیسے ابن وہب وغیرہ نے موطا سے الگ اور ابن
عبد البر نے کہا سلیمان بن یزید نے بہی اسکو موطا میں روایت کیا ہے اور یہ حدیث ہشام بن عروہ کی روایت سے مشہور ہوئی
تو ستر آدمیوں سے زیادہ نے حرمین اور عراقین اور شام اور خراسان اور مصر وغیرہ کے لوگوں میں سے اونسے یہ حدیث روایت کی
اور موافقت کی انکی اس روایت پر ابو الاسود مدنی نے اور انکی روایت صحیحین میں ہے اور زہری نے اور انکی روایت نسائی میں ہے
اور یحیی بن ابی کثیر نے اور انکی روایت صحیح ابی عوانہ میں ہے ان تینوں نے عروہ سے روایت کیا اور عروہ کی موافقت
کی عمر بن الحکم بن ثوبان نے عبد اللہ بن عمرو سے انکی روایت صحیح مسلم میں ہے اور اس حدیث سے یہ غرض نکلتی ہے علم کے بیان
کرنیکی اور یہ بہی نکلتا ہے کہ جاہلوں کو رئیس بنانے سے پرہیز کرنا چاہیے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ فتوی دینا حقیقی ریاست ہے اور
جو بغیر علم کے فتوی دیوے اسکی مذمت نکلتی ہے اور جمہور علماء نے دلیل لی ہے اس حدیث سے کہ زمانہ مجتہد سے خالی ہو سکتا ہے
اور ہم اس مسئلے کو جہاں چاہیے تو کتاب الاعتصام میں بیان کرینگے **باب** هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمًا عَلَى حِدَةٍ
فِي الْعِلْمِ کیا اماموں کو عورتوں کی تعلیم کے لیے کوئی دن جدا گانہ مقرر کرے حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النِّسَاءُ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ
فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ
لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَيْنِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن اصبہانی (عبد الرحمن
بن عبد اللہ کوفی) نے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابو صالح ذکوان سے وہ حدیث روایت کرتے تہے ابو سعید خدری (سعد بن
مالک) سے اونہوں نے کہا عورتوں نے عرض کیا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غالب ہوگئے ہمپر مرد آپکے پاس

آتے ہین (اور آپ کا کلام سننے مین کیونکہ وہ قوی ہین (اور ہم کمزور) تو آپ ہمارے لیے ایک دن مقرر کر دیجیے اپنی طرف سے آپ نے اُنسے وعدہ کیا اور اُسدن اُنسے جا کر ملے پہر اُنکو نصیحت کی اور حکم کیا دین کے کامونکا) آپنے جو باتین اُنسے فرمائین اُن مین ایک یہہ بہی تہی کوئی عورت تم مین سے ایسی نہین جو اپنے تین بچے آگے بہیجے (یعنے اوسکے تین بچے اُسکے سامنے مر جاوین) مگر اُسکے لیے جہنم سے ایک روک ہو جاویگی ایک عورت نے عرض کیا اگر دو بچے بہیجے آپنے فرمایا اور دو

ف یعنے دو کا بہی یہی حکم ہے جس عورت کے دو بچے مر جاوین اور وہ صبر کرے اُسکے لیے بہی جہنم سے آڑ ہو جاویگی - اس عورت کے نام مین اختلاف ہے جسنے یہ عرض کیا تہا اگر دو بچے بہیجے قسطلانی نے کہا وہ عورت ام سلیم تہین جیسے احمد اور طبرانی نے روایت کیا یا ام ایمن تہین جیسے طبرانی نے معجم اوسط مین روایت کیا یا ام مبشر تہین جیسے مولف نے بیان کیا حافظ ابن حجر نے کہا اسکا ذکر خدا چاہے تو کتاب الجنائز مین آویگا قسطلانی نے کہا مرد کا حکم مثل عورت کے ہے اس باب مین

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن عبد الرحمن بن الاصبهانی عن ذکوان عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بهذا وعن عبد الرحمن بن الاصبهانی قال سمعت ابا حازم عن ابی هریرة قال ثلاثة لم یبلغوا الحنث **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن بشار نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے غندر (محمد بن جعفر بصری) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے اونہون نے روایت کی عبد الرحمن بن اصبہانی سے اونہون نے روایت کی ذکوان سے اونہون نے ابو سعید خدری سے اونہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی روایت جو اوپر گذری **ف** حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری نے اس اسناد کو ذکر کیا دو فائدون کے لیے ایک تو اسواسطے کہ ابن اصبہانی کا نام معلوم ہو جاوے جو مبہم ہے پہلی روایت مین دوسرے ابو ہریرہ کا طریق زیادہ کرنیکے لیے جو آگے آتا ہے **ت** اور روایت کی عبد الرحمن بن اصبہانی سے اونہون نے کہا مین نے سنا ابو حازم (سلمان اشجعی کوفی) سے اُنہون نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (یہی حدیث) اسمین یہہ ہے کہ وہ تینون بچے جوان نہ ہوئے ہون **ف** یعنے بالغ ہونے سے پہلے مر جاوین اور اسکی علت یہہ ہے کہ ایسے بچون پر بہت رنج ہوتا ہے اور جوان ہونیکے بعد اکثر بچے ماں باپ کے نافرمان ہو جاتے ہین اور ماں باپ اُنسے خوش نہین رہتے اور چونکہ ایسے چہوٹے بچون کا رنج ماں کو زیادہ ہوتا ہے اسواسطے ماں کی تخصیص کی اور حدیث سے یہہ نکلا کہ صحابہ کی عورتون کو وعظ سننے کا اور دین کی باتین سیکہنے کا بڑا شوق تہا اور وعدہ کا جواز اور یہہ کہ مسلمانونکے بچے جنتی ہین اور ابو ہریرہ کی حدیث مرفوع ہے اور عبد الرحمن کی روایت موصول ہے اور معلق ہے اسطرح کہ شعبہ نے اسکو عبد الرحمن سے روایت کیا دو اسناد دوسرے تو وعن عبد الرحمن معطوف ہے پہلے عن عبد الرحمن پر اور جسنے یہ گمان کیا

کہ عبدالرحمن کی روایت معلق ہیلے انہنے وہم کیا (فتح الباری)

باب من سمع شیئا فراجع حتی یعرفہ

باب بیان مین اسکے کہ کوئی شخص دوسرے سے کوئی بات سنی پھر سمجھنے کے لیے دوبارہ اُس سے پوچھے (اصیلی کی روایت مین فراجع فیہ ہے اور ایک روایت مین فراجعہ ہے اور ابوذر کی روایت مین سمع شیئا کے بعد فلم یفہمہ زیادہ ہے یعنی پھر نہ سمجھے اسکو (قسط)

حدثنا سعید بن ابی مریم قال اخبرنا نافع بن عمر قال حدثنی ابن ابی ملیکۃ ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت لا تسمع شیئا لا تعرفہ الا راجعت فیہ حتی تعرفہ وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حوسب عذب قالت عائشۃ فقلت اولیس یقول اللہ تعالی فسوف یحاسب حسابا یسیرا قالت فقال انما ذلک العرض ولکن من نوقش الحساب یہلک

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سعید بن ابی مریم نے (ابو مریم انکے پردادا ہین انکے باپ حکم بن محمد بن ابی مریم ہین) اونہون نے کہا خبر دی ہمکو نافع بن عمر جمحی قرشی مکی نے اُنہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابن ابی ملیکہ (عبداللہ بن عبیداللہ) نے اونہون نے کہا ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضہ کا یہ حال تھا وہ کوئی بات ایسی نہ سنتین جو اونکو معلوم نہ ہوتی یعنی انکی سمجھ مین نہ آتی مگر وہ اسکو دوبارہ پوچھتین یہانتک کہ اسکو سمجھ لیتین (یہ انکی کمال دانائی اور دانشمندی تھی)

ف دوبارہ پوچھتین یعنی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حافظ ابن حجر نے کہا یہ روایت بظاہر منقطع معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابن ابی ملیکہ تابعی ہین اونہون نے اُس زمانہ کو نہین پایا جب حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ پوچھتین لیکن آئندہ کی عبارت سے اوسکا وصل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اونہون نے حضرت عائشہ کا قول نقل کیا تو معلوم ہوا کہ انسے یہ بات سنی ہے

ت اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے حساب ہوگا اسکو عذاب ہوگا یہ سنکر حضرت عائشہ نے عرض کیا اللہ تعالی کیا نہین فرماتا ہے قریب ہے کہ وہ حساب کیا جاوے آسانی سے آپنے فرمایا اس آیت مین جس حساب کا ذکر ہے اُس سے ترازو کے سامنے لایا جانا مراد ہے لیکن جس سے حساب مین جھگڑا ہوگا وہ تباہ ہوگا

ف حافظ ابن حجر نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت عائشہ کو احادیث کا مطلب سمجھنے مین بڑی حرص تھی اور یہ بھی نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کی بات دوبارہ پوچھنے سے رنجیدہ نہین ہوتے تھے اور یہ بھی نکلا کہ علم دین مین بحث اور مناظرہ کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلا کہ حدیث کا معارضہ قرآن سے کرسکتے ہین اور یہ بھی نکلا کہ حساب مین تفاوت ہوگا اور یہ بھی نکلا کہ اس قسم کا سوال ان سوالون مین داخل نہین ہے جس سے صحابہ منع کیے گئے تھے اور ایسا ہی اتفاق حضرت عائشہ کے سوا اوروں کو بھی ہوا ام المومنین جناب حفصہ کی حدیث مین ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا جو بدر یا حدیبیہ مین شریک تھا وہ دوزخ مین نہ جاویگا تو انہون نے کہا اللہ تعالے تو فرماتا ہے تم مین سے کوئی ایسا نہین ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہو

تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا اور جب یہ آیت اتری الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ تو صحابہ نے کہا ہم
میں سے کون ایسا ہو جسنے ظلم نہیں کیا (گناہ) اپنی جان پر آپ نے فرمایا ظلم سے مراد شرک ہے لیکن صحابہ نے ایسا بہت کم کیا ہے اسلیے
کہ وہ عربی زبان کو خوب پہچانتے تھے اس صورت میں جو مذمت مشکل سوال کرنیوالوں کی آئی ہے اُس سے مراد وہ ہے جو الزام دینے
کے لیے بے ضرورت سوال کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنکے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ کا کھوج کرتے ہیں فساد کرنے کے
لیے اور حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے جب تم ایسے سوال کرنیوالوں کو دیکھو تو وہ وہی لوگ ہیں جنسے اللہ نے ڈرایا اور اسی
واسطے حضرت عمر نے صبیغ پر انکار کیا جب اُسنے ایسے سوال بہت کیے اور اُسکو سزا دی اور اسکا مفصل بیان جو چاہے تو کتاب الاعتصام
اور کتاب الرقاق میں دیکھے گا (فتح الباری) **بَابٌ** لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باب بیان میں اسکے کہ جو حاضر ہو وہ غائب کو علم کی بات پہنچا دیوے یہ ابن عباس نے جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے **ف** قسطلانی نے کہا اس تعلیق کو خود مولف نے روایت کیا موصولاً کتاب
الحج میں باب الخطبة ایام منیٰ میں فتح الباری میں ہے کہ ابن عباس کی روایت میں کسی طریق سے یہ عبارت نہیں ہے بلکہ انکی
روایت میں اور سوا انکے اوروں کی روایت میں علم کا لفظ نہیں ہے اور مولف نے مراد اسکا مطلب رکھا کیونکہ پہونچا دینے کا
حکم علم ہی کے واسطے ہے انتہی **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي
شُرَيْحٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ
بِهِ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَ
الْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقُولُوا إِنَّ اللهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ
ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ
عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ مَكَّةَ لَا تُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف (تنیسی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے لیث (بن سعد مصری) نے
(اصیلی اور ابن عساکر کی روایت میں حدثنا اللیث ہی) اُنہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے سعید (بن ابی سعید مقبری) نے
(اصیلی اور ابن عساکر اور ابو الوقت کی روایت میں سعید بن ابی سعید اور ونکی روایت میں ہو ابن ابی سعید ہے) اونہوں نے روایت
کی ابو شریح (خویلد بن عمرو بن صخر خزاعی کعبی صحابی مشہور) سے (اس کتاب میں انسے تین حدیثیں مروی ہیں) اونہوں نے

کہا عمرو بن سعید ابن عاص بن امیہ قرشی اموی ہے (اسکا لقب اشدق تہا اور وہ صحابی ہے نہ اسکا شمار نیک تابعین
مین سے ہے) ف عینی نے کہا اسکے باپ کے بہی صحابی ہونے مین اختلاف ہے اور علامہ ابن حجر نے اس عمرو بن سعید کی
نسبت کہا کہ وہ تابعین باحسان مین سے بہی نہین ہے حالانکہ اسکا تابعی ہونا ظاہر ہے کیونکہ انکا صحابہ سے اسکی وجہ یہ ہے
کہ عمرو بن سعید علیہ ما یستحقہ عامل تہا مدینہ منورہ کا فوجین تیار کرکے مکہ معظمہ کو عبد اللہ بن زبیر رض سے لڑنے کے لیے روانہ
کین کیونکہ عبد اللہ بن زبیر رض نے یزید پلید کی بیعت سے انکار کیا تہا اور مکہ معظمہ اور حرم محترم کی پناہ لی تہی اور یہ قصہ
مشہور ہے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ معاویہ رض نے مرتے وقت یزید کی خلافت کی وصیت کی تہی تو سب لوگون نے اس سے
بیعت کر لی مگر امام حسین بن علی علیہ وعلی آبائہ السلام اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس مردود سے بیعت نہ کی (کیونکہ وہ
فاسق اور فاجر اور امارت کے لائق نہ تہا لیکن محمد بن ابی بکر وہ معاویہ کے مرنے سے پہلے مر چکے تہے اور عبد اللہ بن عمر نے
جب معاویہ مری تو یزید سے بیعت کر لی اور امام حسین علیہ السلام کوفہ کو تشریف فرما ہوئی اسوجہ سے کہ کوفہ والون نے انکو بلا بہیجا
تہا آپ سے بیعت کرنیکے لیے اور یہی سبب ہے آپ قتل ہوئی (میدان کربلا مین بڑے ظلم سے) اور عبد اللہ بن زبیر مکہ مین چھپ رہے
اور انکو کعبہ کا پناہ لینے والا کہتے ہین اور مکہ کے وہی حاکم رہے یہانتک کہ یزید نے اپنے امیرون کو جو مدینہ مین تہے حکم کیا مکہ
پر فوج کشی کرنے کا اور اسکا انجام یہ ہوا کہ اہل مدینہ نے اتفاق کیا یزید کو خلافت سے موقوف کرنے پر (فتح الباری) ف
اور وہ لشکر روانہ کر رہا تہا مکہ معظمہ کو (یہ واقعہ ۶۱ ہجری کا ہے) ای امیر مجہے اجازت دے ایک حدیث مین تجہسے بیان
کرتا ہون جسکو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی فتح کے دوسرے روز ارشاد فرمایا (یعنے بیسوین رمضان ۸ ہجری
مین) اس حدیث کو میرے دونو کانون نے سنا اور میرے دل نے اسکو یاد رکہا اور میری دونون آنکہون نے دیکہا جب آپ نے حدیث فرمائی (یعنے
مین نے یہ حدیث کسی کی آڑ سے نہین سنی بلکہ آنکہون کے سامنے آپ سے سنی اور مقصود ابو شریح کا انسے یہ ہے کہ یہ حدیث مجہکو خوب یاد ہے)
آپ نے اللہ جل جلالہ کی تعریف کی اور اسکی ستایش بیان کی پہر فرمایا کہ مکے کو اللہ تعالے نے حرام کر دیا (جسدن آسمان اور زمین پیدا کیا
اور لوگون نے اسکو حرام نہین کیا ف یعنے مکہ کی حرمت اللہ کیطرف سے ہے اور اسکے حکم سے ہے نہ یہ کہ لوگون نے اپنی طرف سے
اسکو حرام ٹہرا لیا ہو تو حرمت اسکی قدیمی ہے بحکم آلہی اور جس روایت مین آیا ہے کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے اسکو حرام کیا وہ اسکے
خلاف نہین کیونکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اسکی حرمت دوبارہ ظاہر کی بعد اسکے کہ خانہ کعبہ طوفان کے
وقت اٹہہ گیا تہا اور اسکی بنا مٹ گئی تہی (قسطلانی) ف تو حلال نہین ہے کسی شخص کے لیے جو ایمان رکہتا ہو اللہ تعالے
پر اور پچہلے دن پر (قیامت پر) کہ وہ مکہ مین خون بہاوے اور وہان کا درخت کاٹنا بہی حلال نہین ہے پہر اگر کوئی شخص لڑائی
جائز ہونے کی دلیل نکالے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وہان لڑائی کی ہے تو اسکا جواب یون کہو کہ اللہ تعالے

نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی (اسکی اور یہ خاص آپکے لیے اجازت تھی) اور تمکو اجازت نہیں دی اور مجھکو بھی جو اللہ تعالے
نے اجازت دی مکہ میں لڑنے کی تو ایک گھڑی دن کے لیے دی بعد اسکے اسکی حرمت آج کے دن ویسی ہی ہوگئی جیسے کل تھی
اور چاہیے کہ جو شخص حاضر ہو وہ غائب کو پہونچا دیوے (یعنے یہ بات سنا دے) امام احمد نے روایت کیا کہ یہ اجازت طلوع آفتاب
سے عصر تک تھی صرف قتال کی نہ درخت کاٹنے کی) لوگوں نے ابو شریح سے کہا عمرو (ابن سعید) نے سنکر کیا جواب دیا انہوں
نے کہا عمرو نے یہ کہا کہ میں تم سے زیادہ علم رکھتا ہوں اے ابو شریح بیشک مکہ نہیں پناہ دیتا ہے گنہگار کو (جسپر حد شرعی لازم
ہو) اور نہ اسکو جو خون کرکے بھاگ جاوے اور نہ اسکو جو چوری کرکے بھاگ جاوے **ف** حدیث میں خربہ کا لفظ ہے
بفتح خا اور سکون را اور اسکا ترجمہ چوری ہے مستملی کی روایت میں یہی تفسیر ثابت ہے ابن بطال نے کہا خربہ بضم خا فساد اور
بفتح خا چوری قسطلانی نے کہا اصیلی کی روایت میں جیسے قاضی عیاض نے کہا بضم خا منقول ہے جسکے معنے فساد کے
ہیں اور بدر دمامینی نے بکسر را بھی نقل کیا ہے اور عمرو بن سعید نے جواب میں تصرف کیا اور ایسا کلام کیا جسکا ظاہر حق
ہے لیکن اسکا مطلب غلط ہے کیونکہ ابو شریح نے اوسپر اعتراض کیا تھا کہ مکہ پر فوجیں بھیجنا اور وہاں لڑائی کرنا حدیث کی
رو سے منع ہے اوسنے یہ جواب دیا کہ مکہ میں بھاگ جانے سے قصاص نہیں رکتا اور یہ صحیح ہے مگر عبد اللہ بن زبیر نے کوئی ایسا
کام نہیں کیا تھا جسکی وجہ سے انپر حد یا قصاص لازم ہوتا اور مکہ انکو پناہ دیتا اور ہم اس حدیث کی مباحث کتاب الحج
میں بیان کرینگے اور وہاں یہ بھی ذکر کرینگے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے حرم محترم میں قتال کرنے میں (فتح الباری)
قسطلانی نے کہا کہ عبد اللہ بن زبیر زیادہ مستحق تھے خلافت کے یزید سے کیونکہ عبد اللہ بن زبیر سے پہلے بیعت ہو چکی تھی
اور یزید سے اوسکے بعد بیعت ہوئی علاوہ اسکے عبد اللہ بن زبیر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے انکے سوا
اسکے یزید فاسق اور فاجر تھا اور عبد اللہ بن زبیر علاوہ صحابی ہونے کے زبیر کے بیٹے تھے جو حضرت صلعم کے پھوپھی زاد
بھائی تھے اور عبد اللہ بن زبیر کی ماں اسماء تھیں جو ابو بکر صدیق کی بیٹی اور حضرت عائشہ کی بہن اور رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی تھیں یزید میں یہ کوئی بات نہ تھی نہ اسکے باپ میں وجہ کے تھے نہ اس مرتبہ کی تھیں
خیر جاری میں ہے کہ ابو شریح نے عمرو سے کہا میں حاضر تھا اور تو غائب تھا اور ہمکو حضرت صلعم نے حکم دیا غائب کو پہنچا
دینے کا اسلیے ہم نے آپکا حکم تجھے پہنچا دیا اب تجھکو اختیار ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے حج اور مغازی
میں روایت کیا اور مسلم نے حج میں اور ترمذی نے حج میں اور دیات میں اور نسائی نے حج اور علم میں حافظ ابن حجر
نے کہا اس حدیث سے اتنی باتیں نکلتی ہیں شرف مکہ کا تقدیم حمد و ثنا مطلب پر اتباع خاصہ رسول اللہ صلعم اور مسلمین آپکے
ساتھ تمام احکام میں مگر جہاں تخصیص ثابت ہو جاوے وقوع نسخ فضل ابو شریح بوجہ اتباع پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

انتہے **حدثنا** عبد اللہ بن عبد الوھاب حدثنا حماد عن ایوب عن محمد عن ابن ابی بکرۃ عن ابی بکرۃ ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فان دماءکم واموالکم قال محمد واحسبہ قال واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا الا لیبلغ الشاھد الغائب وکان محمد یقول صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ذلک الا ھل بلغت مرتین **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے حماد (بن زید بصری) نے انہوں نے روایت کی ایوب (سختیانی) سے انہوں نے محمد ابن سیرین سے انہوں نے ابن ابی بکرہ (عبد الرحمان) سے انہوں نے (اپنے باپ) ابو بکرہ (نفیع) سے (اور ابوذر کے نسخہ مین عن محمد عن ابی بکرۃ ہے باسقاط ابن ابی بکرۃ اور صحیح اول ہے) انہوں نے ذکر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا آپ نے تمہارے خون اور تمہارے مال (محمد نے کہا مین سمجھتا ہون یہ بھی کہا تمہاری عزتین) تمپر حرام مین (یعنے ایک پر دوسرے کا خون بہانا مال لوٹنا عزت بگاڑنا حرام ہے) جیسے اسدن کی حرمت ہے اس مہینے مین آگاہ رہو البتہ پہونچا دیگا جو حاضر ہے غائب کو یعنی جو لوگ اسوقت موجود ہین وہ ان لوگون کو جو اسوقت حاضر نہین ہین یہ حدیث پہونچا دین گے) محمد بن سیرین کہتے تہے سچ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یعنے جیسا آپ نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا کہ حاضرین نے یہ حدیث غائبین کو پہونچا دی) آگاہ رہو مین نے کیا پہونچا دیا (اللہ کے حکم کو) دوبار یہ فرمایا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یعنے الا ھل بلغت اور کان محمد یقول صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جملہ معترضہ ہے اور یہی ٹہیک ہے اسکے سوا جو کہا گیا اوسکی طرف التفات کرنا چاہیے اور یہ حدیث دوسری اسناد سے اوائل کتاب العلم مین گذر چکی اور اس سے تفسیر سورۂ برارۃ مین آویگی وہان ہم بیان کرینگے جو بیان کرنا ہے

باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب بیان مین اسکے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جہوٹ باندہنا کتنا بڑا گناہ ہے (خدا ہمکو اس گناہ سے اور تمام گناہون سے بچاوی) **حدثنا** علی بن الجعد قال اخبرنا شعبۃ قال اخبرنی منصور قال سمعت ربعی بن حراش یقول سمعت علیا یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تکذبوا علی فانہ من کذب علی فلیلج النار **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے علی بن الجعد (جوہری بغدادی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعبہ (بن حجاج) نے انہون نے کہا خبر دی مجھکو منصور (ابن المعتمر) نے انہوں نے کہا مین نے سنا ربعی بن حراش (حائے مہملہ کے کسرہ سے بن جحش غطفانی عبسی کوفی اعور) سے (العضون نے کہا انہون نے کبہی جہوٹ نہین بولا اور انہون نے قسم کہائی تہی کہ مین کبہی نہین ہنسون گا جب تک مجھکو معلوم نہ ہوجاوے کہ میرا ٹہکانا کہان ہے جنت یا دوزخ مین) پہر نہین ہنسے مگر مرتے وقت وفات پائی انہون نے عمر بن عبد العزیز

۵ یہ عبارت جو ... ترجمہ ہے ۱۲

کی خلافت سننا پسند نہین) انہون نے کہا مین نے سنا (جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب) علی ابن ابیطالب سے
ف قسطلانی نے کہا ان لوگون مین سے ہین جو پہلے اسلام لائے اور عشرہ مبشرہ مین ہین اور خلفاء راشدین
مین اور علماء ربانیین مین اور سپہ داران مشہور مین ہین انہون نے پانچ برس تک خلافت کی اور وفات پائی کوفہ
مین اتوار کی رات ۱۹ رمضان سنہ ۴۰ ہجری مین اور انکی عمر ۶۳ برس کی تھی رضی ہو اللہ جل جلالہ انسے اور اونکو مارا
عبد الرحمان بن ملجم نے زہر آلود تلوار سے اور اس کتاب مین انسے انتیس حدیثین مروی ہین انتہے مترجم کہتا ہے
کہ مجھکو صغر سن سے جناب علی مرتضی رض سے ایک خاص طرح کی محبت اور خلوص قلبی ہے کہ ویسی محبت کسی صحابی سے نہین
ہے اور مین نے جناب موصوف کو اوسی حلیہ کے ساتھہ جو کتابون مین مرقوم ہے خواب مین دیکھا ہے اور جناب موصوف
نے میری مدد فرمائی ہے ایک مشکل مین جسکو مین نے انسے خواب ہی مین عرض کیا تھا اللہ تعالے ہمکو حشر کرے انکے
ساتھہ اور ہمارے انکی محبت پر اور جلاوے اونکی محبت پر آمین یا رب العلمین ف وہ کہتے ہین فرمایا جناب سرور عالم رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مت جھوٹ باندھو مجھپر کیونکہ جو کوئی جھوٹ باندھے مجھپر وہ جہنم مین جاویگا
ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث عام ہے شامل ہے ہر قسم کے جھوٹ کو جو باندھا جاوے آپ پر اور بعضے جاہلون کو دھوکا ہوا
اونہون نے ترغیب اور ترہیب کے لیے جھوٹی حدیثین بنالین اور کہنے لگے ہمنے آپ پر جھوٹ نہین باندھا بلکہ ہمنے آپکی
شریعت کی تائید کی اور وہ یہ نہ سمجھے کہ جو آپنے نہین فرمایا اوسکا نسبت دینا آپکی طرف اللہ تعالی پر جھوٹ باندھنا
ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور بعضے کرامیہ کا اعتبار نہین انہون نے ترغیب اور ترہیب
کے لیے جھوٹی حدیثین بنانا جائز رکھا ہے اور یہ اونکا جہل ہے اور ان مین سے بعضون نے دلیل کی ہے اوس زیادتی
سے جو اس حدیث کی بعض طریقون مین آئی ہے اور وہ ثابت نہین ہے وہ زیادت بزار نے ابن مسعود سے روایت کی ہے
یہ ہے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ لِيُضِلَّ بِهِ النَّاسَ یعنے جو کوئی مجھپر جھوٹ جوڑے لوگون کو گمراہ کرنیکے لیے۔ اس حدیث کی وصل اور
ارسال مین اختلاف ہے اور دارقطنی اور حاکم نے اوسکے ارسال کو ترجیح دی ہے اور دارمی نے اسکو یعلے بن مرہ سے بسند
ضعیف روایت کیا ہے اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تب بھی انکی دلیل نہین نکلتی کیونکہ لام اسمین علت کے لیے نہین ہے
بلکہ صیرورت کے لیے اور اسکی نظیر قرآن مجید مین موجود ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ اور مطلب
اسکا یہ ہے کہ جو کوئی مجھپر جھوٹ باندھیگا اوسکا انجام اور مآل یہ ہے کہ وہ لوگون کو گمراہ کریگا یا تخصیص ہے جھوٹ
کی بعض افراد کی اور اسکا مفہوم مخالف مراد نہین ہے جیسے لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ
اِمْلَاقٍ انتہے مختصرا مترجم کہتا ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہین حدیث اپنے عموم پر ہے اور ظاہر پر جب بھی انکی دلیل

نہین ہوسکتی کیونکہ جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی قسم کا جھوٹ باندہا تو لوگونکو گمراہ کرچکا اسلیئے کا
دے لوگ جو خدا اور رسول کا حکم یا فرمودہ نہ تہا اسکو انکا فرمودہ سمجہے اور یہ گمراہی ہے خدا اس سے بچاوے قسطلانی
نے کہا یہ جو فرمایا وہ جہنم مین جاوے گا یعنے وہ جہنم مین داخل ہوگا کیونکہ یہ اسکی جزا ہے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالے معاف کردے
اسکو جیسے اور کبائر کو اسلیئے اسکے لیئے جہنم کا داخل ہونا قطعی نہین ہی اور یہ امر کا صیغہ ہی لیکن مراد اس سے خبر ہے اور مسلم
کی روایت مین یہی ہی جو میرے اوپر جھوٹ بولیگا وہ دوزخ مین جاویگا اور ابن ماجہ کی روایت مین ہی کیونکہ میرے اوپر
جھوٹ بولنا جہنم مین لیجاتا ہے اور بعضون نے کہا یہ بددعا ہے جھوٹ باندہنے والے کے لیئے یعنے خدا کرے وہ جہنم مین
جاوے انتہے **حدثنا** ابو الولید قال حدثنا شعبۃ عن جامع بن شداد عن عامر بن عبد اللہ بن الزبیر
عن ابیہ قال قلت للزبیر انی لا اسمعک تحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما یحدث فلان و فلان
قال اما انی لم افارقہ ولکن سمعتہ یقول من کذب علی فلیتبوأ مقعدہ من النار **ترجمہ** حدیث بیان
کی ہمسے ابو الولید (ہشام بن عبد الملک طیالسی بصری) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ بن حجاج نے انہون نے
روایت کی جامع بن شداد (محاربی کوفی) سے انہون نے عامر بن عبد اللہ بن زبیر (بن عوام اسدی قرشی) سے انہون
نے اپنے باپ (عبد اللہ بن زبیر صحابی) سے (وہ سب سے پہلے پیدا ہوئے اسلام مین مدینہ مین اور انکی دارہی نہ تہی وفات پائی
سنہ ۷۳ مین) انہون نے کہا مین نے زبیر بن عوام صحابی مشہور عشرہ مبشرہ مین سے مارے گئے وادی السباع مین جنگ
جمل سے لوٹتے وقت سنہ ۳۶ مین) اس کتاب مین انسے نو حدیثین مروی ہین سے کہا مین تمسے نہین سنتا حدیثون کو جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جیسے فلان اور فلان بیان کرتے ہین (ابن ماجہ کی روایت مین ایک کا نام عبد اللہ بن
مسعود مذکور ہے) زبیر نے کہا خبردار رہو مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہین ہوا **ف** اسمعیلی
کی روایت مین اتنا زیادہ ہے منذ اسلمت یعنے جب سے مسلمان ہوا اور مراد یہ ہے کہ اکثر آپ سے جدا نہین ہوا ورنہ زبیر نے
تو حبش کیطرف ہجرت کی تہی اور جب سے لخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو ہجرت کی اسوقت بہی زبیر آپکے ساتھ
نہ تہے اور غرض انکی یہ ہے کہ میرا حدیث نہ بیان کرنا اسوجہ سے نہین کہ مین آپکی صحبت مین نہین رہا بلکہ اور وجہ سے ہے
جو آگے مذکور ہوگی اور زبیر بن بکار نے اسکو کتاب النسب مین اور طریق سے روایت کیا ہشام بن عروہ سے انہون نے
اپنے باپ سے انہون نے عبد اللہ بن زبیر سے انہون نے کہا مجھے رنج ہوا زبیر کے کم روایت کرنے سے تو مین نے
اسکا سبب پوچہا انہون نے کہا اے میرے بیٹے مجہکو آپ سے قرابت اور رشتہ داری تہی جیسے تمکو معلوم ہے اور آپکی بیوی
میری خالہ تہین اور آپکی بی بی خدیجہ میری پہوپہی تہین اور آپکی والدہ آمنہ بنت وہب مین اور میری جدہ ہالہ بنت

نسب مین اور دوسرا یہ دہیب وہ تو عبد مناف تک پہنچکر بیٹتے تہے اور میرے نکاح مین تمہاری مان تہین اور آپکے
نکاح مین عائشہ تمہاری مان کی بہن تہین لیکن مین نے آپ سے سنا آپ فرماتے تہو (فتح) قسطلانی نے کہا زبیر
جو حبش کو ہجرت کر گئے تہو اوسکا جواب یون دیا ہے کہ یہ ہجرت شوکت اسلام سے پہلے تہی اور مراد زبیر کی احادیث مین
یہ ہے کہ جب سے اسلام کی شوکت ظاہر ہوئی اسوقت سے مین آپ سے جدا نہین ہوا اخیر جاری ہین ہے کہ مراد زبیر کی یہ ہے
کہ مین آپ سے سفر اور حضر مین جدا نہین ہوا اکثر یعنے حدیث نہ بیان کرنیکا سبب نہین کہ مین آپکے پاس سے غائب رہا
یا مجھے حدیثین معلوم نہین بلکہ مین نے آپ سے سنا اخیر تک تو مین ڈرتا ہون کہین مجہسے ایسی بات نہ نکل جاوے جو مین نے آپ
سے نہین سنی اور مین سمجہون کہ سن چکا ہون **ف** لیکن مین نے آپ سے سنا آپ فرماتے تہے جو شخص جہوٹ باندہے
(طوفان جوڑے) مجہپر وہ اپنا ٹہکانا جہنم مین بنالیوے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کی روایت ایسی ہی
ہے اوسمین متعمدا کا لفظ نہین ہے یعنے قصدا جہوٹ باندہے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو اسمعیلی نے غندر کے طریق
سے اونہون نے شعبہ سے اور ایسا ہی ہے زبیر بن بکار کی روایت مین جو اوپر بیان ہوئی اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے انہی
کے طریق سے اوسمین متعمدا کا لفظ زیادہ ہے اور ایسا ہی اسمعیلی کی روایت مین معاذ کے طریق سے انہون نے شعبہ سے
اور اس حدیث مین اختلاف ہے راویون کا شعبہ پر اور روایت کیا اسکو دارمی نے دوسرے طریق سے عبداللہ بن
زبیر سے اوسمین یہ ہے مَنْ حَدَّثَ عَنِّی کَذِبًا اور متعمدا کا لفظ نہین ہے اور زبیر نے جو اس حدیث سے تمسک کیا حدیث
کم بیان کرنے کے لیے وہ دلیل ہے صحیح مذہب کی کہ کذب کہتے ہین خلاف واقع بیان کرنیکو خواہ عمدا ہو یا سہوا اور جو
سہوا ایسا کرے اوسپر اگرچہ بالاجماع گناہ نہین ہے تو بہی زبیر ڈرے کہ اگر بہت حدیثین روایت کرین تو کہین خطا
نہ ہو جاوے اور اونکو خبر نہ ہو اگرچہ ایسی خطا سے گنہ گار نہ ہون تو زبیر اور جن صحابہ کو بہت حدیثین بیان کرنے سے خطا
مین پڑنے کا ڈر تہا انہون نے بہت روایت نہین کی اور جنکو اپنی یاد اور حافظہ پر وثوق تہا اونہون نے
روایتین کین یا اونکی عمرین دراز ہوئین اور لوگون نے انسے پوچہا اور وہ دین کی بات کو چہپا نہ سکے اور امام احمد کی
روایت مین باسناد صحیح ابن عمر سے یہی ہے کہ بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی النَّارِ یعنے اسکے لیے دوزخ مین ایک گہر بنایا جاویگا اور اس
اسناد مین دو لطف ہین ایک تو یہ کہ ایک تابعی دوسرے تابعی سے روایت کرتا ہے یعنی جامع بن شداد عامر سے
اور ایک صحابی دوسرے صحابی سے یعنے عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے دوسرے یہ کہ بیٹے باپ سے روایت کرتے ہین اور
مین نے ایسی روایتون کو ایک رسالہ مین جمع کیا ہے (فتح الباری ملخصا) عینی نے کہا یہ حدیث من کذب علیّ فلیتبوأ
مقعدہ من النار نہایت صحیح ہے اور بہت قوی ہے بلکہ ایک جماعت علما نے اسکو متواتر کہا ہے حتی کہا

ابو معمر قال ثنا عبد الوارث عن عبد العزیز قال انس انه لیمنعنی ان احدثکم حدیثا کثیرا ان
النبی صلی الله علیه وسلم قال من تعمد علی کذبا فلیتبوأ مقعده من النار **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے
ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو منقری بصری) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الوارث (بن سعید تمیمی بصری) نے
انہون نے روایت کی عبد العزیز (بن صہیب بصری) سے انہون نے کہا انس (بن مالک) نے کہا مجھے روکتا ہے تمسے
بہت حدیثین بیان کرنے سے یہ کہ فرمایا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قصداً میرے اوپر جھوٹ باندھے
وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین بنا لیوے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا انس بن مالک رض کو بھی وہی ڈر ہوا جو زبیر کو ہوا
تھا اور اسی لیے انہون نے تصریح کی کہ بہت حدیثین بیان کرنے سے مجھے یہ حدیث روکتی ہے اور جو شخص کسی خاطر سے
گر بہت بیان کریگا تو ڈر ہے کہین اوسکے اندر نہ گھس جاوے تو اسی ڈر سے صحابہ نے کم حدیثین بیان کین اور باوجود اسکے
انس رض اون صحابہ مین سے ہین جنسے بہت حدیثین مروی ہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انس کی وفات بہت مدت کے بعد ہوئی
تو اونکو احتیاج ہوئی حدیثین بیان کرنے کی اور چھپانا ممکن نہ ہوا جیسے اوپر ہم نے ذکر کیا اور جمع اس طور سے ہو کہ اگر
وہ بہت حدیثین بیان کرتے جو اونکو معلوم تھین تو جسقدر انہون نے بیان کین اس سے دو چند سہ چند ہو جاتین اور
عتاب کی روایت مین ہے جو مولے تھا ہمزہ کا میٹے سنا انس سے وہ کہتے تھے اگر مجھے ڈر نہ ہوتا خطا ہو جانیکا تو مین تجھ
سے کئی حدیثین بیان کرتا جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہے روایت کیا اوسکو امام احمد نے تو غرض انس کی
یہ ہے کہ مین اوسی حدیث کو بیان کرتا ہون جو تحقیق مجھکو یاد ہے اور جسمین شک ہے اسکو بیان نہین کرتا اور بعضون
نے کہا وہ حدیث کے الفاظ کو بعینہ نقل کرتے تھے اور الفاظ کی محافظت کرتے تھے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ
انس سے روایت بالمعنے کا جواز منقول ہے جیسے خطیب نے انسے صراحتہً روایت کیا اور انکی روایات سے بھی یہ
معلوم ہوتا ہے جیسے بسملہ اور تکثیر ماء عند الوضوء اور تکثیر طعام کے قصہ مین انتہے قسطلانی نے کہا انس رض نے یہ بتلایا کہ
بہت حدیثین بیان کرنے سے بچتے ہین اور اسکی وجہ یہ نہین کہ حدیث بیان کرنا منع ہے کیونکہ حدیث کی تو پہونچانے
کا حکم ہے بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ بہت بیان کرنے سے غلطی ہو پڑ جاوین اور جوینی نے کہا جو شخص قصداً جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھے وہ کافر ہے اور انکے صاحبزادے امام الحرمین نے اسکا رد کیا اور کہا
کہ یہ میرے والد کی واہیات باتون مین سے ایک بات ہے اور متابعت کی امام الحرمین کی بعد والون نے اور ضعیف کیا
جوینی کے قول کو اور ابن منیر نے جوینی کی مدد کی اور کہا کہ اس حدیث مین جو وعید خاص کی ہے اس سے کفر نکلتا ہے
کیونکہ مطلق جہنم مین جانا تو ہر جھوٹ کی سزا ہے آپ پر ہو یا کسی اور پر تو ضرور ہے کہ ٹھکانا بنانے سے ہمیشہ جہنم مین

رہنا مراد ہوا اور ہمیشہ جہنم میں ہی رہیگا جو کافر ہے دوسرے یہ کہ آپ پر جھوٹا باندھنا مثلاً حرام کو حلال کرنیکے لیے ہوگا
اور حرام کو حلال کرنا کفر ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ ٹھکانا بنالینے سے ہمیشہ رہنا لازم نہیں آتا اور بفرض تسلیم ہمیشگی کفر کو
مستلزم نہیں ہے جیسے قاتل مومن کے لیے اور جھوٹ باندھنا تحلیل حرام کو مستلزم نہیں بلکہ کبھی کوئی جھوٹ باندھتا ہے
حالانکہ جھوٹ باندھنے کو حرام سمجھتا ہے جیسے مومنین ارتکاب کبائر کرتے ہیں مترجم کہتا ہے جوینی کا کلام دو
طرح صحیح ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ مراد جوینی کی یہ ہے کہ بعض صورتوں میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ قصداً باندھنا
کفر ہو جاتا ہے اور وہ یہی صورت ہے کہ بہ نیت تحلیل حرام یا تحریم حلال کے ہو یا جھوٹ باندھنے کو حلال اور جائز سمجھے اور انکی
مراد یہ نہیں ہے کہ یہ حکم کلی ہے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد صورۃً اور مجازاً کفر ہو یعنے کافرون کی مشابہت یا کفر سے ناشکری
اور ناسپاسی مراد ہو جیسے حدیث میں ہے مَن تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ اور اسکے نظائر احادیث میں بہت ہیں اس صورت
میں امام الحرمین کا اعتراض ساقط ہو جاویگا واللہ اعلم **حدثنا** المَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ
عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مکی بن ابراہیم بلخی نے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مکی نام ہے اور
نسبت نہیں ہے اور یہ امام بخاری کے بڑے شیوخ میں سے ہیں اونہون نے سترہ تابعین سے سنا ہے ایک ان میں سے یزید بن
ابی عبید ہیں جنسے یہ روایت مروی ہے اور یہ حدیث امام بخاری کے ثلاثیات میں سے پہلی حدیث ہے اور اس کتاب میں
ثلاثی سے اعلی نہیں ہے اور بعضون نے ان ثلاثیات کو الگ کیا تو بیس حدیثون سے زیادہ ہوئین انتہے **ف** انہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے یزید بن ابی عبید نے (جو مولے ہیں سلمہ بن الاکوع کے) انہون نے روایت کی سلمہ بن اکوع رض سے انہون
نے کہا میں نے سنا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص میرے اوپر کہے وہ بات جو میں نے نہیں کہی تو
وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیوے **ف** قسطلانی نے کہا اکوع کا نام سنان بن عبد اللہ اسلمی تھا اور سلمہ انکے بیٹے صحابی
تھے مشہور انکی عمر اسی برس کی تھی اور اس کتاب میں انسے بیس حدیثین مروی ہیں **حدثنا** موسیٰ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو
عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي
وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي وَمَنْ كَذَبَ
عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن اسمعیل منقری تبوذکی بصری نے
انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عوانہ (وضاح یشکری) نے اونہون نے روایت کی ابو حصین (عثمان بن عاصم کوفی)
سے انہون نے ابو صالح (ذکوان سمان مدنی) سے اونہون نے ابو ہریرہ (دوسی) رض سے انہون نے جناب رسول خدا صلے

اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپنے میرے نام پر نام رکھو یعنے محمد اور احمد نام رکھو اور میری کنیت مت رکھو یعنے ابو القاسم اور
جس نے مجھکو خواب مین دیکھا اوسنے مجھکو بیشک دیکھا اسلیے کہ شیطان میری صورت نہین بنسکتا اور جس نے مجھپر قصدًا
جھوٹ باندہا وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین بنالیوے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے اسحدیث کو پورے طور سے
کتاب الادب مین روایت کیا ہے اور وہان ہمین جو گفتگو ہے وہ مذکور ہوگی اگر خدا چاہے اور مسلم نے اسحدیث کی اخیر
جملہ پر اکتفا کی ہے کیونکہ اس باب سے وہی جملہ متعلق ہے اور مولف نے اسکا اختصار نہین کیا جیسے انکی عادت ہی تاکہ ظاہر
ہو اس بات کیطرف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندہنا حالت بیداری اور خواب دونون مین یکسان ہے
اور اللہ سبحانہ خوب جانتا ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے مگر چند حالتون مین جیسے صلاح وغیرہ کی نیت
سے اور گناہ پر دوزخ کا وعدہ ہے توفرق کیا ہوا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندہنے والے مین اور اور کسی پر
جھوٹ باندہنے والے مین اسکا جواب دو طرح سے ہے ایک تو یہ کہ آپ پر قصدًا جھوٹ باندہنے والا بعض علماء کے نزدیک
کافر ہے جیسے شیخ ابو محمد جوینی نے کہا اگرچہ جمہور علماء کے نزدیک وہ کافر نہین جب تک آپکو حلال نہ سمجھے دوسرے یہ کہ آپ
پر جھوٹ باندہنا کبیرہ ہی اور دوسرونپر صغیرہ ہے اور دوزخ کا وعدہ دونون مین ہونیسے یہ لازم نہین آتا کہ دونو
دوزخ مین ایک ہی جگہہ ہون یا دونو ایک ہی مدت تک ہین تو جائز ہے کہ آپ پر جھوٹ باندہنے والا زیادہ عذاب
کے مقام مین یا زیادہ مدت تک جہنم مین ہے اور ٹھکانا بنانے مین اشارہ ہی کہ وہ بہت مدت تک دوزخ مین
رہیگا بلکہ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ دوزخ سے کبھی نہ نکلیگا مگر قطعی دلائل اسپر قائم ہین کہ ہمیشہ جہنم مین
وہی رہیگا جو کافر ہے اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونون قسم کے جھوٹ مین فرق کیا ہے مغیرہ
کی حدیث مین جو کتاب الجنائز مین آویگی کہ میرے اوپر جھوٹ بولنا ایسا نہین جیسے دوسرے کسی پر جھوٹ بولنا اور
ہم اسحدیث کی بحث وہان ذکر کرینگے اگر خدا چاہے اور یہ بھی بیان کرینگے کہ آپ پر قصدًا جھوٹ باندہنے والے کی
توبہ قبول ہے یا نہین اسمین علماء کا اختلاف ہے اور مولف نے اس باب مین جو ترتیب رکھی حدیثون مین وہ نہایت
خوب ہے کیونکہ پہلے حضرت علی کی حدیث کو بیان کیا اور اسمین باب کا مقصد ہے پھر زبیر کی حدیث بیان کی جس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ آپ پر جھوٹ باندہنے سے بہت پرہیز کرتے تھے پھر انس کی حدیث بیان کی جس سے یہ نکلتا ہے
کہ صحابہ بہت حدیثین بیان کرنیسے پرہیز کرتے تھے اس خیال سے کہ کہین غلطی مین نہ پڑجاوین یہ نہ تھا کہ وہ حدیثین
بیان کرنیسے پرہیز کرتے تھے کیونکہ ان کو تو حکم تھا حدیث پہنچا دینے اور سنا دینے کا اور ختم کیا باب کو ابو ہریرہؓ کی
حدیث پر جس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ پر جھوٹ باندہنا ہر طرح حرام ہے خواہ بیداری مین آپ سے سننے کا دعوے کرے یا خواب مین

اور اس حدیث کو بخاری نے مغیرہ سے بھی روایت کیا وہ کتاب الجنائز مین ہی اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے وہ اخبار بنی
اسرائیل مین ہی اور واثلہ بن اسقع سے وہ مناقب قریش مین ہے لیکن اوسمین صراحتاً دوزخ مین جانیکا ذکر نہین ہے
اور امام مسلم نے اتفاق کیا امام بخاری کے ساتھہ علی اور انس اور ابوہریرہ اور مغیرہ کی روایات نکالنے مین اور امام
مسلم نے اسکو ابو سعید سے بھی روایت کیا اور سوا صحیحین کے یہ حدیث بسند صحیح اور کتابون مین عثمان بن عفان اور
ابن مسعود اور ابن عمر اور ابو قتادہ اور جابر اور زید بن ارقم سے مروی ہے اور بسند حسن طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن
زید اور ابو عبیدہ بن جراح اور سعد بن ابی وقاص اور معاذ بن جبل اور عقبہ بن عامر اور عمران بن حصین اور ابن عباس
اور سلمان فارسی اور معاویہ بن ابی سفیان اور رافع بن خدیج اور طارق اشجعی اور سائب بن یزید اور خالد بن عرفطہ
اور ابو امامہ اور ابو قرصافہ اور ابو موسی غافقی اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہی تو یہ سب تیس صحابہ ہوئے اور بسند
ضعیف پچاس اور صحابہ سے مروی ہی اور بے سند ساقط بیس اور صحابہ سے غرض کل راوی اس حدیث کے سو صحابی ہین اور ایک
جماعت علما نے اس حدیث کے طریقون کو جمع کیا ہے اور اول جس شخص کا کلام مین نے اس باب مین دیکھا وہ علی بن المدینی ہین
انکی متابعت کی یعقوب بن شیبہ نے انھون نے کہا یہ حدیث بیس طریقون سے روایت کی گئی صحابہ سے حجاز والون سے اور اورونسے
پھر ابراہیم حربی اور ابو بکر بزار نے ان دونون نے کہا چالیس صحابہ سے مروی ہوئی اور اسی زمانے مین جمع کیا اس حدیث کے
طریقون کو ابو محمد یحیی بن محمد بن صاعد نے اور کچھہ تھوڑے طریق زیادہ کیے ابو بکر صیرفی نے کہا جو شارح ہین رسالہ شافعی کی اس
حدیث کو ساٹھہ صحابہ نے روایت کیا ہے اور جمع کیا اسکے طریقون کو طبرانی نے اور کچھہ زیادہ کیا ابو القاسم بن مندہ نے
کہا اس حدیث کو اسی آدمیون سے زیادہ نے روایت کیا اخراج کیا اسکو بعض نیشاپور کے علما نے تو کچھہ زیادہ کیا اور ابن الجوزی
نے مقدمہ کتاب موضوعات مین اسکے طریقون کو جمع کیا وہ نوے سے بڑہ گئے اور اسی پر یقین کیا ابن دحیہ نے اور ابو موسی
مدینی نے کہا اس حدیث کو سو صحابہ کے قریب روایت کرتے ہین اونکے بعد اس حدیث کی طریقون کو حافظ یوسف بن خلیل
اور حافظ ابو علی بکری نے جمع کیا اور یہ دونو ہمعصر تھے تو ہر ایک نے بعض ایسے طریقے بیان کیے جو دوسرے کو نہین
ملے اور ان دونو کے طریقے مجموع کرنیسے سو صحابہ کی روایتین پوری ہوتی ہین اس تفصیل سے جو مین نے اوپر ذکر کیا کہ اتنی
صحیح ہین اتنی حسن اتنی ضعیف اتنی ساقط اور بعض روایتون مین صرف آپ پر جھوٹ باندھنے والے کی مذمت ہے اور یہ
خاص وعید منقول نہین اور امام نووی نے نقل کیا کہ یہ حدیث دو سو صحابہ سے مروی ہے اور بوجہ اسکے کثرت طرق
کے وہ متواتر ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے اسپر اعتراض کیا کہ متواتر حدیث مین ہر ایک کثرت رہے یعنے اول اور آخر اور اوسط
برابر رہنا چاہیے کثرت مین اور یہ کثرت اسکے کسی طریق مین نہین اور اسکا جواب یہ ہے کہ متواتر ہونے سے مراد یہ ہے کہ مجموع

کی روایت مجموع سے ابتدا سے لیکر انتہا تک ہر زمانے مین متواتر ہے اور یہ کافی ہے یقین حاصل ہونے کے لیے اور اس کے طریقہ
کو بہت لوگون نے اُنسے روایت کیا ہے اور متواتر ہے اُنسے البتہ علی کی حدیث کو اُنسے چہہ مشہور اور ثقہ تابعیون نے روایت
کیا ہے اسیطرح ابن مسعود اور ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو کی حدیثون کو پہر اگر ہر ایک روایت کو بھی کہا جاوے کہ وہ اپنے صحابی
سے متواتر ہے تو صحیح ہوگا کیونکہ تواتر مین کوئی معین عدد شرط نہین ہے بلکہ اتنا کافی ہے جس سے یقین حاصل ہو جاوے
اور مین نے شرح نخبۃ الفکر اور نکت علوم الحدیث مین بیان کیا ہے کہ راویون کی عمدہ صفات عدد کے قائم مقام ہو جاتے
ہین اور رد کیا ہے اُس شخص پر جو کہتا ہے متواتر حدیث کی مثال نہین ملتی سوا اس حدیث کے اور مین نے بیان کیا ہے کہ اسکی
مثالین بہت ہین جیسے حدیث مَنْ بَنیٰ لِلّٰہِ مَسْجِدًا اور حدیث موزون پر مسح کرنے کی اور حدیث رفع یدین کی اور شفاعت
کی اور حوض کی اور دیدار الٰہی کی اور الائمۃ من قریش اور سوا انکے اور وہ جو بیہقی نے حاکم سے نقل کیا کہ یہ حدیث عشرہ مبشرہ
سے مروی ہے اور دنیا مین کوئی ایسی حدیث نہین جسکو سوا عشرہ مبشرہ کے روایت کیا ہو تو اوسپر بہتون نے اعتراض کیا ہے
لیکن عشرہ مبشرہ کے طریقے موجود ہین اُن طریقون مین جنکو ابن جوزی اور انکے بعد والون نے جمع کیا ہے صحیح اون مین حضرت
علی اور زبیر کی روایت ہے اور طلحہ اور سعد اور سعید اور ابو عبیدہ کی حسن ہے اور عثمان کا طریقہ ضعیف ہے اور باقی ضعیف
اور ساقط ہین انتہے ما فی فتح الباری مترجم کہتا ہے اس مقام مین جو حافظ ابن حجر نے شرح کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکا علم
کیسا وسیع تہا اور انکی نظر حدیث اور تاریخ کی کتابون پر کیسی تہی اور اگر حافظ ابن حجر کی کوئی کتاب تصنیف نہ ہوتی سوا
اس ورق کے تو یہی کافی تہا اونکے ثبوت علم اور فضیلت کے لیے بہر حال وہ دریاے بےپایان تہے علم حدیث کے اور حافظ اور امام
تہے اہل اسلام کے اور اگرچہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہی نظر بہت وسیع ہے پر وہ تنقید اور تحقیق مین حافظ ابن حجر
کی برابری نہین کر سکتے تنقیح رجال اور رواۃ حدیث مین جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے حافظ ابن حجر کو عطا فرمائی تہی اُس مین اونکی
ہمسری کوئی نہین کر سکتا راضی ہو اللہ تعالیٰ اُنسے اور بلند کرے درجے انکے اور سب علماء حدیث کے اور حشر کرے ہمکو انکے ساتھ آمین یارب العالمین

باب

کتابۃ العلم علم کے لکہنے کا بیان **ف** حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کی عادت ہے کہ مسائل اختلافی مین باب
کا ترجمہ گول گول بیان کرتے ہین اور یہ ترجمہ اسی قسم مین سے ہے کیونکہ سلف کا اختلاف تہا علم کو لکہنے مین بعض لکہتے تہے
بعض نہین لکہتے تہے اگرچہ بعد اسکے اجماع ہو گیا اُسکے جواز پر بلکہ لکہنا مستحب ہے اور جس شخص پر بہول جانے کا ڈر ہو اُسکے
لیے اگر واجب ہو تو بہی بعید نہین ہے انتہی **حَدَّثَنَا** ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُطَرِّفٍ
عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ قَالَ لَا اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ اَوْ فَهْمٌ اُعْطِيَهُ رَجُلٌ
مُسْلِمٌ اَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ قُلْتُ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْاَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ

بکافر۔ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے (محمد) بن سلام نے (جو بیکندی ہین) اونہون نے کہا خبر دی ہمکو وکیع (بن جراح
بن ملیح کوفی عابد اور زاہد اور فقیہ مشہور نے (انتقال کیا انہون نے عاشورہ کے دن ۱۹۷ھ مین) انہون نے روایت
کی سفیان (ثوری) سے ف حافظ ابن حجر نے کہا مراد سفیان سے سفیان ثوری ہین کیونکہ وکیع اکثر انسے روایت
کرتے ہین اور ابو مسعود دمشقی نے اطراف مین کہا کہ لوگ کہتے ہین یہ سفیان بن عیینہ ہین مین کہتا ہون کہ اگر ابن عیینہ ہوتے
تو امام بخاری انکا نسب بیان کر دیتے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب نسب وغیرہ بیان نہ کیا جاوے تو دو شخص ایک نام والون مین سے
وہی مراد ہوتا ہے جس سے ایک طرح کی خصوصیت ہو اور یہ خصوصیت کثرت روایت کی وکیع کو سفیان ثوری سے ہے نہ
سفیان ابن عیینہ سے قسطلانی نے کہا عینی نے حافظ صاحب پر یہ اعتراض کیا کہ ابو مسعود دمشقی نے اطراف مین کہا کہ یہ سفیان
بن عیینہ ہین مترجم کہتا ہے کہ عینی کا اعتراض حافظ صاحب پر محض لغو ہے کیونکہ حافظ صاحب نے خود ابو مسعود دمشقی کا
کا قول بیان کر کے اوسپر یہ اعتراض کیا ہے اور ابو مسعود دمشقی نے بقال بصیغہ شک کہا نہ بطور جزم کے کہ وہ سفیان
بن عیینہ ہین ف اونہون نے مطرف بن طریف حارثی سے انہون نے (عامر) شعبی سے انہون نے ابو جحیفہ (وہب
بن عبد اللہ سوائی) سے (حافظ ابن حجر نے کہا اس اسناد کے سب راوی کوفی ہین مگر امام بخاری کے شیخ (یعنے
ابن سلام) وہ کوفہ گئے تھے اور یہ روایت صحابی کی صحابی سے ہے قسطلانی نے کہا ابو جحیفہ صغار صحابہ مین سے ہین) انہون
نے کہا مین نے حضرت علی سے پوچھا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے ف یعنے کوئی کاغذ لکھا ہوا جسکے مضمون کو تمنے
جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہو اور دلالت کرتی ہے اسپر مؤلف کی روایت جہاد مین کیا تمہارے
پاس کچھ وحی ہے سوا اللہ کی کتاب کے اور دیات مین ہے کہ تمہارے پاس کوئی ایسی بات ہے جو قرآن مین نہین اور اسحق بن
راہویہ کے مسند مین جریر سے منقول ہے اونہون نے روایت کی مطرف سے کیا تم کچھ وحی جانتے ہو اور ابو جحیفہ نے
یہ سوال اسواسطے کیا کہ بعض شیعہ گمان کرتے تہے کہ اہلبیت علیہم السلام کے پاس خاصکر جناب امیر کے پاس کچھ ایسی باتین ہین
وحی کی جن سے خاص کیا اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اور شخصون کو وہ باتین نہین بتلائین اور یہی سوال حضرت
علی سے قیس بن عبادہ نے بہی کیا اور اشتر نخعی نے اور انکی روایت مسند نسائی مین ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا
شیعہ گمان کرتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو وحی کے اسرار بتلائے ہین ابن ماجہ کی روایت مین ہے
مینے حضرت علی سے کہا تمہارے پاس کچھ علم ہے ایسا جو لوگون کے پاس نہین انہون نے کہا نہین قسم خدا کی ہمارے پاس بہی
ہے جو لوگون کے پاس ہے اخیر تک ف اونہون نے کہا نہین مگر اللہ کی کتاب (یہی قرآن جو اتبک جاری اور قائم ہے)
یا سمجھہ جو مسلمان آدمی کو عطا ہوتی ہے ف ابن منیر نے کہا اسمین دلیل ہے کہ حضرت علی رض کے پاس کچھہ لکھی ہوئی تہین

نہین فقہ کے مسائل مین سے جنکو اونہون نے اللہ کی کتاب سے نکالا تہا اور یہی مراد ہے اس عبارت سے (یا سمجہہ جو دی
گئی مسلمان آدمی کو) اور ظاہر یہ ہے کہ انکی غرض یہ ہے کہ قرآن شریف مین غور کرکے انسان اُن مسائل کے جواب
نکال سکتا ہے جو قرآن مین صراحۃً مذکور نہین ہین اور مصنف نے جو دیات مین روایت کی اوسمین یہ ہے کہ ہمارے پاس کچہہ
نہین ہے جو قرآن مین ہے الا وہ سمجہہ جو مرد کو دی جاتی ہے کتاب مین مطلب یہ ہے کہ جسکو سمجہہ ہو وہ اور باتین قرآن
سے نکال سکتا ہے اور امام احمد نے باسناد حسن طارق بن شہاب سے روایت کیا کہ مین نے حضرت علی رض کو منبر پر دیکہا وہ فرماتے تہے قسم اللہ
کی ہمارے پاس کوئی کتاب نہین جو ہم تمکو سناوین سوا اللہ کی کتاب کے اور اس صحیفہ کے اور یہ روایت تائید کرتی
ہے اس توجیہ کی (فتح) **ف** یا جو کچہہ اس صحیفہ (ورق) مین ہے نسائی کی روایت مین یہ ہے پہر اونہون نے
ایک کتاب نکالی اپنی تلوار کے نیام مین سے) مین نے پوچہا اس صحیفہ مین کیا ہے اُنہون نے کہا دیت کا بیان یعنے
دیت کے احکام اور مقادیر اور اقسام کا بیان) اور قیدی چہوڑانے کا بیان (کافر کے ہاتہہ سے) اور یہ حکم ہے کہ مسلمان
کافر کے بدلے قتل نہ کیا جاوے **ف** یعنے قصاص مین اور اسکی بحث کتاب القصاص والدیات مین آویگی انشاء اللہ تعالےٰ
اور مولف نے اور امام مسلم نے یزید تیمی کے طریق سے روایت کیا انہون نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے انہون نے کہا
ہمارے پاس کوئی چیز نہین جسکو ہم پڑہتے ہین سوا اللہ کی کتاب کے اور اس صحیفہ کے۔ اس صحیفہ مین یہ تہا کہ مدینہ
حرم ہے اخیر تک اور مسلم نے ابو الطفیل سے روایت کیا اونہون نے حضرت علی رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمکو (یعنے اہل بیت علیہم السلام کو) خاص نہین کیا کسی چیز سے جو عموماً لوگون کو نہ بتلائی ہو مگر اس چیز سے جو میری تلوار
کے نیام مین ہے آپ نے اور ایک لکہا ہوا صحیفہ نکالا اوسمین یہ تہا کہ لعنت کرے اللہ تعالےٰ اوسپر جو سوا خدا کے اور کسی
کے لیے ذبح کرے اخیر حدیث تک اور نسائی نے اشتر وغیرہ کے طریق سے نکالا حضرت علی سے کہ اوس صحیفہ مین یہ تہا کہ
مسلمانون کے خون برابر ہین اور ذمہ کر سکتا ہے اُن مین سے ادنےٰ شخص اخیر حدیث تک اور امام احمد نے طارق بن
شہاب کے طریقہ سے روایت کیا کہ اوس مین صدقہ کے فرائض تہے اور ان روایتون مین جمع اس طور سے ہوگا
کہ صحیفہ ایک تہا اور اس مین یہ سب باتین لکہی ہونگی پہر جس راوی کو جو یاد رہا وہ اُس نے بیان کیا اور قتادہ نے
جو روایت ابو حسان سے کی اُنہون نے حضرت علی سے اوسمین یہ بیان کیا اور بعضے نے کل سب بہی بیان کیا نکالا اسکو
احمد اور بیہقی نے دلائل مین ابو حسان کے طریق سے اوسمین یہ ہے کہ حضرت علی رض ایک امر کا حکم کرتے پہر لوگ کہتے ہین کیا
اسکو وہ کہتے پہر فرمایا اللہ اور اسکے رسول نے اشتر نے کہا یہ جو آپ کہتے ہین کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خاص آپکو بتلائی تہی اور عام لوگون کو نہین بتلائی اخیر تک ذکر کیا حدیث کو طول کے ساتہہ (فتح الباری قسطلانی

نے کہا ہمارے امام شافعی اور مالک اور احمد اور اوزاعی اور لیث وغیرہ علما کا قول اس حدیث کے موافق ہے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کرینگے اور حنفیہ نے اس کا خلاف کیا ہے اور دلیل حنفیہ کی وہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو ایک ذمی کے بدلے قتل کیا اور فرمایا میں ان سب میں زیادہ عزت رکھتا ہوں جس نے پورا کیا اپنے ذمہ کو روایت کیا اسکو دارقطنی نے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے استدلال کے قابل نہیں اور پوری بحث اسکی اپنے مقام میں آویگی انشاء اللہ تعالی **حدثنا** ابو نعيم الفضل بن دكين قال حدثنا شيبان عن يحيى عن ابي سلمة عن ابي هريرة ان خزاعة قتلوا رجلا من بني ليث عام فتح مكة بقتيل منهم قتلوه فاخبر بذلك النبي صلى الله عليه وسلم فركب راحلته فخطب فقال ان الله حبس عن مكة القتل او الفيل قال ابو عبد الله كذا قال ابو نعيم وسلط عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم والمؤمنون الا وانها لم تحل لاحد قبلي ولا تحل لاحد بعدي الا وانها احلت لي ساعة من نهار الا وانها ساعتي هذه حرام لا يختلى شوكها ولا يعضد شجرها ولا تلتقط ساقطتها الا لمنشد فمن قتل فهو بخير النظرين اما ان يعقل واما ان يقاد اهل القتيل فجاء رجل من اهل اليمن فقال اكتب لي يا رسول الله فقال اكتبوا لابي فلان فقال رجل من قريش الا الاذخر يا رسول الله فانا نجعله في بيوتنا وقبورنا فقال النبي صلى الله عليه وسلم الا الاذخر الا الاذخر **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم فضل بن دکین نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شیبان (بن عبد الرحمان نحوی ادیب ابو معاویہ بصری) نے انہوں نے روایت کی یحیی (بن ابی کثیر صالح بن متوکل طائی عطار) سے انہوں نے ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف) سے انہوں نے ابو ہریرہ رض سے کہ خزاعہ (ایک شاخ ہے قبیلہ ازد کی) نے (یعنے خزاعہ کے ایک شخص نے) بنی لیث کے ایک شخص کو مار ڈالا جس سال مکہ فتح ہوا اُس مقتول کے بدلے جسکو بنی لیث نے مار ڈالا تھا **ف** خزاعہ میں سے جاہلیت کے زمانے میں حافظ ابن حجر نے کہا جسنے اسلام کی حالت میں قتل کیا خزاعہ میں سے اسکا نام خراش بن امیہ خزاعی تھا اور جو شخص جاہلیت کے زمانے میں خزاعہ میں سے مارا گیا تھا اسکا نام احمر تھا اور اسلام کے زمانے میں بنی لیث میں سے جو مارا گیا اسکا نام معلوم نہیں ہوا قسطلانی نے کہا سیر میں ہے کہ اسکا نام جندب بن اقرع ہذلی تھا **مترجم** کہتا ہے جسنے شخص کا نام معلوم نہیں ہوا جس نے احمر کو مارا تھا **ت** یہ خبر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا بیشک اللہ تعالے نے روک دیا مکہ سے قتل کو یا فیل کو امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا ایسا ہی کہا ابو نعیم نے **ف** یعنے شک کے ساتھ قتل یا فیل نسخہ مطبوعہ دہلی میں اس مقام پر یہ عبارت ہے ان الله حبس عن مكة القتل او الفيل

قَالَ مُحَمَّدٌ وَاجْعَلُوهُ عَلَى الشَّكِّ كَذَا قَالَ اَبُو نُعَيْمٍ الْقَتْلَ اَوِ الْفِيلَ وَغَيْرُهُ يَقُولُ الْفِيلَ یعنے کہا محمد
بن اسمعیل بخاری نے اس لفظ کو شک کے ساتھ رکھو ایسا ہی کہا ابو نعیم نے قتل یا فیل اور ابو نعیم کے سوا اور لوگ (جیسے عبید اللہ
بن موسے وہ روایت کرتے ہیں شیبان سے اور رفیق ہیں ابو نعیم کے اور حرب بن شداد وہ روایت کرتے ہیں یحیے
اور رفیق ہیں شیبان کے جیسے باب الدیات میں آویگا) فیل کہتے ہیں حرف فا سے جسکے معنے ہاتھی کے ہیں) اور متن قسطلانی
مطبوعہ مصر میں یوں ہے اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ اَوِ الْفِيلَ شَكَّ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ یعنے اللہ نے روکا مکہ سے
قتل یا فیل کو شک کیا امام ابو عبد اللہ بخاری نے اور متن فتح الباری میں یوں ہے اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ اَوِ
الْفِيلَ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ كَذَا قَالَ اَبُو نُعَيْمٍ اور اسکا ترجمہ اوپر گذرا قسطلانی نے کہا شَكَّ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ابوذر اور ابن عساکر
اور چاروں کی روایت میں نہیں ہے چاروں کی روایت میں یوں ہے قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ كَذَا قَالَ اَبُو نُعَيْمٍ هُوَ الْفَضْلُ
ابْنُ دُكَيْنٍ اور اس سے یہ غرض ہے کہ یہ شک امام بخاری کے شیخ سے ہوئی یعنے ابو نعیم سے اور وَاجْعَلُوا بہ صیغہ امر ہے اور
اصیلی کی روایت میں وَاجْعَلُوهُ ہے اور بعض نسخوں میں وَجَعَلُوهُ ہے اور بعض نسخوں میں بجائے قتل کے قتال ہے یعنے خون
کرنا اور شاید یہ تصحیف ہو انتہے مختصراً مترجم کہتا ہے مولوی عبد الحق صاحب نے فیض الباری میں اس مقام پر یہ ترجمہ کیا
ہے کہ قتیل یا قتل حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اختلاف قتل اور فیل میں ہے نہ قتیل اور قتل میں اور شاید یہ طبع کی غلطی ہے اور فیض
الباری میں جو ترجمہ غیرہ یقول کا یہ کیا ہے اور باقی لوگ سوائے شک کے فیل کا لفظ بولتے ہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ غیرہ
کی ضمیر ابو نعیم کیطرف پھرتی ہے یعنے ابو نعیم کے سوا اور لوگ فیل کہتے ہیں نہ شک کیطرف اور تعجب ہے کہ فیض الباری کے
مؤلف نے اسپر غور نہیں کیا اب جس صورت میں قتل کا لفظ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالے نے مکہ میں قتل کو روک دیا یعنے مکہ
میں قتال اور لڑائی کو حرام کر دیا روک دینے سے مراد منع کر دینا ہے اور جس صورت میں فیل کا لفظ ہو حرف فا سے تو مطلب یہ
ہوگا کہ اللہ تعالے نے مکہ سے ہاتھیوں کو روک دیا حافظ ابن حجر نے کہا یہ اشارہ ہوگا اس قصے کیطرف جو مشہور ہے کہ حبش کے لوگ
مکہ پر لڑنے کو آئے تھے اونکے ساتھ ہاتھی تھے اللہ تعالے نے اونکو روک دیا اور ابابیل پرندوں کو اونپر مسلط کیا وہ سب ہلاک
ہو گئے اوسوقت اہل مکہ کافر تھے تو جب مسلمان ہیں اسوقت تو مکہ والوں کی حرمت اور زیادہ ہے اور پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مکہ پر جہاد کیا یہ آپ سے خاص تھا اور کسی کو ایسا جائز نہیں اور اس مسئلے کا مفصل بیان کتاب
الحج میں آویگا انتہے مترجم کہتا ہے کہ متن ترجمہ فارسی صحیح بخاری میں یعنے تیسیر القاری میں یہ عبارت یوں ہے
اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ اَوِ الْفِيلَ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَبُو نُعَيْمٍ يَحْيٰى يَشُكُّ الْقَتْلَ اَوِ
الْفِيلَ یعنے ابو عبد اللہ نے کہا ابو نعیم نے کہا یحیے شک کرتے ہیں قتل ہے یا فیل ہے حالانکہ یہ عبارت مجھکو اسطرح کے

اور کسی نسخہ میں نہیں ملی اور نہ کسی شارح کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں شک ہے کیطرف سے اور تیسیر
شیخ الاسلام نے اپنی شرح فارسی میں اسی نسخہ کی پیروی کی اور جمعہ غلطی یہ کی کہ حرم بنا ستہ لکو سیاہ سوار کی قرار دیا حالانکہ
رہ گئی میں جیسے دیگر کہ از شیخ الاسلام نے کہا بعض نسخوں میں یہ عبارت ہے قال ابو عبد اللہ قال ابو نعیم فاجعلوه علی الشک
الفیل او القتل قسطلانی نے کہا مولف نے تصریح کی کہ جمہور فیل روایت کرتے ہیں حرف فا سے واللہ اعلم ف
اور مسلط (قابض اور حاکم) کیے گئے مکہ والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین آگاہ رہو وہ (یعنے مکہ) حلال نہیں ہوا
کسی کے لیے مجھ سے پہلے اور نہ (آئندہ) حلال ہوگا کسی کے لیے میرے بعد آگاہ رہو مکہ میرے لیے حلال ہوا تھا صرف ایک گھڑی
دن کے لیے آگاہ رہو وہ اس گھڑی میں (جسمیں میں بات کر رہا ہوں) حرام ہے نہ کاٹا جاوے کانٹا اسکا (اگر کسی کو
تکلیف ہو یا خشک ہوا وسکا کاٹنا درست ہے جیسے موذی جانور کا مارنا) اور نہ کاٹا جاوے درخت اسکا اور نہ اٹھایا جاوے
لقطہ اسکا (یعنے جو چیز وہاں پڑی ہوئی ملے) مگر وہ شخص اٹھا لیوے جو اوسکو پہنچوا دیوے پھر جس شخص کا کوئی مارا جاوے اسکو اختیار ہے
دو باتوں میں سے جو بہتر لگے وہ کرے یا تو دیت لیوے یا قصاص لیوے اتنے میں ایک شخص آیا یمن والوں میں سے وہ بولا یا رسول اللہ
لیے لکھ دیجیے (اس خطبہ کو جو میں نے آپ سے سنا ہے) آپ نے فرمایا لکھ دو ابو فلاں کو (اسکا نام ابوشاہ تھا جیسے مولف نے
لقطہ میں بیان کیا) (اسی فقرہ سے ترجمہ باب ثابت ہوتا ہے کہ علم کا لکھنا جائز ہے) پھر ایک شخص نے کہا قریش کے مگر اذخر
(جو ایک گھاس ہے خوشبودار مکہ میں پیدا ہوتی ہے) یا رسول اللہ (یعنے اسکے کاٹنے کی اجازت دیجیے) کیونکہ ہم اسکو اپنے
گھروں میں لگاتے ہیں (چھت کے لیے لکڑیوں پر یا مٹی میں ملاتے ہیں تاکہ درز نہ ہونے پاوے) اور قبروں میں (اس سوراخ بند کرنے کو
ہیں) یہ سنکر جناب سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر مگر اذخر ف دوبار تاکید کے لیے یعنے اذخر کا کاٹنا
درست ہے یہ اصیلی کی روایت ہے اور روایتوں میں ایک ہی بار ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ شخص قریش کے عباس بن عبد المطلب
تھے جیسے باب اللقطہ میں آویگا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ قریش کے ایک شخص نے کہا جسکو شاہ کہتے تھے اور یہ غلط ہے
من تیسیر القاری میں ہے فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا الاذخر ثلثا یعنے آپ نے فرمایا مگر اذخر تین بار اور یہ میں نے اور کسی نسخہ
میں نہیں پایا قسطلانی نے کہا بعض نسخوں میں یہاں ایک عبارت زیادہ ہے امام ابو عبد اللہ نے کہا یقاد بالقاف یعنی
عبد اللہ سے کہا گیا کہ آپ نے کیا چیز اسکے لیے لکھدی انہوں نے کہا یہی خطبہ لکھدیا اور یہ عبارت ابوذر اور اصیلی اور ابو الوقت
اور ابن عساکر کی روایتوں میں نہیں ہے **حدثنا** علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفیان قال حدثنا عمرو قال
اخبرنی وهب بن منبه عن اخيه قال سمعت ابا هريرة يقول ما من اصحاب النبي صلى الله عليه
وسلم احد اكثر حديثا عنه مني الا ما كان من عبد الله بن عمرو فانه كان يكتب ولا اكتب تابعه

مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبد اللہ (مدینی امام مشہور نقاد حدیث) نے انہون
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان (بن عیینہ) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمرو (بن دینار مکی حجمی امام مجتہد) نے انہون
نے کہا خبر دی مجھکو وہب بن منبہ (بن کامل بن سیج صنعانی ابناری ذماری) نے انہون نے روایت کی اپنے بھائی (ہمام بن
منبہ) سے انہون نے کہا مین نے سنا ابو ہریرہ رض سے وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین کوئی مجھسے
زیادہ آپ سے حدیثین روایت نہین کرتا مگر عبد اللہ بن عمرو بن عاص وہ جو کام کرتے تھے مجھسے ہوا وہ لکھتے تھے اور مین نہین لکھتا
تھا **ف** اسی فقرہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ عبد اللہ بن عمرو حدیثون کو لکھتے تھے حافظ ابن حجر نے کہا ہمام بن منبہ
وہب سے بڑے تھے لیکن وہب کے بعد مرے اور اس اسناد مین تین تابعی قریب قریب طبقہ کے ایک دوسرے سے روایت کرتے
ہین اور وہ عمرو اور وہب اور ہمام ہین اور ابو ہریرہ نے وجہ بیان کی عبد اللہ بن عمرو کی روایتین اپنی روایتون سے زیادہ
ہونے کی اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ ابو ہریرہ کو یقین تھا کہ صحابہ مین مجھسے زیادہ کوئی حدیثین روایت نہین کرتا مگر عبد اللہ
بن عمرو حالانکہ عبد اللہ بن عمرو کی روایتین جو موجود ہین ابو ہریرہ کی روایتین انسے دوچند اور سہ چند زیادہ ہین
علماء نے اسکے کئی سبب بیان کیے ہین ایک تو یہ کہ عبد اللہ عبادت مین زیادہ مشغول رہتے تھے بنسبت تعلیم کے اور اس وجہ
سے انسے روایتین کم ہوئین دوسرے یہ کہ بعد ملک فتح ہونے کے وہ مصر یا طائف مین رہے اور وہان طالب علم اتنے
نہ جاتے تھے جتنے مدینہ جاتے تھے اور ابو ہریرہ فتوے اور تحدیث پر مستعد رہے مرتے دم تک اور یہ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ ابو ہریرہ سے بہت لوگون نے حدیث سنی امام بخاری نے کہا آٹھ سو تابعین نے انسے روایت کی اور ایسا کسی صحابی سے
منقول نہین تیسرے یہ کہ ابو ہریرہ رض کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی وہ اس دعا کی برکت سے جو سنتے تھے
اسکو بھولتے نہ تھے جیسے ہم آگے بیان کرینگے چوتھے یہ کہ عبد اللہ کے ملک مین ایک اونٹ بھر کتابین اہل کتاب کی ہاتھ لگی
تھے وہ ان کتابونکو دیکھتے تھے اور ان مین سے روایت کرتے تھے اسوجہ سے اکثر تابعین نے انکی روایت سے پرہیز کیا اور یہ جو
ابو ہریرہ نے کہا مین لکھتا نہ تھا اسکے معارض نہین جو ابن وہب نے روایت کیا حسن بن عمرو بن امیہ کے طریق سے کہ ابو ہریرہ
میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور حدیث کی کتابین دکھلائین اور کہا یہ لکھی ہوئی ہین میرے پاس ابن عبد البر نے کہا
ہمام کی روایت زیادہ صحیح ہے اور دونون مین جمع ہو سکتا ہے اس طور سے کہ ابو ہریرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین
نہ لکھتے ہونگے اور اسکے بعد لکھا ہوگا مین کہتا ہون اس سے بہتر ایک وجہ ہے وہ یہ کہ حدیث انکے پاس لکھی ہوئی ہونے سے یہ لازم نہین
آتا کہ انہون نے خود لکھی ہو شاید کسی اور نے لکھی ہو اور یہی قرین قیاس ہے اسلیے کہ انسے یہ ثابت ہوا کہ مین نہین لکھتا تھا
انتہے ما فی فتح الباری قسطلانی نے کہا ابو ہریرہ سے پانچ ہزار تین سو حدیثین مروی ہین اور عبد اللہ سے سات سو حدیثین

ت

متابعت کی وہب بن منبہ کی (اس حدیث کو روایت کرنے میں ہمام سے) معمر (بن راشد) نے اونہوں نے روایت کی ہمام سے
اونہوں نے ابوہریرہ رض سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس متابعت کو عبدالرزاق نے روایت کیا معمر سے اور نکالا
اسکو ابوبکر بن علی مروزی نے کتاب العلم میں حجاج بن شاعر سے اونہوں نے معمر سے اور روایت کیا احمد نے اور
بیہقی نے مدخل میں عمرو بن شعیب کے طریق سے اونہوں نے مجاہد اور مغیرہ بن حکیم سے ان دونوں نے کہا ہم نے سنا ابوہریرہ رض
سے وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو مجھ سے زیادہ کوئی جاننے والا نہ تھا مگر جو عبداللہ بن عمرو سے
ہوا وہ لکھتے تھے اپنے ہاتھ سے اور یاد رکھتے تھے دل سے اور میں یاد رکھتا تھا اور لکھتا نہ تھا انہوں نے اجازت مانگی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لکھنے کی آپ نے اجازت دی انکو اور اسکا اسناد حسن ہے اور اسکا ایک اور طریق ہے اسکو نکالا عقیلی نے
عبدالرحمان بن سلمان کے حال میں انہوں نے روایت کی عقیل سے اونہوں نے مغیرہ بن حکیم سے اونہوں نے سنا ابوہریرہ رض
سے انہوں نے کہا کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو مجھ سے زیادہ جاننے والا نہ تھا مگر عبداللہ بن عمرو وہ لکھتے
تھے انہوں نے اجازت لی تھی آپ سے اپنے ہاتھ سے لکھنے کی جو آپ سے سنیں آپ نے اونکو اجازت دی تھی اخیر حدیث تک اور روایت
کیا احمد اور ابوداؤد نے یوسف بن ماہک کے طریق سے اونہوں نے عبداللہ بن عمرو سے کہ میں لکھتا تھا جو بات رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا پھر مجھکو منع کیا قریش نے اخیر حدیث تک اور اسمیں یہ ہے میں لکھتا ہوں اور قسم اسکی جسکے
ہاتھ میں میری جان ہے آپ کی زبان سے نہیں نکلتا مگر حق اور اس حدیث کو اور بھی طریق ہیں اور ایک سے دوسرے کو قوت ہوتی
ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یاد رکھنے میں عبداللہ بن عمرو اور ابوہریرہ برابر ہوں کیونکہ ابوہریرہ کو دعا تھی نہ بھولنے کی اور احتمال
ہے کہ ابوہریرہ نے جو عبداللہ بن عمرو کو اپنے سے زیادہ کہا اوسکا مطلب یہ ہو کہ دعا سے پہلے وہ مجھ سے زیادہ تھے کیونکہ میں
بھولجاتا اور وہ لکھ لیتے سو جب میں نہ بھولتا دیکھو کسکے ابوہریرہ سے جتنی حدیثیں پھیلیں وہ عبداللہ بن عمرو کی
حدیثوں سے دو چند سہ چند بلکہ زیادہ ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ابوہریرہ اس کام کے لیے مستعد رہے اور مدینہ میں انہوں
نے اقامت کی برخلاف عبداللہ بن عمرو کے اور اس حدیث سے اور اگلی حدیث سے اور ابوشاہ کے قصے سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ آپ نے حدیث لکھنے کی اجازت دی اور یہ معارض ہے ابوسعید خدری کی روایت کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مت لکھو مجھ سے قرآن کے سوا اخراج کیا اسکو مسلم نے اور جمع اسطور پر ہے کہ ممانعت خاص قرآن اترنے کے وقت اسواسطے کہ
قرآن اور حدیث مل نہ جاویں اور اجازت اور دنوں میں ہے یا ممانعت اسلیے ہے کہ قرآن کے ساتھ ملا کر ایک جگہ حدیث
نہ لکھو اور الگ الگ لکھنا جائز ہے یا یہ ممانعت پہلی تھی پھر اجازت کی حدیثیں اسکی ناسخ ہیں اور اجازت اسی وقت
جب قرآن سے التباس نہو اور بعضوں نے سمجھا ممانعت اسکے لیے ہے جو صرف کتابت پر بھروسا کرے اور یاد نہ رکھے

اور کہا ابوسعید کی حدیث معلول ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ موقوف ہے ابوسعید پر (یعنے ابوسعید کا قول ہے) یہ امام
بخاری نے کہا ہے اور علما نے اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین نے حدیث کا لکھنا مکروہ جانا ہے اور انہوں نے مستحب کہا ہے حدیث
کو حفظ کرنا جیسے اگلے لوگ حفظ کرتے تھے لیکن جب ہمتیں پست ہو گئیں اور علما کو ڈر ہوا علم کے ضائع ہو جانے کا
تو انہوں نے اسکو جمع کیا اور سب سے پہلے جس نے حدیث کو جمع کیا وہ ابن شہاب زہری تھے پہلی صدی کے اخیر میں انہوں نے جمع کیا عمر بن عبد العزیز کے حکم سے پھر بہت کتابیں تالیف
ہوئیں لکھی گئیں اور اسکی وجہ سے بڑا فائدہ ہوا شکر ہے اللہ تعالی کا مترجم کہتا ہے بعض ملحد بیدین یہ حجت کرتے ہیں کہ حدیث
کا اعتبار نہیں اسلیے کہ شارع یعنے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر حدیث کا قائم رکھنا منظور ہوتا تو حکم دیتے اسکے
لکھنے کا قرآن کی طرح حالانکہ آپنے منع کیا اسکے لکھنے سے اور اس کا جواب حافظ ابن حجر کی تقریر سے معلوم ہو گیا اور انکا جواب
دندان شکن یہ ہے کہ لکھنے کا حکم نہ دینے سے حدیث کی بے اعتباری نہیں ہوتی کیونکہ جب حدیث صحیح ہوئی تو یقین ہو گیا
کہ وہ آپ کا فرمودہ ہے اور قرآن میں صاف حکم ہے کہ جو رسول حکم دیں اوس پر عمل کرو **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ
ابْنِ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا
اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قَالَ ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ
قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللهِ حَسْبُنَا فَاخْتَلَفُوا وَكَثُرَ اللَّغَطُ قَالَ قُومُوا
عَنِّي وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كِتَابِهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن سلیمان بن یحیی (جعفی کوفی) نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی مجھ سے (عبد اللہ) ابن وہب نے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو یونس (بن یزید ایلی) نے انہوں نے روایت کی ابن شہاب
(محمد بن مسلم) زہری سے اور انہوں نے روایت کی عبید اللہ بن عبد اللہ (بن عتبۃ فقیہ مشہور) سے اونہوں نے روایت کی ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا جب آپکی بیماری سخت ہو گئی (یعنے مرض موت میں جسمیں آپ گذر گئے) اور مصنف
نے مغازی میں اور اسمعیلی نے روایت کیا کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات آن پہونچی اور مصنف نے سعید بن
جبیر کی روایت میں نکالا کہ یہ واقعہ جمعرات کے روز ہوا اور وفات آپکی چار دن بعد ہوئی (فتح الباری) **ف** آپنے
فرمایا میرے پاس کتاب لاؤ (یعنے کتاب لکھنے کا سامان مسلم کی روایت میں اسکی تصریح ہے کہ ہڈی لاؤ اور دوات یعنی مونڈھے کی
ہڈی کیونکہ عرب لوگ اسپر لکھتے تھے (فتح) میں تمکو ایک کتاب لکھدوں (یعنے لکھوا دوں یا خود آپ لکھدیں معجزے کے طور
پر اور اسکی بحث کتاب الصلح میں آویگی انشاء اللہ تعالی اور مسند احمد میں ہے کہ آپنے یہ حکم حضرت علی کو دیا تھا انہوں نے کہا مجھ
کو حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہڈی مونڈھے کی لانیکا تاکہ آپ وہ باتیں لکھدیں جنکی وجہ سے آپ کی امت

آپکے بعد گمراہ نہو) تم اسکے بعد گمراہ نہو حضرت عمرؓ نے کہا بیشک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا غلبہ
اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے وہ ہمکو کافی ہے پھر لوگون نے اختلاف کیا یعنے صحابہ نے کسی نے کہا کتاب لکھوانا چاہیے کسی نے
کہا سوقت کتاب لکھوانا آپ کو اور تکلیف دینا ہے) اور غل شور بہت ہوا **ف** فتح الباری مین ہے حضرت عمرؓ نے سمجھا کہ یہ کتاب
لمبی ہوگی اور اسکے لکھنے مین حضرت ؐ کو تکلیف ہوگی قرطبی وغیرہ نے کہا ائتونی یعنے لاؤ امر تہا اور امر کا مقتضی یہ
تہا کہ فورًا اسکی تعمیل کیجاتی لیکن حضرت عمرؓ اور ایک گروہ صحابہ کا یہ سمجھا کہ یہ امر وجوب کے لیے نہین ہے بلکہ ارشاد ہے اس
کام کیطرف جو زیادہ بہتر ہے اسلیے انہون نے برا جانا کہ آپ کو ایسے کام کی تکلیف دیوین جو آپ پر شاق گذرے ایسی بیماری
کی حالت مین اور اسی لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کافی ہے ہمکو اللہ کی کتاب اور ایک گروہ صحابہ کا یہ سمجھا کہ کتاب کا لکھا جانا
بہتر ہے کسلیے کہ اوسمین بجا آوری تہی آپکے حکم کی اور زیادہ ایضاح تہا مطلب کا اور آپنے جو حکم دیا صحابہ کو اوسپر چلانیکا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا امر وجوب کے لیے نہ تہا بلکہ اختیار کے طور پر تہا اور یہی سبب تہا کہ آپ اوسکے بعد کئی دن تک
زندہ رہے اور دوبارہ کتاب لکھونیکا حکم نہ دیا اور اگر کتاب لکھنا واجب ہوتا تو آپ اوسکو ترک کرتے صحابہ کے اختلاف
کی وجہ سے کیونکہ آپنے اللہ کا حکم پہونچانا ترک نہ کیا کسی مخالف کی مخالفت سے اور بعض اوقات مین صحابہ آپ کو جواب دیتے
تہے جبتک یقین نہ ہوتا کہ یہ حکم وجوبی ہے اور جب وجوب معلوم ہوجاتا تو فورًا اطاعت کرتے اور اسکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ
کتاب الاعتصام مین آئیگی اور یہ واقعہ بہی ان واقعون مین سے گنا جاتا ہے جن مین حضرت عمرؓ کی راے حکم الٰہی کے موافق
ہوئی ہے اور اختلاف ہے کہ اس کتاب مین آپ کیا لکھوانا چاہتے تہے بعضون نے کہا آپ یہ چاہتے تہے کہ احکام شرعیہ کو
صاف صاف لکھوادین تاکہ آئندہ اختلاف نہ ہو اور بعضون نے کہا آپ یہ چاہتے تہے کہ خلفاء کے نام لکھوادین جو آپکے
بعد مقرر ہونگے کہ خلافت مین اختلاف نہ ہو یہ سفیان بن عیینہ نے کہا ہے اور تائید کرتی ہے اسکی وہ روایت کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شروع بیماری مین جب آپ حضرت عائشہ کے پاس تہے یہ فرمایا کہ اپنے باپ اور بہائی کو بلا تا
کہ مین ایک کتاب لکھہ دون کیونکہ مین ڈرتا ہون کہین کوئی آرزو کرنیوالا (خلافت کی) آرزو نہ کرے اور کوئی کہنے والا
کچہہ نہ کہے حالانکہ اللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے اور مومنین بہی انکار کرتے ہین ابوبکر کے سوا دوسرے شخص کی خلافت سے نکالا
اسکو مسلم نے اور اول قول زیادہ ظاہر ہے اور شامل ہو دوسری بات کو بہی خطابی نے کہا حضرت عمرؓ نے یہ سمجھا کہ اگر
آپ مسائل اختلافی مین نص کر دینگے تو علماء کی فضیلت باطل ہوجاویگی اور اجتہاد کو کوئی گنجایش نہ رہیگی اور ابن جوزی
نے اسپر جو اعتراض کیا کہ اگر آپ ایک حکم یا چند احکام پر نص کر دیتے تو اس سے اجتہاد باطل نہ ہوتا کسلیے کہ حوادث
اور واقعات کا حصر ممکن نہین تو بہرحال اجتہاد کو بڑی گنجایش رہتی ابن جوزی نے کہا حضرت عمرؓ نے یہ خیال

کیا کہ اگر آپ غلبہ بیماری مین یہ کتاب لکہوا دینگے تو منافقون کو اسلام پر طعن کرنیکا ایک موقعہ ملجاویگا اور مغازی میں
اسکی تائید مین کچہہ بیان آویگا انتہے **مترجم** کہتا ہے خطابی اور ابن جوزی اور حافظ ابن حجر کے اس بیان سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد اور رائے پر دین مین عمل کرنا ہوسکتا ہے جہان نص نہو اور جب کسی مسئلہ مین قرآن یا حدیث کے
نص ہو تو وہان اجتہاد لغو ہے اور جو اجتہاد نص کے خلاف ہو وہ باطل ہے اور ایسے اجتہاد پر چلنا اور نص کو چہوڑ دینا
باجماع علما ناجائز ہے قسطلانی نے کہا جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی رائے پر اعتراض نکیا تو یہ دلیل ہے
اسکی کہ آپنے اونکی رائے کو پسند کیا اور توقف حضرت عمر کا اس باب مین صواب تہا خاصکر کیونکہ قرآن مین ہر چیز کا بیان
موجود ہے اور اسیوجہ سے اونہون نے کہا کافی ہے ہمکو اللہ کی کتاب انتہے **مترجم** کہتا ہے شیعہ کا اعتراض اس باب
مین حضرت عمر پر محض لغو ہے کیونکہ حضرت عمر کی شان اور اونکا ایمان اور اتہامات اور خیالات فاسدہ کو صاف
رد کرتا ہے جو شیعہ انکی نسبت کرتے ہین اور اگر بالفرض ایسا ہی تہا تو حضرت ص نے کتاب کے سامان لانے کا حکم حضرت
علی کو دیا تہا انہون نے یہ سامان لا دیا ہوتا اور کتاب لکہوادی ہوتی اور آپ خود اسکے بعد کئی روز تک زندہ رہے
اور ابوبکر صدیق سے امامت کرائی اگر آپ کو خلافت کے باب مین کوئی حکم الہی آیا ہوتا تو آپ اسکو ضرور لکہوا دیتے
اور شان پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی تہی کہ آپنے اللہ جل جلالہ کا حکم اسوقت پہونچایا جب خدا کے کوئی
یار تہا نہ مددگار ہر طرف مجمع کفار اور شرار رہتا اور آپنے کسی کی مخالفت اور ایذا رسانی کا خوف نکیا پہر ایسی حالت
مین جبکہ کوئی آپ کا مخالف نہ تہا بلکہ چارطرف جان نثار دوست اور ہوا خواہون کا مجمع تہا آپ اللہ تعالی کے حکم کو کیون
چہپاتے اور جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے معاذ اللہ ایسا گمان رکہتے ہین خدا اونکا منہ کالا کرے **ف** آپنے
فرمایا اٹھ جاؤ میرے پاس سے اور میرے سامنے جہگڑا کرنا مناسب نہین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے
کہ آپنے جو حکم فرمایا تہا اسکی اطاعت کرنا فوراً بہتر تہی اگرچہ جو حضرت عمر نے اختیار کیا وہ صواب تہا کیونکہ بعد کو آپنے
اوسکا تدارک نکیا اور قرطبی نے کہا احکام مین جو صحابہ نے اختلاف کیا وہ ایسا ہی اختلاف ہے جیسے آپنے فرمایا تہا
کوئی تم مین سے عصر کی نماز نہ پڑہے مگر بنی قریظہ کے محلہ مین پہر بعض صحابہ ڈرے کہ عصر کی نماز قضا ہو جاویگی انہون
نے راہ مین پڑہ لی اور بعضون نے ظاہر حکم سے تمسک کیا انہون نے نماز نہین پڑہی جب تک بنی قریظہ کے محلہ مین نہ
پہونچ لیے اور آپنے کسی فریق کو ملامت نہ کی کیونکہ دونون نے اجتہاد کیا اور ہر ایک کی نیت بخیر تہی انتہے **ف**
پہر ابن عباس نکلے کہتے تہے مصیبت ہے بڑی مصیبت جسنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کتاب لکہوانے سے روکا
ف حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عباس اون صحابہ کے ساتھ تہے جو کتاب لکہونے کے

حلم کے وقت موجود تھے اور وہ اسی وقت نکلے یہ کہتے ہوئے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ابن عباس نے یہ قول اسوقت کہا
جب انہوں نے یہ حدیث روایت کی اور مؤلف کی روایت سے جو باب الاعتصام میں ہے اور احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے
اور ابن تیمیہ رح نے رد روافض میں اسپر جزم کیا ہے اور ہر ایک حدیث کی تفصیل اپنے مقام پر آویگی اور معمر کی روایت
میں اتنا زیادہ ہے لاختلافہم ولغطہم یعنے اونکا اختلاف سبب ہوا اس کتاب کے نہ لکھے جانیکا اور اسحدیث میں دلیل
ہے کہ علم کی کتابت جائز ہے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ اختلاف کبہی سبب ہو جاتا ہے خیر سے محروم ہونیکا جیسے دو آدمیوں کا جھگڑا
باعث ہوا شب قدر بہول جانیکا اور یہ بہی نکلا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد جائز تہا ان
مسائل میں جنمیں کوئی حکم آپ پر نہ اترا تہا اور ہم اسکی باقی بحث سیرۃ نبوی کے اخیر میں کتاب المغازی میں انشاء اللہ
تعالی بیان کرینگے انتہی مختصرًا **باب** العِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّيْلِ رات کو تعلیم اور وعظ کا بیان **ف** اس باب کے
لانے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ عشاء کے بعد جو باتیں کرنیکی ممانعت دوسری حدیث میں آئی ہے وہ خاص ہے
دنیا کی باتوں سے یا بیکار باتوں سے اور دین کی تعلیم اور نصیحت رات کو ہر وقت درست ہے (فتح) **حدثنا** صدقۃ
قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَعَمْرٌو وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ هِنْدٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا
ذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ اَيْقِظُوْا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا
عَارِيَةٍ فِي الْاٰخِرَةِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے صدقہ (بن فضل مروزی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو (سفیان) ابن عیینہ
نے اونہوں نے روایت کی معمر (بن راشد) سے انہوں نے زہری (محمد بن مسلم) سے انہوں نے ہند (بنت حارث فراسیہ) سے
انہوں نے ام المومنین جناب ام سلمہ رض (اونکا نام ہند ہے یا رملہ بیٹی ہیں سہل بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم
کی اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت علم حاصل کیا اس کتاب میں انسے چار حدیثیں مروی ہیں) سے
اور روایت کیا سفیان بن عیینہ نے اسحدیث کو عمرو (ابن دینار) اور یحیی بن سعید (انصاری) سے اونہوں نے روایت کی
زہری سے اونہوں نے ہند سے اونہوں نے حضرت بی بی ام سلمہ رض سے انہوں نے کہا ایک رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم جاگ اٹھے (نیند سے) پہر فرمایا سبحان اللہ (یہ تعجب کے لیے ہے) اس رات کو کتنے فتنہ اترے (یعنے عذاب) اور کتنے خزانے
کہل گئے جگاؤ حجرے والیوں کو (یعنے امہات مومنین کو) کیونکہ بہت عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں پہنے اوڑہے ہیں
(ایسے کپڑے جو باریک ہیں جنمیں سے بدن دکہلائی دیتا ہے) وہ ننگی ہونگی آخرت میں **ف** حافظ ابن حجر نے
کہا وعمرو معطوف ہے معمر پر اس صورت میں بالکسر ہوگا اور ممکن ہے کہ شروع جملہ ہو تو مرفوع ہوگا اور دونو طرح مروی

ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابن عیینہ نے اس حدیث کو تین آدمیون سے سنا معمر اور عمرو اور یحییٰ بن سعید اور حمیدی نے اپنی مسند مین
حدثنا معمر عن الزہری اور حدثنا عمرو و یحییٰ بن سعید ابن عیینہ سے نقل کیا ہے تو اوسمین تصریح ہے کہ ابن عیینہ نے
ان تینون سے یہ حدیث سنا اور یحییٰ بن سعید اس اسناد مین انصاری ہین نہ یحییٰ بن سعید قطان اور جسنے قطان
سمجھا اوسنے غلطی کی کیونکہ قطان نے زہری سے نہین سنا نہ ان سے ملاقات کی اور ایک روایت مین ہند کا نام ہے
بلکہ عن امراۃ ابہام کے طور پر ہے اور شاید زہری نے کبھی اس عورت کا نام لیا اور کبھی نام نہ لیا اور امام مالک نے
اوسکو موطا مین روایت کیا یحییٰ بن سعید انصاری سے انہون نے زہری سے اوسمین ہند کا ذکر ہے نہ ام سلمہ کا
اور خزانے سے یہان رحمت مراد ہے اور فتنہ سے عذاب کرمانی نے کہا اور آپکو یہ امر فرشتون کے بتلانے سے معلوم ہوا یا آپکو
خواب مین وحی آئی کہ آپکے بعد دنیا مین یہ فتنے ہونگے اور بعضون نے خزانے کہا ہے فارس اور روم کا فتح ہونا مراد لیا
ہے اور یہ جو آپنے فرمایا کہ بہت سی عورتین دنیا مین پہنی ہین لیکن آخرت مین ننگی ہون گی یہ سبب ہے اُنکے جگانیکا تا
کہ وہ عبادت مین غفلت نہ کرین اور ہمیشہ بہروسا نہ کرین کہ وہ رسول کی بی بیان ہین اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ تعجب کے مقام
سبحان اللہ کہنا درست ہے اور جاگتے وقت اللہ کا نام لینا مستحب ہے اور اپنے گہر والون کو رات کی نماز کے لیے جگانا مستحب
ہے خاصکر جب کوئی نشانی پروردگار کی نمود ہو اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب الفتن مین آویگی اور اس اسناد مین تین
تابعی ہین ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ ہند صحابیہ ہے اگر یہ قول صحیح ہو تو ایک صحابیہ دوسری صحابیہ سے روایت
کرتی ہین اور ایک تابعی دوسرے تابعی سے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جب آفت کا ڈر ہو تو نماز پڑھنا چاہیے جیسے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ اور آپ کو جب کچھ رنج ہوتا تو آپ نماز شروع کر دیتے اور جو شخص خواب مین بری بات
دیکھے وہ بھی نماز پڑھے اور اسکا بیان اپنے مقام پر آویگا اور جب ہول کی بات دیکھے تو تسبیح کہے اور عالم اپنے شاگرد کو
ڈر کی بات بتلا دے اور جو اسکی تدبیر ہو وہ سمجہا دیوے انتہیٰ مختصرًا قسطلانی نے کہا آخرت مین ننگے ہونے سے حقیقۃً ننگے ہونا
مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ نیکیون سے ننگی ہونگی اور یہ حدیث کتاب الفتن مین آویگی انشاء اللہ تعالیٰ انتہیٰ۔ حدیث سے یہ نکلا
کہ رات کو دین کی تعلیم اور نصیحت درست ہے اور یہی مطلب نکالنے کے لیے امام بخاری اس حدیث کو اس باب مین لائے **باب**
السمر فی العلم سونے سے پہلے رات کو علم کی باتین کرنا **ف** اس سے پہلے باب مین رات کو علم کی باتین کرنیکا بیان تہا
تو یہ باب خاص ہے اور پہلا باب عام ہے **حدثنا** سعید بن عفیر قال حدثنی اللیث قال حدثنی عبد
الرحمن بن خالد عن ابن شہاب عن سالم و ابی بکر بن سلیمان بن ابی حثمۃ ان عبد اللہ بن عمر قال صلی
بنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فی آخر حیاتہ فلما سلم قام فقال ارأیتکم لیلتکم ہذہ

فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا یَبْقٰی مِمَّنْ هُوَ عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے سعید بن عفیر نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے لیث بن سعد (مصر کے عالم) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عبدالرحمان بن خالد (بن مسافر فہمی) نے انہون روایت کی ابن شہاب زہری سے انہون نے سالم (بن عبداللہ بن عمر) سے اور ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے انسے امام بخاری نے صرف یہی حدیث روایت کی وہ بھی سالم کے ساتھ) انہون نے کہا عبداللہ بن عمر (بن خطاب رض) نے کہا نماز پڑہی ہمارے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی اپنی اخیر عمر مین (وفات سے ایک مہینہ پہلے) جب سلام پھیر اتو کہڑے ہوگئے پھر فرمایا بھلا تم بتلاؤ تو اپنے اس رات کے حال کو سو البتہ حال تو یون ہے کہ اس رات سے سو برس کے سرے تک (یعنے سو برس کے اخیر تک) جو آدمی زمین پر ہے کوئی باقی نہ رہیگا **ف** اصیلی کی روایت مین فَاِنَّ عَلٰی رَأْسِ ہے یعنے سو برس کے ختم تک مطلب یہ ہے کہ اسوقت جو لوگ زمین پر موجود ہین ان مین سے سو برس پورے ہونے تک کوئی زندہ نہ رہیگا ابن بطال نے کہا آپ کا مطلب یہ ہے کہ سو برس کی مدت مین اسوقت جو لوگ موجود ہین وہ سب مر جاوینگے تو ڈرایا انکو کہ عمر تہوڑی ہے اور ایسے عمرین نہین جیسے اگلی امتون کی تہین تاکہ وہ کوشش کرین عبادت مین اور نووی نے کہا مراد یہ ہے کہ اس رات کو جو زمین پر موجود ہے وہ سو برس سے زیادہ نہ جیےگا اور یہ غرض نہین ہے کہ جو کوئی اس رات کے بعد پیدا ہوگا وہ سو برس تک نہ جیےگا (فتح الباری) قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ حضرت خضر مر گئے اور یہ استدلال تمام نہین کیونکہ جائز ہے کہ زمین سے مراد خاص زمین ہو عرب کی اور خضر اسوقت وہان نہ ہون تیسیر القاری مین ہے کہ شاید خضر اس رات کو زمین ہی پر نہ ہون اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد وہ لوگ ہون جنکو تم دیکھتے ہو اور پہچانتے ہو اس صورت مین یہ نص ہوگا حضرت خضر ع کی موت پر انتہے حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الصلوۃ مین آویگی تحفۃ الاخیار مین ہے مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جب عمر ایسی کم ٹہیری تو دنیا کا لالچ کرنا بے فائدہ ہے اور دوسرا فائدہ اس بیان کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا تہا کہ میرے بعد بعضے جہوٹے لوگ میری صحبت کا دعوی کرینگے جیسے کہ ہندوستان مین کئی سو برس کے بعد بابا رتن حضرت کی صحبت کا دعوی کرتا تہا سو اس حدیث سے اسکا دعوے غلط ہو گیا اسواسطے کہ حضرت کی قرن کے لوگ سو برس کے اندر گذر گئے **مترجم** کہتا ہے جیسے حضرت م نے اس حدیث مین ارشاد فرمایا تہا ویسا ہی ہوا سب سے اخیر جو صحابی دنیا سے گذرے وہ عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمر بن جحش لیثی تہے انکی کنیت ابو الطفیل تہی جس سال احد کی لڑائی ہوئی وہ اس سال پیدا ہو گئے تہے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تہا اور ابوبکر سے روایت کی اور سنہ ایکسو دس ہجری مین انکا انتقال ہو گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ **حدثنا** آدم قال

حدثنا شعبة قال حدثنا الحکم قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال بت فی بیت خالتی میمونة بنت الحارث زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندھا فی لیلتھا فصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم العشاء ثم جاء الی منزلہ فصلی اربع رکعات ثم نام ثم قام ثم قال نام الغلیم او کلمة تشبھھا ثم قام فقمت عن یسارہ فجعلنی عن یمینہ فصلی خمس رکعات ثم صلی رکعتین ثم نام حتی سمعت غطیطہ او خطیطہ ثم خرج الی الصلوة **ترجمہ**

حدیث بیان کی ہمسے آدم ابن ابی ایاس نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حکم ابن عتیبہ بن نہاس فقیہ کوفی نے انہوں نے کہا مین نے سنا سعید بن جبیر سے انہوں نے روایت کی ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا مین رات کو رہا اپنی خالہ ام المومنین میمونہ بنت حارث کے گہر مین جو بی بی تہین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اس رات کو آپ اونہی کے پاس تہے کیونکہ وہ رات انکی باری کی تہی پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑہی (مسجد مین) بعد اوسکے (مسجد سے) اپنے ٹہکانے مین آئے (یعنی حضرت میمونہ رضہ کے حجرے مین) پہر چار رکعتین پڑہین پہر سو رہے پہر کہڑے ہوئے (یعنی بیدار ہوکر) پہر فرمایا چھوٹا لڑکا سو رہا (یہ ابن عباسؓ کو فرمایا پیار سے) یا اور کوئی کلمہ اسکے مشابہ فرمایا (یہ شک ہے راوی کی) پہر آپ کہڑے ہوئے (نماز کے لیے) مین آپکے بائین طرف کہڑا ہوا آپنے مجہے اپنے داہنے طرف کر لیا پہر آپنے پانچ رکعتین پڑہین گویا رات کی نماز کی کل آٹھ رکعتین ہوئین اور ایک رکعت وتر کی) پہر آپنے دو رکعتین پڑہین (فجر کی سنتین) پہر سو رہے یہانتک کہ مینے آپکے خراٹے کی آواز سنی (پہر آپ جاگے) پہر آپ نکلے نماز کے لیے **ف** یعنی فجر کی نماز کے لیے حافظ ابن حجر نے کہا کرمانی یہ سمجہے کہ اخیر کی دو رکعتین بہی رات کی نماز مین داخل تہین اور ابن عباس نے اونکو جدا بیان کیا اسلیے کہ ابن عباس نے اونمین اقتدا نہ کی یا پانچ ایک سلام سے پڑہین اور دو ایک سلام سے اور یہ احتمال ہو سکتا ہے لیکن ان دو رکعتون کو فجر کی سنتین کہنا بہتر ہے تا کہ ختم وتر پہ ہو اور اس مسئلہ کی تفصیل کتاب الصلوة باب الوتر مین انشاء اللہ تعالی آویگی اور ابن عمر کی حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے ظاہر ہے کیونکہ آپنے عشا کی نماز کے بعد یہ بات فرمائی کہ اب جو لوگ موجود ہین اُن مین سے دنیا مین سو برس تک کوئی نہ رہیگا تو گویا رات کو دین کی بات کی اور یہی ترجمہ باب تہا اور ابن عباس کی حدیث کی مناسبت مین علماء کا اختلاف ہے ابن منیر نے کہا یہ جو آپنے فرمایا چھوٹا لڑکا سو رہا یہی رات کی بات ہے اور احتمال ہے کہ ابن عباس نے جو فعل آپکے رات کو دیکہے یہی رات کی باتین ہون کیونکہ تعلیم عام ہے قولاً ہو یا فعلاً تو گویا ابن عباس نے رات کو علم حاصل کیا کرمانی نے کہا یہ جو آپنے ابن عباس کو بائین طرف سے داہنے طرف کر لیا یہ ترجمہ باب ہے گویا آپنے فرمایا میرے داہنے

حضرت کہڑا ہو وراین عباس نے کہا مین کہڑا ہوا اور ان سب توجیہون پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک کلمہ کہنے کو سمر نہین
کہتے اسیطرح ابن عباس نے جو افعال دیکہے اونکو سمر کہتے ہین نہ سمر کیونکہ سمر خاص ہے زبان سی علاوہ اسکے یہ ایک کلمہ
بہی آپنے سونیکے بعد فرمایا اور سونیکے بعد جو بات کرین وہ سمر نہین ہے کرمانی نے کہا احتمال ہے کہ امام بخاری کا مقصد
اسحدیث کے لانے سی یہ ہو کہ جب کئی عزیز آنے والے اکٹہا ہوتے ہین تو اسمین دل لگی کے لیے ضرور کچہہ کچہہ باتین ہوتی ہین
حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کل حدیثین علم ہین اور فائدہ کہتے ہین مین کہتا ہون ان توجیہون سے بہتر یہ توجیہ
ہے کہ مناسبت باب اسحدیث کے دوسرے طریق سے نکلتی ہے اور مولف نے ایسا بہت کیا ہے اور اسکی غرض یہ ہے
کہ حدیث کی طالب کو اوسکے تمام طریقے مستحضر کرنا چاہیے اور ہر ایک راوی کے الفاظ پر دہیان کرنا چاہیے اور حدیث
کی تفسیر حدیث سی بہتر ہے اس سے کہ گمان پر خوض کیا جاوے اور وہ طریق خود مولف نے کتاب التفسیر مین نکالا کریب
سے اونہون نے ابن عباس سے اوسمین یہ ہے کہ مین ایک شب میمونہ کے گہر مین رہا تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک گہڑی
تک اپنی بی بی سے باتین کین پہر سورہے اخیر تک اس صورت مین ترجمہ باب کی مناسبت صحیح ہوگئی اور ان تکلفات
کی حاجت نہ رہی شکر اللہ تعالے کا اب اگر کوئی کہے کہ اس صورت مین سمر دنیا کی باتون مین ثابت ہوا نہ علم مین اسکا جواب
یہ ہے کہ جب سمر دنیا کی بات مین جائز ہوا تو علم کی باتون مین بطریق اولی جائز ہوگا اور ہم اسحدیث کو مباحث کتاب
الوتر مین بیان کرینگے اور اسی باب مین داخل ہے انس کی حدیث کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عشا کے
بعد صحابہ کو خطبہ سنایا اور مصنف نے اوسکو کتاب الصلوة مین بیان کیا اور انس کی ایک اور حدیث ہے اسید بن حضیر
کے قصے مین مصنف نے اسکو مناقب مین بیان کیا اور ایک حدیث حضرت عمر کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم ابو بکر کے ساتہہ سمر کرتے تہے مسلمانون کے کسی کام مین نکالا اوسکو ترمذی اور نسائی نے اور اسکے راوی ثقہ
ہین اور وہ صحیح ہے اس طریق مین البتہ اسکی اسناد مین اختلاف ہے علقمہ پر اور اسیواسطے امام بخاری نے اسکو نہین
نکالا کیونکہ وہ انکی شرط کے موافق نہ ہوگی اور ایک حدیث ہے عبد اللہ بن عمرو کی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم ہمسے بنی اسرائیل کے حال بیان کرتے فجر تک اور نہ اٹہتے مگر بڑی نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے
اور صحیح کیا اسکو ابن خزیمہ نے اور یہ روایت ابو حسان کی ہے عبد اللہ بن عمرو سے اور بخاری کی شرط پر نہین ہی اور
یہ حدیث کہ سمر نہین ہے مگر مصلی یا مسافر کے لیے اسکو امام احمد نے روایت کیا اور اسکے سند مین ایک راوی مجہول
ہے اور برتقدیر ثبوت کے علم کا سمر نفل صلوة کے سمر کی طرح ہے اور حضرت عمر نے سمر کیا ابو موسے کے ساتہہ فقہ کی کچہہ
پہر ابو موسے نے کہا نماز حضرت عمر نے کہا مین نماز ہی مین ہون تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا عینی نے حافظ

صاحب پر یہ اعتراض کیا کہ جب مولف نے کتاب التفسیر میں یہ حدیث دوسری جگہ اور دوسرے الفاظ سے بیان کی
تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ باب کی مناسبت اس حدیث سے نکلے جو دوسرے باب میں مروی ہے، اور تعجب ہے کہ حافظ ابن حجر نے یہ کہا کہ حدیث
کی تفسیر حدیث سے بہتر ہے گمان پر خوض کرنے سے کیونکہ ان لوگوں نے حدیث کی تفسیر گمان سے نہیں کی بلکہ ترجمہ
باب کی مطابقت گمان سے بیان کی انتہے مترجم کہتا ہے خدا حافظ ابن حجر کا درجہ بلند کرے یہ انکا کمال تبحر تھا کہ
انہوں نے اس باب کی مناسبت خود مؤلف کے دوسرے طریق سے نکالدی اور دوسرے شراح کو یہ امر نہ سوجھا کیونکہ انکو
حافظ صاحب کیطرح صحیح بخاری محفوظ نہ تھی پس یہ امر تعریف اور شکر گذاری کے لائق تھا نہ اعتراض اور جرح کے
قابل اور یہ امر کہ بخاری ایک ترجمہ باب کی مناسبت دوسرے باب کی حدیث سے نکال لیتے ہیں یہ ظاہر ہے امام بخاری کی
عادت ہے اور اوپر بھی ایسی صورت ایک ترجمہ باب میں گذر چکی ہے اور ساری کتاب میں تو ایسا بہت مقامات میں
ہوا ہے اور اسمیں جو فائدہ تھا وہ خود حافظ صاحب نے بیان کر دیا ہے یہ اعتراض حافظ صاحب پر نہوا بلکہ امام بخاری
پر اور عینی کی یہ شان نہیں کہ امام بخاری کے اغراض خفیہ اور مطالب دقیقہ کو جو اسرار علوم حدیث میں سمجھ سکیں
اب رہا حافظ صاحب کا یہ کہنا کہ حدیث کی تفسیر حدیث سے بہتر ہے گمان پر خوض کرنے سے اسکا یہ مفہوم نہیں کہ ان لوگوں
نے اس مقام میں حدیث کی تفسیر گمان سے کی ہے بلکہ غرض حافظ ابن حجر کی یہ ہے کہ کرمانی وغیرہ علماء کا یہ حال ہے
کہ اکثر تفاسیر اور توجیہات ظنی اور عقلی کیا کرتے ہیں حالانکہ علم حدیث میں اس قسم کی توجیہات اکثر غلط نکلتی ہیں
پس جہانتک ہو سکے حدیث کی تفسیر حدیث ہی سے بہتر ہے یا مطلب حافظ صاحب کا یہ ہے کہ سمرشے العلم جو ترجمہ
باب ہے وہ درحقیقت ایک حدیث ہے کیونکہ امام بخاری کا ترجمہ باب درحقیقت مضمون حدیث ہے خواہ صراحتاً ہو یا
استنباطاً اس حدیث کی تفسیر جب خود حدیث سے ہو جاوے تو اٹکل پچو باتوں سے بہتر ہے واللہ اعلم قسطلانی نے کہا
آپ سو گئے پھر نماز کو نکلے اور وضو نہ کیا یہ آپکے خصائص میں سے ہے یعنے ان باتوں میں سے جو آپ سے خاص ہیں
کیونکہ آپکی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہیں سوتا تھا اور اسکی پوری بحث آپ کی تہجد کے باب میں آویگی انتہے مختصراً ۱۲

باب حفظ العلم علم کو یاد رکھنے کا بیان **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب میں امام بخاری نے سوا
ابوہریرہ کے اور کسی سے روایت نہیں کی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ابوہریرہ تمام صحابہ میں حدیث کو زیادہ حافظ تھے
امام شافعی نے کہا ابوہریرہ زیادہ حافظ ہیں اپنے زمانہ کے حدیث روایت کرنیوالوں میں اور ابن عمر رضہ نے انکی جنازہ
پر رقت کی اور کہنے لگے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو یاد رکھتے تھے مسلمانوں کے لیے روایت کیا اسکو ابن سعد
نے اور اس باب میں جو تیسری روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی سب محفوظ حدیثوں کو بیان نہیں کیا

باوجود اسکے انکی حدیثین سب سے زیادہ ہین اور عبد اللہ بن عمر کو جو انہون نے اپنے پر مقدم کیا وہ اسکے معارض نہین کیونکہ
اوپر ہم اسکا جواب بیان کر چکے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ نے جو بات سنی اسکو کبھی نہین بھولے
اور یہ فضیلت اور کسی کے لیے حاصل نہین ہوئی انتہے **حدثنا** عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلَوْلَا اٰيَتَانِ فِيْ كِتٰبِ
اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيْثًا ثُمَّ يَتْلُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى اِلٰى قَوْلِهِ الرَّحِيْمُ اِنَّ
اِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ
الْعَمَلُ فِيْ اَمْوَالِهِمْ وَاِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِهِ وَيَحْضُرُ مَا لَا
يَحْضُرُوْنَ وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُوْنَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن عبد الصمد (اویسی مالی) نے انہون
نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک (بن انس امام الائمہ) نے اونہون نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے انہون نے
اعرج (عبد الرحمن بن ہرمز) سے انہون نے ابوہریرہ رض سے انہون نے کہا لوگ کہتے ہین کہ ابوہریرہ نے بہت حدیثین
بیان کین (اور انصار اور مہاجرین نے انکے برابر حدیثین بیان نہ کین یہ مولف نے باب المزارعۃ مین زیادہ کیا) اور اگر دو
آیتین اللہ کی کتاب مین نہ ہوتین تو مین کوئی حدیث بیان نہ کرتا پھر ابوہریرہ نے یہ آیت پڑھی جو لوگ چھپاتے ہین جو ہم نے
اوتارا نشانیون مین سے اور راہ کی سوجھ رحیم تک ہمارے بھائی مہاجرین مین سے وہ تو بازار کی خرید فروخت مین مشغول
رہتے اور ہمارے بھائی انصار مین سے وہ اپنی کھیتون مین کام کرتے رہتے اور ابوہریرہ پیٹ بھر کر رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کے ساتھہ رہتا اور دیکھتا وہ باتین جو وہ نہ دیکھتے اور یاد رکھتا جو وے یاد نہ رکھتے **ف** مطلب ابوہریرہ
کا یہ ہے کہ اگر قرآن مین علم چھپانے والون کی برائی نہ ہوتی تو مین حدیث کی بیان کرنے مین اتنی کوشش نہ کرتا پھر بیان
کیا اپنے پاس زیادہ حدیثین ہونے کی وجہ کو مسلم کی روایت مین ہے کہ انصار اپنی زمین کے کامون مین مشغول رہتے
اور ابن سعد کی روایت مین ہے کہ اونکو مشغول رکھتا اپنی زمینون کا بندوبست اور مصنف نے بیوع مین اتنا زیادہ
کیا ہے کہ مین ایک مسکین آدمی تھا صفہ کے مساکین مین سے (صفہ مسجد کا سائبان جسمین حضرت کے وقت فقرا رہا کرتے) اور
امام بخاری نے تاریخ مین اور حاکم نے مستدرک مین طلحہ بن عبید اللہ سے اس حدیث کا ایک شاہد روایت کیا ہے اس
مین یہ ہے کہ بیشک ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ سنا ہے جو ہم نہ سنتے تھے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ ابوہریرہ مسکین تھے
اونکے پاس کچھہ نہ تھا وہ مہمان رہتے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور امام بخاری نے تاریخ مین اور بیہقی نے مدخل مین
محمد بن عمارہ بن حزم سے روایت کیا کہ وہ ایک مجلس مین بیٹھے جس مین دس بارہ کئی بوڑھے صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ

سلم کے جب تہے ابوہریرہ نے حدیثین بیان کرنا شروع کین اون سے اور ان مین سے بعض شخص اُن حدیثون کو نہین پہچانتے
تہے وہ دوبارہ پوچہتے تہے سمجہنے کے لیے پہر ابوہریرہ حدیثین بیان کرنے لگتے تہے یہان تک کہ کئی مرتبہ اُنہون نے ایسا کیا
اوس مین مین سمجہا کہ ابوہریرہ سبھون سے زیادہ حافظ ہین (حدیث کی) اور احمد اور ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا اُنہون
نے ابوہریرہ سے کہا تم ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ رہتے تہے اور ہم سب سے زیادہ تم آپ کی حدیث کو
پہچانتے ہو ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس حدیث کی اسناد مین اختلاف ہے زہری پر امام مالک نے اوسکو اسی
طرح روایت کیا اور موافقت کی اُنکی ابراہیم بن سعد اور سفیان بن عیینہ نے اور روایت کیا اسکو شعیب نے زہری سے
اونہون نے سعید بن المسیب سے اور ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے اُن دونون نے روایت کیا ابوہریرہ سے اور متابعت
کی شعیب کی یونس بن یزید نے اور دونون سند محفوظ ہین صحیح کہا اونکو شیخین نے اور اُنہون نے زہری سے کچہہ زیادہ
نقل کیا جسکو ہم دوسری حدیث مین بیان کرینگے (فتح الباری) **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ
قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُهُ قَالَ فَغَرَفَ
بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے احمد بن ابی بکر ابومصعب
(قاضی اور عالم مدینہ شاگرد امام مالک کے) نے اُنہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن ابراہیم بن دینار نے (یہ مفتی تہے مدینہ
کے امام مالک کے ساتہہ) اُنہون نے روایت کیا ابن ابی ذئب (محمد بن عبدالرحمان بن مغیرہ بن حارث بن ابی ذئب
قرشی مدنی عامری) نے (امام احمد نے کہا ابن ابی ذئب امام مالک سے افضل تہے مگر امام مالک حدیث کے راویون کو
زیادہ جانچتے تہے) اونہون نے روایت کیا سعید ابن ابی سعید مقبری سے اُنہون نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
اونہون نے کہا مینے عرض کیا یا رسول اللہ مین آپ سے بہت حدیثین سنتا ہون اور سنکر بہول جاتا ہون آپ نے فرمایا
تو اپنی چادر پہیلا ابوہریرہ نے کہا مینے چادر پہیلائی اور آپ نے اپنے دونو ہاتہون سے ایک لپ لیا (اللہ تعالی کے
فیض کا اور وہ پہر چادر مین ڈال دیا) پہر فرمایا آپنے اب چادر لپیٹ لے مینے اوسکو لپیٹ لیا اسکے بعد پہر مین کوئی
بات نہ بہولا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابن عیینہ کی روایت مین زہری سے یہ ہے کہ پہر قسم اُسکی جسنے آپکو سچائی
کے ساتہہ بہیجا مین کوئی بات نہ بہولا جو آپ سے سنی تہی اور مسلم نے یونس سے روایت کیا اسمین یہ ہے کہ اس روز سے
مین کوئی حدیث نہین بہولا جو آپنے مجہ سے بیان کی ان ابوہریرہ سے نہ بہولنے کی خصوصیت حدیث سے نکلتی ہے
اور شعیب کی روایت مین ہے کہ میت آپ کی اس بات مین سے کچہہ نہ بہولا اور اس سے نکلتا ہے کہ نہ بہولنا خاص ہے اسی بات

ہے حالانکہ سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یونس کی روایت کو ترجیح ہے اور جس نے یونس کی موافقت کی کیونکہ ابوہریرہ
نے یہ حدیث نقل کر کے یہ ثابت کیا کہ مجھے بہت حدیثیں یاد ہیں تو صرف ایک بات کے یاد رہنے سے مطلب صحیح نہیں ہوتا اور جمع اس
ہے کہ یہ دو واقع ہوں تو زہری کی روایت خاص ایک بات سے اور سعید مقبری کی روایت عام ہو اور وہ جو ابن وہب
نے روایت کیا حسن بن عمرو بن امیہ کی طریق سے انہوں نے کہا ابوہریرہ کے سامنے ایک حدیث بیان کی گئی انہوں نے اسکو
نہ پہچانا میں نے کہا یہ حدیث تو میں نے تم سے سنی ہے انہوں نے کہا اگر تو نے مجھ سے سنی ہے تو میرے پاس لکھی ہوگی اس سے بعض لوگ
دلیل لاتے ہیں کہ نہ بھولنا صرف اسی بات سے خاص ہے لیکن اسکی سند ضعیف ہے اور بفرض ثبوت یہ واقعہ نادر ہے اور
اسی قبیل سے ہے ابوسلمہ کی حدیث ابوہریرہ سے لا عدوی (یعنے بیماری کا لگ جانا کچھ نہیں) ابوسلمہ نے کہا ابوہریرہ نے اس حدیث
کا انکار کیا اور میں نے نہ دیکھا ان کو کوئی بات بھولتے ہوئے سوا اس حدیث کے مقصود حکم کہتا ہے ایک یا دو بار ابوہریرہ کے
نسیان سے کچھ قباحت لازم نہیں آتی کیونکہ حضرت کی دعا کی برکت سے انکو ہزارہا حدیثیں یاد رہیں جو اوروں کو
یاد نہ رہیں اور ایک یا دو حدیثوں کا بھولنا لازمہ بشری ہے وہ جدا نہیں ہو سکتا حافظ ابن حجر نے کہا وہ بات جسکا
ذکر زہری کی روایت میں ہے مبہم ہے تمام طرق میں اور میں نے اسکی تصریح جامع ترمذی اور ابونعیم کے حلیہ میں پائی
ایک اور طریق سے ابوہریرہ سے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں جو ایک کلمہ یا دو کلمے
یا تین یا چار یا پانچ اللہ کے فرضوں میں سے سنے پھر انکو سیکھے یا سکھاوے مگر وہ جنت میں جاویگا پھر بیان کیا حافظ نے
کو اختیار کیا اور ان دونوں حدیثوں سے ابوہریرہ رضہ کی کھلی فضیلت نکلتی ہے اور ایک کھلا معجزہ نبوت کی نشانیوں
میں سے کیونکہ نسیان لوازم انسانی میں سے ہے اور ابوہریرہ نے اقرار کیا کہ یہ مرض ان میں بہت تھا پھر جاتا رہا جناب
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حاکم کے مستدرک میں زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں اور ابوہریرہ رضہ
اور ایک شخص اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپ نے فرمایا دعا کرو میں نے اور میرے
ساتھی نے دعا کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین پھر ابوہریرہ نے دعا کی انہوں نے کہا یا اللہ میں تجھ سے
وہی سوال کرتا ہوں جو میرے دونوں ساتھی سوال کرتے ہیں اور میں تجھ سے وہ علم مانگتا ہوں جو نہ بھولے پھر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھی یہ سوال کرتے ہیں یعنے علم کا جو نہ بھولے آپ نے فرمایا تم دونوں
سے پہلے دوس (ایک قبیلہ ہے) کا لڑکا (یعنے ابوہریرہ) یہ سوال کر چکا اور اس حدیث میں ترغیب ہے علم کے یاد رکھنے کی اور یہ
بھی نکلتا ہے کہ دنیا کا کم ہونا موجب ہوتا ہے علم کے یاد رہنے کا اور یہ بھی نکلتا ہے کہ عیالدار کو کمائی کرنا افضل ہے اور یہ
بھی نکلتا ہے کہ اپنی واجبی فضیلت بیان کرنا درست ہے جب لاچاری سے ہو اور غرور اور عجب کی راہ سے نہ ہو اپنے احوال

الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ قسطلانی نے کہا نسیان کہتے ہیں جو بات جان چکے ہوں اسکے بہول جانیکو اسطرح
کہ نہ وہ بات حافظہ میں ہے نہ ذہن میں اور سہو کہتے ہیں صرف حافظہ سے نکل جانے کو اور سہو و خطار میں یہ فرق ہے
کہ سہو ادنیٰ انتباہ سے واقف ہو جاتا ہے اور خطا اسکے برخلاف ہے اور مصنف کے بعض طریقوں میں یہ مذکور ہے کہ نہ
سجہاوے کوئی تم سے کپڑا اپنا یہانتک کہ میں اپنی یہ بات تمام کروں پہر لگالے اسکو اپنے سینہ سے آخیر تک انتہے ۱۲

حدثنا ابراھیم بن المنذر قال اخبرنا ابن ابی فدیك بھذا او قال غرف بیدہ فیہ **ترجمہ حدیث**
بیان کی ہمسے ابراہیم بن منذر نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو (ابو اسمعیل محمد بن اسمعیل) ابن ابی فدیک (دینار مدنی
لیثی) نے پہر بیان کیا اسی حدیث کو یا کہا (کشمیہنی کی روایت میں ہے اور کہا) اپنے ہاتہ سے ایک لپ ڈالا اوسمیں
(یعنے چادر میں) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہاں پر بعض شارحوں کو ایک اشکال ہوا ہے وہ یہ کہ ابن ابی فدیک
کا تو ذکر اگلے اسناد میں بالکل نہیں ہوا پہر امام بخاری نے صرف ان تک یہ سند کیوں ختم کر دی اور اخیر تک ساری
سند ذکر نہ کی بعضوں نے یہ گمان کیا کہ ابن ابی فدیک وہ محمد بن ابراہیم بن دینار ہیں جو اگلی سند میں مذکور ہیں اور یہ غلط ہے کیونکہ
ابن ابی فدیک کا نام محمد بن اسمعیل بن مسلم ہے اور وہ لیثی ہیں انکی کنیت ابو اسمعیل ہے اور ابن دینار جہنی ہیں انکی کنیت
ابو عبداللہ ہے البتہ اتنا ٹہیک ہے کہ دونو ابن ابی ذیب سے روایت کرتے ہیں اس حدیث کو بہی اور اور حدیثوں کو بہی
اور دونو مدنی ہیں (یعنے مدینہ کے رہنے والے ہیں) اور ان لوگوں نے غفلت کی اس روایت سے جو خود مؤلف نے علامات نبوۃ
میں بیان کی وہاں یہ حدیث ابن ابی فدیک سے اخیر سند تک مروی ہے اور مستملی کی روایت میں غرف کے بدلے یحذف ہے
یعنے پہینکتے تہے اور یہ تصحیف ہے کیونکہ علامات نبوت کے باب میں صاف فغرف موجود ہے اور ابن سعد نے طبقات میں
ابن ابی فدیک سے اس حدیث کو روایت کیا اوسمیں بہی فغرف ہے انتہے مختصرا **عینی** نے حافظ صاحب پر یہ اعتراض کیا
کہ تصحیف کی دلیل صحیح نہیں اور اگر ایسا ہوتا تو صاحب مطالع اسکو بیان کرتے **مترجم** کہتا ہے کہ عینی نے شاید آنکہہ
بند کر کے یہ اعتراض حافظ صاحب پر کیا ہے حافظ صاحب کی یاد اور حافظہ اور معلومات کو دیکہیے کہ اور شراح سے
جو غفلت ہوئی تہی اسکو بیان کر دیا اور مؤلف نے اسی اسناد سے جو روایت علامات نبوت میں بیان کی تہی اور جس سے اور شراح غافل تہے اسکو ذکر
کر دیا اور جب علامات نبوت میں یہ روایت ابن ابی فدیک کی سند سے موجود ہے اور اس میں فغرف ہے تو ظاہر ہے
کہ یحذف تصحیف (غلط) ہوگا اور ابن سعد کی طبقات کی روایت اس امر پر پوری دلیل ہے اور یہ کیا ضرور ہے
کہ صاحب مطالع ہر ایک تصحیف کو ضرور بیان کریں کیا صاحب مطالع آدمی نہ تہے اور کیا اونسے سہو ہوتا تہا قسطلانی
نے کہا صاحب مطالع کے بیان نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ تصحیف نہ ہو لیکن نفس تصحیف کے لیے کوئی دلیل چاہیے

انتہے میں کہتا ہوں تعلیل خود مؤلف کی روایت ہے اور ابن سعد کی روایت اسی اسناد سے **حدثنا** اسمٰعیل قال حدثنی اخی عن ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ قال حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعاءین فاما احدھما فبثثتہ واما الاخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل (بن ابی اویس) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید ابوبکر بن ابی اویس) نے انہوں نے روایت کی ابن ابی ذئب (محمد بن عبدالرحمان) سے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہ رض سے انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دو برتن یاد کیے ایک برتن کو تو میں نے پھیلایا (لوگوں میں یعنے سکھلا دیا اور بتلا دیا انکو) اور دوسرے برتن کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ نرخرا کاٹ ڈالا جاوے

ف حافظ ابن حجر نے کہا برتن سے یہاں علم مراد ہے مجازاً یعنے دو طرح کے علم آپ سے سیکھے اور یہ صورت نہیں وہ اعتراض رفع ہو جاویگا کہ یہ معارض ہے اس روایت کے جو اوپر گذری کہ میں حدیث کو لکھتا نہ تھا کیونکہ ابوہریرہ کی مراد یہ ہے کہ مجھے اتنی حدیثیں یاد ہیں کہ اگر وہ لکھی جاویں تو ان کاغذوں سے دو برتن یا دو تھیلے بھر جاویں اور احتمال ہے کہ ابوہریرہ نے کسی کو یہ حدیثیں سنائی ہوں اور اوسنے لکھکر ابوہریرہ کے پاس رکھا دی ہوں اور اول تفسیر اولے ہے مسند میں ہے ابوہریرہ سے کہ میں نے تین تھیلیاں علم کی آپ سے حاصل کیں دو کو پھیلایا اور یہ اس روایت کے خلاف نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک برتن دوسرے سے بڑا ہو اور اگر برابر کے برتنوں میں کہا جاوے تو بڑے برتن میں جو آوے وہ دو برتنوں میں سماوے اور رامہرمزی نے منقطع طریق سے روایت کیا ابوہریرہ سے اسمیں پانچ تھیلیاں مذکور ہیں اور یہ روایت اگر ثابت ہو تو وہی معنے ہوگا جو اوپر ہم نے بیان کیا اور اس سے یہ نکلا کہ ابوہریرہ نے حدیث کو دوسرے صحابہ سے زیادہ پھیلایا اور نرخرا بلعوم کا ترجمہ ہے مؤلف نے کہا بلعوم وہ نلا ہے جس میں سے کھانا اندر جاتا ہے اور اسکے کاٹنے سے مقصود قتل ہے اور اسمعیلی کی روایت میں لقطع ھذا ہے یعنے کاٹا جاوے سر علماء نے کہا کہ جو علم ابوہریرہ نے نہیں پھیلایا وہ عبارت ہے ان حدیثوں سے جن میں آپ نے بری حاکموں کے نام اور انکے احوال اور زمانے بیان کیے تھے اور ابوہریرہ کبھی کبھی کنایۃً اونمیں سے کچھہ بیان کرتے تھے لیکن اوسکو کھولکر بیان نہیں کرتے تھے اپنی جان کے ڈر سے جیسے انہوں نے کہا میں پناہ مانگتا ہوں سنہ ۶۰ ہجری کے خاتمہ سے اور پناہ مانگتا ہوں بچوں کی حکومت سے اشارہ تھا یزید بن معاویہ کی حکومت کا کیونکہ وہ سنہ ۶۰ ہجری میں ہوئی اور اللہ تعالے نے ابوہریرہ کی دعا قبول کی وہ سنہ ۵۹ ہجری ایک سال پہلے مر گئے اور کچھہ بیان اسکا کتاب الفتن میں اگر خدا چاہے تو آویگا ابن منیر نے کہا باطنیہ نے اس حدیث کو اپنے باطل مذہب کے صحیح کرنیکا ایک ذریعہ بنایا ہے اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ شریعت کا ایک باطن ہے ایک ظاہر اور اس باطل مذہب کا

خلاصہ یہ ہے کہ دین سے باہر ہوجانا (اور شریعت کے احکام سے بے قید ہوجانا) اور مطلب ابوہریرہ کا نرخرا کاٹے جانے
سے یہ ہو کہ ظالم حاکم جب یہ حدیثیں سنیں گے تو انکے عیب کھل جاوینگے اور انکی گمراہی معلوم ہوجاویگی پھر وہ انکی جان
لینے کی فکر کرینگے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ حدیثیں احکام شرعی کی نہ تہیں ورنہ ان کا چھپانا کیونکر ہوسکتا کیونکہ خود
انہوں نے اگلی حدیثیں وہ آیت بیان کی ہے جس سے علم چھپانے والے کی مذمت نکلتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس علم سے
قیامت کی نشانیاں اور تغیر احوال اور واقعات عظیمہ ہیں اخیر زمانہ کے تو جنکو ان باتوں کا علم نہیں وہ انکا انکار کرینگے
بلکہ طرح طرح کے اعتراض بے شعور لوگ کرینگے انتہی قسطلانی نے کہا ابن عساکر اور اصیلی اور ابوالوقت اور ابوذر اور
مستملی کی روایت میں اس حدیث کے بعد اتنی عبارت زیادہ ہے قَالَ اَبُو عَبْدِ اللهِ اَیِ الْبُخَارِیُّ الْبُلْعُومُ مَجْرَی الطَّعَامِ
یعنے امام بخاری نے کہا بلعوم وہ رگ ہے جسمیں سے کھانا اترتا ہے اور اسکو عربی زبان میں مری کہتے ہیں یہ قاضی
اور جوہری اور ابن اثیر نے کہا ہے اور فقہا کے نزدیک بلعوم وہ نلی ہے جسمیں سانس جاتی اور آتی ہے اور مری وہ نلی
جسمیں سے کھانا اور پانی اترتا ہے اور وہ حلقوم کے نیچے ہے اور بلعوم حلقوم کے نیچے ہے اور مراد اس تن سے جسکو
چھپایا فتنوں کی خبریں اور قیامت کی نشانیاں ہیں اور وہ آپ نے دین کی تباہی قریش کے چند بیوقوف لڑکوں کے
ہاتھ سے بیان کی تھی اور ابوہریرہ کہتے تھے اگر میں چاہوں تو انکے نام بیان کردوں یا امراء ظالم کے اسماء مراد ہیں
اور انکا احوال یا مراد علم اسرار ہے جو عام لوگوں سے بچایا گیا ہے اور خاص ہے ان علماء سے جو اہل عرفان اور مشاہدہ ہیں
اور وہ نتیجہ ہے شریعت اور عمل کا اور اس علم کو وہی پاتا ہے جو بحر مجاہدہ میں غوطہ لگادے لیکن اس علم کی مراد ہونے پر
یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اسکا چھپانا کیسے جائز ہوگا پھر جن لوگوں نے اس حدیث سے اس علم پر استدلال کیا ہے اور یہی
اعتراض ہوتا ہے حالانکہ انکو حاجت نہیں اس سے استدلال کرنے کی کیونکہ ساری شریعت انکے دلائل کی ناطق ہے
اور جو شخص احادیث اور آثار کا تتبع کرے غور کے ساتھ اسکو میری اس بات کا یقین حاصل ہوگا انتہی مختصرا مترجم
کہتا ہے ہمیں اس کی بحث نہیں کہ وہ دوسرا علم کیا تھا لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ اس علم کے خلاف نہ تھا ورنہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے کلام میں معاذ اللہ تناقض اور تخالف لازم آویگا اور چونکہ ابوہریرہ نے اس علم کو بیان نہیں کیا پس باطنیہ کا یہ
خیال کہ مراد اس سے علم باطن ہے محض بے دلیل ہے طریقت اور سلوک اور تصوف جو کچھ ہے وہ سب یہی شریعت ہے
اور شریعت کے برخلاف جو چلا وہ کبھی راہ کو نہ پہونچیگا ؎ خلاف پیمبر کسے راہ گزید ✝ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ✝
اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ انسان کسی مرتبہ اور کسی درجہ پر پہونچ جاوے پر وہ شریعت کے احکام اور فرائض اور واجبات
سے سبکدوش نہیں ہوسکتا اور بعضے جاہل فقیر جو خیال کرتے ہیں کہ جب انسان فنا فی اللہ ہوجاتا ہے تو اسکو نماز اور روزہ

اور تمام عبادات معاف ہو جاتی ہیں یہ بڑی گمراہی اور بیدینی ہے خدا کا تقرب کسیکو پیغمبروں سے زیادہ نہیں ہو سکتا
حالانکہ پیغمبر تمام عمر عبادات بجالاتے رہے بلکہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جنکی کفش برداری اور غلامی تمام اولیا کو
فخر ہے سب سے زیادہ نماز اور روزے اور عبادت کرتے تھے اور فرماتے تھے کوئی اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں جا نہیں
سکتا یہانتک کہ میں بھی مگر یہ کہ اللہ تعالے اپنی رحمت سے مجھکو ڈھانپ لیوے پس صورت میں فقیری اور درویشی اور سلوک
شریعت کے سوا کوئی طریقہ نہیں ہے یہی اتباع شرع انسان کو ہر ایک مرتبہ پر پہونچا دیتا ہے اور چونکہ اس اخیر زمانہ میں
طرح طرح کے فساد پھیلے ہیں اور علماء نے ہزاروں اختلافات نکالے ہیں بلکہ سیکڑوں علماء ضلالت اور گمراہی کی
طرف بلاتے ہیں اسوجہ سے عوام کو بڑی پریشانی لاحق ہوتی ہے پر اللہ تعالے کا فضل ہر وقت میں اپنے بندوں پر شامل
حال رہتا ہے اوسکے فضل سے اس زمانہ میں قرآن شریف اور صحیح بخاری کا اردو ترجمہ شائع ہو رہا ہے پس یہ دونوں کتابیں
ہر ایک آدمی کو سمجھکر پڑھنا اور انپر عمل کرنا نجات کے لیے کافی ہیں اور جو مولوی یا ملا یا درویش ان دو کتابوں کے خلاف
کہیں یا کسی پیر یا ولی کی کتاب میں انکے خلاف کوئی مضمون ہو وہ انہی کو مبارک رہے ہمکو اس سے کچھ غرض نہیں ہمکو
جو کچھ سروکار ہے وہ خدا اور رسول خدا سے ہے اور شکر خدا کا کہ خدا کی اور رسول کی دونوں کی کتابیں ہمکو مل گئیں اور یہی کتابیں
ہماری دستور العمل ہیں **بَابُ الْاِنْصَاتِ لِلْعُلَمَآءِ** عالموں کی بات خاموش ہو کر سننے کا بیان **حَدَّثَنَا**
حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَلِیُّ بْنُ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ عَنْ جَرِیْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ
رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے حجاج (بن منہال) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج)
نے انہوں نے کہا خبر دی مجکو علی بن مدرک نخعی کوفی نے انہوں نے روایت کی ابو زرعہ (بن عمرو) سے انہوں نے جریر
(بن عبد اللہ بجلی) سے وہ دادا تھے ابو زرعہ کے اور خوبصورت بلند قامت تھے انکا قد اونٹ کی کوہان تک پہنچتا تھا
اور انکا جوتا ایک ہاتھ کا ہوتا) کہ جناب سرور کائنات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اونسے فرمایا حجۃ الوداع
میں (اخیر حج میں جسکے دوسرے سال آپنے وفات پائی) (قسطلانی نے کہا آپنے جمرہ عقبہ کے پاس جہاں لوگ کنکریاں
مارنے کو جمع ہوتے ہیں یہ حدیث فرمائی) خاموش کر لوگوں کو (اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ عالم کی بات خاموش ہو کر
سننا چاہیے) پھر آپنے فرمایا میرے بعد (یعنے میری وفات کے بعد یا اس موقف کے بعد) کافر مت بن جانا ایک دوسرے
کی گردنیں مار کر **ف** حافظ ابن حجر نے کہا بعضوں نے کہا (اس سے) حجۃ الوداع کا لفظ حدیث میں زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ
جریر حجۃ الوداع کے دو مہینے بعد اسلام لائے اور ابن عبد البر نے کہا کہ وہ آپکی وفات سے چالیس دن پہلے مسلمان ہوئے

لیکن بغوی اور ابن حبان کا قول اسکے معارض ہے اونہوں نے کہا کہ جریر رمضان سنہ ۱۰ ہجری میں مسلمان ہوئے اور
منذری نے اس حدیث کو حجۃ الوداع میں روایت کیا اوسمیں صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر سے فرمایا اس
میں تاویل بھی نہیں ہو سکتی اس صورت میں بغوی کا قول قوی ہوتا ہے اور منذری نے اس میں توقف کیا کیونکہ
جریر کا اسلام بعد حجۃ الوداع کے طرق صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا تم کافر مت بن جانا ایکدوسرے کی گردنیں
مارکر یعنے مسلمانوں کو قتل نہ کرنا ورنہ کافر ہو جاؤ گے اسکا مطلب یہ ہے کہ کافروں کا سا فعل نہ کرنا اور باقی بحث اسکی
کتاب الفتن میں آئیگی اگر خدا چاہے ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عالم کو شاگردوں کا خاموش کرانا
ضرور ہے کیونکہ عالم وارث ہے پیغمبر کا اور مطلب اوسکا یہ ہے کہ ترجمہ باب حدیث کو ملائم ہو جاوے کیونکہ یہ حدیث
آپنے عقبہ کے پاس فرمائی حجۃ الوداع میں اسوقت مجمع بہت تھا اور لوگ رمی جمار وغیرہ کے لیے جمع تھے اور آپنے
فرمایا مجھسے اپنے حج کے اعمال سیکھ لو جیسے صحیح مسلم میں ثابت ہے پھر جب آپنے لوگوں کو خطبہ سنانا چاہا اونکی تعلیم کیلیے
تو مناسب ہوا اونکو خاموشی کا حکم دینا اور سننے اور خاموش رہنے میں فرق معلوم ہوتا ہے اس آیت سے وَإِذَا قُرِئَ
الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا یعنے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو اوسکو اور خاموش رہو اور وہ فرق یہ ہے
کہ کبھی آدمی خاموش ہوتا ہے لیکن سنتا نہیں مثلاً کسی ورد فکر میں مشغول ہو اسیطرح سننا کبھی خاموشی کے ساتھ
ہوتا ہے کبھی باتوں کے ساتھ اور سفیان ثوری نے کہا کہ ابتدا علم کے سننے سے ہے پھر خاموشی سے پھر یاد سے پھر
عمل سے پھر نشر یعنے پھیلانے سے اور اصمعی سے خاموش کی تقدیم سننے پر مذکور ہے اور علی بن المدینی نے ابن عیینہ سے
کہا مجھے خبر دی معتمر بن سلیمان نے اونہوں نے روایت کی ہمسے اونہوں نے مطرف سے کہ خاموشی آنکھوں سے ہوتی ہے
ابن عیینہ نے کہا ہم نہیں جانتے یہ کیونکر ہے انہوں نے کہا جب تو ایک شخص سے حدیث بیان کرے اور وہ تیری طرف
نہ دیکھے تو وہ خاموش نہیں (کیونکہ وہ تیری طرف متوجہ نہیں تو غرض خاموشی سے توجہ اور دل لگانا ہے) اور
یہ محمول ہے اوپر اوسکے (فتح الباری) **باب** مَا يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ إِذَا سُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَيَكِلُ الْعِلْمَ إِلَى
اللَّهِ عالم سے جب پوچھا جاوے کہ سب لوگوں میں کون زیادہ علم رکھتا ہے تو مستحب ہے یہ کہنا کہ خدا کو معلوم ہے کہ کون زیادہ
علم رکھتا ہو (یعنے اللہ اعلم کہنا چاہیے) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو
قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى لَيْسَ بِمُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ
إِنَّمَا هُوَ مُوسَى آخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوسَى
خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى

الله إليه أن عبدًا من عبادي بمجمع البحرين هو أعلم منك قال ربّ وكيف لي به فقيل له احمل حوتًا في مكتل
فإذا فقدته فهو ثمّ فانطلق وانطلق معه بفتاه يوشع بن نون وحملا حوتًا في مكتل حتى كانا عند الصخرة
وضعا رؤوسهما وناما فانسلّ الحوت من المكتل فاتّخذ سبيله في البحر سربًا وكان لموسى وفتاه
عجبًا فانطلقا بقية ليلتهما ويومهما فلمّا أصبح قال موسى لفتاه آتنا غداءنا لقد لقينا من سفرنا
هذا نصبًا ولم يجد موسى مسًّا من النصب حتّى جاوز المكان الذي أمر به فقال له فتاه أرأيت
إذ أوينا إلى الصخرة فإنّي نسيت الحوت قال موسى ذلك ما كنّا نبغ فارتدّا على آثارهما قصصًا
فلمّا أتيا إلى الصخرة إذا رجل مسجّى بثوب أو قال تسجّى بثوبه فسلّم موسى فقال الخضر وأنّى بأرضك
السلام فقال أنا موسى فقال موسى بني إسرائيل قال نعم قال هل أتّبعك على أن تعلّمني ممّا علّمت
رشدًا قال إنّك لن تستطيع معي صبرًا يا موسى إنّي على علم من علم الله علّمنيه لا تعلمه أنت وأنت على
علم علّمكه الله لا أعلمه قال ستجدني إن شاء الله صابرًا ولا أعصي لك أمرًا فانطلقا يمشيان على
ساحل البحر ليس لهما سفينة فمرّت بهما سفينة فكلّموهم أن يحملوهما فعرف الخضر فحملوهما
بغير نول فجاء عصفور فوقع على حرف السفينة فنقر نقرة أو نقرتين في البحر فقال الخضر يا موسى
ما نقص علمي وعلمك من علم الله إلّا كنقرة هذا العصفور في البحر فعمد الخضر إلى لوح من ألواح
السفينة فنزعه فقال موسى قوم حملونا بغير نول عمدت إلى سفينتهم فخرقتها لتغرق أهلها
قال ألم أقل إنّك لن تستطيع معي صبرًا قال لا تؤاخذني بما نسيت فكانت الأولى من موسى
نسيانًا فانطلقا فإذا غلام يلعب مع الغلمان فأخذ الخضر برأسه من أعلاه فاقتلع رأسه بيده
فقال موسى أقتلت نفسًا زكيّة بغير نفس قال ألم أقل لك إنّك لن تستطيع معي صبرًا قال ابن
عيينة وهذا أوكد فانطلقا حتّى إذا أتيا أهل قرية استطعما أهلها فأبوا أن يضيّفوهما فوجدا
فيها جدارًا يريد أن ينقضّ قال الخضر بيده فأقامه قال موسى لو شئت لاتّخذت عليه
أجرًا قال هذا فراق بيني وبينك قال النبيّ صلّى الله عليه وسلّم يرحم الله موسى لوددنا لو صبر
حتّى يقصّ علينا من أمرهما ۔ ترجمہ ۔ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی مسندی نے اور انہوں نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن دینار نے انہوں نے
کہا خبر دی مجھکو سعید بن جبیر نے انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی

الرجال ایک شاخ ہے حمیر قبیلہ کی اور نوف منسوب ہے اسکی طرف تابعی ہے دمشق کا رہنے والا فاضل اور عالم تہا
اسرائیلیات کا جاننے والا اور کعب احبار کی بی بی کا بیٹا تہا قسطلانی نے کہا اُنکے باپ کا نام فضالہ تہا اور وہ قصہ
خوان تہا م کہتا ہے کہ جو موسے حضرت خضر کے ساتہہ گئے تہے وہ بنی اسرائیل کے موسے تہے علی نبینا وعلیہ السلام
(بلکہ وہ موسے بن میشا تہے) ابن عباس نے کہا جہوٹا ہے اللہ کا دشمن ف یعنے نوف ابن تین نے کہا ابن عباس
کی یہ غرض نہی کہ نوف کو اللہ کی ولایت (یعنے اسلام) سے خارج کریں لیکن عالموں کے دل ناحق بات سننے سے نفرت
کرتے ہیں تو اس قسم کے الفاظ بطور زجر اور تحذیر کے نکلتے ہیں اور اُنکی مراد حقیقی معنی نہیں ہوتے میں میں کہتا ہوں
ہو سکتا ہے کہ ابن عباس نے نوف کے اسلام میں شبہ کیا ہو کیونکہ حر بن قیس کے حق میں انہوں نے یہ کلمہ نہیں کہا
حالانکہ حر نے بہی اسی قسم کا اختلاف کیا تہا (اُنکی روایت اوپر گذر چکی) اور یہ جو ابن عباس نے اُسکو جہوٹا کہا اس سے
یہ نکلتا ہے کہ عالم جب کسی شخص کی جسے علم ہو ایسی بات سنے جو غلط ہو تو اُسکو جہٹلا دے اور اُسکی نظیر جناب رسالتمآب
کا قول ہے آپنے فرمایا جہوٹ کہا ابو السنابل نے یعنی بیان کی وہ بات جو واقع کے خلاف ہے (فتح الباری) ت
حدیث بیان کی ہم سے ابی بن کعبؓ (صحابی مشہور عالم اہل کتاب) نے ف اس سے یہ نکلتا ہو کہ ابن عباس کے نزدیک
خبر واحد حجت تہی جب راوی اُسکا ثقہ متقن ہو کیونکہ اُنہوں نے اُسکے خلاف کہنے والے کو جہوٹا اللہ کا دشمن قرار دیا اور
اس اسناد میں ایک تابعی دوسرے تابعی سے روایت کرتا ہے یعنی عمرو سعید سے اور ایک صحابی دوسرے صحابی سے یعنی ابن عباس
ابی سے (فتح) مترجم کہتا ہے اس زمانہ میں بہی جو کوئی حدیث صحیح کی خلاف کہے اگرچہ وہ خبر واحد ہو اسکو جہوٹا اللہ
کا دشمن کہہ سکتے ہیں اور جو کوئی خبر متواتر یا مشہور کا خلاف کرے تو اُس سے بہی زیادہ مردود اور مطرود ہے البتہ اگر ایک
حدیث صحیح سے استدلال کرکے دوسری حدیث صحیح کا خلاف کرے تو اُسپر اعتراض نہیں ہو سکتا پر اگر ایک حدیث صحیح
کا خلاف کسی صحابی یا تابعی یا مجتہد یا امام یا پیر یا غوث یا قطب یا ولی یا مولوی یا ملا یا درویش کے قول کی وجہ سے
کرے یا کسی حدیث ضعیف یا منکر یا مرسل یا منقطع کی وجہ سے تو وہ بہی جہوٹا اللہ کا دشمن ہے جو اللہ کا دوست ہے وہ اُسکے رسول
کا دوست ہے اور جو اُسکے رسول کا دوست ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اس دوستی کی نشانی یہی ہے کہ جب حدیث صحیح ملجاوے
تو ساری جہان کے افعال اور اقوال کو طاق پر رکہے اور سارے عالم کے مولویوں اور ملاؤں اور درویشوں اور مجتہدوں کو سلام
کرے اور حدیث پر عمل کرے اور اسکے خلاف کسی کی بات نہ سنے ف جناب رسالتمآب سرور عالم حضرت رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم ہے ف خدا آپکی غلامی اور آپکی پیروی ہمکو نصیب کرے اور آپ کی کفش برداری ساری دنیا
کی سلطنت اور حکومت سے ہزاروں لاکہوں درجے بہتر ہے یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلہم

ت آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام بنی اسرائیل مین کہڑے ہوکر خطبہ سنا رہے تہے اونسے
پوچہا گیا کہ سب لوگون مین زیادہ عالم کون ہی اونہون نے کہا مین زیادہ عالم ہون ف یہ کلمہ آپکے خلاف نہین
جسمین یہ ہے کہ مین اپنے سے زیادہ عالم کسی کو نہین جانتا کیونکہ مراد حضرت موسی کی اس لفظ سے بہی یہی ہی کہ مین اپنے
علم کے موافق سب سے زیادہ عالم ہون ہر چند یہ کلمہ حضرت موسی کا صحیح تہا مگر جناب احدیت کو ناگوار گذرا ایسے عالیشان
بندے جیسے حضرت موسی تہے اونکو یہ کہنا تہا کہ پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ عالم ہے نسائی نے عبد اللہ بن عتبہ
سے روایت کیا انہون نے سعید بن جبیر سے اسی اسناد سے کہ حضرت موسی خطبہ مین کہڑے ہوئے اونکے دل مین خیال آیا کہ میرے
برابر کسی کو علم نہین ملا اور اللہ جل جلالہ کو یہ خیال معلوم ہوگیا اسنے فرمایا اے موسی بعض بندے میرے ایسے ہین جنکو مین نے
وہ علم دیا ہے جو تجکو نہین ملا ہے اور عبد الرزاق نے معمر سے روایت کیا اونہون نے ابی اسحق سے انہون نے سعید بن
جبیر سے کہ حضرت موسی نے کہا مین اللہ کا جاننے والا اور اسکے حکمون کا پہچاننے والا اپنے سے زیادہ کسی کو نہین جانتا
اور مسلم نے دوسرے طریق سے ابو اسحق سے روایت کیا مین نہین جانتا زمین پر کسی شخص کو جو مجہسے بہتر یا مجہسے زیادہ عالم
ابن منیر نے کہا ابن بطال نے گمان کیا کہ اگر حضرت موسی اس سوال کا جواب نہ دیتے تو بہتر ہوتا میرے نزدیک یہ ہے کہ حضرت موسی نے
اللہ تعالی کیطرف اسکا علم سونپا اور یہی بہتر تہا ہر حال مین جواب دیتے یا نہ دیتے اگر وہ یون کہتے کہ مین ہون اور اللہ خوب
جانتا ہی تو بہی پروردگار کا عتاب تقصیر نہ ہوتا اور عتاب کی وجہ یہی ہے کہ انہون نے اتنا کہا کہ مین سب سے زیادہ عالم ہون
(فتح الباری) ت تو اللہ تعالی (جل شانہ) نے اونپر عتاب کیا اسوجہ سے کہ انہون نے اسکا علم خدا کو نہ سونپا ف
حافظ ابن حجر نے کہا عتاب کے معنے یہان وہی مراد ہین جو اللہ تعالی کے شان کے لائق ہین نہ معنے مشہور عرف مین جو آدمیون
مین ہوتا ہی یعنے غصہ قسطلانی نے کہا عتاب تغیر نفس ہے اور وہ محال ہی اللہ تعالی کے حق مین تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی راضی نہوا
اونکی اس بات سے مترجم کہتا ہی قسطلانی کا قول میرے نزدیک خلاف تحقیق ہے عتاب اور غضب مثل اور صفات کے
دونون صفت الہی ہین اور وہ اپنے معنے ظاہر پر محمول ہین لیکن ہر حال مین یہ معنے ایسا ہی جیسے اللہ جل شانہ کے شان
کے لائق ہے کیونکہ وہ پاک ہے مخلوقات کی مشابہت سے قسطلانی نے صفات اللہ کے باب مین اکثر مقامات مین متاخرین
متکلمین کی پیروی کی ہے اور سلف کا طریقہ یہ نہین ہے جیسے ہم اور کئی مقامات مین بیان کر چکے اور آئندہ اسکی
تفصیل خدا چاہے تو مذکور ہوگی ت پہر اللہ تعالی نے اونکو وحی بہیجی کہ میرا ایک بندہ ہی جہان دو دریا ملے ہین وہ
تجہسے زیادہ علم رکہتا ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا اس سے صاف یہ نکلتا ہے کہ حضرت خضر نبی ہین بلکہ نبی مرسل ہین اسواسطے
کہ اگر حضرت خضر نبی نہوتے تو عالی کی فضیلت اعلی پر لازم آتی ہے اور یہ باطل ہے اور زمخشری نے اسی جگہ ایک سوال

لکھا ہے کہ یہ موسیٰ کو تعلیم کی حاجت پڑی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موسیٰ بن میشا تھے جیسے بعضون کا قول ہے کیونکہ نبی کو سب سے زیادہ عالم ہونا ضرور ہے اپنے زمانے مین پھر اُسکا جواب یہ دیا ہے کہ نبی کو نبی سے علم حاصل کرنے مین کوئی قباحت نہین اس صورت مین ہو سکتا ہے کہ صاحب خضر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہون مین کہتا ہون اس جواب مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب نبی کو اپنے زمانے مین سب سے زیادہ عالم ہونا ضرور ہے تو اگر وہ دوسرے نبی سے علم حاصل کرے تو اپنے زمانے کے سب لوگون سے زیادہ عالم نہ ہوا (اس اعتراض کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ شاید مخشری کی مراد سب لوگون سے یہ ہو کہ جو نبی نہ ہون) اور حق یہ ہے کہ حدیث مین جو وارد ہوا کہ ایک بندہ تجھسے زیادہ علم رکھتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایک طرح کا خاص علم کیونکہ اسی حدیث مین ہے بعد کو کہ حضرت خضر نے کہا مجھے ایک علم ملا ہے اللہ کی طرف سے جو اُسنے مجھکو سکھلایا تم اُسکو نہین جانتے اور تمکو ایک علم ملا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے نہین سکھلایا مین اُسکو نہین جانتا اور نبی کو جو اپنے زمانے والون مین سب سے زیادہ علم رکھنا ضرور ہے اُسکا مطلب یہ ہے کہ جن لوگون کیطرف وہ نبی بھیجا جاوے اُن لوگون مین اُس سے زیادہ کوئی عالم نہ ہو اور حضرت موسیٰ حضرت خضر کیطرف نہین بھیجے گئے تھے تاکہ اُنسے زیادہ عالم ہوتے اس صورت مین کوئی قباحت نہ ہوگی اگر حضرت خضر کو حضرت موسیٰ سے زیادہ علم ہو اگر ہم یون کہین کہ حضرت خضر نبی مرسل تھے یا ایک خاص علم مین وہ حضرت موسیٰ سے زیادہ تھے اگر ہم یہ کہین کہ وہ نبی یا ولی تھے اور اس تقریر سے بہت سے اشکال رفع ہوجاوینگے اور بڑی دلیل حضرت خضر کی نبوت کی یہ ہے کہ اُنہون نے کہا ما فعلتہ عن امری یعنے یہ کام مینے اپنی رائے سے نہین کیے اور ضرور ہے کہ حضرت خضر کے نبی ہونے کا اعتقاد رکھین تاکہ اہل باطل کو دلیل نہ ملے وہ اہل باطل یہ کہتے مین کہ ولی نبی سے افضل ہے ہرگز ایسا نہین ہے بلکہ نبی ولی سے افضل ہے (پھر جن صوفیہ نے کہا ہے کہ ولایت کا مرتبہ نبوت سے زیادہ ہے اُنکا قول باطل ہے) ابن منیر نے ابن بطال پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اُنہون نے اس مقام مین بہت سے اقوال سلف کے لکھے مین جن سے علم کا دعوی کرنیکی ممانعت نکلتی ہے اور یہ نکلتا ہے کہ عالم کو لا ادری کہنے مین نہین جانتا کہنا بہتر ہے حالانکہ یہ اقوال اس مقام کے مناسب نہین ہین کیونکہ حضرت موسیٰ سے پیغمبر جلیل الشان کا قول عوام کے اقوال کیطرح نہین ہے اور نہ اُنہون نے یہ قول اُس نیت سے کہا جس نیت سے عوام کہتے ہین یعنے غرور اور عجب کی راہ سے اسی طرح ابن بطال نے جو اس سے استدلال کیا ہے کہ عقل سے اعتراض شرع پر نہین ہو سکتا یہ بھی غلطی ہے کیونکہ حضرت موسیٰ نے اعتراض ظاہر شرع سے کیا نہ عقل سے بلکہ اسمین یہ دلیل ہے کہ جو فعل ظاہر شرع کے خلاف ہو اُسپر اعتراض کرنا چاہیے اگرچہ باطن مین وہ درست ہو اور یہی نبوت کا طریقہ ہے (فتح الباری) **ف** حضرت موسیٰ نے (جنابا حدیث سے) عرض کیا مین کیونکر اُس سے ملون

پہر یون حکم ہوا ایک مچھلی زنبیل مین رکھ لے (یہ مکتل کا ترجمہ ہے اور مکتل کہتے ہین اُس زنبیل کو جسمین پندرہ صاع سماوے
مین) پہر جب تو کہووے اس مچھلی کو تو وہ بندہ (جو تجہہ سے زیادہ علم رکہتا ہے) اُہین ملیگا ف قسطلانی نے
کہا حضرت موسیٰ کو حکم ہوا جہان دو دریا ملے ہین وہان جاینگا اور ان دو دریاؤن سے مراد بحر فارس اور روم کے دریا ہین
مشرق کیطرف یا افریقیہ مین یا طنجہ مین آئے یہ جو فرمایا کہ وہ بندہ تجہسے زیادہ علم رکہتا ہے یعنی ایک شئے خاص کا جیسے
آگے حضرت خضرؑ کا قول اسپر دلالت کرتا ہے اور ہمین شک نہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خضرؑ سے افضل تہے
باعتبار خصوصیات رسالت اور کلام الٰہی اور نزول توراۃ وغیرہ کے اور اس لحاظ سے بہی کہ بنی اسرائیل کے تمام مجتہد
انکی شریعت مین داخل تہے اور انکے احکام کے پابند تہے یہان تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہی اور خضرؑ کا انتہا مرتبہ
یہ ہوگا کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کے برابر ہونگے اور حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے تمام پیغمبرون مین افضل ہین اور اگر
ہم یہ کہین کہ خضر نبی نہ تہے بلکہ ولی تہے تو نبی افضل ہے ولی سے اور یہ حکم یقینی ہے اور اسکے خلاف جو کہے کہ ولی افضل
ہے نبی سے وہ کافر ہے کیونکہ یہ مسئلہ شرع سے ثابت ہو چکا ہے اور حضرت موسیٰ کا قصہ حضرت خضر کے ساتھ صرف
حضرت موسیٰ کے امتحان کے لیے تہا تاکہ پہر وہ ایسی بات منہہ سے نہ نکالین انتہے تقریر ت پہر حضرت موسیٰ چلے
اپنے جوان حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو ساتھ لیکر اور مچھلی کو ایک زنبیل مین رکہ لیا یہانتک کہ صخرہ (بڑے پتہر) کے
پاس پہونچے (جو مجمع البحرین کے کنارے پر تہا اور جہان حضرت خضر کے ملنے کا وعدہ تہا) وہان اُن دونون نے اپنا سر رکہا
سو گئے پہر مچھلی زنبیل سے باہر نکلی اور دریا مین اُسنے اپنا رستہ پکڑا ف قسطلانی نے کہا اس مچھلی مین نمک لگا ہوا
تہا اور یہ مردہ بہی سوکہی ہوئی لیکن اسپر آب حیات گرا صخرہ کی جڑ مین سے اور وہ زندہ ہوگئی اور اللہ تعالیٰ
نے مچھلی پر سے پانی کا بہاؤ روک لیا اور طاق کیطرح وہ پانی تہم کر کہڑا ہوگیا اور پانی کے اندر اسکے لیے رستہ بن گیا
ف اور یہ (یعنی مچھلی کا زندہ ہونا اور پانی کا بہاؤ اسپر سے رک جانا) حضرت موسیٰ اور انکے جوان کے لیے ایک
تعجب تہا خیر پہر وہ دونو چلے جسقدر رات باقی رہی تہی اور پہر اور دن مین ف امام مسلم کی روایت مین اور خود
مؤلف کی روایت مین باب التفسیر مین یون ہے کہ وہ دونو چلے باقی دن مین اور رات مین اور یہی صحیح ہے تو پہر
روایت مین قلب ہوگیا ہے یعنی لیلتہما کو یومہما کی جگہہ رکہہ دیا ہے اور یومہما کو لیلتہما کی جگہہ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ
آگے یہ مذکور ہے جب صبح ہوئی حالانکہ صبح رات ہی کے بعد ہوتی ہے نہ دن کے بعد حافظ ابن حجر نے کہا احتمال ہے
کہ قلب ہوا اور صبح سے یہ غرض ہو کہ دوسرے دن کے بعد جو رات ہوئی اسکی صبح کو یعنے جب دن ساری دن چلے ت جب
صبح ہوئی تو حضرت موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا ہمارا صبح کا کہانا سامنے لا ہم تو اس سفر سے تہک گئے اور حضرت

موسیٰ اور ابھی نہین تہکے تہے مگر اسوقت سے جب اس جگہ سے آگے بڑہ گئے تہے جہان تک جانے کا حکم تہا (یہی ایک
قدرت الٰہی تہی اونکے جوان نے کہا تم تبلاؤ جب ہم صخرہ کے پاس ٹہرے تہے تو مینے مچھلی کو گم کر دیا مین اسکا ذکر
کرنا بھول گیا (ابن عساکر کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ شیطان نے اسکا ذکر مجھکو بہلا دیا اور تعجب کی تہی حضرت یوشع
کی یہ بہولنے کی نسبت شیطان کی طرف کی) حضرت موسیٰ نے کہا ہم تو یہی چاہتے تہے (یعنے اسی کی تلاش مین تہے کہ دیکھین
مچھلی کہان گم ہوتی ہے وہین ہمارا مقصد ہے) پہر دونون لوٹے اپنے پانون کے نشانون پر جب صخرہ کے پاس آئے تو دیکھا
ایک شخص کو وہ ایک کپڑا اوڑہے ہوئے ہین (یعنے سو رہے ہین) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا حضرت خضر نے کہا تمہارے
ملک مین سلام کہان سے آیا ف مولف نے کتاب التفسیر مین روایت کیا ہے کہ میرے ملک مین سلام کہان ہے مطلب حضرت
خضر کا یہ تہا کہ اس ملک مین سلام کا رواج نہین شاید وہ ملک دار الکفر ہوگا یا اس ملک مین سلام علیک کے بدلے اور
کوئی لفظ کہتے ہونگے اس سے یہ نکلا کہ پیغمبرون کو بھی غیب کا علم نہین ہے یعنی غیب کی کوئی بات نہین جانتے مگر جو اللہ تعالیٰ
انکو بتلا دیتا ہے اسکو جان لیتے ہین کیونکہ اگر خضر کو بھی غیب کی ہر ایک بات معلوم ہوتی تو وہ حضرت موسےٰ کو پہلی ہی سے
پہچان لیتے (فتح الباری) ف حضرت موسیٰ نے کہا مین موسیٰ ہون حضرت خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ
انہون نے کہا ہان پہر حضرت موسیٰ نے کہا مین تمہارے ساتھ رہ سکتا ہون اسلیے کہ تم مجھکو سکہلاؤ ان ہدایت کی باتون
مین سے جو اللہ نے تمکو سکہلائی ہین ف قسطلانی نے کہا اگرچہ حضرت موسیٰ نبی اور صاحب شریعت تہے مگر جو امر انکی
شریعت سے متعلق نہ تہا اوسکے سیکہنے سے کوئی قباحت لازم نہین آئی کیونکہ رسول اصول دین مین مرسل الیہم سے زیادہ عالم ہونا
ضرور ہے اور حضرت موسےٰ نے یہان بڑا تواضع اور ادب کیا کیونکہ انہون نے اپنے تئین بے علم قرار دیا یہ کلام صفا دیکا
ہے اور اسکے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ حضرت خضر کیطرف نبی بہیجے گئے تہے یعنے حضرت خضر بہی انکی امت
مین تہے حالانکہ ایسا نہین ہے پہر اگر حضرت خضر علم مین حضرت موسیٰ سے زیادہ بہی ہون تب بہی کوئی اشکال نہین ہے ف
حضرت خضر نے کہا تم میرے ساتھ صبر کر سکوگے (کیونکہ میرے کام ظاہر مین خلاف شرع ہوتے ہین پر باطن مین شرع کے
موافق اور بہ حکم الٰہی ہوتے ہین) اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے مجھکو ایک علم سکہلایا ہے جسکو تم نہین جانتے (یعنے اوتنا نہین
جانتے جتنا مین جانتا ہون) اور تمکو ایک علم دیا ہے جسکو مین نہین جانتا (یعنے اوتنا نہین جانتا جتنا تم جانتے ہو
کیونکہ شرع کی ضروری باتین اور احکام تو حضرت خضر کو بہی معلوم ہونگے اسیطرح حضرت موسیٰ بہی بقدر ضرورت علم
باطن سے مطلع تہے پر حضرت خضر کیطرح اوس فن کے ماہر نہ تہے) حضرت موسیٰ نے کہا اگر خدا چاہے تو تم مجھکو صبر کرنیوالا
پاؤگے (یعنے مین تمپر اعتراض نہ کرونگا) اور مین تمہاری نافرمانی کسی کام مین نہ کرونگا ف یہ ادب ہے شاگرد کا

استاد کے ساتھ اور مرید کا پیر کے ساتھ کہ اسکے سامنے خاموش اور فوراً اعتراض نہ کرے اور جو وہ حکم دیوے اسکی
اطاعت کرے مگر شرط یہ ہے کہ پیر اور استاد کا حکم شرع کے خلاف نہو اگر شرع کے خلاف ہو تو ہرگز نہ ماننا چاہیے ف
غرض پھر دونوں یعنے حضرت موسی اور خضر علیہما السلام چلے (اور حضرت یوشع بھی اونکے ساتھ تھے پر اونکا ذکر نہ کیا کیونکہ
وہ تابعین میں تھے) پانوں پانوں چل رہے تھے سمندر کے کنارے اور کوئی کشتی اونکے پاس نہ تھی اتنے میں ایک کشتی اونکے سامنے
سے نکلی (حضرت موسی اور حضرت خضر اور یوشع علیہم السلام) ان لوگوں نے کشتی والوں سے گفتگو کی کشتی والوں نے
حضرت موسی اور حضرت خضر کو بے کرایہ سوار کر لیا (یہاں یوشع کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ تابع تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ
وہ سوار نہوئے ہوں) پھر ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ کر اوسنے ایک چونچ یا دو چونچیں سمندر میں (پانی
پیا) حضرت خضر نے کہا اے موسے میرا اور تمہارا علم ان دونوں علموں نے اللہ کے علم میں سے اتنا کم کیا ہے جتنا اس
چڑیا کی ٹھونگ نے سمندر میں ف حافظ ابن حجر نے کہا اس عبارت کا ظاہر مطلب مراد نہیں ہے کیونکہ اللہ جل شانہ
کا علم کم نہیں ہوسکتا تو مطلب اسکا یہ ہے کہ میرا اور تمہارا علم دونوں ملکر اللہ کے علم میں سے اتنا لیا ہے جیسے اس چڑیا
نے سمندر میں سے اور اس سے بہتر یہ تاویل ہے کہ علم سے مراد معلوم ہے یعنے تمہارے اور میرے علم نے اللہ کے معلومات میں سے
اتنے لیے ہیں جتنا پانی اس چڑیا نے سمندر سے لیا اور اسمعیلی نے کہا مراد یہ ہے کہ اس چڑیا کے پانی پینے سے سمندر بالکل
نہیں گھٹا اسیطرح ہمارے اور تمہارے علم سے اللہ تعالیٰ کا علم کم نہیں ہوا اور ابن جریج کی روایت میں جو عبارت ہے
جسمیں کچھ اشکال نہیں اوسمیں یہ ہے کہ میرا اور تمہارا علم ایسا ہے جیسے وہ پانی جو چڑیا کے منہ میں گیا سمندر کے
سامنے اور یہی مطلب ہے اس عبارت کا بھی جو اس روایت میں ہے اور اس قصہ میں کئی فائدے ہیں وہ یہ ہیں
کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملک میں جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور اپنی مخلوقات میں جیسا چاہتا ہے نفع یا نقصان ویسا
حکم کرتا ہے عقل کو اسکے کاموں میں کچھ دخل نہیں اور اسکے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں بلکہ مخلوقات پر رضا اور
تسلیم واجب ہے کیونکہ عقلیں عاجز ہیں اسکے اسرار ربوبیت دریافت کرنے سے پس اسکے حکم میں نہ چون ہو
سکتا ہے نہ چرا جیسے اسکے وجود میں کہاں اور کیسے نہیں ہوسکتا مترجم کہتا ہے یہ اخیر کا فقرہ غلط ہے حدیث
شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ نے پوچھا ہمارا پروردگار کہاں ہے اور جناب سرور عالم نے خود لونڈی سے پوچھا اللہ
کہاں ہے پس یہ سہو ہے حافظ ابن حجر سے رحمہ اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر نے کہا یہ بھی نکلا کہ عقل سے حسن و قبح
معلوم نہیں ہوسکتا اور حسن اور قبح دونو شرع سے معلوم ہوتے ہیں تو جس چیز کی شرع نے تعریف کی وہ حسن ہے
اور جس چیز کی برائی کی وہ قبیح ہے اور اللہ تعالیٰ جو کام کرتا ہے کوئی کام اوس کا حکمت اور فائدے سے

سے خالی نہیں پہر سب کام اسکی مرضی پر موقوف ہیں کوئی اسپر جبر کرنیوالا یا زور ڈالنے والا نہیں ہے نہ کوئی کام
اوسپر واجب یا لازم ہے بلکہ جیسا اسکی علم میں آچکا ہے اُس موافق وہ کرتا ہے اُسکا حکم نافذ ہے اسکی ہر حکمت یا
بہید کو بعض آدمی بعض کاموں میں سمجہہ سکتے ہیں اور بہت سے کاموں میں عقل حیران ہوتی ہے اسلیے آدمی کو لازم ہے کہ
اعتراض سے بچے کیونکہ اعتراض کا انجام خرابی اور بربادی ہے اور یہاں ہم دو غلطیاں لوگوں کی بیان کرتے ہیں
پہلی غلطی یہ ہے کہ بعض جاہل یہ سمجہے ہیں کہ حضرت خضر ع موسی سے افضل تہے اونکی دلیل یہی قصہ ہے اور یہ اُس
جاہل کی قصور نظر ہے اوسنے حضرت موسی کے مراتب اور مناصب پر نظر نہیں کی اور خصوصیت رسالت اور سماع کلام اللہ
اور عطار توراۃ وغیرہ وغیرہ حضرت موسی کے بیشمار فضائل ہیں اسکے سوا ایک فضیلت بڑی یہ ہے کہ تمام نبی اسرائیل کے
پیغمبر اونکی شریعت میں داخل ہیں اور انکے دین کے احکام کے پابند ہیں یہانتک کہ حضرت عیسی بہی اور اسکی دلیلیں قرآن
میں بہت ہیں اور یہ آیت کافی ہے یَا مُوسَىٰ اِنِّیْ اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسَالَاتِیْ وَبِکَلَامِیْ اونکی فضیلت کے
لیے اور احادیث انبیا میں حضرت موسی کے وہ فضائل مذکور ہونگے جو کافی ہیں اور خضر اگر نبی بہی ہوں تو وہ بالاتفاق
رسول نہیں ہیں اور رسول افضل ہے اُس نبی سے جو رسول نہ ہو اور اگر ہم یہ بہی کہیں کہ حضرت خضر رسول تہے تب بہی حضرت
موسی کی رسالت اونسے بڑہی ہوئی ہے پس یہی افضل ہونگے اور حضرت خضر ع کی انتہا یہ ہے کہ وہ نبی اسرائیل کے ایک
پیغمبر کے برابر ہونگے تب بہی موسی سے افضل نہونگے کیونکہ موسی بنی اسرائیل کے تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور جو ہم یہ کہیں کہ
خضر نبی نہیں ہیں بلکہ ولی ہیں تو نبی ولی سے افضل ہے اور یہ یقینی امر ہے عقلاً اور نقلاً اور اسکے خلاف جو کہے
وہ کافر ہے دوسری غلطی وہ ہے جو بعض ملحد بیدینوں نے کی انہوں نے ایک راہ ایسی نکالی جس سے شریعت کے احکام بالکل ہیچ
ہو جاتے ہیں انہوں نے کہا حضرت خضر اور موسی کے قصے سے یہ نکلتا ہے کہ شریعت کے احکام عوام اور غبیاؤں احمقوں کے
لیے ہیں اور جو لوگ اولیا ہیں یا خاصان حق ہیں اونکو ان نصوص شرعیہ کی احتیاج نہیں اونکے دل صاف ہیں وہ اسرار
کائنات اور احکام جزئیہ سے واقف ہو جاتے ہیں علم ربانی اور حقائق الہی کی وجہ سے پس وہ بے پرواہ ہیں احکام
شرائع سے جو کلی ہیں جیسے خضر کا حال تہا وہ ان علموں سے بے پرواہ تہے جو موسی کو ملے تہے اور تائید کرتی ہے اسکی یہ حدیث
پوچہہ اپنے دل سے اگرچہ لوگ تجہے فتوے دیویں قرطبی نے کہا یہ قول بیدینی اور کفر ہے کیونکہ یہ انکار ہے شریعت کا اور اللہ
تعالی کی سنت یہی ہے کہ اُسکے احکام اوسکے پیغمبروں کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہیں اور اللہ نے حکم کیا اپنے بندوں کو پیغمبروں
کی اطاعت کرنیکا اور اسپر تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے پہر جو کوئی اس بات کا دعوی کرے کہ ان احکام پہچاننے کا ایک اور
رستہ ہے سوا پیغمبروں کے رستے کے وہ کافر ہے قتل کیا جاویگا اور اس سے توبہ بہی نہ لی جاویگی کیونکہ ایسے شخص نے گویا نبوت

کا دعوی کیا اور ہم نے اس مذہب کے بعض لوگوں کا حال سنا وہ کہتے ہیں ہم کوئی بات مردوں سے نہیں لیتے بلکہ اس سے لیتے ہیں جو زندہ ہے کبھی نہیں مرےگا یعنے خدا سے بلا واسطہ) اور یہ کفر ہے باتفاق علما اور جس شخص نے حضرت خضر کے قصے سے یہ دلیل لی کہ ولی کو خلاف شرع کرنا درست ہے وہ بھی گمراہ ہوا اور اسکے دلیل صحیح نہیں کیونکہ حضرت خضر نے شرع کے خلاف کوئی کام نہیں کیا کشتی کا تختہ توڑنا ایک ظالم کے ظلم سے غریبوں کو بچانے کے لیے پہر اسکا جوڑ دینا نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل اور یہ مسلم کی روایت سے نکلتا ہے کہ جب وہ کشتی بیگار پکڑنے والوں سے چہٹ گئی تو حضرت خضر نے وہ تختہ پہر جوڑ دیا اور بچے کا قتل وہ شاید اس شریعت میں اس مصلحت سے جائز ہوگا کہ والدین تباہ اور کافر ہو جاوین اور دیوار کا اٹہا دینا تو عین احسان ہے برائی کے بدلے اور حضرت موسی کا اعتراض صرف ظاہر کے رو سے تہا بطور صلاح اور رائے کے (فتح الباری مختصرا) **ف** پہر حضرت خضر نے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا اسکی تختوں میں حضرت موسی نے کہا ان لوگوں نے تو ہمکو بے کرایہ سوار کیا اور تم نے انکی کشتی پہاڑ ڈالی تاکہ کشتی والوں کو ڈبو دو حضرت خضر نے کہا میں نے نہیں کہا تہا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکوگے حضرت موسی نے کہا مت پکڑو مجہکو بہول پر تو یہ پہلا اعتراض حضرت موسی کا بہول کر تہا پہر دونوں چلے (کشتی سے اترنے کے بعد) ایک لڑکا لڑکوں کے ساتھ کہیل رہا تہا حضرت خضر نے اسکا سر اوپر سے پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اسکا سر اکہاڑ ڈالا (اور ایک روایت میں ہے کہ اسکا سر کاٹ ڈالا) حضرت موسی نے کہا تم نے ایک بے قصور جان کو بغیر جان کے بدلے مارا حضرت خضر نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تہا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکوگے ابن عیینہ نے کہا اس کلام میں زیادہ تاکید ہے پہلے سے (کیونکہ اسمیں لک زیادہ ہے) پہر دونوں چلے یہانتک کہ ایک گانوں والوں کے پاس آئے اونسے کہانا مانگا گانوں والوں نے کہانا کہلانے سے انکار کیا (حالانکہ اس گانوں میں کہیں ٹہیرنے اور سونے کی جگہ نہ تہی اور سردی بہی تہی رات کا وقت تہا) پہر دونوں نے دیکہا ایک دیوار اسی گانوں میں وہ گرنے کی قریب تہی حضرت خضر نے اپنے ہاتہہ سے اشارہ کیا اور اسکو سیدہا کر دیا حضرت موسی نے کہا اگر تم چاہتے تو اس کام کی مزدوری لیتے (گانوں والوں سے) حضرت خضر نے کہا یہ جدائی ہے مجہہ میں اور تم میں (یعنے یہ اعتراض سبب ہے جدائی کا یا یہ وقت جدائی کا وقت ہے یعنے اب پہر تمہارا ساتہہ ہو چکا تم اعتراض سے باز نہیں آتے) حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی رحم کرے موسی ؑ پر ہمکو آرزو ہے کاش موسی صبر کرتے (اور اعتراض نہ کرتے) تاکہ اور قصے اون دونوں کے ہم سے بیان کیے جاتے **ف** قسطلانی نے کہا قرطبی نے حکایت کی کہ جب موسی نے بچہ کے مارنے پر اعتراض کیا تو حضرت خضر نے اس بچے کا بائیں کاندہے کی ہڈی کو گوشت سے صاف کیا اوسپر لکہا تہا کہ یہ کافر ہے اللہ پر کبہی ایمان نہ لاویگا اور اس حدیث کو امام بخاری نے دس مقام سے زیادہ میں

نکالا ہے انہے **باب** من سأل وهو قائم عالما جالسا ایک شخص کھڑے کھڑے ایک عالم سے مسئلہ
پوچھے اور وہ بیٹھا ہو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب کے لانے سے یہ غرض ہے کہ عالم اگر بیٹھا ہو اور اسکے سامنے
کوئی شخص کھڑا ہو کر اس سے مسئلہ پوچھے تو اسمیں قباحت نہیں بشرطیکہ عالم غرور کے راہ سے ایسا نہ کرے اور یہہ
صورت اسحدیث میں داخل نہیں ہے جس میں یہ ہے کہ جس شخص کو لوگوں کا سامنے کھڑے ہونا پسند ہو وہ اپنا ٹھکانا جہنم
میں بنا لیوے **حدثنا** عثمان قال اخبرني جرير عن منصور عن ابي وائل عن ابي موسى قال
جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ما القتال في سبيل الله فان احدنا
يقاتل غضبا ويقاتل حمية فرفع اليه رأسه قال وما رفع اليه رأسه الا انه كان قائما فقال من
قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله عز وجل **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عثمان بن
ابی شیبہ نے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو جریر بن عبد الحمید نے اونہوں نے روایت کی منصور بن معتمر سے اونہوں نے ابو وا
ئل شقیق بن سلمہ سے اونہوں نے ابو موسی (عبد اللہ بن قیس اشعری رض) سے اونہوں نے کہا ایک شخص جناب سرور کائنات اشرف
مخلوقات حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (قربان آپکے) اللہ کی راہ میں لڑنا کونسا
ہے کیونکہ کوئی ہم میں سے لڑتا ہے غصے سے اور کوئی غیرت سے (اور کوئی قوم کی بھلائی کے لیے اور کوئی ملک کی بھلائی کے لیے)
یہہ سنکر حضرت نے اپنا سر اوٹھایا اوسکی طرف ابو موسی نے کہا (یا اور کسی راوی نے) آپنے سر اسواسطے اوٹھایا کہ پوچھنے والا
کھڑا تھا اور آپ بیٹھے تھے (اسی فقرہ سے ترجمہ باب ثابت ہوتا ہے) پھر آپنے فرمایا جو کوئی لڑے اسلیے کہ اللہ کا کلمہ (یعنے
دین اسلام کا یا کلمہ اخلاص) بلند ہو (اور کفر کا کلمہ پست ہو یعنے دین کے لیے لڑے کفر مٹانے کو) وہ اللہ کی راہ میں ہے
ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ جوامع الکلم میں سے ہے آپنے ایسا جواب دیا کہ سوال سے زیادہ مطالب کو شامل ہے اس
حدیث سے انما الاعمال بالنیات کی حدیث کی تائید ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حاجتمند اگر سامنے کھڑا رہے
تو برا نہیں بشرطیکہ جسکے سامنے کھڑا ہو اسکے دل میں غرور کا خیال نہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مجاہد وہی ہے
جو اللہ کا دین بلند کرنیکے لیے لڑے اور باقی بحث اسحدیث کی کتاب الجہاد میں آویگی اگر خدا چاہے (فتح)
قسطلانی نے کہا جو شخص ثواب کے واسطے اللہ کی رضامندی کے لیے لڑے وہ بھی اس میں داخل ہے کیونکہ وہ
بھی بلند کرتا ہے اللہ کے کلمہ کا اور اس جوابنے سوال کا سب جمع کر لیا کیونکہ غضب (غصہ) اور غیرت کبھی اللہ کے
لیے ہوتے ہیں کبھی دنیا کے لیے تو آپنے مختصر جواب دیدیا اسلیے کہ اگر غصے کی تقسیم کرتے تو طول ہوتا اور شاید وہ نہ
سمجھتا اب اگر کوئی کہے کہ سوال تو لڑائی سے تھا اور جواب میں لڑنے والے کا ذکر ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ جواب سے لڑائی اور لڑنے وا

دونوں کا حال معلوم ہوتا ہے یا سوال قتال بمعنے مقاتل کے ہو جاتے ہیں

باب السؤال والفتیا عند رمی الجمار کنکریاں مارتے وقت مسئلہ پوچھنا اور جواب دینا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ عالم اگر عبادت میں مشغول ہو تو یہ سوال کا مانع نہیں بشرطیکہ اوسمیں غرق نہ ہو اور رمی جمار وغیرہ مناسک حج میں کلام جائز ہے اور یہ حدیث باب الفتیا علی الدابہ میں گذر چکی **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا عبد العزیز بن ابی سلمة عن الزهری عن عیسى بن طلحة عن عبد الله بن عمرو قال رأیت النبی صلی الله علیه وسلم عند الجمرة وهو یسئل فقال رجل یا رسول الله نحرت قبل ان ارمی قال ارم ولا حرج قال آخر یا رسول الله حلقت قبل ان انحر قال انحر ولا حرج فما سئل عن شیء قدم ولا اخر الا قال افعل ولا حرج **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے (ابو سلمہ انکے دادا کا نام ہے اور باپ کا نام عبد اللہ ہے اور ابو سلمہ کا نام ماجشون ہے) انہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم) سے انہوں نے عیسی بن طلحہ (بن عبید اللہ قرشی تیمی) سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرو (بن عاص رضی اللہ عنہ) سے انہوں نے کہا میں نے جناب سرور عالم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو جمرہ (عقبہ) کے پاس دیکھا اور آپ سے سوال ہو رہے تھے (یعنے لوگ دین کی باتیں پوچھ رہے تھے) ایک شخص بولا یا رسول اللہ میں نے نحر کیا (اونٹ کاٹا) کنکر مارنے سے پہلے آپ نے فرمایا کنکر مارلے اور کچھ حرج نہیں دوسرا بولا یا رسول اللہ میں نے سر منڈالیا نحر کرنے سے پہلے آپ نے فرمایا نحر کرلے اور کچھ حرج نہیں پھر آپ سے کسی بات کی آگے یا پیچھے کرنیکا سوال نہیں ہوا مگر آپ نے یہی فرمایا کہ کر لے اور کچھ حرج نہیں **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہاں بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ترجمہ باب حدیث کے مطابق نہیں کیونکہ ترجمہ باب میں رمی کے وقت جواب اور سوال کا ذکر ہے اور حدیث میں صرف یہ ہے کہ آپ اوس وقت جمرہ کے پاس تھے اور اسکا جواب یہ ہے کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ اکثر عموم لفظ سے استدلال کرتے ہیں تو جمرہ کے پاس سوال ہونا شامل ہے رمی کیوقت یا اسکے بعد سوال کرنیکو انتہے مختصراً

باب قول الله تعالى وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اس آیت کا بیان کہ تمکو علم نہیں ملا مگر تھوڑا علم **حدثنا** قیس بن حفص قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الاعمش سلیمان عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله قال بینا انا امشی مع النبی صلى الله عليه وسلم فی خرب المدینة وهو یتوکأ على عسیب معه فمر بنفر من الیهود فقال بعضهم لبعض سلوه عن الروح وقال بعضهم لا تسئلوه لا یجیء فیه بشیء تکرهونه فقال بعضهم لنسألنه فقال یا ابا القاسم ما الروح فسکت فقلت انه یوحى الیه

فَسَكَتَ فَلَمَّا انْجَلَى عَنْهُ فَقَالَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا
قَلِيلًا قَالَ الْأَعْمَشُ هَكَذَا فِي قِرَاءَتِنَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے قیس بن حفص (بن قعقاع دارمی) نے
اُنھوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الواحد (بن زیاد بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اعمش سلیمان
(بن مہران) نے اونہوں نے روایت کی ابراہیم (بن یزید نخعی) سے اُنہوں نے علقمہ بن قیس نخعی سے انہوں نے عبد اللہ
(بن مسعود رض) سے اُنہوں نے کہا ایک بار میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا مدینہ کے اجاڑ
مکانوں میں (یہ ترجمہ خرب کا ہے خائے معجمہ سے اور بعض روایتوں میں حرث ہے حائے مہملہ اور ثائے مثلثہ سے تو ترجمہ
ہوگا مدینہ کے کھیتوں میں) اور آپ ٹیکا لگاتے تھے کھجور کی ایک چھڑی کا جو آپکے ساتھ تھی پھر آپ چند یہودیوں
کے سامنے سے گذرے (چند نفر کا ترجمہ ہے اور نفر کہتے ہیں تین سے دس آدمیوں تک کو حافظ ابن حجر نے کہا مجھے اون
یہودیوں کے نام معلوم نہیں ہوئے) تو یہودیوں میں سے بعضوں نے بعضوں سے کہا آپ سے سوال کرو روح کیا ہے (یعنی
جان کی حقیقت پوچھو) اور بعضوں نے کہا مت سوال کرو آپ سے ایسا نہو کہ آپ ایسی بات فرمائیں
جو تمکو بری معلوم ہو پھر اُن میں سے بعضوں نے بعضوں سے کہا (قسم خدا کی) ہم تو آپ سے ضرور پوچھینگے روح کو پھر ایک
شخص اونمیں کا کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے ابو القاسم روح کیا چیز ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اکثر علماء کا یہ قول
ہے کہ اونہوں نے اس روح کی حقیقت پوچھی جو جاندار میں ہے اور بعضوں نے کہا کہ روح سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں اور بعض
نے کہا حضرت عیسے علیہ السلام ہیں اور بعضوں نے کہا روح سے مراد قرآن ہے اور بعضوں نے کہا خلق عظیم روحانی
اور بعضوں نے اور کچھ کہا اور اسکی تفصیل کتاب التفسیر میں خدا چاہے تو آویگی اور وہاں ہم یہ بھی بیان کرینگے
کہ روح حیوانی میں لوگوں نے کیا کہا ہے اور صحیح یہی ہے کہ اسکی حقیقت خدا ہی جانتا ہے انتہے قسطلانی نے کہا
یہود نے قریش کے لوگوں سے کہا اگر آپ روح کی حقیقت بیان کریں تو آپ نبی نہیں ہیں اور اسیواسطے بعض یہود
نے کہا آپ سے مت پوچھو ایسا نہو کہ آپ اسکی حقیقت بیان نہ کریں اور اسکی دلیل آپکی نبوت کی معلوم ہو اور یہ امر
یہود کو ناگوار تہا انتہے **ف** یہ سنکر آپ چپ ہورہے (ابن مسعود رض نے کہا) میں نے یہ کہا کہ آپ پر وحی
آرہی ہے پھر میں کھڑا ہو گیا (آپکے اور یہود کے بیچ میں یا اسلیے کہ میرے بیٹھنے سے آپکو تکلیف ہو) پھر جب
وحی کیحالت جاتی رہی (اور اسکی سختی جاتی رہی) آپنے فرمایا وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ اخیر تک یعنی پوچھتے ہیں تمسے
روح کو تم کہدو روح میرے رب کا ایک حکم ہے **ف** یعنی اسکی ایک مخلوق ہے جو اسکے حکم سے پیدا ہوئی اور اسکی
حقیقت اللہ ہی کو خوب معلوم ہے یہ جواب ایسا ہے جیسے حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون کو دیا جب اُسنے خداوند کریم

کی حقیقت پوچھی حضرت موسی نے کہا وہ آسمانوں اور زمین کا اور جو چیزیں اون دونوں میں ہیں اونکا مالک ہے
بیان کی صفت اسکی کیونکہ حقیقت اسکی وہی جانتا ہے بعضوں نے کہا کہ آپنے روح کی حقیقت اسلیے بیان نہ
کی کہ یہود کے نزدیک آپکی نبوت ثابت ہوجاوے کیونکہ انہوں نے اسکی حقیقت بیان نہ کرنا نبوت کی نشانی قرار دی
تھی اور روح کی حقیقت میں اگلے اور پچھلے عالموں اور حکیموں کا بہت اختلاف ہے لیکن اکثر متکلمین اہلسنت
جماعت کے قائل ہیں کہ روح ایک جسم لطیف ہے جو بدن میں ہر رگ و ریشہ میں اسطرح سے پھیلا ہوا ہے جیسے گلاب
میں پانی اور شعری نے کہا روح وہ سانس ہے جو اندر جاتی اور باہر نکلتی ہے (قسطلانی) ف اور نہیں
ملا تمکو مگر تھوڑا علم یعنی اللہ تعالے کے معلومات میں سے بہت تھوڑی چیزیں آدمیوں کو معلوم ہیں اعمش
نے کہا ایسا ہی ہے ہماری قراءت میں یعنی وما اوتوا اور اکثر قاریوں نے وما اوتیتم پڑھا ہے اور یہی مشہور
ہے

باب مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْاِخْتِيَارِ مَخَافَةَ اَنْ يَقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ عَنْهُ فَيَقَعُوْا فِيْ اَشَدَّ مِنْهُ
ایک بہتر اور افضل بات کو اس ڈر سے نہ کرنا کہ بعضے لوگ اسکو نہ سمجھیں اور اسکے نہ سمجھنے سے کسی گناہ میں پڑ جاویں

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَتْ عَائِشَةُ تُسِرُّ اِلَيْكَ كَثِيْرًا فَمَا حَدَّثَتْكَ فِي الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ قَالَتْ لِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا قَوْمُكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِكُفْرٍ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ وَبَابًا يَخْرُجُوْنَ فَفَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسے (عبسی کوفی) نے انہوں نے روایت کی اسرائیل بن یونس بن ابی اسحق سبیعی سے اونہوں نے اپنے دادا ابو اسحق سے انہوں نے اسود بن یزید بن قیس نخعی سے اونہوں نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن زبیر نے کہا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تم سے بہت باتیں چھپا کر کرتی تھیں تو کیا حدیث بیان کی تم سے کعبے کے بارے میں میں نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کا زمانہ نیا ہوتا ابن زبیر نے کہا یعنی کفر کا زمانہ اونکا قریب ہے کہ اگر قریش کے کفر کا زمانہ قریب نہ گذرا ہوتا بلکہ اونکا اسلام پرانا ہو گیا ہوتا البتہ میں توڑتا کعبے کو اور اسمیں دو دروازے کرتا ایک دروازہ تو لوگوں کے اندر جانے کے لیے اور ایک دروازہ باہر نکلنے کے لیے پھر ابن زبیر نے (یہ حدیث اسود سے سنکر) ایسا ہی کیا ف یعنی کعبے کو توڑا اور اسمیں دو دروازے نصب کیے ایک شرقی اور ایک غربی اور جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اوسی مطابق بنایا اور ویسا ہی چاہتی بارہ بھی لیکن حجاج ظالم نے حسد کی راہ سے پھر کعبہ کو توڑ کر ویسا ہی کر دیا جیسا

جاہلیت کے زمانہ مین تہا حافظ ابن حجر نے کہا احادیث کا مفصل بیان خدا چاہے تو کتاب الحج مین ہوگا اور ترجمہ
باب احادیث سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ قریش کے دلون مین کعبہ کی بڑی عظمت تہی اسلیے حضرت صلعم کو ڈر ہوا اگر
کعبہ کو توڑین تو کہین قریش آپکی نسبت بدگمانی کرین کہ آپنے یہ کام فخر کی راہ سے کیا اور اس گمان کے سبب سے
وہ تباہ ہون تو اس بڑے فساد کو روکنے کے لیے چہوٹا فساد گوارا کیا یعنے کعبہ کا نہ توڑنا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ
اگر فساد کا ڈر ہو تو ایک بہتر یا افضل کام کو ترک کر سکتے ہین بشرطیکہ وہ فساد اس کام کے ترک سے بڑا ہو اور یہ بھی نکلتا
ہے کہ اگر کسی بڑے گناہ مین پڑ جانے کا ڈر ہو تو چہوٹے گناہ کی ممانعت سے باز رہ سکتے ہین اور یہ بہی نکلتا ہے کہ
امام اپنی رعیت کا انتظام جسطرح مناسب اور قرین مصلحت ہو کر سکتا ہے اگرچہ جو کام امام اختیار کرے وہ دوسرے کام
سے جسکو ترک کرے کم درجہ کا ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ حرام اور خلاف شرع نہ ہو مظہر حق نے کہا اس حدیث سے یہ بہی نکلتا
ہے کہ کسی امر مستحب یا سنت کے فعل سے اگر جاہل اس قسم کے فساد پر آمادہ ہوتے ہون جنکی وجہ سے کوئی امر حرام واقع ہونے
کا اندیشہ ہو جیسے مسلمان کو مارنا یا زخمی کرنا یا قرآن یا حدیث شریف کی نسبت بے ادبی کرنا یا مسلمانون کی جماعت
پہوٹ جانا ہو تو اس امر مستحب یا سنت کو بطریق مصلحت ترک کر سکتے ہین لیکن یہ ضرور ہے کہ ان جاہلون کو نرمی اور
ملائمت سے سمجہا دین اور جو کام حدیث شریف سے ثابت ہو اسکے کرنیکی ترغیب دلاوین اور یہ جو بعضے لوگ دلیل لاتے ہین
کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص فساد کے وقت میری سنت پر عمل کرے اسکو سو شہید کا ثواب ہے اور جو شخص میری ہوئی
سنت کو جلا دے آخیر تک تو یہ استدلال ایسے مقام مین جہان فساد عظیم اور تباہی اہل اسلام کا خوف ہو درست نہین
کیونکہ یہان حضرت صلعم کی سنت یہی ہے کہ مصلحت پر عمل کیا جاوے اور ایک امر خفیف کے لیے امر عظیم سے بچاؤ کیا جاوے
جیسے احادیث کثیرہ سے مستفاد ہے جنے امام بخاری نے اس باب مین بیان کی واللہ اعلم **باب** مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا
دُوْنَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ اَنْ لَا يَفْهَمُوْا علم کی بعضی باتین چند لوگون کو بتانا اور بعض لوگون کو نہ بتانا
اس خیال سے کہ انکی سمجہ مین نہ آوین گی وَقَالَ عَلِيٌّ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ يُكَذَّبَ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حضرت علی بن ابیطالب رض نے فرمایا بیان کرو لوگون سے دین کی وہ باتین جنکو لوگ پہچانتے
ہین یعنے انکی عقل مین آتی ہین اور انکو سمجہ سکتے ہین کیا تم پسند کرتے ہو کہ لوگ اللہ اور اسکے رسول صلعم کو
جہٹلاوین **ف** یہ روایت ابوذر کے نسخہ مین آگے اسناد سے مذکور ہے اور اکثر نسخون مین اسیطرح سے پہلے
معلق مذکور ہے پہر اسکا اسناد جیسے اس نسخہ مین ہے اور کشمیہنی کی روایت مین بالکل ساقط ہے آدم بن ابی ایاس
نے اتنا زیادہ کیا اور چہوڑ دو بیان کرنا ان باتون کا جنکو وہ نہ سمجہین اور ایسا ہی روایت کیا اسکو

ابونعیم نے مستخرج میں اور اس اثر سے یہ نکلتا ہے کہ متشابہ آیتوں اور حدیثوں کا بیان کرنا عوام کے واسطے مناسب نہیں ہے
اور ابن مسعود کا قول بھی ایسا ہی ہے جسکو روایت کیا مسلم نے کہ نہیں بیان کریگا تو کسی قوم سے کوئی حدیث
جسکو وہ نہ سمجھیں مگر وہ بعضوں کے لیے فتنہ ہوگی اور جن لوگوں نے حدیثیں بیان کرنا بعض آدمیوں سے مکروہ جانی ہیں
اُنمیں سے ہیں امام احمد اُنہوں نے مکروہ جانا ہے اُن حدیثوں کا بیان کرنا (عوام سے) جنکے ظاہری معنے سے سلطان پر
وقت سے لڑنے کی اجازت نکلتی ہے اور امام مالک اونہوں نے مکروہ جانا ہے احادیث صفات کا بیان کرنا اور ابو یوسف
نے غرائب کا اور اسی سے پہلے ابو ہریرہ نے اور ایسا ہی حذیفہ سے منقول ہے اور جسنے انکار کیا انس کی حدیث پر جو انہوں
نے حجاج سے بیان کی تہی اور وہ عرینہ کے لوگوں کی حدیث تہی کیونکہ حجاج نے اس حدیث کو وسیلہ بنایا ظلم اور خون
ریزی کا ایک واہی تاویل سے اور اسکا قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی حدیث کے ظاہری معنے سے بدعت کی تقویت نکلتی ہو اور وہ
ظاہری معنے مراد نہو تو اسکا نہ بیان کرنا بہتر ہے اُس شخص سے جس سے ڈر ہو ظاہری معنے سمجھنے کا (فتح الباری)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَعْرُوْفِ بْنِ خَرَّبُوْذَ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ بِذٰلِكَ ترجمہ

حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسی (عبسی) نے اونہوں نے روایت کی معروف بن خربوذ سے اُنہوں نے ابو
الطفیل عامر رضی اللہ سے (وہ سب صحابہ کے بعد مرے) اُنہوں نے حضرت علی رضہ سے یہی حدیث (جو اوپر گذر چکی)
قسطلانی نے کہا یہ اسناد مولف کے عالی اسنادوں میں سے ہے کیونکہ یہ ثلاثی ہے اور ابو الطفیل صحابی ہیں اور مولف نے
سند کو بعد ذکر کیا اور اثر کو پہلے اسکی توجیہیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ تمیز دی حدیث کے اسناد اور اثر کی اسنادیں پہلے حدیث
کا اسناد پہلے بیان کرتے ہیں پھر حدیث اور اثر میں اسکا اُلٹا کیا دوسرے یہ کہ اسناد ضعیف ہے بوجہ ابن خربوذ کے تیسرے
یہ کہ تفنن اور بیان جواز کے لیے اور بعض نسخوں میں اسناد مقدم ہی مذکور ہے اور کشمیہنی کی روایت میں یہ اثر بالکل مذکور
نہیں ہے

حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ
قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا قَالَ
مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى
النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا وَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ
عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسحق بن ابراہیم (بن راہویہ) (مجتہد اور فقیہ امام مشہور) نے انہوں نے کہا
حدیث بیان کی ہمسے معاذ بن ہشام (بن ابی عبد اللہ دستوائی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے

۲ قال لبیک یا رسول اللہ وسعدیک

باپ نے (ہشام نے) انہوں نے قتادہ (بن دعامہ) سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے انس بن مالک رضی نے (اور قتادہ کے
اس لفظ سے تدلیس کا شبہہ جاتا رہا) انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت معاذ بن جبل آپکے ساتھ سوار تھے
کجاوہ پر کجاوہ (نسخہ) پڑھتا ہے لیکن مؤلف نے جو روایت جہاد میں کی اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسوقت گدہے
پر سوار تھے) فرمایا اے معاذ بن جبل کے بیٹے انہوں نے کہا حاضر ہوں حاضر یا رسول اللہ آپنے فرمایا اے معاذ انہوں نے
کہا حاضر ہوں حاضر یا رسول اللہ تین بار ایسا ہوا (یعنے آپنے تین بار معاذ کو پکارا اور انہوں نے تینوں بار
یہی جواب دیا) آپنے فرمایا کوئی ایسا نہیں ہے جو گواہی دیوے سچائی سے کہ کوئی سچا معبود نہیں ہے سوا خدا کے اور
بیشک محمد اُسکے رسول (بھیجے ہوئے) ہیں دل میں سچ جانکر (نہ نفاق سے) مگر اللہ تعالی اُسکو حرام کر دیگا دوزخ پر
معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اسکی خبر لوگوں کو نہ دیدوں وہ خوش ہو جاوین آپنے فرمایا اگر تو اسکی خبر کر دیگا
تو وہ اوسپر بہروسا کرلینگے (یعنے صرف شہادت پر اور اعمال صالحہ کو چھوڑ دینگے جن سے ایمان پورا ہوتا ہے) اور
معاذ نے یہ حدیث اپنے مرتے وقت بیان کر دی اس ڈر سے کہ گنہگار نہ ہوں ف یعنے حدیث کے چھپانے
سے اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ چھپانا تو بحکم رسول تھا تو اُسکے ظاہر کرنے میں گنہگار ہونیکا ڈر ہے نہ چھپانے
میں اسکا جواب یہ ہے کہ چھپانیکا حکم ان لوگوں سے تھا جو اوسپر بہروسا کرلینگے اون لوگوں سے جنسے معاذ نے
اس حدیث کو بیان کیا ہوگا یا معاذ نے یہ سمجھا کہ حضرت نے جو اس حدیث کے ظاہر کرنے سے منع کیا یہ ممانعت تنزیہی تھی نہ تحریمی
اور جو ممانعت تحریمی ہوتی تو معاذ کسی سے بیان نہ کرتے کذا قال القسطلانی حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث میں
یہ اشکال ہوتا ہے کہ جو شخص ان دو باتوں کی گواہی دیوے وہ جہنم میں نہ جاویگا حالانکہ اور دلائل قطعی سے اہلسنت
کا یہ مذہب ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ گنہگار جہنم میں جاویگا پہر شفاعت کیوجہ سے نکالا جاویگا اسکا
جواب یہ ہے کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ اعمال صالحہ کے ساتھ ان دو باتوں کی گواہی دیوے اور اسی سبب سے حضرت نے
معاذ کو اس حدیث کے فاش کرنیکی اجازت نہ دی کیونکہ شاید بعض لوگ صرف شہادتین کو کافی سمجھکر اعمال صالحہ
میں کوتاہی کرتے اور علماء نے اسکے سوا اور جواب بھی دیے ہیں ایک یہ کہ مقصود حدیث سے وہ شخص ہے جو گناہوں
سے توبہ کرکے ان دونوں باتوں کی گواہی دیوے پہر مر جاوے اور گناہ نہ کرے دوسری یہ کہ یہ حدیث اُسوقت کی ہے
جب فرائض نہیں اُترے تھے اس جواب میں یہ خلل ہے کہ مسلم نے ابوہریرہ سے ایسا ہی روایت کیا حالانکہ وہ اخیر زمانے
میں اسلام لائے تھے اور اکثر فرائض اسوقت اُتر چکے تھے اور ایسا ہی امام احمد نے باسناد حسن ابو موسے سے روایت کیا
اور ابو موسے اوسی سال آئے ہیں جس سال ابوہریرہ آئے تیسرے یہ کہ یہ حدیث باعتبار اکثر کے فرمائی کیونکہ اکثر ایسا ہی ہوتا

فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا حاضر ہوں حاضر یا رسول اللہ

ہے کہ جو موحد ہوتا ہے وہ عبادت بجا لاتا ہے اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہے چوتھی یہ کہ دوزخ کے حرام ہونے سے یہ مقصود
ہے کہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہنا اوسپر حرام ہو جاویگا پانچویں یہ کہ مراد دوزخ سے وہ طبقہ ہے جو کافروں کے لیے خاص
ہے نہ وہ طبقہ جسمیں گنہگار موحد رہینگے چھٹی یہ کہ مراد یہ ہے کہ اسکا سارا بدن دوزخ پر حرام ہوگا کیونکہ مومن
کے سجدے کے اعضا کو دوزخ نہ کھاویگی جیسے حدیث شفاعت سے ثابت ہے اسیطرح اسکی زبان کو بھی نہ کھاویگی جس
سے توحید اور رسالت کا اقرار کیا اور جو فرمایا دل سے سچا تو گواہی دیوے اس سے منافق کی شہادت خارج
ہوگئی کیونکہ ایسی شہادت جسکے دل میں یقین نہ ہو کچھ کام نہ آویگی اصیلی اور کشمیہنی کی روایت میں ینکلوا ہے
نون سے یعنی وہ باز رہینگے اعمال صالحہ سے اور بزار نے باسناد حسن ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو اجازت دی لوگوں کو خوشخبری دینے کی پھر عمر رض معاذ سے ملے اور انسے کہا تم جلدی
مت کرو پھر وہ اندر گئے اور عرض کیا اے نبی اللہ آپ کی رائے سب سے بہتر ہے لیکن لوگ جب یہ
حدیث سنینگے تو اوسپر بھروسا کر لینگے پشکر آپنے معاذ کو واپس بلا لیا اور یہ رای بھی حضرت عمر کی ان رایوں
میں سے ہے جو اللہ کے حکم کے موافق ہوئیں اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی
اجتہاد درست تھا انتہی اسپر ترجمہ کہتا ہوں کہ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ بعضی دین کی باتیں خاص آدمیوں سے
کہہ سکتے ہیں اور عوام سے نہیں کہہ سکتے جیسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث معاذ سے بیان کی
اور اوروں کو سنانے کی اجازت نہ دی اور کرمانی نے اس مقام پر ایک غلطی کی ہے انہوں نے کہا کہ عند موتہ کی ضمیر حضرت
کیطرف پھرتی ہے یعنی معاذ نے حضرت کی وفات کے وقت یہ حدیث بیان کر دی اور یہ صریح مخالف ہے اس روایت کے
جسکو امام احمد نے نکالا اسناد صحیح جابر بن عبد اللہ انصاری سے انہوں نے کہا مجھسے بیان کیا اس شخص نے جو معاذ
کی وفات کے وقت حاضر تھا اونہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث کو اور نہیں بیان
کیا میں نے اوسکو تمسے مگر اس ڈر سے کہ تم بھروسا کر لوگے پھر بیان کی یہی حدیث **حدثنا** مسدد قال حدثنا
مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ ذُکِرَ لِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمُعَاذٍ مَنْ لَقِیَ اللّٰہَ
لَا یُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ فَقَالَ اَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ لَا اَخَافُ اَنْ یَتَّکِلُوْا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے
مسدد بن مسرہد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے معتمر بن سلیمان بن طرخان بصری نے انہوں نے
کہا میں نے سنا اپنے باپ (سلیمان) سے انہوں نے کہا میں نے سنا انس رض سے انہوں نے کہا بیان کیا گیا مجھسے **ف** حافظ
ابن حجر نے کہا کسی طریقہ میں میں نے نہیں پایا کہ انس سے یہ حدیث کس نے بیان کی اسیطرح جابر سے اس روایت میں جو امام

احمد سے اوپر گذری اور جابر اور انس نے خود یہ حدیث معاذ سے نہین سنی کیونکہ معاذ شام کے ملک مین مرے اور انھون نے مرتے وقت یہ حدیث بیان کی اور جابر اور انس دونو اسوقت مدینہ مین تھے تو وہ معاذ کے موت کیوقت حاضر نہ ہو سکے اور معاذ کی موت کے وقت عمرو بن میمون اودی حاضر تھے جو مخضرمین مین سے ہین جیسے کتاب الجہاد مین آویگا اور روایت کیا اسکو نسائی نے عبد الرحمن بن سمرہ صحابی سے اونہون نے اسکو معاذ سے سنا تو احتمال ہے کہ مراد انس اور جابر کی ان دونو شخصون مین سے کوئی شخص ہو اور مزی نے اطراف مین یہ حدیث مسند انس مین روایت کی اور یہ انس کے مراسیل مین سے ہے تو اسکا ذکر کرنا مبہمات مین مناسب تھا انتہی قسطلانی نے کہا انس نے اس شخص کا نام نہ لیا جس سے یہ حدیث سنی اور اس سے حدیث کی صحت مین کچھ خلل نہین ہوتا کیونکہ اسکا متن دوسرے طریق سے ثابت ہی دوسرے یہ کہ انس نے عادل سے روایت کی ہوگی وہ صحابی ہوگا یا غیر صحابی تو جہالت ضرر نہ کریگی اور احتمال ہے کہ یہ شخص عمرو بن میمون ہو یا عبد الرحمان بن سلمہ **ف** کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ سے جو شخص اللہ سے ملے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت مین جاویگا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا شرک کی نفی کی اور نفی شرک مستلزم ہے توحید کو اسیطرح مستلزم ہے اثبات رسالت کو کیونکہ جو شخص اللہ کے رسول کو جھٹلاوے اوسنے اللہ کو جھٹلایا اور جسنے اللہ کو جھٹلایا وہ مشرک ہی یا مراد یہ ہے کہ جو شخص ایمان رکھکر مرے اون سب باتون پر جن پر ایمان لانا واجب ہے اور جنت مین جانے مین کوئی اشکال نہین کیونکہ جنت مین جانا عام ہے خواہ عذاب سے پہلے جنت مین جاوے یا عذاب کے بعد جاوے انتہی مترجم کہتا ہے نفی شرک توحید کو مستلزم نہین کیونکہ اللہ تعالی کا منکر شرک کی نفی کرتا ہے پر توحید کو ثابت نہین کرتا اسیطرح توحید اثبات رسالت کو مستلزم نہین کیونکہ جائز ہے کہ اسکو کسی نبی کی رسالت نہ پہونچی اور ایسے موحدین بہت گذرے ہین جو صرف توحید کے قائل ہین اور نبوت کی خبر انکو نہین پہنچی اور شاید اب بھی بعض ملکون مین ایسے لوگ ہون پس یہ دونون دعوے حافظ ابن حجر کے قبول نہین ہو سکتے اور شاید مراد حافظ صاحب کی یہ ہو کہ جو معاذ اللہ اللہ کا منکر ہے اوسکا تو جہنمی ہونا ظاہر ہے اس لیے حضرت نے اسکو بیان نہ کیا اور کلام آپکا ان لوگون مین ہے جو خدا کو مانتے ہین انکی دو ہی قسمین ہین مشرک یا موحد اسیطرح جو موحد ایسا ہے کہ اوسنے نبی کو نہین جھٹلایا بلکہ نبوت کی خبر اسکو نہین پہونچی وہ جنت مین جاویگا کیونکہ اوسنے رسالت کا انکار نہین کیا اور اللہ کا ماننا گویا نبوت کا ماننا ہے واللہ اعلم **ف** معاذ نے عرض کیا کیا مین لوگون کو خوشخبری نہ کردون یہ خبر سنا کر آپنے فرمایا نہین مین ڈرتا ہون کہین وہ بھروسا کر لیوین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا پھر معاذ نے اپنے مرتے وقت گنہگار ہونیکے ڈر سے اسکی خبر کر دی تو پہلے معاذ یہ سمجھے کہ آپنے جو خبر کرنے سے منع کیا یہ ممانعت عام ہے ہر شخص کو خبر کرنے کی اسوجہ سے انہون نے کسی کو خبر نہ کی بعد اسکے انکو معلوم ہوا کہ ممانعت عام طور سے خبر کرنے کی تھی

مین لوگون کو خبر کرنے سے اسلیے انہون نے مرتے وقت خاص آدمیون کو خبر کردی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر ممانعت عام
ہوتی تو وہ کسی کو خبر کرتے اور اس جواب پر اعتراض کیا گیا ہے اس روایت سے جو امام احمد نے نکالی باسناد منقطع معاذ سے روایت
ہے کہ جب انکی وفات کا وقت ہوا تو انہون نے کہا کہ لوگون کو میرے پاس بلالو پھر لوگ آئے تو انہون نے کہا مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرتا ہو تو اللہ اسکو جنت مین لیجائیگا
اور مین تمسے یہ حدیث بیان کرنیوالا نہ تھا مگر مرتے وقت اور تم گواہ رہو حدیث کے سننے پر ابو الدرداء ہین ابو الدرداء نے کہا
میرے بھائی نے سچ کہا اور وہ تمسے یہ حدیث بیان کرنیوالے نہ تھے مگر مرتے وقت اور ابو ایوب سے بھی ایسا ہی مروی ہے
مین ابو ظبیان کے طریق سے کہ ابو ایوب نے روم کا جہاد کیا پھر بیمار ہو گئے سو جب انکی وفات قریب ہوئی تو انہون نے کہا مین تم سے ایک حدیث
بیان کرتا ہون جو مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اگر میرا یہ حال نہ ہوتا تو مین تمسے وہ حدیث بیان
نکرتا مینے سنا آپ سے آپ فرماتے تھے جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ شریک کسیکو نکرتا ہو تو جنت مین جاویگا اور جب اس
جواب پر ان دونو حدیثون سے اعتراض ہوا تو اصل اشکال کا یہ جواب دیا جاویگا کہ معاذ کو معلوم ہو گیا کہ آپکی ممانعت
تحریمی نہ تھی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آپنے ابو ہریرہ رض کو حکم دیا لوگون کو اس خوشخبری دینے کے لیے پھر حضرت عمر ملے
اور ابو ہریرہ کو دھکیلا اور کہا لوٹ جا جسطرح آیا اور حضرت عمر اونکے پیچھے ہی داخل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ
ایسا نہ کیجیے کیونکہ مین ڈرتا ہون لوگ بھروسا کرلین گے تو ان کو عمل کرنے دیجیے آپنے فرمایا اچھا اونکو عمل کرنے دو روایت
کیا اسکو مسلم نے تو آپکا یہ فرمانا معاذ سے کہ مین ڈرتا ہون لوگ بھروسا کرلین گے ابو ہریرہ کے قصے کے بعد ہوگا اس صورت
مین یہ ممانعت بنظر مصلحت کے ہوئی نہ حرمت کے لیے اور اسی لیے معاذ نے اسکی خبر کردی کیونکہ تبلیغ (یعنے پہونچادینے)
کا حکم عام ہے واللہ اعلم انتہے مافی فتح الباری اور یہ جو فرمایا لَا اَخَافُ اَنْ یَتَّکِلُوْا تو لا کے بعد ایک فعل محذوف ہے
یعنے لا تبشر مت خوشخبری دے اونکو اور اَخَافُ اَنْ یَتَّکِلُوْا الگ جملہ ہے اور کریمہ کی روایت مین اِنِّیْ اَخَافُ ہے اور حسن
بن سفیان کے مسند مین عبید اللہ بن معاذ سے اونہون نے معتمر سے مروی ہے لَا دَعْهُمْ فَلْيَتَنَافَسُوْا فِي الْاَعْمَالِ فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ
یَتَّكِلُوْا یعنے مت خوشخبری دو بلکہ چھوڑ دو انکو وہ ایک دوسرے کی حرص کرین عمال مین کیونکہ مین ڈرتا ہون کہ وہ بھروسا
کرلیوین (فتح) **بَابُ الْحَيَاءِ فِي الْعِلْمِ** علم سیکھنے یا سکھانے مین شرم کرنا کیسا ہے **ف** حافظ ابن حجر
نے کہا اوپر گذرا کہ حیا ایمان مین داخل ہے اور مراد اس سے حیا شرعی ہے جو بزرگون کی حرمت کے لیے ہوتی ہے اور
یہ عمدہ صفت ہی اور وہ حیا جس سے کوئی امر شرعی ترک ہو مذموم ہے اور وہ حیا شرعی نہین بلکہ ضعف اور جبن ہے
وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ مجاہد (ایک جید تابعی بزرگ) نے کہا جسکو شرم ہوگی یا

غرور ہوگا وہ علم نہ سیکھے گا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مجاہد کے قول میں شرم (حیا) سے مراد وہی صفت مذموم ہے
جو کار خیر سے باز رکھے اور غرض انکی یہ ہے کہ علم حاصل کرنیوالوں کو ترغیب ہو شرم اور تکبر چھوڑنے کی کیونکہ دونو علم
سیکھنے میں خلل ڈالتے ہیں اور اس اثر کو ابو نعیم نے حلیہ میں موصولا روایت کیا علی بن المدینی کے طریق سے انہوں نے ابن عیینہ
سے انہوں نے منصور سے انہوں نے مجاہد سے اور اسناد اسکا صحیح ہے موافق مصنف کی شرط کے انتہے وَقَالَتْ عَائِشَةُ

نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے کہا
اچھی عورتیں ہیں انصار کی وہ حیا کی وجہ سے باز نہیں رہتیں سمجھ حاصل کرنے سے **ف** یعنے دین کے مسائل انحضرت
سے بیجھجک پوچھتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتی اور پوچھنے میں شرم نہ کی انکی طفیل سے ساری عالم کی عورتوں کو
فائدہ ہوا اس تعلیق کو امام مسلم نے وصل کیا ابراہیم بن مہاجر کے طریق سے انہوں نے صفیہ بنت شیبہ سے انہوں نے عائشہ
سے اور ایک حدیث میں جسکی شرح یہ ہے کہ اسما بنت یزید انصاری نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل
پوچھا الخ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ
أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ
اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ تَعْنِي وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ
يَمِينُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا ترجمہ حدیث بیان کی محمد بن سلام نے (سلام بروزن کلام بالتخفیف اور بیکندی ہیں)
انہوں نے کہا خبر دی ہمکو ابو معاویہ (محمد بن خازم ضریر تمیمی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام (بن عروہ) نے انہوں نے
روایت کی اپنے باپ (عروہ بن زبیر بن عوام) سے انہوں نے زینب بنت ام سلمہ سے (انکے باپ عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی
تھے) اور انکی نسبت ماں کیطرف شرف اور فضیلت کے لیے کیونکہ انکی ماں ام المومنین ام سلمہ تھیں اور وہ ربیبہ تھیں رسولخدا صلے اللہ
علیہ وسلم کی یعنے بیٹیا اور انہوں نے روایت کی ام المومنین حضرت بی بی ام سلمہ رضہ سے انہوں نے کہا ام سلیم (بنت ملحان انس کی ماں)
جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ نہیں شرم کرتا سچی بات سے **ف**
حافظ ابن حجر نے بیان تاویل کی یعنے اللہ نہیں حکم کرتا حیا کا سچی بات میں اور قسطلانی نے کہا نہیں باز رہتا حق کے
بیان کرنے سے اور یہ دونو تاویلیں سب ضرورت ہیں اس لیے کہ مراد یہاں حیا سے وہ صفت ہے جو مذموم ہے یعنی حق
بات کے کہنے میں شرم کرنا اور ایسی صفت سے حق تعالی پاک ہے اور وہ حیا جو محمود ہے وہ تو اللہ کے لیے ثابت ہے جیسے
دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالی کو بہت شرم ہے اور کریم ہے اور یہ صفت خدا کیلیے بہت حدیثوں میں ثابت کی گئی ہے

اور اسکی تاویل کرنا سلف کے طریقے کے خلاف ہے بلکہ وہ محمول ہے اپنے ظاہری معنے پر اور اسکی کیفیت اللہ کو معلوم ہے حافظ
ابن حجر نے کہا ام سلیم نے یہ کلمہ اسلیے کہا کہ اونکا عذر ہو جاوے مردون کے سامنے ایسی بات پوچھنے مین اور مسلم کی
مسلم کی روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ نے اونسے کہا تم نے عورتون کو فضیحت کیا تمنے **ف** کیا عورت پر بھی
غسل ہے جب اسکو احتلام ہو (یعنے خواب مین وہ دیکھے کہ کوئی اس سے جماع کرتا ہے) جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا جب وہ پانی دیکھے (یعنے جاگ کر منی کو دیکھے اس سے معلوم ہوا کہ اگر منی نہ دیکھے تو غسل لازم نہین) یہ سنکر ام
سلمہ نے اپنا منہ ڈہانپ لیا (مسلم کی روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ نے منہ ڈہانپ لیا اور شاید دونو اسوقت موجود
ہون) اور کہنے لگین یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے (یعنے انزال ہوتا ہے) آپنے فرمایا ہان تیرے ہاتہہ
مین مٹی لگے (یعنے تجہے محتاجی آوے اس سے مقصود بددعا نہین ہے بلکہ جہڑکی اور گہرکی کے وقت یہ کلمہ کہتے ہین) پہر عورت
کا بچہ عورت کی صورت پر کیون پڑتا ہے **ف** یعنے اگر انزال نہین ہوتا اور عورت کی منی نہین نکلتی تو بچہ عورت
کے مشابہ کیون ہوتا ہے ایک حدیث مین ہے کہ مرد کا نطفہ سفید اور غلیظ ہوتا ہے اور عورت کا زرد رقیق پہر
جو کوئی اوپر ہوجاتا ہے یا پہلے نکلتا ہے لڑکا اسی کے مشابہ ہوتا ہے اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ سوال دین کا کرنا ضرور
ہے حاجت کے وقت اور اسمین شرم نہین کرنا چاہیے اور یہی مقصود ہے امام بخاری کا اس باب مین حافظ ابن حجر نے کہا استحاضہ
کی بحث کتاب الطہارۃ مین خلط چاہیے تو اونکی **حدثنا** اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن عبد اللہ بن دینار
عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من الشجر شجرۃ لا یسقط ورقها وهی
مثل المسلم حدثونی ما هی فوقع الناس فی شجر البادیۃ ووقع فی نفسی انها النخلۃ قال عبد اللہ
فاستحییت فقالوا یا رسول اللہ اخبرنا بها فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هی النخلۃ قال
عبد اللہ فحدثت ابی بما وقع فی نفسی فقال لان تکون قلتها احب الی من ان یکون لی کذا وکذا
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے مالک بن انس (امام مشہور) نے اونہون
نے روایت کی عبد اللہ بن دینار سے انہون نے عبد اللہ بن عمر رض سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختون مین
بیشک ایک درخت ہے جسکے پتے نہین جہڑتے اور وہی درخت مثال ہے مسلمان کی بیان کرو مجہہ سے وہ کونسا درخت ہے یہ سنکر
لوگون کا خیال جنگل کے درختون مین گیا اور میرے دلمین آیا کہ وہ کہجور کا درخت ہے پر مین نے شرم کی (بات کرنے مین بزرگون
کے سامنے) لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بتلا دیجیے ہمکو وہ درخت آپنے فرمایا وہ کہجور کا درخت ہے عبد اللہ نے کہا پہر مینے
اپنے باپ (حضرت عمر رض) سے بیان کیا جو میرے دلمین آیا تہا اونہون نے کہا اگر تو کہہ دیتا اوسکو جسوقت آپنے پوچہا

تہا) تو مجھے زیادہ پسند ہوتا اس سے کہ میرے واسطے ایسے ایسے مال ہون **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث کتاب العلم کے
شروع مین گذر چکی اور یہان اسلیے لائے کہ اسمین فاستحییت کا لفظ ہے یعنی شرم کی مین نے (کیونکہ اس باب مین شرم کا
بیان ہے یعنی علم مین شرم کرنیکا) دوسرے یہ کہ حضرت عمر نے تاسف کیا ابن عمر کے شرم کرنے پر تاکہ اونکی فضیلت معلوم ہوتی
تو ابن عمر کے شرم نے انکی فضیلت کہو دی اور اگر انہون نے بزرگون سے شرم کی تہی تو ممکن تہا کہ کسی سے کہدیتے وہ بیان
کر دیتا اور دونو مصلحتین پوری ہو جاتین اور اسیوجہ سے مولف نے اس باب کے بعد یہ باب کہا کہ جو کوئی شرم کرے پہر وہ دوسرے
سے کہے سوال کرے **باب** مَنِ اسْتَحْیٰی فَاَمَرَ غَیْرَہٗ بِالسُّؤَالِ جو کوئی شرم کرے علم کی بات پوچھنے مین تو وہ دوسرے
سے کہدے وہ پوچھے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دَاوٗدَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرِ الثَّوْرِیِّ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّۃِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ اَنْ یَّسْاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ فِیْہِ الْوُضُوْءُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد (بن مسرہد) نے انہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے عبد اللہ بن داؤد (بن عامر خریبی) نے انہون نے روایت کی منذر ثوری (کوفی ابو یعلی) سے انہون نے محمد بن
حنفیہ سے (حنفیہ انکی مان تہین انکا نام خولہ بنت جعفر حنفی یمامی تہا اور یہ بی بی تہین حضرت علی کی انتقال کیا انہون
نے ۸۰ھ یا ۸۱ یا ۸۳ مین اور دفن ہوئے بقیع مین) انہون نے اپنے باپ) حضرت علی رض سے انہون نے کہا مین ایک
مرد تہا بہت مذی والا (یعنے مذی میری بہت نکلتی تہی مذی اس پانی کو کہتے ہین جو شروع بوس و کنار مین نکلتا ہے
اور اسکے نکلنے سے شہوۃ بڑہ جاتی ہے) تو مین نے حکم کیا مقداد (بن اسود) کو (اسود انکی لطفی باپ تہے اور اصل باپ انکے
عمرو بن ثعلبہ ہین یہ ان صحابیون مین سے ہین جو پہلے اسلام لائے وفات پائی انہون نے ۳۳ھ مین حضرت عثمان کی خلافت
مین) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہین (مذی کا حکم) انہون نے پوچہا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم
آتا ہے اور غسل لازم نہین آتا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الطہارۃ مین آویگی اور بعضون نے اس حدیث
سے یہ استدلال کیا ہے کہ خبر ظنی پر اعتماد ہو سکتا ہے اگرچہ امر یقینی پر قدرت ہو حالانکہ یہ استدلال غلط ہے کیونکہ مقداد نے
حضرت علی رض کے سامنے پوچہا تہا پہر خبر یقینی ہوئی نہ ظنی انتہی **باب** ذِکْرِ الْعِلْمِ وَالْفُتْیَا فِی الْمَسْجِدِ علم کی
بحث اور فتوے دینا مسجد کے اندر **ف** یعنے دین کا علم پڑہنا اور پڑہانا اور دینی مباحثہ کرنا مسجد کے اندر درست
ہے اگرچہ آوازین بلند ہون اور بعضون نے اسمین توقف کیا اسوجہ سے کہ مباحثہ مین آواز بلند ہوتی ہے اور آواز
بلند کرنا مسجد مین ناجائز ہے **حَدَّثَنَا** قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰہِ
بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَامَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ اَیْنَ تَاْمُرُنَا اَنْ

يُهِلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَمْ اَفْقَهْ هٰذِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ ابن سعید انے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث بن سعد (امام مصر) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے نافع (بن سرجس) نے جو مولی (غلام آزاد) تھے عبداللہ بن عمر بن خطاب کے انہوں نے روایت کی عبداللہ بن عمر رض سے کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا **ف** اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا اور مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ مواقیت حج کا سوال مدینہ سے سفر کرنے سے پہلے تھا (فتح) **ت** اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کہاں سے ہمکو حکم کرتے ہیں احرام باندھنے کا (اور لبیک پکارنے کا) آپنے فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے ابن عمر نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن والے احرام باندھیں یلملم سے (وہ ایک پہاڑ ہے تہامہ کے پہاڑوں میں سے مکہ سے دو منزل پر) ابن عمر کہتے تھے میں نے یہ اخیر فقرہ (یمن والوں کی احرام کا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سمجھا **ف** یعنی میں نے خود نہیں سنا یہ ابن عمر کی کمال احتیاط تھی حدیث بیان کرنے میں اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب الحج میں خدا نے چاہا تو آویگی (فتح الباری) مترجم نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ اس شخص نے یہ مسئلہ مواقیت کا مسجد کے اندر پوچھا اور آپنے مسجد ہی میں جواب دیا تو معلوم ہوا کہ دین کا مذاکرہ اور مباحثہ مسجد میں درست ہے اور یہی ترجمہ باب تھا **باب** مَنْ اَجَابَ السَّائِلَ بِاَكْثَرَ مِمَّا سَاَلَهٗ پوچھنے والے جتنا پوچھے اس سے زیادہ جواب دینا **ف** ابن منیر نے کہا مطلب یہ ہے کہ جواب کا مطابق سوال ہونا لازم نہیں بلکہ اگر سوال خاص ہو اور جواب عام ہو تو بھی درست ہے اور ہر ایک حکم عموم لفظ پر محمول ہوگا نہ خصوص سبب پر اور اہل اصول نے جو لکھا ہے کہ جواب سوال کے مطابق ہونا چاہیے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ جواب سوال سے زیادہ نہ ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ جواب ایسا ہونا چاہیے جس سے سائل کا مطلب نکل آوے اگر اور مطالب بھی اس سے نکلیں تو اور بہتر ہے (فتح مختصرا) **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهٗ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسِ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ اَوِ الزَّعْفَرَانُ فَاِنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم (بن ابی ایاس) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن ابی ذئب نے انہوں نے

مدنی) نے انہون نے روایت کی نافع سے انہون نے (عبد اللہ) بن عمر رض سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے اور ابن ابی ذئب نے اسی حدیث کو روایت کیا زہری (محمد بن مسلم) سے انہون نے سالم (بن عبد اللہ) سے انہون نے
ابن عمر رض سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (مطلب یہ ہے کہ آدم نے اسحدیث کو ابن ابی ذئب سے دو
سندون سے روایت کیا اور ایک نسخہ مین وابن ابی ذئب عن الزہری کی جگہہ یون ہے وعن الزہری اور یہ عطف ہے
عن نافع پر) ایک شخص نے (اسکا نام معلوم نہین ہوا) آپ سے پوچھا محرم (یعنے جو احرام باندہے ہو) کونسا لباس پہنے
آپ نے فرمایا نہ پہنے قمیص اور نہ عمامہ اور نہ پائجامہ اور نہ کنٹوپ اور نہ وہ کپڑا جسمین ورس (زرد خوشبودار گہانس)
یا زعفران لگی ہو پہر اگر چپل نہ ملے (پاون مین پہننے کو) تو موزے پہن لے اور انکو کاٹ ڈالے یہانتک کہ وہ ٹخنون کے نیچے ہو
جاوین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسحدیث کی بحث کتاب الحج مین خدا چاہے تو آویگی اور سوال یہ تہا کہ محرم کیا پہنے
آپ نے جواب دیا کہ فلانی فلانی چیزین نہ پہنے اس سے یہ نکلا کہ ان چیزون کے سوا اور سب چیزین پہن سکتا ہے تو جواب سوال
سے زیادہ ہوا کیونکہ سوال اون چیزون سے نہ تہا جنکو محرم نہین پہن سکتا قسطلانی نے کہا اس جواب مین ایک بڑی خوبی
اور فصاحت ہے اسلیے کہ جن چیزون کا پہننا احرام مین ناجائز ہے اونکا شمار ہو سکتا ہے اور جنکا جائز ہے وہ بیحد چیزین
ہین پہر اگر آپ اون چیزون کو بیان کرتے جن سے سوال تہا تو کلام مین تطویل ہوتی اور یہ فایدہ نہ نکلتا جواب نکلا
کیونکہ اب معلوم ہوگیا کہ ان چیزون کے سوا اور سب چیزین مباح ہین اور سوال حالت اختیار تہا آپ نے حالت اضطرار
زیادہ بیان کی کہ اگر جوتے نہ ملین تو موزون کو کاٹ کر پہن لے انتہی **خاتمہ** یہ آخر ہے کتاب العلم کا حافظ
ابن حجر نے کہا اس کتاب مین مرفوع حدیثین ایک سو دو ہین ان مین سے متابعات مین بصیغہ تعلیق ۸ ہین اور جو
تعلیقون کو مولف نے وصل نہین کیا وہ چار ہین اور باقی اسی حدیثین موصول ہین اور مکرر اون مین سے سولہ حدیثین
ہین اور بحذف مکرر ۷۶ حدیثین ہین اور مسلم نے ان سب حدیثون کو نکالا مگر سولہ حدیثون کو اور بائیس موقوفات
مین صحابہ وغیرہم کی چار اون مین سے موصول ہین اور باقی معلق مین ابن رشد نے کہا امام بخاری نے کتاب العلم
کو اس باب پر ختم کیا کہ سائل کو سوال سے زیادہ جواب دینا اس مین یہ اشارہ ہے کہ مین نے اس کتاب مین جواب کی انتہا
کردی ہے اور مسائل شرعیہ کو خوب بیان کیا ہے انتہے **علم کے باب مین وہ حدیثین جنکو امام**
بخاری نے نہین نکالا ترمذی نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ حضرت کے سامنے دو شخصونکا ذکر ہوا
ایک عالم تہا اور دوسرا عابد آپ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم مین سے
ادنے شخص پر اور ایک روایت مین ترمذی کی یہ ہے کہ اللہ تعالے اور اسکے فرشتے اور آسمان والے اور زمین والے یہانتک کہ

چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں دریا میں دعا کرتے ہیں اس شخص کے لیے جو لوگوں کو نیک باتیں سکھلاتا ہے ترمذی
نے ابن عباس سے روایت کیا مرفوعًا کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے رزین نے حضرت علی سے مرفوعًا
روایت کیا کیا اچھا ہے دین کا فقیہ جب اسکی احتیاج ہو تو وہ فائدہ دیتا ہے اور جب اسکی احتیاج نہ ہو تو وہ بھی اپنے سے بے پرواہ
رہتا ہے رزین نے حضرت علی سے مرفوعًا روایت کیا جس نے میری سنتوں میں سے کسی مردہ سنت کو جلایا اسنے
مجھکو دوست رکھا اور جس نے مجھکو دوست رکھا وہ میرے ساتھ ہوگا ابوداؤد اور ترمذی نے ابو الدرداء سے روایت کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی راہ چلے علم حاصل کرنے کے لیے اللہ اسکو جنت کی راہ چلا دیگا اور فرشتے
اپنے بازو بچھا دیتے ہیں طالب علم کی خوشی کے لیے اور عالم کے لیے دعا کرتے ہیں مغفرت کی آسمان والے اور زمین والے اور
مچھلیاں پانی کے اندر اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کو چاند کی اور ستاروں پر اور عالم وارث
ہیں پیغمبروں کے اور پیغمبروں کی میراث روپیہ اشرفی نہیں ہے بلکہ علم ہے پھر جسنے علم کو لیا اوسنے پورا حصہ لیا ترمذی
نے انس سے روایت کیا حضرت [illegible] نے فرمایا جو شخص علم کی طلب میں نکلے وہ اللہ کی راہ میں ہے جب تک لوٹے اور ایک روایت
میں ہے کہ جسنے علم کو طلب کیا اوسکے اگلے گناہ کا کفارہ ہوگیا رزین نے عقبہ بن عامر سے مرفوعًا روایت کیا علم سیکھو
گمان کرنیوالوں سے پہلے یعنی انکو جو بیہودہ اٹکل سے گفتگو کرتے ہیں ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا فرائض
کا علم سیکھو اور قرآن کو سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ وہ اٹھنے والا ہے ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے رزین نے زیادہ
کیا کہ جو عالم فرائض نہیں جانتا اسکی مثال کہن ٹوپی کی سی ہے جسمیں سر نہیں ہو (یعنی سر ڈھانپنے کا) ترمذی نے
ابو سعید سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا مومن نیک بات سننے سے سیر نہیں ہوتا یہانتک کہ اسکا انجام جنت
ہوتا ہے اور ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا حکمت کی بات مسلمان کی گمی ہوئی چیز ہے جہاں اسکو پاوے وہ اسکا زیادہ
حقدار ہے ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمرو سے مرفوعًا روایت کیا کہ علم تین چیزیں ہیں اونکے سوا فضول ہے آیت
جو محکم ہے سنت جو قائم ہے حصہ جو انصاف کا ہے ابوداؤد اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جس شخص
سے علم کی بات پوچھی جاوے وہ اسکو چھپاوے قیامت میں اسکو آگ کی لگام پہنائی جاویگی (تیسیر الوصول میں ہے
کہ اس حدیث میں علم سے مراد وہ علم ہے جسکا سکھانا واجب ہے جیسے اسلام کے ارکان بتانا اُسکا کہ جو اسلام کو
پوچھے یا نو مسلم نماز کو دریافت کرے یا حلال حرام کو اور نفل علم کی تعلیم واجب نہیں) ابوداؤد نے سہل بن سعد سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی اگر تیرے سبب سے کوئی شخص ہدایت پاوے تو وہ بہتر ہے تیرے لیے لال اونٹوں سے
ترمذی نے ابو ہارون عبدی سے روایت کیا ہم ابو سعید خدری کے پاس آتے تھے وہ کہتے تھے مرحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی وصیت سو آپنے فرمایا تمسے لوگ تمہارے تابع ہین اور لوگ تمہارے پاس آوینگے زمین کے کنارون سے دین مین سمجھ
کرنیکے لیے پہر جب وہ لوگ تمہارے پاس آوین تو انکو اچھی وصیت کرو ترمذی نے یزید بن سلمہ سے روایت کی مینے عرض کیا یا
رسول اللہ مینے آپسے بہت حدیثین سنین اور مین ڈرتا ہون کہین بھول نجاؤن اول و آخر بھول جاؤن تو مجھے ایک ایسی بات
فرمائیے جو جامع ہو آپنے فرمایا ڈر اللہ سے جہانتک تو جانتا ہے زمین نے زیادہ کیا او عمل کر اسپر ابو داؤد نے روایت
کیا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رض سے انہون نے کہا مین ہر چیز کو لکہتا تہا جو سنتا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
پہر قریش نے مجھکو منع کیا اور کہا تم لکہتے ہو ہر بات کو حالانکہ آپ بشر ہین خوشی اور غصے دونو حالت مین باتین کرتے ہین
تو مین نے لکہنا موقوف کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپنے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اپنے منہ
کیطرف اور فرمایا لکہہ قسم اسکی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے اس منہہ سے نہین نکلتی مگر حق بات ترمذی نے ابو ہریرہ سے
روایت کیا ایک انصاری نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مین آپسے حدیث سنتا ہون وہ مجھکو
بہلی معلوم ہوتی ہے لیکن یاد نہین رہتی آپنے فرمایا مدد لے اپنے داہنے ہاتہہ سے اور اشارہ کیا لکہنے کا ابو داؤد نے
مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے روایت کیا زید بن ثابت معاویہ کے پاس گئے انہون نے زید سے ایک حدیث پوچہی
زید نے بیان کی معاویہ نے ایک آدمی کو حکم کیا اسکے لکہنے کا زید نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا حدیث
کے نہ لکہنے کا پہر مٹا دیا اسکو مسلم نے ابو سعید خدری سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت لکہو
مجہسے سوا قرآن کے اور جسنے سوا قرآن کے کچہہ لکہا ہو وہ اسکو مٹا ڈالے (تیسیر الوصول مین ہے کہ یہ حکم پہلے تہا پہر
اجازت ہوئی لکہنے کی و امت نے اجماع کیا جواز کتابت پر اور اجماع نہین ہوتا مگر صحیح بات پر اور بعضون نے کہا کہ آپ
نے حدیث کو قرآن کے ساتہہ ملا کر ایک صحیفہ مین لکہنے سے منع کیا تہا کہ دونو خلط نہو جاوین) ترمذی نے ابو الدرداء
سے روایت کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہے آپ نے اپنی آنکہہ آسمان کیطرف لگائی پہر فرمایا یہ وہ وقت
ہے کہ علم لوگون سے اٹہہ جاویگا اور وہ علم کی کوئی بات پر قادر نہونگے زیاد بن لبید انصاری نے کہا ہم مین سے
علم کیونکر اٹہیگا اور ہم نے تو قرآن پڑہا اور قسم خدا کی ہم اسکو پڑہتے رہین گے اور پڑہاتے رہین گے اپنی اولاد اور
عورتون کو آپنے فرمایا تیری ماں تجہکو روئے میں تو تجہکو مدینہ کے فقہا مین شمار کرتا تہا یہود اور نصارے
کے پاس بہی توراۃ اور انجیل ہے پہر وہ کیا کام آتی ہین انکے کیونکہ انہون نے اونپر عمل کرنا چہوڑ دیا ہے ایسے ہی قرآن ہوگا
اور لوگ اسکو پڑہین اور پڑہاوینگے مگر بیفائدہ ہوگا کسلیے کہ صرف قرآن کے الفاظ طوطی کیطرح پڑہ لین گے نہ
اسکا مطلب سمجہین گے نہ اسپر عمل کرینگے) جبیر نے کہا پہر مین عبادہ بن صامت سے ملا اور مین نے کہا تم نے سنا ابو الدرداء تمہارے

بہائی کہا کہتے ہین اور مین نے بیان کی انہون نے جو ابو الدردا نے کہا تہا عبادہ نے کہا سچ کہا ابو الدردا نے اور اگر تو چاہے تو
مین تجہے بتلا دون سب سے پہلے جو علم لوگون سے اوٹہیگا وہ خشوع ہے (یعنے عاجزی خدا کے سامنے اور گڑگڑانا) قریب ہے
کہ تو جامع مسجد مین جاویگا اور وہان ایک شخص بہی خشوع والا نہ پاویگا مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا حضرتؐ
نے فرمایا آدمی کان ہین سونے اور چاندی کی کانون کیطرح جو ان مین جاہلیت کے زمانے مین بہتر تہے وہی اسلام کے
زمانے مین بہتر ہین جب کہ سمجھ حاصل کرین مسلم نے ابو ہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جب آدمی مرجاتا ہے تو اوسکا
عمل موقوف ہوجاتا ہے مگر تین عملون کا ثواب قائم رہتا ہے صدقہ جاریہ علم نافع اولاد صالح مسلم نے ابو ہریرہؓ
سے روایت کیا جو کوئی کسی مسلمان کی سختی دنیا کی سختیون مین سے دور کرے اللہ تعالی اوسکی سختی آخرت کی سختیون
مین سے دور کریگا اور جو کسی نادار کو آسانی دیوے (یعنے اپنے قرض کا تقاضا نہ کرے) اللہ اوس پر آسانی کریگا دنیا اور
آخرت مین اور جو کسی مسلمان کا عیب ڈہانکے خدا اوسکا عیب ڈہانکیگا دنیا اور آخرت مین اور اللہ اپنے بندے کی
مدد مین ہے جب تک وہ اپنے بہائی مسلمان کی مدد مین ہے اور جو کوئی ایک راہ چلے علم کو ڈہونڈہنے کے لیے اللہ اوسکے لیے
جنت کا ایک رستہ آسان کریگا اور جو لوگ کسی گہر مین اللہ کے گہرون مین سے اکٹہا ہون اور اللہ کی کتاب کو پڑہین اور
اسکے معنے بیان کرین تو اونپر تسکین اوترتی ہے اور رحمت انکو ڈہانپ لیتی ہے اور فرشتے اونکو گہیر لیتے ہین اور
اللہ اونکا اپنے پاس والے فرشتون مین ذکر کرتا ہے اور جسکا عمل دیر کرے (یعنے عمل مین قصور ہو) اوسکا نسب کچہ کام
نہ آویگا مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرتؐ نے فرمایا سب سے پہلے جس شخص کا قیامت کے دن فیصلہ ہوگا وہ
شخص ہوگا جو شہید ہوا ہے وہ لایا جاویگا اللہ تعالی اسکو اپنی نعمتین بتلادیگا وہ انکو پہچانیگا پہر اوس سے فرماوےگا
تونے ان نعمتون کے لیے کیا عمل کیا وہ بولیگا مین لڑا تیرے راہ مین یہانتک کہ شہید ہوا اللہ فرماویگا تو جہوٹا ہے تو
اس لیے لڑا تہا کہ لوگ تجہکو بہادر کہین پہر لوگون نے تجہی بہادر کہا اب اوسکے حکم ہوگا وہ منہ کے بہل کہینچکر دوزخ مین ڈالا
جاویگا اور ایک وہ شخص ہوگا جسنے علم سیکہا اور سکہلایا اور قرآن پڑہا وہ لایا جاویگا اللہ اوسکو اپنی نعمتین معلوم کراویگا
وہ اونکو پہچان لیگا پہر اوس سے فرماویگا تونے انکے لیے کیا عمل کیا وہ کہیگا مینے علم سیکہا اور سکہلایا اور تیری رضا کیلیے
قرآن پڑہا اللہ تعالی فرماویگا تو جہوٹا کہتا ہے تونے علم اسلیے پڑہا کہ لوگ تجہکو عالم کہین اور قرآن اسلیے پڑہا کہ لوگ قاری کہین تو ایسا ہو گیا
پہر حکم ہوگا وہ منہ کے بل کہینچکر دوزخ مین ڈالا جاویگا اور ایک وہ شخص ہوگا جسکو اللہ نے مالدار کیا ہوگا اور اوسکو مال کی سب قسمین عطا کی ہونگی
وہ لایا جاویگا اوسکو اپنی نعمتین دکہلا دیگا وہ انکو پہچانیگا اللہ تعالی فرماویگا تونے انکے لیے کیا عمل کیا وہ کہیگا مین
نے کوئی راہ ایسی نہین چہوڑی جسمین خرچ کرنا تجہے پسند ہو مگر مینے تیرے لیے اوسمین خرچ کیا اللہ تعالی فرماویگا تو جہوٹا ہے

تو نے یہ کام اسلیے کیا تہا کہ لوگ تجہکو سخی کہین اور ایسا ہو گیا پہر حکم ہوگا اسکو منہ کے بہل کہینچکر دوزخ مین ڈالدینگے
مسلم نے ابو مسعود انصاری سے روایت کیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میری سواری
چل نہین سکتی مجہے سواری دیجیے حضرت صلعم نے فرمایا میرے پاس سواری نہین ہے ایک شخص بولا مین اسکو بتلا دون
ایک شخص جو اسکو سواری دیوے آپنے فرمایا جو شخص بہلی بات بتلادے اسکو بہلی بات کرنیوالے کے برابر ثواب ہے مسلم
نے جریر سے روایت کیا ہم سویرے دنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہے آپکے پاس کچہہ لوگ آئے جو ننگے تہے کملی
عبا ڈالے ہوے تلوارین لٹکائی ہوئی اُن مین مضر کے لوگ زیادہ تہے بلکہ سب مضر کے تہے اُن کو دیکہکے آپ کا چہرہ متغیر
ہوگیا کیونکہ اُنپر فاقہ کا اثر دیکہا پہر آپ اندر گئے پہر باہر آئے اور بلال کو حکم دیا انہون نے اذان دی تکبیر کہی آپنے
نماز پڑہی پہر خطبہ سنایا اور آیت پڑہی یَا اَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ اخیر تک
اور یہ آیت سورہ حشر کی اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور فرمایا خیرات کرے مرد اپنے دینار اور درہم اور
کپڑے اور گیہون اور کہجور سے یہانتک کہ فرمایا ایک کہجور کا ٹکڑا ہی سہی تو ایک انصاری آدمی ایک تہیلہ لایا اوس کا ہاتہ
اٹہانے کو نہ تہا بلکہ تہک گیا تہا بعد اوسکے پے درپے لوگون نے دینا شروع کیا یہانتک کہ مینے اناج کے دو ڈہیر دیکہے اور آپکا
چہرہ چمکنے لگا خوشی سے گویا سونا بہرا ہوا تہا آپنے فرمایا جو شخص اسلام مین اچہا کام جاری کرے اوسکو اسکا ثواب ہے
اور جو کوئی اسپر عمل کرے اسکے بعد اسکا بہی ثواب ہے اور عمل کرنیوالون کا ثواب کچہہ کم نہوگا اور جو شخص اسلام مین بری بات کا
رواج دے اوسپر اسکا عذاب ہوگا اور جو اسکے بعد وہ کام کرینگے اونکا بہی عذاب ہوگا اور کرنیوالونکا عذاب کچہہ کم نہوگا ابن ماجہ
نے انس سے روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرنا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت
پر اور علم کا سکہانا نالائق کو ایسا ہی جیسے سور کو جواہر اور موتی اور سونا پہنا دین بیہقی نے کہا یہ حدیث کئی طریقون
سے مروی ہے اور سب طریقے ضعیف ہین ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا منافق مین دو صفتین جمع
نہین ہوتین ایک تو خوش خلقی دوسرے دین کی سمجہہ ترمذی اور ابن ماجہ نے کعب بن مالک اور ابن عمر سے روایت کیا حضرت نے
فرمایا کہ جو شخص علم حاصل کرے فخر کرنیکے لیے عالمون پر یا بیوقوفون سے لڑنے کے لیے یا لوگون کے منہ اپنی طرف پہیرنیکے لیے تو اللہ
اسکو دوزخ مین لیجاویگا احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص وہ علم جو خدا کے لیے سیکہا جاتا ہے دنیا کے متاع کے لیے سیکہے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بہی نہ پاویگا
احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابن مسعود سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا اللہ تازہ کرے
اُس بندے کو جسنے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور ہمیشہ یاد رکہا اور پہنچا دیا اسکو یعنے دوسرے کو سنا دیا بعض لوگ

ایسے ہین جو فقہ کی بات اٹھا لیتے ہین لیکن فقیہ نہین ہوتے اور بعضے فقہ کی بات اٹھانے والے اسکو ایسے شخص کو پہنچاتے ہین
جو اُنسے زیادہ فقیہ ہوتا ہے تین چیزین ہین کہ نہین چوری کرتا اونپر مسلمان کا دل خالص کرنا عمل کا اللہ کے واسطے اور خیر خواہی
مسلمانون کی اور جماعت اہل اسلام کے ساتھہ رہنا کیونکہ دعا انکی گھیرے ہوئے ہے اونکو پیچھے سے (یعنے شیطان سے بچاتی
ہے) ترمذی نے ابن عباس سے حضرت نے فرمایا جسنے قرآن مین عقل سے کہا وہ ٹھکانا اپنا دوزخ مین بنا لیوے اور ایک
روایت مین یہ ہے کہ بے علمی سے کہا ترمذی اور ابوداؤد نے جندب سے فرمایا حضرت صنے جسنے قرآن مین عقل سے کہا اور
درست ٹھہر کہا تو بھی غلطی کی احمد اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے حضرت صنے فرمایا قرآن مین جھگڑنا کفر ہے (یعنے ایک آیت
کو دوسری آیت سے جھٹلانا) احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا حضرت صنے سنا کچھ لوگون
کو قرآن مین بحث کرتے ہوئے آپنے فرمایا تمسے پہلے لوگ اسی امر مین تباہ ہوئے اونہون نے اللہ کی کتاب کو ردکیا اسی کتاب
سے اور اللہ کی کتاب اسطرح سے اوتری ہے کہ ایک مقام دوسرے مقام کو سچ کرتا ہے (یعنے آپس مین اختلاف نہین ہے) تو مت
جھٹلاؤ ایک حصے کو اُسکے دوسرے حصے سے اور جسقدر تم جانو تو تمہین کسے وہ کہو اور جو نجانو تو وہ سونپ دو اُسکے جاننے
والے کو (یعنے اللہ اور رسول کو) بغوی نے شرح السنہ مین ابن مسعود سے فرمایا حضرت صنے قرآن اوترا ہے سات زبانو
(عربی کے) اور ہر ایک آیت کا ظاہر ہے اور باطن اور ہر حد کا ایک مقام ہے جہان پہونچنے سے آدمی مطلع ہوتا ہے ابوداؤد
نے عوف بن مالک اشجعی سے فرمایا حضرت صنے وعظ وہی کریگا جو حاکم ہو یا مامور یا تکبر کرنے والا اور دارمی کی روایت
مین ریاکار ہے ابوداؤد نے ابوہریرہ سے فرمایا حضرت صنے جسکو فتوے دیا گیا بغیر علم کے اسکا گناہ فتوے دینے والے پر (یعنے
جاہل کا گناہ اس عالم پر ہے جسنے اوسکو غلط فتوے دیا) اور جسنے اپنے بھائی کو ایک کام کا مشورہ دیا اور یہ جانتا تہا کہ بہتر دوسرا کام
ہے تو خیانت کی اسکی ابوداؤد نے معاویہ رض سے روایت کیا حضرت صنے منع فرمایا غلطی مین ڈالنے والی (یعنے مشکل
سوالات کرنے سے بے ضرورت) ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا مرفوعاً قریب ہے وہ زمانہ جب لوگ اونٹون کے
کلیجے ماردینگے (یعنے اونکو چلادینگے) علم کی طلب مین پھر مدینہ کے عالم سے زیادہ کوئی عالم نہ پائینگے ابن عیینہ نے
کہا امام مالک ہین اور یہی کہا عبد الرزاق نے ابوداؤد نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا حضرت صنے فرمایا بیشک اللہ
عزت اور بزرگی والا اس امت مین ہر صدی کے اخیر پر ایسے شخص کو پیدا کریگا جو دین کو نیا کردیگا (یعنے پھر دین کی سنتین
سنتین جاری کریگا اور دین کے احکام مشہور کریگا) بیہقی نے ابراہیم بن عبد الرحمن سے حضرت صنے فرمایا اس علم کو
پچھلے لوگون مین سے اچھے لوگ اٹھا لینگے اور دور کرینگے اسمین سے حد سے بڑھنے والونکا غلو اور تہمت جھوٹون کی اور تاویل
جاہلون کی دارمی نے حسن سے مرسلاً فرمایا حضرت صنے جو شخص مرجاوے علم کی طلب مین اور اُسکی نیت اسلام کو زندہ

کرنیکی ہوا ہین اور پیغمبرون مین ایک درجے کا فرق ہوگا جنت مین دارمی نے حسن سے مرسلاً حضرت صلعم سے پوچھا گیا
بنی اسرائیل کے دو شخصون سے ایک تو عالم تہا فرض پڑہ لیتا پہر بیٹہتا اور لوگون کو علم سکہاتا اور دوسرا دنکو روزہ رکہتا اور
رات کو عبادت کرتا کون ان دونون مین افضل تہا آپنے فرمایا پہلی شخص کی فضیلت جو فرض پڑہ کر بیٹہتا اور لوگون
کو علم سکہاتا دوسرے شخص پر جو دنکو روزہ رکہتا رات کو کہڑا رہتا عبادت مین ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم مین کے ادنے
شخص پر ـ دارمی نے واثلہ بن اسقع سے فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص طالب علمی کرے پہر علم حاصل کرے اسکو دوہرا ثواب ہے
اور جو علم حاصل نہ کرے تو اکہرا ثواب ہے ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا مومن کو مرنے کے بعد جو عمل اور
نیکی کا ثواب پہونچتا ہے ان چیزون کا ہوتا ہے علم کا جسکو اوسنے پڑہا اور پہیلایا نیکبخت اولاد جسکو چہوڑ گیا
قرآن جسکو چہوڑ گیا مسجد جسکو بنا گیا مسافرخانہ جسکو بنا گیا نہر جسکو جاری کر گیا صدقہ جو اپنے مال مین سے نکالا
صحت اور زندگی مین ان چیزونکا ثواب مرنے کے بعد بھی پہونچتا رہتا ہے بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ
سے اونہون کہا مین نے حضرت صلعم سے سنا آپ فرماتے تہے اللہ جل جلالہ نے مجہکو وحی بہیجی کہ جو کوئی علم حاصل کرنیکے لیے
ایک راہ چلیگا مین اوسکے لیے جنت کا راستہ آسان کر دونگا اور جسکی مین آنکہین چہین لونگا اوسکو جنت دونگا اور
علم کا زیادہ ہونا بہتر ہے عبادت کی زیادہ ہونیسے اور دین کی جڑ پرہیزگاری ہے دارمی نے ابن عباس سے
اونہون نے کہا درس کرنا علم کا تہوڑی دیر رات کو بہتر ہے تمام رات عبادت کرنیسے دارمی نے عبد اللہ بن عمرو
سے حضرت صلعم گذرے مسجد مین دو مجلسون پر آپنے فرمایا دونو نیک کام کر رہے ہین لیکن ایک مجلس والے افضل ہین
لوگ تو اللہ کو پکارتے ہین اور اوس سے اپنا مطلب چاہتے ہین وہ چاہے دے چاہے نہ دے اور یہ لوگ تو فقہ یا علم سیکہہ رہے ہین
مین اور جاہل کو سکہلاتے ہین انکا درجہ زیادہ ہے اور مین تو سکہانے والا بہیجا گیا ہون پہر بیٹہ گئے آپ ان
لوگون مین بیہقی نے شعب الایمان مین ابو الدرداء سے حضرت صلعم سے پوچھا گیا فقیہ کی حد کیا ہے آپنے فرمایا
میری امت کے فائدے کے لیے جو شخص چالیس حدیثین دین کی یاد کر لیوے اللہ تعالی اوسکو فقیہ اوٹہاویگا اور مین قیامت کے دن
اسکی شفاعت کرونگا اور اسکا گواہ ہونگا اور انس بن مالک سے حضرت صلعم نے فرمایا تم جانتے ہو کون زیادہ
سخی ہے لوگون نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ سب سے زیادہ سخی ہے پہر
آدمیون مین مین سب سے زیادہ سخی ہون اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ ہوگا جو علم سیکہے پہر اسکو پہیلاوے
وہ قیامت کے دن ایک امیر کیطرح آویگا یا ایک گروہ کیطرح اور انس بن مالک سے حضرت صلعم نے فرمایا دو حرص کرنے
والون کا پیٹ نہین بہرتا ایک تو علم کی حرص کرنے والے کا وہ علم سے سیر نہین ہوتا دوسرے دنیا کی حرص والے

کہ وہ دنیا سے سیر نہین ہوتا دارمیؒ نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے انہون نے کہا حرص کرنیوالے سیر نہین ہوتے علم
کی حرص والا اور دنیا کی حرص والا اور دونو برابر نہین ہین علم کی حرص کرنیوالا تو اللہ کی رضامندی زیادہ حاصل
کرتا جاتا ہے اور دنیا والا شرارت مین بڑھتا جاتا ہے پھر انہون نے یہ آیت پڑھی دنیادار کے حق مین
كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى اور علم والے کے حق مین یہ آیت پڑھی إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ابن
ماجہ نے ابن عباس سے روایت کی حضرت صلعم نے فرمایا میری امت کے کچھہ لوگ دین کی سمجھہ حاصل کرینگے اور قرآن
پڑھینگے وہ کہینگے ہم امیرون کے پاس جاوینگے اور انسے دنیا حاصل کرینگے اور اپنے دین کو انسے بچا
لینگے حالانکہ ایسا نہ ہوگا جیسے کانٹے دار درخت سے کانٹے ہی چنے جاتے ہین اسیطرح امیرون کی نزدیکی سے
سوا گناہون کے کچھہ نہ ملیگا (یعنے جب امیرونکی صحبت مین عالم لوگ جاوینگے تو یہ ممکن نہین کہ عالمون کا دین
محفوظ رہے بلکہ ضرور اون کے دین مین ضرر پہونچیگا) ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا انہون
نے کہا اگر علم والے علم کی حفاظت کرین اور لائق لوگون کو سکھلاوین البتہ سردار ہو جاوین اپنے زمانے والون کے
لیکن انہون نے علم کو خرچ کیا دنیا والون کے لیے تاکہ اسکی وجہ سے دنیا ملے پھر ذلیل ہو گئے اونکی نظرون مین
مین نے سنا تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص تمام فکرون کو ایک فکر کردے یعنے صرف
آخرت کی فکر رکھے اللہ اوسکے فکر کو کافی ہوگا اور جسکی فکرین دنیا کے امور مین پھیل جاوین تو اللہ پرواہ نہ کریگا وہ دنیا
کے کسی جنگل مین ہلاک ہو دارمیؒ نے اعمش سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا آفت علم کی بھولنا ہے اور علم کا ضائع
کرنا یہ ہے کہ نالائق کے سامنے بیان کرے دارمی نے روایت کیا حضرت عمرؓ نے کعب سے کہا علم والے کون ہین انہون
نے کہا جو علم پر عمل کرتے ہین حضرت عمرؓ نے کہا عالمون کے دلون مین سے علم کو کونسی چیز نکالتی ہے اونہون نے
کہا طمع دارمی نے احوص بن حکیم سے اونہون نے اپنے باپ سے ایک شخص نے حضرت صلعم سے برائی کو پوچھا آپنے فرمایا
مجھسے برائی کو مت پوچھو بلکہ بھلائی کو پوچھو تین بار یہ فرمایا برون سے بری بری عالم ہین اور اچھون سے اچھے اچھے
عالم ہین دارمی نے ابو الدرداء سے انہون نے کہا سب سے زیادہ بدتر اللہ کے نزدیک قیامت کے دن اس
عالم کا مرتبہ ہوگا جسنے فائدہ نہ اٹھایا اپنے علم سے دارمی نے زیاد بن حدیر سے مجھسے حضرت عمرؓ نے کہا تو
جانتا ہے اسلام کو کونسی بات گرادیتی ہے مین نے کہا نہین انہون نے کہا اسلام کو گرادیتی ہے عالم کی
غلطی اور منافق کا جھگڑا اللہ کی کتاب مین اور گمراہ سردارون کی حکومت دارمی نے حسنؓ سے انہون نے کہا دو
علم ہین ایک تو قلب کا علم (یعنے علم باطن) وہ فائدہ دینے والا علم ہے اور ایک زبان کا علم وہ اللہ کی حجت ہے

آدمیون پر (یعنے دونو علم شرع کے عالم ہین اور دونو ضروری ہین) ترمذی نے ابوہریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا پناہ مانگو اللہ کی جب الحزن کے کنوے سے لوگون نے عرض کیا جب الحزن کا کنوان کیا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ایک نالہ ہے دوزخ کا
اوس سے دوزخ بھی ہر روز چار سو بار پناہ مانگتی ہے لوگون نے کہا اوسمین کون جاوے گا آپ نے فرمایا قاری جو ریا کرتے
ہین اپنے عملون مین ابن ماجہ کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ قاری خدا کے نزدیک وہ ہین جو امیرون کی ملاقات کو جاتے
ہین محاربی نے کہا امرا ظالم (فاسق) امیر ہین بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت علیؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا قریب
ہے وہ زمانہ جب اسلام کچھ باقی نرہے گا مگر اسکا نام رہجاویگا اور قرآن کچھ باقی نرہیگا مگر اوسکے لفظ رہجاوینگے (یعنے
قرات اور تجوید بغیر سمجھنے معانی کے اور بغیر عمل کرنے اسکے اوامر اور نواہی پر) مسجدین انکی آباد ہونگی (ظاہر مین) پر حقیقت
مین وہ ویران ہونگی ہدایت سے (یعنے سیدھے راستے پر کوئی نہوگا) اونکے عالم بدتر ہونگے اون سب لوگون سے جو آسمان
کے نیچے ہین انہین کے پاس سے فساد نکلے گا اور انہین مین لوٹ جاویگا دارمی اور دارقطنی نے ابن مسعودؓ سے روایت
کیا حضرت صلعم نے مجھسے فرمایا علم سیکھو اور لوگون کو سکھلاؤ اور فرائض سیکھو (یعنے ترکے کا علم) اور لوگون کو سکھلاؤ
قرآن سیکھو اور قرآن کو سکھلاؤ کیونکہ مین مرنے والا آدمی ہون اور علم قریب ہے کہ گم ہوجاوے اور فتنے پہیل جاوین یہان
تک کہ دو آدمی ایک فرض مین اختلاف کرینگے اور کسیکو ایسا نہ پاوینگے جو اونکا فیصلہ کرے احمد اور دارمی نے ابوہریرہؓ
سے حضرت صلعم نے فرمایا جس علم سے فائدہ نہ لیا جاوے اسکی مثال اُس خزانہ کی ہے جسمین سے خرچ نہ کیا جاوے اللہ کی
راہ مین بزار نے اور طبرانی نے معجم کبیر مین عبداللہ بن مسعودؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا جب اللہ تعالی کسی بندے کے ساتھ
بھلائی چاہتا ہے تو اسکو سمجھدار کر دیتا ہے دین مین اور اسکے دل مین ہدایت ڈالدیتا ہے طبرانی نے تینون معاجم مین
ابن عمرؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا افضل عبادت دین مین سمجھ حاصل کرنا ہے اور افضل دین پرہیزگاری ہے طبرانی
نے اوسط مین اور بزار نے حذیفہ بن الیمان سے حضرت صلعم نے فرمایا عبادت کی فضیلت سے علم کی فضیلت زیادہ
ہے اور بہتر دین تمہارا پرہیزگاری ہے طبرانی نے اوسط مین عبداللہ بن عمروؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا تہوڑا علم بہت
عبادت سے بہتر ہے اور کافی ہے آدمی کو فقہ جب وہ عبادت کرے اللہ کی اور کافی ہے آدمی کو جہل جب وہ اپنی راے
پر مغرور ہو ابن عبدالبر نمری نے کتاب العلم مین معاذ بن جبل سے حضرت صلعم نے فرمایا علم سیکھو اوسکا سیکھنا اللہ کیلئے خوف ہے
اسکی طلب عبادت ہے اسکا ذکر تسبیح ہے اسکی بحث جہاد ہے اسکا سکھانا جسکو نہین جانتا صدقہ ہے اوسکا خرچ اوسکی اہل
کیلیے قربت ہے کیونکہ وہ نشانی ہے حلال و حرام کی اور مینار ہے اہل جنت کی راہون کا اور وہ انیس ہے وحشت
مین اور ساتھی ہے تنہائی مین اور بات کرنیوالا ہے خلوت مین اور دلیل ہے خوشی اور رنج مین اور ہتھیار ہے

دشمنون کے مقابلہ مین اور زینت ہی دوستون کے سامنے اللہ علم کیوجہ سے کچھ قومونکو بلند کریگا اونکو بہتری مین مقتدا اور
امام کریگا اونکے نشانونپر لوگ چلین گے اور انکے کامونکی لوگ پیروی کرینگے اور اون کی رائے پر لوگ ختم کرینگے فرشتے
انکی صحبت کی خواہش کرینگے اور اپنے بازو انپر پہیرینگے اور ہر ایک تر اور خشک اونکی لیے استغفار کریگی اور دریا کی
مچھلیان اور کیڑے اور جنگل کے درندے اور چارپائے یہ سب استغفار کرینگے اونکی لیے کیونکہ علم زندگی ہے دلون کی جہالت
سے اور چراغ ہے نگاہ کا تاریکیون سے بندہ علم کی وجہ سے اچھون کے درجون پر پہونچتا ہے اور بلند درجے پاتا ہے دنیا اور
آخرت مین علم مین غور کرنا روزے کے برابر ہے اور اسکا درس نماز مین کہڑے ہونے کے برابر ہے علم کیوجہ سے ناتے ملائے
جاتے ہین اور علم کی وجہ سے حلال اور حرام معلوم ہوتا ہے اور وہ امام ہے عمل کا اور عمل اوسکا تابع ہے جو نیکبخت ہین اونکو
علم حاصل ہوتا ہے اور جو بدبخت ہین وہ علم سے محروم رہتے ہین احمد اور طبرانی اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ماجہ نے صفوان
بن عسال سے روایت کیا اونہون نے کہا مین حضرت صلعم کے پاس آیا وہ مسجد مین تکیہ لگائے ہوئے اپنی سرخ چادر پر مین نے
کہا مین علم حاصل کرنیکو آیا ہون آپنے فرمایا مرحبا علم کے طلب کرنیوالے کو جو علم کی طلب کرتا ہے اوسکو فرشتے اپنے بازو
سے گہیر لیتے ہین پہر ایک پر ایک سوار ہوتے ہین یہانتک کہ پہلے آسمان تک پہونچ جاتے ہین اور یہ محبت کیوجہ سے کرتے ہین
اوسکے جسکو وہ طلب کرتا ہے طبرانی نے معجم کبیر مین سخبرہ سے دو شخص حضرت صلعم کے سامنے سے گذرے آپ نصیحت کر رہے تہے
آپنے فرمایا تم دونو بیٹھ جاؤ تم بہتری پر ہو جب آپ کہڑے ہوئے اور آپکے اصحاب چلے گئے اونہون نے عرض کیا آپنے
جو ہم سے فرمایا تم دونو بیٹھ جاؤ تم بہتری پر ہو یہ خاص ہمارے لیے فرمایا ہے یا سب لوگون کے لیے آپنے فرمایا جو بندہ علم کو طلب کرتا
ہے اوسکے اگلے گناہون کا کفارہ ہوجاتا ہے طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت عمر رض سے فرمایا حضرت صلعم نے کسی کمانیوالے نے
علم کی بزرگی کے برابر بزرگی نہین کمائی وہ دکہاتا ہے اپنے صاحب کو ہدایت کا رستہ یا پہیر دیتا ہے اوسکو ہلاکت
کے رستے سے اور نہین مضبوط ہوتا دین اوسکا جب تک مضبوط نہو عمل اوسکا بزار اور طبرانی نے اوسط مین ابو ذر اور
ابو ہریرہ سے روایت کیا اون دونون نے کہا ایک باب علم کا سیکھنا ہماری نزدیک ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے اور فرمایا
حضرت صلعم نے جب طالب علم کو موت آتی ہے اور وہ علم کی طلب مین ہوتا ہے تو وہ شہید مرتا ہے ابن ماجہ نے ابو ذر سے
فرمایا حضرت صلعم نے اے ابو ذر اگر تو صبح کو اٹہے پہر اللہ کی کتاب کی ایک آیت سیکہے تو وہ تیرے لیے سو رکعت سے بہتر ہے اور اگر
تو صبح کو اٹہے اور علم کا ایک باب سیکہے عمل کرے اوسپر یا نہ کرے تو وہ بہتر ہے تیرے لیے ہزار رکعت پڑہنے سے اس حدیث کا اسناد
حسن ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے فرمایا حضرت صلعم نے دنیا پر لعنت ہے اور جو چیزین دنیا مین ہین اونپر بہی لعنت
ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اسکی مثل ہے (یعنے عبادات وغیرہ) اور عالم اور علم سیکہنے والا ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس مین عبداللہ بن مسعود

فرمایا حضرت صلعم نے جسنے علم کا ایک باب کہ لوگون کو سکہانے کیلیے سیکہو ستر صدیقون کا ثواب ملیگا ابو نعیم اور
سے فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص ایک کلمہ یا دو کلمے یا تین یا چار یا پانچ اللہ کے فرائض مین سے سیکہے پہر انکو سکہلاوے
وہ جنت مین جاویگا ابو ہریرہ نے کہا اسکے بعد پہر مین کوئی حدیث نہ بہولا جسکو مین نے سنا حضرت صلعم سے منذری
نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اگر حسن کا سماع ابو ہریرہ سے صحیح ہو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا افضل
صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم سیکہے پہر اپنے بہائی کو سکہاوے طبرانی نے اوسط مین ابن عباس سے حضرت صلعم نے فرمایا
اس امت کے عالم دو ہین ایک تو وہ جسکو اللہ نے علم دیا اُسنے خرچ کیا علم کو لوگون کے لیے اور مال کی حرص کی
اور علم کے بدلے قیمت نہ لی ایسے عالم کے لیے دریا کی مچھلیان اور خشکی کے جانور اور آسمان کے نیچے پرندے دعا کرتے
ہین دوسرے وہ جسکو اللہ نے علم دیا اوسنے بخل کیا علم مین اللہ کے بندون سے اور طمع کی مال کی اور علم کے بدلے قیمت
لی اسکو قیامت کے دن انگار کی ایک لگام پہنائی جاویگی اور ایک پکارنے والا پکار کریگا یہ شخص وہ ہے جسکو اللہ نے علم دیا
اُسنے بخیلی کی اُسمین اللہ کے بندون سے اور اسی طمع سے مال لیا اوسکے بدلے قیمت لی یہی حال رہیگا یہانتک کہ حساب سے
فراغت حاصل ہوگی ابن ماجہ نے ابو امامہ سے روایت کی حضرت صلعم نے فرمایا لازم کرلو اپنے اوپر علم کو اوسکے اوٹھنے
سے پہلے اور جمع کیا آپنے کلمہ کی اور بیچ کی انگلیون کو اسطرح پہر فرمایا کہ عالم اور علم سیکہنے والا دونو شریک ہین بہلائی
مین اور باقی آدمیون مین بہلائی نہین ہے احمد نے انس بن مالک رض سے حضرت صلعم نے فرمایا عالمون کی مثال
زمین مین ستارون کی سی ہے اونسے راہ ملتی ہے خشکی اور دریا کی اندھیریون مین پہر جب تارے مٹ جاوین تو راہ پانیوالے
راہ گم کرینگے قریب ہو جاوینگے ابن ماجہ نے معاذ بن انس سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے علم سکہایا اسکو
اوسپر عمل کرنیوالے کے برابر ثواب ملیگا اور عمل کرنیوالے کا ثواب کم نہ ہوگا طبرانی نے معجم کبیر مین ثعلبہ بن حکم سے
حضرت صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عالمون سے فرماویگا جب اپنی کرسی پر اپنے بندون کا فیصلہ کرنے کو ایسے
بیٹہے گا مین نے اپنا علم اور حلم تم مین نہین رکہا تہا مگر اسلیے کہ جو تم سے ہوا وہ بخشدون اور مجہے پرواہ نہین
منذری نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین طبرانی نے معجم کبیر مین ابو موسے سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ
تعالیٰ بندون کو اوٹہاویگا پہر ان مین سے عالمون کو الگ کریگا اور فرماویگا اے جماعت عالمون کی مینے اپنا علم
تمکو اسلیے نہین دیا تہا کہ تمکو عذاب کرون جاؤ مین نے بخشدیا تمکو اصبہانی نے ابو امامہ سے حضرت صلعم نے فرمایا
عالم اور عابد دونون سامنے لائے جاوینگے تو عابد سے کہا جاویگا جنت مین جا اور عالم سے کہا جاویگا ٹہیر جا تاکہ تیری
سفارش قبول کیجاوے لوگون کے لیے بیہقی نے جابر بن عبد اللہ سے حضرت صلعم نے فرمایا عالم اور عابد دونو اوٹہائے جاوینگے

پہر عابد سے کہا جاویگا جنت مین جا اور عالم سے کہا جاویگا ٹہیر رہ تا کہ تیری سفارش قبول کیجاوے لوگون کے لیے کیونکہ
تونے انکو آداب اچھے کیے تہے اصبہانی نے عبد اللہ بن عمر سے حضرت صلعم نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ستر درجے
زیادہ ہوگی ہر دو درجون کے بیچ مین ستر برس کا فاصلہ ہوگا گہوڑے کی دوڑ سے اور اسکی وجہ یہ ہو کہ شیطان لوگون
کے لیے بدعت نکالتا ہی عالم اسکو دیکھتا ہے اور منع کرتا ہے اُس سے اور عابد اپنے رب کی عبادت کیطرف متوجہ رہتا ہے
نہ بدعت کیطرف رخ کرتا ہے نہ اسکو پہچانتا ہے دارقطنی اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کی کوئی
عبادت دین کی سمجہ حاصل کرنے سے افضل نہین اور ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہی اور ہر چیز کا ستون ہو اور دین
کا ستون فقہ ہی ابو ہریرہ نے کہا اگر مین ایک ساعت بیٹہون اور فقہ حاصل کرون تو مجہے شب قدر کے جاگنے سے زیادہ پسند ہے
ایک روایت مین یہ ہے کہ ایک رات کو صبح تک جاگنے سے زیادہ پسند ہی طبرانی نے اوسط مین ابو ہریرہ سے روایت کیا
وہ مدینہ کے بازار مین گیے وہان کہڑے ہوئے اور بولے ای بازار والو تم کیسے عاجز ہو وہ بولے اسکا کیا مطلب ہے کہے
ابو ہریرہ انہون نے کہا حضرت صلعم کا ترکہ بٹتا ہے اور تم اس جگہہ ہو جاتے نہین اپنا حصہ نہین لیتے انہون نے کہا وہ کہان
ہے ابو ہریرہ نے کہا مسجد مین یہ سنکر بازار والے جلدی سے نکلے اور ابو ہریرہ ٹہیرے رہے یہانتک کہ وہ لوٹے ابو ہریرہ نے
کہا کہو کیا حال ہے انہون نے کہا ہم مسجد گیے اور اسکے اندر داخل ہوئے تو وہان کوئی چیز نہین دیکہی جو بٹتی ہو
ابو ہریرہ نے کہا تم نے مسجد مین کسی کو نہین دیکہا انہون نے کہا ہمنے چند لوگون کو دیکہا جو نماز پڑہ رہے تہے اور
چند لوگ قرآن پڑہ رہے تہے اور چند لوگ حلال اور حرام کا ذکر کر رہے تہے ابو ہریرہ نے کہا کم بختی تمہاری یہی تو ترکہ
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے امام احمد نے قبیصہ بن مخارق سے روایت کیا
مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپنے فرمایا اے قبیصہ تو کیون آیا مین نے عرض کیا میرا سن زیادہ ہوگیا اور
میری ہڈی پتلی ہوگئی تو مین اسلیے آیا کہ آپ مجہے وہ باتین سکہلادین جس سے اللہ تعالے مجہکو فائدہ دیوی آپنے
فرمایا ای قبیصہ تو نہین گذرے گا کسی پتہر یا درخت یا ڈہیلے پر مگر وہ تیرے لیے استغفار کریگا ای قبیصہ جب تو صبح
کی نماز پڑہے تو تین بار سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہہ تو محفوظ رہے گا نابینائی اور جذام اور فالج سے ای قبیصہ کہہ یا اللہ
مین مانگتا ہون جو تیرے پاس ہے اوس مین سے اور روان کر مجہہ پر فضل اپنا اور پہیلا دے مجہہ پر رحمت اپنی اور اتار
مجہہ پر برکتین اپنی طبرانی نے معجم کبیر مین ابو امامہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص صبح کو مسجد مین جاوے
بہتر علم سیکہنے یا سکہانے کے لیے اسکی سوا کوئی غرض نہ ہو اسکو پوری حج کرنے والے کا ثواب ہے ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ
سے حضرت صلعم سے مین نے سنا آپ فرماتے تہے جو شخص میری اس مسجد مین آوے صرف بہتری کی نیت سے علم سیکہنے یا سکہانے

کے لیے وہ مثل مجاہدین کے ہے اللہ کی راہ مین اور جو کوئی اور کام کے لیے آوے وہ ایسا ہی جو کسی دوسرے کا سامان دیکھے [٩٤] طبرانی
نے اوسط مین حضرت علی رض سے حضرت صلعم نے فرمایا جو بندہ علم کی طلب مین جوتا یا موزہ پہنے یا اور کوئی کپڑا تو اللہ اوسکے
گناہ بخشدیگا جب ہی وہ اپنے گھر کی چوکھٹ سے پار ہو [٩٥] ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوالدردا سے سنا
مینے حضرت صلعم سے آپ فرماتے تھے جو شخص صبح کرے علم کے ارادے سے جسکو وہ سیکھتا ہو اللہ کیلیے تو اللہ اوسکے لیے ایک دروازہ
کھولدیگا جنت کیطرف اور فرشتے اوسکے لیے اپنے بازو بچھاوینگے اور آسمان کے فرشتے اوسکے لیے دعا کرینگے اور
سمندر کی مچھلیان اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھوین رات کی چاند کی سب سے چھوٹی ستارے پر
آسمان مین اور عالم وارث ہین پیغمبرون کے اور پیغمبرون نے روپیہ اور اشرفی نہین چھوڑا بلکہ اونکا ترکہ علم ہے
پھر جسنے علم کو لیا اوسنے اپنا حصہ لیا نبوت کی ترکے مین سے اور عالم کی موت ایسی مصیبت ہے جسکی تلافی نہین ہو سکتی
اور ایسا رخنہ ہے جو بند نہین ہوسکتا اور عالم جو مرجاوے ایک ستارہ ہے جو بے نور ہوگیا ایک قبیلے کی موت عالم کی
موت سے آسان ہے [٩٦] طبرانی نے اوسط مین ابن عباس سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا یا اللہ رحم کر میرے خلیفون پر
ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی خلیفے کون ہین آپنے فرمایا جو لوگ میرے بعد پیدا ہونگے اور میری حدیثین روایت کرینگے
اور لوگون کو سکھلاوینگے [٩٧] طبرانی نے معجم کبیر مین ابوالدرداء سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا کوئی لوگ ایسے نہین جو اللہ کی
کتاب پڑھتے ہون اور آپس مین ایک دوسرے کو سکھلاوین مگر وہ مہمان ہونگے اللہ کے اور فرشتے اونکو گھیرین گے اوٹھنے تک
یا دوسری بات مین مصروف ہونے تک اور کوئی عالم موت کے ڈر سے علم کی طلب مین نکلیگا یا علم کو نہ لکھے گا اس ڈر سے کہ وہ مٹ
نہ جاوے مگر اوسکی مثال غازی کی سی ہوگی جو اللہ کی راہ مین نکلے اور جسکا عمل دیر کرے اوسکا نسب جلدی نہ کریگا اوسکے ساتھ
[٩٨] طبرانی نے کبیر مین ابوامامہ سے حضرت صلعم نے فرمایا لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے لازم کرلے تو عالمون کے پاس بیٹھنا اور سنا کر حکیمون
کا کلام کیونکہ اللہ تعالے مردہ دل کو جلاتا ہے حکمت کی نور سے جیسے جلاتا ہے مردہ زمین کو زور کے مینہ سے [٩٩] ابو یعلے نے ابن عباس سے
کہا گیا یا رسول اللہ ہم مین سے کون اچھا ہے فرمایا آپنے جسکے دیکھنے سے اللہ یاد آوے اور اوسکی بات سے تمہارا علم بڑھے اور اوسکا عمل آخرت
کو یاد دلاوے [١٠٠] ابوداؤد نے ابوموسی سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کی تعظیم مین داخل ہے بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا اور حافظ
قرآن کی جو اوسمین کمی و بیشی نہ کرے اور حاکم عادل کی تعظیم [١٠١] طبرانی نے اوسط مین اور حاکم نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا برکت تمہاری بڑون کے ساتھ ہے [١٠٢] احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے انہی سے حضرت صلعم نے فرمایا ہم مین سے نہین ہے وہ جو بڑے
کی عزت نہ کرے اور چھوٹے پر رحم نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بری بات سے منع نہ کرے [١٠٣] حاکم نے ابن عمر سے حضرت صلعم نے فرمایا
ہم مین سے نہین ہے جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کا حق نہ پہچانے [١٠٤] احمد اور طبرانی اور حاکم نے عبادہ بن صامت سے حضرت

نے فرمایا میری امت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے طبرانی[107] نے واثلہ سے ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی بزرگی نہ کرے ترمذی[108] اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو سے ہم میں سے نہیں ہے جو چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کا شرف یا بڑے کا حق نہ پہچانے طبرانی[109] نے اوسط میں ابوہریرہ سے علم سیکھو اور علم کے لیے وقار اور تسکین سیکھو اور جس سے علم حاصل کرو اوسکے سامنے عاجزی کرو (یعنے اوسکا ادب کرو) احمد[110] نے سہل بن سعد ساعدی سے یا اللہ میں وہ زمانہ نہ پاؤں یا تم وہ زمانہ نہ پاؤ جسمین عالم کی تابعداری نہ کیجاوے اور حلیم سے شرم نہ کیجاوے دل عجمی لوگون کے سے اور زبانین عرب کی ہون طبرانی[111] نے کبیر میں ابوامامہ سے تین آدمیون کی ذلت وہی کریگا جو منافق ہوگا بوڑھے مسلمان کی اور عالم کی اور حاکم عادل کی احمد[112] اور طبرانی نے کبیر میں عبداللہ بن بسر سے جب تو بیس آدمیون میں یا کم یا زیادہ مین ہو پھر تو اونکے منہ دیکھے اور ان مین کوئی ایسا نہ ہو جس سے خوف کرتے ہون اللہ کی رضامندی کے لیے تو جان لے کہ کام بہت باریک ہو گیا طبرانی[113] نے کبیر میں ابومالک اشعری سے میں اپنی امت پر تین باتون سے ڈرتا ہون ایک یہ کہ دنیا بہت ہوجاوے اور وہ آپس میں حسد کرنے لگیں دوسرے یہ کہ اللہ کی کتاب کھولی جاوے اور مومن اوسکو لیوے اور اوسکی تاویل جاننے کے پیچھے پڑے حالانکہ اوسکی تاویل نہیں جانتا مگر اللہ اور جو لوگ پکے ہیں علم میں وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اسپر سب ہمارے مالک کیطرف سے ہے اور نصیحت وہی مانتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں تیسرے یہ کہ کسی علم والے کو دیکھیں پھر اوسکو تباہ کردیں اور اوسکی پرواہ نہ کریں ابوداؤد[114] نے ابوہریرہ سے جو شخص صرف کلام سیکھے لوگون کے دل لبھانے کے لیے اللہ تعالے قیامت کے دن اوسکی فرض اور نفل قبول نہ کریگا عبدالرزاق[115] نے ابن مسعود سے اونھون نے کہا تمہارا کیا حال ہوگا اس فتنے میں جب چھوٹا اوسمین بڑا ہوجائیگا اور بڑا بوڑھا ہوجاویگا اور فتنے کی بات کو (یعنے بدعت کو) لوگ سنت ٹھیرالیں گے جب اس بدعت کو کسی دن بدلیں گے تو لوگ کہیں گے یہ بری بات ہے راوی نے پوچھا یہ کب ہوگا اونھون نے کہا جب امانتدار تم میں کم ہونگے اور امیر بہت ہونگے اور فقیہ کم ہونگے اور قاری بہت ہونگے (یعنے صرف الفاظ پڑھنے والے) اور علم فقہ دنیا کے لیے حاصل کیا جاویگا اور آخرت کے کامون سے دنیا کی طلب کیجاویگی عبدالرزاق[116] نے حضرت علی سے اونھون نے فتنون کا بیان کیا جو اخیر زمانہ میں ہونگے حضرت عمر نے کہا ایسا کب ہوگا اے علی انھون نے کہا جب فقہ حاصل کیجاویگی دین کے سوا اور غرض سے اور علم سوا عمل کے اور غرض سے اور آخرت کے کام سے دنیا طلب کیجاوے گی طبرانی[117] نے کبیر میں سمرہ بن جندب سے کوئی صدقہ لوگون نے اسکے برابر نہیں دیا جیسے علم کو پھیلایا (علم کی کتابین یعنے حدیث اور تفسیر کی چھاپیں علم پڑھایا اور سکھایا عالمون اور طالب علمون کو علم کی کتابیں تقسیم کیں) طبرانی[118] نے کبیر میں ابن عباس سے کیا عطیہ ہے یہ کلمہ ایک

حق بات جو تو سنے پھر سنے بھائی مسلمان کو سنا دی اور سکھا دی ابو یعلی[117] اور بیہقی نے انس بن مالک سے میں تمکو
بتاؤن بہت سخی اللہ سب سے زیادہ سخی ہے اور میں آدمیوں میں سب سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد بہت
سخی وہ شخص ہے جسنے علم سیکھا پھر اسکو پھیلایا وہ اکیلا قیامت کے دن ایک گروہ کی طرح آویگا اور وہ شخص جسنے اپنی جان
دینے میں سخاوت کی یہاں تک کہ مارا جاوے احمد[118] نے انس سے جسکی زبان سے حق نکلے اور اسکے بعد لوگ اسپر عمل کریں تو اسکا
ثواب قیامت تک جاری رہیگا پھر قیامت کے دن اللہ اسکو پورا ثواب دیگا احمد[119] اور بزار اور طبرانی نے کبیر میں اور اوسط
میں ابو امامہ سے چار آدمیوں کی ثواب مرنے کے بعد قائم رہینگے ایک تو وہ جو اللہ کے راہ میں چوکی پہرہ دیتا رہا اور اسی حال
میں مر گیا دوسرے وہ جسنے علم سکھایا جب تک لوگ اسپر عمل کرینگے اسکو ثواب حاصل ہوگا تیسرے وہ جسنے ایک صدقہ جاری کیا
جب تک وہ صدقہ جاری رہیگا اسکو ثواب پہونچتا رہیگا چوتھے وہ جسنے ولد صالح چھوڑا وہ اسکے لیے دعا کرتا ہے حاکم[120] نے
حضرت علی سے انہوں نے کہا اس آیت کی تفسیر میں قُوا اَنفُسَکُم وَاَهلِیکُم نَارًا سکھاؤ اپنے گھر والوں کو نیک باتیں ابوداؤد[121]
اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی اور حاکم نے ابو ہریرہ سے جس شخص سے کوئی علم کی بات پوچھی جاوے وہ اسکو چھپاوے قیامت
کے دن اسکو انگار کی لگام پہنائی جاویگی حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری مسلم کی شرط پر ابن ماجہ کی ایک روایت میں
یوں ہے جو شخص کسی علم کا حافظ ہے پھر وہ اسکو چھپاوے ابن حبان[122] اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر سے جو علم چھپاوے اللہ
تعالی اسکو انگار کی لگام قیامت کے دن پہناویگا ابو یعلی[123] نے ابن عباس سے جو کوئی علم سے سوال کیا جاوے پھر وہ اسکو چھپاوے
تو قیامت کے دن انگار کی لگام پہنے ہوئے آویگا اور جو شخص قرآن میں بے جانے بوجھے کہیگا وہ قیامت کے دن انگار کی
لگام پہنے ہوئے آویگا اسکے راوی ثقہ ہیں ابن ماجہ[124] نے ابو سعید خدری سے جو شخص چھپاوے علم جو لوگوں کو مفید ہے
دین کے کام میں قیامت کے دن اللہ تعالی اسکو انگار کی لگام پہناویگا ابن ماجہ[125] نے جابر رض سے جب اخیر لوگ اس امت کے اگلوں
پر لعنت کریں پھر جو کوئی حدیث چھپاوے اوسنے اللہ کا حکم چھپایا طبرانی[126] نے کبیر میں علقمہ بن سعید بن عبد الرحمان بن
ابزی سے اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے کہا کہ حضرت صلعم نے ایک روز خطبہ پڑھا تو مسلمانوں کے گروہوں
کی تعریف کی پھر فرمایا بعض قوموں کا کیا حال ہے اپنے ہمسایوں کو نہیں سمجھاتے نہ انکو علم سکھاتے ہیں نہ نصیحت
کرتے ہیں نہ حکم کرتے ہیں (اچھی بات کا) نہ منع کرتے ہیں بری بات سے اور کیا حال ہے ان لوگوں کا جو نہیں
سیکھتے ہیں اپنے ہمسایوں سے نہ فقہ حاصل کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں قسم خدا کی لوگوں کو چاہیے کہ اپنے
ہمسایوں کو سکھاویں اور سمجھاویں اور نصیحت کریں اور حکم کریں (اچھی بات کا) اور منع کریں بری بات سے اور لوگوں
کو چاہیے کہ اپنے ہمسایوں سے سیکھیں اور سمجھ حاصل کریں اور نصیحت مانیں ورنہ میں انکو جلد سزا دونگا پھر آپ اوترے

رمنثور سے) بعض لوگون نے کہا تم کیا سمجھتے ہو آپ نے کن لوگون کو مراد لیا اونہون نے کہا اشعری لوگون کو وہ فقیہ
ہین اور انکے ہمسایے بدتمیز ہین پانیو پر رہنے والے اور جنگل مین رہنے والے یہ خبر اشعری لوگون کو پہونچی وہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ نے ایک قوم کی تعریف کی اور ہماری برائی کی ہمارا
کیا حال ہے آپ نے فرمایا لوگون کو چاہیے کہ اپنے ہمسایون کو تعلیم کرین اور انکو نصیحت کرین اور نیک باتکا حکم کرین بری باتسے منع کرین
اور لوگون کو چاہیے کہ اپنے ہمسایون سے علم سیکہین اور نصیحت پکڑین اور فقہ حاصل کرین ورنہ مین انکو جلدی سزا
دونگا دنیا مین لوگون نے عرض کیا یا رسول کیا ہم اور لوگون کو بہی یہ جتا دیوین آپ نے پہر بہی فرمایا پہر انہون نے
کہا کیا ہم اورون کو بہی جتا دیوین آپ نے یہی فرمایا پہر انہون نے کہا ہمکو ایک سال کی مہلت دیجیے آپ نے ایک
سال کی مہلت دی تاکہ اونکو سمجھاوین اور سکہاوین اور نصیحت کرین پہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت
پڑہی لُعِنَ الَّذِینَ کَفَرُوا مِن بَنِی اِسرَائِیلَ آخیر تک [127] ابو منصور دیلمی نے مسند مین اور ابو عبد الرحمن سلمی نے اربعین مین
ابو ہریرہ سے روایت کیا ایک علم چھپا ہوا ہے اسکو نہین جانتے مگر جو عالم ہین اللہ تعالی کے پہچاننے والے پہر جب وہ
علم بیان کرتے ہین تو اسکا انکار وہی کرتے ہین جو غافل ہین اللہ جل جلالہ سے [128] طبرانی نے کبیر مین ابن عباس
سے علم دل سے سکہاؤ کیونکہ علم مین خیانت کرنا مال مین خیانت کرنیسے زیادہ ہے اور اللہ تم سے پوچھنے والا ہی [129]
مسلم اور ترمذی اور نسائی نے زید بن ارقم سے حضرت صلعم دعا کرتے تہے یا اللہ مین پناہ مانگتا ہون تیری اس علم سے
جو فائدہ نہ دیوے اور اس دل سے جو نہ جہکے اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو [130] طبرانی اور ابو نعیم
نے انس بن مالک سے عذاب کے فرشتے فاسق قاریون کو بت پرستون سے پہلی پکڑینگے وہ کہین گے بت پرستون
سے بہی ہم پہلے پکڑے گئے اُنسے کہا جاویگا جاننے والے نہ جاننے والون کیطرح نہین ہین [131] ترمذی نے صہیب سے
حضرت صلعم نے فرمایا جس شخص نے قرآن مین جو باتین حرام ہین اُنکو حلال کیا وہ قرآن پر ایمان نہین لایا [132] ترمذی نے
ابو برزہ اسلمی سے حضرت صلعم نے فرمایا بندے کے قدم نہ سرکین گے جب تک اس سے نہ پوچھا جاویگا کہ تو نے اپنی عمر کاہے
مین فنا کی اور اپنے علم مین کیا کیا اور اپنے مال کو کہانسے کمایا اور کاہے مین خرچ کیا اور اپنے بدن کو کاہے مین
پرانا کیا بیہقی کی روایت مین ہے کہ اپنی جوانی کسے کاہے مین فنا کی [133] طبرانی نے کبیر مین ولید بن عقبہ سے حضرت صلعم
نے فرمایا کچہہ لوگ جنت کے جہنم کے لوگون کے پاس جاوینگے اونسے کہین گے تم جہنم مین کیون گئے ہم تو قسم خدا
کی جنت مین تمسے سیکہہ کر گئے وہ کہین گے ہم کہتے تہے (یعنے اورونکو نصیحت کرتے تہے) اور خود نہین عمل کرتے تہے [134]
ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے مالک بن دینار سے اُنہون نے حسن سے مرسلاً جو بندہ خطبہ پڑہتا ہے (وعظ کہتا ہے)

الله اس سے پوچھیگا تیری نیت اس سے کیا تھی ۔ مالک بن دینار جب اس حدیث کو بیان کرتے تو روتے یہانتک
کہ رونا بند ہو جاتا پھر کہتے تم سمجھتے ہو کہ میں جو باتیں تم سے کرتا ہوں اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور
میں جانتا ہوں کہ اللہ عزوجل مجھسے پوچھیگا قیامت میں کہ میری نیت کیا تھی اس کلام سے (یعنے خالص
خدا کے لیے کہا تھا یا اور کسی مقصد کے لیے دنیا کمانے کی یا ریا کی نیت سے) بیہقی[١٣٥] نے لقمان بن عامر سے ابوالدرداء رض
کہتے تھے میں ڈرتا ہوں اپنے پروردگار سے کہ میں قیامت کے دن مجھکو بلاوے سب خلق کے سامنے اور فرماوے اے
عویمر میں کہونگا حاضر ہوں تیری خدمت میں پھر وہ فرماوے تونے کیا عمل کیا اپنے علم پر بزار[١٣٦] نے معاذ بن جبل سے
اونھوں نے کہا میں حضرت صلعم کے سامنے آیا آپ طواف کرتے تھے خانہ کعبہ کا میں نے عرض کیا یارسول اللہ کون
برے ہیں آپ نے فرمایا یا اللہ بخش دے تو پوچھ نیکی کو اور مت پوچھ بدی کو برے لوگ وہ ہیں جو عالم ہو کر برے ہوں
لوگوں میں بزار[١٣٧] نے ابو برزہ سے مثال اس شخص کی جو لوگوں کو نیک باتیں سکھاتا ہو اور اپنے تئیں بھول جاتا ہے
مثال فتیلے کی ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور اپنے تئیں جلاتا ہے طبرانی[١٣٨] نے کبیر میں عبداللہ بن عمرو رض سے کہ بعضے
لوگ ایسے ہیں جو فقیہ نہیں ہیں لیکن فقہ یاد رکھتے ہیں اور جسکو علم فائدہ نہ دیوے اوسکا جہل نقصان پہونچاویگا
تو قرآن پڑھ جب تک وہ تجھکو منع کرتا رہے (بری باتوں سے) اگر تجھکو منع نہ کرے تو تو اسکو نہیں پڑھتا (یعنے جب قرآن
کی تاثیر دل پر ہو اور جن باتوں سے قرآن میں ممانعت ہے اونسے باز نہ رہے تو صرف لفظوں کا پڑھنا کچھ فائدہ نہ دیگا)
طبرانی[١٣٩] نے کبیر میں جندب بن عبداللہ ازدی سے مثال اس شخص کی جو لوگوں کو نیکی سکھلاتا ہے اور اپنے تئیں
بھول جاتا ہے چراغ کی ہے وہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور اپنے تئیں جلا دیتا ہے اسناد اوسکا حسن ہے طبرانی[١٤٠] نے کبیر میں
واثلہ بن اسقع سے ہر عمارت وبال ہے اوسکے مالک پر مگر جو اتنی ہو اور اشارہ کیا اپنی ہتھیلی سے (یعنے بقدر ضرورت
کے ہو) اور ہر ایک علم وبال ہے عالم پر مگر جسپر وہ عمل کرے طبرانی[١٤١] نے صغیر میں اور بیہقی نے ابوہریرہ رض سے سب سے
زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن اوس عالم کو ہوگا جسکو اوسکا علم فائدہ نہ دیوے بزار[١٤٢] اور طبرانی نے کبیر میں عمار بن یاسر رض
سے اونھوں نے کہا مجھکو حضرت صلعم نے قیس کے ایک قبیلے کیطرف بھیجا اونکو اسلام کی باتیں سکھلانے کے لیے میں جو وہاں
گیا تو دیکھا وہ لوگ وحشی اونٹوں کیطرح ہیں انکی آنکھیں اوپر اوٹھی ہوئی ہیں اونکو اونٹ یا بکری کے سوا دوسری
فکر نہیں ہے یہ دیکھکر میں حضرت صلعم کے پاس لوٹ آیا آپ نے فرمایا اے عمار تو نے کیا کیا میں نے سارا حال اون لوگوں کا
بیان کیا اور جو غفلت انکی تھی وہ آپ سے عرض کی آپ نے فرمایا اے عمار میں اس سے زیادہ عجیب تجھسے کہوں کچھ لوگ ایسے
ہیں جو جانتے ہیں ان باتوں کو جنکو یہ لوگ نہیں جانتے پھر انکی طرح غافل ہیں (اور گناہوں میں پھنسے ہوئے ہیں)

طبرانی نے صغیر اور اوسط میں حضرت علی رض سے کہ میں اپنی امت میں مومن اور مشرک کا ڈر نہیں رکھتا مومن تو اپنے ایمان
کی وجہ سے رکا رہتا ہے اور مشرک کو اسکا کفر مٹا دیتا ہے لیکن مجھے ڈر ہے تو اس منافق کا ہے جو زبان دان ہو وہ باتیں
کہیگا جسکو تم اچھا جانتے ہو اور وہ کام کریگا جسکو تم برا جانتے ہو [۱۴۴] طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے بسند صحیح عمران بن حصین سے
سب سے زیادہ جو میں ڈرتا ہوں تمہارے اوپر اپنے بعد وہ ہر منافق ہے جو زبان کا عالم ہو [۱۴۵] اصبہانی نے انس بن
مالک سے آدمی مومن نہیں ہوتا جب تک اسکا دل زبان کے موافق نہ ہو اور زبان دلکے اور جسکا عمل اسکے قول کے موافق نہ ہو
اور جسکا ہمسایہ اوسکے ایذا اون سے بے ڈر نہ ہو [۱۴۷] طبرانی نے ابن مسعود سے انہوں نے کہا میں سمجھتا ہوں آدمی علم کو بھول
جاتا ہے جیسا اوسنے سیکھا گناہ کی وجہ سے جسکو وہ کرتا ہے [۱۴۸] احمد اور بیہقی نے منصور بن زاذان سے انہوں نے کہا مجھکو
خبر دی گئی کہ بعضے لوگ دوزخ میں ڈالے جاوینگے اور دوزخ والے انکی بو سے پریشان ہونگے وہ کہیں گے خرابی ہو
تیری تو کیا کام کرتا تھا ہمکو وہ کافی نہ تھا جس آفت میں ہم ہیں یہانتک کہ ہم پہنچے تیری بو میں اور تیری بدبو میں وہ کہیگا
میں عالم تھا لیکن میں نے فائدہ نہ اوٹھایا اپنے علم سے [۱۴۹] طبرانی اور بزار اور ابو یعلی نے عباس بن عبدالمطلب اور عمر بن خطاب رض
سے اسلام پھیلے گا یہانتک کہ سوداگر سمندر میں جاوینگے اور گھوڑے پانی میں گھسیں گے اللہ کی راہ میں پھر ایسے لوگ پیدا
ہونگے جو قرآن پڑھینگے اور کہیں گے ہمسے زیادہ قاری کون ہے ہمسے زیادہ عالم کون ہے ہم سے زیادہ سمجھدار کون ہے
پھر آپنے فرمایا اپنے اصحاب سے ان لوگوں میں کچھ بہتری ہوگی انہوں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے
فرمایا وہ لوگ تم ہی میں سے ہونگے اسی امت میں اور وہ ایندھن ہونگے دوزخ کے [۱۵۰] طبرانی نے کبیر میں باسناد حسن عبداللہ
بن عباس سے کہ حضرت صلعم ایک رات مکہ میں اوٹھے اور فرمایا یا اللہ میں نے پہونچا دیا تیرا حکم تین بار یہ فرمایا پھر حضرت عمر رض
کھڑے ہوئے اور وہ نرم دل تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ بیشک آپنے پیام پہونچا دیا اور ترغیب لائی اور کوشش کی اور نصیحت
کی پھر آپنے فرمایا ایمان پھیلے گا یہانتک کہ کفر کو اپنے ٹھکانوں پر ہٹا دیگا اور دریاؤں میں اسلام سماویگا اور ایک
زمانہ لوگوں پر ایسا آویگا لوگ اسوقت قرآن سیکھینگے اور پڑھینگے پھر کہینگے ہم نے پڑھا اور جانا اب ہمسے بہتر
کون ہے کیا ان لوگوں میں کچھ بہتری ہوگی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے آپنے فرمایا وہ تم میں سے
ہونگے اور وہ ایندھن ہونگے دوزخ کے [۱۵۱] طبرانی نے ابن عمر رض سے جو شخص کہے میں عالم ہوں وہ جاہل ہے ابو داود
اور ترمذی اور ابن ماجہ بیہقی نے ابو امامہ سے جو شخص مرا (لڑائی جھگڑا جسمیں نفسانیت ہو نہ اظہار حق ورنہ اسکو
مناظرہ کہیں گے وہ جائز ہے بعضوں نے کہا مراد جھگڑنا قرآن کی ایک آیت کا دوسری آیت سے کہ کفر ہے بعضوں نے
کہا مراد جھگڑنا آیات متشابہات میں) کو ترک کرے اور وہ غلطی پر ہو تو اسکے لیے جنت کے گرد گھر بنایا جاویگا

اور جو مراء کو ترک کرے اور وہ حق پر ہو اُسکے لیے جنت کے بیچا بیچ ایک گہر بنایا جاویگا اور جسکا خلق اچھا ہو اُسکے
لیے جنت کی بلندی مین گہر بنایا جاویگا [153] طبرانی نے اوسط مین ابن عمر سے مین ضامن ہون ایک گہر کا جنت کے
گرد اوسکے لیے جو مراء کو چھوڑ دیوے اور وہ حق پر ہو اور جنت کے بیچ مین اُسکے لیے جو جھوٹ کو چھوڑ دیوے ہنسی ٹھٹھے
مین اور جنت کی بلندی مین اُس شخص کے لیے جسکی خصلت اچھی ہو (یعنے خوش خلق ہو) [154] طبرانی نے کبیر مین ابو الدرداء
اور ابو امامہ اور واثلہ بن الاسقع اور انس بن مالک رض سے انہون نے کہا حضرت صلعم ایک دن ہمارے سامنے نکلے اور ہم
دین کی کسی بات مین مراء کر رہے تہے آپ بہت غصے ہوئی کہ ایسا غصے کبھی نہین ہوئے تہے پہر جہڑکا ہمکو اور فرمایا چھوڑو
(یہ بات) اے محمد صلعم کی امت تم سے پہلے لوگ اسی سبب سے تباہ ہوئے چھوڑ دو مراء کو اسمین بہتری کم ہے چھوڑ دو مراء کو
کیونکہ مومن مراء نہین کرتا چھوڑ دو مراء کو کیونکہ مراء کرنے والے کا ٹوٹا پورا ہوا چھوڑ دو مراء کو کیونکہ یہ گناہ کافی ہے کہ تو
مراء کرتا ہے چھوڑ دو مراء کو کیونکہ مراء کرنیوالے کی مین شفاعت نکرونگا قیامت کے دن چھوڑ دو مراء کو مین جنت تین جگہ
گہرونکا ضامن ہون اوسکے گرد اور بیچ اور بلندی مین اسکے لیے جو بیچارہ کر مراء کو چھوڑ دیوے چھوڑ دو مراء کو اول
جس سے منع کیا مجھکو میرے پروردگار نے بت پوجنے کے بعد وہ مراء ہے اخیر حدیث تک [155] بزار اور طبرانی نے تینون معاجم
مین معاذ بن جبل سے مین ضامن ہون ایک گہر کا جنت کے آس پاس اور جنت کے بیچ مین اور جنت کے اعلے مین جو شخص مراء
کو چھوڑ دے حق پر رہ کر اور جھوٹ کو چھوڑ دے اگرچہ ٹھٹھا کرتا ہو اور جسکا خلق اچھا ہو (یعنے ان تینون کے لیے ان تینون
گہرونکا ضامن ہون) [156] طبرانی نے کبیر مین ابو سعید خدری رض سے ہم حضرت صلعم کے دروازے کے پاس بیٹھے تہے بحث
کرتے ہوئے کوئی اس آیت سے دلیل لاتا کوئی اس آیت سے اتنے مین آپ نکلے آپکا چہرہ ایسا معلوم ہوتا تہا جیسے انار کا دانہ
آپکے چہرے مین نچوڑا گیا آپنے فرمایا اے لوگو کیا تمکو یہی حکم دیا گیا کیا تمکو یہی حکم ہوا میرے بعد کافر مت بن جانا ایک
دوسرے کی گردنین مار کر [157] ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے ابو ہریرہ رض سے کوئی لوگ ایسے نہین جو ہدایت کے
بعد گمراہ ہو جاوین مگر وہ جو لڑنے لگین پہر یہ آیت پڑہی مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا [158] ترمذی نے ابن عباس سے حضرت صلعم
نے فرمایا کافی ہے تجھکو یہ گناہ کہ تو ہمیشہ لڑتا جھگڑتا رہے [159] ابوداود اور ابن حبان اور طبرانی نے ابو ہریرہ اور زید
بن ثابت سے کہ قرآن مین مراء کرنا کفر ہے [160] طبرانی نے کبیر مین ابن عباس سے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کام تین طرح
کے ہین ایک وہ جسکی اچھائی کہل گئی اُس کام کو کر اور ایک وہ جسکی برائی کہل گئی اُس سے پرہیز کر اور ایک وہ کام جسمین اختلاف ہے
اُسکو سپرد کر اُسکے جاننے والے کیطرف امام قسطلانی رح نے کہا جب امام بخاری رحمہ اللہ تعالی وحی کی حدیثون سے فارغ ہوئے
جو اصل ہے شرع کے حکمون کی تو اُسکے بعد ایمان کی کتاب لائے اسکے بعد علم کی کتاب لائے بعد عبادتون کو شروع کیا

اور انکی ترتیب یہی کہی جو حدیث مین تہی یعنے پہلے نماز کو رکہا پہر زکوۃ کو پہر حج کو پہر روزے کو تو نماز کو مقدم
کیا سب عبادات پر کیونکہ ایمان کے بعد نماز سب عبادتون سے افضل ہے اور نماز سے پہلے طہارت کو بیان
کیا اسلیے کہ طہارت کنجی ہے نماز کی جیسے ابو داؤد نے باسنا صحیح روایت کیا دوسرے یہ کہ طہارت شرط ہے نماز کی
اور شرط طبعًا مقدم ہے مشروط پر تو وضعًا بہی اسکو مقدم کیا انتہی ما قال القسطلانی رحمہ اللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْوُضُوْءِ

کتاب وضو کے بیان مین **ف** وضو بضم واو اس فعل کا نام ہے جو نماز سے
پہلے کیا جاتا ہے اور بفتح واو پانی کو کہتے ہین جس سے وضو کیا جاتا ہے ابن عساکر کی روایت مین تسمیہ بعد کتاب الوضوء
کے بعد ہے اور بعضی روایتون مین باب ہے تنوین کے ساتھ فی الوضوء **بَابُ** مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى إِذَا
قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى
الْكَعْبَيْنِ باب بیان مین اس آیت کے جو سورہ مائدہ مین ہے ای ایمان والو جب تم کہڑے ہو نماز کے لیے تو دہو ؤ منہ
اپنا اور ہاتہ اپنے کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سرون پر اور دہو ؤ اپنے پانو کو دونو ٹخنون تک **ف** حافظ
ابن حجر نے کہا مقصود امام بخاری کا اشارہ ہے سلف کے اختلاف کی طرف جو اس آیت کے معنی مین اکثر علماء نے کہا
ہے کہ یہان ایک لفظ محذوف ہے محدثین یعنے جب تمکو وضو نہ ہو اور تم نماز کے لیے کہڑے ہو اور بعضون نے کہا
یہ حکم عام ہے پر بے وضو کے لیے وضو واجب ہے اور باوضو کو نیا وضو کرنا مستحب ہے اور بعضون نے کہا پہلے نیا وضو کرنا سب کے
لیے واجب تہا پہر یہ وجوب باوضو کے حق مین منسوخ ہو گیا اور استحباب باقی رہا اور دلیل اسکی وہ ہے جو احمد اور ابو داؤد
نے عبد اللہ بن حنظلہ انصاری سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم کیا گیا وضو کا ہر نماز کے لیے
خواہ وضو ہو یا نہو جب یہ امر آپ پر دشوار ہوا تو وضو معاف کیا گیا مگر اس صورت مین جب حدث ہو جاوے اور
مسلم نے بریدہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کرتے جسدن مکہ فتح ہوا آپنے
کئی نمازین ایک وضو سے پڑہین حضرت عمر نے عرض کیا آپنے وہ کام کیا جو نہین کرتے تہے آپنے فرمایا مین نے قصدًا ایسا کیا
مطلب یہ ہے کہ بیان جواز کے لیے ایسا کیا اور انس کی حدیث اس باب مین تا باب الوضوء من غیر حدث مین آویگی اب علماء
نے اختلاف کیا ہے کہ وضو کس چیز سے واجب ہوتا ہے بعضون نے کہا حدث سے واجب ہوتا ہے مگر یہ وجوب موسع ہے اور
بعضون نے کہا حدث اور نماز کے لیے اٹھنے سے اور ایک جماعت شافعیہ نے اسکو ترجیح دی ہے اور بعضون نے کہا نماز کے لیے
اٹھنے سے فقط اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اصحاب سنن نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا مجھے حکم ہوا وضو کا

اسی حالت مین جب نماز کے لیے اوٹہو اور بعض علمار نے وضو مین نیت واجب ہونا اس آیت سے نکالا ہے کیونکہ
مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز کے لیے کہڑے ہونیکا ارادہ کرو تو وضو کرو نماز کے لیے اور اسکی مثل ہے یہ قول اذا رایتم
الامیر فقوموا یعنے جب تم امیر کو دیکہو تو کہڑے ہو لینے کہڑے ہونیکے واسطے اور دلیل لائی ہے اس آیت سے اونہنے جو
کہتا ہے وضو مدینہ مین فرض ہوا اور اس سے پہلے ابن عبد البر نے کہا سب اہل سیر کا اتفاق ہے کہ غسل جنابت کا آپ
پر مکہ مین فرض ہوا تہا جس وقت نماز فرض ہوئی اور آپ نے کوئی نماز نہین پڑہی بغیر وضو کے ابن عبد البر نے کہا
اس بات کو کوئی عالم ایسا نہین جو نہ جانتا ہو حاکم نے مستدرک مین کہا اہل سنت کو احتیاج ہے اس دلیل کی جس سے
رد ہو یہ بات کہ آیت مائدہ کے اوترنے سے پہلے وضو نہ تہا پہر انہون نے ابن عباس کی حدیث بیان کی اسمین یہ ہے کہ حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس تشریف لے گئین اور وہ رو رہی تہین انہون نے کہا قریش
کے اس گروہ نے آپکو مار ڈالنے کا قصد کیا ہے آپنے فرمایا میرے پاس وضو کا پانی لاؤ پہر وضو کیا اخیر حدیث تک مین
کہتا ہون اس حدیث سے اسکا رد ہوتا ہے جو ہجرت سے پہلے وضو کے وجود کا انکار کرے اور اسکا رد نہین ہوتا جو اسوقت
وضو کے واجب ہونے کا انکار کرے ابن جہم مالکی نے یقین کیا ہے کہ ہجرت سے پہلے وضو مستحب تہا ابن حزم نے یقین
کیا کہ وضو مدینہ مین شروع ہوا اور رد کرتا ہے ان دونو کا وہ جو ابن لہیعہ نے مغازی مین نکالا ابو الاسود سے انہون نے
روایت کی عروہ سے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوقت وضو سکہایا جب
آپ پر وحی لیکر آئے اور یہ روایت مرسل ہے اور وصل کیا اسکو امام احمد نے ابن لہیعہ کے طریق سے اونہون نے کہا
ابن لہیعہ نے روایت کی زہری سے انہون نے عروہ سے اونہون نے اسامہ بن زید سے انہون نے زید سے نکالا اسکو ابن ماجہ نے
رشدین بن سعد سے انہون نے عقیل سے انہون نے زہری سے ایسا ہی لیکن انہون نے زید بن حارثہ کا سند مین
ذکر نہین کیا اور نکالا اسکو طبرانی نے اوسط مین لیث سے انہون نے عقیل سے موصولاً اور اگر یہ روایت ثابت ہو
تو صحیح کی شرط پر ہوگی مگر مشہور ابن لہیعہ کی روایت ہے انتہے مین کہتا ہون اس روایت سے بہی ابن حزم کا رد ہوتا
ہے نہ ابن جہم کا کیونکہ وضو سکہانے سے اسکا وجوب لازم نہین آتا امام شوکانی نے نیل الاوطار مین کہا کہ خلیل اور
اصمعی اور ابو حاتم سجستانی اور ازہری اور ایک جماعت علمار نے دونو معنون کے لیے وضو بفتح واو کہا ہے اور صاحب مطالع
نے کہا کہ دونو معنون کے لیے بضم واو بہی منقول ہے اور وضو مشتق ہے وضاءت سے وضاءت کے معنے حسن اور نظافت اور چونکہ
نمازی کی نظافت اس فعل سے ہوتی ہے اسلیے اسکو وضو کہا انتہے قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَبَیَّنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنَّ فَرْضَ الْوُضُوْءِ مَرَّۃً مَرَّۃً ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا کہ وضو مین فرض

ایک ایک بار بہی **ف** یعنے عضاء کا دہونا ایک ایک بار فرض ہے اور یہ اشارہ ہے اُس آیت کیطرف جو مولف نے اسکے بعد ابن عباس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار وضو کیا اور یہ بیان ہے اُس اجمال کا جو آیت مین ہی کیونکہ آیت مین عدد کا تعین نہ تہا پس حضرت صلعم نے بیان کر دیا کہ ایک ایک بار دہونا تو واجب ہے اور اس سے زیادہ مستحب ہے اور اسکی متعلق حدیثین آگے مذکور ہونگی اور ابن ماجہ نے جو روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور ایک ایک بار وضو کیا اور فرمایا یہ وضو ہے جسکے بغیر اللہ تعالی نماز کو نہیں قبول کرتا تو اسمین فعل اور قول دونو نکا بیان ہی پر یہ حدیث ضعیف ہے اسکو ابن ماجہ نے نکالا اور اسکے اور طریق بہی ہین لیکن سب ضعیف ہین (فتح) وَتَوَضَّأَ أَيْضًا مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَثَلٰثًا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو بار وضو کیا ہے اور تین تین بار بہی **ف** اصیلی کی روایت مین وثلثا ثلثا مکرر ہے حافظ ابن حجر نے کہا ان دونو تعلیقون کا ذکر موصولاً ایک جداگانہ باب مین آویگا انشاء اللہ تعالی وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ثَلٰثٍ اور تین تین بار سے زیادہ نہین کیا **ف** یعنے کسی حدیث مرفوع مین یہ وارد نہین ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار سے زیادہ کسی عضو کو دہویا بلکہ آپ سے برائی وارد ہوئی اس شخص کی جسنے تین بار سے زیادہ دہویا اور یہ ابو داؤد نے روایت کیا عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے اپنے دادا سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار وضو کیا پہر فرمایا جسنے اس سے زیادہ کیا یا اس سے کم کیا اُسنے برا کیا اور ظلم کیا اسکا اسناد عمدہ ہے لیکن امام مسلم نے اسکو عمرو بن شعیب کے منکرات مین شمار کیا کیونکہ اسکے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ تین سے کم جسنے دہویا اُسنے بہی برا کیا اور اسکا جواب دیا ہے کہ تین سے کم دہونا برا ہے لیکن ظلم تین سے زیادہ دہونا ہے اور بعضون نے کہا اسمین ایک لفظ محذوف ہے یعنے جسنے ایک بار سے بہی کم کیا اور تائید کرتا ہے اسکی جو روایت کیا نعیم بن حماد نے مطلب بن حنطب سے مرفوعاً کہ وضو ایک ایک بار ہے اور دو دو بار اور تین تین بار پہر اگر ایک سے بہی کم کیا تو خطا کی اور یہ روایت مرسل ہے پر راوی اسکے ثقہ ہین اور بعضون نے یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کو سب راویون سے کمی کا ذکر نہین کیا ہے بلکہ اکثر راویون نے صرف زیادہ کرنیکا ذکر کیا ہے ایسا ہی روایت کیا ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین اور ایک نادر بات نقل کی ابو حامد اسفرائنی نے بعض علماء سے کہ تین سے کم دہونا درست نہین اور شاید ان علماء نے اس حدیث سے دلیل پکڑی اور یہ بالاجماع غلط ہے اور دوسری حدیثون سے صاف ثابت ہے کہ حضرت صلعم نے دو دو بار اور ایک ایک بار وضو کیا اور امام مالک نے جو کہا کہ مین ایک بار دہونا پسند نہین کرتا مگر عالم کیلیے تو اس سے زیادہ پر نکا وجوب ثابت نہین ہوتا (فتح الباری) وَكَرِهَ أَهْلُ الْعِلْمِ الْإِسْرَافَ فِيهِ وَأَنْ يُجَاوِزُوا فِعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور مکروہ رکہا ہے علم والون نے اسراف کرنا وضو مین اور بڑہانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو نقل ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری نے اس کلام سے اشارہ کیا اس حدیث کی طرف جسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا
ہلال ابن یساف سے جو تابعین میں سے ہیں انہوں نے کہا یون کہا جاتا تھا کہ وضو میں اسراف ہے اگرچہ تو نہر کے کنارے
پر ہو اور روایت کیا مانند اسکے ابو الدرداء اور ابن مسعود سے اور اسی مضمون میں ایک حدیث ہے مرفوع جسکو امام احمد اور
ابن ماجہ نے باسناد ضعیف عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا انہوں نے کہا تین بار کے بعد زیادہ کرنا
اور احمد اور اسحق وغیرہما اماموں نے کہا کہ تین سے زیادہ دھونا جائز نہیں اور ابن مبارک نے کہا مجھے ڈر ہے کہ جو
کوئی تین بار سے زیادہ دھووے وہ گنہگار ہوگا اور شافعی نے کہا مجھے پسند نہیں کہ وضو کرنے والا تین سے زیادہ کرے
اگر زیادہ کرے تو میں اسکو مکروہ نہیں کہونگا یعنی حرام نہیں کہونگا کیونکہ پسند نہ ہونے سے کراہت ثابت ہو چکی
اور یہی قول صحیح ہے شافعیہ کے نزدیک کہ تین بار سے زیادتی مکروہ تنزیہی ہے اور دارمی نے جو شافعیہ میں سے ہیں
نقل کیا ہے بعض لوگوں سے کہ تین بار سے زیادہ کرنا وضو کو باطل کرتا ہے جیسے نماز میں زیادہ کرنا اور یہ قیاس
فاسد ہے اور زیادتی کی حرمت یا کراہت سے یہ لازم آتا ہے کہ نیا وضو مطلقاً کرنا مستحب نہیں ہے اور شافعیہ کے نزدیک
اختلاف ہے کہ اس زیادتی کا حکم یعنی زیادتی کی کراہت یا تحریم کب اٹھیگی صحیح یہ ہے کہ اگر وضو سے فرض یا نفل پڑھ لے
تو زیادتی کا حکم اٹھ گیا اور بعضوں کے نزدیک صرف فرض پڑھنے سے اٹھیگا اور بعضوں نے کہا ہر عبادت سے یہانتک
کہ سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور مس مصحف سے بھی اور بعضوں نے کہا اس عبادت کے ادا کرنے سے جسکے لیے وضو کیا گیا اور
یہ عام ہے اور بعض حنفیہ کا یہ قول ہے کہ تین بار سے زیادتی کرنا اسوقت مکروہ ہے جب اس زیادتی کو سنت سمجھے ورنہ کوئی
عدد کا تعین نہیں ہے پس اگر چار بار یا پانچ بار دھویا تو بھی کوئی الزام نہیں خاصکر جب ثواب کی نیت ہو
کیونکہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ وضو پر وضو کرنا نور ہے میں کہتا ہوں یہ حدیث ضعیف ہے اور شاید مصنف
نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا اور اسکی تفصیل سورہ مائدہ کی تفسیر میں آویگی اور اس زیادتی میں سے وہ حالت مستثنے
ہے جب معلوم ہو کہ عضووں میں سے کوئی مقام سوکھا رہ گیا ہے تو صرف اسی مقام کو دھولیوے اور اگر وضو سے
فارغ ہونے کے بعد صرف شک ہو کہ کوئی مقام سوکھا رہ گیا اور یقین نہ ہو تو نہ دھووے کیونکہ اسمیں وسواس کا ضرر
پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور وسواس برا ہے انتہے قسطلانی نے کہا ایک بار دھونا اسوقت ہوگا جب سارا
عضو بھیگ جاوے اگر وضو کرتے میں شک ہو کہ دو بار یا تین بار دھویا تو اکثر کو لیوے تاکہ چوتھی بار کی زیادتی سے محفوظ
رہے اور صحیح یہ ہے کہ اقل یعنی کم کو لیوے جیسے رکعات کے عدد میں انتہے عینی اور خیر جاری میں ہے کہ امام بخاری نے
یہ کلام وبیّن النبی صلے اللہ علیہ وسلم اسلیے کہا کہ آیت سے صرف ایک بار دھونا نکلتا ہے تو امام بخاری نے یہ بیان کرنا

جاتا کہ ایک بار سے زیادہ دہونا منع نہیں بلکہ مستحب ہے اسلیے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے فعل سے زیادتی ثابت ہے نیل الاوطار
مین ہے کہ احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے یعنی عبد اللہ بن عمرو
بن عاص سے روایت کیا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار آیا وہ آپ سے وضو کو پوچھتا تھا آپ نے اسکو وضو تین
تین بار دکہلایا پہر فرمایا یہ وضو ہے جو کوئی اسپر زیادہ کرے اس نے برا کیا اور زیادتی کی اور ظلم کیا اور اس حدیث کو ابو داؤد
اور ابن خزیمہ نے بہی روایت کیا حافظ نے کہا یہ طرق صحیحہ سے مروی ہے اور فتح الباری مین تصریح کی ابن خزیمہ نے
اسکو صحیح کہا اور ابو داؤد کی روایت مین یون ہے جسنے زیادہ کیا اسپر یا کم کیا اسنے برا کیا اور ظلم کیا او سمین زیادتی کی نہیں
ہے اور نسائی مین کم کیا نہین ہے اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اس اسناد مین محدثین کو گفتگو ہے اور اس حدیث سے
یہ نکلتا ہے کہ تین بار سے زیادہ دہونا زیادتی ہے طہارت مین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مغفل سے
روایت کیا اونہون نے کہا مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے قریب ہے کہ اس امت
مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو زیادتی کرینگے طہارت اور دعا مین اور ایسا کرنے والا برا ہے اور ظالم ہے۔ برا ہے یعنی
چونکہ اولے کو ترک کیا اور سنت کی حد سے بڑہ گیا اور ظالم ہے اسوجہ سے کہ اسنے چیز کو اپنی جگہہ مین نہ رکہا دوسری جگہہ
رکہا اور ابو داؤد کی روایت مین جو کم کیا ہے یہ مشکل ہوا ایک جماعت علما پر حافظ نے کہا کہ برائی اور ظلم دونو اسکے
لیے ہین جو کم اور زیادہ دونو کرے اور جائز ہے کہ برائی کمی مین ہو اور ظلم زیادتی مین اور قاعدون سے زیادہ مشابہ
ہے اور اول توجیہ سیاق سے زیادہ موافق ہے اور ممکن ہے توجیہ ظلم کی کمی مین اسطرح کہ اوسنے جب کمی کی تو گویا
اپنے نفس پر ظلم کیا کیونکہ تین بار کے ثواب سے محروم رہا اسیطرح برائی کی بہی کیونکہ تارک سنت برا ہے البتہ اسکی
توجیہ کمی مین مشکل ہے اسی لیے کمی کی روایت مین اعتدا کا لفظ نہین ہے اور اسمین اختلاف نہین ہے کہ تین بار سے
زیادہ کرنا مکروہ ہے انتہے **باب** لا تقبل صلوة بغير طهور یہ باب بیان مین اس بات کے کہ نماز بغیر طہارت
کے یعنے وضو یا غسل کے قبول نہین ہوتی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ ترجمہ باب ایک حدیث کا لفظ ہے
جسکو مسلم وغیرہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد وغیرہ نے ابو الملیح بن اسامہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اور اس حدیث
کے کئی طریقے ہین لیکن کوئی طریقہ امام بخاری کی شرط پر نہ تہا اسیواسطے امام بخاری نے اسکو ترجمہ باب مین ذکر کیا اور باب
مین ایک اور حدیث لائے جو اسکی قائم مقام ہے انتہے قسطلانی نے اس مقام پر ایک بحث کی جسکو ہمنے عام فہم نہ ہونیکے سبب سے
ذکر نہ کیا **حدثنا** اسحق بن ابراهيم الحنظلي قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام
ابن منبه انه سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقبل صلوة

من احدث حتى يتوضأ قال رجل من حضرموت ما الحدث يا ابا هريرة قال فساء او ضراط ترجمہ

حدیث بیان کی ہم سے اسحق بن ابراہیم حنظلی نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو عبد الرزاق ابن ہمام نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو معمر
ابن راشد نے انہوں نے روایت کی ہمام بن منبہ سے انہوں نے سنا ابوہریرہ رضی سے وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جس شخص کو حدث ہو اسکی نماز قبول نہ ہوگی جب تک وضو کرے ایک شخص حضرموت (ایک شہر ہے یمن میں یا
ایک قبیلہ ہے) والا بولا حدث کسکو کہتے ہیں اے ابوہریرہ انہوں نے کہا پھسکی یا پاد ف پھسکی فساء کا ترجمہ ہے
اور پاد ضراط کا فساء اور ضراط دونوں باؤ کو کہتے ہیں جو مقعد سے نکلتی ہے پر جسمیں آواز نہ ہو وہ فساء ہے اور جسمیں
آواز ہو وہ ضراط ہے یعنی گوز حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو باب ترک الحیل میں بھی اسحاق بن نصر اور ابوداؤد نے
احمد بن حنبل سے ان دونوں نے روایت کی عبد الرزاق سے وہیں یہ ہے کہ اللہ قبول نہ کریگا نماز اسکی جسکو حدث ہوا اخیر تک
اور مراد قبول سے یہاں صحیح ہونا ہے یعنی کافی ہو جانا اور ذمہ سے ساقط ہو جانا اور حقیقی معنے قبول کے اور ہیں اور وہی مراد ہیں
اس حدیث میں کہ جو شخص کاہن کے پاس جاوے اسکی نماز قبول نہ ہوگی کیونکہ کاہن کے پاس جانے والے کی نماز صحیح ہو جاویگی پر اسکا ثمرہ نہ ملیگا
اور یہی قبول حقیقی ہے کہ ثمرہ ملے یعنی رضا اور خوشنودی پروردگار اور نعمائے بہشت وغیرہ اور کبھی عمل صحیح ہوتا ہے لیکن
قبول نہیں ہوتا اور اسی لیے بعضے اگلے علماء نے کہا ہے کہ اگر ایک نماز میری قبول ہو جاوے تو وہ ساری دنیا سے مجھکو زیادہ پسند
ہے یا ابن عمر رض کا قول ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ قبول نہیں کرتا مگر پرہیزگاروں کی اور حدث سے مراد وہ چیز ہے جو قبل یا دبر سے
نکلے اور ابوہریرہ نے خاص معنے بیان کیا کیونکہ یہ حدث کبھی نماز کے اندر واقع ہو جاتا ہے اور باقی حدث جیسے ذکر
کا چھونا یا عورت کا چھونا منہ بھر کے قے ہونا یا کچھنے لگانا ان چیزوں کو شاید ابوہریرہ حدث نہ سمجھتے ہونگے اور مؤلف کا بھی یہی قول ہے
انہوں نے ایک باب قائم کیا ہے اس مطلب کے لیے وہ آگے آویگا اور بعضوں نے کہا ابوہریرہ نے خاص ان دو چیزوں کو بیان کیا
کیونکہ سائل کو اور حدث معلوم ہونگے اور اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ حدث سے نماز باطل ہو جاتی ہے خواہ وہ باختیار
نکلے یا بے اختیاری سے اور یہ کہ ہر نماز کے لیے وضو واجب نہیں ہے کیونکہ قبول کی نفی کی وضو تک تھی وضو کی حالت میں قبول ثابت
ہوا اور وضو سے مراد پانی سے وضو کرنا ہے یا جو وضو کے قائم مقام ہو جیسے تیمم اور نسائی نے باسناد قوی ابوذر رض سے
روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے تو شارع نے تیمم کو بھی وضو کہا اور مراد یہ ہے کہ نماز اسکی قبول
ہوگی جو وضو کرے باقی نماز کی شرطوں کے ساتھ انتہے قسطلانی نے کہا مصابیح میں ہے کہ بعض فاضلوں نے
یہ اعتراض کیا کہ ابوہریرہ کی حدیث سے لازم آتا ہے کہ اگر کوئی حدث کی حالت میں نماز پڑھے پھر وضو کر لے تو وہ نماز قبول
ہو جاوے میں نے اسکا جواب دیا کہ ایسی نماز اجماعاً صحیح نہیں ہے اور حدیث سے بھی یہی مضمون نکل سکتا ہے اسطرح کہ وضو کرنا نماز

کی اجابت ہونا عدم قبول کی تو مطلب ہوگا کہ تم میں سے ایک کی نماز حالت حدث میں قبول نہ ہوگی جب تک وضو نہ کرے یعنے
وضو کر کے پڑھے اس صورت میں یہ اعتراض ساقط ہو جاویگا انتہی امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے قبول
نہیں کرتا نماز کو بغیر طہارت کے اور نہ صدقہ کو چوری کے مال میں سے اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا اور اس باب میں اسامہ
بن عمیر الہذلی ابو الملیح اور ابو ہریرہ اور انس اور ابو بکر صدیق اور زبیر بن عوام اور ابو سعید خدری وغیرہم سے روایتیں ہیں حافظ نے کہا
جنکی سندیں لکھی اور الفاظ ترمذی کی شرح میں لکھی ہیں نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ امت نے اجماع کیا ہے اس پر کہ طہارت
شرط ہے نماز کی صحت کی قاضی عیاض نے کہا اسمیں اختلاف ہے کہ نماز کے لیے طہارت کب فرض ہوئی ابن جہم نے کہا کہ
شروع اسلام میں وضو سنت تھا پھر آیت تیمم میں اسکی فرضیت اتری اور جمہور نے کہا پہلے سے فرض تھا اور حافظ ابن حجر نے
اسکی پوری تفصیل فتح الباری میں شروع کتاب الوضوء میں کی ہے (اور ہم اوسکا ترجمہ کر چکے ہیں) اب اختلاف کیا ہے علما نے
کہ آیا وضو فرض ہے ہر شخص پر جو نماز کے لیے اوٹھے یا اسی پر جسکو حدث ہو بعض علماء سلف اس طرف گئے ہیں کہ ہر نماز کے
لیے وضو فرض ہے (اگرچہ وضو ہو اور حدث نہ ہوا ہو) کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے اذا قمتم الی الصلوۃ یعنے جب تم نماز کے لیے
اوٹھو تو دھوو اپنے منہوں کو اخیر تک اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ ابتدائی اسلام میں ہر نماز کیلیے وضو کرنیکا حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ
ہوگیا اور بعضوں نے کہا یہ امر استحبابی ہے (یعنے ہر نماز کے لیے وضو کرنا مستحب ہے) اور بعضوں نے کہا مستحب نہیں ہے بلکہ وضو اسی
کے لیے مشروع ہے جسکو حدث ہو لیکن اگلے وضو کو نیا کرنا ہر نماز کے لیے مستحب ہے نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ پھر
اہل فتوی کا اس پر اجماع ہوگیا اور ان میں اختلاف نہیں رہا اور معنے آیت کا انکے نزدیک یہ ہے کہ جب تم حدث کی حالت میں نماز کے
لیے اوٹھو اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اکثر علما کا یہی قول لکھا ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر وہ جو روایت کیا
احمد اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن حنظلہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا حکم ہوا تھا خواہ باوضو
ہوتے یا بے وضو جب آپ پر یہ شاق ہوا تو وضو معاف ہوگیا مگر جب حدث ہو اور مسلم نے بریدہ سے روایت کیا جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے پھر جس دن مکہ فتح ہوا آپ نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں حضرت عمر نے کہا آپ نے
وہ کام کیا جو نہیں کرتے تھے آپ نے فرمایا میں نے عمداً ایسا کیا یعنے اس امر کو ظاہر کرنے کیلیے کہ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا
جائز ہیں اور دارمی نے اپنے مسند میں اس پر استدلال کیا اس حدیث سے کہ وضو نہیں ہے مگر حدث سے تو حق یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے
وضو مستحب ہے اور صاحب منار نے جو اسمیں شک کیا وہ صحیح نہیں اسواسطے کہ احادیث میں تصریح ہے کہ جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے حضرت کے وقت تک اور وہ عام ہے کہ حدث سے ہو یا بغیر حدث کے اور آیت کا بھی

مضمون یہی ہے اور آیت مین حدث کی قید نہین ہے اور احمد نے ابوہریرہ سے مرفوعًا روایت کی اگر میری امت پر شاق نہوتا تو
مین انکو حکم کرتا ہر نماز کے وقت وضو کرنیکا اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنیکا یہ حدیث قریبی دلیل ہے اس مطلب کی اور مصنف مشکوٰۃ کو باب فضل الوضوء کی
صلوٰۃ مین بیان کرینگے اور جماعت نے سوا مسلم کے روایت کیا کہ حضرت صلعم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے ترمذی نے انس سے زیادہ
کیا آپ طہارت سے ہوتے یا بے طہارت اور جس حدیث مین بکریون کے گوشت سے وضو نہ کرنیکا ذکر ہے اس مین دلیل ہے وضو پر وضو
کرنیکی کیونکہ آپ نے حکم کیا اس بات کا کہ بکری کا گوشت کہانا وضو کو نہین توڑتا پہر سائل سے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو
وضو کرلے اور احادیث صحیحہ وضو کی فضیلت مین وارد ہوئی ہین جیسے یہ حدیث کوئی تم مین سے ایسا نہین ہے جو وضو کرے
پہر پورا کرے وضو کو بعد اسکے کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ مگر اوسکے لیے آٹھون دروازے
جنت کے کہل جاوینگے جس مین سے چاہے وہ جاوے نکالا اسکو مسلم اور اصحاب سنن نے عقبہ بن عامر سے اور ایک حدیث کہ
وضو کے ساتھہ اسکے گناہ نکل جاتے ہین پانی کے ساتھہ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھہ روایت کیا اسکو مسلم اور مالک
اور ترمذی نے ابوہریرہ سے اور ایک حدیث جو کوئی میرے اس وضو کیطرح وضو کرے اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے
اور اسکی نماز اور مسجد کیطرف جانا الگ ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے عثمان سے اور ایک حدیث جب تو وضو
کرے تو تو نے گناہون سے اپنے غسل کیا جیسے تو اس دن تہا جس دن تیری مان نے تجہے جنا روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی
نے ابوامامہ سے اور انکے سوا بہت حدیثین ہین جنکو ہم آخیر باب مین خدا چاہے تو بیان کرینگے) تو جو شخص حق کا طالب
اور ثواب کا خواہان ہو وہ ان دلیلون کو نہ چہوڑیگا جنکی روشنی آنکہہ والے پر پوشیدہ نہین ہے اور ان حدیثون کو چہوڑکر
ایک لغو شبہہ مین نہ پڑیگا وہ شبہہ یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنے سے کہین اس وعید مین داخل نہ ہو جو حدیث مین وارد
ہے جسنے اسپر زیادہ کیا اسنے برا کیا اور ظلم کیا کیونکہ بہت دلیلون سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا افضل ہے اور
ایک وضو سے کئی نمازین پڑہنا رخصت ہے بلکہ بعض علما اسطرف گئے ہین کہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہے
جیسے اوپر ہم نے بیان کیا اور عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو
کوئی طہارت پر وضو کرے اسکے لیے اللہ تعالے دس نیکیان لکہیگا روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد
نے پہر یہ حدیث نص ہے مطلب پر اور اسکے بعد بہی کیا کوئی شک رہتی ہے اور حافظ منذری نے کہا روایت کیا
اسکو ابن ماجہ نے اور کہا یہ حدیث کہ وضو پر وضو نور پر نور ہے تو اسکی کوئی اصل مجہے یاد نہین حضرت صلعم کی حدیث سے
اور شاید یہ سلف مین کسیکا قول ہے مترجم کہتا ہے کہ رزین بن معاویہ عبدری نے عبد اللہ بن یزید سے روایت کیا
کہ حضرت صلعم نے وضو کیا دو دو بار اور فرمایا کہ وہ نور ہے نور پر مگر رزین کی سند کا حال معلوم نہین اور اکثر انکی سند ضعیف ہوتی ہے

مترجم کہتا ہے اس تقریر سے رد ہوگیا بعض علمار کا یہ کلام کہ وضو پر وضو کرنے میں اس حدیث کا خلاف ہوتا ہے کہ جسنے
زیادہ کیا تین بار پر اسنے ظلم کیا اور برا کیا کیونکہ اسحدیث سے مراد یہ ہے کہ وضو کرتے وقت تین بار سے زیادہ نہ ہووے
اور اسحدیث کا یہ مطلب نہین ہی کہ جب باوضو ہو تو تجدید وضو کی نہ کرے کیونکہ تجدید وضو کی ہر نماز کے لیے متعدد احادیث سے
ثابت ہے امام شوکانی نے حدیث باب کی شرح مین لکھا کہ اسحدیث سے اُن لوگون نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہین کہ سبیلین
(یعنے قبل اور دبر) کے سوا اور جگہہ سے جو چیز نکلے اس سے وضو نہین ٹوٹتا جیسے قے اور پچھنے لگانا اور ذکر کو چھونا حالانکہ یہ
استدلال ابوہریرہ کی تفسیر سے ہے اور صحابی کی تفسیر حجت نہین ہے اور اسمین علمار اصول کا اختلاف ہے مترجم کہتا ہے کہ ابوہریرہ
کی تفسیر سے بھی یہہ استدلال صحیح نہین کیونکہ ابوہریرہ نے حدث کا حصر نہین کیا ورنہ پاخانہ اور پیشاب حدث نہ ہوگا
حالانکہ وہ بالاتفاق حدث ہین بلکہ ابوہریرہ نے منجملہ حدثون کے دو حدث بیان کردیے جسکی ضرورت پڑی اور ان کی یہہ
غرض نہین ہے کہ ان دونون کے سوا اور کوئی چیز حدث نہین ہے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابوبکرہ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابوعامر عقدی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے
اونہون نے روایت کی علقمہ بن مرثد سے اونہون نے سلیمان بن بریدہ سے انہون نے اپنے باپ سے کہ جناب محمد صلے اللہ علیہ
وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے جب مکہ کی فتح کا دن ہوا تو آپ نے کئی نمازین ایک وضو سے پڑہین حدیث بیان کی ہمسے ابن
مرزوق نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابوعاصم اور ابوحذیفہ نے ان دونون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان
نے انہون نے روایت کی علقمہ بن مرثد سے اونہون نے سلیمان بن بریدہ سے انہون نے اپنے باپ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و
سلم نے مکہ کے فتح کے دن پانچ نمازین پڑہین ایک وضو سے اور مسح کیا دونون موزون پر حضرت عمر نے کہا آپنے وہ کام کیا جو نہین
کرتے تھے آپنے فرمایا مینے عمدًا ایسا کیا حدیث بیان کی ہمسے ابن مرزوق نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابوحذیفہ
نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے علقمہ نے انہون نے روایت کی
سلیمان سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ وضو کرتے تھے ہر نماز کے لیے بعض لوگ اسطرف گئے
ہین کہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہے اور انکی دلیل یہی حدیث ہے اور اکثر علمار اسکے خلاف ہین وہ کہتے ہین وضو واجب نہین ہے
مگر حدث سے اور انکی موافق ہے یہ حدیث جو بیان کی ہمسے یونس نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن وہب نے انہون نے کہا خبر
دی ہمکو اسامہ بن زید اور ابن جریج اور ابن سمعان نے اونہون نے روایت کی محمد بن منکدر سے اونہون نے جابر بن عبداللہ سے کہ
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری عورت کے پاس گئے آپکے ساتھ آپکے اصحاب تھے اسنے ایک بھنی ہوئی بکری پیش کی
آپنے کہایا اور ہمنے بھی کہایا پہر ظہر کا وقت آیا آپنے وضو کیا اور نماز پڑہی پہر آپ لوٹے ہوئے کہانے کیطرف پہر کہایا

پھر عصر کی نماز کا وقت آیا آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا ابو جعفر طحاوی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ آپ نے ظہر اور
عصر کو اسی وضو سے پڑھا جو ظہر کے وقت کیا تھا اور ابن بریدہ نے جو روایت کی کہ آپ ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے تو فضیلت
حاصل کرنے کے لیے ہوگا نہ وجوب کے لیے اگر کوئی یہ کہے کہ وضو پر وضو کرنے میں کچھ فضیلت ہے ہم کہیں گے ہاں ہم سے حدیث بیان
کی یونس نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو ابن وہب نے اور انہوں نے کہا مجھ کو خبر دی عبد الرحمان بن زیاد بن انعم نے اور انہوں نے روایت
کی ابو غطیف ہذلی سے اور انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رض کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر وہ اپنے گھر کی مجلس میں گئے میں بھی
انکے ساتھ گیا یہاں تک کہ عصر کی اذان ہوئی انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا پھر نکلے میں بھی انکے ساتھ نکلا انہوں
نے عصر کی نماز پڑھی پھر اپنی مجلس کو لوٹے میں بھی انکے ساتھ لوٹا جب مغرب کی اذان ہوئی انہوں نے پھر وضو کا پانی منگوایا
میں نے کہا یہ کیا ہے اے ابو عبد الرحمن ہر نماز کے لیے وضو کرنا انہوں نے کہا تم جانتے ہو کہ یہ سنت نہیں ہے بلکہ فجر کا وضو فجر
کی نماز کے لیے ساری نمازوں کو کافی ہے جب تک مجھے حدث نہ ہو لیکن میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی وضو کرے
طہارت پر اوسکے لیے دس نیکیاں لکھی جاوینگی تو اے بھتیجے میرے میں نے رغبت کی اسمیں (اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے) تو جائز ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا ہو جیسے ابن بریدہ نے روایت کیا اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے نہ اس وجہ سے کہ وضو ہر نماز
کے لیے واجب تھا اور انس بن مالک نے جو روایت کیا وہ اسپر دلالت کرتا ہے حدیث بیان کی ہم سے ابن مرزوق نے اور انہوں نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے وہب بن جریر نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے انہوں نے روایت کی عمرو بن عامر سے انہوں
نے انس بن مالک سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس وضو کا پانی لایا گیا آپ نے اس سے وضو کیا میں نے انس سے کہا کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا تم انہوں نے کہا ہم تو کئی نمازیں ایک
وضو سے پڑھتے تھے تو انس نے بھی یہی حکم سمجھا آپ کے فعل کا اور ہر نماز کے لیے وضو اور وضو پر فرض نہیں جانا اور یہ بھی جائز ہے
کہ پہلے ہر نماز کے لیے وضو واجب تھا پھر یہ وجوب منسوخ ہو گیا ہو پھر ہم نے غور کیا کہ کچھ اثر اس مضمون کے ملتے ہیں یا نہیں تو
ابن ابی داؤد نے حدیث بیان کی ہم سے اور انہوں نے کہا ہم سے وہبی نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہم سے ابن اسحق نے
حدیث بیان کی اور انہوں نے روایت کی محمد بن یحیی بن حبان سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے کہ محمد نے کہا میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے کہا عبد اللہ بن عمر جو ہر
نماز کے لیے وضو کرتے ہیں خواہ باوضو ہوں یا بے وضو اسکا کیا سبب ہے انہوں نے کہا اسماء بنت زید بن خطاب نے
انسے حدیث بیان کی کہ عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر نے انسے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے حکم ہوا
ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا خواہ باوضو ہوں یا بے وضو جب یہ شاق ہوا آپ پر تو حکم ہوا ہر نماز کے لیے مسواک کرنیکا اور ابن عمر یہ سمجھتے
تھے کہ انمیں طاقت ہے ہر نماز کے لیے وضو کرنیکی تو وہ وضو کو نہیں چھوڑتے تھے کسی نماز کے وقت اس حدیث سے یہ نکلا کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے وقت وضو کرنے کا حکم ہوا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا تو جو اوپر ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ ایک ہی وضو کافی ہے جب تک حدث نہ ہو دوسری دلیل عقلی یہ ہے کہ وضو مانند غسل کے ہے اور غسل وقت گذرنے سے نہیں ٹوٹتا تو وضو بھی نہ ٹوٹے گا تیسری دلیل یہ ہے کہ علماء نے اجماع کیا ہے کہ مسافر کو کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھنا جائز ہیں اور یہ حکم خلاف مقیم میں ہو اور حدث جیسے طہارت واجب کرتا ہے مسافر پر اسیطرح مقیم پر تو وقت کا نکلنا جیسے مسافر کا وضو نہیں توڑتا اسیطرح مقیم کا بھی نہیں توڑیگا اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک جماعت علماء نے یہی کہا ہے حدیث بیان کی ہمسے ابن خزیمہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حجاج نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد نے انہوں نے روایت کی ابو عمران جونی سے انہوں نے انس بن مالک سے کہ ابو موسی اشعری کے ساتھ لوگوں نے وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑھی جب عصر کا وقت آیا تو وہ کھڑے ہو گئے وضو کرنے کو ابو موسے نے کہا تمکو کیا ہوا کیا حدث ہوا انہوں نے کہا نہیں ابو موسے نے کہا پھر بغیر حدث کے وضو کرتے ہو وہ زمانہ قریب ہے جب آدمی اپنے باپ اور بھائی اور چچا اور چچا کے بیٹے کو قتل کریگا لیکن حدث کے بغیر وضو کریگا حدیث بیان کی ہمسے ابو بکرہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو داؤد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے انہوں نے روایت کی عمرو بن عامر سے کہا میں نے سنا انس سے وہ کہتے تھے ہم سب نمازیں ایک وضو سے پڑھتے تھے جب تک ہمکو حدث نہ ہوتا تھا حدیث بیان کی ہمسے ابو بکرہ نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو داؤد نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے کہا خبر دی مجھکو مسعود بن علی نے انہوں نے روایت کی عکرمہ سے کہ سعد رض کل نمازوں کو ایک وضو سے پڑھتے تھے جب تک حدث نہ ہوتا حدیث بیان کی ہمسے ابن مرزوق نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الصمد بن عبد الوارث نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے پھر بیان کیا اسیطرح مگر انہوں نے عکرمہ کا ذکر نہیں کیا اور اتنا زیادہ کیا کہ حضرت علی رض ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور یہ آیت پڑھتے تھے اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم ابو جعفر نے کہا اس آیت سے ہر نماز کے لیے وضو واجب ہونا نہیں نکلتا کیونکہ جائز ہے کہ آیت میں حالت حدث مراد ہو یعنی جب بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو حدیث بیان کی ہمسے ابن خزیمہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حجاج نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد نے انہوں نے روایت کی ایوب سے انہوں نے محمد سے کہ شریح سب نمازوں کو ایک ہی وضو سے پڑھتے تھے حدیث بیان کی ہمسے ابن خزیمہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حجاج نے یزید بن ابراہیم سے انہوں نے حسن سے وہ کہتے ہیں کوئی قباحت نہیں ہے یعنی کئی نمازوں کو ایک وضو سے پڑھنے میں انتہے مختصراً

باب فَضْلِ الْوُضُوْءِ وَالْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ باب وضو کی فضیلت کے بیان میں اور وہ لوگ جو وضو کی نشانیوں سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں ہونگے (قیامت کے دن) انکی فضیلت

ف حافظ ابن حجر نے کہا مستملی کی روایت میں الغر المحجلین ہے تو عطف ہے وضوء پر اور الغر المحجلون بالرفع استیناف
ہے اور خبر محذوف ہے یعنی لہم فضل یا یہ حکایت ہے لفظ حدیث کی جو مسلم نے روایت کی اوسمین یہ ہے انتم الغر المحجلون حدثنا
يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن خالد عن سعيد بن ابي هلال عن نعيم المجمر قال رقيت مع ابي هريرة
على ظهر المسجد فتوضأ فقال اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان امتي يدعون
يوم القيمة غرا محجلين من اثار الوضوء فمن استطاع منكم ان يطيل غرته فليفعل ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن بکیر (مصری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث (بن سعد) نے اونہوں نے روایت
کی خالد (بن یزید مصری تابعی) سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال (تیمی مصری) سے اونہوں نے نعیم (بن عبداللہ مدنی عدوی)
مجمر سے ف مجمر بضم میم اور سکون جیم اجمار سے ہے اور بعضوں نے اوسکو مجمر بضم میم اور فتح جیم اور تشدید میم تجمیر سے پڑھا
ہے ہر حال میں مجمر کے معنی خوشبو دینے والا یعنی بخور کرنے والا یعنی عود یا لوبان کو جلا کر دھونی دینے والا نعیم اور انکے باپ
عبداللہ دونو مجمر تھے یعنی خوشبو دیتے تھے مسجد نبوی کو اور بعضوں نے کہا کہ نعیم کے باپ مجمر تھے اور انکے بیٹے کو مجازاً کہا اور یہ غلط
ہے کیونکہ ابراہیم حربی نے جزم کیا کہ نعیم بھی یہ کام کرتے تھے اس سند کے چھہ راویوں میں سے تین مصری ہیں یعنی لیث اور خالد
اور یحیی اور تین مدنی (فتح) ت انہوں نے کہا میں ابو ہریرہ رض کے ساتھ چڑھا مسجد (نبوی) کی چھت پر اونہوں نے وضو
کیا پھر کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن بلائے جاوینگے انکے منہ اور ہاتھ
پاؤں سفید ہونگے وضو کے نشان سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنے منہ کی سفیدی یا مطلق سفیدی (مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے
اور ہاتھ پاؤنکی سفیدی) بڑھانا چاہے وہ بڑھائے ف حافظ ابن حجر نے کہا حلیمی نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ وضو اس امت کا
خاصہ ہے حالانکہ مصنف نے سارہ کے قصے میں نقل کیا کہ جب ظالم بادشاہ نے انکے نزدیک آنا چاہا تو وہ کھڑی ہوئیں وضو
کرنے لگیں اور نماز پڑھنے لگیں اور جریج راہب کے قصے میں کہ وہ کھڑا ہوا پھر وضو کیا اور نماز پڑھی تو خاصہ اس امت کا منہ
اور ہاتھ پاؤں کی سفیدی ہے قیامت کے دن وضو اور مسلم کی روایت میں ابو ہریرہ سے تصریح اسکی موجود ہے اور بعضوں نے
حلیمی پر اس حدیث سے اعتراض کیا ہے یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہے تو اس سے دلیل لانا
صحیح نہیں دوسرے یہ کہ احتمال ہے کہ اگلے انبیا وضو کرتے ہوں پر انکی امت پر وضو نہ ہوا یہ جو ابو ہریرہ نے کہا کہ جسکا جی چاہے
اپنی سفیدی بڑھاوے تو علماء نے اختلاف کیا ہے کہ کس قدر بڑھانا مستحب ہے بعضوں نے کہا ہاتھ کو مونڈھے تک اور پاؤ
کو گھٹنوں تک دھونا مستحب ہے اور روایت ابو ہریرہ سے روایۃً اور رایاً دونو طرح ثابت ہے اور ابن عمر سے انکا فعل منقول ہے
اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ اور ابو عبید نے باسناد حسن اور بعضوں نے کہا مستحب بڑھانا یہی ہاتھ کا آدھی بازو تک اور پاؤنکا آدھی

پنڈلی تک اور بعضون نے اس سے زیادہ کہا اور ابن بطال اور ایک گروہ مالکیہ نے کہا کہ ٹخنے اور کہنی سے بڑھانا مستحب نہین
کیونکہ حضرتؐ نے فرمایا جسنے اس پر زیادہ کیا اوسنے برا کیا اور ظلم کیا اور یہ استدلال صحیح نہین ہے اور مسلم کی روایت سے
صراحۃً اسکا استحباب ثابت ہوتا ہے اور دعوے کہ علما نے ابو ہریرہ کے مذہب کے خلاف پر اجماع کیا غلط ہی کیونکہ ابن عمر
سے بھی یہی منقول ہی اور ایک جماعت سلف سے اسکے استحباب کی قائل ہوئی ہے اور اکثر شافعیہ اور حنفیہ کا یہی قول ہے اور احادیث سے
وضو کا جواز مسجد کے چہت پر نکلتا ہے جب اس سے مسجد مین خلل یا مسجد مین رہنے والون کو تکلیف نہ ہو قسطلانی نے
کہا مخالفین کا استدلال اس حدیث سے کہ جسنے اس پر زیادہ کیا اسنے برا کیا اور ظلم کیا صحیح نہین اسلیے کہ اس حدیث مین زیادتی تین بار سے مراد
ہے نہ زیادتی مقدار کی حافظ ابن حجر نے کہا یہ جملہ پھر جو کوئی تم مین سے چاہے وہ اپنی سفیدی بڑہاوے ظاہر ہے کہ
حدیث مین داخل ہے لیکن امام احمد کی روایت مین نعیم نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ یہ جملہ ابو ہریرہ کا قول ہے یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا اور مین نے اس جملہ کو کسی روایت مین نہین پایا حالانکہ اس حدیث کو دس صحابہ نے روایت کیا ہے اور ابو ہریرہ
سے بھی سوا نعیم کے اور کسی نے روایت نہین کیا انتہے **باب** لَا یَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّکِّ حَتّٰی یَسْتَیْقِنَ یہ بیان
ہے کہ اگر شک ہو حدث ہوا یا نہین تو وضو نہ کرے حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّھْرِیُّ
عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّہٖ اَنَّہٗ شَکَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
الرَّجُلَ الَّذِیْ یُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّہٗ یَجِدُ الشَّیْءَ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ لَا یَنْفَتِلُ اَوْ لَا یَنْصَرِفُ حَتّٰی
یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ یَجِدَ رِیْحًا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی (ابن عبد اللہ مدینی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے سفیان (ابن عیینہ) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے زہری (محمد بن مسلم) نے انہون نے روایت کی سعید بن
مسیب سے اور عباد بن تمیم سے (عباد بن تمیم بن زید انصاری تابعی ہین اور ذہبی نے اونکو صحابہ مین شمار کیا ہے) انہون
نے **ف** یعنے سعید اور عباد دونون نے اور احتمال ہے کہ صرف عباد نے اپنے چچا سے روایت کی اور سعید اوسکو مرسلاً
روایت کیا اول صاحب اطراف کا قول ہے اور دوسرے احتمال کی تائید کرتی ہے معمر کی روایت زہری سے اونہون نے سعید بن المسیب
سے انہون نے ابو سعید خدری سے نکالا اسکو ابن ماجہ نے اور راوی اسکے ثقہ ہین لیکن امام احمد پوچھے گئے اس روایت سے انہون نے کہا
منکر ہے انتہی **ت** عباد کے چچا (عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری مازنی ہین) وہ قتل کیے گئے ماہ ذی حجہ مین حرہ مین
۶۳ ہجری مین اور انسے اس کتاب مین ۹ حدیثین مروی ہین) کہ انہون نے (یعنے عبد اللہ بن زید نے تصریح کی اسکی ابن خزیمہ نے)
شکایت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کی جسکو شبہہ ہوتا ہے کسی چیز کا نماز مین (یعنے حدث کا شبہہ ہوتا
ہے یعنے خیال پیدا ہوتا ہے کہ کچھ نکلا دبر سے) آپ نے فرمایا نہ پھرے یا نہ مڑے (یہ شک ہے راوی کا) جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پاوے

ف کیونکہ اسوقت حدث کا یقین ہوگا مطلب یہ ہے کہ شک ہونے سے وضو نہین ٹوٹتا اب یہ شک عام ہے خواہ نماز کی
حالت مین ہو یا اور حالت مین ہر وقت یہی حکم ہے اور بعض مالکیہ نے اسکو خاص کیا ہے نماز کی حالت سے اور نماز سے باہر
اگر ایسا شک ہے تو وضو کرنا واجب ہے اب یہ کہنا ہے یا نا اسطرح سے بھی ہوسکتا ہے کہ مقعد کے قریب ہاتھ لگا دے پھر اسکو سونگھے اور
اسمین اسکی دلیل نہین جو کہتا ہے دبر کے چھونے سے وضو نہین ٹوٹتا کیونکہ خاص دبر کا چھونا کیا ضرور ہے اسکے آس پاس
کافی ہے نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر شے اپنی اصل پر رہیگی جب تک اوسکے خلاف
پر یقین ہو اور شک سے اصل کا حکم باطل نہ ہوگا لیکن امام مالک سے مروی ہے کہ وضو ٹوٹ جاویگا اس صورت مین اور ایک
روایت مین ہے کہ حالت نماز مین نہ ٹوٹیگا نماز کے باہر ٹوٹ جاویگا اور یہ تفصیل حسن بصری سے بھی منقول ہے اور پہلا قول مشہور
مذہب ہے مالک کا یہ قرطبی نے کہا اور ابن قاسم نے انسے ایسا ہی روایت کیا اور ابن نافع نے انسے روایت کیا کہ وضو لازم
نہین مطلقاً جمہور علماء کے موافق اور ابن وہب نے انسے روایت کیا کہ وضو کر لینا بہتر ہے اور بعضون نے کہا یہ حدیث
اسکے لیے ہے جسکو وسوسہ کا مرض ہو ورنہ یہ باطل ہوتا ہے ابوہریرہ کی روایت سے جو عام ہے صحیح مسلم مین آئین یہ ہے کہ جب
کوئی تم مین سے اپنے پیٹ مین کچھ پاوے پھر اسکو شک ہو کہ کچھ نکلا یا نہین تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بدبو نہ
پاوے اور مسجد سے نہ نکلے اسکا مطلب یہ ہے کہ نماز نہ توڑے تصریح کی اسکی ابوداؤد نے اپنی روایت مین عراقی نے کہا مالک کے
مذہب مین زیادہ احتیاط ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث کے خلاف کوئی احتیاط عمدہ نہین خطابی نے کہا اس حدیث سے دلیل لا سکتا ہے
وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر شراب کی بو کسی کے منہ سے آوے تو اسکو حد پڑیگی کیونکہ شارع نے بو پر ایک حکم مرتب کیا اور دونو مین فرق
ہوسکتا ہے اسطرح سے کہ حد شبہہ سے دفع ہو جاتی ہے اور یہان شبہہ قائم ہے اور حدث مین ایسا شبہہ قادح نہین ہے
مختصراً مع تغییر من فتح الباری نیل الاوطار مین ہے کہ مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کیا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی اپنے پیٹ مین کچھ پاوے پھر اسکو شک ہو کہ کچھ نکلا یا نہین تو
وہ مسجد سے نہ نکلے یہانتک کہ آواز سنے یا بو پاوے اور اسباب مین ابوسعید سے روایت کیا حاکم اور احمد اور ابن حبان نے اور احمد کے
اسناد مین علی بن زید بن جدعان ہے اور ابن عباس سے روایت کیا بزار اور بیہقی نے اور انکی اسناد مین ابو اویس ہے لیکن
متابعت کی اسکی دراوردی نے اور اس حدیث سے جو قاعدہ نکلا اوس سے بہت مسائل نکلتے ہین مثلاً کسی نے شک کیا اپنی
بی بی کی طلاق یا لونڈی غلام کے عتاق یا پانی کی نجاست مین یا نجس چیز کی طہارت مین یا کپڑے کی یا کھانے کی نجاست
مین یا شک کی کہ تین رکعتین پڑھین یا چار یا رکوع اور سجدہ کیا یا نہ کیا یا شک کی کہ نیت روزے کی کی یا نماز کی یا وضو
کی یا اعتکاف کی تو ان سب کا یہی حکم ہے کہ شک کا کوئی اثر نہین اور اصل نہ ہونا حادث کا ہے یعنے جو حکم اصلی ہے وہ باقی

رہیگا اور جس امر حادث میں شک ہے وہ لغو ہوگا مثلا ایک پانی پاک تہا اب شک ہوئی کہ وہ نجس ہوگیا یا نہیں
تو سابق کا حکم یعنے طہارت قائم رہیگی اور نجاست کا خیال لغو ہے انتہے مختصرا

باب التخفیف فی الوضوء ہلکا وضو کرنیکا جواز

حدثنا علی بن عبد الله قال حدثنا سفیان عن عمرو قال اخبرنی کریب عن
ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم نام حتی نفخ ثم صلی وربما قال اضطجع حتی نفخ
ثم قام فصلی ثم حدثنا به سفیان مرة بعد مرة عن عمرو عن کریب عن ابن عباس قال بت عند
خالتی میمونة لیلة فقام النبی صلی الله علیه وسلم من اللیل فلما کان فی بعض اللیل
قام النبی صلی الله علیه وسلم فتوضأ من شن معلق وضوءا خفیفا یخففه عمرو ویقلله
وقام یصلی فتوضأت نحوا مما توضأ ثم جئت فقمت عن یساره وربما قال سفیان عن
شماله فحولنی فجعلنی عن یمینه ثم صلی ما شاء الله ثم اضطجع فنام حتی نفخ ثم اتاه المنادی فاذنه
بالصلوة فقام معه الی الصلوة فصلی ولم یتوضأ قلنا لعمرو ان ناسا یقولون ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم تنام عینه ولا ینام قلبه قال عمرو سمعت عبید بن عمیر یقول رؤیا
الانبیاء وحی ثم قرأ انی اری فی المنام انی اذبحک

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبد الله مدینی نے
انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے روایت کی عمرو بن دینار مکی سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو کریب
(بن ابی مسلم قرشی ابو رشدین) نے انہوں نے روایت کی ابن عباس رض سے انہوں نے کہا کہ جناب سرور عالم رسول مقبول صلی الله علیه
وسلم سو رہے یہانتک کہ خرانٹے لینے لگے پہر نماز پڑہی اور کبہی سفیان نے یوں کہا کہ جناب رسول الله صلی الله علیه وسلم کروٹ سے لیٹے یہانتک
کہ خرانٹے لینے لگے پہر کہڑے ہوئے اور نماز پڑہی (غرض یہ ہے کہ سفیان نے کبہی لفظ کہا (سو رہے) اور کبہی یہ کہا کروٹ سے لیٹے)
(علی بن عبد الله مدینی نے کہا) پہر حدیث بیان کی ہمسے سفیان بن عیینہ نے کبہی مختصر طور سے اور کبہی (یعنی عمرو بن دینار) سے انہوں
نے کریب سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا میں ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رض کے پاس رہا تو جناب رسول الله صلی
الله علیه وسلم رات کو کہڑے ہوئے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اکثر روایتوں میں فقام ہے اور ابن السکن کی روایت میں فنام ہے
یعنے آپ سو رہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہی صحیح ہے کیونکہ اسکے بعد یہ عبارت ہے جب تہوڑی رات گذری تو آپ کہڑے
ہوئے میں کہتا ہوں کہ فقام بہی صحیح ہو سکتا ہے اسطرح کہ جملہ ثانیہ تفصیل ہو جملہ اولی کی اور فا تفسیری ہو **ف**
جب تہوڑی رات گذری تہی جناب رسول الله صلی الله علیه وسلم کہڑے ہوئے پہر وضو کیا ایک مشک سے جو لٹکی ہوئی تہی
ہلکا وضو عمرو اسکا ہلکا پن اور اسکا تہوڑا پن بیان کرتے تہے **ف** ابن منیر نے کہا ہلکے پن سے مراد یہ ہے کہ اعضا کو بہت

نہیں ملا اور نہ دو تین بیر کہ ایک ایک بار سے زیادہ نہ دہویا اور قسطلانی نے کہا کہ ملنے بین سے یہ مراد ہی کہ ملنے کا دہویا لیکن
پورا عضو دہویا اور حدیث سی یہ نہیں نکلتا کہ ملنا عضو کا واجب ہے وضو میں ف اور کہڑے ہو کر نماز پڑہنے لگے
مین نے بہی ویسا ہی (ہلکا) وضو کیا جیسے آپنے کیا تہا) ف یہان کرمانی نے ایک غلطی کی اونہون نے کہا ابن
عباس نے نحو کا لفظ کہا مثل نہ کہا کیونکہ آپ کی مماثلت پر کوئی قادر نہیں اور یہ غلط ہی کیسلیے دوسری روایت مین
مولف کے فصنعت مثل ما صنع موجود ہے البتہ مماثلت سے یہ لازم نہیں آتا کہ من جمیع الوجوہ مساواۃ ہو مترجم کہتا ہی کہ حدیث
کے علم مین صرف ذہنی گہوڑے دوڑانیکا انجام یہی ہوتا ہی جو کرمانی سے کئی مقامات مین ہوا اگر وہ بجائے ان خیالات کے
حدیث کی کتابونکو منضبط کرتے اور انکے الفاظ اور اختلاف روایات کو حفظ کرتے جیسے حافظ ابن حجر نے کیا تو اس قسم کی غلطیان
ان سے نہ ہوتین ف پہر مین آیا اور آپکے بائین طرف کہڑا ہوا اور کبہی سفیان نے بجائے عن یسارہ کے عن شمالہ کہا (دونو
کا مطلب ایک ہی ہے) آپنے مجہے پہرایا اور داہنے طرف اپنے کر لیا پہر نماز پڑہی جتنی اللہ نے چاہی پہر لیٹ رہے کروٹ پر یہانتک کہ
خرّاٹے لینے لگے پہر پکارنے والا آپکے پاس آیا اور آپ کو پکارا نماز کے لیے آپ اسکے ساتہہ کہڑے ہوئے نماز کیلیے پہر آپنے
نماز پڑہی اور وضو نہ کیا ف حالانکہ آپ سو گئے تہے حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہی کہ سونا حدث نہیں
بلکہ سونے مین چونکہ غفلت ہو جاتی ہے تو حدث نکلنے کا گمان ہوتا ہے اسلیے سونے کو حدث کے قائم مقام کردیا اور رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سونے مین غافل نہ ہوتے تہے اسلیے کہ آپ کی آنکہ سوتی تہی اور دل بیدار رہتا تہا پس اگر آپکو حدث ہوتا تو
معلوم ہو جاتا اسیواسطے آپ جب سو کر اٹہتے تو کبہی وضو کرتے اور کبہی وضو نہ کرتے خطابی نے کہا آپکا دل سونے سے روکا
گیا تاکہ وحی کو یاد رکہے جو سوتے مین آتی تہی (فتح الباری) ف سفیان نے کہا ہمنے عمرو بن دینار سے کہا بعضے
لوگ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکہ سوتی تہی اور دل نہین سوتا تہا عمرو نے کہا مینے عبید بن عمیر (جو
قتادہ لیثی کے بیٹے تابعی) سے سنا وہ کہتے تہے پیغمبرون کا خواب وحی ہے پہر یہ آیت پڑہی مین دیکہتا ہون خواب مین کہ
مین تجہکو ذبح کر رہا ہون ف یہ حضرت ابراہیم نے کہا تہا حضرت اسمعیل علیہ السلام سے حافظ ابن حجر نے کہا عبید
بن عمیر کبار تابعین مین سے تہے اور انکے باپ عمیر بن قتادہ صحابی تہے اور یہ قول کہ پیغمبرونکا خواب وحی ہے حدیث
ہے امام مسلم نے اسکو مرفوعاً روایت کیا اور اسکا بیان توحید مین آویگا اور اس آیت سے انہون نے یہ دلیل کی کہ اگر
خواب پیغمبرونکا وحی نہ ہوتا تو حضرت ابراہیم اپنے بیٹے کے ذبح پر صرف خواب دیکہکر مستعد نہ ہوتے اور داؤدی نے
یہان امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ عبید بن عمیر کا یہ قول اس باب سے کچہہ تعلق نہیں رکہتا حالانکہ یہ اعتراض لغو ہے کیونکہ
امام بخاری نے یہ شرط نہیں کی کہ ترجمہ باب سے زیادہ کوئی جملہ حدیث کا ذکر نہ کرینگے اور اگر داؤدی کا یہ مطلب ہے کہ

قول باب کی حدیث سے کچھ تعلق نہیں کہتا تو وہ غلط ہے اور باقی بحث اس حدیث کی خدا چاہے تو کتاب الوتر میں آویگی اور
اس حدیث کا اسناد کی یہ سب لوگ مکہ کے ہیں سوا علی کے وہ بھی ایک مدت تک مکہ میں رہے ہیں اور اس میں ایک تابعی دوسرے
تابعی سے یعنے عمرو کریب سے روایت کرتا ہے انتہی **بَابُ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ** وضو پورا کرنیکا بیان **ف** پورا کرنے سے
ظاہر مراد یہی ہے کہ اعضاء وضو کو پورا دہو وے اگرچہ ایک بار ہو یعنے کوئی مقام خشک رہے اور اگر پورا کرنے سے تین بار دہونا مراد
لیویں تو بھی ہوسکتا ہے جیسے حدیث کی اس عبارت سے نکلتا ہے کہ آپنے پورا وضو نہیں کیا کیونکہ نا ممکن ہے کہ آپنے اعضاء
وضو میں سے کچھ دہونا چھوڑ دیا ہو کذا فی تیسیر القاری قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ الْاِنْقَاءُ عبد اللہ بن عمر
نے کہا وضو کا پورا کرنا میل کا صاف کرنا ہے **ف** یعنے اعضاء وضو کو ملکر دہونا اور انکو صاف کرنا میل کچیل سے یہی وضو
کا پورا کرنا ہے حافظ ابن حجر نے کہا اس تعلیق کو عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں باسناد صحیح روایت کیا اور یہ تفسیر
لازم کے ساتھ ہے کیونکہ پورا کرنا عادۃً مستلزم ہے صاف کرنیکو اور ابن منذر نے باسناد صحیح روایت کیا کہ عبد اللہ
بن عمر اپنے دونوں پانو کو وضو میں سات بار دہوتے تھے اور شاید یہ مبالغہ انکا صرف پاؤں میں تھا اور اعضاء میں
اسوجہ سے ہوگا کہ پانوں میں میل کچیل زیادہ لگتا ہے کیونکہ عرب لوگ اکثر ننگے پاؤں چلتے تھے انتہی قسطلانی نے کہا
اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ تین بار سے زیادہ دہونا ظلم اور تعدی ہے پھر ابن عمر سات بار کیسے دہوتے تھے اسکا جواب
یوں دیا ہے کہ ظلم و تعدی اس صورت میں ہے جب تین بار دہونے کو سنت نہ سمجھے لیکن اگر سنت سمجھکر زیادہ کرے
تو وہ اس باب سے ہوگا کہ وضو پر وضو نور علی نور ہے تیسیر القاری میں اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ وضو پر وضو اس صورت
میں ہوگا جب ہر عضو کو تین بار دہووے اور باوجود اسکے بھی سات بار دہونا دو وضو سے بھی زیادہ ہے مترجم
کہتا ہے صحیح جواب ابن عمر کیطرف سے یہ ہے کہ انہوں نے یہ فعل ہمیشہ نہیں کیا نہ سات بار دہونا سنت سمجھتے تھے بلکہ انہوں
نے وضو کے لیے تین ہی بار دہویا ہوگا اور باقی چار بار صفائی اور میل چھوڑانے کی نیت سے اور وہ جائز ہے اور
ظلم و تعدی اس صورت میں ہے جب وضو کی نیت سے سات بار دہووے قسطلانی نے کہا مصابیح میں ہے کہ لغت میں
اسباغ الوضوء کہتے ہیں اسکو تمام اور کامل کرنے کو اور اس میں مبالغہ کرنیکو انتہی **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ
عَنْ مَالِکٍ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَۃَ عَنْ کُرَیْبٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَہٗ یَقُوْلُ
دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَۃَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ یُسْبِغِ الْوُضُوْءَ
فَقُلْتُ الصَّلٰوۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ الصَّلٰوۃُ اَمَامَکَ فَرَکِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَۃَ نَزَلَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ
ثُمَّ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ کُلُّ اِنْسَانٍ بَعِیْرَہٗ فِیْ مَنْزِلِہٖ ثُمَّ اُقِیْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلّٰی وَلَمْ یُصَلِّ

بیٹھنا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے انہوں نے روایت کی امام مالک سے انہوں نے موسے بن عقبہ (ابن
ابی عیاش مدنی) سے انہوں نے کریب سے جو مولی تھے ابن عباس کے انہوں نے اسامہ بن زید (بن حارثہ کلبی مدنی) سے (جو محبوب
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور محبوب کے بیٹے تھے یعنی حضرت زید کے جو متبنی تھے آنحضرت کے اونکے باپ اور دادا دونو صحابی تھے اور ا
س کتاب میں دو حدیثیں مروی ہیں سنا وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے جب گھاٹی میں پہونچے
(جس راستے سے حاجی جاتی ہیں) تو آپ اُترے پھر پیشاب کیا پھر وضو کیا زمزم کے پانی سے جیسے زوائد مسند میں باسناد
حسن مروی ہی) اور پورا وضو نہیں کیا (یعنی ہلکا وضو کیا کیونکہ آپ جلدی چلنے والے تھے مزدلفہ کو اور مسلم کی روایت میں
ہے کہ آپنے ہلکا وضو کیا بعضوں نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ ایک ایک بار اعضا کو دھویا لیکن اعضا کو پورا دھویا
یا پانی کم صرف کیا عادت سے اور یہ قول بعید ہے کہ مراد وضو لغوی ہے یعنی ہاتھ دھونا یا استنجا مراد ہے کیونکہ دوسری
روایت میں ہے کہ میں آپ پر پانی ڈالتا تھا اور ظاہر ہے کہ حاجت کے وقت اسامہ کیسے پاس جاتے اور پانی ڈالتے) میں نے
عرض کیا کیا آپ نماز پڑھنا چاہتے ہیں یا رسول اللہ آپنے فرمایا نماز کی جگہ تیرے آگے ہے پھر آپ سوار ہوئے جب مزدلفہ
میں آئے تو اترے اور وضو کیا اور پورا کیا وضو کو **ف** فتح الباری میں ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ دوسرا وضو کر سکتے
ہیں اگرچہ پہلے وضو سے نماز نہ پڑھی ہو یہ خطابی نے کہا اور اسپر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ شاید آپکا پہلا وضو جاتا رہا ہو
قسطلانی نے کہا پہلے وضو کو ہلکا کیا کیونکہ وہ نماز کے لیے نہ تھا بلکہ طہارت قائم رکھنے کیلیے اور اس سے یہ نکلتا ہے
تازہ وضو کرنا مستحب ہے اگرچہ پہلے وضو سے نماز نہ پڑھی ہو لیکن ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ دوسرا وضو جائز نہیں جب تک پہلے
وضو سے نماز نہ پڑھے کیونکہ یہ ایسا ہوگا جیسے تین بار سے زیادہ دھویا ایک وضو میں اور یہی اصح ہے شافعیہ کے نزدیک
انہوں نے کہا تازہ وضو کرنا مسنون نہیں مگر جب پہلے وضو سے کوئی نماز فرض یا نفل پڑھ چکا ہو انتہی مترجم کہتا ہے اور امام
شوکانی کی تحقیق گذر چکی کہ تازہ وضو کرنا ہر حال میں مستحب ہے اور وہی حق ہے **ف** پھر نماز کی تکبیر ہوئی آپنے
مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر ایک آدمی نے (ہم میں سے) اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے میں بٹھایا پھر عشا کی تکبیر ہوئی آپنے
عشا کی نماز پڑھی اور دونو نمازوں کے بیچ میں کوئی نماز نہ پڑھی (یعنی سنت نفل وغیرہ) حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث
موطا میں ہے اور اسکے راوی سب مدنی ہیں اور اس میں ایک تابعی کی روایت دوسرے تابعی سے ہے یعنی موسی کی کریب سے اور باقی
بحث اس حدیث کی کتاب الحج میں خدا چاہے تو آویگی **بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ**
منہ کا دھونا دونو ہاتھوں سے ایک ہاتھ سے چلو لیکر **ف** حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے
دونو ہاتھوں سے چلو لینا ضرور نہیں اور اشارہ ہے اس حدیث کے ضعیف ہونے کا جس میں یہ ہے کہ آپ اپنا منہ داہنے ہاتھ سے

دہوتے تھے حدثنا محمد بن عبد الرحیم قال اخبرنا ابو سلمة الخزاعی منصور بن سلمة قال
اخبرنا ابن بلال یعنی سلیمان عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابن عباس انه توضأ فغسل
وجهه اخذ غرفة من ماء فتمضمض بها واستنشق ثم اخذ غرفة من ماء فجعل بها هكذا
اضافها الى يده الاخرى فغسل بها وجهه ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها يده اليمنى ثم
اخذ غرفة من ماء فغسل بها يده اليسرى ثم مسح براسه ثم اخذ غرفة من ماء فرش على
رجله اليمنى حتى غسلها ثم اخذ غرفة اخرى فغسل بها رجله يعنى اليسرى ثم قال هكذا رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبد الرحیم ابن ابو زہیر بغدادی صاعقہ
نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو ابو سلمہ خزاعی منصور بن سلمہ بغدادی حافظ نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو ابن بلال یعنی سلیمان نے
انہوں نے روایت کی زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے اونہوں نے ابن عباس سے کہ اونہوں نے وضو کیا ف
ابو داؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کیا تم چاہتے ہو میں بتلا دوں تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تھے پھر انہوں نے
ایک برتن منگوایا جس میں پانی تھا ف تو منہ دہویا (اب اسکی تفصیل بیان کیجاتی ہے کہ کیونکر دہویا) ایک چلو لیا
پانی کا اس سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا (اس سے یہ نکلا کہ ایک ہی چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا مسنون ہے)
پھر ایک چلو لیا اوسکو اس طرح سے جہکایا دوسرے ہاتھ پر یعنے دونو ہاتھوں میں پانی کر لیا (ایک ہاتھ کا تاکہ اچھی طرح سے
دہویا جاوے کیونکہ ایک ہاتھ کبھی ساری منہ پر نہیں پہر سکتا) پہر اس سے منہ دہویا (یعنے چلو سے اور اصیلی اور کریب کی
روایت میں یہ ہے کہ دونو ہاتھوں سے منہ دہویا) پہر ایک چلو لیا پانی کا اور اس سے داہنا ہاتھ دہویا پہر ایک چلو لیا پانی کا اور
اس سے بایاں ہاتھ دہویا پہر مسح کیا اپنے سر پر ف حافظ ابن حجر نے کہا مسح کے لیے نئے چلو لینے کا ذکر نہیں کیا
اس سے دلیل لاتا ہے وہ شخص جو مستعمل پانی کو پاک کرنے والا جانتا ہے لیکن ابو داؤد کی روایت میں ہے پہر ایک
مٹھی لی پانی کی اور اپنا ہاتھ جہاڑا پہر مسح کیا سر پر نسائی نے اتنا زیادہ کیا اور دونو کانوں پر ایک بار اور ایک روایت
میں یہ ہے کہ اندر کانوں کے دونو کلمے کی اونگلیوں سے اور اونکے اوپر دونو انگوٹھوں سے اور ابن خزیمہ کی روایت
میں ہے کہ اپنی دونو انگلیاں کانوں کے اندر ڈالیں تھے ت پہر ایک چلو لیا پانی کا اور داہنے پانو پر تہوڑا تہوڑا
پانی چہڑکا یہانتک کہ اسکو دہو ڈالا ف حافظ ابن حجر نے کہا اس سے صراحت نکلتی ہے پانوں دہونیکی اور یہ معلوم ہوتا ہے
کہ صرف پانی چہڑکنے پر اکتفا نہیں کی اور ابو داؤد اور حاکم کی روایت میں جو ہے کہ آپنے داہنے پانو پر پانی چہڑکا
اور اس پانو میں جوتا تہا پہر دونو ہاتہوں سے مسح کیا قدم کے اوپر اور جوتی کے نیچے یعنی ایک ہاتھ قدم پر پہرایا اور دوسرا

ہاتھہ جہوڑ کے تلی تو یہان مراد مسح سے پانی بہانا ہی تاکہ سارا عضو دہل جاوے اور تردد ہیت صحیح ہوئی آپ سے کہ آپ وضو کرتے
تہے جوتا پہنے مگر جیسے مؤلف اسکو ابن عمر سے روایت کرینگے اور یہ جو اس حدیث مین ہی کہ ایک ہاتھہ جوتی کے تلی پہر ا پاؤن سے
مراد مجازاً قدم کے نیچے کا جانب ہے دوسری روایت شاذ ہے اور اسکا راوی ہشام بن سعد اسکی روایت جب منفرد ہو تو حجت نہین
پہر جس صورت مین ثقہ راویون کے خلاف ہو تو کیونکر حجت ہوگی انتہی **ت** پہر ایک پانی کا چلو لیا اور اس سے بایان
پانو دہویا پہر کہا ایسا ہی دیکہا مین نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے **ف** قسطلانی نے کہا ایک
چلو سے کلی اور ناک مین پانی ڈالنا دو طرح سے ہو سکتا ہی ایک اسطرح کہ تین بار پہلے کلی کرلیوے پہر تین بار ناک مین
پانی ڈالے دوسرے اسطرح کہ ایک بار کلی کرے پہر ایک بار ناک مین پانی ڈالے ایسا ہی تین بار کرے اور باقی تفصیل اسکی طب
المصطفیٰ مین آویگی **باب** التَّسْمِيَةِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَعِنْدَ الْوِقَاعِ بسم اللہ ہر کام مین کہنا چاہیے یہانتک کہ
جماع مین بہی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا باب کی حدیث سے یہ عموم نہین نکلتا مگر اسکو امام بخاری نے قیاس سے نکالا
کیونکہ جب جماع مین جہان چپ رہنے کا حکم ہے بسم اللہ کہنے کا حکم ہوا تو اور کامون مین بطریق اولیٰ حکم ہوگا اور اس اشارہ ہوا اسبات
کا کہ وہ حدیث جو پاخانہ پہرتے وقت اور جماع کے وقت اللہ کو ذکر کرنے کی ممانعت مین آئی ہی ضعیف ہے اور اگر وہ حدیث صحیح ہو
تو بہی باب کی حدیث کے خلاف نہین کیونکہ باب کی حدیث مین وہ وقت مراد ہی جب جماع کا ارادہ ہو اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے
علقمہ بن مسعود سے کہ آپ جب صحبت کرتے اپنی بی بی سے پہر انزال ہوتا تو فرماتے یا اللہ تو مجھکو عنایت فرما وے اسمین
شیطان کا حصہ کر اس سے مؤلف کا اطلاق مقید ہو جاتا ہے انتہی قسطلانی نے کہا امام بخاری نے اس باب سے
یہ قصد کیا کہ وضو کے وقت بسم اللہ کہنا ثابت کرین اسلیے اس حدیث کو لائے اور وہ جو حدیث مشہور ہے کہ جسنے اللہ کا
نام وضو پر نہ لیا اسکا وضو نہ ہوا اگرچہ صاف تہی اس مطلب مین لیکن امام بخاری کی شرط پر نہ تہی بلکہ مطعون تہی
اسلیے اس حدیث کو نہ لاسکے امام شوکانی نے نیل الاوطار مین کہا احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا
حضرت صلعم نے فرمایا جسنے وضو نہ کیا اسکی نماز نہ ہوئی اور جسنے اللہ کا نام نہ لیا اسکا وضو نہین ہوا اور ابن ماجہ نے سعید بن
زید اور ابو سعید سے ایسا ہی روایت کیا اور ان سب کی اسناد مین گفتگو ہے امام بخاری نے کہا سب سے اچہی اس باب مین رباح
بن عبد الرحمان کی یعنے سعید بن زید کی حدیث ہی اور اسحق بن راہویہ سے پوچہا گیا کونسی حدیث زیادہ صحیح ہے بسم اللہ
کہنے مین وضو کے وقت انہون نے کہا ابو سعید کی حدیث اور ابو ہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے حاصل مین اور دارقطنی
اور ابن السکن اور حاکم اور بیہقی نے محمد بن موسی مخزومی سے انہون نے یعقوب بن سلمہ سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون
نے ابو ہریرہ سے روایت کیا اور حاکم نے اسکو اسی طریقہ سے نکالا اور کہا یعقوب بن ابی سلمہ اور دعوی کیا کہ یعقوب

ماجشون ہی اور اسی وجہ سے اسکو صحیح کہا حالانکہ یہ وہم ہے حاکم کا اور صحیح یہ ہے کہ یہ یعقوب بن سلمہ اللیثی ہی امام بخاری نے کہا
اُسنے اپنے باپ سے سنا سو معلوم نہین ہوا اور نہ اُسکے باپ کا سننا ابوہریرہ سے معلوم ہوا پر اُس کے باپ کو ابن حبان نے ثقات
مین بیان کیا اور یہ کہا کبھی وہ خطا کرتا ہے اور یہ نشانی ہے اسکو ضعف کی کیونکہ اسکی روایت بہت کم ہے اور
سوا اسکے لڑکے کی اور کسی نے اس سے روایت نہین کیا تو جب کم روایت ہوتے ہوے وہ غلطی کرتا ہے تو کیونکر کہہ سکتے
ہین کہ وہ ثقہ ہے ابن الصلاح نے کہا حاکم کو اس اسناد مین شبہ ہو گیا تو انکے روایت کرنیسے یہ حدیث ثابت نہین
ہوسکتی ذہبی نے میزان مین لکھا کہ یعقوب بن سلمہ اللیثی نے اپنے باپ سے ابوہریرہ کی حدیث روایت کی اسکا وضو نہین
جو اللہ کا نام نہ لیوے اور یہ ایک شیخ ہے جو عمدہ نہین ہے اور یعقوب سے روایت کی محمد بن موسی فطری اور ابوعقیل
یحیی نے اور اسکا باپ سلمہ کا بھی حال معلوم نہین اور سوا اسکے لڑکے کی اور کسی نے اس سے روایت نہین کیا زیلعی نے
کہا کہ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین روایت کیا اور اسمین یہ ہے عَن یَعقُوبَ بنِ اَبِی سَلَمَۃَ عَن اَبِیہِ عَن اَبِی ہُرَیرَۃَ اور کہا
حَدِیثٌ صَحِیحُ الاِسنَادِ وَلَم یُخرِجَاہُ اور مسلم نے حجت لی یعقوب بن ابی سلمہ ماجشون سے اور نام ابوسلمہ کا دینار ہے تمام
ہوا کلام حاکم کا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہا امام مین کہ یہ حاکم کی غلطی ہے اونکا ذہن یعقوب بن سلمہ سے یعقوب
بن ابی سلمہ کیطرف چلا گیا اور یعقوب بن ابی سلمہ سے مسلم نے حجت لی ہے نہ یعقوب بن سلمہ اللیثی سے جو اس حدیث کا
راوی ہی اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے اس حدیث کو روایت کیا ابن ابی فدیک سے جنسے حاکم نے روایت کیا اور
انکی روایتوں مین یعقوب بن سلمہ ہے بخاری نے تاریخ کبیر مین کہا کہ سلمہ کا سماع ابی ہریرہ سے اور یعقوب کا
اپنے باپ سے دونو ثابت نہین یہ انہوں نے سلمہ کے ترجمہ مین بیان کیا انتہی) حافظ منذری نے کہا کہ روایت کیا
ابوہریرہ کی حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور طبرانی اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہی حالانکہ ایسا نہین کیونکہ
بخاری وغیرہ نے کہا کہ سلمہ کا سماع ابوہریرہ سے معلوم نہین ہوتا نہ یعقوب بن سلمہ کا اپنے باپ سے تو حدیث صحیح کیونکر
ہوسکتی ہے اور اس باب مین بہت حدیثین وارد ہین لیکن کوئی گفتگو سے خالی نہین اور حسن اور اسحق بن راہویہ اور اہل
ظاہر کا یہی مذہب ہے کہ وضو مین بسم اللہ کہنا واجب ہے پس جو کوئی عمدًا بسم اللہ کو ترک کریگا اسکا وضو درست
نہوگا اور ایسی ہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور بیشک ایسا ہے جو حدیثین وارد ہین اگرچہ وہ کلام سے خالی نہین
پر انکو قوت ہوتی ہے ایکدوسرے سے اور کثرت طرق سے انتہی اور اس حدیث کا ایک اور طریق ہے دارقطنی اور
بیہقی کے پاس ابوہریرہ سے اسمین یہ ہے کہ وضو نہین کیا اسنے جسنے اللہ کا نام نہ لیا اوسپر اور نماز نہین پڑھی جسنے وضو
نہین کیا اور اسکی اسناد مین محمود بن محمد ظفری ہی وہ قوی نہین میزان مین ہی محمود بن محمد ظفری یحیی بن صاعد کا

کا شیخ اوسنے حدیث روایت کی ایوب بن نجار سے دارقطنی نے کہا وہ قوی نہین اور سیمین نظر ہے حدیث کی ہمسے ابن صاعد نے
انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ایوب بن نجار نے اونہون نے روایت کی یحیی سے اونہون نے ابو سلمہ سے انہون نے ابوہریرہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو نہین کیا اُسنے جسنے اللہ کا نام لیا اوسپر اور اسکی اسناد مین ایوب بن نجار
ہے جو روایت کرتا ہے یحیی بن ابی کثیر سے اور یحیی بن معین نے ایوب بن نجار سے نقل کیا کہ اوسنے یحیی سے صرف ایک ہی
حدیث سنی ہے جو اسکے سوا ہے زیلعی نے کہا ایوب نجار کو ایک جماعت نے ثقہ کہا ہے لیکن بیہقی نے اسمین یہ علت نکالی
کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ ایوب نے کہا کہ مینے یحیی سے نہین سنا مگر ایک حدیث کو اور وہ حدیث آدم اور موسی کے ملنے کی ہے
نقل کیا اسکو ابن ابی مریم نے یحیی بن معین سے انتہی) اور طبرانی نے اوسط مین روایت کیا ابوہریرہ سے کہ حضرتؐ نے
فرمایا اے ابا ہریرہ جب تو وضو کرے تو کہہ بسم اللہ والحمد للہ کیونکہ تیرے محافظ فرشتے ہمیشہ تیرے لیے نیکیان لکہتے رہین گے
یہانتک کہ تجہکو حدث ہووے اس وضو کے بعد طبرانی نے کہا متفرد ہوا ساتہ اسکے عمرو بن ابی سلمہ ابراہیم سے وہ ابو تومہ
سے اور یہ اسناد ضعیف ہے ذہبی نے کہا کہ عمرو بن ابی سلمہ کو ابو حاتم نے کہا لایحتج بہ اور ساجی نے کہا ضعیف ہے اور یحیی بن معین
نے بہی اسکو ضعیف کہا اور عقیلی نے کہا اسکی حدیث مین وہم ہے) اور طبرانی نے اوسط مین اعرج کے طریق سے انہون نے
ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا جب کوئی تم مین سے اپنی نیند سے جاگے تو اپنا ہاتہہ برتن مین نہ ڈالے جب تک اسکو
دہو نہ لیوے اور بسم اللہ کہے ہاتہہ ڈالنے سے پہلے اس زیادت کے ساتہہ متفرد ہوا عبد اللہ بن محمد ہشام بن عروہ سے اور وہ
متروک ہے دمترجم کہتا ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسپر خیال نہین کیا زیلعی اور امام شوکانی اور
اکابر محدثین نے اور وہ طریقہ امام طحاوی کا ہے شرح معانی الآثار مین اُنہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن علی
بن داؤد بغدادی نے اُنہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عفان بن مسلم نے اُنہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے وہیب نے
اُنہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الرحمان بن حرملہ نے اونہون نے سنا ابو ثفال مری سے وہ کہتے ہین مینے سنا
رباح بن عبد الرحمان بن ابی سفیان بن حویطب سے وہ کہتے تہے حدیث بیان کی مجہسے میری دادی نے اونہون نے سنا
ابوہریرہ سے وہ کہتے تہے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جسنے وضو نہ کیا اسکی نماز نہین
اور جسنے اللہ کا نام نہ لیا اسکا وضو نہین اور اس اسناد مین رباح بن عبد الرحمان اور اسکی جدہ مجہول ہین اور روایت
کیا اسکو امام طحاوی نے دوسرے طریق سے رباح بن عبد الرحمان سے اوسنے ابن ثوبان سے اوسنے ابوہریرہ سے مثل اسکی
اور دونو سندون مین ابو ثفال مری ہے جس سے روایت کرتا ہے عبد الرحمان بن حرملہ اور وہ مضطرب ہے اس حدیث مین کبہی
اسکو روایت کرتا ہے رباح سے وہ اپنی دادی سے وہ ابوہریرہ سے اور کبہی روایت کرتا ہے رباح سے وہ اپنی دادی سے وہ سعید بن زید سے

عبد اللہ بن محمد

ابو ثفال مری

اور سعید بن زید کی روایت آگے آویگی امام بخاری نے کہا اوسکی حدیث مین اعتراض ہے نقل کیا اسکو عقیلی نے آدم
بن موسی سے اونسے ابو ثفال سے اور اثرم نے کہا مینے ابو عبد اللہ سے پوچھا التسمیہ فی الوضو کو اونہون نے کہا اچھی حدیث
اس باب مین ابو سعید کی حدیث ہے مینے کہا پہر عبد الرحمان بن حرملہ نے کیا روایت کیا اونہون نے کہا یہ روایت ثابت
نہین ہے حدیث بیان کی وہیب نے اور بشر بن فضل نے اون دونون نے روایت کی عبد الرحمن بن حرملہ سے اونسے ابو ثفال
سے وہ کہتا تہا مینے سنا رباح بن عبد الرحمان سے وہ کہتے تہے حدیث بیان کی مجہسے میری دادی نے اونسے سنا اپنے باپ
سے یعنے سعید بن زید سے وہ کہتی تہین مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جسنے وضو نہ کیا اسکی نماز نہین
اور جسنے اللہ کا نام نہ لیا اسکا وضو نہین اور میرے اوپر ایمان نہین رکہتا وہ شخص جو انصار کو دوست نہین رکہتا یہ
وہیب کا لفظ ہے ذہبی نے کہا ابو ثفال شاعر تہا مدنی اسکا نام ثمامہ بن حصین تہا اوس سے روایت کیا ابن حرملہ اور صدقہ
مولی زبیر اور سلیمان بن بلال اور دراوردی نے اور ایک جماعت نے اور کہا جاتا ہے کہ وہ ثمامہ بن وائل ہے بہر حال وہ
قوی نہین انتہی) امام شوکانی نے کہا یہ حدیث یعنی تسمیہ فی الوضو کی مروی ہے ابو سعید اور سعید بن زید سے
جیسے مصنف نے بیان اور عائشہ اور سہل بن سعد اور ابی سبرہ اور ام سبرہ اور علی اور انس سے تو ابو سعید کی حدیث کو احمد اور دارمی
اور ترمذی نے علل مین اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور ابن السکن اور بزار اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اس
لفظ سے کہ نہین ہے وضو اسکا جو اللہ کا نام نہ لیوے سپر ابن عدی نے گمان کیا کہ زید بن حباب متفرد ہوا ساتہہ اسکے
کثیر بن زید سے حافظ نے کہا ایسا نہین ہے بلکہ دارقطنی نے اسکو روایت کیا ابو عامر عقدی سے اور ابن ماجہ نے ابو
احمد زبیری سے اور کثیر بن زید ابن معین نے کہا وہ قوی نہین ہے اور ابو زرعہ نے کہا وہ سچا ہے لیکن اسمین ضعف ہے اور
ابو حاتم نے کہا صالح الحدیث ہے لیکن قوی نہین ہے اسکی حدیث لکہی جاویگی (میزان مین ہے کثیر بن زید اسلمی مدنی اسنے
روایت کی سعد مقبری سے ابو زرعہ نے کہا وہ سچا ہے اسمین ضعف ہے اور نسائی نے کہا ضعیف ہے اور ابن دورقی
نے یحیی سے روایت کی اسمین کچہہ قباحت نہین اور ابن ابی مریم نے یحیی سے نقل کیا کہ وہ ثقہ ہے اور ابن مدینی نے
کہا کہ وہ صالح ہے اور قوی نہین ابن عدی نے کہا مینے اسکی حدیث مین کوئی قباحت نہین دیکہی) اور کثیر بن زید سے
اس حدیث کو روایت کیا ربیح بن عبد الرحمان بن ابی سعید سے ابو حاتم نے کہا وہ شیخ ہے امام بخاری نے کہا منکر الحدیث
ہے احمد نے کہا وہ مشہور نہین مروزی نے کہا احمد نے اس حدیث کو صحیح نہین کیا اور کہا کہ اس باب مین کوئی حدیث ثابت
نہین اور بزار نے کہا اس باب مین کل حدیثین قوی نہین مین اور روایت کیا گیا اس باب مین کثیر بن زید سے
اونسے ولید بن رباح سے اونسے ابی ہریرہ سے عقیلی نے کہا اس باب مین جتنی سندین ہین اون سب مین ضعف ہے

احمد بن حنبل نے کہا ابو سعید کی حدیث اس باب میں سب سے اچھی ہے اور ایسا باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں جانتا اور سب میں قوی یہی حدیث کثیر بن زید
کی ہے ربیح سے اور اسحق نے کہا کہ ابو سعید کی حدیث اس باب میں سب حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے زیلعی نے کہا ابو سعید کی حدیث
کو روایت کیا ابن ماجہ نے اپنی سنن میں کثیر بن زید سے انہوں نے ربیح بن عبد الرحمان سے اونہوں نے اپنی باپ سے انہوں نے
ابو سعید سے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کہا اسکو پھر بیان کیا اسنادسے اثرم سے کہ میں نے پوچھا امام احمد بن
حنبل سے وضو میں بسم اللہ کہنے کو انہوں نے کہا اس باب میں سب سے اچھی حدیث کثیر بن زید کی ہے اور میں اس باب
میں کوئی ثابت حدیث نہیں جانتا اور مجھے امید ہے کہ جو بسم اللہ نہ کہے اسکا وضو ہو جائیگا کیونکہ اس باب میں کوئی حدیث ایسی
نہیں ہے جس میں حکم کروں ترمذی نے علل کبیر میں کہا محمد بن اسمعیل رح نے کہا ربیح بن عبد الرحمان منکر الحدیث ہے انتہی اور
سعید بن زید کی حدیث کو ترمذی اور بزار اور احمد اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور عقیلی اور حاکم نے روایت کیا اور اسمیں علت یہ
ہے کہ اختلاف اور ارسال ہے اسکی اسناد میں ابو ثفال ہے رباح سے اور وہ دونو مجہول ہیں غرض یہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے
ایسا ہی کہا ابو حاتم اور ابو زرعہ نے اور تلخیص میں اس حدیث پر لمبی گفتگو کی ہے زیلعی نے کہا سعید بن زید کی حدیث کو ترمذی اور
ابن ماجہ نے ابو ثفال سے روایت کیا اونہوں نے رباح بن عبد الرحمان سے اونہوں نے سنا اپنی دادی سے جو سعید بن زید کی بیٹی تھیں
اونہوں نے سنا اپنے باپ سعید بن زید سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جو اوپر گذرا ترمذی نے کہا امام
احمد نے کہا میں اس باب میں کوئی حدیث ایسی نہیں جانتا جسکا اسناد عمدہ ہو محمد بن اسمعیل یعنی بخاری نے کہا اچھی اس
باب میں رباح بن عبد الرحمان کی حدیث ہے اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کہا اور ابن القطان
نے کتاب الوہم والایہام میں کہا کہ اسکے اسناد میں تین شخص مجہول ہیں ایک تو دادی رباح کی جسکا نہ نام معلوم ہوا
نہ حال اور نہ اور کسی حدیث میں اسکا ذکر ہے اور رباح بھی مجہول الحال ہے اور ابو ثفال بھی مجہول الحال ہے باوجود یکہ
وہ ان تینوں میں زیادہ مشہور ہے کیونکہ ایک جماعت نے اس سے روایت کی ان میں سے ہیں دراوردی انتہی ابن ابی
حاتم نے اس حدیث کو کتاب العلل میں بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے ابو ثفال مجہول ہے
اور رباح مجہول ہے ترمذی نے علل کبیر میں کہا میں نے محمد بن اسمعیل سے ابو ثفال کا نام پوچھا اونہوں نے نہ پہچانا
پھر حسن بن علی حلال سے پوچھا انہوں نے کہا مترجم کہتا ہے سوا اسکے ایک بڑی علت یہ ہے کہ ابو ثفال مری کبھی اسکو
روایت کرتا ہے اسی اسناد سے ابو ہریرہ سے جیسے طحاوی اور عقیلی سے نقل ہوا اور ذہبی نے ابو ثفال کا نام ثمامہ
بن حصین بتلایا ہے میزان میں لکھا ہے اور وہ قوی نہیں ہے جیسے گذرا اور عائشہ رض کی حدیث کو بزار اور ابو بکر بن ابی شیبہ
نے اپنی مسندوں میں اور ابن عدی نے روایت کیا اسکی اسناد میں حارثہ بن محمد ہے وہ ضعیف ہے ذہبی نے

میزان میں کہا کہ عمارہ بن محمد بن عبدالرحمان کا ورثہ ہے عبدالرحمان کی بہائی ہے روایت کرتا ہے اپنی دادی عمرہ سے
اور اپنے باپ سے اور اس سے روایت کرتے ہیں ابومعاویہ اور ابواسامہ ضعیف کیا اسکو احمد اور ابن معین نے اور نسائی نے کہا متروک
ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے اور سہل بن سعد کی حدیث کو ابن ماجہ اور طبرانی نے روایت کیا اسکی اسناد میں
عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد ہے وہ ضعیف ہے اور متابعت کی اسکی اوسکے بہائی ابی بن عباس نے
اور وہ مختلف فیہ ہے میزان میں ہے عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد ساعدی اُسنے سنا اپنے باپ سے اور ابوحازم سے
اور اس سے روایت کی ابومصعب اور ابن کاسب نے اور اس سے قریب بیس حدیثوں کے مروی ہیں بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے
اور نسائی نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور دارقطنی نے کہا وہ قوی نہیں ہے زیلعی نے کہا سہل بن سعد ساعدی کی حدیث کو
ابن ماجہ نے اس لفظ سے روایت کیا کہ نماز نہیں اسکی جسکا وضو نہیں اور وضو نہیں اُسکا جسنے اللہ کا نام لیا ہے اور ابوسبرہ
اور ام سبرہ کی حدیث کو دولابی نے کنی میں اور بغوی نے صحابہ میں اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اسکی اسناد میں عیسیٰ
بن سبرہ ہے وہ ضعیف ہے زیلعی نے کہا طبرانی نے معجم اوسط میں کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبداللہ حضرمی نے
اُنہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعیب بن سلمہ انصاری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحییٰ بن یزید بن
عبداللہ بن انیس نے اونہوں نے روایت کی عبداللہ بن سبرہ سے اُنہوں نے اپنے دادا ابوسبرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز نہیں ہے مگر وضو سے اور وضو نہیں اسکا جو اللہ کا نام نہ لیوے اسپر اور علی رض کی حدیث کو ابن عدی نے روایت
کیا اور کہا اسکا اسناد مستقیم نہیں ہے اور انس رض کی حدیث عبدالملک بن حبیب اندلسی نے روایت کیا اور وہ نہایت ضعیف ہے
میزان میں ہے کہ وہ حدیث کے کاموں میں تہا اور مصنف ہے واضحہ کا بڑے وہم والا ہے ابن حزم کہتے تہے وہ ثقہ نہیں
ہے حافظ ابوبکر بن سیدالناس نے کہا عبدالملک بن حبیب حدیث نہیں جانتا اور اسکو ضعیف کیا ہے بہتوں نے اور
بعضوں نے تہمت لگائی ہے کذب کی واسپر ابن حزم نے کہا اوسکی روایت ساقط اور مطروح ہے حافظ نے کہا ان
سب احادیث کے ملنے سے حدیث کو قوت ہو جاتی ہے اور اسکی اصلیت معلوم ہوتی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا ہمکو ثابت ہوا
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی ہے ابن سیدالناس نے شرح ترمذی میں کہا یہ باب صحیح حسن
اور صحیح غیر صریح سے خالی نہیں ہے اور یہ احادیث دلالت کرتی ہیں تسمیہ کے وجوب پر وضو میں اور یہی قول ہے عترت
اور ظاہریہ اور اسحاق کا اور یہی ہی ایک روایت ہے امام احمد بن حنبل سے اب اختلاف کیا ہے انہوں نے کہ یہ وجوب
خاص ہے اُس شخص کے لیے جسکو وضو کیوقت بسم اللہ یاد آوے یا مطلقاً واجب ہے تو عترت کا یہ قول ہے کہ خاص اُس شخص کے لیے
جسکو وضو کے وقت بسم اللہ یاد آوے اور ظاہریہ کا یہ قول ہے کہ مطلقاً واجب ہے اور شافعیہ اور حنفیہ اور مالک اور ربیعہ کا

عبدالمہیمن بن عباس

عیسیٰ بن سبرہ

عبدالملک بن حبیب اندلسی

یہ قول ہے کہ بسم اللہ کہنا سنت ہے وضو میں جو لوگ واجب کہتے ہیں انہوں نے دلیل لی ہے ان حدیثوں سے جو اوپر گذریں اور
جو سنت کہتے ہیں انکی دلیل عبداللہ بن عمر کی روایت ہے مرفوعا جو شخص وضو کرے اور اللہ کا نام لیوے اوسکا سارا
بدن پاک ہوجاویگا اور جو شخص وضو کرے اور اللہ کا نام نہ لیوے تو اسکے فقط وضو کے اعضا پاک ہونگے روایت کیا اسکو دارقطنی اور
بیہقی نے اور اسکی اسناد میں ابوبکر داہری ہے عبداللہ بن حکیم اور وہ متروک ہے اور منسوب ہے وضع کیطرف (ذہبی نے
میزان میں کہا کہ عبداللہ بن حکیم ابوبکر داہری البصری روایت کرتا ہے ہشام بن عروہ اور اسمعیل بن ابی خالد اور جماعت سے اور اس سے
روایت کرتے ہیں عمرو بن عون اور جبارہ بن المغلس امام احمد نے کہا وہ کچھ نہیں اور ابن مدینی نے بھی ایسا ہی کہا اور ابن معین
نے کہا ایک بار وہ ثقہ نہیں ہے اور ایسا ہی نسائی نے کہا جوزجانی نے کہا وہ کذاب ہے) اور روایت کیا اسکو دارقطنی
اور بیہقی نے ابوہریرہ سے اور اسکی اسناد میں مرداس بن محمد بن عبداللہ بن ابان اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور وہ دونو
ضعیف ہیں (ذہبی نے میزان میں کہا میں اسکو نہیں پہچانتا اور اوسکی حدیث منکر ہے وضو میں) اور روایت کیا اسکو
دارقطنی اور بیہقی نے ابن مسعود سے اور اسکی اسناد میں یحیی بن ہشام سمسار ہے اور وہ متروک ہے (زیلعی نے کہا یحیی بن ہاشم سمسار
نے اعمش سے اور انہوں نے شقیق بن سلمہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی طہارت کرے تو اللہ کا نام لیوے اسکا سارا بدن پاک ہوجاویگا اگر اللہ
کا نام نہ لیوے وضو پر تو صرف وہی مقام پاک ہوگا جسپر پانی بہا ہے اور یہ روایت ضعیف ہے میں نہیں جانتا اسکو اعمش سے کسی نے
روایت کیا ہو سوا یحیی بن ہاشم کے اور وہ متروک ہے اور ابن عدی نے اسکو نسبت دی ہے وضع کیطرف روایت کیا اسکو
بیہقی نے پھر کہا اسکی مثل ابوہریرہ اور ابن عمر سے اور ضعیف کیا ان دونو حدیثوں کو ابن جوزی نے تحقیق میں کہا
کہ یہ حدیث تو بسم اللہ کو واجب کہنے والے کی حجت ہے کیونکہ جب سارا بدن پاک نہ ہوا تو حدث باقی رہا چند اعضا میں اور جب
حدث باقی رہے نماز صحیح نہیں ہوتی (ذہبی نے میزان میں کہا یحیی بن ہاشم سمسار ابو زکریا غسانی کوفی وہ روایت
کرتا ہے ہشام بن عروہ اور اعمش سے اور اس سے روایت کرتے ہیں تمتام اور محمد بن ایوب رازی وغیرہما جھوٹا کہا اسکو
ابن معین نے اور نسائی نے کہا متروک ہے ابن عدی نے کہا وہ بغداد میں حدیث بناتا تھا اور چراتا تھا صالح بن جزرہ نے کہا
میں نے یحیی بن ہاشم کو دیکھا تھا وہ جھوٹ بولتا تھا حدیث میں انتہی مختصرا مترجم کہتا ہے نیل الاوطار میں جو یحیی کا باپ ہشام
لکھا ہے سہو ہے اور صحیح ہاشم ہے جیسے ذہبی اور زیلعی نے کہا) ان لوگوں نے جو بسم اللہ کو سنت جانتے ہیں حدیث لا وضوء
لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ کی تاویل کی ہے کہ جو بسم اللہ نہ کہے اسکا وضو کامل نہیں ہوتا جیسے لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد اور مؤید
ہے اسکی وہ حدیث کہ اللہ کا نام دل میں ہوتا ہے مسلمان کے خواہ بسم اللہ کہے یا نہ کہے اور بیہقی نے عدم وجوب پر دلیل کی ہے کہ فرمایا حضرت

نے تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک وضو پورا نہ کرے جس طرح سے اللہ نے اسکو حکم دیا کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جب
وضو پورا کریگا تو نماز پوری ہوگی اور پورا وضو وہی ہے جسکا اللہ نے حکم دیا اور اللہ نے حکم نہیں دیا بسم اللہ کہنے کا
اسکے شروع میں (مترجم کہتا ہے یہ استدلال امام بیہقی کا صحیح نہیں کیونکہ کما امرہ اللہ میں وہ باتیں بھی آگئیں جنکا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اسلیے کہ رسول کا حکم بھی اللہ کا حکم ہے ورنہ نیت بھی وضو میں واجب نہ ہوگی کیونکہ نیت
کا حکم بھی قرآن میں نہیں ہے حالانکہ امام بیہقی قائل ہیں اسکے وجوب کے حدیث سے) اور نسائی اور ابن خزیمہ اور بیہقی نے
انس کی حدیث سے بھی دلیل لی ہے استحباب تسمیہ پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے وضو کا پانی ڈھونڈا
لیکن پانی نہ پایا آپ نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے پھر آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھا اور فرمایا وضو کرو اللہ کا نام
لیکر یہ حدیث صحیحین میں بھی موجود ہے پر اسمیں یہ نہیں ہے کہ وضو کرو اللہ کے نام کے ساتھ (مترجم کہتا ہے شیخ تقی الدین
بن دقیق العید نے امام میں اس حدیث کو وجوب تسمیہ کی دلیل قرار دی ہے اور یہ لفظ انکے تَوَضَّئُوا بِسْمِ اللهِ معمر کی روایت
میں ہے ثابت اور قتادہ سے انہوں نے انس سے اسکے اخیر میں یہ ہے انس نے کہا میں نے دیکھا آپکی انگلیوں میں سے پانی نکل
رہا تھا یہانتک کہ اخیر میں جو شخص تھا اسنے بھی وضو کر لیا انس سے پوچھا کتنے آدمی اسوقت ہونگے انہوں نے کہا ستر آدمیوں
کے قریب تھے روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور نسائی اور دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا یہ حدیث تسمیہ وضو کے باب میں سب
حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے اور اسمیں کوئی حجت نہیں اس شخص کی جو تسمیہ کو واجب نہیں کہتا) نووی نے کہا ممکن ہے کہ اس
مسئلہ میں حجت لیجاوے ابوہریرہ کی حدیث سے جو کوئی کام شان والا اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جاوے تو وہ ناقص ہے
(مترجم کہتا ہے یہ حدیث بھی وجوب تسمیہ کی دلیل ہے کیونکہ وضو بھی ایک شان والا کام ہے اور نقصان
ترک فرض سے ہوتا ہے نہ ترک سنت سے کیونکہ سنت کوئی جز نہیں اسکے فوت ہونے سے نقصان کیسے ہوگا اور اصل میں جب
کوئی بات رہجاوے تو وہ ناقص ہوتی ہے جیسے کتاب میں کچھ ورق کم ہوں تو اسکو ناقص کہیں گے برخلاف اسکے کہ پہلی
کتاب کو ناقص نہیں کہینگے) امام شوکانی نے کہا یہ سب دلیلیں تسمیہ کے عدم وجوب پر ضعیف ہیں اور نہ ان میں سے کسی
حدیث میں اس مطلب کی صراحت ہے (بلکہ اولٹا انسے وجوب نکلتا ہے) اور وہ جو حدیثیں ہمنے دس صحابہ سے وجوب تسمیہ
میں نقل کیں اگر حجت کے لائق ہوں تو انسے تسمیہ کی فرضیت ثابت ہوجاویگی مگر ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں
لکھا کہ بعض روایات میں لا وضوء کاملاً ہے اور اس سے دلیل لی ہے رافعی نے حافظ نے کہا میں نے یہ لفظ کسی طریق میں
نہیں پایا پھر اگر یہ زیادت ثابت ہو تو اس سے زیادہ تصریح کی کوئی دلیل نہ ہوگی اس شخص کے لیے جو تسمیہ کے عدم وجوب کا قائل ہے
(مترجم کہتا ہے مجھکو امام شوکانی کی اس تقریر سے اتفاق نہیں اول تو یہ لفظ کسی معتبر طریق بلکہ غیر معتبر میں بھی نظر سے

نہین گذرا اور جو شخص علاوہ وجوب کے اس مسئلہ پر دوسری دلیل لاتا ہے اسکو اسکی سند معتبر بیان کرنا چاہیے اور بالفرض اگر ثابت ہو
تو بہی تصحیح نہین ہوسکتی اس دعوی کی کیونکہ نفی کمال ترک واجب مین بہی کہہ سکتے ہین مثلاً کوئی زنا یا چوری کرے یا امانت
مین خیانت کرے تو کہہ سکتے ہین اسکا ایمان کامل نہین ہے اور کیا اس کہنے سے یہ نکلیگا کہ زنا اور چوری اور خیانت کا ترک
واجب نہین ہے) اور جس شخص نے کہا کہ تسمیہ ایسی پر واجب ہے جسکو بسم اللہ یاد ہو اسنے دلیل لی ہے اس حدیث سے کہ جسنے وضو کیا
اور اللہ کا نام لیا اسکا تمام بدن پاک ہوجاویگا اور اوپر اس حدیث کی بحث گذری ان لوگون نے کہا ہمنے [illegible]
کو اسپر محمول کیا جسکو بسم اللہ یاد نہ ہو (اور وہ بسم اللہ کہے تو اسکا وضو صحیح نہ ہوگا) اور یہ حدیث اس شخص پر جو بہولے سے بسم اللہ
نہ کہے اور اس صورت مین دونون حدیثون مین جمع ہوجاویگا اور پوشیدہ نہین جو اعتراض اسمین ہے تمام ہوا کلام امام شوکانی
کا نیل الاوطار مین علامہ ابو الطیب نے روضہ ندیہ مین لکھا ہے کہ حدیث وجوب تسمیہ کی متعدد صحابہ سے مروی ہے
اور سب روایات ملکر حجت ہین بلکہ ابو ہریرہ کی اکیلی روایت حجت ہے کیونکہ وہ حسن ہے انتہی اس صورت مین صحیح مذہب
یہی ہوگا کہ بسم اللہ کہنا وضو کے شروع مین واجب ہے اور امام شوکانی نے فقہ حدیث مین تسمیہ کو جزو وضو قرار دیا ہے
اب بیان چند احادیث کو بیان کرتا ہون جنسے حنفیہ اور شافعیہ نے عدم وجوب تسمیہ پر استدلال کیا ہے اور جنکو امام شوکانی
نے ذکر نہین کیا پہلی حدیث وہ ہے جو روایت کی ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ نے سعید بن ابی عروبہ سے انہون نے قتادہ
سے انہون نے حسن سے انہون نے حضین بن منذر سے انہون نے مہاجر بن قنفذ سے انہون نے کہا مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و
سلم کے پاس آیا آپ وضو کرتے تہے مین نے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا جب وضو سے فارغ ہوئے تو فرمایا نہین روکا
مجھکو جواب دینے سے مگر یہہ کہ مین باوضو نہ تہا اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنے صحیح مین نوع اول مین قسم [illegible] کے
ابن خزیمہ نے اپنی سند کر اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا وہ صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور انہون نے نہین
نکالا اسکو اور جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف اتنا ہی نکلتا ہے کہ سلام کا جواب دینا باوضو بہتر ہے یا یہہ خاصہ ہو آپ کا
اور اس سے یہ نہین نکلتا کہ حالت حدث مین بسم اللہ کہنا درست نہین کیونکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ آپ اللہ تعالے
کا ذکر ہر حالت مین کرتے علاوہ اسکے حنفیہ ذکر الہی کو حالت جنابت مین بہی درست جانتے ہین اسیطرح جنب کو کہانا کہاتے
وقت بسم اللہ کہنا درست جانتے ہین پہر جب جنابت مین تسمیہ جائز ہوئی تو حالت حدث مین اسکا کہنا کیونکر منع ہوگا اسکے
سوا یہ حدیث ضعیف ہے زیلعی نے کہا یہ معلول ہے اور معارض ہے معلول اسوجہ سے کہ ابن دقیق العید نے امام مین لکہا
کہ سعید بن ابی عروبہ اخیر عمر مین مختلط ہوگیا تہا (اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا) تو جسنے اختلاط سے پہلے سنا اسکی روایت
صحیح ہے ابن عدی نے کہا احمد بن حنبل نے کہا یزید بن زریع نے اس سے اختلاط کے پہلے سنا ہے اور روایت کیا اسکو نسائی

شعبہ سے اونہون نے قتادہ سے اوسمین یہ نہین ہے کہ نہین روکا مجہکو اخیر تک اور روایت کیا اسکو حماد بن سلمہ وغیرہ نے
سے کہ ہونا مرسل ہے اونہون نے مہاجر سے منقطع تھا تو اس حدیث مین تین علتین ہوئین دوسری حدیث ابو داؤد نے روایت
کیا اپنے سنن مین محمد بن ثابت عبدی سے اونہون نے نافع سے کہا مین عبد اللہ بن عمر کے ساتھ ایک کام کو گیا حضرت ابن عباس پاس
اونہون نے جب حاجت سے فراغت پائی تو کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک کوچہ مین سے گذرے اور آپ
پاخانہ یا پیشاب سے فارغ ہو کر نکلے تھے اتنے مین ایک شخص نے آپکو سلام کیا آپنے جواب نہ دیا پھر آپنے دیوار پر ہاتھ
مارا اور منہ پر مسح کیا پھر ایک ہاتھ مارا اور دونو ہاتھون پر مسح کیا کہنیون تک پہر ہتھیلی پر بعد اوسکے فرمایا مجھے نہین روکا
جواب دینے سے مگر یہ کہ مین طہارت سے نہ تھا زیلعی نے کہا نووی نے خلاصہ مین کہا محمد بن ثابت عبدی اکثر محدثین کے
نزدیک قوی نہین ہے اور انکار کیا ہے بخاری وغیرہ نے اسپر اس حدیث کی رفع کرنے مین اونہون نے کہا صحیح یہ ہے کہ حدیث
موقوف ہے ابن عمر پر انتہے اور معارض ہے اُن دونو حدیثون کے وہ جو روایت کیا بخاری اور مسلم نے کریب سے اونہون
نے ابن عباس سے اونہون نے کہا مین ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضہ کے پاس سویا جو بی بی تھین حضرت رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم کی اخیر تک اوسمین یہ ہے کہ آپ آدہی رات کو یا اوسکے بعد جاگے اور نیند کو اپنے منہ سے پونچہنے لگے پہر دس
آیتین اخیر سورہ آل عمران کی پڑہین پہر ایک لٹکی مشک کی طرف اُٹہے اور وضو کیا اچھی طرح پہر کہڑے ہو کر نماز پڑہی اس حدیث سے
ذکر الہی اور قرأت قرآن کا جواز حالت حدث مین نکلتا ہے البتہ صحیحین کی حدیث سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپنے سلام
کا جواب دینے کے لیے تیمم کیا چنانچہ بخاری اور مسلم نے ابو جہیم سے نکالا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل کی طرف سے
آئے ایک شخص ملا اسنے سلام کیا آپنے جواب نہ دیا یہانتک کہ دیوار پاس آئے وہان مسح کیا اپنے منہ اور ہاتہون پر پہر جواب
دیا اسکو سلام کا اور امام مسلم نے اپنی سند اس قصے مین ابن عمر تک نہین پہونچائی لیکن اونہون نے روایت کیا ضحاک
بن عثمان سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ ایک شخص گذرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے
تہے اسنے سلام کیا آپنے جواب نہ دیا اس روایت مین تیمم کا ذکر نہین ہے اور روایت کیا اسکو بزار نے اپنے مسند مین ابو بکر
سے جو ایک شخص تہا عمر بن خطاب رض کی آل مین سے اُسنے روایت کی نافع سے اونے ابن عمر سے یہی قصہ اوسمین یہ
ہے کہ آپنے سلام کا جواب دیا اور فرمایا مینے اسلیے جواب دیا تو یہ کہے مین نے آپ کو سلام کیا آپنے جواب نہ دیا
اُس سے پہر جب تو مجہکو اس حال مین دیکھے تو سلام مت کیجیو کیونکہ مین جواب نہین دونگا تجہکو اور ذکر کیا اس حدیث کو
عبد الحق نے احکام مین بزار کے سند سے پہر کہا یہ ابو بکر بیٹا ہے عمر بن عبد الرحمان بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب کا انتہے اور
کیا اس کا مالک نے اور کوئی برائی نہین لیکن ضحاک بن عثمان کی روایت اس سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ ضحاک ابو بکر سے زیادہ

ثقہ ہے اور شاید یہ دو واقع ہوں انتہی ابن القطان نے اپنی کتاب میں اسپر اعتراض کیا اور کہا کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا
کہ یہ ابوبکر عمر بن عبد الرحمن کا بیٹا ہے اور حدیث میں نہ اسکا نام مذکور ہے نہ اسکے باپ اور دادا کا میں کہتا ہوں
اس بات کی تصریح سند سراج میں ہے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن ادریس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے عبد اللہ بن رجا نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابوبکر بن عمر بن عبد الرحمان بن عبد اللہ بن عمر
بن خطاب نے اونہوں نے روایت کی نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے پہر ذکر کیا اسی روایت کو اور روایت کیا ابن
ماجہ نے سنن میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے اونہوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ ایک شخص گذرا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر اور آپ پیشاب کر رہے تہے اوسنے سلام کیا آپ نے فرمایا جب تو مجھکو اس حالت میں دیکھے تو سلام مت کر
کیونکہ اگر تو ایسا کریگا تو میں تجھکو جواب نہ دونگا اور روایت کیا اسکو بزار نے اسمیں یہ ہے کہ سلام کا جواب نہیں دیا

تیسری حدیث امام بیہقی نے عدم وجوب تسمیہ پر استدلال کیا ہے اس حدیث سے جسکو روایت کیا چاروں سنن والوں نے
علی بن یحیی بن خلاد سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے اپنے دادا سے اونہوں نے اپنے چچا رفاعہ بن رافع سے
اس شخص کے قصے میں جسنے بری طرح نماز پڑہی تہی آپنے فرمایا جب تو کہڑا ہو تو وضو کر جسطرح سے اللہ نے تجھکو حکم کیا
اور ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے ایک کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک وضو پورا نہ کرے جسطرح اللہ نے حکم دیا پہر
دہووے منہ اپنا اور دونو ہاتھ اپنے کہنیوں تک اور مسح کرے سر پر اور دہووے دونو پاؤں دونو ٹخنوں تک پہر تکبیر کہے
اللہ عز وجل کی اور حمد کرے اسکی یعنی الحمد پڑہے پہر جو قرآن پڑہ سکے پڑہے پہر تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور اپنا منہ جما دے یا
پیشانی جما دے فرمایا زمین پر یہانتک کہ سب جوڑوں کو آرام ہو جاوے پہر تکبیر کہے اور سیدہا بیٹھ جاوے اخیر تک ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن ہے ابن قطان نے کہا یحیی بن علی بن خلاد کا حال معلوم نہیں اسکا باپ علی ثقہ تہا اور اسکے دادا یحیی
بن خلاد سے بخاری نے روایت کی ذہبی نے میزان میں کہا یحیی بن علی بن خلاد بن رافع زرقی روایت کرتا ہے اپنے باپ سے
وہ اپنے دادا سے وہ اپنے چچا رفاعہ بن رافع سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تو وضو کر جسطرح
اللہ نے حکم دیا تجھکو ابن قطان نے کہا یحیی بن علی اسی حدیث سے پہچانا جاتا ہے روایت کی اس سے اسمعیل بن جعفر
نے اور میں نے اسمیں ضعف نہیں پایا میں کہتا ہوں لیکن وہ مجہول ہے) امام بیہقی نے کہا ہمارے اصحاب نے حجت لی ہے
اس حدیث سے عدم وجوب تسمیہ میں مترجم کہتا ہے اور ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس حدیث سے یہ حجت پوری نہیں ہوتی اگرچہ
یہ حدیث امام شوکانی نے بروایت بیہقی ذکر کی ہے پر اسکے دوسرے طریقے ذکر نہیں کیے جو سنن اربعہ میں موجود ہیں اسلیے
ہمنے اسکو دوبارہ ذکر کیا امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں دلیل کی عدم وجوب تسمیہ پر اسی مہاجر بن قنفذ کی حدیث

سے جو اوپر گذری لیکن انکی روایت مین ایک تو یہی سعید بن ابی عروبہ ہے جو اخیر مین بگڑ گیا تہا دوسرے سعید سے عبد الوہاب بن عطا
خفاف روایت کرتا ہے اور وہ ضعیف ہے مضطرب الحدیث ہے امام احمد نے کہا اور نسائی نے کہا وہ قوی نہین ہے تا پہر
کہا امام طحاوی نے خدا ہمپر اور انپر رحم کرے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکروہ جانا اللہ کا
نام لینا مگر طہارت پر اور سلام کا جواب اسوقت دیا جب وضو کر چکے تو اس سے یہ نکلا کہ آپنے بسم اللہ کہنے سے پہلے وضو کیا اور
یہی مطلوب ہے (اور جواب اس حدیث سے اوپر گذر چکا اور وہ استدلال کے لائق نہین ہے) امام طحاوی نے کہا یہ جو حدیث ہے
وضو نہین اسکا جو اللہ کا نام نلیوے سو اسکے یہ معنی بہی ہین جو بسم اللہ واجب کہنے والون نے سمجہے ہین اور یہ بہی معنے ہو
کہ وضو اسکا کامل نہین اور اسکی نظیر یہ حدیث ہے وہ مسکین نہین جسکو ایک لقمہ یا دو لقمے پہیر دیتے ہین اس سے یہ غرض نہین کہ
ایسا شخص بالکل مسکین نہین ہے تا کہ اوسپر صدقہ حرام ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ کامل مسکین نہین ہے پہر بیان کیا اس حدیث
کو کئی طریقون سے اور روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ مومن وہ نہین ہے جو رات کو پیٹ بہر کر سووے اور اسکا ہمسایہ بہوکا رہے
اور جواب اس نظیر کا وہی ہے کہ کامل ہونیکا معنے ہمارے مخالف نہین کیونکہ جب اجزا مین سے کوئی جزو گہٹ جاوے تو اسکو
بہی ناقص اور ناکامل کہ سکتے ہین پہر امام طحاوی نے ایک اور دلیل بیان کی وہ یہ کہ نکاح اور بیوع وغیرہ مین تسمیہ شرط نہین تو وضو
مین بہی نہو گی اور یہ دلیل کافی نہین ہے کیونکہ شارع کا اختیار ہے کہ جس عبادت مین چاہے تسمیہ شرط رکہے جسمین چاہے نہ رکہے
علاوہ اسکے نکاح اور بیوع عبادات نہین ہین تو قیاس وضو کا انپر بیجوڑ ہے اور نظیر اسکی ذبح ہے کیونکہ ذبح مین تسمیہ شرط
ہے اور امام طحاوی نے یہ تاویل کی ہے کہ ذبح مین تسمیہ بیان ملت کے لیے ہے ہم کہتے ہین کہ وضو کے شروع مین تسمیہ بہی بیان
امتیاز کے لیے ہے تا کہ وضو ممتاز ہو جاوے عادتاً منہ ہاتھ دہونے سے واللہ اعلم حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا
جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتَى اَهْلَهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا
فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهٗ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبد اللہ (مدینی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
جریر بن عبد الحمید نے انہون نے روایت کی منصور بن معتمر سے اونہون نے سالم بن ابی الجعد سے انہون نے کریب سے انہون نے
ابن عباس سے وہ پہونچاتے تہے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ نے فرمایا اگر تم مین کا ایک جب اپنی بی بی کے پاس
آوے (یعنے اس سے صحبت کرنا چاہے) تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا یعنے اللہ کے نام سے یا اللہ
بچا ہمکو شیطان سے اور دور رکہہ شیطان کو اس سے جو تو ہمکو عنایت فرماوے (یعنی ہماری اولاد سے) پہر ان دونوکو اولاد ملے تو شیطان
اسکو نقصان نہ دیگا **ف** قسطلانی نے کہا یہ کلام وہ اس حدیث کو پہونچاتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کریب کا

کلام سے مطلب اوس کا یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف نہیں ہے بلکہ مستند ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک لیکن احتمال ہے کہ ابن
عباس نے یہ حدیث کسی صحابی سے سنی ہو اور اسنے حضرت سے اور احتمال ہے کہ بلا واسطہ آپ سے سنی ہو اور شیطان کے نقصان نہ پہنچا سکنے کا مطلب ہے کہ شیطان کا اوس پر تسلط
نہ ہوگا اور وہ شیطان کے اغوا سے محفوظ رہیگا یا یہ معنے ہیں کہ شیطان اوسکو خبطی نہ کریگا اور اوسکے عقل یا بدن کو ضرر
نہ پہونچاویگا یا پیدایش کے وقت اوسکو نہ چانددیگا یا کافر نہ بنا دیگا اور ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اپنی سند سے
مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب آدمی اپنی بی بی سے صحبت کرے اور بسم اللہ نہ کہے تو شیطان اوسکے ذکر پر لپٹ جاتا ہے
اور اسکے ساتھ صحبت کرتا ہے اور یہی مقصد ہے اس آیت کا لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان انتہی حافظ ابن حجر نے کہا
اس حدیث کی بحث خارج ہے تو کتاب النکاح میں آویگی کرمانی نے کہا اونہوں نے ایک نسخہ میں دیکھا جو فربری پر پڑھا
گیا تھا مصنف سے کہا گیا جو شخص عربی اچھی طرح نہیں جانتا فارسی میں بسم اللہ کہے اونہوں نے کہا ہاں

باب

ما یقول عند الخلاء پاخانہ جاتے وقت کیا کہے حدثنا آدم قال حدثنا شعبۃ عن عبد العزیز بن صہیب
قال سمعت انسا یقول کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء قال اللہم انی اعوذ بک من
الخبث والخبائث تابعہ ابن عرعرۃ عن شعبۃ وقال غندر عن شعبۃ اذا اتی الخلاء وقال موسی
عن حماد اذا دخل وقال سعید بن زید حدثنا عبد العزیز اذا اراد ان یدخل ترجمہ حدیث بیان کی
ہمسے آدم (بن ابی ایاس) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے اونہوں نے روایت کی عبد العزیز بن صہیب سے
اونہوں نے کہا میں نے سنا انس سے وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ کے اندر جانے (یعنے جانے
لگتے) تو فرماتے یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری شیطانوں اور شیطانیوں سے (یا برائی اور گناہوں سے) ف یہ دونوں جمع
ہیں خبیث اور خبیثہ کے ابن اعرابی نے کہا خبث شر کلام میں گالی مذہب میں کفر طعام میں حرام شراب میں مضر
ترمذی کی روایت میں ہے اعوذ باللہ من الخبث والخبیث یا من الخبث والخبائث شک کے ساتھ غرض خبث میں با
کو ضمہ ہے یا اسکون ضمہ کی صورت میں جمع ہے خبیث کی یعنی شیطان اور خبائث جمع خبیثہ کی یعنے شیطانی اور اس حدیث کو عمری
نے روایت کیا اسمیں یہ ہے جب تم پاخانہ جاؤ تو یہ کہو بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث اور اسناد اسکا مسلم کی
شرط پر ہے (فتح مختصرا) ف متابعت کی آدم بن ابی ایاس کی محمد بن عرعرہ نے شعبہ سے (یہ روایت مولف نے دعوات
میں نکالی) اور غندر (محمد بن جعفر بصری) نے شعبہ سے روایت کی اوسمیں یہ ہے جب آپ آتے پاخانہ کو (یہ بزار نے
روایت کی اپنی مسند میں محمد بن بشار سے اونہوں نے غندر سے اور احمد بن حنبل نے غندر سے روایت کی اوسمیں یہ ہے
جب پاخانہ جاتے) اور موسی (بن اسمعیل تبوذکی) نے حماد (بن سلمہ بن دینار بصری) سے روایت کی (یہ حماد ابدال میں سے

ہوئی اور ہوتی بشرط نکاح کیسے پر اولاد نہ ہوئی کیونکہ ابدال کی اولاد نہیں ہوتی) اسمین یہ ہے جب پائخانہ کے اندر جانے
کا ارادہ کرے (اسکو بیہقی نے وصل کیا ہے) اور سعید بن زید نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن صہیب نے اوسمین یہ ہے کہ جب
ارادہ کرے پائخانہ کے اندر جانے کا ف یہ سعید بن زید بن درہم جہضمی بصری بہائی حماد بن زید کا اور اسکی روایت کو
مولف نے ادب مفرد میں وصل کیا اسمین یہ ہے حدیث بیان کی ہمسے ابو النعمان نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے سعید بن زید نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن صہیب نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے
انس نے اور اس تعلیق کے لانیسے یہ غرض ہے کہ پائخانہ کے اندر جانے سے یہاں مراد اندر جانے کا ارادہ کرنا ہے حافظ
ابن حجر نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ دعا ہر موقع پر پڑہنا چاہیے جب حاجت کرنے لگے پائخانہ میں ہو یا اور کسی مقام میں مثلاً بن
میں پیشاب کرے اور پائخانہ میں اگر حاجت کو جاوے تو اندر گہسنے سے پیشتر یہ دعا پڑہے اور جو پائخانہ نہ ہو تو جب
حاجت شروع کرنے لگے مثلاً کپڑے اوٹہاوے اُسوقت کہے یہی مذہب ہے جمہور کا اور سعید بن زید سچا ہے بعضوں نے
اسکے حافظے میں کلام کیا ہے اور امام بخاری نے اس کے سوا اس تعلیق کے اور کوئی روایت اس کتاب میں نہیں
کی اور متابعت کی سعید کی اس لفظ پر عبد الوارث نے اور نکالا اسکو بیہقی نے اپنے طریق سے اور وہ بخاری کی شرط پر ہے
اور یہاں شراح کو ایک اشکال ہوا ہے وہ یہ کہ مولف نے پائخانہ اور استنجا کی ابواب کو وضو کے ابواب کے بیچ میں کیوں بیان
کیا اس سے پہلے بہی وضو کا ذکر ہے اور اسکے بعد بہی وضو کے ابواب ہیں کرمانی نے کہا امام بخاری حسن ترتیب
کو نہیں دیکہتے ہیں بلکہ اونکی غرض حدیث کا نقل کرنا ہے اور جو متعلق ہے حدیث کے تصحیح سے پہر اس تقریر کو خود کرمانی نے
دوسرے مقاموں میں باطل کیا ہے اور تعجب ہے کرمانی سے کہ انہوں نے امام بخاری کی طرف ایسی نسبت کی حالانکہ ایسا
کام ہی نہ ہوا جیسا امام بخاری نے کیا ہے ویسا اور کسی مصنف کا معلوم نہیں ہوا یہانتک کہ ایک جماعت ائمہ نے کہا کہ
امام بخاری کی فقہ اونکے تراجم ابواب میں ہے البتہ اس مقام میں جو انہوں نے ترتیب کہی ہے اُس سے بادی الرائے میں
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکو ترتیب کا چندان خیال نہیں مگر کتاب الصلوٰۃ میں ابواب کی ترتیب بہت عمدہ ہے اور یہاں
پائخانہ جانیکا بہی ذکر بے مناسبت نہیں کیونکہ پہلے باب میں یہ بیان کیا کہ وضو کے شروع میں بلکہ ہر حال میں
اللہ کا نام لینا مشروع ہے اور یہی نظیر ہے دوسرے باب کی یعنی جیسے پائخانہ جانے وقت اللہ کا ذکر مشروع ہے اب اس
باب کے ذیل میں استنجا کے باقی آداب اور شرائط بہی بیان کر دیے پہر وضو کا بیان شروع کیا جو اصلی مقصد اس کتاب
کا ہے انتہے مختصراً قسطلانی نے کہا مولف نے وہ حدیث بیان نہ کی جسمیں پائخانہ سے نکلنے کی دعا ہے کیونکہ وہ انکی
شرط پر نہ تہی اور وہ حدیث ہے حضرت عائشہ کی ابن حبان اور ابن خزیمہ کے صحیحوں میں کہ حضرت جب پائخانہ سے نکلتے تہے

تو فرماتے تھے غفرانک اور ابن ماجہ نے انس سے روایت کی آپ جب پاخانہ سے نکلتے تو فرماتے الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی اور دارقطنی نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا الحمد للہ الذی اخرج عنی ما یوذینی وامسک علی ما ینفعنی انتہی نیل الاوطار میں ہے کہ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں پاخانہ جانیکی یہ دعا نقل کی بسم اللہ اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث اور ابن ماجہ نے جو حدیث انس سے روایت کی اوسکے اسناد میں ہارون بن اسحق ہے نسائی نے اوسکو ثقہ کہا اور تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے اور عبدالرحمان محاربی ہے محمد کا بیٹا ابن معین اور نسائی نے اسکو ثقہ کہا اور تقریب میں ہے اسمیں کچھ برائی نہیں ہے وہ تدلیس کرتا تھا امام احمد نے کہا اور اسمعیل بن مسلم ہے اگر وہ عبدی ہے تو ثقہ کہا اسکو ابو حاتم نے اور اگر بصری ہے تو ضعیف ہے اور دونوں حسن سے روایت کرتے ہیں اور روایت کیا اسحدیث کو نسائی اور ابن السنی نے ابوذر سے اور سیوطی نے رمز کیا اسکی صحت پر مترجم کہتا ہے ابن ابی شیبہ نے اسکو موقوفاً روایت کیا ابوذر پر

باب وضع الماء عند الخلاء

پانی کے پاس پانی رکھنا حدثنا عبداللہ بن محمد قال حدثنا ھاشم بن القاسم قال حدثنا ورقاء عن عبید اللہ بن ابی یزید عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل الخلاء فوضعت له وضوء قال من وضع ھذا فاخبر فقال اللھم فقھه فی الدین ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن محمد (مسندی جعفی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہاشم (ابو النضر تیمی لیثی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ورقاء (بن یشکری) نے انہوں نے روایت کی عبید اللہ بن ابی یزید سے انہوں نے ابن عباس رض سے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ میں گئے میں نے انکے لیے وضو کا پانی رکھا (کہ آپ پاخانہ سے فراغت پاکر اس سے وضو کریں اور بعضوں نے کہا استنجے کے لیے رکھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا (پاخانہ سے نکلکر) یہ پانی کسنے رکھا ہے لوگوں نے کہا (یعنی میمونہ انکی خالہ نے) ابن عباس نے رکھا ہے فرمایا اللہ اسکو سمجھ دے دین میں ف تیمی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے دعا کا اوس شخص کے لیے جو خدمت کرے ابن منیر نے کہا آپ نے جو سمجھ کی دعا کی اس خدمت کے بدلے اسکی مناسبت یہ ہے کہ ابن عباس نے عقلمندی کی اور تین کاموں میں (یعنی پانی پاخانہ کے اندر لیجانے اور باہر رکھنے اور بالکل پانی نہ رکھنے) اونہوں نے دوسرا کام اختیار کیا جو مناسب تھا اور یہ انکی دانائی کی دلیل تھی تو مناسب ہوا اور زیادہ سمجھ حاصل ہونے کی دعا کرنا ایسے لڑکے کے لیے جو چھٹپن میں اتنا عاقل ہو (فتح)

باب لا تستقبل القبلة بغائط او بول الا عند البناء جدار او نحوه

پیشاب پاخانے کیوقت قبلے کیطرف منہ نہ کرنا چاہیے مگر کسی عمارت کے پاس جیسے دیوار وغیرہ کے درست ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے جو حدیث اس باب میں ذکر کی اس سے پاخانہ کے وقت قبلے کیطرف منہ اور پیٹھ کرنیکی مطلقاً ممانعت نکلتی ہے میدان میں ہو یا عمارت میں اور مولف نے جو عمارت کے پاس قبلے کیطرف منہ

کرنے کا جواز ترجمہ باب مین ثابت کیا ہے حدیث سے نہین نکلتا اسکے تین جواب دئے ہین ایک یہ کہ حدیث مین غائط کا لفظ ہے اور
غائط اسی جگہہ کو کہتے ہین جو میدان مین ہو اور یہ جواب اسمعیلی نے دیا اور یہی قوی ہے سب مین دوسرے یہ کہ قبلے کیطرف منہ کرنا یا
پیٹھہ یہ میدان مین صادق آویگا اور جب عمارت کی آڑ ہو لی تو قبلے کیطرف منہ اور پیٹھہ نہ ہوا یہ ابن منیر نے کہا ہے اسپر
یہ اعتراض ہوتا ہے کہ پھر عمارت کی آڑ مین نماز درست نہ ہونا چاہیے کیونکہ قبلے کیطرف منہ نہ ہوا تیسرے یہ کہ استثنا عمارت
کا ابن عمر کی حدیث سے نکلتا ہے جو آگے آویگی اگرچہ یہ حدیث دوسرے باب مین مذکور ہے مگر بلحاظ حدیث ہونیکے گویا یہ دونو
ایک ہی ہے یہ ابن بطال نے کہا اور ابن تین نے اسکو پسند کیا مگر اس جواب کا مقتضی یہ ہے کہ تفصیل تراجم کا کوئی معنے نہ رہے
اگر کوئی اعتراض کرے کہ تم نے غائط کو حقیقی معنے پر کیون محمول کیا اور اسکو عام کیون نہ رکھا تاکہ وہ میدان اور عمارت دونو
کو شامل ہو جاوے خاصکر ایسی حالت مین جب صحابی نے جو اس حدیث کا راوی ہے یہی عام معنے سمجھا ہو کیونکہ اس صحابی نے
کہا جیسے مصنف نے قبلہ اہل مدینہ مین ذکر کیا کہ پھر ہم شام مین آئے وہان کھڈیون کو دیکھا قبلے کیطرف بنی ہوئین ہم منہ پھیر
مڑ جاتے تھے اور استغفار کرتے تھے اسکا جواب یہ ہے کہ ابو ایوب نے غائط کو اپنے حقیقی اور مجازی معنے مین عام کیا ہو اسوجہ
سے کہ انکو تخصیص کی حدیث نہین پہونچی ہوگی اور اگر ابن عمر کی حدیث اس تخصیص پر دلالت نہ کرتی تو ہم بھی تعمیم کے قائل
ہوتے لیکن عمل کرنا دونو دلیلون پر اولے ہے ایک کو لغو کردینے سے اور جابر سے یہ روایت ہے نکالا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ
وغیرہم نے وہ جواز تائید کرتی ہے اسکی اور احمد کا لفظ یہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے قبلے کیطرف
پیٹھہ کرنے سے یا قبلے کیطرف منہ کرنے سے جب ہم پیشاب کرین پھر مین نے آپکو دیکھا وفات سے ایک سال پہلے آپ قبلے کیطرف
منہ کرکے پیشاب کرتے تھے اور حق یہ ہے کہ یہ روایت نہی کی حدیث کا ناسخ نہین ہے جیسے بعضون نے گمان کیا بلکہ یہ محمول ہے
اسپر کہ جابر نے آپ کو عمارت مین ایسا کرتے دیکھا ہوگا بلکہ آپ کی عادت ایسی ہی تھی آپ مبالغہ کرتے پردہ پوشی مین اور ابن
عمر نے جو آپکو دیکھ لیا یہ بلا قصد تھا جیسے آگے آویگا یہی ایسی ہی جابر کی روایت ہے اور یہ دعوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
یہ خصوصیت تھی بلا دلیل ہے کیونکہ خصائص احتمال سے ثابت نہین ہوتی اور ابن عمر کی حدیث سے جو آگے آویگی قبلہ کیطرف
پیٹھہ کرنیکا عمارت مین جواز نکلتا ہے اور جابر کی حدیث سے منہ کرنیکا اور اگر جابر کی حدیث نہ ہوتی تو صرف ابن عمر کی حدیث سے پیٹھہ
کرنیکا جواز نکلتا اور منہ کرنیکا قیاس پیٹھہ کرنے پر نہ ہو سکتا کیونکہ منہ کرنا بہ نسبت پیٹھہ کرنیکے زیادہ سخت ہے اور بعض
لوگون نے صرف ابن عمر کی حدیث سے پیٹھہ کرنا جائز رکھا ہے اور منہ کرنا جائز نہین کہا اور یہ نقل کیا گیا ہے امام ابو حنیفہ اور امام احمد
سے اور جمہور علما یہ کہتے ہین کہ میدان مین منہ کرنا اور پیٹھہ کرنا دونو ناجائز ہین اور عمارت مین دونو درست ہین اور یہی مذہب ہے
مالک اور شافعی اور اسحق کا اور یہی متوسط ہے تمام اقوال مین کیونکہ اس مذہب پر تمام دلیلون پر عمل ہوتا ہے اور اسکی وجہ یہی ہے

جو اوپر ابن منیر سے نقل ہوئی کہ عمارت میں منہ کرنا دیوار وغیرہ کی طرف مضاف ہے تو عرفاً ہے اور بعض علماء نے کہا کہ میدان
اور عمارت دونوں برابر ہیں اور ہر جگہ منہ اور پیٹھ کرنا حرام ہے اور یہی مشہور قول ہے ابو حنیفہ اور احمد اور ابو ثور صاحب شافعی کا نے
بھی یہی کہا ہے اور مالکیہ میں سے ابن عربی نے اسی کو ترجیح دی ہے اور ظاہریہ میں سے ابن حزم نے اور انکی دلیل یہ ہے کہ نہی متفقہ
ہے باحاجت پر اور ان لوگوں نے جابر کی حدیث کو صحیح نہیں کہا اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ میدان اور عمارت دونوں میں مطلقاً
جائز ہے اور یہی قول ہے عائشہ اور عروہ اور ربیعہ اور داؤد کا اونہوں نے یہ کہا کہ احادیث اس باب میں متعارض ہیں تو اصل اباحت
قائم رہی تو یہ چار مذہب ہوئے جو مشہور ہیں علماء سے اور نووی نے شرح مہذب میں انکے سوا اور کوئی مذہب بیان نہیں کیا حالانکہ
اس مسئلہ میں تین مذہب اور ہیں ایک یہ کہ عمارت میں پیٹھ کرنا درست ہے بدلیل حدیث ابن عمر کے اور منہ کرنا جائز نہیں ابو یوسف
کا یہی قول ہے دوسرے یہ کہ منہ کرنا اور پیٹھ کرنا عمارت اور صحرا دونوں میں نادرست ہے یہانتک کہ بیت المقدس کی طرف بھی
جو منسوخ قبلہ ہے اور یہی منقول ہے ابراہیم اور ابن سیرین سے بدلیل معقل اسدی کی حدیث کے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونوں قبلوں کی طرف منہ کرنے سے پیشاب یا پاخانہ میں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسمیں ایک
راوی مجہول ہے اور بفرض صحت اس حدیث کے خطاب اہل مدینہ کو ہے اور جو انکی سمت پر ہو کیونکہ اہل مدینہ جب بیت المقدس کی طرف
منہ کرتے ہیں تو کعبہ کی طرف پیٹھ ہوتی ہے تو علت حرمت کی کعبہ کی طرف پیٹھ ہونا ہے نہ بیت المقدس کی طرف منہ ہونا اور
خطابی نے یہ دعوی کیا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا حرام نہیں ہے بالاجماع علماء بشرطیکہ اوس وقت منہ کرنے سے کعبہ کی طرف پیٹھ
ہو اور یہ اجماع کا دعوی صحیح نہیں ہے کیونکہ ابراہیم اور ابن سیرین کا اسمیں خلاف ہے جیسے ہم نے بیان کیا اور بعض شافعیہ
بھی اسی کے قائل ہوئے ہیں نقل کیا اسکو ابن ابی الدم نے تیسرے یہ کہ حرمت خاص ہے اہل مدینہ سے اور جو انکی سمت پر
ہوں لیکن جن لوگوں کا قبلہ مشرق یا مغرب کی طرف ہو انکو منہ کرنا اور پیٹھ کرنا دونوں درست ہیں کیونکہ حضرت نے
فرمایا مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف یہ ابو عوانہ کا قول ہے جو صاحب تھا مزنی کا انتہی مختصراً حدثنا آدم

قال حدثنا ابن ابی ذئب قال حدثنا الزهری عن عطاء بن یزید اللیثی عن ابی ایوب الانصاری
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی احدکم الغائط فلا یستقبل القبلۃ ولا یولّها
ظهرہ شرّقوا او غرّبوا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم (بن ابی ایاس) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
(محمد بن عبد الرحمن بن مغیرہ بن حارث) ابن ابی ذئب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (محمد بن مسلم) زہری نے اونہوں
نے روایت کی عطاء بن یزید لیثی (جنداعی تابعی مشہور) سے اونہوں نے ابی ایوب (خالد بن زید بن کلیب) انصاری سے یہ ابو ایوب
کبار صحابہ میں سے ہیں جنگ بدر میں شریک تھے اور حضرت جب پہلی بار مدینہ میں تشریف لائے تھے تو انہی کے گھر اوترے تھے اونہوں نے

وفات پائی روم کے جہاد میں سنہ ۵۰ ہجری میں اور بعضوں نے کہا اوسکے بعد اس کتاب میں انسے سات حدیثیں مروی ہیں) انہوں
نے کہا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پائخانہ میں آوے تو قبلے کیطرف منہ نہ کرے اور نہ پیٹھ
کرے اسطرف **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ پیٹھ کرے اسطرف پیشاب یا پائخانہ میں اور
یہاں پائخانہ سے مراد وہ فضلہ ہے جو دبر سے نکلتا ہے اور پہلے پائخانہ سے جگہ مراد ہے حاجت کی اور وجہ اس ممانعت کی
یہ ہے کہ قبلے کیطرف نجاست چھوڑنا تعظیم اور ادب کے خلاف ہے اور بعضوں نے کہا وجہ ممانعت کی کشف عورت ہے اسصورت
اس صورت میں جہاں کشف عورت ہو تو قبلے کیطرف ممانعت ہوگی مثلاً وطی میں بھی ابن شاس مالکی نے یہ قول نقل کیا
ہے اور شاید اس مذہب والے نے دلیل لی ہے مؤطا کی روایت سے مت منہ کرو قبلے کیطرف اپنی شرمگاہوں کے ساتھ لیکن مراد اس
سے یہی ہے کہ حاجت اسطرف پھر و انتہے مختصراً **ف** لیکن پورب یا پچھم کیطرف منہ کرو **ف** یہ حکم خاص اہل مدینہ سے
اور جنکا قبلہ اسیطرف ہے جسطرف اہل مدینہ کا ہے لیکن جسکا قبلہ مشرق یا مغرب کیطرف ہو اوسکو اتر یا دکھن کیطرف منہ کرنا
چاہیے (قسطلانی) نیل الاوطار میں ہے احمد اور مسلم نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا جب تم میں سے
کوئی اپنی حاجت کیلیے بیٹھے تو قبلے کیطرف منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اسطرف اور روایت کیا ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ
اور امام احمد نے کہ حضرت صلعم نے فرمایا میں تمہارے باپ کیطرح ہوں تمکو سکھلاتا ہوں (یعنی جیسے باپ شفقت اور پیار
سے چھوٹی اور بڑی سب باتیں اپنے بچوں کو سکھاتا ہے اور بچوں کی بھلائی اور بہتری کا خواہاں اور جویاں رہتا ہے
ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے محبت ہے بلکہ باپ کی کیا حقیقت ہے آپ سو درجہ باپ سے زیادہ ہیں اور
انکا احسان ہزاروں ماں باپ سے زیادہ ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پھر جب تم میں سے کوئی پائخانے کو آوے تو قبلے کیطرف
منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اسطرف اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے اخیر تک اس حدیث کو امام مالک نے بھی روایت کیا
اور اس باب میں ابوایوب سے صحیحین میں مروی ہے جیسا آگے آویگا اور سلمان سے صحیح مسلم میں اور عبداللہ بن حارث بن
جزء سے سنن ابن ماجہ اور ابن حبان میں اور معقل بن ابی معقل سے سنن ابوداؤد میں اور سہل بن حنیف سے مسند
دارمی میں مترجم کہتا ہے ابوایوب کی حدیث تو ابھی امام بخاری کی روایت سے بیان ہوئی اور آگے بھی اسکا ذکر آویگا اور سلمان کی حدیث
یہ ہے ہم سے مشرکوں نے کہا ہم دیکھتے ہیں تمہارے صاحب کو وہ تم کو ہر چیز سکھلاتے ہیں یہانتک کہ پائخانہ اور پیشاب کرنا بھی سلمان
نے کہا بیشک آپنے ہمکو منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے یا قبلے کیطرف منہ کرنے سے (پاخانہ پھرنے میں) اور منع کیا ہمکو گوبر اور ہڈی
سے استنجا کرنے سے اور آپنے فرمایا ہے کوئی تم میں استنجا نہ کرے تین پتھروں کے بغیر یا تین پتھروں سے کم میں اور عبداللہ
بن حارث بن جزء زبیدی کی حدیث یہ ہے میں پہلا ہوں وہ شخص جسنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی تم

سے پیشاب نہ کرے قبلے کیطرف اور مین نے سب سے پہلے یہ حدیث لوگون سے بیان کی اور معقل بن ابی معقل اسدی کی حدیث یہ
ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون قبلون کیطرف پاخانہ یا پیشاب مین منہ کرنے سے اور سہل بن حنیف
کی حدیث یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا تم میرے ایلچی ہو مکہ والون کیطرف تم کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تمکو سلام کہتے ہین اور حکم کرتے ہین جب تم نکلو (حاجت کے لیے) تو مت منہہ کرو قبلے کیطرف اور مت پیٹہہ کرو اسطرف
امام شوکانی نے ابو سعید خدری کی حدیث کو بیان نہین کیا جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے کہ انہون نے گواہی دی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ نے منع کیا قبلے کیطرف منہ کرنے سے پاخانہ یا پیشاب مین اور ایک روایت مین ابن ماجہ
کے ابو سعید سے یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مجھکو کہڑے ہوکر پانی پینے سے اور قبلے کیطرف منہ کرکے پیشاب
کرنے سے) اور یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ پیشاب یا پاخانے مین قبلے کیطرف منہ کرنا یا قبلے کیطرف پیٹہہ کرنا درست نہین ہے
اور اختلاف کیا ہے علمانے اسمین کئی اقوال پر پہلا قول یہ ہے کہ یہ امر مطلقاً جائز نہین نہ جنگلون مین نہ عمارت مین اور
یہی قول ہے ابو ایوب انصاری صحابی کا اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور ثوری اور ابو ثور اور احمد کا ایک روایت مین ایسا ہی کہا
امام نووی نے شرح مسلم مین اور بحر مین ہے کہ اکثر علما کا یہی قول ہے اور ابن حزم نے محلی مین اسکو نقل کیا ہے ابو ہریرہ
اور ابن مسعود اور سراقہ بن مالک اور عطا اور اوزاعی اور سلف صحابہ اور تابعین سے (مترجم کہتا ہی کہ یہی قول حق ہے
اور یہی مذہب ہے محققین علماء حدیث کا اور یہی قوی ہی باعتبار دلیل کے) دوسرا قول یہ ہی کہ مطلقاً جائز ہے صحرا مین ہو
یا عمارت مین اور یہی قول ہے عروہ بن الزبیر اور ربیعہ امام مالک کے شیخ کا اور داؤد ظاہری کا ایسا ہی نقل کیا نووی
نے شرح مسلم مین انسے اور یہی مذہب ہے امیر حسین کا تیسرا قول یہ ہے کہ صحرا مین حرام ہے بستی مین حرام نہین ہے اور اسی
طرف گئے ہین مالک اور شافعی اور یہی مروی ہے عباس بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن عمر اور شعبی اور اسحق بن راہویہ
اور احمد بن حنبل سے ایک روایت مین بتصریح کی اسکی نووی نے شرح مسلم مین اور بحر مین عبد اللہ بن عباس کو زیادہ کیا
اور فتح الباری مین ہی کہ جمہور کا یہی مذہب ہے چوتہا قول یہ ہی کہ قبلے کیطرف منہ کرنا تو کہین جائز نہین نہ جنگل
مین نہ بستی مین لیکن پیٹہہ کرنا دونو جگہہ درست ہی اور یہ ایک روایت ہی ابو حنیفہ اور احمد رحمہما اللہ تعالی سے پانچوان
قول یہ ہے کہ یہ ممانعت تنزیہ کے لیے ہے بطور ادب کے تو ایسا کرنا مکروہ ہی اور یہی مذہب ہے امام قاسم بن ابراہیم کا اور اشارہ
کیا اسکی طرف احکام مین اور قاضی زید نے کہا کہ امام ہادی علیہ السلام کا یہی مذہب ہے اور بحر مین ہے کہ مؤید باللہ
اور ابو طالب اور ناصر اور نخعی کا یہی قول ہے اور ایسی ہی ایک روایت ہی ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل اور ابو ثور اور ابو ایوب
انصاری سے چہٹا قول یہ ہے کہ عمارت مین پیٹہہ کرنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف کا ذکر کیا یہ فتح الباری مین ساتوان

قول یہ ہے کہ مطلقاً حرام ہے یہانتک کہ بیت المقدس کیطرف بھی منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے اور یہ منقول ہے ابراہیم اور ابن سیرین
سے جیسے فتح الباری میں ہے اور دونوں قبلوں میں فرق نہیں کیا امام نے بھی نقل کیا لیکن انہوں نے تصریح کی کہ وہ مکروہ ہے
آٹھواں قول یہ ہے کہ حرمت خاص ہے اہل مدینہ سے اور جو اہل مدینہ کی سمت پر ہوں لیکن جنکا قبلہ مشرق ہو یا مغرب
انکو منہ کرنا اور پیٹھ کرنا درست ہے یہ ابو عوانہ نے کہا جو مزنی کے صاحب ہیں پہلے مذہب والوں نے ان احادیث سے استدلال
کیا جو ممانعت میں آئی ہیں جیسے ابو ایوب کی حدیث ہے اور ابو ایوب اور سلمان کی اور اور لوگوں کی جو اوپر گذریں ان لوگوں
نے کہا کہ ممانعت اسیوجہ سے ہے کہ قبلے کی حرمت کے خلاف ہے اور یہ بات دونوں جگہ حاصل ہے جنگل میں ہو یا عمارت
میں اور اگر حائل کافی ہوتا تو جنگل میں بھی جائز ہوتا کیونکہ جنگل میں بھی آخر پہاڑ دریا وادی وغیرہ ضرور حائل ہونگے
اور ابن عمر کی حدیث جو وارد ہوئی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کیطرف منہ کیے ہوئے اور کعبہ کیطرف پیٹھ کیے ہوئے
دیکھا حاجت میں اسکا یہ جواب دیا ہے کہ شاید یہ فعل ممانعت سے پہلے ہو گا اس صورت میں یہ حکم منسوخ ہو تصریح کی اسکی
ابن حزم نے اور جابر کی حدیث جو وارد ہوئی کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب میں قبلہ کیطرف منہ کرنے سے
پھر میں نے وفات سے ایک سال پہلے دیکھا کہ آپ قبلے کیطرف منہ کیے ہوئے تھے (حاجت میں) اسکا یہ جواب دیا ہے کہ اسکی اسناد میں ابان بن
صالح ہے اور وہ مشہور نہیں یہ ابن حزم نے کہا اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جابر کی حدیث کو ترمذی اور بزار نے حسن کہا اور
بخاری اور ابن السکن نے اسکو صحیح کیا اور بہتر جواب یوں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل قول کا معارضہ نہیں کر سکتا جیسے علم
اصول میں ثابت ہو چکا ہے اور وہ جو حدیث حضرت عائشہ کی وارد ہوئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر ہوا
کہ بعض لوگ برا جانتے ہیں اپنی شرمگاہوں کو قبلے کیطرف کرنا آپ نے فرمایا لوگوں نے ایسا کیا اچھا میرے پاخانہ کی بیٹھک
کو قبلے کیطرف پھیر دو اسکا جواب دیا ہے کہ اسکی اسناد میں خالد بن ابی الصلت ہے اور وہ مجہول ہے ہم نہیں جانتے
وہ کون ہے ابن حزم نے کہا ذہبی نے اسکے ترجمہ میں لکھا کہ یہ حدیث اسکی منکر ہے اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ امام نووی نے
شرح مسلم میں کہا کہ اسناد اسکا حسن ہے مترجم کہتا ہے کہ امام ذہبی معرفت رجال میں اور تنقید حدیث میں امام نووی سے
زائد ہیں انہوں نے میزان میں لکھا کہ خالد بن الصلت جو عراک سے نقل کرتا ہے وہ عراک سے وہ عائشہ سے کہ میری پاخانہ
کی بیٹھک قبلے کیطرف پھیر دو یہ پہچانا نہیں جاتا منفرد ہوا اس سے یہ روایت کرنے میں خالد حذا اور یہ حدیث منکر ہے
اسکو حذا نے عراک سے روایت کی اور کبھی ایک شخص سے اوس نے عراک سے اور خالد بن ابی الصلت سے روایت کی ہے سفیان
بن حسین اور مبارک بن فضالہ وغیرہما نے اور ابن حبان نے اسکو ثقات میں لکھا میں نہیں جانتا کسیکو کہ اس نے ضعیف کیا
اسکو لیکن یہ حدیث منکر ہے دوسرے امام نووی نے اسناد کو حسن کہا اور اسناد کی حسن ہونے سے حدیث کا حسن ہونا لازم نہیں آتا جیسے

فابان بن صالح

فخالد بن ابی الصلت

اصول حدیث مین مقرر ہو چکا ہے) دوسرے مذہب والون نے دلیل لی ہے ابن عمر اور جابر اور عائشہ کی حدیثون سے اونکا ذکر آگے
آویگا ان لوگون نے کہا کہ یہ حدیثین ممانعت کی حدیثون کی ناسخ ہین تیسرے مذہب والون نے دلیل لی ہے ابن عمر اور عائشہ کی حدیثون
سے کیونکہ یہ دونو واقعے عمارت مین تھے یہ لوگ کہتے ہین اس توجیہ سے احادیث مین جمع ہو جاتا ہے اور جہانتک ممکن ہو احادیث
مین جمع کرنا واجب ہے حافظ نے فتح مین کہا یہ عدل ہے تمام اقوال مین کیونکہ اس مذہب پر سب دلیلون پر عمل ہوتا ہے اور رد
کرتی ہے اس مذہب کو جابر کی حدیث جو آگے آویگی کیونکہ اسمین عمارت کی قید نہین ہے اور کبھی اون کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ جابر کی روایت
ایک حکایت ہے جو عام نہین ہو سکتی اور اسکی تحقیق آگے کے باب مین آویگی اور وہ جو ابن عمر سے مروی ہے کہ اسکی ممانعت
میدان مین ہوتی تھی جیسے آگے آویگا اس مذہب کو قوی کرتا ہے چوتھے مذہب والون نے دلیل لی ہے سلمان کی حدیث سے
جو صحیح مسلم مین ہے اور اسمین صرف منہ کرنیکی ممانعت ہے اور یہ مذہب باطل ہے کیونکہ احادیث صحیحہ مین پیٹھ کرنے کی ممانعت
موجود ہے لو جب زیادت صحیح ہو تو اسپر عمل کرنا واجب ہے پانچوین مذہب والون نے عائشہ اور جابر اور ابن عمر کی حدیث سے
دلیل لی ہے اور اسکا ذکر آگے آویگا اون لوگون نے کہا کہ یہ حدیثین نہی کو معنے حقیقی سے کراہت کی طرف پھیرتی ہین
اور یہ قریب ہے اور جابر کی حدیث سے یہ نہین نکلتا کیونکہ ان دونو حدیثون مین حکایت ہے ایک فعل کی اور قول کے معارض نہین
ہوتا جیسے علم اصول مین ثابت ہو چکا ہے اور ممانعت کی حدیث مین جو یہ لفظ ہے منہ مت کرو یہ خطاب ہے امت کے لیے البتہ
اگر حضرت عائشہ کی حدیث صحیح ہوتی تو اس سے یہ بات نکلتی چھٹے مذہب والون نے ابن عمر کی حدیث سے دلیل لی ہے کیونکہ
اسمین یہ ہے کہ انہون نے حضرت کو دیکھا حاجت مین پیٹھ آپکی قبلے کی طرف تھی اور منہ شام کی طرف تھا اسمین بھی
وہی اعتراض ہے جو اوپر گذرا ساتوین مذہب والون نے دلیل لی ہے ابو داؤد کی روایت سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے دونون قبلون کی طرف منہ کرنے سے پیشاب یا پاخانہ مین ابن ماجہ نے بھی اسکو روایت کیا حافظ نے فتح مین کہا
یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسمین ایک راوی مجہول الحال ہے اور بر تقدیر صحت مراد اس سے اہل مدینہ مین اور وہ لوگ جو انکی سمت
مین کیونکہ وہ جب بیت المقدس کی طرف منہ کرتے ہین تو کعبے کی طرف پیٹھ ہوتی ہے پس علت ممانعت کی کعبے کی طرف پیٹھ
کرنا ہے نہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا اور خطابی نے دعوی کیا ہے اجماع کا اسپر کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا حرام نہین ہے
بشرطیکہ کعبہ کی طرف پیٹھ نہ ہوتی ہو اور اسمین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابراہیم اور ابن سیرین کا اسمین خلاف ہے پس اجماع
کہان ہوا انتہی اور بحر مین ہے کہ عطا اور زہری اور منصور باللہ اور مذہب کا یہی قول ہے آٹھوین مذہب والون نے دلیل
لی ہے اس قول سے کہ پورب یا پچھم کی طرف منہ کرو اور یہ استدلال نہایت واہی اور رکیک ہے اور جب تو یہ سب مذہب جان چکا
اور انکی دلیلین بھی معلوم کر چکا تو اب جو ٹھیک ہے وہ تجھپر پوشیدہ نہ رہیگا اور قریب اسکی تصریح آویگی اور یہ مقام شرح کے

کے مقاموں میں سے ہے انتہے پہر امام شوکانی نے دوسرے باب میں ابن عمر کی حدیث کہ میں ایکدن ام المومنین حفصہ کے گہر
پر چڑہا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا حاجت کرتے ہوئے شام کیطرف آپکا منہ تہا اور کعبے کیطرف پیٹھ تہی لکہی اور بیان
کیا کہ اس حدیث سے کعبے کیطرف پیٹھ کرنا حاجت کے وقت جائز نکلتا ہے اور اس سے دلیل لی ہے اس شخص نے جو منہ کرنا اور
پیٹھ کرنا دونو جائز جانتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ یہ حدیث ناسخ ہے ممانعت کی حدیثوں کی اور اعتقاد اوسکا یہ ہے کہ یہہ
فعل مطلقاً مباح ہے اور یہی حدیث حجت لی ہے اُسنے جسنے عدم جواز کو خاص کیا ہے صحرا سے جیسے گذرا اور جسنے عمارت
میں کعبے کی طرف پیٹھ کرنا جائز سمجہا ہے اور جسنے ممانعت کو خاص کیا ہے منہ کرنے سے نہ پیٹھ کرنے سے خواہ جنگل میں ہو یا
بستی میں اور یہ چار مذہب ہیں ان آٹھ مذہبوں میں سے جو اوپر گذرے پہر بیان کیا جابر کی حدیث کو اور کہا جابر کی حدیث
کو بزار اور ابن جارود اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور دارقطنی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور
ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بزار نے اسکو حسن کہا اور ابن السکن نے اور نووی نے اوس میں توقف
کیا ہے اور ابن عبد البر نے اس حدیث کو ضعیف کہا بوجہ ابان بن صالح قرشی کے حافظ نے کہا ابن عبد البر نے وہم کیا کیونکہ ابان
بن صالح بالاتفاق ثقہ ہے اور ابن حزم کا یہ کہنا کہ وہ مجہول ہے غلط ہے ان دونو حدیثوں سے نسخ نہیں نکلتا ممانعت کی
احادیث کا کیونکہ وہ قولی ہیں اور یہ حکایت ہے ایک فعل کی اور عائشہ کی حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ابن حزم نے
محلی میں کہا کہ یہ حدیث ساقط ہے اور خالد بن ابی الصلت اسکی اسناد میں مجہول ہے ذہبی نے کہا یہ حدیث منکر ہے
اور اگر یہ حدیث ثابت ہوتی تو جواز کی دلیل تمام ہو جاتی کیونکہ اور حدیثوں میں یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ شاید جواز آپکا خاصہ
ہو اور علاوہ اسکے فعل معارض نہیں ہوتا قول کے پہر یہ حدیث صحیح نہیں اور اعتبار کے قابل نہیں اس صورت میں
انصاف یہی ہے کہ مطلقاً ممانعت کا قول صحیح ہے جبتک نسخ یا تخصیص یا معارضہ کی کوئی دلیل قائم نہ ہو اور ایسی دلیل
کوئی ہمکو معلوم نہیں ہوئی اور وہ جو ابوداؤد نے مروان اصفر سے روایت کیا انہوں نے کہا میں نے ابن عمر کو دیکہا انہوں
نے اپنی اونٹنی قبلے کیطرف بٹہائی پیشاب کرنیکو اسکی آڑ میں میں نے کہا اے ابو عبد الرحمن کیا اس سے منع نہیں کیا
گیا انہوں نے کہا بیشک منع کیا گیا مگر یہ ممانعت اسی حالت میں ہے جب میدان میں ایسا کرے لیکن جب تیرے اور قبلے کے
بیچ میں کوئی چیز آڑ ہو جو تجہکو ڈہانپ لیوے تو کوئی قباحت نہیں تو اس سے سکوت کیا ابوداؤد نے اور ابوداؤد سے روایت
صحیح ہوئی کہ وہ سکوت اسی روایت سے کرتے ہیں جو صالح ہو اور حجت لانیکے لائق ہو اور ایسا ہی سکوت کیا اس سے منذری نے اور نہیں
کلام کیا اسپر تخریج سنن میں اور حافظ ابن حجر نے اسکو تلخیص میں ذکر کیا اور اسپر کلام نہیں کیا اور فتح میں کہا ہے کہ اسکو ابوداؤد اور حاکم نے
باسناد حسن روایت کیا اور یہ دلیل ہے اس شخص کی جو کہتا ہے یہ ممانعت صحرا میں ہے عمارت میں نہیں پس اگر یہ صحیح ہے تو یہی مطلقاً

ابان بن صالح

ممانعت نہین نکلتی بلکہ اُسوقت جب کوئی چیز آڑے نہ ہو اور شاید ابن عمر نے اسلیے کہا کہ اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ام المومنین حفصہ کے گھر مین قبلے کیطرف پیٹھ کیے ہوئے دیکھا حاجت مین تو وہ سمجھے کہ ممانعت میدان مین ہے نہ عمارت مین
اور کچھہ صحابی کی حجت نہین جیسے اصول مین ثابت ہوچکا ہے اور روایت کیا بیہقی نے عیسیٰ خیاط کے طریق سے مین نے
شعبی سے کہا مجھے تعجب ہوتا ہے ابوہریرہ اور ابن عمر کے اختلاف سے نافع نے ابن عمر سے روایت کیا کہ مین اُم المومنین حفصہ
کے گھر مین گیا میری نگاہ ناگہان جا پڑی تو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پائخانہ دیکھا قبلے کیطرف اور ابوہریرہ نے
کہا جب کوئی تم مین سے پائخانہ کو جاوے تو قبلے کیطرف مُنہ نہ کرے اور نہ قبلے کیطرف پیٹھ کرے شعبی نے کہا دونون نے سچ
کہا ابوہریرہ کا قول تو جنگل سے متعلق ہے کیونکہ اللہ کے بعضے بندے ہین فرشتے اور جن کہ وہ نماز پڑھتے ہین اونکے
سامنے کوئی پیشاب یا پائخانہ نہ کرے اُن کی طرف پیٹھ کرے اور تمہارے پائخانے تو گھر کیطرح ہین جو بنائے گئے وہان قبلہ
نہین ہے اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے مختصراً انتہی منصور باللہ اور غزالی اور ضمیری کا یہ قول ہے کہ پائخانہ یا پیشاب مین چاند اور
سورج اور تارون کیطرف بھی منہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ شریف ہین اللہ نے انکی قسم کہائی ہے تو مشابہ ہوئے کعبہ کے
ایسا ہی ہے بحر مین اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہین اور کراہت پر یہ دلیل لائی گئی ہے کہ حکیم ترمذی نے حسن سے روایت کیا کہ
مجھہ سے بیان کیا سات صحابیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کیا اور وہ ابوہریرہ اور جابر اور عبداللہ بن عمرو اور عمران بن
حصین اور معقل بن یسار اور عبداللہ بن عمر اور انس بن مالک ہین ان مین سے کوئی دوسرے سے زیادہ بیان کرتا ہے حدیث
مین کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہانے کی جگہہ پیشاب کرنے سے اور منع کیا تھمے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے سے اور
منع کیا سڑک پر پیشاب کرنے سے اور منع کیا کہ آدمی پیشاب کرے اسطرح کہ اُسکی شرمگاہ سورج یا چاند کیطرف کہلی ہو
پھر بیان کی ایک لمبی حدیث پانچ ورق مین اسیطرح حافظ نے کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی کچھہ اصل نہین اور وہ عباد
بن کثیر کی تراشی ہوئی ہے اور مدار اس حدیث کا اسی پر ہے نووی نے شرح مہذب مین کہا یہ حدیث باطل ہے ابن الصلاح نے
کہا عباد بن کثیر کی یہ روایت مشہور نہین اور وہ ضعیف ہے اور ایسی بحث اس مسئلہ کی تو سوا اس کتاب کے اور کسی کتاب
مین نہ پاویگا اور شاید تو غور کے بعد کہین جو مینے لکھا اور کسی کا محتاج نہ ہوگا انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے یہ عباد
بن کثیر جسنے یہ حدیث حسن سے روایت کی بڑا عابد اور زاہد تھا پر حدیث کی روایت مین اسکا اعتبار نہین ابن معین نے
کہا وہ کچھہ نہین بخاری نے کہا ترک کیا اُسکو ابن ادریس نے کہا شعبہ استغفار نہین کرتے تھے عباد بن کثیر کے لیے اور نسائی نے
کہا متروک ہے سفیان ثوری اسکے جنازے پر نہین گئے ابن مبارک نے کہا مین سفیان پاس گیا وہ کہتے تھے عباد بن
کثیر کی حدیث سے بچو ابن مبارک نے کہا مینے عباد بن کثیر سے افضل کوئی نیک باتون مین کسی کو نہین دیکھا لیکن

عباد بن کثیر کا حال

حدیث اوسکی کچھ نہین ابن معین نے کہا اسکی حدیث نہین لکھی جاویگی ذہبی نے کہا عباد نے کئی حدیثین روایت کین جو منکر اور موضوع اور باطل ہین پہر بیان کیا اونمین سے کئی احادیث کو میزان مین آسے نکلتا ہے کہ عبادت اور زہد اور درویشی اور چیز ہے اور حدیث کا علم دوسری چیز ہے ہر کسے را بہر کاری ساختند **باب** مَنْ تَبَرَّزَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ جو شخص دو اینٹین رکھکر پایخانہ پہرے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهٖ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ اِذَا قَعَدْتَ عَلٰى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَقَدِ ارْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهٖ وَقَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَوْرَاكِهِمْ فَقُلْتُ لَا اَدْرِيْ وَاللّٰهِ قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَلَا يَرْتَفِعُ عَنِ الْاَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْاَرْضِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو مالک (بن انس) نے اونہون نے روایت کی یحییٰ بن سعید (انصاری مدنی) سے اونہون نے محمد بن یحییٰ بن حبان (انصاری نجاری مازنی) سے اونہون نے اپنے چچا واسع بن حبان (بن منقذ) سے (انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور انکو صحابی ہے) اونہون نے روایت کی عبداللہ بن عمر رض سے وہ کہتے تھے بعض لوگ (جیسے ابو ایوب اور ابوہریرہ اور معقل اسدی) کہتے ہین جب تو بیٹھے حاجت کے لیے تو مت منہ کر قبلے کیطرف اور نہ بیت المقدس کیطرف (مقدس بفتح میم اور سکون قاف اور کسر دال اور بضم میم اور تشدید دال مفتوحہ دونو طرح صحیح ہے) تو عبداللہ بن عمر نے کہا البتہ مین ایک دن چڑہا اپنے گہر کے چہت پر تو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا دو اینٹو نپر بیٹھے ہوئے حاجت کے لیے منہ اپکا بیت المقدس کیطرف تہا **ف** حافظ نے کہا عبید اللہ بن عمر کی روایت مین جو آگے آویگی یہ ہے کہ مین حفصہ کے گہر کی چہت پر چڑہا یعنے اپنی بہن کے اور مسلم کی روایت مین اس کی تصریح ہے اور ابن خزیمہ کی روایت مین یون ہے مین حفصہ بنت عمر پاس گیا اور گہر کی چہت پر چڑہا اس صورت مین بہن کے گہر کو اس روایت مین اپنا گہر کہا کیونکہ بہن کو بہائی سے بڑا تعلق ہے یا حفصہ کا گہر دوسری روایت مین اسلیے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کو اسی گہر مین رکہا اور گہر حفصہ کے پاس رہا یہانتک کہ وہ مر گئین پہر عبداللہ اُسکے وارث ہوئے اور اُسکو اپنا گہر اسلیے کہا اس روایت مین کہ اخیر مین وہ اونکے پاس آیا کیونکہ یہ حفصہ کے حقیقی بہائی تہے ابن خزیمہ کی روایت مین یہ ہے مینے نظر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف آپ اپنے پایخانے مین تہے اور ایک روایت مین انکی یہ ہے مینے آپ کو دیکھا آپ حاجت کو اکڑے ہوئے تہے ایک اینٹ کی آڑ کیے ہوئے اور حکیم ترمذی نے بسند صحیح روایت کیا مینے دیکھا آپ کو

پاخانہ مین اور ابن عمر کی نیت انکو جہانکنے کی نہ تہی بلکہ کسی ضرورت سے چہت پر چڑہے تہے جیسے بیہقی نے نافع کے طریق
سے روایت کیا تو انکی نظر بلا قصد پڑ گئی اور اس حالت مین بہی انہون نے یہ نظر خالی نہ جانے دی بلکہ ایک حکم شرعی حاصل
کیا اور شاید انہون نے قصدًا پیٹہ کیطرف سے آپکو دیکہا ہو اور اس سے ابن عمر کی حرص معلوم ہوتی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
حالات ڈہونڈہنے مین اور آپکی پیروی کرنے مین اور وہ ایسے ہی تہے رضی اللہ عنہ (فتح) ف عبد اللہ بن عمر
نے کہا تو شاید ان لوگون مین سے ہے جو لپیٹ کر چوتڑون پر نماز پڑہتے ہین ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ خطاب واسع کو ہے
جنہون نے اس حدیث کو ابن عمر سے روایت کیا اور غلطی کی اُسنے جسنے سمجہا کہ یہ جملہ مرفوع ہے اور امام مالک نے کہا چوتڑون پر
نماز پڑہنا یہ ہے کہ اپنا پیٹ چوتڑون سے لگاوے سجدے مین اور یہ خلاف ہے اس شکل کے جسکا حکم ہوا سجدے مین وہ کیا ہے کہ
پیٹ کو رانون سے الگ کرنا اور نہایہ مین ہے اسکی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ گہٹنون کو بچہا دے اور چوتڑ پر ٹیکا دیوے یعنی
سرین مین سے لگا دے ایسا ہی شکل ہے کہ اس جملہ کو لگانے سے مسئلہ سے کیا نسبت ہے بعضون نے کہا مطلب ابن عمر کا یہ ہے کہ تو
سنت سے ناواقف ہے کیونکہ اگر واقف ہوتا تو یہ بہی جانتا کہ یہ ممانعت میدان مین ہے یا فرق کرتا کعبے اور بیت المقدس مین اور
کنایہ کیا اس مطلب کا اس طرح کہ تو ان لوگون مین سے ہے جو چوتڑون پر نماز پڑہتے ہین کیونکہ ایسا کرنے والا ضرور سنت سے
جاہل ہوگا یہ کرمانی کی تقریر ہے اور اسمین جو تکلف ہے وہ ظاہر ہے اور سیاق عبارت مین یہ مذکور نہین کہ واسع نے
پہلا مسئلہ ابن عمر سے پوچہا تہا تاکہ وہ انکو نسبت دیتے طرف جہالت کے اور بفرض تسلیم یہ کہنا کہ جو شخص چوتڑ پر سجدہ کریگا
وہ پاخانہ کی سنتون سے بہی ناواقف ہوگا صحیح نہین اسلیے کہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص چوتڑ پر سجدہ کرے لیکن پاخانہ کے
آداب سے واقف ہو اور عمدہ وجہ مناسبت کی وہ ہے جو امام مسلم کی روایت سے معلوم ہوتی ہے انکی روایت مین ہے واسع سے کہ
انہون نے کہا مین مسجد مین نماز پڑہ رہا تہا اور عبد اللہ بن عمر بیٹہے تہے جب مین نماز پڑہ چکا تو ایک طرف سے مڑا اور انکے
پاس گیا انہون نے کہا بعض لوگ کہتے ہین پہر بیان کیا حدیث کو اخیر تک تو شاید ابن عمر نے واسع سے سجدے مین کوئی
ایسی بات دیکہی جو انکے نزدیک صحیح نہ تہی تو انہون نے دریافت کیا اُسکو یہ جملہ کہکر اور پہلے پاخانے کا مسئلہ بیان
کیا اسلیے کہ وہ مرفوع ہوا اور محقق روایت ہے انکے نزدیک ثابت تہا تو اسکو مقدم کیا اس امر مظنون پر اور یہ بہی احتمال ہے کہ
یہ قول بعض لوگون کا انہون نے قریب مین سنا ہو تو انکو بہلا لگا کہ واسع جو تابعی تہے اس حکم کو پہچانین تاکہ نقل کرین
اسکو آگے اسکے علاوہ ان دونون مسئلون مین بہی خاص طرح سے ایک مناسبت نکل سکتی ہے اس طرح سے کہ شاید جو شخص
اپنا پیٹ سرین سے لگا کر سجدہ کرتا تہا وہ یہ بہی سمجہتا تہا کہ قبلے کیطرف شرمگاہ کرنا ہر حالت مین مکروہ ہے جیسے اوپر ہم نے
بیان کیا کہ علت نہی بعضون کے نزدیک یہی ہے اور نماز مین چار حالتین ہین قیام اور رکوع اور سجود اور قعود اور ان سب

حالتوں میں شرمگاہ چوتڑوں کے بیچ میں چھپ سکتی ہے مگر جب سجدہ میں پیٹ کو چوتڑوں سے علیحدہ رکھے تو یہ بات
ممکن نہیں اسلیے اوسنے سجدہ میں پیٹ کو چوتڑوں سے لگایا تاکہ شرمگاہ کا سامنا قبلے سے نہو حالانکہ یہ فعل عبث اور
مبالغہ تہا اور سنت کے خلاف ہے اور شرمگاہ کا سامنا نہونے کے لیے لباس کافی ہے جیسے قبلہ کیطرف استنجا کرنے میں
دیوار کی آڑ کافی ہے تو جب ابن عمر نے اس تابعی سے پہلا حکم بیان کیا تو دوسرے حکم کیطرف بہی اشارہ کر دیا وہ لیتے
دیکھکر جو سجدے میں اون تابعی کی دیکھی ہوگی اب واسع کا یہ کہنا کہ میں نہیں جانتا دلالت کرتا ہے کہ ابن عمر کے گمان کا ٹہیک
خیال نہ تہا اور اسی وجہ سے ابن عمر نے اونپر سختی نہیں کی زجر میں واللہ اعلم مترجم کہتا ہے سبحان اللہ اللہ بخشے حافظ ابن حجر کو اور اونکے
مراتب بلند کرے کیسی عمدہ مناسبت اسمقام میں بیان کی جو اور شارحوں کو نہ سوجہی ف میں نے کہا میں نہیں جانتا
قسم خدا کی کہ میں اون لوگوں میں سے ہوں یا نہیں یا میں نہیں جانتا کہ استقبال کعبہ اور بیت المقدس کا حکم کیا ہے حدیث با
میں امام مالک نے کہا چوتڑوں پر نماز پڑہنا یہ ہے کہ آدمی نماز پڑہے اور زمین سے اونچا نہو یعنے سجدہ اسطرح کرے کہ زمین
سے لگا رہے یعنے پیٹ رانوں سے لگا دے اور زمین پر پڑ جاوے **بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْبَرَازِ** عورتوں کا میدان میں
نکلنا پاخانہ کے لیے یعنے جنگل کو جانا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا
تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي عِشَاءً وَكَانَتِ امْرَأَةً
طَوِيلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يَنْزِلَ الْحِجَابُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْحِجَابَ
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن بکیر نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث ابن سعد نے انہوں نے کہا حدیث بیان
کی مجہسے عقیل نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے اونہوں نے عروہ (بن زبیر) سے اونہوں نے (ام
المومنین حضرت) عائشہ (صدیقہ رض) سے اونہوں نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیاں رات کو
نکلتی تہیں جب پاخانہ کو جاتیں مناصع کیطرف (مناصع وہ مقامات ہیں جو مدینہ کے باہر ہیں بقیع کیطرف
اور مناصع ایک کہلا میدان ہے) تو حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے تہے کہ پردہ میں رکہیے اپنی
بی بیوں کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردے کا حکم نہیں دیتے تہے تو ام المومنین سودہ بنت زمعہ آپکی بی بی ایک رات
کو نکلیں عشا کے وقت اور وہ ایک عورت تہیں لنبے قد کی (جو عورتوں میں مل نہ سکتیں) حضرت عمر نے انکو آواز دی آگاہ رہو ہمنے
تمکو پہچان لیا اے سودہ (حضرت عمر نے یہ اسلیے کہا) انکو حرص تہی پردے کی یعنے وہ یہ چاہتے تہے کہ پردے کا حکم اترے ف حضرت عمر نے جو رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اپنی عورتوں کو پردے میں کیجیے اسکا یہ مطلب نہ تہا کہ اونکو گہر کے باہر نکلنے سے منع کر
دیجیے کیونکہ حضرت عمر نے پردے کی آیت اترنے کے بعد سودہؓ سے کہا جیسے آگے آویگا اور احتمال ہے کہ غرض حضرت عمرؓ کی پہلے یہ ہو
کہ آپ اپنی عورتوں کو منہ ڈہانپنے کا حکم کریں جب یہہ غرض انکی حاصل ہوئی تو انہوں نے پہر یہ چاہا کہ انکے جثے بہی پردے
میں رہیں تاکہ پردہ پوشی پوری ہوجاوے اور آپ نے اسکا حکم نہ دیا کیونکہ اسمیں حرج تہی اور یہ احتمال زیادہ ظاہر ہے اور حضرت
عمر آیت حجاب کو ان حکموں میں شمار کرتے تہے جو اونکی رائے کے موافق اتری جیسے سورہ احزاب کی تفسیر میں آویگا اس صورت
میں کہا پہلی بیبیوں کی پردہ پوشی پاخانے جاتے وقت پہلے یہ تہی کہ اندہیرے میں نکلتی تہیں تا کوئی نہ دیکہے جیسے حضرت عائشہ
نے اس حدیث میں کہا کہ وہ رات کو نکلتی تہیں اور قریب ہے کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں جو انکی تہمت کے باب میں ہے یہ
آویگا کہ میرے ساتہ ام مسطح نکلی مناصع کیطرف اور وہ ہمارا پاخانہ تہا اور ہم نہیں نکلتی تہیں مگر رات کو پہر دوسری
رات تک ٹہیری تہیں بعد اوسکے حجاب کا حکم اترا انہوں نے کپڑوں سے اپنے تئیں چہپایا لیکن جثے اونکے کبہی معلوم ہوجاتے
اور اسی لیے حضرت عمر نے حجاب اترنے کے بعد سودہ سے کہا قسم خدا کی تم ہمسے پوشیدہ نہیں ہو (گو کپڑوں سے بدن ڈہنپا
ہے) بعد اسکے پاخانے گہروں میں بنائے گئے اب پوری پردہ پوشی ہوگئی جیسے اسی تہمت کی حدیث میں ہے کہ یہ واقعہ پاخانے
بننے سے پہلے کا ہے اور تہمت کا قصہ حجاب کی آیت اترنے سے پہلے کا ہے اور اسکی شرح اپنے مقام میں خدا چاہے تو آویگی
انتہی (فتح) ت پہر اللہ تعالی نے حجاب (پردہ) اتارا **ف** مستملی کی روایت میں یوں ہے کہ پہر اللہ تعالی نے پردے
کی آیت اتاری ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں زیادہ کیا زبیدی کی روایت سے انہوں نے ابن شہاب سے کہ پہر اللہ تعالی نے پردہ
اتارا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اخیر تک اور سورہ احزاب کی تفسیر میں آویگا کہ اس آیت کے
اترنے کی یہ وجہ ہوئی کہ حضرت زینب بنت جحش کا ولیمہ ہوا اور تین صحابی کہانا کہا کر حجرہ ہی میں جمے رہے اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے شرم کی اونکو باہر جانے کیلیے حکم دینے میں تب حجاب کی آیت اوتری اور قریب ہے کہ حضرت عمر کی حدیث
آویگی جس میں ہے عرض کیا یا رسول اللہ آپکی بیبیوں تک نیک اور بد سب قسم کے لوگ جاتے ہیں کاش آپ انکو حکم کیجیے پردہ کرنے کا اسوقت
حجاب کی آیت اتری اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں مجاہد کے طریق سے روایت کیا کہ ایک بار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہانا کہا رہے تہے آپکے ساتہ بعض صحابہ تہے اور حضرت عائشہ بہی کہاتی تہیں اتنے میں ایک مرد کا ہاتہ حضرت عائشہ
کے ہاتہ سے لگ گیا یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا معلوم ہوا تب حجاب کی آیت اتری اور ان سب قصوں میں جمع اس
طور ہوگا کہ حجاب کے اسباب متعدد ہوئے اور زینب کا قصہ آخری سبب ہے کیونکہ قصہ آیت حجاب میں مذکور ہے یا آیت حجاب سے
بعض قصوں میں یہ آیت مراد ہو یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ یعنی ڈالی رہیں اپنے اوپر گہونگٹ اپنے (فتح) قسطلانی نے کہا کہ

کہ سودہ بنت زمعہ حضرت عمر کی اخیر خلافت میں مریں اور بعضوں نے کہا معاویہ کی خلافت میں ۵۴ھ میں اور حجاب کا
مسئلہ اُن گیارہ مسئلوں میں سے ہے جنمیں حضرت عمر رض کی رائے کی موافق قرآن اترا اور اسکی تفصیل سورۂ احزاب کی تفسیر میں آویگی
بعون اللہ وقوتہ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ فِي حَاجَتِكُنَّ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي الْبَرَازَ
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے زکریا ابن یحیی بن صالح اللولوی بلخی حافظ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو اسامہ
(حماد بن اسامہ کوفی نے) اونہوں نے روایت کی ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے سنا اپنے باپ (عروہ بن زبیر) سے اُنہوں نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُنہوں نے خبر دی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا تمکو اجازت ہوئی حاجت کیلئے نکلنے کی ہشام نے
کہا حضرت عائشہ کی مراد حاجت سے پائخانہ ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کا پورا بیان کتاب التفسیر میں
اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہ حجاب اترنیکے بعد نکلیں حاجت کے لیے اور وہ فربہ عورت تھیں حضرت
عمر نے اونکو دیکھا تو کہا اے سودہ قسم خدا کی تم ہمسے چھپی ہوئی نہیں ہو تو دیکھو کیسے نکلتی ہو یہ سنکر وہ لوٹیں اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آپ رات کا کھانا کھا رہے تھے آپ پر وحی آئی آپنے فرمایا تمکو اجازت ہے
حاجت کے لیے نکلنے کی ابن بطال نے کہا اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ عورتوں کو اپنے ضروری کاموں کے لیے نکلنا اور پھرنا
درست ہے اور اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مرد عورتوں سے راہ میں بات کر سکتے ہیں ضرورت کے وقت اور یہ بھی نکلا کہ آدمی
اپنی ماں کو دین کی نصیحت کر سکتا ہے کیونکہ سودہ ماں تھیں مومنوں کی اور یہ بھی نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امور
شرعیہ میں وحی کا انتظار کرتے کیونکہ آپنے حجاب کا حکم نہ دیا باوجود حستیابہ کے یہانتک کہ آیت حجاب اتری اسیطرح
نکلنے کی اجازت نہ دی جب تک وحی نہ اوتری انتہی ملخصًا قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آیت میں جس حجاب
کا حکم ہے وہ یہ نہیں کہ گھروں سے باہر نہ نکلیں یہ اور قسم کا حجاب ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ چادروں سے اپنے تئیں چھپالیویں اسطرح
کہ سوا دونوں آنکھوں کے اور کوئی عضو کھلا نہ رہے **باب التَّبَرُّزِ فِي الْبُيُوتِ** گھروں میں پائخانہ پھرنے کا
بیان **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مولف اس باب کو اگلے باب کے بعد اسواسطے لائے تاکہ یہ معلوم ہو کہ عورتوں کا پائخانہ کے
لیے نکلنا ہمیشہ نہیں رہا بلکہ پھر پائخانے گھروں میں بن گئے اب انکو نکلنے کی حاجت نہ رہی مگر ضرورت سے مترجم کہتا ہے
اگلے باب سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے میں عورتیں بھی پائخانہ کے لیے جنگل کو جاتیں
اس سے شاید کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ پائخانہ کے لیے جنگل ہی میں جانا چاہیے اور گھر میں پائخانہ بنانا نادرست ہے پس
امام بخاری اس باب کو لائے تاکہ معلوم ہو کہ گھر میں بھی پائخانہ بنانا درست ہے حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ

حدثنا انس بن عياض عن عبيد الله عن محمد بن يحيى بن حبان عن واسع بن حبان عن عبد الله
ابن عمر قال ارتقيت فوق ظهر بيت حفصة لبعض حاجتي فرأيت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقضي حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے (ابو ذر کی روایت
مین کشمیہنی سے اور روایتون مین حدثنا ہی) ابراہیم بن منذر (قرشی حزامی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
انس بن عیاض (ابو ضمرہ لیثی مدنی) نے انہون نے روایت کی عبید اللہ (بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن
خطاب) سے انہون نے محمد بن یحیی بن حبان سے اونہون نے اپنی چچا واسع بن حبان سے اونہون نے عبد اللہ بن
عمر سے اونہون نے کہا مین ام المومنین حفصہ کے گہر کے چہت پر چڑہا کسی کام کے لیے تو مینے جناب رسولخدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ حاجت کر رہے تہے قبلے کیطرف پیٹھ کیے ہوے شام کیطرف منہ کیے ہوے (حافظ
ابن حجر نے کہا اس سند کے کل راوی مدینے والے ہین) حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا يزيد قال اخبرنا
يحيى عن محمد بن يحيى بن حبان ان عمه واسع بن حبان اخبره ان عبد الله بن عمر اخبره قال
لقد ظهرت ذات يوم على ظهر بيتنا فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعدا على لبنتين
مستقبل بيت المقدس ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے یعقوب بن ابراہیم (بن یوسف دورقی) نے انہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے یزید (بن ہارون) نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو یحیی (بن سعید انصاری مدنی) نے اونہون نے روایت کی
محمد بن یحیی بن حبان سے کہ اونکے چچا واسع بن حبان نے خبر دی اونکو کہ عبد اللہ بن عمر نے خبر دی انکو انہون نے
کہا مین ایکدن اپنے گہر کے چہت پر چڑہا تو مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ دو اینٹون پر بیٹہے ہوے تہے
بیت المقدس کیطرف منہ کیے ہوے ف اس روایت مین یہ نہین ہے کہ کعبہ کیطرف پیٹہ کیے ہوے تہے مگر جب
بیت المقدس کیطرف منہ ہوا تو کعبے کیطرف ضرور پیٹہ ہوگی مدینے مین اور شام اور بیت المقدس دونو ایک ہی جہت
مین ہین اسواسطے پہلی روایت مین شام کا لفظ ہے اور اس روایت مین بیت المقدس کا **باب الاستنجاء بالماء**
پانی سے استنجا کرنیکا بیان ف حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے غرض یہ ہے کہ جس شخص نے پانی سے استنجا کرنا مکروہ جانا
اسکا قول غلط ہی اسیطرح جسنے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی سے استنجا نہین کیا اور ابن ابی شیبہ نے باسناد
صحیح حذیفہ بن الیمان سے روایت کیا انسے پوچہا گیا پانی سے استنجا کرنے کو انہون نے کہا اگر پانی سے
استنجا کرون تو میرے ہاتہ مین بو رہیگی اور نافع سے روایت کیا عبد اللہ بن عمر پانی سے استنجا نہین کرتے تہے
اور ابن زبیر سے روایت کیا کہ ہم پانی سے استنجا نہین کرتے تہے اور ابن تین نے امام مالک سے نقل کیا اونہون نے انکار

کیا اسکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی سے استنجا کیا اور ابن حبیب سے نقل کیا جو مالکیہ میں سے ہیں کہ انہوں نے مکروہ کہا پانی سے استنجا کرنیکو کیونکہ پانی غذا ہے یعنے کھانیکی چیز ہے انتہے حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مُعَاذٍ وَاسْمُهُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ أَجِيءُ أَنَا وَغُلَامٌ مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ يَعْنِي يَسْتَنْجِي بِهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الولید ہشام بن عبد الملک (طیالسی بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ بن حجاج (بصری) نے انہوں نے روایت کی ابو معاذ سے اونکا نام عطاء بن ابی میمونہ (بصری) تھا انہوں نے کہا میں نے سنا انس بن مالک رضی سے وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب حاجت کیلئے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا ہمارے ساتھ ف دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے ہم میں سے یعنے انصار میں سے اور تیسری کی اسکی اسمعیلی نے اپنی روایت میں اور مسلم کی روایت میں نحوی ہے یعنے میری مانند لڑکا یعنے میری عمر میں اور لڑکا غلام کا ترجمہ ہے غلام وہ ہے جو بڑھ رہا ہو یہ ابو عبید نے کہا اور محکم میں ہے کہ دودھ چھٹنے سے سات برس کی عمر تک غلام ہے اور زمخشری نے اساس البلاغہ میں نقل کیا کہ غلام کہتے ہیں لڑکے کو جب تک اسکی ڈاڑھی نہ نکلے اور بعد ڈاڑھی نکلنے کے غلام کہیں گے مگر مجازاً (فتح الباری) قسطلانی نے کہا غلام وہ ہے جس کی مونچھیں اُگنے لگیں اور بعضوں نے کہا شہوت سے پیدا ہو جوانی تک اور اس لڑکے کا نام انس نے بیان نہیں کیا بعضوں نے کہا وہ ابن مسعود ہیں اور انکو مجازاً غلام کہا اس صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ صحابہ میں سے یا آپکے خادموں میں سے اور اسمعیلی کی روایت میں جو من الانصار ہے یہ راوی کا تصرف ہوگا اوسنے منّا کا مطلب یہ سمجھا کہ ہماری قوم میں سے اور نقل بالمعنے کیا یا انصار کا اطلاق اور صحابہ پر بھی جائز ہے اگرچہ عرفاً انصار خاص ہیں اوس اور خزرج سے اور بعضوں نے کہا اس لڑکے سے مراد ابو ہریرہ ہیں اور مسلم کا ایک شاہد ملا ہے اور ابو ہریرہ کو بھی انصاری کہنا مجازاً ہوگا لیکن اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ انس کے جوان ہونیکے بعد اسلام لائے ہیں دوسرے یہ کہ ابو ہریرہ بڑے تھے تو انکو انس یہ کیونکر کہتے کہ میرے ہم سن غلام جیسے مسلم کی روایت میں ہی مصرح ہے کہ جن لوگوں نے اس لڑکے سے ابن مسعود کو مراد لیا ہے انپر بھی یہی اعتراض ہوتا ہے بلکہ ابن مسعود تو ابو ہریرہ سے بھی زیادہ تھے پھر انکو انس اپنی مانند یعنے ہم سن کیونکر قرار دیتے اور تعجب ہے کہ قسطلانی نے اس اعتراض کو خاص کیا دوسرے قول سے ف ایک ڈول (چمڑے کا برتن) پانی کا لیکر آتے ہشام نے کہا مطلب انس کا یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس پانی سے استنجا کرتے ف حافظ ابن حجر نے کہا حدیث میں يَعْنِي يَسْتَنْجِي بِهِ ہشام کا قول ہے اور مصنف نے اس روایت کو بعد اسکے نکالا سلیمان بن حرب سے انہوں

یہ عبارت نہین ہے البتہ عقبہ نے روایت کیا اسکو محمد بن جعفر کے طریق سے اونہون نے شعبہ سے اُنہون نے کہا پانی سے
استنجا کرتے تہے اور روایت کیا اسمعیلی نے ابن مرزوق کے طریق سے شعبہ سے اوسمین یہ ہے کہ مین اور انصار کا ایک لڑکا
ہمارے ساتہہ دونو جاتے ایک ڈول لیکر جسمین پانی ہوتا اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استنجا کرتے اور مصنف نے
روح بن القاسم سے روایت کیا اُنہون نے عطاء بن ابی میمونہ سے اوسمین یہ ہے کہ جب آپ اپنی حاجت کے لیے
باہر جاتے تو مین پانی لیکر آتا آپ اُس سے دہوتے اور مسلم نے خالد حذاء کے طریق سے روایت کیا اُنہون نے عطاء سے
اونہون نے انس سے اوسمین یہ ہے کہ پہر آپ نکلے ہمارے اوپر اور استنجا کیا تہا آپ نے پانی سے اور ان روایتون سے یہ
بات ثابت ہوتی ہے کہ استنجا کی حکایت انس کا قول ہے جو راوی ہین حدیث کے اور اس سے رد ہوگیا اصیلی کا جنہون نے
امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ پانی سے استنجا کرنے مین اس حدیث سے اونکا استدلال صحیح نہین کیونکہ یستنجی بہ انس کا قول
نہین ہے بلکہ وہ ابو الولید کا قول ہے جو ایک راوی ہین شعبہ سے اصیلی نے کہا اور روایت کیا اس حدیث کو سلیمان بن
حرب نے شعبہ سے اسمین یہ نہین ہے تو احتمال ہے کہ یہ پانی وضو کے لیے لائے ہون تمام ہوا کلام اصیلی کا اور یہ احتمال
اصیلی کا ان روایتون سے غلط ہوتا ہے جو اوپر ہمنے بیان کین اسیطرح رد ہوگیا اس شخص کا جسنے یہ گمان کیا
کہ یستنجی بالماء مدرج ہے اور عطاء کا قول جو روایت کرتا ہے انس سے اس صورت مین یہ روایت مرسل ہوگی اور مرسل
روایت حجت نہین ہے جیسے ابن تین نے ابو عبد الملک بونی سے نقل کیا کیونکہ خالد کی روایت سے جو اوپر ہمنے بیان
کی یہ نکلتا ہے کہ انس کا قول ہے کیونکہ اُنہون نے کہا پہر آپ ہمپر نکلے اور بدر زرکشی سے نکت مین اسمقام مین غلطی ہو
گئی ہے اُنہون نے یہ اعتراض اسمعیلی کا قرار دیا ہے حالانکہ وہ اعتراض اصیلی کا ہے اور اسکے سوا بدر زرکشی نے اس
اعتراض کو قائم رکہا ہے گویا اسکو پسند کر لیا ہے حالانکہ یہ اعتراض پسند کے قابل نہین جیسے ابہی ہمنے بیان کیا اسی
طرح کرمانی نے اس اعتراض کی نسبت ابن بطال کیطرف کی ہے اور یہ اعتراض قائم رکہا ہے اور ابن بطال نے یہ اعتراض
اصیلی سے لیا ہے انتہی ما فی فتح الباری قسطلانی نے کہا ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین روایت کیا ابراہیم بن جریر
سے اُنہون نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیضہ مین گئے اور حاجت ادا کی پہر جریر ایک ڈول پانی کا
لیکر آئے آپ نے استنجا کیا اور صحیح ابن حبان مین حضرت عائشہ سے روایت ہے مینے کبہی نہین دیکہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پائخانے سے نکلے ہون اور پانی نہ لیا ہو اور ترمذی نے اُنسے روایت کیا اور کہا حسن صحیح ہے اُنہون نے
کہا اپنے خاوندون کو حکم کرو پائخانے اور پیشاب مین دہونیکا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تہے اور ان حدیثون
سے معلوم ہوا ہے اسکا جسنے پانی سے استنجا کرنا مکروہ کہا ہے اور ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا حذیفہ اور ابن عمر اور زہری اور

ابن مسیب سے دو روایتیں اوپر گذریں مگر زہری کی روایت انہوں نے ہم کلام پانی سے استنجا نہیں کرتے تھے اور ابن مسیب نے کہا پانی سے استنجا
کرنا عورتوں کا وضو ہے یہ اسکی دلیل ہے اور بعضوں نے کہا پانی ہوتے ہوئے ڈھیلوں سے اور پتھروں سے استنجا درست نہیں ان سب
پر حدیثیں حجت ہیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتھروں سے بھی استنجا کیا ہے اور ابوہریرہ آپکے ساتھ تھے پانی کا ڈول
لیے ہوئے اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ پانی اور ڈھیلوں دونوں سے استنجا کرنا افضل ہے تو پہلے پتھروں سے
صاف کرے تاکہ ہاتھ میں نجاست نہ لگے پھر پانی سے دھووے اور پیشاب اور پاخانہ دونوں میں یہی حکم ہے جیسے ابن سراقہ اور
سلیم رازی نے کہا ہے اور قفال شاشی نے محاسن الشریعۃ میں جو کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ حکم خاص ہے پاخانہ سے یعنے
ڈھیلا لیکر پانی لینا صرف پاخانہ کے بعد بہتر ہے اور پیشاب کے بعد صرف پانی سے دھونا مسنون ہے اب اگر ایک پر قناعت
کرنا چاہے یعنے صرف پانی یا صرف ڈھیلوں پر تو پانی پر قناعت کرنا افضل ہے کیونکہ اُس سے نجاست کا جرم اور اثر دونوں دور
ہو جاتے ہیں اور ڈھیلوں سے صرف جرم دور ہوتا ہے اور خنثی مشکل کے لیے پانی معین ہے اور پتھروں میں طہارت شرط
ہے مگر جب پتھروں اور پانی دونوں میں جمع کرے جیسے صاحب عجاب نے غزالی سے نقل کیا تمام ہوا کلام قسطلانی کا امام
شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ حدیث سے استنجا کرنا پانی سے ثابت ہوتا ہے اور حدیث کی پیروی کرنا بہتر ہے اور شاید
سعید بن مسیب نے لوگوں کو اس باب میں غلو کرتے دیکھا ہوگا یعنے وہ ڈھیلوں سے استنجا کرنے کو منع کرتا ہوگا تو انہوں نے
اُسکے مقابلہ میں یہ کہا کہ یہ وضو عورتوں کا ہے تاکہ اسکا غلو دور ہو اور بعض مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ ڈھیلوں سے استنجا کرنا اسی
وقت درست ہے جب پانی نہ ہو اور جب بعض فقہا نے ایسا کہا تو شاید سعید کے زمانے میں بھی کسی نے ایسا کہا ہو اور سعید نے
اُسکا رد کیا اور اختلاف ہے علما کا کہ صرف ڈھیلوں پر اکتفا کرنا درست ہے یا نہیں تو شافعیہ اور حنفیہ اس طرف گئے ہیں
کہ پانی سے ہونا واجب نہیں اور صرف ڈھیلوں سے پاک کرنا کافی ہے مگر جس صورت میں نجاست مقعد سے متجاوز ہو جاوے
تو دھونا ضرور ہے اور یہی قول ہے سعد بن ابی وقاص اور ابن زبیر اور ابن مسیب اور عطا کا اور اُنکی دلیل یہ حدیث ہے کہ جب
کوئی تم میں سے پاخانہ کو جاوے تو تین پتھروں سے استنجا کرے وہ کافی ہے جیسے اوپر گذرا اور عترت اور حسن بصری اور ابن ابی
لیلی اور حسن بن صالح اور ابو علی جبائی کا یہ قول ہے کہ صرف ڈھیلے لینا کافی نہیں ہے نماز کے لیے اور پانی سے دھونا واجب
ہے اور حجت انکی یہ آیت ہے فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آیت وضو کے باب میں ہے نہ استنجا کے باب میں
اور وضو میں پانی ضرور ہے اور تیمم اُسوقت جائز ہے جب پانی نہ ہو اور آیت سے استنجا کا یہ حکم نہیں نکلتا جسمیں نزاع ہے اور ان
لوگوں نے کہا کہ اسی حدیث سے یعنے انس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی سے استنجا کیا ہم یہ کہتے
ہیں کہ بیشک اس حدیث سے یہ نکلتا ہے مگر یہ کہاں نکلتا ہے کہ استنجا کے لیے پانی سے دھونا ضرور ہے اور فقط آپکے فعل سے

تمہارا مطلب ثابت نہیں ہوتا اور نہ دوسری حدیث سے کہ جس میں ڈھیلوں سے استنجا کرنا مذکور ہے تمہارے خلاف مطلب ثابت ہوگا کہ ڈھیلے لینا ضرور اور کافی ہیں اور لوگوں نے کہا کہ امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا اونہوں نے عورتوں سے کہا اپنے خاوندوں کو حکم کرو پانی سے استنجا کرنے کا کیونکہ مجھے اُنسے شرم آتی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے صرف بیان کیا کہ حضرتؐ کا فعل ایسا تھا اور یہ نہیں روایت کیا کہ آپ نے پانی سے دہونے کو ضرور فرمایا ان لوگوں نے کہا اصحاب قبا کی حدیث سے ہمارا مطلب نکلتا ہے اور اللہ نے انکی تعریف کی اسی وجہ سے کہ پانی سے استنجا کرتے تھے اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اور آیت تو ہماری حجت ہے کیونکہ اصحاب قبا کی تخصیص سے معلوم ہوتا ہے کہ اور لوگ ایسا نہیں کرتے تھے یعنی پانی سے نہیں دہوتے تھے اور اگر پانی سے دہونا واجب ہوتا تو سب دہوتے اور تعریف ہونے سے وجوب نہیں نکلتا غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ پانی سے دہونا اولے ہوگا علاوہ اسکے قبا کی حدیث میں گفتگو ہے جیسے آگے آویگا انتہے منتقے الاخبار میں ہے کہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ آیت فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ قبا والوں کے حق میں اوتری وہ پانی سے استنجا کرتے تھے تو اون کے شان میں یہ آیت اُتری شوکانی نے نیل میں کہا ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور روایت کیا اسکو بزار نے اپنی مسند میں ابن عباس سے کہ یہ آیت فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ قبا والوں کے باب میں اوتری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے پوچھا تم کیا کرتے ہو کہ خدا نے تمہاری تعریف کی اونہوں نے کہا ہم پتھروں کے بعد پانی لیتے ہیں بزار نے کہا ہم نہیں جانتے اس حدیث کو زہری سے کسی نے روایت کیا ہو سوا محمد بن عبد العزیز کے اور نہ محمد بن عبد العزیز سے کسی نے سوا اسکے بیٹے کے حافظ نے کہا محمد بن عبد العزیز کو ضعیف کیا ابو حاتم نے اونہوں نے کہا وہ اور اسکے دونو بہائی عمران اور عبد اللہ کی کوئی حدیث مستقیم نہیں ہے اور عبد اللہ بن شبیب دوسرا راوی بھی جو بزار کی سند میں موجود ہے وہ بھی ضعیف ہے ذہبی نے میزان میں کہا محمد بن عبد العزیز بن عمر زہری روایت کرتا ہے اپنے باپ اور زہری وغیرہ سے اور وہ قاضی ہو گیا تھا مدینہ کا میں سمجھتا ہوں بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسی کی صلاح سے امام مالک کو کوڑے پڑے نسائی نے کہا متروک ہے دارقطنی نے کہا ضعیف ہے اور حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا اسمیں صرف پانی سے استنجا کرنیکا ذکر ہے اور ایسا ہی تصریح کی نووی اور ابن رفعہ نے کسی حدیث میں نہیں کہ صحابہ ڈھیلوں اور پانی میں جمع کرتے ہوں اور نہ اسکا حدیث کی کتابوں میں پتہ ہے اور ایسا ہی کہا محب طبری نے لیکن بزار کی روایت انکا رد کرتی ہے گو یہ روایت ضعیف ہے اور ابو ہریرہ کی روایت جسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا وہ بھی ضعیف ہے از روے سند کے ایسا ہی کہا حافظ نے اور روایت کیا احمد اور ابن خزیمہ اور طبرانی اور حاکم نے

تضعیف محمد بن عبد العزیز و عبد اللہ بن شبیب

عویم بن ساعدہ سے مانند اسکے اور نکالا حاکم نے مجاہد کے طریق سے جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے عویم بن ساعدہ پاس کسی کو بھیجا اور پوچھا یہ کیا طہارت ہے جسکی تعریف کی اللہ تعالے نے تم میں انہوں نے کہا ہم میں سے کوئی نہیں
نکلتا پائخانہ سے مرد ہو یا عورت مگر وہ اپنی دبر کو دہوتا ہے (پانی سے) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی طہارت
مراد ہے اللہ کی اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور حاکم نے ابو سفیان طلحہ بن نافع سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو ابو ایوب اور جابر
بن عبد اللہ اور انس بن مالک نے اور اسناد اسکا ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو احمد اور ابن ابی شیبہ اور ابن قانع نے محمد بن
عبد اللہ بن سلام سے اور ابو نعیم نے معرفت صحابہ میں نقل کیا کہ اس حدیث میں اختلاف ہے شہر بن حوشب پر اور روایت کیا
اسکو طبرانی نے ابو امامہ سے اور امام شافعی نے ام میں اسکو ذکر کیا بغیر اسناد کے غرض یہ ہے کہ اس حدیث سے پانی سے استنجا
کرنا ثابت ہوتا ہے اور اسی کے واسطے اللہ نے انکی تعریف کی ہے کیونکہ پانی سے دہونے میں کمال طہارت ہے انتہے کلام الامام الشوکانی
رحمہ اللہ تعالے تیسیر الوصول میں ہے کہ رزین نے انس سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار اللہ نے تمہاری اچھی تعریف
کی طہارت میں تو وہ کیا ہے انہوں نے کہا ہم استنجا میں جمع کرتے ہیں ڈہیلوں اور پانی میں حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ
قزوینی نے اپنی سنن میں کہا حدیث بیان کی ہمسے ہناد بن سری نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو الاحوص نے انہوں
نے روایت کی منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عائشہ سے انہوں نے کہا میں نے جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ پائخانہ سے نکلے ہوں اور پانی نہ لیا ہو حدیث بیان کی ہمسے ہشام بن
عمار نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے صدقہ بن خالد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عتبہ بن ابی حکیم
نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے طلحہ بن نافع ابو سفیان نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابو ایوب
انصاری اور جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک نے کہ یہ آیت فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَہَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ اتری تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار کے گروہ اللہ نے تمہاری تعریف کی طہارت کے باب میں تو تمہاری طہارت کیا ہے
انہوں نے کہا ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں اور جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہی بات ہے تو
اسکو لازم کرلو حدیث بیان کی ہمسے علی بن محمد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے وکیع نے انہوں نے روایت کی شریک
سے انہوں نے جابر سے انہوں نے زید عمی سے انہوں نے ابو صدیق ناجی سے انہوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے انہوں نے
کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مقعد کو تین بار دہوتے تھے ابن عمر نے کہا ہمنے بھی ایسا کیا تو یہ دوا بھی ہے
اور طہارت بھی ہے ابو الحسن بن سلمہ نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو حاتم اور ابراہیم بن سلیمان واسطی نے ان دونو نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے ابو نعیم نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شریک نے پہر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے گذرا حدیث بیان کی

ہمسے ابو کریب نے اونہون کہا حدیث بیان کی ہمسے معاویہ بن ہشام نے انہون نے روایت کی یونس بن حارث سے اونہون نے ابراہیم بن
ابی میمونہ سے انہون نے ابو صالح سے انہون نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبا والونکے حق مین اوتری
یہ آیت فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین اسمین وہ لوگ ہین جو پسند کرتے ہین پاک ہونا اور اللہ چاہتا ہے
پاک رہنے والون کو آپنے فرمایا وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے تب اونکے باب مین یہ آیت اتری مترجم کہتا ہی حافظ ابن ماجہ
یہ چار حدیثین اس باب مین لائے کہ انسے پانی سے استنجا کرنا ثابت ہوتا ہے اور یہ مقصود ابن ماجہ کا ان حدیثون سے پورا
ہوتا ہی اور جن لوگون نے پانی سے استنجا کرنا ضرور سمجھا ہے یا پانی اور ڈھیلون دونو کو جمع کرتے ہین انکا استدلال
ان احادیث سے پورا نہین ہوتا حضرت عائشہ کی حدیث سے اتنا ہی نکلتا ہی کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ہمیشہ پائخانہ کے بعد پانی لیتے دیکھا اور اس سے پانی لینے کا وجوب نہین نکلتا البتہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک
چیز پر اکتفا کرے تو پانی پر اکتفا کرنا بہتر ہے بنسبت ڈھیلون پر اکتفا کرنے کے کیونکہ آپکی عادت شریف اکثر یہی معلوم
ہوتی ہے کہ پانی پر اکتفا کرتے طلحہ بن نافع کی حدیث مین لازم کر لو اسکو اگرچہ بظاہر وجوب پر دلالت کرتا ہے پر سیاق
حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہ لفظ وجوب کے لیے نہین ہے اور اگر اسکا وجوب شارع کو منظور ہوتا تو قبا والون کی
تخصیص نکرتے بلکہ سب لوگون کو پانی لینے کا حکم فرماتے حالانکہ ایسا نہین کہا تو لازم کر لو ایک تاکید ہے اس عادت کی
ہمیشگی کے لیے جسپر اللہ تعالی نے انکی تعریف کی علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہے جیسے امام شوکانی کی کلام سے معلوم ہوا
اسکی اسناد مین عتبہ بن ابی حکیم ہے یحیی بن معین نے کہا وہ ضعیف ہے اور احمد نے اسکو ضعیف کہا نسائی نے کہا وہ قوی نہین مرہ نے
کہا ضعیف ہے اور طلحہ بن نافع ابن معین نے کہا وہ کوئی چیز نہین ابن المدینی نے کہا اسکو لوگ ضعیف کرتے تھے حضرت
عائشہ کی دوسری حدیث اسمین بھی صرف پانی سے دھونا ثابت ہوتا ہے نہ اسکا وجوب اور اسکا اسناد بھی ضعیف ہے شریک
کثیر الغلط ہی اور اسکا دادا سنان بن انس نخعی قاتل امام حسین علیہ السلام کا ضعیف کیا اسکو یحیی بن سعید اور ابن مثنی اور ابن
مبارک اور جوزجانی وغیرہم نے ابراہیم بن سعید نے کہا شریک نے چارسو حدیثون مین غلطی کی ہی دارقطنی نے کہا وہ
قوی نہین اور جابر جعفی ہی ابو حنیفہ نے کہا وہ کذاب ہے یحیی القطان نے اسکو ترک کیا نسائی نے کہا متروک ہے ابو داود
نے کہا وہ قوی نہین یحیی نے کہا اسکی حدیث نہ لکھی جاویگی اسکو سوا وہ رفضی تھا اور قائل تھا رجعت کا ابو حنیفہ نے کہا مین
نے کوئی زیادہ جھوٹا جابر جعفی سے نہ دیکھا جو بات مین نے اس سے پوچھی اسنے ایک حدیث اسمین سنادی اور کہتا تھا کہ میرے
پاس پچاس ہزار حدیثین ہین جو مین نے کسی سے بیان نہین کین اور زید عمی ہے جو بیٹا ہے حواری کا کنیت اسکی ابو الحواری ہے
وہ واصلی تھا ہرات کا مرد تھا کہا وہ کچھ نہین ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہے نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے ابن عدی نے کہا

متعلق عتبہ بن ابی حکیم
طلحہ بن نافع
سنان بن انس
جابر جعفی
زید عمی

شبیہ نے کسی شخص سے روایت نہین کی جو زید عمی سے زیادہ ضعیف ہو اور اسکی وہ تین بہت منکر ہین اور ابو الصدیق ناجی ہے جسکا نام بکر
بن عمرو ہے ابن سعد نے کہا اسکی حدیثون مین لوگ کلام کرتے ہین اور منکر کہتے ہین غرض اس حدیث مین چار شخص ضعیف ہین یعنی شریک
اور جابر اور زید عمی اور ابو الصدیق اور ان سب مین جابر زیادہ ضعیف ہے بلکہ متہم بالکذب ہے اسلیے یہ روایت بالکل قابل اعتماد نہین ہے
اب رہی ابو ہریرہ کی حدیث اسکو بھی حافظ نے ضعیف کہا ہے اور اسکی اسناد مین ابراہیم بن ابی میمونہ ہے ذہبی نے اسکو ضعفا مین لکھا اور
کہا روایت نہین کرتا اس سے کوئی سوا یونس بن حارث کے اور یونس بن حارث کو ضعیف کہا یحیی نے اور احمد نے اور ابن مہدی نے
کہا ہم اسکو بہت ضعیف کہتے تھے اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جب بھی اس سے صرف پانی لینے کا ثبوت ہوتا ہے نہ اسکے وجوب کا
زیلعی نے لکھا بزار نے اپنی مسند مین کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن شبیب نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے احمد بن محمد بن
عبد العزیز نے انہون نے کہا مین نے اپنے باپ کی کتاب مین پایا زہری سے انہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہون نے
ابن عباس سے یہ آیت قبا والون کے باب مین اتری فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم نے انسے پوچھا انہون نے کہا ہم پتھر ونکے بعد پانی لیتے ہین بزار نے کہا ہم نہین جانتے کسیکو اسنے یہ حدیث روایت کی ہو
زہری سے مگر محمد بن عبد العزیز نے اور اس سے بھی کسی نے روایت نہین کی سوا اسکے بیٹے کے شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے
امام مین کہا ابن ابی حاتم نے کہا محمد بن عبد العزیز بن عمر بن عبد الرحمان بن عوف روایت کرتا ہے ابو الزناد اور زہری اور ہشام
بن عروہ اور اپنے باپ سے اور روایت کی اس سے بکار بن عبد اللہ بن اخی ہمام نے اور سہل بن بکار نے اور ابراہیم نے مین نے اپنے
باپ سے اسکا حال پوچھا انہون نے کہا تین بھائی ہین محمد بن عبد العزیز اور عبد اللہ بن عبد العزیز اور عمر بن عبد العزیز
اور یہ تینون ضعیف ہین حدیث مین اور نہین کسی کی حدیث مستقیم نہین اور محمد بن عبد العزیز کی کوئی حدیث ابو الزناد
اور زہری اور ہشام بن عروہ سے صحیح نہین ہے تمام ہوا کلام انکا اور شیخ محی الدین نووی کو اس حدیث سے غفلت ہو گئی ہے انہون
نے خلاصہ مین کہا ابن ماجہ کی یہ حدیث ذکر کر کے یہ جو مشہور ہے تفسیر اور فقہ کی کتابون مین کہ پتھر اور پانی مین جمع کرنا یہ باطل
ہے نہین پہچانا جاتا انتہی مترجم کہتا ہے زیلعی اور امام شوکانی دونون نے اعتراض کیا امام نووی پر حالانکہ امام نووی پر یہ
اعتراض وارد نہین ہوتا کیونکہ جائز ہے کہ مراد امام نووی کی یہ ہو کسی ثابت یا صحیح حدیث سے اسکا ثبوت نہین ہے
اور یہ حق ہے اسلیے کہ بزار کی حدیث ضعیف ہے اور اعتماد کے لائق نہین ہے اور اسکی اسناد مین دو ضعیف موجود ہین ایک محمد بن عبد
العزیز دوسرے عبد اللہ بن شبیب وہ بھی ضعیف ہے اور محمد بن عبد العزیز کا حال اوپر گذر چکا اب عبد اللہ بن شبیب کا حال سنیے
وہ اس سے بدتر ہے ذہبی نے کہا وہ واہی ہے ابو احمد حاکم نے کہا وہ ذاہب الحدیث ہے رازی نے کہا اسکی گردن زنا درست ہے
عبدان نے کہا ابن شبیب نے حدیثین چرائین نضر بن سلمہ شاذان سے اور شاذان بن عدی نے انکو سنا یا ابن حبان نے کہا

جابر الجعفی

ابراہیم بن ابی میمونہ

فیہ یونس بن حارث

عبد اللہ بن شبیب

وہ حدیثون کو قلب کر دیتا تہا اور چرا تا تہا پہر ایسی روایت جسکی راوی ایسے ہون کیونکر ثابت ہو سکتی ہی اور حاکم نے بہی
حدیث کو روایت کیا اسمین صرف پانی سے استنجا کرنا مذکور ہے اور ابن ماجہ نے بہی ابوہریرہ سے روایت کی اوسمین بہی جمع
کا ذکر نہین ہے غرض یہ روایت بزار کی بالکل ضعیف اور واہی ہے پس صحت مین امام نووی کا قول صحیح ہے اور زیلعی اور
شوکانی کا اعتراض ساقط ہی زیلعی نے کہا طلحہ بن نافع کی حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا (وہ اوپر گذر چکی) اسکی سند حسن ہے
(صحیح نہین اسکی سند ضعیف ہے اور اسکی اسناد مین دو شخص ضعیف ہین جیسے اوپر گذرا) اور عتبہ بن ابی حکیم مین لوگون نے کلام کیا
ابو حاتم نے کہا وہ صالح الحدیث ہے ابن عدی نے کہا مین امید کرتا ہون کہ اسمین کوئی برائی نہ ہوگی اور نسائی نے اسکو
ضعیف کیا اور ابن معین سے اسکی بابت دو روایتین ہین اور اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین نکالا اور اسکو صحیح کیا اور
بیہقی نے اپنی سنن مین پہر امام بیہقی نے یہ باب بنایا اس حدیث کی لیے کہ جمع کرنا استنجا مین پتہرون اور پانی کا حالانکہ اس حدیث سے
باب کا مضمون نہین نکلتا اور اسباب مین ایک اثر ہے جو عمدہ ہی اسکو بیہقی نے اپنی سنن مین روایت کیا زائدہ سے انہون نے
عبدالملک بن عمیر سے انہون نے علی بن ابی طالب رض سے اوسمین یہ ہے کہ تم سے پہلے لوگ مینگنیان پہرتے تہی (یعنی سوکہا
سخت پائخانہ) اور تم تو پتلا پائخانہ پہرتے ہو تو پتہرون کے بعد پانی لیا کرو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف
مین انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یحیی بن یعلی نے اونہون نے روایت کی عبدالملک بن عمیر سے اونہون نے حضرت
علی رض سے اور روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے مصنف مین حدیث بیان کی ہم سے ثوری نے انہون نے عبدالملک بن
عمیر سے یہی حدیث مترجم کہتا ہے کہ اول تو یہ حدیث موقوف ہے اور صحابی کا قول اکثر علماء کے نزدیک حجت نہین ہے
دوسرے یہ اثر بہی عمدہ نہین کیونکہ اسکا راوی تینون کتابون مین یعنی مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق اور سنن بیہقی کا
مین عبدالملک بن عمیر ہے ذہبی نے کہا اسکی عمر بڑی ہوئی اور اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا ابو حاتم نے کہا وہ حافظ نہین اسکا
حافظہ بگڑ گیا تہا احمد نے کہا وہ ضعیف ہے غلطی کرتا ہے ابن معین نے کہا وہ خلط کرتا ہے ابن خراش نے کہا شعبہ اسکو
پسند نہین کرتے تہی کوسج نے امام احمد سے نقل کیا کہ انہون نے اوسکو بہت ضعیف کہا البتہ عجلی نے اوسکو ثقہ کہا
اور نسائی نے کہا لیس بہ باس لیکن جرح مقدم ہے تعدیل پر کیونکہ یہ جرح مفسر ہے واللہ اعلم خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ استنجا
جو پائخانے کے بعد ہو خواہ ڈہیلون سے پاک کرے خواہ پانی سے اور ڈہیلون سے پاک کرکے پہر پانی لینا کسی صحیح
حدیث سے ثابت نہین البتہ بعض صحابہ اور علماء سلف نے اوسکو بہتر جانا ہے اور پیشاب کے بعد استنجا پانی سے کرنا چاہیے
اور پیشاب کے بعد ڈہیلا لینا عموم حدیث سے نکل سکتا ہے اور صحابی کے فعل سے ثابت ہے ہمارے شیخ اور استاذ مولانا
بشیر الدین صاحب قنوجی تغمدہ اللہ بغفرانہ سے وہ فرماتے تہے کہ پیشاب کے بعد ڈہیلا لینے مین ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف

ایک اثر حضرت عمر کا نقل کیا ہے کہ انہوں نے پیشاب کیا پھر اپنے ذکر کو دیوار پر پھیرا اور یہہ فعل شاید ضرورت سے کیا کہ وہاں
پانی نہ ہوگا سوا اس کے اس اثر کی اسناد کا حال معلوم نہیں کہ کیسا ہے بعد اسکے میں نے دیکھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ
الخفا میں یہہ اثر مصنف ابن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے یسار بن نمیر سے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو
دیوار سے رگڑتے یا پتھر سے اور پانی نہیں لگاتے تھے شاہ صاحب نے کہا کہ اہلسنت نے اسپر اتفاق کیا اور پیشاب کے بعد
ڈھیلا لینے میں کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے بلکہ یہہ حضرت عمر کا مذہب ہے انہوں نے قیاس کیا پیشاب کو پاخانے پر
اور اتفاق کیا انکی تقلید پر علماء نے انتہی اور اللہ تعالے توفیق دیوے مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
کی پیروی کرنیکی اور بچاوے انکو غلو اور وسوسوں اور احداث فی الدین اور بدعات سے اور شاید یہہ تفصیل اس مسئلہ کی اور
کسی کتاب میں نہ ملے گی تو یاد رکھو اسکو اور غنیمت سمجھو اسکو **باب من حمل معہ الماء لطہورہ** یہ بیان ہے
اسکے کہ انسان کے ساتھ پانی اٹھایا جاوے اوسکی طہارت کے لیے وقال ابو الدرداء الیس فیکم صاحب النعلین
والطہور والوساد ابو الدرداء نے کہا کیا تم میں جوتیوں والا اور طہارت کا پانی والا اور تکیہ والا نہیں ہے ف
حافظ ابن حجر نے کہا یہ خطاب علقمہ بن قیس کو ہے اور مراد جوتیوں والے اور پانی والے اور تکیے والے سے عبد اللہ بن مسعود ہیں
وہ ان خدمتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجا لاتے اور جوتیوں والے سے یہہ غرض ہے کہ وہ جوتیاں اٹھانیوالے تھے
اور یہہ جوتیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں اور یہہ حدیث موصولا خود آچکا ہے تو کتاب المناقب میں آویگی اور مؤلف
نے جو باب میں اس حدیث کو ساتھ یہہ ٹکڑا بیان کیا اسمیں اشارہ ہے کہ لڑکے سے جو مراد ہے حدیث میں عبد اللہ بن مسعود ہیں
اور اوپر ہم بیان کر چکے کہ لڑکے کا اطلاق کبھی بڑے پر مجازا ہوتا ہے اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ رض سے روایت کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ جاتے تو میں ایک کٹوری میں پانی لیکر آتا آپ اس سے استنجا کرتے تو احتمال ہے کہ لڑکے سے
ابو ہریرہ مراد ہوں اور تائید کرتی ہے اسکو مصنف کی روایت جسکی بیان میں ابو ہریرہ رض سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ڈول اٹھاتے تھے آپکے وضو اور حاجت کے لیے اور مسلم کی روایت میں جو ہم کا صغر سن معلوم ہوتا ہے اس سے
ابن مسعود کا مراد ہونا بعید معلوم ہوتا ہے اور ابو ہریرہ مراد ہو سکتے ہیں اسطرح کہ صغر سے نو مسلمی مراد ہو اور مسلم نے
جابر کی لمبی حدیث میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کو گئے آپکے پیچھے جابر گئے ایک ڈول لیکر تو احتمال ہے کہ لڑکے
سے مراد جابر ہوں اور وہ انصاری بھی ہیں انتہی مختصراً تیسیر القاری میں ہے مطلب ابو الدرداء کا اس کہنے سے یہہ ہے
کہ مسئلے ابن مسعود سے کیوں نہیں پوچھتے وہ بوجہ ان خدمات کے حضرت ص سے بہت قریب رہا کرتے تھے تو وہ زیادہ واقف
ہیں اور انکے ہوتے ہوئے تمکو میری اور شام والوں کی احتیاج نہیں ہے **حدثنا** سلیمان بن حرب قال حدثنا شعبہ

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ مِنَّا مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب واشحی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے روایت کی عطا بن ابی میمونہ سے (انکی کنیت ابو معاذ ہے) انہوں نے کہا میں نے سنا انس بن مالک سے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلتے اپنی حاجت کے لیے (پیشاب یا پاخانہ کے لیے) تو آپ کے پیچھے جاتا میں اور ایک لڑکا ہم میں سے (یعنے انصار میں سے یا آپ کے خادموں میں سے) ہمارے ساتھ ایک ڈول ہوتا پانی کا

باب حَمْلِ الْعَنَزَةِ مَعَ الْمَاءِ فِي الِاسْتِنْجَاءِ استنجا کے لیے جب نکلے تو پانی کے ساتھ برچھی بھی لیجانا ف برچھی عنزہ کا ترجمہ ہے حافظ ابن حجر نے کہا عنزہ وہ لکڑی ہے جو نیزے سے چھوٹی ہوتی ہے اور اس میں بھال (سنان) لگی ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا عنزہ چھوٹا حربہ ہے اور کریمہ کی روایت میں اس حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ عنزہ وہ لکڑی ہے جس میں سنان (بھال) لگی ہو اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ نجاشی بادشاہ حبش نے یہ لکڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجی تھی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہتھیار کے طور پر تھی اور اسکا بیان انشاء اللہ عیدین میں ہوگا انتہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ تَابَعَهُ النَّضْرُ وَشَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ الْعَنَزَةُ عَصًا عَلَيْهِ زُجٌّ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن بشار (بندار) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن جعفر (غندر) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ (ابن حجاج) نے انہوں نے روایت کی عطا بن ابی میمونہ (بصری تابعی) سے انہوں نے سنا انس بن مالک رض سے وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ میں جاتے اور میں اور ایک لڑکا ایک ڈول پانی کا اوٹھاتے اور برچھی آپ پانی سے استنجا کرتے

ف حافظ ابن حجر نے کہا مراد پاخانہ سے یہاں جنگل ہے کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ جب نکلتے اپنی حاجت کے لیے اور برچھی کا ساتھ لینا یہی قرینہ ہے جنگل میں جانیکا کیونکہ برچھی کی آڑ میں اسوقت نماز پڑہتے جب سوا برچھی کے اور کچھ آڑ نہ ملے (یعنے دیوار یا مکان کی) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر آپ گہر کے پاخانہ میں جاتے تو انس کی خدمت کی کیا ضرورت تھی وہاں کی خدمت تو گہر والوں سے متعلق تھی اور بعض لوگوں نے برچھی لیجانے کی یہ غرض بیان کی ہے کہ حاجت کے وقت اس سے پردہ کر لیا جاوے حالانکہ برچھی سے پردہ نہیں ہو سکتا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ برچھی کو سامنے گاڑ دیں اور اس پر کوئی کپڑا وغیرہ ڈالدے کہ اس سے آڑ ہو جاوے یا اپنے بازو پر گاڑ دے اشارہ کرنیکے لیے کہ کوئی پاس ہو کر نہ گذرے اور برچھی سے یہ غرض بھی ہو سکتی ہے کہ سخت زمین کو اس سے کہود لیویں (تاکہ پیشاب کرنیکے وقت چھینٹیں نہ اوڑیں) اور یہ بھی ہو سکتی ہے کہ موذی جانوروں کو

اس سے دفع کریں کیونکہ آپ دور جاتے تھے قضائے حاجت کے لیے اور یہ بھی ہو سکتی ہے کہ استنجا کے بعد وضو کرتے اور
وضو کے بعد نماز پڑھتے تو برچھی کا سترہ (آڑ) کرتے اور یہ جہہ سب وجہوں سے زیادہ ظاہر ہے اسی واسطے امام بخاری نے اسکو
سترہ کے باب میں بھی بیان کیا ہے اور اس حدیث سے انہوں نے پیشاب کے دھونے پر بھی دلیل لی ہے جیسے آگے آویگا اس حدیث
سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آزاد شخص سے خدمت لے سکتے ہیں خصوصاً جب وہ مستعد ہو خدمت کے لیے تاکہ تواضع کی عادت حاصل
ہو اور یہ بھی نکلتا ہے کہ عالم کی خدمت گذاری شرف ہے شاگرد کا کیونکہ ابو الدرداء نے ابن مسعود کی مدح کی ان باتوں سے کہ وہ
جوتیوں والے پانی والے تکیہ والے تھے اور اس حدیث سے ابن حبیب کا رد ہوا جس نے پانی سے استنجا کرنا منع کیا ہے اس وجہ سے کہ پانی
غذا ہے کیونکہ مدینہ کا پانی شیرین تھا اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ وضو کرنا برتن سے مستحب ہے نہ نہر دریا سے
اور حوضوں سے اور یہ دلیل صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث میں یہ کہاں مذکور ہے کہ آپ نے نہر یا حوض ہوتے ہوئے اسکو چھوڑ دیا
اور برتن سے وضو کیا انتہے **ت** متابعت کی محمد بن جعفر کی نضر (بن شمیل مازنی بصری) نے اور شاذان (اسود
بن عامر شامی بغدادی) نے شعبہ سے روایت کرنے میں **ف** یعنے ان دونوں نے بھی یہ حدیث شعبہ سے روایت کی
جیسے محمد بن جعفر نے روایت کی حافظ ابن حجر نے کہا نضر کی روایت کو امام نسائی نے موصولاً روایت کیا اور شاذان کی
روایت خود مصنف نے صلوٰۃ میں نکالی اور اس حدیث کے سب راوی بصری ہیں **ت** (امام بخاری نے کہا) عنزہ وہ لکڑی ہے
جس پر بھال لگی ہو (قسطلانی نے کہا یہ عبارت صرف کریمہ کی روایت میں ہے اور روایتوں میں نہیں ہے) **باب**
النَّهْيِ عَنِ الاسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت **ف** حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری
نے مطلق ممانعت کا لفظ کہا اس میں اشارہ ہے کہ انکو معلوم نہیں ہوا کہ یہ ممانعت تحریمی ہے یا تنزیہی یا کوئی قرینہ اس
بات کا معلوم نہ ہوا کہ یہ ممانعت تحریمی نہیں ہے بلکہ تنزیہی ہے بطور ادب کے اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ یہ ممانعت
تنزیہی ہے اور اہل ظاہر کا یہ قول ہے کہ یہ ممانعت تحریمی ہے اور ایک جماعت شافعیہ کے کلام سے بھی یہی نکلتا ہے لیکن نووی نے
کہا کہ جس شافعی نے یہ کہا ہے کہ داہنے ہاتھ سے استنجا جائز نہیں اسکی مراد یہ ہے کہ یہ مباح نہیں ہے کہ اسکا کرنا اور نہ کرنا
دونوں برابر ہوں بلکہ ایسا کرنا مکروہ ہے اور اسکا نہ کرنا بہتر اور جس نے حرام کہا ہے اسکے نزدیک بھی استنجا داہنے ہاتھ سے درست ہو جاویگا لیکن ایسا کرنیوالا گنہگار رہیگا اور
اہل ظاہر و بعض حنابلہ نے کہا کہ استنجا درست ہی نہ ہوگا انتہے مختصراً۔ امام نووی نے کہا مستحب ہے کہ داہنے ہاتھ سے استنجا
کسی حال میں نہ کرے مگر جب عذر ہو پھر اگر پانی سے استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے دھووے اور اگر
ڈھیلوں سے استنجا کرے تو اگر دبر کو صاف کرتا ہو تو بائیں ہاتھ سے صاف کرے اور اگر ذکر کو صاف کرتا ہو اور ڈھیلے کا
زمین پر رکھنا ممکن ہو یا اپنے دونوں پاؤں کے بیچ میں اس طرح سے کہ ذکر کا مسح اس سے ہو سکے تو ذکر کو بائیں ہاتھ سے

تہامے اور ڈھیلے پر پھیرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور ڈھیلا اوٹھانا ضرور پڑے تو ڈھیلا داہنے ہاتھ سے اوٹھاوے
اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے تہامے اور ڈھیلے پر مسح کرے اور داہنا ہاتھ ہلاوے یہی صواب ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے
کہا ڈھیلے کو بائیں ہاتھ میں لیوے اور ذکر کو داہنے ہاتھ سے تہامے اور ڈھیلا ذکر پر پھیرا دے اور بایاں ہاتھ ہلاوے
اور یہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں بلا ضرورت مس ذکر ہوتا ہے اور وہ منع ہے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کی ممانعت کی وجہ
یہی کہ داہنا ہاتھ عزت اور بزرگی رکھتا ہے تو اسکو بچانا چاہیے نجاست وغیرہ سے انتہی امام شوکانی نے نیل الاوطار
میں کہا کہ داہنے ہاتھ سے ذکر چھونے کی ممانعت اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنیکی ممانعت دونو حدیثوں میں وارد ہیں پھر
جب داہنے ہاتھ کے استعمال کی ضرورت آن پڑے تو جو امر اسکا معلوم ہوا ہے اسمیں داہنا ہاتھ استعمال کرے اور جو ضرورت
نہ ہو تو ان دونو کاموں میں داہنے ہاتھ کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے انتہی **حدثنا** معاذ بن فضالة قال حدثنا
هشام هو الدستوائي عن يحيى بن ابي كثير عن عبد الله بن ابي قتادة عن ابيه قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اذا شرب احدكم فلا يتنفس في الاناء واذا اتى الخلاء فلا يمس ذكره بيمينه
ولا يتمسح بيمينه **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے معاذ بن فضالہ (بصری زہرانی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے ہشام (بن عبد اللہ) نے وہ دستوائی ہیں (اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ ہشام ایک اور ہیں حسان کے بیٹے انکا
گمان نہ جاوے اور یہ دونو بصری ہیں اور ثقہ ہیں ایک ہی طبقہ کے) اونہوں نے روایت کی یحیی بن ابی کثیر (طائی)
سے اونہوں نے عبد اللہ بن ابی قتادہ (سلمی) سے اونہوں نے اپنے باپ (ابو قتادہ حارث یا نعمان یا عمرو بن ربعی
انصاری) سے (یہ سوار تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ احد اور اسکے بعد لڑائیوں میں شریک تھے اور اختلاف
ہے کہ بدر میں حاضر تھے یا نہیں اس کتاب میں انسے تیرہ حدیثیں مروی ہیں وفات پائی انہوں نے مدینہ یا کوفہ میں ۵۴ سنہ
ہجری میں) انہوں نے کہا فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم میں سے (پانی) پیوے تو برتن کے
اندر سانس نہ لیوے (بلکہ برتن سے منہ علیحدہ کرکے سانس لیوے جیسا سنت ہے اور اسکا بیان کتاب الاشربہ میں آویگا
انشاء اللہ تعالی اور یہ ممانعت تنزیہی ہے بطور ادب کے وجہ اسکی یہ ہے کہ کبھی سانس کے ساتھ تھوک یا رینٹ نکل آتی
یا بدبو دار بخار تو اس سے پینے والے کو اور اوروں کو بھی نفرت پیدا ہوگی) اور جب پائخانہ کو آوے تو اپنا ذکر داہنے ہاتھ
سے نہ چھووے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے **ف** فتح الباری میں ہے کہ خطابی نے اسجگہ ایک بحث کی ہے
اور نقل کیا ہے ابو علی بن ابی ہریرہ سے کہ انہوں نے خراسان کے ایک فقیہ سے یہ مسئلہ پوچھا وہ اسکا جواب نہ دے سکا پھر خطابی نے
اسکا جواب دیا ہے جس پر اعتراض ہوتا ہے اور حاصل سوال کا یہ ہے کہ استنجا کرنیوالا جب بائیں ہاتھ سے استنجا کریگا تو ضرور

داہنے ہاتھ سے ذکر کو چھوویگا اور جب بائین ہاتھ سے ذکر تھامے تو داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا ہوگا حالانکہ حدیث مین دونو
امرونکی ممانعت ہی خلاصہ جواب کا یہ ہی کہ استنجا کرنیوالیکو چاہیے کہ اُن چیزونکا قصد کرے جو بھاری ہین جیسے دیوار
وغیرہ اور بائین ہاتھ سے استنجا کرے اگر یہ ممکن نہ ہو تو اپنا مقعد زمین سے لگا دے اور ڈھیلہ وغیرہ جس سے استنجا کرتا ہے
اوسکو دونو ایڑیون یا پانو کے انگوٹھون کے بیچ مین تھام لیوے اور بائین ہاتھ سے استنجا کرے تو ان صورتون مین
داہنا ہاتھ بالکل نہ لگیگا تمام ہوا کلام خطابی کا اور ایسی شکل ہے جسکا کرنا غالباً دشوار ہوگا اور طیبی نے اسپر یہ اعتراض
کیا کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرنیکی ممانعت صرف دبر سے خاص ہے اور چھونیکی ممانعت ذکر سے خاص ہے تو اعتراض اصل ہی سے باطل ہے اور طیبی کا قول کہ
داہنے ہاتھ کی ممانعت دبر سے خاص ہے مردود ہے اور چھونا اگرچہ ذکر سے خاص ہے پر دبر بھی قیاساً ذکر کے مثل ہے بلکہ دبر ذکر
سے زیادہ ہی کیونکہ گوہ نسبت پیشاب کے زیادہ غلیظ ہے علاوہ اسکے دبر سے صرف نجاست ہی نکلتی ہے اور ذکر سے
کبھی نطفہ نکلتا ہے جو پاک ہے اور انسان کی پیدایش اُسی سے ہے اور ذکر کی تصریح سے حدیث مین یہ نہین نکلتا کہ اور چیزونکا
داہنے ہاتھ سے استنجا مین چھونا درست ہے بلکہ عورت کی شرمگاہ بھی مثل ذکر کے ہی اور ذکر کی تخصیص کی وجہ یہ ہے
کہ اکثر خطاب مردون سے ہوتا ہے اور عورتین جو ہین مردون کی ہر حکم مین مگر جو حکم مردون سے خاص ہو اور جو صورت خطابی
نے بیان کی اسمین صواب وہ ہے جو امام الحرمین نے کہا اور اُنکے بعد امام غزالی نے وسیط مین اور بغوی نے تہذیب
مین کہ ذکر کو بائین ہاتھ سے تھامے کر اُسکو پھیرا دے جسکو داہنے ہاتھ سے تھامی اور چونکہ وہ چیز نہین ہلتی اسلیے داہنے
ہاتھ سے استنجا نہ ہوا نہ داہنے ہاتھ سے ذکر چھونا پڑے اور جسنے یہ دعوی کیا کہ ایسی حالت مین داہنے ہاتھ سے استنجا ہوگا
یہ غلط ہی بلکہ یہ ایسا ہی جیسے داہنے ہاتھ سے آبدست مین پانی ڈالے انتہی **باب** لَا يُمْسِكُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ اِذَا بَالَ یعنی
بیان مین اس بات کے کہ پیشاب کرنے مین ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ تھامے **ف** قسطلانی نے کہا جب مولف نے داہنے ہاتھ
سے استنجا کرنیکی ممانعت بیان کی تو اسکے بعد یہ باب لایے جس سے داہنے ہاتھ سے ذکر کو چھونیکی ممانعت نکلتی ہے حافظ
ابن حجر نے کہا اس ترجمہ باب سے یہ غرض ہے کہ اگلے باب مین جو ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونیکی ممانعت مذکور ہوئی وہ خاص ہے
پیشاب کی حالت سے اور اور حالتون مین یہ امر مباح ہے اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ اور حالتون مین بطریق اولی منع ہے
کیونکہ پیشاب کے وقت چھونیکی ضرورت ہوتی ہے اور جب ضرورت کی حالت مین منع ہوا تو بے ضرورت ضرور منع ہوگا ابو محمد
بن ابی جمرہ نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ حالت استنجا کی حالت سے خاص نہین اور پیشاب کی حالت مین اسلیے منع ہوا کہ داہنے ہاتھ
سے استنجا کرنا منع ہی تو ذکر کا چھونا منع کر دیا گیا تاکہ داہنے ہاتھ سے استنجا کی نوبت ہی نہ پہونچے اور یہ زیادہ بالکل قطعی ہو جاوے
اور جو لوگ ذکر کا چھونا اور حالتون مین درست جانتے ہین وہ طلق بن علی کی حدیث سے دلیل لاتے ہین جب اُنھون نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا آپنے فرمایا وہ تو تیرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے انتہی ہر حال میں مس ذکر کا جواز نکلا مگر
پیشاب کی حالت اس صحیح حدیث سے مستثنی ہوئی اور باقی حالتوں میں اباحت قائم رہی انتہی مختصراً قسطلانی نے کہا اگر کوئی
اعتراض کرے کہ یہ ترجمہ باب اگلی حدیث سے معلوم ہوگیا تھا تو اسکے دوبارہ لانے کی کیا ضرورت تھی اسکا جواب یہ ہے
کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ ایک حدیث کو متعدد بابوں میں لاتے ہیں جب اُس سے متعدد مسائل نکلتے ہیں اور اسکے ساتھ
یہہ بھی کرتے ہیں کہ اسنادوں کو بدلتے ہیں تو یہہ تکرار بھی فائدے سے خالی نہیں ہے البتہ اگر اسناد ایک رہتا تو تکرار بے فائدہ
ہوتی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ
اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَاْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَسْتَنْجِي بِيَمِينِهِ
وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْاِنَاءِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن یوسف نے (جو فریابی ہیں) انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (عبد
الرحمن بن عمرو) اوزاعی (امام اور فقیہ اور عالم اہل شام مشہور) نے انہوں نے روایت کی یحیی بن ابی کثیر سے انہوں نے عبد اللہ
بن ابی قتادہ سے (ابن خزیمہ کی روایت میں یحیی کے سماع کی تصریح ہے عبد اللہ سے اور ابن منذر کی روایت میں
حدثنا ہے تو اسنادوں میں تو تدلیس کا شبہہ جاتا رہا) انہوں نے اپنے باپ (ابو قتادہ) سے انہوں نے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا آپنے جب کوئی تم میں سے پیشاب کرے تو اپنا ذکر داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور نہ
استنجا کرے داہنے ہاتھ سے اور نہ سانس لیوے برتن کے اندر **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے بعضوں نے
یہہ نکالا کہ اُس ہاتھ سے بھی استنجا کرنا منع ہے جسمیں اللہ کے نام کی انگوٹھی ہو کیونکہ جب داہنے ہاتھ سے منع ہوا بوجہ اسکی
شرافت کے تو اس سے بطریق اولی منع ہوگا اور مالک سے جو ایک روایت اسکی عدم کراہت میں آئی ہے اسکا انکار کیا ہے
علماء حذاقین مالکیہ نے اور بعضوں نے کہا اس ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ داہنا ہاتھ کھانے کے لیئے کہا گیا ہے اور احتمال ہے
کہ کھانے کے وقت استنجا کا خیال آوے اور کھانے سے نفرت پیدا ہو اور برتن میں سانس نہ لینے کو جو استنجا کے بعد بیان کیا اسکا
تعلق یہ ہے کہ مومنین اقتدا کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام افعال میں اور ثابت ہوا کہ آپ جب پیشاب کرتے تو وضو
کرتے اور وضو کے بچے ہوئے پانی کو پیتے تو مومن بھی اس کی پیروی کرینگے اور وضو کے بعد پانی پئیں گے اسلیئے پینے کا ادب بھی
سکھلا دیا اور یہ ممانعت خاص پینے کے وقت ہی اور حاکم کی روایت میں ابو ہریرہ سے اسکی تصریح ہے اور اسمیں یہ ہے کہ کوئی تم
میں سے برتن کے اندر سانس نہ لیوے جب اوسمیں سے پی رہا ہو انتہی مختصراً

بَابُ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ

ڈھیلوں اور پتھر سے استنجا کرنیکا باب **ف** اس باب سے غرض ذکر ہے اسکا جو کہتا ہے کہ استنجا خاص پانی سے ضروری
ہے اور صرف ڈھیلے پر قناعت کرنا کافی نہیں **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى

سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو الْمَكِّيِّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ ابْغِنِي اَحْجَارًا اَسْتَنْفِضْ بِهَا اَوْ نَحْوَهُ وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا رَوْثٍ فَاَتَيْتُهُ بِاَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِي فَوَضَعْتُهَا اِلَى جَنْبِهِ وَاَعْرَضْتُ عَنْهُ فَلَمَّا قَضَى اَتْبَعَهُ بِهِنَّ ترجمہ

حدیث بیان کی ہمسے احمد بن محمد مکی (ابو الولید ازرقی یہ دادا ہین ابو الولید محمد بن عبداللہ کے جنکی تاریخ ہے مکہ کی اور یہ اوہین اونکے ہمنام احمد بن محمد مکی انکی کنیت ابو محمد ہے اونکے دادا کا نام عون ہے اور لقب قواس اور وہم کیا اونسے جنہون نے گمان کیا کہ امام بخاری نے دوسرے احمد بن محمد سے روایت کیا اور اونسے جنہون نے اون دونو کو ایک سمجھا) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمرو بن یحیی بن سعید بن عمرو مکی (قرشی اموی) نے اونہون نے روایت کی اپنے دادا (سعید بن عمرو بن سعید بن عاص بن امیہ قرشی اموی) سے **ف** فتح الباری مین ہے انکے باپ عمرو بن سعید اونکا لقب اشدق تہا اور وہ امیر ہو گیا تہا مدینہ کا اور وہ لشکرون کو روانہ کرتا تہا مکہ معظمہ کیطرف جیسے ابو شریح خزاعی کی حدیث مین گذرا پہر یہی عمرو عبدالملک بن مروان کی خلافت مین دمشق پر غالب ہو گیا تہا پہر عبدالملک نے اسکو قتل کیا اور اسکی اولاد کو مدینہ کو روانہ کر دیا اوسکا بیٹا مکہ مین تہا جب عباسیون کی دولت ہوئی تو وہ وہین رہ گئے تو اس اسناد مین دو مکی ہین اور دو مدنی **ت** اونہون نے ابو ہریرہ رض سے انہون نے کہا مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے گیا اور آپ حاجت کے لیے برآمد ہوئے تہے تو آپ کسیطرف نگاہ نہین کرتے تہے مین آپکے قریب گیا تب آپنے فرمایا مجہے کچہہ پتہر ڈہونڈہ دے مین انسے صاف کرونگا (یعنی استنجا کرونگا) اور ہڈی اور گوبر مت لائیو میرے پاس **ف** ہر چند آپنے پتہر ڈہونڈہنے کا حکم فرمایا تہا مگر آپکو خیال ہوا کہ شاید ابو ہریرہ یہ سمجہین کہ جس چیز سے صفائی ہو جاوے وہ کافی ہے پتہر کی خصوصیت نہین اسواسطے آپنے فرما دیا کہ ہڈی اور گوبر نہ لانا انکے سوا جو چیز صاف کردے وہ کافی ہے اگرچہ پتہر نہ ہو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پتہر کی کوئی خصوصیت استنجا مین نہین اور جو پتہر کی خصوصیت ہوتی جیسے بعض حنابلہ اور ظاہریہ کہتے ہین تو پہر نہی کو ان دونو چیزونسے خاص کرنیکی کوئی وجہ نہ رہیگی اور پتہر کے ذکر کی وجہ یہہ ہے کہ پتہر اکثر ملتے ہین (خصوصاً عرب کے ملک مین) مصنف نے اس حدیث کو مبعث مین روایت کیا اسمین یہ زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ نے عرض کیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے کہ ہڈی اور گوبر کی کیا خصوصیت ہے آپنے فرمایا یہ دونو چیزین جنونکی خوراک ہین اور ظاہر یہ ہے کہ ممانعت خاص ہے ان دونو چیزونسے اور یہی حکم ہے ہر چیز کا جو کہائی جاتی ہے آدمیون مین (اس سے استنجا کرنا ناجائز ہے) اسیطرح ان چیزونسے جنکی حرمت ہے جیسے علم کی کتابین اور جس نے کہا علت نہی کی گوبر سے یہی ہے کہ وہ خود نجس ہے اور گوبر پر قیاس کیا ہر نجس اور ناپاک چیز کو اور ہڈی کی یہ ہے کہ وہ چکنی ہے تو اس سے نجاست صاف نہ ہوگی اور قیاس کیا ہڈی پر ہر ایک صاف

چکنی چیز کو جیسے شیشہ آئینہ وغیرہ اور موید ہے اسکی وہ جو دارقطنی نے روایت کیا اور صحیح کہا ابوہریرہ سے کہ آنحضرت نے منع
کیا گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے اور فرمایا ان دونوں سے پاکی نہیں ہوتی اور اس سے رد ہوا اس شخص کا جو کہتا ہے کہ ہڈی اور
اور گوبر سے استنجا درست ہے گو منع ہے اور کتاب المبعث میں جنوں کا قصہ مفصل مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ فتح الباری
ف پھر میں اپنے کپڑے کے کونے میں پتھر لایا اور آپ کے بازو رکھ دیے اور ہٹ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے آپ نے
ان پتھروں سے استنجا کیا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے پتھر اور انکے بھیجے جانے کا جواز نکلتا ہے اگرچہ یہ اسکا حکم
نہ کریں اور امام کا خدمت لینا اپنی رعیت سے اور جو شخص حاجت کر رہا ہو اس کے پاس سے سرک جانا اور ادھر سے منہ پھیر
لینا اور استنجا کے سامان حاصل کرنے میں دوسرے کی مدد کرنا اور استنجا کرنیوالے کی پاس یہ سامان رکھ دینا تاکہ اسکو تکلیف نہ ہو
طہارت میں اور اسکے کپڑے آلودہ نہ ہوں انتہیٰ قسطلانی نے کہا ابوداود نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ جنوں میں سے کچھ جن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کو منع کر دیجیے گوبر اور ہڈی سے
استنجا کرنے سے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا رزق ان میں کیا ہے آپ نے منع کر دیا اس سے اور فرمایا یہ تمہارے بھائی جنوں کے
توشے ہیں انتہیٰ امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے کی ممانعت کئی طریقوں
سے ثابت ہوئی اور یہی مذہب ہے ہر نجس چیز سے استنجا درست نہیں اور عترت اور شافعی اور انکے اصحاب کا یہ قول ہے کہ ہڈی
اور گوبر سے استنجا جائز ہی نہ ہوگا اور ابوحنیفہ رح نے کہا کہ جائز ہو جاویگا لیکن مکروہ ہے اسواسطے کہ غرض دور کرنا نجاست
کا ہے اور وہ حاصل ہوتا ہے ان دونوں سے بھی اور اول قول کی دلیل وہ ہے جو دارقطنی نے نکالا ابوہریرہ سے منتقی الاخبار میں
کہ احمد اور مسلم اور ابوداود نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا اونہوں نے کہا منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی
اور اونٹ کی مینگنی سے استنجا کرنے سے اور دارقطنی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ منع کیا آپ نے گوبر اور ہڈی سے استنجا
کرنے سے اور فرمایا وہ دونوں پاک نہیں کرتے شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اسی لفظ سے روایت کیا اور روایت
کیا اسکو مسلم نے ابن مسعود سے اور ابوداود اور دارقطنی اور نسائی نے اور حاکم نے انہی کی حدیث اسی طرح اور روایت کیا اسکو بیہقی نے
طول کے ساتھ اور روایت کیا اسکو طبرانی نے زبیر سے اور اسکی سند ضعیف ہے اور احمد اور دارمی نے سہل بن حنیف سے اسکی
بھی اسناد ضعیف ہے اسکی اسناد میں عبدالکریم بن ابی المخارق ہے اور وہ ضعیف ہے باتفاق اہل حدیث اور ابوداود اور نسائی نے
رویفع سے اور دارقطنی نے ایک صحابی سے اور یہ جو ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ وہ دونوں پاک نہیں کرتے اس سے رد ہو گیا
قول ابوحنیفہ رح کا کہ استنجا انسے جائز ہو جاویگا منتقی الاخبار میں ہے کہ احمد اور مسلم نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جنوں کا بلانیوالا آیا میں اسکے ساتھ گیا اور میں نے جنوں کو قرآن پڑھ کر سنایا

ہمارے ساتھ گئے اور جنوں کے نشان بتلائے اور انکی آگوں کے نشان انہوں نے آپ سے توشہ مانگا آپنے فرمایا تمہارے واسطے ہر ایک ہڈی ہے جسپر اللہ کا نام لیا جاوے اور وہ تمہارے ہاتھ میں آوے اوسپر خوب گوشت چڑھ جاویگا اور ہر ایک مینگنی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مت استنجا کرو ان دونو چیزوں سے کیونکہ یہ دونو چیزیں تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہیں شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد اور دارقطنی اور نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور اس باب میں زبیر بن عوام سے بھی روایت ہے نکالا اسکو طبرانی نے ضعیف سند سے اور سلمان سے روایت کیا اسکو مسلم نے اور جابر سے روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے جیسے گذرا اور اس باب میں متعدد احادیث وارد ہیں جنمیں ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنیکی صاف ممانعت ہے اور ہمنے ان میں سے بعض طریقے اوپر بیان کیے اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے دلائل النبوۃ میں آمیختہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن مسعود جن کی رات کو نصیبین کے جن میرے پاس آئے تھے اونہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے اونکو ہڈی اور گوبر سے فائدہ پہونچایا ابن مسعود نے کہا یا رسول اللہ یہ چیزیں اونکے کیا کام آوینگی آپنے فرمایا وہ کسی ہڈی کو نہ پاوینگے مگر اوسپر گوشت دیکھینگے جتنا اس ہڈی پر پہلے تھا جس دن وہ لیگئی اور کوئی گوبر نہ پاوینگے مگر اسمیں وہ دانے پاوینگے جو اوس دن تھے جس دن وہ کھائے گئے تھے پس کوئی استنجا نہ کرے ہڈی سے اور نہ گوبر سے اور ابو داؤد کی روایت میں ہے ابن مسعود سے کہ جنوں کے قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے اے محمد اپنی امت کو منع کر دیجیے ہڈی اور گوبر اور کوئلے سے استنجا کرنے سے کیونکہ اللہ تعالی نے ان چیزوں میں ہمارا رزق رکھا ہے ابن مسعود نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا اور اسکی اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے (وہ ضعیف ہے) مصنف نے کہا اس حدیث میں تنبیہ ہے اسپر کہ جانوروں کی بھی نجاست کھلانا منع ہے امام بخاری نے باب الجن میں اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ڈول اوٹھاتے تھے پانی کا وضو اور حاجت کے لیے ایک بار وہ ڈول لیے آپکے پیچھے جا رہے تھے کہ آپنے فرمایا کون ہے انہوں نے کہا میں ابو ہریرہ ہوں آپ نے فرمایا مجھے پتھر ڈھونڈھ دے میں انسے استنجا کرونگا اور ہڈی اور لید میرے پاس مت لانا پھر میں پتھر لیکر آیا اونکو اوٹھائے تھا اپنے کپڑے کے کنارے میں یہاں تک کہ میں نے ان پتھروں کو آپکے دونو بازو رکھدیا پھر میں سرک گیا یہاں تک کہ جب آپ نجاست سے فارغ ہوئے تو میں چلا اور میں نے عرض کیا ہڈی اور لید کا کیا حال ہے آپنے فرمایا یہ دونو چیزیں جنوں کا کھانا ہیں اور میرے پاس نصیبین کے جنوں کے قاصد آئے تھے اور وہ اچھے جن ہیں انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے اللہ سے اونکے لیے دعا کی کہ جب وہ کسی ہڈی یا لید پر گذریں تو اسپر کھانا پاوینگے انتہی مترجم کہتا ہے سلمان کی روایت اسی باب میں جو صحیح مسلم میں ہے باب لا تستقبل القبلۃ میں گذر چکی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا آنحضرت نے فرمایا میں تمہارے باپ کی طرح ہوں اپنے بیٹوں کے لیے سکھاتا ہوں تمکو جب تم پاخانہ جاؤ تو قبلے کی طرف منہ نہ کرو نہ پیٹھ اور حکم کیا آپنے تین

پتھروں کا اور منع کیا گوبر لید اور ہڈی سے اور منع کیا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے اور خزیمہ بن ثابت سے کہ حضرت صلعم نے
فرمایا استنجا میں تین پتھر چاہئیں جن میں گوبر نہ ہو اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ حضرت صلعم
نے منع کیا کہ کوئی استنجا کرے ہڈی یا گوبر سے اور سلمان سے کہ منع کیے گئے ہم ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے اور ایک صحابی سے
کہ حضرت صلعم نے منع کیا کہ کوئی استنجا کرے ہڈی یا گوبر یا کھال سے اور ابوہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے منع کیا گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے
اور رویفع بن ثابت سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اے رویفع شاید تیری زندگی لمبی ہوگی تو لوگوں کو خبر کر دے کہ جو کوئی استنجا کرے کسی
جانور کے گوہ سے یا ہڈی سے تو محمد صلعم اس سے بیزار ہیں ابو داؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے جو کوئی گرہ دے ڈاڑھی میں یا گنڈہ
لٹکاوے پھر امام طحاوی نے کہا خدا ہم پر اور ان پر رحم کرے کہ بعض لوگوں نے ان حدیثوں سے حجت کر کے ہڈی سے استنجا کرنا
جائز نہیں کہا اور انہوں نے کہا کہ ہڈی سے استنجا کرنا مثل نہ کرنے کے ہے اور بعضوں نے ان کا خلاف کیا اور یہ کہا کہ ہڈی سے
استنجا کرنے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ وہ توشہ ہے جنوں کا تو حکم کیا آدمیوں کو کہ ان کو نجس کریں استنجا کر کے نہ اس وجہ سے کہ ہڈی
پتھر کی طرح نہیں اور یہ استدلال کیا اس مذہب پر ابن مسعود کی حدیث سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مت استنجا کرو ہڈی اور گوبر سے کیونکہ
یہ توشے ہیں تمہارے بھائی جنوں کے اور دوسری حدیث سے ابن مسعود کے انہوں نے کہا جنوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے نیران میں مکہ کی ایک گھاٹی میں ملکر آپ سے توشہ مانگا آپ نے فرمایا جو ہڈی تمہارے ہاتھ میں پڑے گی جس پر اللہ کا نام
لیا گیا اوپر خوب گوشت چڑھ جاوے گا اور مینگنی تمہارے جانوروں کا چارہ ہوگی انہوں نے کہا آدمی ہڈ کو نجس کر دیں گے ہم پر اس
وقت آپ نے فرمایا مت استنجا کرو کسی جانور کی لید سے اور نہ ہڈی سے وہ توشہ ہے تمہارے بھائی جنوں کا اور تیسری حدیث
سے ابوہریرہ کے کہ میں حضرت صلعم کے پیچھے چلا آپ حاجت کو نکلے اور کسی طرف نگاہ نہ اٹھاتے تھے میں آپ سے نزدیک ہوا اور
کھنکارا اور ملنا چاہا آپ نے فرمایا کون ہے میں نے کہا ابوہریرہ آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ مجھے چند پتھر ڈھونڈ دے کہ میں ان سے
استنجا کروں اور میرے پاس ہڈی اور گوبر مت لانا ابوہریرہ نے کہا میں آپ کے پاس پتھر لایا چادر میں اٹھا کر اور آپ کے بازو رکھ
دیے پھر میں سرک گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو میں آپ کے پیچھے ہوا اور میں نے پتھروں اور ہڈی اور گوبر کو پوچھا
آپ نے فرمایا میرے پاس نصیبین کے جنوں کے وافد آئے اور وہ اچھے جن ہیں انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے ان کے لیے
دعا کی اللہ سے کہ وہ گذریں کسی ہڈی یا گوبر پر مگر اس پر کھانا پاویں اور کہا امام طحاوی نے کہ ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضرت
نے ہڈی سے استنجا منع کیا جنوں کے توشے ہونے کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ اس سے پاکی نہیں ہوتی جیسے پتھر سے پاکی ہوتی
ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن رحمہم اللہ تعالیٰ کا مترجم کہتا ہے یہ استدلال امام طحاوی کا عجیب ہے
کیونکہ ان حدیثوں سے ممانعت کی ایک وجہ یہ نکلتی ہے کہ ہڈی جنوں کا توشہ ہے اور جائز ہے کہ ممانعت کی اور وجہیں

بہی ہون اور جنون کا تو شمہ ہو جیسے یہ بات کہان نکلتی ہے کہ استنجا کرنا کافی ہے جیسے ابو حنیفہ رح کا قول ہی اور شاید امام
طحاوی کو اس حدیث کی خبر نہین ہوئی جو دارقطنی نے ابو ہریرہ سے روایت کی اور کہا کہ صحیح ہے اور اسمین صاف یہ مذکور ہے کہ ہڈی اور
گوبر پاک نہین کرتے پہر یہ کہنا امام طحاوی کا کہ وہ پاک کرتے ہین صریح اس صحیح حدیث کے برخلاف ہے اور اسوجہ سے اونکا
قول بلکہ خود ابو حنیفہ کا قول عمل کے لائق نہین بلکہ عمل اسی صحیح حدیث پر لازم ہے زیلعی نے کہا کہ دارقطنی کی اس حدیث
کو ابن عدی نے کامل مین روایت کیا اور اسمین یہ علت کی کہ اسکی اسناد مین سلمہ بن رجا ہے ابن عدی نے کہا وہ اکثر افراد اور
غرائب روایت کرتا ہے اور حدیثا کی اسنے چند ایسے لوگون سے جنپر نہین متابعت ہوئی اسکی مترجم کہتا ہے کہ سلمہ بن
رجا دارقطنی کی سند مین بہی موجود ہے کیونکہ دارقطنی نے روایت کیا اسکو یعقوب بن کاسب سے اونسے سلمہ بن رجا سے
اونسے حسن بن الفرات سے اونسے اپنے باپ سے اونسے ابو حازم سے اونسے ابو ہریرہ سے پہر کہا کہ اسناد اسکا صحیح ہے اور زیلعی نے ابن
عدی کا قول اسلیے نقل کیا کہ اس حدیث کی صحت مین خلل پیدا ہو حالانکہ ابن عدی کے اس قول سے اسناد کی صحت مین کوئی خلل نہین
ہوتا کیونکہ سلمہ بن رجا پر کسی نے کذب کی تہمت نہین کی بلکہ ابوزرعہ نے کہا وہ سچا ہے البتہ عباس نے یحیی سے نقل کیا
کہ وہ کچھ نہین اور نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے اور یہ جرح مبہم ہے اور تعدیل ایسی جرح پر مقدم ہے اور افراد اور غرائب کا
ہونا ضعف کا باعث نہین ہوسکتا بہت سے ثقہ مشائخ حدیث چند روایتون مین متفرد ہین جیسے امام مالک کے غرائب
سفیان کے غرائب تقریب مین حافظ ابن حجر نے سلمہ کو صدوق لکھا ہی اور کہا کہ روایت کیا اس سے امام بخاری نے اپنے
صحیح مین اور ترمذی اور ابوداود نے اور سکوت کیا اس حدیث کی صحت پر حافظ ابن حجر اور شوکانی نے جب دارقطنی سے
اسکی صحت نقل کی البتہ امام طحاوی نے جو ایک حدیث ایک صحابی سے اس باب مین نقل کی اور وہ اوپر گذری جسمین کہال کا
لفظ زیادہ ہی وہ ضعیف ہے زیلعی نے کہا دارقطنی نے اسکو روایت کیا موسی بن ابی اسحق انصاری سے انہون نے عبد الله
بن عبد الرحمن سے اونہون نے ایک صحابی سے کہ حضرت نے منع کیا کہ کوئی تم مین سے استنجا کرے ہڈی گوبر یا کہال سے
دارقطنی نے کہا کہال کا ذکر صحیح نہین ہے ابن قطان نے اپنی کتاب مین کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ موسی بن ابی اسحق مجہول ہے
انہون نے کہا ابن ابی حاتم نے اسکو ذکر کیا اور اسکا حال نہین پہچانا تو وہ انکے نزدیک مجہول ہے اور عبد الله بن عبد الرحمن
بہی مجہول ہے انہون نے کہا یہ حدیث مرسل بہی ہی کیونکہ اس صحابی کا حال معلوم نہین کہ اونسے حضرت سے سنا ہی یا
نہین اور یہ دونو راوی امام طحاوی کی اسناد مین بہی موجود ہین اور اس قبیل کی بہت حدیثین ضعیف اور منکر شرح معانی الآثار
مین موجود ہین اور جو شخص طحاوی کی کتاب کو ابوداود اور ترمذی کی سنن کے برابر خیال کرے وہ بہی جاہل ہے اور جس شخص نے
معاذ الله انکی کتاب کو صحیح بخاری کی ہم پلہ قرار دیا تو اجہل خلق الله اور متعصب ہے باب لا یستنجی بروث گوبر سے

سلمہ بن رجاء

موسی بن ابی اسحق

و عبد الله بن عبد

استنجا کرے **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا زهیر عن ابی اسحق قال لیس ابو عبیدة ذکره ولکن عبد الرحمن
ابن الاسود عن ابیه انه سمع عبد الله یقول اتی النبی صلی الله علیه وسلم الغائط فامرنی ان آتیه
بثلاثة احجار فوجدت حجرین والتمست الثالث فلم اجد فاخذت روثة فاتیته بها فاخذ الحجرین
والقی الروثة وقال هذا رکس وقال ابراهیم بن یوسف عن ابیه عن ابی اسحاق حدثنی عبد الرحمن

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے زہیر ابن معاویہ جعفی کوفی
نے اس حدیث کو سب راوی کوفی ہیں) انہوں نے روایت کی ابو اسحق (عمرو بن عبد اللہ سبیعی تابعی) سے (جو اگرچہ اخیر میں بگڑ گئے تھے
(یعنے حافظے میں فتور آگیا تھا مگر زہیر نے ان سے یہ حدیث اس فتور سے پہلے سنی ہے) ابو اسحق نے کہا یہ حدیث کو (مجھ سے) ابو عبیدہ (عامر بن
عبد اللہ بن مسعود) نے بیان نہیں کیا بلکہ عبد الرحمن بن اسود نے اپنے باپ (اسود بن یزید نخعی کوفی) سے **ف** ابو اسحق نے
اسلیے بیان کیا کہ ابو عبیدہ کی روایت اگرچہ اس سے اعلی ہے مگر منقطع ہے کیونکہ انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن مسعود سے نہیں
سنا اور صحیح یہی ہے اور عبد الرحمن کی روایت اسود سے انہوں نے ابن مسعود رض سے موصول ہے کیونکہ اسود صحابی اور شاگرد تھے
ابن مسعود کے اور ابو اسحق نے یہ حدیث ابو عبیدہ سے بھی روایت کی ہے اور یہ روایت ترمذی نے نکالی اسرائیل بن یونس سے انہوں نے
ابو اسحق سے تو مراد ابو اسحق کی یہ ہے کہ اب میں یہ حدیث ابو عبیدہ سے نہیں روایت کرتا بلکہ عبد الرحمن سے روایت کرتا ہوں (فتح
الباری) قسطلانی نے کہا اس حدیث کی روایت میں ابو اسحق پر اختلاف ہوا ہے اسرائیل نے روایت کی ابو اسحق سے انہوں
نے ابو عبیدہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اور ابن مغول وغیرہ نے ابو اسحق سے انہوں نے اسود سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن
مسعود سے اس میں عبد الرحمن کا ذکر نہیں اور زکریا بن ابی زائدہ نے ابو اسحق سے انہوں نے عبد الرحمن بن یزید سے انہوں
نے اسود سے اور معمر نے ابو اسحق سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے اور یونس بن ابی اسحق نے اپنے
باپ سے انہوں نے ابو الاحوص سے انہوں نے عبد اللہ سے اور اسی واسطے دارقطنی نے اعتراض کیا امام بخاری پر
اس حدیث کی روایت کرنے میں لیکن انہوں نے کہا ان سب طریقوں میں عمدہ وہی طریقہ ہے جو امام بخاری نے نکالا یعنے
زہیر کا ابو اسحق سے پھر بھی اس میں تسلی نہیں کیونکہ ابو اسحق پر بہت اختلاف ہوا ہے اور اس اعتراض کا جواب دیا
کہ اختلاف ہونا حافظوں پر اضطراب کا باعث نہیں ہوتا مگر جب اختلاف کی سب وجہیں برابر ہوں اور یہاں زہیر اور
اسرائیل کی وجہ اور وجہوں پر راجح ہے کیونکہ اور وجہوں کے اسناد میں گفتگو ہے اسکے علاوہ اکثر طریقوں کا پھیرنا
زہیر کی روایت کیطرف ممکن ہے اور متابعت کی زہیر کی یوسف بن اسحاق نے جیسے آگے آویگا انتہی مختصرا **ف**
اس میں تینوں تابعی ہیں یعنی ابو اسحق اور عبد الرحمن اور اسود جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں) انہوں نے یعنے اسود نے سنا

عبداللہ بن مسعود رضی سے (حافظ ابن حجر نے کہا بعض لوگون نے اس اسود کو اسود بن عبد یغوث زہری سمجہا ہے اور
یہ بڑی غلطی ہی کیونکہ اسود بن عبد یغوث مسلمان ہی نہین ہوا اوسکا بیٹا اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرنا کہان)
وہ کہتے تہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ کو آئے پہر مجہکو حکم کیا تین پتہر لانیکا **ف** یہ مطابق ہی سلمان کی
حدیث کے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کوئی تم مین سی تین پتہروں سے کم مین استنجا نہ کرے روایت کیا اسکو مسلم نے اور اسی حدیث
پر عمل کیا ہے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور اہلحدیث نے اونہون نے تین پتہرون کو شرط کیا ہے اور تین سے کم درست نہین
رکہا اور اسکے ساتہ صفائی کی بہی شرط کی ہے پہر اگر تین سے صفائی نہ ہو تو زیادہ لیوے لیکن طاق عدد مستحب ہے کیونکہ دوسری
حدیث مین ہے جو کوئی استنجا کرے تو طاق پتہروں سے کرے پر یہ واجب نہین ہے اسلیے کہ ابو داؤد نے باسناد حسن زیادہ کیا
جو کوئی ایسا نہ کرے تو کوئی حرج نہین ہے اور اس مذہب پر تمام روایتون مین جمع ہو جاتا ہے جو اس باب مین وارد
ہوئین خطابی نے کہا اگر غرض صرف صفائی ہوتی تو عدد کا شرط کرنا بیفائدہ تہا پہر جب عدد کی شرط ہوئی اور صفائی
بہی ضرور ہے تو معلوم ہوا کہ دونو امر واجب ہین اور نظیر اسکی عدت ہے ساتہ تین طہر کے پہر اگر رحم کی صفائی ایک طہر
سے بہی معلوم ہو جاوے جب بہی تین طہر ضرور ہین (فتح) **ف** مین نے دو پتہر پائے اور تیسرا ڈہونڈہا تو نہ ملا مین نے
ایک لید پائی وہ لایا (ابن خزیمہ کی روایت مین ہے وہ گدہے کی لید تہی اور تیمی نے کہا کہ روث (لید) خاص ہے
خچر اور گہوڑے اور گدہے سی) آپ نے دونو پتہر لے لئے اور لید کو پہینک دیا اور فرمایا یہ پلید ہے **ف** امام طحاوی
نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ تین پتہر شرط نہین ہین کیونکہ اگر تین شرط ہوتے تو آپ تیسرا ضرور منگواتے اللہ ان پر رحم کرے
انکو غفلت ہو گئی اس حدیث سے جسکو روایت کیا امام احمد نے اپنی مسند مین معمر سے انہون نے ابو اسحق سے انہون نے علقمہ سے
انہون نے ابن مسعود سے کہ آپ نے لید کو پہینک دیا اور فرمایا وہ نجس ہے ایک پتہر مجہکو لا دے اسکی راوی سب ثقہ اور متقن ہین اور متابعت
کی معمر کی ابو شیبہ واسطی نے اور وہ ضعیف ہے نکالا اسکی روایت کو دارقطنی نے اور متابعت کی ان دونو کی عمار بن رزیق نے
جو ثقات مین سے ہے ابو اسحق سے اور بعضون نے کہا کہ ابو اسحق نے علقمہ سے نہین سنا لیکن اس حدیث کی سماع کو کرابیسی نے
ثابت کیا ہے اور اگر سماع ثابت نہ ہو تو حدیث مرسل ہوگی اور مرسل حجت ہے مخالفین کے نزدیک یعنی حنفیہ کے نزدیک اور امام
طحاوی حنفی ہین اور ہمارے نزدیک بہی حجت اسکی تائید ہو جاوے اور اگر یہ حدیث ثابت نہ ہو جب بہی امام طحاوی کا استدلال پورا
نہین ہوتا کیونکہ آپ نے جو حکم پہلے تین پتہرون کا دیا تہا اوسی پر اکتفا کی اور تیسرا پتہر لانے کے لیے دوبارہ حکم نہ دیا یا ان دو
پتہرون مین سے کوئی پتہر ایسا ہوگا جسکے کئی کنارے ہوں اور اسکا دوسرا کنارہ تیسرے پتہر کے قائم مقام ہو گیا کیونکہ مقصود
تین بار پونچہنا ہے اور وہ ایک پتہر سے بہی ممکن ہے جس کے تین کنارے ہوں اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے پتہر کے

ایک کنارے سے استنجا کیا اُسکو پھینک دیا پھر دوسرا آیا اور اسکے دوسرے کنارے سے مسح کیا تو دونوں کو کافی ہوگا بلا خلاف
اور ابو الحسن بن قصار نے کہا جو مالکی ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعودؓ تیسرا پتھر لائے لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح ہو
تب بھی اسکی دلیل ہے تین کا عدد شرط نہیں کہنا باقی ہے کیونکہ آپنے دونو مقاموں کے لیے لیعنے پیشاب اور پاخانے کے استنجا
کے لیے تین پتھر لیے تو ہر ایک کے لیے تین سے کم ہوئے اور یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ روایت ثابت ہے جیسے ہمنے بیان کیا
اور شاید ابن قصار کو اسی طریقے کی خبر ہوئی جو دار قطنی نے نکالا اور احتمال ہے کہ آپکو ایک ہی استنجا کی ضرورت ہوئی ہو
اور اگر دو استنجے ہوئے ہوں تب بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپنے چھوٹا استنجا زمین پر رگڑ کے ادا کیا ہو اور بڑا استنجا ان تین پتھروں
سے یا یہ پتھر دو کنارے والے ہوں تو چھ پتھروں کے حکم میں ہوئے اور مخالفین کا یہ قیاس کہ سر کے مسح میں بھی عدد شرط نہیں ہے
تو استنجا میں بھی شرط نہ ہوگا فاسد ہے کسلیے کہ یہ قیاس ہے بمقابلہ نص کے جلیسے اوپر ہمنے بیان کیا سلمان اور ابو ہریرہ
کی حدیث سے (فتح الباری معزیادہ) قسطلانی نے کہا مالک اور ابو حنیفہ اور داؤد کے نزدیک تین کا عدد استنجا میں شرط
نہیں ہے انتہی نیل الاوطار میں ہے کہ امام احمد اور نسائی اور ابو داؤد اور دار قطنی نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پاخانہ کو جاوے تو تین پتھروں سے استنجا کرے وہ کافی
ہیں اسحدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا اور ابو داؤد اور نسائی نے ابو ہریرہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا اور اسحدیث
سے نکلتا ہے کہ استنجا میں تین پتھر لینا واجب ہیں اور اسمیں اختلاف ہے جو ہم نے بیان کیا باب نہی التخلی عن استقبال
القبلہ میں بحر میں ہے کہ تین پتھروں سے استنجا کرنا اجماعاً مشروع ہے انتہی شوکانی نے اس باب میں یہ بیان کیا کہ حدیث
سے ثابت ہے کہ استنجا اور تین پتھر لینا استنجا میں واجب ہیں اور تین سے کم جائز نہیں کیونکہ آپنے منع کیا تین سے
کم میں استنجا کرنے سے البتہ تین سے زیادہ درست ہیں کیونکہ اسمیں اور زیادہ صفائی ہے اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن
راہویہ اور ابو ثور کا مذہب یہی ہے کہ تین پتھر لینا واجب ہیں یا تین بار پونچھنا (ایک ہی پتھر سے جسکے کئی کنارے ہوں)
اور جب دونوں استنجا منظور ہوں تو چھ بار پونچھنا واجب ہے ہر ایک میں تین تین بار انہوں نے کہا افضل یہ ہے کہ چھ بار
چھ پتھروں سے پونچھے (یعنے تین پتھروں سے ذکر کو اور تین سے دبر کو) اگر ایک ہی پتھر ایسا ہو جسکے چھ کنارے ہوں تو بھی کافی
ہے اسیطرح اگر کئی پتھر ایسا سنگین کہ انکے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک تری نہ پہونچے تو اس سے بھی استنجا درست ہے اور اگر تین پتھروں
سے صفائی نہ ہو تو زیادہ لینا واجب ہے اور مالک اور داؤد کا یہ قول ہے کہ مقصود صفائی ہے اگر ایک پتھر سے صفائی
ہو جاوے تو وہی کافی ہے اور یہی ایک روایت ہے بعض شافعیہ سے اور عترت اور ابو حنیفہ رح کا یہ قول ہے کہ ڈھیلوں سے استنجا
کرنا واجب نہیں ہے اور ہادویہ کے نزدیک اوس پر واجب ہے جو تیمم کرے جب وہ پانی سے استنجا نکر سکے نجاست دور کرنیکے لیے یہ لوگ

کہتے ہیں جو سب پر کوئی دلیل نہیں ہے حالانکہ استنجا کا امر ہے حدیثوں میں اور ممانعت ہے اوسکے ترک کی بلکہ تین سے کم میں استنجا کرنیکی بھی ممانعت ہے تو کیونکر یہ صحیح ہوگا کہ وجوب پر کوئی دلیل نہیں ہے انتہے امام شوکانی نے دوسرے باب میں کہا کہ بعض اہل ظاہر کا یہ قول ہے کہ استنجا پتھر کے سوا اور کسی چیز سے درست نہیں کیونکہ حضرت صلعم نے نص کر دیا پتھر پر تو سوا پتھرون کے اور چیزین جائز نہ ہونگی اور جمہور علما یہ کہتے ہین کہ پتھر ونکی خصوصیت نہیں بلکہ لکڑی اور کپڑے سے بھی استنجا درست ہی اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ اگر پتھر کی خصوصیت ہوتی تو آپ ہڈی اور مینگنی اور لید ہی کیون منع کرتے بلکہ پتھر کے سوا سب چیزون ہی کو منع کر دیتے حاصل یہ ہے کہ ہر ایک سخت پاک چیز سے جو نجاست کو دور کرے اور محترم نہو استنجا درست ہے انتہے روایت کیا احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے خزیمہ بن ثابت سے کہ حضرت صلعم سے پوچھا گیا استنجا کو آپ نے فرمایا تین پتھر جنمین لید نہو اور روایت کیا احمد اور ابن ماجہ نے سلمان سے کہ حضرت صلعم نے ہمکو حکم کیا تین پتھرون سے کم میں استنجا نہ کرین اور حکم کیا کہ ان تین پتھرون میں لید اور ہڈی نہو شوکانی نے کہا کہ پہلی حدیث کے سب راوی ثقہ ہین اور دوسری حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے اور حنفیہ نے انکا معارضہ کیا ہے ابن مسعود کی حدیث سے اور جواب دیا ہے اونکا حافظ ابن حجر نے جیسے اوپر گذرا اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ ابن مسعود کی حدیث فعلی ہے اور یہ حدیثین قولی ہین اور قول مقدم ہے فعل پر تعارض کے وقت انتہی مختصراً امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں بیان کیا ابوہریرہ اور عائشہ اور سلمہ بن قیس اور خزیمہ بن ثابت اور سلمان کی حادیث کو پھر کہا کہ جو لوگ تین کا عدد شرط جانتے ہین وہ ان حدیثون سے دلیل لیتے ہین اور ہماری دلیل حدیث ہے ابوہریرہ کی اوس میں یہ ہے کہ جو کوئی استنجا کرے تو طاق عدد سے کرے جسنے ایسا کیا تو اچھا ہے اور جسنے نہیں کیا اوسپر حرج نہیں ہے امام شوکانی نے کہا کہ اس حدیث کو ابن حبان اور بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اسکا مدار ابو سعید حبرانی پر ہے اوس میں اختلاف ہے بعضون نے کہا وہ صحابی ہے حافظ نے کہا صحیح نہیں اور ابو سعید سے حصین حبرانی روایت کرتا ہے اور وہ مجہول ہے ابو زرعہ نے کہا شیخ ہے اور ابن حبان نے اسکو ثقات میں بیان کیا اور دارقطنی نے علل میں اس حدیث کا اختلاف بیان کیا ذہبی نے میزان میں کہا حصین حمیری حبرانی اسکا حال معلوم نہیں اور یہ تابعین کے زمانہ میں تھا) شوکانی نے کہا امام احمد نے جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو تین بار استنجا کرے اور اس حدیث کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور اسکو روایت کیا ضیا ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا اسکو نسائی نے شیوخ زہری میں اور ابن مندہ نے معرفت میں اور طبرانی نے ابو غسان محمد بن یحیے کنانی سے اونہون نے اپنے باپ ابن شہاب کے بھتیجے سے اونہون نے ابن شہاب سے خبر دی مجھکو خلاد بن سائب نے اونہون نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب آدمی پائخانہ پھرے تو تین بار استنجا کرے اور اس حدیث کا ایک اور طریق ہے خلاد بن سائب سے اونہون نے اپنے باپ سے

یہ بغوی کی روایت ہے ہریرہ سے اور ابن حزم نے اول طریق میں یہ علت نکالی کہ اسکی اسناد میں محمد بن یحییٰ مجہول ہے اور یہ خطا ہے وہ
معروف ہے اوس سے روایت کیا امام بخاری نے اور نسائی نے کہا اُس میں کوئی قباحت نہیں حافظ نے کہا حاصل کلام یہ ہے کہ
بہت سی دلیلیں اس امر پر قائم ہیں کہ تین پتھروں سے کم میں استنجا درست نہیں اور جس نے اوسکو درست کہا اوسکے پاس کوئی
دلیل ایسی نہیں جو اونکے مقابلہ میں تمسک کے لائق ہو انتہی دلیل الطالب ارجح المطالب میں علامہ ابو الطیب لکھتے ہیں
کہ امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استنجا کرے تو طاق (پتھروں) سے کرے جو ایسا کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو کچھ
حرج نہیں اس حدیث سے ہر چند طاق لینے کا عدم وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن استنجا کا عدم وجوب نہیں نکلتا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ
جب طاق لینا واجب نہ ہوا تو دو پتھر کافی ہیں کیونکہ تین پتھروں سے کم لینے کی ممانعت حدیث صحیح سے ثابت ہے اور اس
حدیث میں اور اس حدیث میں جمع کرنا ضرور ہے وہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ تین سے اوپر طاق عدد لینا واجب نہیں یعنی جو کوئی
چار یا چھ پتھر لیوے تو کچھ قباحت نہیں انتہی مختصراً اور اسی کتاب میں علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ احادیث استجمار یعنی پتھر
لینے کو مطلق وارد ہیں شامل ہیں پاخانہ پھرنے والے کو اور پیشاب کرنے والے کو اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جیسے پاخانہ کے بعد پتھروں سے استنجا کرنا
مشروع ہے ویسے ہی پیشاب کے بعد بھی اور یہ اوس حدیث کے خلاف نہیں ہے اذا بال احدکم فلینتر ذکرہ ثلثا یعنی جب کوئی تم میں سے
پیشاب کرے تو اپنے ذکر کو تین بار نچوڑے (یعنی استبرا کرے) نکالا اوسکو احمد اور ابن ماجہ اور بیہقی نے عیسیٰ بن یزداد سے انہوں نے
اپنے باپ سے ابن معین نے کہا عیسیٰ کا حال معلوم نہیں اور اوسکے باپ کا ثوری نے کہا اتفاق کیا ہے لوگوں نے اوسکی تضعیف
پر اور ابو حاتم نے کہا اوسکی حدیث مرسل ہے کیونکہ یہ حدیث قابل حجت لانے کے نہیں ہے اور بفرض تسلیم استجمار (یعنی پتھر سے استنجا
کرنا) استبرا کے خلاف نہیں ہے کیونکہ پتھر باہر کو خشک کرنے اور پاک کرنے کے لیے ہے اور استبرا اندر جو رہ گیا اوسکے
نکالنے کے لیے اور ممکن ہے دونوں کا ہونا اسطرح کہ پہلے استبرا کریں پھر استجمار کریں علاوہ اسکے استجمار کی احادیث تواتر معنوی
تک پہنچی ہیں اور استبرا کی حدیث ضعیف ہے تو استبرا کی حدیث لینا اور استجمار کی احادیث چھوڑ دینا ممکن نہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ جلال
نے ضوء النہار میں دو مقام پر لکھا ہے کہ استبرا کی حدیث صحیحین میں ابن عباس سے مروی ہے حالانکہ یہ وہم ہے صحیحین میں
اس حدیث کا بالکل نشان نہیں انتہی مترجم کہتا ہے شاید جلال نے وہ حدیث جو بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت
کی جسمیں دو شخصوں کے عذاب کا ذکر ہے اور بیان ہے کہ ان میں سے ایک پیشاب سے ستر نہیں کرتا تھا مراد لی ہے مگر بخاری میں
اس حدیث میں لا یستتر ہے اور مسلم کی روایت لا یستنزہ ہے البتہ ابن عساکر کی روایت میں لا یستبرئ ہے مگر استبرا سے
یہاں بچنا ہے نہ یہ معنی جو مراد ہے نتر کے اور جسکو اصطلاح میں استبرا کہتے ہیں پس جلال کو دھوکا ہوا شاید لا یستتر کو انہوں نے

لا یستتر ہی پڑہا اور یہہ بہی احتمال ہے کہ اونکے نسخہ مین لا یستبری ہو اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ زیلعی نے ہدایہ کی تخریج مین اسحدیث
کو صحیحین سے نقل کیا اوسمین لا یستبری ہے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے کہ اس باب مین اور احادیث بہی وارد ہین اور مین اونکو
باختصار ذکر کرتا ہون اول حدیث وہ ہے جو روایت کی دارقطنی نے سنن مین حدیث بیان کی ہمسے عبد الباقی بن قانع نے انہون
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے احمد بن حسن بن حسن مصری نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عاصم نے اونہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے زمعہ بن صالح نے اونہون نے روایت کی سلمہ بن وہرام سے انہون نے طاوس سے انہون نے ابن عباس سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب تم مین سے کوئی اپنی حاجت ادا کرے تو تین پتہر سے استنجا کرے یا تین لکڑیون سے یا تین مٹہی مٹی کی زمعہ نے کہا مینے یہ حدیث
ابن طاوس سے بیان کی انہون نے کہا مجہکو خبر دی میرے باپ نے اونہون نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا
دارقطنی نے کہا اسکو نہین مسند کیا مگر احمد بن حسن مصری نے اور وہ کذاب ہے اسکے سوا اور لوگ اسحدیث کو طاوس سے مرسلا روایت
کرتے ہین اسمین ابن عباس کا ذکر نہین ہے اور روایت کیا اسکو ابن عیینہ نے سلمہ سے انہون نے طاوس سے اونکا قول اور روایت کیا اسحدیث
کو ابن جوزی نے علل متناہیہ مین دارقطنی کے طریق سے اور ذکر کیا یہی کلام دوسری حدیث وہ ہے جسکو ابن عدی نے کامل مین
روایت کیا حماد بن الجعد سے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتادہ نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے خلاد جہنی نے انہون
نے روایت کی اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے پاخانہ کو جاوے تو تین پتہرون سے استنجا کرے
ابن معین اور نسائی نے حماد بن الجعد کو ضعیف کیا پہر کہا کہ حدیث اسکی اچہی ہے اور باوجود ضعف کے اسکی حدیث لکہی جاویگی اور میزان
مین ہے کہ حماد بن جعد جسکو ابن الجعد بہی کہتے ہین روایت کی اسنے قتادہ سے اور اس سے روایت کی ہے قتیبہ نے ابن معین نے کہا وہ کچہہ
نہین اور مرہ نے کہا وہ ثقہ نہین ہے اور نسائی نے کہا ضعیف ہے ابو زرعہ نے کہا ضعیف ہے اور اچہا کہا اسکو ابو حاتم نے تیسری
حدیث وہ ہے جو طبرانی نے اپنی معجم مین روایت کی معقل بن زیاد سے اونہون نے اوزاعی سے اونہون نے عثمان بن ابی سودہ سے انہون
نے ابو شعیب حضرمی سے اونہون نے ابو ایوب انصاری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے پاخانہ کو جاوے تو
تین پتہرون سے استنجا کرے کیونکہ یہ کافی ہین زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہا کہ امام بخاری نے جو حدیث عبد اللہ بن مسعود کی اس
باب مین روایت کی ہے تین اعتراض ہوتے ہین پہلے یہ کہ یہ روایت منقطع ہے ابو اسحاق نے عبد الرحمن سے نہین سنا اور ابو اسحق نے
تدلیس کی ہے اس اسناد مین امام بیہقی نے خلافیات مین کہا ابن شاذکونی نے کہا مین نے کوئی تدلیس اس سے زیادہ پوشیدہ
نہین دیکہی اس سے زیادہ پوشیدہ کیونکہ ابو اسحق نے اسمین کہا نہین حدیث بیان کی مجہسے ابو عبیدہ نے لیکن عبد الرحمن نے
فلانے سے اور یون نہین کہا حدیث بیان کی مجہسے عبد الرحمن نے دوسرے یہ کہ اسکی اسناد مین اختلاف ہے ابن ابی حاتم نے کہا مین نے
ابو زرعہ سے سنا وہ کہتے تہے اسرائیل نے یون روایت کیا عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

استنجی بحجرین والقی الروثہ تو ابو زرعہ نے کہا اختلاف کیا راویوں نے اسکے اسناد میں بعض تو یوں کہتے ہیں عن ابی اسحاق عن الاسود عن عبد اللہ
اور بعض عن ابی اسحق عن عبد الرحمن بن یزید عن عبد اللہ اور بعض عن ابی اسحق عن علقمہ عن عبد اللہ اور صحیح میرے نزدیک ابو عبیدہ
کی حدیث ہے اور اسیطرح روایت کیا اسرائیل نے ابو اسحق سے اونہوں نے ابو عبیدہ سے اور اسرائیل ان سب راویوں میں زیادہ حافظ
ہیں ترمذی نے کہا میں نے عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی سے پوچھا کون سی روایت اس باب میں ابو اسحق سے زیادہ صحیح ہے تو اونہوں
نے کچھہ فیصلہ نہ کیا پہر میں نے محمد بن اسمعیل رح سے پوچھا اسکو انہوں نے بھی کچھہ فیصلہ نہ کیا اور گویا اونہوں نے زہیر کی روایت
کو ابو اسحق سے اونسے عبد الرحمن بن الاسود سے اونسے اپنے باپ سے اونسے عبد اللہ بن مسعود سے زیادہ صحیح پایا اور اسیوجہ سے اس روایت
اپنے صحیح میں درج کیا اور میرے نزدیک ان سب روایتوں میں اسرائیل کی روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ وہ زیادہ حفظ رکہنے والا ہے
ابو اسحق کی حدیث کو اوروں سے اور متابعت کی اسرائیل کی قیس بن الربیع نے تیسرے یہ ہے کہ دارقطنی نے روایت کیا پہر بیہقی
نے عبد الرزاق کے طریق سے اونہوں نے معمر سے اونہوں نے ابی اسحق سے انہوں نے علقمہ بن قیس سے اونہوں نے ابن مسعود سے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجت کو تشریف لیگئے اور ابن مسعود کو حکم کیا تین پتہر لانے کا وہ دو پتہر اور ایک
لید لائے آپ نے لید پہینک دیا اور فرمایا یہہ پلید ہے میرے پاس پتہر لا بیہقی نے کہا متابعت کی معمر کی ابو شیبہ نے یعنی ابراہیم
بن عثمان نے ابو اسحق سے شیخ نے کہا ہم کہتے ہیں جواب ان اعتراضوں کا یہہ ہے جواب پہلے اعتراض کا یہہ ہے کہ امام بخاری نے تنبیہ
کردی اسپر کہ ابو اسحق نے اسمین تدلیس نہیں کی اونہوں نے اسحدیث کو روایت کرنیکے بعد کہا کہ ابراہیم بن یوسف نے اپنے
باپ سے روایت کی اونہوں نے ابو اسحق سے اونہوں نے کہا یہ حدیث بیان کی مجہہ سے عبد الرحمن نے اور امام بیہقی نے خلافیات
میں اس جواب پر یہ اعتراض کیا کہ ابراہیم بن یوسف کا یہہ کہنا اسحدیث کو متصل نہیں کرتا پہر انہوں نے نقل کیا عباس
دوری کے ذریعہ سے یحیی بن معین سے اونہوں نے کہا ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحق کچہہ نہیں ہیں انتہی اور امام بخاری نے
جو ابراہیم بن یوسف کی روایت کو تدلیس کا احتمال رفع کرنیکے لیے بیان کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک ابراہیم
اعتبار کے لائق ہے اور مؤید ہے اسکی کہ ابن ابی حاتم نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تہے ابراہیم کی حدیث لکہی
جاویگی اور اسکی حدیث حسن ہے مترجم کہتا ہے ذہبی نے میزان میں کہا ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق سبیعی روایت
کرتا ہے اپنے باپ اور اپنے دادا سے اور اس سے روایت کی ابو کریب اور ایک جماعت نے عباس نے یحیی سے نقل کیا کہ وہ
کچہہ نہیں جوزجانی نے کہا وہ ضعیف ہے نسائی نے کہا وہ قوی نہیں اور ضعیف ہے ابو حاتم نے کہا اسکی حدیث لکہی
جاوے گی لیکن ابو حاتم نے کہا اُس نے اپنے باپ سے کچہہ نہیں سُنا انتہی اس سے
ایک اور علت پیدا ہوئی کہ اگر ابو اسحق کا سماع عبد الرحمان سے مان لیا جاوے تب بھی اس روایت میں انقطاع رہتا ہے

بیان ابراہیم بن یوسف [?]

کیونکہ ابراہیم نے اپنے باپ سے نہیں سنا اور یہ لیکر امام بخاری کی غرض میں کچھہ قادح نہیں کیونکہ امام بخاری اس روایت کو مستقل طور سے
نہیں لائے بلکہ صرف ابو اسحق کے سماع کو عبد الرحمان سے ثابت کرنے کیلیے لائے ہیں) اور ایک دوسری وجہ تدلیس رفع کرنیکی وہ جو
اسمعیلی نے اپنی صحیح میں روایت کی یہی حدیث یحیی بن سعید سے اونہوں نے زہیر بن معاویہ سے اونہوں نے ابی اسحق سے انہوں نے
عبد الرحمن سے پھر کہا کہ یحیے بن سعید راضی نہیں ہوتے تھے زہیر سے وہ روایت لینے پر ابو اسحق کی جو ابو اسحق نے سنی نہ ہو جواب
دوسرے اعتراض کا یہ ہے کہ امام بخاری نے اسکو اختلاف نہیں سمجھا بلکہ متعدد اسانید خیال کیں اور جن لوگوں نے ابو عبیدہ کی
روایت کو صحیح خیال کیا جیسے ابو زرعہ اور ابو عیسی ترمذی اونپر رد کرتی ہے امام بخاری کی یہ روایت کیونکہ اسمین صاف یہ ہے کہ
ابو اسحق نے کہا ابو عبیدہ نے حدیث بیان نہیں کی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو اسحق نے یہ حدیث ابو عبیدہ سے نہیں سنی
جواب تیسرے اعتراض کا یہ ہے کہ اس روایت کو یعنے میرے پاس ایک پتھر لا دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا اور یہ روایت
منقطع ہے کیونکہ ابو اسحق نے خود اقرار کیا کہ اونہوں نے علقمہ سے نہیں سنا اور بیہقی نے اسکی تصریح کی دوسرے مقام میں اپنے سنن
کے اونہوں نے باب الدیۃ میں کہا کہ ابو اسحق کی روایت علقمہ سے منقطع ہے کیونکہ ابو اسحق نے علقمہ کو دیکھا پر انسے سنا نہیں
انتہے تمام ہوا کلام شیخ تقی الدین بن دقیق العید کا ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ امام بخاری کی اس حدیث سے حنفیوں کی
حجت نہیں نکلتی کیونکہ احتمال ہے کہ آپ نے لید کو بدل ڈالا ہو پتھر لیا ہو اور جب احتمال آیا تو استدلال باطل ہو گیا پھر زیلعی
نے کہا کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ثور بن یزید سے اونہوں نے حصین حمیری سے اونہوں نے ابو سعید سے اونہوں نے
ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص استنجا کرے پتھروں سے تو طاق پتھروں سے کرے جو ایسا کرے تو اچھا
ہے اور جو نہ کرے تو کچھہ حرج نہیں ہے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے اپنے مسند میں اور بیہقی نے سنن میں اور ابن حبان
نے صحیح میں اور یہ حدیث صحیحین میں بھی موجود ہے پر اسمیں یہ نہیں ہے کہ جو کوئی ایسا کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو حرج نہیں
امام بیہقی نے کہا یہ حدیث اگر صحیح ہو تو مراد اس سے وہ طاق عدد ہے جو تین کے اوپر ہیں اور اسکی دلیل یہ ہے جو روایت
کی بیہقی نے ابو ہریرہ سے مرفوعًا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے پتھروں سے تو طاق پتھروں سے کرے کیونکہ اللہ طاق ہے اور
دوست رکھتا ہے طاق کو کیا تو نہیں دیکھتا کہ آسمان سات ہیں اور زمینیں بھی سات ہیں اور طواف کے پھیرے بھی سات
ہیں اور بیان کیا کئی چیزوں کو تمام ہوا کلام بیہقی کا زیلعی نے اسپر یہ اعتراض کیا کہ حدیث صحیح ہے کیونکہ ابن حبان نے
اپنے صحیح میں اسکو روایت کیا اس صورت میں یہ کہنا بے موقع ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو اور جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث صرف
ابن حبان کے نزدیک صحیح ہونے سے لازم نہیں آتا کہ امام بیہقی کے نزدیک بھی وہ صحیح ہو اور اوپر گذر چکا کہ اس حدیث کی
اسناد میں حصین حمیری مجہول ہے اور سیوطی اور حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو کہا کہ وہ صحیح نہیں ہے دوسرا اعتراض زیلعی نے

یکبارگی تین سے زیادہ طلاق دینے پر اس حدیث کو محمول کرنا بے دلیل ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بے دلیل نہیں کیونکہ دوسری
صحیح روایتوں میں حضرت سے ثابت ہے کہ آپنے تین سے کم پتھر لینے سے منع کیا پھر اسکو آپنے منع کیا اسکو اس حدیث میں
جائز کیونکر فرماوینگے تیسرا اعتراض زیلعی نے یہ کیا کہ اگر تین سے زیادہ طاق عدد اس حدیث میں مراد ہو تو تین سے زیادہ پتھر لینا مستحب ٹھیریگا
کیونکہ آپنے اسکا حکم کیا حالانکہ ان لوگوں کے نزدیک تین سے زیادہ پتھر لینا بدعت ہیں جب تین سے صفائی ہو جاوے اور جو تین
سے صفائی نہ ہو تو زیادہ لینا واجب ہیں اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے باب میں ہے جسکی صفائی تین پتھر لینے سے نہ ہو
ایسی حالت میں تین سے زیادہ پتھر لینا واجب ہیں اور طاق عدد لینے پانچ یا سات مستحب ہیں اور یہی مراد ہے حضرت صلعم کی کہ اگر
تین پتھر لینے سے صفائی نہ ہو اور زیادہ کی ضرورت پڑے تو طاق عدد اختیار کرے اگر ایسا نہ کرے بلکہ چار یا چھ سے صفائی
کرے تو بھی قباحت نہیں اور دلیل اس تخصیص کی وہی احادیث ہیں جو تین سے کم کی ممانعت میں وارد ہیں اور جنکا ذکر اوپر
ہو چکا چوتھا اعتراض زیلعی نے یہ کیا کہ یہ حدیث ابوہریرہ کی کیا ستاون کو نہیں سمجھتا وہ سات ہیں اگر صحیح ہو تو بھی
اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ طاق سے وہ عدد مراد ہے جو تین سے زیادہ ہو کیونکہ آپ نے طاق کا ایک فرد بیان کیا یعنے
سات اور جو مراد آپ کی خاص سات کا عدد ہو تو سات پتھر لینے سے استنجا کرنا واجب ہوجاویگا کیونکہ اسکا حکم ہے اس حدیث میں اور
جواب اسکا یہ ہے کہ امام بیہقی نے اس حدیث سے ثابت نہیں کیا کہ طاق خاص یہی سات ہیں تاکہ استنجا سات پتھر لینے سے کرنا
لازم آجاوے بلکہ غرض امام بیہقی کی اس حدیث کے لانے سے یہی ہے کہ شارع کی کلام میں طاق کا اطلاق تین سے زیادہ عدد پر بھی
ہوا ہے اور یہ قرینہ ہے اس بات کا کہ پہلی روایت میں طاق سے یہی عدد مراد ہو تاکہ یہ حدیث اور احادیث کے موافق ہوجاوے
اس صورت میں کوئی قباحت لازم نہیں آتی واللہ اعلم ف اور ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحٰق سبیعی ہمدانی کوفی نے
اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے ابو اسحٰق سے اوس میں یہ ہے (ابو اسحٰق نے کہا) حدیث بیان کی مجھسے عبدالرحمن
بن اسود بن یزید نے ف حافظ ابن حجر نے کہا اس تعلیق سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ رد کریں اس شخص پر
جسنے کہا کہ ابو اسحاق نے اس روایت میں تدلیس کی جیسے یہ منقول ہوا سلیمان شاذکونی سے انہوں نے کہا میں نے زیادہ
جو مینے تدلیس میں سنی کہی ابو اسحاق نے کہا ابو عبیدہ نے اسکو بیان نہیں کیا بلکہ عبدالرحمن نے روایت کی اپنے باپ سے
اخیر تک اور یہ نہیں کہا کہ عبدالرحمن نے یہ حدیث مجھسے بیان کی اور اسمٰعیلی نے ابو اسحٰق کی صحت سماع پر اس حدیث کو عبدالرحمن
سے دلیل قائم کی ہے کہ یحیی قطان نے اس حدیث کو روایت کیا زہیر سے اور یحیی زہیر سے وہی روایت لیتے ہیں ابو اسحٰق
کی جو ابو اسحٰق نے سنی ہو اور شاید اسمٰعیلی نے یہ بات اسقدر اسے پہچانی جیسے قطان کی روایت کو سمجھکر یا یحیی سے ایسا کہا ہوگا
بہر حال تدلیس کی علت دور ہوگئی اور بعض لوگوں نے ایک اور علت نکالی ہے اضطراب کی اور دارقطنی نے ابو اسحٰق پر جو اختلاف

ہوا ہے اس حدیث میں کہ اسکو بیان کیا ہی اور بیہقی نے اسکا ذکر قریب میں کیا ہے لیکن امام بخاری کے نزدیک زہیر کی روایت راجح
ہے کیونکہ متابعت کی زہیر کی یوسف نے جو بیٹا ہے ابو اسحق کا اور متابعت کی انکے دونوں شریک قاضی اور زکریا بن ابی زائدہ
نے اور ورقا نے اور ابو اسحاق کی متابعت کی عبد الرحمن سے یہ حدیث روایت کرنے میں لیث بن ابی سلیم نے اور لیث کی روایت کو
ابن ابی شیبہ نے نکالا اور اسکی حدیث استشہاد کے قابل ہی اور ایک اور وجہ زہیر کی روایت کی ترجیح کی یہ ہے کہ ابو اسحق کو ابو عبیدہ کا طریق
معلوم تھا لیکن انہوں نے اس سے عدول کیا برخلاف اسرائیل کی روایت کی وہ سمیں ابو عبیدہ کی روایت ہی اور عبد الرحمن کی روایت
کا ذکر نہیں جیسے ترمذی وغیرہ نے اسرائیل کے طریق کو نکالا تو جب زہیر کی روایت میں ابو اسحق نے عبد الرحمن کا طریقہ اختیار کیا
ابو عبیدہ کا طریقہ معلوم ہوتے ہوئی تو ثابت ہوا کہ ابو اسحق کے نزدیک بھی عبد الرحمن کی روایت راجح ہی واللہ اعلم اب جب مولف استنجا
کے ابواب سے فارغ ہوئے جو ذیل میں آ گئے تھے تو پھر وضو کا بیان شروع کر دیا جیسے استنجا کے ابواب سے پہلے وضو کا ذکر تھا باب
الوضوء مرة مرة ایک ایک بار اعضا کا دھونا وضو میں حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا سفیان عن زید
ابن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابن عباس قال توضأ النبي صلى الله عليه وسلم مرة مرة ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے
محمد بن یوسف فریابی نے نہ بیکندی نے کیونکہ سفیان سے مراد ثوری ہیں اور ثوری سے فریابی روایت کرتے ہیں نہ بیکندی اور غلطی
کی قسطلانی نے جو کہا کہ مراد فریابی ہیں یا بیکندی) انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان (ثوری) نے نہ سفیان بن عیینہ نے
اور عینی اور کرمانی اور قسطلانی نے کہا کہ مراد ثوری ہیں یا سفیان بن عیینہ اور یہ شک انکی مبنی ہی اسپر کہ محمد بن یوسف فریابی
مراد ہیں یا بیکندی اور ہم کہہ چکے کہ مراد فریابی ہیں تو یہاں سفیان سے ثوری مراد ہونگے اور ابو داؤد اور اسمعیلی نے تصریح کی انکی
سماع کی زید بن اسلم سے) انہوں نے روایت کی زید بن اسلم (تابعی مدنی) سے انہوں نے عطار بن یسار سے انہوں نے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار وضو کیا ف یعنی ہر ایک عضو کو
ایک ایک بار دھویا اور یہ حدیث مجمل ہے اور اسکا بیان باب غسل الوجه باليدين من غرفة واحدة میں ہو چکا (فتح الباری) اور
میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد نے بھی روایت کیا اور امام مسلم نے اسکو روایت نہیں
کیا اور اس باب میں مروی ہی عمر اور جابر اور بریدہ اور ابو رافع اور ابن الفاکہ اور عبد اللہ بن عمر اور عکراش بن ذویب سے
تو عمر رض کی حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث قوی نہیں اور روایت کیا ابن ماجہ نے بھی اور جابر کی حدیث
کیطرف ترمذی نے اشارہ کیا اور بریدہ کی روایت کو بزار نے نکالا اور ابو رافع کی حدیث کو بھی بزار نے نکالا اور ابن
فاکہ کی حدیث کو بغوی نے صحیح میں روایت کیا اور اسکی اسناد میں عامر بن فضل متروک ہے اور عبد اللہ بن عمر کی حدیث
کو بزار نے نکالا اور عکراش کی حدیث کو ابو بکر خطیب نے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وضو میں واجب ایک ایک بار ہونا

ہے اور یہی واسطے اقتصار کیا اوسپر حضرت رسول کریم نے اور اگر دو یا تین بار دہونا واجب ہوتا تو آپ ایک بار پر اقتصار نہ فرماتے
شیخ محی الدین نے کہا کہ اجماع کیا اہل اسلام نے کہ وضو میں ایک ایک بار اعضا کا دہونا واجب ہے اور تین بار سنت ہے اور احادیث
صحیحہ میں ایک ایک بار دہونا اور دو دو بار اور تین تین بار منقول ہے اور بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ بعض اعضا کو تین بار دہویا
اور بعض کو دو بار اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب صورتیں جائز ہیں اور تین بار دہونا کمال ہے اور ایک بار کافی ہے انتہی کلام
الامام الشوکانی رحمہ مترجم کہتا ہے کہ اس باب میں و صحابہ سے بھی مروی ہے اون میں سے ہیں ابی بن کعب ابن ماجہ نے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا پہر وضو کیا ایک ایک بار اور فرمایا یہ وظیفہ ہے وضو کا اور یہ ایسا وضو ہے جو
اسکو نہ کرے اسکی نماز اللہ تعالے قبول نہ کریگا پہر وضو کیا دو دو بار اور فرمایا یہ وضو اسکا ہے جو ایسا وضو کرے اسکو دو حصے
ملینگے ثواب کے پہر وضو کیا تین تین بار اور فرمایا یہ وضو میرا اور مجھسے پہلے مسلمانونکا زیلعی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور
اسکی اسناد میں زید بن ابی الحواری ہے ابن معین نے کہا وہ کچھہ نہیں نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے ابوزرعہ نے کہا واہی الحدیث
ہے اور عبد اللہ بن عرادہ ابن معین نے کہا وہ کچھہ نہیں امام بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے ابن حبان نے کہا اس سے حجت لینا
جائز نہیں انتہی اور ان میں سے زید بن ثابت اور ابوہریرہ دارقطنی نے اپنی کتاب غرائب مالک میں علی بن الحسن شامی
سے روایت کیا اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک بن انس نے انہوں نے روایت کی ربیعہ سے اونہوں نے سعید بن
المسیب سے انہوں نے زید بن ثابت اور ابوہریرہ رض سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک
بار اور فرمایا یہ وہ وضو ہے کہ اللہ عمل کو قبول نہیں کرتا بے اسکی اور وضو کیا دو دو بار اور فرمایا اس سے اللہ تعالی ثواب دوگنا کرتا ہے
دو بار اور تین تین بار وضو کیا اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور مجھسے پہلے پیغمبروں کا ہے دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتھہ
اس حدیث کے علی بن الحسن شامی اور وہ ضعیف تہا انتہی زیلعی کہا عبد اللہ بن عمر کی حدیث کئی طریقے میں سب سے بہتر وہ طریقہ
ہے جو روایت کیا دارقطنی نے انسے اون میں یہ ہے کہ حضرت صلعم نے وضو کیا ایک ایک بار اور فرمایا یہ وہ وضو ہے جسکے بغیر
اللہ تعالی نماز کو قبول نہیں کرتا پہر دو دو بار وضو کیا اور فرمایا یہ وضو اسکا ہے جسکو دو بار دونا ثواب ملیگا پہر وضو کیا تین تین
بار اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور مجھسے پہلے پیغمبروں کا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن میں اور دونوں نے کہا کہ متفرد ہوا ساتھہ اس
حدیث کے سیب بن واضح اور وہ ضعیف ہے اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں کہا کہ سیب بن واضح سے حجت نہیں لیجاویگی
اور یہ حدیث کئی طریقوں سے مروی ہے اور سب ضعیف ہیں انتہی عبد الحق نے احکام میں کہا کہ یہ طریق اس حدیث کے سب طریقوں میں
اچھا ہے اور نقل کیا اونہوں نے ابن ابی حاتم سے کہ سیب سچا ہے لیکن غلطی بہت کرتا ہے دوسرا طریقہ وہ ہے جو ابن ماجہ نے نکالا اس
میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک بار پہر فرمایا یہ وضو ہے اسکا جسکی نماز اللہ تعالی قبول نہ کریگا بغیر اسکے

پھر وضو کیا دو دو بار اور فرمایا یہ اندازہ کا وضو ہے (یعنی بیچ کا) اور وضو کیا تین تین بار اور فرمایا یہ بہت پورا وضو ہے اور وضو ہے میرا اور وضو ہے اللہ کے دوست ابراہیم علیہ السلام کا اور جو شخص اسطرح وضو کرے پھر وضو سے فارغ ہونیکے بعد یہ کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ تو اسکے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کہولے جاوینگے وہ جس میں سے چاہے جاوے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن میں اور طبرانی نے معجم میں اور انکا لفظ یہ ہے کہ آپ نے پانی منگوایا پھر وضو کیا ایک ایک بار اور فرمایا یہ وہ وضو ہے کہ اللہ تعالے نماز نہیں قبول کرتا مگر اس سے پھر پانی منگوایا اور دو دو بار وضو کیا اور فرمایا یہ وضو ہے اسکا جو دو بار ثواب دیا گیا پھر پانی منگوایا اور وضو کیا تین تین بار اور فرمایا یہ وضو ہے میرا اور مجھسے پہلے پیغمبروں کا بیہقی نے کہا اسیطرح روایت کیا اسکو عبدالرحیم بن زید عمی نے اپنے باپ سے اور مخالفت کی ان دونوں کی اوروں نے اور وہ قوی نہیں ہیں اپنے روایت میں ابن ابی حاتم نے علل میں کہا میں نے اپنے باپ سے پوچھا اس حدیث کو جو عبدالرحیم بن زید عمی نے روایت کی اپنے باپ سے اونہوں نے معاویہ بن قرہ سے اونہوں نے ابن عمر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر بیان کیا الفاظ بیہقی کا تو اونہوں نے کہا عبدالرحیم بن زید متروک الحدیث ہے اور اسکا باپ زید ضعیف الحدیث تھا اور یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں ہے میرے باپ نے کہا ابو زرعہ سے پوچھا اس حدیث کو انہوں نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک واہی ہے اور معاویہ بن قرہ ابن عمر سے نہیں ملا انتہے زیلعی نے کہا پھر میں نے اس حدیث کو طبرانی کے معجم اوسط میں پایا مرحوم بن عبدالعزیز سے اونہوں نے عبدالرحیم بن زید عمی سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے معاویہ بن قرہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اسکے دادا سے پھر بیان کیا اس حدیث کو اور کہا ایسا ہی روایت کیا اسکو مرحوم بن عبدالعزیز نے عبدالرحیم بن زید سے اور روایت کیا اسکو حجیبی وغیرہ نے عبدالرحیم بن زید سے اور کہا عن ابن عمر اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا میں ابن ماجہ کی سند سے اور معلول کہا اسکو بوجہ عبدالرحیم بن زید اور اسکے باپ کے اور دونو کو ضعیف کہا تمام ہوا میں کہتا ہوں کہ زید عمی میں اختلاف ہے نسائی اور ابو زرعہ نے اسکو ضعیف کہا اور حسن بن سفیان نے کہا وہ ثقہ ہے احمد بن صالح نے کہا اسکا لقب عمی اسلیے ہوا کہ جب اس سے کوئی بات پوچھتے تو وہ کہتا میں اپنے عم (چچا) سے پوچھ لوں انتہے مترجم کہتا ہے امام شوکانی نے جابر کی حدیث کی تخریج نہیں کی اور اتنا ہی کہا کہ ترمذی نے اسکی طرف اشارہ کیا حالانکہ جابر کی حدیث سنن ابن ماجہ اور جامع ترمذی میں موجود ہے حافظ ابن ماجہ نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن عامر بن زرارہ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شریک نے اونہوں نے روایت کی ثابت بن ابی صفیہ کالی سے اونہوں نے کہا میں نے ابو جعفر سے پوچھا تمنے یہ حدیث روایت کی جابر رض سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک بار اونہوں نے کہا ہاں میں نے کہا اور دو دو بار اور تین تین بار اونہوں نے کہا ہاں اس حدیث کا ہونا ضعیف ہے اسکی اسناد میں شریک بن عبداللہ ہے وسکا حال اوپر گذر چکا ضعیف کیا اسکو کتنے علما نے اور ثابت بن ابی صفیہ کے حق میں احمد اور ابن معین نے کہا وہ کچھ نہیں ابو حاتم نے

عبدالرحیم بن زید

و زید عمی

شریک بن عبداللہ

کہا وہ لین الحدیث ہے نسائی نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے سلیمانی نے اسکو رافضیوں میں گنا پھر روایت کی ابن حبان نے ابن عباس کی حدیث یحیی بن سعید قطان کے طریق سے اونہون نے سفیان سے اونہون نے زید بن اسلم سے اونہون نے عطار بن یسار سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا ایک ایک بار چلو سے ترمذی نے کہا اسی حدیث کے روایت کرنیکے بعد اور روایت کی وکیع نے یہ حدیث ثابت بن ابی صفیہ سے کہا پوچھا مینے ابوجعفر سے کیا تم سے بیان کیا ہے جابر نے کہ وضو کیا رسول اللہ نے ایک ایک بار کہا ہان بیان کیا ہم سے اسکو ہناد اور قتیبہ نے دونون نے کہا بیان کیا ہم سے وکیع نے اونہون نے ثابت سے اور یہ زیادہ صحیح ہے شریک کی روایت سے اسلیے کہ مروی ہے بہت سی کتب سے ثابت سے مثل وکیع کی روایت کے اور شریک سے بہت غلطیان ہوتی ہین اور ثابت ابن ابی صفیہ ابوحمزہ ثمالی ہین انتہی پھر کہا حدیث بیان کی ہمسے ابوکریب نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے رشدین بن سعد نے اونہون نے کہا خبر دی مجکو ضحاک بن شرحبیل نے اونہون نے روایت کی زید بن اسلم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عمر سے اونہون نے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا غزوۂ تبوک کی لڑائی مین آپنے وضو کیا ایک ایک بار اور اس حدیث کی اسناد مین رشدین بن سعد ہے ضعیف کیا اسکو احمد اور ابن معین اور ابوزرعہ اور جوزجانی نے اور نسائی نے کہا وہ متروک ہے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین حضرت عمر کی حدیث کو روایت کیا ابن لہیعہ کے طریق سے کہ مینے رسول اللہ کو دیکھا آپنے ایک ایک بار وضو کیا اور ابن لہیعہ ضعیف ہے پھر روایت کیا ابن عباس کی حدیث کو ابو عاصم کے طریق سے اونہون نے سفیان سے اونہون نے زید بن اسلم سے اونہون نے عطار بن یسار سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا مین تمکو خبر کرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی ایک ایک بار یعنی کہا کہ آپنے وضو کیا ایک ایک بار پھر روایت کیا عبداللہ بن عمر کی حدیث کو اور اسکا اسناد جید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک بار پھر روایت کیا ابورافع سے اونہون نے کہا مینے رسول اللہ کو دیکھا آپنے وضو کیا تین تین بار اور مینے اونکو دیکھا آپنے دھویا (اعضا کو) ایک ایک بار اور اسکا اسناد بھی جید ہے اور سعید بن سلیمان واسطی اور عبدالعزیز بن محمد دراوردی اگرچہ ان دونون مین بعضون نے کلام کیا ہے پر یہ دونون ثقہ ہین امام طحاوی نے کہا ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ تین تین بار دھونا فضیلت حاصل کرنیکے لیے ہے اسلیے کہ وہ فرض ہے یعنی فرض ایک ایک بار دھونا ہے

بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ دو دو بار وضو کرنیکا بیان حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے حسین بن عیسی بن حمران دامغانی بسطامی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یونس بن محمد بن مسلم مودب معلم مؤذن نے اونہون نے کہا حدیث بیان

کی ہے فلیح بن سلیمان (عبد الملک) نے اور انہوں نے روایت کی عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم (مدنی انصاری تابعی) سے
انہوں نے عباد بن تمیم (بن زید انصاری) سے انہوں نے عبداللہ بن زید (بن عاصم بن کعب انصاری مازنی ابو محمد) سے ف حافظ ابن
حجر نے کہا یہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں اور انہوں نے ایک حدیث مشہور روایت کی ہے حضرت ﷺ کے وضو میں اور یہ اسکا مختصر
ہے جیسے آگے آویگی مالک وغیرہ کی روایت سے مگر اس میں دو دو بار دہونا صرف ہاتہوں کو کہنیوں تک ہے البتہ نسائی نے روایت
کیا سفیان بن عیینہ کے طریق سے عبداللہ بن زید کی حدیث میں وہ اس میں یہ تہا اور پاؤں کا دو دو بار دہونا مذکور ہے اور مسح
اور منہ کو تین بار دہونا بہی لیکن اس روایت میں ایک اعتراض ہے جس کی طرف ہم اشارہ کرینگے آگے انشاء اللہ تعالی اور اس صورت
میں لازم یہ تہا کہ عبداللہ بن زید کی حدیث کی لیے یہ باب باندہا جاتا کہ بعض اعضاء کا ایک بار دہونا بعض کا دو بار بعض کا تین بار
اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے اور ابن حبان نے ابوہریرہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو
کیا دو دو بار اور یہ قوی شاہد ہے فلیح کی روایت کا تو احتمال ہے کہ یہ حدیث مجمل اس مالک کی حدیث کے سوا ہو انتہی حافظ صاحب
نے تقریب میں لکہا کہ عبداللہ بن زید بن عاصم بن کعب انصاری مازنی اونکی کنیت ابو محمد ہے یہ مشہور صحابی ہیں اونہوں نے
حضرت ﷺ کے وضو کی صفت روایت کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں ہی نے مسیلمہ کذاب کو مارا ہے یہ شہید ہوئے حرہ میں سنہ ۶۳
ہجری میں انتہی قسطلانی نے کہا یہ عبداللہ بن زید بن عبد ربہ ہیں جنہوں نے اذان کو خواب میں دیکہا تہا انتہی مترجم کہتا ہے
یہ وہم ہے قسطلانی کا اور انکی بہی کنیت ابو محمد ہے اسلیے انکو وہم ہوا اور صحیح وہی ہے جو حافظ ابن حجر نے کہا زیلعی نے کہا عبداللہ
بن زید بن عبد ربہ نے اذان کو روایت کیا نہ وضو کو اور یہ وہم سفیان بن عیینہ نے کیا اور سوا انکے جتنے لوگ اس حدیث کو عمرو بن یحیی سے روایت
کرتے ہیں جیسے مالک وغیرہ وہ سب عبداللہ بن زید بن عاصم سے روایت کرتے ہیں ف اونہوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا دو دو بار ف امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا اس حدیث کو امام احمد نے بہی اسیطرح روایت کیا
ہے اور اس باب میں روایت ہے ابوہریرہ اور جابر سے لیکن ابوہریرہ کی حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ترمذی نے
کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسکی اسناد میں عبداللہ بن فضل ہے اور اس سے روایت کیا جماعت نے لیکن منفرد ہوا اوس سے
روایت کرنے میں عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان اور اسیوجہ سے حدیث حسن ہو گئی ابوداؤد نے کہا اسمیں کوئی قباحت نہیں
اور وہ مظالم پر تہا بغداد میں علی بن المدینی نے کہا اوس میں کوئی قباحت نہیں اور ایسا ہی کہا احمد اور ابو زرعہ نے اور ابو حاتم
نے کہا اوس میں قدر کا کچہ مادہ تہا اور اسکی عقل اخیر عمر میں بگڑ گئی تہی اور وہ مستقیم الحدیث ہے نسائی نے کہا وہ قوی نہیں ہے یحیی نے ایکبار
کہا وہ ضعیف ہے دوسری بار کہا اوس میں کچہ قباحت نہیں اور اسمیں ایک لمبا کلام ہے اور جابر کی حدیث کی طرف ترمذی نے
اشارہ کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دو دو بار وضو کرنا جائز ہے اور کافی ہے اور اسمیں کسیکا خلاف نہیں انتہی مترجم

فی عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان

کہا ہے اور تعجب ہے بیان فتح کا جابر کی حدیث کو کہ نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی نے اور اس باب مین مروی ہے اور صحابہ سے بھی جیسے ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر سے بھی اور انکی حدیثین ویرگذر چکین اور تعجب ہے کہ امام شوکانی نے دو بار وہی کہا کہ جابر کی حدیث کیطرف ترمذی نے اشارہ کیا اور یہ اشارہ اوسکا باب جابر فی الوضوء مرۃ مرۃ مین ہی پھر روایت کیا انہون نے جابر کی حدیث کو باسناد باب جابر فی الوضوء مرۃ ومرتین وثلثا مین اور حافظ ابن حجر نے جو ابوہریرہ کی حدیث میں ترمذی سے نقل کیا کہ انہون نے کہا صحیح ہے مراد اس سے اسناد کی صحت ہے ترمذی نے اسکی اسناد کو حسن صحیح کہا اور حدیث کو حسن غریب کہا ہی نقل کیا امام شوکانی رحمہ نے امام ابوحنیفہ سے حماد کی روایت کیا اونہون نے ابراہیم سے انہون نے اسود بن یزید سے اونہون نے حضرت عمر رضی اللہ سے کہ انہون نے وضو کیا تو دونو ہاتھ دو دو بار دہوے اور کلی دو بار کی اور ناک مین پانی دو بار ڈالا اور منہ کو دو بار دہویا اور دونو باہون کو دو بار دہویا اور سر پر مسح کیا دو بار آگے سے پیچھے کو لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے اور دونو پانون کو دہویا دو بار

باب الوضوء ثلثا ثلثا

تین تین بار ہر ایک عضو کو دہونا وضو مین

حدثنا عبد العزيز بن عبد الله الاويسي قال حدثني ابراهيم بن سعد عن ابن شهاب ان عطاء بن يزيد اخبره ان حمران مولى عثمان اخبره انه رأى عثمان بن عفان دعا باناء فافرغ على كفيه ثلاث مرار فغسلهما ثم ادخل يمينه في الاناء فمضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلثا و يديه الى المرفقين ثلاث مرار ثم مسح برأسه ثم غسل رجليه ثلث مرار الى الكعبين ثم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ نحو وضوئي هذا ثم صلى ركعتين لا يحدث فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه وعن ابراهيم قال قال صالح بن كيسان قال ابن شهاب ولكن عروة يحدث عن حمران فلما توضأ عثمان قال الا احدثكم حديثا لولا اية ما حدثتكموه سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا يتوضأ رجل يحسن وضوءه ويصلي الصلوة الا غفر له ما بينه وبين الصلوة حتى يصليها قال عروة الاية ان الذين يكتمون ما انزلنا

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد العزیز بن عبداللہ اویسی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابراہیم بن سعد (عبدالرحمن بن عوف کے پوتے) نے اونہون نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے انہون نے کہا کہ عطاء بن یزید لیثی مدنی تابعی مشہور نے اونکو خبر دی **ف** اس اسناد مین سب مدینے والے مین اور اسمین تین تابعی ایک دوسرے سے روایت کرتے مین حمران بن ابان اور عطاء اور ابن شہاب اور اسکے بعد کے اسناد مین چار تابعی ہین حمران اور عروہ برابر والے اور ابن شہاب اور صالح بن کیسان برابر والے (فتح) **ت** کہ حمران نے کہا جو مولی (غلام آزاد) تھے حضرت عثمان کے انکے اونہون نے دیکھا حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ امیر المومنین ذوالنورین کو قسطلانی نے کہا ہم نہین جانتے کہ انکے سوا کسی شخص نے پیغمبر کی دو صاحبزادیان کو نکاح مین لایا ہو اور یہ شہید ہوئے یوم الدار مین جمعہ کے دن ۱۸ ذیحجہ کو

ہجری میں واصل ہوا اللہ انسے) انہوں نے برتن منگوایا (شعیب کی روایت میں جو آگے آویگی کہ وضو کا پانی منگوایا اور ایسا ہی روایت
کیا مسلم نے یونس کے طریق سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ وضو کا پانی لانے میں دوسرے سے مدد لینا درست ہے (فتح) اور اپنی دونوں ہتھیلیوں پر تین
بار پانی ڈالا (اس سے یہ نکلا کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسکو تین بار دھونا چاہیے گرچہ نیند سے نہ اٹھے ہوں احتیاطاً (فتح)
پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالا (اس سے یہ نکلا کہ داہنے ہاتھ سے چلو لینا چاہیے اور یہ نہیں نکلتا کہ چلو لینے کی نیت کرنا ضرور
ہے یا نہیں) اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا **ف** کشمیہنی کی روایت میں استنثر کے بدلے استنشق ہے اور معنی قریب ہے یعنی ناک
میں پانی ڈالا اور تین بار کا اسمیں ذکر نہیں لیکن شعیب کی روایت میں جو آگے آتی ہے تین بار کی صراحت ہے اور منیہ اس حدیث کے کسی طریقہ
میں تین بار کی قید نہیں پائی البتہ ابن منذر نے یونس سے انہوں نے زہری سے اسکی صراحت کی ہے اور ابوداؤد نے دو طریقوں سے
ایسا ہی نکالا حضرت عثمان سے اور سب روایتوں میں پہلے کلی کا ذکر ہے (فتح) **ت** پھر اپنے منہ کو تین بار دھویا **ف** یعنی کلی
اور ناک میں پانی ڈالنے کے بعد اور علماء نے اسکی حکمت یہ بیان کی ہے کہ پانی کے تین اوصاف ہیں رنگ اور مزہ اور بو تو چلو میں پانی
لینے سے اسکا رنگ آنکھ سے معلوم ہو جاتا ہے اور مزہ کلی کرنے سے اور بو ناک میں پانی ڈالنے سے اسلیے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے
کو مقدم کیا اور یہ دونوں سنت ہیں منہ دھونے سے پہلے اور منہ دھونا فرض ہے (فتح) **ت** اور دونوں ہاتھوں کو دونوں کہنیوں تک
تین بار پھر مسح کیا اپنے سر پر **ف** صحیحین کے کسی طریق میں مسح کا عدد مذکور نہیں تو ایک بار مسح کرنا مسنون ہے اس طرح سے کہ پہلے
دونوں ہاتھوں کو پیشانی پر سے گدی تک لیجاوے پھر پیشانی تک لوٹا لاوے اور یہ ایک بار مسح ہے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور
امام شافعی نے کہا کہ مسح تین بار کرنا مستحب ہے جیسے دھونا ہر ایک عضو کا اور دلیل انکی روایت ہے مسلم کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے تین تین بار وضو کیا اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مجمل ہے اور صحیح روایتوں سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے مسح کو مکرر نہیں کیا
تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اکثر اعضا کو تین تین بار پاک کیا یا مراد وہ اعضا ہیں جو دھوئے جاتے ہیں ابوداؤد نے سنن میں
کہا حضرت عثمان کی سب صحیح حدیثیں اسپر دلالت کرتی ہیں کہ سر کا مسح ایک بار کرنا چاہیے اور ابن منذر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم
سے سر کا مسح ایک بار ہی ثابت ہے اور مسح مبنی ہے تخفیف پر تو اسکا قیاس دھونے پر صحیح نہ ہوگا کیونکہ دھونے سے مبالغہ منظور
ہے عضو کو پورا کرنے میں اور اگر مسح میں بھی عدد کا اعتبار ہو تو وہ مثل دھونے کے ہو جاویگا کیونکہ دھونا کہتے ہیں پانی بہانے
کو اور ملنا شرط نہیں صحیح مذہب اکثر علماء کے نزدیک اور ابو عبید نے مبالغہ کیا اور انہوں نے کہا ہم سلف میں سے کسی شخص کو
نہیں جانتے جسنے سر کا مسح تین بار مستحب کہا ہو سوا ابراہیم تیمی کے اور اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے انس
اور عطاء وغیرہما سے تین بار مسح نقل کیا ہے اور ابوداؤد نے دو طریقوں سے حضرت عثمان سے تین بار مسح روایت کیا اور ان دونوں
طریقوں میں سے ایک طریق کو ابن خزیمہ نے صحیح کیا اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے (فتح) مترجم زیادہ تر امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا،

ترمذی نے ابو حیہ سے روایت کیا اور کہا صحیح ہے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا انہوں نے وضو کیا پھر دونوں ہاتھ دہوئے یہاں تک کہ انکو صاف
کیا پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور تین بار منہ دہویا اور تین بار دونوں ہاتھ کہنیوں تک دہوئے اور سر پر مسح کیا ایک بار پھر دونوں پاؤں
دہوئے ٹخنوں تک پھر کہا میں نے چاہا تمکو دکہلاؤں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیونکر کرتے تھے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے
اور روایت کیا سلمہ بن الاکوع اور ابن ابی اوفی سے مانند اسکے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں انس سے اوس میں یہ ہے کہ مسح
کیا اپنے سر پر ایک بار حافظ نے کہا اسناد اسکا اچھا ہے اور روایت کیا اسکو ابو علی بن سکن نے رزین بن حکیم سے وہ ایک مرد انصار
سے مانند اسکے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے حضرت عثمان کی حدیث سے طول کے ساتھ اسمیں یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اور یہ حدیث
صحیحین میں بہی ہے پر اسمیں عدد کی قید نہیں ہے اسیطرح عبد اللہ بن زید کی حدیث بہی صحیحین میں ہے اوس میں سر کا مسح مطلق ہے کوئی عدد
مذکور نہیں حافظ نے کہا عبد اللہ کی ایک روایت میں یہ بہی ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اسیطرح ابن عباس کی حدیث میں جو آگے
آویگی اوس میں بہی یوں ہے کہ مسح ایک بار کیا اور ابو داود نے ابن ابی لیلے کے طریق سے نکالا اوس میں یہ ہے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا
اونہوں نے وضو کیا اوس میں یہ ہے کہ اپنے سر پر ایک ہی مسح کیا پھر کہا میں نے ایسا ہی دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے
اور ابو داود نے ابن جریج کے طریق سے بہی نکالا کہ حضرت علی رض نے مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اور ترمذی نے ربیع سے روایت کیا کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وضو کرتے ہوئے اونہوں نے کہا کہ آپ نے مسح کیا آگے اور پیچہے دونوں کنپٹیوں پر اور دونوں کانوں پر
ایک بار ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسکی صحیح ہونے میں اعتراض ہے کیونکہ ترمذی نے یہ حدیث ابن عقیل کے طریق سے
روایت کی اور نسائی نے امام حسین بن علی سے روایت کیا اونہوں نے حضرت علی رض سے کہ انہوں نے مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اور روایت
کیا اسکو امام احمد اور بیہقی نے عبد خیر سے اونہوں نے حضرت علی سے اوسمیں یہ ہے کہ ایک بار مسح کیا سر کا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے زر
بن حبیش سے اوسمیں یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر یہانتک کہ اسمیں سے پانی ٹپکتا تہا اور نسائی نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو وضو سکہلایا اوسمیں یہ ہے کہ مسح کیا اونہوں نے ایک بار اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ سر کا مسح ایک
ہی بار کرنا سنت ہے اور اسمیں اختلاف ہے عطا اور اکثر عترت کا اور شافعی کا یہ قول ہے کہ سر کا مسح بہی تین بار کرنا افضل ہے اور انکی
دلیل حدیث ہے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی کہ ان دونوں نے تین بار مسح کیا اور دونوں حدیثوں میں کلام ہے لیکن حضرت
علی کی حدیث تو نکالا اسکو دارقطنی نے عبد خیر سے امام ابو یوسف کی روایت سے اونہوں نے امام ابو حنیفہ رح سے اونہوں نے خالد بن
علقمہ سے اونہوں نے عبد خیر سے اونہوں نے حضرت علی رض سے دارقطنی نے کہا کہ ابو حنیفہ رح نے اور حافظوں کا خلاف کیا
اس حدیث میں اور تین بار کا لفظ کہا حالانکہ وہ ایک بار ہے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عبد الملک بن سلع سے اونہوں نے عبد خیر
سے اس روایت میں بہی یہ ہے کہ آپ نے مسح کیا اپنے سر اور کانوں پر تین بار اور ایسا ہی روایت کیا بیہقی نے خلافیات میں ابو حیہ کے طریق

سے اونہون نے حضرت علی رضؓ سے اور روایت کیا اسکو بزار نے بھی اور روایت کیا بیہقی نے سنن مین محمد بن علی کے طریق سے اور اونہون نے
اپنے باپ امام حسین علیہ السلام سے اونہون نے انکے دادا حضرت علی رضؓ سے وضو کی صفت کو اور طبرانی نے بھی روایت کیا اور اسکے اسناد
مین عبد العزیز بن عبید اللہ ہے حافظ نے کہا وہ ضعیف ہے اور حضرت عثمان رضؓ کی حدیث کو نکالا ابو داؤد اور بزار اور دارقطنی نے اور
یہ ہے کہ سر کا مسح تین بار اور اسکی اسناد مین عبد الرحمن بن وردان ہے ابو حاتم نے کہا اوسمین کچھہ قباحت نہین اور ابن معین نے کہا
وہ صالح ہے اور ابن حبان نے اوسکو ثقات مین لکھا اور متابعت کی اسکی ہشام بن عروہ نے روایت کیا اسکو بزار نے اور روایت
کیا اونہون نے اسکو عبد الکریم کے طریق سے اونہون نے حمران سے اور اسکا اسناد ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو ابو علقمہ کی
حدیث سے جو مولی ہے ابن عباس کا حضرت عثمان سے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے
عامر بن شقیق کے طریق سے اوسمین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر تین بار پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے ایسا
ہی کیا اور عامر بن شقیق کے باب مین اختلاف ہے اور روایت کیا اسکو احمد اور دارقطنی اور ابن سکن نے اور اسکی اسناد مین ابن دارہ
مجہول ہے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے عطا بن ابی رباح سے اونہون نے عثمان سے اور اسکی سند منقطع ہے اور روایت کیا اسکو
دارقطنی نے اور اسکی اسناد مین ابن بیلمانی ہے وہ نہایت ضعیف ہے اور وہ روایت کرتا ہے اپنے باپ سے اور وہ بھی ضعیف ہے
اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے دوسرے اسناد سے اوسمین اسحق بن یحیی ہے وہ قوی نہین ہے اور روایت کیا اسکو بزار نے حضرت
عثمان سے اوسمین یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے وضو کیا تین تین بار اور اسناد اسکا اچھا ہے اور حدیث مسلم اور بیہقی نے روایت کی دوسرے
طریق سے اوسمین مسح کا ذکر نہین ہے بیہقی نے کہا یہ حدیث کئی غریب طریقون سے مروی ہے حضرت عثمان سے اور ان طریقون مین
سر کا مسح تین بار مذکور ہے مگر یہ خلاف مین ثقات کی روایت کے اور اہل معرفت کے نزدیک حجت نہین ہین اگرچہ ہمارے بعض اصحاب
حجت لاتے ہین اونسے اور ایسا ہی کہا ابو داؤد نے جسکو مصنف باب تخییر مین ذکر کریگا اور ابن جوزی نے کشف المشکل مین میل
کیا ہے اس طرف کہ تکرار مسح کی روایت صحیح ہے اور ابو عبید قاسم بن سلام نے کہا ہم سلف کے کسی عالم کو نہین جانتے جس سے تین بار
سر کا مسح منقول ہو سوا ابراہیم تیمی کے حافظ نے کہا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر اور عطا اور زاذان اور
میسرہ سے اور ابو العلا کے طریق سے اونہون نے قتادہ سے اونہون نے انس سے اور کہا کہ نادر بات یہ ہے جو شیخ ابو حامد اسفرائنی
نے نقل کیا بعض علما سے کہ انہون نے واجب کیا تین بار مسح کرنیکو اور صاحب الابانہ نے اسکو نقل کیا ابن ابی لیلی سے اور مجاہد
اور حسن بصری اور ابو حنیفہ اور مؤید باللہ اور ابو نصر کا جو شافعی کے اصحاب مین سے ہین یہ قول ہے کہ مسح کی تکرار مستحب نہین
اور انکی حجت وہ ہے جو صحیحین مین عثمان اور عبد اللہ بن زید کی حدیثین مروی ہین جنمین مسح کا عدد مذکور نہین حالانکہ اور اعضا
مین تین تین بار کا ذکر ہے اور حجت لی انہون نے باب کی حدیث سے اور اسکے بعد جو روایتین ذکر کرینگے جنمین ایک بار مسح کرنے

کی تصحیح ہے اور انصاف یہ ہے کہ تین بار مسح کرنیکی حدیثین اعتبار کے درجہ تک نہین پہونچین تاکہ اُنسے حجت لینا لازم ہو کیونکہ اسمین
زیادت ہے اس صورت مین صحیحین کی روایات پر عثمان اور عبد اللہ بن زید وغیرہ کے عمل کرنا ضرور ہے خاصکر جب اور روایتون
مین ایک بار کی تصحیح ہو اور حدیث کہ جو اسپر زیادہ کرے اُسنے برا کیا اور ظلم کیا جسکو ابن خزیمہ وغیرہ نے صحیح کہا حکم کرتی ہے
وضو مین زیادتی کی ممانعت کا یعنے اس وضو پر زیادتی کا جسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اور سعید بن
منصور کی روایت مین اسی حدیث مین تصریح ہے کہ آپ نے مسح کیا اپنے سر کا ایک بار پہر فرمایا جو کوئی زیادہ کرے اخیر تک
حافظ نے فتح مین کہا جو حدیثین تکرار مسح مین آئی ہین اگر وہ صحیح ہون تو انکا مطلب یہ ہے کہ ساری سر پر مسح کرنا چاہیے نہ یہ
کہ کئی مسح مراد ہین اور نسائی کی روایت مین عبد اللہ بن زید سے اور ربیع سے ترمذی اور ابو داؤد مین دو بار مسح کرنا منقول
ہے اور انمین بھی گفتگو ہے جو اوپر گذری اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد نے ابن عباس رض سے کہ اونہون نے دیکھا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے پہر بیان کیا حدیث کو سب اعضا تین بار دہوئے اور مسح کیا اپنے سر اور دونو
کانون پر ایک بار اور ابو داؤد نے حضرت عثمان سے روایت کیا اونہون نے ایسا ہی وضو کیا اور کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے ہوئے دیکھا شوکانی نے کہا پہلی حدیث مین دارقطنی نے علت نکالی ہے پیچھا کیا اونکا ابو الحسن
بن قطان نے اور کہا جو علت انہون نے نکالی وہ علت نہین ہے اور حدیث یا صحیح ہے یا حسن اور دوسری حدیث جسپر گفتگو ہے
وہ آگے گذر چکی مصنف نے کہا حضرت عثمان کی حدیث صحیحین سے اوپر گذری جسمین سب اعضا مین تین تین بار ہے اور سر کے
مسح مین تین بار نہین ہے ابو داؤد نے کہا عثمان کی کل صحیح روایتین اسپر دلالت کرتی ہین کہ سر کا مسح ایک ہی بار ہے
کیونکہ ان روایتون مین تین تین بار وضو مذکور ہے اور سر کے مسح مین اسقدر ہے کہ مسح کیا اور اسمین عدد کا ذکر نہین انتہے
تمام ہوا کلام امام شوکانی کا نیل الاوطار مین زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہا کہ صاحب ہدایہ نے جو انس کی حدیث بیان کی کہ انہون
نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر ایک بار پہر کہا یہ وضو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ حدیث انس کی روایت
سے غریب ہے اور اصل حدیث صحیحین مین موجود ہے عبد اللہ بن زید کی روایت سے اور اسمین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر پہر آگے
سے لیگئے اور پیچھے سے لے آئے ایک بار اور ہمارے شیخ علاؤ الدین نے جو دوسرے کی تقلید سے یہ کہا کہ شیخ تقی الدین ابن دقیق العید
نے امام مین لکھا روایت کیا انس کی حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط مین رشد ابی محمد حمانی کی روایت سے اونہون نے کہا مینے
انس کو زاویہ مین دیکھا تو مینے کہا مجھکو بتلاؤ وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیونکر تہا کیونکہ مینے سنا ہی کہ تم حضرت
کو وضو کراتے تہے یہ سنکر انس نے وضو کا پانی منگوایا پہر ایک طشت اور پیالہ لایا گیا اور اُنکے سامنے رکہا گیا اونہون نے اپنے
ہاتہ پر پانی ڈالا اور دونو پہونچون کو اچھی طرح دہویا پہر تین بار کلی کی اور تین بار ناک مین پانی ڈالا اور تین بار منہ دہویا

پھر داہنا ہاتھ نکالا اوسکو تین بار دھویا پھر بایان ہاتھ تین بار دھویا پھر سر پر مسح کیا ایک بار فقط یہ کہا کہ ہاتھون کو اپنے دونو
کانون پر پھرایا اور انپر مسح کیا اور معنی یہ حدیث نہ امام مین پائی نہ طبرانی کے معجم اوسط مین اور ضعیف کرتی ہے اسکو ابن ابی شیبہ کی
روایت مصنف مین اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسحق ازرق ابو العلا نے اونہون نے روایت کی قتادہ سے اونہون نے انس سے کہ وہ مسح
کرتے تھے سر پر تین بار اور ہر ایک مسح کے لیے نیا پانی لیتے تھے اور اس باب مین ایک اور حدیث ہے جسکو چارون سنن والون نے عبد خیر سے روایت
کیا اونہون نے حضرت علی سے اونکے پاس ایک برتن لایا گیا پانی کا اور طشت انہون نے برتن سے پانی ڈالا داہنے ہاتھ پر پھر دونو ہاتھ
دھوئے تین بار پھر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار پھر منہ کو دھویا تین بار اور داہنا ہاتھ تین بار اور بایان ہاتھ تین بار پھر اپنا ہاتھ برتن
مین ڈالا اور سر پر ایک بار مسح کیا پھر داہنا پانون تین بار دھویا اور بایان پانون تین بار دھویا پھر کہا جسکو اچھا معلوم ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وضو کو جاننا
وہ ایسا ہی تھا اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین حدیث بیان کی ہمسے حفص بن غیاث نے انہون نے روایت
کی اشعث سے اونہون نے ابو اسحق سے اونہون نے اپنے دادی سے اونہون نے جناب امیر المومنین علی مرتضی رض سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم تین تین بار وضو کرتے تھے مگر مسح ایک ہی بار کرتے تھے اور اس روایت مین ہمارے اصحاب کا مطلب صاف ہے لیکن یہ روایت
ضعیف ہے اور ایک اور حدیث ہے جسکو نکالا ابو داؤد نے عباد بن منصور سے اونہون نے عکرمہ بن خالد سے اونہون نے سعید بن جبیر رض
سے اونہون نے ابن عباس رض سے کہ اونہون نے حضرت صلعم کو دیکھا وضو کرتے ہوئے پھر بیان کیا اعضا مین تین تین بار دھونا اور
مسح کیا اپنے سر اور دونو کانون پر ایک بار اور عباد بن منصور کے باب مین گفتگو ہے یحیی بن سعید نے اوسکو پسند نہین کیا ابن معین
نے کہا وہ کچھ نہین ہے نسائی نے ضعیف کیا ابن الجنید نے کہا وہ متروک ہے قدری ہے لیکن عباس نے یحیی سے روایت کیا کہ اسکی
حدیث کچھ نہین ہے پر لکھی جاویگی اور ایسا ہی کہا ابو حاتم نے اور ایک اور حدیث ہے روایت کیا اسکو دارقطنی نے سنن مین ابو حبان
سے اونہون نے عمر بن عبد الرحمن بن سعد مخزومی سے کہ اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے دادا نے کہ حضرت عثمان رض
اپنے چند اصحاب کو لیکر نکلے یہانتک کہ مقاعد مین پہنچے پھر پانی منگوایا وضو کا اور دونو ہاتھ اپنے تین بار دھوئے اور کلی کی تین بار
اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور منہ دھویا تین بار اور دونو ہاتھ دھوئے تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اور دونو پانون
دھوئے تین تین بار پھر کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا ہے اور مین باوضو تھا پر مینے چاہا تمکو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو دکھلانا اور مسح تین بار کرنے مین بعضی حدیثین صریح ہین اور بعضی گول گول صریح حدیثین یہ ہین
عامر بن شقیق بن جمرہ کی حدیث انہون نے روایت کی شقیق بن سلمہ سے اونہون نے کہا مینے حضرت عثمان رض کو دیکھا اونہون نے
اپنے ہاتھ تین بار دھوئے اور سر پر مسح کیا تین بار پھر کہا مینے حضرت صلعم کو دیکھا آپنے ایسا ہی کیا ابو داؤد نے کہا اس حدیث کو
وکیع نے اسرائیل سے روایت کیا اور کہا کہ وضو کیا انہون نے تین تین بار فقط اور حضرت عثمان کی صحیح حدیثون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے

سر کا مسح ایک بار کیا کیونکہ راویون نے سب اعضا میں تین تین بار کہا ہے اور سر کے مسح میں عدد کو بیان نہیں کیا اور عامر بن شقیق
کا حال اوپر گذر چکا ابن معین نے اوسکو ضعیف کہا اور ابو حاتم نے کہا وہ قوی نہیں اور نسائی نے کہا اوسمین کچھ قباحت
نہیں اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اپنی سنن میں صالح بن عبد الجبار سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن
عبد الرحمان بن بیلمانی نے اونہون نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عثمان رض سے کہ اونہون نے وضو کیا مقاعد میں
پھر بیان کیا مسح کو تین بار اور اور اعضا کو بھی تین تین بار ابن القطان نے اپنی کتاب میں کہا کہ صالح بن عبد الجبار کو میں نہیں پہچانتا
مگر اسی حدیث میں اور وہ مجہول الحال ہے اور محمد بن عبد الرحمن بن بیلمانی کو بخاری نے کہا کہ منکر الحدیث ہی نقل کیا یہ ترمذی نے
اور روایت کیا اسکو بزار نے اپنی مسند میں حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مثنی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عامر نے اونہون
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الرحمن بن وردان نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اونہون نے روایت کی حمران سے
اونہون نے عثمان سے یہی حدیث بزار نے کہا ہم نہیں جانتے کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حمران سے کچھہ روایت کی
ہو مگر یہی حدیث اور روایت کیا اسکو ابو داود نے اپنی سنن میں عبد الرحمان بن وردان سے اور عبد الرحمن بن وردان اسکی کنیت ابو بکر
غفاری ہے ابن معین نے کہا وہ اچھا ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا مینے اپنے باپ سے اسکا حال پوچھا اونہون نے کہا اسمین کچھہ برائی
نہیں اور اس حدیث کا ایک چوتھا طریقہ ہے جسکو بیہقی نے خلافیات میں نکالا اور سنن میں اسکی طرف اشارہ کیا لیث بن
سعد سے اونہون نے خالد سے اونہون نے سعید بن ابی ہلال سے اونہون نے عطا بن ابی رباح سے کہ حضرت عثمان رض کے پاس وضو کا
پانی لایا گیا پھر بیان کیا حدیث کو اور کہا کہ مسح کیا سر پر تین بار پھر ہاتہ تک لے گئے گدی اور دونو کانونکا بھی شیخ تقی الدین نے امام میں
کہا یہ حدیث منقطع ہے عطا بن ابی رباح نے حضرت عثمان کو نہیں دیکھا اور حضرت علی کی حدیث اسکی بھی کئی طریقے ہیں
ایک تو دارقطنی نے نکالا امام ابو یوسف قاضی سے اونہون نے امام ابو حنیفہ رح سے اونہون نے خالد بن علقمہ سے اونہون نے
عبد خیر سے اونہون نے حضرت علی رض سے کہ اونہون نے وضو کیا پھر دونو ہاتہ تین بار دہوئے اسمین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر تین بار
اور اپنے دونو پاؤن کو دہویا تین بار پھر کہا جو شخص چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو پورا دیکھنا وہ اسکو دیکھے اور ایک
روایت میں یہ ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے دیکھا دارقطنی نے کہا ابو حنیفہ رح نے ایسا ہی روایت کیا خالد
بن علقمہ سے اونہون نے عبد خیر سے اونہون نے حضرت علی رض سے اور کہا مسح کیا اپنے سر پر تین بار اور مخالفت کی ابو حنیفہ کی
ایک جماعت نے ثقہ اور حافظون کی جیسے زائدہ بن قدامہ اور سفیان ثوری اور شعبہ اور ابو عوانہ اور شریک اور ابو الاشہب جعفر بن
الحارث اور ہارون بن سعد اور جعفر بن محمد اور حجاج بن ارطاط اور ابان بن تغلب اور علی بن صالح اور حازم بن ابراہیم اور حسن
بن صالح اور جعفر بن الاحمر ان سب لوگون نے روایت کیا اسکو خالد بن علقمہ سے اور سب نے یہ کہا کہ مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اور

ہم نہین جانتے کہ کسی نے اسحدیث مین تین بار مسح نقل کیا ہو سوا ابو خلیفہ کے انتہی دوسرا طریقہ بزار نے نکالا اپنی مسند مین ابو داؤد طیالسی سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو الاحوص سلام بن سلیم نے انہون نے روایت کی ابو اسحق سے انہون نے ابو حیہ بن قیس سے اونہون نے حضرت علی کو جیسے مین دیکھا انہون نے وضو کیا اور دونو ہاتہہ دہوئے پہر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہون کو تین بار اور سر پر مسح کیا تین بار اور دونو پانون دہوئے ٹخنون تک تین تین بار پہر کہا مین نے چاہا کہ تمکو دکہلاؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تہے ابن قطان نے اپنی کتاب مین بزار سے یہ روایت نقل کی اور یہ نہین کہا کہ وہ صحیح ہے یا ضعیف اور اسحدیث کا ایک اور طریق ہے جو طبرانی نے اپنی کتاب مین شامیون کے مسند مین نکالا حدیث بیان کی ہمسے حسن بن علی بن خلف دمشقی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن عبد الرحمان نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن عبد الرحمان نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن عیاش نے اونہون نے روایت کی عبد العزیز بن عبید اللہ سے اونہون نے عثمان بن سعید نخعی سے انہون نے حضرت علی سے اونہون نے کہا کیا مین تمکو نہ دکہلاؤن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ہم نے کہا کیون نہین پہر انکے پاس ایک طشت لایا گیا پانی کا اونہون نے دونو پہونچے دہوئے اور منہ تین بار پہر دونو ہاتہہ کہنیون تک تین بار اور مسح کیا سر پر تین بار ایک پانی سے اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار ایک پانی سے اور دونو پانون کو دہویا تین بار اور عبد اللہ بن زید کی حدیث کو نسائی نے سنن مین نکالا سفیان بن عیینہ سے اونہون نے عمرو بن یحیی سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عبد اللہ بن زید سے جنہون نے اذان خواب مین دیکہی انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ نے وضو کیا اور منہ کو تین بار دہویا اور دونو ہاتہون کو دو بار اور دونو پانون کو دو بار دہویا اور سر پر مسح کیا دو بار اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن مین پہر کہا مخالفت کی سفیان بن عیینہ کی مالک اور وہیب اور سلیمان بن بلال اور خالد واسطی وغیرہم نے ان سب لوگون نے روایت کیا اسکو عمرو بن یحیی سے اوسمین یہ ہے کہ پہر مسح کیا اپنے سر پر اور آگے سے لے گئے اور پیچہے سے لائے ایک بار ابن عبد البر نے کہا دو بار سر کا مسح کسی نے بیان نہین کیا سوا ابن عیینہ کے اور وہم کیا اسمین ابن عیینہ نے اور مین سمجہتا ہون انہون نے آگے سے لیجانے اور پیچہے سے لانے کو دو بار سمجہا اور ابن عیینہ سے مسدد اور محمد بن منصور اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے ایسا ہی روایت کیا یعنے دو بار مسح کو بیان کیا اور حمیدی نے یون روایت کیا کہ مسح کیا اپنے سر پر اور دو بار کا ذکر نہین کیا گول گول حدیثین یہ ہین ایک تو عبد اللہ بن زید کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو بار وضو کیا روایت کیا اسکو بخاری نے اور روایت کیا مسلم نے ابو انس سے کہ حضرت عثمان نے وضو کیا مقاعد مین اور کہا کیا مین تمکو نہ دکہلاؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو پہر وضو کیا تین تین بار بیہقی نے کہا امام شافعی نے اسحدیث پر اعتماد کیا مکرر مسح مین حالانکہ یہ روایت مبہم ہے اور دوسری صحیح

روایت کیا جو حضرت عثمان سے ثابت ہین یہ ہے کہ تکرار مسح کے سوا اور اعضا مین تکرار کی ہی اور سر پر ایک ہی بار مسح کیا اور امام بیہقی نے کہا کہ نادر
روایتون سے تکرار مسح حضرت عثمان سے منقول ہی مگر وہ روایتین خلاف ہین حافظ اور ثقہ لوگون کے روایتون کا اور اہل معرفت کی نزدیک حجت نہین
ہین اگرچہ ہمارے بعض اصحاب نے اس سے حجت لی ہی انتہی اور ترمذی نے روایت کیا سفیان سے کہ انہون نے ابو اسحق سے انہون نے ابو حیہ سے انہون نے
حضرت علی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار ہمارے اصحاب نے کہا کہ ایسی حدیثون سے مسح کی تکرار ثابت نہین ہوتی کیونکہ
تین بار کا عدد ان اعضا سے متعلق ہے جو دہوئی جاتے ہین اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ترمذی نے اسی حدیث کو ابو الاحوص سے روایت کیا انہون نے
ابو حیہ سے انہون نے حضرت علی رض سے اس مین یہ ہے کہ انہون نے وضو کیا اور دونو پہونچون کو دہویا پہر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی
ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہون کو تین بار اور مسح کیا سر پر ایک بار پہر دونو پاؤن دہوئے پہر کہا مین نے چاہا تمکو دکہلاؤن
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیونکر تہا تو یہ روایت تفسیر ہے پہلی روایت کی اور مؤید ہے اسکے حضرت عثمان کی حدیث صحیحین
کی انہون نے وضو کیا تو منہ کو تین بار دہویا اور دونو ہاتہون کو تین بار پہر کہا اور مسح کیا سر پر اور کوئی عدد بیان نہین کیا پہر کہا اور دونو
پاؤن دہوئے تین بار مخالف یہ کہتا ہی کہ وضو شامل ہی دہونے اور مسح کرنیکو تو جب کہا وضو کیا تین تین بار اس سے یہ نکلا کہ مسح بہی تین بار
کیا تمام ہوا کلام زیلعی کا **ت** پہر دہویا اپنے دونو پاؤن کو تین بار دونو ٹخنون تک پہر کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو شخص وضو کرے میرے وضو کی طرح **ف** نووی نے کہا یون نہین فرمایا کہ میرے وضو کی مثل کیونکہ آپکی مثل دوسرا کوئی وضو نہین کر سکتا
حافظ ابن حجر نے کہا مثل کا لفظ بہی موجود ہے خود مؤلف کی روایت مین رقاق مین معاذ بن عبد الرحمان سے اور انہون نے حمران سے انہون
نے عثمان سے اور صیام مین یہ ہے جو میرا سا وضو کرے اور مسلم نے زید بن اسلم سے روایت کیا حمران سے اسمین یہ ہے کہ جو وضو کرے میرے وضو
کی مثل اس صورت مین نحو (طرح) کا لفظ راویون کا تصرف ہے کیونکہ نحو کا اطلاق مجازاً مثلیت پر ہوتا ہے اور مثلیت اگرچہ ظاہر
مین مساوات کو مقتضی ہی لیکن کبہی اسکا اطلاق غالب مشابہت پر بہی ہوتا ہے اور اس صورت مین دونو روایتین منطبق ہو جاوینگی
(فتح) **ت** پہر دو رکعتین پڑہے اور اپنے جی مین باتین نہ کرے ان دونو رکعتون مین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث
سے یہ نکلا کہ وضو کے بعد دو رکعتین پڑہنا مستحب ہے اور اسکو تحیۃ الوضو کہتے ہین اور جی مین باتین نہ کرنیسے یہ غرض ہے کہ جن خیالات
کا دفع ہو سکتا ہی انکو دل مین نہ لگاوے اور جو وسوسے بے اختیار آجاتے ہین وہ معاف ہین قاضی عیاض نے نقل کیا بعضون سے کہ مراد
وہ شخص ہے جسکے دل مین ان دونو رکعتون مین مطلق وسوسہ نہ آوے اور شاہد ہے اسکی وہ روایت جو ابن مبارک نے زہد مین نکالی اسمین
یہ ہی کہ جسکے چپکے باتین نہین کین اور امام نووی نے اسکا رد کیا اور کہا صحیح یہ ہے کہ فضیلت حاصل ہو جاویگی گو دل مین بعضے وسوسے
ایسے آجاوین جو جمنے والے نہین البتہ جس شخص کے دل مین بالکل وسوسہ کسی طرح کا نہ آوے اسکا درجہ نہایت اعلی ہی پہر یہ خیالات بعضے دنیاوی
ہوتے ہین انکو تو مطلقاً دفع کرنا چاہیے اور حکیم ترمذی نے اسی حدیث کو روایت کیا اسمین یہی ہی کہ جی مین باتین نہ کرے دنیا کی اور ین

مبارک نے بہی زہری سے حدیث کو نکالا اور اسی تشبیہ مصنف میں بعضی خیالات آخرت سے متعلق ہوتی ہیں پہر اگر وہ بے تعلق ہوں تو
دنیاوی خیالات کے مشابہ ہیں اونکو بہی دفع کرنا چاہیے اور اگر اس نماز سے متعلق ہوں تو انکو دفع نہ کرے اور باقی بحث اس حدیث کی
خدا چاہے تو کتاب الصلوۃ میں آویگی (فتح) ت اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے ف کبائر ہوں یا صغائر لیکن
علمانے صغائر کو خاص کیا ہے کیونکہ ایک روایت میں کبائر کا استثنا ہی اور یہ اسکے باب میں ہوگا جسکے گناہ صغائر بہی ہوں
اور کبائر بہی لیکن جسکے گناہ صرف صغائر ہوں تو وہ بالکل معاف ہو جاوینگے اور جسکے گناہ صرف کبائر ہوں تو بقدر صغائر کے
اونمیں تخفیف ہو جاویگی اور جسکے نہ صغائر ہوں نہ کبائر اسکی نیکیاں زیادہ ہو جاوینگی اس حدیث سے یہ نکلا کہ کام کرکے تعلیم کرنا جائز
ہے کیونکہ شاگرد کی سمجھ میں خوب آجاتا ہے اور وضو میں ترتیب لازم ہے اور اخلاص کی ترغیب اور ڈرانا اوسکو جو نماز میں دنیا کے
خیالات کرے خاصکر جو گناہ کا عزم کرے کیونکہ اکثر نماز میں وہ باتیں زیادہ یاد آتی ہیں جنمیں انسان پہنسا رہتا ہے بہ نسبت غیر نماز کے
اور مصنف نے رقاق میں اس حدیث کو روایت کیا اسکے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت مغرور ہو یعنے
یہ خیال کرکے کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں برے کام زیادہ مت کرو کیونکہ بندہ کو معلوم نہیں کہ اسکی نماز قبول ہوئی یا نہیں
اور گناہ بہی نماز سے معاف ہونگے جو قبول ہووے (فتح) ت اور روایت کی ابراہیم (ابن سعد) سے (یعنے) نہی عبد العزیز بن عبد اللہ
اویسی نے اور مغلطائی نے کہا کہ یہ تعلیق ہے حالانکہ مسلم اور اسمعیلی نے اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے روایت کیا انہوں
نے اپنے باپ سے ان دونوں سندوں کے ساتھ اور جب یعقوب باپ سے دونوں سندیں موجود ہوں تو عبد العزیز کے پاس ہونے سے کیا الخ
ہے اور اسکے بعد مینے ابو عوانہ کے صحیح میں یہ دوسری روایت عبد العزیز اویسی کے طریق سے پائی اور میرا خیال صحیح نکلا شکر اللہ کا
(فتح) اونہوں نے کہا صالح بن کیسان نے کہا ابن شہاب (زہری) نے کہا لیکن عروہ کچھ حدیث بیان کرتے تہے حمران سے
جب حضرت عثمان نے وضو کیا تو کہا میں تمسے ایک حدیث بیان کروں اگر ایک آیت نہ ہوتی تو میں یہ حدیث بیان نہ کرتا
تم سے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے کوئی شخص ایسا نہیں جو اچھی طرح وضو کرے اور نماز پڑھے مگر
اسکے گناہ بخشے جاوینگے جو دوسری نماز تک ہیں جسکو وہ پڑہے عروہ نے کہا آیت سے مراد یہ آیت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ
اَنْزَلْنَا ف مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ یعنے جو
لوگ چہپاتے ہیں اس چیز کو جو اوتارا ہم نے نشانیوں اور ہدایت کی باتوں میں سے بعد اسکے کہ ہم بیان کر چکے اسکو لوگوں کے
لیے کتاب میں وہی لوگ لعنت کرتا ہے اونپر اللہ جل جلالہ اور لعنت کرتے ہیں اونپر لعنت کرنیوالے یہ آیت سورۂ بقر دوسرے
پارے میں ہے بغوی نے کہا یہ آیت یہود کے مولویوں میں اوتری جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں اور صفتوں کو
جو توریت شریف میں تہیں چہپاتے تہے اور رجم کا حکم اور دوسرے احکام پوشیدہ کرتے تہے حافظ ابن حجر نے کہا ابن شہاب کے

دونوں شیخوں نے یعنی عطاء بن یزید اور عروہ نے خلاف کیا ایک دوسرے کا اس حدیث کے روایت کرنے میں حمران سے انہوں نے عثمان سے تو عطاء نے ایک طرح روایت کی اور عروہ نے دوسری طرح اور یہ اختلاف نہیں ہے بلکہ الگ الگ دو حدیثیں ہیں اور ان دونوں کو معاذ بن عبدالرحمن نے روایت کیا اور بخاری نے اسکو طریق سے نکالا عطاء کی روایت کیطرح اور مسلم نے عروہ کی روایت کیطرح اور روایت کیا اسکو مسلم نے دوسرے طریق سے ہشام بن عروہ سے (فتح) قسطلانی نے کہا جی باتیں نہ کرے یہ غرض ہے کہ دنیا کے خیالات نہ کرے اس صورت میں آخرت کے خیال اور جو پڑھتا ہے قرآن سے اسکے معانی میں فکر مخل نہ ہونگے اور حضرت عمر رض نماز میں اپنے لشکر کا سامان کرتے اور جو لوگ دنیا کے خیالوں سے پاک ہیں اور اللہ کی یاد انکے دل پر غالب ہے اونسے یہ بات ممکن ہے کہ دل میں کوئی خیال نہ آوے سعد سے مروی ہے کہ میں جب نماز میں کھڑا ہوا تو مجھے اور کوئی خیال سوا نماز کے نہیں آیا زہری نے کہا اللہ سعد پر رحم کرے اگر یہ بات واقعی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ سوا پیغمبر کے اور کسی شخص میں نہ ہوگی اور یہ آیت اگرچہ اہل کتاب کے شان میں ہے مگر اوسکا لفظ عام ہے اور اسی واسطے حضرت عثمان نے اس سے استدلال کیا اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مغفرت حاصل نہ ہوگی جب تک اچھا وضو اور نماز دونوں نہ کرے ابن دقیق العید کی کلام سے یہی ثابت ہوتا ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو صرف وضو کی فضیلت میں ذکر کیا ہے انپر بھی اعتراض ہوتا ہے اور جواب ممکن ہے اسطرح کہ وضو جز ہے سبب فضیلت کا اور ایسی جز کی فضیلت ظاہر ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ ثواب یعنی اگلے گناہوں کی مغفرت جب ہی حاصل ہوگا جب وضو اور نماز دونوں کرے اور صرف وضو سے بھی ثواب ہوگا اور ابوہریرہ کی صحیح حدیث میں ہے کہ جب بندہ وضو کرتا ہے تو اسکے گناہ نکل جاتے ہیں اوسمیں نماز کا ذکر نہیں ہے اور شاید یہ حدیث محمول ہو اس حدیث پر لیکن مسلم نے حضرت عثمان سے روایت کی اوسمیں یہ ہے کہ نماز اور مسجد کو جانیکا الگ ثواب ہے اور جواب یہ ہے کہ شاید یہ مختلف ہو باختلاف اشخاص تو بعضے کو صرف وضو سے مغفرت حاصل ہو جاوے اور بعضے کو وضو اور نماز دونوں سے واللہ اعلم انتہے مختصرا

بَابُ الْاِسْتِنْثَارِ فِي الْوُضُوْءِ وضو میں ناک سنکنے کا بیان

ف یعنی جو پانی ناک کے اندر وضو میں جاتا ہے اوسکو باہر نکالنا اندر سے ناک کو صاف کرنیکے لیے خواہ یہ کام ہاتھ کی مدد سے کرے یا بغیر ہاتھ کی مدد کے اور مالک سے منقول ہے کہ بغیر ہاتھ کی مدد کے مکروہ ہے کیونکہ مشابہت ہوتی ہے جانور سے اور مشہور یہ ہے کہ مکروہ نہیں تو مستحب یہ ہے کہ ہاتھ سے سنکنا ہو نسائی نے باب باندھا ہے اور حضرت علی سے ایسی ہی روایت کی ہے (فتح) ذَكَرَهُ عُثْمَانُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذکر کیا ہے ناک سنکنے کو (وضو میں) حضرت عثمان و عبداللہ بن زید اور ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ف حضرت عثمان کی حدیث تو اوپر گذر چکی اور عبداللہ بن زید کی آگے آویگی اور ابن عباس کی حدیث صفۃ الوضوء میں گذری لیکن اسمیں ناک سنکنے کا ذکر نہیں ہے اور شاید مراد امام بخاری کی وہ حدیث ہے جو احمد اور ابوداؤد اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی

مرفوعًا آئی ہے ناک سنکو دو بار اچھی طرح سے یا تین بار اور ابوداؤد طیالسی کی روایت میں ہے جب کوئی تم میں سے وضو کرے اور
ناک سنکے تو دو بار یا تین بار ایسا کرے اور اسکا اسناد اچھا ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ
فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبدان (عبداللہ بن عثمان مروزی) نے اونہوں نے کہا خبر
دی ہمکو عبداللہ (ابن مبارک) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو یونس (ابن یزید ایلی) نے انہوں نے روایت کی (ابن شہاب) زہری
سے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو ابوادریس (عائذ اللہ بن عبداللہ خولانی تابعی) نے اونہوں نے سنا ابوہریرہ رضی سے اونہوں نے
روایت کی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جو شخص وضو کرے وہ ناک سنکے اور جو شخص پتھروں سے استنجا
کرے وہ طاق پتھر لیوے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ناک سنکنے کا امر ہے اور اس سے وجوب نکلتا ہے تو جن لوگوں نے ناک میں پانی ڈالنا
واجب کیا ہے جیسے احمد اور اسحق اور ابوعبید اور ابوثور اور ابن منذر نے ان کو ناک سنکنے کے وجوب کا بھی قائل ہونا لازم ہے اور مغنی
والے کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکے وجوب کے بھی قائل ہیں اور کہتے ہیں ناک میں پانی ڈالا پر اونہیں ہے تو واجب تک ناک
سنکے نہیں اور ابن بطال نے تصریح کی کہ بعض علماء ناک سنکنے کے وجوب کے قائل ہیں اور اس سے غلط ہوتا ہے یہ قول کہ اجماع
ہے اوسکے واجب نہونے پر اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ حکم استحبابی ہے کیونکہ ترمذی نے روایت کیا اور کہا حسن ہے اور حاکم نے اور کہا
صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا وضو کر جیسے اللہ نے تجھکو حکم دیا اور اسمیں ناک سنکنے کا ذکر نہیں
ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ کا حکم عام ہے اس سے جو آیت وضو میں مذکور ہے کیونکہ اللہ نے حکم دیا اپنے پیغمبر کی اطاعت کرنیکا اور
اللہ کا حکم بھی آپ ہی سے معلوم ہوا اور جن لوگوں نے آپ کا وضو نقل کیا ہے اونمیں کسی نے یہ نقل نہیں کیا کہ آپنے ناک میں پانی ڈالنا
ترک کیا یا کلی کرنا اور اس سے رد ہوا اسکا جو کلی کو واجب نہیں کہتا اور کلی کے لیے تو حکم ثابت ہے سنن ابوداؤد میں باسناد صحیح
اور ابن منذر نے کہا کہ امام شافعی نے جو ناک میں پانی ڈالنا واجب نہیں کیا حالانکہ اسکا حکم صحیح حدیث میں ہے تو اسوجہ سے کہ اجماع
کیا علماء نے کہ جو کوئی ناک میں پانی ڈالنا چھوڑ دیوے وہ وضو کا اعادہ نہ کرے اور امام شافعی نے اسمیں کسی کا اختلاف نہیں
پایا اور یہ ایک قوی دلیل ہے کیونکہ کسی صحابی یا تابعی سے ایسی صورت میں اعادہ کا لزوم منقول نہیں البتہ عطا سے منقول ہے کہ
اعادہ کرے اور عطاء سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اونہوں نے رجوع کیا اس قول سے یہ سب کلام ابن منذر کا ہے اور اس روایت میں ناک
سنکنے کا عدد مذکور نہیں اور حمیدی نے اپنی مسند میں روایت کی اسمیں یہ ہے کہ طاق بار سنکے اور یہ روایت امام مسلم کی ہے اور
عیسے بن طلحہ کی روایت میں ابوہریرہ سے جو مصنف نے بدء الخلق میں نکالی ہے کہ جب کوئی تم میں سے جاگے اپنی نیند سے پھر وضو کرے
تو تین بار ناک سنکے کیونکہ شیطان رات کو اوسکے ناک کے بانسے پر رہتا ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ناک اندر سے صاف ہو اور حروف کے

مخالف حسان نہین اور یہ بات محققین اسکی ہم اپنی جگہہ بہت بیان کرینگے انشاء اللہ تعالی اور عمر بن ابی سعید سے مروی ہے کہ جو شخص جمار لیتے
جہوٹے پتہر وغیرہ استعمال کرے استنجا مین اور بعضون نے کہا دہونی اچہے خوشبو کی ابن حبیب نے ابن عمر سے نقل کیا اور ابن
عبد البر نے انکار کیا ہے اور ابن خزیمہ نے روایت اسکی خلاف نقل کیا اپنی صحیح مین اور عبد الرزاق نے معمر سے اور حسن سے استنجا کو روا جس
نہین کیا انسے دلیل لی ہے اس حدیث سے حالانکہ اس سے اختیار نکلتا ہے کہ چاہے پتہر وغیرہ سے استنجا کرے چاہے پانی سے (فتح
الباری) قسطلانی نے کہا عینی نے جو کہا کہ اجماع ہے ناک سنکنے کی عدم وجوب پر اسکا رد ہوگیا ابن بطال کے قول سے کہ
بعض علماء اسکے وجوب کے قائل ہین وضو مین اور ابن عباس کی حدیث کو احمد اور ابو داؤد اور حاکم نے موقوفا روایت کیا
انتہی اور یہ وہم ہے کیونکہ احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن الجارود نے ابن عباس سے مرفوعا روایت کیا جیسے
اوپر گذرا نیل مین ہے کہ صحیح کہا اسکو ابن القطان نے اور حافظ نے تلخیص مین اسکو ذکر کیا اور ضعیف نہین کہا اسیطرح
منذری نے تخریج سنن مین اسکو نسبت دی ابن ماجہ کی طرف اور اسمین کلام نہین کیا اور اس حدیث سے ناک سنکنے کا وجوب
ثابت ہوتا ہے وضو مین لیکن ایک بار جہنکنا واجب ہوگا یا تینوں بار یا دو بار خاص اس حدیث سے اور ممکن ہے کہ دوسرے اور
تیسری بار کے عدم وجوب پر استدلال کرین اس حدیث سے کہ وضو ایک ایک بار ہے انتہی نیل مین ہے کہ اہل بیت مین سے ہادی اور
قاسم اور مؤید باللہ کا بہی قول ہے کہ وضو مین کلی اور ناک مین پانی ڈالنا اور ناک سنکنا واجب ہین اور یہی قول ہے ابن ابی
لیلے اور حماد بن سلیمان کا اور شرح مسلم نووی مین ہے کہ ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد ظاہری اور ابو بکر بن المنذر کا قول ہے
ناک مین پانی ڈالنا واجب ہے غسل اور وضو مین اور کلی کرنا دونو مین سنت ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے وجوب کے
دلائل یہ ہین ابو ہریرہ کی متفق علیہ حدیث کہ جب کوئی تم مین سے وضو کرے تو اپنے ناک مین پانی ڈالے پہر ناک سنکے
اور سلمہ بن قیس کی حدیث ترمذی اور نسائی مین کہ جب تو وضو کرے تو ناک جہاڑ اور احمد اور شافعی اور ابن جارود اور
ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی اور اہل سنن اربعہ نے روایت کی لقیط بن صبرہ سے اور اسمین یہ ہے کہ مبالغہ کر ناک
مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو روزہ دار ہو اور ابو داؤد کی روایت مین یہ بہی ہے کہ جب تو وضو کرے تو کلی کر حافظ نے کہا
اسکا اسناد صحیح ہے اور رد کیا حافظ نے تلخیص مین اسکا جسنے علت نکالی لقیط کی حدیث مین کہ عاصم سے کسی نے روایت
نہین کی سوا اسمعیل بن کثیر کے اور وہ کچہہ نہین حافظ نے کہا عاصم سے اورون نے بہی روایت کی ہے اور صحیح کہا اس حدیث
کو ترمذی اور بغوی اور ابن قطان نے اور نووی نے کہا وہ حدیث صحیح ہے اور دارقطنی نے روایت کی ابو ہریرہ سے
کہ حضرت ؐ نے حکم دیا کلی کا اور ناک مین پانی ڈالنے کا دارقطنی نے کہا نہین مسند کیا اسکو مگر ہدبہ بن خالد نے اور اورون نے اسکو
روایت کیا عمار سے مرسلاً اور یہ ضرر نہین کرتا کیونکہ ہدبہ ثقہ ہے اور صحیحین مین اُس سے روایت ہے تو اسکا رفع مقبول ہے

[illegible]

اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں اس حدیث کو نقل کیا اور اس میں کلام نہیں کیا حالانکہ انکی عادت ہے کہ جس حدیث میں ضعف
ہوتا ہے اسپر کلام کرتے ہیں اور مالک اور شافعی اور اوزاعی اور لیث اور حسن بصری اور زہری اور ربیعہ اور یحییٰ بن سعید اور قتادہ
اور حکم بن عتیبہ اور محمد بن جریر طبری اور ناصر کا اہلبیت میں سے یہ قول ہے کہ ناک میں پانی لینا واجب نہیں ہے نہ ناک چھنکنا اور
ابو حنیفہ اور ثوری اور زید بن علی کا اہلبیت علیہم السلام میں سے یہ قول ہے کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا دونو غسل جنابت
میں فرض ہیں اور وضو میں سنت ہیں پھر اگر کسی نے غسل میں ان دونو کو ترک کیا تو دوبارہ نماز پڑھے اور ان لوگوں نے
دلیل لی ہے اس حدیث سے کہ دس باتیں پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں پھر بیان کیا کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو اور رد کیا اسکو
حافظ نے تلخیص میں کہ یہ روایت اس طرح سے وارد نہیں ہوئی کہ دس باتیں سنتوں میں سے ہیں بلکہ یوں ہے کہ دس باتیں فطرت
سے ہیں اور اگر اس طرح سے بھی وارد ہوتی بھی عدم وجوب کی دلیل نہ ہوگی کیونکہ سنت سے مراد یہاں طریقہ ہے نہ سنت
اصطلاحی اور دوسری دلیل انکی ابن عباس کی حدیث ہے مرفوعاً کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے روایت کیا اسکو دارقطنی
نے حافظ نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے دارقطنی نے کہا اسکی اسناد میں قاسم اور اسمعیل بن مسلم دونو ضعیف ہیں زیلعی نے کہا
اور روایت کیا دارقطنی نے جابر جعفی سے انہوں نے عطار سے انہوں نے ابن عباس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کلی اور ناک
میں پانی ڈالنا اس وضو میں جو تمام نہیں ہوتا بغیر ان دونو کے دارقطنی نے کہا جابر جعفی ضعیف ہے اور اختلاف ہے
اس سے بعضوں نے اس حدیث کو جابر سے مرسلاً نقل کیا ہے عطار سے اور یہی ثواب کے مشابہ ہے تنقیح میں ہے کہ جابر جعفی کو
جمہور علماء نے ضعیف کیا اور ابن جوزی نے اس حدیث کے بعد سکوت کیا اور ابن جوزی کی عادت ہے کہ اپنے موافق بات میں
جابر کی حدیث سے حجت لاتے ہیں اور اپنی مخالف بات میں اسکو ضعیف کرتے ہیں تیسری دلیل انکی یہ حدیث ہے وضو کر جیسے
اللہ نے تجھکو حکم کیا یہ حدیث اوپر گذری اور قرآن میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر نہیں ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ منہ دھونے
کا حکم قرآن میں ہے اور یہ دونو باتیں منہ دھونے میں داخل ہیں اسکے سوا وجوب بحکم رسول ہے اور رسول کا حکم امر الٰہی
ہے اور آپ نے مواظبت کی ان دونو پر وضو میں اور ایک بار بھی انکا ترک آپ سے منقول نہیں جیسے یہ منقول نہیں کہ آپ آنکھ کے اندر دھویا
ہو اور آنکھ کے اندر دھونا واجب ہے ابن عمر اور موید باللہ کے نزدیک اور بحر میں ناصر اور شافعی سے منقول ہے کہ وہ مستحب ہے
ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں لقیط بن صبرہ کی حدیث کو بیان کر کے کہا کہ ابو بشر دولابی نے ثوری کی روایات میں
کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن بشار نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو ابن مہدی نے انہوں نے روایت کی سفیان سے انہوں نے
ابو ہاشم سے انہوں نے عاصم بن لقیط سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا
جب تو وضو کرے تو مبالغہ کر کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مگر جب تو روزہ دار ہو ابو الحسن بن القطان نے کہا یہ حدیث

صحیح ہے اور اسمین صریح امر ہی اسکے ساتھ حضرت کی مواظبت بھی موجود ہے اور شرح ترمذی مین وجوب کی دلیل مین یہ بھی بیان کی ہے
کہ بیہقی نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلی اور ناک مین پانی ڈالنا اُس وضو مین سے ہے جو ضروری ہے
اور اسکی اسناد مین محمد بن الازہری جوزجانی ضعیف ہے اور بیہقی نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا ابو سعید احمد بن محمد صوفی سے اور انہون نے ابن
عدی حافظ سے انہون نے عبد اللہ بن سلیمان اشعث سے اور انہون نے حسین بن علی بن مہران سے اور انہون نے عصام بن یوسف سے
انہون نے ابن مبارک سے انہون نے ابن جریج سے انہون نے سلیمان ابن یسار سے انہون نے زہری سے انہون نے عروہ سے انہون نے
عائشہ سے جب یہ امر ثابت ہوا تو تجھکو معلوم ہو گیا کہ حق مذہب یہی ہے کہ کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا اور ناک سنکنا تینون امر واجب ہیں
وضو مین انتہی منتقی الاخبار مین کہا احمد اور نسائی نے حضرت علی سے روایت کیا انہون نے وضو کا پانی منگوایا پھر کلی کی اور ناک مین پانی
ڈالا اور بائین ہاتھ سے ناک سنکی تین بار ایسا کیا پھر کہا یہ وضو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوکانی نے کہا اسکی اسناد
مین موسی ابن عبد الرحمن اگر مسروق کندی کا بیٹا ہے تو وہ ثقہ ہے اور جو حلبی انطاکی ہے تو وہ بھی سچا ہے پر غریب باتین
نقل کرتا ہے اور دوسرے امام نسائی نے روایت کی ہے اور خالد بن علقمہ ہمدانی وہ ہے کہ ابن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور تقریب مین ہے کہ وہ سچا ہے
اور باقی سب رجال ثقات ہین انتہی زیلعی نے تخریج مین کہا امام مین ہے کہ ابن عبد البر نے کہا ناک مین پانی لینے کا حکم کسی حدیث
مین نہین پایا جاتا مگر ہمام کی روایت مین ابو ہریرہ سے اور انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے
وضو کرے تو اپنے دونو نتھنون مین پانی لیوے پھر ناک سنکے روایت کیا اسکو مسلم نے اور لقیط ابن صبرہ کی حدیث مین ہے کہ حضرت
نے فرمایا پورا کر وضو کو اور خلال کر انگلیون کا اور مبالغہ کر ناک مین پانی لینے مین مگر جب تو روزہ دار ہو نکالا اسکو چارون عالمون نے
اپنے سنن مین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنے صحیحون مین اور حاکم نے مستدرک مین
اور ایک روایت مین ابو داؤد کے اسی حدیث مین یہ ہے کہ جب تو وضو کرے تو کلی کر اور روایت کیا اسکو ابو بشر دولابی نے اُس جز
مین جسمین سفیان ثوری کی حدیثین جمع کی ہین ابو ہاشم اسمعیل بن کثیر سے انہون نے عاصم بن لقیط سے انہون نے اپنے باپ لقیط بن
صبرہ سے مرفوعاً پورا کر وضو کو اور خلال کر انگلیون مین اور مبالغہ کر کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو روزہ دار ہو انتہی ابن القطان
نے کتاب الوہم والایہام مین اس حدیث کو اسی سند سے نقل کیا پھر کہا یہ سند صحیح ہے اور ابن مہدی وکیع سے زیادہ حافظ ہین کیونکہ وکیع
نے اسکو ثوری سے روایت کیا اور اسمین کلی کا ذکر نہین تمام ہوا کلام ابن القطان کا اور ایک اور حدیث ہے جسکو بیہقی نے سنن مین ہدبہ
بن خالد سے روایت کیا انہون نے حماد بن سلمہ سے انہون نے عمار بن ابی عمار سے انہون نے ابو ہریرہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حکم کیا کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کا بیہقی نے کہا ہدبہ نے اسکو دوسری بار روایت کیا تو مرسلاً بیان کیا ابو ہریرہ کا نام نہین
لیا اور مین سمجھتا ہون یہ بات کہ حماد نے کبھی اس حدیث کو موصولاً روایت کیا کبھی مرسلاً اور متابعت کی ہے ہدبہ کی داؤد بن محبر نے حماد سے

اوسنے بھی وصل کیا اور مخالفت کی ان دونوں کی ابراہیم بن سلیمان خلال نے جو شیخ ہے یعقوب بن سفیان کا اوسنے کہا عن حماد عن عمار
عن ابن عباس عن ابی ہریرۃ کو بدلے اور یہ روایت ثابت نہیں ہوئی پھر نکالا امام بیہقی نے عصام بن یوسف سے اونہوں نے کہا
حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن مبارک نے اونہوں نے ابن جریج سے انہوں نے سلیمان بن موسیٰ سے انہوں نے زہری سے انہوں نے
عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اس وضو میں سے ہے جو ضروری ہے اور ایک روایت میں
یہ ہے جسکے بغیر نماز پوری نہیں ہوتی پھر اسناد کیا دارقطنی تک کہ متفرد ہے اس روایت سے عصام اور وہم کیا اوس نے اسمیں اور
صواب اسکا روایت کرنا ہے ابن مبارک کا ابن جریج سے انکی سلیمان بن موسیٰ سے مرسلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نکالا اسکو دارقطنی نے
اسیطرح اور مرسل زیادہ صحیح ہے ایسا ہی روایت کیا اسکو دونوں سفیانوں نے اور اور لوگوں نے انتہی مترجم کہتا ہے اگر کلی اور ناک
میں پانی ڈالنا سنت ہوتی وضو میں جیسے امام ابو حنیفہ کا قول ہے تو ضرور آنحضرت ترک بھی کبھی کرتے اگرچہ ایک ہی بار حضرت صلعم سے منقول
ہوتا حالانکہ کسی روایت میں اونکا ترک مذکور نہیں اور یہ مواظبت صاف وجوب پر دلالت کرتی ہے اور حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں وضو میں دس فرض لکھے ہیں ایک نیت دوسری بسم اللہ کہنا تیسرے کلی کرنا چوتھے ناک میں پانی ڈالنا
پانچویں منہ دھونا چھٹے ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا ساتویں سر کا مسح کرنا آٹھویں دونوں پاؤں کا ٹخنوں تک دھونا
نویں ترتیب دسویں پے در پے اعضا کا دھونا یعنے ایک کے بعد ایک اسطرح کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پاوے اور امام ابو حنیفہ نے
وتر کو اسی مواظبت کی وجہ سے واجب قرار دیا اور قرآن میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر نہ ہونے سے یہ نہیں نکلتا کہ وہ
واجب نہیں ہیں کیونکہ بہت چیزوں کا وجوب احادیث سے ثابت ہوا ہے جیسے وتر کا نماز عیدین کا وغیرہ وغیرہ اب ہم یہ بیان
کرنا چاہتے ہیں کہ جتنے صحابہ نے وضو کی روایتیں کی ہیں ان سبھوں نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو نقل کیا ہے اور وضو
کی روایت کرنیوالے اکیس صحابہ ہیں عبد اللہ بن زید بن عاصم عثمان بن عفان ابن عباس مغیرہ بن شعبہ علی بن ابی طالب مقدام
بن معدیکرب ربیع بنت معوذ ابو مالک اشعری ابو ہریرہ ابو بکرہ وائل بن حجر نفیر ابو جبیر کندی ابو امامہ عائشہ انس کعب
بن عمرو یمانی ابو ایوب انصاری عبد اللہ بن ابی اوفے براء بن عازب ابو کاہل عبد اللہ بن انیس اور ان سبھوں نے کلی اور ناک
میں پانی ڈالنا نقل کیا ہے اور تعجب ہے امام شافعی سے کہ باوصف شدت متابعت حدیث کے وہ اسکے وجوب کے قائل نہیں ہوئے
لیکن عبد اللہ بن زید کی حدیث کو تو روایت کیا اصحاب ستہ والوں نے اپنی اپنی کتابوں میں مالک سے اونسے عمرو بن یحییٰ مازنی
سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں عمرو بن ابی حسن پاس موجود تھا انہوں نے پوچھا عبد اللہ بن زید سے رسول اللہ صلعم
کے وضو کو انہوں نے ایک کٹورہ پانی کا منگوایا اور لوگوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیا پہلے کٹوری میں سے
پانی ڈالا اسکو جھکا کر ہاتھ پر اور دونوں ہاتھ تین بار دھوئے پھر اپنا ہاتھ کٹورے میں ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی

تین بار تین چلوؤں سے (یعنے ایک چلو لیا اور آدہے سے کلی کی آدہا ناک میں ڈالا ایسا ہی تین بار کیا) تو کلی اور ناک میں پانی ڈالنا دونو تین
چلوؤں میں تین بار ہو گئی امام ابن قیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلی اور ناک میں پانی ملا کر ڈالتے تھے تو آدہے
چلو سے کلی کرتے اور آدہا ناک میں ڈالتے اور ایک چلو میں تو یہی ممکن ہے اگر دو یا تین چلو لیوے تو جدا جدا بھی ہو سکتا ہے اور جدا کرنا
بھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہی تہی کہ دونو کو ملا دیتے ایک چلو میں جیسے صحیحین میں ثابت ہے عبد اللہ بن زید کی حدیث
میں اور کسی صحیح حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ آپنے کلی اور ناک میں پانی کو الگ الگ چلو سے کیا ہو البتہ طلحہ بن مصرف نے اپنے باپ سے
او سنے دادا سے روایت کی کہ آپ جدا جدا کرتے تہے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں لیکن یہ حدیث اسی طریقہ سے مروی ہے اور طلحہ کے دادا
کا صحابی ہونا معلوم نہیں ہوتا اور آپ داہنے ہاتھ سے ناک میں پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے ناک سنکتے) پہر لینا ہاتھ کٹھری میں ڈالا
اور لیا منہ دہویا تین بار اور دونو ہاتھوں کو دونو کہنیوں تک تین بار دہویا پہر لینا ہاتھ کٹھری میں ڈالا اور سر پر مسح کیا اور آگے
سے لیگئے دونو ہاتھوں کو اور پیچہے سے لائے ایک بار پہر دونو پاؤں کو دہویا روایت کیا اس حدیث کو ایک جماعت نے عمرو بن یحیی سے
جیسے امام مالک نے روایت کی مگر سفیان بن عیینہ نے عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ کہا اور یہ وہم ہے سفیان کا صحیح عبد اللہ بن زید
بن عاصم ہیں اور ابن عبد ربہ اذان کی حدیث کے راوی ہیں اور ایک دوسرا وہم کیا سفیان نے اسمیں انہوں نے کہا مسح کیا اپنے سر پر دو بار
ابن عبد البر نے کہا دو بار کا لفظ کسی نے نہیں کہا سوا سفیان کے اور مالک و وہیب اور سلیمان بن بلال اور خالد واسطی وغیرہم
کی روایات میں صرف یہی ہے کہ آگے سے لیگئے اور پیچہے سے لائے اور شاید سفیان نے اسکا مطلب سمجہا کہ دو بار مسح کیا اور عثمان
بن عفان کی حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا حمران سے جیسے اگلے باب میں گذری اسمیں بہی کلی اور ناک میں پانی
ڈالنے کا ذکر ہے اور ابو یعلی اور دارقطنی نے حضرت عثمان سے روایت کیا انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
سنا آپ فرماتے تہے جو کوئی وضو کرے پہر دونو ہاتھ دہووے پہر تین بار کلی کرے اور تین بار ناک میں پانی ڈالے اور تین بار منہ دہووے اور دونو
ہاتھ کہنیوں تک تین بار دہووے اور سر پر مسح کرے پہر دونو پاؤں دہووے پہر بات نکرے اور کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اسکے گناہ جو دونو وضوؤں کے بیچ میں ہونگے بخشدیے جاوینگے اور ابن عباس کی حدیث کو امام
بخاری نے روایت کیا جو اوپر گذری اسمیں بہی کلی اور ناک میں پانی ڈالنا موجود ہے اور مغیرہ بن شعبہ کی حدیث کو امام بخاری
نے روایت کیا کتاب اللباس اسمیں بہی کلی اور ناک میں پانی ڈالنا مذکور ہے اور حضرت علی کی حدیث کو چاروں سنن والوں نے روایت
کیا عبد خیر سے اور حدیث باب الوضوء ثلٰثًا ثلٰثًا میں گذر چکی اسمیں بہی کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان ہے اور مقدام بن معدیکرب
کی حدیث کو ابو داؤد نے نکالا عبد الرحمن بن میسرہ سے انہوں نے مقدام سے اسمیں یہ ہے کہ حضرت صلعم کے پاس وضو کا پانی لایا گیا
آپنے وضو کیا تو دونو پہونچوں کو تین بار دہویا اور منہ کو تین بار دہویا پہر دونو ہاتھوں کو تین تین بار دہویا پہر کلی کی اور ناک

پانی ڈالا تین بار پہر مسح کیا اپنے سر اور دونو کانونپر اوپر اونکے اور اندر انکے ابن دقیق العید نے امام مین کہا علی بن المدینی نے کہا عبد
الرحمان بن میسرہ مجہول ہے اس سے روایت نہین کی کسی نے حدیث کے سوا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہا روایت کیا اسکو امام احمد
اور ضیا نے مختارہ مین اور سناد اسکا صالح ہے اور ربیع بنت معوذ کیحدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا اوسمین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آتے ایکبار اونہون نے بیان کیا کہ آپنے ربیع سے فرمایا میرے لیے پانی ڈال وضو کا پہر بیان کیا آپکے
وضو کا حال تو کہا آپنے اپنے دونو پہونچون کو دہویا تین بار اور منہ کو تین بار اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا ایکبار اور دونو
ہاتہونکو دہویا تین تین بار اور مسح کیا سر پر دو بار شروع کیا اخیر سر سے اور پہر آگے تک دونو ہاتہون کو لائی پہر شروع کیا آگے
سے اور پیچھے تک دونو ہاتہون کو لیگئے اور مسح کیا دونو کانونپر اونکے باہر اور اندر دونو جانب اور دہویا دونو پاؤن کو تین بار
اور ابو مالک اشعری کیحدیث کو عبد الرزاق نے مصنف مین روایت کیا معمر سے انہون نے قتادہ سے انہون نے شہر بن حوشب سے
اونہون نے عبد الرحمان بن غنم سے اونہون نے ابو مالک اشعری سے اور انکا نام حارث تہا اونہون نے کہا آؤ مین تمہارے لیے نماز پڑہون
رسول اللہ کی پہر انہون نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا اور دونو ہاتہہ تین بار دہوئے اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور منہ کو تین
بار دہویا اور دونو باہون کو اور مسح کیا سر پر اور دونو کانونپر اور دونون قدمون کو دہویا پہر ظہر کی نماز پڑہی تو فاتحہ پڑہی
اور بائیس تکبیرین کہین اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم مین عبد الرزاق کے طریق سے اور اسیطرح روایت کیا اسکو
امام احمد اور ابن ابی شیبہ اور اسحاق بن راہویہ نے اپنے اپنے مسندون مین اور ابو ہریرہ کیحدیث کو امام احمد نے اپنے مسند مین روایت
کیا عطا سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین حدیث بیان کی ہمسے محمد نے انہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے حفص بن عمر حوضی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہمام نے اونہون نے روایت کی عامر احول سے اونہون نے عطا
سے اونہون نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پہر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا
تین بار اور مسح کیا سر پر اور دہویا اپنے دونو قدمونکو اور روایت کیا اسکو ابو یعلی موصلی نے اپنے مسند مین حدیث بیان کی ہمسے محمد بن
بکار نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو معشر نے انہون نے روایت کی سعید سے اونہون نے ابو ہریرہ رض سے انہون نے کہا ایک
شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب نماز کا وقت آگیا آپنے پانی منگوایا پہر دونو ہاتہہ دہوئے پہر کلی کی اور ناک
سنکی اور منہ کو تین بار دہویا اور دونو ہاتہون کو تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور دونو پاؤنکو تین تین بار دہویا پہر اپنے کپڑے
کے نیچے پانی چہڑکا پہر فرمایا وضو کو اسیطرح پورا کرتے تہے مترجم کہتا ہے کہ ابو ہریرہ کیحدیث کو امام مسلم نے نکالا اپنے صحیح
مین اوسمین یہ ہے کہ انہون نے وضو کیا پہر منہ دہویا تو پورا کیا وضو کو اخیر تک پر اوسمین کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کا ذکر
نہین ہے اور ہم اس حدیث کو آگے انشاء اللہ تعالے نقل کرینگے اور ابو بکرہ کیحدیث روایت کیا بزار نے اپنی مسند مین عبد الرحمان

بن بکار سے اُنہوں نے عبد العزیز بن ابی بکرہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے یعنی ابو بکرہ سے اُنہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے
وضو کیا تو دونو ہاتہہ تین بار دہوئے اور کلی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو بانہوں کو کہنیوں تک
پہر مسح کیا اپنے سر پر اور دونو پانوں دہوئے یہ حدیث مختصر ہے بزار نے کہا عبد الرحمن اچہا ہے اور وائل بن حجر کی حدیث کو بزار نے روایت کیا
اپنے سند میں اُنہوں کہا میں حاضر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ کے سامنے برتن لایا گیا آپ نے اپنے داہنے ہاتہہ پر تین بار برتن
کو جہکایا پہر داہنا ہاتہہ پانی میں ڈبویا اور دہنی بانہہ دہوئی یہانتک کہ کہنی سے بڑہ گئی پہر بایاں ہاتہہ داہنے ہاتہہ سے دہویا یہان
تک کہ کہنی سے بڑہ گئی تین بار پہر سر پر مسح کیا تین بار اور دونو کانوں کو باہر کی طرف تین بار اور گردن کی پشت پر میں سمجہتا ہوں ہے
بہی کہا کہ داڑہی کی اوپر کی جانب بہی تین بار پہر داہنے ہاتہہ سے داہنا پانوں دہویا اور انگلیوں کو جدا کیا یا اُن میں خلال کیا اور پانی
اوپر اوٹہایا یہانتک کہ ٹخنے سے بڑہ گئے پہر پانی کو پنڈلی تک پہر بائیں پانوں کو اسیطرح دہویا پہر ایک چلو لیا پانی کا اور اپنا ہاتہہ
پہر اوس سے اوپر رکہا یہانتک کہ سر کے کونوں سے پانی بہنے لگا اور فرمایا یہ پورا کرنا ہے وضو کا اور میں نے نہیں دیکہا اُنکو تہ بند
ہو کسی کپڑے سے امام میں یا کہا کہ اس حدیث کو محمد بن حجر بن عبد الجبار روایت کرتا ہے اور امام بخاری نے کہا کہ اسمیں اعتراض ہے
اور نفیر کی حدیث کو ابن حبان نے اپنے صحیح میں نکالا معاویہ بن صالح سے اونہوں نے عبد الرحمن بن جبیر سے اونہوں نے اپنے باپ جبیر
بن نفیر سے اونہوں نے اپنے باپ نفیر سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے حکم دیا اونکے لیے وضو کا پانی لانیکا اور فرمایا
وضو کرو ابو جبیر اونہوں نے شروع کیا منہ سے آپ نے فرمایا مت شروع کر اپنے منہ سے کیونکہ کافر شروع کرتا ہے اپنے مونہہ سے پہر آپ نے وضو
کا پانی منگوایا اور دونو ہاتہوں کو دہو کر صاف کیا پہر کلی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار پہر منہ کو دہویا تین بار پہر داہنے ہاتہہ کو
کہنی تک تین بار پہر بائیں ہاتہہ کو کہنی تک تین بار پہر مسح کیا اپنے سر پر اور دونو پانوں کو دہویا انتہے اور روایت کیا اسحدیث
کو بیہقی نے سنن میں اور اسمیں نفیر کا نام نہیں لیا اور ذہبی نے مختصر میں اونپر اعتراض کیا اور کہا کہ نفیر کا ذکر اونسے رہ گیا اور
ابو امامہ کی حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا اور حضرت عائشہ کی حدیث کو نسائی نے سنن کبرے میں روایت کیا سالم
سے اونہوں نے عائشہ سے اونہوں نے دکہلایا سالم کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیونکر کرتے تہے تو کلی کی اور ناک سنکی تین بار
اور اپنے مونہہ کو دہویا تین بار پہر داہنے ہاتہہ کو دہویا تین بار اور بائیں ہاتہہ کو دہویا تین بار اور اپنا ہاتہہ سر کے آگے کی جانب رکہا پہر
مسح کیا ایک بار اخیر سر تک پہر دونو ہاتہہ پہیرے اپنے دونو کانوں پر سالم نے کہا میں عائشہ کے مکان میں جایا کرتا اور میں اونکے سامنے بیٹہتا
وہ مجہسے باتیں کرتیں ایک دن میں گیا اور میں نے کہا اے ام المومنین میرے لیے دعا کرو برکت کی انہوں نے کہا کیوں میں نے کہا اللہ
تعالی نے مجہکو آزاد کرا دیا اونہوں نے کہا اللہ تعالی تجہے برکت دیوے اور پردہ ڈال لیا میرے سامنے پہر میں نے اونکو نہ دیکہا اسدن کے
بعد اور انس کی حدیث کو دار قطنی نے سنن میں نکالا معلی بن اسد سے حدیث بیان کی ہمسے ایوب بن عبد اللہ ابو خالد قرشی نے

انہوں نے کہا میں نے حسن بن ابی حسن بصری کو دیکھا اونہوں نے وضو کا پانی منگوایا تو ایک کوزہ پانی کا لایا گیا اور وہ ایک طشت
میں ڈالا گیا انہوں نے اپنا ہاتہہ تین بار دہویا اور کلی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہہ دہوئے
دونو کہنیوں تک تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور دونو کانوں پر اور خلال کیا داڑہی میں اور دونو پاؤں کو دہویا ٹخنوں
تک پہر کہا کہ حدیث بیان کی مجہہ سے انس بن مالک نے کہ یہ وضو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کعب بن عمرو یامی کی حدیث کو ابو
داؤد نے سنن میں روایت کیا لیث بن ابی سلیم سے اونہوں نے طلحہ بن مصرف سے انہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے انہوں
نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گیا آپ وضو کر رہے تہے اور پانی آپکے منہہ سے بہ رہا تہا اور آپ کی داڑہی سے آپ کے سینے
پر تو میں نے دیکھا آپ جدائی کرتے تہے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں سکوت کیا اس حدیث سے ابو داود نے اور منذری نے اور روایت کیا
اسکو طبرانی نے معجم میں اور اسمیں یہ ہے پہر کلی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور ابو ایوب کی حدیث کو طبرانی نے معجم میں اور اسحق
بن راہویہ نے مسند میں روایت کیا واصل بن سائب سے انہوں نے ابو سورہ سے اونہوں نے ابو ایوب سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے اور اپنی انگلیوں کو داڑہی کے نیچے سے باہر کی طرف نکالتے پہر داڑہی
کا خلال کرتے طبرانی نے روایت کیا حسین بن اسحق تستری سے اونہوں نے سعید بن یحیی اموی سے انہوں نے اپنے باپ سے
انہوں نے واصل سے اور عبد اللہ بن ابی اوفی کی حدیث کو ابو یعلی موصلی نے اپنے مسند میں نکالا اونہوں نے یزید بن ہارون سے اونہوں نے
ابو الورقاء فائد بن عبد الرحمن سے اونہوں نے ابن ابی اوفی سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے پہر دونو ہاتہہ دہوئے
تین بار پہر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہوں کو تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور دونو
کانوں پر اور دونو پاؤن کو دہویا الخ اسے روایت کیا اس حدیث کو خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں محمد بن میمون زعفرانی کے ترجمہ
میں ابو الورقاء سے اور کہا محمد بن میمون ثقہ ہے اور براء بن عازب کی حدیث کو امام احمد نے مسند میں نکالا اونہوں نے اپنے
بیٹوں سے کہا جمع ہو جاؤ تاکہ میں تمکو دکہلاؤں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وضو کیونکر کرتے تہے اور نماز کیونکر پڑہتے تہے
کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اب اور کتنے دنوں تمہارے ساتہہ رہونگا پہر اونہوں نے جمع کیا اپنے بیٹوں اور اپنے گہر والوں کو اور وضو
کا پانی منگوایا پہر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے منہ کو تین بار دہویا پہر داہنے ہاتہہ کو تین بار دہویا پہر بائیں ہاتہہ کو تین بار
پہر مسح کیا اپنے سر پر اور اپنے دونو کانوں پر اوپر کی جانب اور اندر کی جانب اور داہنے پاؤں کو تین بار دہویا اور بائیں پاؤں کو
تین بار پہر کہا اس طرح میں نے کوتاہی نہیں کی تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو دکہلانے میں یہ روایت مختصر ہے اور
ابو کاہل کی حدیث طبرانی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہیثم بن حماز سے اونہوں نے یحیی بن ابی کثیر سے اونہوں نے ابو کاہل سے اور انکا
نام قیس بن عائذ تہا اونہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گذرا آپ نے فرمایا میرے نزدیک آ میں تجہکو دکہلاؤں کہ نماز کیلیے

کیونکر وضو کرتے ہین ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپکی وجہ سے ہمکو بہت بہلائی دی پہر آپنے اپنا ہاتہہ تین بار دہویا اور کلی کی
اور ناک مین پانی ڈالا تین تین بار اور منہہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہونکو دہویا تین بار اور سر پر مسح کیا اور تعداد بیان نہین کی
اور دونو پاؤن کو دہویا اور تعداد بیان نہین کی پہر فرمایا ایسے ابو کاہل وضو اپنے مقاموں مین کر اور بچا ہوا پانی طہارت سے
رکہہ اپنے گہر والون کیلیے اور مت ہو دل اپنے خادم سے (وضو کرانے مین) روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی نے کامل مین اور کہا کہ
اسکی اسناد مین ہیثم ہے اور نقل کیا یحیی بن معین سے کہ انہون نے ضعیف کیا اسکو اور احمد سے اور انہون نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور عبید اللہ
بن انیس کی حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط مین روایت کیا حدیث بیان کی ہمسے علی بن سعید رازی نے اور انہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے ابو کریب نے اور انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن الحباب نے اور انہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے حسین بن عبید اللہ
نے کہا حدیث بیان کی مجہسے عبد الرحمان بن عباد بن یحیی بن خلاد زرقی نے اور انہون نے کہا ہم عبد اللہ بن انیس کے پاس گئے
اور انہون نے کہا کیا تم کو نہ دکہلاؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر وضو کیا اور کیونکر نماز پڑہی ہمنے کہا کیون نہین دکہلاؤ
اور انہون نے اپنے دونو ہاتہہ دہوئے تین تین بار اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین تین بار اور اپنے منہہ کو دہویا تین بار اور داہنا
ہاتہون کو دونو کہنیون تک تین تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر آگے سے لیگئے اور پیچہے سے لائے اور چہوا اپنے دونو کانون کو
اور دہویا اپنے دونون پاؤن کو تین تین بار اور کہا ایسا ہی دیکہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا پہر نماز پڑہی
طبرانی نے کہا حدیث عبد اللہ بن انیس سے اسی سند سے مروی ہے زیلعی نے کہا ان سب حدیثون مین بسم اللہ کہنے کا ذکر نہین ہے
البتہ ایک ضعیف حدیث مین ہے جسکو دارقطنی نے سنن مین نکالا حارثہ بن ابی الرجال سے انہون نے عمرہ سے اونہون نے
عائشہ سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طہارت کو ہاتہہ لگاتے (یعنی پانی کو وضو کیلیے) تو اللہ کا نام لیتے
ابو بکر نے کہا جب وضو کو اٹہتے تو بسم اللہ کہتے پہر اپنے دونو ہاتہون پر پانی ڈالتے

باب الاستجمار وترًا

پتہر وتر سے استنجا کرنیکا بیان **ف** بعضون نے یہان اشکال کیا ہے کہ وضو کے بابون مین استنجا کا ذکر کیسے آیا اسکا
جواب یہ ہے کہ اس کتاب مین مولف نے استنجا کے ابواب کو وضو کے ابواب سے جدا نہین کیا اور احتمال ہے کہ یہہ باب کسی اور
جگہہ کا ہو مولف نے جیسے ہمنے مقدمہ مین بیان کیا اور کتاب الوضو کی شرح مین اسکی توجیہ بیان کر چکا ہون (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُکُمْ فَلْیَجْعَلْ فِیْ اَنْفِہٖ مَاءً ثُمَّ لِیَنْتَثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ
فَلْیُوْتِرْ وَاِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِّنْ نَّوْمِہٖ فَلْیَغْسِلْ یَدَہٗ قَبْلَ اَنْ یُّدْخِلَہَا فِیْ وَضُوْءِہٖ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ
لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُہٗ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو مالک بن انس نے

امام مشہور نے انہوں نے روایت کی ابو الزناد سے عبد اللہ بن ذکوان سے اونہوں نے اعرج سے عبد الرحمان بن ہرمز سے اونہوں نے ابوہریرہ سے
کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اپنے ناک میں پانی ڈالے پھر اوسے ناک میں پانی ڈالنے کا وجوب نکلتا
ہے اور ناک سنکی اور جو شخص پتھروں سے استنجا کرے تو طاق پتھروں سے کرے اور جب تم میں سے کوئی جاگے سو کر تو اپنا ہاتھ دھوئے وضو کے پانی
میں ڈالنے سے پہلے کیونکہ کوئی تم میں سے نہیں جانتا اوسکا ہاتھ رات کو کہاں رہا ف امام شافعی اور جمہور نے اس حدیث کی عموم کو
لیا ہے اور ہر نیند کے بعد ہاتھ دھونا مستحب کہا ہے اور امام احمد نے فرمایا کہ یہ حکم رات کے سونیکے بعد ہے کیونکہ اخیر حدیث میں یہ ہے
کہاں رہا رات کو ہاتھ اوسکا ابو داؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے جب کوئی تم میں سے رات کو اوٹھے اور ابو عوانہ
کی روایت میں یوں ہے جب سبکو وضو کے لیے اوٹھے اور یہ دونوں امام احمد کے قول کی تائید کرتی ہیں البتہ دن کے سونیکو رات
کے سونیکے پر قیاس کر سکتے ہیں امام احمد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رات کو جب سو کر اوٹھے تو یہ حکم بطور وجوب کے ہے نہ دن کو اور ایک روایت
اون سے یہ بھی ہے کہ دن کے نیند کے بعد یہ حکم بطور استحباب کے ہے لیکن اتفاق کیا ہے علما نے کہ اگر بن دھوئے پانی میں ہاتھ ڈالدیگا
تو پانی نجس ہوگا اور اسحاق اور داؤد اور طبری کا یہ قول ہے کہ نجس ہو جاویگا اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو ابن عدی نے
نکالی اوس میں یہ ہے کہ اگر ہاتھ ڈالدے بن دھوئے تو وہ پانی بہادے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ابو عوانہ نے جمہور کے لیے یہ دلیل
کی ہے کہ آپ رات کو سو کر اوٹھے اور لٹکی مشک سے وضو کیا اور اسکا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ یہ حکم امت کے لیے ہے دوسری
دلیل لی ہے کہ اس حدیث میں مسلم اور ابو داؤد کی روایتوں میں تین بار دھونیکا حکم ہے اور جہاں نجاست ہو وہاں یہ قید
استحباب پر دلالت کرتی ہے یہ دلیل بھی اعتراض سے خالی نہیں کیونکہ مخالف اس دلالت کو کیوں ماننے لگا اخیر جمہور کہتے ہیں
کہ اگر ہاتھ بن دھوئے پانی میں ڈالدیگا تو مکروہ ہے اور یہ کراہت اوسوقت دور ہوگی جب تین بار ہاتھ دھولیوے اور ہاتھ سے اس حدیث
میں پہنچا مراد ہے بالاتفاق اور سعید بن منصور نے بسند صحیح ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ وہ ایسا کرتے تھے اور اسکی ترک میں
کچھ قباحت نہیں دیکھتے تھے اور ابن عمر اور براء سے بھی ایسے ہی روایت آویگی اور یہ حکم اوسکے لیے ہے جو نیند سے جاگے لیکن
جو جاگتا ہوا اوسکو دھونا مستحب ہے جیسے عثمان اور عبد اللہ بن زید کی روایت سے ثابت ہے اور نہ دھونا مکروہ نہیں کیونکہ اوسکی
ممانعت نہیں آئی اور جو یہ فرمایا کہ اوسکو معلوم نہیں رات کو اوسکا ہاتھ کہاں رہا یعنی نجاست کے مقام پر لگا یا نہیں
امام شافعی نے کہا عربوں کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلوں سے استنجا کرتے اور عرب کا ملک گرم ہے تو احتمال ہے کہ سوتے میں پسینا
آوے اور انکا ہاتھ نجاست کے مقام پر پہنچے یا کسی پھوڑے پر یا خون پر کسی جانور کے یا نجاست پر ابو الولید نے اوس پر اعتراض
کیا اگر اس صورت میں کپڑے کو بھی دھونے کا حکم چاہیے تہا اور اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اوس صورت پر جب ہاتھ میں
پسینا ہو اور نجاست کی جگہ میں اور کہ ہاتھ ڈبونے کی ضرورت پڑتی ہے پانی میں اور کپڑوں کے ڈبونے کی ضرورت نہیں

پڑتی وضو مین اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ عبادت مین احتیاط لازم ہی اور نجاست کا تین بار دہونا مستحب ہے اور استنجا کی مقام پر اگر نجاست
کا اثر رہ جاوے تو نماز ہوجاتی ہی اور یہ خصوصیت ہے اوس مقام کی اور سونا وضو کا ناقض ہے اور اس فرع سے وضو ٹوٹنا قوی ہی اور
تہوڑا پانی ہاتہہ ڈبونے سے مستعمل نہین ہوتا انتہے ما فی فتح الباری باختصار قسطلانی نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث شریف سنی تو اوسکو قبول کرے اور سر اور آنکہون پر مانے ہم نے سنا ہی کہ ایک شخص نے یہ حدیث سنی تو کہنے لگا ہاتہہ رات
کو کہان رہتا ہی پہر ایک بار وہ سویا اور جاگا تو کیا دیکہتا ہی کہ اوسکا ہاتہہ مقعد کے اندر چلا گیا تہا آخر اوس نے توبہ کی اور
شرمندہ ہوا اور ہم اللہ تعالی سے مانگتے ہین کہ وہ ہم کو ایسے خراب خیالون سے محفوظ رکہے انتہے منتقی مین ہی کہ سوا امام بخاری کے
اورون کی روایتون مین تین بار دہونا مذکور ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت مین ہی کہ جب رات سے جاگے اور دارقطنی
نے ابن عمر سے روایت کیا اور کہا کہ اسناد اوسکا حسن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سوکر جاگے تو اپنا
ہاتہہ برتن مین نہ ڈالے جب تک اوسکو دہو نہ لے تین بار کیونکہ وہ نہین جانتا اوسکا ہاتہہ رات کو کہان رہا یا کہان پہرا اصل مین
ہی کہ اس حدیث کی کئی طریقے ہین اور ابن عدی کی روایت مین اتنا زیادہ ہی فَلْيُرِقْهُ یعنے بہا دیوے اوس پانیکو لیکن ابن عدی نے
کہا کہ یہ زیادت منکر ہے اور ابن خزیمہ اور بیہقی اور ابن حبان کی روایت مین أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ مِنْهُ ہی یعنے کہان رہا ہاتہہ اوسکا
اوسکی جسم مین سے ابن مندہ نے کہا اس زیادت کی راوی ثقہ ہین اور مین اوسکو محفوظ نہین جانتا اور اس باب مین دارقطنی اور
ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ابن خزیمہ نے اور ابن ابی حاتم نے علل مین حضرت عائشہ سے روایت کیا اور اپنے باپ سے نقل کیا کہ
وہ وہم ہے اور اس حدیث سے اور دوسری صحیح حدیثون سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ وضو سے پہلے دونو ہاتہون کا دہونا سنت ہی اور
وجوب مین اختلاف ہی جمہور کا یہ قول ہے کہ واجب نہین ہی اور امام احمد سے وجوب منقول ہے رات سے سوکر اوٹہنے والے کے لیے اور
برتن کی قید سے حوض نکل گیا اوس مین ہاتہہ ڈالنا درست ہے مصنف نے کہا اکثر علما یہی کہتے ہین کہ یہ امر استحبابی ہی اور جو
ہاتہہ ڈالدیگا تو پانی نجس نہ ہوگا کیونکہ شک سے نجاست ثابت نہین ہوتی مگر اسحاق بن راہویہ اور حسن بصری اور محمد بن
جریر طبری سے منقول ہے کہ پانی نجس ہو جاویگا اور اکثر علما کہتے ہین کہ نظیر اوسکی دوسری حدیث ہی ابو ہریرہ کی کہ جب کوئی
تم مین سے سوکر اوٹہے تو تین بار ناک سنکے کیونکہ شیطان رات کو اوسکی بانسون پر رہتا ہی متفق علیہ حالانکہ ناک سنکنے کے وجوب
کا سوکر اوٹہتے وقت کوئی قائل نہین انتہے مختصراً زیلعی نے کہا مسلم کی روایت مین یون ہی کہ اپنا ہاتہہ نہ ڈبودے برتن مین
یہانتک کہ اوسکو دہولے تین بار اور ابن ماجہ کی روایت مین جابر سے کہ وہ نہین جانتا کہان رات کو رہا ہاتہہ اوسکا اور
نہ یہ جانتا ہی کہ کس جگہہ پہرا اوس نے ہاتہہ کہا اور بزار کی روایت مین فلا يغمسن ہے نون تاکید کے ساتہہ انتہی مختصراً **باب**
غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ باب پاؤن دہونے کے بیان مین **ف** اکثر نسخون مین ایسا ہی ہی اور ابو ذر کی روایت مین اتنا زیادہ ہی وَلَا

یمسح علی القدمین یعنی مسح نکرے دونو پاؤن پر **حدثنا** موسیٰ قال حدثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن یوسف بن ماهک عن عبد الله بن عمرو قال تخلف النبی صلی الله علیه وسلم عنا فی سفرة فادرکنا وقد ارهقنا العصر فجعلنا نتوضأ ونمسح علی ارجلنا فنادی باعلی صوته ویل للاعقاب من النار مرتین او ثلاثا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ ابن اسمعیل تبوذکی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عوانہ وضاع یشکری نے اور اونہون نے روایت کی ابو بشر جعفر بن ابی وحشیہ واسطی سے اور اونہون نے یوسف بن ماہک سے اور اونہون نے عبد اللہ بن عمرو سے اور اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں ہمارے پیچھے رہ گئے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ سفر مکہ سے مدینہ کو تھا اور ظاہر یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرو اس سفر میں آپکے ساتھ تھے مگر اونکا ساتھ رہنا ثابت نہین ہوا مگر حجۃ الوداع میں اور غزوہ فتح میں وہ ساتھ تھے لیکن آپ ان مین مکہ سے مدینہ کو نہین گئے بلکہ جعرانہ سے اور احتمال ہے کہ عمرۃ القضا کا سفر مراد ہو کیونکہ عبد اللہ بن عمرو نے اسی ماہ مین ہجرت کی ہے پھر آپ ہم سے مل گئے اور عصر کا وقت آن پہنچا تھا یا عصر کی نماز مین ہمنے دیر کی تھی تو ہم وضو کرنے لگے اور اپنے پاؤن پر مسح کرنے لگے آپنے بلند آواز سے پکارا خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے دو بار فرمایا یا تین بار **ف** ابن بطال نے کہا صحابہ نے اول وقت عصر کی نماز پڑھنے مین دیر کی اس خیال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملجاوین اور آپکے ساتھ نماز پڑہین جب وقت تنگ ہوا تو وہ جلدی کرنے لگے وضو مین اور جلدی کیوجہ سے وضو پورا نہ کیا آپنے یہ حال دیکھا اور یہ حدیث فرمائی مین کہتا ہون ابن بطال نے جو بیان کیا وہ ایک احتمال ہے اور احتمال ہے کہ اونہون نے دیر کی ہو اسوجہ سے کہ وہ باوضو ہون یا پانی ملنے کی امید ہو اور دلالت کرتی ہے اسپر امام مسلم کی روایت جب ہم کو راہ مین پانی ملا تو بعض لوگون نے جلدی کی عصر کے وقت یعنی وضو کیا جلدی میں اور امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ آپنے انکار کیا اونپر مسح کرنے کی وجہ سے نہ اسوجہ سے کہ اونہون نے سارے پاؤن کو نہین دہویا اور اسیلیے اونہون نے ترجمہ باب مین یہ لکہا کہ مسح نکرے دونو پاؤن پر اور ظاہر روایت متفق علیہ یہی ہے اور امام مسلم کی منفرد روایت مین یہ ہے کہ ہم مکے اونکے پاس تو انکی ایڑیان سفید چمک رہی تہین اونکو پانی نہین لگا تھا اور اس سے دلیل لی ہے اوس شخص نے جو پاؤن کے مسح کو کافی جانتا ہے اس صورت مین انکار اس امر پر ہوگا کہ سارے پاؤن پر مسح نہین کیا لیکن متفق علیہ روایت کو ترجیح ہے اور منفرد روایت کی تاویل کرکے اوسپر محمول کرینگے اور احتمال ہے کہ پانی نہ لگنے سے یہ مراد ہو کہ دہونیکا پانی نہین لگا تا کہ دونو روایتون مین جمع ہو جاوے اور اس سے زیادہ تصریح امام مسلم کی روایت مین ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ جناب رسالت مآب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جسنے ایڑی نہین دہوئی تہی تو یہی فرمایا اور دوسرے یہ کہ جسنے مسح جائز رکھا ہے وہ ایڑی کے مسح کو واجب نہین کہتا

ف مسح رجلین کا بطلان

اور یہ حدیث اوس پر حجت ہے اور روایت کیا امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں نزال بن سبرہ سے
اونہوں نے کہا میں نے حضرت علی کو دیکھا اونہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر بیٹھے لوگوں کے لیے رحبہ میں پھر پانی لایا گیا اونکے پاس اونہوں نے
مسح کیا اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں پر اور مسح کیا سر پر اور اپنے دونوں پاؤں پر اور اپنا بچا ہوا پانی وضو سے پیا پھر کہا بعضے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ
مکروہ ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا جیسے میں نے کیا اور یہ وضو اوسکا ہے جسکو حدث نہوا ہو امام طحاوی نے
کہا حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ وضو میں پاؤں کا مسح کرنا فرض ہے کیونکہ اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت علی نے منہ پر بھی مسح کیا تو اس مسح سے غرض
دھونا معلوم ہے اور پاؤں کے مسح سے بھی یہی مراد ہو سکتا ہے پھر روایت کیا طحاوی نے ابن عباس سے انہوں نے کہا حضرت علی میرے پاس آئے
اور انہوں نے پانی بہایا تھا پھر اونہوں نے وضو کا پانی منگوایا ہم ایک تشت پانی کا لیکر آئے اونہوں نے کہا اے ابن عباس میں تیرے
لیے کس طرح وضو نہ کروں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے میں نے کہا ہاں فدا ہوں تجھپر ماں باپ میرے پھر بیان کیا ایک لمبی
حدیث کو کہا پھر اونہوں نے دونوں ہاتھوں سے ایک لپ پانی کا لیا اور اوسکو مارا اپنے داہنے قدم پر پھر بائیں قدم پر ایسا ہی کیا اور روایت
کیا طحاوی نے ابن عباس سے کہا کہ وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہتیلی بھر کر پانی لیا پھر اوسکو چھڑک دیا اپنے دونوں قدموں پر اور
آپ جوتی پہنے ہوئے تھے اور روایت کیا طحاوی نے حضرت علی سے کہ انہوں نے وضو کیا تو مسح کیا اپنے پاؤں کی پشت پر اور کہا اگر
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو البتہ قدم کے نیچے کا جانب زیادہ حق رکھتا تھا مسح کا اوسکے اوپر کی جانب سے
اور روایت کیا طحاوی نے ابن عمر سے کہ وہ جب وضو کرتے اور انکی جوتی انکے پاؤں میں ہوتی تو اپنے دونوں پاؤں کی پشت پر مسح کر لیتے اپنے
دونوں ہاتھوں سے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور روایت کیا طحاوی نے رفاعہ بن رافع سے کہ وہ بیٹھے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک یہانتک کہ فرمایا آپ نے تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی یہانتک
کہ وہ وضو کو پورا کرے جیسے اللہ تعالے نے اوسکو حکم دیا ہے پھر دھووے منہ اپنا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرے اپنے سر اور دونوں پاؤں پر ٹخنوں
تک اور روایت کیا طحاوی نے عباد بن تمیم سے اونہوں نے اپنے چچا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا دونوں
پاؤں پر اور عروہ بھی ایسا ہی کرتے تھے امام طحاوی نے کہا اب بعض لوگ ان حدیثوں کی طرف گئے ہیں اور وہ کہتے ہیں پاؤں کا بھی حکم
ہے جو سر کا حکم ہے کہ اونپر مسح کیا جاوے اور دوسرے لوگوں نے انکا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ دھوے جاویں اور انکی دلیل یہ حدیثیں ہیں
پھر روایت کیا عبد خیر سے کہ حضرت علی رحبہ میں آئے اور اپنے غلام سے کہا کہ وضو کا پانی لاؤ پانی اور طشت لایا انہوں نے وضو کیا
اور دھویا اپنے دونوں پاؤں کو تین تین بار اور کہا ایسا ہی تھا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور روایت کیا حضرت عثمان سے کہ انہوں
نے وضو کیا تو دونوں پاؤں کو تین تین بار دھویا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور روایت کیا مستورد

بن رُشید اور قریش سے وہ کہتی تھین مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ اپنے چھنگلیا سے رگڑتے تھے پاؤن کی انگلیون کے بیچ مین حجاج نے کہا یہ نہین
ہوسکتا مگر پاؤن کے نیچے ہی مین اسواسطے کہ مسح مین اس مقام تک نہین پہونچتے ہین بلکہ مسح صرف پاؤن کی پشت پر ہوتا ہے اور روایت کیا ابو رافع
کہا کہ مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے تو آپ نے دہویا اپنے دونو پاؤن کو تین تین بار اور روایت کیا ربیع
سے انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آتے تھے پھر وضو کرتے نماز کے لیے تو اپنے دونو پاؤن کو تین تین بار دہوتے تھے اور روایت
کیا ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتھون کو تین
تین بار اور مسح کیا سر پر اور دہویا دونو پاؤن کو اور روایت کیا عمرو بن شعیب نے عن ابیہ عن جدہ سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس آیا اور آپ سے پوچھا وضو کیونکر ہے آپ نے پانی منگوایا پھر وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور دہویا دونو پاؤن کو پھر فرمایا
وضو اسیطرح ہے پھر جس نے اس سے بڑہایا یا گھٹایا اس نے برا کیا اور ظلم کیا اور روایت کیا عمرو بن یحیی مازنی سے انہون نے اپنے باپ سے انہون
نے عبد اللہ بن زید بن عاصم سے کہا تم مجھکو دکھلا سکتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تھے انہون نے پانی منگوایا پھر
وضو کیا اور دونو پاؤن دہوئے اور روایت کیا جبیر بن نفیر سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ ابو جبیر کندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے آپ نے حکم دیا انکے لیے وضو کا پانی لانیکا اور فرمایا وضو کرلے ابو جبیر انہون نے پہلے اپنے منہ مین پانی ڈالا آپ نے فرمایا منہ سے
مت شروع کر کیونکہ کافر اپنے منہ سے شروع کرتا ہے اور آپ نے پانی منگوایا پھر وضو کیا تین تین بار پھر مسح کیا اپنے سر پر اور دونو پاؤن
دہوئے اور روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے پھر اپنا منہ دہوتا ہے تو
اوسکے منہ سے ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے جسکیطرف اس نے دیکھا اپنی آنکھ سے پھر جب دونو ہاتھ دہوتا ہے تو ہاتھون سے ہر ایک گناہ نکل
جاتا ہے جو اوسکے ہاتھون نے کیا تھا پھر جب پاؤن دہوتا ہے تو پاؤن سے ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے جسکیطرف اسکا پاؤن چلا تھا اور روایت کیا ابو ہریرہ
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا فرماتے تھے کوئی مسلمان ایسا نہین جو وضو کرے پھر اپنے پاؤن دہوئے مگر پانی کے ٹپکتے ہی ہر ایک
گناہ نکل جاتا ہے جسکیطرف وہ چلا تھا اور روایت کیا ثعلبہ بن عباد عبدی سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے کہا تم کیا جانو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہہ سے حدیث بیان کی حضرت ارطاق آپ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہین جو وضو کرے اچھی طرح پھر اپنا منہ دہووے
یہانتک کہ پانی اسکی ٹھوڑی پر بہے آوے پھر ہاتھ نہین دہووے یہانتک کہ پانی اوسکی کہنیون پر بہے اور پاؤن دہووے یہانتک کہ پانی اسکے ٹخنون
کیطرف سے بہے پھر کھڑا ہو اور دو رکعتین پڑہے مگر اللہ تعالی اوسکے اگلے گناہ بخشدیگا اور روایت کیا عمرو بن عبسہ سے کہ مین نے سنا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب بیٹھے اپنے وضو کا پانی منگواوے پھر منہ دہووے تو اوسکے گناہ منہ سے گرجاتے ہین اور داڑہی کے اطراف
سے پھر جب ہاتھ دہوتا ہے تو اوسکے گناہ پورون انگلیون سے نکل جاتے ہین پھر جب سر پر مسح کرتا ہے تو اوسکے گناہ بالون کے کنارون سے نکل جاتے
ہین پھر جب پاؤن دہوتا ہے تو اسکے پاؤن کے گناہ تلوون سے نکل جاتے ہین اور روایت کیا عمرو بن عبسہ سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ

وضو کیونکر ہی آپ نے فرمایا جب تو وضو کرے اور سارے دونو ہاتھ تین بار دہووے تو تیرے گناہ ناخونوں اور پوروں کے بیچ میں سے نکل جاوینگے اور جب تو کلی
کرے اور نتھنوں میں پانی چڑھاوے اور منہ دہووے اور بانہیں کہنیوں تک اور سر دہووے تو دونو پاؤں کو ٹخنوں تک تو تو دہل جاویگا اکثر گناہوں سے اپنے اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض پاؤں کا دہونا ہے اس لئے کہ اگر مسح فرض ہوتا تو دہونے میں ثواب نہ ملتا جیسے سر دہونے میں ثواب نہ ملیگا اور روایت کیا
جابر نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے پاؤں میں کچھ دیکھا جسکو نہ دہویا تھا تو فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ سے اور دوسری روایت
میں ہے کہ خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ سے پورا کرو وضو کو اور روایت کیا عائشہ نے وہ پکارتی تھیں عبد الرحمن کو پورا کرو وضو کو کیونکہ میں نے سنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے اور روایت کیا ابو ہریرہ نے مانند اسکی اور عبد اللہ بن حارث بن جزء سے خرابی
ہے ایڑیوں کی اور تلووں کی آگ سے اور روایت کیا عبد اللہ بن عمر نے خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے اور دوسری روایت کی انس نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کچھ لوگوں کو دیکھا جنہوں نے وضو کیا اور اپنے پاؤں میں سے کچھ چھوڑ دیا آپ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے پورا کرو وضو کو اور دوسری
روایت کی انس نے کہ ہمنے سفر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا آپ ایک پانی پر آئے درمیان مکہ اور مدینہ کے عصر کا وقت آگیا بعض
لوگ آگے بڑھ گئے ہم انکے پاس پہنچے تو انہوں نے وضو کیا تھا اور انکی ایڑیاں چمک رہی تھیں پانی نہ لگا تھا ان سے آپ نے فرمایا خرابی ہے
ایڑیوں کی آگ سے پورا کرو وضو کو دوسری روایت میں ہے کہ ہم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے اپنے پاؤں پر بلال نے پکارا خرابی ہے
ایڑیوں کی آگ سے دو بار یا تین بار امام طحاوی نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا وارجلکم میں جو قرآن میں ہے پھر روایت کیا عبد اللہ بن مسعود
سے کہ انہوں نے زبر سے پڑہا ہے (یعنی لام کو زبر دیا) اور ابن عباس سے ایسا ہی اور مجاہد سے کہ انہوں نے کہا قرأت رجوع کیا دہونے
کیطرف اور پڑہا لام کی زبر سے اور عروہ سے اور نصر بن جحدب سے ایسا ہی اور شعبی سے کہ قرآن مسح کے ساتھ اترا اور حدیث سے دہونا نکلا اور
مجاہد سے کہ انہوں نے لام کی زیر سے پڑہا اور ابراہیم سے منقول کہا یہود کیا حضرت عمر اپنے پاؤں دہوتے تھے انہوں نے کہا ہاں دہوتے تھے اور
ابراہیم سے کہ وضو کیا حضرت عمر نے پھر دہوے پاؤں اپنے اور ابو حمزہ سے میں نے ابن عباس کو دیکھا وہ اپنے دونو پاؤں کو تین تین بار دہو
تے تھے اور ابن حجیر سے میں نے ابو ہریرہ کو ایک بار وضو کرتے دیکھا جب اپنی بانہوں کو دہوتے تو بازو کی نصف تک پہنچ جاتے اور پاؤں میں پنڈلی
کے نصف تک پہنچے اور اسکو ذکر کیا انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں اپنی سفیدی بڑہاؤں کیونکہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے
میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید منہ سفید ہاتھ پاؤں آوینگے وضو سے اور مجاہد سے اسکو ذکر آیا پاؤں کے مسح کا انہوں نے کہا ابن عمر اپنے
دونو پاؤں کو دہوتے تھے اور میں انپر پانی ڈالتا تھا اور عبد اللہ بن دینار سے کہ ابن عمر اپنے دونو پاؤں دہوتے تھے جب وضو کرتے تھے اور
عبد الملک سے میں نے عطا سے کہا کیا تمکو کسی صحابی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچا ہے کہ انہوں نے مسح کیا ہو پاؤں پر انہوں نے کہا نہیں اور تیمم میں
پاؤں کے مسح ساقط ہو گئے سے لازم نہیں آتا کہ وضو میں انپر مسح کریں کیونکہ تیمم میں جنب صرف منہ اور ہاتھ پر مسح کرتا ہے اور غسل میں یہ
سب کافی نہیں تو یہ دلیل لغو ٹھیری انتہے ما قال الطحاوی مختصرا امام طحاوی نے کہا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا انکو پاؤں کو

پراد ہونیکا اسطرح کہ کہیں سوکہا نرہی تو اس سے معلوم ہوا کہ فرض پاؤن دہونا ہی اور اعتراض کیا اسپر ابن منیر نے کہ ساری پاؤن کا حکم دہونیکو مستلزم نہیں
کیونکہ ہر کا سارا ہی عام ہونا چاہیے حالانکہ دہونا ضرور نہیں ابن خزیمہ نے کہا اگر پاؤن کے مسح کرنیسے فرض ادا ہوجاتا تو ایڑیوں پر جہنم کے عذاب کا کیون
وعدہ دیاجاتا اور اسکے اشارہ کیا اسطرف جو شیعون کی کتابون میں ہے کہ مسح کرنا واجب ہے کیونکہ وارجلکم میں زیر کی قراءت سے یہی مضمون
نکلتا ہی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں متواتر ہیں کہ آپنے اپنے دونو پاؤن کو دہویا ہے اور ہمنے اکثر حدیثیں صفت
وضو میں بیان کیں ان سب میں پاؤن دہونا مذکور ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنیوالے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کو اور عمرو بن عبسہ کی حدیث
میں جسکو ابن خزیمہ وغیرہ نے نکالا ہے کہ پہر دہوئے اپنے دونو پاؤن کو جیسے اللہ نے اسکو حکم دیا اور کسی صحابی سے اسکے خلاف ثابت نہیں ہے البتہ
حضرت علی اور ابن عباس اور انس سے پاؤنکا مسح منقول ہے لیکن انسے رجوع بہی ثابت ہے اور اور صفت وضو میں حضرت علی کا بہی وضو منقول
ہوا انہون نے پاؤن دہوئے اعبد الرحمن بن ابی لیلی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اتفاق کیا پاؤن کے دہونے پر روایت کیا
اسکو سعید بن منصور نے اور طحاوی اور ابن حزم نے یہ دعوی کیا کہ پاؤن کا مسح کرنا منسوخ ہوگیا انتہی ملخصا قال الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری
شوکانی نے نیل میں کہا اس باب میں وہ حدیثیں بہی آئی ہیں ایک حضرت عائشہ کی حدیث امام مسلم کی صحیح میں دوسرے معیقیب کی حدیث
امام احمد کی مسند میں تیسرے خالد بن الولید اور چوتھے یزید بن ابی سفیان اور پانچوین شرحبیل بن حسنہ اور چھٹے عمرو بن عاص کی حدیثیں
سنن ابن ماجہ میں اور ان میں یہ ہے کہ پورا کرو وضو کو خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم سے ساتوین عبد اللہ بن عمر کی آٹھوین ابو امامہ کی مصنف
ابن ابی شیبہ میں اور یہ حدیث روایت کی گئی ہے ابو امامہ سے اور انکے بہائی سے اور دونو سے اور ایک سے شک کے طور پر جیسے ابن سید
الناس نے کہا نوین حضرت عمر سے صحیح مسلم میں دسوین ابوذر غفاری سے اور اسکی اسناد میں ابو امیہ ضعیف ہے گیارہوین خالد بن معدان
سے امام احمد کی مسند میں امام نووی نے کہا تمام فقہاء کا تمام شہرون میں اسپر اتفاق ہے کہ دونو پاؤن کا دہونا واجب ہے وضو میں اور مسح انکا
کافی نہیں اور دہونے کے ساتھ مسح کرنا واجب نہیں اور اسکے خلاف کسی معتبر شخص سے ثابت نہیں ہے لیکن امامیہ نے کہا کہ پاؤن پر مسح
کرنا واجب ہے اور محمد بن جریر طبری اور جبائی اور حسن بصری کا یہ قول ہے کہ مسح کرے خواہ دہوئے اور بعض ظاہریہ کا یہ مذہب ہے کہ دہونا اور مسح
کرنا دونو واجب ہیں اور جسنے پاؤن کا دہونا واجب نہیں کیا اسکی دلیل وارجلکم ہے بکسر لام قرآن میں وہ کہتا ہے کہ یہ قراءت صحیح اور مشہور اور
درست ہے اسکا جواب دیا کہ کسر لام کا بطریق جر علی الجوار ہے اور عطف اسکا رؤسکم پر ہے ظاہر کے خلاف ہے گو سیبویہ اور اخفش نے اسکو جائز
رکہا ہے مگر مخالف اسکو کیون ماننے لگا اور صحیح جواب یہ ہے کہ واجب ہے آیت کا اسپر محمول کرنا یعنی جر علی الجوار پر کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہمیشہ پاؤن کو دہویا ہے اور کسی صحیح طریقہ سے پاؤن کا مسح کرنا آپسے ثابت نہیں ہے بلکہ مسح پر وعید ثابت ہے ویل للاعقاب من
النار اور دوسرے یہ کہ آپنے حکم دیا پاؤن دہونیکا جیسے دارقطنی نے جابر سے روایت کیا کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم وضو
کرین نماز کیلیے کہ اپنے پاؤنکو دہودین اور عمرو بن عبسہ اور ابو ہریرہ کی روایت میں بہی آپکے قول سے پاؤن کا دہونا ثابت ہے اور عمرو بن عبسہ کی حدیث

صحیح مسلم میں ہے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ پھر دہوے دونوں پاؤں اپنے دونوں ٹخنوں تک اور ابوہریرہ کی حدیث صحیح مسلم اور موطا اور جامع ترمذی میں ہے کہ جب مومن بندہ ہو کر
جب پاؤں دہوتا ہے تو ہر ایک گناہ جو پاؤں سے اسکی طرف گیا تھا پانی کے ساتھ یا پانی کے اخیر قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے اور ایسا ہی عبد اللہ
صنابحی کی حدیث میں جو مالک اور نسائی نے نکالی اور فرمایا آپنے اوس وضو کے بعد جسمیں پاؤں دہوئے تھے جو کوئی زیادہ کرے اوس پر یا کم
کرے اوس میں تو اوسنے برا کیا اور ظلم کیا نکالا اوسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے صحیح طریقوں سے اور صحیح کہا اوسکو
ابن خزیمہ نے اور مسح کرنا کمی ہے بہ نسبت دہونے کے اور آپنے اعرابی سے فرمایا وضو کر جیسے اللہ تعالی نے تمکو حکم کیا پھر وضو کی ترکیب بیان کی اوس میں
پاؤں کا دہونا فرمایا اور صحابہ نے اجماع کیا پاؤں دہونے پر تو ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جر کی قرات محمول ہے جر علی الجوار پر اور زجاج کی
معطوف ہے اور جو حکم ہے اگرچہ ترکیب پاؤں ... اور ظاہر کے خلاف ہے مسح والے کہتے ہیں کہ ابو داؤد نے اوس بن ابی اوس ثقفی سے روایت کی کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایک قوم کی کاریز پر آئے پھر وضو کیا جوتیوں پر مسح کیا اور پاؤں پر ہم کہتے ہیں کہ اسکی اسناد میں یعلی
بن عطا روایت کرتا ہے اپنے باپ سے اور ابن قطان نے یہ علت نکالی کہ عطا اسکا باپ مجہول ہے اور بعض راوی اس حدیث کو اوس بن ابی اوس
سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس تابعین میں سے تھا اس صورت میں اوس کا حال دریافت کرنا چاہیے اور
اسکے اسناد میں ہشیم روایت کرتا ہے یعلی سے امام احمد نے کہا ہشیم نے یعلی سے نہیں سنا اور ہشیم کی تدلیس مشہور ہے اسکا جواب ہو سکتا
ہے کہ عطا کو ابو حاتم نے ثقہ کہا اور دوسرے یہ کہ ابو داؤد نے اس حدیث سے سکوت کیا اور اوس بن ابی اوس کو ابن عبد البر نے صحابہ میں ذکر
کیا اور ہشیم نے اپنی سماع کی تصریح کی یعلی سے سعید بن منصور کی روایت میں تو تدلیس اور عنعنہ کا شبہ جاتا رہا لیکن ابن عبد البر نے
اوس بن ابی اوس کے حال میں کہا اسکی کئی حدیثیں ہیں ایک ان میں مسح پاؤں پر ہے کہ وہ صحیح نہیں ہے اور اسکا اسناد ضعیف ہے
پس یہ حدیث حجت نہ ہوگی خاص کر جب امام احمد کی تصریح ہو کہ ہشیم نے یعلی سے نہیں سنا مسح والے کہتے ہیں کہ طبرانی نے عباد بن تمیم سے
اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ وضو کرتے تھے اور دونوں پاؤں پر مسح کرتے
تھے ہم جواب دیتے ہیں کہ ابن عبد البر نے تمیم کے صحابی ہونے میں شبہ کیا اور اس حدیث کو ضعیف کہا مسح والے کہتے ہیں کہ دارقطنی نے رفاعہ بن
رافع سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کی نماز تمام نہیں ہوتی اخیر تک اس حدیث میں یہ ہے کہ مسح کرے اپنے سر
اور دونوں پاؤں پر ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو بھی ان احادیث صحیحہ کثیرہ کا معارضہ نہیں کر سکتی جو اوپر ہم نے بیان کیں تو ضرور ہے
تاویل اس حدیث کی اسی طور سے جو آیت کی تاویل ہے ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں کہا حازمی نے اوس بن ابی اوس کی حدیث کو جو اوپر
گذری یحیی بن سعید کے طریق سے بیان کر کے یہ کہا کہ یہ حدیث متصلاً نہیں پہچانی جاتی مگر یعلی کی روایت سے اور اوس میں اختلاف ہے
اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تو بعض علما کہتے ہیں کہ مسح کا جواز پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا پھر نکالا انہوں نے اس حدیث کو ہشیم کے طریق سے اسکی
اخیر میں یہ ہے ہشیم نے کہا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اور امامیہ جو مسح کو واجب جانتے ہیں انہوں نے کوئی عمدہ دلیل اسکے وجوب پر قائم

نہین کی اور مخالفت کی انہون نے کتاب اور سنت متواترہ کی قولاً اور فعلاً انتہی علامہ ابو الطیب نے کہا ابو جریر نے کہا انس
دونون پاؤن کا مسح کرتے تو انکو تر کر لیتے یہ اسناد صحیح ہے انس کا لفظ یہ ہے کہ قرآن نازل ہوا ہی ساتھ مسح کے اور سنت ساتھ غسل
کے یہ اسناد بھی صحیح ہے ایوب نے کہا مینے عکرمہ کو دیکھا دونون پاؤن پر مسح کرتے تھے یہ آثار نہایت غریب ہین محمول
ہین اس بات پر کہ مراد مسح سے غسل خفیف ہے انتہے ملتقطا مترجم کہتا ہے کہ ان حدیثون
سے امامیہ کا مذہب ثابت ہونا ممکن نہین کیونکہ وہ جو مسح کے قائل ہین مداومت کرتے ہین اس
مسح پر اور پاؤن کا دہونا کافی نہین سمجھتے یہ برعکس ہے اس ہدایت اور مواظبت نبوی کے
جو سیکڑون حدیثون سے نکلتی ہے کہ آپ پاؤن کو دہونے کا حکم کرتے تھے اور پاؤن کو ہمیشہ دہویا کرتے تھے اور اگر آپکی عادت مسح کی
ہوتی تو لامحالہ صحابہ اسکو نقل کرتے بلکہ مسح کی نقل بھی متواتر ہوتی اسلیئے کہ وضو ان عبادتون مین سے ہے جو روزانہ کیجاتی ہین اور
لطف یہ ہے کہ خود امامیہ کی صحیح صحیح حدیث کی کتابون مین حضرات ائمہ علیہم السلام سے پاؤن کا دہونا منقول ہے اور اسکا شاہد ہے اس امر کا
کہ امامیہ نے پاؤن کے مسح کو اہلسنت اور جماعت کی ضد سے لازم سمجھ لیا ہے اور یہ نہین جانتے کہ ایسی ضد اور ہٹ ہر دین اور ایمان
مین جو خالص خدا کی رضامندی کے لیے چاہیے تباہ کرنیوالی ہے بچاوے اللہ ہر مسلمان کو اس آفت سے منتقے الاخبار مین ہے کہ امام مسلم نے
ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جسنے اپنی ایڑی نہین دہوئی تھی آپنے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کے
جہنم سے اور امام احمد نے جابر سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو دیکھا انہون نے وضو کیا اور انکی ایڑیون کو پانی نہین لگا تھا
آپنے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی آگ سے اور احمد اور دارقطنی نے عبد اللہ بن حارث سے روایت کیا انہون نے کہا مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیون کی اور تلوون کی آگ سے اور احمد اور ابو داود اور دارقطنی نے جریر بن حازم سے انہون نے قتادہ
سے انہون نے انس بن مالک سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور اسنے وضو کیا تھا اور اپنے پاؤن پر ناخن برابر سوکھا
چھوڑ دیا تھا آپنے فرمایا لوٹ جا اور اچھی طرح وضو کر دارقطنی نے کہا متفرد ہوا اس سے جریر بن حازم قتادہ سے لیکن وہ ثقہ ہے شوکانی
نے کہا ابو ہریرہ کی حدیث تو صحیحین مین ہے محمد بن زیاد کی روایت سے روایت کیا اسکو بخاری نے آدم سے اور مسلم نے قتیبہ سے اور ابن ابی
شیبہ سے اور روایت کیا دونون نے اسکو ابن سیرین سے انہون نے ابو ہریرہ سے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ نے اور جابر کی حدیث کو ابن ماجہ نے
بھی نکالا اور اسکے اسناد مین سب ثقہ ہین اور عبد اللہ بن حارث کی حدیث مین کسی نے کلام نہین کیا مجمع الزوائد مین ہے کہ اسکے راوی
ثقہ ہین اور انس کی حدیث کو ابن ماجہ نے بھی نکالا اور ابن خزیمہ نے حافظ نے کہا ابو داود نے اس حدیث کو خالد بن معدان کے طریق سے نکالا انہون نے
بعض صحابہ سے ایسا ہی بیہقی نے کہا حدیث مرسل ہے اور ایسا ہی کہا ابن القطان نے اور اس مین بحث ہے اثرم نے کہا مینے امام ائمہ
احمد بن حنبل سے پوچھا یہ اسناد عمدہ ہے انہون نے کہا ہان مینے کہا جب کوئی تابعی یون کہے کہ مجھسے حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے ایک صحابی نے اور اسکا نام نہ لیا تو حدیث صحیح ہوگی اور انہوں نے کہا ابن منذر نے اس میں یہ علت نکالی کہ اوسکی اسناد میں بقیہ ہے اور روایت کی
اوس نے بحیر سے اور وہ تدلیس کرتا ہے اور مستدرک میں بقیہ کے سننے کی تصریح ہے اور نووی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے حافظ نے
کہا اس اطلاق میں بحث ہے اور ابن عمر نے روایت کی ابوبکر اور عمر سے اون دونون نے کہا ایک شخص آیا اوسنے وضو کیا تھا اور اس کے
پاؤن کی پشت پر ناخن برابر انگوٹھے کے سوکھا رہ گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ جا اور پورا کر اپنے وضو کو اوس نے
ایسا ہی کیا روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط میں اور دارقطنی نے سنن میں وازع بن نافع
سے اونہون نے سالم سے اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے ابوبکر سے اور اوسکی اسناد میں مغیرہ بن صقلاب ہے جو اسد عنہ سے روایت کرتا ہے وازع
بن نافع سے ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ یہ حدیث باطل ہے اور وازع ضعیف ہے اور عقیلی نے مغیرہ کو ضعفا میں ذکر کیا
اور اسکے ترجمہ میں کہا کہ نہیں متابعت کرتا اوسکی مگر جو اوسکی مثل ہے اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ایک شخص نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کوئی جنابت کا غسل کرے اور کچھ بدن سوکھا رہ جاوے آپ نے فرمایا اوسکو دہووے پھر نماز پڑھے اوسکی اسناد
میں عاصم بن عبد العزیز ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وضو کے لوٹانے کا اور ابن ابی حاتم نے اس میں علت
نکالی کہ یہ روایت مرسل ہے اور اسکی اصل صحیح مسلم میں ہے اوس میں یہ ہے کہ لوٹ جا اور اچھی طرح وضو کر اور پوری حدیث صحیح مسلم میں یون ہے
جابر نے کہا ہم سے بیان کیا حضرت عمر نے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤن میں سوکھا چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسے دیکھا فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ وہ لوٹ گیا پھر وضو کیا پھر نماز پڑہی اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ وضو کے اعضا میں اگر ناخن
برابر سوکھا رہ جاوے تو وضو کا اعادہ لازم ہے اور اسپر سب علماء کا اتفاق ہے اور ان حدیثون سے یہی نکلتا ہے کہ دونو پاؤن کا دہونا واجب
ہے انتہی ما قال الامام الشوکانی مع زیادۃ علامہ ابو الطیب روضہ ندیہ میں فرماتے ہیں حق یہ ہے کہ قرآن سے پاؤن کا دہونا اور پاؤن پر مسح
کرنا دونو نکلتے ہیں کیونکہ نصب اور جر دونو قراءتین ثابت ہیں تو دلیل قرآنی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دہونا بھی کافی ہے اور مسح بھی کافی ہے
لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا کہ پاؤن کا دہونا فرض ہے نہ مسح اور صحابہ سے حدیثین متواتر ہوئین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے وضو میں آئی ہیں کسی میں مسح مذکور نہیں البتہ موزون پر مسح ثابت ہے حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ ان لوگون کا اعتبار نہیں جن پر ہوائے
نفسانی غالب ہوئی اور انہون نے پاؤن دہونے کا انکار کیا ظاہر ہے بے دلیل لا کر حالانکہ پاؤن دہونے کا انکار ایسا ہی ہے جیسے کوئی
جنگ بدر یا احد کا انکار کرے البتہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ احتیاط یہ ہے کہ دہووے اور مسح میں جمع کرے یا اصلی فرض مسح ہے اگرچہ دہونے کی ترک
پر بحث ملامت ہو سکتی ہے تو اس باب میں علما کا توقف ممکن ہے جب تک اصل حال حدیث کا کہل جاوے انتہی علامہ ابو الطیب نے اسپر
اعتراض کیا کہ دلیل قائم ہے مسح کافی نہوئی پر اور جمع تو نص قرآنی سے نہیں نکلتا بلکہ جمع کا قول ایسا ضعیف ہے کہ اسپر کوئی دلیل

نہیں پہر توقف ہو کیا فائدہ ہے انتہی بعض نے کہا آیت دلیل ہے مسح رجلین پر لیکن مراد اس سے غسل خفیف ہے جس طرح
سنت میں آیا ہے بہرحال بر تقدیر یہ غسل رجلین واجب ہے اور تخلیل یہ فرض لابدی ہے بدلیل آیت و حدیث
احسن استدلال اس بات پر کہ اطلاق مسح کا غسل خفیف پر آتا ہے حدیث علی ہے کہ وہ نماز ظہر پڑھکر لوگون
کے کام کے لیے صحن کوفہ میں بیٹھے وقت نماز عصر کا آیا کوزہ آب لائے ایک چلو پانی لیکر مونہہ ہاتھہ سر
پاؤن کا مسح کیا رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَ مَعْنَاهُ ہان جو کوئی شیعہ میں سے مسح رجلین مثل مسح خف
محسوب کہتا ہے وہ ضال و مضل ہے اسیطرح وہ شخص جو مسح و غسل دونو کو جائز کہتا ہے مخطی ہے مسلم کی روایت میں
آیا ہے ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَیْهِ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ یعنے پہر اپنے پاؤن کو دہویا جیسے اللہ نے حکم کیا یہ دلیل ہے اس بات پر
کہ قرآن نے حکم غسل کا دیا ہے حارث نے علی بن ابی طالب سے بہی اسیطرح نقل کیا ہے کہا اِغْسِلُوا الْقَدَمَیْنِ اِلَی
الْكَعْبَیْنِ كَمَا أُمِرْتُمْ یعنے اپنے دونو قدمون کو ٹخنون تک دہوؤ جیسے تمکو حکم ہوا یہان سے مطلب اس روایت کا بہی
کہل گیا جس میں یہ آیا ہے کہ علی نے اپنے دونو قدم پر پانی چہڑکا اور وہ جوتا پہنے تہے پہر انکو ملا کہ مراد اوس چہڑکنے
سے غسل خفیف ہی ہے اندر نعلین کے کیونکہ کوئی مانع نہیں ہے ایجاد غسل سے درحالیکہ پاؤن میں جوتا ہو مراد
جوتے سے اس جگہہ چپل ہے اسکے اندر غسل قدم ہو سکتا ہے اس روایت میں رد ہے متعمقین متنطعین
موسوسین پر یہی حال روایت حذیفہ کا ہے جس میں یون آیا ہے کہ آئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہورے
پر ایک قوم کے پہر پیشاب کیا کہڑے ہو کر پہر پانی منگا کر وضو کیا النعلین پر مسح کیا یہ حدیث صحیح ہے ابن
جریر نے کہا روایت ثقات مسح علی خفیہ ہے یعنے اپنے موزون پر مسح کیا تو جمع ممکن ہے اسطرح پر کہ پاؤن میں
خف ہون خفین پر نعلین ہون کیونکہ یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ کے فرائض اور رسول اللہ کی سنن متنافی و متعارض
ہون حضرت سے امر بعموم غسل قدمین بعضوین پانی سے بنقل مستفیض ثابت ہو چکا ہے وہ قاطع عذر ہے واسطے
اوس شخص کے جسکو وہ امر پہونچ چکا انتہی ملتقطا

باب الْمَضْمَضَةِ فِی الْوُضُوْءِ وضو میں کلی کرنیکا بیان قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ
وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یہ ابن عباس اور عبد اللہ بن زید نے بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
نقل کیا ہے ف ابن عباس کی حدیث اوپر گذری اور عبد اللہ بن زید کی آگے آویگی حافظ نے کہا کلی کے یہ معنی ہین کہ پانی کو منہ
میں لیوے پہر اسکو پہرا کر تہوک دیوے اور شافعیہ کا مشہور قول ہے کہ پہرانا شرط نہیں اور عجیب ہے اور شاید مراد یہ ہے کہ پہرانیکی تخصیص
نہیں اگر نگل جاوے یا چہوڑ دے کہ وہ خود بخود جاوے تب بہی کافی ہو انتہی **حَدَّثَنَا** أَبُو الْیَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ
أَخْبَرَنِیْ عَطَاءُ بْنُ یَزِیْدَ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ رَأَی عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰی یَدَیْهِ مِنْ إِنَائِهِ فَغَسَلَهُمَا

ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِي الْوَضُوْءِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلٰثًا ثُمَّ
مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا وَقَالَ مَنْ تَوَضَّاَ
نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان
(حکم بن نافع) نے انہوں نے خبر دی ہمکو شعیب (ابن ابی حمزہ) نے انہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم) سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو عطا بن یزید
نے انہوں نے روایت کی حمران سے جو مولی (آزاد کیے ہوئے) تھے حضرت عثمان بن عفان کے انہوں نے دیکھا حضرت عثمان کو انہوں نے وضو کا
پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر برتن سے پانی ڈالا پھر دھویا دونوں ہاتھونکو تین بار پھر اپنا داہنا ہاتھ وضو کے پانی میں ڈالا پھر کلی کی اور
ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی پھر اپنے مونہہ کو تین بار دھویا اور اپنے دونوں ہاتھونکو کہنیوں تک تین بار پھر مسح کیا اپنے سر پر پھر ایک ایک
پاؤنکو تین بار دھویا پھر کہا میں نے جناب سرور عالم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ وضو کرتے تھے اسیطرح جیسے میں نے یہ وضو کیا اور
آپ نے فرمایا جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور دو رکعتیں پڑھے کہ ان دونوں رکعتوں میں اپنے جیمیں باتیں نہ کرے اسکی شرح اوپر
گذر چکی بعضوں نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ خلوص سے پڑھے عجب اور ریا کی راہ سے تو اللہ تعالیٰ اوسکے اگلے گناہ بخش دیگا **ف** یہ حدیث مع شرح
اوپر گذر چکی لیکن اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے دیکھا امام مسلم کی روایت میں اتنا
زیادہ ہے کہ زہری نے کہا ہمارے علما یہ کہتے تھے یہ وضو بہت پورا ہے نماز کیلیے فتح قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف
اور مسند دونوں میں روایت کیا اسمیں یہ ہے کہ حضرت عثمان نے ٹھنڈی رات میں وضو کا پانی منگوایا وہ نماز کو جانا چاہتے تھے میں پانی لیکر
آیا انہوں نے اپنے منہ اور ہاتھوں پر بار بار پانی ڈالا میں نے کہا بس کرو تمہارا وضو پورا ہوگیا اور رات بہت سرد ہے انہوں نے کہا پانی ڈال میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی بندہ وضو پورا کریگا تو اللہ تعالیٰ اوسکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیگا حافظ ابن حجر نے
فرمایا اصل اس حدیث کی صحیحین میں ہے کئی طریقوں سے اور اسمیں یہ زیادہ نہیں کہ پچھلے گناہ بھی بخشے جاوینگے اور روایت کیا اس حدیث کو حافظ
ابو بکر احمد بن علی بن سعید مروزی نے جو شیخ ہیں امام نسائی کے مسند عثمان میں اور متابعت کی ابن ابی شیبہ کی ایک جماعت نے انمیں سے
ابن محمد بن سعید بن یزید تستری نکالا اوسنے عبد الرزاق سے انتہے قسطلانی نے کہا کہ سب روایتوں میں کلی مقدم ہے اوسکے بعد ناک
میں پانی ڈالنا ہے اور یہ دونوں سنت ہیں وضو میں اور غسل میں اور امام احمد کے نزدیک واجب ہیں اور افضل یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ چلو دار
انکو کرے اور ایک قول یہ ہے کہ جمع کرنا افضل ہے تو اولیٰ یہ ہے کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو میں آدھے سے کلی کرے اور آدھا ناک میں ڈالے
امام نووی نے کہا یہی زیادہ صحیح ہے اور اسکے وجوب یا استحباب کی بحث اوپر مفصل گذر چکی **باب** غَسْلِ الْاَعْقَابِ ایڑیوں کے دھونیکا بیان وَكَانَ ابْنُ
سِيْرِيْنَ يَغْسِلُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ اِذَا تَوَضَّاَ اور محمد بن سیرین (تابعی مشہور خواب کی تعبیر بیان کرنیوالے) انگوٹھی کی جگہہ کو دھوتے جب وضو کرتے
ف اس تعلیق کو مؤلف نے تاریخ میں وصل کیا ہے موسیٰ بن اسمعیل سے انہوں نے مہدی بن میمون سے انہوں نے ابن سیرین سے اور ابن ابی شیبہ نے

سے روایت کیا اونھوں نے خالد سے اونھوں نے ابن سیرین سے کہ وہ جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو ہلاتے اور دونوں اسنادیں صحیح ہیں اور دو مرفوع روایت
مجمع کی ہے اوس حالت میں کہ انگوٹھی ڈھیلی ہو تو صرف ہلانے سے پانی اوسکے نیچے پہنچ جاویگا اور ابن ماجہ نے ابو رافع سے مرفوعًا ایسا ہی روایت کیا ہے
لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے (فتح) قسطلانی نے کہا شافعی اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ اگر انگوٹھی ڈھیلی ہو اتنی کہ پانی اسکے نیچے خود بخود
چلا جاتا ہو تو ہلانا ضرور نہیں اور جو تنگ ہو تو اسکو ہلاوے دلیل اونکی یہ ہے کہ ابو رافع کی حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا لیکن اسکے
اسناد میں معمر بن محمد بن عبید اللہ ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور وہ دونوں ضعیف ہیں انتہی حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِیَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ وَکَانَ یَمُرُّ بِنَا وَالنَّاسُ یَتَوَضَّؤُوْنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ قَالَ اَسْبِغُوا
الْوُضُوْءَ فَاِنَّ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم بن ابی ایاس نے اونھوں نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ بن الحجاج نے اونھوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن زیاد نے اونھوں نے کہا میں نے سنا ابو ہریرہ سے وہ ہمارے اوپر سے گذرتے
تھے اور لوگ وضو کرتے تھے لوٹے سے اونھوں نے کہا پورا کرو وضو کو کیونکہ جناب رسول مقبول حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی
ہے ایڑیوں کی آگ سے ف اس حدیث میں آپکا ذکر کنیت سے کیا اور یہ بھی اچھا ہے اور ذکر کرنا بوصف رسالت زیادہ اچھا ہے اس سے
یہ نکلا کہ عالم کو اپنے قول پر دلیل لانا بہتر ہے اور حاکم نے عبد اللہ بن حارث سے روایت کیا خرابی ہے ایڑیوں کی اور تلووں کی آگ سے (فتح)

باب غَسْلِ الرِّجْلَیْنِ فِی النَّعْلَیْنِ وَلَا یَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَیْنِ چپلوں کے اندر پاؤں کو دھونا اور چپلوں پر مسح کرنا

ف حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی چپل ایسا جوتا پہنے ہو تو پاؤں کو دھووے اور موزوں کی طرح جوتے پر مسح کرنا کفایت نہ
کرے اور اشارہ کیا اس روایت کی طرف جو حضرت علی اور اور صحابہ سے مروی ہے کہ اونھوں نے مسح کیا اپنے جوتوں پر جنھوں میں چمڑا نہ پہنا اور
اس باب میں ایک حدیث مرفوع وارد ہے جسکو ابو داؤد وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ سے نکالا لیکن ضعیف کیا اس حدیث کو عبد الرحمن بن مہدی
وغیرہ اماموں نے حدیث کے اور امام طحاوی نے کہا کہ جوتوں پر مسح کرنا اجماع کے خلاف ہے کیونکہ جب جوتی پھٹ جاویں اتنی کہ پاؤں کھل
جاویں تو اوسپر بالاجماع مسح جائز نہیں اسیطرح چپل پر بھی ناجائز ہوگا کیونکہ اوسمیں پاؤں کھلے رہتے ہیں اور یہ استدلال صحیح ہے مگر مخالف
یہ کہہ سکتا ہے کہ اس اجماع کی سند کیا ہے (فتح) مترجم کہتا ہے احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا کہ جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جورب پر اور جوتوں پر ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابو داؤد نے کہا کہ عبد الرحمن بن مہدی اس
حدیث کو نقل نہیں کرتے تھے کیونکہ مشہور مغیرہ سے یہ حدیث ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور روایت کیگئی یہ حدیث ابو موسی
اشعری سے لیکن یہ روایت متصل نہیں ہے نہ قوی ہے البتہ ابن ماجہ نے اوس سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے کہا وہ متصل نہیں ہے اسلیے کہ روایت کیا
اس کو ضحاک بن عبد الرحمان نے ابو موسی سے بیہقی نے کہا ضحاک کا سماع ابو موسے سے ثابت نہیں ہے
اور وہ قوی نہیں ہے اسلیے کہ اسکی اسناد میں عیسیٰ بن سنان ہے وہ ضعیف ہے حجت لانیکے لائق نہیں اور ضعیف کیا اسکو یحیی بن معین نے اور اس باب میں

امام بیہقی نے روایت کی ابن عباس سے اور ابو داؤد نے اوس بن ابی اوس سے اسمین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور
مسح کیا جوتوں پر (چپلوں پر) اور ابن خزیمہ نے حضرت علی سے اور احمد بن عبید صفار نے اور بیہقی نے انس سے اور ان روایتوں کے ملانے سے یہ نکلتا
ہے کہ جوتوں پر مسح کرنا بالکل بے اصل نہیں ہے گو اکثر علما نے اسکا خلاف کیا ہو ملیحی نے تخریج مین کہا ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث کو
کہا حسن صحیح اور اسمین صاف موجود ہے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوربین اور نعلین پر امام نسائی نے سنن کبری مین کہا ہم
نہین جانتے کسی اور نے متابعت کی ہو ابو قیس اودی کی اس حدیث کی روایت کرنے مین ہزیل بن شرحبیل سے اور صحیح مغیرہ سے یہ روایت ہے کہ
آپ نے مسح کیا دونوں موزوں پر اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین ۵ ۲ قسم مین جو چوتھی قسم ہے امام بیہقی نے کہا مغیرہ کی
حدیث منکر ہے ضعیف کیا اسکو سفیان ثوری اور عبد الرحمن بن مہدی اور احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور علی بن المدینی اور مسلم
بن حجاج نے اور مشہور مغیرہ سے موزوں پر مسح کرنیکی روایت ہے اور ایک جماعت سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ایسا کیا نووی نے کہا ان مین
سے ہر ایک شخص ترمذی پر مقدم ہے اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اور اتفاق کیا حفاظ حدیث نے اس روایت کے ضعف پر اور ترمذی کا یہ قول
قبول نہ کیا جاویگا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے شیخ تقی الدین نے امام مین کہا ابو قیس اودی کا نام عبد الرحمان بن ثروان ہے حجت لی
ہے اس سے امام بخاری نے اپنی صحیح مین اور بیہقی نے سنن مین کہا کہ ابو محمد یحیی بن منصور نے کہا مینے امام مسلم کو دیکھا انہوں نے
ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا کہ ابو قیس اودی اور ہزیل بن شرحبیل کی روایت قبول نہین ہو سکتی خصوصا جب مخالفت کرین
عمدہ راویوں کی اور انہوں نے مغیرہ سے یہ روایت کیا ہے کہ آپ نے مسح کیا موزوں پر اور کہا کہ ظاہر نص قرآنی ترک نہین ہو سکتا
ابو قیس اور ہزیل کی روایت سے اور مینے امام مسلم کا یہ قول ابو العباس محمد بن عبد الرحمن دغولی سے بیان کیا وہ کہتے تھے مینے علی بن
محمد بن شیبان سے سنا وہ کہتے تھے مینے ابو قدامہ سرخسی سے سنا وہ کہتے تھے عبد الرحمان بن مہدی نے کہا مینے سفیان ثوری سے کہا اگر
تم ابو قیس کی حدیث مجھ سے بیان کروگے ہزیل سے تو مین اسکو قبول نہین کرونگا تب انہوں نے کہا وہ حدیث ضعیف ہے پھر بیہقی نے بسند امام
الائمہ احمد بن حنبل سے روایت کیا انہوں نے کہا یہ حدیث صرف ابو قیس اودی کی روایت سے منقول ہے اور عبد الرحمان بن مہدی نے
انکار کیا اس حدیث کو بیان کرنے سے اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہے اور بیہقی نے بسند علی بن المدینی سے نقل کیا انہوں نے کہا مغیرہ کی حدیث مسح
کے باب مین مدینہ اور کوفہ اور بصرہ کے لوگوں نے روایت کی اور ہزیل بن شرحبیل نے بھی روایت کی مگر انہوں نے جوربوں کا ذکر کیا تو مخالفت کی اور
لوگوں کی اور روایت کی بیہقی نے باسناد یحیی بن معین سے انہوں نے کہا سب لوگ اس مین موزوں کا ذکر کرتے ہین سوا ابو قیس کے شیخ
نے کہا جو ابو قیس کی حدیث کو صحیح کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ اسکی روایت جمہور کی روایت کے خلاف نہین ہے بلکہ ایک بات زائد مذکور ہے اور ایسے
زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور خاص کر ایسی حالت مین کہ وہ ایک مستقل طریقہ سے ہزیل کی روایت مغیرہ سے اور مشہور روایتوں کی سند مین
اور تائید کرتا ہے مغیرہ کی روایت کو وہ جو روایت کیا ابن ماجہ نے سنن مین اور طبرانی نے معجم مین عیسی بن سنان سے انہوں نے ضحاک بن عبد الرحمن سے

نے ابو موسیٰ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا جوربوں اور جوتوں پر زیلعی نے کہا میں نے یہ حدیث ابن ماجہ کی اپنے نسخہ میں نہیں
پائی اور نہ ابن عساکر نے اطراف میں اسکو ذکر کیا اور شاید یہ حدیث ابن ماجہ کی بعض نسخوں میں ہو اور اسی لیے ابن جوزی نے تحقیق میں اس
حدیث کو نسبت دی ابن ماجہ کی طرف اور شیخ تقی الدین نے بھی امام میں ایسا ہی کیا۔ مترجم کہتا ہے ہمارے نسخے میں سنن ابن ماجہ کی یہ
حدیث موجود ہے زیلعی نے کہا ابو موسیٰ کی اس حدیث کو عقیلی نے بھی کتاب الضعفا میں نکالا پھر اسمیں علت کی عیسیٰ بن سنان کی وجہ سے اور
کہا ضعیف کیا اسکو یحییٰ بن معین وغیرہ نے طیبی نے کہا یہ حدیث محمول ہے اس صورت پر کہ جوتی جورب کے اوپر پہنے ہوں جیسے خطابی نے کہا تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف جوربوں کے مسح پر قناعت نہیں کی بلکہ انکے ساتھ نعلین پر بھی مسح کیا اور شیخ نے کہا کہ جوتوں پر
مسح کرنا منسوخ ہے جیسے سنن دارمی میں ہے امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی نے اپنی مسند میں فرمایا خبر دی ہمکو ابو نعیم نے
حدیث بیان کی ہمسے یونس نے انہوں نے روایت کی ابو اسحاق سے انہوں نے عبد خیر سے انہوں نے کہا میں نے حضرت علی کو دیکھا انہوں نے
وضو کیا اور مسح کیا دونوں جوتوں (چپلوں) پر پھر کہا اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں یہ خیال
کرتا کہ پاؤں کے نیچے مسح کرنا بہتر ہے اوپر کی جانب مسح کرنے سے۔ ابو محمد یعنی دارمی نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے قرآن کی اس آیت سے
وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ مترجم کہتا ہے اس حدیث سے جوتوں کا مسح ثابت ہوا اور اس حدیث کا اسناد صحیح ہے کیونکہ اسکے راوی
سب ثقات ہیں اور یہ باب کی تمام حدیثوں سے قوی ہے اور تعجب ہے کہ امام شوکانی اور زیلعی نے اس حدیث کو ذکر نہیں کیا ان حدیثوں کے سوا
اور کئی آثار اس باب میں وارد ہیں عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں کہا خبر دی ہم کو ثوری نے انہوں نے روایت کی زبرقان سے انہوں نے
کعب بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت علی کو دیکھا انہوں نے پیشاب کیا پھر مسح کیا اپنے جوربوں اور نعلین پر پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے
لگے خبر دی ہمکو ثوری نے انہوں نے روایت کی منصور سے انہوں نے خالد بن سعد سے انہوں نے کہا ابو مسعود انصاری مسح کرتے تھے اپنے
جوربوں پر جو بال کے تھے اور مسح کرتے تھے اپنی نعلین پر خبر دی ہم کو ثوری نے انہوں نے روایت کی اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے
ہمام بن حارث سے انہوں نے ابی مسعود سے جیسے اوپر گذرا خبر دی ہمکو ثوری نے یحییٰ بن ابی حیہ سے انہوں نے ابو الجلاس سے انہوں
نے ابن عمر سے کہ وہ مسح کرتے تھے اپنی جوربوں اور نعلین پر خبر دی ہمکو ثوری نے اعمش سے انہوں نے اسمعیل بن رجاء سے انہوں نے اپنے
باپ سے انہوں نے کہا میں نے براء بن عازب کو دیکھا وہ مسح کرتے تھے اپنی جوربوں اور نعلوں پر خبر دی ہمکو معمر نے انہوں نے اعمش
سے انہوں نے ابراہیم سے کہ ابن مسعود مسح کرتے تھے موزوں پر اور جوربوں پر انتہی حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ
أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ
وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ

وَلَمْ تُهِلَّ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ
لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّاُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا وَاَمَّا الصُّفْرَةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبُغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى
تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو مالک بن انس
نے انہوں نے روایت کی سعید مقبری سے انہوں نے عبید بن جریج (مدنی) سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا اے ابو عبدالرحمان میں
تم کو چار باتیں کرتے دیکھتا ہوں جو تمہارے ساتھیوں میں سے کسی کو نہیں دیکھتا کرتے ہوئے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب میں سے جنکو عبید نے دیکھا تھا) عبداللہ بن عمر نے کہا وہ کون سی باتیں ہیں اے ابن جریج انہوں نے کہا میں دیکھتا ہوں تم
(طواف میں) ہاتھ نہیں لگاتے کعبے کے کونوں کو سوا حجر اسود اور رکن یمانی کے (شاید اور صحابہ سب کونوں کو ہاتھ لگاکر
چومتے ہوں اور ایسا ہی صحیح ہوا معاویہ اور ابن زبیر سے اور اسکا ذکر کتاب الحج میں آوے گا) اور میں دیکھتا ہوں تم سبتی جوتے پہنتے
ہو سبتی وہ صاف چمڑا جس پر بال نہ ہوں اور بعضوں نے کہا گائے کا چمڑا جو دباغت کیا جاوے) اور میں دیکھتا ہوں تم اپنے بالوں
کو زرد رنگتے ہو یا کپڑے کو اور میں دیکھتا ہوں جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی لبیک پکارنے لگتے ہیں جب
تک آٹھویں تاریخ نہیں ہوتی (اور منا کو جانیکا وقت نہیں آتا) عبداللہ نے کہا کعبے کے کونوں کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کو ہاتھ چھوتے نہیں دیکھا سوا رکن یمانی اور حجر اسود کے اور لیکن سبتی جوتیاں (یعنی صاف بن
بال نرم ستری کی) تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایسے چمڑے کی جوتیاں پہنتے تھے جس پر بال نہ ہوتے (تو اعتراض
کی کوئی وجہ نہیں اور یہ اعتراض اس خیال سے تھا کہ ایسی جوتیاں تکلف والے دنیا دار پہنتے ہیں اور غریب لوگ تو بال لگے ہوئے
چمڑے کی پہنتے) اور انکو پہنے ہوئے وضو کرتے (اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے
پاؤں ان جوتیوں کے اندر ہی دھو لیتے) اور زرد رنگ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ زرد رنگتے تھے کپڑوں کو
(جیسے سنن ابوداؤد میں ہے کہ آپ ورس اور زعفران سے اپنے کپڑے رنگتے یا مراد یہ ہے کہ داڑھی کو بھی یا بالوں کو کیونکہ سنن میں ہے
کہ آپ داڑھی کو زرد رنگتے تھے اور اکثر صحابہ اور تابعین نے زرد خضاب کیا ہے) اسلئے میں بھی اس رنگ کو پسند کرتا ہوں اور لیکن
لبیک پکارنا تو میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لبیک پکارتے ہوئے یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی آپ کو لیکر سیدھی
ہوتی (یعنی منا کو جانے کے لیے اور یہ آٹھویں تاریخ کو ہوتا شافعی اور مالک اور احمد نے اسی حدیث پر عمل کیا ہے اور کعبہ
کے باقی دو کونوں نہ چھونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ دو کونے اپنی جگہ پر نہیں رہے تھے اور مشرکین نے حطیم کو کعبہ سے خارج کر دیا تھا اس

صورت مین اگر کعبہ حضرت ابراہیم کی حدود پر بنایا جاوے تو چارون کونے چھونا مستحب ہوگا اور عبد اللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا جب کعبہ کو بنایا کیونکہ ابراہیمی پر بنایا تھا اور معاویہ اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے بھی ایسا ہی منقول ہے مؤلف نے اس حدیث کو لباس مین اور مسلم اور ابو داؤد نے حج مین نکالا اور نسائی نے طہارت مین اور ابن ماجہ نے لباس مین حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی باقی بحث کتاب اللباس مین آویگی اگر خدا چاہے **بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ** وضو اور غسل مین داہنی طرف سے شروع کرنا **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ فِيْ غُسْلِ ابْنَتِهٖ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے مسدد بن مسرہد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے خالد حذاء نے انہون نے روایت کی حفصہ بنت سیرین سے انہون نے ام عطیہ (بنت کعب یا بنت حارث یہ مردون کو غسل دیتین اور بیمارون کی خبر گیری کرتین یا رجنگ خیبر مین موجود تھین) سے انہون نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتون سے اپنی صاحبزادی (یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کے غسل مین شروع کرو انکی داہنی جانبون سے اور وضو کے مقامون سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ ٹکڑا ہے ٹری حدیث کا جو کتاب الجنائز مین آویگی اور یہان اوسکے لانیسے غرض یہ ہے کہ دوسری حدیث مین جو تیمن کا لفظ آیا ہے اوسکی تفسیر ہوجاوے کیونکہ تیمن کے کئی معنے ہین داہنے سے شروع کرنا داہنے ہاتھ سے دینا لینا برکت قسم کا قصد کرنا تو اس حدیث سے معلوم ہوجاتا ہے کہ تیمن سے مراد دوسری حدیث مین اول معنے ہین قسطلانی نے کہا نکالا اوسکو مسلم نے اور نسائی اور ابن ماجہ نے **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ تَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ وَفِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے حفص بن عمر حوضی بصری نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ ابن حجاج نے انہون نے کہا خبر دی مجھکو اشعث بن سلیم نے اونہون نے کہا مینے اپنے باپ سے سنا (سلیم بن اسود محاربی سے) انہون نے روایت کی مسروق سے (جو اجدع کے بیٹے ہین انکی کنیت ابو عائشہ ہے) انہون نے روایت کی حضرت عائشہ سے انہون نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آتا تھا داہنی طرف سے شروع کرنا جوتا پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور طہارت کرنے مین اور سب کامون مین **ف** شیخ تقی الدین نے کہا پاخانہ مین جانا اور مسجد سے نکلنا ان کامون مین مستثنیٰ ہے ان مین بائین جانب سے شروع کرنا چاہیے حافظ ابن حجر نے کہا مسئلہ انہین سے داہنی جانب سے شروع کرنا مستحب ہے کیونکہ وہ عبادت اور زینت مین داخل ہے اور ثابت ہے حدیث سے اور جوتا اوتارنے مین بائین سے شروع کرنا چاہیے اسیطرح وضو مین پہلے داہنا ہاتھ دھونا چاہیے اور غسل مین پہلے داہنا جانب اور اس سے یہ بھی نکلا ہے کہ امام کے داہنے جانب نماز پڑھنا اور مسجد کے

داہنی طرف بیٹھنا اور داہنے ہاتھ سے کھانا اور پینا مستحب ہے نووی نے کہا شرع کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایک عزت اور زینت کا کام داہنے
طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور جو کام عزت اور زینت کے خلاف ہیں انکا بائیں سے اور اجماع کیا علما نے وضو میں داہنے سے شروع
کرنا سنت ہے اور جو کوئی اسکے خلاف کرے اسکا وضو درست ہوجاویگا اور مراد امام نووی کی اہلسنت کے علما ہیں کیونکہ شیعہ کے
نزدیک وضو میں داہنے سے شروع کرنا واجب ہے اور سید مرتضی شیعی نے غلطی کی اور وجوب کو نسبت دی امام شافعی کیطرف اور بیان اور
تجرید جو کتابیں ہیں شیعہ کی انمیں بھی وجوب کو نسبت دی ہے ساتوں فقیہوں کیطرف اور یہ غلط ہے اور رافعی کی کلام سے معلوم
ہوتا ہے کہ امام احمد کے نزدیک بھی یہ امر واجب ہے حالانکہ ایسا معلوم نہیں ہوا مغنی میں ہے کہ اسکے عدم وجوب میں اختلاف معلوم
نہیں ہوا انتہی مختصرا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے نکالا کتاب الصلوٰۃ اور لباس میں اور مسلم نے طہارت میں اور
ابوداؤد نے لباس میں اور ترمذی نے صلوٰۃ میں اور نسائی نے طہارت اور زینت میں اور ابن ماجہ نے طہارت میں انتہی شوکانی
نے کہا اس حدیث کو ابن حبان اور ابن مندہ نے صحیح کہا اور ابن حبان کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ داہنی طرف سے شروع
کرنیکو پسند کرتے تھے ہر بات میں یہانتک کہ کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے اور ابوداؤد
کی ایک روایت میں ہے کہ آپ پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنا جہانتک ہوسکتا اپنے سب کاموں میں اور مہدی نے بحر
میں کہا کہ امامیہ اور عترت کے نزدیک وضو میں داہنی طرف سے شروع کرنا واجب ہے اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو احمد اور ابوداؤد
نے ابوہریرہ سے روایت کی اسمیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پہنو اور جب تم وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع
کرو اور اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے روایت کیا زہیر سے اوس نے اعمش سے اوس نے ابوصالح
سے اوس نے ابوہریرہ سے ابن دقیق العید نے کہا یہ روایت صحیح ہونے کے لائق ہے اور نسائی اور ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب قمیص پہنتے تو داہنے سے شروع کرتے اور اوپر کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وضو میں داہنے ہاتھ اور داہنے
پاؤں سے شروع کرنا واجب ہے لیکن اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ کپڑا پہننے میں بھی داہنی طرف سے شروع کرنا واجب ہے حالانکہ اسکے
وجوب کا کوئی قائل نہیں ہوا اور حضرت علی سے مروی ہوا انہوں نے کہا میں پرواہ نہیں کرتا داہنی طرف سے شروع کروں یا بائیں
طرف سے جب وضو کو پورا کروں روایت کیا اسکو دارقطنی نے انہوں نے کہا ایک شخص آیا حضرت علی کے پاس اور مسئلہ پوچھا وضو
کو تو کہا میں شروع کروں داہنی طرف سے یا بائیں طرف سے انہوں نے اپنے منہ سے آواز نکالی حقارت کے طور پر پھر پانی منگوایا اور پہلے
بائیں ہاتھ کو دھویا اسکے بعد داہنے کو اور بیہقی نے اسی طریق سے روایت کیا حضرت علی سے انہوں نے کہا کچھ پرواہ نہیں اگر میں
بائیں سے شروع کروں وضو میں اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اسی لفظ سے اور روایت کیا ابوعبید نے اس طرح کہ ابوہریرہ داہنی
طرف سے شروع کرتے تھے یہ خبر حضرت علی کو پہنچی انہوں نے بائیں سے شروع کیا اور روایت کیا اسکو احمد بن حنبل نے حضرت علی

۱۲ اور ابن مندہ کی روایت میں ہے کہ آپ وضو میں اور جوتا پہننے میں ۱۲

سے حافظ نے کہا یہ روایت منقطع ہے مگر ایک طریقہ دوسرے طریقہ کو قوی کرتا ہے اور یہ وہ تینوں حجت ہیں امامیہ پر کیونکہ وہ حضرت علی کے قول اور فعل کو مانتے ہیں انتہی مختصراً **باب التماس الوضوء اذا حانت الصلوٰۃ** جب نماز کا وقت آوے اور وقت پانی نہ ہو تو پانی ڈھونڈھنا وضو کیلیے وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوجَدْ فَنَزَلَ التَّيَمُّمُ اور حضرت عائشہ نے کہا صبح کی نماز کا وقت آیا تو پانی کو ڈھونڈھا نہ ملا تب تیمم کا حکم اترا **ف** یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو کتاب التیمم میں انشاءاللہ آویگی اور اس لفظ سے مؤلف نے وصل کیا تفسیر سورہ مائدہ میں ابن منیر نے کہا اس قول کے لانیسے غرض ہے کہ نماز کیوقت آنے سے پہلے پانی کا ڈھونڈھنا واجب نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ پر انکار نہیں کیا پانی ڈھونڈھنے میں دیر کرنے پر اس سے نکلا کہ یہ امر جائز ہے رفتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ قَالَ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو امام مالک نے انہوں نے روایت کی اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اونہوں نے انس بن مالک سے اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عصر کی نماز کا وقت آگیا پھر لوگوں نے وضو کا پانی ڈھونڈھا اور پانی نہ ملا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس وضو کا پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھدیا (ابن مبارک کی روایت میں ہے ایک شخص ایک پیالہ لایا اوسمیں تھوڑا سا پانی تھا آپ اپنی انگلیاں پھیلا نہ سکے اسمین کیونکہ وہ چھوٹا تھا پھر آپنے اپنی انگلیاں ملاکر اس میں ڈالیں) اور لوگوں کو حکم دیا اسمیں سے وضو کرنیکا انس نے کہا میں نے دیکھا پانی آپکی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا یہانتک کہ وضو کر لیا اس شخص نے بھی جو اخیر میں تھا یعنی سب نے وضو کر لیا یہانتک کہ جو اخیر میں تھا اسکی بھی باری آگئی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ جس شخص پاس اپنے وضو سے زیادہ پانی ہو وہ دوسرے کو وضو کیواسطے پانی دیوے اور یہی نکلا کہ وضو کرنیوالا اگر قلیل پانی میں سے چلو بھر کر لیوے تو وہ پانی مستعمل ہوگا اور شافعی نے اس سے یہ دلیل کی ہے کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھونیکا حکم جو دوسری حدیث میں آیا ہے وہ استحبابی ہے قاضی عیاض نے کہا اس معجزہ کو آپکے بہت صحابہ نے نقل کیا ہے تو وہ قطعی ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اسکو سوا انس کے اور کسی نے روایت نہیں کیا گو اس واقعہ کیوقت بہت صحابہ کرام حاضر تھے تو دونوں کے کلام میں بڑا اختلاف ہے اور ہم اسکی تفصیل علامات النبوۃ میں انشاءاللہ تعالیٰ بیان کرینگے (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ جب وضو نہو اسکو پانی ڈھونڈھنا مستحب ہے اور رد ہو گیا اون ملحدین کا

جو معجزہ کا انکار کرتے ہین اور یہ حدیث کو مولف نے علامات النبوۃ مین نکالا اور مسلم اور ترمذی نے مناقب مین اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور نسائی
نے کتاب الطہارت مین انتہی **بَابُ الْمَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعَرُ الْإِنْسَانِ** جس پانی سے آدمی کے بال دہوجاوین وہ پاک ہے
ف کیونکہ نہانیوالے کے بال اکثر پانی مین گرتے ہین اور جو بال نجس ہے تو پانی بھی نجس ہوجاویگا اور یہ امر منقول نہین ہوا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل مین اس سے پرہیز کرتے ہون بلکہ آپ بالون کی جڑون مین خلال کیا کرتے اور ایسی حالت مین کچھ
نہ کچھ بال اوٹرکر پانی مین گرتے ہونگے تو معلوم ہوا کہ آدمی کے بال پاک ہین اور یہی قول ہے اکثر علما کا اور امام شافعی کا قول قدیم
بھی یہی ہے اور جدید مین انھون نے صاف کہدیا کہ وہ پاک ہین اور ایک جماعت شافعیہ نے اسی کو صحیح کہا اور ایک جماعت نے کہا کہ بال
نجس ہونیکا قول صحیح ہے اور مولف نے بال کی طہارت پر استدلال کیا باب کی حدیث سے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ حضرت کے بال
مبارک اور مکرم ہین اور اور بالون کا قیاس آپکے بالونپر نہین ہو سکتا اور ابن منذر اور خطابی نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ طہارت کے
باب مین اس خصوصیت پر کیا دلیل ہے اور اگر یہ اعتراض صحیح ہو تو منی کی طہارت پر حدیث سے کیونکر دلیل لا دینگے کہ حضرت عائشہ
آپکے کپڑے سے منی کو چھیل ڈالتین کیونکہ اعتراض کرنیوالا یہ کہیگا کہ آپ کی منی پر اور منی کا قیاس صحیح نہین اور حق یہی ہے کہ احکام
شرعیہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی مثل اور لوگون کے ہے مگر جہان تخصیص کی دلیل پائی جاوے اور بہت سی دلیلین اسپر
قائم ہوئین کہ آپکے فضلے (یعنی پیشاب اور پاخانہ اور پسینا وغیرہ) پاک تھے اور ائمہ نے کہا کہ یہ آپ کی خصوصیت تھی اب
شافعیہ کی کتابونمین جو اسکے خلاف لکھا ہے وہ التفات کے لائق نہین کیونکہ شافعیہ کے اماموں نے بالون کی طہارت کو تسلیم کیا
ہے یہ اختلاف آدمی کے بالون مین ہے لیکن اون جانور کے بالون مین جو حلال نہین یا ذبح نہین کیا گیا اختلاف ہے شافعیہ کے نزدیک
صحیح یہ ہے کہ وہ نجس ہین اور اکثر علما کے نزدیک وہ پاک ہین اور بغوی نے شرح سنۃ مین کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین میمونہ
کی مردار بکری مین جو فرمایا صرف اسکا کہانا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ مردار کے اور اجزا سے فائدہ اٹھا سکتے ہین اور اس مطلب
کا بیان جدا چاہیے تو ایک جدا باب ہین اوسکا (فتح) **وَكَانَ عَطَاءٌ لَا يَرَى بِهِ بَأْسًا أَنْ يُتَّخَذَ مِنْهَا الْخُيُوطُ وَ**
الْحِبَالُ اور عطا بن ابی رباح (تابعی مشہور) اسمین قباحت نہین سمجھتے تھے آدمیون کے بالون سے ڈوریان اور رسیان بنانیکو **ف** اس
تعلیق کو محمد بن اسحاق فاکہی نے اخبار مکہ مین بسند صحیح موصولاً روایت کیا اسمین یہ ہے کہ عطا بن ابی رباح برا نہین سمجھتے
تھے فائدہ اٹھانا آدمیون کے بالون سے جو مونڈے جاتے ہین منا مین (فتح) **وَسُؤْرِ الْكِلَابِ وَمَمَرِّهَا فِي الْمَسْجِدِ** اور اس باب
مین بیان ہے کتون کے جوٹھے کا اور کتون کے آنے جانے کا مسجد مین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری کے نزدیک
کتے کا جوٹھا پاک ہے قسطلانی اور عینی نے کہا امام بخاری آگے جو حدیثین لائے ہین انسے غرض یہ ہے کہ کتے کے جوٹھے کی طہارت
ثابت ہو ابن بطال نے کہا امام بخاری نے چار حدیثین لکھے کے باب مین بیان کین انسے یہ مطلب ہے کہ کتے کا پاک ہونا ثابت کرین

لئے کا جوٹھا پاک ہے امام شوکانی نے کہا اکثر علما کے نزدیک کتا اور اسکا لعاب نجس ہے اور عکرمہ اور مالک کے نزدیک ایک روایت میں پاک
ہے انتہی وقال الزهري اذا ولغ الكلب في اناء ليس له وضوء غيره يتوضأ به ابن شہاب زہری نے کہا زہری فقیہوں
میں سے تھے اور استاد امام مالک کے جب کتا کسی برتن میں منہ ڈالدے اور سوا اس برتن کے اور پانی نہ ہو تو وضو کرے اوس سے روایت
کیا اسکو ولید بن مسلم نے اپنی مصنف میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں باسناد صحیح زہری سے وقال سفيان هذا الفقه بعينه
يقول الله فلم تجدوا ماء فتيمموا سفیان نے کہا یہ مسئلہ سمجھا جاتا ہے اللہ تعالی کے اس فرمانے سے پھر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو وهذا ماء
وفي النفس منه شيء يتوضأ به ويتيمم اور کتے کا جوٹھا پانی ہے لیکن دل میں ذرا شبہ آتا ہے اسوجہ سے وضو کرے اوس سے اور
پھر احتیاطًا تیمم کرلیوے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا سفیان سے مراد ثوری ہیں اور اسکی تصریح ہے ولید بن مسلم کی روایت میں تو سفیان
کے نزدیک کتے کا جوٹھا پاک تھا جب تو انہوں نے اوس سے وضو کرنیکا حکم دیا اور یہ جو قید لگائی دوسرا پانی نہ ملے تو اسواسطے کہ اگر
دوسرا پانی موجود ہو تو اسی سے وضو کرنا اولی ہے کیونکہ کتے کے جوٹھے میں شبہ ہے اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دع ما يريبك
الى ما لا يريبك اور تیمم کا حکم اسلیے دیا کہ کتے کا جوٹھا مشکوک ہے تو احتیاط کی عبادت میں اور جن لوگوں کے نزدیک کتے کا جوٹھا
نجس ہے انکے نزدیک اوس سے وضو نکرے اور تیمم کرے اور احتیاط یہ ہے کہ ایسے پانی کو بہا دیوے پھر تیمم کرے تاکہ سب کے نزدیک تیمم
درست ہوجاوے (فتح ملخصًا) **حدثنا** مالك بن اسمعيل قال حدثنا اسرائيل عن عاصم عن ابن سيرين قال
قلت لعبيدة عندنا من شعر النبي صلى الله عليه وسلم اصبناه من قبل انس او من قبل اهل انس فقال لان
تكون عندي شعرة منه احب الي من الدنيا وما فيها **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مالک بن اسمعیل بن غسان
نہدی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسرائیل بن یونس بن اسحاق سبیعی نے انہوں نے روایت کی عاصم بن سلیمان
احول بصری سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا میں نے عبیدہ بن عمرو سلمانی یا ابن قیس بن عمرو سلمانی سے کہا ہمارے
پاس کچھ بال ہیں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جو ہمکو پہنچے انس کیطرف سے یا انس کے گھروالوں کی طرف سے کیونکہ ابن
سیرین کے باپ سیرین مولی تھے انس کے اور انس ربیب تھے ابو طلحہ کے اور ابو طلحہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بال دیے تھے جیسے دوسری
روایت میں آویگا یہ سنکر عبیدہ نے کہا اگر میرے پاس ان (مبارک) بالوں میں سے ایک بال ہو تو وہ زیادہ محبوب ہے مجھکو ساری دنیا
سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اوس سے **ف** عبیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت میں پیدا ہوئے تھے لیکن آپ سے ملاقات نکر سکے پر
اسلام لائے تھے آپکی وفات سے پہلے ایسے لوگوں کو اہلحدیث کی اصطلاح میں مخضرم کہتے ہیں یہ لوگ صحابہ سے اوتر کر ہیں اور تابعین
سے فضیلت میں بڑھکر اگرچہ شمار انکا بھی تابعین میں ہے صحابہ اور تابعین کا تو زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تھا اور اسوقت محبت
ایمانی کا بڑا جوش تھا اسلیے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک بال انکے نزدیک ساری دنیا سے بہتر تھا اب تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات کو تیرہ سو برس گذری ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایسے عاشق موجود ہین جو آپکے ایک بال کو کیا بلکہ آپ کی جوتی کی خاک
کو ساری دنیا سے افضل جانتے ہین ؎ ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ ٭ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ٭ اور سچان اس عشق و
محبت کی یہی کہ آپ کی سنت کو اور آپکے طریق پر چلنے کو تمام جہان کی نعمتون اور لذتون پر مقدم رکھتے ہین آپکے قول یا فعل
کے سامنے کسی مجتہد یا عالم یا پیر یا درویش کے قول یا فعل کیطرف خیال بھی نہین کرتے یہی لوگ عاشق ہین حضرت رسول کریم صلے
اللہ علیہ وسلم کے اور زبانی ڈینگ مارنیوالے اور حلوا اور پلاؤ کھانیوالے بہت ہین پر انمین عشق تو کیا ورہی بو بھی حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کی محبت کی نہین ہے وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت چلنے کیلئے مصلحت ڈھونڈھتے ہین اور ڈرتے ہین کہ
کہین آپ کی سنت پر چلنے سے کوئی ملا یا عالم یا درویش ناراض نہ ہوجاوین یا کوئی بادشاہ یا رئیس یا اون کے مرید اور معتقد
بے اعتقاد نہ ہوجاوین آہ لاحول ولا قوۃ . حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کو ترجمہ باب سے یہ تعلق ہے کہ انس نے حضرت کے بالون کو
حفاظت سے رکھا اور عبیدہ نے ایک بال ملجانیکی آرزو کی کیونکہ وہ طاہر اور شریف تھا اور اس سے یہ نکلا کہ انسان کا بال پاک ہے
اور جب بال پاک ہوا تو جس پانی سے بال دھویا جاوے وہ بھی پاک ہے انتہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ
حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَاْسَهٗ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَوَّلَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبد الرحیم (بغدادی)
نے انھون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سعید بن سلیمان ضبی بزار ابو عثمان سعدویہ حافظ مشہور نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے عباد بن عوام واسطی ابو سہل نے اونھون نے روایت کی عبد اللہ بن عون سے انھون نے محمد بن سیرین سے انھون نے انس بن
مالک رض سے انھون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا سر منڈایا تو سب سے پہلے آپکے بالون مین سے ابو طلحہ نے بال لیے
ف ابو طلحہ انصاری ام سلیم کے خاوند تھے جو انس کی مان تھین ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین اس حدیث کو روایت کیا اسمین یہ ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مونڈنیوالے کو حکم دیا اوس نے آپکا سر مونڈا اور آپنے داہنی طرف کے بال ابو طلحہ کو دیے پھر بایان جانب منڈایا
اور حکم کیا انکو کہ ان بالون کو بانٹ دین لوگون کو مسلم کی روایت مین یون ہے جب آپ کنکریان مار چکے اور قربانی کاٹ چکے تو اپنا داہنا
جانب سر کا مونڈنیوالے کو دیا اوسنے اوسکو مونڈا پھر ابو طلحہ کو بلایا اور وہ بال انکو دیدیے پھر بایان جانب مونڈنیوالے کو دیا اوس نے
اسکو مونڈا وہ بال بھی ابو طلحہ کو دیے اور فرمایا بانٹ دو یہ لوگون کو اور ایک روایت مین مسلم کی یہ ہے کہ آپنے داہنی جانب
کے بال جو لوگ آپکے نزدیک تھے انکو بانٹ دیے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ آپنے داہنی طرف کے بال بانٹے لوگون کو کسی کو ایک بال
کسی کو دو بال اور بائین جانب کے بال ام سلیم کو دیدیے اور ایک روایت مین ہے کہ ابو طلحہ کو دیے اور ان روایتون مین تناقض نہین
ہے بلکہ جمع یون ہو سکتا ہے کہ آپنے دونو جانب کے بال ابو طلحہ کو دیدیے اور داہنی جانب کے انھون نے بانٹ دیے لوگون کو آپکے حکم سے

اور باقی جانب کے ام سلیم کو دیدیے یعنے اپنی بی بی کو آپ کے حکم سے امام احمد نے ایک روایت مین زیادہ کیا بال ام سلیم کو دیے تاکہ اپنی
خوشبو مین ڈالے امام نووی نے کہا اس سے یہ نکلا کہ سر منڈانے مین داہنی طرف سے شروع کرنا بہتر ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا
سوا ابو حنیفہ کے اور اس سے یہ بھی نکلا کہ آدمی کے بال پاک ہین اور یہی قول ہے جمہور کا اور یہی صحیح ہے ہمارے نزدیک اور یہ بھی
نکلا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالون سے برکت لینا جائز ہے اور نکلا کہ چھوڑنا درست ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ مونڈنے
والا کون تھا صحیح یہ ہے کہ معمر بن عبداللہ تھا جیسے بخاری نے ذکر کیا اور بعضون نے کہا خراش بن امیہ صحیح یہ ہے کہ خراش نے حدیبیہ
مین سر مونڈا تھا (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث مین جو سر منڈانیکا ذکر ہے وہ حجۃ الوداع مین ہوا اور ابو طلحہ کا نام زید بن سہل
بن اسود انصاری تھا اور وہ سب جنگون مین شریک تھے اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا
اور ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے انتھے منتقے الاخبار مین ہے کہ مسلمان آدمی موت سے نجس نہین ہوتا اور نہ اوسکے بال اور
اجزا جو جدا ہو جاوین نجس ہین اور ہمنے آپکا قول بیان کیا کہ مسلمان نجس نہین ہوتا اور وہ شامل ہے زندہ اور مردے کو بخاری
نے کہا ابن عباس نے کہا مسلمان نجس نہین ہوتا زندگی مین نہ مرنے کے بعد پھر امام احمد کی روایت سے نکلا کہ ام سلیم حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے بالون کو اپنی خوشبو مین ملاتین اور روایت کیا احمد نے مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے کہ عروہ بن مسعود حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کھڑا ہوا اور اس نے دیکھا آپکے اصحاب کا حال آپکے ساتھ آپ جب تھوکتے تو ہر ایک لپکتا اوس تھوک
کو لینے کے لیے اور اگر آپکے بالون مین سے کوئی بال گرتا تو لوگ اسکو لے لیتے اور روایت کیا احمد نے عبداللہ بن زید سے جو اذان
کی روایت کرنیوالے ہین کہ وہ حاضر ہوے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نحر کرنیکے مقام مین اور ایک شخص قریش کا قربانی کے جانور
بانٹ رہا تھا تو عبداللہ کو کچھ نہ ملا نہ انکے ساتھی کو پھر آپ نے اپنا سر منڈایا اپنے کپڑے مین اور بال انکو دیے اور اور لوگون کو بھی
بانٹے اور ناخن کترائے اور وہ انکے ساتھی کو دیے عبداللہ نے کہا آپکے بال ہمارے پاس ہین اور انپر خضاب ہے مہندی اور
وسمے کا (منتقے) مترجم کہتا ہے ان سب حدیثون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال ہمیشہ صحابہ لیتے رہے
اور دو بار آپنے سر منڈایا اور سارے سر کے بال تقسیم کر دیے اور یہ بھی ثابت ہے کہ پیغمبرون کے جسم زمین پر حرام ہین تو بال بھی آپ
کے زمین نہین کھا سکتی پھر کیا وجہ ہے کہ اس زمانہ مین جس بال کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متواتر یا مشہور ہو تو ہم
اسکی تکذیب کرین بلکہ ہمکو ایسے بال کی تعظیم اور حرمت لازم ہے اگرچہ اس مین شک بھی ہو اسلیے کہ اگر وہ آپکا بال اقدس
ہے تو ہم اوسکی بے ادبی کرنیسے گنہگار ہونگے اور جو نہین ہے تو ہم اسکا ادب کرنیسے گناہ گار نہ ہونگے کیونکہ اللہ تعالی ہماری
نیت کو جانتا ہے کہ ہمنے اسکا ادب اس نسبت کی وجہ سے کیا جسکی خبر دی لوگون نے اور تعجب ہے بعضے لوگون سے جو اتباع
سنت کا دعوی کرتے ہین اور خواہ مخواہ اس قسم کے آثار شریفہ کی تکذیب کیا کرتے ہین اور اللہ بچاوے غلو اور تعصب سے اور

بے ادبی سے بعض لوگوں نے باوجود علم کے ایسے کلمات منہ سے نکالے کہ انکی نوبت کفر تک پہنچ جاتی ہے اور وہ غافل ہیں اس سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے فضلے یہانتک کہ پائخانہ اور پیشاب بھی اور آپکے مبارک جسم کا ہر جز طاہر و شریف اور مقدس ہے اور اسپر اتفاق کیا تمام علما حدیث نے رضے اللہ عنہم

باب اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ

سبعًا جب کتا کسی برتن میں پانی پی تو اوسکو سات بار دہونا چاہیے **ف** اس باب میں امام بخاری نے چار حدیثیں لائے ہیں اور انمیں چاروں سے یہ بات نکالی ہے کہ کتے کا جوٹھا پاک ہے پہلی حدیث سے اسطرح کہ کتا جب کسی برتن سے پانی پی لیوے تو اسکے سات بار دہونیکا حکم ہوا حالانکہ سور کتے سے زیادہ نجس ہے اور آدمی کا گوہ اور موت بھی نجس ہے اور ہر ایک نجاست میں ایک بار جدور جہ تین بار دہونا کافی ہے تو معلوم ہوا کہ سات بار دہونیکا حکم نجاست کیوجہ سے نہیں بلکہ کسی اور مصلحت سے ہے وہ یہ کہ کتا بعضا زہریلا ہوتا ہے تو احتمال ہے کہ برتن میں اسکی زہر کا اثر رہجاوے اور انسان کو ضرر ہو پس مبالغہ کیا صفائی میں اور اسیوجہ سے بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ آٹھویں بار مٹی سے ملکر دہو دو دوسری حدیث سے اسطرح کہ جس شخص نے موزے سے کتے کو پانی پلایا تو ضرور موزہ کتے کے منہ سے لگا ہوگا پس اگر کتا نجس ہوتا تو موزے سے پانی پلانے پر ثواب نہ ملتا تیسری حدیث سے اسطرح کہ جب کتے کا آنا جانا مسجد میں ہوا تو ضرور اسکا لعاب اور اسکا پسینا مسجد کی زمین سے لگیگا چوتھی حدیث سے اس طرح کہ جب کتے کا شکار درست ہے اور شکار کے جانور میں کتے کے منہ کا لعاب ضرور لگتا ہے تو معلوم ہوا کہ اسکا لعاب اور منہ پاک ہے ورنہ وہ جانور نجس ہو جاتا اور اسکا کہانا بھی حرام ہوتا اور جو لوگ کتے کو نجس جانتے ہیں اور اسکے جوٹھے کو ناپاک سمجھتے ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ سات بار دہونے کے حکم سے یہ نہیں نکلتا کہ وہ نجس نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ تین بار دہونا رفع نجاست کے لیے ہو اور چار بار زہر وغیرہ کے اندیشہ کو دور کرنے کے لیے اور دوسری حدیث میں یہ نہیں ہے کہ اوس نے موزے سے کتے کو پانی پلایا تو جائز ہے کہ موزے سے پانی بہر کر اوسکے منہ میں ڈالدیا ہو یا اس شخص نے اپنا موزہ پانی پلانے کے بعد پاک کر لیا ہو یا اگلی شریعتوں میں کتا نجس نہ ہو تیسری دلیل بیشک قوی ہے مگر احتمال ہے کہ مسجد میں کچھ نہ لگتا ہو اور اصل طہارت ہے مسجد کی تو شک سے نجاست کا حکم کیونکر ہوگا اور چوتہی دلیل میں یہ احتمال ہے کہ یہ خصوصیت حلال ہو شکار سے بوجہ ضرورت کے یا جس جگہ شکار میں کتے کا لعاب لگتا ہے اوسکا بھی دہونا واجب ہو اور بیان نہ کیا اسکو کیونکہ دہونے کی حدیث سے قیاس میں شامل ہے واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو امام مالک نے انہوں نے روایت کی ابو الزناد (عبد اللہ بن ذکوان قرشی مدنی) سے انہوں نے (عبد الرحمن بن ہرمز) اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ جناب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں پیئے تو اُس برتن کو سات بار دہووے مسلم اور نسائی کی روایت
میں اتنا زیادہ ہے کہ اُس برتن میں جو ہو اوسکو بہا دیوے اور اُس سے وہ مذہب قوی ہوتا ہے کہ دہونیکا حکم نجاست کی وجہ سے ہے ورنہ بہانا
کیا ضرور تہا کیونکہ اس میں ضائع کرنا ہے مال کا خصوصاً جب برتن میں شوربا یا اور کوئی چیز ہو مثلاً کہانا وغیرہ لیکن نسائی
نے کہا اس زیادتی کو سوا علی بن مسہر کے دوسرے نے روایت نہیں کیا اور حمزہ کنانی نے کہا کہ یہ زیادتی محفوظ نہیں ہے اور ابن
عبد البر نے کہا ذکر نہیں کیا اوسکو اعمش کے اصحاب میں سے حفاظ نے جیسے ابو معاویہ اور شعبہ نے اور ابن مندہ نے کہا کہ یہ زیادتی
کسی طریقہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں سوا علی بن مسہر کے طریقے کے میں کہتا ہوں یہ زیادتی عطا کے طریق میں ابوہریرہ
سے مرفوعاً نکالا اسکو ابن عدی نے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور ایسا ہی بہانیکا ذکر کیا حماد بن زید نے ایوب سے انہوں نے ابن
سیرین سے انہوں نے ابوہریرہ سے موقوفاً اوسکا اسناد صحیح ہے نکالا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے (فتح) مترجم کہتا ہے اول تو بہانا
سوا علی بن مسہر کے اور کسی طریقہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور جو مان لیا جاوے کہ بہانیکی زیادتی صحیح ہے
تو بہی اس سے نجس کہنے والے کا مذہب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ بہانا ضرر کے اندیشہ سے ہو نہ نجاست کی وجہ سے اور یہی
احتمال ظاہر ہے اس لیے کہ اگر صرف نجاست کا خیال ہوتا تو بہانا کچہ ضرور نہیں بلکہ یہ حکم ہوتا کہ جانور کو کہلا دیا جاوے یا اور کسی کام
میں لایا جاوے برخلاف اسکے جب اسمیں سمیت کا اندیشہ ہوا تو بہانا ضرور کیا گیا حافظ ابن حجر نے کہا امام مالک کی
روایت میں صرف سات بار دہونے کا ذکر ہے اور مٹی لگانیکا ذکر نہیں اور مٹی لگانیکا ذکر کسی روایت میں نہیں ہے ابوہریرہ سے
مگر ابن سیرین کی روایت میں اور ابن سیرین کے بہی بعض اصحاب نے اوسکا ذکر نہیں کیا اور دارقطنی نے اوسکو روایت کیا
حسن اور ابورافع سے اور بزار نے عبد الرحمن سے جو باپ ہیں سدی کے اب اسمیں اختلاف ہے راویوں کا کہ مٹی کب لگا دی تو مسلم
نے روایت کیا ہشام بن حسان سے انہوں نے ابن سیرین سے اُس میں یہ ہے کہ پہلی بار مٹی لگا دے اور ایسا ہی روایت کیا اکثر
لوگوں نے ابن سیرین سے اور ایسا ہی ابورافع کی روایت میں اور قتادہ کی روایت میں اختلاف ہے سعید بن بشیر نے قتادہ
سے روایت کیا انہوں نے ابن سیرین سے کہ پہلی بار میں مٹی لگا دے نکالا اوسکو دارقطنی نے اور ابان نے قتادہ سے روایت کیا کہ
ساتویں بار میں لگا دے نکالا اوسکو ابو داؤد نے اور شافعی نے روایت کیا سفیان سے اُس نے ایوب سے اُس نے ابن سیرین
سے انہیں میں ہے کہ پہلی بار میں یا کوئی ایکبار میں مٹی لگا دے اور سدی کی روایت ہے بزار سے کہ کوئی ایک بار میں اور ایسا
ہی ہے ہشام بن عروہ کی روایت میں ابو الزناد سے انہوں نے ابوہریرہ سے تو جمع ان روایتوں میں اسطرح سے کیا جاویگا کہ کوئی
ایک تو مبہم ہے اور پہلا بار اور ساتواں بار معین ہے اب اختیار ہے دہونیوالے کو خواہ پہلی بار میں مٹی لگا دے خواہ ساتویں بار میں لگا دے
اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ روان چیز میں جیسے پانی ہے نجاست متعدی ہو جاتی ہے اپنی جگہہ سے اور جب ان چیزوں کسی میں نجاست

پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاتی ہے اور تھوڑا پانی نجاست کے پڑنے سے نجس ہو جاتا ہے اور جو برتن پانی سے لگا ہوا ہے وہ بھی نجس ہو جاتا ہے اور حدیث
خلاف کیا ہے مالکیہ اور شافعیہ نے مالکیہ نے کہا کہ سات بار دھونا واجب ہے لیکن مٹی سے دھونا ضرور نہیں قرافی نے کہا تعجب ہے ان سے
کہ صحیح حدیثیں مٹی لگانیکے باب میں وارد ہوئیں اور انہوں نے عمل نہیں کیا اور نیز ایک روایت امام مالک سے یہ ہے کہ سات
بار دھونیکا حکم استحبابًا ہے لیکن مشہور انکے اصحاب میں یہ ہے کہ وہ واجب ہے مگر کہتے ہیں کہ یہ حکم بطور تعبد کے ہے اسلیے کہ کتا انکے
نزدیک پاک ہے اور بعض متاخرین نے سوا نجاست کے اور ایک حکمت اسمیں بیان کی ہے اور امام مالک سے ایک روایت یہ بھی ہے
کہ کتا نجس ہے لیکن انکا قاعدہ یہ ہے کہ پانی خواہ قلیل ہو یا کثیر نجس نہیں ہوتا جبتک اسکے اوصاف نہ بدلیں تو سات بار دھونا
نجاست دور کرنیکے لیے نہ ہوگا بلکہ بطور تعبد کے اور انپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس حدیث کے بعض الفاظ میں یہ ہے کہ پاکی تم میں کسیکے
برتن کی جب کتا اسمیں جیبھ منہ ڈالے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھووے نکالا اسکو مسلم نے اور اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ برتن
ناپاک ہو گیا کتے کے منہ ڈالنے سے اور اسکا جواب ہو سکتا ہے کہ پاکی سے صفائی اور نظافت بھی مراد ہوتی ہے جیسے قرآن میں ہے
کہ صدقہ انکو پاک کرتا ہے اور حدیث میں ہے کہ مسواک پاک کرنیوالی ہے منہ کی اور جو لوگ نجاست کو علت قرار دیتے ہیں انکی دلیل یہ
ہے اور ابن عباس سے ثابت ہوا کہ کتے کے منہ ڈالنے سے دھونیکا حکم نجاست کی وجہ سے ہوا اور کتا نجس ہے روایت کیا اسکو محمد بن
نصر مروزی نے باسناد صحیح اور کسی صحابی سے اسکے خلاف صحیح نہیں ہوا اور حنفیہ نے کہا کہ نہ سات بار دھونا واجب ہے نہ مٹی
لگانا اور امام طحاوی نے حنفیہ کیطرف سے کئی عذر بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ خود ابوہریرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کتے کے منہ ڈالنے
میں تین بار دھونیکا حکم کیا اور اس سے ثابت ہوا کہ سات بار دھونیکا حکم منسوخ ہے اور جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ابوہریرہ کے نزدیک
یہ حکم استحبابًا ہو یا اس روایت کو اسوقت بھول گئے ہوں اور ان سب احتمالوں کے ساتھ نسخ ثابت نہ ہوگا علاوہ اسکے ابوہریرہ سے
یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے سات بار دھونیکا حکم دیا اور اس روایت کو ترجیح ہوگی کیونکہ یہ روایت موافق ہے انکی حدیث کی اور
وجہ یہ بھی ہے کہ اس روایت کو حماد بن زید نے ایوب سے انہوں نے ابن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہ سے نقل کیا اور تین بار دھونیکی روایت کو
عبدالملک بن ابی سلیمان نے نقل کیا عطا سے انہوں نے ابوہریرہ سے اور پہلا اسناد بہت قوی ہے دوسرے اسناد سے دوسرے یہ کہ گوہ زیادہ نجس
ہے کتے کے جوٹھے سے اور گوہ کا سات بار دھونا لازم نہیں تو اسکا بھی لازم نہ ہوگا اور جواب یہ ہے کہ زیادہ نجس ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکا حکم
بھی زیادہ سخت ہو اور یہ قیاس ہے نص کے مقابل میں اور وہ فاسد ہے تیسرے یہ کہ یہ حکم اسوقت کا تھا جب کتوں کے مار ڈالنے کا حکم ہوا تھا جب وہ
حکم منسوخ ہوا تو یہ بھی منسوخ ہو گیا اور جواب یہ ہے کہ کتوں کے مار ڈالنے کا حکم تو اوائل ہجرت میں ہوا تھا اور دھونیکا حکم اسوقت کا نہیں
ہے بلکہ اسکے بہت بعد کا ہے کیونکہ روایت کیا اسکو ابوہریرہ اور عبداللہ بن مغفل نے اور یہ دونوں اسلام لائے ۷ھ ہجری میں اور مسلم کی ایک روایت
سے یہ امر نکلتا ہے کہ دھونیکا حکم قتل کے حکم کے بعد ہوا چوتھے یہ کہ شافعیہ پر آٹھ بار دھونا لازم آتا ہے اسلیے کہ عبداللہ بن مغفل کی روایت میں یہ ہے

امام مسلم نے نکالا کہ سات بار دھوؤ اور آٹھویں بار اس میں مٹی لگاؤ اور جواب یہ ہے کہ اگر شافعیہ عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر عمل نہ کریں تو اس
پر کیا ضرور ہے کہ حنفیہ بھی اس پر عمل نہ کریں ہاں اگر شافعیہ اس حدیث کی کوئی معقول توجیہ کریں تو خیر ورنہ شافعیہ اور حنفیہ دونوں ملامت کے لائق
ہونگے حدیث پر عمل نہ کرنیکی وجہ سے ایسا ہی کہا ابن دقیق العید نے اور بعض شافعیہ نے عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر عمل نہ کرنے کے لیے عذر
کیا ہے کہ اجماع کیا علما نے اسکے خلاف پر اور اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ اجماع کہاں ہے امام حسن بصری نے عبد اللہ بن مغفل کی حدیث کے
موافق کہا ہے اور حرب کرمانی نے امام احمد بن حنبل سے بھی ایسا ہی نقل کیا اور امام شافعی سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا عبد اللہ بن
مغفل کی حدیث کی صحت مجھکو معلوم نہیں ہوئی لیکن یہ عذر قبول نہ کیا جاویگا اسلئے کہ جب اس حدیث کی صحت سے واقف ہو گیا اور
بعضوں نے کہا کہ ابو ہریرہ کی حدیث کو عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر ترجیح ہے حالانکہ ترجیح کی ضرورت اسوقت ہوتی ہے جب دونوں روایتوں
میں تعارض ہو اور یہاں تعارض نہیں ہے کیونکہ عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر عمل کرنے سے ابو ہریرہ کی حدیث پر عمل ہو جاتا ہے نہ بالعکس اور
زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اگر ہم اس باب میں ترجیح پر چلیں تو مٹی لگانیکی روایتوں پر بالکل عمل نہ کرنا چاہیے کیونکہ امام مالک کی روایت کو
ترجیح ہے اوروں کی روایتوں پر اور انکی روایت میں مٹی کا ذکر بالکل نہیں ہے باوجود اسکے ہم مٹی لگانیکے قائل ہوئے کیونکہ یہ زیادتی ہے
ثقہ کی (فتح الباری ملخصاً) مترجم کہتا ہے تو صحیح مذہب یہ ہوا کہ کتا جب برتن میں منہ ڈالدے تو اسکو سات بار دھونا چاہیے اور آٹھویں
بار مٹی لگا کر دھونا چاہیے اگرچہ یہ دھونا تعبداً ہو نہ نجاست دفع کرنیکے لیے اور جس نے اسکا خلاف کیا ہے حنفی ہو یا شافعی یا مالکی اسکا عذر
دلیل کے برخلاف مردود ہے امام شوکانی نے کہا کہ ابن عباس اور عروہ بن الزبیر اور محمد بن سیرین اور طاؤس اور عمرو بن دینار اور اوزاعی اور
مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد کا مذہب یہی ہے کہ کتا جس برتن میں منہ ڈالدے اسکو
سات بار دھونا چاہیے اور عترت اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ کتے کے لعاب اور دوسری نجاستوں میں کوئی فرق نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ سات
بار دھونیکا حکم حدیث میں استحباباً ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو طحاوی اور دارقطنی نے روایت کی ابو ہریرہ سے موقوفاً کہ کتے کے منہ ڈالنے سے
تین بار دھویا جاویگا اور ابو ہریرہ ہی راوی ہیں سات بار کی حدیث کے تو اس سے معلوم ہوا کہ سات بار دھونا منسوخ ہے اور یہ درست نہیں
ہوتا جمہور کے نزدیک کیونکہ حدیث کے خلاف راوی کی تاویل اور راوی کا عمل انکے نزدیک حجت نہیں ہے انتہی پھر امام شوکانی
نے کہا کہ اس حدیث سے دلیل لی ہے علما نے کتے کی نجاست پر کیونکہ جب اسکا لعاب نجس ہوا اور لعاب منہ سے نکلتا ہے اور منہ اشرف ہے اور
اعضا سے تو باقی بدن اسکا بطریق اولیٰ نجس ہوگا اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور عکرمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل
انکی اللہ کا قول ہے کہا کہ وہ شکار جو کتے پکڑ لیں تمہارے لیے اور شکار میں کتے کا تھوک ضرور لگیگا اور ہمکو حکم نہیں ہے اسکو دھونیکا اور اسکا
جواب یوں دیا ہے کہ کھانیکی اباحت سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو اسکا نجس ہو گیا ہو اسکا دھونا واجب ہے اور دھونیکا حکم اسلیے نہ دیا کہ اور دلیلوں
سے نجس کے دھونیکا حکم نکلتا ہے اور اسپر اتفاق کی اور اگر مان لیا جاوے تب بھی یہ خصوصیت صرف شکار پر منحصر رہیگی اور دلیل لی ہے

ان لوگون نے اسحدیث سے جو ابوداؤد مین ہے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کتے مسجد مین آتے اور جاتے اور لوگ پانی
نہ چھڑکتے اور یہ حدیث بخاری مین ہے اور ترمذی نے اتنا زیادہ کیا کہ کتے پیشاب بھی کرتے تھے مسجد مین اور اسکا جواب دیا ہے
کہ کتون کی پیشاب کی نجاست پر اجماع ہے تو حدیث اجماع کا معارضہ نہ ہو سکیگا مترجم کہتا ہے کہ حدیث ہر حال مین حجت ہے اور اجماع اوسکا ناسخ
نہین ہے کیونکہ جب زمین سوکھ جاوے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اکثر علما کے نزدیک اور جائز ہے کہ زمین کا حکم یہی ہو کہ جب پیشاب اسپر پڑ جاوے
اور سوکھ جاوے تو زمین پاک ہو گئی اب پانی ڈالنے کی حاجت نہین اور اسکے خلاف اجماع نہین رہا تاکہ یہ کہا جاوے کہ یہ حدیث اجماع کے خلاف ہے علاوہ اسکے
اجماع بالاستقلال کوئی حجت شرعی نہین جیسے قرآن یا حدیث حجت ہے مگر امام شوکانی کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ حدیث ایسی نہین
ہے جو اجماع کے معارض ہو کیونکہ ابن عمر نے ہمین صرف ایک واقعہ نقل کیا کہ لوگ وہان پانی نہ ڈالتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا کوئی فعل یا قول نقل نہین کیا ورنہ اسکا اتباع ہمارے نزدیک اجماع پر مقدم ہے جیسے قیاس سے مقدم ہے پھر امام شوکانی نے
کہا کہ کتون کا آنا اور جانا طہارت پر دلالت نہین کرتا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اسوجہ سے پانی نہ ڈالا ہو کہ نجاست کا مقام معین
نہ ہو یا اسلیے کہ زمین سوکھ جانیسے پاک ہو جاتی ہے حافظ نے کہا اقرب یہ ہے کہ یہ حکم ابتدا کا ہے پھر حکم ہوا مسجد کی عزت کرنیکا اور
اوسکو پاک اور صاف رکھنے کا اور دروازے بنانیکا اوسمین اور دلیل لی ہے پاک کہنے والون نے ان حدیثون سے جو شکاری کتے اور
کھیت کے کتے اور ریوڑ کے کتے پالنے کی اجازت مین آئی ہین اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ اس اجازت سے طہارت نہین نکلتی ہے
مترجم کہتا ہے حنفیہ نے تین بار دھونیکے لیے دلیل لی ہے ایک مرفوع روایت سے جسکو نکالا دارقطنی نے سنن مین عبد الوہاب بن
ضحاک سے انہون نے اسمعیل بن عیاش سے انہون نے ہشام بن عروہ سے انہون نے ابو الزناد سے انہون نے اعرج سے انہون نے ابوہریرہ
سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاویگا برتن کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور یہ روایت حجت
کے لائق نہین کیونکہ دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اسکی عبد الوہاب بن ضحاک اسمعیل بن عیاش سے اور وہ متروک ہے اور
عبد الوہاب کے سوا اور لوگ اسحدیث کو روایت کرتے ہین اسمعیل بن عیاش سے اسی اسناد سے اوسمین یہی ہے کہ دھووے اسکو سات بار
اور یہی ٹھیک ہے انتہی اور سوا اسکے اسمعیل بن عیاش خود ضعیف ہے اور روایت کیا دارقطنی نے عبد الملک بن ابی سلیمان
سے انہون نے عطا سے انہون نے ابوہریرہ سے انہون نے کہا جب کتا برتن مین منہ ڈالدے تو اوسکو بہادے پھر دھووے اسکو تین بار اور
نکالا دارقطنی نے اسی اسناد سے ابوہریرہ سے کہ جب کتا برتن مین منہ ڈالدیتا تو وہ اسکو بہادیتے اور تین بار اسکو دھوتے شیخ تقی الدین
نے امام مین کہا یہ اسناد صحیح ہے اور اس حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو ابن عدی نے کامل مین نکالا حسین بن علی کرابیسی سے انہون
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسحاق ازرق نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الملک نے انہون نے روایت کی عطا سے انہون
نے ابوہریرہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کتا منہ ڈالے تم مین سے کسی کے برتن مین تو اوسکو بہادیوے اور

تین بار دہوو پہر ابن عدی نے اس حدیث کو عمر بن شبیہ سے نکالا انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسحاق ازرق نے پہر نقل کیا اس
حدیث کو موقوفاً ابن عدی نے کہا نہیں مرفوع کیا اس حدیث کو سوا کرابیسی کے اور کسی نے اور مینے کرابیسی کی کوئی حدیث منکر نہیں پائی
سوا اس حدیث کے اور احمد بن حنبل نے جو طعن کیا کرابیسی پر وہ اس وجہ سے کہ مسئلہ لفظ بالقرآن میں انہوں نے خلاف کیا تہا باقی حدیث
کی روایت میں اوسمین کوئی قباحت مینے نہیں پائی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن جوزی نے علل متناہیہ میں ابن عدی کے طریق
سے پہر کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے نہیں رفع کیا اسکو کرابیسی کے سوا اور کسی نے اور کرابیسی کی حدیث حجت کے لائق نہیں بیہقی نے
کتاب المعرفۃ میں کہا ابو ہریرہ کی یہ روایت کہ کتے کے منہ ڈالنے سے برتن تین بار دہویا جاویگا متفرد ہوا اسکے ساتہ عبد الملک عطا کے
اصحاب میں سے اور عطا ابو ہریرہ کے اصحاب میں سے ہے اور ثقہ حافظ ساتہی عطا کے اور ابو ہریرہ کے سات بار دہونا روایت کرتے ہیں اور
عبد الملک کی وہ روایت جو ثقات اور حفاظ کے خلاف ہو قبول نہ کیجاویگی اور ترک کیا عبد الملک کو شعبہ نے اور نہیں حجت
لی اُنسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں اور اختلاف کیا راویوں نے عبد الملک سے اس روایت میں بعضے تو اوسکو مرفوعاً روایت کرتے
ہیں اور بعضے ابو ہریرہ کا قول اور بعضے ابو ہریرہ کا فعل اور امام طحاوی نے موقوف روایت پر اعتماد کیا سات بار کی حدیث
منسوخ ہوگئی ہے اور کہا کہ ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کرینگے خصوصاً اس حدیث کی جو خود انہوں نے
روایت کی اور کیونکر جائز ہوگا چہوڑ دینا اوس روایت کا جو بہت سے ثقہ حافظوں نے روایت کی متعدد طریقوں سے ایک ایسی
روایت کی وجہ سے جسکا روایت کرنیوالا مشہور ہے حافظوں کے خلاف کرنے میں انتہی حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ
الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا رَاٰى كَلْبًا يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَاَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهٗ فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهٗ بِهٖ حَتّٰى اَرْوَاهُ
فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسحاق (ابن منصور بن بہرام کوسج ابو یعقوب مروزی) نے انہوں
نے کہا خبر دی ہمکو عبد الصمد (ابن عبد الوارث) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار (مدنی عدوی)
نے اونہوں نے کہا مینے سنا اپنے باپ (عبد اللہ بن دینار تابعی مشہور) سے اونہوں نے روایت کی ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپنے ایک شخص نے ایک کتا دیکہا جو کیچڑ کہا رہا تہا پیاس کے اوس نے اپنا موزہ لیا اور اس سے
پانی بہر کر اوسکو پلانے لگا یہانتک کہ اوسکو چہکا دیا اور اللہ تعالی نے اوسکا یہ کام قبول کیا اور اسکو جنت میں لیگیا حافظ
ابن حجر نے کہا امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی کتے کا جوٹہا پاک ہونے پر کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ اوس نے موزہ سے کتے کو پانی
پلایا اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ یہ استدلال موقوف ہے اس بات پر کہ اگلی شریعتیں ہمپر بہی حجت ہیں اور اس میں اختلاف
ہے اور اگر ہم اسکو مان لیں تو بہی یہ کہینگے کہ اگلی شریعت اُس مقام میں حجت ہے جہاں اُسکا نسخ اور کسی دلیل سے معلوم نہ ہوا

ہو اور اگر یہی مان لین کہ مطلقاً ایسی شریعت ہے جب بہی یہ استدلال پورا نہ ہوگا کیونکہ احتمال ہے کہ اوسنے یہ پانی کسی اور برتن میں
ڈالکر پلایا ہو یا بعد پلانیکے اپنا موزہ دہو لیا ہو یا پہر اوس موزے کو نہ پہنا ہو۔ فتح ۔ اور اس حدیث کی باقی مباحث کتاب الشرب مین
آوینگی انشاء اللہ تعالیٰ قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو شرب مین نکالا اور مظالم مین اور ادب مین اور بنی اسرائیل کے حال مین
اور مسلم نے حیوان مین اور ابوداؤد نے جہاد مین وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِیْبٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ
حَمْزَۃُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَتِ الْکِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِی الْمَسْجِدِ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرُشُّوْنَ شَیْئًا مِّنْ ذٰلِکَ ترجمہ احمد بن شبیب بن سعید ابو عبد اللہ تمیمی حنظلی نے کہا جو امام بخاری کے
شیخ ہین ۔ حدیث بیان کی ہم سے میرے باپ شبیب نے اونہون نے روایت کی یونس ابن یزید ایلی سے اونہون نے ابن شہاب
محمد بن مسلم زہری سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے حمزہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب ابو عمارہ قرشی سے اونہون نے روایت
کی اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کتے آتے اور جاتے تہے مسجد مین
یعنی مسجد نبوی مین پہر لوگ اون مقامون مین سے کسی مقام پر پانی نہین چہڑکتے تہے **ف** چہڑکنا دہونے سے کم ہے تو جب
پانی چہڑکتے نہ تہے تو دہونا بہی ضرور نہ نکلا یہ حدیث بہی امام بخاری کتے کے جوٹہہ کی طہارت ثابت کرنیکے لیے لائے حافظ
ابن حجر نے کہا ابو نعیم اور بیہقی نے اس حدیث مین ایک لفظ زیادہ کیا ہے کہ وہ کتے پیشاب بہی کرتے تہے یعنے مسجد مین) اور
ایسا ہی روایت کیا ابوداؤد اور اسماعیلی نے اور اس مین دلیل نہین ہے کتے کے پاک ہونے کی کیونکہ کتے کا پیشاب بالاتفاق
نجس ہے یہ ابن منیر نے کہا اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ سب جانورون کا پیشاب پاک ہے مگر آدمی کا اور یہی قول ہے ابن وہب
کا نقل کیا یہ اسمٰعیلی وغیرہ نے اون سے اور اسکا بیان پیشاب دہونے کے باب مین آویگا منذری نے کہا پیشاب کرنیکی روایت کا
مطلب یہ ہے کہ مسجد کے باہر کتے پیشاب کرتے اپنے ٹہکانون مین پہر مسجد مین آتے اور جاتے کیونکہ اوس زمانے مین مسجد کے دروازے
نہ تہے اور روک نہ تہی اور یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ کتے کو چہوڑ دیتے ہون وہ مسجد مین آتا جاتا ہو تاکہ اوسکو خراب کرے پیشاب
وغیرہ سے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ جب کتا پاک ٹہیرا تو اوسکو چہوڑ دینے مین کیا تامل ہے جیسے بلی کو چہوڑ دیتے ہین اور ٹہیک بات
ہے کہ یہ حکم ابتدای اسلام کا ہے پہر حکم ہوا مسجد کی عزت کرنے کا اور اسکو پاک اور صاف رکہنے کا اور اسکے دروازے بنانیکا اور
اشارہ کرتی ہے اس طرف اسمٰعیلی کی روایت اسی حدیث مین ابن عمر سے کہ عمر کہتے تہے بلند آواز سے بچو تم لغو سے مسجد مین ابن
عمر نے کہا مین رات کو مسجد مین رہتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور کتے آتے جاتے اخیر تک اس سے یہ نکلتا ہے
کہ شروع زمانے مین ایسا ہی تہا پہر حکم ہوا مسجد کی عزت کرنیکا یہانتک کہ بیہودہ بات کرنا بہی مسجد مین منع ہوئی اور ابن بطال نے
اس حدیث سے دلیل لی ہے کتے کا جوٹہا پاک ہونے پر اسطرح سے کہ کتے کی عادت ہے کہ کہانیکے مقام پر ضرور جاتا ہے اور بعض صحابہ کا

کوئی گھر نہ تھا سوا مسجد کے تو ضرور کتّے کا لعاب مسجد کی زمین سے لگتا ہوگا جب تو کچھ کہا نا ہوگا اور چھینٹے انکو جو مسجد مین گرتین اور دوسرے یہ
اعتراض نہ اہی کہ مسجد کی پاکی کا یقین تہا اور یہ احتمال ہے جو ابن بطال نے کہا اور یقین احتمال سے نہین جاتا دوسرے یہ کہ اس
قسم کا استدلال جو اشارۃً ہو معارضہ نہ کریگا اوس مضمون سے جو صاف طرح سے دوسری حدیث مین وارد ہے کہ جب کتا برتن مین
منہ ڈالے تو اسکو سات بار دہویا جاوے اور ابو داؤد نے سنن مین اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ زمین پر جب نجاست لگی پہر وہ خشک
ہو جاوے تو پاک ہو جاویگی کیونکہ پانی نہ چھڑکنا صاف دلالت کرتا ہے کہ وہ زمین پاک ہو جاتی ہے انتہے ما قال الحافظ
ابن حجر فی فتح الباری قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد اور اسمعیلی اور ابو نعیم نے روایت کیا حَدَّثَنَا حَفْصُ
بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ فَقَتَلَ فَكُلْ وَإِذَا أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ قُلْتُ
أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى كَلْبٍ آخَرَ
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے حفص بن عمر (بن حارث بن سخبرہ نمری ازدی بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ (بن
حجاج) نے انہوں نے روایت کی ابن ابی السفر (عبد اللہ بن سعید بن جسر) سے انہوں نے (عامر) شعبی سے انہوں نے عدی بن حاتم
(بن عبد اللہ طائی) سے (جو کوفی مین مرے سنہ ۶۸ ہجری مین مختار کے زمانے مین بعضے کہتے ہین وہ ایک سو اسی ۱۸۰ برس جیے اس کتاب مین
انکی سات حدیثین مروی ہین) انہوں نے کہا مینے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا (کتون کے شکار کو جیسے مولف نے
کتاب الصید مین اسکی تصریح کی) آپنے فرمایا جب تو اپنا سکہایا ہوا کتا چہوڑے پہر وہ مار ڈالے (شکار کے جانور کو) تو کہا اسکو
اسلیے کہ اوس نے پکڑا اس شکار کو اپنے لیے (جب تو اوس نے کہا لیا) مینے کہا مین اپنا کتا چہوڑتا ہون پہر اوسکے ساتھ
دوسرے کتے کو بہی پاتا ہون (دونون نے وہ جانور پکڑا ہوتا ہے) آپنے فرمایا مت کہا ایسے شکار کو (جس مین دوسرا غیر کتا شریک ہو
جاوے) کیونکہ تو نے بسم اللہ کہی ہے اپنے کتے پر اور نہین کہی دوسرے کتے پر **ف** حافظ ابن حجر نے کہا کتاب الصید مین اس حدیث
کی پوری بحث آویگی اور یہان مصنف اس حدیث کو اسلیے لائے کہ اس سے دلیل لاوین اپنے مذہب پر یعنی کتے کا جوٹھا پاک ہونے
پر اور یہ حدیث سے نکلتا ہے اسطرح کہ آنحضرت نے اجازت دی عدی کو اس شکار کے کہانے کی جسکو سکہایا ہوا کتا مار ڈالے اور یہ قید نہین
لگائی کہ اسکا منہ جہان لگے اوس مقام کو دہونا چاہیے اور اسی وجہ سے امام مالک نے کہا کیونکر کہایا جاویگا کتے کا شکار کیا ہوا جانور
جب اوسکے منہ کا لعاب نجس ہوگا اسمعیلی نے اسکا جواب دیا ہے کہ حدیث کی یہ غرض ہے کہ کتے کا مار ڈالنا مثل ذبح کے ہے اور حدیث سے یہ نہین نکلتا
کہ کتے کا مارا ہوا جانور پاک ہے یا ناپاک ہے انتہی مختصراً قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو بیوع مین نکالا اور صید مین اور ذبائح
مین اور مسلم نے اور ابن ماجہ نے **باب** مَنْ لَمْ يَرَ الْوُضُوءَ إِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ یہ باب ہے اس مذہب کے کہ

وضو نہیں ٹوٹتا مگر اس چیز سے جو دونوں راہوں میں سے کسی راہ سے نکلے یعنے قبل سے یا دبر سے ف فتح الباری میں ہے مؤلف نے اشارہ کیا
اس سے کہ بعضوں کا اس میں اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ قے اور پچھنے لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَوْ جَاءَ اَحَدٌ
مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی آدمی حاجت سے فارغ ہو کر یعنے پیشاب یا پاخانہ
دونوں سے ف یا چھوؤ تم عورتوں کو پھر پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی پر اخیر تک آیت سورہ مائدہ میں ہے اور مؤلف نے اس سے
استدلال کیا اس امر پر کہ وضو اسی سے ٹوٹتا ہے جو حدث سبیلین سے نکلے یعنے قبل یا دبر سے کیونکہ غائط کہتے ہیں پاخانہ کی جگہ
کو پھر جو چیز سبیلین سے نکلی اوسکو مجازاً غائط کہنے لگے اور قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ وضو ٹوٹتا ہے عورت کے چھونے سے اور ذکر کا چھونا
بھی مثل عورت کے چھونے کے ہے اور اسکا ثبوت صحیح حدیث سے ہے پر وہ حدیث شیخین کی شرط پر نہیں ہے اور مالک نے اوسکو صحیح کہا
اور سوا شیخین کے اور جتنے علما نے صحیح حدیثیں جمع کیں اون سبہوں نے اوسکو صحیح کہا اور سونا اسواسطے وضو کو توڑتا ہے کہ اوسمیں
گمان ہوتا ہے حدث نکلنے کا کیونکہ حدیث میں ہے کہ آنکھیں ڈاٹ ہیں دبر کی اور عورت کا چھونا اور مس ذکر اسواسطے کہ ان
دونوں میں گمان ہے مذی کے نکلنے کا تو تمام حدث رجوع کر گئی سبیلین کیطرف انتہی مع زیادۃ قسطلانی نے کہا آیت میں عورت
کے چھونے سے مراد ہاتھ لگانا ہے جیسے ابن عمر نے تفسیر کی اور امام شافعی اسی کے قائل ہیں کہ عورت کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے جماع ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ لمس کا لفظ جماع سے خاص نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَمَسُوْهُ
بِاَيْدِيْهِمْ اور حضرت صلعم نے ماعز سے فرمایا لَعَلَّكَ لَمَسْتَ انتہی وَقَالَ عَطَاءٌ فِيْمَنْ يَّخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ الدُّوْدُ اَوْ مِنْ ذَكَرِهٖ نَحْوُ
الْقَمْلَةِ يُعِيْدُ الْوُضُوْءَ اور عطا بن ابی رباح نے کہا جسکی دبر یا پاخانے کے مقام سے کیڑا نکلے یا ذکر سے جوں کیطرح کوئی جانور
نکلے تو وہ پھر وضو کرے ف کیونکہ دبر یا ذکر سے کوئی چیز نکلنا وضو کو توڑ دیتا ہے یہی مذہب ہے شافعی اور احمد اور اسحق
اور ابی ثور اور سفیان ثوری اور اوزاعی کا اور قتادہ اور مالک نے کہا کہ کیڑے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا قسط اس تعلیق
کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے باسناد صحیح وصل کیا اور ابرہیم نخعی اور حماد بن ابی سلمہ نے کہا کہ خلاف معمول کوئی چیز نکلنے
سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مالک کا قول ہے مترجم کہتا ہے حق اس باب میں وہی ہے جو امام بخاری نے عطا سے روایت کیا یعنے
وضو کا ٹوٹ جانا اور اس مطلب میں ایک مرفوع حدیث بھی ہے جو دارقطنی کے غرائب مالک میں نکالی ابن عمر سے کہ فرمایا جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ٹوٹتا ہے وضو مگر اوس چیز سے جو قبل یا دبر سے نکلے دارقطنی نے کہا اسکی اسناد میں احمد بن
عبد اللہ بن محمد بن الجلاح ہے اور وہ ضعیف ہے وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِذَا ضَحِكَ فِي الصَّلٰوةِ اَعَادَ الصَّلٰوةَ لَا الْوُضُوْءَ
جابر بن عبد اللہ نے کہا جب نماز میں ہنسے تو نماز کو دوبارہ پڑھے اور وضو دوبارہ نہ کرے ف کیونکہ نماز ہنسی یعنے قہقہہ کرنے
سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور وضو نہیں ٹوٹتا اور اسپر اتفاق کیا اکثر علما نے اور خلاف کیا انکا ابرہیم نخعی اور اوزاعی

اور ثوری اور ابو حنیفہ اور انکی اصحاب نے اونہون نے کہا نماز کی اندر قہقہ کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اجماع ہے اسپر کہ نماز کی باہر قہقہ کرنے سے وضو نہین ٹوٹتا اور مؤلف نے جو روایت جابر سے نقل کی اوسکو وصل کیا سعید بن منصور اور دارقطنی وغیرہما نے اور یہ صحیح ہے جابر سے موقوفاً اور نکالا اوسکو دارقطنی نے دوسرے طریق سے جابر سے مرفوعاً اور ضعیف کیا اسکو ابن منذر نے کہا نماز کی باہر قہقہ کرنے سے کسی کے نزدیک وضو نہین جاتا اور نماز کے اندر لوگون نے اختلاف کیا اور جو قائل ہوا وضو کی ٹوٹ جانے کا اوس نے مخالفت کی کھلے قیاس کی اور دلیل لی اونہون نے ایک ایسی حدیث سے جو صحیح نہین ہے اور یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جو خیر القرون مین تھے اللہ کے سامنے اور اوسکی رسول کے پیچھے نماز مین ہنسین۔ علاوہ اسکے حدیث مین مطلق ہنسنے کا لفظ ہے اور ان لوگون نے اوسکو خاص کیا ہے قہقہ سے قسطلانی نے کہا ابو حنیفہ نے کہا جب رکوع اور سجدے والی نماز مین اتنی آواز سے ہنسے کہ اوسکے پاس والے سنین تو نماز باطل ہوجاویگی اور وضو بھی ٹوٹ جاویگا اور اگر پاس والے نہ سنین تو وضو نہ ٹوٹیگا کیونکہ یہ حدیث ابن عدی نے کامل مین نکالی جو کوئی نماز مین ہنسے قہقہ مار کر وہ لوٹا دے وضو اور نماز کو انتہے زیلعی نے کہا نماز کی اندر ہنسی کے باب مین مسند اور مرسل دونو طرح کی احادیث وارد ہین لیکن مسند حدیثین تو مروی ہین ابو موسے اشعری اور ابی ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک اور جابر بن عبد اللہ اور عمران بن الحصین اور ابی الملیح سے تو ابو موسی کی حدیث کو طبرانی نے معجم مین روایت کیا حدیث بیان کی ہمسے احمد بن زہیر تستری نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبد الملک دقیقی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن نعیم واسطی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے مہدی بن میمون نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن حسان نے اونہون نے روایت کی حفصہ بنت سیرین سے اونہون نے ابو العالیہ سے اونہون نے ابو موسی سے اونہون نے کہا ایک بار رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہا رہے تھے لوگون کے ساتھ اتنے مین ایک شخص آیا اور گڈھے مین گر پڑا جو مسجد مین تھا اوسکی نگاہ مین فتور تھا یہ دیکھکر بہت سے لوگ ہنس پڑے نماز مین تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہنسا ہو وہ وضو کو لوٹا دے اور نماز کو لوٹا وے انتہے **مترجم** کہتا ہے کہ اس حدیث کا اسناد حسن ہے اور اسکے سب راوی ثقات ہین البتہ ایک محمد بن ابی نعیم واسطی ہین یحیے بن معین نے کلام کیا ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ وہ صدوق ہے اور یہ حدیث باب کی سب حدیثون سے اچھی ہے اور کوئی وجہ نہین ہے کہ اس حدیث حسن کی جسکی تائید اور احادیث ضعیفہ سے ہوتی عمل نہ کیا جاوے اور جو سب روایتون کو اس باب مین ملا دین تو کہہ سکتے ہین کہ یہ حدیث درجہ حسن تک پہونچ گئی ہے اور اللہ جزائے خیر دیوے امام ابو حنیفہ کوفی علیہ الرحمہ کو کہ اونہون نے اس مسئلہ مین قیاس جلی کو ترک کیا اور حدیث کا اتباع کرکے قہقہ سے وضو کے ٹوٹنے کا بھی حکم دیا اب ابن منذر کا یہ کہنا کہ دلیل ایسی حدیث سے لی جو صحیح نہین ہے اس وقت قبول کے لائق تھا جب اس حدیث کی تائید اور طرق سے نہ ہوتی جنکو ہم آگے بیان کرینگے البتہ اسقدر کہنا ابن منذر کا

صحیح کی حدیث پر عمل کرنا موجب اس امر کا ہے کہ مطلق ضحک کو جو نماز میں ہو ناقض وضو کہیں اور امام صاحب نے جو قہقہہ کو خاص کیا ہے
اوسکے لیے حدیث سے کوئی حجت نہیں نکلتی لیکن اسکا جواب بھی یہ ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث اور دوسرے طریقوں میں جنکی اسانید ضعاف
ہیں قہقہہ کی تخصیص موجود ہے چونکہ ضحک سے وضو ٹوٹنا قیاس جلی کے خلاف تھا اسلیے امام صاحب نے اس امر کو خاص کیا اون
قیود کے ساتھ جو مورد میں وارد ہوئی تھیں اب یہ کہنا ابن منذر کا کہ صحابہ جو خیر القرون تھے کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے سامنے اور اسکے
رسول کے پیچھے نماز کے اندر ہنسیں اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث میں یہ کہاں تصریح ہے کہ تمام صحابہ ہنسے اور یہ کیا ضرور ہے کہ جلیل صحابی
نے ایسا کیا ہو احتمال ہے کہ بعض اعراب سے جو نئے مشرف باسلام ہوے ہوں یہ حرکت وقوع میں آئی ہو دوسرے یہ کہ بعض وقت ہنسی بے
اختیاری آجاتی ہے اور ایسے بے اختیاری امر میں کوئی مواخذہ شرعاً نہیں ہو سکتا گو ادب کے خلاف ہے اور اس قسم کے افعال و اقوال
اگر مخالف ہم سے جدال پر آمادہ ہو تو ہم اجلائے صحابہ سے بھی نقل کر سکتے ہیں چہ جائیکہ عوام صحابہ سے وقوع انکا منقول ہے اور یہ نقل
بطرق متعددہ مروی ہے جن میں یہ احتمال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ سیاہی چھوڑ اور درد رنگ میں اس مسئلہ سے سب سے پہلے امام
ابو حنیفہ کے مقلدوں کو سبق لینا چاہیے کہ انکے امام کا یہ طرز تھا کہ حدیث ضعیف کے مقابل بھی قیاس جلی کو ترک کر دیتے تھے اور
اس زمانہ کے حنفیہ کا یہ حال ہے کہ حدیث صحیح کے مقابل بھی متاخرین فقہا کے قیاس کو قبول کرتے ہیں اور حدیث صحیح پر نہیں چلتے یہ
لوگ یقیناً اپنے امام کی ہدایت کے برخلاف ہیں اور قیامت کے دن اللہ جل جلالہ کے سامنے جیسے حضرت عیسی علیہ السلام نصاری
سے اور حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ روافض سے علیحدہ ہو جاوینگے اسیطرح حضرت امام ابو حنیفہ بھی ایسے حنفیہ سے بیزار اور جدا ہو جاوینگے
اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا اس مضمون پر شاہد ہے وکفی باللہ شہیدا اور ابو ہریرہ کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا
اپنی سنن میں عبد العزیز بن حصین سے اونہوں نے عبد الکریم بن ابی امیہ سے انہوں نے حسن سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے جب قہقہہ کرے تو دہرا دے وضو کو اور نماز کو دارقطنی نے کہا عبد العزیز ضعیف ہے اور عبد الکریم متروک
ہے اور اسکے سوا یہ روایت منقطع بھی ہے کیونکہ حسن بصری نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا ابن عدی نے کہا اس اسناد کی بلا عبد العزیز اور عبد الکریم
سے ہے اور وہ دونوں ضعیف ہیں ابن عمر کی حدیث کو ابن عدی نے کامل میں روایت کیا بقیہ سے اوس نے کہا حدیث بیان کی مجھ
سے میرے باپ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عمرو بن قیس سکونی نے اونہوں نے روایت کی عطا سے اونہوں نے ابن عمر رض سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز میں ہنسے قہقہہ لگا کر تو وہ دہرا دے وضو کو اور نماز کو ابن جوزی نے علل متناہیہ
میں کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ بقیہ کی عادت ہے تدلیس کی اور شاید اوس نے اس حدیث کو کسی ضعیف سے سنا ہو پھر اوسکا
نام نکال ڈالا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بقیہ نے اس روایت میں تصریح کی حدیث بیان کرنے کی اور مدلس جب تصریح
کرے سماع کی تو تدلیس کی تہمت دور ہو جاتی ہے اور بقیہ اسی قسم میں سے ہے ابن عدی نے کہا بعض راوی عمر بن قیس کہتے ہیں

ہین اور وہ عمرو ہی انتہی اور انس کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا داؤد بن محبر سے اور اس نے ایوب بن خوط سے اور اس نے قتادہ سے اور اس نے
انس سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہ رہے تہے ہمارے ساتھ اتنے مین ایک شخص آیا آنکھوں کا معذور پہر بیان
کیا اوسی طرح جیسے اوپر گذرا پہر کہا کہ داؤد بن المحبر متروک الحدیث ہے اور ایوب ضعیف ہے اور صواب وہ روایت ہے جو قتادہ سے انہوں نے
ابو العالیہ سے مرسلاً روایت کی گئی پہر نکالا دارقطنی نے عبد الرحمن بن عمرو بن جبلہ سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلام
بن ابی مطیع نے اونہوں نے قتادہ سے اونہوں نے انس اور ابو العالیہ سے کہ ایک اندہا گرا پہر ذکر کیا اسحدیث کو اور کہا نہین روایت کیا
اوسکو سلام سے سوا عبد الرحمان بن عمرو بن جبلہ کے اور وہ متروک ہے بناتا ہے حدیثون کو پہر نکالا اوسکو سفیان بن محمد فزاری
سے اونہوں نے عبید اللہ بن وہب سے اونہوں نے یونس سے اونہوں نے زہری سے انہوں نے سلیمان بن ارقم سے اونہوں نے حسن سے
انہوں نے انس سے مانند اوسکی اور کہا کہ سفیان کا برا حال ہے اور اچہا حال اسکا یہ ہے کہ اوس نے وہم کیا ہو ابن وہب پر اگر عمداً
ایسا نہین کیا یعنے یہ جو انس کا نام لیا کیونکہ کئی لوگون نے اوسکو روایت کیا ابن وہب سے اون مین سے ہین خالد بن خداش اور
سونٹ بن یزید اور احمد بن عبد الرحمن بن وہب وغیرہ انہین سبنے انس کا نام نہین لیا بلکہ مرسلاً حسن سے نقل کیا ہے پہر اونکی
روایتین نکالین بعد اوسکے روایت کیا زہری سے اونہوں نے کہا قہقہہ مین وضو نہین ہے اور کہا کہ اگر یہ حدیث زہری کے نزدیک
صحیح ہوتی تو اوس کے خلاف فتوی نہ دیتے اور اسحدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو روایت کیا ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی
نے تاریخ جرجان مین اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے امام ابو بکر اور احمد بن ابراہیم اسمعیلی نے انہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو عمرو محمد بن عمرو بن شہاب بن طارق اصبہانی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو جعفر احمد بن فورک نے انہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن احمد اشعری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمار بن یزید بصری نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے موسی بن ہلال نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے انس بن مالک نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص نماز مین بخت قہقہہ لگاوے اوسپر لازم ہے وضو اور نماز انتہی اور جابر کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا محمد بن
یزید بن سنان سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے میرے باپ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اعمش نے اونہوں نے روایت
کی ابو سفیان سے انہوں نے جابر سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم مین سے ہنسے اپنی نماز مین وہ وضو
کرے پہر نماز کو دوہراوے پہر کہا یزید بن سنان ضعیف ہے اوسکی کنیت ابو فروہ رہاوی ہے اور اسکا باپ بہی ضعیف ہے اور
وہم کیا اوس نے اسحدیث مین دو جگہہ ایک تو حدیث کو مرفوع کرنے مین دوسرے اوسکے لفظ مین اور صحیح روایت اعمش سے ہے اوس نے
ابو سفیان سے اوس نے جابر سے یہ ہے کہ جابر نے کہا جو شخص نماز مین ہنسے وہ نماز کو دوہراوے اور وضو کو نہ دوہراوے اور ایسا ہی روایت
کیا اسکو اعمش سے ایک جماعت نے ثقہ حافظون کی اونہین مین سے ہین سفیان ثوری اور ابو معاویہ ضریر اور وکیع اور عبد اللہ بن داؤد خریبی

اور معمر بن علی نذمی وغیرہم اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو شعبہ اور ابن جریج نے یزید بن ابی خالد سے اور سنے ابو سفیان سے اور سنے
جابر سے پھر انکی روایتین نکالین جابر سے کہ اونہون نے کہا جو شخص نماز مین ہنسے وہ نماز کو لوٹا دے اور وضو کو نہ لوٹا دے اور ایک روایت
مین اتنا زیادہ ہے کہ وضو ٹوٹنے کا حکم اُسوقت ہوا تہا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچہے ہانسے تہے اور عمران بن
حصین کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا اسمعیل بن عیاش سے اور سنے عمر بن قیس ملائی سے اور سنے عمرو بن عبید سے اور سنے حسن سے اور سنے
عمران بن حصین سے انہون نے کہا مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص نماز مین ہنسے زور سے تو وہ لوٹا دے
وضو اور نماز کو پھر کہا کہ عمر بن قیس مکی ضعیف ہے اور عمرو بن عبید کو بعضون نے کہا وہ کذاب ہے اور نکالا اوسکو بیہقی نے عبد العزیز
بن سلام سے اونہون نے عمر بن قیس سے اس حدیث کو اور نکالا اوسکو ابن عدی نے دوسرے طریق سے بقیہ سے اور سنے محمد خزاعی سے
اور سنے حسن سے اور سنے عمران بن حصین سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو نماز مین ہنستا تہا کہ لوٹا
تو اپنے وضو کو انتہی ابن عدی نے کہا محمد خزاعی بقیہ کے مجہولین مشائخ مین سے ہے اور یہ حدیث روایت کی جاتی ہے محمد بن راشد
سے اونہون نے حسن سے اور ابن راشد مجہول ہے انتہی اور ابو الملیح کے باپ کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا محمد بن اسحاق کر
اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے حسن بن دینار نے اونہون نے حسن بصری سے اونہون نے ابو الملیح بن اسامہ سے اونہون نے اپنے
باپ سے اونہون نے کہا ہم ایکبار نماز پڑہ رہے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچہے اتنے مین ایک شخص آیا انکہون کا اندہا اور
اسحاق نے کہا حدیث بیان کی مجہسے حسن بن عمارہ نے اونہون نے روایت کی خالد حذا سے اونہون نے ابو الملیح سے انہون نے انکے
باپ سے مانند اسکی دارقطنی نے کہا حسن بن دینار اور حسن بن عمارہ دونون ضعیف ہین اور دونون نے خطا کی اسناد مین اور
روایت کیا اوسکو حسن بصری نے حفص بن سلیمان منقری سے اونہون نے ابو العالیہ سے مرسلاً اور حسن بہت روایت کرتے
ہین مرسلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن حسن بن عمارہ کی یہ حدیث خالد حذا سے اونہون نے ابو الملیح سے اونہون نے
اپنے باپ سے ایک قبیح وہم ہے بلکہ روایت کیا اوسکو خالد حذا نے حفصہ بنت سیرین سے اونہون نے ابو العالیہ سے انہون نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور روایت کیا اوسکو ایسا ہی سفیان ثوری اور ہشیم اور وہیب اور حماد بن سلمہ وغیرہم نے اور ابن
اسحاق نے اضطراب کیا اس روایت مین حسن بن دینار سے یہ حدیث نقل کرنے مین تو کبہی روایت کیا اوسکو حسن بن دینار سے انہون نے
حسن بصری سے اور کبہی روایت کیا حسن بن دینار سے انہون نے قتادہ سے اور سنے ابو الملیح سے اور سنے اپنے باپ سے اور قتادہ نے روایت
کیا اسکو ابو العالیہ سے مرسلاً اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو سعید بن ابی عروبہ اور سلم بن ابی الذیال اور معمر اور ابو عوانہ اور سعید
بن بشیر وغیرہم نے پہر ذکر کیا ان پانچون کی روایتون کو اور کہا یہ پانچ ثقہ ہین جنہون نے روایت کیا اوسکو قتادہ سے اور سنے ابو العالیہ
سے مرسلاً اور راوی بن حوط اور داؤد بن محبر اور عبد الرحمان بن جبلہ اور حسن بن دینار یہ سب متروک ہین اور ان مین سے کوئی

ایسا نہیں ہے جس سے حجت لینا درست ہو اگرچہ اوسکا خلاف کرنیوالا نہ ہو پہر جس حال میں ہر ایک کے مخالف پانچ ثقہ ہوں قتادہ
کے اصحاب میں سے تو کیونکر اوسکی روایت حجت ہوگی پہر اپنی سند سے روایت کیا محمد بن سلمہ سے اوس نے ابن اسحاق سے اوس نے حسن
بن دینار سے اوس نے قتادہ سے اوس نے ابو الملیح سے اوس نے اپنے باپ سے اور بیان کیا اس حدیث کو اوس میں یہ ہے کہ کچھ لوگ آپ کے
پیچھے ہنس دیے اور کہا کہ حسن بن دینار متروک الحدیث ہے اور یہ حدیث اسکی صواب سے بعید ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کسی نے
متابعت کی ہو حسن کی اس روایت میں انتہے اور مرسل حدیثیں چار ہیں ایک ابو العالیہ کی دوسری معبد جہنی کی تیسری
ابراہیم نخعی کی چوتھی حسن کی لیکن ابو العالیہ کی حدیث مرسل اوسکے دو طریق ہیں ایک تو خود ابو العالیہ سے اور یہی صحیح
ہے اور یہ مروی ہے کئی طریق سے قتادہ اور حفصہ بنت سیرین اور ابو ہاشم رمانی کے روایتوں سے تو قتادہ کے طریق کو روایت کیا
معمر اور ابو عوانہ اور سعید بن ابی عروبہ اور سعید بن بشیر نے اور معمر کی روایت کو نکالا عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں قتادہ سے
اوس نے ابو العالیہ سے کہ ایک اندہا گر پڑا کنوئیں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہ رہے تھے اپنے یاروں کے ساتھ تو بعضے
لوگ جو آپکے ساتھ نماز پڑہ رہے تھے ہنس دیے سو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ جو کوئی ہنسا ان میں سے وہ لوٹا دے وضو کو
اور لوٹا دے نماز کو اور نکالا اوسکو دارقطنی نے عبد الرزاق کے طریق سے اپنی سند سے اور لیکن حفصہ کا طریق تو وہ مروی ہے
خالد حذاء اور ایوب سختیانی اور ہشام بن حسان اور مطر وراق اور حفص بن سلیمان سے اور ان سب روایتوں کو دارقطنی نے
نکالا اور لیکن ابو ہاشم رمانی کا طریق تو روایت کیا اوسکو شریک اور منصور نے نکالا انکو دارقطنی نے اور نکالا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے شریک کے طریق سے فقط اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں دوسری ابو العالیہ کی روایت اور
کسی نے نکالا اوسکو دارقطنی نے خالد بن عبد اللہ واسطی سے اور انہوں نے ہشام بن حسان سے اوانہوں نے حفصہ سے اوانہوں
نے ابو العالیہ سے اوانہوں نے ایک انصاری مرد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہ رہے تھے اتنے میں ایک شخص گذرا جسکی
نگاہ میں فتور تہا وہ کنوئیں میں گر پڑا تو لوگوں میں سے کئی گروہ ہنس پڑے پہر حکم دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص
ہنسا وہ لوٹا دے وضو کو اور نماز کو دارقطنی نے کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو خالد نے اور نہیں نام لیا اوس شخص کا اور نہ بیان
کیا کہ وہ شخص صحابی تہا یا نہیں اور خالد کو کچھ نہ کیا اور مخالفت کی خالد کی پانچ حافظ ثقہ شخصوں نے اور اُن کا قول اولی ہے
ساتھ صواب کے انتہے زیلعی نے کہا کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ خالد کی مخالفت ان پانچوں نے نہیں کی بلکہ خالد نے اونکی
روایت پر زیادتی کی اور خالد ثقہ عدل ہے تو اوسکی زیادتی مقبول ہے پہر دارقطنی نے اپنی سند سے روایت کیا عاصم سے انہوں نے
کہا ابن سیرین نے کہا حسن اور ابو العالیہ کی مرسل روایتیں مت لو اور ہم نے بصرے کے دو شخصوں کی روایتیں مت بیان کرو ایک ابو العالیہ
کی اور ایک حسن بصری کی کیونکہ یہ دو پرواہ نہیں کرتے تہے کسی سے حدیث روایت کرنے میں اور ابن عون سے اسی سند سے روایت کی ابن سیرین نے

کہا جاتا راوی ایسے ہین کہ اونکی حدیثین لوگ سچی سمجھتے ہین اور انکو پرواہ نہ تھی کسی سے حدیث سننے مین پھر بیان کیا حسن اور ابوالعالیہ اور
حمید بن ہلال کو اور بنعین ذکر کیا جیسے تھے شخصکو اور ایک شخص نے جو تھے کا نام لیا انس بن سیرین اور معبد جہنی کی مرسل کو
روایت کیا دارقطنی نے امام ابوحنیفہ سے اونہون نے منصور بن زاذان واسطی سے اونہون نے حسن سے اونہون نے معبد جہنی سے اونہون نے رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ ایک بار نماز مین تھے اتنے مین ایک اندھا آیا نماز کے ارادے سے پھر وہ گر پڑا ایک گڈھے مین یہ دیکھکر لوگ ہنس
پڑے یہانتک کہ قہقہہ لگا یا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا جس نے تم مین سے قہقہہ لگایا وہ لوٹا دے وضو کو اور
نماز کو دارقطنی نے کہا وہم کیا اس حدیث مین ابوحنیفہ نے منصور پر کیونکہ منصور نے روایت کیا اوسکو محمد بن سیرین سے اونہون نے معبد سے
اور یہ معبد صحابی نہین اور کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے تقدیر مین اسی نے گفتگو کی اور یہ تابعین مین سے تھا نقل کیا یہ منصور سے غیلان
بن جامع اور ہشیم بن بشیر نے اور یہ دونون زیادہ حافظ ہین ابوحنیفہ سے اسناد کو پھر نکالا اس حدیث کو ان دونون کی روایت سے اور ابن
عدی نے کہا کہ معبد کا ذکر اس اسناد مین کسی نے نہین کیا مگر ابوحنیفہ نے اور ابوحنیفہ نے غلطی کی آمین ہم سے ابن حماد نے کہا اور وہ
مائل تھا ابوحنیفہ کیطرف کہ یہ معبد ہوذہ کا بیٹا ہے ابن عدی نے کہا یہ ابن حماد کی غلطی ہے کیونکہ معبد بن ہوذہ انصاری ہے اور یہ
معبد جہنی ہے انتہے اور ابراہیم نخعی کی مرسل کو روایت کیا دارقطنی نے ابومعاویہ سے اوس نے اعمش سے اوس نے ابراہیم سے کہ اونہون
نے کہا ایک شخص آیا اندہی آنکھون والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین تھے اخیر حدیث تک ہے دارقطنی نے علی بن المدینی
سے بسند روایت کی اونہون نے کہا کہ مینے عبدالرحمن بن مہدی سے کہا اس حدیث کو ابراہیم نے مرسلاً روایت کیا اونہون نے کہا مجھ
سے شریک نے حدیث بیان کی ابوہاشم سے اونہون نے کہا مینے یہ حدیث ابراہیم سے بیان کی ابوالعالیہ کی روایت سے تو ابراہیم کی روایت
ابوالعالیہ کیطرف پھر گئی کیونکہ ابوہاشم نے کہا کہ مینے ابراہیم سے اسکو ذکر کیا انتہے اور یہ جو دارقطنی نے بیان کیا علی بن المدینی
سے ابن عدی نے کامل مین اسی عبارت سے اوسکو نقل کیا اور ابن عدی نے یحییٰ بن معین سے نقل کی اسناد سے اونہون نے کہا
ابراہیم کی مرسل حدیثین صحیح ہین مگر بحرین کے سوداگر کی روایت اور قہقہہ کی روایت مین کہتا ہون قہقہہ کی روایت تو معلوم ہو چکی
اور بحرین کے سوداگر کی روایت کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین روایت کیا حدیث بیان کی ہمسے وکیع نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے اعمش نے اونہون نے روایت کی ابراہیم سے کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین ایک سوداگر آدمی ہون بحرین کو آتا
جاتا ہون آپنے اوسکو حکم دیا دو دو رکعت پڑہنے کا یعنی قصر کا اور حسن کی مرسل کو روایت کیا دارقطنی نے یونس سے اوس نے
ابن شہاب سے بھتیجے نے اپنے چچا سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے سلیمان بن ارقم نے اونہون نے روایت کی حسن سے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اوس شخص کو جو نماز مین ہنسے وضو اور نماز لوٹانیکا نکالا اسکو دارقطنی نے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو شافعی
نے اپنی سند مین خبر دی ہمکو ثقہ نے یعنی یحییٰ بن حسان نے اونہون نے روایت کی معمر سے انہون نے ابن شہاب سے اونہون نے سلیمان بن

۱۲ حسن کی مرسل کا بیان اور اسکا ضعیف ہونا

ارقم سے اونہون نے حسن سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شافعی نے کہا یہ روایت قبول نکی جاویگی کیونکہ وہ مرسل ہے ابن دقیق العید
نے کہا کہ سلیمان بن ارقم ابن شہاب اور حسن کے بیچ مین ہے اور وہ اہلحدیث کے نزدیک متروک ہے مین کہتا ہون امام محمد نے کتاب الآثار
مین اسکو نکالا تو کہا خبر دی ہمکو ابو حنیفہ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے منصور بن زاذان نے اونہون نے روایت کی حسن
بصری سے پہر بیان کیا اوسکو اور ابن عدی نے کامل مین علی بن المدینی سے نقل کیا باسناد اونہون نے کہا مجہسے عبد الرحمان بن مہدی
نے کہا اور وہ سب لوگون سے زیادہ جاننے والے تہے قہقہ کی حدیث کو کہ اس روایت کا مدار ابو العالیہ پر ہے مینے کہا روایت کیا ہے
کو حسن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً عبد الرحمن نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن زید نے اونہون نے حفص بن سلیمان سے انہون
نے کہا مینے یہ حدیث حسن سے بیان کی تہی حفصہ سے سنکر اوس نے ابو العالیہ سے مینے کہا اوسکو روایت کیا ابراہیم نخعی نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد الرحمان نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شریک نے اونہون نے ابو ہاشم سے اونہون نے کہا مینے یہ حدیث ابراہیم
سے بیان کی ابو العالیہ سے سنکر مینے کہا روایت کیا اوسکو زہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً عبد الرحمان نے
کہا مینے یہ حدیث پڑہی زہری کے بہتیجے کی کتاب مین اوس نے روایت کی زہری سے اوس نے سلیمان بن ارقم سے اوس نے
حسن سے انتہے بیہقی نے سنن مین کہا امام احمد نے فرمایا اگر زہری اور حسن کے پاس اس باب مین کوئی صحیح حدیث ہوتی تو
اوسکے خلاف فتوی دینا جائز نہ رکہتے اور صحیح ہوئی روایت قتادہ سے اوس نے حسن سے کہ وہ نماز مین ہنسنے سے وضو کو لازم نہین
سمجہتے تہے اور شعیب بن ابی حمزہ سے اور اورون سے انہون نے زہری سے نقل کیا کہ اونہون نے کہا نماز مین ہنسنے سے نماز پہر پڑہنا
چاہیے اور وضو دوبارہ نکرنا چاہیے بیہقی نے کہا یہ حدیث باسانید موصولہ مروی ہے مگر وہ سب روایتین ضعیف ہین اور یہ
احادیث اونہون نے خلافیات مین ذکر کین انتہے ابن عدی نے کامل مین کہا یہ حدیث کو حسن بصری اور قتادہ اور ابراہیم
نخعی اور زہری نے مرسلاً روایت کی اور ہر ایک روایت مین اختلاف ہے موصولاً اور مرسلاً اور سب روایتین اخیر مین لوٹ جاتی
ہین ابو العالیہ کیطرف اور ابو العالیہ مین لوگون نے کلام کیا اس حدیث کی وجہ سے لیکن باقی حدیثین اونکی مستقیم ہین اور اچہی ہین
حاکم نے کتاب مناقب الشافعی مین کہا شافعی نے کہا ابو العالیہ ریاحی کی حدیثین ریاح ہین یعنے ہوا ہین یعنی ضعیف ہین حاکم
نے کہا مراد امام شافعی کی قہقہ کی حدیث ہے فقط کیونکہ ابو العالیہ سے کبہی اسکو روایت کرتا ہے محمد بن سیرین اور کبہی حفصہ بنت سیرین
اور کبہی مرسلاً اور کبہی ابو العالیہ عن رجل اور یہ ابو العالیہ تابعین کے ثقات مین سے ہے جن کی عدالت پر اتفاق ہے انتہے بیہقی نے
کتاب المعرفۃ مین کہا کہ امام شافعی کا یہ قول کہ ابو العالیہ ریاحی کی روایات ریاح ہین مراد اس سے وہ روایات ہین جو ابو العالیہ
مرسلاً نقل کرتے ہین اور جو موصولاً نقل کرتے ہین وہ حجت ہین انتہی ابن عدی نے کامل مین حسن بن زیاد لولوی کے ترجمہ مین ذکر کیا کہ جو
شاگرد تہا امام ابو حنیفہ کوفی کا فقہ مین اسحاق نے نقل کیا ابن معین سے کہ وہ جہوٹا ہے کچہ نہین اور نقل کیا اور لوگون سے کہ تہمت کی لوگون

نے بہت سی باتیں کل محبت کی یاد رہی کی بعض حصہ کا تعین میں جو دلالت کرتی ہیں اے امیر میرا اپنی سند سے نقل کیا امام شافعی سے کہ انہوں نے
نے مناظرہ کیا حسن بن زیاد سے ایک دن تو امام صاحب نے کہا تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جس نے ایک پاکدامن کو تہمت لگائی زنا کی
نماز میں حسن نے کہا اوسکی نماز باطل ہو جاوے گی امام شافعی نے کہا اور اسکا وضو حسن نے کہا وضو قائم رہیگا امام شافعی نے کہا تم
نماز میں ہنسے حسن نے کہا اسکی نماز اور وضو دونو باطل ہو جاوینگے شافعی نے کہا تو نماز میں ہنسنا ایک پاکدامن کو زنا کی تہمت لگانا
سے بھی زیادہ ہے تو لا جواب کردیا حسن بن زیاد کو انتہے قصہ مختصر کہتا ہے امام ذہبی نے میزان میں اس قصہ کو اور طرح سے نقل کیا اور
یہ ہے کہ حسن بن زیاد اور شافعی کی کسینے دعوت کی اور وہاں یہ گفتگو ہوئی تو حسن بن زیاد چلدیے اور یہ الزام پایا جانا حسن کا
اسوجہ سے تھا کہ وہ علم حدیث میں مہارت نہ رکھتے تھے ورنہ شافعی کو جواب دیتے کہ ہمارے نزدیک حدیث مرسل مقبول ہے اور ابو العالیہ
کی مرسل یہ روایت ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہنسنے میں وضو اور نماز دونو کے لوٹانیکا پھر اگر امام شافعی ابو العالیہ
کی روایت کو ضعیف کرتے یا مرسل حدیث میں گفتگو کرتے تو اسمیں بھی گفتگو ہو سکتی تھی اور یہ قیاس امام شافعی کا قبول نہیں
ہو سکتا کیونکہ ایسا ہی حنفی شافعی پر اعتراض کر سکتا ہے کہ سور کا گوہ زیادہ نجس ہے یا اپنا ذکر پھر سور کے گوہ میں ہاتھ ڈالنے سے وضو
نہیں ٹوٹتا اور ذکر کو اگرچہ وہ پاک ہے چھونے سے کیونکر وضو ٹوٹ جاتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ گفتگو امام شافعی کی بطور ظرافت
کے تھی ورنہ خدا انپر رحم کرے وہ اور مجتہدوں سے زیادہ حدیث کی پیروی کرنیوالے تھے اور ترک کرنیوالے تھے قیاس اور رائے کے حدیث
کے خلاف میں عینی نے کہا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قہقہہ سے وضو ٹوٹ جانا خصائص میں سے تھا اور دلیل لی ہے اس روایت سے
جسکو نکالا دارقطنی نے سند میں شریک سے اور انہوں نے اعمش سے اور انہوں نے ابو سفیان سے اور انہوں نے جابر سے انہوں نے کہا جو شخص نماز میں ہنسے
اوسپر وضو نہیں ہے اور وضو کا حکم اون لوگوں کے لیے تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہنسے تھے حالانکہ یہ روایت صحیح نہیں ہے
ابن معین نے کہا سب کچھ نہیں ہے اور احمد نے کہا لوگوں نے ترک کیا اسکی حدیث کو اور فلاس نے بھی ایسا ہی کہا اور ہنسی سے وضو نہ ٹوٹنے
کی دلیل ایک اور حدیث ہے جسکو روایت کیا دارقطنی نے ابو شیبہ سے اور انہوں نے یزید ابو خالد سے اور انہوں نے ابو سفیان سے اور انہوں نے جابر سے انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہنسنا نماز کو توڑتا ہے اور وضو کو نہیں توڑتا اور ابو شیبہ کا نام ابراہیم بن عثمان ہے احمد
نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور ابن حبان نے کہا کہ جب یہ اکیلا کوئی روایت کرے تو اوسکی روایت سے دلیل لینا جائز نہیں ہے بیہقی
نے کہا ابو شیبہ نے اسکو روایت کیا مرفوعًا اور وہ ضعیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور باوجود ضعف اسناد کے اسکے
متن میں اضطراب ہے کیونکہ اسی اسناد سے ایک روایت یوں ہے کہ بات کرنا نماز کو توڑتا ہے اور وضو کو نہیں توڑتا نکالا اوسکو
دارقطنی نے اور تبسم سے نماز باطل نہ ہوگی اس باب میں دلیل لی ہے اس حدیث سے جسکو نکالا طبرانی نے اپنی معجم میں اور ابو یعلی موصلی نے اپنی
سند میں اور دارقطنی نے سنن میں وازع بن نافع عقیلی سے اور انہوں نے ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جابر

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اپنے اصحاب کے ساتھ عصر کی اتنے میں آپ نے تبسم فرمایا نماز میں جب آپ نماز سے فارغ ہو
تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تبسم فرمایا نماز میں آپ نے فرمایا میکائیل میرے سامنے سے گذرے انکے بازو پر غبار تھا تب میں نے تبسم کیا
وہ لوٹ رہے تھے قوم کو ڈھونڈھ کر دارقطنی نے سکوت کیا اس حدیث سے حالانکہ وزع بن نافع بہت ضعیف ہے اور منکر معجم طبرانی میں
میکائیل کے بدلے جبرئیل کا نام دیکھا اور ذکر کیا اس حدیث کو سہیلی نے روض الانف میں دارقطنی سے اور کلام کیا اوس پر اور بیان کیا
اپنی کلام کو کہ وہ میکائیل تھے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا میں اور علت کی وزع سے اور کہا وہ بہت وہم کرتا ہے
تو باطل ہے حجت لانا اوس سے ایک دوسری حدیث ہے جسکو روایت کیا طبرانی نے معجم صغیر میں ثابت بن محمد زاہد سے اونہوں نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے سفیان ثوری نے اونہوں نے ابو الزبیر سے اونہوں نے جابر سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے
نماز کو نہیں توڑتا تبسم کرنا اور دانت کھولدینا لیکن توڑ دیتا ہے نماز کو قہقہہ طبرانی نے کہا نہیں مرفوع کیا اسکو سفیان سے
کسی نے سوا ثابت کے پھر کہا اوسکو عبد الرزاق کی طریق سے سفیان ثوری سے موقوفاً اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے
کامل میں اسمیں یہ ہے لیکن توڑ دیتا ہے نماز کو قرقرہ یعنے قہقہہ ابن عدی نے کہا میں نہیں جانتا اسکو مگر ثابت کی روایت سے
ثوری سے اور شاید ثابت نے یہ حدیث ثوری سے سنی ہو اور ابو الزبیر سے پھر شبہ ہو گیا ثابت کو انتہی اور روایت کیا اسکو ابن حبان
نے کتاب الضعفا میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی سے اونہوں نے ابو الزبیر سے اونہوں نے جابر سے مرفوعاً جب کوئی شخص ہنسے اپنی نماز
میں تو اوسپر وضو ہے اور نماز اور جب تبسم کرے تو اوسپر کچھ نہیں انتہی حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ حسن نے قہقہہ سے نماز میں وضو کو
لازم کیا اور دوسرے علما اسکے قائل نہیں ہوئے اور اس باب میں ایک حدیث ہے کہ اہل معرفت نے اتفاق نہ کیا اوسکی صحیح ہونے
پر اور اصح یہ ہے کہ جسکو احتیاط منظور ہو وہ وضو دوبارہ کرلے اور جو نہ کرے تو اوسپر کچھ الزام نہیں ہے انتہی مختصراً وقال الحسن
ان اخذ من شعرہ او اظفارہ او خلع خفیہ فلا وضوء علیہ اور حسن ابن ابی حسن بصری نے کہا جب کسی نے اپنے بال
کترے یا مونچھ کے یا اپنے ناخون کتر ڈالے تو اوسپر وضو نہیں ف یعنی دوبارہ وضو کرنا لازم نہیں اگر خیال ہو کہ پہلا مسح بالوں پر
ہوا تھا یا موزوں پر اور اب بال اور موزے نہیں ہیں تو سر اور پاؤں بغیر طہارت کے رہ گیا۔ حافظ ابن حجر نے کہا پہلا مسئلہ حسن سے موصول
کیا سعید بن منصور اور ابن منذر نے باسناد صحیح اور مخالفت کی اوسمیں مجاہد اور حکم بن عتیبہ اور حماد نے اونہوں نے کہا جس نے ناخون
کترائے یا مونچھ کے بال کترائے تو اوسکو دوبارہ وضو کرنا چاہیے اور ابن منذر نے نقل کیا کہ اجماع ہو گیا حسن کے قول پر اور دوسرے مسئلے
کو حسن سے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح اور موافقت کی حسن کی ابراہیم نخعی اور طاؤس اور قتادہ اور عطا نے اور ایسا ہی فتوی
دیتے تھے سلیمان بن حرب اور داؤد اور مخالفت کی انکی جمہور علما نے تو جنہوں نے موالاۃ کو واجب کیا ہے وہ کہتے ہیں دوبارہ وضو
کرے اور جو موالاۃ کو واجب نہیں کہتے وہ کہتے ہیں صرف دونو پاؤں دھولے اور یہی زیادہ ظاہر ہے شافعی کے مذہب میں اور موطا

مین ہے کہ بہتر ہے کہ پہر سے وضو کرے اور بعض شافعیہ کے نزدیک واجب ہے مگر اولاہ واجب نہین اور لیث سے اسکا عکس منقول
ہے انتہی وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ اور ابو ہریرہ نے کہا وضو لازم نہین ہوتا مگر حدث سے **ف** روایت کیا اسکو
اسمعیل قاضی نے احکام مین بسند صحیح مجاہد سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی نے شعبہ سے
انہون نے سہیل بن ابی صالح سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے مرفوعًا اور اسمین اتنا زیادہ ہے یا بو سے یا رفتح اخیل مین ہے کہ
امام احمد اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو
نہین ہے مگر آواز سے یا بو سے بیہقی نے کہا حدیث ثابت ہے اور بخاری مسلم نے نکالا اوسکو سنون مین عبد اللہ بن زید سے اور روایت
کیا اوسکو احمد اور طبرانی نے سائب بن خباب سے اوس مین یہ ہے کہ وضو نہین ہے مگر بو سے یا آواز سننے سے ابن ابی حاتم نے کہا
مینے اپنی باپ سے ابو ہریرہ کی اس حدیث کو سنا لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ صَوْتٍ اَوْ رِيْحٍ اونہون نے کہا یہ وہم ہے
شعبہ کا انہون نے حدیث کو مختصر کر ڈالا اور پوری حدیث سہیل سے اور انکے اصحاب سے یون روایت کی جب کوئی تم مین سے نماز مین ہو
پہر اوسکو دل مین وسوسہ پیدا ہو یا دبر سے کانو نہ نکلے یہانتک کہ آواز سنے یا بو پاوے شوکانی نے کہا شعبہ امام ہین حافظ ہین
حدیث کے اور ابو حاتم کا کلام مقبول نہین انتہے مختصرًا **مترجم** کہتا ہے امام مسلم نے اپنی صحیح مین ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی اپنے پیٹ مین کچہ پاوے پہر اوسکو شبہ ہو کہ اوسکے پیٹ سے کچہ نکلا یا نہین تو مسجد
باہر نہ نکلے جبتک آواز نہ سنے یا بو نہ پاوے مسک الختام مین ہے کہ روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی نے **وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ**
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَنَزَفَهُ الدَّمُ فَرَكَعَ وَسَجَدَ وَمَضٰى فِيْ صَلٰوتِهٖ
اور ذکر کیا جاتا ہے جابر بن عبد اللہ انصاری سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ذات الرقاع کی لڑائی مین تہے **ف**
حافظ ابن حجر نے کہا اس لڑائی کا بیان جو چاہے تو کتاب المغازی مین آویگا سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ یہ لڑائی سنہ ہجری
مین ہوئی اور ذات الرقاع اوسکو اسلیے کہتے ہین کہ اس لڑائی مین صحابہ نے اپنے جہنڈون مین پیوند لگائے تہے اور بعضون
نے کہا وہان ایک درخت تہا جسکو ذات الرقاع کہتے تہے **انتہی** وہان ایک شخص کو ایک تیر لگا **ف** اوسکا قصہ یہ ہے کہ رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم رات کو ایک گہاٹی مین اوترے اور فرمایا آج رات کو کون ہمارا پہرہ دیگا تو مہاجرین مین سے ایک شخص اٹہا
اور انصار مین سے ایک اور تم دونو گہاٹی کے منہ مین رہے پہر دونو نے رات کو بانٹ لیا پہرے کے لیے تو مہاجر سو رہا اور انصاری
کہڑا ہو کر نماز پڑہنے لگا ایک شخص آیا کافرون مین سے اور اوس نے انصاری کو دیکہکر ایک تیر مارا وہ تیر انصاری کے لگا
اوس نے تیر نکال لیا اور نماز پڑہتا گیا پہر اوس دو دکافر نے دوسرا تیر مارا انصاری نے پہر ایسا ہی کیا پہر تیسرا تیر مارا انصاری نے
بہی نکال لیا اور رکوع کیا اور سجدہ کیا اور نماز تمام کی پہر اپنے رفیق کو جگایا جب اوس نے یہ خون دیکہا تو کہا تیسرے مجہکو پہلے

بحث عدم وضو از خروج دم

ہی تیر مین کیون نہ جگا دیا انصاری نے کہا مین ایک سورت پڑہ رہا تہا تو مجہے اچہا معلوم ہوا اوسکو موقوف کرنا روایت کیا اس قصے کو
بیہقی نے دلائل مین دوسرے طریق سے اور کہا کہ انصاری کا نام عباد بن بشر تہا اور مہاجر کا عمار بن یاسر اور سورہ کہف کا سورہ تہا
(فتح) زیلعی نے تخریج مین کہا کہ بیہقی کی روایت مین یہ ہے کہ عمار بن یاسر سوئے اور عباد بن بشر کہڑے نماز پڑہتے تہے انہون نے
کہا مین نماز مین ایک سورت پڑہ رہا تہا کہف کی تو مین نے پسند نکیا اسکا توڑنا انتہے حقیقت مین نماز صحابہ کی نماز تہی اللہ انپر
رحم کرے اور انکے درجے بلند کرے **ف** اور بہت خون اسمین سے بہا لیکن انہون نے رکوع کیا اور سجدہ کیا اور اپنی نماز پڑہی گیا۔
ف حافظ ابن حجر نے کہا جابر کے اس قصے کو ابن اسحاق نے مغازی مین نکالا اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے صدقہ بن یسار
نے اونہون نے روایت کی عقیل بن جابر سے اونہون نے اپنے باپ سے طول کے ساتھ اور روایت کیا اوسکو احمد اور ابوداؤد اور دارقطنی نے
اور صحیح کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے سب نے روایت کیا ابن اسحاق کے طریق سے اور ابن اسحاق کے شیخ صدقہ
ثقہ ہین اور عقیل سے بیٹے ہین نہین جانا کسی نے روایت کی ہو سوا صدقہ کی اور اسی واسطے امام بخاری نے اس روایت مین جزم کا
صیغہ بیان نہین کیا بلکہ یون کہا ذکر کیا جاتا ہے جابر سے یا اسلیے کہ امام بخاری نے اوسکو مختصر کیا یا اسلیے کہ ابن اسحاق مین جو
اختلاف ہے بعضون نے کلام کیا اون مین (فتح) حافظ ابن حجر نے کہا مولف کی غرض اس قصے کے لانے سے یہ ہے کہ حنفیہ کے مذہب
رد کرین حنفیہ کہتے ہین کہ جب خون نکلکر بہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس انصاری نے نماز کیونکر پڑہی
حالانکہ اوسکا بدن اور کپڑا نجس ہو گیا تہا خون سے خطابی نے اسکا جواب دیا ہے کہ شاید خون اسطرح سے بہا ہو کہ اوسکے
کپڑے اور بدن سے الگ گرا ہو اور یہ بعید ہے قیاس سے اور احتمال ہے کہ کپڑے پر گرا ہو لیکن اوسنے کپڑا الگ کر دیا ہو اور جسم پر اتنا
لگا ہو جتنا معاف ہے اور اگر اس اعتراض کا جواب نہو سکے تب بہی اتنی بات نکلتی ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہین جاتا اور امام
بخاری کی یہی غرض ہے اور ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری کا مذہب یہ ہے کہ نماز مین خون نکلنے سے نماز باطل نہین ہوتی کیونکہ اسکے بعد انہون
نے حسن کا اثر بیان کیا کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخمون مین نماز پڑہتے رہے اور صحیح ہوئی یہ روایت کہ حضرت عمر نے نماز پڑہی اور انکے
زخم سے خون بہتا تہا (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ مَا زَالَ الْمُسْلِمُونَ يُصَلُّونَ فِي جِرَاحَاتِهِمْ اور حسن بصری نے کہا ہمیشہ مسلمان
نماز پڑہتے تہے اپنے زخمون مین **ف** حافظ ابن حجر نے بیان نہین کیا کہ حسن کے اس اثر کو کس نے موصولاً روایت کیا اور قسطلانی
نے اور عینی نے اسکی یہ تاویل کی کہ زخمون مین نماز پڑہنے سے یہ غرض ہے کہ خون نہین بہتا تہا اون مین سے اور دلیل اسکی یہ ہے
کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین ہشیم سے انہون نے یونس سے انہون نے حسن سے کہ وہ وضو لازم نہین سمجہتے تہے خون
نکلنے سے مگر اس خون سے جو بہتا ہو اور اسناد اسکا صحیح ہے عینی نے کہا حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور حسن کا یہ اثر حنفیہ کی حجت ہے
مخالفین پر قسطلانی نے کہا امام بخاری نے جو اثر نقل کیا وہ یہ نہین ہے کیونکہ امام بخاری کے اثر مین صحابہ کا حال ہے اور عینی

نے جو اثر نقل کیا وہ خود حسن کا مذہب ہے واللہ اعلم وقال طاؤس ومحمد بن علی وعطاء واھل الحجاز لیس فی الدم
وضوء اور طاؤس نے ذکوان بن کیسان یمانی حمیری فقیہ مشہور نے اور امام محمد بن علی بن حسین بن علی علیہم السلام جنکا لقب باقر
ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اور حجاز کے علماء نے کہ خون میں وضو نہیں ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا کہ طاؤس کے اثر کو
ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح روایت کیا اور اسکی عبارت یہ ہے کہ طاؤس خون میں وضو نہیں دیکھتے تھے بلکہ کہتے تھے خون کو دھو ڈالا
جاوے بس یہی کافی ہے اور امام محمد باقر کے اثر کو ہمنے موصولاً روایت کیا حافظ ابو البشر کے فوائد میں اعمش کے طریق سے انھوں نے
کہا میں نے ابو جعفر باقر سے پوچھا نکسیر پھوٹنے کو انہوں نے کہا اگر خون کی ایک نہر بہ نکلے تو میں اس سے وضو نہ کروں اور عطاء بن ابی
رباح کے اثر کو عبد الرزاق نے روایت کیا ابن جریج سے انہوں نے عطاء سے انتہی قسطلانی نے کہا امام محمد باقر کو باقر اس لیے کہتے
تھے کہ انہوں نے علم کو چیر لیا اور اسکے حقائق تک پہنچ گئے رضی اللہ عنہ وعصر ابن عمر بثرۃ فخرج منھا الدم ولم یتوضأ
اور عبد اللہ بن عمر نے ایک پھنسی کو دبایا اس میں سے خون نکلا پھر وضو نہیں کیا ف اور نماز پڑھی روایت کیا اسکو ابن
ابی شیبہ نے باسناد صحیح (فتح) وبزق ابن ابی اوفی دما فمضی فی صلوتہ اور عبد اللہ بن ابی اوفی آخر کوفہ میں سے صحابہ کے
بعد مرے سنہ ۸۶ ہجری میں اور امام ابو حنیفہ نے انکو دیکھا اسوقت انکی عمر سات برس کی تھی قسطلانی نے خون تھوکا اور
نماز پڑھتے گئے ف روایت کیا اسکو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں عطاء بن السائب سے کہ انہوں نے دیکھا عبد اللہ بن ابی اوفی
کو ایسا ہی اور سفیان نے عطاء سے اسکو حافظہ بگڑنے کے پہلے سنا ہے تو اسناد صحیح ہے وقال ابن عمر والحسن فیمن
یحتجم لیس علیہ الا غسل محاجمہ اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری نے کہا جو شخص پچھنے لگاوے اوس پر کچھ نہیں ہے مگر
جس مقام پر پچھنے لگے ہوں انکو دھو ڈالے ف اور وضو کرنا ضرور نہیں کیونکہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا حافظ ابن حجر نے
کہا ابن عمر کے اثر کو شافعی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اسمیں یہ ہے کہ ابن عمر جب پچھنے لگاتے تو پچھنے کے مقاموں کو دھو ڈالتے
اور حسن بصری کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اسمیں یہ ہے کہ حسن سے پوچھا گیا ایک شخص پچھنے لگاوے تو کیا لازم ہے اوسپر
انہوں نے کہا پچھنے کے مقامات کو دھو ڈالے اور لیث سے منقول ہے کہ پچھنے کے مقامات پر مسح کر لے اور نماز پڑھے اور انکا دھونا
بھی ضرور نہیں انتہی مختصراً نیل میں ہے کہ قاسمیہ اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور احمد بن حنبل اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک
بہتا ہوا خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاویگا اور ابن عباس اور ناصر اور مالک اور شافعی اور ابن ابی اوفی
اور ابو ہریرہ اور جابر بن زید اور ابن مسیب اور مکحول اور ربیعہ کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں جاتا اگرچہ بہتا ہو اور اول طائفہ نے
دلیل لی ہے اس حدیث سے جسکو نکالا ابن ماجہ اور دار قطنی نے اسمعیل بن عیاش سے اونہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ
سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے اونہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو قے آوے یا نکسیر پھوٹے یا منہ بھر کر

نکلی یا مذی نکلی تو وہ نماز چھوڑ دیوے اور وضو کرے پھر اپنی نماز پر جوڑ لگا لے یعنے بنا کرے جتنی پہلے پڑھ چکا تہا اوسکو قائم رکھکر آگے سے پڑھے) اور اس بیچ میں بات نہ کرے دارقطنی نے کہا ابن جریج کے اصحاب جو حافظ ہیں سو حدیث کو ابن جریج سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے باپ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور اس حدیث میں بہتوں نے علت نکالی ہے کہ اسمعیل بن عیاش اسکو روایت کرتا ہے ابن جریج سے جو حجازی ہیں اور اسمعیل کی روایت اہل حجاز سے ضعیف ہے اور مخالفت کی اسمعیل کی اور حافظوں نے ابن جریج کے اصحاب میں سے تو اسکو روایت کیا مرسلاً جیسے مصنف نے کہا اور صحیح کیا اوس کے ارسال کو ذہلی نے اور دارقطنی نے علل میں اور ابو حاتم نے اور کہا کہ اسمعیل کی روایت خطا ہے اور ابن معین نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور امام احمد نے کہا کہ صواب یوں ہے ابن جریج سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نکالا اوسکو دارقطنی نے اسمعیل بن عیاش سے انہوں نے عطا بن عجلان سے اور عباد بن کثیر سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے اور کہا کہ عطا اور عباد دونو ضعیف ہیں اور بیہقی نے کہا کہ صواب اس حدیث کا ارسال ہے اور رفع کیا اوسکو سلیمان بن ارقم نے بھی لیکن وہ متروک ہے اور اس باب میں ابن عباس سے روایت کی دارقطنی اور ابن عدی اور طبرانی نے اوس میں یہ ہے جب تم میں سے کسی کی نکسیر پھوٹے نماز میں تو وہ نماز چھوڑ دیوے اور خون دھو ڈالنے سے پھر تازہ وضو کرے اور نماز شروع کرے حافظ نے کہا اسکی اسناد میں سلیمان بن ارقم ہے وہ متروک ہے اور دارقطنی نے ابو سعید سے روایت کیا اوس میں یہ ہے جب تم میں سے کوئی قے کرے یا اوسکی نکسیر پھوٹے اور وہ نماز میں ہو یا حدث کرے تو نماز چھوڑ دے پھر وضو کرے پھر آوے اور بنا کرے اوس نماز پر جو پڑھ چکا تہا اسکی اسناد میں ابو بکر زاہری ہے وہ متروک ہے اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف میں موقوفاً حضرت علی سے اور اسناد اوسکا حسن ہے کہا یہ حافظ نے اور سلمان سے بھی ایسا ہی روایت کیا اور امام مالک نے موطا میں ابن عمر سے روایت کیا کہ اون کی جب نکسیر پھوٹتی تو وہ لوٹ جاتے اور وضو کرتے اور بات نہ کرتے پھر لوٹ آتے اور بنا کرتے اور امام شافعی نے ابن عمر کا قول ایسا ہی روایت کیا اور دلیل لی ہے اون لوگوں نے جنہوں نے حضرت علی کی حدیث سے کہ اوسنے وضو فرض کیا ہر حدث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وضو سات باتوں سے لازم ہے اور اسمیں بہتے ہوئے خون کا بھی ذکر ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی حدیث کے معتبر اماموں کی روایت سے زیلعی نے ہدایہ کی تخریج میں کہا کہ حضرت علی کی یہ حدیث کہ اونہوں نے سات باتوں کو حدث گنا غریب ہے اور شوکانی نے کہا کہ یہ حدیث زیدیہ کی کتابوں میں منقول ہے اور امام بیہقی نے خلافیات میں ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹایا جاویگا وضو سات باتوں سے پیشاب نکلنے سے اور بہتے ہوئے خون سے اور قے سے اور منہ بھر کر اولٹی سے اور کروٹ پر سونے سے اور نماز میں قہقہہ کرنے سے اور خون نکلنے سے انتہی اور اسکی اسناد میں سہل بن عفان اور جارود بن یزید

وہ تو ضعیف میں دوسرے یہ کہ موضع ہے اوسکو انس کی روایت کہا کہ پچھنے لگائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر نماز پڑھی اور وضو
نہ کیا اور نہیں زیادہ کیا پچھنے کے مقامات دھونے پر روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے حافظ نے کہا اوسکی اسنا
میں صالح بن مقاتل ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابن عربی نے دعوی کیا کہ دارقطنی نے اس حدیث کو صحیح کہا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ
دارقطنی نے اپنی سنن میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا کہ صالح بن مقاتل قوی نہیں ہے اور امام نووی نے ضعفا میں اسکو
ذکر کیا اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ خون کا نکلنا وضو کو نہیں توڑتا لیکن اسپر اول طائفہ والوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ ایک
حکایت ہے فعل کی تو معارض نہ ہوگی قول کے اور مصنف نے کہا ایک جماعت صحابہ سے صحیح ہوا کہ اونہوں نے تھوڑا خون نکلنے
سے وضو نہ کیا اور اس حدیث پر محمول ہے اور جن حدیثوں سے وضو کا ٹوٹنا خون سے نکلتا ہے مراد اون میں یہ ہے کہ بہت سا
خون نکلے جیسے امام احمد اور انکے موافقین کا مذہب ہے اور اس صورت میں جمع ہو جاتا ہے حدیثوں میں شوکانی نے کہا اس جمع کی تائید
کرتی ہے وہ روایت جو دارقطنی نے کی ابوہریرہ سے مرفوعاً ایک قطرے یا دو قطرے خون میں وضو نہیں ہے مگر جب بہتا ہوا خون ہو اور
اوسکی اسناد میں محمد بن فضل بن عطیہ ہے اور وہ متروک ہے حافظ نے کہا اسکا اسناد بہت ضعیف ہے اور تائید کرتا ہے اسکی وہ
جو روایت کیا شافعی اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ابن عمر سے کہ اونہوں نے دبایا ایک پھنسی کو جو اونکے منہ پر تھی اور اوس میں سے کچھ خون
نکلا پھر اونہوں نے اوسکو مل دیا اپنی اونگلی میں پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور امام بخاری نے اس اثر کو تعلیقاً بیان کیا اور ابن
عمر سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ جب پچھنے لگاتے تو پچھنے کے مقامات دھو ڈالتے ذکر کیا اوسکو ابن حجر نے تلخیص میں اور ابن عباس
سے مروی ہے اونہوں نے کہا پچھنیوں کا اثر دھو ڈال اپنے بدن سے اور کافی ہے یہ تجھکو روایت کیا اوسکو شافعی نے اور ایسا ہی روایت
کیا شافعی نے ابن ابی اوفی سے اور امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں اوسکو وصل کیا اور ابوہریرہ سے موقوفاً ایسا ہی روایت کیا اور
بخاری نے معلقاً جابر سے ایسا ہی نکالا اور ابن خزیمہ نے اوسکو وصل کیا اور ابوداود نے عقیل بن جابر کے طریق سے اونہوں نے اپنے
باپ سے اور بیان کیا اون دو آدمیوں کا قصہ جو نگہبانی کر رہے تھے پھر اون میں سے ایک کو تیر لگے اور وہ نماز پڑھتا رہا یہ قصہ اوپر
گذر چکا اور عقیل بن جابر کو میزان میں کہا کہ اوس میں جہالت ہے کاشف میں ہے کہ ابن حبان نے اوسکو ثقات میں لکھا اور ایسا
ہی مروی ہے حضرت عائشہ سے حافظ نے کہا یہ روایت مجھکو نہیں ملی تو یہ جماعت ہے صحابہ کی جسکو مراد لیا مصنف نے اور تو پہچان
چکا جو حق ہے اس باب میں اس حدیث سے پہلی حدیث کی شرح میں شوکانی نے اس سے پہلی حدیث کی شرح میں کہا یہ حدیث کہ وضو نہیں
ہے مگر آواز سے یا بو سے ثابت ہے جیسے اوپر گذرا اور اوسکا کلمہ حصر کا ہے جو اس سے نکلتا ہے کہ خون یا قے وضو کو نہیں توڑتی مگر جب
کوئی دلیل قائم ہو اور دلیل کوئی ایسی قائم نہیں ہوئی جس میں کلام نہ ہوا ہو اور اس صحابی کا قصہ جسکو تیر لگے تھے ضرور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچا ہوگا لیکن آپنے یہ نہیں فرمایا کہ اوسکی نماز باطل ہو گئی تو ثابت کہنا کہ خون نکلنے سے دوبارہ وضو کرنا

واجب ہے اللہ تعالی پر وہ بات جوڑنا ہے جو اوس نے نہین فرمائی انتہے مختصراً زیلعی نے تخریج مین کہا کہ امام بیہقی نے امام شافعی
سے باسناد روایت کیا کہ حضرت عائشہ کی یہ حدیث جسکو تھے آدمی اخیر تک جو اوپر گذری ثابت نہین ہے اور اگر صحیح ہو تو مراد اوس سے
وضو کرنے سے خون دہونا ہے نہ نماز کا وضو اور یہ تاویل شافعی کی درست نہین ہے کس لیے کہ اگر وضو سے اوس مین خون کا دہونا مراد
ہوتا تو نماز چھوڑ دینے سے اور چلے جانے سے نماز باطل ہو جاتی اسیطرح خون دہونے سے اور اس صورت مین نماز مین جوڑ لگانا
بھی درست نہوتا بلکہ سر سے نماز پڑھنے کا حکم ہوتا اور اسمعیل بن عیاش کو ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور انھون نے زیادہ کیا
حضرت عائشہ کو اسناد مین اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اگر مرسل بھی ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک مرسل حجت ہے البتہ ابو سعید
خدری کی حدیث معلول ہے کیونکہ اوسکی اسناد مین ابو بکر داہری ہے ابن جوزی نے تحقیق مین کہا احمد نے کہا کچھ نہین اور سعدی
نے کہا کہ وہ کذاب ہے اور ابن حبان نے کہا وہ حدیث بناتا تھا اور دوسرے یہ کہ روایت کیا اسحدیث کو حجاج نے زہری سے اور انھون نے
عطا بن یزید سے اور انھون نے ابو سعید خدری سے اور معلوم نہین کہ یہ حجاج کون ہے اگر حجاج بن ارطاۃ ہے تو اوس نے زہری کو نہین
سُنا اور نہ اوس سے ملا اور ابن جوزی نے تحقیق مین ہمارے اصحاب کے لیے دلیل لی ہے اسحدیث سے جسکو بخاری نے اپنی صحیح مین
نکالا فاطمہ بنت ابی حبیش سے اوسمین یہ ہے کہ یہ ایک رگ ہے اور حیض نہین ہے پھر جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض
چلا جاوے تو خون دہو ڈال ہشام نے کہا میرے باپ نے کہا پھر وضو کر تو ہر نماز کے لیے یہانتک کہ وہ وقت آوے اور مخالف نے اسپر
یہ اعتراض کیا کہ ہر نماز کے لیے وضو کر یہ عروہ کا کلام ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے لیکن اوس نے
اوسکو معلق کیا کیونکہ اگر عروہ کا کلام ہوتا تو وہ یون کہتے پھر وہ وضو کرے ہر نماز کے لیے جب کہا کہ وضو کر تو ہر نماز کے لیے تو
معلوم ہوا کہ یہ خطاب ہے فاطمہ کیطرف اور وہ حضرت کا کلام ہے اور روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور اسکو عروہ کا کلام نہین قرار دیا
اور اوسمین یہ ہے کہ جب خون چلا جاوے تو خون دہو اور وضو کر ہر نماز کے لیے یہانتک کہ وہ وقت آوے انتہے مترجم کہتا ہے زیلعی کا یہ استدلال صحیح
نہین اور اگر یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہوتی تو انکا مذہب قوی ہو جاتا کس لیے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وجہ استدلال صحیح نہ ہونے
کی یہ ہے کہ بحث اوس خون مین ہے جو سبیلین کے سوا اور مقامات سے نکلے اور استحاضہ کا خون تو قبل سے نکلتا ہے اور
وہ حدث ہے البتہ امام مالک پر اسحدیث سے حجت ہو سکتی ہے وہ کہتے ہین خون اکثر جو غیر معتاد ہو وہ اگر سبیلین سے بھی نکلے تو بھی
ناقض وضو نہین ہے لیکن شافعی اور محققین علماء حدیث کے نزدیک سبیلین سے جو نکلے وہ حدث ہے واللہ اعلم زیلعی نے کہا اس باب
مین اور ایک حدیث ہے جسکو روایت کیا دارقطنی نے عمرو قرشی ابو خالد واسطی سے اونھون نے ابو ہاشم سے اونھون نے
زاذان سے اونھون نے سلمان سے اونھون نے کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو دیکھا میرے ناک سے
خون بہا تھا آپ نے فرمایا تازہ وضو کر اور روایت کیا اوسکو بزار نے اپنی مسند مین اور سکوت کیا اوس سے ابن القطان

نے کہا اسحاق بن راہویہ نے کہا عمرو بن خالد ابو خالد واسطی بناتا ہے حدیث کو اور ابن معین نے کہا وہ جھوٹا ہے اور ابن جوزی نے
تحقیق مین کہا وکیع نے کہا عمرو بن خالد ہمارے پڑوس مین تہا اور حدیث بناتا تہا جب اوسکا حال معلوم ہوگیا تو وہ سرک کر چلدیا ابو زرعہ
نے کہا وہ حدیث بناتا تہا اور روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین یزید بن عبد الرحمان بن خالد دالانی
سے اونہون نے ابو ہاشم سے پہر یہی اسناد ہے جو گذرا اور کہا کہ معلول ہے بوجہ دالانی کے وہ بہت خطا کرتا ہے اوسکی حدیث
حجت نہین ہے جب موافق ہو اور روایتون کے تو جب متفرد ہو تو کیونکر حجت ہوگی اور ایک اور حدیث ہے جسکو روایت کیا
دار قطنی نے عمر بن رباح سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن طاوس نے اونہون نے روایت کی اپنے
باپ سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک سے جب خون نکلتا نماز مین تو آپ
وضو کرتے پہر جوڑ لگاتے اپنی نماز پر اور مخالف یکہتا ہے اسکی سند مین عمر بن رباح ہے ابن عدی نے کامل مین کہا عمر بن
رباح ابن طاوس کا مولے ابن طاوس سے باطل روایتین نقل کرتا ہے اوسکی متابعت کوئی نہین کرتا اور نقل کیا ابن
عدی نے بخاری سے کہ اونہون نے کہا عمر بن رباح دجال ہے اور تحقیق مین ہے دار قطنی نے کہا وہ متروک ہے ابن حبان
نے کہا وہ ثقہ لوگون سے موضوع حدیثین روایت کرتا ہے اور اسکی حدیث لکھنا جائز نہین مگر تعجب کے طور پر اور ایک اور
حدیث ہے جسکو روایت کیا ابن عدی نے کامل مین زید بن ثابت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک بہتے
خون سے وضو ہے ابن عدی نے کہا ہم نہین پہچانتے اس حدیث کو مگر احمد بن فرج کی روایت سے اور اسکی
روایت حجت نہین ہے لیکن لکہی جاویگی ابن ابی حاتم نے کتاب العلل مین کہا کہ احمد بن الفرج سے ہم نے
حدیثین لکہین اور ہمارے نزدیک وہ سچا ہے اور ایک اور حدیث ہے جسکو دار قطنی نے نکالا سنن مین یزید
بن خالد سے اونہون نے یزید بن محمد سے اونہون نے عمر بن عبد العزیز سے اونہون نے تمیم داری سے کہ فرمایا
جناب رسالت مآب حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بہتے خون سے وضو ہے دار قطنی
نے کہا عمر بن عبد العزیز نے نہ تمیم کو دیکہا نہ اون سے سنا اور یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونون مجہول ہین
زیلعی نے کہا یہ تو مرفوع حدیثین ہوئین ان مین کوئی سقم سے خالی نہین اور جو صحیح ہے اوس سے استدلال
پورا نہین ہوتا آب آثار اس باب مین یہ ہین امام مالک نے موطا مین روایت کیا ابن عمر سے کہ جب اون
کی ناک سے پہوٹتی تو وہ لوٹ جاتے اور وضو کرتے اور بات نہ کرتے پہر لوٹتے اور جتنی نماز پڑہی ہوتی اسپر
جوڑ لگاتے اور روایت کیا اوسکو شافعی نے مسند مین امام مالک سے اور شافعی نے کہا حدیث بیان کی ہم
سے عبد المجید نے اونہون نے روایت کی ابن جریج سے اونہون نے زہری سے اونہون نے سالم سے اونہون نے

ابن عمر سے وہ کہتے تھے جبکی نکسیر پھوٹے یا مذی نکلے یا قے کرے تو وہ نماز چھوڑ دے پھر وضو کرے پھر لوٹے اور بنا کرے
اور روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف مین خبر دی ہمکو ثوری نے اونہون نے روایت کی ابو اسحاق سے اونہون نے حارث
سے اونہون نے حضرت علی سے اونہون نے کہا جب پاوے کوئی تم مین سے اپنے پیٹ مین پاخانے کی حرکت یا نکسیر پھوٹے
یا قے ہو تو نماز چھوڑ دے اور وضو کرے اگر بات کرے تو سرے سے نماز پڑہے ورنہ اگلی نماز پر جوڑ لگاوے اور
اوسکو شمار کرے خبر دی ہمکو معمر نے اونہون نے ابو اسحاق سے اونہون نے عاصم سے اونہون نے حضرت علی سے مثل اوس
کے مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر نے اس دوسرے اسناد کو حسن کہا ہوگا ورنہ پہلا اسناد ضعیف ہے کیونکہ حارث
مین بڑا کلام ہے محدثین کو بعضون نے اوسکو کذاب تک کہا ہے خبر دی ہمکو ثوری نے اونہون نے عمران بن ظبیان
حنفی سے اونہون نے حکیم بن سعد حنفی سے اونہون نے کہا سلمان نے کہا جب تم مین سے کوئی پاخانہ یا پیشاب کی حرکت
پاوے تو نماز چھوڑ دے اور وضو کرے بات نہ کرے پھر وہان سے شروع کرے جس آیت تک پڑہا تہا (یعنے بنا کرے
اگلی نماز پر) خبر دی ہمکو معمر نے اونہون نے زہری سے اونہون نے سالم سے اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے کہا جب
آدمی کی نکسیر پھوٹے نماز مین یا اوسکو قے ہو جاوے یا مذی نکلے تو وہ لوٹ جاوے اور وضو کرے پھر لوٹے اور اپنی
نماز پوری کرلے اگلی نماز پر جبتک بات نکی ہو اور روایت کیا مالک نے موطا مین خبر دی ہمکو یزید بن عبد اللہ بن
قسیط نے اونہون نے دیکہا سعید بن المسیب کو اونکی نکسیر پھوٹی اور نماز پڑہ رہے تہے پھر آئے وہ ام المومنین ام سلمہ
کے حجرے مین اور وضو کا پانی لایا گیا اونہون نے وضو کیا پھر لوٹے اور بنا کی اوس نماز پر جو پڑہ چکے تہے نووی نے
خلاصہ مین کہا وضو کے ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے مین خون یا قے یا قہقہہ سے کوئی صحیح حدیث نہین ہے انتہے ما قال الزیلعی
فی تخریج الہدایۃ رحمہ اللہ تعالی ابن عبد البر نے استذکار مین کہا کہ امام مالک کے نزدیک نکسیر پھوٹنے اور قے کرنے سے
اور پیپ نکلنے سے وضو لازم نہین اور وضو نہین واجب ہوتا مگر حدث سے جو دبر سے نکلے یا ذکر سے یا سونے سے اور یہی مذہب
ہے ایک جماعت کا مالکیہ مین سے تو امام مالک کے نزدیک جو خون دبر سے نکلے اوسمین وضو نہ ہوگا کیونکہ وہ معتاد نہین ہے
اور امام شافعی کا قول امام مالک کے موافق ہے مگر سبیلین سے جو نکلے خواہ وہ معتاد ہو یا غیر معتاد جیسے خون یا پتہری یا
کیڑا یا اور کچہہ تو وہ ناقض وضو ہے اونکے نزدیک اور جو لوگ خون کو حدث نہین جانتے سوا سبیلین کے انمین سے ہین عطا اور
اور یحیی ابن سعید انصاری اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اور ابو ثور اور عینی نے کہا کہ یہی قول ہے ابن عباس اور عبد اللہ بن
ابی اوفی اور جابر اور ابو ہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا اور قائل ہین وضو ٹوٹنے کے خون نکلنے سے اگرچہ وہ سبیلین کے
سوا اور مقامات سے نکلے عشرہ مبشرہ اور ابن مسعود اور ابن عمر اور زید بن ثابت اور ابو موسی اشعری اور ابو الدردا اور ثوبان

اور یہی قول ہے زہری اور علقمہ اور اسود اور عامر شعبی اور عروہ بن زبیر اور نخعی اور قتادہ اور حکم بن عیینہ اور حماد اور ثوری اور حسن بن صالح بن حیی اور عبید اللہ بن حسین اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا انتہی کتاب الحجج میں محمد بن حسن شیبانی کہتے ہیں خبر دی ہمکو ابو حنیفہ نے اونہوں نے روایت کی حماد سے اونہوں نے ابراہیم نخعی سے کہ جسکی نکسیر پھوٹے نماز میں یا حدث ہو تو وہ نکلے اور بات نکرے البتہ اللہ تعالی کا ذکر کر سکتا ہے پھر وضو کرے اور لوٹ آوے اپنی جگہہ پر اور جو نماز باقی رہگئی تھی اوس کو پڑھ لے اور جسقدر پڑھ چکا تھا اوسکو حساب میں رکھے اگر بات کر لے تو سر سے پڑھے خبر دی ہمکو محمد بن ابان بن صالح قرشی نے اونہوں نے حماد سے اونہوں نے ابراہیم نخعی سے اونہوں نے کہا جب ناک سے خون بہے تو وضو کر لٹا دے خبر دی ہمکو اسمعیل بن عیاش نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھہ سے عبد العزیز بن عبید اللہ نے اونہوں نے کہا میں نے سنا شعبی سے وہ کہتے تھے وضو واجب ہے ہر ٹپکتے ہوئے خون سے خبر دی ہمکو اسمعیل بن عیاش نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھہ سے ہشام بن حسان نے اونہوں نے روایت کی حسن بصری سے اونہوں نے کہا وضو واجب ہے ہر بہتے ہوئے خون سے خبر دی ہمکو عباد بن عوام نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو حجاج بن ارطاۃ نے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو ایک شخص نے عمرو بن حارث بن ابی ضرار سے اونہوں نے حضرت عمر سے کہ جس شخص کی نکسیر پھوٹے نماز میں وہ لوٹ جاوے پھر وضو کرے پھر پڑھلے باقی نماز اور شمار کرے اوس نماز کو جو گذر گئی انتہی

اور حق یہ ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث صحیح مرفوع کسی جانب نہیں ہے جو کچھہ ثابت ہے وہ آثار ہیں صحابہ اور تابعین کے پس احتیاط پر جو کوئی عمل کرے وہ خون نکلنے سے دوبارہ وضو کرلے اور جو نہ کرے اوسپر کچھہ لازم نہیں ہے اب یہ جاننا چاہیے کہ جو چیزیں باتفاق علما حدث ہیں وہ یہ ہیں۔ پاخانہ۔ پیشاب۔ گوز۔ حیض۔ نفاس۔ مذی نکلنا۔ جنون۔ نشہ۔ بیہوشی۔ اور جو چیزیں باختلاف حدث ہیں وہ یہ ہیں قبل یا دبر سے خلاف معمول کوئی شی نکلنا جیسے خون یا کیڑا یا ریح یا پتھر یا ریت وغیرہ کسی اور مقام سے سوا قبل یا دبر کے خون یا پیپ نکلنا قے کرنا غشی ہوجانا ذکر یا قبل یا دبر کو چھونا سونا استحاضہ یا بواسیر کا خون نکلنا عورت کو مس کرنا یعنی چھونا آگ کی پکی ہوئی چیز کھانا اونٹ کا گوشت کھانا اور ودی نکلنا مردے کو غسل دینا اور چونکہ امام بخاری نے چند نواقض وضو کا ذکر اس کتاب میں نہیں کیا اسلیے کہ اونکے نزدیک ناقض وضو وہی تھا جو سبیلین سے نکلے پس ہم اور نواقض کا ذکر بہ ترتیب مع ادلہ کرتے ہیں تاکہ اس کتاب کو دیکھنے والوں کو اور کتابوں کے مطالعہ کی ضرورت نہ پڑے وباللہ التوفیق **قے کا بیان** امام شوکانی نے کہا عترت اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اسمیں کئی شرطیں کی ہیں ایک تو یہ کہ معدہ سے ہو دوسرے منہ بھر کے ہو تیسرے ایک بار کی ہو اور شافعی اور انکے اصحاب اور ناصر اور باقر اور صادق علیہما السلام کا یہ قول ہے کہ قے سے وضو نہیں ٹوٹتا ابو حنیفہ کی دلیل ایک تو وہی حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ جسکو قے ہو یا نکسیر پھوٹے آخیر تک اور یہ حدیث مع اوسکی علتوں

کے اوپر گذر چکی اور روایت کیا اس حدیث کو امام محمد نے کتاب الحجج مین ابن جریج سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور اسکی اسناد مین اسمعیل بن عیاش ہے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین بعد
کہا دونو طریقون سے محفوظ نہین ہے اور حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین کہا کہ اسمعیل بن عیاش کو ثقہ کہا ہے بعضون
نے اہل شام سے روایت کرنے مین نہ اور لوگون سے اور ابن جریج حجازی ہین اور اہل حجاز اور کوفہ سے اوسکی روایت متروک ہے اور دوسری
دلیل ابو الدرداء کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قی کی پہر وضو کیا معدان نے کہا مین ثوبان سے ملا دمشق کی مسجد
مین سو مینے یہ حدیث بیان کی اونہون نے کہا ابو الدرداء نے سچ کہا مینے آپ پر وضو کا پانی ڈالا تہا شوکانی نے کہا اس
حدیث کو امام احمد اور اصحاب سنن ثلاثہ اور ابن جارود اور ابن حبان اور دار قطنی اور بیہقی اور طبرانی اور ابن مندہ اور
حاکم نے روایت کیا اور اس مین یہ ہے کہ آپ نے قے کی تو افطار کیا ابن مندہ نے کہا اسکا اسناد صحیح اور متصل ہے اور بخاری اور مسلم
نے اوسکو نہین نکالا اسوجہ سے کہ اوسکی اسناد مین اختلاف ہے ترمذی نے کہا جید کیا اس حدیث کو حسین معلم نے اور ایسا ہی کہا
احمد نے اور طبرانی نے اس حدیث مین بہت اختلاف بیان کیا بیہقی نے کہا اس حدیث کی اسناد مین اختلاف ہے اگر یہ صحیح ہو
تو محمول ہے اوس قے پر جو عمداً کیجاوے اور امام بیہقی نے دوسرے مقام مین کہا کہ اسناد اس حدیث کا مضطرب ہے اور ایسی
روایت سے حجت نہین ہو سکتی زیلعی نے کہا روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے شیخین کی شرط
پر اور شیخین نے نہین نکالا اسکو اور مخالف نے اس مین یہ اعتراض کیا کہ اوسکی اسناد مین اضطراب ہے اور اسکا جواب
یون دیا ہے کہ بعض راویون کے اضطراب سے دوسرے راویون کی روایت مین خلل پیدا نہین ہوتا ابن جوزی نے کہا اثرم نے
کہا مینے امام احمد سے کہا لوگون نے اضطراب کیا اس حدیث مین اونہون نے کہا حسین معلم نے جید کیا اس حدیث کو اور حاکم نے کہا
وہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور بیہقی نے امام شافعی سے نقل کیا اونہون نے کہا اس حدیث مین وضو کرنے سے منہ دہونا مراد
ہے اور یہ مشہور ہے عرب کی کلام مین پہر بسند روایت کی معاذ بن جبل سے اونہون نے کہا ہم منہ اور ہاتہ دہونیکو وضو کہتے
تہے اور یہ واجب نہین ہے بیہقی نے کہا اس روایت کی اسناد مین مطرف بن مازن ہے اور لوگون نے کلام کیا اوس مین
اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ اونہون نے کہانا کہا کر دونو ہاتہ دہوئے پہر منہ پر مسح کیا اور کہا یہ وضو ہے اوسکا جسکو حدث نہ
ہوا انتہی تیسری دلیل ابو سعید خدری کی حدیث ہے اور اسکا بیان ہم علتون کے اوپر گذر چکا چوتہی دلیل ابن عمر کا اثر
ہے جسکو روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف مین وہ بہی اوپر گذر چکا پانچوین دلیل زید بن علی کی حدیث ہے اونہون نے
روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلس (یعنے منہ بہر کر قے) حدث
ہے روایت کیا اوسکو دار قطنی نے اور کہا نہین روایت کیا اوسکو زید بن علی سے کسی نے سوا سوار بن مصعب کے اور وہ متروک

ہے چھٹی دلیل حضرت علی کا اثر ہے کہ حدث سات ہین اور اس روایت کا پتہ نہین ملا ساتوین دلیل ابو ہریرہ کی حدیث ہے مرفوعا
کہ لوٹایا جاویگا وضو سات چیزون سے اور اسکا ذکر مع علت کے اوپر ہو چکا اور ان سب دلیلون مین دوسری اور چوتھی دلیل
اچھی ہے اور اس سے اوتر کر پہلی دلیل ہے اور باقی دلیلین اعتبار کے لائق نہین ہین اور شافعیہ معارضہ کرتے ہین ان
دلائل کا ثوبان کی حدیث سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی پھر مجھ سے وضو کا پانی مانگا اور وضو کیا مین نے عرض
کیا یا رسول اللہ کیا قے سے وضو کرنا فرض ہے آپنے فرمایا اگر فرض ہوتا تو البتہ اللہ کی کتاب مین پاتا یعنے قرآن مین روایت
کیا اوسکو دارقطنی نے اور اسکی اسناد مین عتبہ بن سکن ہے دارقطنی نے کہا نہین روایت کرتا اوسکو کوئی سوا عتبہ بن سکن کے
اوزاعی سے اور وہ متروک الحدیث ہے اور جب ثوبان کی حدیث کا یہ حال ہے تو وہ معارضہ کے لائق کیونکر ہو گی بعض شافعیہ
نے یہ بھی کہا ہے کہ ثوبان کی حدیث قولی ہے اور ابو الدرداء کی فعلی اور قولی راجح ہے فعلی پر اور یہ استدلال لغو ہے کیونکہ
ثوبان کی حدیث حجت لینے کے قابل ہی نہین پھر قولی اور فعلی کا کیا ذکر ہے **حق** یہ ہے کہ اس باب مین ابو حنیفہ کا مذہب
قوی ہے از روے دلیل کے اور اقرب باحتیاط ہے پس اسپر عمل کرنا اولی ہے **غشی کا بیان** حافظ ابن حجر نے
کہا غشی ایک بیماری ہے جو بہت تعب کے بعد ہو جاتی ہے اور یہ بیہوشی سے کم ہے اگر سخت ہو تو وہ مثل بیہوشی کے
ہے اور اس سے بالاجماع وضو ٹوٹ جاویگا اور اختلاف اوس غشی مین ہے جو خفیف ہو بعضون کے نزدیک یہ بھی ناقض
وضو ہے اور صحیح یہ ہے کہ ناقض نہین ہے اور دلیل اسکی اسماء کی حدیث ہے جسکو امام بخاری آگے بیان کرینگے امام نووی نے
شرح مسلم مین کہا کہ اتفاق ہے علما کا اسپر کہ عقل کے جاتے رہنے سے وضو ٹوٹ جاویگا جیسے جنون اور بیہوشی اور نشہ کہ
خواہ شراب کا ہو یا نبیذ کا یا بھنگ کا یا دوا کا **ذکر کو چھونیکا بیان** امام شوکانی نے کہا ذکر کے چھونے
سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی مذہب ہے عمر اور عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ اور ابن عباس اور عائشہ اور سعد بن ابی وقاص
اور عطا اور زہری اور ابن مسیب اور مجاہد اور ابان بن عثمان اور سلیمان بن یسار اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور
مالک کا اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے عورت کی شرمگاہ چھونے سے اور حضرت علی علیہ السلام اور ابن مسعود اور عمار اور حسن بصری اور
ربیعہ اور عترت اور ثوری اور ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا یہ قول ہے کہ ذکر یا قبل کے چھونے سے وضو نہین ٹوٹتا اور امام
مالک سے ایک روایت یہی ہے کہ مرد کا وضو ذکر کے چھونے سے ٹوٹ جاتا ہے اور عورت کا وضو اپنی شرمگاہ چھونے سے نہین
ٹوٹتا اب جن لوگون کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے وہ اس شرط سے کہ ہاتھ مین اور ذکر مین کوئی چیز حائل نہ ہو جیسے
کپڑا وغیرہ اور شافعیہ نے ایک شرط اور لگائی ہے کہ ہتھیلی کیطرف سے چھوے اور اس شرط کی کوئی دلیل کتاب
یا سنت یا اجماع یا قیاس سے پائی نہین جاتی دلیل اول فریق کی حدیث ہے عروہ بن الزبیر کی انہون نے کہا

مین مروان پاس گیا وہان ذکر ہوا کن چیزون سے وضو لازم آتا ہے تو مروان نے کہا خبر دی مجھکو بسرہ بنت صفوان نے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ذکر کو چہوئے وہ وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور احمد اور مالک اور شافعی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ابی الجارود وغیرہم نے
زیلعی نے کہا یہ حدیث دو طریقے سے مروی ہے ایک تو مالک کا طریقہ عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے اونہون نے عروہ
بن زبیر سے دوسرا طریقہ ہشام بن عروہ سے اونہون نے مروان سے اونہون نے بسرہ سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا یہ حدیث اس باب مین سب حدیثون سے زیادہ صحیح ہے اور نسائی نے کہا کہ ہشام نے
اپنے باپ عروہ سے یہ حدیث نہین سنی اور ایسا ہی کہا طحاوی نے شرح معانی الآثار مین طحاوی نے کہا ہشام نے اسکو روایت کیا ابو بکر بن محمد بن عمرو بن
حزم سے پہر نکالا اسکو ہمام نے اونہی ہشام بن عروہ سے اوس نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے انہون نے کہا حدیث بیان کی
مجھسے عروہ نے تو لوٹ گئی حدیث ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کیطرف انتہی مین کہتا ہون ترمذی نے روایت کیا اسکو یحیی بن
سعید قطان سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے انہون نے کہا خبر دی مجھکو میرے باپ نے بسرہ سے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند مین
حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن سعید نے اونہون نے روایت کی ہشام سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے باپ نے کہ بسرہ بنت صفوان نے خبر دی انکو
اور بیہقی نے سنن مین کہا روایت کیا اسکو یحیی بن سعید قطان نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے تو
اس مین تصریح کی ہشام کے سننے کی عروہ سے اور دار قطنی نے اس حدیث کے طریقون کو بارہ بڑے ورقون مین
جمع کیا امام شوکانی نے کہا ابو داؤد نے کہا مین نے امام احمد سے کہا بسرہ کی حدیث صحیح نہین ہے اونہون نے کہا وہ صحیح ہے
اور صحیح کہا اسکو دار قطنی اور یحیی بن معین نے نقل کیا اسکو ابن عبد البر نے اور ابو حامد بن شرقی نے جو شاگرد ہین
امام مسلم کے اور بیہقی اور حازمی نے بیہقی نے کہا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت نہین کیا اسوجہ سے کہ خلاف
ہوا اس مین کہ عروہ نے اسکو سنا مروان سے یا بسرہ سے لیکن اوسکے تمام راویون سے بخاری اور مسلم نے حجت لی ہے
اسمعیلی نے کہا امام بخاری کو یہ حدیث نکالنا تہی کیونکہ اونہون نے اسکے مثل دوسرے روایت کو نکالا ہے اور بڑا
قدح اس حدیث مین یہ ہوا ہے کہ مروان نے اس حدیث کو عروہ سے بیان کیا تو عروہ کو شک ہوا پہر مروان نے اپنے چوکیدارون
سے ایک چوکیدار کو پاس بسرہ کے بہیجا وہ لوٹ کر آیا اور بولا کہ بسرہ نے ایسی ہی حدیث بیان کی تو عروہ اور بسرہ مین ایک
کا واسطہ ہے اور اسکی عدالت مین طعن ہو سکتا ہے (مترجم کہتا ہے مروان نے وہ وہ کام کیے ہین کہ خدا کی پناہ حضرت عثمان
کے قتل کا باعث یہی شخص ہوا اور طلحہ کو جو عشرہ مبشرہ مین سے تہے جنگ جمل مین اسی نے شہید کیا اور جب معاویہ
نے یزید علیہ ما یستحقہ سے بیعت کرائی تو مروان نے کہا یہ ابو بکر اور عمر کی سنت ہے عبد الرحمان بن ابی بکر نے

کہا نہین ہرقل اور قیصر کی سنت ہے مروان نے کہا تمہاری شان مین یہ آیت اوتری ہے اُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي اخیر تک
یہ خبر حضرت عائشہ کو پہونچی اونہون نے کہا قسم خدا کی اس آیت سے عبد الرحمن مراد نہین ہے اور اگر مین چاہون تو
جسکے حق مین اوتری ہے اُسکا نام بیان کر دون لیکن البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت کی
ہے اور مروان اُسوقت اپنے باپ کے پشت مین تہا تو مروان ایک ٹکڑا ہے اسکی لعنت کا با وجود اسکے بعض
محدثین نے مروان کی روایت سے حجت لی ہے اور یہ کہا ہے کہ ان عیبون کے ساتھ مروان حدیث کی روایت
مین جھوٹا نہ تہا اور ہم یہ کہتے ہین کہ فاسق کی خبر بموجب نص قرآنی واجب التوقف ہے اور حجت نہین ہے اور جو منافق
الفساق اور معاذ اللہ بمنطوق حدیث نبوی ملعون ہو اوسکی حدیث کیونکر حجت ہو سکتی ہے اور اللہ رحم کرے
امام بخاری پر اونہون نے مروان سے روایت کی اور مس ذکر کی حدیث کو روایت نہین کیا کیونکہ اوسکی روایت
مین اختلاف ہے اور امام مسلم نے مروان کی تنہا روایت کو حجت نہین سمجہا اور وہ لائق ہے اسی کے واللہ اعلم
(بعبادہ) یا مروان کا چوکیدار ہے اور مجہول ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ ابن خزیمہ اور اور اماموں نے کہا ہے
کہ عروہ نے اس حدیث کو خود بسرہ سے سنا ہے اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان مین ہے یہ کہ عروہ کہا مین بسرہ کے پاس گیا اور اوس سے پوچہا اس حدیث کو اونہون
نے تصدیق کی اور یہی جواب دیا ہے دار قطنی اور ابن حبان نے حافظ نے کہا کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور دار قطنی نے اس حدیث
کے بہت طریقے بیان کیے اور دار قطنی نے دو جزو اس حدیث کی تحقیق مین لکہی اور بعضون نے ابن معین سے
نقل کیا اونہون نے کہا تین حدیثین صحیح نہین ہین ایک مس ذکر کی دوسرے لا نکاح الا بولی تیسرے کل مسکر
خمر یا کل مسکر حرام حافظ نے کہا ابن معین سے یہ قول ثابت نہین ابن جوزی نے کہا ابن معین سے ثابت
نہین ہوا کہ اونہون نے ایسا کہا ہو اور انکا مذہب یہی تہا کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور میمونی نے
یحیی بن معین سے نقل کیا کہ بسرہ کی حدیث مین وہی قدح کرتا ہے جو اُسپر عمل نہین کرتا اور طحاوی نے اس
حدیث مین یہ طعن کیا کہ ہشام نے اوسکو نہین سنا اپنے باپ سے یعنی عروہ سے کیونکہ طبرانی کی روایت مین ہشام
اور عروہ کے بیچ مین ایک واسطہ ہے ابو بکر بن محمد بن عمرو کا اور یہ طعن دفع کیا گیا ہے اسطور سے کہ ہشام نے
اوسکو کبہی روایت کیا اپنے باپ سے اور کبہی ابو بکر بن محمد سے اور حاکم کی روایت مین اسکی تصریح ہے کہ ہشام کے
باپ نے اون سے یہ حدیث بیان کی اور جمہور نے اوسکو روایت کیا ہشام سے اور اونہون نے اپنے باپ سے تو شاید ہشام نے
یہ حدیث اپنے باپ سے بلا واسطہ بہی سنی اور ابو بکر کے واسطہ سے بہی اور کبہی اسطرح نقل کیا
کبہی اسطرح تمام ہوا کلام شوکانی کا ابن سکن نے کہا بسرہ کی حدیث زیادہ جید ہے اون سب حدیثون

سے جو اس باب مین روایت کی گئین مسک الختام مین ہے کہ بسرہ کی حدیث تنہا بہتر ہے طلق کی حدیث سے زیلعی نے کہا کہ
طبرانی نے معجم اوسط مین بسرہ کی حدیث کو نکالا عبد الحمید بن جعفر کی روایت سے اور نے ہشام بن عروہ سے اوس نے اپنے
باپ سے اوس نے بسرہ سے مرفوعاً جو شخص چھوئے اپنی شرمگاہ کو یا اپنی فوطون کو وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا
ہے طبرانی نے کہا فوطون کا ذکر ہشام سے کسی نے نہین کیا سوا عبد الحمید بن جعفر کے انتہی اور روایت کیا اسکو
ترمذی نے عبد الرحمن بن ابی الزناد سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے بسرہ سے اور اول
سند سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین ۳۲ نوع مین قسم اول کے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک
مین اور کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے ابن حبان نے کہا خدا کی پناہ کہ ہم مروان بن حکم کی حدیث سے حجت
لین اپنی کسی کتاب مین لیکن عروہ نے قناعت نہین کی مروان کے سننے پر یہانتک کہ مروان نے اپنے چوکیدار
کو بسرہ پاس بھیجا اوس نے بسرہ سے پوچھا پھر لوگون کے پاس آیا اور بسرہ نے جو کہا تھا وہ بیان کر دیا تب بھی عروہ
نے قناعت نہ کی یہانتک کہ عروہ خود بسرہ کے پاس گئے اور ان سے یہ حدیث سنی تو حدیث عروہ کی بسرہ سے
متصل ہے منقطع نہین ہے اور مروان اور چوکیدار دونو زائد تھے اسناد مین پھر نکالا اوسکو عروہ سے اونہون نے بسرہ سے
اور نکالا اوسکو عروہ سے اونہون نے مروان سے اونہون نے بسرہ سے اور اسکے اخیر مین یہ ہے کہ عروہ نے کہا مین بسرہ کے
پاس گیا اور اونسے پوچھا تو اونہون نے تصدیق کی ابن حبان نے کہا وضو سے مراد دیان ہاتھ دہونا ہے اگرچہ عرب ہاتھ
دہونے کو وضو کہتے ہین اور سند سے نقل کیا عروہ بن الزبیر سے انہون نے مروان سے اونہون نے بسرہ سے اونہون نے کہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے نماز کا سا وضو اور باسناد نقل کیا عروہ سے
اونہون نے بسرہ سے انہون نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کو اعادہ
کرے اور اعادہ اسی وضو کا ہوتا ہے جو نماز کے لیے کیا جاتا ہے اور طحاوی نے ضعیف کیا اس حدیث کو پہلے ہناد سے
اور نقل کیا ابن عیینہ سے کہ انہون نے شمار کیا ایک جماعت کا جو حدیث نہین پہچانتے تھے اور کہا کہ جو لوگ ان سے حدیث
نقل کرتے تھے اونسے ہم ٹھٹھا کرتے تھے پھر ذکر کیا اون لوگون مین سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو پھر نکالا
اس حدیث کو اوزاعی کے طریق سے خبر دی ہمکو زہری نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے
تو ثابت ہوا انقطاع اس حدیث کا اور ضعف اسکا اول سند سے روایت کیا اسکو امام مالک نے موطا مین اور روایت کیا
اون سے امام شافعی نے مسند مین اور شافعی کے طریق سے روایت کیا اسکو بیہقی نے پھر کہا اور روایت کیا اوسکو یحیی بن
بکیر نے مالک سے اور زیادہ کیا اسمین کہ وضو کرے نماز کا سا وضو شافعی نے کہا ہمنے اپنا مذہب بسرہ کی سوا اور لوگون

سے نقل کیا اور جو شخص ہمارے اوپر عیب کرتا ہے بسرہ کی روایت کا وہ خود روایت کرتا ہے عائشہ بنت عجرد اور ام خداش
اور کئی عورتوں سے جو مشہور نہیں ہیں اور ان کی روایتوں سے حجت لیتا ہے باوجود اسکے وہ بسرہ کو ضعیف کرتا
ہے حالانکہ انکی ہجرت قدیم تھی اور انکی صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدیم تھی اور انہوں نے یہ مہاجرین اور
انصار کے گھر میں بیان کی جہاں مہاجرین اور انصار بہت جمع تھے اور کسی نے انکی بات کا انکار نہ کیا اور جب عبد اللہ
بن عمر نے یہ حدیث کو سنا تو وہ ہمیشہ وضو کرتے رہے ذکر کے چھونے سے یہانتک کہ انکا انتقال ہوا بیہقی نے
کہا امام بخاری اور امام مسلم نے بسرہ کی حدیث کو نہیں نکالا کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ عروہ نے اسکو بسرہ سے
سنا یا عروہ نے مروان سے سنا اور انہے بسرہ سے لیکن راوی اسکے سب وہ ہیں جنسے بخاری اور مسلم نے حجت لی ہے
دوسری دلیل حدیث ہے ابوہریرہ کی روایت کیا امام احمد نے ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص اپنا ہاتھ پہونچا دے اپنے ذکر تک اور کوئی چیز آڑ نہ ہو تو اسپر وضو واجب ہے شوکانی نے کہا ابن حبان
نے اسکو اپنی صحیح میں روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند میں عادل ہیں جنہوں نے نقل کیا اسکو
اور صحیح کہا اسکو حاکم اور ابن عبد البر نے اور نکالا اسکو بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں ابن سکن نے کہا کہ یہ جید
ہے اس باب میں سب حدیثوں سے اور روایت کیا اسکو شافعی اور بزار اور دارقطنی نے یزید بن عبد الملک سے نسائی [?]
نے کہا وہ متروک ہے اور ضعیف کہا اسکو اوروں نے ابن حبان نے کہا جنسے یزید کی روایت سے حجت نہیں لی کیونکہ
اس سے ہم بیزار ہوے کتاب الضعفا میں بلکہ نافع کی روایت سے حجت لی ہے زیلعی نے کہا امام احمد نے مسند میں اور
طبرانی نے معجم میں اور دارقطنی نے سنن میں اور بیہقی نے اسحدیث کو روایت کیا اور اسکی عبارت یہ ہے من افضی بیدہ
الی فرجہ لیس دونہا حجاب فقد وجب علیہ وضوء الصلوٰۃ بیہقی نے کہا یزید بن عبد الملک میں لوگوں نے گفتگو کی
ہے پھر باسناد نقل کیا احمد بن حنبل سے اونسے پوچھا گیا یزید کو تو انہوں نے کہا وہ ایک شیخ ہے مدینہ والوں میں سے
اور اسمین کوئی برائی نہیں ہے پھر بیہقی نے اسحدیث کو امام بخاری کے طریق سے نکالا موقوفاً ابوہریرہ پر ذہبی نے
مختصر میں کہا بخاری نے اسکو اپنی تاریخ میں نکالا موقوفاً انتہی میزان میں ہے کہ یحیی نے کہا یزید کچھ نہیں اور
احمد بن صالح نے کہا اسکی حدیث کچھ نہیں ابو زرعہ نے کہا ضعیف ہے ابن عدی نے کہا اسکی اکثر روایتیں غیر محفوظ
ہیں احمد نے کہا اسکی حدیثیں منکر ہیں نسائی نے کہا متروک الحدیث ہے پھر ذکر کیا ذہبی نے ابن یزید کی مناکیر میں
سے کہ معن بن عیسی نے روایت کیا اس سے اوسنے سعید مقبری سے اوسنے ابوہریرہ سے مرفوعاً یہی حدیث انتہی
تیسری دلیل ام حبیبہ کی حدیث ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص

اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور اثرم نے اور صحیح کہا اسکو احمد اور ابو زرعہ نے ابن السکن نے
کہا ہے اس حدیث میں کوئی علت نہیں پایا اور شرمگاہ کا لفظ شامل ہے قبل اور دبر کو مرد کے اور عورت کے اور اس سے رد
ہوتا ہے اسکا مذہب جس نے وضو ٹوٹنا خاص کیا ہے مردوں سے یعنے مالک کا زیلعی نے کہا ترمذی نے اپنی کتاب میں کہا
امام بخاری نے کہا مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے نہیں سنا اور ایک اور حدیث کو مکحول نے ایک شخص سے روایت کیا
اس نے عنبسہ سے تو امام بخاری نے شاید اس حدیث کو صحیح نہ سمجھا اور انہوں نے کہا سب سے صحیح حدیث اس باب میں علاء بن
حارث کی حدیث ہے مکحول سے اونہوں نے عنبسہ بن ابی سفیان سے اونہوں نے ام حبیبہ سے انتہے اور یہ خلاف ہے اوس قول کے
جو ترمذی نے امام بخاری سے نقل کیا بسرہ کی حدیث کے باب میں کہ اونہوں نے کہا بسرہ کی حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اس
باب میں انتہے مترجم کہتا ہے زیلعی کے اعتراض کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ دونوں قولوں میں خلاف نہیں کیونکہ
احتمال ہے کہ مراد امام بخاری کی یہ ہو کہ بسرہ اور ام حبیبہ کی حدیثیں اور سب حدیثوں سے جو اس باب میں وارد ہوئیں زیادہ
صحیح ہیں اور یہ جائز ہے کہ بسرہ اور ام حبیبہ کی حدیثیں برابر ہوں صحت میں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک حدیث باب کی
سب حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے یعنے انکے سوا اور حدیثوں سے امام طحاوی نے کہا کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ مکحول نے
عنبسہ بن ابی سفیان سے نہیں سنا حدیث بیان کی ہم سے ابن ابی داود نے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابو مسہر سے وہ
ایسا ہی کہتے تھے زیلعی نے کہا اس صورت میں یہ حدیث منقطع ہوئی اور منقطع شافعیہ کے نزدیک حجت نہیں ہے انتہے
چوتھی دلیل ابو ایوب کی حدیث ہے اونہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص
اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور اسکی اسناد میں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ
ہے اور وہ متروک ہے بالاتفاق اور بعضوں نے اوسکو تہمت لگائی ہے اور یہ اسحاق بن محمد فروی نہیں ہے جو راوی ہے
ابن عمر رضے اللہ تعالے عنہ کی حدیث کا وہ ثقہ ہے اور ابن جوزی نے ان کو ایک سمجھا اور دونو
کو ضعیف کہا ہے **پانچویں** دلیل جابر رضے اللہ تعالی عنہ کی حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم نے جب کوئی تم میں سے اپنا ذکر چھوئے تو اوس پر وضو لازم ہے روایت کیا اس کو
ابن ماجہ نے اور شوکانی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور اثرم نے ابن
عبد البر نے کہا کہ اوس کا اسناد اچھا ہے زیلعی نے کہا بیہقی نے اوسکو روایت کیا سنن میں شافعی
علیہ الرحمۃ کے طریق سے اونہوں نے عبد اللہ بن نافع سے اخیر تک اسمیں یہ ہے کہ جب کوئی تم میں سے اپنا ہاتھ پہنچائے

شرمگاہ تک تو وضو کرے شافعی نے کہا میں نے حافظوں کی ایک جماعت سے سنا سوا ابن نافع کے وہ روایت کرتے ہیں اس حدیث کو
اور جابر کا ذکر نہیں کرتے امام طحاوی نے کہا جتنے حافظوں نے اس حدیث کو ابن ابی ذئب سے روایت کیا وہ سب اسکو موقوف کرتے
ہیں محمد بن عبد الرحمن پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور مرسل روایت مخالفین کے نزدیک حجت نہیں ہے اور
شافعیہ نے اسکا جواب دیا ہے کہ عبد اللہ بن نافع نے اسکو وصل کیا اور وہ ثقہ ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور رد کیا
گیا یہ جواب اسطور سے کہ مخالفت کی ابن نافع کی اور ثقات حفاظ نے اور طعن کیا ابن نافع میں بخاری اور احمد نے پس ایسے
شخص کی زیادتی جو مخالف ہوا اور ثقات کے کیونکر قبول کیجاویگی چھٹی دلیل حدیث ہے عمرو بن شعیب کی عن ابیہ عن
جدہ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس مرد نے اپنی شرمگاہ کو چھوا تو وہ وضو کرے اور جس عورت نے اپنی شرمگاہ چھوئی
وہ وضو کرے روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند میں اور بیہقی نے سنن میں بقیہ بن ولید سے اوس نے محمد بن ولید سے اوس نے
عمرو بن شعیب سے بیہقی نے کہا محمد بن ولید ثقہ ہے شوکانی نے کہا روایت کیا اسکو ترمذی نے بھی اور ترمذی نے علل میں
کہا کہ امام بخاری نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے لیکن اسکی اسناد میں بقیہ بن ولید ہے اور وہ مدلس ہے مگر بیان تدلیس
کا شبہ نہیں ہے کیونکہ بقیہ نے یہ کہدیا ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن ولید نے انتہے زیلعی نے کہا امام بیہقی نے اس حدیث
کو ابن عدی کے طریق سے نکالا اپنی اسناد سے یحییٰ بن راشد سے اوس نے عبد الرحمان بن ثابت بن ثوبان سے اوس نے
اپنے باپ سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اور کہا کہ مخالفت کی انکی مثنے بن صباح نے اسناد میں اور وہ قوی نہیں ہے پھر نکالا
مثنے کی روایت کو اوس نے عمرو بن شعیب سے اوس نے سعید بن المسیب سے اوس نے بسرہ بنت صفوان سے انہوں نے کہا یا رسول اللہ
آپ کیا سمجھتے ہیں اگر ہم میں سے کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے یا مرد اپنی شرمگاہ کو چھوئے وضو کے بعد آپ نے فرمایا وضو کرے
ایسا ہی عمرو نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے سعید بن المسیب نے کہ مروان نے بسرہ کے پاس بھیجا یہ پوچھنے کو بسرہ نے کہا چھوڑ
مجھکو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپکے پاس فلان اور فلان تھی اور عبد اللہ بن عمر تھے آپ نے حکم کیا مجھکو
وضو کرنیکا انتہے امام طحاوی نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا کہ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا بلکہ
انکی کتاب سے حدیثیں بیان کیں تو انکی قول کے موافق یہ حدیث منقطع ہوئی اور منقطع انکے نزدیک حجت نہیں زیلعی نے کہا
اکثر علما نے عمرو بن شعیب کے حدیث سے حجت لی ہے جب راوی انسے ثقہ ہو لیکن جب راوی مثنی بن الصباح یا ابن لہیعہ کیطرح
ہو تو وہ روایت حجت نہ ہوگی اور عمرو بن شعیب کی روایت اپنے باپ سے اور انہوں نے دادا سے اس میں بعض نے کلام کیا ہے اس جہت
سے کہ وہ روایت کرتا ہے اپنے دادا کی کتاب سے اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین مزی نے کہا عمرو بن شعیب کی روایت میں تین حال ہیں ایک تو مشہور عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جدہ کی ہے دوسری عمرو بن شعیب عن ابیہ عن عبد اللہ بن عمرو تیسری عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن عمرو تو عمرو کے تین اوپر ہیں ایک محمد دوسرے عبد اللہ

عمرو بن العاص اور محمد تابعی ہیں اور عبد اللہ اور عمرو دونو صحابی ہیں تو اگر دادا سے مراد محمد ہیں تو حدیث مرسل ہے کیونکہ وہ تابعی
ہیں اور اگر مراد عمرو بن عاص ہیں تو حدیث منقطع ہے کیونکہ عمرو کے باپ شعیب نے عمرو بن عاص کو نہیں پایا اور اگر مراد عبد اللہ بن
عمرو ہیں تو ضرور ہے یہ ثابت کرنا کہ شعیب نے عبد اللہ سے سنا ہے اور دارقطنی وغیرہ کی صحیح روایت میں یہ ثابت ہوا ہے کہ عمرو نے
اپنے باپ شعیب سے سنا ہے اور شعیب نے اپنے دادا عبد اللہ سے سنا ہے انتہی مترجم کہتا ہے جب سماع عمرو کا شعیب سے اور شعیب کا
عبد اللہ سے بسند صحیح ثابت ہوا تو اب طحاوی کا یہ اعتراض رفع ہو گیا کہ یہ روایت منقطع ہے اور منقطع مخالفین کے نزدیک حجت
نہیں ہے ساتوین دلیل حدیث ہے عبد اللہ بن عمر کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ذکر کو چھوے
وہ نماز کا سا وضو کرے روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے اسحاق بن محمد فروی سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر عمری سے انہوں
نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے زیلعی نے کہا کہ اسحاق بن محمد فروی ثقہ ہے اور بخاری نے اس سے روایت کیا اپنی صحیح میں اور
وہ اسحاق بن ابی فروہ نہیں ہے جو ایوب کی حدیث میں گذرا اور ابن جوزی نے تحقیق میں وہم کیا اور دونوں کو ایک کر دیا
اور اعتراض کیا ایسا ہی صاحب تنقیح نے انتہی شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں عبد اللہ بن عمر عمری ہے اور وہ ضعیف ہے
اور روایت کیا اسکو حاکم نے عبد العزیز بن ابان کے طریقہ سے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے
ایوب بن عتبہ کے طریق سے اور اس میں بھی کلام ہوا ہے انتہی مترجم کہتا ہے اس حدیث کے اور دو طریقے ہیں سوا اونکے
جو شوکانی نے ذکر کیے نکالا انکو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں پہلا طریقہ صدقہ بن عبد اللہ کا ہشام بن زید سے انہوں
نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے اور دوسرا طریقہ علاء بن سلیمان کا زہری سے اونہوں نے سالم سے اونہوں نے ابن عمر سے اور
ضعیف کیا پہلے طریق کو طحاوی نے اس طرح کہ صدقہ بن عبد اللہ ضعیف ہے اور ہشام بن زید اون اہل علم میں سے نہیں
ہے جن کی روایت سے ایسی باتیں ثابت کیجاویں اور دوسرے طریق کو اس طرح کہ علاء بن سلیمان ضعیف ہے مخالفین کے نزدیک
واللہ اعلم آٹھوین دلیل حدیث ہے زید بن خالد جہنی کی انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اپنی
شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند میں ابن اسحاق سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے
محمد بن مسلم زہری نے اونہوں نے عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے زید بن خالد سے شوکانی نے کہا روایت کیا اسکو ترمذی اور
بزار نے بھی امام طحاوی نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا کہ محمد بن اسحاق مخالف کے نزدیک حجت نہیں ہے خصوصا جب وہ
منفرد ہوا اور مخالف ہو دوسری روایتوں کے اور یہ حدیث منکر ہے اور احتمال ہے کہ غلط ہو کیونکہ جب مروان نے عروہ
سے ذکر کو پوچھا تو عروہ نے اپنی رائے سے یہی جواب دیا کہ اسمیں وضو نہیں ہے پھر جب مروان نے بسرہ کی حدیث بیان کی تو عروہ
نے جو کہا وہ اوپر گذرا اور یہ واقع زید بن خالد کی مرنے کے بعد کا ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ عروہ بسرہ پر انکار کرتے

اوس بات کا جو خود انہون نے زید بن خالد سے سنی تہی انتہے **مترجم** کہتا ہی محمد بن اسحاق امام ہین اور حدیث کے بڑے حافظ امام
احمد بن حنبل نے کہا وہ حسن الحدیث ہین ابن معین نے کہا وہ ثقہ ہین دارقطنی نے کہا وہ صالح الحدیث ہین اور انکا کوئی گناہ
نہین مگر اتنا کہ اونہون نے اپنی سیرت مین منقطع اور منکر روایتون کو بہر دیا ہے اور اکثر شعر نکمی ہین جنکی نسبت
غلط کی ہی شعبہ نے کہا ابن اسحاق امیر المومنین ہین حدیث مین ابن مدینی نے کہا مین نے سوا دو حدیثون کے اور کوئی منکر حدیث
انکی نہین دیکہی العباس نے روایت کو انکے مناکیر مین شمار کیا ہے ذہبی نے میزان مین کہا یعقوب بن ابراہیم نے کہا حدیث
بیان کی مجہسے میرے باپ نے انہون نے روایت کی ابن اسحاق سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے زہری نے اونہون نے
عروہ سے اونہون نے زید بن خالد جہنی سے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص اپنی شرمگاہ کو
چہوئے وہ وضو کرے کہا جاتا ہے یہ حدیث غلط ہی اور صواب بسرہ ہی زید کے بدلے انتہے **نوین** دلیل حدیث ہی حضرت
عائشہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خرابی ہے اون لوگون کی جو اپنی شرمگاہین چہوتے ہین پہر نماز پڑہتے
ہین اور وضو نہین کرتے حضرت عائشہ نے کہا میرے مان باپ آپ پر قربان ہون یہ حکم تو مردون کیلیے ہے عورتون کا کیا
حکم ہے آپ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنی فرجگاہ کو چہوئے تو وضو کرے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اسکی اسناد مین
عبد الرحمن بن عبد اللہ عمری ہے احمد نے کہا وہ جہوٹا ہے نسائی اور ابو حاتم اور ابو زرعہ نے کہا وہ متروک ہی اور حاکم
نے کہا وہ جہوٹ بولتا تہا اور اس حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو امام طحاوی نے نکالا شرح معانی الآثار مین لیکن
اوسکی اسناد مین عمر بن شریح ہے وہ حجت لینے کے لائق نہین اور دوسرا اعتراض اس حدیث پر طحاوی نے یہ کیا کہ یہ
بہی مروی ہی عروہ سے اور جو عروہ کو یہ حدیث معلوم ہوتی تو مروان پر کیون انکار کرتے پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث منکر ہے زیلعی
نے کہا ابو یعلے موصلی نے اپنی مسند مین اسکے خلاف حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے ابو یعلی نے کہا حدیث بیان کی
مجہسے حجاج بن مخلد نے حدیث بیان کی ہمسے عمر بن یونس یمامی نے حدیث بیان کی ہمسے فضل بن غزوان نے حدیث بیان کی ہمسے حسین بن زرعہ نے اونہون نے روایت
کی اپنے باپ سے اونہون نے سیف بن عبد اللہ حمیری سے انہون نے کہا مین اور کئی مرد میرے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس گئے
اور ان سے پوچہا کوئی شخص اپنی شرمگاہ چہوئے یا عورت اپنی شرمگاہ چہوئے انہون نے کہا مینے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تہے مجہے پروا
نہین میں شرمگاہ اپنی چہوؤن یا اپنے ناک کو انتہے شوکانی نے کہا حضرت عائشہ کی حدیث کو ترمذی نے ذکر کیا اور ابو حاتم
نے اوس مین علت نکالی اور رد کیا اوسکو دارقطنی نے انتہے **دسوین** دلیل حدیث ہی ابن عباس کی روایت کیا
اوسکو امام بیہقی نے اور اسکی اسناد مین ضحاک بن حمزہ ہے اور وہ منکر الحدیث ہی **گیارہوین** دلیل حدیث ہی نعمان
بن بشیر کی روایت کیا اوسکو ابن مندہ نے **بارہوین** دلیل حدیث ہے انس کی **تیرہوین** دلیل حدیث ہی ابی ک

کعب کی چودہوین دلیل حدیث ہے معاویہ بن حیدہ کی پندرہوین دلیل حدیث ہے قبیصہ کی ذکر کیا ان حدیثون کو ابن منذر نے
سولہوین دلیل حدیث ہے اروی بنت انیس کی ذکر کیا اوسکو ترمذی نے روایت کیا اوسکو بیہقی نے سترہوین
دلیل حدیث ہے سعد بن ابی وقاص کی روایت کیا اوسکو حاکم نے اٹھارہوین دلیل حدیث ہے ام المومنین ام سلمہ
کی ذکر کیا اوسکو حاکم نے انیسوین دلیل حدیث ہے مصعب بن سعد بن ابی وقاص کی وہ کہتے تہے مین قرآن شریف
لیے رہتا تہا اپنے باپ کے سامنے مین نے اپنی شرمگاہ کو چہوا تو اونہون نے حکم دیا مجھکو وضو کرنیکا روایت کیا اوس کو
مالک اور طحاوی نے بسند صحیح بیسوین دلیل حدیث ہے قتادہ کی اونہون نے کہا عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس
دونون کہتے تہے جو مرد اپنے ذکر کو چہوے وہ وضو کرے شعبہ نے کہا مین نے قتادہ سے کہا تمنے یہ کس سے سنا اونہون
نے کہا عطا بن ابی رباح سے روایت کیا اوسکو طحاوی نے اکیسوین دلیل حدیث ہے زہری کی سالم سے اونہون
نے دیکہا اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر رض) کو اونہون نے ایک نماز پڑہی جو کبھی مینے نہین دیکہا تہا اونکو پڑہتے ہوے مینے
اون سے کہا یہ نماز کیسی اونہون نے کہا مین نے اپنی شرمگاہ چہولی تہی اور مین بہول گیا تہا وضو کرنا روایت کیا اوسکو طحاوی
نے بسند صحیح اور روایت کیا طحاوی نے مجاہد سے ہمنے نماز پڑہی عبد اللہ بن عمر کے ساتھ پہر وہ چلے پہر اونہون نے اپنا
اونٹ بٹہایا مینے کہا اے ابو عبد الرحمان ہم تو نماز پڑہ چکے اونہون نے کہا ابو عبد الرحمان کو یہ معلوم ہے مگر مین نے اپنا
ذکر چہولی تہی پہر وضو کیا اور نماز کو دوبارہ پڑہا اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اوس مین یہ ہے کہ نماز پڑہی
عبد اللہ بن عمر نے آفتاب نکلنے کے بعد مین نے کہا آج تمنے وہ نماز پڑہی جو نہین پڑہتے تہے اخیر تک اور روایت کیا
امام مالک نے نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر کہتے تہے جب تم مین سے کوئی اپنا ذکر چہوے تو اوسپر وضو واجب ہو گیا بائیسوین
دلیل امام مالک نے عروہ سے روایت کیا وہ کہتے تہے جو شخص اپنا ذکر چہوے اوسپر وضو واجب ہوا اور روایت کیا امام مالک
نے سالم سے مینے دیکہا اپنے باپ عبد اللہ بن عمر کو غسل کرکے پہر وضو کرتے ہین مینے پوچہا اے باپ کیا غسل کافی نہین
ہے وضو سے اونہون نے کہا ہان کافی ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ غسل کے بعد مین اپنا ذکر چہو لیتا ہون تو وضو کرتا
ہون یہ تمام دلائل ہین اون لوگون کے جو ذکر کو چہونا ناقض وضو سمجہتے ہین اب مخالفین کے دلائل سنیے پہلی دلیل
حدیث ہے طلق بن علی کی اور یہ دلیلون سے بہتر ہے اس حدیث کے چار طریقہ ہین ایک طریقہ سنن والون کا سوا ابن ماجہ
کے ملازم بن عمرو سے اونہون نے عبد اللہ بن بدر سے اونہون نے قیس بن طلق سے اونہون نے اپنے باپ طلق بن علی سے
اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ سے پوچہا گیا کوئی شخص اپنے ذکر کو چہوے نماز مین آپنے فرمایا ذکر
نہین ہے مگر ایک ٹکڑا تجہ مین سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین ترمذی نے کہا یہ حدیث زیادہ

اچھی ہو اس باب میں جو روایت کی جاتی ہے اوس سے اور اس باب میں ابو امامہ سے بھی مروی ہے اور روایت کیا طلق
حدیث کو ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر نے قیس بن طلق سے اونہون نے اپنے باپ سے اور ایوب اور محمد بن جابر میں بعضون
نے کلام کیا ہے اور حدیث ملازم بن عمرو کی زیادہ صحیح اور بہت اچھی ہے دوسرا طریق ابن ماجہ کا ہے محمد بن جابر سے انہوں
نے قیس بن طلق سے اور محمد بن جابر ضعیف ہے فلاس نے کہا متروک ہے اور ابن معین نے کہا وہ کچھ نہیں تیسرا طریق
عبد الحمید بن جعفر کا ہے ایوب بن محمد عجلی سے اونہون نے قیس بن طلق سے نکالا اسکو ابن عدی نے اور عبد الحمید کو
ضعیف کیا ثوری نے اور ایوب بن محمد عجلی کو ضعیف کیا ابن معین نے چوتھا طریقہ ایوب بن عتبہ یمامی کا ہے قیس
بن طلق سے اوس نے اپنے باپ سے روایت کیا اسکو امام احمد نے اور امام محمد نے کتاب الحجج میں اور ابو حنیفہ نے اپنی
مسند میں ابن معین نے کہا ایوب بن عتبہ کوئی چیز نہیں نسائی نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے اور نکالا اس حدیث کو
امام طحاوی نے محمد بن جابر اور ایوب بن عتبہ اور ملازم بن عمرو کے طریقہ سے پھر کہا کہ ملازم کی روایت صحیح ہے اور
مستقیم الاسناد ہے اور اسکے اسناد میں اضطراب نہیں ہے نہ متن میں تو وہ بہتر ہے ان حدیثون سے جو وضو ٹوٹنا
جانیکے باب میں ہمنے بیان کین یعنے بسرہ اور زید بن خالد اور عائشہ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ اور ام حبیبہ اور جابر اور
عمرو بن شعیب کی احادیث سے جو اوپر گذرین اجنکے اسنادون میں اضطراب ہے اور مجھسے حدیث بیان کی ابن ابی
عمران نے انہون نے کہا مین نے سنا عباس بن عبد العظیم عنبری سے وہ کہتے تھے مین نے سنا علی بن المدینی
سے وہ کہتے تھے ملازم کی روایت بسرہ کی حدیث سے اچھی ہے تو اگر اسناد کی راہ سے دیکھیے تو ملازم کی حدیث بسرہ
کیحدیث سے بہتر ہے اور جو عقل کی راہ سے دیکھیے تو وہ کہتے ہین جو ذکر کو ہتھیلی کے پشت سے چہوئے یا دونون بانہون
سے تو وضو واجب ہوگا پس ایسا ہی واجب ہونا چاہیے اگر ہتھیلی سے چہوئے اور ہم یہ کہتے ہین کہ اگر ران سے ذکر چہوئے
تو وضو واجب ہوگا مخالفین کے نزدیک حالانکہ یہان عورت ہے پھر اگر ہاتھ سے چہوئے جو عورت نہین ہے تو بطریق اولی
وضو واجب نہ ہوگا انتہی شوکانی نے کہا طلق کیحدیث کو صحیح کہا عمرو بن علی فلاس نے اور کہا کہ ہمارے نزدیک وہ
زیادہ عمدہ ہے بسرہ کیحدیث سے اور علی بن المدینی سے منقول ہے اونہون نے بھی کہا کہ طلق کی حدیث ہمارے نزدیک
اچھی ہے بسرہ کی حدیث سے اور صحیح کہا اوسکو ابن حبان اور طبرانی اور ابن حزم نے اور مخالفین یہ کہتے ہین کہ ضعیف
کیا اوسکو شافعی اور ابو حاتم اور ابو زرعہ اور دارقطنی اور بیہقی اور ابن جوزی نے اور دعوی کیا ابن حبان اور طبرانی
اور ابن عربی اور حازمی اور اوروں نے کہ طلق کی حدیث منسوخ ہے بیہقی نے کہا بسرہ کی حدیث کی ترجیح طلق کی حدیث
پر اسطرح ہوتی ہے کہ طلق کیحدیث کے جو راوی ہین اون سے بخاری اور مسلم نے حجت نہین لی اور بسرہ کیحدیث کے سب راوی

صحبت لی ہی بخاری اور مسلم نے اور بعضون نے یہ کہا ہے کہ بسرہ طلق کے بعد اسلام لائے اور طلق اوس سے پہلے اسلام لائے تھے
تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہے حالانکہ یہ تقریر صحیح نہین ہے اور محققین علماء کے نزدیک نسخ کی دلیل نہین
ہوسکتی اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین کہا طلق کی حدیث نے ایک عالم کو وہم مین ڈالا کہ وہ معارض ہے بسرہ کی حدیث کے حالانکہ
ایسا نہین کیونکہ طلق کی حدیث منسوخ ہے اسلیے کہ طلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کے پہلے سال مین آئے
تھے جب مسلمان مسجد نبوی کو بنا رہے تھے مدینہ مین پھر ابن حبان نے قیس بن طلق سے روایت کیا انھون نے اپنے باپ سے انھون
نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی مسجد کو بنایا تھا اور ابوہریرہ نے مس فرج سے وضو کا واجب ہونا روایت
کیا اور وہ اسلام لائے سنہ ۷ھ مین تو ابوہریرہ کی حدیث طلق کی حدیث کے سات برس بعد ہے اور طلق اپنے شہر کو لوٹ گئے
تھے پھر ابن حبان نے قیس بن طلق سے روایت کیا اوس نے اپنے باپ سے اونھون نے کہا ہم چھ آدمی رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کی طرف چلے پانچ تو بنی حنیفہ کے تھے اور ایک بنی ضبیعہ بن ربیعہ کا تھا یہانتک کہ آپ پاس پہنچے اور آپ سے
بیعت کی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ سے بیان کیا کہ ہمارے ملک مین ایک گرجا ہے اور ہم نے آپ سے مانگا آپ کا وضو
کا بچا ہوا پانی آپ نے فرمایا یہ پانی لیجاو جب تم اپنے شہر مین پہنچو تو اوس گرجا کو توڑ ڈالو اور وہان یہ پانی چھڑک دو پھر
اوسکی جگہہ ایک مسجد بناؤ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا شہر دور ہے اور پانی خشک ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا اور
پانی اوسمین ڈال لیتے جانا اوسکی عمدگی اور خوشبوئی بڑہتی جاویگی آخر ہم نکلے اور ہم نے ڈول کے اوٹھانے مین سستی
کی کہ کون اوسکو لیجاوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم مین سے ہر ایک شخص کی باری مقرر کر دی پھر ہر روز ایک اوسکو
اوٹھانیکے لیے پھر ہم نکلے اور اپنے شہر کو آئے اور جیسا آپ نے حکم دیا تھا ویسا ہم نے کیا اور اون لوگون کا پادری طے
قبیلے کا ایک شخص تھا جب ہم نے نماز کے لیے اذان دی تو وہ پادری بولا اوسکو چھوڑ دو پھر وہ پادری بھاگ گیا
اور پھر کسینے اوسکو نہین دیکھا انتہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ طلق بن علی حضرت کے پاس آکر چلے گئے پھر معلوم
نہین ہوا کہ وہ دوبارہ مدینہ کو آئے ہون اور جو اسکا دعوی کرے اوسکو کسی صاف حدیث سے یہ امر ثابت کرنا چاہیے اور
ایسی کوئی حدیث نہین ملتی تمام ہوا کلام ابن حبان کا اور عبدالحق نے احکام مین طلق کی حدیث کو بیان کیا اور اس سے
سکوت کیا اس سے نکلتا ہے کہ یہ حدیث انکے نزدیک صحیح ہے جیسے انکی عادت ہے اور ابن القطان نے اپنی کتاب مین انکا
پیچھا کیا اونھون نے کہا طلق کی حدیث کو قیس بن طلق روایت کرتا ہے اپنے باپ سے اور دارقطنی نے سنن مین ابن ابی حاتم
سے نقل کیا کہ انھون نے اپنے باپ سے اور ابوزرعہ سے اس حدیث کو پوچھا اونھون نے کہا قیس بن طلق کی روایت

سے حجت نہیں ہو سکتی اور اس حدیث کو اونہوں نے ضعیف کیا اور ثابت نہیں
کیا ابن قطان نے کہا طلق کی حدیث میں اختلاف ہے تو یون کہنا چاہیے کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسکو صحیح نہ کہنا چاہیے اور بیہقی
نے سنن میں طلق کی حدیث کو لکھا ملازم بن عمرو کے طریقہ سے پھر کہا کہ ملازم بن عمرو میں گفتگو ہے (یہ گفتگو کچھ نہیں ہے اور بیہقی
کا جو شافعیہ میں سے ہیں اس باب میں اعتراض کرنا قبول نہیں ہو سکتا میزان میں ہے کہ ملازم بن عمرو کو ثقہ کہا ابن معین اور
ابو زرعہ اور نسائی نے اور ابو حاتم نے کہا وہ سچا ہے اور ثقہ کہا اسکو امام احمد نے اور کہا کہ اسکا حال قریب ہے میزان میں
ہے میں نے ملازم کو حرف میم سے اس کتاب میں درج کیا ورنہ وہ سچا ہے) بیہقی نے کہا کہ روایت کیا اس حدیث کو محمد بن جابر
یمامی اور ایوب بن عتبہ نے قیس بن طلق سے اور وہ دونو ضعیف ہیں اور روایت کیا اوسکو عکرمہ بن عمار نے قیس سے انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور وہ ان سب سے بہتر ہے اور عکرمہ بن عمار میں اختلاف ہے طعن کیا اس میں یحییٰ بن سعید
قطان اور احمد بن حنبل نے اور ضعیف کیا اوسکو امام بخاری نے بہت (میں کہتا ہوں عکرمہ بن عمار سے امام مسلم نے اپنی
صحیح میں روایت کیا اور ثقہ کہا اوسکو یحییٰ بن معین اور علی اور بہتوں نے) اور قیس کے باب میں امام شافعی نے کہا ہمنے
اوسکا حال دریافت کیا تو ہمنے کسی کو نہ پایا جو اوسکو پہچانتا ہو اس طرح کہ ہم اوسکی حدیث مان لیویں اور معارضہ کیا اسکا
اوس شخص نے جسکے ثقہ اور ثبت ہونے کو ہم نے پہچان لیا پھر بیہقی نے بسند نقل کیا یحییٰ بن معین اور ابو حاتم اور ابو زرعہ
سے اونہوں نے کہا قیس کی حدیث سے حجت نہیں لیجاویگی (میزان میں ہے کہ عثمان بن سعید نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا
کہ قیس ثقہ ہے اور ثقہ کہا اوسکو عجلی نے) پھر امام بیہقی نے کہا اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہم کہینگے کہ ابتدای ہجرت میں ایسا
ہی حکم تھا اور ابو ہریرہ وغیرہ کا سماع اوسکے بعد ہی کیونکہ طلق اوسوقت آئے تھے جب آپ مسجد بنا رہے تھے پھر امام بیہقی
نے روایت کیا حماد بن زید سے اونہوں نے محمد بن جابر سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے قیس بن طلق نے اونہوں
نے روایت کی اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ مسجد بنا رہے تھے آپنے فرمایا مٹی
ملا کیونکہ تو مٹی ملانا خوب جانتا ہے میں نے آپ سے پوچھا اگر کوئی شخص وضو کرے تو اپنا ذکر چھوئے آپنے فرمایا وہ تجھ
میں سے ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ طلق کی حدیث اوس پر محمول ہے جب ہتیلی کی پشت سے ذکر کو چھوئے پھر اپنے
سند سے روایت کیا طلق سے اونہوں نے کہا میں بیمار پڑا رہا تھا اتنے میں اپنی ران کھجانے لگا تو میرا ہاتھ ذکر کو لگ
گیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپنے فرمایا وہ تجھ میں سے ہے اور جو شخص اپنی ران کھجاوے تو ظاہر یہی
ہے کہ ہتیلی کی پشت سے کھجاویگا انتہیٰ (یہ کلام بیہقی کا مقبول نہیں کیونکہ ران ہتیلی کی طرف سے بھی کھجاتے ہیں
بلکہ ظاہر یہی ہے اور تعجب ہے کہ امام بیہقی کے سے محدث اپنے مذہب کی طرفداری میں ایسے غرق ہوں حالانکہ شافعیہ کا

یہ قول کہ ہتیلی کیطرف سے چہونا ناقض ہے اور پشت کیطرف سے چہونا ناقض نہیں محض دل سے گڈہی ہوی بات ہے قرآن اور
حدیث اور آثار صحابہ میں مطلق اسکی کوئی دلیل نہیں ہے اور صحیح یہی ہے کہ جبکہ ہاتھ سے ذکر کو چہوئے اور کوئی آڑ نہ ہو تو وضو
ٹوٹ جاویگا خواہ ہتیلی کیطرف سے چہوئے یا پشت کیطرف سے) امام شوکانی نے کہا بسرہ کی حدیث کی تقویت اس طرح
بہی ہو سکتی ہے کہ طلق کی حدیث بہی سابق کے حکم کے موافق ہے اور بسرہ کی اوسکے خلاف ہے تو رجوع کیا جاویگا اوس
طرف دوسرے یہ کہ بسرہ کی حدیث کے بہت سے طریقے ہیں اور وہ صحیح ہے اور اسکو صحیح کہنے والے بہت ہیں بہ نسبت طلق کی
حدیث کو صحیح کہنے والونکے اور تیسرے یہ کہ بسرہ کی حدیث کے شاہد بہت ہیں جنکو اوپر ہمنے بیان کیا اور چوتھی یہ کہ
بسرہ نے یہ حدیث مہاجرین اور انصار کے گہر میں بیان کی جہاں وہ لوگ بکثرت تھے اور پانچویں یہ کہ طلق بن علی سے خود
اسکے خلاف مروی ہے کہ جو شخص اپنی شرمگاہ کو چہوئے وہ وضو کرے روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور صحیح کہا
اوسکو تو احتمال ہے کہ طلق نے ابتدا میں یہ حدیث سنی ہو حضرت سے پہر اسکے بعد یہ حدیث سنی جو موافق ہے بسرہ کی
حدیث کے انتہی مختصراً زیلعی نے کہا طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن علی فسوی نے اونہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن محمد حنفی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ایوب بن عتبہ نے اونہوں نے روایت
کی قیس بن طلق سے اونہوں نے اپنے باپ طلق بن علی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنا
ذکر چہوئے وہ وضو کرے اور یہ سند ضعیف ہے کیونکہ حماد بن محمد اور اوسکا شیخ ایوب دونوں ضعیف ہیں طبرانی نے کہا
نہیں روایت کیا اس حدیث کو ایوب بن عتبہ سے کسی نے مگر حماد بن محمد نے اور دوسری حدیث کو بہی حماد بن محمد نے روایت کیا
اور میرے نزدیک دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور گمان غالب یہ ہے کہ طلق نے وضو نہ ٹوٹنے کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے پہلے سنی ہو پہر یہ حدیث اوسکے بعد سنی تو موافق ہوئی طلق بسرہ اور ام حبیبہ اور ابو ہریرہ اور زید بن خالد
وغیرہم کے جنہوں نے حضرت سے وضو کا حکم روایت کیا ہے مس ذکر سے اور طلق نے ناسخ اور منسوخ دونوں کو سنا تمام ہوا
کلام طبرانی کا مترجم کہتا ہے طبرانی کی یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی اور طبرانی کا اوسکو صحیح کہنا انصاف کے خلاف
ہے اور اسکی کئی وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ اسکے اسناد میں ایوب بن عتبہ ہے قاضی یمامہ کا جو طلق سے عدم نقض روایت
کرتا ہے اور ضعیف کیا اس طریق کو بیہقی اور ترمذی اور اکابر محدثین نے ایوب کی وجہ سے حالانکہ متابعت کی ہے ایوب کی محمد بن جابر
اور عبد اللہ بن بدر اور کئی شخصوں نے اور ضعیف کیا ایوب کو امام احمد اور ابن معین اور بخاری اور ابو حاتم اور ابن عدی
اور اکثر ائمہ حدیث نے دوسرے یہ کہ متفرد ہوا ساتھ اس روایت کے ایوب سے حماد بن محمد حنفی اور وہ ضعیف ہے ضعیف کیا اسکو
صالح بن محمد حافظ نے اور عقیلی نے کہا نہیں صحیح ہوئی حدیث اوسکی اور ذکر کیا اوسکو ذہبی نے ضعفا میں تیسرے یہ کہ معارض

کیا حماد کو ایک جماعت ثقات نے مثل ابو حنیفہ اور محمد بن حسن شیبانی اور حجاج اور اسد اور عبد الحمید بن جعفر وغیرہم نے
ان سب نے ایوب سے یہی روایت کیا کہ طلق نے حضرت سے پوچھا ذکر کو آپ نے فرمایا وہ ایک ٹکڑا ہے تجھ میں سے یا تیرے بدن
میں پس ان دلیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حماد کی روایت غلط اور منکر ہے غلطی کی اوسمیں حماد نے یا خود ایوب نے
غلطی کی کیونکہ ابو حاتم نے کہا کہ ایوب کی کتابیں صحیح ہیں لیکن جو حدیث وہ اپنے حفظ سے بیان کرتا ہے تو اوس میں
غلطی کرتا ہے دارقطنی نے کہا وہ ترک کیا جاویگا اور کبھی کہا معتبر کہا جاویگا ابن حبان نے کہا وہ سخت وہم کرتا
ہے اور تعجب ہے کہ باوصف ان استقام کے امام شوکانی نے اس مقام میں طبرانی کی تصحیح پر سکوت کیا حالانکہ
یہ اون کی عادت کے خلاف ہے) امام شوکانی نے کہا چھٹی بات یہہ کہ طلق کی حدیث کو اونکے بیٹے قیس نے روایت
کیا اور شافعی نے کہا کہ ہمنے قیس کا حال دریافت کیا تو کسی کو نہ پایا جو اوسکا حال جانتا ہو اور ابو حاتم اور ابو زرعہ
نے کہا کہ قیس بن طلق سے حجت نہیں قائم ہو سکتی انتہے زیلعی نے کہا حازمی نے اپنی کتاب ناسخ و المنسوخ میں
کہا کہ اہل علم نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ مس ذکر سے وضو لازم نہیں ہے اون کا
تمسک طلق کی حدیث سے ہے اور یہی منقول ہے حضرت علی بن ابی طالب اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ
بن عباس اور حذیفہ بن الیمان اور عمران بن الحصین اور ابو الدرداء اور سعد بن ابی وقاص سے ایک روایت میں
اور سعید بن المسیب سے ایک روایت میں اور سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمان اور سفیان ثوری اور
ابو حنیفہ اور انکے اصحاب سے اور یحییٰ بن معین اور اہل کوفہ سے اور مخالفت کی انکی اور لوگوں نے اونہوں نے
کہا کہ ذکر کے چھونے سے وضو لازم آتا ہے بسرہ کی حدیث کی وجہ سے اور یہی منقول ہے عمر بن خطاب اور انکے بیٹے عبد اللہ
اور ابو ایوب انصاری اور زید بن خالد اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عائشہ اور ام حبیبہ اور بسرہ
بنت صفوان اور سعد بن ابی وقاص سے ایک روایت میں اور ابن عباس سے ایک روایت میں اور عروہ بن الزبیر اور سلیمان
بن یسار اور عطا بن ابی رباح اور ابان بن عثمان اور جابر بن زید اور زہری اور مصعب بن سعد اور یحییٰ بن ابی کثیر
اور سعید بن المسیب سے صحیح روایت میں اور ہشام بن عروہ اور اوزاعی اور اکثر اہل شام اور شافعی اور احمد اور اسحاق
سے اور یہی مشہور قول ہے مالک کا اور یہ لوگ طلق کی حدیث کے دو جواب دیتے ہیں ایک تو یہہ کہ وہ ضعیف ہے دوسرے یہ کہ وہ منسوخ
ہے ضعیف ہونا اسوجہ سے کہ ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر دونوں ضعیف ہیں اہل حدیث کے نزدیک اور روایت کیا اوس کو
حازم بن عمرو نے عبد اللہ بن بدر سے اونہوں نے قیس سے مگر بخاری اور مسلم نے ان لوگوں سے حجت نہیں لی اپنی کتابوں
میں اور کلام کیا ہے لوگوں نے قیس بن طلق میں شافعی نے کہا ہمنے قیس کا حال پوچھا تو کسی کو نہ پایا جو اوسکو پہچانتا

ہوا اور اوسکے کہنی سی ہم اوسکی حدیث قبول کرین یحیی بن معین نے کہا لوگون نے بہت گفتگو کی ہے قیس بن طلق مین اور نہین
حجت لی جاویگی اوسکی حدیث سے اور ابن ابی حاتم سے منقول ہے اونھون نے کہا مین نے اپنے باپ سے اور ابو زرعہ سے اس حدیث کو
پوچھا اونھون نے کہا قیس بن طلق سے حجت نہین قائم ہو سکتی اور ضعیف کہا دونون نے اوسکو ان لوگون نے کہا کہ قیس بن
طلق کی روایت کو بخاری اور مسلم نے جیسے روایت نہین کیا ویسی اسکے کسی راوی سے حجت نہین لی اور بسرہ کی حدیث
کو اگرچہ بخاری اور مسلم نے روایت نہین کیا بوجہ اختلاف کے جو واقعہ ہوا عروہ کے سماع مین بسرہ سے یا مروان سے لیکن
اسکے تمام راویون سے حجت لی ہے اونھون نے یہانتک کہ اونھون نے مروان سے بھی تو بسرہ کی حدیث کو ترجیح ہوگی اور روایت
کیا طلق کی حدیث کو عکرمہ بن عمار نے قیس سے اونھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور عکرمہ بن عمار قوی
ہے ان سب لوگون مین جو روایت کرتے ہین قیس سے لیکن اوس نے مرسلاً روایت کیا اور اسکی روایت منقطع ہے
اور لیکن منسوخ ہونا تو وہ اس وجہ سے کہ طلق کی حدیث ابتدای اسلام کی ہے پھر روایت کیا طلق سے اوس نے کہا کہ مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور لوگ مسجد بنا رہے تھے اور اس مین لکھنے کہ طلق نے خود وضو ٹوٹ جانا روایت
کیا ہے مس ذکر سے پھر بیان کیا طبرانی کی حدیث کو جو اوپر ہم نے نقل کی حازمی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخ صحیح
ہے اور طلق نے دونون زمانے دیکھے اب جو لوگ مس ذکر کو وضو کا ناقض نہین سمجھتے وہ اعتراض کرتے ہین بسرہ
ایک غیر مشہور عورت ہے اور راویون نے اوسکی نسب مین اختلاف کیا ہے اور اس سے اسکا مجہول ہونا نکلتا ہے کیونکہ
بعضے اوسکو کنانیہ کہتے ہین اور بعضے اسدیہ اور اگر مجہول نہ ہو تب بھی بسرہ طلق کے برابر نہین ہو سکتی کیونکہ طلق مشہور
صحابی ہے اور اسکی روایتین بہت ہین اور اسکی صحبت طویل ہے اور راویون کا اختلاف بسرہ کی حدیث مین اس سے بھی
اسکا ضعف نکلتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ عورت کی روایت مرد کی بہ نسبت ضعف کیطرف مائل ہے اور عمرو بن علی
فلاس سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا طلق کی حدیث ہمارے نزدیک بسرہ کی حدیث سے زیادہ ثابت ہے اور اسکا جواب یون
دیا ہے کہ بسرہ مشہور عورت ہے اور اسکی شہرت کا وہی انکار کریگا جو راویون کا حال نہین جانتا پھر امام مالک سے بسند
نقل کیا اونھون نے کہا کہ بسرہ بنت صفوان وہ دادی ہے عبد الملک بن مروان کی یا اوسکی مان ہے تو پہچان لو اوسکو
اور مصعب زبیری نے کہا کہ بسرہ بنت صفوان بن نوفل بن اسد تابعات مین سے ہے اور ورقہ بن نوفل اوسکے چچا
تھے اور صفوان بن نوفل کی کوئی اولاد نہ تھی سوا بسرہ کے اور بسرہ بی بی تھین معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص کی
اب رہا راویون کا اختلاف بسرہ کی روایت مین تو طلق کی حدیث مین بھی اس قسم کا اختلاف موجود ہے پھر جس حدیث کا ایک
طریقہ بھی صحیح ہو اور علت سے خالی ہو تو اوسکی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور باقی لوگون کا اختلاف ضرر نہین کرتا اور

مالک کا طریقہ صحیح ہے اور اسکی صحت اور عدالت مین کوئی شک نہین استرحم کہتا ہے مالک کے طریق مین مروان موجود
اور ابن حبان نے کہا ہم پناہ مانگتے ہین کہ مروان کی روایت سے حجت لین اور ذہبی نے اوسکو ضعفا مین ذکر کیا اور کہا
کہ اوسکی اعمال ہلاک کرنیوالے ہین اوس نے طلحہ کو ایک تیر مارا اور کیا جو کیا) حازمی نے کہا کہ بسرہ کی حدیث کو
صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا سوا بسرہ کے انمین سے ہین عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور ابو ہریرہ اور عائشہ اور ام حبیبہ
اور کثرت سے روایات سے ترجیح ہوتی ہے اور اسکے مقابل جو روایات ہین انکے طریقے اس درجہ کے یا اوسکے قریب نہین
ہین البتہ طلق بن علی کی حدیث کا طریقہ ہے اور وہ ایک ہے اس باب مین اور بعض کوفہ والون نے گمان کیا ہے کہ کثرت
رواۃ سے ترجیح نہین ہوتی کیونکہ ہر ایک روایت سے غلبہ ظن ہے تو ایسا ہوا جیسے ایک طرف دو گواہ ہون اور ایک طرف
چار اور رد کیا گیا یہ قول کہ غلبہ ظن روایت کے باب مین معتبر ہے نہ شہادت مین اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر پچاس عورتین
ایک واقعہ کی گواہی دیوین تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی اور دو مردون کی گواہی قبول ہوجاویگی حالانکہ پچاس عورتون
کی گواہی زیادہ قوت رکھتی ہے یقین مین اسیطرح شارع علیہ السلام نے گواہی کے باب مین عالم اور جاہل کی گواہی
برابر رکھی ہے اور دو عالمون کی گواہی مثل دو جاہلون کی گواہی کے ہے لیکن روایت مین عالم کی روایت کو ترجیح
ہے اور اسمین کسی کا خلاف نہین ہے اس صورت مین بسرہ اور طلق کی روایتون کا فرق معلوم ہوگیا اور بسرہ کی
حدیث پر عمل کرنا واجب ہوا تمام ہوا کلام حازمی کا دوسری دلیل حدیث ہے ابو امامہ کی کہ ایک شخص نے پوچھا جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مین نے اپنے ذکر کو چھوا نماز مین آپ نے فرمایا کچھ قباحت نہین وہ ایک [illegible] ہے تیرے [illegible] سے
روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اپنی سنن مین زیلعی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکی اسناد مین جعفر بن الزبیر ہے بخاری
اور نسائی اور دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک ہے اور قاسم بھی اسکے اسناد مین ضعیف ہے تیسری دلیل حدیث ہے عصمہ بن
مالک خطمی کی اور وہ صحابہ مین سے تہا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مین نے نماز مین کھجایا تو میرا ہاتھ شرمگاہ کو لگا
کیا آپ نے فرمایا مین بھی ایسا کرتا ہون روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین زیلعی نے کہا یہ حدیث بھی ضعیف ہے
ابن عدی نے کہا اس کے اسناد مین فضل بن مختار ہے اور اسکی حدیثین منکر ہین ابو حاتم نے کہا وہ مجہول ہے اور حدیثین
اوسکی منکر ہین اور وہ جہوٹی روایتین نقل کرتا ہے انتہی چوتھی دلیل روایت کیا امام طحاوی نے مصعب بن سعد سے
اونہون نے کہا مین اپنے باپ کے سامنے مصحف پکڑتا تہا ایکبار مین نے کھجایا تو میرا ہاتھ شرمگاہ پر لگ گیا میرے باپ نے کہا تیرا
ہاتھ شرمگاہ پر لگا مین نے کہا ہان مین نے کھجایا انہون نے کہا اپنا ہاتھ مٹی مین ڈبو دے اور وضو کا حکم نہ دیا اور ایک روایت
مین ہے کہ انکے باپ نے حکم دیا ہاتھ دہونے کا اور ایک روایت مین ہے کہ اوٹھ اور ہاتھ دہو اور ایک روایت مین ہے قیس بن

ابی حازم سے کہ پوچھے گئے سعد مس ذکر سے اونہون نے کہا اگر نجس ہے تو کاٹ ڈال اوسکو کچھ قباحت نہین اور ایک روایت مین
ہے اونہین سے کہ ایک شخص نے سعد سے کہا اوس نے اپنا ذکر چھوا نماز مین اونہون نے کہا کاٹ ڈال ذکر کو وہ تو ایک بوٹی ہے تیرے بدن
کا نکالا ان سب اثون کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور روایت کیا امام محمد نے کتاب الحجج مین قیس بن ابی
حازم سے کہ ایک شخص آیا سعد بن ابی وقاص پاس اور بولا کیا ذکر کا چھونا نماز مین درست ہے اونہون نے کہا اگر تو جانتا ہے
کہ وہ نجس ہے تو کاٹ ڈال اوسکو پانچوین دلیل روایت کیا طحاوی نے ابن عباس سے اونہون نے کہا مین نہین پرواہ کرتا
ذکر کو چھوؤن یا اپنی ناک کو اور ایک روایت مین ہے کہ ابن عباس مس ذکر سے وضو نہین سمجھتے تھے نکالا اوسکو طحاوی
نے اور محمد نے روایت کیا کتاب الحجج مین ابن عباس سے انھون نے کہا نماز کے اندر ذکر کو چھونے مین مین پرواہ نہین
رکھتا اوس کو چھوؤن یا اپنے ناک کو اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا مس ذکر مین وضو نہین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک شخص نے عطا بن ابی رباح سے
کہا اے ابو محمد ایک شخص نے وضو کے بعد اپنی شرمگاہ کو چھوا ایک شخص بولا ابن عباس کہتے تھے اگر تو اوسکو نجس جانتا ہے
تو کاٹ ڈال عطا نے کہا قسم خدا کی ابن عباس کا یہی قول تھا نکالا اوسکو امام محمد نے کتاب الحجج مین چھٹی دلیل روایت
کیا طحاوی نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب سے اونہون نے کہا مین نہین پرواہ رکھتا کہ ناک کو چھوؤن یا کان کو
یا ذکر کو اور امام محمد نے کتاب الحجج مین روایت کیا کہ حضرت علی نے فرمایا مس ذکر مین مین نہین پرواہ رکھتا اوسکو چھوؤن
یا اپنی ناک کے کنارے کو اور ایک روایت مین ہے کہ اوسکو چھوؤن یا اپنی ناک کو یا اپنے کان کو ساتوین دلیل طحاوی
نے روایت کیا عبد اللہ بن مسعود سے مین نہین پرواہ رکھتا اپنے ذکر کو چھوؤن نماز مین یا اپنی کان کو یا اپنی ناک کو اور
امام محمد نے روایت کیا کتاب الحجج مین کہ ابن مسعود سے پوچھا گیا مس ذکر سے وضو کرنا اونہون نے کہا اگر ذکر نجس ہے تو کاٹ ڈال
اوسکو اور اسی کتاب مین ارقم بن شرحبیل سے انھون نے کہا مین نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا میرا بدن کھجاتا ہو اور نماز مین ہاتا ہون تو ذکر چھولیتا ہون
انھون نے کہا ذکر ایک ٹکڑا ہے تجھ مین سے اور علقمہ بن قیس سے ہے کہ مین بیٹھا ایک شخص ابن مسعود پاس آیا اور کہنے لگا مین نے اپنی ذکر چھوئی نماز مین
انھون نے کہا تو نے اوسکو کاٹ کیون نہ ڈالا پھر کہا ذکر سارے بدن کی طرح ہے آٹھوین دلیل طحاوی نے روایت کیا
عمیر بن سعید سے انھون نے کہا مین ایک مجلس مین تھا جس مین عمار بن یاسر بھی تھے تو ذکر آیا مس ذکر کا اونہون نے کہا
وہ ایک ٹکڑا ہے تیرا مانند تیری ناک کی طرح اور تیری ہتھیلی کے وسط اور جگہہ بھی ہے یعنے ذکر بھی کا چھونا کیا ضرور ہے
اور روایت کیا اوسکو امام محمد نے کتاب الحجج مین انہی لفظون سے اور اس مین یہ نہین ہے کہ میری ناک یا تیری ناک کی طرح
نوین دلیل طحاوی نے روایت کیا حذیفہ سے وہ کہتے تھے مین پرواہ نہین رکھتا ذکر کو چھوؤن یا اپنی ناک کو اور

کتاب الحجج مین براء بن قیس سے امام محمد نے نکالا ہے مین نے حذیفہ بن الیمان سے پوچھا کوئی شخص اپنے ذکر کو نماز مین چھووے انہون
نے کہا وہ ایسا ہی جیسے اپنے سر کو چھووے دوسری روایت مین ہے کہ ذکر کا چھونا مثل ناک چھونے کے ہے **دسوین دلیل**
طحاوی نے حسن بصری سے روایت کیا اونہون نے پانچ صحابہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جن مین حضرت علی اور عبد اللہ بن
مسعود اور حذیفہ بن الیمان اور عمران بن حصین تھے اور ایک شخص اور تھا یہ سب ذکر سے وضو کو لازم نہین جانتے تھے اور
روایت کیا طحاوی نے عمران بن حصین سے علاحدہ بھی اسیطرح **گیارھوین دلیل** امام محمد نے کتاب الحجج مین سعید بن
المسیب سے نکالا وہ کہتے تھے مس ذکر مین وضو نہین ہے **بارھوین دلیل** امام محمد نے کتاب الحجج مین ابراہیم نخعی سے نکالا
وہ کہتے تھے نماز مین ذکر چھونے کے باب مین کہ ذکر ایک ٹکڑا ہے تیرے بدن سے **تیرھوین دلیل** امام محمد نے روایت
کیا کتاب الحجج مین ابو الدرداء سے اون سے پوچھا گیا مس ذکر کو اونہون نے کہا وہ ایک ٹکڑا ہے تجھہ مین سے ۔ امام محمد نے
کہا پہر ہم کیونکر ان صحابہ کی حدیثین اور انکے اتفاق کو چھوڑ دین ایک بسرہ بنت صفوان کی حدیث سے جس کے ساتھ
کوئی مرد نہین ہے اور عورتین ضعیف ہین روایت مین اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث پر حضرت عمر نے کہا تھا کہ ہم اپنے دین مین
ایک عورت کی بات کو جائز رکھنے والے نہین تو اسی طرح بسرہ بنت صفوان کا قول اتنے صحابہ کے مخالف نہ سنا جاویگا
انتہے مترجم کہتا ہے اللہ تعالی رحم کرے امام محمد پر اونہون نے غور نہ کیا اور صحابہ کی روایات پر جو بسرہ کی حدیث کی
تائید مین آئین اور وہ اٹھارہ صحابہ ہین جنکی روایات کو اوپر ہمنے ذکر کیا پہر بسرہ اکیلی کیونکر ہوئی اور حضرت عمر رض
نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہین کیا تہا اور
بسرہ کی حدیث نہ کتاب اللہ کے خلاف ہے نہ سنت رسول اللہ کے پہر اسکا قبول نہ کرنا انصاف کے خلاف ہے امام طحاوی نے
کہا ہم نہین جانتے کہ صحابہ مین سے کسینے مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کا فتوی دیا ہو سوا ابن عمر کے اور مخالف ہوے انکے
اکثر صحابہ انتہے اور یہ امام طحاوی کا کہنا صحیح نہین ہے کیونکہ سوا ابن عمر کے اور کئی صحابہ بھی اسی کے قائل ہین چنانچہ
حازمی نے حضرت عمر اور ابو ایوب انصاری اور زید بن خالد اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور جابر اور عائشہ
اور ام حبیبہ اور بسرہ بنت صفوان اور سعد بن ابی وقاص کا بھی مذہب بیان کیا امام شوکانی نے کہا حق انہی لوگون کا
مذہب ہے جو مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہین اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ مس ذکر سے وضو مستحب ہے اور رد کرتی ہے اسکو ابو ہریرہ کی حدیث جو اوپر گذری
ابھی یہ ہے کہ واجب ہے وضو اسپر اور حضرت عائشہ کی حدیث مین ہے کہ خرابی ہو اون لوگون کی جو اپنی شرمگاہون چھوتے
ہین اور وضو نہین کرتے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ایسی بد دعا نہین ہوتی مگر واجب کی ترک کا اور وضو سے
مراد یہی وضوی شرعی ہے جیسے نماز کے لیے کیا جاتا ہے لیکن مس ذکر مین یہ شرط ہے کہ بغیر حائل یعنے آڑ کے مس کرے

اور یہ شرط کہ ہتیلی سے مس کرے بے دلیل ہے جیسے اوپر گذرا اور جابر بن زید سے مروی ہے کہ اگر قصداً مس کرے تو وضو ٹوٹ جاویگا
اور جو بہولے سے مس کرے تو نہیں ٹوٹیگا اور جو جابر شین اوپر گذرین وہ اسکا رد کرتی ہین کیونکہ انمین عمداً کی قید نہین ہے انتہے
زیلعی نے کہا صاحب تنقیح نے نقل کیا کہ سفیان اور ابن جریج دونون نے مس ذکر کا ذکر کیا ابن جریج نے کہا اوس کے وضو
کرنا چاہیے اور سفیان نے کہا وضو نکرنا چاہیے کیا تم سمجھتے ہو اگر اوس نے اپنے ہاتہ مین منی کو لے لیا ابن جریج نے کہا
ہاتہ دہو ڈالے سفیان نے کہا تو منی زیادہ ہے یا ذکر ابن جریج نے کہا یہ بات شیطان نے تمہارے منہ سے نکلوائی انتہے
مطلب ابن جریج کا یہ تہا کہ نص کے مقابل قیاس کرنا اور اٹکل پچو باتین بنانا شیطان کا اغوا ہے علامہ ابوالطیب
روضہ ندیہ مین فرماتی ہین کہ حق اس باب مین وضو ٹوٹ جاتا ہے مس ذکر سے اور امام شوکانی نے وبل الغمام مین اہل حدیث
کا مذہب یہی قرار دیا کہ مس ذکر ناقض وضو ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکہا کہ ذکر کا چہونا ایک فعل
شنیع ہے اور اسیواسطے استنجا مین ممانعت ہوئی ذکر کو داہنے ہاتہ سے تہامنے کی اور اختلاف کیا ہے اس سے
وضو ٹوٹنے مین علمای سلف نے فقہاء صحابہ اور تابعین مین سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب مین معارض
روایتین آئین ہین انتہے مترجم کہتا ہے کہ اگر کثرت ادلہ پر نظر ڈالی جاوے تو وضو ٹوٹ جانیکی دلیلین بہت ہین اور متعدد
احادیث اوس بارے مین وارد ہوئین اور اگر قیاس جلی اور صحابہ اور تابعین کے تعامل کو لیا جاوے تو نہ ٹوٹنے
کا جانب قوی ہے کیونکہ نہ ٹوٹنے کیطرف حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس ہین اور یہ حضرات
تفقہ اور جودت رای اور قرب نبوی مین اپنے زیادہ تہے جو ٹوٹنے کے قائل ہین دوسرے یہ کہ مس ذکر کا قیاس مس امراۃ
پر بہت مناسب ہے حالانکہ عورت کا مس ناقض وضو نہین ہے اکثر علما کے نزدیک اور اسکا بیان آگے آویگا باوجود ان
سب باتون کے اقرب باحتیاط اور اولی یہی ہے کہ مس ذکر سے وضو کر لیوے واللہ اعلم **سونے کا بیان** امام نووی نے
مسلم کی شرح مین کہا کہ سونے کے باب مین آٹہہ مذہب ہین پہلا مذہب یہ ہے کہ سونا مطلقاً ناقض وضو نہین ہے یعنے کسی حال
مین سونے سے وضو نہین ٹوٹتا اور یہی منقول ہے ابو موسی اشعری اور سعید بن المسیب اور ابو مجلز اور حمید اعرج سے اور یہی
قول ہے شیعہ امامیہ کا اور بحر مین ہے کہ یہی مذہب ہے عمرو بن دینار کا اور دلیل اون کی انس کی حدیث ہے جو آگے مذکور ہوگی
دوسرا مذہب یہ ہے کہ سونا مطلقاً ناقض وضو ہے یعنی ہر حال مین سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے نووی نے کہا یہی مذہب
ہے حسن بصری اور مزنی اور ابو عبید قاسم بن سلام اور اسحاق بن راہویہ کا اور یہی نادر قول ہے شافعی کا ابن منذر نے
کہا میرا بہی قول یہی ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابن عباس اور ابو ہریرہ سے اور بحر مین ہے کہ عترت کا یہی قول ہے مگر ایک یا دو
جہونکون سے وہ کہتے ہین وضو نہین ٹوٹتا اور دلیل ان کی حدیث ہے صفوان بن عسال اور علی اور معاویہ کی

تیسرا مذہب یہ ہے کہ بہت سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ہر حال میں اور تھوڑے سونے سے نہیں ٹوٹتا کسی حال میں نووی نے کہا یہی
مذہب ہے زہری اور ربیعہ اور اوزاعی اور مالک اور احمد کا ایک روایت میں اور دلیل انکی انس کی حدیث ہے اور یہ حدیث کہ جو
اتنا سو جاوے کہ لوگ اوسکو سویا کہیں تو اوس پر وضو ہے روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور ان لوگوں کی مراد اگر تھوڑے
سونے سے ایک یا دو جھونکے ہیں تو یہی عترت کا مذہب ہے اور جو مراد عام ہے تو علاحدہ مذہب ہے چوتھا مذہب یہ ہے کہ اگر
نماز کی کسی شکل پر سو جاوے جیسے رکوع یا سجدہ یا قیام یا قعود میں تو وضو نہیں ٹوٹیگا خواہ سوتے وقت نماز میں ہو یا
نہ ہو اور اگر کروٹ یا چت سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاویگا نووی نے کہا ابو حنیفہ اور داؤد کا مذہب یہی ہے اور ایک
نادر قول ہے شافعی کا اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جب بندہ اپنے سجدے میں سو جاتا ہے تو اللہ تعالی اس سے فخر کرتا ہے فرشتوں
پر روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور قیاس کیا اونہوں نے قیام اور قعود اور رکوع کو سجدے پر
پانچواں مذہب یہ ہے کہ اگر رکوع یا سجدے میں سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاویگا ورنہ نہ ٹوٹے گا نووی نے کہا ایسا ہی منقول ہے
امام احمد سے شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ رکوع اور سجدے کی شکل میں حدث ہونیکا زیادہ گمان ہے اور اس مذہب کو بدر التمام
اور سبل السلام میں یوں نقل کیا ہے کہ وضو ٹوٹتا ہے سونے سے مگر رکوع اور سجدے کی شکل میں سونے سے نہیں ٹوٹتا
اور دلیل اوس کی وہی ہے کہ جب بندہ سجدے میں سو جاتا ہے اور قیاس کیا رکوع کو سجدے پر چھٹا مذہب ہے کہ سونے سے وضو
نہیں ٹوٹتا مگر جب سجدے کی شکل پر سووے نووی نے کہا یہی منقول ہے امام احمد سے اور اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ سجدے میں [illegible] حدث ہو جانیکا
گمان ہے ساتواں مذہب یہ ہے کہ نماز میں کسی حال پر سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نماز کے باہر ٹوٹ جاتا ہے بحر میں ہے کہ زید بن علی اور ابو حنیفہ کا یہی
قول ہے اور دلیل اس کی یہی حدیث ہے جب بندہ سجدے میں سو جاتا ہے آٹھواں مذہب یہ ہے کہ جب بیٹھ کر سو جاوے اپنی مقعد
زمین پر جما کر تو وضو نہیں ٹوٹتا خواہ تھوڑا سووے یا بہت سووے خواہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور اسکے سوا سب شکلوں میں
ٹوٹ جاتا ہے نووی نے کہا شافعی کا یہی مذہب ہے اور وہ کہتے ہیں کہ سونا فی نفسہ حدث نہیں ہے بلکہ اوس میں احتمال ہے
حدث ہونیکا بےخبری میں اور دلیل اسکی حدیث ہے علی اور ابن عباس اور معاویہ کی شوکانی نے کہا میرے نزدیک یہ سب مذہبوں
میں صواب کے قریب ہے اور اس مذہب پر تمام دلیلوں میں جمع ہو جاتا ہے اور درر بہیہ میں اہلحدیث کا مذہب قرار دیا
ہے کہ کروٹ پر سونے سے وضو جاتا رہتا ہے اور اور شکلوں پر سونے سے نہیں جاتا اب جسقدر حدیثیں سونے کے باب میں
وارد ہوئی ہیں وہ بیان کیجاتی ہیں **پہلی** حدیث روایت کیا امام احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے
صفوان بن عسال سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم کرتے جب ہم مسافر ہوتے کہ نہ اوتاریں اپنے
موزوں کو تین دن اور تین رات تک مگر جنابت سے لیکن نہ اوتاریں پاخانہ اور پیشاب اور سو جانے سے اور روایت

کیا اسحدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین خطابی نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے شوکانی نے کہا روایت کیا اسکو شافعی اور
ابن ماجہ اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے بہی اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسکی بنا
ہے عاصم بن ابی النجود ہے اور وہ سچا ہے لیکن اوسکا حافظہ خراب تہا اور متابعت کی اوسکی ایک جماعت نے اور زر سے روا
کیا عاصم سے اسحدیث کو چالیس سے زیادہ آدمیون نے ایسا ہی کہا ابن مندہ نے اور اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا بہی
ناقض وضو ہے کیونکہ بیان کیا اوسکو پاخانہ اور پیشاب کیساتہہ جو حدث ہین **دوسری** حدیث روایت کیا ابوداود
اور ابن ماجہ اور امام احمد اور دارقطنی نے بقیہ سے اوسنے وضین بن عطا سے اوسنے محفوظ بن علقمہ سے اوسنے
عبدالرحمن بن عائذ سے اوسنے علی بن ابی طالب سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے مقعد کی
ڈاٹ دونو انکہین ہین پہر جو کوئی سو جاوے وہ وضو کرے اور اسحدیث مین دو علتین ہین ایک تو بقیہ اور وضین بن
علما نے کلام کیا ہے یہ ابن منذر نے کہا اور ابن دقیق العید نے دونون مین جہگڑا کیا اور کہا کہ بقیہ کو بعض علما نے
ثقہ کہا ہے اور ابو زرعہ نے عبدالرحمن بن ابراہیم سے پوچہا وضین بن عطا کو اونہون نے کہا ثقہ ہے اور ابن عدی
نے کہا مین اوسکی حدیثون مین کوئی برائی نہین پایا دوسری علت یہ ہے کہ ابن عائذ نے حضرت علی سے نہین سُنا
نقل کیا یہ ابن ابی حاتم نے ابو زرعہ سے کتاب العلل اور کتاب المراسیل مین تو روایت منقطع ہوئی اور علل مین اتنا
زیادہ ہے کہ اونہون نے اپنے باپ اور ابو زرعہ سے پوچہا اسحدیث کو تو دونون نے کہا یہ حدیث قوی نہین ہے اور نووی
نے خلاصہ مین کہا اسکا اسناد اچہا ہے جوزجانی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے حافظ ابن حجر نے کہا ابن عائذ حضرت
عمر سے روایت کرتا ہے جیسے جزم کیا بخاری نے تو علی سے نہ سننا کیسے ہو سکتا ہے واللہ اعلم **تیسری** حدیث امام احمد اور
دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا بقیہ سے اوسنے ابی بکر بن ابی مریم سے اوسنے عطیہ بن قیس سے اوسنے معاویہ سے
اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا آنکہہ ڈاٹ ہے دبر کا پہر جب آنکہہ سو جاوے تو ڈاٹ چہوٹ
گئی منتقی الاخبار مین ہے کہ امام احمد سے پوچہا گیا معاویہ اور علی کی حدیث کو تو اونہون نے کہا علی کی حدیث زیادہ ثابت ہے اور زیادہ قوی ہے شوکانی
نے کہا اسکے اسناد مین بہی بقیہ ہے جو روایت کرتا ہے ابو بکر بن ابی مریم سے اور وہ ضعیف ہے اور ان دونون
حدیثون کو ضعیف کیا ابو حاتم نے اور منذری اور ابن الصلاح اور نووی نے حضرت علی کی حدیث کو حسن کہا زیلعی
نے کہا معاویہ کی حدیث کو طبرانی نے اپنی معجم مین روایت کیا اور زیادہ کیا پہر جو کوئی سو جاوے وہ وضو کرے اور
اسحدیث مین بہی دو علتین ہین ایک تو ابو بکر بن ابی مریم مین کلام کیا ہے ابو حاتم اور ابو زرعہ نے کہا وہ قوی
نہین دوسرے ہارون بن جناح نے اسحدیث کو عطیہ بن قیس سے روایت کیا اوسنے معاویہ سے موقوفاً ایسا ہی زیلعی

علی ابن طالب

معاویہ

ابو ہریرہ

ابن عباس

اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ ہارون زیادہ معتبر ہے ابوبکر بن ابی مریم سے انتہے **چوتھی** حدیث دارقطنی نے روایت کیا
علل مین ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب ہے وضو ہر سونے پر مگر جو شخص ایک یا دو جھونکی لیوے اپنے
سر سے انتہے دارقطنی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عباس کا قول ہے **پانچوین** حدیث ابوداؤد اور ترمذی اور دارقطنی اور احمد
نے روایت کیا ابوخالد یزید دالانی سے اونہے قتادہ سے اونہے ابوالعالیہ سے اونہے ابن عباس سے انہون نے دیکھا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سو رہے سجدے مین یہانتک کہ آپ خراٹے لینے لگے پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے ابن عباس
نے کہا یا رسول اللہ آپ سو رہے تھے آپ نے فرمایا وضو نہین واجب ہے مگر کروٹ پر سو جانے سے کیونکہ جب کروٹ پر
لیٹا تو جوڑ ڈھیلے ہوگئے انتہے ملتقی مین ہے کہ امام احمد نے کہا یزید دالانی مین کوئی برائی نہین اور بعضون نے
یزید دالانی کی اس حدیث کو ضعیف کیا ہے انقطاع کیوجہ سے شعبہ نے کہا قتادہ نے ابوالعالیہ سے چار حدیثین سنی ہین اور
یہ حدیث اون مین سے نہین ہے زیلعی نے کہا اس حدیث کو طبرانی نے اپنی معجم مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور
دارقطنی نے سنن مین روایت کیا اور کہا کہ منفرد ہوا ساتھ اسکے ابوخالد دالانی قتادہ سے اور یہ حدیث صحیح نہین
ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین اوسمین یہ ہے کہ وضو نہین واجب ہوتا اوس شخص پر جو سو جاوے بیٹھکر یا
کھڑا ہوکر یا سجدے مین یہانتک کہ اپنے پہلو پر سو رہے کیونکہ جب پہلو یعنے کروٹ پر سووے تو اوسکے جوڑ ڈھیلے ہو گئے
پھر کہا بیہقی نے کہ منفرد ہوا ساتھ اسکے یزید بن عبدالرحمن دالانی ترمذی نے کہا روایت کیا اوسکو سعید بن ابی
عروبہ نے قتادہ سے اونہے ابن عباس سے ابن عباس کا قول اوس مین ابوالعالیہ کا ذکر نہین ہے اور نہ مرفوع ہے انتہی
ابوداؤد نے کہا یہ قول کہ وضو اوسپر ہے جو کروٹ پر سووے منکر ہے نہین روایت
کیا اس کو کسی نے مگر یزید دالانی نے قتادہ سے اور ایک جماعت نے ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے اس حدیث کا شروع روایت کیا ہے اوس مین یہ عبارت نہین اور وہ کہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قتادہ نے
یہ حدیث ابوالعالیہ سے نہین سنی اور ابوداؤد نے کتاب السنۃ مین کہا اس حدیث مین کہ کسی بندے کو نہ چاہیے یون کہے
کہ مین بہتر ہون یونس بن متی علیہ السلام سے کہ قتادہ نے ابوالعالیہ سے نہین سنا مگر تین حدیثونکو اور دوسرے مقام پر
کہا شعبہ نے کہا قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف چار حدیثین سنی ہین ایک حدیث یونس بن متی کی دوسری حدیث ابن
عمر کی نماز مین تیسری حدیث تین قاضیون کی چوتھی حدیث ابن عباس کے میرے پاس گواہی دی عمدہ آدمیون نے تو اس
تقریر سے یہ بات ہوا کہ یہ حدیث منقطع ہے ابن حبان نے کہا یزید دالانی بہت غلطی کرتا تھا بہت وہم کرتا تھا اس
سے حجت لینا جائز نہین جب تک ثقات کے موافق نہو پھر جب منفرد ہو تو کیونکر اوسکی روایت سے حجت لی جاویگی احمد اور

نسائی اور ابن معین نے کہا اس مین کچہ برائی نہین ترمذی نے علل مین کہا مین نے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو پوچہا انہون
نے کہا یہ حدیث کچہ نہین روایت کیا اوسکو سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے انہون نے ابن عباس سے اون کا قول اور اس مین
ابو العالیہ کا ذکر نہین کیا اور مین نہین پہچانتا کہ ابو خالد دالانی نے قتادہ سے سنا ہو اور ابو خالد سچا ہے لیکن وہ وہم
بہت کرتا ہے اور یہ تقریر امام بخاری کی مذہب پر ہو کہ اونہون نے اتصال کے لیے سماع کی شرط رکہی ہو اگرچہ ایک ہی بار
ہو اور ابن عدی نے کہا کہ ابو الخالد دالانی لین الحدیث ہو اور باوجود اسکی اوسکی حدیث لکہی جاویگی اور متابعت
کی اوسکی اس روایت پر مہدی بن ہلال نے یہہ سند نقل کیا مہدی بن ہلال سے کہ حدیث بیان کی ہم سے یعقوب
بن عطا بن ابی رباح نے عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سو جاوے کہڑے یا بیٹہے اوسپر وضو نہین یہانتک کہ اپنی کروٹ زمین سے لگا دے امام شوکانی
نے کہا اس حدیث کو ضعیف کیا احمد اور بخاری نے اور ضعیف کیا اوسکو ابو داود نے سنن مین اور ابراہیم حربی
نے اپنی علل مین اور ترمذی نے بیہقی نے خلافیات مین کہا کہ منفرد ہوا ساتہہ اسکے ابو خالد دالانی اور انکار کیا اسپر
تمام اماموں نے حدیث کے اور سنن مین کہا کہ انکار کیا اوسپر تمام حافظون نے اور انکار کیا اوسکے سماع کا قتادہ سے
اور اس یزید کو ثقہ کہا ابو حاتم نے اور افراط کی ابن حبان نے تو کہا اوس سے حجت لینا جائز نہین ذہبی نے مغنی
مین کہا مشہور ہے اور اسکی حدیث حسن ہو اور میزان مین کہا ابو حاتم نے کہا یہ سچا ہے چہٹی حدیث ابن عدی نے روایت
کی مہدی بن ہلال کے طریقہ سے عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے جو ابہی گذری شوکانی نے
کہا اس کی اسناد مین مہدی بن ہلال ہے اور اسکو تہمت لگی ہے حدیث کے بنانے کی
میزان مین ہے کہ مہدی کو جہوٹا کہا یحیے بن سعید اور ابن معین نے اور دارقطنی وغیرہ نے کہا کہ وہ
متروک ہے اور ابن معین نے کہا وہ بدعتی ہے حدیث بناتا ہے اور ابن عدی نے اوسکی کئی حدیثین بیان کین اور
اوسکی اکثر روایتون پر کسی نے متابعت نہین کی منجملہ انکے ایک روایت ہو یعقوب بن عطا سے اوس نے عمرو بن شعیب سے
اوس نے اپنے باپ سے اوس نے اپنے دادا سے مرفوعا کہ جو شخص بیٹہکر سو جاوے اوسپر وضو نہین ہے یہانتک کہ اپنی کروٹ
زمین سے لگاوے انتہے اور تعجب ہے کہ زیلعی نے اس حدیث کو تخریج ہدایہ مین ذکر کیا اور اسپر کلام نہ کیا شوکانی نے کہا
کہ ابن عدی نے اس حدیث کو نکالا عمر بن ہارون بلخی کے طریق سے اور وہ متروک ہو اور مقاتل بن سلیمان کے طریق سے
اور اسپر تہمت ہے حدیث بنانے کی ساتوین حدیث ابن عدی اور بیہقی نے روایت کی بحر بن کنیز سقا سے اوس نے میمون
خیاط سے اوس نے ابن عباس سے اونہون نے حذیفہ بن الیمان سے اونہون نے کہا کہ مین مدینہ کی مسجد مین بیٹہا تہا اور

ہونکے لے رہا تہا نیند سی اتنے مین ایک شخص نے پیچہے سی مجہکو گود مین لیا مین نے جو دیکہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مجہپر وضو واجب ہوا آپ نے فرمایا نہین جبتک تو اپنی کروٹ نہ رکہی زمین پر
بیہقی نے کہا متفرد ہوا اس حدیث سی بحر بن کثیر سقا اور وہ ضعیف ہے نہین حجت لی جاویگی اوسکی روایت سی میزان
مین ہے نسائی اور دارقطنی نے کہا وہ متروک ہے یحیی نے کہا وہ کچہ نہین اوسکی حدیث نہ لکہی جاویگی اور ایک بار
ایک بہتر ہے اور بخاری نے کہا وہ قوی نہین اہلحدیث کی نزدیک ابن معین نے کہا اوسکی حدیث نہ لکہی جاویگی
ابو حاتم نے کہا ضعیف ہے انتہی مختصرا اور نیل الاوطار مین بجای بحر بن کثیر کے بحر بن کنیز ہے اور یہ غلطی
ہے کاتبون کی **آٹہوین** حدیث ابوہریرہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بندہ سو جاتا ہے نماز
مین تو اللہ تعالی اوس سے فخر کرتا ہے فرشتون مین روایت کیا اوسکو دارقطنی اور ابن شاہین نے اور روایت
کیا اوسکو بیہقی نے انس سے اور ابن شاہین نے ابوسعید سے بہی شوکانی نے کہا اوسکے سب طریقون مین گفتگو
ہے **نوین** حدیث ابوہریرہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مستحق ہو سونے کا یعنی کروٹ
پر سووے) اوسپر وضو واجب ہے گیا بیہقی نے کہا یہ حدیث مرفوعا مروی ہوئی اور صحیح نہین ہے اور روایت کیا اسکو
کو بیہقی نے موقوفا ابوہریرہ پر باسناد صحیح دارقطنی نے کہا وہ موقوفا صحیح ہے **دسوین** حدیث انس کی
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب عشا کی انتظار مین جہونکے لیتے اپنے سرون سے پہر نماز پڑہتے وضو نکرتے
روایت کیا اوسکو ابوداود نے اور روایت کیا اوسکو مسلم نے خالد بن حارث سی اونہون نے شعبہ سے اونہون نے قتادہ سے
اونہون نے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سوتے تہی پہر نماز پڑہتے تہے اور وضو نہین کرتے تہے
شوکانی نے کہا اس حدیث کو شافعی نے ام مین روایت کیا اور ترمذی نے ابوداود نے کہا شعبہ نے ایک روایت
مین زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ مینے دیکہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو جگائے جاتے نماز کے لیے یہان تک کہ مین انمین سے بعضون کے خرانٹے سنتا پہر وہ کہڑے
ہوتے اور نماز پڑہتے اور وضو نکرتے زیلعی نے کہا نکالا اوس روایت کو بیہقی نے ابن مبارک سی اونہون نے معمر سے
اونہون نے قتادہ سی اونہون نے انس سے اور ابن مبارک نے کہا ہمارے نزدیک مراد یہ ہے کہ وہ صحابہ بیٹہے بیٹہے سو
جاتے اور اسی پر حمل کیا حدیث کو عبدالرحمن بن مہدی اور شافعی نے اور یہ مطلب ظاہر ہے دوسری روایت
جس مین یہ ہے کہ وہ جہونکے لیتے اپنے سرون سے کیونکہ جہونکے لینا بدون بیٹہے سونے کے نہین ہو سکتا ابن القطان
نے کتاب الوہم والایہام مین کہا رد کرتا ہے اس تاویل کو وہ جو روایت کیا بزار نے اپنی مسند مین عبد الاعلی سے

اوس نے شعبہ سے اوس نے قتادہ سے اوس نے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز کا انتظار کرتے پھر اپنی کروٹین
رکھدیتے زمین پر بعضے اُن مین سے سو جاتے پھر نماز کو اوٹھتے اور یہ روایت صحیح ہے ایک امام کی شعبہ سے اور روایت
کیا قاسم بن اصبغ نے یحیی بن سعید قطان سے اونھون نے شعبہ سے یہی مضمون یہ روایت بھی ایک امام کی ہے شعبہ سے
ابن دقیق العید نے کہا یہ روایت محمول ہے خفیف سونے پر اور رد کرتی ہے اس قول کو ترمذی اور بیہقی کی روایت
کہ اُنکے خراٹے سنے جاتے اور روایت کیا اوسکو احمد نے یحیی قطان سے اور ترمذی نے بندار سے اوس مین
یہ نہین ہے کہ اپنی کروٹین زمین پر رکھتے اور بیہقی اور بزار اور خلال نے اُنکی روایتون مین یہ ہے کہ کروٹین رکھکر
سوتے واللہ اعلم **گیارھوین حدیث** امام مسلم نے روایت کیا ابن عباس سے ایک رات مین اپنی خالہ اُم المومنین
میمونہ کے گھر مین رہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے مین آپکی بائین طرف کھڑا ہوا آپنے میرا ہاتھ
پکڑ کر داہنے طرف کیا پھر جب مین اونگھتا تو آپ میرے کان کی لو پکڑتے آخر آپنے گیارہ رکعتین پڑہین اور
یہ ایک ٹکڑا ہے ابن عباس کی حدیث کا جسکو نکالا امام بخاری اور مسلم نے زیلعی نے کہا اونگھنے سے وضو نہ جانیکی
یہی حدیث دلیل ہے **بارھوین حدیث** بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کیا مین اپنی خالہ میمونہ کے
پاس سو رہا پھر رات کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور تیرہ رکعتین پڑہین پھر لیٹ رہے اور سو گئے
یہانتک کہ خراٹے لینے لگے پھر بلال آئے اور آپکو پکارا نماز کے لیے آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑہائی
اور وضو نہ کیا۔ نووی نے کہا یہ خاصہ تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آپکا وضو کروٹ پر سونے سے بھی نہ
جاتا اور دلیل اوسکی دوسری روایت ہے کہ فرمایا آپنے میری آنکھین سوتی ہین دل نہین سوتا **تیرھوین حدیث**
امام بیہقی نے روایت کیا یزید بن قسیط سے اوس نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے تھے جو شخص دونو پاؤن کھڑا کرکے سرین پر
بیٹھکر سو جاوے یا کھڑے کھڑے سو جاوے اوسپر وضو نہین ہے یہانتک کہ کروٹ سے لیٹے جب کروٹ سے لیٹے تو وضو
کرے حافظ نے کہا اسکا اسناد عمدہ ہے اور یہ روایت موقوف ہے **چودھوین حدیث** امام مالک اور شافعی
نے زید بن اسلم سے روایت کیا کہ حضرت عمر کہتے تھے جب کوئی تم مین سے کروٹ پر سو جاوے تو وضو کرے سید
علامہ مسک الختام مین فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ سونے سے وضو جاتا رہتا ہے جیسے صفوان کی حدیث
مین ہے اور تصحیح کی اوسکی ترمذی اور خطابی نے اور یہ سونا عام ہے اور صحابہ سے ثابت ہے کہ وہ سوتے تھے اتنا
کہ خراٹے لیتے تھے پھر وضو نہین کرتے تھے تو ضرور ہے کہ یہ سونا خاص کیا جاوے اوس سونے سے جس مین
بالکل غفلت ہو جاوے اور کروٹ رکھنے سے غفلت بالکل ہو جانا ضرور نہین ہے مترجم کہتا ہے نوم کے باب میں

اوپر آٹھہ مذاہب گذر چکے اور یہ نوان قول ہے اور فقیر کے نزدیک حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے باختلاف اشخاص اور
فی نفسہ نوم ناقض وضو نہین ہے بلکہ نوم مین حدث ہوجانیکا احتمال ہے پس جو شخص کہ کم کہاتا ہو اور اسکو حدث بہت
کم ہوتا ہو اور اسکو بہروسا ہو کہ سونے مین بہی حدث نہین ہوتا تو اسکا وضو سونے سے نہ ٹوٹیگا اگرچہ وہ کروٹ
سے بہی سووے اور جسکو یہ بہروسا نہ ہو اوسکا وضو ٹوٹ جاویگا جب حدث کا احتمال غالب ہوجاوے اور وہ ان شکلون
مین ہے جن مین مقعد کہلجاتا ہے جیسے سجدہ یا رکوع کیحالت یا کروٹ کیحالت اور بیٹہنے مین مقعد نہین کہلتا تو وہان
غالب عدم حدث ہی ہے سوا بیٹہنے کے اور شکلون مین سو جانے سے ایسے شخص کا وضو جاتا رہیگا اسی طرح جو شخص
ذری سی نیند مین بالکل غافل اور مدہوش ہوجاتا ہے اوسکا وضو ہر حالت مین سونے سے جاتا رہیگا اور جسکو ہوش
رہتا ہے اسکا کسی حالت مین سونے سے وضو نہ جاویگا جبتک ایسا نہ سووے کہ بالکل بیہوش ہوجاوے واللہ تعالی اعلم

استحاضے یا بواسیر کے خون کا بیان استحاضہ یا بواسیر کا خون اگرچہ معمولی و معتاد نہین ہے مگر
چونکہ سبیلین سے نکلتا ہے اسلیے ناقض وضو ہے اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور یہی حق ہے اور بعض مالکیہ نے
اسمین خلاف کیا ہے وہ کہتے ہین سبیلین سے اگر عادت کے خلاف کوئی شے نکلے تو وہ ناقض وضو نہین ہے اور دلیل
جمہور علما کی حدیث ہے بخاری کی فاطمہ بنت ابی حبیش کے باب مین کہ حضرتؐ نے اوسسے فرمایا پہر وضو کر ہر نماز کے لیے
اور بیان اسکا جدا جا ہے تو کتاب الحیض مین مفصلاً آویگا **عورت کو چہونیکا بیان** نیل الاوطار مین ہے کہ
عبداللہ بن مسعود اور ابن عمر اور زہری اور شافعی اور انکے اصحاب اور زید بن اسلم وغیرہم کا یہ مذہب ہے کہ عورت
کا چہونا ناقض وضو ہے سک الختام مین ہے کہ ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے خواہ یہ چہونا شہوت سے ہو یا بے شہوت کے
اور عورت خواہ اجنبی ہو یا غیر اجنبی اور حضرت علی اور ابن عباس اور عطا اور طاوس اور عترت اور ابوحنیفہ اور
ابو یوسف رحمہم اللہ کا یہ قول ہے کہ ناقض نہین ہے مگر ابوحنیفہ اور ابو یوسف یہ کہتے ہین کہ مباشرت فاحشہ سے
وضو ٹوٹ جاتا ہے یعنے عورت اور مرد دونون ننگے ہوکر لپٹین اور مرد کی ذکر عورت کی شرمگاہ سے لگجاوے
انتشار کے ساتہہ گو مذی نہ نکلے پہلے مذہب والونکی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا
مَاءً فَتَيَمَّمُوا یعنے یا چہوا ہو تم نے عورتون کو پہر پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو کیونکہ لمس کا ظاہری معنے چہونا ہے اور
یہی معنے مراد لیا ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود نے اور روایت کیا مالک اور شافعی نے عبداللہ بن عمر سے وہ کہتے
تہے جو کوئی بوسہ دیوے اپنی عورت کو یا چہووے اوسکو اپنے ہاتہہ سے اوسپر وضو ہے اور روایت کیا بیہقی نے
ابن مسعود سے انہون نے کہا بوسہ دینا لمس مین داخل ہے اور لمس سے وضو لازم ہے اور لمس جماع سے کم ہے

اور حاکم نے دلیل لی لمس سے چھونا مراد ہونے پر ہحدیث سے جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ کوئی دن ایسا نہ ہوتا یا ایسا کم دن
ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس آوین اور ہمکو بوسہ نہ دیوین اور لمس نہ کرین اور بیہقی نے دلیل لی ہے ابو ہریرہ
کی حدیث سے اونہون کی زنا لمس ہے اور ماعز کے قصے مین ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا شاید تو نے بوسہ لیا یا لمس کیا اور حضرت عمر
کے قول سے اونہون نے کہا بوسہ لمس مین داخل ہے اوس سے وضو کرو اور روایت کیا شافعی نے حضرت عمر اور ابن مسعود سے
کہ وہ بوسہ کو اور اسکے مانند کامون کو لمس مین سمجھتے تھے اور کہتے تھے اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے **حنفیہ** ان
دلیلون کا یہ جواب دیتے ہین کہ قرآن کی آیت مین لمس سے مراد جماع ہے چنانچہ عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین باسناد ابن
عباس سے نقل کیا کہ اونہون سے لمس کی تفسیر کی ساتھ جماع کے اور ابن عباس کا قول تفسیر کے باب مین راجح ہے اور
صحابہ کے اقوال پر اسلیے کہ حضرتؐ نے اونکے لیے دعا کی یا اللہ انکو قرآن سکھلا دے اب رہا قول ابن عمر اور ابن مسعود
کا اور حضرت عمر کا وہ حجت نہین ہے برخلاف احادیث صحیحہ مرفوعہ کے جنکا بیان آگے آویگا اور اللہ رحم کرے امام
ابو حنیفہ پر کہ اونہون نے ابن مسعود کا قول اس باب مین ترک کیا حدیث کی مخالفت کی وجہ سے اور یہی شان ہے علماے محققین
کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابل کسیکا قول واجب الاتباع نہین جانتے اگرچہ صحابی کا ہو پیر اور
علما و عرفا اور اولیا کس شمار مین ہین اب رہی حدیث حضرت عائشہ اور ماعز کی اون سے یہی نکلتا ہے کہ لمس کے معنے
چھونے کے بھی ہین اور اس سے انکار کس کو ہے بحث تو اس مین تھی کہ اس آیت مین لمس سے جماع مراد ہے یا چھونا مراد ہے
اور وہ ان حدیثون سے نہین نکلتا پہلے مذہب والون نے دلیل لی ہے معاذ بن جبل کی حدیث سے جسکو روایت کیا احمد اور
ترمذی نے اپنی کتاب مین عبد الرحمن بن ابی لیلے سے اونہون نے معاذ بن جبل سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین ایک شخص ایک عورت سے ملا جس سے پہچانت
نہ تھی پھر جو کچھ وہ مرد اپنی عورت سے کرتا تھا وہ سب اس عورت سے کیا لیکن جماع نہ کیا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری
قائم کر تو نماز کو دن کے دونو کنارے اور رات کے حصون مین اخیر تک معاذ نے کہا پھر آپ نے اوس شخص کو حکم دیا کہ وضو
کرے اور نماز پڑہے معاذ نے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ حکم خاص ہے اس شخص سے یا تمام مسلمانون کے
لیے ہے آپ نے فرمایا نہین سب مسلمانون کے لیے ہے ترمذی نے کہا اسکا اسناد متصل نہین ہے کیونکہ عبد الرحمن بن ابی
لیلے نے معاذ بن جبل سے نہین سنا اور معاذ بن جبل حضرت عمر کی خلافت مین مرے اوسوقت عبد الرحمن بن ابی لیلے
چھوٹے تھے چھ برس کے اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور سکوت کیا اوس سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی
اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن مین اور انکے لفظ یہ ہین ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین اوس شخص کے

باب مین جس نے ایک عورت سے جو اوسکو حلال نہتھی سب کچھ کیا سوا جماع کے آپ نے فرمایا وضو کر اچھی طرح پھر نماز پڑھ راوی
نے کہا تب اللہ تعالی نے آیت اتاری اور معاذ نے کہا یہ حکم خاص اُس شخص کے لیے ہے یا سب مسلمانون کے لیے آپ نے فرمایا
بلکہ سب مسلمانون کے لیے ہے زیلعی نے کہا اس حدیث سے حجت نہین ہو سکتی اول تو یہ ضعیف ہے اور منقطع ہے
دوسرے وضو کا حکم اس حدیث مین برکت اور گناہ معاف ہونے کے لیے ہے نہ اسلیے کہ یہ فعل حدث تھا اور اسیواسطے حضرت
نے یون فرمایا اچھا وضو کر اور دوسری حدیث مین اسکی نظیر موجود ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا
اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ تعالی مجھکو گناہون سے معاف کرے آپ نے فرمایا گناہ کو چھپا اور اچھا
وضو کر پھر دو رکعتین پڑھ پھر کہہ یا اللہ اخیر تک اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا اوس مین یہ ہے کہ وضو مین جو عضو
دہویا جاتا ہے اوس کے گناہ نکل جاتے ہین انتہے شوکانی نے کہا شعبہ نے اس حدیث کو عبد الرحمان سے مرسلاً روایت کیا
ہے جیسے سنن نسائی مین ہے اور یہ اصل قصہ صحیحین مین موجود ہے پر اوس مین وضو اور نماز کا حکم نہین ہے شوکانی
نے کہا اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ عورت کا چھونا ناقض وضو ہے کیونکہ یہ ثابت نہین ہوا کہ وہ شخص باوضو تھا لمس
سے پہلے پھر آپ نے لمس کے بعد اوسکو حکم دیا دوبارہ وضو کرنیکا زیلعی نے کہا امام بیہقی نے ایک اثر ابن مسعود سے اور
ایک اثر ابن عمر سے اور ایک اثر حضرت عمر سے نقل کیا ہے کہ لمس وہ ہے جو جماع سے کم ہو اور جو کوئی لمس کرے اوسپر
وضو ہے پھر کہا کہ مخالفت کی انکی ابن عباس نے انہون نے کہا کہ لمس سے مراد جماع ہے اور لمس جو چھونے کے معنون مین
ہے اوس سے وضو لازم نہین ہے پھر بیہقی نے اپنی سند سے سعید بن جبیر سے روایت کیا اونہون نے ابن عباس سے کہ اونہون
نے کہا لمس اور مباشرت سے جماع مراد ہے لیکن اللہ تعالی اشارہ کرتا ہے جس لفظ سے چاہتا ہے انتہی مسک الختام مین
ہے کہ راجح ابن عباس کا قول ہے کیونکہ قرآن مین بہت سے مقامات مین ملامست اور مس سے جماع مراد لیا گیا ہے انتہی
زیلعی نے کہا کہ حضرت عمر کے اثر کو ابن عبد البر نے ضعیف کیا ہے اور کہا وہ خطا ہے اور صحیح ابن عمر سے ہے نہ عمر سے انتہی
حنفیہ اور عترت کے دلائل جو عورت کے چھونیکو ناقض وضو نہین جانتے بہت ہین پہلی دلیل حضرت عائشہ کی
حدیث ہے جو بخاری اور مسلم نے نکالی ابو سلمہ سے اونہون نے عائشہ سے اونہون نے کہا مین رسول اللہ علیہ وسلم کے سامنے
سوتی تھی اور میرے پاؤن آپکے قبلے مین تھے آپ جب سجدہ کرتے تو میرے پاؤن دبا دیتے مین پاؤن سمیٹ لیتی پھر
جب آپ کھڑے ہوتے تو مین پاؤن پھیلا دیتی اون دنون گھرون مین چراغ نہ تھا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ آپ جب
سجدے کا ارادہ کرتے تو میرا پاؤن دبا دیتے مین پاؤن کو سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے یہ پہلا طریق ہے اس حدیث کا
اور اسکے اور کئی طریق ہین دوسرا طریق مسلم نے روایت کیا ابو ہریرہ سے اونہون نے حضرت عائشہ

سے اونہون نے کہا ایک رات مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو مین آپ کو ڈہونڈہنے لگی اپنے ہاتھ سے اندہیرا ہونیکی وجہ سے میرا ہاتہہ آپکے دونو پاؤن پر پڑا اور وہ کھڑے ہوئے تہے سجدے مین آپ فرماتے تہے پناہ مانگتا ہون تیری خوشی کی تیرے غصے سے اور تیری تندرستی کی تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہون تیری تجہہ سے مین تیری پوری تعریف نہین کرسکتا تو ایسا ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی انتہے ان دونون طریقون کو امام نسائی نے اپنی سنن مین روایت کیا ایک باب باندہ کر وہ باب یہہ ہے وضو نہ کرنا مرد کا لئے عورت کو بے شہوت چہونے سے اور مخالفین اس حدیث کو محمول کرتے ہین کہ شاید مس آڑ کے ساتہہ ہوا ہوا اور یہہ تاویل بعید ہے اور بعض الفاظ اس حدیث کے اس تاویل کو رد کرتے ہین جیسے تو دیکھیگا ان شاء اللہ تعالی تیسرا طریق ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اعمش سے انہون نے حبیب بن ابی ثابت سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا ایک عورت کو اپنی بی بیون مین سے پہر نماز کو نکلے اور وضو نہ کیا عروہ نے کہا مین نے حضرت عائشہ سے کہا وہ عورت سوا تمہارے اور کون ہے یہہ سنکر وہ ہنس دین انتہے پہر ابو داؤد نے اسکو روایت کیا عبد الرحمان بن مغرا سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اعمش نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہمارے اصحاب نے اونہون نے روایت کی عروہ مزنی سے اونہون نے حضرت عائشہ سے یہی حدیث ابو داؤد نے کہا یحیے بن سعید قطان نے کہا ایک شخص سے تو مجہہ سے نقل کر کہ یہہ دونو حدیثین یعنے اعمش کی حدیث یہہ اور اسی اسناد سے مستحاضہ کی حدیث کہ وہ وضو کرتی تہی ہر نماز کے لیے کچہ چیز نہین ہین یعنے ضعیف ہین ابو داؤد نے کہا ثوری سے منقول ہے اونہون نے کہا نہین حدیث بیان کی ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے مگر عروہ مزنی سے یعنے اونہون نے عروہ بن الزبیر سے حدیث نہین بیان کی کچہ ابو داؤد نے کہا حمزہ زیات نے حبیب سے اونہون نے عروہ بن الزبیر سے اونہون نے عائشہ سے ایک حدیث صحیح نقل کی انتہے اور ترمذی نے عروہ کو بیان نہین کیا کہ وہ کون سے ہین اور ابن ماجہ نے اپنی اسناد مین تصریح کی کہ وہ عروہ بن الزبیر ہین اور ایسا ہی روایت کی دار قطنی نے اور راوی اس سند کے سب ثقے ہین ترمذی نے کہا مین نے سنا محمد بن اسمعیل سے وہ ضعیف کہتے تہے اس حدیث کو اور کہتے تہے حبیب بن ابی ثابت نے عروہ سے کچہ نہین سنا ترمذی نے کہا اس باب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچہ صحیح نہین ہوا انتہے امام بیہقی نے اپنی سنن مین اس حدیث کو روایت کیا اور اسکو ضعیف کہا اور کہا کہ یہہ حدیث رجوع کرتی ہے عروہ مزنی کیطرف اور وہ مجہول ہے ہم اوسکا یہہ جواب دیتے ہین کہ ابن ماجہ اور دار قطنی کی روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ عروہ بن الزبیر ہین اور ابن ماجہ کا اسناد صحیح ہے اب رہا ابو داؤد کا

روایت کرنا دوسری اسناد سے جس مین عروہ مزنی کا ذکر ہے تو یہ روایت خود ضعیف ہے کیونکہ عبد الرحمن بن مغرا مین
لوگون نے کلام کیا ہے ابن المدینی نے کہا وہ کچھ نہین روایت کرتا تھا اعمش سے چھ سو حدیثین جنکو ہمنے چھوڑ دیا اور
وہ قوی نہ تھا ابن عدی نے کہا ابن مدینی کا کہنا صحیح ہے کیونکہ اوسنے اعمش سے ایسی حدیثین روایت کین ہین
جنپر کوئی اوسکی متابعت نہین ہوتا اب جو ابو داؤد نے ثوری سے نقل کیا کہ حبیب بن ابی ثابت نے نہین حدیث
بیان کی ہے مگر عروہ مزنی سے تو اس قول کو ابو داؤد نے مسنداً نہین نقل کیا دوسرے ابو داؤد نے اس قول کو
پسند نہین کیا بلکہ اوسکو رد کیا کیونکہ اوسکے بعد کہا کہ حمزہ زیات نے حبیب سے انھون نے عروہ بن الزبیر سے انھون
نے عائشہ سے ایک حدیث صحیح نقل کی اور ظاہر ہے کہ صحت حدیث کی موقوف ہے سماع اور اتصال پر تو معلوم
ہوا کہ حبیب نے عروہ بن الزبیر سے سُنا اور ابو داؤد اسکو ثابت کرتے ہین اور ثوری کا قول اگر ثابت ہو تو وہ نافی
ہین اور اثبات مقدم ہے نفی پر اور ابو داؤد کی مراد اس صحیح حدیث سے یہ حدیث ہے کہ حضرت فرماتے تھے یا اللہ
تندرستی دے مجھے میرے بدن مین اور تندرستی دے مجھے میری آنکھ مین روایت کیا اسکو ترمذی نے دعوات مین اور
کہا غریب ہے اور سنا مین نے محمد بن اسمعیل سے وہ کہتے تھے حبیب بن ابی ثابت نے عروہ سے کچھ نہین سُنا اور بیہقی کا
کہنا اگر صحیح ہو کہ یہ عروہ مزنی ہین تو احتمال ہے کہ حبیب نے اس حدیث کو دونو عروہ سے سنا ہو اور ایسی صورت بہت
حدیثون مین واقع ہوئی ہے اور ابن عبد البر مائل ہوئے ہین اس حدیث کی تصحیح کیطرف اور کہا کہ صحیح کہا اوسکو کوفہ
والون نے اور کہا کہ روایت کیا اوسکو ثقہ لوگون نے حدیث کے اماموں مین سے اور حبیب کی ملاقات کا عروہ بن الزبیر سے
کوئی امر مانع نہین کیونکہ حبیب نے اون لوگون سے روایت کی ہے جو سن مین عروہ سے بڑے تھے اور عروہ سے
پہلے مرے ہین اور ابن عبد البر نے ایک مقام مین کہا کہ اس مین کوئی شک نہین کہ حبیب نے عروہ کا زمانہ پایا ہے
تمام ہوا کلام زیلعی کا شوکانی نے کہا ابن حزم نے کہا اس باب مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے اور جو صحیح ہو تو
وہ محمول ہے اسپر کہ اوس وقت کا حکم ہے جب مس مراۃ ناقض وضو نہ تھا اور روایت کیا اسکو شافعی نے معبد بن
نباتہ سے اوس نے محمد بن عمرو سے اوس نے ابن عطا سے اوسنے عائشہ سے اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
کہ آپ بوسہ دیتے تھے بعضے اپنی بی بیون کو اور وضو نہین کرتے تھے شافعی نے کہا مجھے معبد کا حال معلوم
نہین اور اگر وہ ثقہ ہو تو یہ حدیث حجت ہے حافظ نے کہا یہ حدیث دس طریقون سے مروی ہے جنکو بیہقی نے
خلافیات مین بیان کیا اور دسون طریقون کو ضعیف کہا اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن عبد البر اور ایک جماعت
علمائے انتہی مترجم کہتا ہے کہ ضعیف حدیث کی بھی جب اتنے بہت سے طریق ہو جاوین تو وہ حسن کے درجہ کو

پہنچ جاتی ہے اب یہی بحث خاص رہا اسناد کی تو حبیب بن ابی ثابت طبقہ ثالثہ میں سے ہیں تابعین کے اور ثقہ ہیں اور
فقیہ ہیں اور امام ہیں جلیل الشان اور انھوں نے انتقال کیا ۱۱۹ھ میں اور عروہ نے انتقال کیا ۹۴ھ ہجری میں
اور طبقہ ثالثہ کے تابعی وہ ہیں جنہوں نے صحابہ کو پایا ہے اور ان سے روایت کی ہے مثل امام حسن بصری اور ابن سیرین
کے اور عروہ بن الزبیر تو خود تابعی ہیں طبقہ ثانیہ کے پھر حبیب کے سماع میں عروہ سے کیونکر شبہ ہو سکتا ہے اور امام مسلم
کے مذہب کے موافق تو سماع کے لیے معاصرت کافی ہے پھر یہ اسناد صحیح ہے اور بر شرط امام مسلم کے بلا نزاع اور صحیح ہے
اور بر شرط امام بخاری کی اگر ابوداؤد کے قول کے موافق حبیب کا سماع عروہ سے ثابت ہو جاوے ورنہ امام بخاری کی
شرط پر صحیح نہ ہوگی کیونکہ اونہوں نے سماع کے لیے ایک بار ملاقات ثابت ہونا شرط رکھی ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر
ملاقات حبیب کی عروہ سے ثابت بھی نہ ہو جب بھی حدیث میں کچھ نقص نہیں آسکتا اسلیے کہ حبیب جب ثقہ اور
فقیہ اور امام اور جلیل ہیں تو گمان غالب یہی ہے کہ اونہوں نے نہ روایت کی ہوگی مگر ثقہ سے جو واسطہ ہوگا انکے اور
عروہ کے بیچ میں واللہ اعلم **چوتھا طریق** ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ثوری سے اونہوں نے ابو روق سے
اونہوں نے ابراہیم تیمی سے اونہوں نے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بی بیوں کو بوسہ دیتے تھے
پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے ابوداؤد اور نسائی نے کہا کہ ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ سے
نہیں سنا بیہقی نے کہا ابوحنیفہ نے اس حدیث کو روایت کیا ابو روق سے اونہوں نے ابراہیم سے اونہوں نے حفصہ سے اور
ابراہیم نے نہ عائشہ سے سنا ہے نہ حفصہ سے اور صحیح روایت یوں ہے کہ حضرت نے روزے میں بوسہ لیا لیکن
ضعیفوں نے اوسکو یوں کر دیا کہ آپ نے بوسے سے وضو نہ کیا اور جو اس حدیث کا اسناد صحیح ہو تو ہم اوسکے قائل
ہو جاویں زیلعی نے کہا امام بیہقی نے جو یہ اعتراض کیا کہ ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ سے نہیں سنا اسکا جواب
یہ ہے کہ دارقطنی نے اپنی سنن میں اس طریقہ کو روایت کرنے کے بعد کہا کہ اس حدیث کو معاویہ بن ہشام نے ثوری
سے روایت کیا اونہوں نے ابو روق سے اونہوں نے ابراہیم تیمی سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے تو
یہ سند موصول ہے اور معاویہ ثقہ ہے امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس سے روایت کیا ابوداؤد نے کہا وہ ثقہ ہے
ابوحاتم نے کہا وہ سچا ہے) اور ابو روق عطیہ بن حرث ہیں اس سے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور امام
احمد نے کہا اوس میں کوئی قباحت نہیں ابن معین نے کہا وہ صالح ہے ابوحاتم نے کہا وہ سچا ہے ابن عبد البر
نے کہا کوفہ والوں نے کہا وہ ثقہ ہے اور کسی نے اوسکو نہیں ذکر کیا جرح کے ساتھ اور ثقہ لوگوں کے مراسیل اہل
کوفہ کے نزدیک حجت ہیں اور بیہقی نے یہ جو کہا کہ صحیح روایت روزہ میں بوسہ لینا ہے پھر ضعیفوں نے اوسکو ایسا

کر دیا تو یہ تضعیف ہے راویون کی بغیر دلیل کے اور دونو حدیثین مختلف مین انتہی مترجم کہتا ہو امام بیہقی کی مراد ضعفو
سے اگر ابو حنیفہ ہین تو اونکی تضعیف مین تو خیر کلام کیا اون مین نسائی اور بخاری اور دارقطنی نے پر یہ کلام محققین علما کے نزدیک مقبول
نہین ہے اور وہ ثقہ ہین امام ہین اہلسنت کے امام ہین ہمارے اور بڑی ہے شان انکی رضی ہو اللہ تعالی اون سے اور اگر مراد
ثوری ہین تو بالکل غلط ہی کیونکہ سفیان ثوری تو امام ہین اہلحدیث کے اور اہل فقہ کے اور اہل تصوف کے اور نہین جھگڑا
کیا انکی امامت مین کسی نے بہرحال یہ حدیث اس طریقے سے یعنے معاویہ بن ہشام کے طریق سے متصل ہے اور صحیح ہے
اوسکی صحت مین کوئی شبہ نہین علی الخصوص جب اور بہت طریقون سے اوسکی تقویت ہو جاوے اور حافظ ابن حجر نے
تخریج مین اس طریق کو ضعیف کہا ہے ضعف کی کوئی وجہ بیان نہ کی اور باطل ہوتا ہے اس حدیث سے وہ جو شیخ مجد الدین عبد السلام
نے کہا کہ متوسط مذہب اس باب مین یہ ہے جس سے جمع ہوتا ہے احادیث مین کہ شہوت سے عورت کو چھونا ناقض وضو ہے
اور بلا شہوت چھونا ناقض نہین ہے کیونکہ اپنی عورت کو بوسہ لینا بغیر شہوت کے نہین ہو سکتا واللہ تعالے اعلم
پانچوان طریق ابن ماجہ نے اپنی سنن مین روایت کی حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے اونہون نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے محمد بن فضیل نے اونہون نے روایت کی حجاج سے اونہون نے عمرو بن شعیب سے اونہون نے زینب سہمیہ سے
اونہون نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے پھر بوسہ لیتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور
وضو نہین کرتے تھے اور کبھی میرے ساتھ ایسا کرتے زیلعی نے کہا یہ سند عمدہ ہے مترجم کہتا ہے مخالفین یہہ
اعتراض کر سکتے ہین کہ زینب سہمیہ جو بیٹی ہے محمد بن عبد اللہ بن عمرو کی اوسکا حال معلوم نہین اور نہین روایت کی
اوس سے کسی نے سوا ابن ماجہ کے ذہبی نے کہا یہ زینب بیوی تھی عمرو بن شعیب کی اور متفرد ہوا اوس سے روایت کرنے
مین عمرو اور عمرو نے بہی اوس سے یہی ایک حدیث روایت کی بوسے کی اور دوسرا اعتراض یہ کر سکتے ہین کہ حجاج بن
ارطاۃ جو روایت کرتا ہے عمرو بن شعیب سے وہ بہی ضعیف ہے ابن معین نے کہا وہ قوی نہین اور ایسا ہی کہا نسائی نے
اور دارقطنی نے کہا اوس سے حجت نہین لیجاویگی اور اچہا کہا اوسکو عجلی اور احمد اور ابو حاتم نے لیکن وہ تدلیس
کرتا ہے اور یہان تدلیس کا بہی شبہ ہے چھٹا طریق نسائی نے روایت کیا ابن ہاد یعنے یزید بن عبد اللہ سے اوس نے
عبد الرحمن بن قاسم سے اوس نے قاسم سے اوس نے حضرت عائشہ سے انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے
تھے اور مین آپکے سامنے آڑی پڑی تھی جیسے جنازہ آڑا پڑا ہوتا ہے جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھکو چھوتے اپنے پاؤن
سے زیلعی نے کہا یہ اسناد صحیح ہے اور ابن ہاد سے باتفاق حجت کی جاویگی ساتوان طریق اسحاق بن راہویہ
نے اپنی مسند مین روایت کیا خبر دی ہم کو بقیہ بن الولید نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الملک بن محمد نے

اونہوں نے روایت کی ہشام بن عروہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اون کو بوسہ دیا اور آپ روزہ سے تھے اور فرمایا کہ بوسہ سے وضو نہیں ٹوٹتا نہ روزہ کہتا ہے اور فرمایا اے حمیرا ہمارے دین میں
وسعت ہے انتہی مختصراً ہیثمی کہتا ہے بقیہ میں بڑی گفتگو ہے مگر جب وہ تدلیس نکرے اور مشہور لوگوں سے روایت کرے
تو بعضوں کے نزدیک اوسکی روایت مقبول ہے آٹھواں طریق بزار نے روایت کی حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل
بن یعقوب بن صبیح نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن موسی بن اعین نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے میرے
باپ نے اونہوں نے روایت کی عبد الکریم جزری سے اونہوں نے عطا سے اونہوں نے عائشہ رض سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بوسہ لیتے تھے بعض عورتوں کا پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے اور عبد الکریم سے روایت کیا مالک نے موطا میں اور روایت کیا
اس سے بخاری اور مسلم نے اور ثقہ کہا اسکو ابن معین اور ابو حاتم اور ابو زرعہ وغیرہم نے اور محمد بن اعین مشہور ثقہ کہا اسکو ابو زرعہ اور ابو حاتم
نے اور نکالا اسکو مسلم اور اسکا باپ بھی مشہور ہے اس سے روایت کی بخاری نے اور اسمعیل سے روایت کی نسائی نے اور ثقہ کہا اوسکو ابو عوانہ و
غیرہ نے اور روایت کیا اوس سے ابن خزیمہ نے صحیح میں اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں حافظ ابن حجر نے
کہا اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں تو یہ حدیث بھی صحیح ٹھہری اور روایت کیا دارقطنی نے اسکو دوسری وجہ سے عبد الکریم
سے اور ذکر کیا اس حدیث کو عبد الحق نے بزار کے طریقے سے اور کہا میں اس حدیث میں کوئی علت نہیں جانتا جسکی
وجہ سے ترک کی جاوے اور میں اس روایت میں طعن کی کوئی وجہ نہیں پاتا سوا اسکے کہ ابن معین نے کہا عبد الکریم
کی روایت عطا سے ردی ہے کیونکہ محفوظ نہیں ہے حالانکہ ثقہ جب اپنی روایت میں منفرد ہو تو یہ انفراد ضرر نہیں کرتا
تو اب یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث آیت اترنے سے پہلے کی ہے یا لامستم سے مراد جماع ہے جیسے ابن عباس نے کہا
تمام ہوا کلام عبد الحق کا اگر کوئی اعتراض کرے کہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابن مہدی سے اونہوں نے ثوری سے
اونہوں نے عبد الکریم سے اونہوں نے عطا سے اونہوں نے کہا کہ بوسہ میں وضو ہے تو ہم یہ جواب دینگے کہ اس روایت میں
جسکو بزار نے نکالا عبد الکریم نے زیادت کی یعنے اوسکو رفع کیا اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور احتمال ہے کہ
عطا نے ایک بار ایسا فتوی دیا اور ایک بار مرفوع حدیث اس باب میں بیان کی ہو نواں طریق دارقطنی نے
نکالا سعید بن بشیر سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے منصور بن زاذان نے اونہوں نے زہری سے انہوں
نے ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے اونہوں نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بوسہ لیتے تھے جب نماز
کو نکلتے اور وضو نکرتے تھے دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اسکے سعید اور وہ قوی نہیں ہے زیلعی نے کہا یہ
سعید ثقہ ہے اوسکو ثقہ کہا شعبہ اور دحیم نے ایسا ہی کہا ابن جوزی نے روایت کیا اوس سے حاکم نے مستدرک میں

اور ابن عدی نے کہا مین اوسکی روایتون مین کوئی قباحت نہین پایا اور غالب اسکا صدق ہے اور اقل درجہ یہ ہے کہ اوسکی
روایت تائید کیلیے کافی ہوگی **دسوان** طریق دارقطنی نے نکالا زہری کے بھتیجے سے اونہون نے زہری سے اُنہون
نے عروہ سے اونہون نے عائشہؓ سے اونہون نے کہا بوسہ لینے سے نماز لوٹائی نجاویگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اپنی
بعض بیبیون کا اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے اور دارقطنی نے اس روایت مین کوئی علت نہین نکالی
مگر یہ کہ منصور نے زہری کے بھتیجے کا خلاف کیا انتہے اور اسکا جواب یون ہوسکتا ہو کہ شاید زہری نے یہ حدیث ابوسلمہ اور
عروہ دونو سے سنی ہو اور منصور سے ابوسلمہ کی روایت بیان کی اور اپنے بھتیجے سے عروہ کی مگر امام بیہقی نے خلافیات
مین کہا زہری کے بھتیجے کی اکثر روایتین مجہول شخصون سے ہین تو اسمین غور کرنا چاہیے اور ذکر کیا حافظ ابن حجر نے
تخریج مین اس حدیث کو اور کوئی اعتراض نکیا اوسپر **گیارہوان** طریق دارقطنی نے نکالا ابوبکر نیسا پوری سے
اونہون نے حاجب بن سلیمان سے اونہون نے وکیع سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون
نے حضرت عائشہؓ سے انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا اپنی بعض بی بیون کو پھر نماز پڑھی اور وضو نہ
کیا پھر ہنسین حضرت عائشہؓ زیلعی نے کہا نیسا پوری امام ہین مشہور اور حاجب مین کسی کا طعن معلوم نہین ہوا اور
امام نسائی نے اس سے روایت کی اور ثقہ کہا اوسکو اور دوسرے مقام مین کہا کہ اوس مین کوئی برائی نہین اور باقی
اسناد تو پوچھنا ضرور نہین (کیونکہ اوس مین سب امام ہین اور ثقات) مگر دارقطنی نے اسکے بعد کہا متفرد ہوا
اس حدیث سے حاجب وکیع سے اور حاجب نے اوس مین وہم کیا اور صواب وکیع سے یہ روایت ہو کہ حضرت بوسہ لیتے تھے
اور روزہ دار ہوتے تھے اور حاجب کی کوئی کتاب نہ تھی وہ اپنی یاد سے حدیث بیان کرتا تھا انتہے زیلعی نے کہا
حاجب اگر متفرد ہوا تو کیا قباحت ہوئی وہ ثقہ ہے اور یاد سے حدیث بیان کرنا اگر کثرت خطا کو مستلزم ہوا تنی کہ
حدیث اسکی ترک کردی جاوے تو وہ ثقہ نہ رہیگا لیکن نسائی نے اوسکو ثقہ کہا اور اتنی خطا ہو کہ اوس کا ثقہ
پن نہ جاوے تو کیا ضرور ہے کہ اوس نے وہم کیا ہو بلکہ وہم کی نسبت اسوجہ سے ہو کہ وہ اکثر لوگون کے خلاف روایت
کیا انتہے **بارہوان** طریق دارقطنی نے نکالا علی بن عبد العزیز وراق سے انہون نے عاصم بن علی سے انہون
نے ابو ادریس سے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ہشام بن عروہ نے اور اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عائشہؓ
سے اونکو پہنچا عبد اللہ بن عمر کا یہ قول کہ بوسہ مین وضو ہے انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور
روزہ دار ہوتے تھے پھر وضو نہین کرتے تھے دارقطنی نے کہا مین نہین جانتا کہ عاصم سے اسطرح روایت کی ہو کسی نے
سوا علی بن عبد العزیز کے تمام ہوا کلام دارقطنی کا اور یہ علی مصنف ہے مشہور روایت کیا اوس سے حاکم نے مستدرک

مین اور عاصم سے امام بخاری نے روایت کیا اور ابوداؤد نے تایید لی امام مسلم نے **دوسری** حدیث ابی امامہ کی ہے روایت
کیا اسکو ابن عدی نے کامل مین رکن بن عبد اللہ شامی سے اور اسنے مکحول سے اور اسنے ابو امامہ باہلی سے اونہون نے کہا مین نے عرض
کیا یا رسول اللہ آدمی وضو کرے پھر اپنی بی بی کو بوسہ دیوے اور اس سے کھیلے کیا اوسکا وضو ٹوٹ جاویگا آپ نے فرمایا
نہین انتہی کہا کہ رکن کو ضعیف کیا ابن معین نے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین اور علت بیان
کی رکن کی اور کہا کہ رکن نے مکحول سے چھپے سو حدیثین روایت کی ہین جن مین اکثر کی کوئی اصل نہین ہے اور اس سے
حجت لینا کسی حال مین جائز نہین ہے انتہی **تیسری** حدیث ابو ہریرہ کی ہے روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط مین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے پھر نماز کو نکلتے اور تازہ وضو نہ کرتے سکوت کیا اس حدیث سے زیلعی نے اور حافظ ابن حجر
نے کہا کہ اوسکے اسناد مین یزید بن سنان ضعیف ہے **چوتھی** حدیث ابن عباس کی کہ فرمایا حضرت نے نہین ہے بوسے
مین وضو روایت کیا اوسکو ابو حنیفہ نے مسند مین اور صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عباس پر موقوف ہے اور روایت کیا اوسکو ابن
ابی شیبہ نے مصنف مین موقوفاً اور انکے سوا اور دلائل بھی ہین چنانچہ بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ وہ
کنگھی کرتی تہین حضرت کے اور آپ اعتکاف مین ہوتے اور ظاہر یہ ہے کہ آپ اعتکاف مین مسجد مین بے وضو نہ ہونگے اور روایت
ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود مین قرآن پڑھتے تھے اور مین حائضہ ہوتی اور وفات کی حضرت
نے انکی گود مین اور ظاہر ہے کہ آپ کی وفات بے وضو نہ ہوئی ہوگی پس اوپر کے دلائل سے یہ بات نکلتی ہے کہ جو لوگ عورت
کا چھونا ناقض وضو کہتے ہین انکے پاس کوئی صحیح مرفوع حدیث نہین ہے بجز چند صحابہ اور تابعین کے اقوال کے اور جو
لوگ کہتے ہین کہ وہ ناقض نہین ہے اونکے پاس متعدد حدیثین موجود ہین اور کئی حدیثین ان مین سے بلا نزاع صحیح ہین
اس صورت مین واجب ہے رجوع کرنا ان احادیث کی طرف اور واجب ہے لمس سے جماع مراد لینا جو قرآن مین وارد ہے اور
اسی کو ترجیح دیا امام شوکانی وغیرہ محققین علماء حدیث نے اور تصریح کر دی اونہون نے کہ مذہب امام ابو حنیفہ کا اس باب مین
اقوی ہے امام شافعی کے مذہب سے از روے دلائل کے اور بعض علما نے دلیل لی ہے اس باب مین اس حدیث سے جو روایت
کی بخاری اور مسلم اور ابن ماجہ اور مالک نے موطا مین ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عورت اور مرد
سب ملکر ایک برتن سے وضو کرتے تھے کیونکہ ایسی حالت مین مرد کا ہاتھ عورت کے ہاتھ سے ضرور لگ جاتا ہوگا اب یہہ
تاویل کہ پہلے مرد وضو کر لیتے تھے پھر عورتین وضو کرتی تہین ظاہر متبادر کے خلاف ہے اسیطرح دلیل لی ہے حضرت
عائشہ کی اس حدیث سے کہ مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونو ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور ہم دونون کے ہاتھ
اوس مین ایک کے بعد دوسرے کے پڑتے تھے روایت کیا اوسکو طحاوی اور اصحاب سنن نے کیونکہ ایسی حالت مین بھی

اکثر ایک کا ہاتھ دوسرے سے لگ جاتا ہے واللہ اعلم پانچویں حدیث ابن عمر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے ضعفا میں غالب عقیلی کے ترجمہ میں میزان میں ہے کہ غالب بن عبید اللہ عقیلی کو ابن معین نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور دارقطنی وغیرہ نے کہا وہ متروک ہے اور روایت کیا اس حدیث کو عمر بن ایوب نے غالب سے اوس نے نافع سے اوس نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار ہوتے تھے اور وضو کا اعادہ نہیں کرتے تھے انتہی مختصرا اور اس حدیث کے ضعف کی ایک دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر سے بسند صحیح گذرا کہ انہوں نے حکم دیا بوسے سے وضو کرنے کا پھر اگر عبد اللہ کو یہ حدیث پہونچی ہوتی تو وہ اسکے خلاف ہرگز حکم نہ دیتے اسلیے کہ عبد اللہ سخت پیروی کرنیوالے تھے سنت کی اور احتمال ہے کہ وہ حکم پہلے کا ہو پھر عبد اللہ کو یہ حدیث حضرت عائشہ سے پہونچی ہو جیسے اوپر ایک روایت میں گذرا کہ حضرت عائشہ کو عبد اللہ کا قول اس باب میں پہونچا تب انہوں نے یہ حدیث بیان کی واللہ اعلم

آگ کی پکی ہوئی چیز کہانا امام شوکانی نے کہا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کہانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ٹوٹتا تو ایک جماعت صحابہ کا جن میں چاروں خلیفہ ہیں اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو الدرداء اور ابن عباس اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک اور جابر بن سمرہ اور زید بن ثابت اور ابو موسی اشعری اور ابوہریرہ اور ابی بن کعب اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ اور مغیرہ بن شعبہ اور جابر بن عبد اللہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور اکثر تابعین کا اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور عبد اللہ بن المبارک اور امام احمد اور اسحاق بن راہویہ اور یحیی بن یحیی اور ابو ثور اور ابو خیثمہ اور سفیان ثوری اور اہل حجاز اور اہل کوفہ کا یہ قول ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا اور ایک طائفہ علما کا یہ قول ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اس طائفہ کی دلیلیں یہ ہیں پہلی وہ جو روایت کیا احمد اور مسلم اور نسائی نے ابراہیم بن عبد اللہ بن قارظ سے اونہوں نے ابوہریرہ کو دیکھا مسجد پر وضو کرتے ہوئے ابوہریرہ نے کہا میں وضو کر رہا ہوں اسلیے کہ میں نے پنیر کے ٹکڑے کہائے اور میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے وضو کرو ان چیزوں سے جنکو آگ لگی ہو یعنی آگ سے پکائی گئی ہوں) دوسری روایت کیا انہی لوگوں نے حضرت عائشہ رض سے کہ فرمایا حضرت نے وضو کرو اس سے جسکو آگ لگی ہو تیسری روایت کیا اونہوں نے زید بن ثابت سے کہ فرمایا حضرت نے وضو کرو ان چیزوں سے جن میں آگ لگی ہو چوتھی روایت کیا ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے وضو کرو ان چیزوں سے جنکو بدل دیا ہو آگ نے ابن عباس نے کہا کیا ہم وضو کریں گرم پانی سے اونہوں نے کہا اے بھتیجے میرے جب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنے تو مثلیں مت بیان کر اوسکے لیے پانچویں روایت کیا ابن ماجہ نے انس بن مالک رض سے وہ لیتے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں پر رکھتے تھے اور کہتے تھے یہ بہرے ہو جاویں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے یہ سنا ہو آپ فرماتے تھے وضو کرو اُن چیزون سے جو آگ سے چھو جاوین چھٹی روایت کیا امام نسائی نے مطلب بن عبد اللہ
بن حنطب سے ابن عباس نے کہا کیا وضو کرون اوس کھانے کو کہ جسکو اللہ کی کتاب مین مین حلال پاتا ہون اسوجہ سے
کہ وہ آگ سے پکا ہے ابوہریرہ نے یہ سنکر کنکریان جمع کین اور کہا مین گواہی دیتا ہون ان کنکریون کے شمار برابر کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اُن چیزون سے جو آگ سے پکی ہون ساتوین روایت کیا نسائی نے ابوایوب سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اُن چیزون سے جن کو آگ لگی ہو آٹھوین روایت کیا نسائی نے ابوطلحہ سے
کہ حضرت صلعم نے فرمایا وضو کرو اون چیزون سے جنکو آگ نے بدلا ہو اور ایک روایت مین ہے جنکو آگ نے پکایا ہو نوین
نسائی نے روایت کیا ابوسفیان بن سعید سے وہ ام حبیبہ پاس گئے جو بی بی تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور خالہ تھین
ابوسفیان کی انھون نے ابوسفیان کو ستو پلائے پھر اُن سے کہا وضو کرلے بھانجے میرے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے وضو کرو ان چیزون سے جنکو آگ لگی ہو دسوین ترمذی نے روایت کیا ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا وضو لازم ہے اُس کھانے سے جسکو آگ لگی ہو اگرچہ پنیر کا ٹکڑا ہو یہ سنکر ابن عباس نے کہا کیا ہم تیل سے وضو کرین
گرم پانی سے وضو کرین ابوہریرہ نے کہا اے بھتیجے میرے جب تو حضرت کی حدیث سنے تو باتین نہ بنا کر ترمذی نے کہا اس باب
مین ام حبیبہ اور ام سلمہ اور زید بن ثابت اور ابوطلحہ اور ابوایوب اور ابوموسی سے بھی روایت ہو گیارھوین روایت کیا
طحاوی نے مطر وراق سے کہ حسن بصری نے آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنیکا حکم انس سے لیا اور انس نے ابوطلحہ سے
اور ابوطلحہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بارھوین امام طحاوی نے روایت کیا کہ ابوطلحہ نے پنیر کا ٹکڑا کھایا پھر
اوس سے وضو کیا تیرھوین امام طحاوی نے روایت کیا قاسم سے جو مولے تھے معاویہ کے اونھون نے کہا مین مسجد مین آیا اور
مین نے لوگون کو دیکھا وہ جمع ہین ایک بوڑھے پاس جو اُن سے حدیث بیان کر رہا ہے مین نے پوچھا یہ کون ہے اونھون نے کہا یہ سہل
بن حنظلہ ہے مین نے اون سے سنا وہ کہتے تھے حضرت نے فرمایا جو شخص گوشت کھاوے وہ وضو کرے چودھوین روایت
کیا طحاوی نے ابوقلابہ سے اونھون نے ایک صحابی سے حضرت کے اونھون نے کہا کہ ہم وضو کرتے تھے اُن چیزون سے
جنکو آگ نے بدلا ہو اور دودھ سے کلی کرتے تھے اور کھجور سے کلی نہ کرتے تھے امام شوکانی نے کہا پہلا گروہ یہ جواب دیتا
ہے کہ یہ حدیثین منسوخ ہین جابر کی حدیث سے جو آگے آویگی دوسرے یہ کہ مراد وضو سے ان حدیثون مین منہ اور ہاتھ
دھونا ہے پہونچون تک نووی نے کہا یہ اختلاف صدر اول مین تھا بعد اوسکے علما نے اتفاق کیا اسپر کہ آگ کی
پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم نہین آتا امام شوکانی نے کہا پہلا جواب اسوقت صحیح ہوتا ہے جب ہم یہ مان
لین کہ حضرت کا فعل آپ کے قول کا مقابلہ کر سکتا ہے حالانکہ علم اصول مین اسکے خلاف ثابت ہوا ہے اور جائز

لایا گوشت اور روٹی آپنے تین لقمے کہا لیے پہر نماز پڑہائی اور پانی کو ہاتہہ نہ لگایا پندرہویں ابو داؤد نے
مغیرہ بن شعبہ سے میں مہمان گیا حضرت کے پاس ایک رات آپنے حکم کیا بکری کے ایک ران بہوننے کا وہ بہونی گئی اور آپ
چہری لیکر میرے لیے گوشت کاٹ رہے تہے اتنے میں بلال آئے اور نماز کے واسطے بلایا آپنے چہری ڈالدی اور فرمایا کیا
ہو گیا اوسکو خاک لگے اوسکے ہاتہوں میں اور کہڑے ہو کر نماز پڑہنے لگے سولہویں ابو داؤد نے عبید بن ثمامہ
مرادی سے کہ عبد اللہ بن حارث بن جزء ہمارے پاس آئے وہ حدیث بیان کرتے تہے مسجد میں اونہوں نے کہا میں ساتواں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ سات آدمی تہے یا چہ ایک گہر میں اتنے میں بلال آئے اور نماز کے واسطے بلایا ہم سب نکلے
راستہ میں ایک شخص پر گذرے جسکی ہانڈی آگ پر چڑہی ہوئی تہی آپنے فرمایا کیا تیری ہانڈی پک گئی وہ بولا ہاں
میرے باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں آپنے اوس گوشت میں سے ایک بوٹی لیا اور اسکو چباتے رہے یہاں تک کہ تکبیر تحریمہ
کہی نماز کی اور میں دیکہہ رہا تہا آپ کیطرف سترہویں ترمذی نے جابر سے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں
آپکے ساتہہ تہا تو ایک انصاری عورت پاس گئی اوسنے ایک بکری کو کاٹا آپکے لیے اور ایک طباق تر کہجور کا
لائی آپنے اوس میں سے کہایا پہر وضو کیا ظہر کا اور نماز پڑہی پہر وہ لائی کچہ بچا ہوا گوشت بکری کا آپنے اوسکو
کہایا پہر عصر کی نماز پڑہی اور وضو نہ کیا ترمذی نے کہا اس باب میں روایت ہے ابو ہریرہ اور ابن مسعود اور ابو رافع
اور ام الحکم اور عمرو بن امیہ اور ام عامر اور سوید بن النعمان اور ام سلمہ سے اٹھارہویں ابن ماجہ نے روایت کی
زہری سے اونہوں نے کہا عشا کا وقت آیا ولید یا عبد الملک کے زمانے میں میں اٹہا وضو کرنے کو جعفر بن عمرو بن امیہ
نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اپنے باپ پر انہوں نے گواہی دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپنے آگ کا پکا کہانا کہایا
اور وضو نہ کیا پہر علی بن عبد اللہ بن عباس نے بہی اپنے باپ پر ایسی ہی گواہی دی انیسویں ابن ماجہ نے ابو ہریرہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دست کہایا پہر کلی کی اور دونوں ہاتہہ دہوئے اور نماز پڑہی بیسویں
طحاوی نے محمد بن عمرو بن عطا سے وہ ابن عباس پاس گئے ام المومنین میمونہ کے گہر میں اونہوں نے ہاتہہ مارا میرے
ہاتہہ پر اور کہا میں تعجب کرتا ہوں ان لوگوں سے جو وضو کرتے ہیں آگ سے پکے ہوئے کہانے سے قسم خدا کی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کپڑے پہنے پہر آپ پاس ثرید لایا گیا آپنے اوس سے کہایا پہر نماز کو نکلے اور وضو نہ کیا
اکیسویں طحاوی نے محمد بن منکدر سے اونہوں نے کہا میں حضرت کی بعض بیبیوں پاس گیا اور میں نے کہا حدیث
بیان کرو آگ سے پکے کہانے کے باب میں اونہوں نے کہا کم ایسا ہوا ہے کہ حضرت ہمارے پاس آتے اور ہم آپکے لیے
ایک دانہ نہ بہونتی جو مدینہ میں ہوتا پہر آپ اسمیں سے کہاتے اور نماز پڑہتے اور وضو نہ کرتے بائیسویں طحاوی نے محمد

بن منکدر سے اونہون نے کہا مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فلان بی بی پاس گیا اور راوی نے انکا نام لیا عمارہ نے کہا مین بہول گیا تو انہون نے کہا کہ حضرت ہمارے پاس آئے اور ایک پیٹ لٹکا ہوا تہا آپنے فرمایا اگر تو اسکو پکاوے اس طرح اس طرح آخر ہمنے اسیطرح تیار کیا آپنے کہایا اور وضو نہ کیا تیئیسوین طحاوی نے ام حکیم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور دست کہایا پہر بلال نے اذان سُنائی آپ کو آپنے نماز پڑہی اور وضو نہ کیا چوبیسوین طحاوی نے عبید اللہ سے اونہون نے اپنے دادا سے اونہون نے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری کا پیٹ پکایا آپنے اس مین سے کہایا پہر عشا کی نماز پڑہی اور وضو نہ کیا پچیسوین طحاوی نے ہند بنت سعید بن ابی سعید خدری سے اونہون نے اپنی پہوپہی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس تشریف لائے پہر آپنے ہماری پاس بکری کا مونڈہا کہایا پہر کہڑے ہوئے اور نماز پڑہی اور وضو نہ کیا چہبیسوین طحاوی نے عبد اللہ بن حارث زبیدی سے ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ کہانا کہایا مسجد مین جو بہونا گیا تہا پہر نماز کی تکبیر ہوئی ہمنے اپنے ہاتہ کنکریون سے پونچہے اور نماز پڑہنے لگے کہڑے ہوئے اور وضو نہ کیا ستائیسوین طحاوی نے عمرو بن عبید اللہ سے اونہون نے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپنے مونڈہے کا گوشت کہایا پہر کہڑے ہوے اور نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اٹہائیسوین ام عامر سے اور وہ ایک عورت تہین اون عورتون مین سے جنہون نے بیعت کی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ آئین آپکے پاس ایک ہڈی لیکر بنی عبد الاشہل کی مسجد مین آپنے اوس ہڈی کا گوشت کہایا پہر کہڑے ہوئے نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اونتیسوین طحاوی نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر کا ایک ٹکڑا کہایا پہر وضو کیا پہر اسکے بعد مونڈہا کہایا (بکری کا) پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا امام طحاوی نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ اخیر امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہ کرنا تہا آگ کے پکے ہوئے کہانون سے اور جو اسکے مخالف ہے وہ منسوخ ہے یا اس صورت مین جب مخالف حکم مین وضو سے نماز کا وضو مراد ہو اور جو ہاتہ دہونا مراد ہو تو وہ حدیث بہی دلیل ہے کہ یہ کہانا حدث نہین ہے مقتضے مین ہے کہ ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ آگ کا پکا ہُوا کہانا کہانے کے بعد وضو کرنا واجب نہین ہے اور ان حدیثون سے استحباب وضو کی نفی نہین نکلتی اور اسیواسطے جب ایک شخص نے آپ سے پوچہا کہ بکری کا گوشت کہا کر ہم وضو کرین تو آپنے فرمایا تیرا جی چاہے تو وضو کر اور تیرا جی چاہے تو نہ کر اور اگر وضو ایسا کہانا کہا کر مستحب نہ ہوتا تو آپ اسکی اجازت نہ دیتے کیونکہ اس صورت مین وضو کرنا اسراف اور پانی کا ضائع کرنا ہوگا بے فائدہ انتہے یہ تو مرفوع حدیثین تہین اور اس باب مین صحابہ اور تابعین کے آثار بہی بہت ہین امام مالک نے روایت کیا ربیعہ سے کہ انہون نے شام کا کہانا حضرت عمر کے ساتہ کہایا پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اور ابان بن عثمان سے کہ حضرت عثمان نے

روٹی اور گوشت کھایا پھر کلی کی اور دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ کو پونچھا اور پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور حضرت علی اور
عبداللہ بن عباس سے کہ وہ دونو وضو نہیں کرتے تھے اون کھانوں سے جو آگ سے پکے ہوں اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے
کہ اون کے باپ آگ کا پکا ہوا کھانا کھاتے تھے اور وضو نہ کرتے تھے اور جابر سے اونہوں نے حضرت ابوبکر کو دیکھا اونہوں
نے گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور عبدالرحمان بن زید انصاری سے کہ انس بن مالک جب عراق سے آئے تو انکی
ملاقات کو گئے ابوطلحہ اور ابی بن کعب انس نے اون دونوں کے سامنے کھانا رکھا جو آگ سے پکا تھا پھر کھایا سب نے
اور انس اٹھے اور وضو کیا ابوطلحہ اور ابی بن کعب نے کہا کہ کیا کہ کھانا کھا کر وضو کرنا کیا تم نے عراق والوں سے سیکھا ہے انس
نے کہا کاش میں وضو نہ کرتا اور کھڑے ہوئے ابوطلحہ اور ابی بن کعب تو نماز پڑھی دونو نے اور وضو نہ کیا امام طحاوی
نے جابر سے اونہوں نے ابوبکر اور عمر سے ایسا ہی نقل کیا اور ابراہیم نخعی سے کہ ابن مسعود اور علقمہ دونو نماز کے لیے نکلے پھر
ایک پیالہ لایا گیا علقمہ کے گھر سے جس میں ثرید اور گوشت تھا دونو نے کھایا اور کلی کی ابن مسعود نے اور انگلیاں دھوئیں
پھر نماز میں کھڑے ہوئے اور ابن مسعود سے اونہوں نے کہا اگر میں بری بات منہ سے نکالوں اور اس سے وضو کروں تو بہتر ہے
میرے نزدیک اس سے کہ پاک لقمہ کھا کر وضو کروں اور عبید بن جنین سے اونہوں نے کہا میں نے دیکھا عثمان کو اون کے سامنے
ثرید لایا گیا اونہوں نے کھایا پھر کلی کی پھر ہاتھ دھویا پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی لوگوں کے لیے اور وضو نہ کیا اور
ابو نوفل بن ابی عقرب کنانی سے اونہوں نے کہا میں نے ابن عباس کو دیکھا اونہوں نے پتلی روٹی کھائی اور گوشت
یہاں تک کہ چربی بہ آئی انکی انگلیوں پر پھر اونہوں نے ہاتھ دھویا اور مغرب کی نماز پڑھی اور سعید بن جبیر سے کہ ابن عباس
پاس ایک پیالہ لایا گیا ثرید اور گوشت کا عصر کے وقت اونہوں نے اس میں سے کھایا پھر پانی لایا گیا تو اپنی انگلیوں کے
کناروں کو دھویا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور سعید بن جبیر سے کہ ابن عباس پاس کچھ لوگ آئے اونہوں نے اونکو کھانا کھلایا
پھر انکے ساتھ نماز پڑھی اپنے بچھونے پر اونہوں نے اوسی بچھونے پر اپنے منہ اور پیشانیوں کو رکھا اور وضو نہیں کیا
اور ابن عمر سے اونہوں نے ابوہریرہ سے کہا تم آگ کے پکے کھانے سے وضو میں کیا کہتے ہو ابوہریرہ نے کہا وضو کرو ایسا کھانا
کھا کر ابن عمر نے کہا تو تیل اور گرم پانی سے بھی وضو کرنا چاہیے ابوہریرہ نے کہا تم قریش کے آدمی ہو اور میں دوس کا
ہوں ابن عمر نے کہا شاید تم اس آیت سے دلیل لیتے ہو بل ہم قوم خصمون یعنی وہ جھگڑالو لوگ ہیں اور مجاہد سے کہ ابن
عمر نے کہا مت وضو کرو کوئی کھانا کھانے سے اور ابوامامہ سے کہ اونہوں نے گوشت روٹی کھائی پھر نماز پڑھی اور وضو
نہ کیا اور کہا وضو اس چیز سے ہے جو باہر نکلے نہ اوس چیز سے جو اندر جاوے انتہی مترجم کہتا ہے جو احادیث اور آثار اس
باب میں آئے تھے وہ سب اوپر بیان ہو چکے اور ابن شہاب زہری اور ایک طائفہ علما اس طرف گئے ہیں کہ وضو کرنا ضرور ہے

جب آگ سے پکا کھانا کھاوے وہ کہتے ہیں کہ وضو نہ کرنے کی حدیثیں ناسخ ہیں اور ائمہ اربعہ اور جمہور کا یہ قول ہے کہ آگ سے پکا
کھانا وضو نہیں توڑتا مگر اونٹ کا گوشت امام احمد اور اسحاق اور اہل حدیث کے نزدیک وضو توڑ دیتا ہے اور اسکا بیان
آگے آویگا اور امام شوکانی نے وضو ٹوٹ جانیکو ترجیح دی ہے ہر آگ سے پکی کھانے سے سوا بکری کے گوشت کے اور میرے نزدیک بلحاظ دلائل
اور تعامل صحابہ کرام کے وضو نہ ٹوٹنا قوی ہے البتہ اونٹ کے گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جانا قوی ہے اسپر بھی احتیاط یہ ہے کہ ہر ایک آگ کی پکی کھانے سے
تازہ وضو کر لیوے واللہ تعالی اعلم اونٹ کا گوشت کھانا امام شوکانی نے کہا اکثر علما کا یہ قول ہے کہ اونٹ کا
گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا نووی نے کہا اسیطرف گئے ہیں خلفائے اربعہ اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس
اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ اور جمہور تابعین اور مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور انکے
اصحاب اور بعض علما کا یہ قول ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اسیطرف گئے ہیں احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور
یحیی بن یحیی اور ابو بکر بن المنذر اور ابن خزیمہ اور اسیکو اختیار کیا ہے حافظ ابو بکر بیہقی نے اور یہی منقول ہے
اصحاب حدیث سے اور ایک جماعت صحابہ سے اور بحر میں ہے کہ شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے اور امام محمد سے بھی ایسا ہی
منقول ہے بیہقی نے کہا امام شافعی سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا اگر اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹ جانے میں حدیث
صحیح ہو تو میں اسکا قائل ہو جاؤنگا بیہقی نے کہا اس باب میں دو حدیثیں صحیح ہوئیں ایک جابر بن سمرہ کی دوسری
براء کی ایسا ہی کہا احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ نے جابر بن سمرہ کی حدیث کو امام احمد اور مسلم نے روایت کیا
کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم وضو کریں بکریوں کے گوشت سے آپنے فرمایا اگر تیرا
جی چاہے تو وضو کر اور تیرا جی چاہے تو نہ کر اوس نے کہا کیا ہم وضو کریں اونٹ کے گوشت سے آپنے فرمایا ہاں
وضو کر اوس نے کہا میں نماز پڑھوں بکریوں کے تھان میں آپنے فرمایا ہاں وہ بولا نماز پڑھوں اونٹوں کے تھان
میں آپنے فرمایا نہیں براء بن عازب کی حدیث روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور
ابن ماجہ اور ابن حبان اور ابن جارود اور ابن خزیمہ نے اور کہا اسکی صحت میں کسی کا خلاف نہیں کہ پوچھے گئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے سے آپنے فرمایا وضو کرو اس سے اور پوچھے گئے بکریوں
کے گوشت سے آپنے فرمایا مت وضو کرو اس سے اور پوچھے گئے اونٹوں کے مبندے میں نماز پڑھنے سے آپنے فرمایا
مت پڑھو نماز وہاں کیونکہ وہاں شیاطین گذرتے ہیں اور پوچھے گئے بکریوں کے مبندے میں نماز پڑھنے کو تو فرمایا وہاں
نماز پڑھو وہاں برکت ہے امام شوکانی نے کہا ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کے اسناد میں اختلاف ہے ابن ابی لیلی
پر انہوں نے روایت کیا براء سے یا اسید بن حضیر سے یا ذی الغرۃ سے اور صحیح براء ہے اور ایسا ہی نقل کیا ابن

ابی حاتم نے علل میں اپنے باپ سے حافظ نے کہا بعضوں نے کہا کہ ذی العزۃ براء بن عازب کا لقب ہے اور صحیح یہ ہے کہ ذی العزۃ
اور شخص ہیں اور نام انکا یعیش ہے ۔ اور روایت کیا عبد اللہ بن احمد نے مسند میں اور طبرانی نے ذی العزۃ کی حدیث
کو انہوں نے کہا کہ ایک گنوار آئے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ چل رہے تھے اوس نے کہا یا رسول اللہ نماز
کا وقت آجاتا ہے اور ہم اونٹ کی تھان میں ہوتے ہیں کیا نماز پڑھ لیں وہاں آپ نے فرمایا نہیں پھر اوس نے کہا کیا ہم
وضو کریں اونٹ کا گوشت کھا کر آپ نے فرمایا ہاں پھر وہ بولا کیا ہم نماز پڑھیں بکریوں کے تھانوں میں آپ نے فرمایا ہاں
اوس نے کہا وضو کریں ہم بکری کا گوشت کھا کر آپ نے فرمایا نہیں مجمع الزوائد میں ہے کہ امام احمد کے راوی سب ثقہ
ہیں اور احمد اور بیہقی نے کہا کہ اس باب میں صحیح دو حدیثیں ہیں ایک جابر کی دوسرے براء کی اور ایسا ہی کہا اسحق
نے اور روایت کیا طحاوی نے مانند روایت امام مسلم کے جابر بن سمرہ سے اوس میں نماز پڑھنے کا ذکر نہیں ہے اور
ایک روایت میں ہے کہ کیا ہم وضو کریں اونٹوں کے گوشتوں سے آپ نے فرمایا ہاں پھر کہا گیا کیا ہم وضو کریں بکریوں کے
گوشتوں سے آپ نے فرمایا نہیں اور اسکے راوی ثقہ ہیں اور روایت کیا ابن ماجہ نے جابر بن سمرہ سے کہ حکم کیا ہم کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے گوشتوں سے وضو کرنیکا اور نہ وضو کرنیکا بکریوں کے گوشتوں سے اور روایت کیا ابن ماجہ نے
اسید بن حضیر سے کہ حضرت نے فرمایا مت وضو کرو بکریوں کے دودھ سے اور وضو کرو اونٹوں کے دودھ سے اور روایت کیا
ابن ماجہ نے براء بن عازب سے کہ پوچھے گئے حضرت اونٹوں کے گوشت سے وضو کرنے سے آپ نے فرمایا وضو کرو اُن
سے اور روایت کیا ابن ماجہ نے محارب بن دثار سے اُنہوں نے عبد اللہ بن عمرو سے وہ کہتے تھے میں نے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے وضو کرو اونٹوں کے گوشتوں سے اور مت وضو کرو بکریوں کے گوشتوں سے اور وضو کرو اونٹوں کے دودھ سے
اور مت وضو کرو بکریوں کے دودھ سے اور نماز پڑھو بکریوں کے تھان میں اور مت پڑھو اونٹوں کے تھان میں اور اسید بن حضیر اور عبد اللہ
بن عمرو کی حدیثوں کا اسناد ضعیف ہے ترمذی نے کہا اسید بن حضیر کا نام لینا خطا ہے اور صحیح براء بن عازب
ہے ابن ابی حاتم نے علل میں اپنے باپ سے نقل کیا کہ عبد اللہ بن عمرو کی حدیث منکر ہے اور اوسکی ایک اصل ہے
موقوفاً امام شوکانی نے کہا جو لوگ کہتے ہیں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ دلیل لیتے ہیں جابر کی حدیث
سے جو اوپر گذری کہ اخیر امر حضرت کا وضو نہ کرنا تھا آگ سے پکی چیز کے نووی نے کہا یہ حدیث عام ہے اور اونٹ
کے گوشت کی حدیث خاص ہے اور خاص عام پر مقدم ہے اور بعضوں نے کہا یہ حدیث ناسخ ہے اونٹ کے گوشت کی حدیث
کی اور یہ باطل ہے کیونکہ عام ناسخ نہیں ہو سکتا خاص کا جب تک الختام جن ہے کہ بعضے یہ کہتے ہیں کہ اونٹ کے گوشت سے وضو
کا حکم استحباباً ہے اور یہ ظاہر کے خلاف ہے اور طول کیا اس مقام میں شوکانی نے فلیرجع الیہ اور ابن عبد البر نے کہا

بعضون نے یہ تاویل کی کہ وضو سے مراد یہان ہاتھ دہونا ہے اور یہ باطل ہے کس لیے کہ اگر ہاتھ دہونا مراد ہوتا تو بکری کے گوشت
سے یہ کیون فرماتے وضو نہ کرو حق یہ ہے کہ اونٹ کا گوشت کہانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور امام طحاوی نے جو قیاس
کیا اونٹ کے گوشت کا بکری کے گوشت پر حلت اور طہارت وغیرہ مین اور اسی پر قیاس کیا دونون سے وضو واجب ہونیکو
تو یہ قیاس فاسد ہے کیونکہ نص کے مخالف ہے اور حضرت نے خود فرق کیا دونوں مین نماز پڑہنے کے لیے اور وضو کرنے کے
لیے زرکشی نے کہا خلقت اونٹ کی جن سے ہے اور اسیلیے حکم دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کہکر اوسپر چڑہنے
کا تو حکم کیا اوسکا گوشت کہا کر وضو کرنے کا جیسے کہ حکم دیا وضو کا غصے کیوقت واللہ اعلم **ودی نکلنا** ودی
وہ رطوبت ہے جو پیشاب کے بعد کبہی نکل آتی ہے بعضون نے کہا پیشاب کا بقیہ ہے پس اگر پیشاب کا بقیہ ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاویگا سب
کے نزدیک اور صحیح یہ ہے کہ ودی علاحدہ ہے اور ایک غیر معمولی چیز ہے اس صورت مین جمہور کے نزدیک اس سے وضو
ٹوٹ جاویگا کیونکہ سبیلین سے جو نکلے اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور طحاوی نے ابن عباس سے روایت کیا اونہون نے کہا
وضو اوس چیز سے ہے جو باہر نکلے اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ غیر معمولی چیز اگر سبیلین سے بہی نکلی تو اس سے وضو نہین جاتا
امام مالک نے موطا مین ایک باب قائم کیا ودی کے نکلنے سے وضو نہ کرنے کا اور روایت کیا سعید بن المسیب سے اونہ
سے پوچہا ایک شخص نے اور کہا کہ مجہے تری معلوم ہوتی ہے نماز مین کیا توڑ دون مین نماز کو سعید نے کہا اگر یہ آوی
میری ران تک تو نہ توڑون مین نماز کو یہان تک کہ تمام کرون نماز کو مصنف کہتے ہین کہ اکثر علما وضو معاف ہونیکے قائل
نہین ہین کیونکہ پیشاب کا اگر قطرہ نکلے تو وضو سب کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور ودی بہی ایک قطرہ ہے پیشاب کا اور
بغوی نے تاویل کی ہے اس اثر کی اور جو اثر آگے آتا ہے اسطرح کہ مراد یہ ہے کہ شک سے وضو نہین ٹوٹتا تو اگر نمازی کو
وسوسہ ہو کہ ذکر سے کچہ تری نکلی ہے تو اوس طرف التفات نہ کرے اور اپنی نماز کو پورا کرے اور سعید بن المسیب
کا یہ قول بطریق مبالغہ کے ہے شک کو رفع کرنے کے لیے زرقانی نے کہا کہ سعید بن المسیب کا مذہب یہی ہے
کہ نماز مین تری نکلنے سے وضو نہین جاتا اگرچہ ٹپکے بہی اور مالک نے اوسکو حمل کیا ہے مذی بہنے کے عارضہ پر ابو عمر
نے کہا اگر مذی اس کثرت سے بہتی ہو کہ بدن اور کپڑا مصلی کا بہر جاوے تو وہ مانع نہ ہوگی نماز کی مگر نماز کے قبل اسکو
دہو لینا چاہیے اور امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ منی یا مذی یا پیشاب اگر برابر نکلا کرے تو اس سے وضو نہین ٹوٹتا
اور ابو حنیفہ اور شافعی نے اسمین خلاف کیا ہے انکے نزدیک ایسے شخص کو ہر نماز کے لیے وضو کرنا چاہیے امام محمد نے
اپنی موطا مین کہا کہ ہمارا بہی مذہب یہی ہے اگر کسی آدمی کو وسوسہ ہوا اور شیطان اسکے دل مین شک ڈالا کرے
تو وہ اپنی نماز کو نہ توڑے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور روایت کیا مالک نے صلت بن زبید سے اونہون نے پوچہا سلیمان

بن بیمار کرتی ہو یا ہون یا سوتی کہا پانی چھڑک دینا ہی تو بہتر ہے یا ازار پر اور غافل ہو جاتا ہے یعنی ہمکو خیال کر میت کو غسل دینا ضروری
ہے مانند اختلاف کیا ہی اصحاب نے اور اوس مین بعضے کہتے ہین جو شخص مردے کو غسل دیوے اوسپر غسل واجب ہے اور بعضے کہتے ہین واجب
ہے اور امام مالک کا مذہب یہی کہ غسل مستحب ہے اور واجب نہین ہے اور شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد نے کہا
ہے مجھکو امید ہے کہ اوسپر غسل واجب ہوگا اور ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہے نہ وضو اور یہی قول ہے ابن المبارک کا
اور اسحاق کے نزدیک وضو لازم ہے اور اس باب مین جو حدیثین آئی ہین وہ یہ ہین ابو ہریرہ کی حدیث امام احمد اور
نسائی اور ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ حسن ہے اور صحیح کہا اوسکو ابن القطان اور ابن حزم نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی مردے کو غسل دیوے وہ غسل کرے اور جو کوئی مردے کو اوٹھاوے وہ وضو کرے نیل مین ہے کہ روایت کیا
اوسکو بیہقی نے بھی اور اسکے اسناد مین صالح ہی مولی توامہ کا اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو بزار نے تین
طریقون سے ابو ہریرہ سے اور ابن حبان نے بیہقی نے کہا صحیح اوسکا موقوف ہونا ہے بخاری نے بھی ایسا ہی کہا اور روایت کیا
اوسکو دارقطنی نے اور اوسکے راوی ثقہ ہین اور ابن حزم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے شوکانی نے کہا ادنی درجہ اس حدیث کا
یہ ہوگا کہ حسن ہوگی ابو داود نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے اور مین نے امام احمد سے سنا وہ کہتے تھے میت کو غسل دینے سے صرف
وضو کرنا کافی ہے امام احمد نے کہا اس باب مین کچھ صحیح نہین ہے اور علی بن المدینی نے بھی ایسا ہی کہا ذہلی نے کہا
اس باب مین کوئی حدیث ثابت مین نہین جانتا اور جو ثابت ہوتی تو ہمکو اوسپر عمل کرنا لازم ہوتا اور ایسا ہی کہا ابن
منذر نے اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے نقل کیا علل مین کہ نہین رفع کیا اس حدیث کو ثقات نے اور اسکا وقف
صحیح ہے اور رافعی نے کہا کہ حدیث کے عالمون نے اس باب مین کوئی مرفوع صحیح نہین کہی حافظ نے کہا کہ ترمذی نے
ابو ہریرہ کی اس حدیث کو حسن کہا اور ابن حبان نے اوسکو صحیح کہا اور اوسکے دوسرے طریقے بھی ہین ذہبی نے مختصر بیہقی
مین کہا کہ یہ حدیث زیادہ قوی ہے اون بعض حدیثون سے جن سے فقہا نے حجت لی ہے اور اس باب مین روایت ہے
حضرت عائشہ سے نقل کیا اوسکو امام احمد نے اور ابو داود اور بیہقی نے اور اسکی اسناد مین مصعب بن ابی شیبہ ہے اور اسمین
مین گفتگو ہے اور ضعیف کیا ہے اوسکو ابو زرعہ اور احمد اور بخاری نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ نے اور اس باب
مین حضرت علی سے مروی ہے اور حذیفہ سے ذکر کیا انکو ابن ابی حاتم نے اور دارقطنی نے علل مین اور کہا ثابت نہین
ہے مسالک الختام مین ہے کہ محدثین کے طریق پر ثابت نہین ہے اور فقہا کے طریق پر ثابت ہے کیونکہ اوسکے راوی ثقہ ہین اور
ماوردی نے کہا کہ بعض اہل حدیث نے اس حدیث کے ایک سو بیس طریقے لکھے ہین حافظ نے کہا یہ کچھ بعید نہین ہے ہم
مختصر کی حدیث امام احمد نے روایت کی اوسمین یہ ہے کہ کوئی مردے کو غسل دیوے وہ غسل کرے عائشہ کی حدیث ابو داود

میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے چار چیزوں سے جنابت سے اور جمعہ سے اور حجامت سے اور میت کو غسل دینے سے
روایت کیا اوسکو امام احمد اور دارقطنی نے منتقی میں ہے کہ اسناد اسکا امام مسلم کی شرط پر ہے اور دارقطنی نے کہا کہ
مصعب بن شیبہ اسکے اسناد میں نہ قوی ہے نہ حافظ اور روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے بھی اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ
نے علی کی حدیث روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابوداود اور نسائی اور ابن ابی شیبہ اور ابویعلی اور بزار اور بیہقی
نے حذیفہ کی حدیث روایت کیا اوسکو ابن ابی حاتم اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس کی حدیث روایت کیا اوسکو
دارقطنی اور حاکم نے مرفوعًا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کو غسل دینے سے تمپر غسل نہیں ہے بیہقی نے
کہا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے یعنے ابن عباس کا قول ہے اور اسکا رفع صحیح نہیں ہے اور ابن عطا نے کہا مت نجس
سمجھو اپنے مردوں کو کیونکہ مومن نجس نہیں ہوتا زندگی میں اور مرنے کے بعد اسناد اسکا صحیح ہے شوکانی نے کہا یہ حدیث مرفوعًا
مروی ہے نکالا اوسکو دارقطنی نے اور حاکم نے اور ابن عباس سے بھی مرفوعًا منقول ہے مت نجس کہو اپنے مردوں کو اور
یہ حدیث کہ مومن نجس نہیں ہوتا صحاح میں مشہور ہے اور روایت کیا امام بیہقی نے ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا تمپر غسل
نہیں ہے میت کو غسل دینے میں کیونکہ تمہارا میت پاک مرتا ہے اور وہ نجس نہیں ہے تو کافی ہے تم کو ہاتھ دہو ڈالنا بیہقی
نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکے اسناد میں ابراہیم بن ابی بکر بن ابی شیبہ ہے لیکن ثقہ کہا اوسکو نسائی نے اور
اور لوگوں نے اور حجت لی اوس سے امام بخاری نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث حسن ہے عمر رض
کی حدیث ہم غسل دیتے تھے میت کو پھر کوئی ہم میں سے غسل کرتا اور کوئی غسل نہ کرتا روایت کیا اوسکو خطیب نے ابن حجر
نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے اسماء بنت عمیس کی حدیث اونہوں نے غسل دیا ابوبکر کو جب وہ مر گئے پھر باہر نکلیں اور جو
مہاجرین موجود تھے اون سے پوچھا کہ اس دن سردی بہت ہے اور میں روزے سے ہوں تو کیا مجھپر غسل واجب ہے انہوں
نے کہا نہیں روایت کیا اوسکو امام مالک نے موطا میں اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے واقدی کے طریق سے انہوں
نے زہری کے بھتیجے سے انہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے کہ ابوبکر نے وصیت کی تھی کہ غسل دیویں اون کو
اسماء بنت عمیس پھر وہ تھک گئیں تو اونہوں نے مدد لی عبدالرحمن سے بیہقی نے کہا اسکے کئی شاہد ہیں ابن ابی ملیکہ
سے اونہوں نے عطا سے اونہوں نے سعد بن ابراہیم سے اور سب مرسل ہیں ابن عمر کی حدیث اونہوں نے خوشبو لگائی
سعید بن زید کے ایک بیٹے (عبدالرحمان) کو اور انکا جنازہ اوٹھایا پھر مسجد میں گئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا روایت
کیا اوسکو مالک نے موطا میں امام محمد نے اپنے موطا میں کہا کہ ہم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں اور ہمارے نزدیک وضو ضروری نہیں
ہے اوسپر جو جنازہ اوٹھاوے یا خوشبو لگاوے یا کفن یا غسل دیوے میت کو اور یہی قول ہے ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا [illegible]

نے کہا حضرت علی اور ابوہریرہ اور ناصر کا ایک قول اور امامیہ کا قول ہے کہ مردے کو غسل دینے سے غسل واجب ہے اور اکثر
عترت اور مالک اور اصحاب شافعی کا یہ قول ہے کہ غسل مستحب ہے اور یہی حق ہے مترجم کہتا ہے کہ احتیاط اسی میں ہے کہ جو
کوئی غسل دے میت کو پھر وہ یا اوسکا جنازہ اوٹھاوے تو وہ تازہ وضو کر لیوے واللہ اعلم حدثنا آدم بن ابی
ایاس قال حدثنا ابن ابی ذئب قال حدثنا سعید المقبری عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا یزال العبد فی صلوۃ ما کان فی المسجد ینتظر الصلوۃ ما لم یحدث فقال رجل اعجمی ما
الحدث یا ابا ہریرۃ قال الصوت یعنی الضرطۃ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم بن ابی ایاس نے اونہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبدالرحمن بن مغیرہ بن حارث ابن ابی ذئب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
سعید مقبری نے اونہوں نے ابوہریرہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بندہ نماز میں رہتا ہے یعنی
نماز کا ثواب پاتا ہے اوسکو شمار رہتا ہے جبتک مسجد میں نماز کا انتظار کرتا ہے جبتک اوسکو حدث نہو ایک شخص عجمی
(یعنی عربی فصیح نہ آتی ہو گو عرب کا ہو اور شاید یہ شخص وہی ہو حضرموت کا رہنے والا جس کا ذکر کتاب الوضو کے شروع
میں گذرا) بولا حدث کیا ہے اے ابوہریرہ انہوں نے کہا آواز یعنی گوز یعنی پاد اور جو بے آواز ہو اسکو پھسکی
کہتے ہیں اور عربی میں فسا ابوداؤد کی روایت میں یون ہے کہ وضو نہیں ہے مگر پاد یا پھسکی سے اور خاص کیا ان دونوں
حدثون کو کیونکہ مسجد کے اندر غالباً یہی ہوتے ہیں تو ظاہر ہے کہ سوال ایک خاص حدث سے تھا جو نماز کے اندر بھی
ہو جاتا ہے ورنہ اور حدث اس سے بھی زیادہ سخت ہیں جیسے پائخانہ اور پیشاب اور یہ حدیث کے سب راوی مدینہ کے
ہیں سوا آدم کے وہ بھی مدینہ گئے تھے (فتح) حدثنا ابو الولید قال حدثنا ابن عیینۃ عن الزہری عن
عباد بن تمیم عن عمہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا ترجمہ حدیث
بیان کی ہم سے ابوالولید (ہشام بن عبدالملک طیالسی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے (سفیان) ابن عیینہ نے
اونہوں نے روایت کی (محمد بن مسلم) زہری سے اونہوں نے عباد بن تمیم انصاری سے اونہوں نے اپنے چچا (عبداللہ بن زید
مازنی) سے اونہوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے مت پھرے (نمازی اپنی نماز سے) یہانتک کہ آواز
سنے یا بدبو پاوے (یہ حدیث مع شرح اوپر گذر چکی) حدثنا قتیبۃ قال حدثنا جریر عن الاعمش عن
منذر ابی یعلی الثوری عن محمد بن الحنفیۃ قال قال علی کنت رجلا مذاء فاستحییت ان اسأل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرت المقداد بن الاسود فسألہ فقال فیہ الوضوء رواہ شعبۃ
عن الاعمش ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن سعید نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جریر ابن عبدالحمید

نے اونہوں نے روایت کی (سلیمان بن مہران) اعمش سے اونہوں نے منذر ابی یعلی ثوری سے اونہوں نے محمد بن حنفیہ سے
اونہوں نے کہا فرمایا حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب نے مین ایک شخص تہا بہت مذی والا یعنے مذی میری بہت نکلتی تہی) تو مین نے شرم کی کہ پوچھوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (حکم اوسکا کیونکہ حضرت کی صاحبزادی حضرت سیدة النساء خاتون جنت علیہما السلام میرے نکاح مین تہین اور داماد کو ایسی باتین خسر کے سامنے کہنا شرم کی بات ہے) آخر مینے مقداد بن الاسود (صحابی مشہور محب اہل بیت یہ ثعلبہ کی بیٹے ہین اور اسود نے ان کو پال لیا تہا) کو حکم کیا (مذی کا مسئلہ حضرت سے پوچھنے کے لیے) اونہوں نے پوچہا آپ سے آپنے فرمایا مذی نکلنے سے وضو ہے (اور غسل نہین ہے) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسحدیث کی بحث کتاب الغسل مین اگر خدا چاہے تو آویگی اور ایک طریقہ اسحدیث کا کتاب العلم مین گذر چکا اور یہان اسحدیث کو اسلیے لائے کہ اوس سے نکلتا ہے کہ وضو واجب ہے مذی سے کیونکہ وہ حدث ہے اور سبیلین سے نکلتی ہے انتہے عبد الرزاق نے مصنف مین قتادہ اور عکرمہ سی روایت کیا اون دونوں نے کہا کہ منی وہ پانی ہے جو کود کر شہوت کے وقت نکلتا ہے اور بچہ اوسی پانی سے پیدا ہوتا ہے اوس مین تو غسل لازم ہے اور مذی وہ پانی ہے جو عورت سے بوس و کنار کرتے وقت نکل آتا ہے اوس مین شرمگاہ کا دہونا اور وضو لازم ہے اور ودی وہ پانی ہے جو پیشاب کے ساتھ اور پیشاب کے بعد نکلتا ہے اوس مین شرمگاہ کا دہونا اور وضو لازم ہے انتہی اور مذی باتفاق علما حدث ہے یعنے سب کے نزدیک مذی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس مین اختلاف ہے کہ مذی نکلنے کے بعد تمام ذکر کا دہونا ضرور ہے یا نہین مالک اور احمد اور اہلحدیث کے نزدیک ضرور ہے اور شافعی اور ابوحنیفہ اور جمہور علما کے نزدیک صرف اوس مقام کا دہونا کافی ہے جہان سے مذی نکلتی ہے اور سارے ذکر کا دہونا ضرور نہین **اس باب مین جو حدیثین وارد ہین وہ یہہ ہین ۱**۔ ابوداؤد اور دارمی اور ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا حسن صحیح ہے سہل بن حنیف سے اونہوں نے کہا مین مذی سے بڑی تکلیف و سختی اوٹہاتا تہا اور مین اکثر اس سے غسل کیا کرتا تہا تو مینے ذکر کیا اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا کافی ہے تجھکو مذی سے وضو مینے عرض کیا یا رسول اللہ کپڑے مین جو لگ جاتی ہے اوسکو کیا کرون آپنے فرمایا کافی ہے تجھے یہ کہ ایک چلو پانی لیوے اور اپنے کپڑے پر چہڑک دے جہان تو سمجھے کہ مذی لگ گئی ہے اور اثرم کی روایت مین یہ ہے کہ مین مذی سے تکلیف اوٹہاتا تہا پھر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا اور مینے آپ سے یہ بیان کیا آپنے فرمایا کافی ہے تجھکو ایک لپ پانی لینا اور چہڑک دینا اوسپر شوکانی نے کہا اسحدیث کے اسناد مین محمد بن اسحاق ہے اور وہ ضعیف ہے جب عنعن روایت کرے کیونکہ وہ تدلیس کرتا ہے لیکن اسحدیث مین عنعن نہین ہے بلکہ صریح ہے حدیث بیان کرنا

احادیث مذی

ترمذی اور ابوداؤد نے عبداللہ بن سعد سے اونہوں نے کہا مین نے حضرت سے پوچھا جو پانی کے بعد پانی نکلے آپ نے فرمایا
یہی مذی ہے اور ہر ایک نر کی مذی نکلتی ہے تو دہو اوس سے شرمگاہ اپنی اور فوطی اپنی اور وضو کر جیسے نماز کے لیے
وضو کرتا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا اوس کا اسناد ضعیف ہے زیلعی نے کہا روایت
کیا اوسکو امام احمد نے مسند مین اور عبدالحق نے احکام مین کہا کہ اسکے اسناد سے حجت نہ لیجاویگی ۳ طبرانی نے معقل
بن یسار سے کہ حضرت عثمان مذی سے تکلیف اوٹہاتے تھے انہون نے ایک شخص کو حضرت کے پاس بہیجا اوس نے آپ سے
پوچھا آپ نے فرمایا یہ مذی ہے اور ہر نر کی مذی نکلتی ہے دہو ڈال اوسکو پانی سے اور وضو کر اور نماز پڑہ ۴ طحاوی نے
شرح معانی الآثار مین حضرت علی سے کہ مین مذی دیکہتا تہا تو مین نے حکم دیا مقداد کو حضرت سے پوچہنے کا آپ نے فرمایا بے
شک ہر نر کی مذی نکلتی ہے تو جب منی نکلی اوس مین غسل ہے اور جب مذی نکلے تو اوس مین وضو ہے ۵ اسحاق بن
راہویہ نے اپنی مسند مین حضرت علی سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا آپ سے مذی کو آپ نے فرمایا ہر نر کی
مذی نکلتی ہے تو ذکر کو دہووے اور وضو کرے ۶ حضرت علی کی یہی روایت جو متن مین مذکور ہوئی اور مسلم کی روایت مین
یہ ہے کہ ذکر کو دہووے اور وضو کرے اور ایک روایت مین بخاری کے یہ ہے اپنے ذکر کو دہو اور وضو کر شوکانی نے کہا ابوداؤد
نے اس حدیث کو روایت کیا سلیمان بن یسار سے اونہون نے مقداد سے اور ایک روایت مین امام احمد اور نسائی اور
ابن حبان کے یہ ہے کہ حضرت علی نے عمار بن یاسر کو حکم دیا پوچہنے کا اور ابن خزیمہ کی ایک روایت مین یون ہے کہ حضرت علی
نے خود پوچھا اور ابن حبان نے دونون روایتون مین مطابقت کی ہے اسطور سے کہ شاید دو مرتبہ سوال ہوا ہو اور روایت کیا
اسکو ابوداؤد نے عروہ کے طریق سے حضرت علی سے اوس مین یہ ہے کہ اپنے فوطون کو دہووے اور ذکر کو لیکن عروہ نے حضرت
علی سے نہین سنا اور روایت کیا اوسکو ابوعوانہ نے اپنی صحیح مین عبیدہ سے اونہون نے حضرت علی سے اور اس اسناد مین کوئی
طعن نہین ہے انتہے ۷ امام مسلم نے اپنی صحیح مین ابن عباس سے حضرت علی نے کہا ہمنے مقداد کو بہیجا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس اونہون نے پوچھا اگر کسی آدمی کی مذی نکلی تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وضو کر ڈال اور شرمگاہ دہو ڈال
نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اور سوای پیشاب اور پائخانہ کے اور نجاستون مین ڈہیلے سے پاک
کرنا کافی نہین بلکہ پانی سے طہارت کرنا چاہیے اور مسئلہ پوچہنے مین کسیکو وکیل کرنا درست ہے انتہے باختصار ۸
امام نسائی نے حضرت علی سے یہی مضمون اوس مین یہ ہے کہ مین نے ایک شخص سے کہا پوچہنے کو جو میرے پہلو مین بیٹہا تہا
دوسری روایت مین یہ ہے کہ مین نے مقداد سے کہا جب کوئی آدمی اپنی عورت پاس بیٹہے پہر مذی نکل آوے اور جماع
نہ کرے اسبات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہہ کیونکہ مین شرم کرتا ہون آپ سے یہ پوچہنے مین آپ کی صاحب

زادی ہے نکاح مین ہے مقداد نے پوچھا آپنے فرمایا اپنے ذکر کو دہووے اور نماز کا سا وضو کرے تیسری روایت مین رافع
بن خدیج سے ہے کہ حضرت علی نے عمار کو حکم دیا چوتھی روایت مین مقداد سے یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑکے
یعنے دہووے اور نماز کا سا وضو کرے ۹ ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ ابی بن کعب پاس وہ آئے اونکے ساتھہ حضرت عمر تھے
پہر ابی نکلے اور کہا کہ مینے مذی دیکھی تو اپنے ذکر کو دہویا اور وضو کیا حضرت عمر نے کہا کیا یہ کافی ہے انہوں نے کہا ہان حضرت عمر نے کہا
کیا تم نے یہ رسول اللہ صلعم سے سنا انہوں نے کہا ہان ۱۰- امام مالک نے اسلم عدوی سے حضرت عمر نے کہا مذی اس طرح گرتی ہے جیسے
جیسے بلور کا دانہ تو جب ایسا اتفاق ہو تم مین کسی کو تو دہوڈالے اپنے ذکر کو اور وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا
ہے ۱۱- امام مالک نے جندب کے بیٹے عبد اللہ بن عمر سے پوچھا مذی کا حکم اونہوں نے کہا جب تو اوسکو پاوے تو اپنی
شرمگاہ دہو اور جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے ویسا وضو کر ۱۲- امام طحاوی نے سلیمان بن ربیعہ سے اُنہوں نے نکاح
کی ایک عورت بنی عقیل کی وہ اوسکے پاس جاتے اور اس سے کہیلتے اونہوں نے پوچھا حضرت عمر سے اونہوں نے کہا جب
تو پانی دیکھے تو اپنی شرمگاہ اور فوطون کو دہو اور نماز کا سا وضو کر ۱۳ امام طحاوی نے ابن عباس سے کہ تین چیزین
ہین منی اور مذی اور ودی تو مذی اور ودی مین اپنے ذکر کو دہووے اور وضو کرے اور منی مین غسل کرے ۱۴ امام
طحاوی نے ابو جمرہ سے اونہوں نے کہا ابن عباس سے مین جانور پر سوار ہوتا ہون تو مذی نکل آتی ہے ابن عباس نے کہا اپنے
ذکر کو دہوڈال اور وضو کر جیسا نماز کے لیے کرتا ہے ۱۵ امام طحاوی نے حسن سے مذی اور ودی مین اپنی شرمگاہ
دہووے اور وضو کرے نماز کا سا ۱۶ امام طحاوی نے سعید بن جبیر سے جب کسی کی مذی نکلے تو حشفہ کو دہووے (ساری
کو) اور نماز کا سا وضو کرے امام شوکانی نے کہا مذی بالاتفاق نجس ہے مگر امامیہ کے نزدیک پاک ہے اور احادیث سے
یہ نکلتا ہے کہ مذی نکلنے کے بعد سارے ذکر اور فوطون کو دہووے اور یہی قول ہے اوزاعی اور بعض حنابلہ اور بعض
مالکیہ کا اور عترت اور حنفیہ اور شافعیہ اور جمہور یہ کہتے ہین کہ اوسی جگہہ کا دہونا واجب ہے جہان مذی لگ جاوے بدن سے
اور تعجب ہے ابن حزم سے اونہوں نے ظاہری ہو کر جمہور کا مذہب اختیار کیا اور کہا کہ سارے ذکر کا دہونا بے دلیل ہے
انتہے حق اوزاعی اور بعض حنابلہ کا قول ہے کہ سارے ذکر اور فوطون کو دہووے جیسے عبد اللہ بن سعد کی حدیث مین
گذرا اور روایت کیا اس حدیث کو شعبہ نے اعمش سے ف یعنے شعبہ نے بہی جریر کی متابعت کی حافظ ابن حجر
نے کہا شعبہ کی روایت کو ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند مین روایت کیا اسیطرح مین کہتا ہون متابعت کی جریر کی
سوا شعبہ کے ہشیم نے بہی اعمش سے اور اس نے منذر ابی یعلے سے اور اس نے محمد بن حنفیہ سے نکالا اوسکو طحاوی نے شرح
معانی الآثار مین اوسمین اتنا زیادہ ہے کہ ہر ایک کی مذی نکلتی ہے حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ

عن يحيى عن ابي سلمة ان عطاء بن يسار اخبره ان زيد بن خالد اخبره انه سال عثمان بن عفان
قلت ارايت اذا جامع فلم يمن قال عثمان يتوضا كما يتوضا للصلوة ويغسل ذكره قال عثمان سمعته
من النبي صلى الله عليه وسلم فسالت عن ذلك عليا والزبير وطلحة وابي بن كعب فامروه بذلك **ترجمہ**

حدیث بیان کی ہم سے سعد بن حفص (ابو محمد طلحی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شیبان ابن عبد الرحمن نحوی
ابو معاویہ) نے اونہوں نے روایت کی یحیی (ابن ابی کثیر بصری تابعی) سے اونہوں نے روایت کی ابو سلمہ ابن عبد الرحمان
عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف تابعی مشہور) سے انکو خبر دی عطا بن یسار (مدنی) نے انکو خبر دی زید بن خالد (مدنی
صحابی) نے ر اونہوں نے پوچھا حضرت عثمان بن عفان ذو النورین رض سے تبلاؤ مجھکو جب کوئی شخص جماع کرے
(یعنے دخول ہوجاوے) اور منی نہ نکلے (یعنے انزال نہ ہو) حضرت عثمان نے کہا وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور
ذکر کو اپنے دھو ڈالے حضرت عثمان نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا زید نے کہا پھر مین نے یہی مسئلہ حضرت
امیر المومنین علی مرتضے اور زبیر اور طلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا اون سب نے یہی حکم دیا زید کو **ف**
یعنے سب نے یہی کہا کہ ایسی صورت مین وضو کافی ہے اور غسل ضرور نہین ہے حافظ صاحب نے کہا اس مسئلہ کی تفصیل
کتاب الغسل مین آویگی اور وہان یہی معلوم ہوگا کہ یہ حکم منسوخ ہے اور اس باب مین اس حدیث کی بیان کرنے سے یہ غرض
ہے کہ جماع کرنا یعنے دخول اگرچہ انزال نہ ہو وضو کو واجب کرتا ہے اور وضو غسل مین داخل ہے اور اوائل اسلام مین
صرف وضو ہی واجب تہا ایسی صورت مین بعد اوسکے حضرت نے یہ حکم دیا کہ جب دخول ہوجاوے تو غسل واجب ہوگیا اگرچہ
انزال نہ ہو یہ خلاصہ ہے حافظ صاحب کی تحقیق کا مترجم کہتا ہے امام بخاری کے نزدیک یہ حکم منسوخ نہین ہوا اور
اسکی دلیل یہ ہے کہ اونہوں نے کتاب الغسل مین یہ کہا کہ غسل واجب ہونے کی حدیث زیادہ عمدہ ہے اور ہم نے کتاب الوضوء
مین جو دوسری حدیث اس باب مین بیان کی یعنے یہی حدیث تو اسوجہ سے کہ صحابہ نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ مین اور
غسل مین زیادہ احتیاط ہو انتہے زیادہ احتیاط کے کہنے سے یہ نکلتا ہے کہ وضو ہی کافی ہے مگر احتیاط کے خلاف
ہے اور جو یہ حکم منسوخ ہوتا امام بخاری کے نزدیک تو کتاب الغسل مین تصریح کرتے کہ کتاب الوضو مین جو حدیث ہم نے بیان
کی وہ منسوخ ہے اس حدیث کو علاوہ اسکے منسوخ حدیث کا بیان کرنا بے فائدہ ہے اور یہ توجیہ کہ وضو کا حکم منسوخ
نہین ہوا بلکہ غسل کا واجب نہ ہونا منسوخ ہوا ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ صرف وضو کافی ہے اور
غسل واجب نہین اور غسل کے اندر جو وضو آجاتا ہے اسپر اطلاق وضو کا نہین ہوتا واللہ تعالی اعلم قسطلانی نے کہا پہلے
صحابہ مین اس مسئلہ مین اختلاف تہا پھر اجماع ہوگیا غسل واجب ہونے پر اور عثمان بن عفان اور علی بن ابی طالب اور

زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص اور ابن مسعود اور رافع بن خدیج اور ابو سعید خدری اور ابی بن کعب اور
ابن عباس اور زید بن ثابت اور عطا بن ابی رباح اور ہشام بن عروہ اور اعمش اور بعض ظاہریہ کا یہی قول ہے کہ دخول سے
غسل واجب نہیں ہے جب تک انزال نہ ہو لیتہے مترجم کہتا ہے ہم بھی اس مسئلہ کی تحقیق خدا چاہے تو کتاب الغسل ہی میں
کرینگے اور اس کے متعلق جتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کو وہین بیان کرینگے واللہ المستعان حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ
هُوَ ابْنُ مَنْصُورٍ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَاءَ وَرَاْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاكَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوْءُ تَابَعَهُ
وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ غُنْدَرٌ وَيَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ الْوُضُوْءُ ترجمہ حدیث بیان
کی ہم سے اسحاق بن منصور (ابن بہرام) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو نضر (ابن شمیل ابو الحسن مازنی بصری) نے انہوں نے
کہا خبر دی ہمکو شعبہ (ابن حجاج) نے اونہوں نے روایت کی حکم (ابن عتیبہ) سے اونہوں نے ذکوان ابو صالح (زیات مدنی) سے
اونہوں نے ابو سعید خدری (سعد بن مالک انصاری) سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد کو بلا بھیجا
(عتبان کو جو مالک کا بیٹا ہے جیسے مسلم کی روایت میں ہے یا صالح کو جیسے ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا یا رافع
بن خدیج کو جیسے امام احمد نے نکالا اور مسلم کی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے) وہ آیا اور اسکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمنے شاید تجھکو جلدی میں ڈالا **ف** یعنی جماع سے اچھی طرح فارغ نہ ہونے دیا
حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قرینہ پر عمل کر سکتے ہیں اور وہ قرینہ یہ تھا کہ اوس صحابی نے آنے میں دیر
کی جتنی غسل میں دیر ہوتی ہے اور یہ عادت کے خلاف تھا کس لیے کہ صحابہ حضرت کے یاد فرمانے پر فوراً حاضر ہوتے پھر آپ
نے اونپر غسل کا نشان دیکھا تو پہچان لیا کہ وہ جماع میں مصروف تھے اور احتمال تھا کہ اونہوں نے انزال سے پہلے نکال
لیا ہوگا یا انزال کے بعد تو بھی پوچھا اور اس سے یہ بھی نکلا کہ طہارت پر مداومت کرنا مستحب ہے کیونکہ آپنے انکار نہ کیا انکو
دیر لگانے پر اور شاید یہ واقعہ اوس سے پہلے کا ہے جب آپکے بلانے پر فوراً حاضر ہونا واجب ہوا کیونکہ واجب میں مستحب
کے لیے دیر نہیں کر سکتے اور عتبان وہی ہیں جنہوں نے حضرت سے خواہش کی تہی کہ میرے مکان میں تشریف لاکر
نماز پڑھیے تاکہ میں اوس جگہہ کو نماز کی جگہہ مقرر کرلوں اور احتمال ہے کہ یہ واقعہ اوسی موقعہ کا ہو اور انہوں نے غسل
میں جلدی کی ہو حضرت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے **ت** اوس نے عرض کیا ہاں (آپ کا فرمانا صحیح تھا) تب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو جلدی میں ڈالا جاوے یا تجھکو انزال نہ ہو تو تجھپر وضو ہے (غسل کرنا ضرور نہیں)

متابعت کی نضر کی اس روایت مین وہب ابن جریر بن حازم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے امام ابو
عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا غندر محمد بن جعفر اور یحیی ابن سعید قطان نے شعبہ سے وضو نہین نقل کیا **ف**
یعنے غندر اور یحیی نے بھی یہ حدیث شعبہ سے روایت کی اسی اسناد اور متن سے پر انکی روایتون مین عَلَيْكَ الْوُضُوْءُ
نہین ہے حافظ ابن حجر نے کہا وہب کی روایت کو ابو العباس بن سراج نے اپنی مسند مین نکالا اور غندر اور یحیے کی
روایتون کو امام احمد نے اپنی مسند مین اور یحیی کی روایت مین یون ہو فَلَيْسَ عَلَيْكَ غُسْلٌ یعنے تیرے اوپر غسل نہین
ہے اور غندر کی روایت مین یون ہے فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ عَلَيْكَ الْوُضُوْءُ اور ایسا ہی نکالا اوسکو مسلم اور ابن ماجہ اور
اسماعیلی اور ابو نعیم نے تو شاید امام بخاری کے کسی شیخ نے یہ حدیث یحیی اور غندر دونو سے نقل کی ہو اور لفظ یحیے
کا ذکر کیا ہو واللہ اعلم **باب** الرَّجُلِ يُوَضِّئُ صَاحِبَهٗ باب اس بیان مین کہ کوئی شخص اپنے ساتھی کو وضو کراوے
تو کیا ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ
كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ عَدَلَ إِلَى
الشِّعْبِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ فَقَالَ أُسَامَةُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُصَلِّي فَقَالَ الْمُصَلّٰى
أَمَامَكَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے محمد بن سلام نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو یزید بن ہارون نے اونہون نے روایت
کی یحیی بن سعید انصاری تابعی سے اونہون نے موسی بن عقبہ اسدی مدنی تابعی سے اونہون نے کریب سے جو مولے
تھے ابن عباس کے اونہون نے اسامہ بن زید سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹے عرفات سے تو متوجہ ہوئے گھاٹی
کی طرف اور حاجت سے فارغ ہوئے اسامہ نے کہا پھر مین نے آپ پر پانی ڈالنا شروع کیا اور آپ وضو کر رہے تھے مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نماز پڑھین گے آپ نے فرمایا نماز کا مقام تیرے آگے ہے **ف** یعنی مزدلفہ مین جہان مغرب
اور عشا ملا کر پڑھتے ہین حافظ صاحب نے کہا کہ امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی وضو مین دوسرے کی مدد لینے پر
اور یہ نہ کہا کہ یہ فعل جائز ہے یا کیا اور امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ ایسے امور کو جن مین اختلاف ہوتا ہے مبہم رہنے
دیتے ہین نووی نے کہا مدد لینا وضو مین تین طرح ہے ایک تو پانی لانے مین اوس مین کچھ کراہت نہین مین کہتا
ہون افضل یہ ہے کہ اس مین بھی مدد نہ لیوے دوسرے یہ کہ دوسرا آدمی اعضا کو دھووے اور یہ مکروہ ہے مگر ضرورت سے تیسرے
یہ کہ دوسرا آدمی پانی ڈالے اس مین دو قول ہین ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسرے یہ کہ اولی کے خلاف ہے مگر جائز ہے اور
اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب ثابت ہوا کہ حضرت نے ایسا کیا تو پھر وہ اولی کے خلاف نہ رہا بلکہ اولی ہو گیا اس لیے کہ
جو فعل ہوا کرے وہی اولی ہے اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ بعض کام آپنے جواز کو بیان کرنے کے لیے کیے تو

آپکے حق مین وہ اولی کے خلاف نہ ہوئی پر دوسرے کے حق مین اوسکے خلاف ہین اور کرمانی نے کہا جب اولی اسکا ترک ہوا تو امر
کا فعل مکروہ ہوگا اور جواب اوس کا یہ ہے کہ ہر فعل جو مکروہ ہے اوسکا کرنا اولی کے خلاف ہے مگر جو اولی کے خلاف ہو وہ
ضرور نہین کہ مکروہ ہو کیونکہ مکروہ کا اطلاق کبھی حرام پر بھی ہوتا ہے انتہی ما قال الحافظ رحمہ اللہ مترجم کہتا ہے مین از
موشگافیون کو اور باریکیون کو پسند نہین کرتا اور مین بری ہون ان باتون سے اللہ اور اوسکے رسول کی رضامندی کے
لیے میری یہ رائے ہے کہ جو فعل حضرت نے کیا وہی اولی ہے امت کے لیے بھی بشرطیکہ اوسکی تخصیص آپ سے ثابت نہ ہو پس
اس مسئلہ مین بھی حق یہی ہے کہ اکثر آپ اپنے ہاتھ سے وضو کرنا اور خود ہی پانی ڈالنا بہتر ہے کیونکہ آپنے اکثر ایسا کیا
اور کبھی کبھی خصوصًا سفر مین یہ افضل ہے کہ دوسرا شخص پانی ڈالے اور آپ اپنے ہاتھ سے اعضا کو دہووے جیسے حضرت نے
کیا اور یہی اولی ہے اور یہی الیق ہے اور یہی عین صواب ہے پس جو فعل حضرت نے کیا اور وہ آپ سے خاص نہ تہا وہی امت
کے حق مین بھی اعلے اور اولے اور افضل ہے اگرچہ سارے زمانے کے ملا اور مولوی اوسے اولی نہ کہین بلکہ معاذ اللہ
خلاف اولی کہین ؎ بخدا ابروی تو محراب دل حافظ نیست ٭ طاعت غیر تو در مذہب ما نتوان کرد ٭ اس تقریر
سے حافظ ابن حجر کے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نے جس کام کو کیا اوسکو اولی کے خلاف کہنے مین بھی علما کو تامل ہے اور
جس نے کہا اوس نے یہ حکمت بیان کی کہ اورون کے حق مین خلاف اولی ہے اور آپکے حق مین وہی اولی تہا کیونکہ آپ
نے بیان جواز اور امت کی تعلیم کے لیے کیا پہر معاذ اللہ حضرت نے جس کام کو کیا اور کوئی اوسکو مکروہ یا حرام یا قبیح
کہے وہ تو مردود اور ملعون اور کافر ہے اگر جان بوجہکر کہ یہ حضرت کا فعل ہے وہ ایسا کہتا ہے اور اس سے توبہ لی جاویگی
ورنہ قتل کیا جاویگا لعنۃ اللہ علیہ وعلے اتباعہ ارشاد الساری مین ہے جلال محلی نے کہا یون نہ کہا جاویگا کہ وضو کا
پانی دوسرے سے ڈلوانا اولی کے خلاف ہے اب یہ حدیث کہ مین اپنے وضو مین کسی سے مدد نہین لیتا حضرت عمر نے جلدی
کی آپ پر وضو کا پانی ڈالنے مین تو نووی نے شرح مہذب مین کہا کہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہین انتہے حَدَّثَنَا
عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَنَّ نَافِعَ بْنَ
جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَاَنَّهُ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَهُ وَاَنَّ مُغِيرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ
فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن علی (فلاس بصری حافظ
مشہور) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الوہاب (ابن عبد المجید ثقفی بصری) نے اونہون نے کہا مین نے
سنا یحیی بن سعید (انصاری تابعی) سے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو سعد بن ابراہیم (ابن عبد الرحمان بن عوف

قرشی تابعی ہنے انکو خبر دی نافع بن جبیر بن مطعم (قرشی نوفلی مدنی تابعی) نے انہوں نے سنا عروہ بن مغیرہ بن شعبہ سے
وہ حدیث بیان کرتے تھے مغیرہ بن شعبہ ابن مسعود ثقفی صحابی مشہور ہیں اسلام لائے حدیبیہ سے پہلے اور امیر تھے کوفے کے
وفات پائی ۵۰ھ ہجری میں ان سے اس کتاب میں گیارہ حدیثیں مروی ہیں) سے وہ ساتھ تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سفر میں اور آپ تشریف لیگئے حاجت کے لیے اور مغیرہ نے آپ پر پانی ڈالنا شروع کیا اور آپ وضو کر رہے
تھے پھر آپ نے اپنے منہ کو دھویا اور دونو ہاتھونکو اور مسح کیا اپنے سر پر اور مسح کیا دونو موزونپر ف حافظ صاحب نے
کہا اس حدیث کی بحث موزونپر مسح کے باب میں آویگی اور اس باب میں اس حدیث کو لانے سے غرض یہ ہے کہ دلیل لیجاوے
وضو میں مدد لینے پر ابن بطال نے کہا وضو ان عبادتوں میں سے ہے جن میں مدد لینا درست ہے اور نماز ان میں سے
نہیں ہے اور ان دونو حدیثوں سے اتنا ہی نکلتا ہے کہ وضو میں اتنی مدد لینا کہ دوسرا شخص پانی ڈالتا جاوے مکروہ نہیں
ہے تو پانی لا دینا بطریق اولی مکروہ نہ ہوگا البتہ اعضا کا دہلانا یہ مکروہ ہے اور ان دونو حدیثوں سے اسکا جواز
نہیں نکلتا ہاں مستحب یہ ہے کہ وضو کے متعلق کسی کام میں مدد نہ لیوے اور وہ جو روایت کیا ابو جعفر طبری نے ابن
عمر سے وہ کہتے تھے مجھے پروا نہیں کوئی میری مدد کرے وضو میں یا رکوع میں یا سجدے میں تو اس سے مراد وہ
مدد ہے کہ وضو کرنیوالے کے اعضا دہونے میں مدد کرے نہ یہ کہ پانی ڈالنے میں کیونکہ طبری نے مجاہد سے روایت کیا
وہ ابن عمر پر پانی ڈالتے تھے اور ابن عمر اپنے دونو پاؤں دہوتے تھے اور حاکم نے مستدرک میں ربیع بنت معوذ
سے روایت کیا انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس وضو کا پانی لائی آپ نے فرمایا ڈال میں نے ڈالا اور
اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ حضر میں بھی ایسی مدد لینا درست ہے کیونکہ باب کی دونو حدیثیں سفر سے متعلق ہیں
اور امام بخاری اس حدیث کو نہیں لائے اس لیے کہ انکی شرط پر نہ تھی انتہے مختصراً نیل الاوطار میں ہے کہ وضو میں مدد
لینے کو مکروہ کہا ہے عترت نے اور فقہا نے لیکن بحر میں ہے کہ پانی ڈالنا بالاجماع جائز ہے کس لیے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالا وضو میں اور غزالی وغیرہ شافعیہ نے کہا کہ آپ نے مدد لی اس لیے کہ آپکی آستینیں تنگ
تھیں اور انکار کیا اسکا ابن الصلاح نے اور کہا کہ حدیث سے مدد لینے کا جواز مطلقاً نکلتا ہے کیونکہ آپ نے منہ
بھی دہویا اسیطرح کہ دوسرا شخص پانی ڈالتا تھا اور بعض فقہا نے کہا کہ یہ مدد سفر میں تھی آپ نے چاہا کہ رفیق چھوٹ
نجاویں حافظ نے تلخیص میں کہا کہ اسپر اعتراض ہے اور جس نے مدد کو مکروہ جانا ہے اس نے دلیل لی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے حضرت عمر کو جب وہ دوڑے آپکے ہاتھ پر پانی ڈالنے کے لیے میں اپنے وضو میں
کسی سے مدد نہیں لیتا نووی نے شرح مہذب میں کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی کوئی اصل نہیں اور نکالا اس حدیث

کو بزار اور ابو یعلی نے مسند مین نضر بن منصور کے طریق سے اوس نے ابو الجنوب سے عقبہ بن علقمہ سے اور نضر ضعیف ہے مجہول
اوس سے حجت نہ لی جاویگی عثمان دارمی نے کہا مین نے ابن معین سے کہا نضر بن منصور روایت کرتا ہو ابن ابی معشر اُن
لوگون کو تم پہچانتے ہو اونہون نے کہا یہ لکڑی ڈہونے والے ہین (یعنے غیر معتبر لوگ ہین) اور دلیل لی ہے ابن عباس
کی حدیث سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو کو کسی کے سپرد نہ کرتے (یعنے کسی سے اوسمین مدد نہ لیتے) روایت
کیا اوس کو ابن ماجہ اور دارقطنی نے اور اوسکی اسناد مین مطہر بن ہیثم ہے اور وہ ضعیف ہے اور یہ ثابت ہوا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد لی وضو مین اسامہ سے جیسے پہلی حدیث مین گذرا روایت کیا اوسکو بخاری اور
مسلم نے اور مدد لی آپنے ربیع بنت معوذ سے پانی ڈالنے مین لپنے دونوں ہاتھوں پر نکالا اوسکو دارمی اور ابن ماجہ
اور ابو مسلم کجی نے ربیع سے اور ابن الصلاح نے کہا کہ روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی نے حافظ نے کہا
ابوداؤد کی روایت مین اتنا ہی ہے کہ ربیع نے حضرت کے واسطے پانی لا دیا تھا البتہ ترمذی نے تو پانی کا بھی ذکر نہین کیا
البتہ مستدرک مین ہے کہ ربیع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالا آپنے وضو کیا اور فرمایا پانی ڈال اوس نے ڈالا
اور ابن ماجہ نے ام عیاش سے روایت کیا اونہون نے کہا مین وضو کراتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مین
کھڑی ہوتی تھی آپ بیٹھے ہوتے تھے حافظ نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نے صفوان
بن عسال سے اُنہون نے کہا مین نے وضو مین پانی ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سفر اور حضر مین اس حدیث کو امام بخاری
نے تاریخ کبیر مین بھی نکالا حافظ نے کہا اسمین ضعف ہے شوکانی نے کہا ضعف کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ اوس کے
اسناد مین حذیفہ بن ابی حذیفہ ہے اور ان تمام احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ پانی ڈالنے مین مدد لینا جائز ہے اور مکروہ
نہین ہے اور جو حدیثین مدد نہ لینے کے باب مین آئی ہین وہ ضعیف ہین مگر یہ امر ثابت نہین ہوا کہ حضرت نے اپنے
اعضاء وضو مین اور کسی سے ملوائے ہون نہ کوئی قول آپ کا اس کے جواز مین ثابت ہی تو ظاہر یہی ہے کہ وضو کے
اعضاء اگر اور . . . .
کسی سے ملوائے گا تو وضو جائز نہ ہوگا اور یہی ظاہریہ کا قول ہے انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے اس مقام مین حافظ
ابن حجر اور امام شوکانی پر یہ اعتراض کیا ہے بعضون نے کہ ابوداؤد کی کتاب مین ربیع کی ایک روایت مین صاف
یہ موجود ہے اسکبی لی دضوء اور ظاہر اسکے معنے یہی ہین کہ وضو کا پانی ڈال البتہ اگر سکب سے یہ مطلب ہو کہ
وضو کا پانی کسی برتن مین ڈالدے تو خیر مگر یہ ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ حاکم نے مستدرک مین اسی حدیث کو ربیع سے
روایت کیا جس مین زیادہ تصریح ہے اس بات کی کہ اونہون نے وضو مین آپکے اعضاء پر پانی ڈالا تھا البتہ ترمذی

کی کتاب میں یہ حدیث نہیں ملی اور اس اعتراض کا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ اس روایت میں اسکبی لی الوضوء سے لام
جس کے معنے یہی ہیں کہ پانی ایک برتن میں لا کر رکھ دی جیسے انس کی حدیث میں ہے طبرانی میں یا انس اسکب لی وضوءا
فسکبت لہ اور کبشہ کی حدیث میں ہے سنن اربعہ میں فسکبت لہ وضوءا اور جو سکب یہاں بدن پر پانی ڈالنے
کے معنوں میں ہوتا تو اسکبی علی کہتے اور شان حافظ ابن حجر کی بڑی ہے اس سے کہ ایسے اعتراض ان پر کیے جاویں مگر
ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے ربیع سے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا
برتن لیکر آئی آپ نے فرمایا پانی ڈال میں نے ڈالا اور اس روایت سے معترض کے اعتراض کی تائید ہوتی ہے اور امام نسائی
نے سنن میں ایک باب قائم کیا خدمتگار وضو کا پانی ڈالتا جاوے تو کیسا ہے پھر یہ حدیث لائے عن المغیرۃ سکبت
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین توضأ فی غزوۃ تبوک فمسح علی الخفین یعنے میں نے جنگ تبوک میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر پانی ڈالا جب آپ نے وضو کیا تو مسح کیا دونو موزوں پر اور اس میں سکب کا تعدیہ علی سے ہے
لازم کر جیسا ابو داؤد کی روایت میں ہے **باب قراءۃ القرآن بعد الحدث وغیرہ** یہ باب بیان میں اسکے کہ
قرآن کا پڑھنا حدث کے بعد اور حالتوں میں جہاں حدث کا گمان ہو درست ہے ف کرمانی نے کہا کہ وغیرہ
کی ضمیر قرآن کیطرف پھرتی ہے یعنے قرآن اور دوسری چیزوں کا جیسے ذکر یا سلام وغیرہ پڑھنا درست ہے حدث
کے بعد بھی اور حدث سے مراد چھوٹا حدث ہے یعنے جس سے وضو لازم آتا ہے نہ جنابت جسکو بڑا حدث کہتے ہیں کیونکہ جنابت
کیحالت میں قرآن پڑھنا درست نہیں ہے شوکانی نے کہا حدث کیحالت میں اگرچہ قرآن پڑھنا اور جو اس کے مانند
ہے جیسے ذکر یا سلام وغیرہ درست ہے لیکن مکروہ ہے تنزیہا اور افضل یہ ہے کہ طہارت کے ساتھ پڑھے مگر تحریم کہنا اور
کراہت تنزیہی باطل ہوتا ہے اور ان احادیث سے جن میں یہ ہے کہ حضرت ذکر کرتے اللہ کا ہر وقت اور شاید خصوصیت
ہو حضرت کی مگر اس خصوصیت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور مناسب یوں کہنا ہے کہ حدث کیحالت میں جائز ہے اور
طہارت کے ساتھ افضل ہے اس باب میں جو حدیثیں وارد ہیں وہ یہ ہیں مہاجر بن قنفذ کی حدیث انہوں نے سلام
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ وضو کر رہے تھے آپ نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ وضو سے فارغ ہوئے
پھر جواب دیا بعد اسکے فرمایا مجھکو نہیں برا لگا کسی بات سے جواب دینے سے مگر اس سے کہ میں نے برا جانا اللہ کی یاد کرنا
بغیر وضو کے روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور نکالا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے بھی اور ایک روایت میں
ابو داؤد کی یہ ہے کہ آپ اسوقت پیشاب کر رہے تھے اور بیان اس حدیث کا مع اپنے متعلقات کی تسمیہ وضو کے باب
میں گذر چکا ہے ابو جہیم بن حارث کی حدیث صحیحین میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے بیر جمل کیطرف

سے ایک شخص آپ سے ملا اوسنے سلام کیا آپنے جواب نہ دیا یہانتک کہ آپ دیوار کے پاس آئے آپنے مسح کیا اپنے منہ اور
دونون ہاتہون پہر سلام کا جواب دیا حضرت علی کیحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کو ادا کرتے پہر نکلتے اور
قرآن پڑہتے اور ہمارے ساتہہ گوشت کہاتے اور آپکو قرآن پڑہنے سے کوئی چیز نہ روکتی سوا جنابت کے روایت کیا اس
کو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد اور احمد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بزار اور دارقطنی اور
بیہقی نے اور صحیح کہا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور ابن سکن اور عبد الحق اور بغوی نے شرح السنۃ مین اور ابن خزیمہ
نے کہا یہ حدیث میرے اصل مال کی تہائی ہے اور شعبہ نے کہا مین نے کوئی حدیث اس سے زیادہ اچہی بیان نہین کی شافعی
نے کہا اہلحدیث اسکو ثابت نہین کہتے بیہقی نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن سلمہ اسکا راوی بگڑ گیا تہا اور اس نے یہ
حدیث بوڑہا ہونے کے بعد روایت کی ایسا ہی کہا شعبہ نے اور خطابی نے کہا کہ امام احمد اس حدیث کو ضعیف کہتے تہے
اور نووی نے کہا ترمذی نے اکثر علما کا خلاف کیا کیونکہ اکثر علما نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور ادہر وہ لوگ بیان
ہوئے جنہون نے ترمذی کی موافقت کی اس حدیث کے صحیح کہنے مین اور بخاری نے نقل کیا عمرو بن مرہ سے جو راوی ہے اس حدیث
کا وہ کہتا تہا کہ عبد اللہ بن سلمہ ہم سے حدیث بیان کرتے تہے تو بعضی حدیثون کو ہم پہچانتے اور بعضی کو نہ پہچانتے اور
روایت کیا اس حدیث کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین پانچ طریقون سے اور سب مین عبد اللہ بن سلمہ موجود ہے
حاکم نے مستدرک مین کہا بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو نہین نکالا کیونکہ اونہون نے حجت نہین لی عبد اللہ بن سلمہ سے
طحاوی کا ایک لفظ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب حالون مین قرآن پڑہتے مگر جنابت کیحالت مین اور ایک
لفظ مین یہ ہے کہ آپ سب حالون مین ہم کو قرآن سکہاتے مگر جنابت کیحالت مین حضرت عائشہ کی حدیث کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا ذکر کرتے ہر وقت روایت کیا اوسکو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور
ذکر کیا اوسکو امام بخاری نے بغیر اسناد کے شوکانی نے کہا امام مسلم نے بہی اس حدیث کو روایت کیا نووی نے کہا جو
شخص حاجت مین مصروف ہو یعنے پیشاب یا پاخانہ کر رہا ہو وہ اللہ کی یاد کرے تو مکروہ ہے اور علما نے کہا ہے
کہ ایسی حالت مین نہ تسبیح کرے نہ تکبیر نہ تہلیل نہ سلام کا جواب دیوے نہ چہینکنے والے کا اور جو خود چہینکے تو الحمد للہ
نہ کہے اور نہ اذان کا جواب دیوے اسیطرح جماع کیحالت مین بہی کوئی ذکر الٰہی نہ کرے اگر ان حالتون مین چہینکے تو
دل مین الحمد للہ کہہ لیوے اور زبان نہ ہلاوے اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی تو اگر کوئی شخص ان حالتون مین ذکر
الٰہی کرے تو اوسپر کچہہ گناہ نہ ہوگا اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور اکثر علما کا اور ابن منذر نے اوسکو نقل کیا ابن
عباس اور عطا اور سعید جہنی اور عکرمہ سے اور ابراہیم نخعی اور ابن سیرین نے کہا کہ حاجت کیحالت مین ذکر الٰہی

کرنا برا نہین اب حاجت کے وقت بات کرنا وہ بھی منع ہو مگر ضرورت کے وقت درست ہے جیسے کوئی اندھا کنوے مین گرتا ہو یا سانپ
یا بچھو کسی اندھے کو کاٹنے آوے تو اوسکو خبر کر دیوی انتھے ابن عمر کی حدیث امام طحاوی نے روایت کی نافع سے اونھون
نے کہا مین ابن عمر کے ساتھہ گیا ابن عباس پاس کسی کام کے لیے اونھون نے اپنی حاجت ادا کی اور اوس دن یہ حدیث
بیان کی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گذرا ایک گلی مین اور آپ پایخانہ یا پیشاب سے نکلے تھے اوس نے آپ
کو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ وہ شخص گلی مین غائب ہونے لگا تب آپ نے اپنے دونو ہاتھہ دیوار پر مارے اور
تیمم کیا منہ کے لیے پھر دوسری بار ہاتھہ مارے اور تیمم کیا دونو بانہون کے لیے پھر اوس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا
نہین روکا مجھکو تیرے سلام کا جواب دینے سے مگر اس نے کہ مین باوضو نہ تھا اور روایت کیا امام طحاوی نے ضحاک
بن عثمان کے طریق سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ ایک شخص نے سلام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اور آپ پیشاب کر رہے تھے آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ ایک دیوار پاس آئے اور تیمم کیا عمرو بن عبسہ کی حدیث
امام طحاوی نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جو رات کو باوضو سووے اور اللہ
کی یاد پر پھر رات کو جاگے اور اللہ سے مانگے کوئی چیز دنیا یا آخرت کی مگر اللہ تعالی اوسکو عنایت فرماویگا معاذ بن
جبل کی حدیث اسی مضمون کی روایت کیا اوسکو امام طحاوی نے اور اس باب مین جو آثار وارد ہوتے ہین وہ یہ ہین ابن
عباس اور ابن عمر رض سے روایت کیا امام طحاوی نے کہ وہ دونو قرآن پڑہتے تھے اور بے وضو ہوتے تھے اور
روایت کیا ابن عباس سے کہ وہ اپنا ورد پڑہتے تھے قرآن کا اور بے وضو ہوتے اور روایت کیا ابان سے اوس نے ابن
عمر سے کہا جب مین پانی بہاؤن تو اللہ کا ذکر کرون اونھون نے کہا پانی بہانے سے کیا مراد ہے مین نے کہا جب
پیشاب کرون اونھون نے کہا ہان اللہ کی یاد کر اور روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ عبد اللہ بن مسعود ایک شخص کو
پڑہا رہے تھے (قرآن) جب فرات کے کنارے پہونچے تو وہ شخص چپ ہو رہا عبد اللہ نے کہا تجھے کیا ہوا وہ بولا مجھے حدث
ہوا عبد اللہ نے کہا پڑھے جا وہ پڑہنے لگا اور عبد اللہ اوسکو بتانے لگے اور روایت کیا سلمان سے انکو حدث ہوا
وہ قرآن پڑہنے لگے لوگون نے کہا تم کو حدث ہوا اور تم قرآن پڑہتے ہو اونھون نے کہا ہان مین جنب نہین ہون اور
روایت کیا شعبہ سے اونھون نے کہا مین نے قتادہ سے پوچھا ایک شخص بے وضو قرآن پڑہے اونھون نے کہا مین نے سعید بن
المسیب سے سنا وہ کہتے تھے ابو ہریرہ کبھی ایک صورت پڑہتے اور وہ بے وضو ہوتے ذکر کیا ان تمام آثار کو طحاوی

نے شرح معانی الآثار مین وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ لَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْحَمَّامِ اور منصور بن المعتمر نے ابراہیم
نخعی سے نقل کیا اونھون نے کہا حمام مین قرآن پڑہنے مین کچھ قباحت نہین **ف** حافظ صاحب نے کہا اس اثر

کو سعید بن منصور نے موصولاً روایت کیا ابو عوانہ سے اونھون نے منصور سے اسی طرح اور روایت کیا عبد الرزاق نے ثوری سے
اونھون نے منصور سے اونھون نے کہا مین نے ابراہیم سے پوچھا حمام مین قرآن پڑھنے کو انھون نے کہا حمام قرآن پڑھنے
کے لیے نہین بنا ہے مین کہتا ہون یہ ابو عوانہ کی روایت کے خلاف نہین ہے کیونکہ اس سے جواز نکلتا ہے اور سعید بن
منصور نے محمد بن ابان سے روایت کیا انھون نے حماد بن ابی سلیمان سے اونھون نے کہا مین نے ابراہیم سے پوچھا حمام مین قرآن
پڑھنے کو اونھون نے کہا مکروہ ہے اور پہلا اسناد زیادہ صحیح ہے اور ابن منذر نے حضرت علی سے روایت کیا انھون نے کہا
برا گھر ہے حمام اوس مین ستر دور کیجاتی ہے اور وہان ایک آیت بھی قرآن کی نہین پڑھی جاتی اور اس سے قرآن
پڑھنے کی کراہت حمام مین نہین نکلتی بلکہ یہ بیان ہے حمام کے حال کا کہ وہان غفلت ہوتی ہے ذکر الٰہی سے اور
ابو حنیفہ سے بھی اسکی کراہت منقول ہے اور مخالفت کی انکی امام محمد اور امام مالک نے اون دونون نے کہا مکروہ
نہین ہے کیونکہ کراہت کی کوئی خاص دلیل نہین ہے اور یہی کہا صاحب عدہ اور صاحب بیان نے شافعیہ مین سے اور
امام نووی نے تبیان مین بھی عدم کراہت نقل کی البتہ شرح کفایہ مین ہے کہ پڑھنا نہ چاہیے اور حلیمی نے کہا حاجت
کیوقت بھی قرآن پڑھنا اس کی مثل ہے اور سبکی کبیر نے عدم کراہت کو ترجیح دیا ہے اور کہا ہے کہ قرآن کا پڑھنا اور
بہت پڑھنا مطلوب ہے پھر اگر حدث کیحالت مین منع ہو تو بہت ثواب جاتا رہے گا پھر کہا حمام مین اگر قاری پاک مکان
مین ہو اور کشف ستر نہ ہو تو قرآن پڑھنا مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے مترجم کہتا ہے فتاوی قنیہ جو حنفیون کی بڑی
معتبر کتاب ہے اوس مین لکھا ہے کہ قرآن کا پڑھنا پاخانہ مین درست ہے لیکن قسطلانی نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا کہ
حمام اور پاخانے مین قرآن کا پڑھنا مکروہ ہے پاخانہ مین تو نجاست کی وجہ سے اور حمام مین مستعمل پانی کی وجہ سے
اور وہ بھی نجس ہے اور حق میرے نزدیک کراہت ہے کیونکہ امام ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس
سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ مین تشریف لیجاتے تو اپنی انگوٹھی نکال لیتے ترمذی نے
کہا یہ حدیث صحیح ہے اور یہ اثر ثابت ہے کہ آپ کی انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ تھا روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان اور
حاکم نے بھی نسائی نے کہا یہ حدیث محفوظ نہین ہے اور ابو داؤد نے کہا منکر ہے اور دارقطنی نے اسمین اختلاف بیان
کیا اور نووی نے کہا کہ ترمذی کا قول رد کیا گیا ہے اور منذری نے کہا ٹھیک یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ راوی
اسکے سب ثقہ ہین اور متابعت کی انکی ابو الفتح قشیری نے اور علت اس حدیث کی یہ ہے کہ روایت کیا اوسکو ہمام نے
ابن جریج سے اور ابن جریج نے زہری سے نہین سنا بلکہ روایت کیا اوسکو زیاد بن سعد سے اوس نے زہری سے
دوسرے لفظ سے اور روایت کیا اوسکو ہمام کے ساتھ مرفوعاً یحییٰ بن ضریس بجلی اور یحییٰ بن متوکل نے نکالا ان

دونون روایتون کو حاکم اور دارقطنی نے اور روایت کیا اوسکو عمر بن عاصم نے اور وہ ثقات مین سے ہین ہمام سے موقوفًا
انس پر اور بیہقی نے اوسکا ایک شاہد نکالا اور اشارہ کیا اوسکے ضعف کیطرف اور راوی اسکے سب ثقہ ہین
اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور اس مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی پہنی جسکا نقش محمد رسول اللہ
تھا پھر آپ جب پاخانے جاتے تو اوسکو اتار لیتے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو جوزقانی نے
احادیث ضعیفہ مین اور اسکے راوی سب ثقہ ہین مگر محمد بن ابراہیم رازی وہ متروک ہے اور ظاہر ہے کہ انگوٹھی کا رکھنا
اسیوجہ سے تھا کہ اوسپر اللہ کا نام کندہ تھا پس زبان سے بھی اللہ کا ذکر کرنا پاخانے اور نجس مقامات مین مکروہ ہوگا البتہ
ذکر قلبی کرسکتا ہے اور اسکے لیے کوئی مقام اور کوئی وقت مانع نہین ہے اور یہ ذکر قلبی کہ زبان سے کوئی حرف نہ
نکلے نہ آواز اہل باطن کے نزدیک مستحب ہے بلکہ شیخ شہاب الدین سہروردی نے اوسکی فضیلت مین ایک حدیث
بھی نقل کی ہے اور علماء ظاہر کا یہ قول ہے کہ جب تک زبان سے حروف نہ نکالے اور اتنی آواز نہ نکلے کہ خود سنے اوس
وقت تک ذکر کا ثواب نہوگا اور قرآن شریف سے ذکر قلبی کیطرف اشارہ نکلتا ہے اور حق اس باب مین اہل باطن کا
قول ہے مگر یہ ضرور ہے کہ عبادات شرعیہ مین اسیطرح ذکر کرے جیسے علماے ظاہر نے کہا ہے اور تائید کرتا ہے
کراہت کی وہ مضمون بھی جو روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے ابن عمر سے کہ ایک شخص گذرا اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے اوسنے سلام کیا آپنے جواب نہ دیا ابوداؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ
آپنے تیمم کیا پھر سلام کا جواب دیا اور یہ حدیث مہاجر بن قنفذ کے طریق سے اوپر کئی بار گذر چکی شوکانی نے کہا اس
حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حاجت کرتے وقت اللہ کا ذکر کرنا مکروہ ہے اگرچہ وہ ذکر واجب ہو جیسے سلام کا جواب دینا
نووی نے کہا اس پر اتفاق ہے اور روایت کیا احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابو سعید سے اونہون نے کہا
مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے دو مرد نہ نکلین پاخانے کو جاتے ہوے اپنا ستر کھولے
ہوئے باتین کرتے ہوئے کیونکہ اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے اوس سے اسکے اسناد مین عکرمہ بن عمار ہے امام مسلم نے
اپنی صحیح مین اوس سے حجت لی ہے اور بعض حافظون نے عکرمہ کی احادیث کو ضعیف کیا ہے یحیی بن ابی کثیر سے لیکر
اس تضعیف کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ مسلم نے اوسکی حدیث نکالی یحیی سے اور بخاری نے اسکی روایت سے
پیچھے سے شہادت لی ہے اور ترغیب و ترہیب مین ہے کہ اوسکے اسناد مین عیاض بن ہلال یا ہلال بن عیاض ہے اور
وہ مجہولون مین ہے اور ابن سکن نے اس حدیث کو نکالا اور صحیح کہا اور ابن قطان نے جابر سے اوس مین یون ہے جب دو
آدمی پاخانہ کرین تو ہر ایک اپنے ساتھی سے چھپ جاوے اور باتین نہ کرین حافظ ابن حجر نے کہا یہ معلول ہے انتہی

وَيَكْتُبُ الرِّسَالَةَ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ رسالہ (خط) بے وضو لکھہ سکتا ہے **ف** چونکہ رسالہ
میں اول میں بسم اللہ لکھی جاتی ہے اسی طرح کتاب میں اکثر اللہ کا ذکر آتا ہے اور کبھی قرآن کی آیت بھی لکھنا ہوتی ہے
تو پوچھنے والے نے خیال کیا کہ شاید بے وضو اسکا لکھنا مکروہ ہوگا تو ابراہیم نے کہا کہ مکروہ نہیں ہے اور بعض نسخوں
میں یکتب ہے صیغہ مضارع سے اور بعض نسخوں میں یکتب ہے باء جارہ سے تو عطف ہوگا بالقراۃ پر یعنے کچھ قباحت
نہیں ہے بے وضو رسالہ لکھنے میں اور رسالہ سے مراد کتاب اور خط ہے اور اسمیں علم کی کتابیں بھی داخل ہیں حافظ ابن
حجر نے کہا اس اثر کو عبد الرزاق نے ثوری سے روایت کیا انھوں نے منصور سے انھوں نے کہا میں نے ابراہیم سے پوچھا
کیا میں بے وضو رسالہ لکھوں ابراہیم نے کہا ہان وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اِنْ كَانَ عَلَيْهِمْ اِزَارٌ فَسَلِّمْ وَ
اِلَّا فَلَا تُسَلِّمْ اور حماد بن ابی سلیمان (فقیہ مشہور ابو حنیفہ کے استاد) نے ابراہیم سے نقل کیا اگر حمام والے تہ بند باندھے
ہوں تو انکو سلام کر ورنہ سلام نہ کر **ف** روایت کیا اسکو ثوری نے اپنے جامع میں اور سلام کرنا منع ہوا جب ننگے
ہوں تاکہ انکی ذلت ہو کیونکہ وہ بدعت میں مصروف ہیں یا اسوجہ سے منع ہوا کہ وہ ننگے ہیں سلام کا جواب دینگے اور سلام
بھی ذکر الٰہی ہے کیونکہ سلام علیکم قرآن میں موجود ہے اور سلام اللہ کا نام ہے اور دوسری توجیہ پر اس اثر کا ذکر باب
کے مناسب ہو جاویگا لیکن مترجم کہتا ہے اول توجیہ میں یہ اثر باب سے تعلق رکھیگا اور اسکا لانا صرف حمام کی مناسبت
کی وجہ سے ہوگا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهٗ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ
عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ
النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِيْمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ
مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ
فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى اَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے اسمٰعیل بن ابی ادریس نے انھوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک (امام مشہور) نے
انھوں نے روایت کی مخرمہ بن سلیمان (مدنی) سے انھوں نے کریب سے جو مولی تھے ابن عباس کے کہ عبد اللہ بن عباس نے بیان
کیا انسے کہ وہ ایک رات ام المؤمنین میمونہ کے پاس رہے جو بی بی تھین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اور ابن عباس

کی خالہ تہیں ابن عباس نے کہا تو میں بچھونے کے عرض میں لیٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی اوسکی لنبائی میں لیٹے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے جب آدہی رات ہو گئی یا اوس سے کچھ تہوڑا بعد تو آپ جاگے پھر بیٹھے اور اپنے ہاتھ سے نیند کو پوچھنے لگے اپنے سونہ سے (یعنے آنکھیں ملنے لگے ہاتھوں سے) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مراد آنکھوں کا مسح کرنا ہے کیونکہ نیند پر مسح نہیں ہو سکتا یا نیند کے اثر کا مسح کرنا ہے اور عینی نے اسپر اعتراض کیا کہ نیند کا اثر تو خود نیند ہے اور یہ اعتراض لغو ہے کس لیے کہ نیند کا اثر خود نیند نہیں ہو سکتا بلکہ پلکوں کا لٹکنا آنکھوں کا چپک جانا یہ نیند کا اثر ہے اور اسکا مسح ہو سکتا ہے **ف** پھر آپ نے دس آیتیں پڑہیں سورہ آل عمران کے اخیر کی (یعنے ان فی خلق السموات سے اخیر سورۃ تک) **ف** باب کا ترجمہ یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ آپ نیند سے اوٹھے تھے اور اپنی بی بی کے ساتھ سوئے تھے اور پھر آپ نے اسکے بعد وضو کیا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ با وضو نہ تھے باوجود اسکے آپنے قرآن پڑہا ابن بطال نے کہا اس سے رد ہو گیا اوس شخص کا جو قرآن کا پڑہنا بے وضو مکروہ جانتا ہے ابن منیر نے اسپر یہ اعتراض کیا کہ آپ کا وضو نیند سے نہیں جاتا تہا کیونکہ آپنے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا اور آپنے جو اس کے بعد وضو کیا وہ احتمال ہے کہ وضو پر وضو کیا ہو یا ان آیتوں کے پڑہنے کے بعد آپ کا وضو جاتا رہا ہو تو آپنے وضو کیا ہو حافظ ابن حجر نے ابن منیر کا یہ جواب دیا کہ وضو پر وضو کرنا نرا احتمال ہے جسپر کوئی دلیل نہیں اور سونے سے آپکا وضو نہ جانا مسلم ہے پر یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ اُس سونے میں آپ کا وضو قائم رہا تہا اور جب آپنے وضو کیا تو ظاہر یہی ہے کہ وضو جاتا رہا تہا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب آپ اپنی بی بی کے ساتھ سوئے تو ظن غالب ہے کہ مساس اور لمس ہوا ہو اور اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے پس استدلال امام بخاری کا صحیح ہو جاویگا اور امام بخاری کا یہ مطلب اس حدیث سے نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو صرف سونے سے ٹوٹ جاتا تہا کیونکہ امام بخاری نے اس حدیث کو دوسرے باب میں نکالا اور اس میں یہ ہے کہ آپ لیٹے رہے پھر سو گئے یہانتک کہ خراٹے لینے لگے پھر نماز پڑہی **ف** پھر آپ کھڑے ہوئے ایک مشک کیطرف جو لٹک رہی تہی پھر وضو کیا اوس سے اور اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑہنے لگے ابن عباس نے کہا میں بھی کھڑا ہوا اور جیسا آپنے کیا تہا میں نے بھی کیا پھر میں گیا اور آپکے بائیں پہلو میں جاکر کھڑا ہوا آپنے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کر آپ اسکو ملنے لگے (پیار سے یا تنبیہ کی نیت سے کہ داہنی طرف کیوں نہ کھڑا ہوا) پھر آپنے دو رکعتیں پڑہیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں (یعنے سب بارہ رکعتیں) پھر وتر پڑہا (یعنے ایک رکعت وتر کی ادا کی) پھر آپ لیٹے رہے یہانتک کہ موذن آیا پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں ہلکی پھلکی پڑہیں (یعنے فجر کی سنتیں) پھر حجرے سے باہر

باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑھی اپنے اصحاب کے ساتھ ف قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلوٰۃ اور وتر
اور تفسیر میں نکالا اور مسلم نے صلوٰۃ میں اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ إِلَّا مِنَ الْغَشْيِ الْمُثْقِلِ

باب بیان میں اوسکے کہ وضو نہیں لازم آتا غشی سے مگر اوس غشی سے جو سخت ہو ف یعنی جس سے بالکل ہوش اور حواس
جاتے رہیں اور اس سے رد کیا مصنف نے اوس شخص کا جو مطلق غشی سے وضو کو لازم کہتا ہے حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ
قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ
عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي
فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ أَنْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتَّى
تَجَلَّانِي الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي مَاءً فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللَّهَ وَ
أَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ أُوحِيَ
إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ يُؤْتَى أَحَدُكُمْ
فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ
اللَّهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا وَ
أَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے اسمٰعیل ابن ابی اویس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے مالک ابن انس امام
مشہور نے اونہوں نے روایت کی ہشام بن عروہ ابن زبیر بن عوام سے اونہوں نے اپنی بی بی فاطمہ بنت منذر بن زبیر
بن عوام سے اونہوں نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکر سے (وہ بی بی تہیں زبیر کی) اونہوں نے کہا میں حضرت عائشہ
پاس گئی جو بی بی تہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس وقت سورج گہن ہوا دیکھو تو لوگ نماز پڑہ رہے ہیں اور
حضرت عائشہ بھی نماز پڑہ رہی ہیں میں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا حضرت عائشہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا آسمان
کیطرف اور کہا سبحان اللہ (نماز کے اندر یعنے تم سورج کو نہیں دیکھتیں اوس میں گہن لگا ہے) میں نے کہا کچھ
نشانی ہے (لوگوں کے عذاب کی) انہوں نے اشارہ کیا ہاں پھر میں کہڑی ہوئی یہانتک کہ غشی نے مجھکو ڈہانک
لیا (یعنے مجھکو غش آگیا کہڑے کہڑے یا پریشانی سے) اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی ف ابن بطال نے کہا
غشی ایک بیماری ہے جو بہت تہکنے کے بعد پیدا ہوتی ہے یا بہت کہڑے رہنے کے بعد اور یہ ایک قسم ہے بیہوشی کی
مگر بیہوشی سے کم ہے اور اسماء نے اپنے سر پر پانی ڈالا اوسکو دفع کرنے کیلیے اور اگر غشی سخت ہوتی تو بیہوشی

کیطرح ہوجاتی اور بیہوشی سی وضو ٹوٹ جاتا ہی بالاجماع اور اسمار نے اپنے سر پر پانی ڈالا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے حواس قائم تھے پس
ایسی حالت مین وضو نہ ٹوٹیگا اور یہ دلیل اسمار کے فعل سے ہی اسوجہ سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتی
تھین اور آپ اپنے پیچھے والون کو نماز مین دیکھتے تھے تو آپنے انکار نہ کیا اسما پر وضو نہ کرنے سے اور اس حدیث کی کچھ
بحث کتاب العلم مین گذری اور باقی بحث کتاب الکسوف مین آویگی انشاء اللہ تعالی (فتح) **ف** جب حضرت نماز
سے فارغ ہوئے اور مڑے (نماز سے یا مسجد سے) تو آپنے اللہ کی تعریف کی اور اسکی ثنا بیان کی پہر فرمایا کوئی چیز ایسی
نہین ہے جسکو مین نے نہ دیکھا تھا مگر وہ مجھکو دکھلائی گئی اسی جگہہ مین یہانتک کہ دوزخ اور بہشت بھی اور مجھپر وحی
ہوئی کہ تمہارا امتحان ہوگا قبرون مین جیسے دجال سے امتحان ہوگا یا قریب دجال کے امتحان کے (فاطمہ نے کہا مین
نہین جانتی اسمار نے کونسا لفظ کہا (یعنے یون کہا جیسے دجال کا امتحان یا قریب دجال کے امتحان کے) تم مین
سے ایک کے پاس آوینگے (یعنے فرشتے اللہ کے) اور کہینگے تو اس شخص کو (یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو) کیا جانتا تھا پہر مومن یا موقن مجھے یاد نہین اسمار نے کونسا لفظ کہا (دونو لفظون کے معنے ایک مین
یعنے یقین کہنے والا ایماندار جسکے دل مین شک اور شبہ اور نفاق نہ ہو) کہیگا وہ محمد ہین اللہ کے رسول ہمارے
پاس دلیلین لیکر آئے اور ہدایت (یعنے معجزے اور قرآن) تو ہم نے قبول کیا اور ایمان لائے اور پیروی کی پہر
اوس سے کہا جاویگا تو سورہ نیک بخت ہم تو جانتے تھے کہ تو یقین کہنے والا تھا لیکن منافق یا مرتاب مجھے یاد
نہین اسمار نے کونسا لفظ کہا (منافق کے معنے دل مین کفر زبان پر ایمان رکہنے والا مرتاب وہ جسکو شک ہو پورا
یقین نہ ہو دین کی باتون کا) وہ کہیگا مین نہین جانتا مین نے لوگون کو سنا وہ کچھ کہتے تھے تو مین نے بھی کہا
ف یعنی معاذ اللہ حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو لوگ شاعر یا کاہن کہتے تھے مین بھی ایسا ہی سمجھا
اور مین نے خود غور نہین کیا لوگون کی بات پر چلا معاذ اللہ ازان ہا دہند تقلید کا یہی نتیجہ ہی باپ دادا کی باتین
اگلے بزرگون کی باتین خاندان کی رسمین قوم کی رسمین پیر و مرشدون کی باتین درویشون اور فقیرون کی
رسمین عورتون کی رسمین کسیکو بغیر سمجھے بوجھے مان لینا حماقت اور سفاہت ہی بلکہ قرآن اور حدیث پر پیش کرنا
چاہیے جو اوسکے موافق ہو وہ خیر ورنہ لغو اور پوچ اور مردود ہے اور قیامت مین یہ کہنا کام نہ آویگا کہ لوگ
ایسا کہتے تھے یا ایسا کرتے تھے تو مین نے بھی کیا کس نے کہ لوگون کی پیروی کرنیکا حکم ہمکو نہین ہمارے آقا
ہمارے مالک ہمارے شہنشاہ عالی جاہ بے پرواہ کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے اور اسکے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی
کتاب صحیح بخاری ہمارے پاس موجود ہے بس یہ دو کتابین ہم کو کافی ہین ہم تو سارے زمانے کے مولوی اور ملا اور

درویشون اور بزرگون کی باتون کو ان دو کتابون سے جانچین گے اور جو بات ان کے خلاف نکلیگی وہ انہی کو مبارک رہے یا اللہ تو اپنے فضل و کرم سے آخر دم تک ہم کو قرآن اور صحیح بخاری پر قائم رکھہ اور آخرت مین ہمارا حشر کر ان لوگون مین جو ان دو کتابون پر چلتے تھے قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو علم اور طہارت مین نکالا اور کسوف مین اور اعتصام مین اور اجتہاد مین اور سہو مین اور مسلم نے صلوۃ مین ۔انتہی **بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهٖ** سارے سر پر مسح کرنیکا بیان لِقَوْلِهٖ تَعَالیٰ وَامْسَحُوا بِرُءُوْسِكُمْ کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا اور مسح کرو اپنے سرون پر اور اس مین قید نہین کہ آدھے سر پر کرو یا چوتھائی سر پر کرو تو ظاہر یہی ہے کہ مراد سارا سر ہے جیسے منہہ سے مراد سارا منہہ ہے اور جو مراد آدھا یا چوتھائی سر ہوتا تو حق تعالی اوسکو بیان کر دیتا جیسے ہاتھون مین بیان کر دیا کہ کہنیون تک دہوؤ اور پاؤن مین بیان کر دیا کہ ٹخنون تک دہوؤ پس جب سر پر عمامہ نہ ہو تو سارے سر پر مسح کرنا لازم ہے اور اگر عمامہ ہو تو عمامہ کے اوپر مسح کر لیوے وہ سر کے قائم مقام ہو جاویگا جیسے موزے پر مسح پاؤن دہونے کے قائم مقام ہو جاتا ہے یہی مذہب ہے اہل حق اور اہل تحقیق کا اور چوتھائی سر یا آدھے سر کا مسح فرض ہونا ایک بے دلیل بات ہے گو اوسکے قائل بڑے بڑے لوگ ہون اور اوپر اوسکا بیان تفصیل سے گذرا وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَرْأَةُ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ تَمْسَحُ عَلٰى رَأْسِهَا اور سعید بن المسیب (تابعی جلیل مشہور فقیہ) انے کہا عورت بھی مرد کے مثل ہے اپنے سر پر مسح کرے (حافظ ابن حجر نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا اور اس مین یہ ہے کہ عورت اور مرد مسح مین برابر ہین اور امام احمد سے منقول ہے اونہون نے کہا عورت کو اپنے آگے کے سر پر مسح کرنا کافی ہے وَسُئِلَ مَالِكٌ اَيُجْزِئُ اَنْ يَّمْسَحَ بَعْضَ الرَّأْسِ فَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ امام مالک سے پوچھا گیا کیا آدھے یا پاؤ سر کا مسح کافی ہے تو انہون نے حجت لی عبد اللہ بن زید کی حدیث سے (حافظ صاحب نے کہا کہ پوچھنے والا اسحاق بن عیسی بن طباع تھا یہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین بیان کیا اور اس مین یہ ہے کہ مین نے امام مالک سے پوچھا کوئی شخص آگے کے سر پر مسح کرے وضو مین یعنے صرف پیشانی پر یا چوتھائی سر پر جیسے حنفیہ کا قول ہے کیا یہ کافی ہے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عمرو بن یحیی نے انہون نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے عبد اللہ بن زید سے اونہون نے کہا مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو مین پیشانی سے لیکر گدی تک پھر ہاتھون کو لوٹا یا پیشانی تک تو مسح کیا سارے سر پر اور حضرت سے یہ ثابت نہین ہوا کہ آپ نے مسح کیا ہو بعض سر کا مگر مغیرہ کی حدیث مین ہے کہ مسح کیا آپ نے پیشانی اور عمامہ پر انتہی مختصراً نودی نے کہا کہ سارے سر کا مسح کرنا مستحب ہے بالاجماع شوکانی نے کہا اور واجب ہے اکثر عترت اور مالک اور مزنی اور جبائی اور امام احمد کے نزدیک ایک روایت مین اور ابن علیہ کا بھی یہی قول ہے اور شافعی نے کہا کہ بعض سر کا مسح کافی ہے اور اسکی کوئی حد نہین

نہین کی ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین کہا طبری کا بھی یہی قول ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ چوتہائی سر کا مسح واجب
ہے اور ثوری اور اوزاعی اور لیث نے کہا کہ بعض سر کا مسح کافی ہے لیکن آگے کے بعض پر کرے اور یہی قول ہے احمد
اور زید بن علی اور ناصر اور باقر اور صادق علیہم السلام کا اور ثوری اور شافعی نے ایک انگلی سے بھی مسح جائز رکہا ہے
اور ظاہر یہ نے اختلاف کیا بعضون نے سارے سر کا مسح واجب کیا اور بعضون نے کہا بعض کا کافی ہے جو لوگ سارے سر کا مسح
واجب کرتے ہین انکی دلیل عبد اللہ بن زید کی یہی حدیث ہے روایت کیا اوسکو جماعت نے یعنے ساتون عالمون نے اور
طلحہ بن مصرف کی حدیث کہ حضرت نے اپنے سر پر مسح کیا یہانتک کہ گدی تک پہونچے روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داؤد
نے مخالفین یہ کہتے ہین کہ یہ فعل ہے حضرت کا اور فعل سے وجوب ثابت نہین ہوتا وہ کہتے ہین قرآن مین سر کے مسح کا حکم ہے
اور سر سے مراد ظاہرا سارا سر ہے مخالفین یہ کہتے ہین کہ قرآن مین ب روسکم ہے اور با تبعیض کے لیے ہے وہ کہتے ہین با
تبعیض کے لیے نہین آتی سیبویہ نے اپنی کتاب مین بیندرہ مقام مین اسکا انکار کیا ہے جو لوگ بعض سر کا مسح کافی
سمجھتے ہین وہ انس کی حدیث سے دلیل لیتے ہین جسکو ابو داؤد نے نکالا اوس مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے سر پر قطرے (سرخ دہاری دار) عمامہ تہا آپنے اپنا ہاتہہ عمامہ کے نیچے سے اندر ڈالا اور مسح کیا آگے کے سر پر
اور عمامہ کو نہین توڑا اور روایت کیا مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے مغیرہ سے کہ حضرت نے وضو کیا اور مسح کیا اپنی
پیشانی اور عمامہ پر ابن قیم نے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث مین بھی صحیح نہین ہوا کہ آپنے آدہے
یا چوتہائی سر کے مسح پر اکتفا کیا ہو لیکن یہ منقول ہے کہ آپنے جب پیشانی پر مسح کیا تو اسکو عمامہ پر پورا کیا اور انس کی حدیث
سے یہ نہین نکلتا کہ آپنے عمامہ پر مسح کو پورا نہین کیا اور مغیرہ کی حدیث نے اوسکو ثابت کیا تو واجب ہے رجوع کرنا اوسطرف
اور علاوہ اسکے حافظ صاحب نے کہا کہ انس کی حدیث کا اسناد اعتراض سے خالی نہین ماتنہے شوکانی نے کہا کہ اس
مین کچہ شک نہین کہ سارے سر کا مسح کرنا اولی ہے لیکن اوسکے وجوب مین کلام ہے اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی
نے اور کہا حسن ہے ربیع بنت معوذ سے کہ حضرت نے وضو کیا اونکے پاس تو مسح کیا سارے سر پر بالون کے اوپر سے ہر طرف سے
بالون کے اخیر تک اور بالون کو نہین ہلایا اپنی حالت سے (یعنے انکو اولٹا نہین) اور ایک روایت مین یہ ہے کہ مسح کیا
اپنے سر پر دو بار شروع کیا اخیر سے پہر آگے سے اور اپنے دونو کانون پر اندر باہر اور پیٹہ پر شوکانی نے کہا روایت
کیا اس حدیث کو امام احمد نے اور اسکا مدار ابن عقیل پر ہے اور اوس مین مشہور گفتگو ہے خاصکر جب اوسکی روایت
عنعن سے ہو اور ایک روایت مین امام احمد کے یہ ہے کہ حضرت نے وضو کیا اون کے پاس تو مین نے دیکہا آپنے مسح کیا
اپنے سر پر بالون کی سیدہ پر آگے اور پیچہے اور مسح کیا دونو کنپٹیون پر اور دونو کانون پر اندر اور باہر اور روایت

کہا اوسکو ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی اور سب کے اسناد میں ابن عقیل ہے شوکانی نے کہا انس کی حدیث میں جو حافظ صاحب نے
کہا کہ اسکے اسناد میں اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ ابو معقل اوسکا راوی انس سے مجہول ہے لیکن باقی رجال اوسکے ثقہ ہیں
امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں دلیل لی بعض سر کے مسح پر مغیرہ کی حدیث سے اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اوس میں دلیل
نہیں ہے کیونکہ اسی حدیث میں یہ موجود ہے کہ آپنے پورا کیا مسح کو عمامہ پر دوسرے یہ دلیل بیان کی کہ قیاس کیا اوسکو
موزون کے مسح پر اور اسکا جواب یہ ہے کہ موزون کا مسح جسطرح حضرت سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ انکے اوپر کی جانب مسح
کرے اور سر میں اسطرح ثابت نہیں ہوا پس قیاس فاسد ہے تیسری دلیل لی ابن عمر کے اثر سے کہ وہ مسح کرتے تھے
آگے کی جانب پر سر کے جب وضو کرتے اور اسکا جواب یہ ہے کہ موقوف روایت مخالفین کے نزدیک حجت نہیں ہے علاوہ
اسکے اسمین یہ کہاں ہے کہ اونہوں نے پورا نہ کیا مسح کو عمامہ پر اور شاید اوسکے سر پر عمامہ ہو اور انہوں نے مسح کو
عمامہ پر پورا کیا ہو جیسا حضرت نے کیا اور یہ قریب ہے قیاس کے کیونکہ ابن عمر کو بڑا تشدد تھا حدیث کی اتباع میں انتہی
ہدایہ میں ہے کہ ساری سر پر مسح کرے اور یہی سنت ہے حافظ نے تلخیص میں کہا کہ صاحب ہدایہ نے اشارہ کیا عبد اللہ
بن زید کی حدیث کیطرف جو صفت وضو میں ہے اوس میں یہ ہے کہ مسح کیا حضرت نے دونوں ہاتھوں سے آگے سے
گئے اور پیچھے سے لائے ایک بار روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے ابن مندہ نے کہا کہ ساری سر کے مسح کو
کسی نے روایت نہیں کیا سوا مالک کے اور یہ غلط ہے کیونکہ ابن وہب نے یحیے بن عبد اللہ بن سالم سے بھی روایت کیا مثل
مالک کی روایت کی نکالا اوسکو طحاوی نے اور ابن عیینہ نے اس روایت میں ایک نادر بات نقل کی کہ مسح کیا سر دو بار
ابن عبد البر نے کہا متفرد ہوا ساتھ اسکے ابن عیینہ اور شاید اونہوں نے آگے سے لیجانے اور پیچھے سے لانیکو دو بار
سمجھا انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے تکرار مسح کو ہم اوپر تفصیل سے بیان کر چکے ہیں اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ تکرار صحیح
نہیں اور سنت یہی ہے کہ ایک مرتبہ مسح کرے اسطرح کہ دونوں ہاتھوں کو پیشانی سے گدی تک لیجاوے پھر گدی سے پیشانی
تک لے آوے **حدثنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ
رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى اَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُرِيَنِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ
ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا
وَاَدْبَرَ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ حَتّٰى ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَاَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو مالک بن انس (امام مشہور

نے اونہوں نے روایت کی عمرو بن یحییٰ (بن عمارہ) مازنی سے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن) سے کہ ایک شخص نے (عمرو بن ابی حسن نے) عبد اللہ بن زید (انصاری) سے کہا وہ (یعنے عمرو بن ابی حسن) دادا تھے عمرو بن یحییٰ کے (یعنے باپ کے چچا مجازًا انکو دادا کہا حافظ صاحب نے کہا بعضوں نے یوں تفسیر کی ہے کہ عبد اللہ بن زید دادا تھے عمرو بن یحییٰ کے اور یہ غلط ہے) کیا تم مجھکو دکھا سکتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تھے عبد اللہ بن زید نے کہا ہاں پھر انہوں نے پانی منگوایا (ایک روایت میں ہے کہ پیالہ منگوایا یا طشت پیتل کا پانی لانے کا) اور اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا انکو دو بار دھویا (ایک روایت میں ہے کہ تین بار دھویا) پھر کلی کی اور ناک سنکی تین بار (ایک روایت میں ہے تین چلوؤں سے) پھر دھویا اپنے مونہہ کو تین بار پھر دھویا اپنے دونوں ہاتھوں کو دو دو بار دونوں کہنیوں تک (یعنی کہنیوں سمیت اور اسپر اتفاق ہے تمام علما کا سوا زفر کے اونکے نزدیک کہنیاں دھونے میں داخل نہیں ہیں) ف اور امام مالک سے بھی ایک روایت زفر کے موافق ہے لیکن امام شافعی نے ام میں کہا کہ میں کسیکا خلاف نہیں جانتا اس میں کہ کہنیوں کا دھونا واجب ہے وضو میں تو زفر کا قول اجماع کے خلاف ہے اسی طرح بعض اہل ظاہر کا اور امام مالک سے صراحتًا کہنیوں کا خارج ہونا منقول نہیں مگر اشہب نے ایک کلام محتمل ان سے نقل کیا ہے اور کہنیوں کے داخل ہونے پر حضرت کے فعل سے دلیل لا سکتے ہیں دارقطنی نے باسناد حسن روایت کیا حضرت عثمان سے پھر دھوئے دونوں ہاتھ اپنے کہنیوں تک یہاں تک کہ بازوؤں کے کناروں تک پہنچے اور دارقطنی نے روایت کیا جابر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو کرتے تو اپنی دونوں کہنیوں پر پانی بہاتے لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے اور طحاوی اور طبرانی نے ثعلبہ بن عباد سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ حضرت نے پھر دھویا اپنی دونوں ہاتھوں کو یہاں تک کہ پانی پہنچ لگا آپکی دونوں کہنیوں پر تو یہ حدیثیں قوی کرتی ہیں ایک دوسرے کو (فتح) مترجم کہتا ہے حافظ صاحب نے اس باب میں اس صحیح حدیث کو بیان نہ کیا جسکو امام مسلم نے نکالا ابوہریرہ سے کہ اونہوں نے وضو کیا تو منہ دھویا اور وضو پورا کیا پھر داہنا ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو میں دھونا پہنچ گیا پھر بایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو میں دھونا پہنچ گیا پھر سر پر مسح کیا پھر داہنا پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک دھونا پہنچ گیا پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک دھونا پہنچ گیا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور ابوہریرہ نے کہا حضرت نے فرمایا تم سفید منہ سفید ہاتھ پاؤں ہو گے قیامت کے دن وضو پورا کرنے کی وجہ سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنی سفیدی بڑھا سکے وہ بڑھا دے منہ کی اور ہاتھ پاؤں کی (مسلم) میں ہے کہ اس حدیث سے وضو میں بڑھانے کا استحباب نکلتا ہے اور استحباب میں کسی کا خلاف نہیں لیکن اختلاف ہے اسکے مقدار میں بعضوں نے

کہا بڑہانے کا کوئی مقدار معین نہیں جتنا چاہے بڑہا دے بعضوں نے کہا آدہی بازو اور آدہی پنڈلی تک بعضوں نے کہا مونڈہوں تک
اور گھٹنوں تک بغوی نے کہا حدیث ان سب باتوں پر دلالت کرتی ہے اور ابن بطال اور قاضی عیاض نے جو کہا
کہ علما کا اتفاق ہے کہ کہنے اور ٹخنے سے بڑہانا مستحب نہیں یہ غلط ہے کیونکہ بڑہانا حضرتؐ کے فعل سے اور ابوہریرہ سے
ثابت ہے اور ہمارا یہی مذہب ہے اور حسن نے اوسکا خلاف کیا ہے اسکا مذہب مردود ہے صحیح حدیثوں سے اور رہ جو حدیث آئی
ہے کہ جس نے اس پر بڑہایا یا اس سے کم کیا اوس نے برا کیا اور ظلم کیا اسکو خلاف نہیں ہے کیونکہ مراد اس سے تین بار سے
بڑہانا ہے، حافظ نے تلخیص میں کہا ابن بطال نے شرح بخاری میں اور قاضی نے کہا کہ بغلوں تک دہونے کو صرف ابوہریرہؓ
نے نقل کیا ہے اور یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ایک جماعت سلف اور اصحاب شافعی اوسکے قائل ہیں اور ابن ابی شیبہ نے
روایت کیا نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر کبہی وضو میں بغلوں تک بہی پہنچ جاتے تہے اور ابو عبید نے باسناد صحیح اوسکو نکالا
نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے انتہی مختصرا ت پہر مسح کیا اپنے سر پر دونوں ہاتہوں سے آگے سے لے گئے اور پیچہے
سے لائے ف حافظ صاحب نے کہا امام شافعی نے کہا قرآن کی آیت میں احتمال ہے کہ ساری سر کا مسح مراد ہو یا بعض
سر کا لیکن سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سر کا مسح کافی ہے اب اگر کوئی کہے کہ پیشانی کا مسح جیسے مغیرہ کی حدیث میں ہے
سفر کے عذر سے تہا یا اوسکو پورا کیا عمامہ پر جیسے امام مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرتؐ سے آگے
کے سر کا مسح مروی ہے بغیر سفر کے اور اس میں عمامہ پر مسح کرنے کا ذکر نہیں ہے جیسے روایت کیا شافعی نے عطا سے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پہر عمامہ کو سر کا ایا اپنے سر سے اور مسح کیا آگے کے سر پر اور یہ روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن
موصولاً مروی ہے نکالا اوسکو ابو داؤد نے انس سے برابر اسکے اسناد میں ابو معقل ہے جسکا حال معلوم نہیں تو مرسل
سے موصول کو قوت ہوئی اور موصول سے مرسل کو اور یہ مثال ہے اوسکی جو امام شافعی نے بیان کیا کہ مرسل کو قوت ہوتی
ہے دوسرے مرسل سے یا مسند سے اور اس باب میں حضرت عثمان سے بہی مروی ہے صفت وضو میں اونہوں نے کہا اور مسح کیا
آگے کے سر پر نکالا اوسکو سعید بن منصور نے اور اسکی اسناد میں خالد بن یزید بن ابی مالک ہے اوس میں اختلاف ہے
اور ابن عمر سے صحیح ہوا ہے بعض سر کے مسح پر اکتفا کرنا نقل کیا اوس کو ابن منذر وغیرہ نے اور کسی صحابی سے اسکا انکار
ثابت نہیں ہوا یہ ابن حزم نے کہا اور ان سب باتوں سے اوس مرسل کو قوت ہوتی ہے جو اوپر گذری تمام ہوا کلام حافظ
صاحب کا مترجم کہتا ہے اللہ تعالی حافظ ابن حجر سے راضی ہو اگرچہ محقق تہے علم حدیث کے اور امام اور حافظ تہے
پر اس مقام میں اونہوں نے شافعی مذہب کی تائید کی ہے اور آزادی سے گفتگو نہیں کی اور مخالف یہ کہہ سکتا
ہے کہ عطا کی مرسل جو شافعی اور بیہقی نے روایت کی استدلال کے لائق نہیں کس لیے کہ مرسل حدیث شافعیہ کے

نزدیک صحیح نہیں ہے علاوہ اسکے اس مرسل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے سر پر اسوقت عمامہ تہا تو کیا مانع ہے اس سے
کہ آپنے پورا کیا ہو مسح کو عمامہ پر اور تائید کرتی ہے اس احتمال کی مغیرہ کی حدیث جو باسناد صحیح اور موصول مروی ہے
اسیطرح سند حدیث انس کی جسکو نکالا ابوداؤد اور حاکم نے وہ ضعیف ہے استدلال کے لائق نہیں اور ابن عمر
اور عثمان کے آثار محمول ہیں اسپر کہ مسح کو پورا کیا ہوگا عمامہ پر قطع نظر اسکے صحابی کا فعل شافعیہ کے نزدیک حجت
نہیں ہے اور صحابہ سے انکار بعض صحابہ کے مسح کا منقول نہونا اوسکی اثبات جواز پر دلالت نہیں کرتا آخر بات شافعیہ اور
حنفیہ کا یہ کہنا کہ قرآن میں وامسحوا برؤسکم میں با تبعیض پر دلالت کرتی ہے یہہ بہی غلط ہے جیسے اوپر گذرا اور جو با تبعیض
کے لیے ہوتی تو تیمم میں فامسحوا بوجوہکم آیا ہے پس چاہیے کہ بعض منہ کا مسح کافی ہو اور اسکا کوئی قائل نہیں ہوا اور اسمیں
اختلاف ف شروع کیا آگے کے سر سے یہانتک کہ دونوں ہاتہوں کو اپنی گدی تک لیگئے پہر لوٹا لائے انکو جہان سے
شروع کیا تہا ف اس سے نکلتا ہے کہ اقبل کے معنے حدیث میں آگے سے لی گئی ہے جیسے ہم نے ترجمہ کیا اور ظاہر
معنے اقبل کا یہ ہے کہ آگے لائے اور ادبر کا یہ ہے کہ پیچہے لیگئے اسصورت میں پیچہے سے شروع کرنا مسح کا اولی ہوگا مگر یون
کہہ سکتے ہیں کہ واو ترتیب کے لیے نہیں ہے اور یہ مضمون مفصل ہے اس میں کہ شروع آگے سے کیا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث میں
داخل ہے امام مالک کا کلام نہیں ہے ت پہر اپنی دونو پاؤن کو دہویا ف وہیب کی روایت میں اتنا زیادہ ہے
کہ ٹخنون تک **باب غَسلِ الرِّجلَینِ اِلَی الکَعبَینِ** دونون پاؤن کو دونو ٹخنون تک دہونا ف حافظ صاحب
نے کہا کہ ٹخنہ وہ اونچی ہڈی ہے جہان پر پنڈلی اور قدم کا ملاپ ہے اور یہی صحیح ہے اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ نعمان بن
بشیر کی حدیث میں ہو کہ میں نے دیکہا ہر شخص ہم میں سے اپنا ٹخنہ اپنے پاس والے کے ٹخنے سے ملا لیتا یعنے نماز کی
صف میں اور امام محمد نے ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ ٹخنہ وہ ہڈی ہے جہان پر جوتی کا تسمہ ہوتا ہے اور شاید انہون
نے یہ معنی اسحدیث سے سمجہا ہے کہ محرم اگر جوتی نہ پاوے تو موزون کو دونو ٹخنون تک کاٹ ڈالے کیونکہ اسحدیث میں
ٹخنے سے وہی ہڈی مراد ہے جو قدم کی پشت پر تسمہ باندہنے کی جگہہ میں انتہے مختصر **حَدَّثَنَا** مُوسَی بنُ اِسمٰعِیلَ
قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیبٌ عَن عَمرٍو عَن اَبِیهِ شَهِدتُ عَمرَو بنَ اَبِی حَسَنٍ سَاَلَ عَبدَ اللّٰهِ بنَ زَیدٍ عَن وُضُوءِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَورٍ مِن مَاءٍ فَتَوَضَّاَ لَهُم وُضُوءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَاَکفَاَ عَلَی یَدِهِ مِنَ التَّورِ
فَغَسَلَ یَدَیهِ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدخَلَ یَدَهُ فِی التَّورِ فَمَضمَضَ وَاستَنشَقَ وَاستَنثَرَ ثَلٰثَ غَرَفَاتٍ ثُمَّ اَدخَلَ یَدَهُ فَغَسَلَ
وَجهَهُ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ یَدَیهِ مَرَّتَینِ اِلَی المِرفَقَینِ ثُمَّ اَدخَلَ یَدَهُ فَمَسَحَ رَاسَهُ فَاَقبَلَ بِهِمَا وَاَدبَرَ مَرَّةً
وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجلَیهِ اِلَی الکَعبَینِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے موسی بن اسماعیل نے انہون نے

کہا حدیث بیان کی ہم سے وہیب (بن خالد باہلی) نے انہوں نے روایت کی عمرو (ابن یحییٰ بن عمارہ مازنی) سے انہوں نے اپنے باپ (یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن) سے انہوں نے کہا میں موجود تھا عمرو بن ابی حسن (اپنے) مرے چچا نے عبد اللہ بن زید (انصاری) سے پوچھا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا وضو کیونکر تھا یہ سنکر عبد اللہ نے ایک پیالہ یا کڑہ یا طشت (پیتل یا پتھر کا) منگوایا پانی کا اور وضو کیا اونکے لیے (یعنے پوچھنے والے اور اسکے ساتھیوں کو دکھانے کے لیے) جیسے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے پہلی پیالہ کو جھکا کر پانی ڈالا اپنے ہاتھ پر پھر دونو ہاتھوں کو دہویا (برتن میں ہاتھ ڈلنے سی پہلے) تین بار پھر اپنا ہاتھ پیالے میں ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی تین بار تین چلووں سے (یعنے ہر ایک چلو سے آدہے سے کلی کی اور آدہے پانی کو ناک میں ڈالا اور یہی صحیح ہے) پھر اپنا ہاتھ (پیالہ میں) ڈالا اور اپنے مونہہ کو تین بار دہویا پھر دونو ہاتھوں کو دو بار دہویا دونوں کہنیوں تک پھر اپنا ہاتھ ڈالا اور سر پر مسح کیا تو آگے لائے اور پیچھے لے گئے ایک بار پھر اپنے دونو پاؤں کو دہویا دونو ٹخنوں تک **باب** اِسْتِعْمَالِ فَضْلِ وُضُوْءِ النَّاسِ باب بیان میں استعمال کرنے اوس پانی کے جو لوگوں کے وضو سے بچ رہا ہو **ف** برتن میں ایسا ہی کہا حافظ نے فتح الباری میں قسطلانی نے کہا یا مراد وہ پانی ہے جس سے طہارت کی گئی حدث سے یعنے مستعمل پانی اور اسکا بیان آگے کرینگے

وَاَمَرَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَهْلَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّأُوْا بِفَضْلِ سِوَاكِهٖ اور حکم کیا جریر بن عبد اللہ (بجلی صحابی مشہور) نے اپنے گھر والوں کو وضو کرنے کا اُس پانی سے جو اُنکی مسواک کرنے سے بچ رہتا **ف** حافظ صاحب نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور دارقطنی وغیرہما نے قیس بن ابی حازم سے اونہو نے جریر سے روایت کیا اور اسکے بعض طریقوں میں یہ ہے کہ جریر مسواک کرتے تھے اور اپنی مسواک کا سر پانی میں ڈبو دیتے تھے پھر اپنے گھر والوں سے کہتے تم اس پانی سے وضو کرو جو بچ رہا ہے اور ہمیں کچھ قباحت نہیں دیکھتے تھے اور صحیح کہا اسکو دارقطنی نے اوس میں یہ ہے کہ جریر اپنے گھر والوں سے کہتے تم وضو کرو اس پانی سے جس میں اپنی مسواک ڈالوں اور یہ اثر مرفوعاً بھی مروی ہے نکالا اوسکو دارقطنی نے انس سے کہ حضرت وضو کرتے تھے اپنی مسواک کے بچے ہوئے پانی سے اور اسکی سند ضعیف ہے اور ابو طالب نے امام احمد سے پوچھا اس حدیث کا مطلب اونہوں نے کہا آپ اپنی مسواک برتن میں ڈالتے اور مسواک کرتے پھر جب مسواک سے فارغ ہوتے تو اوسی پانی سے وضو کرتے اور یہاں لوگوں نے ایک اشکال کیا ہے وہ یہ کہ امام بخاری اس اثر کو اس باب میں کیوں لائے کیونکہ یہ بات تو مستعمل پانی کے پاک ہونے کی ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ مسواک منہ کے پاک کرنے والی ہے پھر جب مسواک پانی میں ڈبوئی گئی تو وہ پانی مستعمل ہو گیا اب اوس سے وضو کرنا گویا مستعمل پانی سے وضو کرنا ہوا انتہے مختصراً

مترجم کہتا ہے عینی نے اپنی شرح میں امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ اس اثر کو ترجمہ باب سے کوئی تعلق نہیں ہے میں
کہتا ہوں کہ عینی نے غور نہیں کیا کیونکہ غرض امام بخاری کی بہت باریک ہے وہ یہ کہ جب مسواک کی اوس پانی سے
جو ایک برتن میں رکھا ہے اور مسواک کو اوس میں ڈبوتے گئے تو گویا ایک جز وضو کا اس پانی سے کیا گیا اسلیے کہ
مسواک اور کلی کرنا وضو کا ایک جز ہے اب جو اوس پانی سے وضو کیا تو گویا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا
اور یہی ترجمہ باب ہے حدثنا ادم قال حدثنا شعبة قال حدثنا الحكم قال سمعت ابا جحيفة يقول
خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالهاجرة فاتي بوضوء فتوضأ فجعل الناس ياخذون
من فضل وضوئه فيتمسحون به فصلى النبي صلى الله عليه وسلم الظهر ركعتين والعصر ركعتين
وبين يديه عنزة وقال ابو موسى دعا النبي صلى الله عليه وسلم بقدح فيه ماء فغسل يديه
ووجهه فيه ومج فيه ثم قال لهما اشربا منه وافرغا على وجوهكما ونحوركما ترجمہ حدیث بیان
کی ہم سے آدم (بن ابی ایاس) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ (بن حجاج) نے اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے حکم (بن عتیبہ کوفی) نے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ سوائی ثقفی کوفی ہیں یہ
صحابی ہیں ان سے اس کتاب میں سات حدیثیں مروی ہیں) وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے
(یعنے برآمد ہوئے) دوپہر کیوقت پھر آپکے سامنے وضو کا پانی لایا گیا آپنے اوس سے وضو کیا پھر لوگ اوس پانی
کو لینے لگے جو آپکے وضو سے بچا تہا (یعنے اوس پانی کو بانٹ لیا اور احتمال ہے کہ وہ پانی مراد ہو جو آپکے اعضا
سے بہتا تہا اور یہی یہ نکلتا ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے) اور اسکو پھیرنے لگے اپنے بدن پر برکت کے لیے اسلیے
کہ وہ پانی آپکے بدن مبارک سے لگا تہا اگر وہ پانی مراد ہو جو اعضا سے بہا تو اسکا تو بدن سے لگنا ظاہر
ہے اور جو وہ پانی مراد ہو جو وضو کے بعد بچ رہا تہا وہ بھی متبرک تہا کس لیے کہ آپنے اپنا ہاتھ مبارک اسمیں
ڈبویا تہا اور بدن پر پھیرنے سے یہ مراد ہے کہ لینے منہ اور ہاتھوں پر ملنا شروع کیا) پھر آپنے ظہر کی دو رکعتیں
پڑہیں اور عصر کی دو رکعتیں (پڑہیں کیونکہ یہ واقعہ سفر کا ہے اور حدیث صلوۃ میں بہی مذکور ہوگی انشاء اللہ
تعالی) اور آپکے سامنے ایک برچھی تھی آڑ کے لیے (اسلیے کہ آپ اسوقت جنگل میں تہے) اور ابو موسے
(عبد اللہ بن قیس اشعری صحابی مشہور) نے کہا (یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جسکو مولف نے مغازی میں
نکالا) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا جس میں پانی تہا جعرانہ میں پھر اپنے
ہاتھ دونو ہاتھ دہوئے اور منہ دہویا اسی پیالہ میں اور کلی کی اوسمیں بعد اسکے فرمایا اون دونو سے

یعنے ابوموسی اور بلال سے) اس میں سے پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو اور ابن بطال نے اس حدیث سے دلیل لی کہ آدمی کا
لعاب نجس نہیں ہے اور کہانے اور پانی میں پہونکنے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اس میں لعاب پڑکر نہ گرے اور طبیعت
کو نفرت نہ ہو نہ نجاست کی وجہ سے۔ حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا یعقوب بن ابراہیم بن سعد قال
حدثنا ابی عن صالح عن ابن شہاب قال اخبرنی محمود بن الربیع قال وھو الذی مج رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی وجہہ وھو غلام من بئرھم وقال عروۃ عن المسور وغیرہ یصدق کل واحد منہما صاحبہ
واذا توضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کادوا یقتتلون علی وضوءہ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن
عبد اللہ نے (جو مدینی تہے) انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے اونہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے میرے باپ ابراہیم نے اونہوں نے روایت کی صالح ابن کیسان سے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن
مسلم زہری) سے انہوں نے کہا خبر دی مجہکو محمود بن ربیع نے ابن شہاب نے کہا محمود وہ شخص تہے کہ جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے اون کے منہ میں ایک کلی کی تہی اوس وقت وہ بچہ تہے (پانچ برس کے) انکے کنوے سے (یعنے محمود اور انکی قوم کے
کنوے سے چنانچہ دوسری روایت میں محمود نے کہا ہے کہ مجہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کلی یاد ہے جو آپنے میرے مونہہ
پر کی تہی ڈول سے اور میں اوسوقت پانچ برس کا تہا) اور عروہ (ابن زبیر بن عوام) نے کہا مسور (ابن مخرمہ جو نواسے تہے
عبد الرحمان بن عوف کے اور شہید ہوئے ایک پتہر کی مار سے جو حجاج ملعون کے لشکر کیطرف سے جب اوس نے محاصرہ کیا تہا مکہ
معظمہ کا اور مسور اوسوقت نماز پڑہ رہے تہے مقام ابراہیم میں) وغیرہ سے روایت کرکے **ف** وغیرہ سے مراد مروان
بن حکم ہے چنانچہ امام بخاری نے یہ حدیث کتاب الشروط میں نکالی مطلب یہ ہے کہ عروہ نے مسور اور مروان دونوں سے روایت
کیا اور کرمانی سے اس مقام میں دو غلطیاں ہوئی ہیں ایک تو یہ کہ وغیرہ کو اونہوں نے مجہول قرار دیا اور یہ عذر کیا کہ
متابعت میں مجہول راوی کا ذکر کرنا جائز ہے حالانکہ یہ مجہول نہیں بلکہ مولف نے کتاب الشروط میں صاف اسکی تصریح
کر دی اور یہاں اختصار کے خیال سے نہ سند کو ذکر کیا نہ وغیرہ کا نام لیا دوسرے یہ کہ وقال عروۃ کا عطف اونہوں نے اخبرنی
محمود پر کیا تو مطلب یہ ٹہیرا کہ صالح بن کیسان نے محمود کی حدیث کو زہری سے روایت کیا اور مسور کی حدیث کو بہی زہری سے
انہوں نے عروہ وغیرہ سے اسصورت میں وقال عروہ معلق نہوا بلکہ موصول ہوا اور یہ مخالف ہے ائمہ نقل کے روایات کے
اور افسوس ہے کہ کرمانی ایسے مطالب میں عقل کیطرف دوڑتے ہیں اور نقل کی طرف نہیں جاتے جو اولی ہے نقلی ابواب
میں (فتح ملخصا) **ف** اور ہر ایک اون دونوں میں سے سچ کہتا ہے دوسرے کو **ف** یعنی ہر ایک مسور اور مروان
میں سے دوسرے کی حدیث کی تصدیق کرتا ہے یہاں بہی کرمانی نے غلطی کی اور کہا کہ کلو احد منہما کی ضمیر مسور اور محمود

کیطرف پہرتی ہو حالانکہ ایسا نہین بلکہ سورا اور مردان کیطرف پہرتی ہے (فتح) **ف** اسپر بیان کیا حدیث کو اخیر
تک اسمین یہ ذکر ہے کہ عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا جو صلح حدیبیہ مین مشرکون کیطرف سے آیا تہا جب لوٹکر قریش کے پاس
گیا) کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے ہین تو آپکے اصحاب قریب ہوجاتے ہین لڑائی کرین آپکے وضو
کے پانی پر **ف** ایسی محبت ہو آپسے اور ایسے جان نثار ہین آپکے کہ آپکے وضو کا بچا ہوا پانی اونکو جان سے زیادہ
عزیز ہے اوسکے حاصل کرنے مین لڑنے اور مرنیکے قریب ہوجاتے ہین حافظ صاحب نے کہا کہ ابو ذر کی روایت مین بجاے
کادوا کے کانو ہے اور یہ صحیح نہین کیونکہ صحابہ نے لڑائی نہین کی اسپر انتہے **باب** یہ مستملی کے نسخہ مین ہو اور اکثر
نسخون مین باب کا لفظ نہین ہے اور اسکے بعد جو حدیث مذکور ہے وہ پہلے ہی بابسے تعلق رکہتی ہے **حدثنا**
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ
بِيْ خَالَتِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ وَقِعٌ فَمَسَحَ رَاْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ
ثُمَّ تَوَضَّاَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد الرحمان بن یونس نے (جو بغدادی ہین اور حافظ) انہون نے کہا حدیث بیان کی
ہم سے حاتم بن اسمعیل (کوفی) نے انہون نے روایت کی جعد ابن عبد الرحمان بن اوس مدنی سے انہون نے کہا مین
نے سنا سائب بن یزید (کندی) جو صغار صحابہ مین سے ہین وہ سات برس کے سن مین اپنے باپکے ساتہ تہے حجۃ الوداع
مین اور انسے اس کتاب مین چہہ حدیثین مروی ہین) سے وہ کہتے تہے مجہکو میری خالہ (جنکا نام معلوم نہین ہوا) جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئین اور عرض کیا یا رسول اللہ میری بہن کا بیٹا بیمار ہو یا اون کی درد ہو
(اور بعض روایتون مین وجع ہے وقع کے بدلے اوسکے معنے بیمار) آپنے یہ سنکر اپنا ہاتہ میرے سر پر پہیرا (سبحان اللہ
زہے قسمت سائب کی) اور میرے لیے برکت کی دعا کی پہر آپنے وضو کیا مین نے آپکے وضو کا پانی پیا (یعنے وہ پانی
جو آپکے اعضا سے ٹپکتا جاتا تہا اس سے بہی مستعمل پانی کی طہارت نکلتی ہے) پہر مین آپ کی پشت (پیٹہ) کے پیچہے کہڑا ہوا اور
مین نے نبوت کی مہر کو دیکہا آپکے دونو مونڈہون کے بیچ مین وہ ایسی تہی جیسے چہپر کٹ کی گہنڈی **ف** ایک روایت
مین ہے جیسے کبوتر کا انڈا اور ایک روایت مین ہو جیسے سیب اور اختلاف ہو کہ ولادت کے وقت سے یہ مہر آپکے
جسم پر موجود تہی یا بعد ولادت کے پیدا ہوئی ابو نعیم نے دلائل مین ایک حدیث بیان کی جس سے دوسرا امر ثابت ہوتا ہو
حافظ صاحب نے کہا مہر نبوت کا بیان انشاء اللہ تعالی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین پورا کیا جاویگا اور ان
حدیثون سے امام بخاری نے دلیل لی اوس شخص کا قول رد کرنے کے لیے جو مستعمل پانی کو نجس جانتا ہے اور وہ

ابو یوسف ہین شاگرد ابو حنیفہ کے اور امام شافعی نے ام مین امام محمد سے نقل کیا ہے کہ ابو یوسف اس قول سے پہر گئے تہے
پہر دو ماہ کے بعد اسی قول کیطرف پہر گئے اور ابو حنیفہ سے اس باب مین تین روایتین ہین ایک یہ کہ مستعمل پانی پاک
ہے لیکن پاک نہین کرتا (یعنے اوس سے طہارت نہین کر سکتے جیسے وضو یا غسل) امام محمد نے ایسا ہی روایت کیا ہے امام
ابو حنیفہ سے اور یہی قول ہے محمد اور شافعی کا جدید اور اسی پر فتوی ہے حنفیہ کے نزدیک دوسرے یہ وہ نجس ہے بہ نجاست خفیفہ
ابو یوسف نے ایسا ہی نقل کیا ہے ابو حنیفہ سے تیسرے یہ کہ وہ نجس ہے بہ نجاست غلیظہ حسن بن زیاد لولوی نے ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور ان حدیثون سے اس کا رد ہوتا ہے کیونکہ نجس
متبرک نہین ہو سکتا (مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یہ جواب دے سکتے ہین کہ ان حدیثون سے استدلال
صحیح نہین کیونکہ مستعمل پانی اور دون کا نجس ہے نہ حضرت کا حضرت کے تو تمام فضلات بہی پاک اور طاہر تہے) اور بعضون
نے نجاست کی یہ دلیل کی ہے کہ اس پانی سے گناہ دور ہوتے ہین جیسے اور احادیث مین وارد ہے امام مسلم کے تو جب یہ
دور کرنا اسکا اور جواب اسکا یہ ہے کہ گناہ دور ہونے سے نجس ہونا لازم نہین آتا اور دور کرنا اگر ضرور ہوتا تو اس سے
تبرک نہ جانا نہ لیا جاتا ابن منذر نے کہا اسپر اجماع ہے کہ جو تری وضو کرنیوالے کے اعضا پر رہ جاتی ہے اور جو ٹپکتا ہے
اوسکے کپڑون پر وہ پاک ہے اس سے بہی نکلتا ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے لیکن پاک کرنیکا بیان کتاب الغسل مین
انشاء اللہ تعالی آویگا تمام ہوا کلام حافظ صاحب کا اور کلی کے پاک ہونے سے دلیل لی مستعمل پانی کے پاک ہونے پر
کیونکہ کلی مین بہی پانی مستعمل ہو جاتا ہے اور اس مین تہوک وغیرہ مل جاتا ہے شوکانی نے نیل مین کہا کہ جمہور
علماء کا یہی قول ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے اور بعض حنفیہ اور ابو العباس نے اوسکو نجس کہا ہے اور جمہور کی دلیلین بہت
ہین ایک ابو جحیفہ کی حدیث صحیح بخاری مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو باہر نکلے پہر وضو کا پانی لایا گیا آپنے وضو
کیا لوگ آپکے بچے ہوئے پانی کو بدن پر ملنے لگے ایک روایت مین ہے جسکو پانی نہ ملا وہ اپنے ساتہی کے ہاتہ سے تری
لے لیتا اور ذکر کیا ابو موسے اور سائب بن یزید کی حدیثون کو جو اوپر گذرین منتقی الاخبار مین دلیل لی مستعمل پانی
کے پاک ہونے پر جابر کی حدیث سے جو صحیحین مین ہے کہ حضرت میری عیادت کو آئے مین بیماری سے بیہوش تہا آپنے وضو
کیا اور وضو کا پانی مجہپر ڈالا امام شوکانی نے کہا یہ دعوی کہ مستعمل پانی حضرت کا پاک تہا اور دون کا نجس ہے محض بے
دلیل ہے کیونکہ آپ کا اور آپکی امت کا ایک حکم ہے جب تک تخصیص کی کوئی دلیل قائم نہ ہو اور دوسری دلیل منتقی
الاخبار مین یہ ہے کہ جماعت نے روایت کیا سوا بخاری اور ترمذی کے حذیفہ سے اور روایت کیا جماعت نے ابو ہریرہ سے
وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے جنابت کی حالت مین تو سرک گئے پہر غسل کیا اور آئے اور بولے کہ مین جنب

بحث نجاست کافر

ہنا حضرت نے فرمایا مسلمان نجس نہیں ہوتا شوکانی نے کہا اسکی مفہوم سے حجت لی ہے بعض ظاہریہ نے اور بحر میں نقل کیا ہادی
اور قاسم اور ناصر اور مالک سے ان سب نے کہا کہ کافر نجس عین ہے اور یہی مذہب ہے امامیہ اثنا عشریہ کا اور قوت دیتی ہے اس
مذہب کو یہ آیت اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ یعنے مشرک نجس ہیں جمہور علما یہ کہتے ہیں کہ آیت میں نجاست سے مراد نجاست اعتقاد ہے
ہے اور حدیث کا یہ مقصود ہے کہ مسلمان اپنے اعضا کی طہارت کا خیال رکھتا ہے اور کافر خیال نہیں رکھتا اور دلیل جمہور
کی اس تاویل پر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز رکھا اور ظاہر ہے کہ بی بی کا پسینہ اسکا اور
اعضا مرد سے ضرور لگتے ہیں اور حضرت نے ثقیف کے قاصدوں کو مسجد میں اتارا وہ مشرک تھے اور باوجودیکہ صحابہ نے کہا وہ نجس
ہیں لیکن آپ نے فرمایا ان کی نجاست زمین پر کچھ نہیں ہے بلکہ ان کے دلوں میں ہے اب رہی ابو ثعلبہ کی حدیث جس میں اہل
کتاب کے برتنوں میں کھانے سے ممانعت کی اور فرمایا کہ اگر اور برتن ملیں تو ان میں نہ کھاؤ اور جو اور برتن نہ ملیں تو
ان کو دھو ڈالو پھر ان میں کھاؤ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم کافر کی نجاست کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے
برتنوں میں شراب اور سور کھاتے اور پکاتے تھے جیسے احمد اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ ہمارا ملک اہل کتاب
کا ملک ہے وہ سور کا گوشت کھاتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور صحیحین میں مروی ہے کہ حضرت نے وضو کیا ایک مشرک
عورت کی مشک سے اور ثمامہ بن اثال کو آپ نے مسجد کے ستون سے باندھا حالانکہ وہ مشرک تھا اور خیبر میں یہودی عورت
کی بھنی بکری کا گوشت کھایا اور وہ پنیر کھایا جو نصاریٰ کے ملک سے آتا تھا جیسے روایت کیا احمد اور ابو داؤد نے ابن عمر
سے اور ایک یہودی کی دعوت میں جو کی روٹی اور گوشت کھایا اور قرآن میں طعام اہل کتاب کو حلال قرار دیا حالانکہ
یہ سورہ مائدہ میں ہے اور وہ اخیر میں اتری اور آپ نے کفار کو کھانا کھلوایا اور آپ کے اصحاب نے اور برتنوں کو نہیں
دھوایا نہ اسکا حکم کیا کہ وہ دھوئے جاویں اور سلف سے یہ اثر ثابت نہیں کہ وہ کافروں کی رطوبات سے پرہیز کرتے ہوں اور جو
پرہیز کرتے تو یہ مشہور ہو جاتا ابن عبد السلام نے کہا کہ مسلمان سے گھی خریدنا اور کافر سے گھی نہ لینا اسکی اصل سلف سے
نہیں نکلتی اور صحابہ نے اسپر خیال نہیں کیا اور یہ حدیث اصل ہے مسلمان کی طہارت میں اگر زندہ ہو تو اسکی طہارت پر
اجماع ہے اور جو مردہ ہو تو اس میں اختلاف ہے ابو حنیفہ اور مالک اور اہل بیت میں سے ہادی اور قاسم اور مؤید باللہ اور
ابو طالب کے نزدیک وہ نجس ہے اور اوروں کے نزدیک پاک ہے اور بحر میں اول مذہب والوں کے لیے دلیل لی ہے کہ جب
حبشی زمزم میں گر کر مر گیا تھا تو اسکا پانی سینچنے کے لیے حکم دیا گیا تھا اور یہ مرفوع نہیں البتہ ابن عباس کا فعل
ہے جیسے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور صحابی کا قول یا فعل مخالف پر حجت نہیں ہو سکتا اور یہی جائز ہے
پانی کا سینچنا نجاست کی وجہ سے نہ ہو بلکہ طبیعت کی کراہت دور کرنے کے لیے ہو علاوہ اسکے معارض ہے اس کا

حذیفہ کی حدیث اور خود ابن عباس کا قول جسکو امام شافعی نے نکالا کہ مومن نجس نہین ہوتا نہ زندگی مین نہ مرنے کے بعد
اور معارض ہے اسکے ابو ہریرہ کی حدیث جو اوپر گذری اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ تمہارا مردہ پاک ہے اور
اور کافی ہے تم کو ہاتھ دہو ڈالنا اور جب مسلمان نجس نہ ہوا تو وہ پانی جو وضو مین اسکے اعضا سے لگتا ہے یعنے
مستعمل پانی کیونکر نجس ہوگا اب یہ امر کہ مستعمل پانی طہور یعنے پاک کرنے والا نہین ہے اسکی بحث آگے آویگی انشاء
اللہ تعالیٰ انتہے مختصراً زیلعی نے ہدایہ کی تخریج مین مستعمل پانی کے پاک ہونے کے لیے دلیل لی جابر کی حدیث سے
جو اوپر گذری اور دلیل لی معاذ کی حدیث سے جسکو روایت کیا ترمذی نے اپنی کتاب مین کہ مینے حضرت کو دیکھا آپ
جب وضو کرتے تو اپنا منہ پونچھتے اپنے کپڑے کے کنارہ سے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اسناد اسکا ضعیف
ہے اور رشدین بن سعد اور عبد الرحمان بن زیاد دونو ضعیف ہین اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور کہا کہ اسکا اسناد
قوی نہین ہے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے کہ حضرت کے پاس ایک کپڑے کا ٹکڑا تھا جس سے آپ بدن
کو پونچھا کرتے تھے وضو کے بعد اور کہا کہ یہ حدیث قائم نہین ہے اور اس باب مین کچھ صحیح نہین ہے اور ابو معاذ کو کہتے
ہین کہ وہ سلیمان بن ارقم ہے وہ ضعیف ہے حدیث والون کے نزدیک اور ابن ماجہ نے روایت کیا سلمان سے کہ حضرت نے
وضو کیا پھر اپنے صوف کے جبہ کو اولٹا جسکو آپ پہنے ہوئے تھے اور پونچھا اوس سے اپنے مونہہ کو اس کے اسناد مین
وضین بن عطا ہے ثقہ کہا اوسکو امام احمد نے اور ابن معین نے کہا کہ اوس مین کچھ قباحت نہین اور دلیل لی اوسکی
نجاست پر ابو ہریرہ کی حدیث سے کہ فرمایا حضرت نے نہ غسل کرے کوئی تم مین سے ٹھیرے پانی مین جب وہ جنب ہو راوی
نے کہا پھر کیا کرے اے ابا ہریرہ اونہون نے کہا پانی نکالکر اپنے اوپر ڈالے روایت کیا اوسکو مسلم نے اور بیہقی کی
روایت مین یہ ہے کہ نہ پیشاب کرے ٹھیرے پانی مین نہ اوس مین غسل کرے جنابت سے اور دلیل لی مستعمل پانی کے
پاک کرنے پر چند حدیثون سے جنکا ذکر کتاب الغسل مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ

باب مَنْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ

باب بیان مین اسکے کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا ایک ہی چلو سے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ
قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ أَفْرَغَ مِنَ الْإِنَاءِ عَلَى
يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ أَوْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا فَغَسَلَ يَدَيْهِ
إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَا أَقْبَلَ وَمَا أَدْبَرَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ
هٰكَذَا وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے مسدد (ابن مسرہد) نے انہون
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے خالد بن عبد اللہ ابن عبد الرحمان واسطی ابو الہیثم طحان) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی

ہم سے عمرو بن یحییٰ (مازنی) نے روایت کی اپنے باپ (یحییٰ بن عمارہ) سے اونہون نے عبد اللہ بن زید انصاری سے انہون نے برتن سے پانی ڈالا اپنے دونو ہاتھون پر پھر دھویا انکو پھر منہ کو دھویا یا یون کہا کہ کلی کی (راوی کو شک ہے اور امام مسلم اور اسمعیلی نے بغیر شک کے روایت کیا اوس مین یہ ہے کہ پھر اپنا ہاتھ برتن مین ڈالا پھر اوسکو نکالا اور کلی کی اور غالبا یہ شک مسدد کی طرف سے ہے جو شیخ تھے بخاری کے اور کرمانی نے نادر بات کہی کہ یہ شک تابعی کی ہے) اور ناک مین پانی ڈالا ایک ہی چلو سے (یعنے آدہے سے کلی کی اور آدہا ناک مین ڈالا) یہ تین بار کیا پھر دونون ہاتھ دہوئے دونو کہنیون تک دو دو بار اور مسح کیا اپنے سر پر آگے اور پیچھے (ایکبار) اور دہوئے اپنے دونون پاؤن دونو ٹخنون تک **ف** یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے حافظ صاحب نے کہا کہ اس روایت مین منہ دہونیکا ذکر نہین ہے اور شاید راوی نے اختصار کے خیال سے منہ دھونیکا ذکر چھوڑ دیا اور امام مسلم کی روایت مین یہ موجود ہے کہ پھر منہ کو دھویا تین بار (مین کہتا ہون صحیح بخاری کے بعض نسخون مین بھی منہ کے دہونیکا ذکر اس روایت مین موجود ہے) اور باقی بحثین اس حدیث کی ابہی گذر چکین **مترجم** کہتا ہے امام بخاری اس حدیث کو اس باب مین دوبارہ اسلیے لائے کہ یہ معلوم ہو کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا ایک ہی چلو سے سنت ہے اور حنفیہ اس کے مخالف ہین وہ کہتے ہین کہ کلی کیواسطے پہلے تین چلو لیوے پھر ناک کیواسطے علاحدہ تین چلو لیوے اور وہ دلیل لیتے ہین ابوداؤد کی حدیث سے جو روایت کی طلحہ بن مصرف سے اوس نے اپنے باپ سے اوس نے دادا سے اونہون نے کہا مین حضرت کے پاس گیا آپ وضو کر رہے تھے اور پانی آپکے منہ اور داڑہی سے بہہ رہا تہا مین نے آپ کو دیکھا آپ جدا جدا کرتے تھے کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین اور سکوت کیا اس حدیث سے ابوداؤد نے اور اسیطرح منذری نے اپنی مختصر مین یہ کلام زیلعی کا ہے حالانکہ ابوداود نے اپنی سنن مین اس اسناد مین کلام کیا دوسری جگہہ مین اور کہا مین نے امام احمد سے سنا وہ کہتے تہے ابن عیینہ نے مسح کی حدیث کا انکار کیا جسکو روایت کیا طلحہ بن مصرف نے اپنے باپ سے اوس نے دادا سے اور کہا یہ کیا ہے طلحہ عن ابیہ عن جدہ اور حاشیہ ابوداود مین ہے کہ طلحہ کے باپ اور دادا دونو مجہول الحال ہین اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث سے صاف یہ مطلب نہین نکلتا کہ ناک کے پانی کے واسطے علیحدہ چلو لیتے تہے اور جدائی کرنا اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی چلو سے آدہے سے پہلے کلی کر کے پھر آدہا ناک مین ڈالے زیلعی نے کہا اس سے مقصود کی صراحت معلوم نہین ہوتی اور دلیل لیتے مین طبرانی کی حدیث سے کعب بن عمرو سے جو طلحہ بن مصرف کا دادا ہے کہ حضرت نے وضو کیا تو کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور ہر ایک کے لیے نیا پانی لیتے تہے اور منہ کو دھویا تین بار جب سر پر مسح کیا تو اس طرح سے کیا اور اشارہ کیا کہ سب سر کے آگے سے یہانتک کہ گدی کیطرف گردن کے نیچے تک لے گئے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حافظ

نے تلخیص میں کہا یہ حدیث ضعیف ہے اسپر کیونکہ معارض ہوگی عبد اللہ بن زید کی صحیح حدیث کے محیط میں جو حنفیہ کی فقہ کی
کتاب ہے کہ حضرت علی اور عثمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ایسا ہی منقول ہے اور ایسا نقل کیا اوسکو غزالی
نے وسیط میں نووی نے کہا ابن الصلاح نے مشکلات الوسیط میں اسپر اعتراض کیا اور کہا کہ حضرت علی اور عثمان
سے یہ ثابت نہیں بلکہ حضرت علی سے اسکے خلاف روایت کیا ابو داؤد نے کہ حضرت نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا
ایک ہی بار کے پانی سے البتہ طلحہ بن مصرف سے ایسا منقول ہے نکالا اوسکو ابو داؤد نے بیہقی نے سنن میں کہا
یحیے بن معین نے کہا طلحہ کے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے محدثین ایسا ہی کہتے ہیں اور طلحہ کے
گھر والے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا (یہ دوسرا نقص ہوا اس روایت میں) اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں کہا کہ عبد الرحمن
بن مہدی کہتے تھے کہ اوسکے دادا کا نام عمرو بن کعب تھا اور وہ صحابی تھا بیہقی نے کہا ابن سعد نے طبقات میں
روایت کیا طلحہ بن مصرف سے اوس نے اپنے باپ سے اوس نے دادا سے اوس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا آپ اپنے سر پر اسطرح سے مسح کرتے تھے اور بیان کیا اسکو مسح کیا آگے کے سر پر پھر دونو ہاتھوں کو کھینچا گردن
تک اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلحہ کے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے نووی نے کہا کہ اس
باب میں جو صحیح ہے اور ثابت ہے احادیث صحیحہ سے وہ یہی ہے کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو میں سے کلی کرے اور ناک
میں پانی ڈالے اور وہ صحیح حدیثیں ہیں ایک عبد اللہ بن زید کی جو اوپر گذری روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے
دوسری حضرت علی کی حدیث روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور اصحاب سنن نے اسمیں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا
ایک ہی چلو سے تیسری عبد اللہ بن عباس کی حدیث روایت کیا اسکو امام بخاری نے اوس میں یہ ہے کہ پھر ایک چلو لیا پانی
کا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اوس سے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک ہی
چلو سے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ان تینوں حدیثوں کو باختصار ایک ہی باب میں بیان کیا ہے

باب مَسْحِ الرَّأْسِ مَرَّةً سر کا مسح ایک بار کرنے کا بیان **حدثنا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو
ابْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ أَبِي حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ فَكَفَأَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ
وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا بِثَلَاثِ غَرَفَاتٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي
الْإِنَاءِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدِهِ وَأَدْبَرَ
بِهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی

ہم سے وہیب ابن خالد نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن یحییٰ نے اونہوں نے روایت کی اپنے باپ یحییٰ سے
اونہوں نے کہا میں حاضر تھا عمرو بن ابی حسن پاس اونہوں نے پوچھا عبد اللہ بن زید انصاری سے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے وضو کو پس سنکر عبد اللہ نے ایک برتن منگوایا پانی کا پھر وضو کیا اون کے سامنے تو جھکایا برتن کو اپنے
دونوں ہاتھوں پر اور دھویا انکو تین بار پھر اپنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی تین
چلووں سے تین بار پھر اپنا ہاتھ اندر ڈالا اور اپنے منہ کو تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے
دونوں کہنیوں تک دو دو بار پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور سر پر مسح کیا آگے لے گئے اور پیچھے سے لائے اپنے
ہاتھ کو پھر اپنا ہاتھ اندر ڈالا برتن کے اور دونوں پاؤں کو دھویا ف اوپر تفصیل سے گذر چکا کہ مسح ایک
بار کرنا مسنون ہے اور اسکی دلائل بھی بیان ہو چکے حافظ صاحب نے کہا ابن خزیمہ نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث
کو صحیح کہا اوس میں یہ ہے کہ آپ نے وضو سے فارغ ہو کر فرمایا جس نے اس پر زیادہ کیا اوس نے برا کیا اور ظلم کیا اور سعید بن
منصور کی روایت میں اس حدیث میں تصریح ہے کہ آپ نے سر کا مسح ایک ہی بار کیا تھا تو معلوم ہوا کہ سر کا مسح ایک
بار سے زیادہ کرنا مستحب نہیں ہے اور اس حدیث میں منہ کا دھونا مذکور نہیں ہے اور مسلم اور اسماعیلی کی روایت میں منہ
کا دھونا مذکور ہے تو شاید راوی نے اس میں اختصار کیا یعنے مسدد نے انتہے مترجم کہتا ہے اس حدیث میں تو منہ کا
دھونا مذکور ہے اور شاید مراد حافظ صاحب کی اس سے پہلے کی حدیث ہے کیونکہ مسدد سے وہی حدیث مروی ہے اس
صورت میں اس بیان کا موقع اسی حدیث کی شرح میں تھا نہ اس حدیث کی مگر یہ کہا جاوے کہ حدیث ایک ہی ہے اور تعدد
صرف اسنادوں کا ہے واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ مَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً ترجمہ حدیث
بیان کی ہم سے موسیٰ ابن اسماعیل تبوذکی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے وہی حدیث جو اوپر گذری
کہا کہ مسح کیا سر کا ایک بار (تو ایک بار کا لفظ اس سند میں زیادہ ہے) بَابُ وُضُوءِ الرَّجُلِ مَعَ
امْرَأَتِهِ باب بیان میں اسکے کہ مرد اپنی عورت کے ساتھ وضو کرے (ایک برتن سے اور بعض نسخوں میں مع المراۃ ہے
یعنے مرد عورت کے ساتھ وضو کرے اور یہ عام ہے کہ اسکی بی بی ہو یا اور کوئی ہو) وَفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ اور جو پانی
عورت کے وضو سے برتن میں بچ رہے اوس سے وضو کرنے کا بیان وَتَوَضَّأَ عُمَرُ بِالْحَمِيمِ اور وضو کیا حضرت عمر نے
گرم پانی سے ف اس اثر کو سعید بن منصور اور عبد الرزاق نے روایت کیا باسناد صحیح کہ حضرت عمر گرم پانی سے
وضو کرتے تھے اور اوس سے غسل کرتے تھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے کہ حضرت عمر کے لیے
کتلے میں پانی گرم کیا جاتا تھا پھر وہ غسل کرتے تھے اوس سے دارقطنی نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے زیلعی نے کہا اسکو

اسنادمین دو شخص ہین جن مین کلام ہوا ہے ایک علی بن غراب تو ثقہ کہا اسکو دارقطنی اور ابن معین نے اور ضعیف کہا اسکو
ابوداؤد وغیرہ نے خطیب نے کہا اسکے مذہب کی وجہ سے کلام ہوا اوس مین کیونکہ وہ کٹا شیعہ تھا اور دوسرا ہشام بن سعد اس
سے اگرچہ امام مسلم نے نکالا مگر نسائی نے اوسکو ضعیف کیا اور احمد بن حنبل نے اوسکو پسند نہین کیا اور بیہقی نے سنن
مین اور طبرانی نے معجم مین اسلع بن شریک سے نکالا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر کجاوہ باندھتا تھا ایک
رات سردی مین مجھکو جنابت ہوئی اور مین ڈرا اگر ٹھنڈے پانی سے نہاؤن تو مرجاؤن یا بیمار ہوجاؤن آخر مین نے ایک
انصاری کو حکم دیا اوس نے کجاوہ باندھ دیا اور مین نے کئی پتھر رکھے اور پھر پانی گرم کیا اور غسل کیا پھر مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب سے ملا آپنے فرمایا اے اسلع تمہارا کجاوہ ہلتا ہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
مین نے اوسکو نہین باندھا بلکہ ایک انصاری نے باندھا ہے آپنے فرمایا کیون مین نے عرض کیا مجھے جنابت ہوئی تھی
تو مین سردی سے اپنی جان پر ڈرا مین نے اوسکو حکم دیا کجاوہ باندھنے کا اور مین نے کئی پتھر رکھکر پانی گرم کیا اور
غسل کیا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ و انتم سکاریٰ سے عفوا غفورا تک
ذہبی نے مختصر سنن بیہقی مین کہا متفرد ہوا اس حدیث سے علاء بن الفضل اور وہ حجت نہین ہے اور اسپر اتفاق ہے علما کا
کہ گرم پانی سے طہارت درست ہے صرف مجاہد کا اس مین خلاف ہے قسطلانی نے کہا البتہ بہت گرم پانی سے طہارت
مکروہ ہے کیونکہ اوس سے طہارت پوری نہ ہوسکے گی یعنے گرمی کی تکلیف سے اعضا کو اچھی طرح دہو نہ سکیگا اور دہوپ سے
جو پانی گرم ہو اس مین جو مرفوع حدیثین ممانعت مین آئی ہین وہ اعتبار کے لائق نہین ہین بلکہ محدثین نے اون کو
موضوعات مین شمار کیا ہے منجملہ اون کے ایک عقیلی کی روایت ہے انس سے کہ مت غسل کرو اوس پانی سے جو دہوپ
مین گرم ہوجاتا ہے کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے عقیلی نے کہا اسکی اسناد مین سوادہ مجہول ہے اور اسکی حدیث محفوظ
نہین ہے اور دہوپ سے جو پانی گرم ہو اوس مین کوئی حدیث مرفوعا صحیح نہین ہے البتہ حضرت عمر کا قول اس باب مین مروی
کیا جاتا ہے اور روایت کیا اسکو ابن جوزی نے موضوعات مین عقیلی کے طریق سے اور ابو نعیم نے طب مین حضرت عائشہ
سے روایت کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دہوپ مین پانی گرم کیا آپنے فرمایا اے حمیرا مت کر کیونکہ اس
برص پیدا ہوتا ہے اسکی اسناد مین خالد بن اسماعیل مخزومی ہے جو حجت نہین ہے ابن عدی نے کہا وہ ثقات سے
موضوعات روایت کرتا ہے امام سیوطی نے کہا دارقطنی نے اپنی سنن مین یہ حدیث کو نکالا اسی طریق سے طیبی
نے کہا اور بیہقی نے بھی اور کہا کہ خالد بن اسمعیل متروک ہے اور نکالا اوسکو دارقطنی نے افراد مین ہیثم بن عدی
کے طریق سے اور کہا کہ ہیثم کذاب ہے نسائی اور دارمی نے کہا کہ ہیثم بن عدی متروک ہے اور ابن جوزی نے ابن سعید

سے نقل کیا کہ وہ جہوٹ بناتا تہا اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے وہب بن وہب سے اور وہ بہی کذاب ہے ابن عدی نے کہا کہ
خالد سو بدتر ہے اور متابعت کی وہب کی محمد بن مروان سدی نے اور وہ بہی کذاب ہے نکالا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط
مین اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عمرو بن محمد اعشم سے اونہون نے فلیح سے اونہون نے زہری سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ
سے کہ منع کیا حضرت نے دہوپ مین گرم کیے ہوے پانی سے وضو کرنے سے یا غسل کرنے سے اور فرمایا کہ اوس سے برص
ہوتا ہے ابن حبان نے سخت کہا عمرو بن محمد بن اعشم کے باب مین اور دارقطنی نے کہا عمرو بن محمد اعشم منکر الحدیث ہے
اور نہین روایت کیا اوسکو سوا کسی نے اوسکو فلیح سے اور یہ حدیث زہری سے صحیح نہین ہے اور روایت کیا دارقطنی نے
افراد مین انس سے مرفوعًا کہ مت نہلاؤ اپنے لڑکون کو اوس پانی سے جو آفتاب سے گرم ہوتا ہے کیونکہ اوس سے برص پیدا
ہوتا ہے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتہہ اس حدیث کے زکریا شعبی سے اور ایوب نے زکریا سے اور زکریا ضعیف ہے اور ایوب
مجہول ہے زیلعی نے کہا دارقطنی نے غرائب مالک مین اسکو روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیے پانی گرم کیا دہوپ مین غسل کے لیے آپ نے فرمایا مت کر اے حمیرا کیونکہ وہ برص پیدا کرتا ہے دارقطنی
نے کہا یہ باطل ہے مالک سے اور ابن وہب سے روایت کیا اوسکو خالد بن اسمعیل مخزومی نے اور وہ متروک ہے ہشام سے
اور بیہقی نے اپنی سنن مین اشارہ کیا اس طریق کی طرف اور کہا دوسری منکر اسناد سے یہ حدیث ابن وہب سے مروی ہے
اونہون نے مالک سے اونہون نے ہشام سے اور صحیح نہین ہے انتہے شوکانی نے کہا فوائد مین کہ اسکا کوئی طریقہ کذاب یا
مجہول سے خالی نہین ہے مین کہتا ہون ابوبکر بن مقری نے اپنے فوائد مین اوسکو روایت کیا انس سے اوس مین یہ ہے کہ مت
غسل کرو آفتاب کے گرم کیے ہوے پانی سے کیونکہ اوس سے اکلہ کی بیماری پیدا ہوتی ہے اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباس
سے مرفوعًا لیکن اسکی اسناد مین عمرو بن صباح ہے وہ کذاب ہے انتہے ما فی اللآلی المصنوعۃ مع زیادۃ زیلعی نے کہا حضرت
عمر کا قول اس باب مین شافعی نے روایت کیا جابر سے کہ حضرت عمر مکروہ رکہتے تہے دہوپ مین گرم کیے ہوے پانی سے
غسل کرنے سے اور کہتے تہے اس سے برص پیدا ہوتا ہے اور شافعی کے طریق سے بیہقی نے نکالا اور اسکا ایک اور
طریق ہے جسکو دارقطنی نے نکالا پہر بیہقی نے اسمعیل بن عیاش سے اونہون نے صفوان
بن عمرو سے اونہون نے حسان بن ازہر سے کہ حضرت عمر نے کہا مت غسل کرو دہوپ کے گرم پانی سے کیونکہ وہ پیدا کرتا
ہے برص کو اور صفوان بن عمرو حمص کا ہے اور اسمعیل بن عیاش کی روایت شام والون سے صحیح ہے اور متابعت کی
اسکی مغیرہ بن عبد القدوس نے اور روایت کیا اوسکو صفوان سے نکالا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات مین حسان
بن ازہر کے ترجمہ مین اور شافعی کی مسند مین ابراہیم بن محمد اسلمی ہے بیہقی نے کتاب المعرفہ مین کہا وہ اگرچہ

قدسی تہا پر ثقہ تہا حدیث مین اسیواسطے شافعی نے اوس سے روایت کی دوسرا صدقہ بن عبد اللہ ہے جسکا لقب سمین ہے بیہقی
نے اپنی سنن مین باب کراہۃ الغسل مین کہا ضعیف کیا اوسکو احمد اور ابن معین وغیرہما نے انتہے حافظ ابن حجر نے
کہا ہے جو امام بخاری نے حضرت عمر کا اثر اس باب مین بیان کیا اوسکی مناسبت یہ ہے کہ آدمی کے گہر والی اوسکی کامون
مین شریک ہوتے ہین تو جب حضرت عمر گرم پانی سے وضو کرتے ہونگے تو اون کے گہر والے بہی انکے بچے ہوے پانی سے
وضو کر لیتے ہونگے اور اس سے رد ہو گیا اسکا جس نے عورت کو منع کیا ہے مرد کے بچے ہوے پانی سے وضو کرنے سے کیونکہ
ظاہر یہی ہے جو ہم نے کہا انتہے اور کرمانی نے کہا کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ اکثر تراجم باب مین فائدہ کے لیے دوسری
بات بہی بیان کر دیتے ہین تو یہان دو باتین بیان کرنا چاہین ایک یہ کہ انکا ہے جو پانی گرم کیا جاوے اس سے
وضو بلا کراہت جائز ہے اور اسکے لیے حضرت عمر کا یہ اثر لائے کہ اونہون نے گرم پانی سے وضو کیا اور رد کیا اس سے مجاہد
کے قول کو دوسرے یہ کہ عورت کا بچا ہوا پانی وضو مین استعمال کرنا جائز ہے اور اسکو ثابت کرنے کے لیے یہ اثر لائے
وَمِنْ بَيْتِ نَصْرَانِيَّةٍ یعنے وضو کیا حضرت عمر نے نصرانی عورت کے گہر سے اور یہ مضمون باب کے مناسب تہا تو اول مضمون
کو صرف مزید فائدہ کے لیے بیان کر دیا اور احتمال ہے کہ یہ دونو ملکر ایک اثر ہو یعنے وضو کیا گرم پانی سے ایک
نصرانی عورت کے گہر سے اس صورت مین گرم پانی کا ذکر بے موقع نہوگا کیونکہ وہ ایک خبر ہے اس اثر کا انتہے حافظ
ابن حجر نے کہا وَمِنْ بَيْتِ معطوف ہے حمیم پر یعنے وضو کیا حضرت عمر نے ایک نصرانی عورت کے گہر سے اور اس اثر کو امام
شافعی نے موصولاً روایت کیا اور عبد الرزاق نے ابن عیینہ سے اونہون نے زید بن اسلم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون
نے حضرت عمر سے اور امام شافعی کے اثر کی عبارت یہ ہے کہ حضرت عمر نے وضو کیا اوس پانی سے جو نصرانی عورت کے
گہڑے مین تہا اور اس اثر کو ابن عیینہ نے زید بن اسلم سے نہین سنا کیونکہ بیہقی کی روایت مین ہے سعدان بن نصر
سے اونہون نے ابن عیینہ سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لوگون نے زید بن اسلم سے پہر بیان کیا اوسکو طول کے
ساتہہ اور اسماعیلی نے اوسکو روایت کیا ابن عیینہ سے اونسے ابن زید سے اونسے زید سے اور زید کے تین بیٹے
تہے عبد اللہ اور اسامہ اور عبد الرحمن اور سب سے بڑی زیادہ ثقہ عبد اللہ تہے اور مین سمجہتا ہون کہ ابن عیینہ نے انہی
سے اس اثر کو سنا ہے اور اسیپر جزم کیا امام بخاری نے انتہے اور کرمانی نے جو کہا کہ احتمال ہے کہ یہ دونو ملکر ایک
اثر ہون یہ غلطی ہے کیونکہ یہ دونو اثر علاحدہ علاحدہ ہین اور کریمہ کی روایت مین من بیت ہے بحذف واو اور اسی وجہ
سے کرمانی نے یہ توجیہ کی اور یہ اثر باب کے مناسب اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ شاید وہ نصرانی عورت کسی مسلمان کے نکاح
مین ہو اور اس نے حیض سے غسل کیا ہو اور یہ پانی اسکا بچا ہوا ہو اور اگرچہ اس مطلب کی تصریح اس اثر مین نہین مگر

احتمال ہو سکتا ہی اور امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ ایسی احتمالات سے دلیل لیتے ہین گو اور علما ایسے دلائل کو نہین مانتے
اور جب نصرانی عورت کا بچا ہوا پانی وضو کے لیے جائز ٹھہرا تو مسلمان عورت کے وضو سے بچا ہوا پانی بطریق اولی درست
ہوگا اور اس مین اوسکی بھی دلیل ہے کہ اہل کتاب کا پانی استعمال کر سکتے ہین امام شافعی نے ام مین کہا مشرک کے
پانی سے وضو کرنے مین کوئی قباحت نہین ہے اسی طرح مشرک کے وضو سے جو پانی بچ رہے اوس سے وضو کرنے مین بشرطیکہ
نجاست کا علم نہ ہو اور ابن منذر نے کہا صرف ابراہیم نخعی اس بات کی قائل ہین کہ عورت کی غسل جنابت سے جو پانی
بچ رہی اس سے طہارت کرنا مکروہ ہی اور کوئی عالم اسکا قائل نہین ہوا انتہے ما قال الحافظ رحمہ اللہ تعالی منتقی الاخبار
مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا وضو کرنا ایک مشرک عورت کی مشک سے روایت کیا اوسکو
بخاری اور مسلم نے ایک طویل حدیث مین) اور بعض علما اس طرف گئی ہین کہ کافرون کے برتنون کا استعمال جائز
نہین جب تک دھو نہ جاوین بشرطیکہ وہ کافر ایسے ہون جنکا ذبیحہ درست نہین انکے سوا اور کافرون کے برتنون
کا استعمال درست ہی اور اس سے جمع ہو جاتا ہے احادیث مین اور بعضون نے سب کا دھونا مستحب کہا ہے کیونکہ امام
حسن نے فرمایا مین نے حضرت سے یاد رکھا آپ نے فرمایا چھوڑ دی ۔ اوس بات کو جو شک مین ڈالے تجھکو اوس بات کیطرف جو
شک مین نہ ڈالے روایت کیا اوسکو احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا کہ صحیح ہے اور صحیح کہا اوسکو ابن حبان
اور حاکم نے انتہے مختصرا مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام مین بھی یون ہی کہا کہ حضرت اور آپ کے
صحابہ نے وضو کیا ایک مشرک عورت کی پکھال سے حالانکہ یہ حدیث امام بخاری آگے بیان کرین گے اوس مین صاف
یہ نہین ہے کہ آپ نے وضو کیا اوس پانی سے البتہ یہ ہی کہ صحابہ نے اوس پانی مین سے پیا اور اپنے برتن بھر لیے اور آپ نے
اوس مین سے ایک جنب کو پانی دیا غسل کرنے کو اور اس نے غسل کیا اور شاید اوسی سے حافظ صاحب نے یہہ
نکالا کہ جب جنب کا غسل اوس پانی سے واقع اور صحیح ہوا تو وضو بھی واقع ہوا کیونکہ وضو غسل کے اندر داخل ہے
اور یہہ بھی احتمال ہے کہ حافظ صاحب کو کوئی طریقہ حدیث کا ایسا ملا ہو جس مین وضو کرنیکی تصریح ہو اور بلوغ
المرام مین یہہ جو کہا کہ روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے تو اس سے یہہ غرض ہو کہ اس قصے کو بخاری اور مسلم نے
نقل کیا نہ یہہ کہ اس لفظ سے ان دونون نے روایت کیا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ
عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ کَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ یَتَوَضَّئُونَ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَمِیْعًا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اور انہون نے کہا خبر دی ہم
کو امام مالک نے اور انہون نے روایت کی نافع سے انہون نے عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا مرد اور عورتین وضو

کرتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سب ملکر یعنے ایک ساتھ) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری
کا یہ مذہب ہے کہ جب صحابی یوں کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یوں کرتے تھے تو اسکا حکم رفع کا ہے
اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے اس میں خلاف کیا ہے کیونکہ احتمال ہے کہ حضرت کو اوسکی اطلاع نہ ہوئی ہو اور یہ قول
ضعیف ہے کس لیے کہ صحابہ کو پوچھنے سے کوئی مانع نہ تھا پھر جب شارع کے زمانے میں ایک فعل کو کرتے رہے تو ظاہر
یہی ہے کہ حضرت سے پوچھ لیا ہوگا اور آپنے اوس فعل کی اجازت دی ہوگی اور ابو سعید اور جابر نے دلیل لی عزل (انزال
کے وقت ذکر کا باہر نکال لینا) کے جائز ہونے پر اس بات سے کہ وہ عزل کیا کرتے تھے اور قرآن مجید اوترا کرتا تھا اور
جو عزل منع ہوتا تو قرآن میں اسکی ممانعت اوترتی۔ ابن ماجہ کی روایت میں اس حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک برتن
سے (یعنی مرد و عورت ایک ساتھ ایک برتن سے وضو کرتے) اور ابو داؤد نے عبید اللہ بن عمر کے طریقہ سے بڑہایا نافع
سے انہوں نے ابن عمر سے کہ ہم اپنے ہاتھ اس میں ڈالتے تھے اور اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ تھوڑے پانی میں ہاتھ
ڈالکر چلو لینے سے وہ پانی مستعمل نہیں ہوتا کیونکہ اون لوگوں کے برتن چھوٹے تھے جیسے شافعی نے ام میں تصریح
کی کئی مقاموں میں اور دلیل ہے اس بات کی کہ ذمی عورت پاک ہے اور اسکا جوٹھا پانی اور بچا ہوا پانی پاک ہے
کیونکہ اس سے نکاح درست ہے اور حدیث میں کوئی فرق نہیں کیا مسلمان عورتیں اور کافر عورتیں میں اور سب
ملکر یعنے ایک ساتھ وضو کرنے سے یہ مراد ہے کہ وہ سب ایک وقت میں اس برتن سے پانی لیتے تھے اور ابن تین نے
ایک قوم سے نقل کیا ہے کہ مطلب اسکا یہ ہے کہ مرد اور عورتیں سب ملکر ایک ساتھ وضو کرتے تھے ایک مقام میں یعنے
مرد الگ اور عورتیں الگ اور ابن ماجہ کی روایت ایک برتن کی اس مطلب کو رد کرتی ہے اور شاید اس مطلب والے
نے یہ خیال کیا کہ اجنبی مرد اور عورتیں ایک جگہہ کیونکر جمع ہو سکتی ہیں اور ابن تین نے اس کا جواب یہ دیا جو سحنون
سے نقل کیا کہ پہلے مرد وضو کرتے تھے پھر وہ چلے جاتے تھے بعد اسکے عورتیں آتیں وہ وضو کرتیں اور یہ تاویل ظاہر
کے خلاف ہے کیونکہ جمیعًا کے معنی ایک وقت میں ہیں نہ جدا جدا اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو معتمر سے
روایت کیا اونہوں نے عبید اللہ سے اونہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے کہ انہوں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپکے اصحاب کو وہ طہارت کرتے تھے اور عورتیں انکے ساتھ تھیں ایک برتن سے سب اوسی برتن سے طہارت کرتے
تھے اور عمدہ جواب یہ ہے کہ شاید اسوقت تک پردے کا حکم نہ اوترا ہوگا اور پردے کے حکم کے بعد یہ حکم خاص ہوگا بی بی
اور محرم عورتوں سے اور طحاوی اور قرطبی اور نووی نے اتفاق نقل کیا ہے مرد اور عورت کا غسل ایک ساتھ ایک
برتن سے جائز ہونے پر اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابن منذر نے ابو ہریرہ سے نقل کیا کہ وہ اس سے منع کرتے تھے

اور ابن عبد البر نے کئی لوگون سے ایسا نقل کیا اور یہ حدیث اپر حجت ہے اور نووی نے کہا کہ عورت کا وضو مرد کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے بالاتفاق درست ہے نہ مرد کا وضو عورت کے بچے ہوئے پانی سے اور ہمپر یہی یہ اعتراض ہوتا ہے کہ طحاوی نے اسمین خلاف ثابت کیا ہے اور ابن عمر اور شعبی اور اوزاعی سے اسکی ممانعت ثابت ہے بشرطیکہ عورت حائضہ ہو اب رہا مرد کا وضو عورت کے بچے ہوئے پانی سے اس مین عبد اللہ بن سرجس صحابی اور سعید بن المسیب اور حسن البصری سے یہ منقول ہے کہ انہون نے منع کیا اس سے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا بشرطیکہ عورت نے تنہا اس پانی سے طہارت کی ہو کیونکہ باب کی حدیث سے جواز اسوقت نکلتا ہے جب مرد اور عورتین ایک ساتھ طہارت کرین اور میمونی نے احمد سے نقل کیا کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کرنے مین مختلف حدیثین وارد ہوئی ہین لیکن متعدد صحابہ سے ممانعت ثابت ہے جب اکیلی عورت اُس سے طہارت کر چکی ہو اور اسکا معارضہ یون کیا ہے کہ متعدد صحابہ سے جواز بھی ثابت ہے انمین سے ہین ابن عباس اور مشہور حدیث ممانعت مین حکم بن عمرو غفاری کی حدیث ہے اور جواز مین ام المؤمنین میمونہ کی حدیث ہے تو حکم بن عمرو غفاری کی حدیث (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ مرد وضو کرے اوسکے پانی سے جو عورت کی طہارت سے بچ رہا ہو) کو اصحاب سنن (ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی) اور امام احمد نے روایت کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابن حبان نے کہا صحیح ہے (اور بیہقی نے سنن کبری مین کہا امام بخاری نے کہا حکم کی حدیث صحیح نہین ہے) اور نووی نے نادر بات کہی کہ حفاظ نے اتفاق کیا اوسکے ضعف پر اور میمونہ کی حدیث کو (جو ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین میمونہ کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرتے تھے) امام مسلم اور امام احمد نے نکالا لیکن بعضون نے اس مین یہ علت نکالی ہے کہ اسکے راوی عمرو بن دینار نے تردد کے ساتھ کہا مین جانتا ہون اور جو میرے دل مین گذرتا ہے وہ یہ ہے کہ ابو الشعثاء نے خبر دی مجھکو اور یہ حدیث دوسرے طریقے سے بغیر اس تردد کے مروی ہے لیکن اسکا راوی ضابط نہین ہے (منتقی الاخبار مین ہے کہ امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ابن عباس سے کہ میمونہ نے کہا حضرت نے وضو کیا میمونہ کے غسل جنابت کے بچے ہوئے پانی سے) اور اسکی مخالفت کی گئی ہے اور محفوظ وہ ہے جو بخاری اور مسلم نے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میمونہ دونوں ایک برتن سے غسل کرتے تھے) اسیطرح منع مین ایک اور حدیث ہے وہ جو ابوداؤد اور نسائی نے نکالا حمید بن عبد الرحمن حمیری کے طریق سے اونہون نے کہا مین ایک شخص سے ملا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین چار برس تک رہا تھا اوس نے کہا کہ منع کیا آپنے عورت کو مرد کے بچے پانی سے غسل کرنے سے یا مرد کو عورت کے بچے پانی سے غسل کرنے سے اور فرمایا کہ دونوں ایک ساتھ ملکر اس مین چلو ڈالین اور اسکے راوی ثقہ ہین اور جس نے اس حدیث مین علت نکالی اوسکی کوئی قوی دلیل ہمنے نہین

بانی اور بیہقی کا یہ دعویٰ کرنا کہ یہ حدیث مثل مرسل کے ہے غلط ہے کیونکہ صحابی کا معلوم نہ ہونا ضرر نہیں کرتا اور تابعی یہ کہتا
ہے کہ وہ صحابی سے ملا ہے اور ابن حزم کا یہ کہنا کہ داؤد جو اسکا راوی ہے حمید بن عبد الرحمان سے وہ یزید اودی کا بیٹا ہے
اور وہ ضعیف ہے غلط ہے کس لیے کہ یہ داؤد عبد اللہ اودی کا بیٹا ہے اور وہ ثقہ ہے اور ابو داؤد وغیرہ نے اس کے
باپ کا نام بصراحت بیان کیا ہے اور جواز کی حدیثوں میں سے ایک وہ حدیث ہے جو اصحاب سنن اور دارقطنی نے نکالی
اور صحیح کہا اوسکو ترمذی اور ابن خزیمہ وغیرہما نے ابن عباس سے اونہوں نے میمونہ سے انہوں نے کہا مجھے نہانے کی حاجت
ہوئی میں نے ایک کٹھرے سے غسل کیا اوس میں کچھ پانی بچ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اوس میں سے غسل کرنے
کو میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں جنب تھی اور یہ میرا بچا ہوا پانی ہے آپ نے فرمایا پانی جنب نہیں ہوا اور غسل کیا
اس سے یہ لفظ دارقطنی کا ہے اور بعضوں نے اس حدیث میں یہ علت نکالی ہے کہ روایت کیا اوسکو سماک بن حرب نے عکرمہ سے
اور سماک تلقین کو مانتا تھا لیکن روایت کیا اسکو شعبہ نے اور شعبہ نہیں روایت کرتے اپنے مشائخ سے مگر صحیح حدیثوں
کو اور امام احمد نے جو کہا کہ حدیثیں دونوں طرف مضطرب ہیں تو یہ اوس وقت صحیح ہوگا جب جمع نہ ہو سکے اور جمع ہو سکتا ہے
اس طرح کہ ممانعت اوس پانی سے ہے جو اعضا سے گرے اور اجازت اوس پانی کی ہے جو برتن میں بچ رہے اور ایسا ہی جمع
کیا خطابی نے یا ممانعت بطور تنزیہ کے ہو واللہ اعلم تمام ہوا مضمون فتح الباری کا منتقی میں ہے کہ اکثر علما کا یہی
قول ہے کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کر سکتا ہے اور اس کی دلیل صحیح حدیثیں ہیں اور مکروہ کہا ہے اسکو
امام احمد اور اسحاق نے جب عورت اکیلی اوس سے طہارت کر چکی ہو اور میمونہ کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اونہوں نے
اکیلی اس سے طہارت نہ کی ہوگی تا کہ جمع ہو جاوے اوس میں اور حکم کی حدیث میں علاوہ اسکے حکم کی حدیث قولی ہے
اور میمونہ کی حدیث فعلی ہے اور قولی کو ترجیح ہوتی ہے فعلی پر مگر اسکا جواب یہ دے سکتے ہیں کہ میمونہ کی حدیث
بھی قولی ہے کیونکہ آپ کا یہ فرمانا کہ پانی جنب نہیں ہوا دلیل ہے اسکی کہ یہ حکم آپ سے خاص نہ تھا اب مرد اور عورت
کا ملکر ایک ساتھ غسل کرنا یا دونو کا ایک ساتھ وضو کرنا وہ تو بلا اختلاف جائز ہے ام سلمہ نے کہا میں اور حضرت دونو
ایک برتن سے جنابت کا غسل کرتے متفق علیہ اور حضرت عائشہ نے کہا میں اور حضرت دونوں ایک برتن سے غسل کرتے
اور ہم دونوں کے ہاتھ ایک کے بعد دوسرے کے اوس میں پڑتے جنابت سے متفق علیہ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے
کہ ایک برتن سے جو میرے اور آپ کے بیچ میں ہوتا آپ جلدی کرتے مجھ سے میں کہتی میرے لیے چھوڑیے میرے لیے چھوڑیے اپنے
تھوڑا پانی میرے لیے رہنے دیجیے اور نسائی کی روایت میں ہے ایک برتن سے آپ مجھ پر جلدی کرتے تھے اور میں آپ پر جلدی
کرتی تھی یہاں تک کہ آپ فرماتے میرے لیے پانی چھوڑ دے اور میں کہتی میرے لیے چھوڑ دیجیے انتہی شوکانی نے کہا ابن منذر

[illegible]

نے اس مین اختلاف نقل کیا ہے جیسے اوپر گذرا اور مصنف نے قرطبی اور طحاوی اور نووی کیطرح اسپر اتفاق نقل کیا۔
مترجم کہتا ہے شیخ ابن حجر مکی سے اسمقام مین سہو ہوا ہے اور نووی نے کہا کہ امت کے عالمون مین سے کوئی اس طرف نہیں
گیا کہ مرد عورت کے بچے پانی سے وضو نہ کرے حالانکہ امام احمد جو سب عالمون کے پیشوا ہین وہ اسیطرف گئے ہین اور خطابی نے
کہا کہ اہل حدیث ممانعت کی حدیثون سے خوش نہین ہین از روے سند کے اور جو وی ثابت ہون تو محمول ہین نسخ پر اور
یہ بھی غلط ہے کس لیے کہ اہلحدیث کی ایک جماعت نے حکم کی حدیث کو صحیح کہا ہے اون ہی مین سے ہین ترمذی اور ابن حبان
اور حافظ ابن حجر نے صحیح کہا حمید حمیری کی حدیث کو از روی اسناد کی بہر حال احتیاط اسی مین ہے جو امام احمد نے اختیار کیا
اور انکا قول صواب کیطرف قریب ہے اور ان کے مذہب پر جمع ہو جاتا ہے احادیث مین اس باب کے متعلق جو
حدیثین وارد ہین وہ یہ ہین ۱ ترمذی نے بنی غفار کے ایک شخص سے کہ منع کیا حضرت نے عورت کی طہارت سے بچے
ہوئے پانی سے ترمذی نے کہا اس باب مین روایت ہے عبداللہ بن سرجس سے ۲ ابن ماجہ نے عبداللہ بن سرجس سے منع
کیا حضرت نے کہ غسل کرے مرد عورت کی وضو سے بچے ہوئے پانی سے اور عورت مرد کے بچے پانی سے لیکن دونو ساتھ
شروع کرین ۳ ابن ماجہ نے حضرت علی سے حضرت اور آپکے گھر والے ایک برتن سے غسل کرتے تہے اور نہین غسل کرتا
تہا کوئی دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے۔ اسکی اسناد مین حارث ہے ۴ نسائی اور ابن ماجہ نے ام ہانی سے کہ حضرت اور
میمونہ نے غسل کیا ایک برتن سے ایک کونڈی مین سے جس مین آٹے کا نشان تہا ۵ ابن ماجہ نے جابر سے کہ حضرت اور
آپکی بی بیان ایک برتن سے غسل کرتے تہے ۶ ابن ماجہ نے ام حبیبہ جہنیہ سے اونہون نے کہا کبھی میرے اور حضرت کے ہاتھ
وضو مین ایک کے بعد ایک ایک برتن مین پڑتے تہے (ام حبیبہ کنیت ہے خولہ بنت قیس کی) ۷ ابن ماجہ نے حضرت عائشہ
سے ہین اور حضرت نماز کے لیے ایک ساتھ وضو کرتے ۸ امام طحاوی نے حکم غفاری سے منع کیا حضرت نے کہ وضو کرے مرد
عورت کے بچے پانی سے یا عورت کے جوٹھے سے ۹ طحاوی نے حکم سے منع کیا حضرت نے عورت کے جوٹھے سے ۱۰ نسائی اور
طحاوی نے ام سلمہ سے ہین اور حضرت ایک کٹورے سے غسل کرتے ہم لیتے ہاتھوں پر پانی ڈالتے یہانتک کہ انکو صاف کر لیتے
پھر اوپر پانی بہاتے **باب** صَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوءَهُ عَلَى الْمُغْمَى عَلَيْهِ وضو کا پانی حضرت نے
بیہوش پر ڈالا اسکا باب **ف** اس سے غرض یہ ہے کہ مستعمل پانی کی طہارت ثابت ہو اور یہ مسئلہ اوپر گذر چکا۔

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ جَاءَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَاَنَا مَرِيضٌ لَا اَعْقِلُ فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَنِ الْمِيرَاثُ اِنَّمَا يَرِثُنِي كَلَالَةٌ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْفَرَائِضِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو الولید

ہشام بن عبد الملک طیالسی نے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ ابن حجاج نے اور انہوں نے روایت کی محمد بن منکدر
تیمی قرشی زاہد مشہور سے انہوں نے کہا میں نے سنا جابر بن عبد اللہ انصاری سے وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے میری عیادت (بیمار پرسی) کے لیے اور اسوقت میں بیماری کے سبب بے عقل تھا (بیہوش) آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی
(یعنے جو پانی آپکے اعضائے شریفہ سے بہا تھا یا جو پانی وضو سے بچ رہا تھا) وہ مجھپر ڈالا تو مجھکو ہوش آگیا میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ میرے مال کا وارث کون ہوگا میں تو کلالہ ہوں (کلالہ وہ شخص جو نہ باپ چھوڑے نہ اولاد) تب فرائض کی آیت
اتری **ف** یعنے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ آخیر تک اسکا ذکر خدا چاہے تو کتاب التفسیر میں آویگا قسطلانی
نے کہا اس حدیث سے فضیلت نکلی بزرگ کو خورد کی عیادت کرنیکی اور سولف نے اسکو روایت کیا طب اور تفسیر اور فرائض میں اور
مسلم نے فرائض میں اور نسائی اور ابن ماجہ نے فرائض اور تفسیر اور طب میں انتہے

باب الغسل والوضوء فی المخضب والقدح والخشب والحجارۃ باب غسل یا وضو کرنے کے بیان میں کٹھرے اور پیالے اور لکڑی کے برتن
اور پتھر کے برتن میں **حدثنا** عبد اللہ بن منیر سمع عبد اللہ بن بکر قال حدثنا حمید عن انس قال
حضرت الصلوۃ فقام من کان قریب الدار الی اھلہ وبقی قوم فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بمخضب من حجارۃ فیہ ماء فصغر المخضب ان یبسط فیہ کفہ فتوضأ القوم کلھم قلنا کم کنتم قال
ثمانین وزیادۃ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن منیر زاہد مروزی نے اور انہوں نے سنا عبد اللہ بن بکر ابو وہب
مصری سے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حمید ابن ابی حمید طویل نے اور انہوں نے روایت کی انس ابن مالک سے
انہوں نے کہا نماز کا وقت آگیا (یعنے عصر کا) تو جنکا گھر قریب تھا وہ کھڑے ہوئے اپنے گھر والوں کی طرف (وضو کرنیکو)
اور کچھ لوگ رہ گئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ بیوضو تھے) پہر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
ایک کٹھرہ لایا گیا پتھر کا اوس میں (تھوڑا سا) پانی تھا وہ برتن چھوٹا نکلا آپ اپنی ہتیلی اوس میں پہیلا نہ سکے
پہر وضو کیا اون سب لوگوں نے (جو بے وضو رہ گئے تھے) (حمید نے کہا) ہمنے انس سے کہا تم کتنے آدمی تھے جنہوں
نے وضو کیا اوس برتن سے اونہوں نے کہا اسّی پر کچھ زیادہ آدمی تھے **ف** یہ آپکا معجزہ تھا کہ اتنا تھوڑا پانی بڑہ
گیا اور سب کے وضو کو کافی ہوگیا۔ حافظ صاحب نے کہا یہ حدیث باب التماس الوضوء میں گذر چکی اور باقی بحث
اسکی علامات نبوت میں آویگی انشاء اللہ تعالی قسطلانی نے کہا سولف نے اس حدیث کو باب علامات النبوۃ میں روایت
کیا اور امام مسلم نے **حدثنا** محمد بن العلاء قال حدثنا ابو اسامۃ عن برید عن ابی بردۃ عن
ابی موسی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا بقدح فیہ ماء فغسل یدیہ ووجھہ فیہ ومج فیہ **ترجمہ**

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن علا نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ (حماد بن اسامہ) نے اونھون
نے روایت کی برید ابن عبد اللہ بن ابی بردہ سے اونھون نے ابو بردہ (حارث بن ابی موسی) سے اونھون نے ابو موسی
(عبد اللہ بن قیس اشعری) سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا جس مین پانی تھا پھر آپ نے
دونو ہاتھ اور منہ کو دہویا اوس مین اور کلی کی اوس مین **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ آپ نے
وضو کیا یا غسل کیا اوس پیالے سے۔ حافظ صاحب نے کہا یہ حدیث طول کے ساتھ کتاب المغازی مین آویگی ان
شاء اللہ تعالی اور اوپر معلقاً گذری باب استعمال فضل وضوء الناس مین **مترجم** کہتا ہے جب آپ نے اپنے منہ اور ہاتھون
کو دہویا تو وضو کا جز غالب ادا ہو چکا کیونکہ وضو مین دو غسل مین اور دو مسح یا تین غسل اور ایک مسح اور احتمال
ہے کہ آپ نے وضو کو پورا کیا ہو لیکن راوی نے اوسکا ذکر نہ کیا تو مطلب امام بخاری کا ثابت ہے کہ وضو کیا آپ نے
پیالہ مین اور یہی ترجمہ باب ہے **حدثنا** احمد بن یونس قال حدثنا عبد العزیز بن ابی سلمة
قال حدثنا عمرو بن یحیی عن ابیه عن عبد الله بن زید قال اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم
فاخرجنا له ماء فی تور من صفر فتوضأ فغسل وجهه ثلثا ویدیه مرتین مرتین ومسح براسه
فاقبل به وادبر وغسل رجلیه **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے احمد بن یونس نے انھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
عبد العزیز بن ابی سلمہ (ماجشون) نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن یحیی نے اونھون نے روایت
کی اپنے باپ (یحیی بن عمارہ) سے اونھون نے عبد اللہ بن زید انصاری سے انھون نے کہا تشریف لائے جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے پاس) ہمنے آپکے لیے پانی لکالا تانبے کے ایک تن مین پھر آپ نے وضو کیا تو تین
منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتھون کو دہویا دو دو بار اور سر پر مسح کیا آگے لائے اور پیچھے لیگئے اور دونون
پاؤن کو دہویا یہ حدیث اوپر گذر چکی اس روایت مین تانبے کا لفظ زیادہ ہے **ف** حدیث مین صفر کا لفظ ہے
حافظ صاحب نے کہا صفر کہرا تانبا اور بعضون نے کہا وہ تانبے کی ایک قسم ہے جو زرد رنگ کا ہوتا ہے یعنے
پیتل یا کانسہ واللہ اعلم **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی عبید الله
بن عبد الله بن عتبة ان عائشة قالت لما ثقل النبی صلی الله علیه وسلم واشتد به وجعه استاذن
ازواجه فی ان یمرض فی بیتی فاذن له فخرج النبی صلی الله علیه وسلم بین رجلین تخط رجلاه
فی الارض بین عباس ورجل اخر قال عبید الله فاخبرت عبد الله بن عباس فقال اتدری من
الرجل الاخر قلت لا قال هو علی وکانت عائشة تحدث ان النبی صلی الله علیه واله وسلم

قَالَ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهُ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ وَأُجْلِسَ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو شعیب ابن ابی حمزہ حمصی نے اونہون نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم) سے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ (بن مسعود) نے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے کہا جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپکی بیماری سخت ہوگئی تو آپنے اجازت لی اپنی بی بیون سے بیمار داری کے لیے میرے گھر مین رہنے کی اونہون نے اجازت دی آپ کو پھر آپ نکلے دو مردون کے بیچ مین (ام المومنین میمونہ یا زینب یا ریحانہ کے گھر سے) آپکے دونو پاؤن زمین پر لکیر کرتے جاتے تھے (یعنے ضعف اور ناتوانی کیوجہ سے آپکے پاؤن زمین پر گھسٹتے تھے اور آپ پاؤن اوٹھا نہ سکتے تھے) وہ دونون مرد جنکے بیچ مین آپ نکلے حضرت عباس تھے اور ایک اور شخص تھے عبید اللہ جو اس حدیث کے راوی ہین وہ کہتے ہین مین نے یہ حدیث حضرت عائشہ کی عبد اللہ بن عباس سے بیان کی اونہون نے کہا تم جانتے ہو وہ دوسرے شخص کون تھے (جنکا نام حضرت عائشہ نے نہین لیا) مین نے کہا مین نہین جانتا اونہون نے کہا وہ حضرت علی ابن ابیطالب تھے **ف** اور مسلم کی روایت مین ہے کہ فضل بن عباس تھے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اون دو مردون مین ایک اسامہ بن زید تھے اور مطابقت اس طور سے ہے کہ حضرت عباس تو ایک طرف برابر ساتھ تھے اور دوسری طرف یہ تینون صاحب باری باری رہے ہون یعنے علی اور اسامہ اور فضل رضی اللہ عنہم اور حضرت عائشہ نے جو حضرت علی کا نام نہ لیا یہ رنجش کیوجہ سے تہا جو بشر کو دوسرے بشر سے ہو جاتی ہے گو وہ کتنا ہی مقدس ہو (قسطلانی) **ف** اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ بیان کرتی تہین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر مین داخل ہوئے (یعنے حضرت عائشہ کے حجرے مین) اور آپ کی بیماری سخت ہوئی تو آپنے فرمایا مجہ پر سات مشکون کا پانی ڈالو جنکی ڈوریان نہ کھلی ہون (خطابی نے کہا سات کا عدد برکت کے لیے اختیار فرمایا اور طبرانی کی روایت مین ہے کہ یہ سات مشکین سات کنوون کے پانی کی ہون اور ظاہر یہ ہے کہ دوا کے لیے یہ امر فرمایا) شاید مین آرام پاؤن جیسے دوسری روایت مین ہے اور وصیت کرون لوگون کو (یعنے پانی ڈالنے سے کچہ بیماری ہلکی ہو اور مجہکو نصیحت کرنیکا موقع ملے) اور آپ بٹھلائے گئے حضرت ام المومنین حفصہ کے کنڈے مین (یعنے بڑے کونڈے مین) **ف** ابن خزیمہ کی روایت مین ہے کہ وہ ملیے کا تہا اور اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے اور اس سے رد ہو گیا اس شخص کا قول جسنے برتن مین نہانا مکروہ رکہا ہے جیسے ابن عمر سے ثابت ہوا اور عطا نے کہا کہ تانبے کی او بکروہ ہے (فتح) **ف** پھر ہم نے آپ پر پانی ڈالنا شروع کیا ان مشکون

سے یہانتک کہ آپنے اشارہ کرنا شروع کیا کہ تم کر چکیں **ف** یعنی وہ کام جو میں نے کہا تہا۔ بخار میں ٹھنڈے پانی سے غسل
کرنا مطلقاً مضر نہیں بلکہ صفراوی بخار میں نہایت مفید ہے اور اس سے طاقت آتی ہے اور جس طبیب نے اسکا انکار کیا
ہے وہ کہوسٹ اور جاہل ہے اوسکی طب ردی ہو گئی اور اسکا علم کوڑے کچرے کیطرح اب پہینک دیا گیا اب جس طب جدید
پر عمل ہے اور جو نہایت تحقیق اور تجربہ کے بعد بنی ہے اوسکے روسے صفراوی بخار میں ٹھنڈا پانی بدن پر بہانا اور ٹھنڈی
پانی سے بدن کو پونچھنا بلکہ برف کے ٹکڑوں سے دماغ اور سارے بدن کو پونچھنا نہایت مفید ہے اور یہ جو فرمایا اون مشکوں کے جنکے
بند کہلے ہون اس میں یہ حکمت تہی کہ پانی صاف اور پاک اور خالص ہو اوس میں ہاتہہ نہ لگے ہون **ف** پہر آپ باہر نکلے
لوگوں کیطرف **ف** دوسری روایت میں مصنف کے اتنا زیادہ ہے کہ آپنے نماز پڑہی اور خطبہ سنایا لوگوں کو اور باقی
بحث اس حدیث کی باب الوفاۃ میں آوے گی اگر خدا چاہے اور مولف نے اس حدیث کو چہہ مقاموں میں نکالا اور امام مسلم
اور نسائی اور ترمذی نے (فتح وقسط) **باب** الوضوء من التور طشت سے وضو کرنیکا بیان **ف** حافظ صاحب
نے کہا کہ تور ایک ظرف ہوتا ہے طشت کے مشابہ اور بعضوں نے کہا تور طشت ہی کو کہتے ہیں اور معراج کی حدیث میں ہے کہ
ایک طشت سونے کا لایا گیا اوس میں ایک تور تہا سونیکا اوس سے یہ نکلتا ہے کہ طشت اور چیز ہے اور تور اور ہے اور شاید
طشت تور سے بڑا ہوتا ہے انتہی قسطلانی نے کہا کہ تور ایک برتن ہے پیتل یا پتھر کا بعضوں نے تور کا ترجمہ کٹورا بہی
کیا ہے واللہ اعلم **حدثنا** خالد بن مخلد قال حدثنا سليمان قال حدثني عمرو بن يحيى عن أبيه قال
كان عمي يكثر من الوضوء قال لعبد الله بن زيد أخبرني كيف رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ
فدعا بتور من ماء فكفأ على يديه فغسلهما ثلث مرات ثم أدخل يده في التور فمضمض واستنثر
ثلث مرات من غرفة واحدة ثم أدخل يده فاغترف بهما فغسل وجهه ثلاث مرات ثم غسل
يديه إلى المرفقين مرتين مرتين ثم أخذ بيده ماء فمسح به رأسه فأدبر به وأقبل ثم غسل
رجليه فقال هكذا رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے خالد بن مخلد (قطوانی
بجلی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان (ابن بلال) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجہسے عمرو بن یحیے نے
اونہوں نے روایت کی اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میرے چچا عمرو (ابن ابی حسن) بہت وضو کیا کرتے تہے یا وضو میں بہت
پانی صرف کیا کرتے تہے) تو اونہوں نے عبداللہ بن زید سے کہا بیان کرو مجہسے تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر
وضو کرتے دیکہا یہ سنکر اونہوں نے ایک طشت منگوایا پانی کا اور اسکو جہکایا اپنے دونو ہاتہوں پر پہر دہویا دونوں
ہاتہوں کو تین بار پہر اپنا ہاتہہ طشت میں ڈالا پہر کلی کی اور ناک سنکی (ناک میں پانی ڈالکر) تین بار ایک چلو

سے (یعنے تین چلو لیے اور ہر ایک چلو سے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا) اور چلو لیا اور منہ کو دہویا تین بار پہر دونوں ہاتہہ دہوئے دونو کہنیون تک دو دو بار پہر اپنے ہاتہہ مین پانی لیا اور سر پر مسح کیا تو پیچہے لے گئے (دونون ہاتہونکو) اور آگے لائے پہر دونو پاؤن کو دہویا پہر کہا کہ مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے دیکہا **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَاُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ فَوَضَعَ اَصَابِعَهُ فِيْهِ قَالَ اَنَسٌ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ قَالَ اَنَسٌ فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مِنْهُ مَا بَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَى الثَّمَانِيْنَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد بن مسرہد نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن زید نے اونہون نے روایت کی ثابت بنانی سے اونہون نے انس بن مالک سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا پانی کا تو آپ پاس لایا گیا ایک اوتھلا پیالہ چوڑے منہ کا **ف** جس مین بہت پانی نہین آتا اور ایسا پیالہ طشت کے مشابہ ہوتا ہے تو حدیث ترجمہ باب کے مناسب ہوگئی اور ابن خزیمہ نے اسحدیث کو احمد بن عبدہ سے روایت کیا اونہون نے حماد بن زید سے اسمین رحراح کے بدلہ زجاج ہے یعنے کانچ کا پیالہ اور اوس سے رد کیا ان صوفیون کے قول کو جو کانچ کا برتن رکہنا اسراف جانتے ہین کیونکہ وہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے مین کہتا ہون زجاج کا لفظ صرف احمد بن عبدہ نے نقل کیا اور مخالفت کی اوسکی حماد بن زید کے باقی اصحاب نے اونہون نے رحراح کہا اور بعضون نے واسع الفم کہا یعنے چوڑے منہ کا اور ایسا ہی روایت کیا اسماعیلی نے محمد بن موسی اور اسحاق بن ابی اسرائیل اور احمد بن عبدہ سے اون سبہون نے حماد سے اور شاید اسماعیلی نے نقل کیا حدیث کو محمد بن موسی کے لفظ پر اور ایک جماعت علما نے تصریح کی کہ احمد بن عبدہ نے اسحدیث مین غلطی کی اور علامت اوسکی یہ ہے کہ احمد بن عبدہ نے کہا مین گمان کرتا ہون تو معلوم ہوا کہ اون کو خوب یاد نہ تہی اور اگر احمد بن عبدہ کی روایت صحیح ہو تو بہی اور روایتون کے خلاف نہین کیونکہ اور راویون نے اوس پیالے کی شکل بیان کی اور احمد نے اسکی قسم بیان کی اور مسند احمد مین ابن عباس سے مروی ہے کہ مقوقس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کانچ کا ایک پیالہ بہیجا تہا لیکن اسکے اسناد مین کلام ہے (فتح) رحراح کے معنی کہلے منہ کا اور خطابی نے کہا رحراح کشادہ برتن جس کی گہرائی کم ہو اور ایسے برتن مین بہت پانی نہین آتا تو اس سے معجزہ کا ثبوت اور زیادہ ہوتا ہے **ف** اوس مین کچہ (تہوڑا) پانی تہا آپ نے اپنی انگلیان اسکے اندر رکہدین انس نے کہا مین نے پانی کو دیکہنا شروع کیا وہ پہوٹ رہا تہا آپ کے انگلیون کے بیچ مین پہر انس نے کہا مین نے اندازہ کیا اون لوگون کا جنہون نے وضو کیا اوس پیالہ سے وہ ستر سے لیکر اسی تک تہے **ف** اور حمید کی روایت مین گذرا کہ اسی آدمی پر کچہ زیادہ تہے اور جابر کی روایت مین ہے کہ ہم لوگ پندرہ سو تہے اور بعضی روایتون مین تیرہ سو ہے اور احتمال ہے کہ

پس متعدد ہوتی ہون متعدد اوقات مین حافظ صاحب نے کہا انس کی دو روایتون مین جو اختلاف ہی اوسکی توجیہ یون ہو سکتی ہی
کہ انس کو پوری گنتی تو معلوم نہ تہی مگر اتنا معلوم تہا کہ ستر سے زیادہ تہی اور اس مین انکو شک تہی کہ اسّی تک پہونچ گئے تہی
یا اسّی سے زیادہ تہے تو کہین اسّی سے زیادہ بیان کیا اور کہین اسّی تک کہا اور امام شافعی نے اس حدیث سے دلیل لی ہے
اس شخص کا قول رد کرنے کے لیے جو وضو مین ایک مقدار پانی معین کرتا ہے کیونکہ صحابہ نے اس پانی سے وضو کیا بغیر تقدیر اور
تعیین کے انتہے مختصرا **باب** الوضوء بالمد مد سے وضو کرنیکا بیان **ف** مد ایک پیمانہ ہے جس مین ایک رطل اور تہائی
رطل بغدادی آتا ہے اور یہی قول ہے جمہور اہل علم کا اور بعض حنفیہ نے اسکا خلاف کیا ہے وہ کہتے ہین مد دو رطل کا ہوتا
ہے اسیطرح صاع جمہور علما کے نزدیک پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے بغدادی رطل سے یعنے چار مد کا اور بعض
حنفیہ کے نزدیک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے قسطلانی نے کہا مد کے ایکسو اٹھائیس درہم ہوتے ہین اور ۴/۷ درہم کے اس حساب
سے صاع کے چہ سو پچاسی ۵/۷ درہم ہوئے **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا مسعر قال حدثنی ابن جبر قال
سمعت انسا یقول کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یغسل او کان یغتسل بالصاع الی خمسۃ امداد ویتوضأ
بالمد ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مسعر بن کدام نے
انہون نے کہا حدیث بیان کی مجہ سے ابن جبر (یعنے عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر بن عتیک انصاری) نے اونہون نے کہا
مین نے سنا انس بن مالک (سے وہ کہتے تہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہوتے تہے (اپنی بدن مبارک کو) یا یون
کہا کہ غسل کرتے تہے (یہ شک امام بخاری کو ہوی یا ابو نعیم کو مگر اسماعیلی کی روایت مین ابو نعیم سے یہ ہے کہ غسل کرتے
تہے بغیر شک کے) ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک اور وضو کرتے تہے ایک مد سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا کہ غسل
مین آپ کبہی اقتصار کرتے ایک صاع پر جو چار مد کا ہوتا ہے اور کبہی بڑہاتے پانچ مد تک تو شاید انس کو معلوم نہوا
کہ آپنے غسل اس سے زیادہ پانی سے کیا ہو اور امام مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ وہ اور حضرتؐ دونون
ملکر غسل کرتے ایک برتن سے جس مین ایک فرق پانی آتا ابن عیینہ اور شافعی نے کہا کہ فرق تین صاع کا ہوتا ہے
اور مسلم نے روایت کی اون سے کہ حضرتؐ غسل کرتے اوس برتن سے جس مین تین مد پانی آتا ان روایتون سے یہ نکلتا
ہے کہ جیسی ضرورت اور حاجت ہوتی اوتنا پانی استعمال کرتے اور ان سے رد ہوتا ہے اون لوگون کا جنہون نے وضو
اور غسل مین ایک مقدار کو معین کیا ہے جیسے ابن شعبان نے مالکیہ مین سے اور ایسا ہی اون حنفیہ کا جو تعیین کے
قائل ہین اور حنفیہ نے تو صاع اور مد کے مقدار مین بہی اختلاف کیا ہے اور جمہور یہ کہتے ہین کہ یہ تعیین بطور استحباب
کے ہی کیونکہ اکثر لوگون نے حضرتؐ کے وضو اور غسل کو اسیطرح بیان کیا ہی یعنے وضو ایک مد سے اور غسل ایک صاع

سے اور مسلم نے سفینہ سے ایسا ہی روایت کیا اور احمد اور ابو داؤد نے باسناد صحیح جابر سے ایسا ہی نقل کیا اور
اس باب میں حضرت عائشہ اور ام سلمہ اور ابن عباس اور ابن عمرو غیرہم سے مروی ہے اور یہ تعیین جب ہی تک
ہے کہ اس سے زیادہ کی ضرورت نہ ہو اور اس شخص کے لیے ہے جسکا جثہ معتدل ہو اور مؤلف نے کتاب الوضو
کے شروع میں اس طرف اشارہ کیا کہ مکروہ رکھا اہل علم نے اسراف کرنا وضو میں اور تجاوز کرنا اس حد سے جو
حضرت سے ثابت ہے انتہی قسطلانی نے کہا سنت ہے کہ وضو کا پانی ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل کا ایک صاع سے
البتہ یہ مختلف ہوگا باختلاف اشخاص تو جو شخص نحیف اور دبلا ہو اسکو اتنا پانی استعمال کرنا مستحب ہے کہ اس
کے بدن سے وہی نسبت رکھے جو مد اور صاع پانی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے تھی اور جو بہت
موٹا یا بہت لنبا ہو یا بڑے پیٹ والا ہو اوس کو یہ مستحب ہے کہ اوس مقدار سے نہ گھٹاوے جس کی نسبت اس
کے بدن سے ہے مد اور صاع کی نسبت ہو حضرت صلعم کے مبارک جسم سے اور ابو داؤد نے ام عمارہ سے روایت کیا کہ حضرت صلعم
نے وضو کیا تو ایک برتن لایا گیا جس میں دو تہائی مد کے پانی آتا اور انس سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم وضو کرتے اوس برتن سے جس میں دو رطل پانی آتا اور غسل کرتے ایک صاع سے اور ترمذی کی روایت میں
ہے انس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا وضو میں دو رطل پانی کافی ہے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور
حاکم نے مستدرک میں عبد اللہ بن زید سے روایت کیا کہ حضرت صلعم کے پاس دو تہائی مد پانی لایا گیا آپنے وضو کیا اور
اپنی بانہوں کو ملنا شروع کیا اور مسلم نے حضرت عائشہ سے وہ اور حضرت غسل کرتے ایک برتن سے جس میں تین مد
پانی آتا اور ایک روایت میں ہے کہ غسل کرتے پانچ مکوک سے اور وضو کرتے ایک مکوک سے اور مکوک میں ایک مد پانی
آتا ہے ۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ غسل کرتے دونوں ایک کٹورے سے جس میں فرق پانی آتا یعنے سولہ
رطل جسکے تین صاع ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ فرق بسکون را وہ برتن ہے جس میں ایک سو بیس رطل پانی آتا
ہے یہ ابن الاثیر نے کہا ہے امام نووی نے ان روایتوں میں امام شافعی سے تطبیق نقل کی کہ یہ مختلف حالتوں
میں مختلف وقتوں میں ہیں اور ان سے یہ نکلتا ہے کہ طہارت کے پانی کی کوئی مقرر حد نہیں بلکہ باختلاف
اشخاص اور احوال اسمیں قلت اور کثرت ہوتی ہے انتہی کرمانی نے کہا نووی نے کہا کہ اجماع کیا اہل اسلام نے کہ
غسل میں کوئی پانی مقرر نہیں بلکہ قلیل اور کثیر کافی ہے جب غسل کے شرائط ادا ہو جاویں البتہ مستحب ہے کہ غسل
ایک صاع سے کم میں نہ کیا جاوے اور وضو ایک مد سے کم میں انتہے اس باب میں جو اور حدیثیں آئی ہیں وہ
یہ ہیں سفینہ کی حدیث احمد اور ابن ماجہ اور مسلم اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے روایت کی کہ حضرت غسل کرتے ایک

صاع سے اور وضو کرتے ایک مد سے موسی جہنی کی حدیث امام نسائی نے روایت کی کہ مجاہد پاس ایک پیالہ لایا گیا اسکا
اندازہ میں نے آٹھ رطل کا کیا اونہوں نے کہا مجھ سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے پانی سے
غسل کرتے تھے اور اسناد اوسکا صحیح ہے جابر کی حدیث احمد اور اثرم اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن ماجہ نے روایت
کی کہ حضرت نے فرمایا کافی ہے غسل کو ایک صاع اور وضو کو ایک مد صحیح کیا اسکو ابن قطان نے عائشہ کی حدیث امام نسائی
نے نکالی عبید بن عمیر سے اونہوں نے کہا تو نے مجھکو دیکھا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں غسل کرتے تھے اس
عبید نے کہا ایک طشت رکھا تھا صاع کے برابر یا اوس سے کم تو ہم دونوں اس میں سے پانی لینا شروع کرتے اور میں اپنے
سر پر اپنے ہاتھ سے تین بار پانی ڈالتی اور بال نہ کھولتی شوکانی نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں عقیل بن ابی طالب
کی حدیث ابن ماجہ نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافی ہے وضو کو ایک مد اور غسل کو ایک صاع
ایک شخص بولا ہم کو تو کافی نہیں عقیل نے کہا انکو تو کافی تھا جو تجھ سے بہتر تھے اور تجھ سے زیادہ اون کے
بال تھے یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **باب المسح علی الخفین** موزوں پر مسح کرنے کا بیان **ف** ابن منذر
نے ابن مبارک سے نقل کیا اونہوں نے کہا موزوں پر مسح کرنے میں صحابہ کا اختلاف نہ تھا کیونکہ جس سے اسکا انکار منقول
ہے اوسی سے اسکا جواز منقول ہے اور ابن عبد البر نے کہا میں نہیں جانتا کہ کسی سلف کے فقیہ سے اسکا انکار منقول
ہو البتہ امام مالک سے ایک روایت ایسی ہے مگر صحیح روایتیں امام مالک سے یہی ہیں کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور
امام شافعی نے ام میں مالکیہ پر اسکا انکار کیا ہے اور مشہور روایات مالکیہ کے نزدیک اس باب میں دو قول ہیں ایک
یہ ہے کہ موزوں پر مسح کرنا مطلقاً جائز ہے دوسرے یہ کہ مسافر کو جائز ہے اور مقیم کو جائز نہیں ہے اور دوسرے قول کو صحیح کہا
ہے ابن حاجب نے اور باجی نے اول قول کو صحیح کہا ہے اور اسکو نقل کیا ہے ابن وہب نے اور مبسوط میں ابن نافع
سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور یہ ہے کہ امام مالک موزوں کے مسح میں توقف کرتے تھے خاص اپنے لیے اور اوروں کو جواز
کا فتوی دیتے تھے اور ایسا ہی صحیح ہوا ابو ایوب صحابی سے ابن منذر نے کہا علما نے اختلاف کیا کہ کون سا امر
افضل ہے یعنے موزوں پر مسح کرنا یا موزے اتار کر پاؤں دھونا پھر کہا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ موزوں پر مسح کرنا افضل ہے کیونکہ
اہل بدعت جیسے خوارج اور روافض نے اسمیں خلاف کیا ہے یعنے موزوں کا مسح ناجائز رکھا ہے اور جس سنت میں
مخالفین طعنہ کریں اوسکا زندہ کرنا افضل ہے اسکی ترک سے انتہے من فتح الباری مترجم کہتا ہے ابن منذر بڑے
امام اور محدث ہیں اور پیشوا ہیں علماے اہل سنت کے ان کے اس بیان سے یہ نکلا کہ جس سنت کو حضرت کی مخالفین
نے چھوڑ دیا ہو یا مخالفین اسپر عیب کرتے ہوں اوسکا بجا لانا اور ظاہر کرنا بلکہ ایسی حالت میں اسکی پابندی کرنا

بہتر ہے اور اس زمانہ مین ایسی سنتین بہت ہین جنکو جاہلون نے چہوڑ دیا ہی پس عاشقین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ کام ہے کہ وہ ان سنتون کو بجالاوین اور ان کو زندہ کرین جیسے نماز مین آمین پکار کر کہنا جوتون سمیت نماز پڑہنا رکوع اور رکوع سے سر اٹہاتے وقت دونون ہاتہون کو کانون تک اٹہانا سفر مین ظہر عصر اور مغرب عشا جمع کرنا حضر مین بہی کبہی کبہی عذر سے یا بغیر عذر کے ایسا کرنا نماز مین ہاتہہ سینہ پر باندہنا وضو مین عمامہ پر مسح کرنا تیمم مین ایکبار دونو ہاتہہ زمین پر مار کر منہ اور دونو ہتہیلیون پر مسح کر لینا جمعہ مین پہلی اذان اسوقت دینا جب امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹہتا ہے روزہ جلد افطار کرنا مغرب کی نماز جلد پڑہنا سحری فجر کے قریب کہانا تراویح کی آٹہہ رکعتین پڑہنا نوافل سواری پر ادا کرنا گو منہ قبلے کیطرف نہو بیوہ کا نکاح ثانی کرنا مہر کم مقرر کرنا تہجد پر ہمیشگی کرنا سوا رمضان مبارک کے اور کسی مہینہ مین سالم مہینہ روزے نذر کہنا ازار نصف ساق تک کہنا سر پر بال رکہنا داڑہی کو چہوڑ دینا مونچہون کو ترشنا یا مونڈنا علیٰ ہذا القیاس اور مہے یہ کہ اس کتاب مین اپنے اپنے مقام مین ہر ایک سنت کی تحقیق کیجاوے گی ان شاء اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر نے کہا شیخ محی الدین نے کہا کہ ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ پاؤن کا دہونا افضل ہے بشرطیکہ موزون کا مسح سنت سے نفرت کر کے نہ چہوڑے اور ایک جماعت حفاظ نے کہا ہے کہ موزون کا مسح متواتر ہے اور بعضون نے اسکے راویون کو جمع کیا ہے تو اسی سے متجاوز ہوا اور ان مین عشرہ مبشرہ سب ہین اور مصنف ابن ابی شیبہ مین حسن بصری سے مروی ہے مجہہ سے ستر صحابیون نے بیان کیا موزون کے مسح کو انتہے کلام الحافظ قسطلانی نے کہا مسح کرنا موزون پر بہت سے صحابہ نے نقل کیا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہین ہوتے تہے سفر اور حضر مین اور علما نے اتفاق کیا اسکے جواز پر اور انکار کیا مسح کا خوارج اور روافض نے خوارج نے تو اسوجہ سے کہ قرآن مین مذکور نہین اور روافض نے اسوجہ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے موزون پر مسح نہین کیا اور یہ دونون وجہین غلط ہین کس لیے کہ قرآن مین مذکور نہ ہونے سے عدم جواز لازم نہین آتا جب حدیث مشہور بلکہ متواتر سے ایک امر ثابت ہوا اور حضرت علی سے موزون کا مسح منقول ہے اور مسح کا انکار کسی صحیح اور موصول اسناد سے اون سے ثابت نہین ہے علاوہ اسکے اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے انکار بہی منقول ہو تو کبہی بڑے شخص پر ایک چہوٹی سی بات پوشیدہ رہ جاتی ہے اور کیا حضرت علی کا انکار جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل کے سامنے حجت ہو سکتا ہے ہرگز نہین نبی کی شان اور ہے اور خلیفہ کی شان اور خلیفہ اور امام سب خدا اور اسکے رسول کے غلام ہین کرخی نے کہا مین ڈرتا ہون جو کوئی موزون کے مسح کا انکار کرے وہ کافر نہ ہو جاوے اور موزون کا مسح منسوخ نہین ہو سکتا کیونکہ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوسکو غزوہ تبوک مین نقل کیا

ہے اور وہ سب غزوات کے اخیر میں تھا اور سورہ مائدہ اوس سے پہلے اتر چکی تھی اور جریر نے بھی حضرت کو سورہ مائدہ اترنے
کے بعد دیکھا ہے انتہی مختصرًا ابن الہمام نے فتح القدیر میں کہا کہ موزون کے مسح میں احادیث مشہور ہیں امام ابو حنیفہ نے
کہا میں موزون کے مسح کا قائل نہیں ہوا یہانتک کہ دن کی روشنی کیطرح مجھکو دلیلین پہنچین اور امام نے کہا کہ مین
کفر کا خوف کرتا ہون اوسپر جو موزون کے مسح کا انکار کرے کیونکہ حدیثین اس باب مین متواتر ہین اور ابو یوسف نے
کہا کہ مسح کی حدیثون سے کتاب اللہ کا نسخ ہو سکتا ہے کیونکہ یہ حدیثین مشہور اور بکثرت ہین عینی نے کہا موزون کے مسح
کا وہی انکار کریگا جو بدعتی اور گمراہ ہوگا اور ابو حنیفہ نے تو اوسکو سنت اور جماعت کے نشانی مقرر کی ہے انہون
نے کہا ہم شیخین کو افضل کہتے ہین (اور صحابہ سے) اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دونون داماد سے (یعنے حضرت عثمان
اور حضرت علی سے) محبت رکھتے ہین اور موزون پر مسح کرنا جائز سمجھتے ہین انتہے نیل مین ہے کہ امام احمد نے کہا موزون پر
مسح کرنے مین چالیس حدیثین مروی ہین مرفوع صحابہ سے اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ اکتالیس حدیثین اور ابن عبد البر
نے استذکار مین کہا کہ موزون کا مسح قریب چالیس صحابہ سے منقول ہے اور ابو القاسم بن مندہ نے اوسکی راویون
کا شمار کیا تذکرہ مین تو اسی تک پہونچے اور ترمذی اور بیہقی نے اپنی سنن مین ان مین سے ایک جماعت کا نام لیا
ہے اور موزون پر مسح کرنا تمام صحابہ کیطرف منسوب ہوا جیسے ابن المبارک سے منقول ہے اور وہ جو حضرت عائشہ اور
ابن عباس اور ابوہریرہ سے اسکا انکار منقول ہوا وہ ثابت نہین جیسے ابن عبد البر نے کہا امام احمد نے کہا ابوہریرہ کی
حدیث مسح کے انکار مین صحیح نہین ہے بلکہ باطل ہے اور دارقطنی نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ وہ قائل تھین موزون پر
مسح کرنیکی اور ابن ابی شیبہ نے جو حضرت علی سے نکالا کہ کتاب اللہ موزون پر سابق ہے تو یہ روایت منقطع ہے اور امام مسلم
اور نسائی نے حضرت علی سے موزون کے مسح کا جواز نقل کیا ہے حضرت کے وفات کے بعد ابہی حضرت عائشہ کی یہ روایت
کہ اونہون نے کہا اگر مین اپنا پاؤن کاٹ ڈالون تو وہ بہتر ہے اس سے کہ موزون پر مسح کرون تو اسکے اسناد مین محمد
بن مہاجر ہے ابن حبان نے کہا وہ بناتا تھا حدیثون کو اور وہ جو امیر حسین نے شفا مین ایک قصہ بیان کیا ہے کہ حضرت
علی اور حضرت عمر مین بحث ہوئی موزون پر مسح کرنے مین پھر بائیس صحابہ نے گواہی دی کہ یہ مسح سورۂ مائدہ سے پہلے تھا تو ابن
بہران نے کہا کہ مین نے یہ قصہ حدیث کی کسی کتاب مین نہین پایا اور ہمارے اماموں کے نزدیک اس قصہ صحیح نہ ہونے کی دلیل
یہ ہے کہ بحر مین امام مہدی سے منقول ہے کہ اونہون نے موزون کا مسح حضرت علی سے منسوب کیا ہے اور عترت تمام اور
امامیہ اور خوارج اور ابوبکر بن داؤد ظاہری یہ کہتے ہین کہ موزون کا مسح کافی نہین پاؤن کے دھونے سے اور دلیل
ان کی آیت ہے سورۂ مائدہ کی اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس شخص کے لیے جس کو وضو سکھلایا تھا

کہ اپنا پاؤن دہوا اور مسح کا بیان نہین کیا اور آپنے اپنے دونو پاؤن دہوکر ارشاد فرمایا کہ یہ وضو ہے کہ اللہ تعالی قبول نہین
کرتا نماز کو بغیر اسکے اور قول آپ کا خرابی ہے ایڑیون کی جہنم سے اور یہ لوگ کہتے ہین کہ موزون پر مسح کرنا منسوخ ہے
سورہ مائدہ کی آیت سے جمہور اہل سنت اور جماعت ان دلیلون کا جواب دیتے ہین آیت مین یہ کہتے ہین کہ حضرت سے امر
آیت اترنے کے بعد مسح منقول ہوا جیسے جریر کی حدیث مین ہے جو آگے آویگی اب یہ حدیث کہ دہو پاؤن اپنے اس سے یہ کہان
نکلتا ہے کہ موزون پر مسح کرنا جائز نہین بس مراد آپ کی یہ ہے کہ جب تیرے پاؤن مین موزے نہ ہون تو پاؤن دہو اور ضروری
یہ تخصیص مسح کی متواتر حدیثون سے اب یہ حدیث کہ اللہ نماز نہین قبول کرتا بغیر اسکے تو وہ ضعیف ہے اس لائق نہین کہ
متواتر حدیثون کا معارضہ کرے اور یہ حدیث کہ خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے البتہ صحیح ہے پر یہ وعید اوس شخص
کے لیے ہے جو پاؤن پر مسح کرے وضو مین اور پاؤن نہ دہوے نہ اوس شخص کے لیے جو موزون پر مسح کرے اگر کوئی کہے کہ
حدیث عام ہے شامل ہے اوسکو بھی جو موزون پر مسح کرے تو ہم یہ جواب دینگے کہ موزون پر مسح کرنے والے کو شامل نہین کس
لیے کہ وہ تو سارے پاؤن کو چھوڑ دیتا ہے نہ صرف ایڑی کو اور اگر ہم اس اعتراض کو مان لیوین تو یہ کہینگے کہ موزون پر
مسح کرنے کی حدیثین خاص کرتی ہین اس وعید کو اوس حالت سے جب پاؤن مین موزے نہ ہون اور نسخ کا دعوی محض غلط ہے
کیونکہ جریر کی حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موزون کا مسح آیت کے بعد واقع ہوا اب جریر مین یہ قدح کرنا کہ وہ حضرت
علی سے جدا ہو گئے تھے اسوجہ سے انکی روایت مقبول نہین صحیح نہین ہے کیونکہ جریر حضرت علی سے جدا نہین ہوئے تھے بلکہ
روکے گئے تھے علاوہ اسکے امام حافظ محمد بن ابراہیم وزیر نے اپنی کتاب عواصم اور قواصم مین اجماع نقل کیا ہے
فاسق کی روایت مقبول ہونے پر اور اجماع نقل کیا ہے ائمہ اہل بیت علیہم السلام اور انکی اتباع سے کہ تمام صحابہ کی
روایتین مقبول ہین فتنہ کے بعد اور فتنہ کے پہلے تو موزون کے مسح سے نکلنا اس صحابی جلیل الشان مین قدح کرنے سے
ممکن نہین اور اسکا قائل کوئی نہین ہوا نہ عترت سے نہ انکے اتباع مین سے نہ اور علمای اسلام مین سے اور حافظ نے فتح مین
کہا کہ مائدہ کی آیت غزوہ مریسیع مین اوتری اور مغیرہ کی حدیث مسح کی باب مین غزوہ تبوک کی ہے اور تبوک بالاتفاق مریسیع
کے بعد ہے اور بزار نے کہا کہ مغیرہ کی حدیث کو ان سے ساٹھہ آدمیون نے روایت کیا بہرحال یہ صاف اور روشن سنت
جسکا ثبوت عمدہ اور پکی دلیلون سے ہے کسی طرح رد نہین ہو سکتی لیکن بڑا مشکل امر یہ ہے کہ بحر مین امام مہدی نے ساری
عترت مطہرہ کا یہ مذہب قرار دیا ہے کہ موزون پر مسح کرنا جائز نہین مگر اس مشکل کو آسان کرتا ہے یہ امر کہ عترت کے پیشوا اور
سردار امیر المومنین حضرت علی مرتضی مسح کے جواز کے قائل ہین علاوہ اسکے عترت کا اجماع ظنی ہے اور ایک جماعت ائمہ
نے کہا کہ اوسکی مخالفت جائز ہے اون مین سے ہین امام یحیی بن حمزہ سوا اسکے عترت کا وہ اجماع حجت ہے جس مین سب کا

خلاف نہو حالانکہ ایسا اجماع معلوم نہیں ہو سکتا کس لیے کہ عترت کے لوگ تمام دنیا میں پھیل گئے تھے اور متفرق مقامات میں چلے گئے تھے علی الخصوص ایسی حالت میں کہ اجماع امت پر اعتراضات ہوئے ہیں اور جنکی وجہ سے اجماع امت کا حجت ہونا ثابت نہیں ہو سکتا تو اجماع عترت کیونکر حجت ہو سکتا ہے اور جب اجماع عام حجت نہ ہوا تو اجماع خاص بطریق اولی حجت نہ ہوگا مترجم کہتا ہے امام شوکانی نے جو مشکل بیان کی وہ کچھ مشکل نہیں ہے اسلیے کہ عترت کا اجماع مسح کے انکار پر کیونکر تسلیم کیا جاویگا خاص کر ایسی حالت میں کہ حضرت علی سے جو تمام عترت کے پیشوا ہیں مسح کا جواز منقول ہے جیسے آگے ہم بیان کرینگے اور اگر عترت کا اجماع مان بھی لیا جاوے تو احادیث صحیحہ کے خلاف کسی فرقہ کا اجماع حجت نہیں اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سارے جہان پر مقدم ہے اگر سارا جہان ایک طرف ہو اور خدا اور رسول خدا ایک طرف ہوں تو وہی پلہ بھاری ہے جدھر خدا اور رسول خدا ہیں فلا تقبل منهم الله شئ حدثنا اصبغ بن الفرج عن ابن وهب قال حدثني عمرو قال حدثني ابو النضر عن ابي سلمة بن عبد الرحمن عن عبد الله بن عمر عن سعد بن ابي وقاص عن النبي صلى الله عليه وسلم انه مسح على الخفين وان عبد الله بن عمر سال عمر عن ذلك فقال نعم اذا حدثك شيئا سعد عن النبي صلى الله عليه وسلم فلا تسال عنه غيره وقال موسى بن عقبة اخبرني ابو النضر ان ابا سلمة اخبره ان سعدا حدثه فقال عمر لعبد الله نحوه **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے اصبغ بن فرج (قرشی فقیہ مصری) نے اونہوں نے روایت کی ابن وہب (قرشی مصری) سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عمرو بن حارث ابو امیہ انصاری مصری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابو النضر بن ابی امیہ قرشی مدنی نے اونہوں نے روایت کی ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الرحمان بن عوف) سے اونہوں نے روایت کی عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے روایت کی سعد بن ابی وقاص سے اونہوں نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے مسح کیا موزونپر اور عبد اللہ بن عمر نے حضرت عمر سے پوچھا اس امر کو کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا ہے موزونپر یا نہیں حضرت عمر نے کہا ہاں آپنے مسح کیا ہے موزون پر جب تجھسے سعد کوئی حدیث بیان کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو مت پوچھ اس حدیث کو اور کسی سے **ف** کیونکہ سعد ثقہ ہیں اور انکی روایت پر اعتماد ہے اس سے یہ نکلا کہ خبر واحد حجت ہے اور عادل شخص کی خبر کبھی اوسپر یقین ہو جاتا ہے اور وہ مثل متعدد شخصوں کی خبر کے ہوتی ہے اور یہ بھی نکلا کہ حضرت عمر خبر واحد کو قبول کرتے تھے اور بعض مقاموں میں جو اونسے توقف منقول ہوا یہ کسی شک کی وجہ سے ہوگا جو انکو پیدا ہوئی ہوگی اور یہ بھی نکلا کہ حضرت عمر کے نزدیک سعد کی بڑی عظمت تھی اور یہ بھی نکلا کہ صحابی جلیل القدر اور قدیم الصحبت پر بعضی بات پوشیدہ رہ جاتی ہے جو شرع کی ایک بڑی بات ہوتی ہے اور دوسرا شخص اوس سے واقف ہوتا ہے کیونکہ

ابن عمر نے موزون کے مسح کا انکار کیا حالانکہ انکی صحبت قدیم تھی اور اونہون نے بہت روایتین کی ہین اور یہ قصہ امام مالک نے موطا مین روایت کیا نافع اور عبداللہ بن دینار سے کہ ابن عمر کوفہ مین آئے سعد کے پاس وہ امیر تھے کوفہ کے تو ان کو دیکھا موزون پر مسح کرتے ہوئے ابن عمر نے اس کا انکار کیا سعد نے کہا تم اپنے باپ سے پوچھو پھر بیان کیا یہی قصہ اور احتمال ہے کہ ابن عمر نے حضر مین مسح کا انکار کیا ہو نہ سفر مین انتہے ما قال الحافظ مختصراً مترجم کہتا ہے بڑے بڑے صحابہ جلیل الشان جیسے حضرت عمر اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم مین انپر بعضے مسائل دین کے مخفی رہے تھے جب انکو حدیث معلوم ہوئی تو اونہون نے اپنی رائے سے رجوع کیا اور تمام ائمہ سلف اور خلف کا یہی حال تھا کہ صحیح حدیث مل جانے کی دیر رہتی تھی جہان صحیح حدیث ملی پھر کسی کے اجتہاد اور رائے اور مذہب کا اعتبار نہ رہا اور حدیث پر عمل کیا مگر افسوس ہے کہ اس زمانے کے بعض جاہل مقلدون نے ایک بنا دین اختیار کیا ہے جو حقیقت مین نری بیدینی اور ملحدی اور گستاخی اور بے ادبی ہے خداوند کریم اور اسکے رسول مقدس سے وہ حدیث کیطرف التفات ہی نہین کرتے اور حدیث سے بڑہکر معاذ اللہ اپنے پیرون اور مجتہدونکی باتون کو خیال کرتے ہین خدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دونو ایسے مقلدون سے بیزار ہین اور قیامت مین انکا ٹھکانا کہین نہین بجز جہنم کے آگ کے پیر اور مجتہد صاف ان سے بیزار ہو جاوینگے اور کہدینگے کہ ہمنے تو کہدیا تھا کہ شریعت مین بجز خدا اور رسول کی اطاعت کے اور کسی کی اطاعت بالذات نہین ہے اور ہمنے صاف بتلا دیا تھا کہ حدیث کے خلاف ہمارے قول کو دیوار پر مار دینا بلکہ ہمنے منع کر دیا تھا کہ ہماری تقلید ہی نہ کرنا اور قرآن اور حدیث پر چلنا تو تم ہماری طریقے پر رہتے مگر شیطان نے تم کو بہکایا اور گمراہی مین پھنسایا اب اپنی کرتوت کا بدلہ چکھو اور اپنے کیے پر پچھتاؤ لاحول ولا قوة **قسطلانی** نے کہا اس قصہ کو ابن خزیمہ نے ایوب سے روایت کیا اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے مانند اسکے اس مین یہ ہے کہ حضرت عمر نے کہا ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موزون پر مسح کرتے تھے اور اس مین کوئی برائی نہ دیکھتے تھے اور ابن عمر نے سفر مین موزون کا مسح روایت کیا ہے نکالا اسکو ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ کبیر مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عاصم سے اونہون نے سالم سے اونہون نے ابن عمر سے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا موزون پر مسح کرتے ہوئے پانی لیے سفر مین اور یہ حدیث کو امام مسلم نے نہین نکالا تو یہ افراد مین سے ہے مولف کے اور نسائی نے اوسکو طہارت مین نکالا انتہی **ف** اور موسی بن عقبہ نے کہا اسمعیلی نے اس تعلیق کو موصولاً روایت کیا خبر دی مجھکو ابو النضر نے انکو خبر دی ابو سلمہ نے ان سے حدیث بیان کی سعد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزون پر پھر حضرت عمر نے عبداللہ سے ایسا ہی کہا جیسے اوپر گذرا اسمعیلی کی روایت مین یہ ہے کہ حضرت عمر نے عبداللہ اپنے بیٹے سے کہا جیسے انکو ملامت کرنے لگے کہ جب سعد تجھ سے کوئی حدیث بیان

کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو انکی حدیث کو بعد سیر اور کوئی چیز نہ ڈہونڈہ) حدثنا عمرو بن خالد الحرانی
قال حدثنا اللیث عن یحیی بن سعید عن سعد بن ابراہیم عن نافع بن جبیر عن عروۃ بن المغیرۃ عن
ابیہ المغیرۃ بن شعبۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ خرج لحاجتہ فاتبعہ المغیرۃ باداوۃ فیہا
ماء فصب علیہ حین فرغ من حاجتہ فتوضأ ومسح علی الخفین **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن خالد بن
فروخ احرانی (حران ایک شہر ہے درمیان دجلہ اور فرات کے) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث بن سعد نے
انہون نے روایت کی یحیی سعید انصاری سے اونہون نے سعد بن ابراہیم (بن عبد الرحمن بن عوف) سے انہون نے نافع بن جبیر بن
مطعم سے اونہون نے عروہ بن مغیرہ ابن شعبہ سے اونہون نے اپنے باپ مغیرہ بن شعبہ سے اونہون نے جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نکلے حاجت کے لیے (غزوہ تبوک مین فجر کی نماز کے وقت جیسے مالک اور احمد اور ابو داود کی روایت
مین ہے) تو مغیرہ آپکے پیچھے ہوئے ایک ڈول پانی کا لیکر **ف** مولف نے جہاد مین روایت کی کہ حضرت نے مغیرہ کو
حکم دیا تھا ڈول لیکر ساتھ آنے کا اور زیادہ کیا اتنا کہ آپ چلے یہانتک کہ میری نظر سے چھپ گئے پہر حاجت سے فارغ
ہوے بعد اسکے تشریف لائی اور وضو کیا اور امام احمد نے دوسرے طریق سے مغیرہ سے روایت کیا کہ اونہون نے جو پانی
لیا تہا وہ ایک گنوار لڑکی سے لیا تہا ایک مشک سے جو مردہ کہال کی تہی اور حضرت نے فرمایا اس لڑکی سے پوچہہ اگر اس
نے اس کہال کی دباغت کی تہی تو پانی پاک ہے وہ بولی ہان قسم خدا کی مین نے اسکی دباغت کی تہی (فتح) **ف**
پہر آپ پہ پانی ڈالا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے پہر آپنے وضو کیا اور مسح کیا دونو موزون پر **ف** جہاد مین اتنا زیادہ
ہے کہ آپ ایک شامی جبہ پہنے تہے اور ابو داود کی روایت مین ہے کہ روم کے جبون مین سے ایک جبہ پہنے تہے اور
اور یہ حدیث گذر چکی باب الرجل یوضئ صاحبہ مین اسمین یہ زیادہ ہے کہ آپنے اپنا منہ دہویا اور دونون
ہاتہہ دہوئے اور امام احمد کی ایک روایت مین ہے کہ اپنے پہونچون کو دہویا اور ایک روایت مین ہے کہ اچہی طرح دہویا انکو
اور مجہے شک ہے کہ مٹی سے رگڑا یا نہین اور مصنف نے جہاد مین نکالا کہ آپنے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور مونہہ
کو دہویا امام احمد نے زیادہ کیا تین بار پہر لگے دونو ہاتہہ نکالنے آستینون سے وہ تنگ تہین آخر آپنے جبہ کے
تلے سے ہاتہون کو نکالا اور مسلم کی روایت مین ہے کہ جبہ کو اپنے مونڈہے پر ڈالا اور احمد کی روایت مین ہے کہ داہنا
ہاتہہ تین بار دہویا اور بایان ہاتہہ تین بار دہویا اور مصنف کی روایت مین ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر اور مسلم کی ایک
روایت مین ہے کہ مسح کیا اپنی پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزون پر۔ بزار نے کہا مغیرہ کی اس حدیث کو ان سے ساٹہہ آدمیون
نے روایت کیا ہے اور مین نے اسکے صحیح طریقون کے مطالب اوپر بیان کر دیے اور اس مین بہت سے فائدے ہین ایک

حاجت کے لیے دور جانا دوسرے کی نظروں سے چھپ جانا تیسرے طہارت پر ہمیشگی کرنا کیونکہ آپ نے مغیرہ کو حکم دیا پانی ساتھ لانے
کا اور اس پانی سے استنجا نہیں کیا بلکہ جب حاجت سے لوٹے تو وضو کیا چوتھی وضو میں دوسرے سے مدد لینا پانچویں استنجا کے
بعد ہاتھوں کا دھونا پانی سے چھٹی مٹی سے رگڑ کر دھونا ساتویں جو نجاست مخرج سے بڑھ جاوے اوسکی طہارت پانی سے
ضرور ہونا آٹھویں مردے کی کھال سے دباغت کے بعد فائدہ لینا نویں کافروں کے کپڑوں سے فائدہ اٹھانا جبتک اون کی
نجاست کا یقین نہ ہو کیونکہ آپ نے رومی جبہ پہنا اور قرطبی نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ بال مردے کے نجس نہیں ہیں
کیونکہ جبہ شامی تھا اور شام اس وقت تک کفر کا ملک تھا اور وہاں کے لوگ مردہ جانوروں کو کھاتے تھے اور اسمیں رد
ہے اوس شخص کا جو کہتا ہے موزوں کا مسح منسوخ ہے وضو کی آیت سے جو مائدہ میں ہے کیونکہ سورہ مائدہ غزوہ مریسیع
میں اوتری اور یہ قصہ اسکے بعد غزوہ تبوک کا ہے اور کتاب الصلوۃ میں جریر کی حدیث اس باب میں مذکور ہو گی دسویں سفر
میں چست اور تنگ لباس پہننا گیارہویں سفر میں بھی وضو کی سنن بجا لانا بارہویں احکام میں خبر واحد مقبول ہونا اگرچہ ایک عورت
کی خبر ہو کیونکہ آپ نے ایک اعرابیہ کی خبر قبول کی تیرہویں جس عضو کا دھونا وضو میں فرض ہے اسکا مسح کافی نہ ہونا کیونکہ
آپ نے ہاتھوں کو جبہ کے تلے سے نکالا اور انکے مسح پر اکتفا نہ کیا اور بعضوں نے اس حدیث سے دلیل لی ہے سارے سر کا مسح فرض
ہونے پر کیونکہ آپ نے مسح کو پورا کیا عمامہ پر اور صرف پیشانی کے مسح پر قناعت نہ کی انتہی ما فی فتح الباری ملخصاً
قسطلانی نے کہا موزوں پر مسح اس طرح کرے کہ بایاں ہاتھ ایڑی کے تلے رکھے اور داہنا ہاتھ پاؤں کی انگلیوں
کی پشت پر پھر داہنا ہاتھ کو پھیرا وے پنڈلی تک اور بائیں ہاتھ کو نیچے سے انگلیوں کے کناروں تک اور انگلیاں کشادہ
رکھے اور یہ مسنون نہیں ہے کہ سارے موزے پر مسح کرے اور مکروہ ہے مسح کا مکرر کرنا اسی طرح موزے کا دھونا اور جو ہاتھ
تر کر کے موزے پر رکھ لیوے اور اوسکو پھیراوے نہیں یا پانی موزے پر ٹپکا دیوے تب بھی کافی ہو جاویگا اور جو قناعت کرے
پاؤں کے اوپر کی جانب کے مسح پر تو کافی ہے کیونکہ ایسا منقول ہوا اور جو قناعت کرے پاؤں کی نیچے کی جانب کے مسح پر تو کافی نہیں انتہی مترجم کہتا ہے ابو داود اور دارقطنی نے روایت کیا حضرت
علی سے فرمایا انہوں نے اگر دین عقل پر ہوتا تو موزے کے نیچے کی جانب مسح کرنا اولی ہوتا اوسکے اوپر کی جانب سے اور بیشک میں نے
دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تھے موزوں کے اوپر کی جانب پر۔ حافظ نے بلوغ المرام میں کہا کہ
اسناد اسکا حسن ہے اور تلخیص میں کہا کہ اسناد اسکا صحیح ہے شوکانی نے کہا اسکے اسناد میں عبد خیر بن یزید ہمدانی
ہے ثقہ کہا اوسکو یحییٰ بن معین اور احمد بن عبد اللہ عجلی نے اور بیہقی نے جو کہا کہ بخاری اور مسلم نے اوس سے حجت
نہیں لی تو اس سے کوئی قدح نہیں ہو سکتا باتفاق علما اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ موزوں کا مسح
اسی طرح مشروع ہے کہ اونکے اوپر کی جانب مسح کرے نہ اندر کی جانب یعنی تلوے کی طرف اور یہی مذہب ہے ثوری اور ابو حنیفہ کا

اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور اصحاب حدیث کا اور مالک اور شافعی اور انکے اصحاب اور زہری اور ابن مبارک اور
سعد بن ابی وقاص اور عمر بن عبد العزیز کا یہ قول ہے کہ اوپر کیجانب اور اندر کیجانب دونو طرف مسح کرے اور مالک اور
شافعی نے یہ کہا ہے کہ اگر صرف اوپر کیجانب مسح کیا تو بھی کافی ہے مالک نے کہا کہ اگر صرف اندر کیجانب یعنے نیچے کیجانب مسح
کیا تو درست نہوگا اور لازم ہے اوسپر دوبارہ مسح کرنا وقت کے اندر یا وقت کے بعد اور ایک روایت اُن سے اسکے خلاف
بھی ہے اور مشہور قول امام شافعی کا یہ ہے کہ جو شخص موزونکے اوپر کیجانب کے مسح پر اکتفا کرے تو کافی ہے اور نیچے کی جانب
پر اکتفا کرنا درست نہیں اور ابن شہاب نے کہا درست ہے اور ایسا ہی ایک قول ہے شافعی کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک تین
انگلیونکے مقدار ہاتھ کے مسح کرنا واجب ہے اور امام احمد کے نزدیک اکثر موزے کا مسح واجب ہے اور شافعی سے یہ منقول ہے کہ
جسپر مسح کا اطلاق ہو اتنا واجب ہے حافظ نے تلخیص میں کہا کہ محفوظ ابن عمر سے یہ ہے کہ وہ مسح کرتے تھے موزونکے اوپر کیجانب
اور نیچے کیجانب دونو طرف ایسا ہی روایت کیا اوسکو شافعی اور بیہقی نے اور ایک روایت ان سے اسطرح ہے جیسے ہم نے
اوپر قسطلانی سے نقل کیا اور جسنے دونون جانب مسح کرنیکو کہا ہے اوسنے دلیل لی ہے مغیرہ کی حدیث سے جو آگے مذکور ہوگی
اور دونو حدیثوں میں تعارض نہیں ہے بلکہ کبھی حضرت نے مسح کیا دونو طرف اور کبھی اقتصار کیا اوپر کیجانب کے مسح پر اور
آپ سے مخالفت کسی امر کی ثابت نہیں ہوتی تو دونو طرح جائز ہے اور سنت ہے اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے موزونکے اوپر کیجانب پر ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ بخاری نے تاریخ میں کہا کہ یہ حدیث اس لفظ سے زیادہ صحیح ہے رجاء بن حیوۃ کی روایت سے جو آگے
مذکور ہوگی اور اس بابمیں حضرت عمر سے مروی ہے نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اور روایت کیا پانچوں عالموں نے
سوا نسائی کے ثور بن یزید سے اوسنے رجاء بن حیوۃ سے اوسنے وراد سے جو منشی تھا مغیرہ کا اوسنے مغیرہ بن شعبہ سے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزونکے اوپر کیجانب اور نیچے کیجانب ترمذی نے کہا یہ حدیث معلول ہے اوسکو نہیں
سند کیا ثور سے کسی نے سوا ولید بن مسلم کے اور میں نے ابو زرعہ اور بخاری سے پوچھا اس حدیث کو دونوں نے کہا وہ صحیح نہیں ہے اور
روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی اور ابن الجارود نے اثرم نے امام احمد سے نقل کیا وہ اس حدیث کو ضعیف کہتے تھے
اور کہتے تھے میں نے اس حدیث کو عبد الرحمان بن مہدی سے بیان کیا انہوں نے ابن مبارک سے نقل کیا انہوں نے ثور سے انہوں نے کہا
مجھکو حدیث کی گئی رجاء سے اوسنے مغیرہ کے منشی سے اوسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں مغیرہ کا ذکر نہیں ہے
احمد نے کہا نعیم بن حماد نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ابن مبارک سے جیسے ولید بن مسلم نے بیان کی ثور سے میں نے اون سے
کہا یہ تو ولید کی روایت ہے اور ابن المبارک تو مغیرہ کا ذکر نہیں کرتے نعیم نے کہا یہ میری حدیث کی کتاب ہے اوسمیں دیکھو

پھر ایک پرانی کتاب نکالی اوس مین دونون سطرون کے بیچ مین ایک ایسے خط سے جو پرانا نہ تھا یہ لکھا ہوا تھا عن المغیرۃ مین نے
انکو خبر دی کہ عن المغیرۃ کی زیادتی اسناد مین بے اصل ہے پھر وہ اوسکے بعد لوگون سے کہتے تھے اور مین سنتا تھا جو کوئی
اس حدیث کو بیان کرے اوسکو مارو ابن ابی حاتم نے اپنے باپ اور ابو زرعہ سے نقل کیا کہ ولید کی روایت محفوظ نہین ہے اور
موسےٰ بن ہارون نے کہا کہ ثور نے اوسکو رجا سے نہین سنا اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد طیالسی نے عروہ بن المغیرہ سے انہون
نے اپنے باپ سے اور ایسا ہی نکالا اوسکو بیہقی نے۔ حافظ نے کہا ترمذی نے کہا کہ نہین مسند کیا اوسکو ثور سے کسینے
سوا ولید کے مین کہتا ہون شافعی نے ام مین روایت کی یہ حدیث ابراہیم بن محمد بن ابی یحیےٰ سے اونہون نے ثور سے مثل ولید
کی روایت کی ابو داؤد نے کہا ثور نے یہ حدیث رجا سے نہین سنا اور سنن دارقطنی مین داؤد بن رشید کے طریق مین تصریح
ہے کہ ثور سے رجا نے حدیث بیان کی حافظ نے کہا تو علت دور ہوگئی کیونکہ ظاہر اس عبارت کا یہ ہے کہ ثور نے اوسکو رجا
سے سنا ہے لیکن احمد بن عبید صفار کی مسند مین عن ثور عن رجا ہے جیسی داؤد کے طریقہ سے اور یہ اختلاف داؤد پر
مانع ہے وصل کی صحت کا خصوصاً صاحب حدیث کر اماموں نے وصل کا انکار کیا ہوا تھے مختصراً مداد یہ ہے کہ مغیرہ نے روایت
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونو ہاتھ دونو موزون پر رکھے اور اون دونو کو کھینچا اور انگلیون سے موزون کے
اوپر تک ایک ہی بار مسح کیا گویا مین مسح کا نشان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موزون پر دیکھ رہا ہون لکیرین نہین انگلیون
سے اور معلوم نہین ہوتا کہ صاحب ہدایہ نے یہ حدیث کس کتاب سے لکھدی اور صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ اپنا مطلب ثابت
کرنے کے لیے ضرور کہانہ کوئی حدیث لاتا ہے خواہ وہ صحیح ہو یا ضعیف ہو یا مرسل ہو بلکہ بعضی حدیثون کا پتہ ہی نہین ملتا
اور یہ حدیث اسی قسم مین سے ہے زیلعی نے تخریج مین کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور قریب ہے اسکے وہ جو روایت کیا ابن ابی
شیبہ نے مصنف مین مغیرہ بن شعبہ سے اونہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے پیشاب کیا پھر آئے
یہانتک کہ وضو کیا اور مسح کیا دونو موزون پر اور دہنا ہاتھ اپنا داہنے موزے پر رکھا اور بایان ہاتھ بائین موزے
پر رکھا پھر مسح کیا دونون موزون کے اوپر کیجانب ایک بار گویا مین آپ کی انگلیونکو موزون پر دیکھ رہا ہون لشتھے حافظ
نے کہا اسکا اسناد منقطع ہے ابن دقیق العید نے امام مین کہا روایت کیا اوسکو ابو اسامہ نے اشعث سے اونہون نے حسن
سے مرسلاً اور روایت کیا ابن ماجہ نے جابر سے کہ حضرت ایک شخص پر گذرے جو وضو کر رہا تھا اور موزے دھو رہا
تھا آپنے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا گویا اوسکو دفع کر رہے تھے اور فرمایا مجھے حکم ہوا مسح کا اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ
اسطرح انگلیون کی نوکون سے پنڈلی کی جڑ تک اور لکیرین انگلیون سے حافظ نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے صاحب
تنقیح نے کہا اسکے اسناد مین جریر بن یزید ہے وہ مشہور نہین ہے اور نہین روایت کیا اوس سے کسی نے سوا بقیہ کے

اور مندر شاید عیاث ہے زیاد طائی کا جہوٹا کہا اوسکو فلاس نے اور دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک ہے اور ابن ماجہ نے جریر اور
مندر سے سواے حدیث کے سوا اور کوئی حدیث روایت نہین کی زیلعی نے کہا ہمارے اوستاد ابو الحجاج مزی نے اعتراض کیا
ابن عساکر پر اونہون نے اس حدیث کو اپنے اطراف مین نہین نکالا اور شاید یہ حدیث
ابن ماجہ کے بعض نسخون مین نہین ہے اور مین نے اس حدیث کو ایک
نسخہ مین پایا اور ایک نسخہ مین نہین پایا مترجم کہتا ہی مین نے ابن ماجہ مین یہ حدیث نہین پائی اس صورت
مین مزی کا اعتراض ابن عساکر پر درست نہین کیونکہ ابن عساکر کے نسخہ مین بہی شاید یہ حدیث نہ ہو گی۔ زیلعی نے کہا
طبرانی نے معجم اوسط مین اس حدیث کو نکالا جابر سے اوس مین یہ ہے کہ حضرت ایک شخص پر گذرے جو وضو کر رہا تہا اور اپنے
موزون کو دہو رہا تہا آپ نے اپنے ہاتہ سے اوسکو ٹہونسا دیا یہہ فرمایا کہ ہم کو مسح کا حکم ہوا اسطرح اور دکہلایا آپ نے اوسکو
اپنے ہاتہ سے موزون کے سامنے سے پنڈلی کی جڑ تک اور انگلیون کو کشادہ رکہا۔ طبرانی نے کہا یہ حدیث جابر سے مروی نہین
مگر اسی اسناد سے اور متفرد ہوا اوسکی ساتہہ بقیہ مین کہتا ہون اس اسناد مین بہی جریر بن یزید موجود ہے اور روایت کیا
بزار نے اپنی مسند مین حضرت عمر سے سنا مین نے حضرت ؐ سے آپ حکم کرتے تہے ہمکو مسح کا موزون کے اوپر کی جانب مسافر کے
لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک رات اور ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند مین روایت کیا حضرت عمر سے اوس مین یہ ہے کہ
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ہمکو حکم کرتے تہے موزون کے اوپر کی جانب مسح کرنیکا جب اون کو پہنے اور وہ
دونون پاک ہون بزار نے کہا اسکے اسناد مین خالد بن ابی بکر عمری ہے اور وہ ضعیف الحدیث ہی اور روایت کیا اوسکو
دارقطنی نے علل مین اسمین بہی موزے کی پشت مذکور ہے دارقطنی نے کہا خالد قوی نہین ہے زیلعی نے کہا ابن حبان نے
اوسکو ثقات مین ذکر کیا ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند مین حضرت عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا مسح کرنیکا موزون کی پشت پر جب انکو پہنے اور وہ دونو پاک ہون اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اس لفظ سے کہ مین
نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ حکم کرتے تہے مسح کا موزے کی پشت پر تین دن اور تین راتون تک اور مقیم کے لیے
ایک دن اور ایک رات تک اور اس مین موزے کی طہارت کا ذکر نہین ہی امام مین ہے کہ روایت کیا اوسکو فقیہ ابو بکر
بن جہم مالکی نے اپنی کتاب مین اوس مین صرف موزون کا ذکر ہے نہ موزون کی پشت کا حافظ نے کہا دارقطنی کی ایک
روایت مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہم کو مسح کرنیکا موزون کی پشت پر جب ان کو پہنے اور وہ پاک
ہو چکتے امام مالک نے موطا مین روایت کیا ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ کو دیکہا جب مسح کرتے موزون
پر تو مسح کرتے موزون کی پشت پر نہ اندر کی جانب یعنی جو زمین سے ملا ہوا ہے تلوے کے نیچے کہا مالک نے پوچہا مین نے ابن

شہاب سے کس طرح مسح ہوتا ہی موزونپر تو انہوں نے ایک ہاتھ موزے کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ اوپر پہر ان دونوں کو کہینچ لیا مالک
کہتے ہین کہ ابن شہاب کا قول مجھے بہت پسند ہی اور روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف مین باسناد صحیح ابن جریج کو
اونہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے کہ وہ مسح کرتے تھے اپنے موزون کی پشت پر اور اندر کیجانب پر امام محمد نے کتاب
الحجج مین کہا معلوم نہین کہ مدینہ والے اس بات کو کیونکر قائل ہوے کہ موزے کی دونو جانب مسح کرے اور ہم نہین جانتے کہ کسی
علم والے نے ایسا کہا ہو اور ایک حدیث مشہور ہے حضرت عمر سے اونہوں نے کہا اگر دین رائے اور عقل پر ہوتا تو موزون کا
نیچے کا جانب اولی تہا ساتہہ مسح کے اوپر کیجانب سے اور یہ انکار ہے ان نیچے کیجانب مسح کرنے کا مترجم کہتا ہے یہ
قول حضرت علی سے مروی ہی نہ حضرت عمر سے اور مین نے اسکو حضرت عمر کی حدیث کی کتاب مین نہین پایا تو شاید یہ سہو ہو امام محمد سے یا
غلطی ہو کاتب کی واللہ اعلم پہر امام محمد نے کہا کہ اگر اہل مدینہ یہ کہین کہ ابن شہاب نے موزے کا مسح دونو جانب کیا ہے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ عروہ بن الزبیر اوپر ہی کیجانب مسح کرتے تھے اور اندر کیجانب مسح نہین کرتے تھے اور یہ روایت خود
اہل مدینہ کے فقیہ امام مالک نے ہم سے کی ہی اور ظاہر ہے کہ عروہ بن الزبیر افقہ اور اعلم تھے ابن شہاب سے تو کیونکر ترک کیا
امام مالک نے اور اہل مدینہ نے عروہ کے اس فعل کو اور لے لیا ابن شہاب کی رائے کو حالانکہ اس باب مین اور آثار
بہی آئے ہین خبر دی ہمکو یعقوب بن ابراہیم نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حصین نے اونہوں نے روایت کی عبد الرحمن
سے اونہوں نے عامر شعبی سے اونہوں نے اپنا ہاتھ پاؤن پر رکہا پنڈلی کے پاس پہر اوسکو پہیرا اونگلیون تک اور کہا کہ موزون
کا مسح اسیطرح ہی اور خبر دی ہمکو اسمعیل بن عیاش نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ولید بن عباد نے اونہوں نے
روایت کی جعفر بن مجاشع سے اونہوں نے ابو اسحاق ہمدانی سے اونہوں نے کہا حضرت علی نے کہا مین نہین سمجہتا تہا موزے
کے مسح کو مگر اندر کیطرف اور یہ زیادہ ضرور جانتا تہا مین اوپر کیجانب سے یہانتک کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکہا آپ مسح کرتے تہے موزون کے اوپر کیجانب اور نہین مسح کرتے تھے اون کے اندر کیجانب خبر دی ہمکو اسمعیل بن عیاش
نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو عمرو بن محمد نے اونہوں نے نافع سے کہ وہ مسح کرتے تہے موزون کی پشت پر
انتہی حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّةَ الضَّمْرِیِّ
اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَتَابَعَهٗ حَرْبٌ وَّاَبَانُ عَنْ یَحْیٰی ترجمہ
حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شیبان (بن عبد الرحمن
نحوی) نے اونہوں نے روایت کی یحیی (بن ابی کثیر تابعی) سے اونہوں نے ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف)
سے اونہوں نے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری (تابعی کبیر) سے کہ انکے باپ (عمرو بن امیہ نے احد مدینہ مین کر سنہ ۶۰ مین) انکو

خبر دی اونہوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے موزوں پر امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اور متابعت کی شیبان کی حرب (ابن شداد) نے وصل کیا اوسکو نسائی اور طبرانی نے اور ابان (ابن یزید عطار) نے وصل کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے معجم کبیر میں یحیی (ابن ابی کثیر) سے روایت میں اونہوں نے ابو سلمہ سے خبر کہا وہی اسناد جو اوپر گذرا حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى عِمَامَتِهٖ وَخُفَّيْهِ وَتَابَعَهٗ مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرٍو قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبدان (عبد اللہ بن عثمان عتکی حافظ) نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو عبد اللہ ابن مبارک مروزی نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو اوزاعی نے اونہوں نے روایت کی یحیی ابن ابی کثیر سے اونہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے جعفر بن عمرو سے اونہوں نے اپنے باپ (عمرو بن امیہ) سے انہوں نے کہا میں نے دیکھا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تھے اپنے عمامہ پر اور موزوں پر اور متابعت کی اوزاعی کی معمر (ابن راشد) نے یحیی سے اونہوں نے ابو سلمہ سے اونہوں نے عمرو سے کہا دیکھا میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ف اس متابعت کو عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں نکالا معمر سے لیکن اس میں عمامہ کا ذکر نہیں ہے البتہ ابن مندہ نے کتاب الطہارۃ میں اسکو نکالا معمر سے اوس میں عمامہ کا ذکر ہے اور ابو سلمہ کی روایت عمرو سے مرسل ہے کیونکہ ابو سلمہ نے عمرو سے نہیں سنا ایسا ہی کہا اصیلی نے حافظ نے کہا ابو سلمہ کا سماع عمرو سے ممکن ہے کیونکہ عمرو سنہ ... میں مر گئے مدینہ میں اور ابو سلمہ مدنی ہیں اونہوں نے سنا ہے اُن لوگوں سے جو عمرو سے پہلے مرے ابن بطال نے کہا اصیلی نے کہا اس حدیث میں عمامہ کا ذکر اوزاعی کی خطا ہے کیونکہ اوروں نے اوسکو روایت کیا یحیی سے اوس میں عمامہ کا ذکر نہیں ہے حافظ نے کہا یہ خطا نہیں ہو سکتی کیونکہ اوزاعی ثقہ اور حافظ اور امام ہیں اور متابعت کی اونکی معمر نے ابن مندہ کی روایت میں اور ذکر کیا عمامہ کا اور کوئی وجہ نہیں کہ صحیح روایتوں کو ایسی واہی علتوں کی وجہ سے رد کیا جاوے اور اختلاف کیا ہے سلف نے عمامہ کے مسح کرنے میں کہ اسکا مطلب کیا ہے بعضوں نے کہا کہ آپ نے مسح پورا کیا عمامہ پر بعد پیشانی پر مسح کرنے کے اور اوپر مسلم کی روایت گذر چکی جس سے یہ مطلب نکلتا ہے اور جمہور علما کا یہی قول ہے کہ صرف عمامہ کے مسح پر قناعت کرنا کافی نہیں اور خطابی نے کہا کہ اللہ تعالی نے سر کے مسح کو فرض کیا اور عمامہ کے مسح کی حدیث کی تاویل ہو سکتی ہے تو یقینی امر کو احتمالی امر کی وجہ سے ترک نہ کریں گے اور عمامہ کا قیاس موزوں پر بعید ہے کس لیے کہ موزوں کے اتارنے میں دشواری ہے اور عمامہ کے اوتارنے میں

دشواری نہین ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جن لوگون نے عمامہ کے مسح پر اکتفا کرنا جائز رکھا ہے اونھون نے اس
شرط سے جائز رکھا ہے کہ اوس کے اتارنے مین دشواری ہو جیسے موزے کے اتارنے مین ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ عمامہ
مضبوطی کے ساتھ بندھا ہوا ہو جیسے عربون کے عمامہ ہوتے ہین اور آیت اس کے منافی نہین ہے کیونکہ عرب کہتے ہین
جیسے فلانے کا سر چوما حالانکہ اوسکے سر پر کپڑا ہوتا ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور ثوری کا ایک روایت مین اور
احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور طبری اور ابن خزیمہ اور ابن منذر وغیرہم کا اور ابن منذر نے کہا کہ یہ ثابت ہے ابوبکر
اور عمر سے اور یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت نے حکم دیا لوگون کو ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنیکا انتہی ما قال الحافظ
رحمہ اللہ نیل مین ہے کہ عمرو بن امیہ نے حدیث کو کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے اپنے عمامہ اور موزون پر روایت
کیا احمد اور بخاری اور ابن ماجہ نے اور روایت کیا جماعت نے سوا بخاری اور ابو داود کے بلال سے کہ مسح کیا جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے موزون اور سربند پر اور امام احمد کی ایک روایت مین ہے کہ حضرت نے فرمایا مسح کرو
موزون اور سربند پر اور روایت کیا مسلم اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے مغیرہ سے کہ حضرت نے وضو کیا اور مسح
کیا موزون اور عمامہ پر مسلم کی روایت مین ہے کہ مسح کیا پیشانی اور عمامہ پر اور نہین روایت کیا اوس کو بخاری
نے اور وہم کیا منذری نے جو کہا کہ روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے اور متابعت کی اونھون نے ابن جوزی
کی اور متابعت کی ابن جوزی اور منذری کی منتقی الاخبار والے نے اونھون نے بھی وہم کیا اور اعتراض کیا
اون پر ابن عبد الہادی نے اور عبد الحق نے کتاب الجمع بین الصحیحین مین تصریح کی کہ یہ حدیث مسلم کے افراد مین سے
ہے اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین اس باب مین طول کیا ہے اور اس باب مین مروی ہے ابو امامہ سے نکالا
اسکو طبرانی نے اس مین یہ ہے کہ مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزون اور عمامہ پر غزوہ تبوک مین اور روایت
کیا طبرانی نے ابو موسی سے کہ مین آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے مسح کیا جوربین اور نعلین اور عمامہ پر
طبرانی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے عیسے بن سنان اور روایت کیا طبرانی نے خزیمہ بن ثابت سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزون اور سربند پر اور خرائطی نے کتاب مکارم الاخلاق مین روایت کیا ابو طلحہ
سے کہ مسح کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سربند پر اور موزون پر اور عمامہ کا مسح مروی ہے ایک جماعت صحابہ
سے اور اختلاف کیا ہے علما نے عمامہ پر مسح کرنے مین تو اسکے جواز کی طرف گئے ہین اوزاعی اور احمد بن حنبل
اور اسحاق اور ابو ثور اور داود بن علی اور شافعی نے کہا کہ اگر اس باب مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
سے حدیث صحیح ہو جاوے تو مین اسکا قائل ہون ترمذی نے کہا متعدد اہل علم کا یہ قول ہے حضرت کے اصحاب مین سے

اون مین سے ہین ابوبکر اور عمر اور انس اور روایت کیا عمامہ کے مسح کو ابن رسلان نے ابو امامہ اور سعد بن مالک اور ابو الدردا
اور عمر بن عبد العزیز اور حسن اور قتادہ اور مکحول نے اور روایت کیا خلال نے اپنی اسناد سے حضرت عمر سے اونہون نے کہا
جسکو پاک نکرے عمامہ پر مسح کرنا تو خدا اوسکو پاک نکرے اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ عمامہ پر مسح کرنا اوس حالت
مین جائز ہے کہ عمامہ کو باوضو باندہا ہو یا یہ شرط نہین ہے تو ابو ثور کے نزدیک یہ شرط ہے اور باقی علما نے یہ شرط نہین
رکہی اور ہر حال مین عمامہ پر مسح جائز کہا ہے اور ابو ثور نے اوسکے لیے میعاد بہی مقرر کی ہے جو موزون کے مسح کی
ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت عمر سے اور باقی علما نے عمامہ پر مسح کرنے کی لیے کوئی میعاد نہین رکہی جب تک
چاہے کرے ابن حزم نے کہا کہ حضرت نے مسح کیا ہے عمامہ اور سربند پر اور کوئی میعاد اوسکی مقرر نہین کی اور اسپر یہ
اعتراض ہوتا ہے کہ طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزون پر اور عمامہ پر
تین دن تک سفر مین اور ایک دن رات تک حضر مین لیکن اوسکے اسناد مین مروان ابو سلمہ ہے ابن ابی حاتم نے
کہا وہ قوی نہین ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے اور ازدی نے کہا وہ کچہ نہین اور امام احمد سے یہ حدیث کو پوچہا
اونہون نے کہا صحیح نہین ہے اور حاصل یہ ہے کہ فقط سر پر مسح کرنا اور فقط عمامہ پر مسح کرنا اور سر اور عمامہ دونون پر مسح
کرنا یہ سب باتین صحیح اور ثابت ہین حضرت سے اور جسنے اسکا خلاف کیا ہے اوسکا قول قوی نہین ہے اور روایت کیا
امام احمد نے سلمان سے اونہون نے دیکہا ایک شخص کو اور اوسکا وضو جاتا رہا تہا اور اوسنے اپنے موزے اتارنا چاہے تو سلمان
نے اوسکو حکم کیا موزون اور عمامہ پر مسح کرنے کا اور کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ مسح کرتے تہے اپنے
موزون اور سربند پر اور روایت کیا امام احمد نے ثوبان سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر
بہیجا انکو سردی لگی جب وہ لوٹ کر آئے تو آپ سے شکایت کی سردی کی آپنے انکو حکم کیا عمامون اور موزون پر مسح کرنیکا
اور نکالا اوسکو ابو داود نے شوکانی نے کہا کہ سلمان کی حدیث کو ترمذی نے علل مین نکالا اور اس مین سربند کے
معنی پیشانی ہے اور اوسکی اسناد مین ابو شریح ہے ترمذی نے کہا مین نے بخاری سے اسکا نام پوچہا اونہون نے نہ پہچانا اور
اسکی اسناد مین ابو مسلم ہے جو مجہول ہے ترمذی نے کہا مین اسکا نام نہین جانتا نہ اوسکی اور کوئی حدیث مین پہچانتا ہون
اور روایت کیا امام احمد اور حاکم اور طبرانی نے ثوبان سے اونہون نے کہا مین نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے
وضو کیا اور مسح کیا موزون اور سربند پر اور ثوبان کی پہلی حدیث کو روایت کیا راشد بن سعد نے خلال نے علل
مین کہا امام احمد نے کہا راشد نے ثوبان سے نہ سنا ہوگا کیونکہ ثوبان بہت پہلے مرے ہین انتہی مختصرا امام محمد نے کتاب
الحجج مین دلیل لی عمامہ پر مسح درست نہ ہونیکی امام مالک کی روایت سے عروہ سے کہ وہ عمامہ کو اتارتے تہے اور سر پر

مسح کرتے تھے اور یہ ایک تابعی کا اثر ہے جسکا نہ قول حجت ہے نہ فعل اور باوجود اسکے اوس سے یہ نہیں نکلتا کہ عروہ عمامہ کا
مسح جائز نہیں کہتے تھے بلکہ شاید انکو عمامہ کے اوتارنے میں وقت تکلیف ہوگی تو وہ عمامہ اتار لیتے ہونگے اور تعجب ہے کہ
اسقدر صحیح اور مرفوع حدیثوں کو اور ابوبکر اور عمر اور اجلاے صحابہ کے اقوال اور افعال کو بالاے طاق رکھیں اور عروہ کے
فعل سے سند لیویں امام محمد نے روایت کیا امام مالک نے موطا میں کہ جابر سے پوچھا گیا عمامہ کے مسح کو اونہوں نے کہا جائز نہیں جب
تک پانی بالوں میں نہ لگے اور یہ روایت بھی موقوف ہے **باب** اِذَا اَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ باب بیان میں
اسکے کہ موزوں میں دونو پاؤں ڈالے جب وہ پاک ہوں (یعنے آدمی باوضو ہو) **ف** شوکانی نے کہا موزے پہنتے
وقت طہارت کاملہ ضرور ہے اگر کوئی حدث کی حالت میں موزے پہن لیوے تو اوسکو مسح درست نہیں بلکہ وضو کے وقت
موزے کا اتارنا اور پاؤں دھونا ضرور ہے اور یہی قول ہے شافعی اور مالک اور احمد اور اسحاق کا اور ابوحنیفہ اور ثوری کے
اور یحیی بن آدم اور مزنی اور ابو ثور کے نزدیک حدث کیوقت طہارت کامل ہونا ضرور ہے اور فرق ان دونوں مذہبوں
میں اس صورت میں پیدا ہوگا کہ ایک شخص نے آدھا وضو کر کے موزے پہن لیے مثلاً پاؤں دھوکر موزے پہن لیے اوسکے
بعد باقی وضو کیا اب اسکو حدث ہوا تو وضو میں مسح درست ہوگا پچھلے علماء کے نزدیک پہلے علماء کے نزدیک ایسا ہی اگر
کسی نے سارا وضو ترتیب سے کیا اور ایک پاؤں دھوکر ایک موزہ پہن لیا پھر دوسرا پاؤں دھوکر دوسرا موزہ پہنا تو بھی پہلے
علماء اور اکثر کے نزدیک مسح جائز نہیں ہوگا اسلیے کہ دونو موزے طہارت کاملہ کے بعد نہیں پہنے اور ثوری اور اہل
کوفہ اور مزنی اور مطرف اور ابن منذر کے نزدیک جائز ہوگا کیونکہ ہر ایک پاؤں کا موزہ اوسکی طہارت کے بعد پہنا
اور داؤد ظاہری کا یہ مذہب ہے کہ اگر پاؤں پر کوئی نجاست لگی ہو موزے پہنتے وقت تو اوسپر مسح جائز ہے گو حدث کی
حالت میں پہنے (فتح مختصراً) **حَدَّثَنَا** اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ
اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا
فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے اونہوں
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے زکریا بن ابی زائدہ نے اونہوں نے روایت کی عامر بن شراحیل شعبی سے اونہوں نے عروہ
بن مغیرہ سے اونہوں نے اپنے باپ (مغیرہ بن شعبہ) سے اونہوں نے کہا میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا
سفر میں تو میں جھکا آپکے موزے اتارنیکو آپ نے فرمایا چھوڑ دو انکو کیونکہ میں نے پاؤں کو اون میں ڈالا تھا جب دونو پاؤں
پاک تھے پھر مسح کیا آپ نے اونپر **ف** حافظ نے کہا اس سے نکلتا ہے کہ عالم کی خدمت کرنا چاہیے اور خادم کو مخدوم کے حکم
سے پہلے معمولی کام کرنا چاہیے شوکانی نے کہا ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے چھوڑ دے موزوں کو کیونکہ میں نے دونو

پاؤن موزون مین ڈالے تہے اور وہ پاک تہے پہر مسح کیا اون دونون پر اور حمیدی نے اپنی مسند مین مغیرہ سے روایت کیا ہم
نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم مین سے کوئی مسح کرے موزون پر آپنے فرمایا ہان جب پاؤن اُن مین ڈالے طہارت کیحالت مین اور
ہمنے اوپر بیان کیا کہ موزون کے مسح کو ساتہہ صحابیون نے روایت کیا جیسے بزار نے کہا اور مغیرہ کیحدیث غزوہ تبوک کی
ہے اور وہ بعد ہے مائدہ کے اور اسحدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا اور کہا کہ حسن ہے اور اس باب مین حضرت علی
سے مروی ہی نکالا اوسکو ابوداؤد نے اور حضرت عمر سے نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے انتہے اور روایت کیا امام احمد نے
ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا دونو موزونپر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے اپنے
پاؤن نہین دہوئے آپنے فرمایا مینے دونو پاؤن کو موزون مین طہارت کے ساتہہ ڈالا تہا مجمع الزوائد مین ہے کہ اس کی
اسناد مین ایک شخص ہے جسکا نام معلوم نہین ہوا اور روایت کیا نسائی اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے اور کہا کہ صحیح ہی اور
شافعی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے صفوان بن عسال سے کہ ہم کو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے موزونپر مسح کرنیکا جب ہم انکو پہنین طہارت پر تین دن تک جب سفر مین ہون اور ایک دن تک جب مقیم ہون
اور نہ اتارین ہم اون کو پیشاب اور پاخانے اور سونے سے اور نہ اتارین انکو جنابت سے روایت کیا اسکو امام احمد نے
بہی اور خطابی نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور مدار اسکا عاصم
بن ابی النجود پر ہے اور وہ سچا ہے لیکن اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا اور متابعت کی اسکی ایک جماعت نے اور روایت کیا
اسکو عاصم سے چالیس سے زیادہ راویون نے یہ ابن مندہ نے کہا (نیل الاوطار) زیلعی نے کہا پوری حدیث ترمذی نے
کتاب الدعوات مین نکالی ۔ سفیان اور حماد سے اون دونون نے عاصم سے اونہون نے زر بن حبیش سے اونہون نے کہا مین
صفوان بن عسال مرادی پاس آیا اون سے پوچہنے کو موزون کا مسح اونہون نے کہا تم کیون آئے اے زر مینے کہا
علم حاصل کرنے کو اونہون نے کہا فرشتے اپنے بازو بچہادیتے ہین طالب علم کے لیے اوس کے مطلب سے خوش ہوکر مینے
کہا میرے سینے مین موزون کا مسح کہٹکتا ہے پاخانے اور پیشاب کے بعد اور تم ایک آدمی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ مین سے تو مین تمہارے پاس آیا کہ تم سے سُنون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باب مین کچہ فرماتے تہے اونہون نے
کہا ہان ہم جب مسافر ہوتے تو آپ ہمکو حکم کرتے موزے نہ اتارنیکا تین دن اور تین رات تک مگر جنابت سے لیکن پیشاب
اور پاخانے اور سونے سے نہین مینے کہا تم نے آپ سے کچہ سُنا ہے محبت کے باب مین آپ کچہ بیان کرتے تہے انہون نے
کہا ہان ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہے بعضے سفرون مین ایک شخص نے پکارا یا محمد یا محمد ہم نے کہا
خرابی ہو تیری آہستہ کر اپنی آواز کو کیونکہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے آپنے اوسکو جواب دیا اور آواز

کی آواز سی پہر وہ شخص بولا ایک شخص دوست رکھتا ہی لوگون کو اور اون سی ملتا نہین یعنی ویسی عمل نہین کرتا آپ نے
فرمایا آدمی اونکے ساتھہ ہوگا جس سے محبت رکھی پہر تھوڑی دیر مین مجھہ سی حدیث بیان کرنے لگے کہ اللہ تعالی نے مغرب مین ایک
دروازہ رکھا ہے جسکا عرض ستر برس کا ہے اور وہ توبہ کا دروازہ ہی بند نہ ہوگا جب تک ادہر سی آفتاب نکلی اور یہی مراد
ہے اس آیت سی یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیَاتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُہَا آخیر تک ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور
روایت کیا اسکو طہارت مین ابو الاحوص سے اونہون نے عاصم سے اونہون نے زر سی فقط مسح کا قصہ اور روایت کیا اسکو نسائی نے
اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور روایت کیا اسکو طبرانی نے عبد الکریم
بن ابی المخارق سے اونہون نے حبیب بن ابی ثابت سی اونہون نے زر سے اور یہ متابعت غریب ہے عاصم کی زر سے مگر عبد الکریم
ضعیف ہے شیخ تقی الدین نے امام مین کہا کہ عاصم سی اسکو تیس سے زیادہ اماموں نے روایت کیا ہے اور عاصم سی بخاری
اور مسلم نے روایت کی دوسرے کے ساتھہ ملا کر اور ثقہ کہا اسکو امام احمد اور ابو زرعہ اور محمد بن سعد اور احمد بن عبد اللہ
عجلی وغیرہم نے اور وہ صاحب سنت تھا اور قرآن مجید کا قاری تھا مگر لوگون نے کلام کیا ہے اوسکے حافظے مین عقیلی
نے کہا اسمین یہی عیب تھا کہ حافظہ اوسکا برا تھا اور دارقطنی نے کہا کہ اوسکے حافظے مین خلل ہے اور ابن معین نے کہا کہ
اسمین کچھ برائی نہین اور ابو حاتم نے کہا وہ سچا تھا لیکن حافظ نہ تھا اور نسائی نے کہا اوس مین کچھ برائی نہین اور
روایت کیا دارقطنی نے مہاجر بن مخلد سی اونہون نے عبد الرحمان بن ابی بکرہ سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ آپنے رخصت دی مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات
جب وہ طہارت کری پہر اپنے موزے پہنے یہ کہ مسح کرے اون دونو پر اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مہاجر بن مخلد مین
کلام کیا ہے ابو حاتم نے کہا وہ لین الحدیث ہی قوی نہین زیلعی نے کہا اختلاف ہے کہ مدت مسح کی کب سے شروع
ہوتی ہے بعضون نے کہا جسوقت سے پہنے بعضون نے کہا جسوقت سے مسح کرے بعضون نے کہا جسوقت سی حدث ہو امام مین
ہے کہ جس نے مدت پہننے کیوقت سی لی ہے اوس نے صفوان کیحدیث سی دلیل لی ہے اور جس نے مسح کیوقت سی اوس نے
ابو بکرہ کیحدیث سی وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے معمر سی اوس مین یہ ہے کہ حکم ہوا ہم کو مسح کرنے کا موزون پر جب ہم
اون کو طہارت کی ساتھہ پہنین تین دن تک جب سفر مین ہون اور ایک دن رات جب مقیم ہون مین کہتا ہون یہ لفظ
صفوان بن عسال کیحدیث مین ہی امام احمد کی مسند مین کہ حکم ہوا ہم کو مسح کرنے کا موزون پر جب ہم پاؤن انمین
ڈالین طہارت پر تین دن تک جب مسافر ہون اور ایک رات جب مقیم ہون اور ایک روایت مین امام احمد
کے یہ ہے کہ مسافر کے لیے تین دن اور تین رات مسح کری اپنے موزون پر جب اپنے پاؤن اون مین ڈالے طہارت پر

اور مقیم کے لیے ایک دن رات واللہ تعالے اعلم موزون کے
مسح مین کئی حدیثین آئی ہین زیلعی نے کہا ابن عبد البر نے کہا کتاب
الاستذکار مین کہ موزون کے مسح مین چالیس صحابہ سے مروی ہے اور امام مین ہے کہ ابن منذر نے کہا ہم نے حسن سے روایت
کیا اونہون نے کہا مجھسے ستر صحابہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپنے مسح کیا موزون پر اور مین ان حدیثون
کو جمع کرتا ہون جہانتک مجھکو ملین اسکی مدد سے اور شروع کرتا ہون اچھی سے پھر اچھے سے جریر کی حدیث روایت کیا
اسکو جماعت عالمون نے اپنی کتابون مین اعمش سے انہون نے ابراہیم سے اونہون نے ہمام سے اونہون نے جریر سے کہ اونہون نے
پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اون سے کہا گیا تم یہ کرتے ہو اونہون نے کہا ہان مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھا آپنے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اعمش نے کہا ابراہیم نے کہا یہ حدیث لوگون کو بھلی
معلوم ہوتی تھی کس لیے کہ جریر اسلام لائے تھے سورہ مائدہ اوترنے کے بعد اور بخاری کے ایک لفظ مین یون ہے کہ جریر
ان لوگون مین سے ہین جو اخیر مین اسلام لائے اور ابوداود کی سند بکیر بن عامر سے ہے اونہون نے ابو زرعہ بن عمرو
بن جریر سے کہ جریر نے پیشاب کیا پھر وضو کیا پھر مسح کیا موزون پر اور کہا مجھے کیا چیز روک سکتی ہے مسح سے اور مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسح کرتے دیکھا اور لوگون نے کہا کہ یہ حکم سورہ مائدہ اوترنے سے پہلے تھا جریر نے
کہا مین تو اسلام لایا سورہ مائدہ اوترنے کے بعد اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے
مستدرک مین اسی سند اور متن سے اور حاکم نے کہا کہ صحیح ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اس لفظ سے
جسکی احتیاج ہے بلکہ نکالا اسکو اعمش سے اونہون نے ابراہیم سے اونہون نے ہمام سے اونہون نے جریر سے اوس مین یہ ہے کہ
ابراہیم نے کہا انکو بھلی لگتی حدیث جریر کی کیونکہ وہ اسلام لائے سورہ مائدہ اوترنے کے بعد امام مین ہے کہ جریر کی
حدیث مین حجۃ الوداع کی تاریخ موجود ہے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین محمد بن نوح بن حرب سے انہون
نے سنان بن فروخ سے انہون نے حرب بن شریح سے اونہون نے خالد حذاء سے اونہون نے محمد بن سیرین سے اونہون
نے جریر بن عبد اللہ بجلی سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حجۃ الوداع مین آپ تشریف لیگئے پاخانہ
پھرنے کو پھر لوٹے اور وضو کیا اور مسح کیا دونون موزون پر سکوت کیا اس سے طبرانی نے شوکانی نے کہا ترمذی
نے جریر کی حدیث کو شہر بن حوشب کے طریق سے نکالا اوس مین یہ ہے کہ مین نے جریر سے کہا یہ قصہ مائدہ کے پہلے کا ہے
یا بعد کا جریر نے کہا مین تو اسلام نہین لایا مگر مائدہ کے بعد ترمذی نے کہا یہ حدیث مین تفسیر ہے کیونکہ بعضون

نے مسح کا انکار کیا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسح کی تاویل کی ہے کہ وہ اوس آیت کے اوترنے سے پہلی کا ہے
جو سورہ مائدہ مین ہے اسلیے منسوخ ہوگا انتہی مغیرہ بن شعبہ کی حدیث ابی اصل کتاب مین گذری نکالا اسکو چھونے
عالمون نے زیلعی نے کہا اس حدیث کو مغیرہ سے ایک جماعت کثیر نے روایت کی اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک مین
اور زیادہ کیا اوس مین کہ مغیرہ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ بہول گئے آپنے فرمایا نہین تو بہول گیا اسی کا حکم دیا مجھکو
میرے پروردگار نے حاکم نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اس زیادت کی ساتھ
اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم مین اوس مین یہ ہے کہ سب سے اخیر جہاد جو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ کیا اوس مین ہم حکم دیے گئے مسح کرنے کا موزون پر مسافر کے لیے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لیے
ایک دن اور ایک رات جب تک موزہ نہ اوتارے انتہی اور اوپر حدیث کی مختلف الفاظ بیان ہو چکے نیل
مین ہے کہ احمد اور ابوداؤد کی روایت مین بھی یہ زیادت موجود ہے جو حاکم نے مستدرک مین نکالی اور حدیث
کا اسناد صحیح ہے اور ابوداؤد نے اس سے سکوت کیا اور منذری نے بھی اور اسکے راوی سب صحیح کے راوی
ہین انتہی مختصراً سعد بن ابی وقاص کی حدیث جو ابن عمر نے اون سے روایت کی اصل کتاب مین اوپر گذر چکی عمرو
بن امیہ ضمری کی حدیث اوپر اصل کتاب مین گذری حذیفہ کی حدیث صحیح مسلم مین ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کے کوڑی پر آئے اور پیشاب کیا کھڑے ہوکر مین سرک گیا آپنے فرمایا نزدیک ہو جا مین
نزدیک ہوا یہانتک کہ آپکی ایڑی کے پاس کھڑا ہوا پھر آپنے وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزون پر روایت کیا اسکو
بخاری نے لیکن اسمین موزون پر مسح کرنیکا ذکر نہین ہے اور نکالا اسکو ابوبکر اسماعیلی نے اپنی صحیح مین اور
ابونعیم نے اپنے مستخرج مین اور اسمین یہ ہے کہ پھر وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزون پر بلال کی حدیث صحیح
مسلم مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا موزون پہ اور سربند پر اور روایت کیا اسکو
نسائی نے ایک عمدہ قصے کے ساتھ بریدہ کی حدیث روایت کیا اسکو جماعت نے سوا بخاری کے اوس مین
یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے سب نمازین پڑہین اور مسح کیا اپنے دونو موزون پر
حضرت عمر نے کہا آج آپنے وہ بات کی جو نہین کرتے تھے آپنے فرمایا مین نے عمداً اسکو کیا ای عمر شیخ
تقی الدین نے امام مین کہا نکالا اس حدیث کو ابن مندہ نے اور کہا اسناد اسکا صحیح ہے جماعت کی رسم پر سوا
بخاری کے سلیمان بن بریدہ مین اور روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے دلہم بن صالح سے
انھون نے حجیر بن عبداللہ سے اونھون نے ابن بریدہ سے اونھون نے اپنے باپ سے کہ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو دو کالے موزے بہیجے سادے آپنے اونکو پہنا پہر وضو کیا اور مسح کیا اونپر حضرت علی کیحدیث روایت کیا اسکو مسلم نے شریح
بن ہانی سے اونہون نے کہا مین نے حضرت عائشہ سے پوچہا موزون پر مسح کرنیکو انہون نے کہا علی پاس جا کیونکہ وہ سفر کرتے
تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مین انکے پاس گیا اون سے پوچہا اونہون نے کہا آپنے مقیم کے لیے ایک رات
اور ایک دن مقرر کیا اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات اسکی تفصیل آگے آویگی اور روایت کیا ابو داود اور دار قطنے
نے حضرت علی سے اگر دین عقل پر ہوتا اخیر تک اور یہ حدیث اوپر گذری صفوان بن عسال کیحدیث روایت کیا
اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور یہ اوپر گذر چکی خزیمہ بن ثابت کی حدیث روایت کی ابو داود اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے کہ حضرت نے فرمایا موزون پر مسح مسافر کے لیے تین دن تک ہے اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات تک
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن حبان نے اسکو تیسرے نوع مین نکالا چوتہی قسم مین سے اور اسکا ذکر آگے آویگا
اور اوپر طبرانی کی روایت خزیمہ سے گذر چکی ثوبان کیحدیث روایت کیا اسکو ابو داود نے راشد بن سعد سے
اونہون نے ثوبان سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کا ٹکڑا بہیجا اوسکو سردی لگی آپنے اوس کے
لوگون کو حکم کیا کہ مسح کرین عمامون اور موزون پر روایت کیا اسکو احمد نے مسند مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا
کہ مسلم کی شرط پر ہے اور اس مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ثور بن یزید نے اسکو روایت کیا راشد بن سعد سے اور امام مسلم نے
اوس سے روایت نہین کی بلکہ صرف امام بخاری نے اور راشد بن سعد سے شیخین نے حجت نہین لی اور امام احمد نے کہا
کہ راشد نے ثوبان سے نہ سنا ہوگا کیونکہ ثوبان بہت پہلے مرے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ راشد معاویہ کے ساتھ
صفین مین موجود تہے اور ثوبان سنہ ۵۴ھ مین مرے اور راشد سنہ ۱۰۸ھ مین اور ثقہ کہا اسکو ابن معین اور ابو حاتم اور عجلی
اور یعقوب بن شیبہ اور نسائی نے اور مخالفت کی انکی ابن حزم نے اور ضعیف کیا اوسکو اور حق ابن معین مع غیرہم
کا قول ہے اور امام احمد کا لفظ یہ ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپنے وضو کیا تو مسح کیا موزون پر اور سربند
پر اور عمامہ پر حافظ نے تلخیص مین کہا کہ اسحدیث کا اسناد منقطع ہے انتہی اسامہ بن زید کیحدیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال اسواق مین گئے اور حضرت اپنی حاجت کے لیے گئے پہر باہر نکلے اسامہ نے کہا مین نے بلال
سے پوچہا آپنے کیا کیا بلال نے کہا آپ اپنی حاجت کے لیے گئے پہر وضو کیا اور اپنا منہ دہویا اور دونو ہاتہہ دہوئے
اور مسح کیا سر پر اور مسح کیا موزون پر پہر نماز پڑہی روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے امام مسلم کی
شرط پر اور حجت لی اونہون نے داود بن قیس سے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین حاکم سے اور کہا یہ
حدیث صحیح ہے امام مین ہے کہ ابن خزیمہ نے اسکو اپنی صحیح مین نکالا اور کہا کہ اسواق ایک باغ ہے مدینہ کے

باغون مین سے اور مین نے سنا یونس سے وہ کہتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کوئی حدیث سوا اسکے نہین ہے جس مین حضرت سے موزے کا مسح منقول ہو شیخ نے کہا طبرانی کے معجم مین مغیرہ بن شعبہ سے ایک روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ چلے مدینہ مین تو ایک وادی مین آئے وہان حاجت ادا کی پہر نکلے اور وضو کیا اور موزے اتارے جب موزے پہنے تو اسکے بعد کچہ رہ کر معلوم ہوئی آپ پہر حاجت کو گئے پہر نکلے اور وضو کیا اور مسح کیا موزون پر مین نے کہا آپ بہول گئے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بلکہ تو بہول گیا مجہکو تو ایسا ہی حکم کیا میرے مالک نے اور بیہقی نے سنن مین حذیفہ سے نکالا کہ حضرت ایک قوم کے گہورے پر گئے مدینہ مین آپ نے کہڑے کہڑے پیشاب کیا پہر وضو کیا اور مسح کیا موزون پر۔ اور ان دو نو حدیثون سے موزون کا مسح حضر مین ثابت ہوتا ہے **حضرت عمر**[۱۳] کی حدیث ابن ماجہ نے نکالی ابن عمر سے اونہون نے دیکہا سعد بن مالک کو مسح کرتے ہوئے موزون پر اونہون نے کہا تم ایسا کرتے ہو پہر ہم جمع ہوئے عمر پاس سعد نے عمر سے کہا میرے بہتیجے کو موزے کے مسح کا مسئلہ بتلادو حضرت عمر نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ مسح کرتے تہے اپنے موزون پر اور اس مین کچہ برائی نہ پاتے تہے ابن عمر نے کہا اگرچہ پاخانہ سے آوے اونہون نے کہا ہان اور روایت کیا اسکو بزار اور ابو یعلی اور دار قطنی نے علل مین اور اسکی روایتین اوپر گذر چکین **ابی بن عمارہ**[۱۴] کی حدیث ابو داود اور ابن ماجہ نے نکالی اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مین مسح کرون موزون پر آپ نے فرمایا ہان ابی نے کہا ایک دن تک آپ نے فرمایا دو دن تک اور تین دن تک یہان تک کہ سات دن تک پہونچے آپ نے فرمایا جبتک تجہے مناسب معلوم ہو اور ابی بن عمارہ صحابی مشہور مین اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ اسکے کسی راوی پر کوئی جرح نہین ہوا اور اسکا بیان آگے آویگا **سہل بن**[۱۵] سعد ساعدی کی حدیث ابن ماجہ نے نکالی کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر یا حکم کیا ہم کو مسح کرنیکا موزون پر اسکے اسناد مین عبد المہیمن بن عباس ہے بعضون نے اسکو ضعیف کیا حافظ نے کہا اسناد اسکا ضعیف ہے زیلعی نے کہا ابو علی بن السکن نے اسکو روایت کیا اس سے عمدہ طریق سے اور کہا کہ اسناد اسکا شیخین کی شرط پر ہے حافظ نے کہا یہ اسناد صحیح ہے اور اس مین یہ ہے کہ مین نے دیکہا سہل بن سعد کو بوڑہے ضعیف کیطرح پیشاب کرتے ہوئے کہڑے کہڑے پہر اونہون نے وضو لیا اور مسح کیا موزون پر مین نے کہا تم اس سے باز نہین آتے پہر اونہون نے کہا نہین مین نے دیکہا اونکو جو مجہہ سے اور تجہہ سے بہتر تہے ایسا کرتے ہوئے مین نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ایسا کرتے تہے **انس**[۱۶] بن مالک کی حدیث ابن ماجہ نے روایت کی کہ مین حضرت کے ساتہ تہا سفر مین آپ نے فرمایا پانی ہے پہر وضو کیا اور مسح کیا موزون پر پہر لشکر سے مل گئے اور اونکی امامت کی اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے دوسرے طریق سے انس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اسکو

طبرانی نے معجم اوسط مین کہ مین نے سفر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی وفات سے
ایک ماہ پہلے آپ نے مسح کیا موزون پر حضرت عائشہؓ کی حدیث نسائی نے سنن کبری مین نکالی شریح بن ہانی سے
کہا مین نے پوچھا حضرت عائشہ سے موزون کے مسح کو انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو حکم کرتے تھے کہ مقیم ایک
دن رات تک مسح کرے اور مسافر تین دن تک اور یہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے اسکی اسناد مین بقیہ ہے کہ حضرت ہمیشہ
مسح کرتے رہے جب سے سورہ مائدہ اتری یہانتک کہ اللہ تعالی سے مل گئے ابوبکر صدیق[19] کی حدیث ابن حبان نے نکالی
صحیح مین عبدالرحمن بن ابی بکرہ سے انہون نے اپنے باپ سے کہ حضرت نے مسح کی میعاد مقرر کی موزون پر تین دن اور
تین راتین مسافر کے لیے اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات حافظ نے کہا روایت کیا اسکو احمد اور اسحاق
اور بزار اور ابن خزیمہ اور طبرانی نے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور دارقطنی کی ایک
روایت مین ہے کہ آپ نے رخصت دی مسافر کو تین دن کی جب طہارت کرے پھر اپنے موزے پہنے مسح کرنیکی اون پر
عوف[20] بن مالک اشجعی کی حدیث نکالا اسکو طحاوی اور احمد اور اسحاق بن راہویہ اور بزار اور طبرانی نے معجم اوسط
مین کہ حضرت نے حکم کیا مسح کا موزون پر غزوہ تبوک مین تین دن تین راتون تک مسافر کے لیے اور ایک دن ایک
رات تک مقیم کے لیے احمد نے کہا یہ عمدہ حدیث ہے موزون کے مسح مین کیونکہ غزوہ تبوک آپکا اخیر غزوہ ہے ابوبکرہ
کی حدیث ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور طحاوی نے اور طبرانی نے معجم مین اور بیہقی نے سنن مین مہاجر بن مخلد سے انہون
نے عبدالرحمان بن ابی بکرہ سے انہون نے اپنے باپ سے کہ حضرتؐ نے رخصت دی مسافر کو تین دن اور تین رات
مسح کرنیکی اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات کی طحاوی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے جب تو ان کو طہارت پر پہنے
ترمذی نے علل کبیر مین کہا مین نے امام بخاری سے پوچھا مسح کی میعاد مین تمہارے نزدیک کونسی حدیث زیادہ صحیح
ہے انہون نے کہا صفوان بن عسال کی حدیث اور ابوبکرہ کی حدیث بھی حسن ہے ابو ایوب[21] انصاری کی حدیث
اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے معجم مین نکالی ابو ایوب سے کہ وہ حکم کرتے تھے موزون پر مسح کرنے کا
اور پاؤن دھوتے تھے اون سے کہا گیا اس باب مین انہون نے کہا برا ہو اسکے لیے اگر خوشی اوسکی تمہارے لیے ہو اور
گناہ اوسکا مجھ پر ہو مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تھے موزون پر اور حکم کرتے تھے اسکا لیکن
مجھے پسند ہے وضو **ابوہریرہ**[22] کی حدیث احمد نے اپنی مسند مین اور بیہقی نے سنن مین نکالی کہ حضرت نے فرمایا مجھ
وضو کرا دے مین وضو کا پانی لیکر آیا آپکے پاس آپ نے استنجا کیا پھر اپنا ہاتھ مٹی مین ڈالا اور اسکو پونچھا پھر وضو
کیا اور مسح کیا دونو موزون پر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے پاؤن کو نہین دھویا آپ نے فرمایا مین نے

یا دن موزون مین ڈالے تہے اور وہ پاک تہے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور بزار نے اپنی مسندون مین کہ ایک
شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا سفر مین نماز کم ہو گئی آپنے فرمایا ہان اللہ تعالی دوست رکہتا ہے رخصت پر عمل کرنا جیسی دوست
رکہتا ہے فرض پر عمل کرنا اوس نے کہا یا رسول اللہ اور موزون پر طہارت کرنا یعنے مسح کرنا آپنے فرمایا مقیم کے لیے ایک
دن اور ایک رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات صاحب منتقے نے کہا کہ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ابن
ابی شیبہ سے لیکن مین نے اس حدیث کو ابن ماجہ کے دونو نسخون مین نہین پایا ابن عساکر نے اسکو اطراف مین ذکر
کیا پہر کہا کہ اسکی اسناد مین عمر بن عبد اللہ یمامی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے کہا کہ دارقطنی نے اپنی علل
مین ضعیف کیا حدیثون کو جو ابو ہریرہ سے مسح مین مروی ہین اور ابو زرعہ نے کہا عمر بن عبد اللہ واہی الحدیث ہے
[۲۳] ابو برزہ کی حدیث حضرت نے وضو کیا اور مسح کیا دونو موزون پر ایک حدیث طویل مین روایت کیا اسکو بزار نے مسند مین
[۲۴] ابن عباس کی حدیث بزار نے مسند مین نکالی ضعیف ہے اونہون نے مقسم سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا
مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزون پر [۲۵] جابر بن عبد اللہ کی حدیث ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وصحبہ وسلم موزون پر مسح کرتے تہے یہانتک کہ اللہ تعالے نے انکو اٹھا لیا روایت کیا
اسکو طبرانی نے معجم مین اور بزار کی روایت مین اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزون پر اور روایت
کیا ترمذی نے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے کہ مین نے جابر سے پوچہا موزون کے مسح کو اونہون نے کہا سنت ہے
اے بہتیجے میرے اور سکوت کیا ترمذی نے اوس سے [۲۶] سلمان کی حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح مین نکالی اونہون
نے دیکہا ایک شخص کو وضو کرتے ہوے اوس نے ارادہ کیا موزے اتارنے کا سلمان نے اوسکو حکم کیا اونپر مسح کرنیکا
اور کہا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ مسح کرتے تہے اپنے موزون اور سربند پر اور روایت
کیا اسکو امام احمد نے اسی لفظ سے جیسے اوپر گذرا [۲۷] ربیعہ بن کعب کی حدیث طبرانی نے اپنی معجم مین نکالی
مین نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزون پر مسح کرتے تہے - اسکے اسناد مین محمد بن عمر واقدی ہے اور وہ
ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو عقیلی نے ضعفا مین اور علت کی واقدی سے [۲۸] اسامہ بن شریک کی حدیث
ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند مین نکالی ہم حضرت کے ساتہہ تہے سفر مین نہین اتارتے تہے اپنے موزونکو تین دن اور تین
راتون تک اور آپکے ساتہہ ہوتے حضر مین تو مسح کرتے اپنے موزون پر ایک دن ایک رات تک [۲۹] براء بن عازب
کی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزون کے مسح مین کہ مسافر کے لیے تین دن اور تین راتون تک ہے

اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات تک روایت کیا اسکو طبرانی نے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل میں
سوار بن مصعب نے اونہوں نے مطرف سے اونہوں نے ابو الجہم سے اونہوں نے براء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزوں پر
یہانتک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور سوار بن مصعب کو ضعیف کہا ہے بخاری اور نسائی اور ابن معین نے اور ابن
عدی نے کہا کہ اسکی اکثر روایتیں غیر محفوظ ہیں مسئلہ [۳۱] ابو عوسجہ کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر اور روایت کیا اسکو بزار نے مسند
میں کہ میں نے سفر کیا حضرت کے ساتھ آپ مسح کرتے تھے موزوں پر بزار نے کہا مہدی بن حفص نے اس روایت میں غلطی
کی اور صحیح یہ ہے کہ سفر کیا اسلم نے حضرت علی کے ساتھ اما میں کہتا ہوں کہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے محمد بن جعفر سے
روایت کی جسکو طبرانی نے نکالا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی نے غلطی نہیں کی [۳۱] ابو طلحہ کی حدیث طبرانی
نے معجم صغیر میں نکالی کہ حضرت نے وضو کیا تو مسح کیا دونوں موزوں اور سر بند پر اور روایت کیا اسکو خرائطی نے کتاب
مکارم الاخلاق میں جیسے اوپر گذرا ابو اوس بن اوس ثقفی کی حدیث ابن ابی شیبہ نے مسند میں نکالی ابن ابی
اوس سے اونہوں نے اپنے باپ سے کہ ہم عرب کے ایک پانی پر گذرے تو میرے باپ اوس بن اوس کھڑے ہوئے اور پیشاب کیا
اور وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر میں نے ان سے کہا تم موزے اوتارتے نہیں اونہوں نے کہا میں زیادہ نہ کروں گا اوسپر
جیسے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کرتے ہوئے [۳۳] لیار کی حدیث عقیلی نے اپنی کتاب میں نکالی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزوں کے مسح میں تین دن اور تین راتیں ہیں مسافر کے لیے اور مقیم کے لیے ایک
دن ایک رات ہے اور علت نکالی عقیلی نے اس حدیث میں بوجہ ہیثم بن قیس کے وہ ضعیف ہے [۳۴] ابن مسعود کی حدیث
ابن عدی نے کامل میں اور بزار نے مسند میں نکالی کہ ہم مسح کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں
حضر میں ایک دن اور ایک رات اور سفر میں تین دن اور تین رات اور ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزوں کے مسح میں مسافر کے لیے تین دن تک ہے اور مقیم کے لیے ایک دن رات اسکی اسناد
میں سلیمان بن یسیر یا اسیر ہے ابن معین نے اسکو ضعیف کہا اور بخاری سے نقل کیا کہ وہ قوی نہیں ہے پھر
ابن عدی نے کہا کہ سلیمان ضعف کیطرف زیادہ قریب ہے صدق سے اور نکالا اسکو طبرانی نے معجم اوسط میں
ایوب بن سوید سے اونہوں نے سفیان ثوری سے اونہوں نے منصور سے اونہوں نے خیثمہ سے اونہوں نے ابو عبیدہ سے
انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے اور یہ اسناد اچھا ہے مگر منقطع ہے کیونکہ ابو عبیدہ نے عبد اللہ سے نہیں سنا [۳۵] ام سعد
انصاریہ کی حدیث ابن عدی نے کامل میں نکالی محمد بن زاذان سے اونہوں نے ام سعد انصاریہ سے اونہوں نے کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مال کو قرض دیوے اوس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم مسح کرتے تھے موزوں پر اور ضعیف کیا ابن عدی نے محمد بن فراوان کو اور بخاری سے نقل کیا کہ وہ منکر الحدیث
ہے امام میں ہے کہ روایت کیا اسکو ابو جبیب نے سعید معرفۃ صحابہ میں سعید بن زکریا ابو عمرو مداینی سے اوس نے عنبسہ بن
عبد الرحمن سے اوس نے محمد بن غزوان سے اوس نے ام سعد سے پیر بیان کیا اسحدیث کو خالد بن عرفطہ کی حدیث مسلم
بن مہل نے یا اسلم بن سہل نے نکالی تاریخ واسط میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزوں کے مسح میں مسافر
کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات ہے ابو امامہ کی حدیث طبرانی نے معجم میں
نکالی اور ابو امامہ اور ثوبان سے کہ حضرت نے مسح کیا موزوں پر پیشاب کرنے کے بعد اور روایت کی دوسری اسناد
سے ابو امامہ سے کہ حضرت مسح کرتے تھے موزوں اور عمامہ پر تین دن تک سفر میں اور ایک دن رات حضر میں اور
روایت کیا اسکو عقیلی نے اور اسکی اسناد میں مروان ابو سلمہ ہے اور وہ ضعیف ہے جیسے اور گذرا عبادہ
بن صامت کی حدیث طبرانی نے نکالی معجم میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو
کیا اور مسح کیا دونو موزوں پر شیخ تقی الدین نے امام میں کہا کہ حسن نے اسکو روایت کیا عبادہ سے اور ان کے سماع
میں عبادہ سے تامل ہے عبد الرحمن بن بلال کی حدیث روایت کیا اسکو طبرانی نے عمرو بن الشرید کی حدیث
طبرانی نے نکالی عمرو بن الشرید سے اوس نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور اسکی اسناد
میں ابن لہیعہ ہے عبد اللہ بن رواحہ کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی عبد اللہ بن رواحہ اور اسامہ بن زید سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر امام میں ہے کہ روایت کیا اسکو عطا بن یسار نے
عبد اللہ بن رواحہ سے اور یہ روایت منقطع ہے عبد الرحمن بن حسنہ کی حدیث طبرانی نے نکالی کہ میں نے دیکھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزوں پر عمرو بن حزم کی حدیث طبرانی نے
نکالی عبد اللہ بن طفیل سے کہ میں نے دیکھا عمرو بن حزم کو وہ مسح کرتے تھے موزوں پر اور کہتے تھے میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے اپنے موزوں پر اسکے اسناد میں واقدی ہے اور وہ ضعیف ہے
عبد اللہ بن عمر کی حدیث طبرانی نے نکالی معجم اوسط میں عبد الرزاق کے طریق سے اونہوں نے معمر سے انہوں نے
زہری سے اونہوں نے سالم سے کہ عبد اللہ بن عمر مسح کرتے تھے موزوں پر اور کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسکا حکم دیا اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا طبرانی نے اسکو عبدان بن محمد مروزی سے اوس نے قتیبہ
بن سعید سے اوس نے حمید بن عبد الرحمان سے اوس نے حسن عصاب سے اوس نے نافع سے اوس نے ابن عمر سے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزوں کے مسح میں مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات
شیخ نے امام میں کہا کہ عصابہ معروف ہے ذکر کیا اوسکو اسود نے اور کہا کہ اوس نے حدیث کی نافع سے اور اس سے روایت
کی فضل بن موسیٰ شیبانی نے یعلی بن مرہ ثقفی کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
موزوں کے مسح میں تین دن مسافر کے لیے اور ایک دن رات مقیم کے لیے مالک بن سعد کی حدیث حافظ ابونعیم نے
نکالی معرفت صحابہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا موزوں پر مسح کرنیکو آپ نے فرمایا تین دن تک مسافر کے لیے
اور ایک دن ایک رات تک مقیم کے لیے امام میں کہا اسکی اسناد میں وہ شخص ہے جسکا حال پہچاننا ضرور ہے ابونعیم
نے کہا مالک بن سعد مجہول ہے اسکا شمار بصری کے گنواروں میں ہے مالک بن ربیعہ سلولی ابومریم کی حدیث جو باپ ہے
برید کا روایت کیا اسکو ابونعیم نے کتاب المعرفۃ میں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا اور مسح
کیا موزوں پر اور فرمایا کہ مسافر کے لیے تین دن ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن رات ابونعیم نے کہا مالک بن ربیعہ سلولی
اوسکی کنیت ابومریم ہے وہ باپ ہے برید کا شجرۃ الرضوان کی بیعت میں حاضر تہا کوفہ میں رہا اوس سے کئی حدیثیں اسکے
بیٹے برید نے روایت کیں تمام ہوئیں وہ سب حدیثیں جو شیخ جمال الدین زیلعی نے ذکر کیں اس باب میں اور خلاصہ کیا
اونکا حافظ ابن حجر نے تخلیص میں بلکہ ان سے زیادہ کیں بعضی باتیں اور کتا ہوں اس باب میں بڑہاتا ہوں بعضی حدیثیں
میمونہ کی حدیث نکالی دارقطنی نے عطا بن یسار سے میں نے میمونہ سے پوچھا موزوں پر مسح کرنے کو اونہوں نے کہا میں نے
کہا یا رسول اللہ ہر وقت آدمی مسح کرے موزوں پر اور نہ اتارے اون کو آپنے فرمایا ہاں امام میں اسکی کوئی علت بیان نہیں
کی ابوذر کی حدیث موقین اور خمار پر مسح کرنے میں روایت کیا اوسکو طبرانی نے آگے آویگی ابوموسیٰ اشعری کی حدیث
جوربین کے مسح میں آگے آویگی ابومسعود کی حدیث سباب میں آگے آویگی عمرو بن حریث کی حدیث اسی باب میں
آگے آویگی زیلعی نے کہا امام میں ہے کہ ابن عبدالبر نے کہا کسی صحابی سے مسح کا انکار یا یہ ثبوت کو نہیں پہونچا سوا
ابن عباس اور عائشہ صدیقہ اور ابوہریرہ کے لیکن ابن عباس اور ابوہریرہ سے تو اس کے خلاف حسن سندوں سے
منقول ہوا ابن ابی شیبہ نے فطر سے روایت کیا میں نے عطا سے کہا عکرمہ کہتے ہیں ابن عباس نے کہا کتاب آگے
ہوئی موزوں پر مسح کرنیکی اونہوں نے کہا جھوٹ کہا عکرمہ نے میں نے ابن عباس کو دیکھا وہ مسح کرتے تہے موزوں پر اور
کہا حافظ نے تلخیص میں کہ بیہقی نے نکالا شعبہ سے اونہوں نے قتادہ سے اُنہوں نے موسیٰ بن سلمہ سے اونہوں نے کہا
میں نے ابن عباس سے پوچھا موزوں پر مسح کرنیکو اونہوں نے کہا مسافر کے لیے تین دن اخیر تک اور شاید ابن عباس کو
پہلے موزوں کے مسح کی روایتیں نہ پہونچی ہونگی پہر پہونچیں تو اونہوں نے رجوع کیا اپنے انکار سے اور فتویٰ دیا اسکا

جواز کا اور روایت کیا طحاوی نے شرح معانی الآثار میں ابن عباس سے کہ اونہوں نے کہا مسافر کے لیے تین دن اور تین رات ہے اور مقیم کے لیے ایک دن ایک رات ابن عبد البر نے کہا ابو زرعہ اور ابن جریج نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ وہ مسح کرتے تھے اپنے موزونپر اور حضرت عائشہ سے تو صحیح مسلم مین مروی ہے کہ انہون نے اسکا حوالہ دیا حضرت علی پر اور روایت کیا طحاوی نے شریح بن ہانی سے کہ مین حضرت عائشہ پاس گیا اور مین نے کہا اے ام المومنین تم موزون کے مسح مین کیا کہتی ہو اونہون نے کہا علی کے پاس جاؤ وہ مجھسے زیادہ اسکو جانتے ہین کیونکہ وہ سفر کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مین نے ان سے پوچھا اونہون نے کہا جب ہم مسافر ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو آپ ہمکو حکم کرتے موزے نہ اتارنیکا تین دن اور تین رات تک اور روایت کیا طحاوی نے حضرت علی سے کہ حضرت نے فرمایا موزون کے مسح مین مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن تین رات شیخ تقی الدین نے امام مین کہا حضرت عائشہ سے بروایت محمد بن مہاجر بغدادی کی جو بیٹا ہے اسمعیل کا امام مالک کے بہانجے کا اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم بن اسمعیل نے انہون نے داود بن الحصین سے اونہون نے قاسم بن محمد سے اونہون نے عائشہ سے انہون نے کہا اگر مین اپنا پاون کاٹ ڈالون استرے سے تو وہ بہتر ہے میرے نزدیک اس سے کہ مسح کرون مین موزونپر باطل ہے اسکی کوئی اصل نہین ابن حبان نے کہا محمد بن مہاجر بغدادی حدیث گڑہتا تھا زیلعی نے کہا مین نے علل متناہیہ مین ابن جوزی کے دیکھا انہون نے اسکو روایت کیا محمد بن مہاجر سے اسی اسناد سے حضرت عائشہ سے اور اس مین یہ ہے اگر میرا پاون استرے سے کاٹا جاوے تو وہ بہتر ہے اس سے کہ مسح کرون پاون پر ابن جوزی نے کہا یہ موضوع ہے اسکو بنایا محمد بن مہاجر نے حضرت عائشہ پر بیہقی نے کہا کہ ابن عباس نے موزون کا مسح اوسوقت مکروہ جانا جب انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین پہنچا تہا سورہ مائدہ اترنیکے بعد پھر جب ان کو پہونچ گیا تو اونہون نے رجوع کیا اوس سے اور فتوی دیا اوس کے جواز کا مقیم اور مسافر کے لیے پھر روایت کیا ابن عباس سے وہی جو اوپر گذرا اور کہا یہ اسناد صحیح ہے انتہی **مسح کی مدت کا بیان** شوکانی نے کہا علما نے اس مین اختلاف کیا ہے تو مالک اور لیث بن سعد کا قول ہے کہ موزون کے مسح کی کوئی میعاد مقرر نہین اور جو شخص طہارت کے ساتھ موزے پہنے وہ جب تک چاہے مسح کرے مسافر اور مقیم دونو کا ایک حکم ہے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت عمر رض اور عقبہ بن عامر اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری سے اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور ثوری اور حسن بن صالح اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور داود ظاہری اور محمد بن جریر طبری کا یہ قول ہے کہ مسح کی مدت مقرر ہے مقیم کے لیے ایک دن اور رات اور مسافر کے لیے تین دن تین رات ابن سید الناس نے شرح ترمذی

میں کہا میعاد ثابت ہی حضرت عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور ابن مسعود اور ابن عباس اور حذیفہ اور مغیرہ اور ابو زید
انصاری سی یہ تو صحابہ میں اور مروی ہے ایک جماعت تابعین سے اون میں سے ہیں شریح قاضی اور عطا بن ابی رباح اور شعبی
اور عمر بن عبد العزیز ابن عبد البر نے کہا اکثر تابعین اور فقہا کا یہی قول ہی اور اسی میں احتیاط ہی کیونکہ مسح تواتر سے
ثابت ہی اور اتفاق کیا اسپر اہل السنت اور جماعت نے پھر جب اکثر علماء نے یہ کہا کہ یہ مسح مقیم کو پانچ نمازوں سی اور مسافر
کو پندرہ نمازوں سی زیادہ مدت نہیں ہی تو واجب ہے عالم پر کہ اپنی نماز کو یقین کے ساتھ ادا کرے اور یقین یا دن ہونے
میں ہے اس حدیث کو بعد البتہ مدت کے اندر اجماع ہی مسح کے جواز پر مترجم کہتا ہی میعاد مقرر ہونے پر جو حدیثیں دلالت کرتی
ہیں وہ یہ ہیں ابو ہریرہ[١] کی حدیث صفوان[٢] بن عسال کی حدیث ابو بکرہ[٣] کی حدیث حضرت[٤] علی کی حدیث خزیمہ[٥] بن ثابت
کی حدیث مغیرہ[٦] کی حدیث حضرت[٧] عائشہ کی حدیث ابو بکر[٨] صدیق کی حدیث عوف[٩] بن مالک کی حدیث اسامہ[١٠] بن شریک
کی حدیث براء[١١] بن عازب کی حدیث بلال[١٢] کی حدیث ابن[١٣] مسعود کی حدیث خالد[١٤] بن عرفطہ کی حدیث ابو[١٥] امامہ کی حدیث
ابن[١٦] عمر کی حدیث یعلی[١٧] بن مرہ کی حدیث مالک[١٨] بن سعد کی حدیث مالک[١٩] بن ربیعہ کی حدیث ابن[٢٠] عباس کی حدیث حضرت[٢١]
عمر کی حدیث پس جیسے موزوں کا مسح متواتر ہے ویسی ہی میعاد کا بھی مقرر ہونا قریب ہی تواتر کی اس صورت میں صحیح
مذہب یہی ہے کہ مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کو تین دن تین رات تک مسح جائز ہے اوسکے بعد پاؤں دھو کر
اگر پھر چاہے تو موزے پہن لیوے اور پھر اوسی میعاد کے بعد موزے اتار کر پاؤں دھووے اور یہ سب حدیثیں اوپر گذر چکیں اور
مکرر بیان کرنا اونکا بے فائدہ طول ہے زیلعی نے کہا میعاد میں حضرت علی کی حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے اور حضرت
عمر کی حدیث ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نکالی کہ رخصت دی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن
مسح کرنیکی اور مقیم کے لیے ایک دن رات شیخ نے کہا اس لفظ سے یہی نکلتا ہے کہ موزوں پر مسح کرنا رخصت ہے میں
کہتا ہوں رخصت کا لفظ اسکے سوا اور حدیثوں میں بھی موجود ہے جیسے نسائی نے روایت کیا اور صفوان اور ابو بکرہ
کی حدیثوں میں تھا اب جو لوگ میعاد کے قائل نہیں ہیں اونکی دلیل یہ حدیثیں ہیں پہلی خزیمہ کی حدیث نکالا
اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو عبد اللہ جدلی سے انھوں نے خزیمہ بن ثابت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح مسافر کے لیے تین دن تک ہے اور مقیم کے لیے ایک دن رات ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے ابو داؤد نے ایک روایت میں زیادہ کیا کہ اگر ہم سے زیادہ مدت مانگتے تو آپ زیادہ دیتے اور ایک روایت میں
ابن ماجہ کے یوں ہے کہ اگر پوچھنے والا اپنے سوال میں چلا جاتا تو آپ پانچ دن تک کر دیتے شوکانی نے کہا ابن حبان
اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ زیادتی موجود ہے کہ اگر ہم آپ سے زیادہ مدت مانگتے تو آپ زیادہ دیتے اور روایت م

کیا اسکو ترمذی نے بغیر اس زیادت کے ترمذی نے کہا بخاری نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ جدلی کا
سماع خزیمہ سے ثابت نہیں ہوا اور یحیی بن معین سے نقل کیا اونہوں نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور نووی نے شرح مہذب میں کہا
کہ اس حدیث کی ضعف پر اتفاق ہی حافظ نے کہا ابن حبان نے اوسکو صحیح کہا اور اس سے نووی کا قول رد ہوتا ہے مگر
ابن حبان کے سوا اہلوں نے اوسکو ضعیف کہا اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں کہا کہ اگر یہ زیادت ثابت ہو تب
بہی اوس سے حجت نہیں ہو سکتی کیونکہ راوی نے اپنا گمان بیان کیا کہ اگر ہم آپ سے سوال کرتے تو آپ زیادہ مدت
دیتے اور اس سے صاف نکلتا ہے کہ انہوں نے سوال نہیں کیا نہ آپ نے زیادہ مدت دی اس صورت میں یہ زیادت
مخالفین کے لیے حجت ہوگی نہ مخالفین پر انتہے مختصر الشیخ تقی الدین نے امام میں کہا خزیمہ کی حدیث میں تین جگہ میں
میں ایک تو اختلاف کیونکہ اوسکی تین سندین ہیں ایک ابراہیم نخعی کی دوسری ابراہیم تیمی کی تیسرے شعبی کی اور
بعضوں میں یہ زیادت مذکور ہے اور بعضوں میں مذکور نہیں ہے لیکن نخعی کی روایت تو وہ ابو عبداللہ جدلی سے
ہے اونہوں نے خزیمہ سے اور اسمیں زیادت کا ذکر نہیں ہے اور مجھے اس روایت میں اختلاف معلوم نہیں ہوا اور
اسکے کئی طریق ہیں مشہور طریقہ حماد کا ہے نخعی سے اور حماد سے بہی کئی طریقوں میں اور روایت کیا اوسکو شعبہ نے
حکم اور حماد سے اونہوں نے ابراہیم سے مگر اس طریقہ میں یہ علت ہی کہ ابراہیم نے ابو عبداللہ جدلی سے نہیں سنا
بیہقی نے ابو عیسی ترمذی سے نقل کیا کہ میں نے محمد بن اسمعیل بخاری سے پوچھا اس حدیث کو اونہوں نے کہا میرے نزدیک صحیح
نہیں ہے خزیمہ کی حدیث مسح کے باب میں کیونکہ ابو عبداللہ جدلی کا سماع خزیمہ سے معلوم نہیں ہوتا اور شعبہ کہتے
تہے کہ ابراہیم نخعی نے ابو عبداللہ جدلی سے موزوں کے مسح کی حدیث نہیں سنی اور اسکی دلیل یہ ہی کہ زائدہ بن قدامہ
نے روایت کیا کہ میں نے منصور سے سنا وہ کہتے تہے ہم ابراہیم نخعی کے حجرے میں بیٹھے تہے ہمارے ساتھ ابراہیم تیمی بہی
تہے اتنے میں موزوں کے مسح کا ذکر ہم نے کیا تو ابراہیم تیمی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون نے اونہوں نے ابو عبداللہ
جدلی سے اونہوں نے خزیمہ سے پھر خزیمہ کی حدیث دو طرح کی ہے ایک تو وہ جس میں یہ زیادتی ہی اور دوسرے وہ جس میں زیادت
نہیں تو جس میں زیادت ہے وہ صحیح ہی ابراہیم کی مشہور ہے اس اسناد سے منصور عن ابراہیم اور اسکے کئی طریق ہیں منصور
سے اور ان میں زیادت بہی ہی نکالا اسکو طبرانی نے منصور سے اور سب میں صحیح زیادہ وہ طریقہ ہے جو اوپر ہم نے بیان
کیا اور کہا کہ بیہقی نے اسکو نکالا قصہ کے ساتھ اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حسین بن علی سے اونہوں نے زائدہ سے
اسی سند سے بغیر قصے اور زیادت کے اور اسیطرح صحیح ہے روایت سفیان بن عیینہ کی منصور سے اسی سند سے اور اسمیں
میں زیادتی ہے اور جس میں زیادت نہیں وہ ابو عوانہ کی روایت میں سعید بن مسروق سے ہے اونہوں نے ابراہیم تیمی سے اسی

سنت سے خزیمہ سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ پوچھے گئے موزوں کے مسح کو تو فرمایا مسافر کے لیے تین
دن ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن زیادہ نہیں کیا نکالا اسکو ترمذی نے پس یہ روایت مشہور ہے اور مخالفت کی
ابو الاحوص نے اونہوں نے اوسکو روایت کیا منصور سے اونہوں نے ابرہیم تیمی سے اونہوں نے ابو عبد اللہ جدلی سے اونہوں
نے خزیمہ بن ثابت سے تو نکال دیا سند میں سے عمرو بن میمون کو اور ایک دوسری مخالفت شعبہ نے کی اونہوں نے روایت کیا
سلمہ بن کہیل سے انہوں نے ابرہیم تیمی سے اونہوں نے حارث بن سوید سے اونہوں نے عمرو بن میمون سے انہوں نے خزیمہ
بن ثابت سے اور اس میں یہ زیادتی نہیں ہے اور نہ مسح ہے مقیم کا تو انہوں نے بڑہایا حارث بن سوید کو درمیان تیمی اور عمرو
بن میمون کے اور نکال ڈالا جدلی کو اس روایت کو طبرانی اور بیہقی نے نکالا اور بیہقی نے کہا وہ ضعیف ہے دوسری
علت انقطاع ہے بیہقی نے کہا ترمذی نے کہا میں نے بخاری سے پوچھا اس حدیث کو اونہوں نے کہا صحیح نہیں ہے جیسے اوپر
گذرا تیسری علت یہ ہے کہ ابن حزم نے کہا ابو عبد اللہ جدلی کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاویگا شیخ نے کہا میں
کہتا ہوں ترمذی نے اپنی جامع میں کہا خزیمہ کی حدیث نکالنے کے بعد ابو عوانہ کے طریق سے جو گذرا اور ذکر کیا گیا
یحیے بن معین سے کہ انہوں نے صحیح کہا خزیمہ کی حدیث کو مسح میں اور ابو عبد اللہ جدلی اسکا نام عبد بن عبد ہے اور
بعضوں نے کہا عبد الرحمن بن عبد ہے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے یہ ابو عیسے نے اپنی صحیح میں کہا پس طریقہ ابرہیم کا
معلول کیا گیا انقطاع سے جیسے گذرا اور طریقہ شعبہ کا ضعف ہے اب رہگیا طریقہ ابرہیم تیمی کا تو متعدد طریقوں
سے یہ طریقہ منقول ہے یعنے روایت کیا اوسکو تیمی نے عمرو بن میمون سے اونہوں نے جدلی سے اونہوں نے خزیمہ سے اور
ابو الاحوص نے جو عمرو بن میمون کو ساقط کیا تو اعتبار اسکا ہے جس نے بڑہایا اسلیے کہ بڑہانے والا عادل ہے اور
اس کیطرف کثرت روایت ہے اور اتفاق اور ابو الاحوص کی روایت پر نہ کثرت ہے نہ اتفاق اور سلمہ نے جو حارث بن
سوید کو بڑہایا اور جدلی کو گرا دیا تو جدلی کے گرانے کا وہی جواب ہے جو ابو الاحوص کے گرانے کا ہے عمرو بن میمون کو
اب رہا حارث بن سوید کا بڑہانا تو مقتضے محدثین کے مشہور حکم کا یہ ہے کہ حدیث منقطع کیجاوے ابرہیم کی عمرو سے
مگر یہاں ایک قرینہ ہے کہ ابرہیم نے عمرو سے سنا ہے اور وہ قرینہ زائدہ کا قصہ ہے اوس میں صاف یہ مذکور ہے
کہ ابرہیم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون نے تو شاید ابرہیم نے یہ حدیث عمرو سے بواسطہ حارث کے سنی
ہو اور بلا واسطہ بھی اور ایک اور جواب ہے وہ یہ کہ اگر تیمی نے عمرو سے سنا ہے تو حدیث متصل ہے اور جو نہیں سنا ہے
تو واسطہ حارث کا ہے اور حارث اکابر ثقات میں سے ہے ابن معین نے کہا وہ ثقہ تہا کوفہ میں اوس سے عمدہ اسناد
والا کوئی نہ تہا احمد نے کہا حارث ایسا شخص ہے کہ اوسکے سے شخص کو نہ پوچھنا چاہیے بوجہ اوسکی بزرگی اور رفعت

شان کا اور روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم نے صحیحین مین اور جماعت نے اب رہا بخاری کا یہ کہنا کہ ابو عبد اللہ جدلی
کا سماع خزیمہ سے معلوم نہین ہوتا تو شاید یہ امام بخاری کے مذہب پر ہی اونکے نزدیک اتصال مین سماع کا ثبوت شرط ہی
اگرچہ ایک ہی بار ہو اور امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ مین اسکو بہت طول کے ساتھ رد کیا ہی اور کہا ہی کہ صرف ملاقات
کا امکان کافی ہے اور اسکی کئی دلیلین بیان کی ہین اور ابن حزم نے جو کہا کہ جدلی کی روایت پر اعتماد نہین کیا
جاویگا تو یہ محض بیوجہ ہی اور جدلی مین کسی متقدم نے قدح نہین کیا بلکہ ثقہ کہا اسکو احمد بن حنبل اور یحییے بن معین
نے اور صحیح کیا ترمذی نے اوسکی حدیث کو انتہے کلامہ **دوسری** ابی بن عمارہ کیحدیث ابو داود اور ابن ماجہ نے
اپنی سنن مین روایت کی عمرو بن ربیع بن طارق سے اونہون نے یحییے بن ایوب سے اونہون نے عبد الرحمان بن رزین سے انہون
نے محمد بن یزید سے اونہون نے ایوب بن قطن سے اونہون نے ابی بن عمارہ سے اونہون نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مسح کرتے ہین
موزہ پر آپنے فرمایا ہان ابی نے کہا ایک دن تک آپنے فرمایا دو دن تک ابی نے کہا اور تین دن تک آپنے فرمایا
ہان اور جتنی چاہے تو اور ایک روایت مین ہی کہ ابی سات دن تک پہونچے آپنے فرمایا ہان اور جتنا مناسب معلوم ہو تجھکو
ابو داود نے کہا روایت کیا اوسکو ابن ابی مریم نے یحیی ابن ایوب سے اوس نے عبد الرحمن سے اوس نے محمد بن یزید
سے اوس نے عبادہ بن نسی سے انہون نے ابی سے۔ ابو داود نے کہا اختلاف ہوا اوسکی اسناد مین اور یہ قوی نہین
ہے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن وہب کے طریق سے اونہون نے یحییے بن ایوب سے اونہون نے عبد الرحمن
بن رزین سے اونہون نے محمد بن یزید بن ابی زیاد سے اونہون نے ایوب بن قطن سے اونہون نے عبادہ بن نسی سے
اونہون نے ابی سے مانند اسکے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے دونو طریقون سے ابن ابی مریم اور سعید بن
عفیر کے طریق سے ابن عساکر نے اطراف مین کہا اور روایت کیا اوسکو یحییے بن اسحاق نے یحییے بن ایوب سے مثل
روایت عمرو بن ربیع کی اور روایت کیا اوسکو سعید بن کثیر بن عفیر نے یحییے بن ایوب سے مثل روایت ابن وہب کے
اور روایت کیا اوسکو اسحاق بن عراب نے یحییے بن ایوب سے اوس نے وہب بن قطن سے اوس نے ابی سے انتہے
اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا اسناد اوسکا مصری ہے اور اسکے کسی راوی پر جرح نہین
ہوا اور ابی بن عمارہ صحابی مشہور ہے اور نہین نکالا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی
نے سنن مین ابو داود کی سند سے اور کہا یہ اسناد ثابت نہین ہے اور اسمین اختلاف ہوا ہے یحیی بن ایوب پر
بہت اور عبد الرحمن اور محمد بن یزید اور ایوب بن قطن سب مجہول ہین نیل مین ہے کہ ابن حبان نے کہا مین
اسحدیث پر اعتماد نہین کرتا ابن عبد البر نے کہا اوسکا اسناد قائم نہین اور مبالغہ کیا جوزقانی نے اور

ذکر کیا اس حدیث کو موضوعات میں انتہے ابن القطان نے اپنی کتاب میں کہا محمد بن یزید بن ابی زیاد وہ ہے جس نے صدوریکی حدیث
روایت کی ابو حاتم نے کہا وہ مجہول ہے اور یحیی بن ایوب میں لوگون کا اختلاف ہے اور یہ اون راویون میں سے ہے جنکی
حدیث کا انکار عیب کیا گیا ہے امام مسلم پر اور اختلاف جسکی طرف ابو داؤد اور دارقطنی نے اشارہ کیا یہ ہے کہ یحیی بن
ایوب نے اوسکو روایت کیا عبد الرحمن بن رزین سے اور اوس نے محمد بن یزید سے اور اوس نے عبادہ بن نسی سے اور اوس نے ابی بن عمارہ
سے اور یہ دوسرا اسناد ہے اور ایک روایت یحیی سے یون ہے عبد الرحمن بن رزین سے اوس نے محمد بن یزید سے اوس نے ایوب بن
قطن سے اوس نے عبادہ بن نسی سے اور یہ تیسرا اسناد ہے اور ایک روایت میں مرسلاً مروی ہے یحیی سے اوس میں ابی کا
ذکر نہیں ہے تو یہ چوتھا اسناد ہے شیخ تقی الدین نے امام میں کہا ابو زرعہ نے کہا میں نے امام احمد سے سنا وہ کہتے تھے ابی بن
عمارہ کی حدیث کا اسناد معروف نہیں ہے میں نے کہا یہ اہل مدینہ کی دلیل کیلیے تین دن سے زیادہ مسح جائز ہونے میں
انہون نے کہا انکے پاس ایک اثر ہے شیخ نے کہا یہ اثر شاید ابن عمر کی روایت ہے وہ صحیح ہے اون سے عبید اللہ بن
عمر کی روایت سے اور انہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ موزون کے مسح میں میعاد نہیں کرتے تھے کسی وقت
کی اور احتمال ہے کہ اور اثر مراد ہو جیسے حماد بن زید نے روایت کیا کثیر بن شنظیر سے اونہون نے حسن سے کہ ہمنے سفر کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ اور وہ مسح کرتے تھے اپنے موزون پر بغیر وقت اور عدد کے روایت کیا
اوسکو ابن جہم نے اپنی کتاب میں اور ابن حزم نے اوس میں علت کی کہ کثیر بن شنظیر ضعیف ہے بہت شیخ نے کہا
اوسکی باب میں مختلف روایتیں ہیں یحیی بن معین سے عباس نے یحیی سے روایت کیا کہ وہ کچھ نہیں ہے اور عثمان بن
سعید دارمی نے روایت کیا انقل کیا اوسکو ابن عدی نے کہ میں نے یحیی سے پوچھا کثیر بن شنظیر کو اونہون نے کہا ثقہ ہے اور
ابن جہم نے اپنی کتاب میں روایت کیا اپنی سند سے سعد بن ابی وقاص سے کہ وہ پائخانے سے نکلے اور وضو کیا اور مسح کیا
موزون پر میں نے اون سے کہا تم مسح کرتے ہو موزون پر اور پائخانے سے نکلے ہو اونہون نے کہا ہان جب تو پاؤن کو موزون
میں ڈالے اور وہ طاہر ہون یعنے وضو سے تو مسح کر اونپر اور مت اوتار انکو مگر جنابت سے اور روایت کیا اپنی سند سے
حسن سے وہ کہتے تھے موزون پر مسح کرے اور اسکا کوئی وقت مقرر نکرے مگر جنابت سے اتارے اور اپنی سند سے عمر سے کہ وہ مسح کے
لیے میعاد مقرر نکرتے تھے **تیسری** انس کی حدیث حاکم نے مستدرک میں نکالی عبد الغفار بن داؤد حرانی سے اوس نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن سلمہ نے اونہون نے روایت کی عبید اللہ بن ابی بکر اور ثابت سے اونہون نے انس سے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے اور موزے پہنے تو اون میں نماز پڑھے اور مسح کرے اونپر پھر
نہ اتارے انکو اگر چاہے مگر جنابت سے انتہے حاکم نے کہا اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے اور راوی اسکے اول سے

اخیر تک سب ثقہ ہیں اور نکالا اوسکو دارقطنی نے سنن میں اسد بن موسی سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن سلمہ نے
صاحب تنقیح نے کہا اوسکا اسناد قوی ہی اور اسد بن موسی سچا ہے ثقہ کہا اوسکو نسائی وغیرہ نے اور ابن جوزی نے
تحقیق میں اسکی کوئی علت نہیں نکالی اور کہا یہ حدیث محمول ہے تین دن کی مدت پر شیخ نے امام میں کہا ابن حزم نے
کہا یہ وہ حدیث ہی کہ متفرد ہوا اوسکی ساتھ اسد بن موسی حماد سے اور اسد منکر الحدیث ہی اور اوس سے حجت نہ لیجاویگی شیخ نے کہا
ابن حزم کے کلام پر دو اعتراض ہوتے ہیں ایک یہ کہ اسد متفرد نہیں اس حدیث سے جیسے حاکم نے اوسکو نکالا عبد الغفار سے
اونہوں نے حماد سے دوسرے یہ کہ اسد ثقہ ہے اور ضعیفوں کی کتاب میں اسکا ذکر نہیں اور ابن عدی نے اپنی کتاب میں ہر ایک
شخص کو ذکر کیا ہے جس میں ایک شخص نے بھی کلام کیا ہو اور کئی اکابر اور حفاظ کو اوس
میں ذکر کیا اور اسد کا ذکر نہیں کیا اور یہ مقتضی ہے اسکی توثیق کو اور ابن القطان نے اوسکی توثیق نقل کی بزار
سے اور ابو الحسن کوفی سے اور شاید ابن حزم نے ابن یونس کا قول دیکھا تاریخ میں کہ اسد بن موسی نے چند منکر حدیثیں
نقل کیں اور وہ ثقہ تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ ان میں آفت کسی دوسرے کیطرف سے ہے اور اس کلام سے یہ نہیں نکلتا
کہ اسد منکر الحدیث ہی اگر ابن حزم نے یہ سمجھا تو انکی غلطی ہے اور احمد بن حنبل نے محمد بن ابراہیم تیمی کے باب میں کہا کہ
وہ چند حدیثیں منکر روایت کرتا ہے حالانکہ روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم نے اور اسپر مدار ہے حدیث انما الاعمال
بالنیات کا اور ایسا ہی کہا زید بن ابی انیسہ کے بعض حدیثوں میں نکارت ہی حالانکہ اوس سے حجت لی بخاری اور مسلم نے
اور ابن یونس نے کہا کہ اسد ثقہ ہے اور جب اسکی حدیث حجت کے لائق نہ ہو تو وہ ثقہ کیونکر ہوسکتا ہے انتہی حافظ ابن
حجر نے تلخیص میں کہا کہ ابن حزم نے علت نکالی اس حدیث میں اسد بن موسی سے اور خطا کی اونہوں نے وہ متفرد نہیں ہیں
اس حدیث سے چونکہ یہی حدیث عقبہ بن عامر جہنی کی حاکم نے مستدرک میں نکالی بشر بن بکر سے اونہوں نے موسی بن علی بن رباح
سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے عقبہ بن عامر سے کہ وہ حضرت عمر پاس آئے جب دمشق فتح ہوئی اونہوں نے کہا میں موزے
پہنا تھا حضرت عمر نے کہا تم کتنے دن سے یہ موزے نہیں اوتارے عقبہ نے کہا جمعہ سے آٹھ دن سے حضرت عمر نے کہا تم نے
اچھا کیا اور سنت پر عمل کیا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور نہیں نکالا اوسکو اون دونوں نے اور روایت
کیا اوسکو طحاوی نے اسی اسناد سے شرح معانی الآثار میں اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن میں اور کہا صحیح الاسناد
ہے امام میں ہے کہ روایت کیا اوسکو نسائی نے اور میں نے اوسکو نہیں پایا ابن عساکر کے اطراف میں یہ روایت کیا
اوسکو یزید بن حبیب سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عبد اللہ بن حکم نے اونہوں نے علی بن رباح سے کہ عقبہ بن
عامر نے حدیث کی اور وہ آئے حضرت عمر کے پاس اخیر تک اور سکوت کیا اوس سے دارقطنی نے کتاب العلل میں کہا

کہ عمرو بن حارث اور یحیی بن ایوب اور لیث بن سعد نے اوسکو روایت کیا یزید سے اونہون نے یہ کہا تم نے ٹھیک کیا اور یہ نہین کہا
کہ سنت پر عمل کیا اور یہی محفوظ ہے اور روایت کیا اوسکو جریر بن حازم نے یحیی بن ایوب سے اور اونسے یزید بن ابی حبیب نے
اور اونسے علی بن رباح سے اونسے عقبہ سے اور ساقط کر دیا اسناد مین سے عبد اللہ بن حکم بلوی کو اور اوس مین یہ ہے کہ تم پہونچے
سنت کو جیسے ابن لہیعہ اور مفضل نے کہا انتہی پانچوین حدیث دارقطنی نے روایت کی احمد بن حنبل سے انہون نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر حنفی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن اسحاق بن یسار نے جو بہائی تہے
محمد بن اسحاق کے اونہون نے کہا مین نے عطا بن یسار کی کتاب پڑہی عطا کے ساتھ انہون نے کہا مین نے ام المومنین میمونہ
سے پوچھا مسح کو انہون نے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر وقت آدمی مسح کرے موزون پر اور نہ اتارے انکو آپ نے
فرمایا ہان اور اسناد مین اسکی کوئی علت بیان نہین کی اور سکوت کیا اوس سے حافظ نے تلخیص مین امام طحاوی نے
کہا کہ جو لوگ مسح کی میعاد نہین کرتے وہ دلیل لیتے ہین حضرت عمر کے قول سے عقبہ کے لیے کہ تم سنت کو پہونچے کیونکہ
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ حضرت عمر کو بہی معلوم تہا اور مخالفین یہ جواب دیتے ہین کہ
سنت کبہی حضرت کی ہوتی ہے کبہی خلفائے راشدین کی چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم کر لو تم اپنے اوپر
میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت روایت کیا اوسکو عرباض بن ساریہ نے اون سے روایت کی عبد الرحمن
بن عبد السلام نے اونسے خالد بن معدان نے اون سے ثور بن یزید نے اون سے ابو عاصم نے اون سے ابو امیہ نے
اونہون نے ہم سے اور سعید بن المسیب نے ربیعہ سے کہا عورت کی انگلیون کی دیت مین اے بہتیجے یہ سنت ہے اور
مراد اونکی سنت سے زید بن ثابت کا قول ہے تو جائز ہے کہ حضرت عمر نے جو عقبہ سے کہا وہ اونکی رائے ہو اور چونکہ وہ
خلفائے راشدین مین سے تہے اسلیے اونہون نے اپنی رائے کو سنت کہا ہو اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ حضرت رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثین جو متواتر ہین مسح کی میعاد کے باب مین مسافر اور مقیم کے لیے وارد ہوئین
برخلاف ابی بن عمارہ کی حدیث کے یہ بیان کیا شریح بن ہانی کی حدیث کو حضرت علی سے اور حضرت عائشہ کی حدیث
کو کہ علی سے پوچہو اور خزیمہ بن ثابت کی حدیث کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن اور تین راتین
مقرر کین اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کی اور کہا کہ اگر سائل آپ سے زیادہ مدت مانگتا تو آپ
زیادہ مدت دیتے اور دوسری روایت مین یون ہے کہ اگر ہم زیادہ مدت مانگتے تو آپ زیادہ مدت دیتے اور عبد اللہ بن
مسعود سے کہ مین بیٹہا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنے مین ایک شخص آیا مرادی کا جسکو صفوان
بن عسال کہتے تہے وہ بولا یا رسول اللہ مین سفر کرتا ہون درمیان مکہ اور مدینہ کے تو مجھے فتوی دیجیے موزون

کے مسح کے باب مین آپنے فرمایا تین دن مسافر کے لیے اور ایک دن رات مقیم کے لیے اور روایت کیا زر سے کہ
مین صفوان بن عسال پاس آیا مین نے کہا میرے دل مین موزون کا مسح پاخانہ یا پیشاب کے بعد کھٹکتا ہے تو تم نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب مین کچھ سنا ہے اونہون نے کہا ہان جب ہم مسافر ہون تو حکم کیا ہمکو موزے نہ اوتارنے
کا تین دن اور تین رات تک مگر جنابت سے لیکن پیشاب اور پاخانے سے نہین اور روایت کیا ابو بکرہ سے اور عوف
بن مالک سے جیسے اوپر گذرا اور مغیرہ سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ حاجت کو گئے مین پانی
لایا آپ پاس اور آپ ایک شامی جبہ پہنے تھے پھر آپنے وضو کیا اور مسح کیا موزون پر پھر یہ مسافر کے لیے سنت
ہوگیا تین دن اور تین راتین اور مقیم کے لیے ایک دن رات طحاوی نے کہا تو یہ حدیثین متواتر ہوئین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے مسافر اور مقیم کے لیے تعین میعاد مین اور کسی کو نہین چاہیے کہ ایسی متواتر حدیثین چھوڑ دیوے ایک
ایسی حدیث سے جیسے ابی بن عمارہ کی ہے اور وہ جو حجت لی ہے حضرت عمر کے اثر سے اوسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر سے
بھی اوسکے برخلاف متواتر آثار آئے ہین پھر روایت کیا اپنی سند سے سوید بن غفلہ سے کہ ہم نے نباتہ جعفی سے کہا اور
وہ ہم مین زیادہ دلیر تھے حضرت عمر سے پوچھنے مین پوچھو ان سے موزون کے مسح کو انھون نے پوچھا حضرت عمر نے کہا مسافر
کے لیے تین دن اور تین راتین ہین اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات دوسری روایت مین ہے کہ نباتہ نے حضرت
عمر سے یہ سوال کیا تو انھون نے کہا مسح کرا اونپر ایک دن رات اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمر نے کہا جو کوئی اپنے
دونون موزون پاؤن مین ڈالے اور وہ پاک ہون تو اونپر مسح کرے دوسرے دن کے اوسی وقت تک اور زید بن وہب سے
کہ حضرت عمر نے ہم کو لکھا موزون کے مسح مین کہ مسافر کے لیے تین دن ہین اور مقیم کے لیے ایک دن رات تو یہ سب آثار
حضرت عمر کے عقبہ کے اثر کے خلاف ہین اور موافق ہین احادیث صحیحہ مرفوعہ کے تعین میعاد مین اور احتمال ہے کہ
حضرت عمر نے عقبہ سے یہ اسلیے کہا ہو کہ اونہون نے جانا کہ عقبہ ایسے راہ سے آئے ہین جہان پانی نہ ملتا تھا اور
ایسی حالت مین حکم انکا تیمم تھا تو پوچھا کہ موزے سے نہ اوتارے کو کتنا زمانہ گذرا جب تمہارا کوئی حکم تیمم تھا اونہون
نے بیان کیا جو بیان کیا اور یہ تاویل بہتر ہے تاکہ حضرت عمر سے دوسرے آثار اوسکے خلاف نہ ہون اور علاوہ اوس کے
حضرت عمر کے سوا اور صحابہ سے بھی تعین میعاد منقول ہے پھر روایت کیا حضرت عائشہ کا اثر کہ حضرت علی پاس جا اور ان
سے پوچھ جو اوپر گذرا اور عبد اللہ بن مسعود سے کہ اونہون نے موزون کا مسح مسافر کے لیے تین دن کہا اور مقیم کے
لیے ایکدن اور عمرو بن حارث سے کہ مین نے سفر کیا عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ وہ اپنے موزونکو تین دن تک نہ اتارتے
تھے اور ابن عباس سے انہون نے مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن رات رکھا اور ابن عمر سے بھی ایسا

ہی اور انس سے بہی اور ایک اور صحابی سے بہی ایسا ہی سو کہا کہ یہ اقوال ہین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور متفق ہین میعاد پر اور کسیکو نہین چاہیے انکا خلاف کرنا اور یہ جو ہم نے بیان کیا یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن حسن رحمہم اللہ کا انتہے شوکانی نے نیل مین کہا کہ حق یہی ہے کہ مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن مسح کی میعاد ہے اور صرف ابی بن عمارہ کی حدیث سے جس مین کلام ہے میعاد کی بہت حدیثون کا ترک کرنا انصاف کے خلاف ہو واللہ اعلم **موق اور جورب پر مسح کرنیکا بیان** زیلعی نے کہا موق مین علماء کرام نے اختلاف کیا ہے شیخ تقی الدین نے امام مین کہا ابن سیدہ نے کہا موق ایک قسم ہے موزے کی اور جمع اوسکی امواق ہو اور ازہری نے لیث سے نقل کیا کہ موق ایک قسم ہے موزون کی اور جوہری نے کہا کہ موق وہ ہے جسکو موزے کے اوپر پہنتے ہین یعنے بڑا موزہ اور قدار نے کہا کہ موق فارسی لفظ ہے بمعنی موزہ اور ایسا ہی کہا ہروی نے اور کرامی نے نیل مین ہے کہ موق وہ موزہ جو مقطوع الساقین ہو یہ ضیاء مین ہو اور جورب بمعنی لفافہ یعنے جراب جسکو پاتابہ کہتے ہین اور بعضون نے کہا کہ جورب بڑا موزہ ہو اور جائز رکہا ہے اوسپر مسح اور کیا ہے حضرت علی اور ابن مسعود اور براء بن عازب اور انس بن مالک اور ابو امامہ اور سہل بن سعد اور عمرو بن حریث نے اور یہ منقول ہے حضرت عمر اور ابن عباس اور عبد اللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص اور ابو مسعود بدری عقبہ بن عمرو سے اور شافعی نے کہا کہ جورب پر اسوقت مسح درست ہو جب نعلین کے ساتہ ہون اور حنفیہ نے کہا کہ جب جورب موٹا اور تلدار ہو اتنا کہ خود بخود کہڑا رہے یا اوسکے نیچے چمڑا لگا ہو واللہ اعلم اسباب مین جو حدیثین آئی ہین وہ یہ ہین ابو داؤد نے سنن مین ابو عبد الرحمن سے وہ حاضر تہے عبد الرحمان بن عوف نے بلال سے پوچہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کو اونہون نے کہا آپ نکلتے تہے اپنی حاجت پوری کرنیکو مین پانی لاتا پہر آپ وضو کرتے اور مسح کرتے اپنے عمامہ اور موقین پر اور روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے مسند مین بلال سے کہ مین نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تہے موقین اور سر بند پر اور سعید بن منصور نے اپنی سنن مین روایت کیا بلال سے کہ مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے مسح کرو سر بند پر اور موق پر نیل مین ہے کہ بلال کی حدیث کو ترمذی اور طبرانی نے بہی روایت کیا اور ضیاء نے مختارہ مین امام احمد کے موافق شیخ نے امام مین کہا کہ اس کے اسناد مین ابو عبد اللہ ہے کہتے ہین کہ وہ مولے تہا بنی تیم کا اور اسکا نام معلوم نہین ہوا نہ ابو عبد الرحمن کا اور نہ مین نے اون دونون کا ذکر اور کسی اسناد مین پایا طبرانی نے معجم مین حضرت علی سے کہ بلال نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تہے موقین اور

سر بند ہین پر اور روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ابو ادریس خولانی سے اونھون نے بلال سے کہ حضرت نے مسح کیا قنبرز
اور سر بند ہین پر بیہقی نے سنن مین عاصم احول سے اونھون نے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موقین
اور خمار پر طبرانی نے معجم اوسط مین ابوذر سے مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تھے موقین اور
خمار پر مغیرہ کی حدیث اصحاب سنن اربعہ نے نکالی ابو قیس اودی سے اور اس نے ہذیل بن شرحبیل سے اوس نے مغیرہ سے کہ حضرت
نے وضو کیا اور مسح کیا جوربین اور نعلین پر ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نسائی نے سنن کبری مین کہا ہم نہین جانتے
کہ متابعت کی ہو کسی نے اس حدیث کی روایت کرنے مین ابو قیس اودی کی اور صحیح مغیرہ سے یہ ہے کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر
اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین اور ابو داؤد نے سنن مین کہا کہ عبد الرحمن بن مہدی اس حدیث کو
بیان نہین کرتے تھے کیونکہ مشہور مغیرہ سے یہ ہے کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر اور بیہقی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور
ضعیف کیا اوسکو سفیان ثوری اور عبد الرحمان بن مہدی اور احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور علی بن المدینی
اور مسلم بن الحجاج نے اور مشہور مغیرہ سے موزون پر مسح ہے اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ اونھون نے مسح کیا جوربین پر
اور نعلین پر لیکن نووی نے کہا ان مین سے ہر ایک شخص تنہا ترمذی پر مقدم ہے خصوصاً اس حالت مین کہ جرح مقدم
ہے تعدیل پر اور اتفاق کیا حافظون نے اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اور ترمذی کا قول کہ وہ حسن صحیح ہے قبول نہ
کیا جاویگا شیخ نے الامام مین کہا ابو قیس اودی کا نام عبد الرحمان بن ثروان ہے اور اوس سے حجت لی بخاری نے اپنی
صحیح مین اور بیہقی نے سنن مین کہا کہ ابو محمد یحیی بن منصور نے کہا مین نے مسلم بن حجاج کو دیکھا اونھون نے ضعیف کیا
اس حدیث کو اور کہا کہ ابو قیس اودی اور ہذیل بن شرحبیل دونون اس لائق نہین کہ ثقات کی مخالفت اون کی روایت
مقبول ہو اور ثقات نے مغیرہ سے یہی روایت کیا ہے کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر اور علما نے کہا کہ ظاہر قرآن ترک
نہ کیا جاویگا ابو قیس اور ہذیل کی مانند لوگون سے یحیی نے کہا مین نے یہ حکایت مسلم کی ابو العباس محمد بن عبد الرحمن
دغولی سے بیان کی اون سے سنا وہ کہتے تھے مین نے علی بن محمد بن شیبان سے سنا وہ کہتے تھے مین نے ابو قدامہ سرخسی
سے سنا وہ کہتے تھے عبد الرحمن بن مہدی نے کہا مین نے سفیان ثوری سے کہا اگر تم مجھ سے ابو قیس کی حدیث ہذیل
سے بیان کروگے تو مین قبول نہ کرونگا سفیان نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے پھر بیہقی نے احمد بن حنبل سے باسناد نقل
کیا ہے کہ یہ حدیث نہین مروی ہے مگر ابو قیس کے طریق سے اور عبد الرحمان بن مہدی نے انکار کیا اس حدیث کے بیان کرنے
سے اور کہا وہ منکر ہے اور علی بن المدینی سے نقل کیا کہ مغیرہ بن شعبہ کی حدیث مسح مین اہل مدینہ اور اہل کوفہ اور اہل
بصرہ نے روایت کی اور ہذیل بن شرحبیل نے بھی لیکن ہذیل نے مخالفت کی سب کی اور کہا کہ مسح کیا جوربین پر اور

یحیے بن معین سے نقل کیا اونہون نے کہا کہ سب لوگ مسح موزون پر روایت کرتے ہین سوا ابو قیس کے شیخ نے کہا جو شخص
ابو قیس کی حدیث کو صحیح کہتا ہے وہ کہتا ہے ابو قیس ثقہ ہے اور اسکی روایت جمہور کے خلاف نہین بلکہ اوس مین ایک امر
زائد مذکور ہے خاصکر جب وہ ایک مستقل طریقہ سے ہو ہذیل سے اونہون نے مغیرہ سے اور یہ مشہور سندون کا طریقہ نہین
ہے انتہی اور روایت کیا طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اس حدیث کو سفیان ثوری سے اونہون نے ابو قیس سے انہون نے
ہذیل سے انہون نے مغیرہ سے **ابو موسی** کی حدیث ابن ماجہ نے سنن مین نکالی اور طبرانی نے معجم مین عیسے بن سنان سے
اونہون نے ضحاک بن عبد الرحمان سے اونہون نے ابو موسی سے کہ حضرت نے وضو کیا اور مسح کیا جوربین اور نعلین پر اور روایت
کیا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اسی سند سے زیلعی نے کہا مین نے یہ حدیث ابن ماجہ کے اپنے نسخے مین نہین
پائی اور نہ ابن عساکر نے اوسکو اطراف مین ذکر کیا اور شاید یہ بعض نسخون مین ہو کیونکہ ابن جوزی نے تحقیق مین
اسکی نسبت دی ابن ماجہ کیطرف نیل مین ہے کہ نکالا اوسکو ابن ماجہ نے اور شیخ نے امام مین بھی ایسا ہی کہا اور ابو داود
نے کہا کہ ابو موسی کی حدیث نہ متصل ہے نہ قوی ہے اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کیا اسطور سے کہ ضحاک بن عبد الرحمان کا
سماع ابو موسی سے ثابت نہین ہوا اور عیسی بن سنان ضعیف ہے حجت لینے کے لائق نہین اور نکالا اوسکو عقیلی نے کتاب
الضعفا مین اور علت کی عیسی بن سنان سے اور کہا کہ ضعیف کیا اوسکو یحیے بن معین نے اور اوسکے سوا اورون نے **بلال** کی حدیث
طبرانی نے معجم مین نکالی دو طریقون سے حافظ نے کہا ایک طریقہ مین سب ثقات ہین اور وہ طریق ہے ابن ابی شیبہ کا
ابو معاویہ سے اوس نے اعمش سے اوس نے حکم سے اوس نے عبد الرحمن بن ابی لیلے سے اوس نے کعب بن عجرہ سے اوس نے
بلال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزون اور جوربون پر اور دوسرا طریق یزید بن ابی زیاد اور ابن ابی
لیلی کا ہے بعوض عجرہ سے انہون نے بلال سے زیلعی نے کہا یزید بن ابی زیاد اور ابن ابی لیلی ضعیف ہین گو سچے ہین اور اس باب مین کئی آثار وارد ہین عبد الرزاق
نے مصنف مین کعب بن عبد الیسری سے دیکھا حضرت علی کو انہون نے پیشاب کیا پھر مسح کیا اپنی جوربون اور جوتون پر پھر کھڑے ہو کر نماز
پڑھنے لگے اور خالد بن سعد سے کہ ابو مسعود انصاری مسح کرتے تھے اپنی جوربون پر جو بال کے تھے اور ابن عمر سے کہ
وہ مسح کرتے اپنی جوربین اور جوتون پہ اور رجا سے مین نے دیکھا براء بن عازب کو وہ مسح کرتے تھے اپنی جوربون
اور جوتون پر اور انس بن مالک سے وہ مسح کرتے تھے جوربون پر اور ابن مسعود سے کہ وہ مسح کرتے تھے موزون پر
اور مسح کرتے تھے جوربون پر **جوتون پر مسح کرنے کا بیان** شوکانی نے کہا صحابہ نے اتفاق کیا
جوتون پر مسح کے جواز مین اور بعضون نے کہا کہ جوتون پر مسح اوسوقت جائز ہے جب انکو جوربین کے اوپر پہنے زیلعی
نے کہا جو لوگ جوتون کے مسح کے قائل نہین ہین وہ تین جواب دیتے ہین ایک تو یہ کہ حضرت نے یہ نفل وضو مین کیا اور

سو یہ ہی اوسکی وہ جو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین نکالا اور ترجمہ باب قائم کیا باب دلیل کے بیان مین اسپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا مسح جوتیون پر نفل وضو مین تھا نہ اوس وضو مین جو حدث کے بعد ہوتا ہے پہر نکالا عبد خیر سے اونہون نے حضرت علی سے کہ انہون
نے ایک کوزہ پانی کا منگوایا پہر وضو کیا ہلکا وضو اور مسح کیا اپنی جوتیون پر پہر کہا ایسا ہی تہا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کا اوس شخص کے لیے جو پاک ہو اور اسکو حدث ہوا نہو یہ تمام مین ہے کہ اس حدیث کو احمد بن عبید صفار نے اپنی مسند مین نکالا
اوس مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایسا ہی کیا جبتک حدث نہوا مین کہتا ہون ابن حبان نے اپنی صحیح مین نکالا ۳۴ نوع مین پانچوین قسم کی اوس مین
ابی اوس سے کہ انہون نے وضو کیا اور مسح کیا جوتون پر اور کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ مسح کرتے تہے جوتیون پر ابن حبان نے کہا یہ نفل
وضو مین تہا پہر دلیل لی اوسپر نزال بن سبرہ کی حدیث سے حضرت علی سے کہ اونہون نے وضو کیا اور مسح کیا اپنے پاؤن پر اور
کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپنے ایسا ہی کیا جیسے مینے کیا اور یہ وضو اوسکا ہے جسکو حدث نہوا ہو انتہی
اور بزار نے ابن عمر سے ایسے ہی روایت کی جو اوپر گذری دوسرا یہ کہ بیہقی نے کہا جوتیون پر مسح کرنے کے یہ معنے ہین
کہ پاؤن کو دہویا جوتیان پہنے ہوئے یعنے جوتیون کے اندر اور دلیل لی ہے صحیحین کی حدیث سے جو تیونکے باب مین ابن عیینہ
نے اوس مین زیادہ کیا کہ آپ مسح کرتے تہے اور پہر اپنی اسند سے نکالا عبید بن جریج سے کہ ابن عمر سے کہا گیا ہم
نے تم کو وہ کام کرتے دیکہا جو کسی کو نہین دیکہا کرتے ہوئے اونہون نے کہا وہ کیا ہے کہا تم بے بالون کی جوتیان پہنتے
ہو اونہون نے کہا مینے آنحضرت کو دیکہا آپ انکو پہنتے تہے اور وضو کرتے تہے اون مین مگر یہ دلیل اوسوقت ہو سکتی ہے جب
وضو سے دہونا مراد ہو تیسرا جواب وہ ہے جو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین دیا کہ آپنے مسح کیا نعلین اور جوربین پر اور اصل مسح
جوربین کا مسح سے تہی اور نعلین کا مسح زیادہ ہے اور دلیل لی ابوموسی اشعری کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسح کیا جوربین اور نعلین پر روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور مغیرہ بن شعبہ کی حدیث سے روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور
ترمذی نے اور یہ دونون حدیثین اوپر گذر چکین ہین تصحیح کا مہتم کہتا ہے مخالفان تاویلات کو کیون ماننے لگا اور ظاہر احادیث
کا مقتضے یہ ہے کہ جیسے موزون اور عمامہ کا مسح منظر رفع ہے جائز ہوا اسیطرح جوتی پر بہی مسح جائز ہے اگر اوس کے
اتارنے مین تکلیف ہو خصوصا اوس جوتی پر جو موزونکی طرح ہوتا ہے جیسے بوٹ اور شوز اور نعلین کے مسح مین جو حدیثین
آئی ہین وہ حسب ذیل ہین پس اتنی حدیثون کو ہم کسی فقیہ یا مجتہد کی مخالفت سے رد نہین کر سکتے بلکہ اون سب فقیہوں
اور مجتہدون کا قول رد کر سکتے ہین جو اون کے خلاف ہو پہلی حدیث ابوموسی اشعری کی جو اوپر گذری ابن ماجہ
اور طبرانی سے دوسری حدیث مغیرہ کی جسکو ترمذی نے حسن صحیح کہا تیسری حدیث ابن عباس کی
اوسکو روایت کیا ابن عدی نے پہر بیہقی نے رواد بن الجراح سے اونہون نے سفیان سے اونہون نے زید بن اسلم سے

اونہوں نے عطا بن یسار سے اونہوں نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک بار اور مسح کیا جوتون پر
بیہقی نے کہا اسی طرح اوسکو روایت کیا رواد نے اور وہ منفرد ہے ثوری سے ساتھہ مناکیر کے یا اوس میں کرتے ہے اور
ثقات نے اوسکو ثوری سے روایت کیا اور لفظوں سے شیخ نے امام میں کہا رواد یہ قوی نہیں ہے پھر بیہقی نے اوس کو
روایت کیا زید بن حباب سے اونہوں نے سفیان سے اسیطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جوتیوں پر اور کہا کہ صحیح
روایت ہے جماعت کی جیسے سلیمان بن بلال اور محمد بن عجلان اور ورقا بن عمر اور محمد بن جعفر بن ابی کثیر کی زید
بن اسلم سے اونہوں نے پاؤن کا دہونا نقل کیا ہے اور حدیث ایک ہے اور جماعت کثیر کی روایت قبول کرنا اولی
ہے بنسبت عدد قلیل کے امام میں کہا کہ زید بن حباب کی روایت سب سے عمدہ ہے جو بیہقی نے اس باب میں ذکر کیا
اور ابن عدی نے ابن معین سے نقل کیا کہ زید بن حباب کی حدیثیں ثوری سے اولٹی ہیں لیکن ابن عدی نے کہا
کہ وہ کوفہ کے ثقہ مشائخ میں سے ہے اور اسکی سچائی میں شک نہیں اور ابن معین کی یہ مراد ہے کہ بعض حدیثیں
اوسکی ثوری سے غریب ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ رفع کیا اون کو زید نے اور اوروں نے رفع نہیں کیا اوسکو لیکن باقی
حدیثیں اوسکی مستقیم ہیں اور ابن عدی نے زید بن حباب کی جو غریب حدیثیں بیان کیں اون میں یہ حدیث نہیں
ہے اور جب زید ثقہ ہوا تو یہ حدیث اوس قسم کی ہوئی کہ ثقہ اوسکے ساتھہ متفرد ہو مصحح کہتا ہے جب ثقہ ایک روایت
سے متفرد ہو تو وہ صحیح ہوتی ہے اور یہاں تو زید کی متابعت بھی موجود ہے رواد بن الجراح کی روایت سے تو یہ حدیث
بطریق اولی صحیح ہوگی چوتھی حدیث ابن عمر کی بزار نے اپنی مسند میں نکالی حدیث بیان کی ہم سے ابرہیم بن سعید نے
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے روح بن عبادہ نے اونہوں نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے نافع سے کہ ابن عمر جب وضو
کرتے اور اونکی جوتیاں پاؤن میں ہوتیں تو وہ اونپر مسح کرتے اور کہتے ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزار نے
کہا ہم نہیں جانتے کہ روایت کیا ہو اسکو نافع سے کسینے سوا ابن ابی ذئب کے اور نہ ابن ابی ذئب سے کسینے سوا روح کے
اور شاید عبد اللہ بن عمر نے جوتیوں پر اسلیے مسح کیا ہو کہ اونہوں نے بغیر حدث کے وضو کیا ہو اور وہ وضو کرتے تھے ہر
نماز کے لیے بغیر حدث کے تو اسکا یہی مطلب ہے انتہی پانچویں حدیث اوس بن ابی اوس کی ابو داؤد اور ابن حبان
نے نکالی جو ابھی گذری چھٹی حدیث حضرت علی کی روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اگر کوئی کہے کہ اس میں تو یہ
ذکر ہے کہ یہ وضو ہے اوسکا جسکو حدث نہ ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت علی سے حدث کے بعد بھی ایسا ہی وضو ثابت ہے
چنانچہ امام طحاوی نے بسند صحیح ابو ظبیان سے نکالا اونہوں نے حضرت علی کو دیکھا اونہوں نے پیشاب کیا کھڑے
کھڑے پھر پانی منگوایا اور وضو کیا اور مسح کیا اپنی جوتیوں پر پھر مسجد میں گئے اور جوتیاں اوتاریں اور نماز پڑھی

ساتوین حدیث انس کی روایت کیا اوسکو امام بیہقی نے حافظ نے تلخیص مین کہا کہ حضرت علی اور ابن مسعود اور براء اور انس رضی اللہ عنہم سے جوتیون پر مسح کرنا عبد الرزاق نے مصنف مین روایت کیا اور ہم اوپر ان آثار کو بیان کر چکے ہین اور عبد الرزاق نے ابن عمر سے نکالا کہ وہ مسح کرتے تھے اپنی جوربون اور جوتون پر اور روایت کیا اوس کو بزار نے باسناد صحیح ابن عمر سے کہ وہ وضو کرتے اور جوتیان اون کے پاؤن مین ہوتین تو وہ مسح کرتے جوتیون پر اور کہتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تہے اور بیہقی نے باسناد جید ابن عمر سے نکالا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ بن بالون کے جوتیان (سبتی) پہنتے اور ان کو پہنے ہوئے وضو کرتے اور ان پر مسح کر لیتے انتہی امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین باسناد صحیح اوس بن ابی اوس سے روایت کیا کہ اون کے باپ نے وضو کیا اور مسح کیا جوتون پر مین نے کہا تم جوتون پر مسح کرتے ہو اونہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے جوتون پر اور دوسری روایت مین اوس بن ابی اوس سے یہ ہے کہ مین اپنے باپ کے ساتھ تہا سفر مین اور ہم عرب کے ایک پانی پر اوترے پہر باپ نے پیشاب کیا پہر وضو کیا اور مسح کیا جوتیون پر مین نے کہا تم ایسا کرتے ہو اونہون نے کہا مین زیادہ نہین کرتا اوس پر جو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا اور اس روایت سے باطل ہوتی ہے ابن حبان کی تاویل کہ یہ وضو حدث سے نہ تہا ابو جعفر طحاوی نے کہا کہ بعض علما اسی طرف گئے ہین کہ جوتیون پر مسح درست ہے جیسے موزون پر درست ہے پہر ذکر کیا ابو ظبیان کی روایت کو حضرت علی کی جو اوپر گذری اور مخالفت کی اونکی اورون نے وہ کہتے ہین جوتیون پر مسح جائز نہین اور آپ نے شاید جوتیون پر اوس حالت مین مسح کیا ہو کہ اون کے نیچے جورب ہون تو آپ نے قصد کیا ہو جوربون کے مسح کا نہ جوتیون کا اور جورب اگر نعلین کے بغیر ہون تب بہی اون پر مسح جائز ہے تو مسح جورب کا اصل ہوا اور مسح نعلین کا زیادہ ہوا اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابو موسی کی حدیث مین ہے کہ مسح کیا آپ نے جوربین اور نعلین پر اور مغیرہ سے بہی ایسا ہی مروی ہے اور ابن عمر سے اس باب مین ایک اور طرح مروی ہے پہر نکالا ابن ابی فدیک کے طریق سے انہون نے ابن ابی ذئب سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ جب وضو کرتے اور جوتیان پاؤن مین ہوتین تو اپنے دونو پاؤن کی پشت پر دونون ہاتھون سے مسح کر لیتے اسلیے کہ عرب کی جوتیان چپل ہوتی ہین اور پاؤن کی پشت اون مین کہلی رہتی ہے اور کہتے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تہے تو ابن عمر نے یہ بیان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسیوقت مین جب مسح کرتے جوتون پر تو مسح کرتے پاؤن پر تو احتمال ہے کہ پاؤن کا مسح فرض ہو اور جوتیون کا مسح زائد ہو تو اوس بن ابی اوس کی حدیث مین دونو احتمال ہو سکتے ہین ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث کا اور ابن عمر کی حدیث کا پہر اگر ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث کا احتمال ہو تو وہ ہمارے مذہب کے خلاف نہین کیونکہ ہم جوربون پر مسح کے قائل ہین جب وہ سخت

اور دلدار ہون یہی قول ہے ابو یوسف اور محمد کا اور ابو حنیفہ نے یہ شرط بھی رکھی ہے کہ اون میں چھر الکا ہو اور اگر اون حجر
کی حدیث کا احتمال ہو تو اوس مین اثبات ہی پاؤن کے مسح کا لیکن پاؤن کے مسح کو معارض بہت صحیح حدیثین آئی ہین جو
اوپر گذرین جن سے اسکا نسخ نکلتا ہے بہر حال دونو صورتون مین جوتیون کے مسح کا جواز ثابت نہین ہوا اور جب
اوس کی حدیث مین یہ دونون احتمال ہوئے تو اس سے حجت لینا جوتیون کے مسح کی جواز کے لیے درست نہوا اب ہمنے
بن ابی اوس
قیاس اور عقل کو دیکھا تو ہمنے دیکھا جب موزے جنپر مسح جائز ہے اگر وہ پھٹ جاوین اتنا کہ پاؤن سے اکثر کھل جاوین
تو انپر مسح جائز نہ ہوگا بالاجماع پھر جب موزون پر مسح اوسی حال مین جائز ہوا کہ وہ پاؤن کو چھپالین تو جوتیون پر کسطرح جائز
ہوگا کیونکہ پاؤن انسے نہین چھپتا تو اون کا حال مثل اون موزون کے ہوا جو پھٹ جاوین اور پاؤن اون مین کھلجاوے
مسح کے جائز نہونے مین انتہے ما قال الطحاوی رحمہ اللہ اور انا مترجم کہتا ہے ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث کا یہ مفہوم
نہین جو امام طحاوی نے سمجھا ہے کہ جوربین اور نعلین کا مسح ایک ساتھ ہوا اسلیے کہ جب جوربین پاؤن مین ہوئی تو
نعلین پر مسح کرنا ضرور ہی نہ ممکن ہے کس لیے کہ نعلین جوربون کے صرف تلوے مین ہوتی ہین اور جوربون پر مسح پاؤن کی پشت
پر ہوتا ہے اور جو یہ معنے مراد ہوتا تو حضرت کے فعل کی نسبت اسطرح کی بے ادبی کا تصور ہوتا ہے کہ نعلین پر آپ کا
مسح کرنا فضول اور طہارت سے خارج امر تھا بلکہ ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث کا یہ مضمون ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوربون
پر مسح کیا ہے اور جوتیون پر بھی مسح کیا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ بہت سی حدیثون مین وارد ہے کہ مسح کیا حضرت نے
عمامہ اور موقین پر اور مسح کیا حضرت نے عمامہ اور موزون پر حالانکہ عمامہ پر الگ مسح کیا اور موزون پر الگ مسح کیا اور کوئی
اون مین سے فضول اور زائد نہ تھا نہ یہ ضرور ہے کہ عمامہ اور موزون پر ایک ساتھ مسح کرے پھر ایسا ہی ان حدیثون مین بھی
لینا چاہیے اب قیاس جوتون کا پھٹے موزون پر صحیح نہین کیونکہ ایسے پھٹے موزے کا جس مین سے اکثر پاؤن کھلجاوے
پہننا خلاف عادت اور خلاف ادب ہے اور اسکا اتار ڈالنا بہتر ہے اور ایسا موزہ عادتاً پہنا نہین جاتا پھر اوسکے
اتارنے مین کچھ حرج نہین برخلاف جوتون کے کہ انکا اتارنے مین بعض وقت حرج ہوتا ہے اسلیے حق
یہی ہے کہ عمامہ اور موق اور جراب اور جوتے پر مسح درست ہے اسی طرح جب پاؤن مین جوتے ہون تو پاؤن پر بھی مسح درست
ہے اور پاؤن دھونے کی یا سر کے مسح کی تکلیف اوسی حالت سے خاص ہے جب یہ چیزین نہ ہون واللہ تعالی اعلم

پٹی پر مسح کرنے کا بیان اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ اگر انسان کے کسی مقام پر زخم یا پھوڑا ہو اور وہان
پانی بہانا ضرر کرتا ہو تو اوس مقام پر جو جوڑ مین مسح کرلیوے اور باقی اعضا دہووے اسی طرح زخم پر پٹی یا ٹوٹی ہڈی پر
جو پٹی یا لکڑی باندہی جاوے اوسپر بھی مسح درست ہے اور اس باب مین یہ حدیثین وارد ہوئی ہین اور کچھ حدیثین

دارقطنی نے نکالی سنن میں کہ حضرت مسح کرتے تھے پٹیوں پر دارقطنی نے کہا اسکی اسناد میں ابو عمارہ محمد بن احمد بن مہدی
ہے اور وہ بہت ضعیف ہے اور یہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں ہے ابو امامہ کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی کہ جب ابن
قمیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مارا احد کے دن (پتھر سے) تو میں نے آپ کو دیکھا آپ جب وضو کرتے تو اپنی پٹی کو کھولتے
اور مسح کرتے پانی سے حضرت حسین بن علی کی حدیث ابن ماجہ نے سنن میں نکالی زید بن علی بن حسین سے اونہوں نے
اپنے باپ سے اونہوں نے دادا جناب امام ہمام حسین بن علی علیہ وعلی آبائہ السلام سے میرا ایک پہونچا ٹوٹ گیا تو میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے مجھ کو حکم کیا پٹیوں پر مسح کرنیکا اور نکالا اوسکو بیہقی اور دارقطنی نے اپنی
سنن میں دارقطنی نے کہا اوسکے اسناد میں عمرو بن خالد ہے ابو خالد واسطی اور وہ متروک ہے بیہقی نے کہا متابعت کی
عمرو بن خالد کی عمر بن موسی بن وجیہ نے اور روایت کیا اوسکو زید بن علی سے اسیطرح اور ابن وجیہ متروک ہے بلکہ نسبت
کیا گیا ہے حدیث بنانیکی طرف ابن ابی حاتم نے علل میں کہا میں نے اپنے باپ سے اس حدیث کو پوچھا اونہوں نے کہا باطل
ہے کوئی اصل نہیں اسکی اور عمرو بن خالد متروک الحدیث ہے ابن قطان نے اپنی کتاب میں کہا اسحاق بن راہویہ نے
کہا عمرو بن خالد حدیث بناتا تھا ابن معین نے کہا وہ کذاب ہے ثقہ نہیں ہے مامون نہیں ہے اور عقیلی نے [illegible] حدیث کو
نکالا اور روایت کی اوس میں عمرو بن خالد سے اور کہا نہیں متابعت کیا جاتا وہ اور نہیں پہچانا جاتا مگر اسی حدیث
سے اور نقل کی تکذیب اوسکی ایک جماعت سے جابر کی حدیث روایت کیا اوسکو ابو داود نے سنن میں ہم سفر میں نکلے
اور ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگا اوسکے سر میں زخم ہو گیا پھر اوسکو احتلام ہوا اوس نے اپنے یاروں سے پوچھا تم میرے
لیئے تیمم کی رخصت پاتے ہو اونہوں نے کہا ہم تو تیرے لیئے رخصت نہیں پاتے اور تو قادر ہے پانی پر آخر وہ نہایا اور مر گیا
جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو اسکی خبر دی آپ نے فرمایا مار ڈالا اوسکو خدا انکو مارے جب نہیں
جانتے تھے تو پوچھا کیوں نہیں اسلیئے کہ جو عاجز ہو (جواب دینے سے نہ جاننے کی وجہ سے) اوسکی تندرستی یہ ہے کہ پوچھے
(اوس سے جو جانتا ہے) اوسکو کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر ایک کپڑا باندھ لیتا پھر مسح کر لیتا پھر اور سارے بدن
کو دھو ڈالتا بیہقی نے کتاب المعرفہ میں کہا یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے جو اس باب میں مروی ہے باوجود اختلاف کے
اوسکی اسناد میں جسکو ہم نے بیان کیا کتاب السنن میں اور نکالا اوس کو ابو داود نے اوزاعی سے اونکو پہونچا عطا بن
ابی رباح سے اونہوں نے سنا عبداللہ بن عباس سے کہ ایک شخص کو زخم لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھر
احتلام ہوا اوسکو حکم کیا گیا غسل کا اوس نے غسل کیا اور مر گیا یہ خبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی
آپ نے فرمایا قتل کیا اسکو انہوں نے قتل کرے انکو اللہ لیکن دارقطنی نے اور کہا انہوں نے روایت کیا اوسکو وطاسی اور انہوں نے جابر سے عطا نہیں سنا ہے

کے اور وہ قوی نہیں ہے اور مخالفت کی اوسکی اوزاعی نے اونہوں نے روایت کیا اس حدیث کو عطا سے اونہوں نے ابن عباس سے
اور یہی صحیح ہے اور اختلاف ہوا اوزاعی پر بعضوں نے کہا انکو پہونچی عطا سے بعضوں نے کہا اونہوں نے روایت کی عطا
سے اور اوزاعی نے اوسکو مرسلا بھی روایت کیا عطا سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہی ٹھیک ہے حضرت
علی کی حدیث دارقطنی نے سنن میں نکالی کہ میں نے پوچھا حضرت سے اون پٹیوں کو جو ٹوٹے عضو پر باندھتے ہیں ایسا شخص
کیونکر وضو کرے جنب ہو آپ نے فرمایا اوسپر مسح کرلے جنابت اور وضو میں میں نے عرض کیا اگر سردی ہو اور غسل
کرنے سے ڈرے اپنی جان پر آپ نے یہ آیت پڑھی مت قتل کرو اپنی جانوں کو بیشک اللہ تعالی تمپر مہربان ہے اور فرمایا
جب جان کا ڈر ہو تو تیمم کرلیوے دارقطنی نے کہا اسکی اسناد میں ابوالولید خالد بن یزید ضعیف ہے اور بیہقی نے کہا
یہ مرسل ہے اور ابوالولید ضعیف ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ ثابت نہیں ہے اور
آگے امام بخاری نے تعلیقا ابوالعالیہ سے نقل کیا اونہوں نے کہا مسح کرو اون پر جو بیمار ہے عبدالرزاق نے اسکو
موصولا روایت کیا اوس میں یہ ہے کہ اونکے پاؤں پر چھبرہ (آبلہ) تھا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ اوسپر پٹی
بندھی ہوئی تھی **بَاب** مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِيقِ باب بیان میں اوسکے کہ بکری کے گوشت اور
ستو کھانے سے وضو نہیں جاتا **ف** اوپر یہ مسئلہ تفصیل سے گذر چکا اور معلوم ہوگیا کہ آگ کے پکے ہوئے کھانے
سے وضو نہیں جاتا البتہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی مذہب صحیح ہے حافظ نے کہا امام احمد
کا یہی قول ہے اور اسیکو اختیار کیا ہے ابن خزیمہ وغیرہ نے شافعیہ کے محدثین میں سے ابن تین نے کہا اس باب میں
ستو کا ذکر نہیں ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ ستو کا حکم بطریق اولی نکل آیا کیونکہ جب گوشت کھانے سے وضو نہ ٹوٹا اور
وہ چکنا ہوتا ہے تو ستو سے کاہیکو ٹوٹے گا اور شاید امام بخاری نے اشارہ کیا ہو اوس حدیث کی طرف جو اس باب کے
بعد مذکور ہے وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَلَمْ يَتَوَضَّؤُوا اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان
رضی اللہ عنہم نے (گوشت) کھایا پھر وضو نہیں کیا **ف** ابوذر کی روایت میں لحما کا لفظ ساقط ہے اس صورت میں
شامل ہے ہر کھانے کو جو آگ سے پکا ہو اور ابوذر نے کشمیہنی اور حموی اور اصیلی سے یوں نقل کیا ہے وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ لَحْمًا اور وصل کیا اس تعلیق کو طبرانی نے شامیوں کے مسند میں باسناد حسن سلیم بن عامر کے طریق سے انہوں
نے کہا میں نے ابوبکر اور عمر اور عثمان کو دیکھا اونہوں نے آگ کا پکا کھانا کھایا اور وضو نہ کیا اور ہم نے اس حدیث کو
بہت طریقوں سے جابر سے روایت کیا مرفوعا اور موقوفا ان تین صاحبوں پر متفرقا اور مجموعا انتہی فتح وقسط حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو (امام) مالک نے اونہوں نے روایت کی زید بن اسلم (عدوی) سے اونہوں نے عطا بن یسار سے اونہوں نے عبداللہ بن عباس سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بکری کے مونڈھے کا گوشت کھایا ف اور مصنف نے اطعمہ میں روایت کیا کہ ہڈی پر کا گوشت کھایا قاضی اسمعیل نے کہا کہ آپ نے یہ گوشت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے گھر میں کھایا جو آپ کی چچازاد بہن تہیں اور احتمال ہے کہ ام المومنین میمونہ کے گھر میں کھایا ہو اور خالہ تہین ابن عباس کی رفتح) ف پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَلْقَى السِّكِّينَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے یحیی بن بکیر (مصری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث (بن سعد) نے اونہوں نے روایت کی عقیل (بن خالد ایلی) سے اونہوں نے ابن شہاب (زہری) سے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو جعفر بن عمرو بن امیہ نے انکو خبر دی اون کے باپ عمرو بن امیہ نے اونہوں نے دیکھا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ بکری کے دست میں سے کاٹ رہے تہے (کھاتے جاتے تہے گوشت کاٹ کر) اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے (بلال نے بلایا) آپ نے چہری ڈالدی پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا ف بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے زہری نے کہا پہر یہ قصہ مشہور ہوگیا لوگوں میں بعد اوسکے آپکے اصحاب میں سے کئی مردوں نے اور آپ کی بی بیوں میں سے کئی عورتوں نے خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اون کھانوں سے جو آگ سے پکے ہوں بیہقی نے کہا زہری کا یہی مذہب تہا کہ آگ کے پکے کھانے سے وضو کرنے کا حکم ناسخ ہے اون حدیثوں کا جو وضو ٹوٹنے کے باب میں آئی ہیں کیونکہ اباحت اصل ہے اور مقدم ہے اور اسپر اعتراض ہوا ہے جابر کی حدیث سے کہ اخیر امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہ کرنا تہا آگ کے پکے کھانوں سے روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہما نے لیکن ابوداؤد نے کہا کہ مراد اوس حدیث میں شان اور قصہ ہے نہ وہ جو نہی کے مقابل ہوتا ہے اور یہ لفظ مختصر بنایا گیا ہے جابر کی طویل حدیث سے جس میں عورت کے کہانا طیار کرنیکا بیان ہے حضرت کے لیے اور اس میں یہ ہے کہ آپنے کہانا کہایا پہر وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑہی پہر اوس میں سے کہایا اور عصر کی نماز پڑہی اور وضو نکیا تو احتمال ہے کہ یہ قصہ آگ کے پکے کہانے سے وضو کرنے کے حکم سے پہلے کا ہو اور ظہر کے لیے جو آپنے وضو

کیا وجہ کسی شئی کی وجہ سے ہو نہ بکری کا گوشت کہانے سے اور بیہقی نے عثمان دارمی سے نقل کیا کہ جب اس باب میں
حدیثیں مختلف ہوئیں اور راجح غیر راجح کی تمیز نہ ہوسکی تو ہم نے خلفاء راشدین کے عمل کو دیکھا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعد اور ہم نے اوسی کو ترجیح دی ایک جانب کو اور نووی نے شرح مہذب میں اسکو پسند کیا اور اس سے
معلوم ہوتی ہے وہ حکمت جو امام بخاری نے اس باب کے شروع کرنے میں کی کہ بیان کیا اوسکے شروع میں فعل خلفائی
راشدین کا نووی نے کہا پہلے اسمیں خلاف تہا صحابہ اور تابعین میں پہر اجماع ہو گیا کہ آگ کے پکے کہانے سے
وضو نہیں جاتا مگر جسکا استثنا گذر چکا یعنے اونٹ کا گوشت کہانے سے وضو جاتا رہتا ہے اور خطابی نے دونون
طرف کی حدیثوں میں یون جمع کیا کہ وضو کا حکم استحبابًا ہے نہ وجوبًا اور امام بخاری نے کتاب الصلوۃ میں اسحدیث
سے دلیل لی ہے کہ رات کا کہانا جو نماز پر مقدم ہے یہ امام کے سوا اور لوگون سے خاص ہے اور دلیل لی اسپر کہ گوشت
کا کاٹنا چہری سے درست ہے اور اوسکی ممانعت میں جو حدیث ہے سنن ابو داؤد میں وہ ضعیف ہے اور اگر وہ حدیث ثابت
ہو تو محمول ہے اوسحالت میں جب ضرورت اور حاجت نہ ہو کیونکہ یہ رسم ہے عجم کے لوگون کی اور اسحدیث سے یہ بھی نکلا
کہ نفی پر شہادت درست ہے جب اوسکا حصر ہوسکے اور عمرو بن امیہ سے بھی ایک حدیث اس کتاب میں مروی ہے اور ایک
دو سنوں کے مسح میں گذری انتہے ما قال الحافظ فی الفتح قسطلانی نے کہا آگ کے پکے کہانے سے وضو
ٹوٹ جانا قدیم قول ہے اور یہ قول اگرچہ شاذ ہے مگر اوسکی دلیل قوی ہے اور ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت محدثین نے
اوسکو اختیار کیا ہے اور میں بہی یہ اعتقاد رکہتا ہون کہ یہ مذہب راجح ہے اور امام احمد نے اونٹ کے
گوشت میں اور اور کہانون میں فرق کیا ہے انتہی مختصرًا **باب** مَنْ مَضْمَضَ مِنَ السَّوِيقِ وَلَمْ
يَتَوَضَّأْ ستو سے کلی کرنے کا بیان اور وضو نہ کرنے کا **ف** ستو کہتے ہیں بہنے گیہون یا بہنے جو کے آٹے کو اور
ایک گنوار نے اوسکی تعریف یون کی ہے کہ ستو توشہ ہے مسافر کا اور کہانا ہے جلدی کرنے والے یا بیمار کا (فتح)
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي
حَارِثَةَ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ
حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ
فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَ
مَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے
اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو مالک (بن انس امام مشہور) نے اونہوں نے روایت کی یحیی بن سعید (انصاری)

سے اونہون نے بشیر بن یسار سے جو مولی تھے بنی حارثہ کے کہ سوید بن نعمان (اوسی مدنی صحابی ہین جو جنگ احد مین حاضر تھے
اور ان سے اس کتاب مین ایک یہی حدیث مروی ہے اور نہین روایت کیا اون سے کسی نے سوا بشیر بن یسار کے) اون کو
خبر دی دو لکھی جناب رسول مقبول سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس سال خیبر کی جنگ ہوئی جب صہبا مین
پہونچے جو نشیب مین ہے خیبر کے **ف** یعنی نیچے کی جانب مین جو نزدیک ہے مدینہ کے اور یہ قول یحیی بن سعید کا ہے
جو حدیث مین شریک کر دیا گیا اور مولف نے اطعمہ مین نکالا کہ وہ ایک منزل پر ہے خیبر سے یعنے شام کی منزل جس
کو روحہ کہتے ہین اور ابو عبید بکری نے کہا معجم البلدان مین کہ وہ ایک برید ہے اور برید بارہ میل ہوتا ہے (فتح) **ف**
پہر آپ نے نماز پڑہی عصر کی پہر توشے منگوا لئے **ف** اس سے یہ نکلا کہ سفر مین مسافرون کو اپنے اپنے توشے ایک ساتھ ملا کر
کہانا بہتر ہے اگرچہ کوئی زیادہ کہاتا ہو اور کوئی کم اور یہ بہی نکلا کہ سفر مین توشہ لینا جائز ہے اور یہ توکل کے خلاف
نہین ہے اور مہلب نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ جو شخص غلہ بند رکہے تو امام ضرورت کے وقت اوسکو نکالنے کا اور بیچنے کا حکم
دے سکتا ہے اور امام کو یہ بہی اختیار ہے کہ لشکر والون کے توشون کو ایک جگہہ جمع کرے تاکہ جس کے پاس توشہ نہو
وہ بہی کہا لیوے اور بہوکا نہ رہے (فتح) **ف** تو نہ لایا گیا کچہ سوا ستو کے (اور کوئی کہانا نہ نکلا) آپ نے
حکم دیا وہ بہگویا گیا (پانی سے تاکہ اوسکی خشکی دور ہو جاوے) پہر آپ نے کہایا اور ہم نے بہی کہایا پہر آپ کہڑے ہوئے
مغرب کی نماز کے لیے تو کلی کی پہر آپ نے نماز پڑہی اور وضو نہ کیا **ف** اگرچہ ستو مین چکنائی نہین ہوتی مگر کلی
کرنے سے یہ غرض ہے کہ ستو دانتون مین اور منہ کے اطراف مین اٹک جاتا ہے تو کلی سے مونہہ صاف ہو جاویگا خطابی
نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آگ کے پکے کہانے سے وضو کرنا منسوخ ہے کیونکہ یہ حکم پہلے کا ہے اور خیبر کا غزوہ
سنہ ۷ ہجری مین ہوا مین کہتا ہون اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کیونکہ ابو ہریرہ نے وضو کرنے کی حدیث روایت کی ہے
اور وہ خیبر کی فتح کے بعد آپ پاس آئے تہے اور امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ ایک وضو سے دو یا زیادہ نمازین
درست ہین اور کہانے کے بعد کلی کر ڈالنا مستحب ہے (فتح) قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو کتاب الطہارۃ
مین دو جگہہ نکالا اور اطعمہ مین دو جگہہ اور مغازی اور جہاد مین اور نسائی نے طہارت مین اور ولیمہ مین اور ابن
ماجہ نے **حَدَّثَنَا** اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ بُکَیْرٍ عَنْ کُرَیْبٍ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ عِنْدَھَا کَتِفًا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے
اصبغ (ابن فرج) نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو (عبد اللہ) ابن وہب نے اونہون نے کہا خبر دی مجہکو عمرو (ابن حارث)
نے اونہون نے روایت کی بکیر (ابن عبد اللہ اشج) سے اونہون نے کریب (ابن ابی مسلم) سے اونہون نے ام المومنین

میمونہ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا **ف** ۲
حدیث کو باب سے کچھ مناسبت نہین ہے اسکا جواب دو طرح سے دیا ہے ایک تو یہ کہ لکھنے والون نے غلطی سے اس حدیث
کو اس باب مین لکھدیا اور فربری کے قدیم نسخہ مین یہ حدیث پہلی باب مین ہے کرمانی نے کہا دوسرا یہ کہ اس حدیث کے
لانے سے یہ غرض ہے کہ کلی کرنا کھانے کے بعد واجب نہین ہے جیسے اس روایت مین کلی کا ذکر نہین ہے اور مسلم نے
اس حدیث کو طہارت مین نکالا (فتح وقسط) **باب** هَلْ يُمَضْمِضُ مِنَ اللَّبَنِ کیا دودھ پینے کے بعد کلی کرے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ
لَهُ دَسَمًا تَابَعَهُ يُونُسُ وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے یحیی بن بکیر اور قتیبہ بن
سعید ابو رجا ثقفی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث بن سعد امام نے اونہون نے روایت کی عقیل بن
خالد سے انہون نے ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اونہون نے ابن عباس رض
سے کہ حضرت رسول خدا صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے دودھ پیا پھر پانی منگوایا اسلئے پھر کلی کی اور فرمایا دودھ مین چکناپن
ہوتا ہے **ف** اسوجہ سے کلی کرنا اوس سے بہتر ہے اسیطرح ہر چکنی چیز کھانے کے بعد اور اس سے یہ بھی نکلتا ہے
کہ ہاتھون کا دھونا بھی مستحب ہے نظافت کیلیے ابن بطال نے مہلب سے نقل کیا اس حدیث مین بیان ہے آگ کے پکے
ہوئے کھانے سے وضو کرنے کی وجہ کا کیونکہ وہ جاہلیت مین عادی تھے ترک نظافت کی تو حکم ہوا وضو کا ایسے کھانے
کے بعد پھر جب نظافت کی عادت ہوگئی تو وہ حکم منسوخ ہوگیا۔ حافظ نے کہا باب کی حدیث سے اس مضمون کو کوئی تعلق
نہین ہے اس مین تو صرف کلی کرنے کیوجہ کا بیان ہے اور یہ حدیث ان حدیثون مین سے ہے جنکو پانچون اماموں نے یعنے
بخاری مسلم ابوداؤد نسائی ترمذی نے ایک شیخ سے روایت کیا اور وہ قتیبہ ہین اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے
اوسکو طہارت مین نکالا اور ابن ماجہ نے (فتح وقس) **ف** متابعت کی عقیل کی یونس (ابن یزید) نے (روایت
کیا اوسکو امام مسلم نے) اور صالح بن کیسان نے (نکالا اوسکو ابو العباس سراج نے اپنی مسند مین از زہری) **ف**
یعنے عقیل اور یونس اور صالح ان تینون نے اس حدیث کو روایت کیا زہری سے حافظ نے کہا اور متابعت کی اوزاعی
کی اوزاعی نے نکالا اوسکو مصنف نے اطعمہ مین اور ابن ماجہ نے اوسکو نکالا ولید بن مسلم سے اونہون نے اوزاعی سے
اور اس مین یہ ہے کہ کلی کرو دودھ سے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو طبری نے دوسرے طریق سے لیث سے اور ابن ماجہ نے ام سلمہ
اور سہل بن سعد سے ایسا ہی روایت کیا اور ہر ایک کا اسناد حسن ہے اور یہ حکم استحباب ہونے کی دلیل ہے جو شافعی نے

نکالا ابن عباس سے کہ انہون نے دودہ پیا پہر کلی کی اور کہا کہ اگر مین کلی نہ کرون تو بہی کچہ پرواہ نہین اور ابوداود نے باسناد حسن روایت کیا انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودہ پیا پہر کلی نہین کی اور نہ وضو کیا اور ابن شاہین نے ایک نادر بات کہی انہون نے انس کی حدیث کو ناسخ کہا ابن عباس کی حدیث کا اور یہ نہین بیان کیا کہ کلی کے وجوب کا کون قائل ہے تا کہ نسخ کے دعوی کی حاجت ہو (فتح) **باب** الوضوء من النوم ومن لم یر من النعسة والنعستین او الخفقة وضوءا سو جانے سے وضو کا بیان اور جس شخص نے ایک بار یا دو بار اونگہنے سے یا ایک جہونکا لینے سے وضو لازم نہین سمجہا اوسکی دلیل **ف** حافظ نے کہا کہ مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ وضو سو جانے سے واجب ہے یا مستحب ہے اور ظاہر کلام سے اون کے یہ نکلتا ہے کہ نعاس (اونگہہ) سونا ہے اور مشہور یہ ہے کہ دونون مین فرق ہے وہ یہ کہ جس کے حواس قائم ہون اسطرح کہ اپنے پاس والے کا کلام سنتا ہو لیکن مطلب سمجہتا ہو تو وہ نعاس ہے اور جو اس سے زیادہ غفلت ہو تو وہ نوم ہے اور نوم کی نشانی خواب ہے بڑا ہو یا چہوٹا اور رعین اور محکم مین ہے کہ نعاس نوم ہے یا نوم کے قریب ہے اور جو شخص نعاس کو نوم کہتا ہے اور نوم کو بذاتہ حدث جانتا ہے تو اوس کے نزدیک نعاس بہی حدث ہے اور اکثر علما کا قول یہی ہے کہ ایک یا دو بار کے نعاس سے وضو نہین جاتا اور مسلم نے اپنی صحیح مین ابن عباس سے روایت کیا کہ جب مین اونگہتا تو آپ میرے کان کی لو پکڑتے اور ابن منذر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ وضو واجب ہے ہر سونے والے پر مگر جو ایک جہونکا لیوے اور جہونکا وہی اونگہہ ہے اور بعضون نے کہا جہونکا خاص ہے یعنے سر کا ہلانا اونگہہ مین اور اشارہ کیا مصنف نے اوس حدیث کی طرف جو انس نے روایت کی کہ حضرت کے اصحاب نماز کا انتظار کرتے تہے پہر سو جاتے تہے یہانتک کہ جہونکے لیتے سر اونکے پہر نماز کے لیے کہڑے ہوتے تہے روایت کیا اوسکو محمد بن نصر نے قیام اللیل مین اور اسناد اسکا صحیح ہے اور اصل اوسکی صحیح مسلم مین ہے انتہی **شرجم** کہتا ہے نوم کا بیان نواقض وضو مین مفصل گذر چکا **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن هشام عن ابیه عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال اذا نعس احدکم وهو یصلی فلیرقد حتی یذهب عنه النوم فان احدکم اذا صلی وهو ناعس لایدری لعله یستغفر فیسب نفسه **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے انہون نے کہا خبر دی ہم کو امام مالک نے انہون نے روایت کی ہشام (بن عروہ) سے انہون نے اپنے باپ (عروہ) سے انہون نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے کہ فرمایا جناب رسالتمآب سرور عالم حضرت رسول مقبول علیہ الصلوة والسلام نے جب کوئی تم مین سے اونگہے نماز پڑہتے مین تو وہ سو رہے جب تک اوسکی نیند بہر جاوے کیونکہ جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے اونگہتے مین تو وہ نہ جانے گا شاید اپنے لیے بخشش چاہتا ہو پہر کوسنے لگے اپنے تئین **ف** حدیث سے یہ نکلا کہ جب نماز مین اونگہہ

آدمی تو سو رہے اور آیندہ نماز نہ پڑھے جب تک نیند بہر جاوے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ نماز کے اندر جو اونگھہ آئی یعنے
خفیف نیند وہ معاف ہی اوس سے وضو نہ ٹوٹے گا کس لیے کہ آپنے اوس نماز کی اعادہ کا حکم نہ دیا حافظ نے کہا حدیث
سے یہ نکلا کہ احتیاط پر عمل کرنا لازم ہے اور خشوع ضرور ہے نماز مین اور حضور قلب اور مکروہات سے بچنا عبادات
مین اور نماز مین دعا کا جائز ہونا اور محمد بن نصر کی روایت مین اتنا زیادہ ہی کہ نماز چھوڑ دیوی مہلب نے کہا کہ یہ رات کی
نماز مین ہی کیونکہ فرض نماز دن کا وقت نیند کا وقت نہین ہے نہ وہ نماز مین اتنی لمبی ہوتی ہین اور ہم کہتے ہین کہ لفظ
عام ہے شامل ہے فرائض کو بھی بشرطیکہ وقت فوت ہونے کا ڈر نہ ہو انتہے مختصراً اور نوم کے باب مین جو علما کے
مذاہب ہین وہ تفصیل سے مع دلائل کے اوپر گذر چکے حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا
اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَعَسَ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَنَمْ حَتّٰى
يَعْلَمَ مَا يَقْرَأُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابومعمر (عبد اللہ بن عمرو مقعد) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
عبد الوارث (بن سعید بن ذکوان) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم کو ایوب (سختیانی) نے انہون نے روایت کی ابو قلابہ (عبد اللہ بن
زید جرمی) سے انہون نے انس سے انہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جب کوئی تم مین سے نماز
مین اونگھے تو . . . . . . سو رہے جب تک کہ وہ سمجھنے لگے اوسکو جو پڑھتا ہے **ف** قسطلانی نے کہا پہلی
حدیث کو مسلم اور ابو داود نے صلوۃ مین نکالا اور دوسری حدیث کو نسائی نے طہارت مین اور اسمٰعیلی نے کہا کہ اس
حدیث مین اضطراب ہے حافظ نے کہا اضطراب نہین ہی بلکہ عبد الوارث کی روایت راجح ہے اور متابعت کی اسکی
وہیب اور طفاوی نے **باب** الْوُضُوْءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ بغیر حدث کے وضو کرنا (اور نہ کرنا) **ف**
مطلب امام بخاری کا باب سے یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا کیسا ہی ضرور اور لازم ہے یا نہین اور پہلی حدیث
سے یہ نکلتا ہے کہ آپ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرتے تھے تو یہ مستحب ٹھیرا اور دوسری حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ نے
ایک وضو سے دو نمازین پڑھین پس ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا واجب نہوا اس صورت مین دوسری حدیث کی مناسبت
باب سے ظاہر ہے اور جس نے غور نہ کیا اس مین وہ حیران ہوا اس مناسبت کے سمجھنے مین حافظ صاحب نے کہا
ہم شروع کتاب الوضو مین اس باب مین علما کا اختلاف بیان کر چکے ہین اور صحیح یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے
وضو کرنا واجب نہین اوسکے لیے جو بے وضو ہو اور جو باوضو ہو اوس کے لیے مستحب ہے اور احادیث صحیحہ اسی پر شاہد
ہین منتقی میں کہتا ہے کہ امام احمد نے باسناد حسن ابوہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری
امت پر شاق نہ ہوتا تو مین انکو حکم کرتا ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنیکا اور ابن خزیمہ

نے اپنی صحیح مین بریدہ سے روایت کیا ایک دن صبح کو حضرت نے بلال کو بلایا اور فرمایا ای بلال تم مجھ سے پہلے جنت مین کیسے
گئے مین گذشتہ رات کو جنت مین گیا تو مین نے تمہاری آواز اپنے آگے سنی بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ مین نے جب
اذان دی تو دو رکعتین پڑھی ہین اور جب مجھکو حدث ہوا تو مین نے اوسی وقت وضو کیا آپ نے فرمایا اسی سبب سے اور
ابن عمر نے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص وضو کرے طہارت پر اوس کے لیے دس نیکیان
لکھی جاوینگی روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا ترمذی نے اسناد اوسکا اور
یہ حدیث جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جاتی ہے کہ وضو کرنا وضو پر نور ہے نور پر تو حافظ منذری نے کہا
کہ مجھے اسکی اصل معلوم نہین ہوئی اور شاید یہ کلام ہو کسی شخص کا سلف مین سے عراقی نے تخریج احیا مین کہا کہ
مین اس حدیث پر واقف نہین ہوا اور ذکر کیا اوسکو شوکانی نے موضوعات مین **حدثنا** محمد بن یوسف
قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ
كُلِّ صَلٰوةٍ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قَالَ يُجْزِئُ اَحَدَنَا الْوُضُوْءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف (فریابی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان (ثوری) نے انہون
نے عمرو بن عامر (انصاری) سے انہون نے کہا مین نے سنا انس سے **تحویل** اور حدیث بیان کی ہم سے مسدد بن
مسرہد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یحیی (ابن سعید قطان) نے اونہون نے روایت کی سفیان (ثوری) سے
انہون نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی عمرو بن عامر نے اونہون نے روایت کی انس سے انہون نے کہا جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ہر نماز کے لیے (یعنے ہر فرض نماز کے لیے باوضو ہوتے یا بے وضو جیسے ترمذی
نے زیادہ کیا) عمرو بن عامر نے کہا مین نے کہا تم کیا کرتے تھے انس نے کہا ہم مین سے ایک کو وضو کافی ہوتا جب
تک حدث نہ ہو **ف** ابن ماجہ کی روایت مین ہے ہم سب نمازین ایک ہی وضو سے پڑھتے طحاوی نے کہا
احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہوا ہو پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو جیسے صحیح
مسلم مین ہے بریدہ کی حدیث کہ آپ نے فتح مکہ کے دن کئی نمازین ایک وضو سے پڑھین اور حضرت عمر نے پوچھا تو آپ
نے فرمایا مین نے قصدًا ایسا کیا اور احتمال ہے کہ آپ استحبابًا ایسا کرتے ہون پھر ترک کیا بیان جواز کے لیے
اور اس مسئلہ کا بیان مع احادیث متعلقہ کے شروع کتاب الوضوء مین گذر چکا **حدثنا** خالد بن مخلد
قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ

قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم عام خيبر حتى اذا كنا بالصهباء صلى لنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم العصر فلما صلى دعا بالاطعمة فلم يؤت الا بالسويق فاكلنا وشربنا ثم قام النبي صلى الله عليه
وسلم الى المغرب فمضمض ثم صلى لنا المغرب ولم يتوضأ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے خالد بن مخلد نے انہوں
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے انہوں نے کہا
خبر دی مجھکو بشیر بن یسار نے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو سوید بن النعمان نے انہوں نے کہا ہم نکلے جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس سال خیبر فتح ہوا جب صہبا میں پہنچے تو آپ نے نماز پڑہائی ہمکو عصر کی جب نماز پڑہ چکے تو کھانا
منگوایا مگر کوئی کھانا نہیں لایا گیا سو ستو کے پہر ہم نے کھایا اور پیا بعد اوسکے آپ کہڑے ہوئے مغرب کی نماز
کو آپ نے کلی کی اور مغرب کی نماز پڑہائی ہمکو اور وضو نہ کیا **ف** یہ حدیث اوپر بہی گزر چکی قسطلانی نے کہا یہی حدیث
کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے بہی نکالا **باب** من الکبائر ان لا یستتر من بوله پیشاب سے نہ بچنا
اور احتیاط نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے (اور کبائر اور صغائر کا بیان کتاب الایمان میں گذر چکا) **حدثنا** عثمان
قال حدثنا جرير عن منصور عن مجاهد عن ابن عباس قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بحائط
من حيطان المدينة او مكة فسمع صوت انسانين يعذبان في قبورهما فقال النبي صلى الله عليه
وسلم يعذبان وما يعذبان في كبير ثم قال بلى كان احدهما لا يستتر من بوله وكان
الآخر يمشي بالنميمة ثم دعا بجريدة فكسرها كسرتين فوضع على كل قبر منهما كسرة
فقيل له يا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله ان يخفف عنهما ما لم ييبسا ترجمہ حدیث بیان
کی ہم سے عثمان ابن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جریر ابن عبد الحمید نے انہوں نے روایت کی
منصور ابن معتمر سے اونہوں نے مجاہد ابن جبر سے اونہوں نے ابن عباس سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے
باغوں میں سے ایک باغ پر گذرے یا مکہ کے **ف** یہ شک جریر نے کی اور مؤلف نے ادب مفرد میں مدینہ کا باغ کہا بغیر
شک کے اور کہا کہ آپ نکلے مدینہ کے ایک باغ سے تو شاید یہ اور باغ ہو اور دارقطنی نے افراد میں نکالا جابر سے کہ یہ
باغ ام مبشر انصاریہ کا تہا اور اعمش کی روایت میں ہے کہ آپ گذرے دو قبروں پر (انتہی وش) **ف** سو آپ نے دو
آدمیوں کی آواز سنی جنکو عذاب ہو رہا تہا اونکی قبروں میں (جو نئی تہیں ابن ماجہ) آپ نے فرمایا ان دونوں کو
عذاب ہو رہا ہے (اور نام نہ لیا اون کا تاکہ انکی ذلت نہ ہو جیسے آپ کی عادت تہی کہ براہ شفقت قصور والوں کا
نام نہ لیتے اور مبہم ذکر کرتے یا آپ نے نام لیا ہوگا لیکن راوی نے نام چہوڑ دیا) اور کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں

ہوتا پہر آپ نے فرمایا البتہ ف وہ بڑا گناہ ہی یہ حصر اخیرا در بعض روایتوں میں مذکور ہی ابن بطال نے اس سے یہ دلیل لی کہ صغیرہ
پر بہی عذاب قبر ہو سکتا ہی کیونکہ پیشاب سے نہ بچنے میں اوسوقت تک کوئی وعید نہیں اوتری تہی اور اسپر یہ اعتراض
ہوا ہے کہ منصور نے اسحدیث میں زیادہ کیا کہ وہ کبیرہ ہے یعنی بڑا گناہ ہی بعضوں نے کہا پہلے آپ نے گمان کیا کہ یہ کبیرہ
گناہ نہیں ہی پہر آپ پر اوسیوقت وحی آئی کہ وہ کبیرہ ہے اور صحیح ابن حبان میں ہی ابوہریرہ کی حدیث سی کہ ان کو سخت
عذاب ہو رہا ہے بلکہ گناہ میں اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ یہ گناہ اکبر کبائر نہیں ہی جیسے قتل مثلاً البتہ کبیرہ ہے
اور بعضوں نے کہا کہ ظاہر میں بڑا نہیں ہے مگر حقیقت میں بڑا ہے اور بعضوں نے کہا انکے اعتقاد میں یہ گناہ بڑا نہ تہا
لیکن اللہ کے نزدیک بڑا تہا اور بعضوں نے کہا اون سے بچنا کچہ بڑا نہ تہا یعنے مشکل نہ تہا اور بعضوں نے کہا یہ گناہ
بذاتہ بڑا نہ تہا مگر ہمیشہ کرنے سے بڑا ہو گیا (فتح) اور کبیرہ وہی گناہ ہے جو واجب کرے حد کو یا اوسپر سخت وعید
ہو (قس) ف ایک شخص اُن دونوں میں سے اپنے پیشاب سے آڑ یعنے بچاؤ نہ کرتا تہا ف حدیث میں یہ لفظ تین
طرح سے منقول ہے لَا يَسْتَتِرُ لَا يَسْتَبْرِئُ لَا يَسْتَنْزِهُ اور معنی ہر ایک کا قریب قریب ہے یعنے نہیں بچتا تہا نہیں
پاک رہتا تہا اور بعضوں نے کہا لَا يَسْتَتِرُ کا معنے یہ ہے کہ پیشاب میں ستر عورت نکرتا تہا اور یہ قول ضعیف ہے اور ابونعیم
کی روایت میں لا یتوقی ہے یعنے نہیں بچتا تہا اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ سی روایت کیا کہ اکثر قبر کا عذاب
پیشاب سے ہوتا ہے یعنے اوس سے نہ بچنے سے اور احمد اور ابن ماجہ کی روایت میں ابوبکرہ سے اور طبرانی کی روایت
میں انس سے یہ ہے کہ ایک کو اُن میں سی عذاب ہوتا ہے پیشاب میں پس ان روایتوں سی صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ
عذاب کشف عورت پر نہ تہا اور لا یستتر کا یہ معنے کرنا کہ وہ ستر عورت نہ کرتا تہا پیشاب کے وقت ضعیف ہے (فتح
ملخصًا) ف اور دوسرا شخص بات لگانے کے لیے پہرتا تہا ف یعنی چغلخوری کرتا تہا اور یہ گناہ ہے اگر ضرر
کی نیت سی ہو اور جب مصلحت سی ہو یا کسی مسلمان کے بچانے کو آفت سے تو گناہ نہیں ہی اور اُسکا ذکر مفصلا کتاب الادب
میں آویگا انشاء اللہ تعالی نووی نے کہا حدیث میں نمیمہ ہے اور وہ دوسرے کی بات نقل کرنا بہ قصد ضرر رسانی
اور یہ نہایت قبیح ہے اور کرمانی نے اسپر اعتراض کیا کہ یہ فقہا کے قاعدے کے مطابق کبیرہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اوسپر
حد نہیں ہے مگر یہ کہ ہمیشہ کرنا اس فعل کا مراد ہو اور صغیرہ استمرار سی کبیرہ ہو جاتا ہے یا کبیرہ سے معنے اصطلاحی مراد نہ ہو
انتہی اور یہ جو کرمانی نے فقہا سی نقل کیا سب کا قول نہیں ہے البتہ رافعی نے اس معنی کو ترجیح دی ہی ورنہ لازم
آتا ہے کہ والدین کی نافرمانی اور جہوٹی گواہی کبیرہ نہ ہو کیونکہ ان دونوں پر حد نہیں ہی حالانکہ جناب رسالت مآب
حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اون کو اکبر کبائر میں سی فرمایا ہے اور اسکا مفصل بیان خدا چاہے تو کتاب

الحدود کے شروع مین آویگا اور جب حدیث سے معلوم ہوا کہ چغلخوری کبیرہ ہے تو کرمانی کا اعتراض غلط ہو گیا (فتح
ملخصًا) قسطلانی نے کہا ان دونون کے کبیرہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ پیشاب سے احتیاط نکرنے مین نماز باطل ہو جاتی ہے
اور نماز کا ترک کبیرہ ہے بلا شک ایسے ہی چغلخوری سعی ہے فساد مین اور وہ نہایت قبیح ہے اور بعضون نے ان دونون
کی تخصیص کا قبر کے عذاب کے لیے ایک بھید بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ قبر پہلی منزل ہے آخرت کی منزلون مین سے اور اس
مین نمونہ ہے قیامت کے عذاب اور ثواب کا اور گناہ دو طرح کے ہین ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد تو سب سے پہلے
قیامت مین حقوق اللہ مین نماز کی پرسش ہوگی اور حقوق العباد مین خون کی اور برزخ مین ان حقوق کے مقدمات
کی پرسش ہوگی تو مقدمہ نماز کا طہارت ہے اور صفائی اور مقدمہ خون کا چغلخوری ہے پس برزخ مین عذاب شروع
ہوگا انپر واللہ اعلم **ف** پھر آپنے ایک ڈالی منگوائی (کھجور کے درخت کی) اور اسکو توڑ کر دو ٹکڑے کیے **ف**
احمد اور طبرانی نے ابوبکرہ سے نکالا کہ وہ یہ ڈالی لیکر آئے تھے اور مسلم نے جو جابر سے نقل کیا اخیر کتاب مین کہ انہون نے
دو ڈالیان کاٹین تو یہ دوسرے مقام اور وقت کا ذکر ہے کیونکہ اس حدیث مین مدینہ کا ذکر ہے اور جابر کا قصہ سفر کا
ہے اور اس مین یہ مذکور ہے کہ آپنے ان دو ٹکڑون کو قبرون پر گاڑ دیا اور جابر کی حدیث مین یہ ہے کہ آپنے ان کو حکم
دیا دو ڈالیان کاٹنے کا دو درختون سے آپ ان سے آڑ کرتے تھے قضای حاجت کیوقت پھر حکم کیا آپنے انکو کہ داہنے
بائین وہ ڈالیان ڈالدینے کا جہان آپ بیٹھے تھے جب جابر نے اسکا سبب پوچھا تو آپنے فرمایا مین دو قبرون پر گذرا
تھا اونپر عذاب ہو رہا تھا تو مینے چاہا کہ میری شفاعت سے انکو آرام ہو جب تک ڈالیان ہری رہین اور جابر کی
حدیث مین عذاب کا سبب مذکور نہین ہے تو معلوم ہوا کہ دونو حدیثین جدا جدا ہین اور یہ بعید نہین ابن حبان نے اپنی
صحیح مین ابوہریرہ سے روایت کیا کہ آپ ایک قبر پر گذرے وہان ٹھہرے پھر فرمایا دو شاخین میرے پاس لاؤ آپنے
ایک شاخ قبر کے سرہانے لگادی اور دوسری پایتین مین تو احتمال ہے کہ یہ تیسرا واقعہ ہو (فتح ملخصًا) **ف**
اور ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھا (عبد بن حمید کی مسند مین ہے کہ ہر ایک قبر کے سرہانے ایک ایک ٹکڑا لگایا)
کسینے عرض کیا (معلوم نہین ہوا کہ عرض کرنے والے کا نام کیا تھا) یا رسول اللہ آپنے کیون ایسا کیا (یعنی یہ ڈالیان
کیون لگائین) آپنے فرمایا اسلیے کہ اون کا عذاب کم ہو جب تک وہ ڈالیان سوکھین نہین **ف** مازری نے
کہا احتمال ہے کہ آپ پر وحی آئی ہو کہ اس مدت تک انپر عذاب کی تخفیف ہوگی اور بعضون نے کہا آپنے انکی شفاعت
کی اتنی مدت کے لیے خطابی نے کہا مطلب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی انکے لیے عذاب کم ہونے کی جب
تک وہ ڈالیان تر رہین نہ یہ کہ ڈالیون مین کوئی ایسی تاثیر ہے یا ہری ڈالیون مین تاثیر ہے اور سوکھی مین نہین

عذاب کم ہو نیکی اور بعضون نے کہا ہر ڈالی تسبیح کرتی ہے اسوجہ سے تسبیح کی برکت سے عذاب کم رہیگا مگر اسحالت مین
ہر ہری درخت کی بہی تاثیر ہوگی اسیطرح ہر برکت والی امر کی جیسے ذکر اور تلاوت قرآن کی اور طیبی نے کہا احتمال ہے
کہ نکتہ یعنے جب تک ہری رہین عذاب کا کم ہونا ہم کو معلوم نہ ہو جیسے زبانیہ کا شمار اور خطابی اور ان کے تابعین نے انکار
کیا ہے اوس امر کا جو لوگون نے عادت کر لی ہے ہری ڈالیان قبر پر لگانیکی طرطوشی نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ امر خاص تہا
آپکے متبرک ہاتہون سے اور قاضی عیاض نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ آپنے ڈالیان گاڑنیکی ایک علت بیان فرمائی جو
ہم کو معلوم نہین ہو سکتی وہ کیا ہے عذاب ہونا انپر مین کہتا ہون عذاب کا ہم کو معلوم نہ ہونا اس امر کو مستلزم نہین ہے
کہ ہم وہ کام نہ کرین جو سبب ہے تخفیف عذاب کا جیسے رحم کا معلوم نہ ہونا اس امر کو مستلزم نہین ہے کہ ہم اوسکے لیے رحمت
کی دعا نہ کرین اور سیاق حدیث مین یہ کہان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ڈالیان اپنے مبارک ہاتہ سے گاڑین بلکہ
احتمال ہے کہ آپنے گاڑنیکا حکم دیا ہو کسی اور کو اور بریدہ بن الحصیب صحابی سے منقول ہے کہ اونہون نے وصیت کی کہ انکی
قبر پر دو ہری ڈالیان لگائی جاوین جیسے کتاب الجنائز مین آویگا اور صحابی کی پیروی کرنا خطابی اور قاضی عیاض
کی پیروی پر مقدم ہے انتہے ما قال الحافظ ابن حجر مترجم کہتا ہے ایسے امور کے انکار کرنے مین کوئی شرعی فائدہ نہین
ہے اور نہ اونکے کرنے مین سوا ابتلائی کے کوئی ضرر ہے اگر قبر پر ہری ڈالیان یا ہری جہاڑ لگائے جاوین تو
اُس مین کیا قباحت ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے یہ امر منقول ہے اور احتمال ہے کہ اون سے قبر والی کو فائدہ پہونچے
اور جو فائدہ نہ پہونچے تو نقصان کیا ہے اور جس شخص نے اس قسم کے امورات کا سخت انکار کیا ہے یا اوس مین تشدد
کیا ہے یہ اُسکی افراط ہے بلکہ غلو ہے دین مین اور اللہ تعالی جزای خیر دیوے حافظ ابن حجر کو وہ اکثر مسائل مین طریقہ
انصاف کو ہاتہ سے نہین دیتے اور اگلے مشائخ یا علماء کی تقلید کو تحقیق پر مقدم نہین کرتے اور یہی لازم ہے ہر
شخص مومن اور منصف اور متبع سنت کو کہ خود بہی غور کرے اور جسکا قول قرآن یا حدیث کیطرف قریب ہو
وہ اختیار کرے اور صرف حسن اعتقاد پر عمل نکرے ہمارے دین مین کوئی عالم سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایسا نہین گذرا ہے جسکی سب باتین ماننے کے لائق ہون بلکہ ہر شخص کی کلام مین سے جو عمدہ ہو وہ اختیار کیا
جاوے اور جو عمدہ نہ ہو وہ چہوڑ دیا جاوے اور جب ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک سلف کے مجتہدین سے ہمارا
یہ برتاؤ ہے تو علما متاخرین کا کیا ذکر ہے اس زمانہ مین بعض لوگ اللہ انکو ہدایت کرے ایسے پیدا ہوئے ہین
جنہون نے ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید کو تو چہوڑا مگر اون کی تقلید چہوڑ کر تمام مسائل مین اور کسی عالم کے
مقلد ہو گئے بعض لوگ ابن تیمیہ کے بعض لوگ شوکانی کے بعض شاہ ولی اللہ کے بعض مولوی اسمعیل رحمہ کے

ان کی مثال یہ ہے کہ فَرَّ مِنَ المَطَرِ فَقَامَ تَحْتَ المِيزَابِ جو اعتقاد ہمارا ابو حنیفہ اور شافعی کو ہے اوسا ہی اعتقاد
ان پچھلوں سے بھی اگر کہے تو خیر وہ یہ کہ ان کا عمدہ کلام اختیار کرے جو مطابق ہو قرآن اور حدیث کے اور جس مسئلہ
میں اون سے غلطی ہوئی ہو اوسکو ترک کرے اور یہی شان ہے تمام علماء امت محمدی کی رحمہم اللہ کی حافظ ابن حجر
نے کہا ان قبر والوں کا نام معلوم نہیں ہوا اور قرطبی نے بعضوں سے نقل کیا ہے کہ ایک قبر سعد بن معاذ کی تھی
اور یہ باطل ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ سعد بن معاذ کے دفن میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف رکھتے تھے جیسے
حدیث صحیح میں ثابت ہے اور ان دو نو قبروں کے باب میں امام احمد کی مسند میں ہے ابو امامہ سے کہ آپ نے فرمایا تم نے آج کس کو دفن
کیا ہے یہاں اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ انکے دفن کے وقت موجود نہ تھے اور سعد بن معاذ صحابی جلیل ہیں اور سید
ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سید فرمایا اور صحابہ کو حکم دیا قُومُوا اِلٰی سَیِّدِکُم کھڑے ہو اپنے سید کی طرف اور
فرمایا کہ انکا حکم بنی قریظہ کے باب میں خدا کے حکم کے موافق ہوا اور فرمایا کہ عرش ہل گیا اون کی موت سے اسی طرح
اون کے مناقب بہت ہیں اور کوئی دہوکا نہ کہاوے قرطبی کی اس حکایت سے اور اسکو صحیح نہ سمجھے اسلیے کہ وہ باطل اور غلط
ہے اب اختلاف ہوا ہے ان قبر والوں میں بعض کہتے ہیں وہ دونو کافر تھے اور جزم کیا اسکا ابو موسی مدینی نے اور
دلیل لی اوس حدیث سے جو روایت کی جابر سے اور جس کے اسناد میں ابن لہیعہ ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بنی
نجار کی دو قبروں پر گذرے وہ جاہلیت میں مرے تھے آپ نے سنا انکو عذاب ہو رہا تھا پیشاب اور چغلخوری میں ابو موسی
نے کہا یہ روایت اگرچہ قوی نہیں ہے لیکن معنے اسکا صحیح ہے کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتے تو انکی سفارش ڈالیان سوکھنے
تک کیوں کرتے اس سے معلوم ہوا کہ وہ کافر تھے اور چونکہ آپ رحمت اور خیر تھے پس آپ نے انکو بھی اپنے احسان سے
محروم نہ رکھا اور ایک مدت معین تک اون کو نفع پہنچایا اور ابن عطار نے شرح عمدہ میں یقین کیا ہے کہ وہ دونو
قبر والے مسلمان تھے اور یہ کہا کہ اگر کافر ہوتے تو ان کا عذاب ہلکا ہونے کے لیے آپ دعا نہ کرتے نہ اسکی امید کرتے
اور اگر یہ خصوصیت ہوتی تو آپ بیان کر دیتے جیسے ابو طالب کے قصے میں ہے حافظ نے کہا ابو موسی نے جس حدیث سے
حجت لی وہ ضعیف ہے جیسا انہوں نے خود اقرار کیا اور امام احمد نے اسکو باسناد صحیح روایت کیا مسلم کی شرط پر
لیکن اوس میں عذاب کا سبب نہیں ہے تو ابن لہیعہ نے غلطی کی اوس میں اور وہ مطابق ہے جابر کی اس حدیث طویل کے
جسکو امام مسلم نے نکالا اور ظاہر یہی ہے کہ وہ قبر والے کافر تھے یعنے جابر کی حدیث میں جنکا ذکر ہے لیکن اس باب
کی حدیث میں جنکا ذکر ہے وہ مسلمان تھے کیونکہ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ دو نئی قبروں پر گذرے تو معلوم
ہوا کہ وہ قبریں جاہلیت کے زمانے کی نہ تھیں اور امام احمد نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ آپ بقیع پر سے گذرے

اور فرمایا آج تمنے یہان کس کو دفن کیا ان دونون سے اونکا مسلمان ہونا ظاہر ہے کیونکہ بقیع مسلمانون کا مقبرہ ہے
اور خطاب مسلمانون سے ہے اور قوی کرتی ہے اس احتمال کو ابو بکرہ کی روایت جو احمد اور طبرانی نے باسناد صحیح نکالی
کہ عذاب دیے جاتے ہین اور کسی بڑے گناہ مین عذاب نہین دیے جاتے البتہ عذاب نہین دیے جاتے مگر غیبت اور
پیشاب مین تو اس حصر سے نکلتا ہے کہ وہ مسلمان تھے کیونکہ کافر کو اگرچہ عذاب ہوگا احکام اسلام کے ترک پر مگر
اس مین اختلاف نہین کہ اوسکو کفر پر بھی عذاب ہوگا اور اس حدیث سے اور بھی فائدے نکلتے ہین اور پورا بیان ان کا
کتاب الجنائز مین انشاء اللہ تعالی آویگا اور یہ بھی اس حدیث سے نکلتا ہے کہ پیشاب سے بچنا چاہیے اسی طرح اون چیزون
سے جو پیشاب کی مثل ہین بدن اور کپڑے کو اون سے بچانا چاہیے اور یہ بھی نکلا کہ نجاست کا دور کرنا واجب ہے ہر حال
مین نہ خاص اوسوقت جب نماز کا ارادہ کرے واللہ اعلم کذا فی الفتح قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو کتاب
الطہارت مین دو جگہہ نکالا اور جنائز مین اور ادب مین اور حج مین اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
طہارت مین اور نسائی نے طہارت اور تفسیر اور جنائز مین زیلعی نے کہا پیشاب سے قبر کا عذاب ہونے مین تین صحابہ
سے مروی ہے انس اور ابوہریرہ اور ابن عباس سے تو انس کی حدیث کو دارقطنی نے سنن مین نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا بچو تم پیشاب سے کس لیے کہ اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہے اور کہا کہ محفوظ اس حدیث کا ارسال ہے
اور ابو جعفر مین لوگون نے کلام کیا ہے ابن مدینی نے کہا وہ خلط کرتا تھا اور احمد نے کہا وہ قوی نہین اور ابو زرعہ
نے کہا بہت وہم کرتا ہے نیل مین ہے کہ دارقطنی نے ابوزرعہ سے نقل کیا کہ محفوظ اسکا ارسال ہے اور ابو حاتم نے کہا
ہم نے اوسکو روایت کیا ثمامہ سے اونھون نے انس سے اور صحیح یہ ہے کہ وہ مرسل ہے انتہی اور ابوہریرہ کی حدیث کو دارقطنی
نے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم پیشاب سے کیونکہ اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہے اور روایت کیا اسکو
حاکم نے مستدرک مین اس لفظ سے کہ اکثر عذاب قبر کا پیشاب سے ہے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے بخاری مسلم کی شرط پر
اور مین اس مین کوئی علت نہین جانتا اور نہین روایت کیا اسکو دونون نے انتہی حافظ منذری نے کہا یہ حدیث
صحیح ہے اور جو حاکم نے کہا وہ درست ہے نیل مین ہے کہ روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے بھی اور حافظ نے بلوغ
المرام مین کہا اسناد اسکا صحیح ہے اور ابو حاتم نے اوس مین علت کی اور کہا کہ رفع اوسکا باطل ہے اور صحیح کہا اوسکو
ابن خزیمہ نے اور ابن عباس کی حدیث کو طبرانی نے معجم مین اور عبد بن حمید نے مسند مین نکالا اور دارقطنی اور بیہقی نے
اپنی اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور سب نے سکوت کیا ابو یحیی القتات سے اور اونے مجاہد سے اونے ابن
عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر عذاب قبر کا پیشاب سے ہوتا ہے تو بچو اوس سے زیلعی نے

کہا دارمی نے نقل کیا ابن معین سے کہ ابو یحییٰ القتات ثقہ ہے اور احمد بن سنان نے اون سے نقل کیا کہ ابو یحییٰ کو وہ الو
مین ایسا ہی جیسے کہ عبد الرحمن بن ثابت اور عباس نے اون سے نقل کیا کہ اسکی حدیث مین ضعف ہے اور احمد نے کہا کہ
اسرائیل نے اوس سے بہت ضعیف حدیثین روایت کی ہین نسائی نے کہا وہ قوی نہین ابن عدی نے کہا اوسکی حدیث
لکہی جاویگی باوجود اس عیب کے جو اسمین ہے انتہے حافظ منذری نے ترغیب مین کہا باب کی حدیث کو امام مسلم اور ابوداؤد
اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا اور ایک روایت مین امام بخاری اور ابن خزیمہ کی ہے کہ آپ نے دو آدمیون
کی آواز سنی جنکو عذاب ہو رہا تہا قبرون مین آدر روایت کیا بزار نے اور طبرانی نے کبیر مین اور حاکم اور دارقطنی نے
ابن عباس سے وہی جو زیلعی نے نقل کی دارقطنی نے کہا اسکی اسناد مین کوئی قباحت نہین اور قتات کی توثیق
مین لوگون کا اختلاف ہے اور روایت کیا بزار نے عبادہ بن صامت سے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشاب
کو پوچہا آپ نے فرمایا جب وہ تمہارے کچہ لگ جاوے تو اوسکو دہو ؤ کیونکہ مین سمجہتا ہون کہ قبر کا عذاب اس سے ہوتا ہے
شوکانی نے کہا اسناد اسکا حسن ہے اور سعید بن منصور نے مرسلاً حسن بصری سے نکالا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے بچو تم پیشاب سے کیونکہ اکثر عذاب قبر کا پیشاب سے ہوتا ہے شوکانی نے کہا اوسکی راوی ثقہ ہین گو وہ مرسل ہے
اور امام احمد اور طبرانی نے اوسط مین اور ابن ماجہ نے ابو بکرہ سے روایت کیا اور یہ لفظ طبرانی کا ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جا رہے تہے میرے اور ایک شخص کے بیچ مین اتنے مین دو قبرون پر آئے اور فرمایا یہ دونون قبر والے عذاب
کیے جا رہے ہین تو میرے پاس ایک شاخ لاؤ ابو بکرہ نے کہا مین اور میرا ساتہی دونو بڑہے مین ایک شاخ لیکر آیا آپ نے اسکو
چیر کر دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا اس قبر مین رکہا اور ایک دوسری قبر مین اور فرمایا شاید انکا عذاب ہلکا رہے جبتک
وہ تر رہین وہ عذاب نہین دیے جاتے ہین مگر اوس امر مین جو بڑا نہین ہے غیبت اور پیشاب مین اور روایت کیا امام
احمد اور ابن ماجہ نے ابو امامہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی کے دن مین بقیع الغرقد کو گئے ابو امامہ نے کہا
لوگ آپ کے پیچہے چل رہے تہے آپ نے انکی جوتیون کی آواز سنی تو آپ کو ناگوار معلوم ہوا آپ بیٹہہ گئے یہانتک کہ
ان لوگون کو اپنے آگے کر دیا جب بقیع الغرقد پر گذرے تو آپ نے دو قبرین دیکہین اون مین دو آدمیون کو دفن
کیا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہان ٹہیرے اور پوچہا تم نے آج کے دن یہان کن کو دفن کیا انہون نے عرض کیا
فلانے اور فلانے کو پہر عرض کیا اے نبی اللہ کے آپ نے کیون پوچہا آپ نے فرمایا ان مین سے ایک آدمی تو پیشاب سے
احتیاط اور بچاؤ نہ کرتا تہا اور دوسرا چغلخوری کرتا پہرتا تہا اور آپ نے ایک ہری ڈالی لی اوسکو چیرا پہر دونون
قبرون پر اوسکو لگا دیا لوگون نے عرض کیا اے نبی اللہ کے آپ نے ایسا کیون کیا آپ نے فرمایا ان دونو کا عذاب

ہلکا ہوگا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کب تک عذاب کیے جاوینگے آپنے فرمایا یہ غیب کی بات ہے اسکو کوئی نہین جانتا
سوا اللہ کے اور اگر تمہارے دل خراب نہ ہوتے اور تم زیادہ باتین نہ کرتے تو تم بھی وہ سنتے جو مین سنتا ہون اور ابن ماجہ
اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین عبد الرحمن بن حسنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے آپکے ہاتھ
مین ڈہال تہی آپنے اسکو رکہا اور بیٹھے پہر پیشاب کیا ڈہال کی آڑ مین لوگون نے کہا دیکھو آپ اس طرح سے پیشاب
کرتے مین جیسے عورت پیشاب کرتی ہے آپنے یہ سن لیا فرمایا افسوس ہے تم نہین جانتے بنی اسرائیل کے ساتھی کو بنی
اسرائیل کا یہ حال تہا جب انکے کپڑے یا بدن سے پیشاب لگ جاتا تو وہ قینچیون سے کاٹ ڈالتے اُس ساتھی نے انکو
منع کیا اُس سے تو عذاب دیا گیا اپنی قبر مین اور روایت کیا ابن حبان نے صحیح مین ابو ہریرہ سے کہ ہم رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تہے اتنے مین دو قبرون پر گذرے آپ کہڑے ہوگئے ہم بھی آپکے ساتھ کہڑے ہوگئے
آپ کا رنگ بدلنے لگا یہانتک کہ آپ کی قمیص کی آستینین لرزنے لگی ہمنے عرض کیا کیا ہوا آپکو یا رسول اللہ آپنے
فرمایا کیا تم نہین سنتے جو مین سنتا ہون ہم نے کہا کیا یا رسول اللہ آپنے فرمایا یہ دو شخص ہین جنکو عذاب ہو
رہا ہے انکی قبرون مین سخت عذاب ایک ہلکے گناہ مین ہمنے کہا کون سے گناہ مین آپنے فرمایا ایک تو پیشاب سے اچہا
نہین کرتا تہا اور دوسرا لوگون کو ایذا دیتا تہا اپنی زبان سے اور چغلخوری کرتا پہرتا تہا اُن مین پہر آپنے دو
شاخین منگوائین کہجور کی شاخون مین سے اور ہر ایک قبر مین ایک شاخ لگا دی ہمنے کہا کیا اس سے انکو فائدہ
ہوگا آپنے فرمایا ہان انکا عذاب ہلکا رہے گا جب تک وہ شاخین ہری رہین گی منذری نے کہا ہلکے گناہ سے یہ مراد
ہے کہ انکے گمان مین ہلکا تہا یا اس سے پرہیز کرنا آسان تہا نہ یہ کہ واقع مین ہلکا تہا کیونکہ چغلخوری بالاتفاق حرام
ہے اور شفی بن ماتع سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار آدمی ایذا دینگے دوزخ والون کو اس ایذا
کے سوا جو انکو ہوگی دوڑینگے حمیم (گرم پانی) اور جحیم (انگار) مین اور پکارینگے خرابی اور ہلاکت کو دوزخ
والے ایک دوسرے سے کہینگے ان کو کیا ہوا جنہون نے ہمکو ایذا دی رکہی ہے اس ایذا پر جو ہم کو ہے پہر کہا
کہ ایک شخص ہوگا جسپر آگ کا ایک تابوت بند ہوگا اور ایک شخص اپنی آنتون کو کہینچتا ہوگا اور ایک شخص کے
مُنہ سے خون اور پیپ بہتا ہوگا اور ایک شخص اپنا گوشت کہاتا ہوگا تو تابوت والے سے کہا جاویگا کیا حال ہے
اسکا جو دور ہے اللہ کی رحمت سے کہ ایذا دی ہمکو اس ایذا کے علاوہ جو ہم کو ہے وہ کہیگا یہ شخص اللہ کی
رحمت سے دور (یعنے لعنتی کو کہتے ہے) مر گیا اور اسکے ذمہ لوگون کے روپیہ تہے نہ اسنے ادا کیا نہ اتنا مال چہوڑا جو اُن
روپیون کو کافی ہوتا پہر جو آنتین کہینچتا ہوگا اس سے کہا جاویگا کیا حال ہے اسکا جو دور ہے اللہ کی رحمت سے اُسنے

ہم کو ایذا دی اوس ایذا کے سوا جو ہم کو ہے وہ کہیگا یہ شخص اللہ کی رحمت سے دور پرواہ نہ کرتا تھا پیشاب کی جہان لگے اوسکو
لگے یعنے اوسکو دہوتا نہ تہا اور ذکر کیا باقی حدیث کو روایت کیا اوسکو ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور کتاب
ذم الغیبت مین اور طبرانی نے کبیر مین باسناد ضعیف اور ابو نعیم نے اور کہا کہ شفی بن ماتع کے صحابی ہونے مین اختلاف
ہے بعضون نے کہا وہ صحابی تہا منذری نے کہا پوری حدیث غیبت کے باب مین آویگی اور طبرانی نے معجم کبیر مین روایت
کیا ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو پیشاب سے کیونکہ اول اوسی کی پوچھہ ہوگی بندہ سے قبر مین منذری
نے کہا اوسکی اسناد مین کچہ برائی نہین ہے۔ **باب** مَا جَاءَ فِیْ غَسْلِ الْبَوْلِ بول دہونیکا بیان (یعنی آدمی کا بول) وَقَالَ النَّبِیُّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ کَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ وَلَمْ یَذْکُرْ سِوٰی بَوْلِ النَّاسِ اور جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر والے کے لیے جسپر اوپر گذرا کہ وہ اپنے پیشاب سی احتیاط نہ کرتا تہا اور نہین بیان
کیا مگر آدمیون کے پیشاب کا **ف** ابن بطال نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث مین جو آیا ہے کہ وہ پیشاب سے
بچاؤ نہین کرتا تہا تو مراد پیشاب سے آدمی کا پیشاب ہے نہ جانورون کا اور جس نے اوسکو عام رکہا ہے ہر ایک پیشاب کے
لیے اوسکی دلیل نہین ہے اور اس سے رد ہوگیا خطابی کا اونہون نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تمام پیشاب نجس ہین
اور رد اس طور سے ہے کہ حدیث مین مِنْ بَوْلِہٖ ہے یعنے اپنے پیشاب سے نہین بچتا تہا اب جس روایت مین من البول آیا
ہے وہ محمول ہے اسپر کیونکہ مطلق محمول ہوتا ہے مقید پر دوسرے یہ کہ اور احادیث سے جانورون کے پیشاب کی طہارت نکلتی
ہے خصوصًا ان جانورون کے پیشاب کی جنکا گوشت حلال ہے پس یہی قرینہ ہے کہ مراد اس حدیث مین ایک خاص پیشاب
ہے یعنے آدمی کا پیشاب مطلق پیشاب اور جانورون کے پیشاب کی بحث جدا ہے تو آگے آویگی حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ
ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ مَیْمُوْنَةَ
عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِہٖ اَتَیْتُہٗ بِمَاءٍ فَیَغْتَسِلُ بِہٖ

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے یعقوب بن ابراہیم (دورقی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن
ابراہیم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے روح بن القاسم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے عطاء بن
ابی میمونہ (ابو معاذ بصری) نے اونہون نے روایت کی انس بن مالک سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب اپنی حاجت کے لیے باہر نکلتے تو مین پانی لیکر آپ پاس آتا آپ پانی سے دہوتے **ف** اور حاجت
عام ہے پیشاب اور پاخانہ دونون کو شامل ہے تو پیشاب کا دہونا ثابت ہوا اور یہی ترجمہ باب ہے حافظ نے کہا
اسکی بحث یعنی پانی سے استنجا کرنیکی اوپر تفصیل سے گذر چکی قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو طہارت

اور صلوٰۃ میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے طہارت میں انتہے **باب** توبیخ کے ساتھ اس میں کوئی
ترجمہ مذکور نہیں ہے حافظ نے کہا جہاں ایسا ہوتا ہے تو وہ فصل کی طرح ہے پہلی باب سے اور اس باب میں جو حدیث مذکور ہے
اس سے پیشاب کا دھونا ثابت ہوتا ہے لیکن ڈھیلا لینے کی رخصت دوسری احادیث سے ثابت ہے تو اس سے دلیل لیجاویگی
ان پیشاب کے دھونے پر جو مخرج سے تجاوز کرے یا بدن اور کپڑے میں دوسری جا پر لگے حدثنا محمد بن المثنی
قال حدثنا محمد بن خازم قال حدثنا الاعمش عن مجاهد عن طاؤس عن ابن عباس قال مر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین فقال انهما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدهما فکان لا
یستنزه من البول واما الاخر فکان یمشی بالنمیمة ثم اخذ جریدة رطبة فشقها بنصفین فغرز فی
کل قبر واحدة قالوا یا رسول الله لم فعلت قال لعله یخفف عنهما ما لم ییبسا قال ابن المثنی وحدثنا
وکیع قال حدثنا الاعمش قال سمعت مجاهدا مثله ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مثنی البصری نے انہوں
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن خازم (ابومعاویہ ضریر کوفی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اعمش (سلیمان بن
مہران کوفی) نے انہوں نے روایت کی مجاہد (بن جبر) سے انہوں نے طاؤس (بن کیسان) سے انہوں نے ابن عباس سے کہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے تو فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہے لیکن
ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ لی اور اسکو بیچ میں سے چیر کر دو
ٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر میں ایک ٹکڑا گاڑ دیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا آپ نے فرمایا کہ
ان کا عذاب ہلکا ہو جب تک وہ ڈالیاں خشک نہوں **ف** یہ حدیث پہلے گذر چکی منصور کی روایت سے
انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباس سے اور اس اسناد میں اعمش کی روایت ہے مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے
ابن عباس سے دارقطنی نے اعتراض کیا کہ پہلے اسناد میں طاؤس ساقط ہے اور جواب یہ ہے کہ منصور ثقہ ہے اور مجاہد نے
خود ابن عباس سے سنا ہے تو احتمال ہے کہ یہ حدیث مجاہد نے خود ابن عباس سے سنی ہو اور طاؤس کے واسطے سے بھی قسطلانی
نے کہا اعمش کی اسناد سے روایت کیا اسکو مسلم اور اصحاب سنن نے انتہے مختصرا **ف** ابن مثنی نے کہا اور حدیث بیان
کی ہم سے وکیع نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اعمش نے انہوں نے کہا میں نے سنا مجاہد سے مثل اوس کے جو گذرا **ف**
یہ دوسری سند امام بخاری نے اسلیے نقل کی کہ اوس میں تصریح ہے اعمش کی سماع کی مجاہد سے اور نکالا اسکو ابونعیم نے مستخرج
میں اسی سند سے **باب** ترک النبی صلی اللہ علیہ وسلم والناس الاعرابی حتی فرغ من بوله فی المسجد
اس باب میں یہ بیان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ نے اس گنوار کو چھوڑ دیا جسنے مسجد میں پیشاب

کیا یہانتک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال حدثنا ھمام قال اخبرنا اسحاق عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رای اعرابیا یبول فی المسجد فقال دعوہ حتی اذا فرغ دعا بماء فصبہ علیہ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہمام ابن یحییٰ بن دینار نے اور انہوں نے کہا خبر دی ہم کو اسحاق (ابن عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری) نے انہوں نے روایت کی انس سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گنوار کو دیکھا مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا اوس کو چھوڑ دو جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے پانی منگوایا اور اوس پر بہا دیا **ف** حافظ نے کہا آپ نے چھوڑ دیا اسلیے کہ اگر اوسکو سزا دیتے تو دو حال سے خالی نہ ہوتا یا وہ پیشاب روک لیتا تو اوسکو ضرر ہوتا یا نہ روکتا تو اوسکا کپڑا اور بدن نجس ہو جاتا اور مسجد کی دوسری مقام بھی نجس ہو جاتے اور ابو بکر تاریخی نے عبداللہ بن نافع مزنی سے نقل کیا کہ اوس گنوار کا نام اقرع بن حابس تمیمی تھا اور بعضوں نے کہا اور کوئی شخص تھا دوسری روایت میں ہے کہ ایک بڑا ڈول پانی کا آپ نے منگوایا اور اوس پر ڈالدیا یعنی بہا دینے کا حکم کیا اور امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے اُس گنوار کو بلایا اور فرمایا مسجدیں پیشاب اور پلیدی کے لیے لائق نہیں ہیں وہ تو اللہ کی یاد اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے ہیں اور اس حدیث کے فائدے آگے کے باب میں مذکور ہونگے ان شاء اللہ تعالیٰ قسطلانی نے کہا بعضوں نے کہا وہ گنوار ذوالخویصرہ یمانی تھا نقل کیا یہ ابو الحسن بن فارس نے اور یہ وہم ہے قسطلانی کا ابو الحسن بن فارس نے اوسکا نام عیینہ بن حصن نقل کیا ہے جیسے آگے آویگا **باب** صب الماء علی البول فی المسجد مسجد میں پیشاب پر پانی بہانے کا بیان حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعود ان ابا ھریرۃ قال قام اعرابی فبال فی المسجد فتناولہ الناس فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوہ وھریقوا علی بولہ سجلا من ماء او ذنوبا من ماء فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب نے اونہوں نے روایت کی زہری سے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہ ابو ہریرہ نے کہا ایک گنوار اٹھا اور مسجد میں پیشاب کر دیا لوگوں نے اوسکو لیا زبان سے برا کہنا شروع کیا ایک روایت میں ہے کہ حملہ کیا اوسپر ایک روایت میں ہے کہ کھڑے ہوئے اوسکی طرف ایک میں ہے کہ آپکے اصحاب نے اوسکو منع کرنا چاہا ایک میں ہے کہ لوگوں نے اوسکو ڈانٹا ایک میں ہے کہ لوگ اوسپر چلا ئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا چھوڑ دو اوسکو اور بہا دو اوسکے پیشاب پر ایک بھرا ڈول پانی کا راوی کو شک ہے کہ سجل کا لفظ کہا یا ذنوب کا اور دونوں کا معنے ایک ہے یعنے ڈول بھرا ہوا پانی سے)

کیونکہ تم بھیجے گئے آسانی کے لیے اور نہیں بھیجے گئے دشواری کے لیے **ف** یہ مجازًا فرمایا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے نہ صحابہ اسوجہ سے کہ صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے بھیجے جاتے تھے اور لوگوں کی طرف۔ حافظ نے کہا ترمذی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ اس گنوار نے پہلے نماز پڑھی پھر یہ دعا کی یا اللہ مجھپر رحم کر اور محمد پر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر حضرت نے فرمایا تونے ایک کشادہ چیز کو اللہ تعالی کی رحمت کو تنگ کر دیا پھر تھوڑی دیر کے بعد مسجد مین پیشاب کر دیا اور یہ زیادت مصنف نے ادب مین نکالی اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے اور ابن ماجہ نے واثلہ بن اسقع سے اور ابو موسی مدینی نے صحابہ مین انکی روایت مین اس گنوار کا نام ذو الخویصرہ یمانی مذکور ہے اور ابو الحسن بن فارس نے نقل کیا کہ اسکا نام عیینہ بن حصن تھا واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبدان (عبد اللہ عتکی) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو یحیے بن سعید انصاری نے انہوں نے کہا مین نے سنا انس بن مالک سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** اور یہ حدیث ابھی گذری قسطلانی نے کہا بیہقی نے عبدان کی روایت کو اس لفظ سے نکالا کہ ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا جب حاجت سے فارغ ہوا تو مسجد کے ایک کونے کیطرف اٹھا پھر پیشاب کیا لوگ اسپر چلائے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو روکا اسسے پھر فرمایا ایک ڈول پانی کا اوسپر ڈالدو اور روایت کیا انس کی حدیث کو مؤلف نے آگے کے باب مین اور ادب مین اور مسلم نے طہارت مین اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے

باب یُھَرِیْقُ الْمَاءَ عَلَی الْبَوْلِ پیشاب پر پانی بہانے کا بیان **وَحَدَّثَنَا** خَالِدٌ قَالَ وَحَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَبَالَ فِیْ طَائِفَۃِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَہُ النَّاسُ فَنَھَاھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَی بَوْلَہٗ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذَنُوْبٍ مِّنْ مَاءٍ فَاُھَرِیْقَ عَلَیْہِ **ترجمہ** اور حدیث بیان کی ہم سے (کریمہ کی روایت مین واؤ نہین ہے) خالد بن مخلد نے اونہوں نے کہا اور حدیث بیان کی (اصیلی اور ابو الوقت کی روایت مین واؤ نہین ہے) ہمسے سلیمان (بن بلال) نے انہوں نے روایت کی یحیے بن سعید سے اونہوں نے کہا مین نے سنا انس بن مالک سے اونہوں نے کہا ایک گنوار آیا اور اُسنے مسجد کے ایک ٹکڑے مین پیشاب کر دیا لوگون نے اوسکو ڈانٹا تو جناب رسالت مآب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو منع فرمایا اوسکو ڈانٹنے اور جھڑکنے سے جب وہ پیشاب کر چکا تو آپنے حکم دیا ایک بھرا ڈول پانی کا اوسپر بہایا گیا **ف** عبدان کی روایت مین ہے آپنے فرمایا چھوڑ دو

اوسکو لوگون نے اوسکو چہوڑ دیا حافظ نے کہا اسحدیث مین کئی فائدی ہین ایک یہ کہ نجاست سے بچنا صحابہ کے دلون مین معلوم
تہا جب تو انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس گنوار پر انکار کیا بغیر آپ سے پوچہے دوسرے یہ کہ اچہی بات کا
حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا یہ بہی صحابہ کا طریق تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر صحابہ کے اعتراض
نکیا اور گنوار کی ایذا سے روکا دوسری مصلحت کے لیے جو اوپر گذر چکی تیسرے مفسدہ کو دور کرنے مین جلدی کرنا کہ
آپ نے پیشاب سے فارغ ہوتے ہی ڈول پانی بہانیکا حکم دیا چوتہی نجاست دور کرنے کیلیے پانی کا معین ہونا اسلیے
کہ اگر صرف سوکہ جانے سے یا دہوپ سے زمین پاک ہو جاتی تو پانی منگوانے کی کیا ضرورت تہی پانچوین یہ کہ نجاست
جس پانی سے دہوئی جاوے وہ پاک ہے کیونکہ آخر یہ پانی زمین مین جذب ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مٹی
کے دور کرنے کا حکم نہ دیا اور دلیل لی ہے اسحدیث سے کہ پانی کا زمین مین ڈوب جانا شرط نہین ورنہ زمین کی طہارت
اسوقت ہوتی جب وہ سوکہ جاتی اسیطرح کپڑے کا نچوڑنا شرط نہین چہٹی جاہل سے نرمی اور ملائمت کرنا اور اس
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن خلق نکلتا ہے ابن ماجہ اور ابن حبان کی روایت مین ہے ابو ہریرہ سے کہ جب وہ گنوار اسلام
مین سمجہدار ہو گیا تو بولا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف اوٹہے قسم میرے باپ اور مان کی پہر آپنے نہ ملامت
کی نہ برا کہا ساتوین مسجد کی تعظیم اور پاک رکہنا اسکا پلیدی سے اور مسلم کی روایت مین جو حصر ہے تین باتون کا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد مین انکے سوا (یعنے ذکر اور صلوۃ اور قرآن کے) اور باتین درست نہین لیکن اجماع ہے
کہ بعض باتین اور درست ہین مگر اس مین شک نہین کہ اور باتون کا جو ان تین باتون کی قسم سے نہین ہین مسجد مین
کرنا اولی کے خلاف ہے آٹہوین زمین کا پاک ہو جانا اوسپر پانی ڈالنے سے اور کہودنا ضرور نہین اور حنفیہ نے اسکا
خلاف کیا ہے اور کہودنا شرط کہا ہے طہارت کے لیے یہ نووی وغیرہ نے نقل کیا اور حنفیہ کی کتابون مین یہ ہے
کہ اگر زمین نرم ہو جس مین پانی جذب ہو جاتا ہو اسکا کہودنا ضرور نہین اور اگر سخت ہو تو اسکا کہودنا ضرور ہے اور حجت
لی ہے اسحدیث سے جو تین طریقون سے مروی ہے ایک موصول ہے ابن مسعود سے نکالا اوسکو طحاوی نے پر اسناد اس کا
ضعیف ہے یہ امام احمد وغیرہ نے کہا اور دوسرے دونون طریقے مرسل ہین ایک کو ابوداؤد نے نکالا عبد اللہ بن
معقل بن مقرن سے اوس مین یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مٹی لے لو جسپر پیشاب کیا تو پہینک دو اوس کو
اور اسکی جگہ پانی بہاؤ ابوداؤد نے کہا یہ مرسل ہے کیونکہ ابن مقرن نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین پایا اور دوسرے
کو سعید بن منصور نے طاؤس سے اور دونون کے راوی ثقہ ہین اور جو شخص مرسل سے حجت لیتا ہے اوسپر یہ حدیث
حجت ہے اور شافعی تو مرسل سے اوسوقت حجت لیتے ہین جب اوسکی تائید ہو اور مرسل کرنے والا نہ روایت کرتا ہو نام لیکر

مگر ثقہ سے اور یہ امر اون دونون طریقون مین نہین ہی اور باقی فائدی اسکے کتاب الادب مین آوینگے انشاء اللہ تعالی تمام
ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا امام ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ زمین پاک نہین ہوتی جب تک کھودی نہ جاوے اوس مقام
تک جہانتک نجاست کی تری پہونچی ہوا اور بعضون نے کہا زمین کی طہارت مین شرط ہی کہ ہر ایک شخص کے پیشاب پر ایک
ڈول پانی کا ڈالا جاوی تو دو شخصون کے پیشاب پر دو ڈول بہانا لازم ہے پہر کہا کہ حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جب زمین کو
نجاست لگی بعد اوسکی وہ سوکہ جاوے دہوپ سے اور اسکا اثر جاتا رہی تو اوسپر نماز درست ہی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا زمین کی پاکی اسکا سوکہنا ہے اور تیمم اوسپر درست نہین ہی کیونکہ تیمم کے لیے پاک مٹی شرط ہی قرآن سے
تو یہ پاکی حدیث شریف سے جو ثابت ہی اس سے ادا نہ ہوگی انتہے مختصرا نیل مین ہی کہ حنفیہ نے حجت لی اوس سے جو دارقطنی
نے نکالا انس سے اوس مین یہ ہی کہ اوتنی جگہہ کہود ڈالو پہر اوس پر پانی بہاؤ اور کہا کہ متفرد ہوا اس لفظ سے عبد الجبار اور
ابن عیینہ کے حافظ ساتہیون نے اس لفظ کو نہین نقل کیا حافظ نے تلخیص مین کہا کہ مرسل طریقہ جو ابوداؤد اور سعید
بن منصور نے نکالا اسکا اسناد صحیح ہے اور وہ جب باب کی حدیثون سے ملجاوے تو اوسکو قوت ہوجاتی ہے اور اس کے
دو اسناد موصول مین ایک تو ابن مسعود سے نکالا اسکو طحاوی اور دارمی اور دارقطنی نے اور اس مین یہ ہے کہ پہر حکم دیا
آپ نے وہ جگہہ کہودی گئی اور اسپر ایک ڈول پانی کا ڈالا گیا اور اسکی اسناد مین سمعان بن مالک ہے وہ قوی نہین
یہ ابوزرعہ نے کہا اور ابن ابی حاتم نے علل مین ابوزرعہ سے نقل کیا کہ وہ حدیث منکر ہے اور ایسا ہی کہا احمد نے
اور ابوحاتم نے کہا اوسکی کوئی اصل نہین اور دوسرا واثلہ بن اسقع سے اوسکو نکالا احمد اور طبرانی نے اور اسکی اسناد
مین عبید اللہ بن ابی حمید ہذلی ہے اور وہ منکر الحدیث ہی یہ بخاری اور ابوحاتم نے کہا شوکانی نے کہا باب کی حدیث
سے دلیل لی ہی آدمی کا پیشاب نجس ہونے پر اور اسپر کہ زمین کی طہارت پانی ہی سے ہوتی ہے نہ سوکہنے سے ہوا یا
دہوپ سے اور یہی مذہب ہے عترت اور شافعی اور مالک اور زفر کا اور ابوحنیفہ اور ابویوسف کا یہ قول ہی کہ زمین سوکہنے
سے پاک ہوجاتی ہی خواہ ہوا سے سوکہی یا دہوپ سے اور دلیل لی ہے اس حدیث سے کہ زمین کی پاکی اسکا سوکہنا ہے اور
اس حدیث کی مرفوعا کوئی اصل نہین البتہ ابن ابی شیبہ نے اسکو امام محمد باقر کا قول نقل کیا ہے اور عبد الرزاق نے
ابوقلابہ کا قول اس لفظ سے جَفَافُ الْاَرْضِ طُهُوْرُهَا اور مسلم کی روایت مین ہی انس سے کہ ہم مسجد مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے اتنے مین ایک گنوار آیا وہ کہڑے ہوکر پیشاب کرنے لگا مسجد مین آپکے اصحاب نے کہا
ہائین ہائین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت کاٹو (پیشاب اسکا) اوسکو چہوڑ دو اوسکو اونہون نے چہوڑ دیا اسکو
یہانتک کہ اوس نے پیشاب کر لیا پہر آپ نے اوسکو بلایا اور فرمایا مسجدین لائق نہین ہین ان پیشاب اور پلیدی

مین کسی چیز کے وہ تو اسکی یاد اور نماز اور قرآن پڑہنے کے لیئے ہین یا جیسا آپ نے فرمایا پہر حکم کیا آپ نے لوگون مین سے ایک شخص کو وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اسپر بہا دیا انتہے مختصرا زیلعی نے ہدایہ کی تخریج مین کہا کہ صاحب ہدایہ نے جو یہ حدیث بیان کی زَکٰوۃُ الْاَرْضِ یُبْسُہَا یہ غریب ہے البتہ ابن ابی شیبہ نے مصنف مین امام محمد بن علی باقر سے نکالا اونہون نے کہا زَکٰوۃُ الْاَرْضِ یُبْسُہَا اور ابن حنفیہ اور ابی قلابہ سے نکالا اِذَا جَفَّتِ الْاَرْضُ فَقَدْ زَکَتْ اور عبدالرزاق نے مصنف مین ابو قلابہ سے جُفُوْفُ الْاَرْضِ طُہُوْرُہَا واللہ اعلم

باب بَوْلِ الصِّبْیَانِ

بچون کے پیشاب کا بیان **ف** حافظ نے کہا بچون کے پیشاب مین لڑکا اور لڑکی دونو داخل ہین اور لڑکا اور لڑکی دونو کے پیشاب مین فرق ہونے پر کئی حدیثین آئی ہین جو مولف کی شرط پر نہین اسلیئے انکو اس کتاب مین نہ لائے اون مین سے ایک **حضرت علی** کی حدیث ہے مرفوعًا دودہ پیتے بچے کے پیشاب مین کہ پانی چہڑکا جاوے لڑکے کے پیشاب پر (فرزند ۱۲) اور دہویا جاوے لڑکی کا پیشاب اور روایت کیا اوسکو ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور طحاوی نے ہشام کے طریق سے اونہون نے قتادہ سے اونہون نے ابو حرب بن ابی الاسود سے (دختر ۱۲) اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت علی سے قتادہ نے کہا یہ حکم اسوقت تک ہے جبتک وہ دونو کہانا نہ کہاوین پہر جب کہانا کہانے لگین تو دونون کا پیشاب دہویا جاویگا اور اسناد اسکا صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو سعید نے قتادہ سے موقوفًا اور اس سے کوئی قدح نہین ہوتا زیلعی نے کہا روایت کیا اسحدیث کو حاکم نے مستدرک مین مرفوعًا حضرت علی سے اور کہا یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور انہون نے نہین نکالا اوسکو اور اسکے دو شاہد اور ہین صحیح سے نکالا لبابہ اور ابو السمح کی روایت کو انتہی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے نیل مین ہے کہ ابوداود نے اوسکو مرفوعًا روایت کیا اور موقوفًا اس لفظ سے کہ دہویا جاویگا لڑکی (دختر ۱۲) کے پیشاب سے اور چہڑکا جاویگا لڑکے (فرزند ۱۲) کے پیشاب سے جبتک کہانا نہ کہاوے **دوسری** ابو السمح کی حدیث اوجو خادم تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اروایت کیا اوسکو ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ اور بزار اور ابن خزیمہ نے کہ مین خدمت کرتا تہا حضرت کی تو امام حسن علیہ السلام یا امام حسین علیہ السلام لائے گئے اور انہون نے پیشاب کر دیا آپکے سینے پر مین آیا اوسکو دہونے کو آپنے فرمایا دہویا جاوے لڑکی کے پیشاب سے اور پانی چہڑکا جاوے لڑکے کے پیشاب سے زیلعی نے کہا یہ روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے حافظ نے کہا ابن خزیمہ نے بہی اوسکو صحیح کہا شوکانی نے کہا ابوزرعہ اور بزار نے کہا ابو السمح سے اسحدیث کے سوا اور کوئی حدیث مروی نہین اور ان کا نام معلوم نہین ہوا بخاری نے کہا یہ حدیث حسن ہے **تیسری** لبابہ بنت حارث کی حدیث جسکی کنیت ام الفضل ہے روایت کیا اوسکو احمد اور ابوداود اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور طبرانی اور طحاوی نے کہ پیشاب کیا امام ہمام حسین بن علی

علیہ السلام نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مین پیشاب کر دیا تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنا کپڑا مجھکو دیجیے اور
آپ دوسرا کوئی کپڑا پہن لیجیے تاکہ مین اوسکو دہو دون آپنے فرمایا لڑکے کے پیشاب سے پانی چھڑکنا کافی ہے اور لڑکی کو
پیشاب سے دہونا چاہیے ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور حاکم نے بہی کہا وہ صحیح ہے چوتہی حدیث ام کرز خزاعیہ
کی ابن ماجہ نے اپنی سنن مین نکالی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی چہڑکا جاویگا لڑکے کے پیشاب
پر اور لڑکی کا پیشاب دہویا جاویگا ابن ماجہ نے کہا حدیث کی ہم سے احمد بن موسی بن معقل نے اونہون نے کہا حدیث
کی ہم سے ابو الیمان مصری نے اونہون نے کہا مین نے امام شافعی سے پوچہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کہ
پانی چہڑکا جاویگا لڑکے کے پیشاب سے اور دہویا جاویگا لڑکی کے پیشاب سے حالانکہ دونون پیشاب برابر ہین انہون
نے کہا لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے ہے اللہ تعالی نے جب حضرت آدم
کو پیدا کیا تو حضرت حوا کو اون کی پسلی سے بنایا تو لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہوا اور لڑکی کا گوشت اور خون
سے انتہی اور روایت کیا امام احمد نے ام کرز سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے آپ پر
پیشاب کر دیا آپنے حکم دیا تو پانی چھڑکا گیا اوس مقام پر جہان اوس نے پیشاب کیا تہا اور ایک لڑکی لائی گئی
اُس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپنے حکم دیا وہ دہویا گیا شوکانی نے کہا یہ دونون روایتین منقطع ہین کیونکہ عمرو بن
شعیب نے اون کو روایت کیا ام کرز سے اور عمرو نے ام کرز سے ملاقات نہین کی اور اختلاف ہوا اس مین عمرو پر
بعضون نے اوسکو روایت کیا عمرو سے اونہون نے اپنے باپ شعیب سے انہون نے دادا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا
اس روایت کو طبرانی نے پانچوین حدیث زینب بنت جحش کی طبرانی نے نکالی معجم مین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اون کے پاس سو رہے تہے اور امام حسین علیہ السلام گھٹنون چل رہے تہے گھر مین اور مین اون سے غافل
ہوگئی وہ گھٹنون چلے یہانتک کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر چڑہ گئے پہر پیشاب کر دیا آپ جاگ
اوٹہے مین کہڑی ہوئی اور امام ہمام کو آپ سے لے لیا آپنے فرمایا چہوڑ دے میرے بیٹے کو جب امام پیشاب سے فارغ
ہوئے تو آپنے ایک کوزہ پانی کا لیا اور وہ پانی پیشاب کے مقام پر بہا دیا اور فرمایا کہ پانی بہایا جاویگا لڑکے کے
پیشاب سے اور دہویا جاویگا لڑکی کے پیشاب سے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ اَنَّهَا قَالَتْ اُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهُ اِيَّاهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی
نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو مالک بن انس امام اور فقیہ مدینہ طیبہ نے اونہون نے روایت کی ہشام بن عروہ سے انہون نے

اپنے باپ عروہ بن الزبیر سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہوں نے کہا ایک لڑکا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا **ف** حافظ نے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ام قیس کا بیٹا تھا جسکا ذکر بعد
کی حدیث میں آویگا اور احتمال ہے کہ امام حسن بن علی علیہ السلام ہوں یا امام حسین علیہ السلام کیونکہ طبرانی نے معجم اوسط
میں روایت کیا ام المومنین ام سلمہ سے باسناد حسن انہوں نے کہا پیشاب کر دیا امام حسن یا امام حسین علیہما السلام نے جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر آپ نے انکو رہنے دیا یہانتک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہوئے پھر پانی منگوایا اور اسپر
بہا دیا اور امام احمد نے ابو لیلی سے ایسا ہی نکالا اور امام طحاوی نے روایت کیا انہی طریق سے ابو لیلی سے کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اوس بیچ میں کہ امام حسن لائے گئے انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا لوگوں نے چاہا کہ انکو
جلدی سے ہٹا دیں آپ نے فرمایا میرا بیٹا میرا بیٹا جب وہ فارغ ہوئے اپنے پیشاب سے آپ نے اوسپر پانی بہا دیا۔ اس روایت
میں شک نہیں ہے کہ ایسا ہی روایت کیا طبرانی نے ابو امامہ سے اور روایت کیا طحاوی نے ابو لیلی سے دوسری اسناد
سے کہ میں بیٹھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ کے پیٹ یا سینے پر امام حسن تھے یا امام حسین رضی اللہ عنہما
انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا یہانتک کہ میں نے اونکے پیشاب کو دیکھا باریک شاخ خون کی طرح پھر ہم کھڑے ہوئے اون کیطرف
آپ نے فرمایا چھوڑ دو انکو بعد اوسکے آپ نے پانی منگوایا اور اسپر بہا دیا اور روایت کیا طحاوی نے ام الفضل سے کہ جب
امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لڑکا مجھے دیدیجیے میں اسکو پالوں یا اوسکو اپنا دودھ پلاؤں
آپ نے ایسا ہی کیا پھر میں اسکو لیکر آئی آپ کے پاس آپ نے اوسکو بٹھایا اپنے سینے پر اوس نے پیشاب کر دیا تو آپ کی
تہبند پر پیشاب لگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنی ازار (تہبند) مجھکو دیجیے تاکہ میں اسکو دھو ڈالوں آپ نے فرمایا
کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی بہایا جاوے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاوے اور ترجیح اسکو ہے کہ یہ لڑکا امام حسن اور امام
حسین علیہما السلام کے سوا اور کوئی تھا اسکی وجہ یہ ہے کہ مولف نے عقیقہ میں نکالا یحیی قطان کے طریق سے
اونہوں نے ہشام بن عروہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک لڑکا لایا گیا آپ چبا کر اوسکے منہ میں دینے
لگے اور اسی میں یہ قصہ ہے کہ اوس نے پیشاب کر دیا آپ کے کپڑے پر اور امام حسن کا قصہ ابولیلی اور ام سلمہ کی حدیث میں
ہے انہوں نے پیشاب کیا آپ کے پیٹ پر اور طبرانی نے زینب بنت جحش سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے
اور امام حسن علیہ السلام ہاتھوں اور گھٹنوں پر چلتے ہوئے آئے اور آپ کے پیٹ پر چڑھ گئے اور اپنی ذکر آپ کی ناف میں
رکھی پھر پیشاب کیا بعد اوسکے پوری حدیث بیان کی تو ظاہر ہوا فرق دونوں میں تمام ہوا کلام حافظ کا مع زیادہ کے *
مترجم کہتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے ان دونوں شاہزادوں سے محبت تھی وہ ان روایات سے ظاہر ہوتی ہے

کر پیشاب کرتے ہین صحابہ نے ہٹانا چاہا تو آپنے اتنی تکلیف بہی اُنکی گوارا نہ کی اور بے اختیار فرمایا سیرا بٹیا سیرا بیٹا پھر
جو لوگ اہلحدیث ہین اور عاشق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہین وہ ان دونون شاہزادون پر سے اپنی جان تصدق
کرنا عین ایمان اور سعادت سمجھتے ہین اور اُنکی محبت اور الفت کو تمام جہان کی نعمتون پر مقدم رکہتے ہین اور جو کوئی
اُن سے بغض رکہے اوسکو مردود اور مطرود اور ملعون جانتے ہین خدا تعالی اُسکا منہ کالا کرے دونو جہان ہین اور ہمارا
حشر ان دونو صاحبزادون کے ساتھ کرے اور اُنکی غلامی ہین ہماری نجات فرماوے آمین یا رب العالمین ف
اوس نے آپکے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپنے پانی منگوایا اور پانی کو ڈالا پیشاب کے مقام پر ف یعنی جہان جہان
کپڑے مین پیشاب لگا تہا وہان وہان پانی اوسپر ڈالدیا اسطرح کہ پانی بہا نہین بلکہ پیشاب کے ساتھ کپڑے
مین گھس گیا اور کپڑے کو دہویا نہین حافظ نے کہا مسلم کی روایت مین صاف ہے کہ نہین دہویا اوسکو اور ابن
منذر کی روایت مین ہے پانی بہا دیا اوسپر اور طحاوی کی روایت مین ہے زائدہ سے اُنہون نے ہشام سے کہ پہر چھڑک
دیا پانی کو اوسپر اور نہین دہویا اوسکو اور طحاوی کی ایک روایت مین ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم پاس بچے لائے جاتے آپ اُنکے لیے دعا کرتے ایکبار ایک بچہ لایا گیا اوس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے فرمایا پانی
بہاؤ اوسپر بہانا اور ایک روایت مین ہے فَاَتْبَعَہُ الْمَاءَ وَلَمْ یَغْسِلْہُ طحاوی نے کہا زائدہ نے فنضحہ نقل کیا
ہے اور مالک اور ابو معاویہ اور عبدہ نے فَصَبَّہُ تو معلوم ہوا کہ نضح سے صب یاد ہے حافظ نے کہا مسلم نے لیث کی
اونہون نے ابن شہاب سے دوسری حدیث مین جو آگے آتی ہے یہ روایت کیا فَلَمْ یَزِدْ عَلٰی اَنْ نَضَحَ بِالْمَاءِ اور ابن عیینہ
سے فَرَشَّہُ یعنے چھڑک دیا اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین فَنَشَّرَہُ عَلَیْہِ نقل کیا اور نضح کے معنے پانی زیادہ ڈالنا اور
رش کے معنے چھڑکنا اور دونون روایتون مین تخالف نہین ہے کیونکہ ابتدا رش سے کی اور انتہی نضح پر ہوئی اور
موید ہے اسکے وہ جو مسلم نے روایت کیا فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّہُ عَلَیْہِ اور ابو عوانہ نے فَصَبَّہُ عَلَی الْبَوْلِ یُتْبِعُہُ اِیَّاہُ تو حاصل یہ
ہے کہ اس حدیث مین چار لفظ مروی ہین اتباع اور صب اور رش اور نضح اور مطلب سب کا ایک ہے یعنے پانی اوسپر
ڈالنا اور بہانا اور چھڑکنا اور ان روایتون مین اسکی حجت نہین جو لڑکے کا پیشاب لڑکی کیطرح نجس جانتا ہے اور
اسکا دہونا واجب جانتا ہے کیونکہ حدیث کی بعض طریقون مین صاف یہ موجود ہے کہ آپنے دہویا نہین اور خود طحاوی
کی روایت مین یہ لفظ موجود ہے وَلَمْ یَغْسِلْہُ یعنے اُسکو دہویا نہین قسطلانی نے کہا اس حدیث کو نسائی نے طہارت مین
نکالا مین کہتا ہون روایت کیا اوسکو مسلم اور طحاوی اور اور عالمون نے جیسے گذرا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ
یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ عَنْ اُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ

مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو مالک (امام الائمہ) نے انہون نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے انہون نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے اونہون نے ام قیس سے جو محصن کی بیٹی تہین **ف** حافظ نے کہا ابن عبدالبر نے کہا انکا نام جذامہ تہا اور سہیلی نے کہا آمنہ اور وہ بہن تہین عکاشہ بن محصن کی اور مہاجرات اول مین سے تہین اور صحیحین مین ان سے یہ ایک حدیث اور ایک طب مین اس و حدیثین مروی ہین اور ہر ایک مین انکے بیٹے کا قصہ ہے اور ان کا بیٹا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مرگیا صغر سن مین جیسے نسائی نے روایت کیا اور مجہے اوسکا نام معلوم نہین ہوا انتہی قسطلانی نے کہا ذہبی نے تجرید مین انکی کنیت بیان کی اور نام نہین بیان کیا انتہے **ت** کہ وہ اپنے ایک بیٹے کو جو چہوٹا تہا اور اس نے اناج نہین کہایا تہا (صرف دودہ پیا تہا اور پانی شاید پیا ہو اسیطرح کہجور جو تحنیک کے لیے دی جاتی ہے وہ کہائی ہو یا شہد چاٹا ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لیکر آئین آپنے اوسکو اپنی گود مین بٹہایا اوس نے پیشاب کر دیا آپکے کپڑے پر آپنے پانی منگوایا اور اسپر بہا دیا اور دہویا نہین **ف** حافظ نے کہا اصیلی نے دعوی کیا کہ یہ جملہ یعنے دہویا نہین اسکو ابن شہاب کا کلام ہے جو راوی ہے حدیث کا اور حدیث اس جملہ پر ختم ہوگئی کہ پانی منگوایا اور اسپر بہا دیا اور ایسا ہی روایت کیا معمر نے ابن شہاب سے اور ایسا ہی نکالا ابن ابی شیبہ نے کہ پانی چہڑک دیا اور نہین زیادہ کیا اوسپر اور معمر کی سیاق مین کوئی ایسا لفظ نہین جو دلالت کرے اسپر کہ یہ جملہ مدرج ہے اور عبدالرزاق نے اوسکو روایت کیا معمر سے مانند امام مالک کے مگر اوس مین یہ نہین ہے کہ نہین دہویا اور اوسکو اور اس جملہ کو امام مالک کے ساتہہ ذکر کیا لیث اور عمرو بن حارث اور یونس بن یزید نے ابن شہاب سے نکالا انکی روایتون کو ابن خزیمہ اور اسمٰعیلی وغیرہما نے ابن وہب کے طریق سے انہون نے ان لوگون سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا یونس سے فقط البتہ معمر نے اپنی روایت مین زیادہ کیا کہ ابن شہاب نے کہا تو سنت جاری ہوگئی کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چہڑکنا اور لڑکی کے پیشاب کو دہونا اور اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو بلانا حسن معاشرت اور تواضع اور بچون پر شفقت کی طرف دوسرے بچون کو بزرگون کے پاس لے جانا برکت حاصل کرنے کے لیے تیسرے لڑکی اور لڑکے کے پیشاب کا حکم کہنا کہ مالک نے سب سے پہلے اور یہی مقصود ہے باب کا اور علما کے اس باب مین تین مذہب ہین اون سب مین صحیح یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چہڑکنا کافی ہے اور لڑکی کے پیشاب مین کافی نہین

اور یہی قول ہے حضرت علی اور عطا اور حسن اور زہری اور احمد اور اسحاق اور ابن وہب کا اور ولید نے امام مالک سے بھی ایسا
ہی نقل کیا ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ روایت شاذ ہے اور ابن حزم نے ام سلمہ اور ثوری اور اوزاعی اور نخعی اور داؤد
اور ابن وہب سے ایسا ہی نقل کیا ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کے پیشاب میں پانی چھڑکنا کافی ہے اور یہی مذہب
ہے اوزاعی کا اور ایسا ہی منقول ہے مالک اور شافعی سے اور ابن عربی نے کہا کہ یہ قول اس حالت میں ہے جب اون کے
پیٹوں میں دودھ کے سوا اور کوئی غذا نہ گئی ہو تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کو دھونا ضرور ہے اور یہی مذہب ہے عترت
اور حنفیہ اور مالکیہ کا شوکانی نے کہا اس باب میں جو حدیثیں مذکور ہوئیں اون سے دوسرا اور تیسرا مذہب رد ہوتا ہے اور
بحر میں تیسرے مذہب پر دلیل لی ہے عمار کی مشہور حدیث سے اور اس میں یہ ہے کہ تو اپنا کپڑا دھوتا ہے پیشاب سے اور یہ حدیث
باتفاق حفاظ ضعیف ہے ضعیف ہونے کے علاوہ باب کی حدیثوں کے معارض نہیں اس لیے کہ باب کی حدیثیں خاص ہیں اور
وہ عام ہے حافظ نے کہا ابن دقیق العید نے کہا حنفیہ اور مالکیہ نے قیاس پر عمل کیا اور کہا کہ حدیث میں جو یہ ہے
کہ نہیں دھویا اوسکو مراد اس سے یہ ہے کہ مبالغہ کے ساتھ نہیں دھویا اور یہ تاویل ظاہر کے خلاف ہے اور رد کرتا ہے اس
تاویل کو وہ فرق جو دوسری حدیثوں میں مذکور ہے لڑکا اور لڑکی کے پیشاب میں کیونکہ حنفیہ اور مالکیہ دونوں پیشابوں
میں فرق نہیں کرتے خطابی نے کہا جس نے لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا جائز رکھا ہے وہ اس وجہ سے نہیں کہ لڑکے
کا پیشاب نجس نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے کہ اسکی نجاست خفیفہ ہے اور طحاوی نے کہا کہ بعض لوگ بچے کے پیشاب کی طہارت
کے قائل ہیں کھانا کھانے سے پہلے (مذکر ۱۲) اور ایسا ہی کہا ابن عبد البر نے اور ابن بطال نے ایسا ہی نقل کیا شافعی اور
احمد سے حالانکہ شافعیہ اور حنابلہ دونوں اس سے ناواقف ہیں اور نووی نے کہا یہ نقل باطل ہے اور شاید انہوں نے
اون کے قول سے جو بات لازم آتی ہے اوسکو مذہب گردانا اور ہر ایک مذہب والے اپنے مذہب کو دوسروں سے زیادہ
جانتے ہیں مترجم کہتا ہے حنفیہ اور مالکیہ دونوں کا مذہب صحیح حدیثوں کے خلاف ہے اس وجہ سے مردود ہے اور کسی کو اسپر
عمل نہ کرنا چاہیے بلکہ ان صحیح حدیثوں پر عمل کرنا لازم ہے اور تعجب ہے مالکیہ سے کہ اونکے امام مالک نے اس حدیث کو
روایت کیا ہے اور خود اونہوں نے انکی روایت کا خلاف کیا اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں جو حنفیہ
کی طرف سے زور لگایا اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ نضح سے صب مراد ہے یعنے پانی بہانا پھر نکالا حضرت عائشہ صدیقہ کی
اوس روایت کو جس میں فَصَبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا ہے اور ابو لیلیٰ کی روایت کو جس میں یہ ہے فَلَمَّا فَرَغَ صَبَّ عَلَيْهِ الْمَاءَ
اور ام فضل کی حدیث کو اِنَّمَا يُصَبُّ عَلٰى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ پھر کہا ان حدیثوں سے
یہ نکلتا ہے کہ لڑکے (فرزند ۱۲) کے پیشاب کو بھی دھونا چاہیے مگر اوس میں صرف پانی بہانا بھی کافی ہے اور لڑکی کے
(دختر ۱۲)

پیشاب کو بھی دھونا چاہیے لیکن اس میں صرف پانی بہانا کافی نہیں کیونکہ لڑکی کا پیشاب پھیل جاتا ہے اور لڑکے کا پیشاب
ایک ہی جگہ پر پڑتا ہے انتہی مختصراً اور یہ ساری تقریر بے سود ہے کیونکہ حنفیہ اس فرق کے قائل نہیں ہیں اور وہ تو
دونوں کا پیشاب دھونا لازم جانتے ہیں علاوہ اسکے باب کی حدیثوں میں رش کا لفظ موجود ہے یعنے پانی چھڑک دینا
اور نضح کا اور صب کا لغت میں نضح کے معنے چھڑکنے کے آئے ہیں صحاح اور مجمل اور دیوان الادب اور منتخب کراع اور افعال
ابن طریف اور قاموس میں ہے کہ نضح اور رش ایک ہے یعنے چھڑکنا اور یہ بھی موجود ہے کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جاوے گا اور
نضح کیا جاوے گا لڑکے کے پیشاب پر پس اس سے صاف نکلتا ہے کہ نضح اور صب سے وہ معنے مراد ہے جو غسل نہیں ہے
اور صاف فرق نکلتا ہے دونوں کے پیشاب میں اور تعجب ہے کہ امام طحاوی محدث ہو کر بعض مقاموں میں ابو حنیفہ کے مذہب
کی تائید میں ایسا غرق ہو جاتے ہیں کہ ان کو صحیح اور فاسد تاویل کا خیال نہیں رہتا اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور انکی بھول
چوک کو معاف فرماوے **باب** اَلبَولِ قَائِمًا وَّقَاعِدًا پیشاب کھڑے ہو کر اور بیٹھکر کرنے کا بیان **ف** حافظ
نے کہا ابن بطال نے کہا مؤلف نے جو حدیث باب میں ذکر کی اوس میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ذکر ہے لیکن جب کھڑے
ہو کر پیشاب کرنا جائز ہوا تو بیٹھکر بطریق اولیٰ جائز ہو گا میں کہتا ہوں شاید اشارہ کیا انہوں نے عبد الرحمان بن
حسنہ کی حدیث کیطرف جسکو نسائی اور ابن ماجہ وغیرہما نے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا بیٹھ کر ہمنے
کہا دیکھو آپ کو آپ پیشاب کرتے ہیں جیسے عورت پیشاب کرتی ہے اور ابن ماجہ نے اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ
عرب کی عادت کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی تھی کیونکہ عبد الرحمان بن حسنہ کی حدیث میں ہے آپ بیٹھکر پیشاب کرتے ہیں
جیسے عورتیں پیشاب کرتی ہیں اور حذیفہ کی حدیث میں ہے کہ پھر آپ کھڑے ہوے جیسے تم میں سے ایک کھڑا ہوتا ہے اور
عبد الرحمن کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کا خلاف کیا اور آپ بیٹھ کر پیشاب کرتے
تھے کیونکہ اوس میں ستر زیادہ ہے اور پیشاب کے بدن پر پڑنے کا ڈر نہیں اور اس باب میں ایک صحیح حدیث ہے جس کو
دار قطنی وغیرہ نے صحیح کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب نہیں کیا کھڑے ہو کر جب سے آپ پر قرآن اترا روایت
کیا اوسکو ابو عوانہ نے صحیح میں اور حاکم نے انتہی حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ
عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَجِئْتُہٗ بِمَاءٍ
فَتَوَضَّأَ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم بن ابی ایاس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ بن حجاج
نے انہوں نے روایت کی اعمش (سلیمان بن مہران) سے انہوں نے ابو وائل (شقیق) سے انہوں نے حذیفہ بن الیمان سے
جو ایک مشہور صحابی ہیں صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گذشتہ اور آئندہ کی باتیں بتا دیا

کا نئے تبادی تہمین اور اون کے باپ بہی صحابی تہے وہ شہید ہوئی احد مین اور حذیفہ حضرت علی کی شروع خلافت مین
مری سنہ ۳۶ مین اور اس کتاب مین اون سے ۲۲ حدیثین مروی ہین ا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے
کوڑے پر آئے یعنے گہورے پر زما فضلات کہا گہورا اکثر مکان کے صحن مین ہوتا ہے اور اس سے اسکا اعتراض رفع ہو گیا
جو کہتا ہے دیوار کی جڑ مین پیشاب کرنا دیوار کو بودا کر دیتا ہے تو اوس مین ضرر ہوا دوسرے کا یا ہم یون کہین گے کہ آپنے
گہورے کے اوپر پیشاب کیا نہ دیوار کی جڑ مین اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین صراحتًا ایسا روایت کیا اور بعضون نے
کہا آپ کو ان لوگون کا اذن معلوم ہوگا یا ایسے امور مین وہ ناراض ہوتے ہونگے یا آپ کو ایسا تصرف اپنی
امت کے اموال مین جائز ہوگا کیونکہ آپ اولی ہین مومنین سے اون کی جانون اور مالون سے اور یہ اگرچہ صحیح ہے
پر آپ کی عادت اور سیرت سے اسکا ثبوت نہین ہوتا کہ آپ دوسرون کے مال مین ایسا تصرف کرتے ہون پہر آپنے
پیشاب کیا کہڑے ہو کر پہر آپنے پانی منگوایا مین پانی لیکر آیا آپنے وضو کیا ف مسلم کی روایت مین اتنا زیادہ
ہے کہ مین پیچہے ہٹا تو آپنے فرمایا میرے نزدیک آ مین نزدیک آیا یہانتک کہ آپکی ایڑیون کے پاس کہڑا ہوا اور
احمد نے یحیی قطان سے روایت کیا کہ آپ ایک قوم کے گہورے پر آئی مین آپ سے دور ہٹا آپنے مجہے اپنے قریب
کر لیا یہانتک کہ مین آپ کی ایڑیون کے نزدیک ہو گیا پہر آپنے پیشاب کیا کہڑے ہو کر اور پانی منگوایا اور وضو کیا
اور مسح کیا دونون موزون پر اور امام مسلم نے بہی اس حدیث مین موزون کا مسح بڑہایا ہے اور اسمعیلی نے بہی اور عیسی
بن یونس نے اعمش سے کہ یہ واقع مدینہ مین ہوا نکالا اوسکو ابن عبد البر نے تمہید مین باسناد صحیح اور مستند کار مین ہے
کہ منفرد ہوا ساتہہ اسکے عیسی حالانکہ یہ صحیح نہین بیہقی نے اسکو روایت کیا محمد بن طلحہ بن مصرف کے طریق سے انہونے
اعمش سے ایسا ہی اور اسکا ایک شاہد ہے عصمہ بن مالک کی حدیث سے جسکو ہم بیان کرینگے اور روایت کیا ابن ماجہ
نے مغیرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے گہورے پر آئے پہر پیشاب کیا کہڑے ہو کر (فتح ملخصًا) قسطلانی نے
کہا آپنے پیشاب کیا کہڑے ہو کر بیان جواز کے لیے یا وہان بیٹہنے کی جگہہ نہ پائی ہوگی اسوجہ سے یا اسوجہ سے کہ آپکے
گہٹنون کے اندر زخم تہا یا اس لیے کہ کہڑے ہو کر پیشاب کرنا درد کمر کو مفید ہے یا اس لیے کہ کہڑے ہو کر پیشاب کرنا
مضبوط رکہتا ہے دبر کو یعنے دبر مین سے حدث نہین نکلنے دیتا تو شاید آپ ڈرے کہ لوگ نزدیک ہین اور بیٹہ کر پیشاب
کرنے مین حدث کی آواز نکلے اگر کوئی کہے کہ آپ دور کیون تشریف نہ لے گئے اور گہورے پر کیون پیشاب کیا اسکا
جواب یہ ہے کہ شاید کثرت کار کیوجہ سے آپ دور نہ جا سکے اور کہڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز رکہا ہے حضرت عمر اور عبد اللہ
بن عمر اور زید بن ثابت اور سعید بن المسیب اور ابن سیرین اور نخعی اور شعبی اور احمد نے اور امام مالک نے کہا کہ

اگر زمین ایسی ہو کہ پیشاب اوڑنیکا ڈر نہو تو کچھ قباحت نہیں ورنہ مکروہ تنزیہی ہی اور اکثر علما کے نزدیک کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ
تنزیہی کہا ہے اور مولف نے اس حدیث کو طہارت میں نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
انتہی مختصراً حافظ نے کہا آیندہ باب کی حدیث میں کہ ابن حبان نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنیکا یہ سبب بیان کیا ہی کہ آپ نے
بیٹھنے کی جگہہ نہ پائی اور کوڑے کا وہ کنارہ جس پر آپ کھڑے تھے اونچا ہوگا تو پیشاب لوٹنے کا ڈر نہ تہا اور بعضوں نے
کہا کوڑہ کی جگہہ نرم ہوتی ہے وہاں پیشاب اوڑنیکا ڈر نہیں ہوتا اور بعضوں نے کہا حدث نہ نکلنے کے لیے کیا اور سوید ہے
اوسکو وہ جو روایت کیا عبد الرزاق نے حضرت عمر سے اَلْبَوْلُ قَائِمًا اَحْصَنُ لِلدُّبُرِ یعنے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا زیادہ روکے
رہتا ہی دبر کو (یعنے حدث نہیں نکلنے دیتا) اور شافعی اور احمد سے مروی ہی کہ عرب وجع صلب کا علاج کرتے ہیں کھڑے
ہو کر پیشاب کرنے سے تو شاید یہ درد آپ کے ہو اور حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو پیشاب کیا کھڑے ہو کر تو اس وجہ سے کہ آپ کے گھٹنوں کے اندر کی جانب زخم تہا تو شاید اس زخم کی وجہ سے آپ بیٹھ نہ سکے
اور اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو اگلی کسی تاویل کی ضرورت نہ رہتی مگر دارقطنی اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کیا اور ظاہر
یہ ہے کہ آپ نے ایسا کیا بیان جواز کے لیے اور اکثر آپ کا یہی طریقہ تہا کہ بیٹھکر پیشاب کرتے اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح
میں اور ابن شاہین نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اونہوں نے کہا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منسوخ ہی اور دلیل لی حضرت
عائشہ کی حدیث سے جو گذر چکی اور ایک روایت میں اون سے یہ ہی کہ جو کوئی تم سے حدیث بیان کرے کہ آپ کھڑے ہو کر
پیشاب کرتے تھے اوسکو سچا نہ جانو آپ نہیں پیشاب کرتے تھے مگر بیٹھ کر اور صواب یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہی اور حضرت
عائشہ کو اس فعل سے خبر نہ ہوئی جو آپ نے گھر کے باہر کیا اور حذیفہ رضی نے اوسکو نقل کیا وہ کبار صحابہ میں سے ہیں
اور ہم نے بیان کیا کہ یہ فعل آپ کا مدینہ میں تہا تو حضرت عائشہ کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہی کہ جب سے قرآن
اوترا آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا اور حضرت عمر اور حضرت علی اور زید بن ثابت وغیرہم سے منقول ہے کہ
انہوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور یہ دلالت کرتا ہے جواز پر بشرطیکہ پیشاب اوڑنیکا ڈر نہ ہو اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے اسکی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی جیسے میں نے بیان کیا شرح ترمذی کے شروع میں
انتہی ما قال الحافظ رحمہ اللہ نیل میں ہے کہ ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد نے روایت کی ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ سے انہوں نے کہا جو کوئی تم سے حدیث بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا کھڑے
ہو کر تو مت تصدیق کرو اسکی آپ نہیں پیشاب کرتے تہے مگر بیٹھ کر ترمذی نے کہا یہ اس باب میں بہت اچھی اور
بہت صحیح حدیث ہی ترمذی نے کہا اس باب میں عمر اور بریدہ سے روایت ہی نہیں نکلا عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے مجھکو دیکھا کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے آپنے فرمایا اے عمر مت پیشاب کر کھڑے ہو کر پھر میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا اسکے
کے بعد - اور کہا کہ مرفوع کیا اس حدیث کو عبد الکریم بن ابی المخارق نے اور وہ ضعیف ہے اہل حدیث کے نزدیک ضعیف کہا
اسکو ایوب سختیانی نے اور کلام کیا اس میں اور روایت کیا عبید اللہ نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے کہ میں نے پیشاب
نہیں کیا کھڑے ہو کر جب سے اسلام لایا اور یہ زیادہ صحیح ہے عبد الکریم کی حدیث سے اور بریدہ کی حدیث کو بزار نے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جفا کی ہیں ایک تو یہ کہ پیشاب کرے مرد کھڑے ہو کر دوسرے یہ کہ اپنی
پیشانی پونچھے نماز سے فارغ ہونے کے پہلے تیسرے یہ کہ سجدے میں پھونک مارے شوکانی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے اور حضرت
عائشہ کی حدیث کے اسناد میں شریک بن عبد اللہ ہے اور امام مسلم نے متابعات میں اس سے روایت کی ہے اور عبد اللہ
بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے کہا جفا میں سے ہے یہ کہ مرد پیشاب کرے کھڑے ہو کر اور حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم سے پیشاب بیٹھکر اور کھڑے ہو کر دونوں طرح منقول ہے اور دونوں طرح سنت ہے اور عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے
وہ اپنی کوٹھری پر آتے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرتے یہ اس صورت میں ہے کہ اس باب میں صرف افعال منقول ہوں لیکن
اگر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی نہی صحیح ہو جاوے جیسے جابر کی حدیث میں آگے آویگی تو واجب ہے رجوع کرنا اس طرف
اور واجب ہے عمل کرنا اسپر اور ممکن ہے کہ آپ کا فعل نہی کو پھیر دیوے کراہت کیطرف جس صورت میں تاریخ کا علم
نہ ہو یا فعل مؤخر ہو اس نہی سے اور جابر کی حدیث وہ ہے جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے اور اسکی اسناد میں عدی بن الفضل ہے اور وہ متروک ہے اور تو پہچان
چکا ہے حافظ ابن حجر کا قول کہ ممانعت کے باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور ابو موسیٰ سے منقول ہے کہ وہ سختی
کرتے تھے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں اور حسن سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو کھڑے کھڑے پیشاب کرتے دیکھا
تو کہا افسوس ہے تجھپر بیٹھکر کیوں نہیں کرتا پھر بیان کیا بنی اسرائیل کا قصہ کہ انکے بدن پر جب پیشاب لگ جاتا
تو وہ اس مقام کو کاٹ ڈالتے اور عترت اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور ابو ہریرہ
اور شعبی اور ابن سیرین کا یہ قول ہے کہ مکروہ نہیں ہے اور حدیث ممانعت کی اگر صحیح ہو جاوے تو وہ حرمت پر محمول
ہو سکتی ہے بشرطیکہ اسکے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو لیکن ممانعت کی حدیث صحیح نہیں ہوئی جیسے حافظ رہ نے کہا
مترجم نے کہا پس حق یہی ہے کہ کھڑے ہو کر اور بیٹھکر دونوں طرح پیشاب کرنا جائز ہے اور دونوں طرح سنت
ہے اور جس نے اسکے خلاف کہا ہے اسکا قول غلط ہے

باب الْبَوْلِ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَالتَّسَتُّرِ بِالْحَائِطِ
اپنے ساتھی کے نزدیک پیشاب کرنا اور دیوار کی آڑ کرنا پیشاب میں حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُنِي أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشَى فَأَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُهُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عثمان (ابن محمد) بن ابی شیبہ (ابراہیم) کے نے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جریر (ابن عبد الحمید) نے انہوں نے روایت کی منصور (ابن معتمر) سے انہوں نے ابی وائل (شقیق) سے اور انہوں نے حذیفہ (ابن الیمان) سے انہوں نے کہا میں نے دیکھا اپنے تئیں میں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جا رہے تھے پھر آپ ایک قوم کے گھورے پر آئے (جو ان کے نام سے مشہور تھا نہ یہ کہ ان کا ملک تھا) دیوار کے پیچھے پھر آپ کھڑے ہوئے جیسے تم میں سے ایک کھڑا ہوتا ہے پھر آپ نے پیشاب کیا میں ایک طرف ہٹ گیا آپ کے پاس سے آپ نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ یا سر سے پاس آنے کے لیے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت دور نہیں ہٹے تھے اور طبرانی نے عصمہ سے نکالا کہ حضرت مدینہ کی گلیوں میں نکلے پھر ایک قوم کے گھورے پر گئے اور فرمایا اے حذیفہ مجھے چھپا لے پھر بیان کیا اخیر تک اس سے حذیفہ کے نزدیک بلانے کی حکمت معلوم ہوئی میری طرف میں آپ کے پاس آیا اور آپ کی ایڑی کے پاس کھڑا ہوا یہاں تک کہ آپ فارغ ہوئے **ف** حافظ نے کہا آپ نے حذیفہ کو اشارہ سے بلایا تو باطل ہوا قول اس کا جس نے دلیل لی اس حدیث سے کہ پیشاب کے وقت باتیں کرنا درست ہے اور حذیفہ کو بلایا کہ وہ آپ کے پیچھے سے آڑ کر لیں اور سامنے دیوار کی آڑ تھی تو پردہ پورا ہو جاوے اور یہ آپ کی کمال شرم و حیا تھی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حضر کا تھا نہ سفر کا جیسے طبرانی نے عصمہ سے نقل کیا اور آپ نے لوگوں کی مصلحت اور لوگوں کے کاموں کو مقدم رکھا اور عادت کے موافق حاجت کے لیے دور تشریف نہ لے گئے

بَابُ الْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ کسی قوم کے گھورے پاس پیشاب کرنا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ يُشَدِّدُ فِي الْبَوْلِ وَيَقُولُ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ أَحَدِهِمْ قَرَضَهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لَيْتَهُ أَمْسَكَ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عرعرہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ (ابن حجاج) نے انہوں نے روایت کی منصور سے اور انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے کہا ابو موسی اشعری (عبد اللہ بن قیس) پیشاب میں سختی کرتے تھے (ابن منذر نے اس کا قصہ بیان کیا کہ انہوں نے ایک شخص کو کھڑے پیشاب کرتے دیکھا جیسے اوپر گذرا) اور کہتے تھے بنی اسرائیل میں جب کسی کے کپڑے میں (اور مسلم کی روایت میں کھال میں ہے اور مراد کھال سے وہ ہے جس کو پہنتے تھے اور بعضوں

نے کہا کہ اس سے بدن مراد ہی جیسے ابوداؤد کی روایت مین ہی پیشاب لگ جاتا تو وہ اوسکو کاٹ ڈالتے حذیفہ نے کہا کاش
ابوموسی ذرہ تھمتے اس سختی سے اسمٰعیلی کی روایت مین ہی مین چاہتا ہون کہ تمہارے صاحب اتنی سختی نہ کرین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے گھورے پر آئے پھر پیشاب کیا کھڑے ہو کر ف اور ظاہر ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے مین
چھینٹین اڑ کر پڑا کرتی ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا خیال نہ کیا اور نہ اس مین سختی کی اس سے معلوم ہوا کہ
اس مین سختی کرنا سنت کے خلاف ہے اور امام مالک نے اس حدیث سے دلیل لی کہ جو پیشاب سوئی کی نوکون کیطرح اوڑ کر
بدن یا کپڑے پر پڑے وہ معاف ہی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ حضرت کے بدن پر پیشاب یا اوس
سے کچھ پہونچا تھا بلکہ ظاہر یہ ہی کہ آپنے کوڑے کا مقام جو نرم ہوتا ہے اسیواسطے اختیار کیا کہ چھینٹین نہ اوڑین اور اوپر آپکے
کھڑے ہو کر پیشاب کرنیکی متعدد وجہین گذر چکین (فتح سے زیادہ) مترجم کہتا ہے جو احتیاط سنت کے خلاف ہو
وہ لغو ہے اور وسوسہ ہے اسمین کچھ ثواب نہین جیسے حذیفہ نے ابوموسی کی احتیاط کی نسبت فرمایا کہ کاش وہ
ایسا نہ کرتے اور اس سے رد ہو گیا وسواسیون کے افعال کا جنہون نے طہارت مین سیکڑون بدعتین نکالی ہین اور
انکے کرنے پر ثواب کی توقع رکھتے ہین باب غَسْلُ الدَّمِ خون دھونے کا بیان یعنی حیض کا خون قسطلانی
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ
امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا تَحِيضُ فِي الثَّوْبِ كَيْفَ تَصْنَعُ قَالَ تَحُتُّهُ
ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ وَتَنْضَحُهُ وَتُصَلِّي فِيهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مثنی نے انہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے یحیے (ابن سعید قطان) نے انہون نے روایت کی ہشام (ابن عروہ بن زبیر) سے انہون نے کہا حدیث
بیان کی مجھسے فاطمہ (انکی بی بی بنت منذر بن زبیر) نے انہون نے روایت کی اسمار (بنت ابی بکر صدیق) سے اور جو
ماں تھین عبداللہ بن الزبیر کی انکو ذات النطاقین کہتے تھے اوسکا قصہ آگے آویگا اور مہاجرات مین سے تھین خواب
کی تعبیر خوب جانتی تھین یہانتک کہ لوگ کہتے ہین ابن سیرین نے یہ علم ابن سیب سے حاصل کیا اور انہون نے اسمار
سے اور اسمار نے اپنے باپ سے اور سو برس کی ہو کر مرین ۷۳ھ ہجری مین اس کتاب مین اُن سے سولہ حدیثین مروی ہین)
انہون نے کہا ایک عورت آئی (شافعی کی روایت مین ہی کہ یہ عورت خود اسمار تھین اور نووی نے جو اس روایت کو
ضعیف کہا ہی یہ غلط ہے اور وہ صحیح ہے ایسا ہی کہا حافظ نے) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور عرض کیا آپ کیا فرماتے ہین ہم مین سے ایک کو حیض آتا ہے کپڑے مین (ایک روایت مین ہی مصنف کے جب
اوسکے کپڑے مین حیض کا خون لگے) تو وہ کیا کرے (یعنے اوس کپڑے کو کسطرح پاک کرے) آپ نے فرمایا

اوس خون کو کھرچ ڈالی پھر مل ڈالے (اونگلیون سے) پانی ڈالکر اور دھو ڈالی اور نماز پڑہے اوس مین (یعنے اوس کپڑے
مین) ف خطابی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست پانی سے دور کرنا چاہیے نہ اور پتلی چیزون سے کیونکہ
اور نجاستین بھی خون کے مثل ہین اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے
کہ نجاست ہر ایک پتلی اور پاک چیز سے دور کرنا درست ہے (جیسے شربت عرق سرکہ وغیرہ) اور دلیل انکی حضرت عائشہ
کی حدیث ہے کہ ہم مین سے کسی کے پاس ایک کپڑے سے زیادہ نہ تہا اوسی مین حیض آتا پھر جب حیض کا خون لگ جاتا تو اوسپر
تھوک لگاتی اور ناخون سے اوسکو چھیل ڈالتے اور ابو داؤد کی روایت مین ہے تھوک سے اوسکو تر کرتی - کیونکہ اگر
تھوک پاک نکرتا تو ایسا کرنے سے اور نجاست کو ترقی دینا ہے جمہور یہ جواب دیتے ہین کہ تھوک لگانے سے اسکا
اثر مٹانا منظور ہے اور پھر اوسکے بعد پانی سے دہویا ہوگا اوسکا ذکر مفصل جدا آچکا ہے تو کتاب الحیض مین آوے گا
(فتح) قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلوۃ اور بیوع مین نکالا اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
طہارت مین شوکانی نے کہا بعضی روایتون مین قرص کے بدلے غسل ہے جیسا نکہ محمد بن اسحاق بن یسار نے فاطمہ
سے انہونے اسماء سے روایت کیا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ سے ایک عورت نے حیض کے
خون کو پوچھا جو کپڑے مین لگ جاوے آپنے فرمایا دھو ڈالو اوسکو اور شافعی نے اسماء سے روایت کی مین نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض کے خون کو جو کپڑے مین لگ جاوے آپنے فرمایا حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ وَرُشِّيهِ
وَصَلِّي فِيهِ یعنے کھرچ ڈال اوسکو پھر مل اوسکو پانی لگاکر اور پانی ڈال اوسپر اور نماز پڑہ اوس مین اور
امام مالک کی روایت ابن ہشام سے یہی ہے کہ ایک عورت نے پوچھا اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے مل ڈال اوسکو اور
دھو اوسکو اور نماز پڑہ اوس مین اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے مل اوسکو پانی سے اور دھو اوسکو
اور نماز پڑہ اوس مین اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ام قیس بنت
محصن سے روایت کیا کہ اونہونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض کے خون کو جو کپڑے مین لگ جاوے
آپنے فرمایا کھرچ ڈال اوسکو پتھر سے اور دھو اوسکو پانی اور بیری کے پتے سے ابن قطان نے کہا اسکا اسناد
نہایت صحیح ہے اور مین اس حدیث مین کوئی علت نہین جانتا اور احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا
ابو ہریرہ سے کہ خولہ بنت یسار نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہین اور مجھے حیض آتا ہے
اوس مین آپنے فرمایا جب تو پاک ہو جاوے تو خون کے مقام کو دہو ڈال پھر نماز پڑہ اوس مین اونے عرض کیا یا رسول
اللہ اگر اوسکا اثر نہ جاوے آپنے فرمایا کافی ہے تجھکو پانی اور نہین نقصان کریگا تیرا اوسکا نشان شوکانی نے کہا

اوسکے اسناد مین ابن لہیعہ ہی اور ابن حجر نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے ابراہیم حربی نے کہا خولہ بنت یسار کا ہم نے نام نہین سنا مگر اوسی حدیث مین اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم کبیر مین خولہ بنت حکیم انصاریہ سے ابن حجر نے کہا اوسکا اسناد پہلے سے بھی زیادہ ضعیف ہے اور ابو داؤد اور دارمی نے نکالا معاذہ سے مین نے حضرت عائشہ سے پوچھا حائضہ عورت کے کپڑے مین خون لگ جاوے انہون نے کہا اوسکو دھو ڈالے اگر اوسکا اثر نہ جاوے تو اوسکو بدلے دیوے زردی لگاکر انہون نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین بار حیض آتا اور مین اپنے کپڑے کو نہ دھوتی شوکانی نے کہا پانی طہارت کرنے کے لیے اصل ہی کیونکہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہی کہ وہ پاک کرنیوالا ہے لیکن کوئی دلیل اس امر کی معلوم نہین ہوتی کہ سوا پانی کے اور کسی رقیق اور روان چیز سے طہارت نہین ہوسکتی اور رد کرتی ہی پانی کے حصر کو حدیث پونچھنے کی حدیث اور منی کھرچنے کی اور اذخر سے اوسکو دور کرنیکی اور بعض نجاستون مین جو پانی سے دھونیکی تصریح ہے اس سے یہ لازم نہین آتا کہ پانی کے سوا اور چیزون سے طہارت درست نہ ہو غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ خاص اوس نجاست مین پانی سے دھونا لازم کیا جاوے تو انصاف یہ ہی کہ جس نجاست مین شارع نے تصریح کی ہے کہ فلان چیز سے پاک کیجاوے اگر وہ چیز پانی ہے تو اوس کے سوا اور چیزون سے طہارت جائز نہین اور جو کوئی اور چیز ہے تو پانی سے اوسکی طہارت جائز ہے اور جس نجاست مین شارع علیہ السلام نے یہ نہین بیان کیا کہ کس چیز سے طاہر کیجاوے تو اوسکو پانی سے پاک کرنا ضروری ہی کیونکہ وہ اصل ہے تطہیر مین اور مٹی کے لیے جو حدیث مین آیا ہے کہ وہ پاک کرنیوالی ہے تو یہ حکم مطلق نہین بلکہ مقید ہے اوسی حال مین جب پانی نہ ملے اور حیض کا خون نجس ہے باجماع اہل اسلام جیسے نووی نے کہا اور حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ اوسکا قلیل اور کثیر کچھ معاف نہین اور کپڑے کا پاک کرنا نماز کے لیے ضروری ہی اور باقی فائدے اس حدیث کے باب الحیض مین آوینگے انتہے مختصراً زیلعی نے کہا اس حدیث کو امام ابو محمد عبد اللہ بن علی بن الجارود نے منتقے مین اس لفظ سے روایت کیا ہے حُتِّيهِ وَاقْرُصِيهِ وَرُشِّيهِ بِالْمَاءِ اور امام بیہقی نے اپنی سنن مین اس حدیث کی دلیل لی ہے کہ طہارت پانی سے واجب ہے اور سوا پانی کے اور روان چیزون سے طہارت جائز نہین اور یہ استنباط اونکے امام کے مذہب پر درست نہین ہوتا کیونکہ وہ مفہوم لقب کے قائل نہین ہین اور ہمارے دلیل وہ حدیث ہی جسکو روایت کیا دارقطنی نے سنن مین عمار سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھپر سے گذرے اور مین اپنے ایک اونٹ کو پانی پلا رہا تھا ایک کوزے مین اتنے مین مین نے ناک سنکی تو میرے ناک کا پانی کپڑے مین لگ گیا مین اوسکو دھونے چلا آپ نے فرمایا اے عمار تیری ناک کا پانی اور تیرے آنسو تو اوس پانی کیطرح ہے جو

تیری کوزی مین ہے اور کپڑا تو دہویا جاویگا صرف پانچ چیزون سے پیشاب اور پاخانہ اور منی اور خون اور قی سے انتہی
دارقطنی نے کہا نہین روایت کیا اوسکو سوا ثابت بن حماد کے اور کسی نے اور وہ نہایت ضعیف ہے اور روایت کیا
اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور کہا مین نہین جانتا کہ اس حدیث کو علی بن زید سے کسینے روایت کیا ہو سوا ثابت
بن حماد کے اور اسکی کئی حدیثین ایسی ہین کہ ثقہ مخالف ہین اون ہین اوسکے اور وہ حدیثین منکر اور مقلوب ہین
زیلعی نے کہا مین نے اوسکا ایک متابع پایا طبرانی کے معجم کبیر مین حماد بن سلمہ کی روایت سے اوسنے علی بن زید
سے اسی اسناد اور متن کے ساتھ اور مین نے بزار کی مسند کے دو صحیح نسخون مین یہ حدیث پائی ثابت بن حماد کی روایت
سے اور اس مین منی کا ذکر نہین ہے بلکہ اتنا ہی ہے کہ دہویا جاوے کپڑا پاخانہ اور پیشاب اور قی اور خون سے
بزار نے کہا ثابت بن حماد ثقہ تہا اور اسکے سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث نہین پہچانی جاتی یہ بزار نے اپنے
شیخ ابراہیم بن زکریا سے نقل کیا اور بیہقی نے سنن کبری مین کہا بَابُ التَّطْهِيرِ بِالْمَاءِ مِنَ النَّجَاسَاتِ مین کہ عمار
بن یاسر کی یہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا اے عمار تیرے ناک کا پانی اخیر تک باطل ہے اسکی
کچہ اصل نہین روایت کیا اوسکو ثابت بن حماد نے علی بن زید سے اونہون نے ابن المسیب سے اونہون نے عمار سے اور
علی بن زید قابل حجت لینے کے نہین اور ثابت بن حماد پر تہمت ہے حدیث بنانیکی اور شاید امام بیہقی نے یہ سمجہا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین ناک کے پانی کو کوزے کے پانی سے تشبیہ دی اس امر مین کہ دونو پاک کرنے
والے ہین جب ہی تو اس حدیث کو ہماری دلیل بیان کی حالانکہ حدیث کا یہ مطلب نہین ہے بلکہ یہ تشبیہ صرف طہارت
مین ہے یعنے ناک کا پانی پاک ہے کوزے کے پانی کیطرح اور اسکے لگنے سے کپڑے کا دہونا ضرور نہین بلکہ کپڑے کا
دہونا پانچ چیزون سے لازم ہے اور علی بن زید سے امام مسلم نے دوسرے کے ساتھ ملا کر روایت کی ہے اور عجلی نے
کہا اس مین کوئی برائی نہین اور ایک مقام مین کہا اوسکی حدیث لکہی جاویگی اور روایت کیا اوس سے حاکم نے
مستدرک مین اور ترمذی نے کہا وہ سچا ہے اور ثابت بن حماد کے حق مین ہمارے شیخ علاء الدین نے کہا کہ مینے
کسی کو نہین پایا پوری تلاش کے بعد کہ اوسنے ثابت پر وضع کی تہمت لگائی ہو سوا بیہقی کے اور امام بیہقی
نے اس حدیث کو کتاب المعرفہ مین ذکر کیا اور وضع کیطرف نسبت نہین دی بلکہ ابن عدی اور دارقطنی کے اقوال
بیان کیے جو اوپر گذرے انتہی۔ حافظ نے تلخیص مین کہا کہ بزار کی روایت مین جو بجای ثابت بن حماد کے حماد بن
سلمہ مذکور ہے یہ خطا ہے اور صحیح ثابت بن حماد ہے اور یہ حدیث سوا ثابت کے اور کسی نے روایت نہین کی مترجم
کہتا ہے اس صورت مین یہ حدیث قابل اعتماد کے نہ ٹہیری اور جو متابعت امام زیلعی نے نکالی تہی وہ بیکار ہو گئی

اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تو اوس سے حنفیہ کا مطلب نہین نکل سکتا کہ پانی کے سوا اور روان چیزین بھی پاک کرنیوالی
ہین اور حنفیہ کے امام جمال الدین زیلعی نے خود اسکو تسلیم کیا جیسے اوپر گذرا اسکے سوا یہ کہتا ہے حیض کا خون بالاتفاق
نجس ہے لیکن جو خون سبیلین کے سوا اور مقامون سے نکلے اوسکی نجاست مین مجھے تردد ہے اور تردد کیوجہ یہ ہے کہ صحابہ اپنے
زخمون مین نماز پڑہتے تھے جیسے اوپر گذرا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خون نکلنے سے وہ وضو نہین کرتے تھے اور یہ حدیث
عمار کی اگر صحیح ہوتی تو اس سے خون کی نجاست ثابت ہو جاتی مگر وہ ضعیف ہے اور قرآن مین جو بہتے خون کی
حرمت مذکور ہے اوس سے نجاست لازم نہین آتی البتہ حنفیون نے اس باب مین ایک اور حدیث ذکر کی ہے جسکو
نکالا دارقطنی نے روح بن غطیف سے اوس نے زہری سے اوس نے ابوسلمہ سے اوس نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا لوٹائی جاویگی نماز درہم برابر خون سے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ جب کپڑے مین درہم برابر خون
ہو تو کپڑا دہویا جاوے اور نماز لوٹائی جاوے مگر امام بخاری نے کہا کہ یہ حدیث باطل ہے اور روح منکر الحدیث
ہے اور ابن حبان نے کہا یہ حدیث موضوع ہے بلاشک اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو نہین فرمایا اسکو کوفہ
والون نے تراش لیا ہے اور روح بن غطیف ثقات سے موضوعات نقل کرتا تھا اور ابن جوزی نے اس حدیث
کو موضوعات مین ذکر کیا ہے اور کہا یہ روایت کی گئی ہے نوح بن ابی مریم سے اوس نے یزید ہاشمی سے اوس نے زہری
سے اوس نے ابوسلمہ سے اوس نے ابوہریرہ سے مرفوعاً پہر سخت کہا نوح بن ابی مریم کو شوکانی نے کہا اس حدیث کو خطیب نے
ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا اور یہ موضوع ہے اور نسبت کی ہے اوسکی وضع کی نوح بن ابی مریم کیطرف اللآلی
مین ہے کہ خطیب نے کہا نوح کذاب ہے اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے روح بن غطیف کے طریقہ سے اور کہا حدیث
بیان کی مجھہ سے آدم نے اونہون نے کہا مین نے بخاری سے سنا وہ کہتے تھے یہ حدیث باطل ہے اور روح منکر الحدیث
ہے تتمہ مجمع نے کہا نوح بن ابی مریم سردار ہے وضاعین اور کذابین کا اور اس نے قرآن کی ہر سورت کے فضائل مین
ایک ایک حدیث بنائی ہے ذکر کیا ان حدیثون کو صاحب کشاف نے اور متابعت کی انکی بیضاوی نے کنیت اوسکی
ابوعصمہ تھی اور اسکو نوح جامع بھی کہتے تھے کیونکہ جامع تھا فقہ اور تفسیر اور تاریخ اور حدیث اور بہت سے علوم
کا اور یہ اصحاب مین سے تہا امام ابوحنیفہ کوفی کے اور یہی راوی ہے فقہ اکبر کا امام ابوحنیفہ سے باوجود ان
سب باتون کے محدثین کے نزدیک کذاب اور وضاع تہا اور محدثین نے خود ابوحنیفہ مین کلام کیا ہے اور ان کو
ضعیف کہا ہے نسائی اور ابن عدی اور دارقطنی وغیرہم نے لیکن ثقہ کہا ہے اون کو یحیی بن معین اور
اور لوگون نے اور عبداللہ بن علی بن المدینی نے کہا مین نے اپنے باپ علی بن المدینی سے امام ابوحنیفہ کو پوچھا انہون نے

اون کو بہت ضعیف کیا اور کہا بجا ہے حدیثون مین انہون نے خطا کی اور ابو حفص عمر بن علی فلاس نے کہا کہ ابو حنیفہ حدیث کے حافظ نہ تھے مضطرب الحدیث اور ذاہب الحدیث تھے ابو بکر بن ابی داؤد جو شیخ ہین امام طحاوی حنفی کے وہ کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے کل ڈیڑہ سو حدیثین روایت کی ہین اور غلطی کی ہے ان مین سے آدہی حدیثون مین اور امام بخاری نے تاریخ مین کہا سکتوا عنہ و عن رایہ و حدیثہ بہر حال اہل حدیث امام حنیفہ اور اون کے اصحاب سے مطلق اپنی کتابون مین روایت نہین کیتے اور جو بیان روایت کرتے ہین انکا ضعف بیان کرتے ہین یہانتک کہ ضعیف کیا امام محمد اور امام ابو یوسف کو ایک جماعت نے اسی طرح زفر کو اور حسن بن زیاد لولوی کی نسبت تو کہتے ہین کہ وہ کذاب اور وضاع تہا البتہ اصحاب ابو حنیفہ مین ایک عبد اللہ بن مبارک ہین جو پیشوا تھے اہل حدیث کو اور بڑے حافظ اور ثقہ اور امام تھے خدا راضی ہو اون سے وہ ہر باب مین حدیث صحیح کی پیروی کرتے تھے چنانچہ ایک بار انہون نے امام ابو حنیفہ کے پیچہے نماز پڑہی اور رکوع کیوقت اور رکوع سے سر اٹہانے وقت رفع یدین کیا امام ابو حنیفہ نے نماز کے بعد بطور ظرافت کہا کہ تم اوڑ نہ گئے انہون نے کہا اگر مین پہلی بار رفع یدین کرنے مین اوڑ جاتا تو دوبارہ بہی اوڑ جاتا امام بخاری نے کہا عبد اللہ بن مبارک حاضر جواب تھے انکا جواب سنکر ابو حنیفہ حیران ہو گئے اور جاننا چاہیے کہ اس کلام سے ہماری یہ غرض نہین ہے کہ ایسے امام جلیل الشان کی ہم توہین یا تضعیف کرین کیونکہ خداوند کریم انکا حال خوب جانتا ہے اور ان کے طریق پر ایک جم غفیر اہل اسلام کا چل رہا ہے بلکہ ہماری غرض اور ہے وہ یہ کہ ہر فن کے لیے اللہ تبارک و تعالی نے جدا جدا اشخاص پیدا کیے ہین اور یہ ضرور نہین کہ جو شخص ایک فن مین کامل ہو وہ دوسرے فن مین بہی کامل ہو امام غزالی اور بیضاوی اور آمدی اور فخر الدین رازی یہ سب علم اصول اور کلام اور فلسفہ مین ید طولی رکہتے تھے مگر علم حدیث سے عاری تھے اور دوسری غرض ہماری یہ ہے کہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ شافعی کے قول کو مانین نہ ابو حنیفہ کے کیونکہ بہت سی حدیثین ان دونون صاحبونکو نہین پہونچین تہین اور نہین روایت کیا بخاری اور مسلم نے امام شافعی رح امام ابو حنیفہ سے اور تیسری غرض ہماری یہ ہے کہ لوگون نے امام ابو حنیفہ کے باب مین افراط کر رکہی ہے اور جو انکی واقعی شان ہے اوس سے بڑہا دیا ہے جیسے رافضیون نے حضرت علی مرتضی کو بڑہا دیا ہے اور نصرانیون نے حضرت عیسی علیہ السلام کو شان امام ابو حنیفہ کی جسقدر واقعی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک عالم تھے علماء سلف مین سے اور متبع تھے کتاب اور سنت کے اور اہل سنت اور جماعت کے طریقہ پر تھے اور اون سے غلطی اور خطا بہی ہوتی تہی جیسے اور عالمون سے ہوتی ہے پس جیسے اور عالمون کا قول قرآن اور حدیث کے خلاف پہینک دینے اور رد کرنے کے لائق ہے ایسے ہی امام ابو حنیفہ رح

کے بھی اقوال کو سمجھنا چاہیے یا اللہ تو ہدایت کر مسلمان بھائیوں کو کہ وہ افراط اور تفریط اور غلو اور تعصب اور تشدد سے بچیں اور طریقہ حقہ پر قائم اور مستقیم ہو جاویں آمین یا رب العالمین حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي قَالَ وَقَالَ أَبِي ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلٰوةٍ حَتّٰى يَجِيءَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد (بن سلام بیکندی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو معاویہ (محمد بن خازم ضریر) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن عروہ نے اونہوں نے اپنے باپ (عروہ بن الزبیر) سے انہوں نے ام المومنین حضرت صدیقہ سے انہوں نے کہا فاطمہ بنت ابی حبیش (قیس بن المطلب) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک عورت ہوں جو استحاضہ میں مبتلا رہتی ہوں پاک نہیں ہوتی (یعنے حیض کا خون میعاد کے بعد بھی آتا رہتا ہے اوسیکو استحاضہ کہتے ہیں اور اسکا بیان آگے آویگا) کیا میں نماز چھوڑ دوں آپنے فرمایا نہیں (نماز نہ چھوڑ) یہ ایک رگ (کا خون) ہے اور حیض نہیں ہے پھر جب تیرا حیض آوے (یعنے عادت کے دن آویں) تو نماز چھوڑ دے اور جب یہ دن گذر جاویں تو خون اپنے بدن اور کپڑے سے دہو ڈال

ف یہاں سے ترجمہ باب نکلتا ہے اور امام بخاری کی باریکی فہم پر آفرین ہے کہ انہوں نے باب کے شروع میں صرف یوں کہا خون دہونیکا بیان اور حیض کا خون نہ کہا کیونکہ اس حدیث میں جس خون کے دہونے کا حکم ہے وہ صرف حیض کا نہیں بلکہ استحاضہ کا خون بھی اس میں شامل ہے اور حافظ صاحب نے کہا کہ یہاں خون دہونے کا ذکر ہے اور غسل کرنے کا ذکر نہیں اور مطلب یہ ہے کہ خون دہو ڈال اور غسل کرے اور یہ دوسری روایتوں سے ثابت ہوتا ہے جنکا ذکر کتاب الحیض میں آویگا **ف** پھر نماز پڑھ ہشام نے کہا اور میرے باپ عروہ بن الزبیر نے کہا اگر یہ ہشام کا قول اسی سند سے مولف نے بیان کیا جو حدیث میں ذکر کی تو یہ معلق نہیں ہے جیسے بعضوں نے سمجھا ہے (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پھر وضو کر ہر نماز کے واسطے (تو یہ حدیث میں داخل ہے نہ یہ کہ عروہ کا کلام ہے جیسے بعضوں نے سمجھا ہے) یہانتک کہ وہی وقت پھر آوے (یعنے حیض کے دن پھر لوٹ کر آویں پھر نماز چھوڑ دے پھر جب ختم ہو جاویں تو غسل کر اور خون دہو اور نماز شروع کر اور ہر نماز کے لیے وضو کر اسیطرح ہمیشہ کیا کر) **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے طہارت میں نکالا اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے اور باقی بحثیں اس حدیث کی خدا چاہے تو کتاب الحیض میں آوینگی

باب غَسلِ المَنِيِّ وَفَرکِهٖ وَغَسلِ مَا یُصِیبُ مِنَ المَرأَۃِ منی کے دھونے اور ملنے کا بیان اور عورت کے شرمگاہ کی جو تری لگ جاوے اوسکے دھونے کا بیان **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے اس باب مین منی کے ملنے کی حدیث نہین نکالی لیکن ترجمہ باب مین اوس کے طرف اشارہ کیا جیسے اُنکی عادت ہی اور ملنا حضرت عائشہؓ سے منقول ہے ہم اسکو آگے بیان کرینگے اور دہونیکی اور ملنے کی حدیثون مین تعارض نہین ہے کیونکہ جو لوگ منی کو پاک کہتے ہین وہ کہتے ہین دہونیکا حکم استحبابًا ہے نہ وجوبًا اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اصحاب حدیث کا اور جو لوگ نجس کہتے ہین وہ اسطرح تطبیق کرسکتے ہین کہ دہونیکا حکم اُسحالت مین ہے جب منی تر ہووے اور ملنے کا حکم اس صورت مین ہی کہ منی خشک ہے اور یہی طریقہ ہے حنفیہ کا اور پہلا قول راجح ہے کیونکہ اوس مین عمل ہوتا ہے حدیث اور قیاس دونو پر اور رد کرتا ہے دوسرے طریقہ کو وہ جو ابن خزیمہ کی روایت مین ہی حضرت عائشہ سے کہ وہ چھڑا ڈالتین منی کو حضرتؐ کے کپڑے سے اذخر کی کاری سے پھر آپ نماز پڑہتے اوس مین اور کبھی چھڑا ڈالتین اوسکو آپکے کپڑے سے جب وہ سوکھی ہوتی پھر آپ نماز پڑہتے اوس مین کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ تر منی کو بھی چھڑا ڈالنا کافی ہے اور دہونا ضرور نہین مترجم کہتا ہی حنفیہ یہ کہہ سکتے ہین کہ اگر منی غلیظ ہو تو اُسکا چھڑا ڈالنا کافی ہے خواہ تر ہو یا سوکھی اور جو رقیق ہو تو اُسکو دہونا چاہیے اس صورت مین حافظ صاحب کا یہ اعتراض دفع ہو جاویگا۔ پھر حافظ صاحب نے کہا کہ امام مالک نے ملنے کی حدیث کو نہین پہچانا اور مالکیہ کے نزدیک ہر حال مین منی کو دہونا چاہیے جیسے اور نجاستون کو اور ملنے کی حدیث حجت ہے اون پر اور بعض مالکیہ نے کہا ہی کہ ملنے سے مراد پانی لگا کر رگڑنا ہے اور یہ مردود ہے امام مسلم کی ایک روایت سے حضرت عائشہ سے اُنہون نے کہا تمنے مجھکو دیکھا ہوتا مین سوکھی منی کو ملتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اپنے ناخون سے اور روایت کیا ترمذی نے اور کہا صحیح ہی ہمام بن حارث سے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنے مہمان پر اعتراض کیا کپڑا دہونے پر اور کہا کیون بگاڑا ہمارا کپڑا اوسکو کافی تہا کہ مل دیتا اپنی انگلیون سے اور مین نے اوسکو ملا ہے اپنی انگلیون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور بعضون نے یہ تاویل کی ہی کہ جس کپڑے سے حضرت عائشہؓ نے منی کو ملا تہا وہ سونیکا کپڑا تہا اور جسکو دہویا تہا وہ نماز کا کپڑا تہا اور یہ بھی مردود ہے امام مسلم کی ایک روایت سے کہ تو نے مجھکو دیکھا ہوتا مین منی کو ملتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پھر آپ نماز پڑہتے اوس مین اور اس سے زیادہ تصریح ابن خزیمہ کی روایت مین ہی کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو مل ڈالتین اور آپ نماز پڑہتے ہوتے اور بعضون نے ملنے کی حدیث سے جو استدلال کیا ہے منی کی طہارت پر اسپر یہ اعتراض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منی پاک تہی جیسے آپکے تمام فضلے پاک تہے اور فقہا نے لکھا ہی کہ بول و براز بھی آپ کا نجس نہ تہا اور یعنی

شارح بخاری نے لکھا ہی کہ مذہب امام ابو حنیفہ کا یہی ہے (تواریخ حبیب آلہ) اور اسکا جواب یہ ہی کہ برتقدیر صحیح ہونے اس امر کے
کہ یہ آپکے خصائص میں سے تہا آپ کی منی جماع سے ہوتی اور اس میں عورت کی بہی منی شریک ہوتی ہے پس اگر منی
نجس ہوتی تو آپ اکتفا نکرتے اوسکے ملنے پر اور اسی سے حجت لی ہی شیخ موفق نے عورت کی فرج کی رطوبت کے پاک ہونے
پر اور یہی کہا کہ جس نے کہا کہ منی مذی سے خالی نہیں ہوتی اس سبب سے نجس ہوگی اسکا قول غلط ہی کس لیے کہ منی اسوقت
نکلتی ہے جب شہوت تیز ہوتی ہے اسوقت مذی اور پیشاب نہیں نکلتا جیسے احتلام کیحالت میں آور مؤلف نے اس
باب میں وہ حدیث بیان نہیں کی جس سے عورت کی رطوبت کا دہونا نکلے اور اس باب میں ایک صریح حدیث ہی جسکو
مؤلف نے ذکر کیا کتاب الغسل کے آخر میں حضرت عثمان سے اور یہاں استنباط کیا اس مطلب کو اس طرح کہ جو منی کپڑے
میں لگی ہے وہ بہی غالبا عورت کے منی اور رطوبت کے ساتھ ملی ہوئی ہو تمام ہوا کلام حافظ کا حَدَّثَنَا عَبْدَانُ
قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَیْمُوْنِ الْجَزَرِیُّ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
كُنْتُ اَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَخْرُجُ اِلَی الصَّلٰوةِ وَاِنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِیْ
ثَوْبِهٖ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبدان نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو عبد اللہ ابن مبارک نے انہوں نے کہا خبر دی ہم
کو عمرو بن میمون جزری نے انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے انہوں نے کہا
میں جنابت کو یعنے اوسکے اثر کو یعنے منی کو دہوتی تہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پہر آپ باہر
نکلتے تہے حجرے سے مسجد کیطرف النماز کے لیے اور پانی کے دہبے آپکے کپڑے میں ہوتے ف کیونکہ آپ جلدی کیا
میں نکل آتے اوسی کپڑے کو پہنے ہوئے اور دوسرا کپڑا آپکے پاس نہوتا بدلنے کو اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے
کہ میں دہوتی نشان دیکہتی آپکے کپڑے میں یعنے وہ سوکہتا نہ تہا اور نکالا اس حدیث کو امام مسلم اور ابو داؤد اور
ترمذی نے اور کہا حسن صحیح ہے اور نسائی اور ابن ماجہ نے سب نے طہارت میں (قسط) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ
قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ سُلَیْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَیْمُوْنٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِیِّ
یُصِیْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَخْرُجُ اِلَی الصَّلٰوةِ
وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِیْ ثَوْبِهٖ بُقَعُ الْمَاءِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ ابن سعید نے انہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے یزید ابن زریع یا یزید بن ہارون نے ترجیح دی حافظ نے ابن زریع کو اور قطب حلبی اور عینی نے ابن
ہارون کو انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو ابن میمون نے انہوں نے روایت کی سلیمان سے انہوں نے

نے کہا مین نے سنا حضرت عائشہؓ سے **تحویل** اور حدیث بیان کی ہم سے مسدد بن مسرہد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہم سے عبدالواحد بن زیاد بصری نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون نے اونہون نے روایت کی سلیمان
بن یسار سے (فقیہ مشہور مولی ام المومنین میمونہ کے) انہون نے کہا مین نے پوچھا حضرت عائشہ سے منی کو جو کپڑے مین لگ
جاوے اونہون نے کہا مین اوسکو دہوتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مین سے پہر آپ نکلتے تہے نماز کو اور دہونے
کا نشان یعنی پانی کے دہبے آپ کے کپڑے مین ہوتے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورتون سے شرع کا مسئلہ
پوچھنا درست ہے گو شرم کی بات ہو اور بی بیون کو خاوند کی خدمت لازم ہے اور مصنف نے اس سے یہ دلیل لی کہ جب
نجاست کا جرم دور ہوجاوے اور اسکا نشان رہجاوے تو کچھ ضرر نہین اور ذکر کیا منی کا اور قیاس کیا اور
چیزونکو اوس پر اور اشارہ کیا اس سے اوس روایت کی طرف جو ابوداؤد نے نکالی ابوہریرہ سے کہ خولہ بنت یسار نے
کہا یارسول اللہ میرے پاس ایک ہی کپڑا ہے اور مجھے حیض آتا ہے تو مین کیا کرون آپ نے فرمایا جب تو حیض سے
پاک ہو تو اوس کپڑے کو دہو ڈال پہر اوس مین نماز پڑہ اونہون نے کہا اگر خون نہ نکلے آپ نے فرمایا کافی ہے تجھکو
پانی اور ضرر نہ کریگا تجھکو اسکا نشان اور اس کا اسناد ضعیف ہے لیکن اسکا ایک شاہد ہے مرسل ذکر کیا اوس کو
بیہقی نے اور نشان سے مراد وہ دہبہ ہے جسکا مٹانا مشکل ہو تاکہ اس حدیث مین اور ام قیس کی حدیث مین مطابقت
ہوجاوے جس مین یہ ہے کہ رگڑ اوسکو پتھر سے یا کہ دار لکڑی سے اور دہو اوسکو پانی اور بیری سے نکالا اوسکو ابوداؤد نے
اور اسکا اسناد حسن ہے اور یہ حدیث مصنف کی شرط پر نہ تہی اسلیے اس حدیث سے جو انکی شرط پر تہی یہ مطلب نکال لیا
جیسے انکی عادت ہے مترجم کہتا ہے یہ شرح متعلق ہے آگے کے باب سے جو اسکے بعد آتا ہے اور مولف نے اس مین
اسی حدیث کو بیان کیا ہے **شوکانی** نے نیل مین کہا امام احمد نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دور کرتے تہے منی کو اپنے کپڑے سے اذخر کی کاڑی سے پہر نماز پڑہتے تہے اوسمین اور رگڑ ڈالتے
تہے منی کو اپنے کپڑے سے جب وہ خشک ہوتی پہر نماز پڑہتے اوس مین اور روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے
کہ مین منی کو رگڑ ڈالتی حضرت کے کپڑے سے پہر آپ جاتے اور نماز پڑہتے اوس مین اور اس حدیث کو امام بخاری نے
مسنداً بیان نہین کیا لیکن ترجمہ باب مین اوسکو ذکر کیا اور ابوداؤد کی روایت مین ہے کہ پہر آپ نماز پڑہتے اس
کپڑے مین اور ترمذی کی روایت مین ہے کبہی مین اوسکو رگڑ ڈالتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے
سے اپنی انگلیون سے اور ایک روایت مین ہے کہ مین اوسکو چہیل ڈالتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کپڑے سے جب وہ سوکہی ہوئی اپنے ناخون سے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی اور دارقطنی نے نکالا

حضرت عائشہ سے کہ وہ چھیل ڈالتین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور آپ نماز پڑہتے ہوتے اور ابو عوانہ نے
اپنی صحیح مین اور ابو بکر بزار نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ مین مل ڈالتی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے
جب وہ سوکہی ہوتی اور دہو ڈالتی اوسکو جب وہ تر ہوتی بزار نے کہا یہ حدیث مرسل ہے حافظ نے کہا اسکا کئی صحیح
طریقون سے ثابت ہونا نکالا اونکو ابن جارود نے منتقی مین ہمام بن حارث سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک
میہمان تہا اوسکو جنابت ہوئی وہ دہونے لگا اوس مقام کو کپڑے سے جو بہر گیا تہا اونہون نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہمکو حکم کرتے اوسکے مل ڈالنے کا اور کہا کہ منی کے دہونیکا حکم اسکی کوئی اصل نہین منتقی مین ہے
کہ دارقطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے نکالا کہ مین مل ڈالتی منی کو حضرت کے کپڑے مبارک سے جب وہ سوکہی ہوتی
اور دہو ڈالتی اوسکو جب وہ تر ہوتی اور ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ دہونا اور ملنا دونو درست ہین اور روایت
کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ پوچہے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی سے جب کپڑے مین لگجاوے آپنے فرمایا
منی ناک کی رینٹ اور تہوک کیطرح ہے اور کافی ہے تجہکو یہ کہ پونچہہ ڈالے اوسکو چیتہڑے یا اذخر سے دارقطنی
نے کہا نہین رفع کیا اوسکو مگر اسحاق ازرق نے شریک سے مین کہتا ہون یہ ضرر نہین کرتا کیونکہ اسحاق امام
ہے اور صحیحین مین اوس سے روایت کی ہے تو اسکا رفع اور اسکی زیادت مقبول ہے انتہے شوکانی نے کہا ابن
عباس کیحدیث کو بیہقی اور طحاوی نے مرفوعًا روایت کیا اور نکالا اوسکو امام بیہقی نے موقوفًا بہی ابن عباس
پر اور کہا کہ موقوفًا صحیح ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے منی مین تو عترت اور ابو حنیفہ اور مالک کا یہ قول ہے
کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ یہ کہتے ہین کہ اگر منی سوکہی ہو تو مل ڈالنا بہی کافی ہے طہارت کیلیے اور ایسی ہی
ایک روایت ہے امام احمد سے اور عترت اور مالک کا یہ مذہب ہے کہ اسکا دہونا ہر حال مین ضرور ہے تر ہو یا سوکہی اور
لیث نے کہا کہ منی نجس ہے لیکن نماز کا لوٹانا اوس سے لازم نہین اور حسن بن صالح نے کہا منی اگر کپڑے مین لگی
ہو تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین گو وہ کثیر ہو اور جو وہ بدن مین لگی ہو تو لوٹانا ضرور ہے گو وہ قلیل ہو ابن حزم نے محلی
مین کہا ہمنے منی کا دہونا نقل کیا ہے حضرت عمر اور ابو ہریرہ اور انس اور سعید بن المسیب سے اور شافعی اور داؤد
نے کہا اور یہی ایک روایت ہے جو زیادہ صحیح ہے امام احمد سے کہ منی پاک ہے نووی نے کہا اہلحدیث کا بہی یہی مذہب
ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور عائشہ سے اور جس نے گمان کیا کہ شافعی
منفرد ہین اس قول سے اوس نے غلطی کی جو لوگ نجس کہتے ہین وہ دلیل لیتے ہین کہ منی کا دہونا حدیث مین موجود
ہے اور دہونا اوسی چیز سے ہوتا ہے جو نجس ہو اور جواب یہ ہے کہ حدیث مین دہونیکا حکم نہین بلکہ حضرت عائشہ

کا فعل منقول ہے کہ وہ دہوتی تہین اور اُن کا فعل حجت نہین ہی اور بہ فرض تسلیم دہونے سے نجاست لازم نہین آتی
کیونکہ جائز ہے دہونا پاک چیز سے جیسے خوشبو مٹی وغیرہ سی تو منی کا دہونا جو طبعًا مکروہ ہے بطریق اولی جائز ہوگا اور
حجت لیتی ہین عمار کی حدیث سی کہ دہویا جاویگا کپڑا پاخانہ اور پیشاب اور مذی اور منی اور رقی اور خون سی نکالا
اسکو بزار اور ابو یعلے موصلی نے اپنی مسندون مین اور ابن عدی نے کامل مین اور دارقطنی اور بیہقی اور عقیلی نے
ضعفا مین اور ابو نعیم نے معرفہ مین اور جواب یہ ہی کہ ان سب نے اس حدیث کو ضعیف کیا سوا ابو یعلی کے کیونکہ اوسکے
اسناد مین ثابت بن حماد ہی نسبت دی ہی بعضون نے وضع کی اوسکی طرف لالکائی نے کہا اجماع ہے اوسکی حدیث
متروک ہونے پر طبرانی نے کہا منفرد ہوا اوسکے ساتہہ ثابت بن حماد اور نہین روایت کیجاتی یہ حدیث عمار سی مگر
اسی اسناد سی حافظ ذہبی نے کہا روایت کیا اوسکو بزار اور طبرانی نے ابرہیم بن زکریا کے طریق سی اوس نے حماد بن سلمہ
سے اوس نے علی بن زید سے لیکن ابراہیم ضعیف ہے اور اس نے غلطی کی اس حدیث مین اوسکو روایت کرتا ہی ثابت
بن حماد نہ حماد بن سلمہ تو ایسی حدیث سی حجت لینا درست نہین (اس حدیث کا ذکر اوپر گذر چکا ہے) جو لوگ منی کو پاک
کہتے ہین وہ ملتزم کی حدیث سی دلیل لیتے ہین اور جواب ہی ہی جو اوپر گذرا کہ یہ فعل ہے حضرت عائشہؓ کا مگر اس غسل
کی اطلاع ضرور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی ہوگی کیونکہ آپ نماز پڑہتے تہے اوس مین اور اگر آپ کو اطلاع
نہ ہوتی اور منی نجس ہوتی تو وحی سی آپ کو بتلا دیا جاتا جیسے جوتیون کی نجاست بتلا دی گئی دوسرے یہ کہ تر
منی کو دور کر دینا اور سوکہی کو مل ڈالنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہی جیسے اوپر گذرا اور یہ بہی ثابت
ہے کہ آپ نے حکم دیا مل ڈالنے کا اور فرمایا کہ کافی ہے تجہکو اسکا پونچہ ڈالنا کپڑے کے ٹکڑے سے یا اذخر سے (جو ایک
گہانس ہے خوشبودار) اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ اس سے منی کی طہارت ثابت نہین ہوتی بلکہ اس سے پاک کرنے
کا طریقہ نکلتا ہی تو غایۃ الامر یہ ہی کہ وہ نجس ہے لیکن اوسکے پاک کرنے مین تخفیف کی گئی ہے اور ہر ایک نجاست
کو پانی سے دہونا ضرور نہین ہی نہ لازم آویگا کہ جوتے مین جو پلیدی لگ جاوے وہ پاک ہو کیونکہ اوسکو بہی پانی سے
دہونا ضرور نہین بلکہ صرف زمین پر رگڑنا کافی ہے اور دلیل لیتے ہین اس سے کہ آپ نے منی کو رینٹ اور تہوک کی
طرح فرمایا اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے جیسے بیہقی نے کہا تو صحیح یہ ہی کہ منی نجس ہے لیکن اسکا پاک کرنا اون
سب طریقون سے درست ہے جو حدیث مین وارد ہین انتہے مختصرًا زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے جو منی کی نجاست ثابت
کرنے کے لیے یہ حدیث نقل کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہؓ سے فرمایا دہو اوسکو اگر تر ہو
اور مل ڈال اوسکو اگر خشک ہو تو یہ حدیث نہین ملی البتہ دارقطنی نے سنن مین حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ

مین منی کو مل ڈالتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مبارک سے جب خشک ہوتی اور دہو ڈالتی تہی جب تر ہوتی اور روایت کیا اسکو بزار نے اپنی مسند مین اور کہا نہین مسند کیا اسکو کسی نے سوا عبداللہ بن الزبیر کے اور لوگ اسحدیث کو عمرہ سے مرسلاً روایت کرتے ہین ابن جوزی نے تحقیق مین کہا حنفیہ حجت لاتے ہین اس حدیث سے جو صاحب ہدایہ نے بیان کی اور یہ حدیث نہین ملی البتہ اوسکی مثل حضرت عائشہ صدیقہ کے کلام سے مروی ہے پہر ذکر کیا اوسی حدیث کو جو دارقطنی اور بزار نے نکالی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین خالد بن ابی عزہ سے کہ ایک شخص نے حضرت عمر سے پوچہا تو کہا کہ مجھے احتلام ہوا ایک چادر پر اونہون نے کہا اگر تر ہو تو اوسکو دہو ڈال اور جو خشک ہو تو مل ڈال پہر اگر تیرے اوپر چہپ گئی ہو تو پانی چھڑک دے اوسپر اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ پوچہی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی سے جو کپڑے مین لگ جاوے فرمایا اخیر تک جیسے اوپر گذری دارقطنی نے کہا اوس کو رفع نہین کیا مگر اسحاق ازرق نے ابن جوزی نے تحقیق مین کہا اسحاق سے صحیحین مین روایت ہے اور رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور جس نے اسحدیث کو موقوف کیا اوس نے یاد نہ رکہا اور روایت کیا اسحدیث کو بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین شافعی کے طریق سے اونہون نے سفیان سے اونہون نے عمرو بن دینار اور ابن جریج سے اون دونون نے عطا سے اونہون نے ابن عباس سے موقوفاً اور کہا کہ صحیح یہی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور روایت کی گئی ہے یہ حدیث شریک سے انہون نے ابن ابی لیلے سے اونہون نے عطا سے اونہون نے ابن عباس سے مرفوعاً لیکن وہ ثابت نہین ہے مترجم کہتا ہے ابن جوزی نے جو اسحدیث کا رفع صحیح رکہا یہ تعجب ہے اون سے اور متابعت کی اون کی ابن تیمیہ نے منتقی مین حالانکہ اسکا رفع صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ اسحاق ازرق اگرچہ ثقہ ہے مگر اسحاق نے اوسکو روایت کیا شریک قاضی سے اور شریک بڑا غلطی کرنیوالا ہے جیسے ترمذی نے کہا پس گمان غالب یہی ہے کہ غلطی کی اوس مین شریک نے اور بجائے وقف کے رفع کیا اور اسی لیے امام بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث مرفوعاً ثابت نہین ہے اور سکوت کیا بیہقی کے قول پر حافظ نے تلخیص مین اور کہا کہ عمدہ بہت کیا اوسکو دارقطنی اور طبرانی نے اور نہین ذکر کیا اسحدیث کو حافظ نے فتح مین جیسا کہ گذرا حالانکہ استدلال اوس سے صاف ہے بہ نسبت اور حدیثون کے اور نہین اعتراض کیا بیہقی کے قول پر امام شوکانی نے اور روایت کیا امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین حضرت عائشہ کی اس حدیث کو کہ مین مل ڈالتی تہی منی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کپڑے سے جب سوکہی ہوتی اور دہو ڈالتی تہی یا سح کر ڈالتی تہی جب وہ تر ہوتی طحاوی نے کہا شک کیا اوس مین حمیدی سے اور حمیدی نے اوسکو روایت کیا بشر بن بکر سے اونہون نے اوزاعی سے اونہون نے یحیی بن سعید سے اونہون نے عمرہ سے انہون نے

عائشہ سی تو ثابت کی حمیدی نے عبد اللہ بن زبیر کی اس حدیث کو رفع میں اور باطل ہوا قول دارقطنی کا کہ نہیں مسند
کیا اسکو کسی نے مگر عبد اللہ بن زبیر نے اور روایت کیا طحاوی نے حضرت عائشہ کی حدیث کو جو متن کتاب میں ہی مختلف
سندون اور لفظون سے ایک لفظ ہی ہمام بن حارث سی کہ وہ اترے تھے حضرت عائشہ کے پاس انکو احتلام ہوا تو ایک
لونڈی نے حضرت عائشہ کی انکو دیکھہ لیا اور وہ دہو رہی تہو اثر جنابت کا اپنے کپڑے سے یا اپنا کپڑا دہو رہی
تہی اوس لونڈی نے حضرت عائشہ کو خبر کی انہون نے کہا میں نے دیکھا اپنے تئین اور میں زیادہ نہ کرتی تہی اسپر
کہ مل ڈالتی اوسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سی دوسری روایت مین اتنا زیادہ ہے جب کہ سوکہ جاتی تو مین
اوسکو مل ڈالتی اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت کی چادر سے منی کو چھیل ڈالتی اور ہماری چادرین انہون نے
کی تہین امام طحاوی نے کہا بعضے لوگ اسطرف گئے ہیں کہ منی پاک ہے اور منی کے گرنے سے پانی نجس
نہین ہوتا اور وہ مثل بلغم کے ہے جو سینہ سی نکلے اور انکی دلیل یہی حدیثین ہین اور مخالفت کی انکی اور علماء
نے اور کہا کہ منی نجس ہے اور وہ کہتے ہین ان حدیثون سی یہ نہین نکلتا کہ منی نجس نہین ہے کیونکہ ان حدیثون مین
جس کپڑے کا ذکر ہے وہ سونیکا کپڑا تہا نہ نماز کا کپڑا اور جو کپڑے پاخانہ یا پیشاب یا خون یا پیشاب سے نجس ہو
جاوین انمین سونا جائز ہے البتہ نماز جائز نہین تو احتمال ہے کہ منی بہی ایسا ہی ہو اور یہ حدیثین اوسوقت ہمپر حجت
ہوتین جب ہم یہ کہتے کہ نجس کپڑون مین سونا جائز نہین اور ہم تو اوسکے جواز کے قائل ہین تو یہ حدیثین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی ہماری خلاف نہ ہوئین اور دوسری روایت نکالی حضرت عائشہ سے کہ منی دہوتی تہی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مین سے پہر آپ نماز کو نکلتے اور پانی کے دہبے آپکے کپڑے مین ہوتے اور معاویہ بن ابی
سفیان سی روایت کیا کہ انہون نے اپنی بہن ام المومنین ام حبیبہ سی پوچہا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوس
کپڑے مین نماز پڑہتے تہے جس مین تمہارے ساتہہ سوتے تہے اونہون نے کہا ہان جب اوس مین کچہ نجاست نہ
ہوتی اور روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی عورتون کی چادرون مین نماز نہین
پڑہتے تہے طحاوی نے کہا ان حدیثون سی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس کپڑے مین نماز نہین پڑہتے
تہے جس مین سوتے تہے جب اوسمین کچہ جنابت لگ جاتی اور یہ بہی ثابت ہوا کہ اسود اور ہمام نے جو حضرت عائشہ
سے اس باب مین نقل کیا وہ سونے کے کپڑے مین ہے نہ نماز کے کپڑے مین اس دلیل کا جواب وہ لوگ جو منی کو پاک
جانتے ہین یہ دیتے ہین کہ حضرت عائشہ سے روایت ہی مین ملتی تہی منی کو حضرت کے کپڑے سے جب وہ سوکہی
ہوتی اپنی انگلیون سے پہر آپ اوس مین نماز پڑہتے اور اوسکو دہوتی نہین اور ایک روایت مین یہ ہے

کہ مین ملتی تہی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پہر آپ نماز پڑہتے تہے اون مین تو ان حدیثون سے یہ نکلتا
ہے کہ حضرت عائشہ نماز کے کپڑے سے بہی منی کو مل ڈالتین۴ ابو جعفر طحاوی نے کہا ان حدیثون سے منی کی طہارت ثابت
نہین ہوتی بلکہ جائز ہے کہ منی نجس ہو اور اُسکی پاکی ملنے سے ہو جاوے جیسے جوتا رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے چنانچہ
روایت کیا ابو ہریرہؓ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نجاست کو روندے اپنے موزے یا
جوتے سے تو ان دونون کی پاکی مٹی ہے اور اس سے یہ نہین نکلتا کہ جوتے مین جو نجاست لگی وہ پاک ہے ایسا ہی
منی کے باب مین بہی کہا جاویگا اور حضرت عائشہ سے ایک روایت ایسی ہے جس سے منی کی نجاست نکلتی ہے پہر نکالا
اپنی سند سے کہ اونہون نے کہا جب منی کپڑے مین لگ جاوے پہر تو اوسکو دہو ڈال اور جو نہ دیکہے تو اوس پر پانی چہڑک
دے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے اس باب مین مختلف روایتین ہین پہر نکالا سعد بن ابی وقاص سے
کہ وہ مل ڈالتے تہے جنابت کو اپنے کپڑے سے اور نکالا یحیے بن عبد الرحمن بن حاطب سے کہ اونہون نے عمرہ کیا حضرت
عمر کے ساتہہ کئی سوارون مین جن مین عمرو بن عاص بہی تہے اور حضرت عمر رات کو اوترے راہ مین کسی پانی کے پاس
انکو احتلام ہو گیا اور صبح ہونیکو تہی پانی نہ ملا سوارون مین وہ سوار ہوئے اور پانی کے پاس آئے اور احتلام کا اثر جو
دیکہا اوسکو دہونے لگے یہانتک کہ صبح کی روشنی ہو گئی عمرو نے کہا ہمارے پاس اور کپڑے ہین تم چہوڑ دو اس
کپڑے کو حضرت عمر نے کہا مین دہو ڈالون گا جو دیکہون گا اور پانی چہڑک دونگا جہان نہین دیکہون گا اور نکالا
اُسکو مالک نے موطا مین اوس مین یہ بہی ہے تعجب ہے تجہسے اے ابن عاص اگر تیرے پاس اور کپڑے ہین تو کیا سب آدمیون
کے پاس کپڑے ہین قسم خدا کی اگر مین ایسا کرون تو سنت ہو جاوے بلکہ مین دہو دون گا جو دیکہون گا اور جہان نہ
دیکہون گا وہان پانی چہڑک دونگا اور نکالا زید بن الصلت سے اُنہونے کہا مین حضرت عمر کے ساتہہ نکلا جرف تک
اُنہونے دیکہا تو انکو احتلام ہو گیا تہا اور اُنہونے غسل نہین کیا تہا اونہون نے کہا قسم خدا کی مین سمجہتا ہون
مجہے احتلام ہو گیا اور مجہے خبر نہین ہوئی مین نے نماز پڑہ لی اور غسل نہین کیا پہر اونہونے غسل کیا اور جو کچہ نشان
اپنے کپڑے مین دکہلائی دیا اوسکو دہو ڈالا اور جو نہ دکہلائی دیا اوس پر پانی چہڑک دیا اور روایت کیا ابو ہریرہ
سے اونہونے کہا منی جو کپڑے مین لگ جاوے تو اگر تو اوسکو دیکہے تو دہو ڈال ورنہ سارے کپڑے کو دہو اس سے نکلتا
ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ منی کو نجس جانتے تہے اور نکالا ابن عباس سے اُنہونے کہا پونچہہ ڈالو منی کو اذخر سے
اور ترمذی نے معلقاً ابن عباس سے نکالا کہ منی مثل رینٹ کے ہے تو دور کر دے اوسکو لتہے سے اگرچہ اذخر سے
ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منی اون کے نزدیک پاک تہی اور نکالا جبلہ بن سحیم سے اُنہونے کہا مین نے ابن عمر سے

۴ جیسے سوکھے کپڑے مل ڈالتین

پوچھا منی جو کپڑے مین لگ جاوے انہونے کہا دہو ڈال اُسکو پانی سے یا چہڑک دے پانی اوسپر حدیث مین نضح کا لفظ ہی طحاوی نے کہا نضح کبھی دہونے کے معنون مین بھی آتا ہے جیسے ایک حدیث مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین پہچانتا ہون ایک شہر کو جسکے ایک کنارے دریا نضح کرتا ہے یعنے روان ہے اور زکریا عبد الملک بن عمیر سے جابر بن سمرہ سے پوچھا گیا مین انکے پاس تھا کہ کوئی شخص نماز پڑہے اوس کپڑے مین جسکو پہنکر اوسنے صحبت کی ہو اپنی بی بی سے اونہون نے کہا اوس مین نماز پڑہے مگر جب حال مین تو اوسپر کچھ دیکھے تو دہو ڈالے اوسکو اور مت پانی چہڑک کیونکہ پانی چہڑکنے سے وہ اور برا ہو جاویگا (یعنے نجاست پہیل جاویگی اور پاک نہ ہوگا) اور روایت کیا عبد الکریم بن رشید نے اونہون نے کہا پوچھے گئے انس بن مالک اوس چادر سے جس مین جنابت لگ جاوے اور اسکا مقام معلوم نہ ہو اونہون نے کہا دہو ڈالے اسکو ابو جعفر نے کہا جب اوس مین اختلاف ہوا صحابہ کا تو ہمنے قیاس کیا تو معلوم ہوا کہ منی زیادہ غلیظ ہے سب چیزون سے کیونکہ اس سے بڑی طہارت واجب ہوتی ہے اور جو چیزین کہ انکا نکلنا حدث ہے جیسے پیشاب یا پائخانہ یا حیض یا استحاضے کا خون وہ سب نجس ہین پس منی بھی اسیطرح نجس ہوگی اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رح اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا انتہے مختصراً

باب إِذَا غَسَلَ الْجَنَابَةَ أَوْ غَيْرَهَا فَلَمْ يَذْهَبْ أَثَرُهُ

اگر منی یا اور کوئی نجاست کو دہوے لیکن اسکا نشان نہ جاوے تو کیا حکم ہے **ف** قسطلانی نے کہا اگر اسکا نشان دور ہونا سہل ہو تو وہ کپڑا پاک نہ ہوگا اور جب دشوار ہو تو پاک ہو جاویگا جیسے روضہ مین ہے اور یہی حکم ہے بو کا اور جو اور رنگ دونو باقی ہون تو وہ کپڑا پاک نہ ہوگا انتہی مختصراً **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمِنْقَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ فِي الثَّوْبِ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِيهِ بُقَعُ الْمَاءِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسی بن اسمعیل منقری نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الواحد ابن زیاد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون نے اونہون نے کہا مین نے سنا سلیمان بن یسار سے کپڑے مین جو جنابت (منی) لگ جاوے اونہون نے کہا حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا مین دہوتی تہی اوسکو منی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پہر آپ نماز کو نکلتے اور دہونیکا نشان (یعنے پانی کے دہبے) اوسمین ہوتے یعنے پانی کا نشان کپڑے مین ہوتا نہ جنابت کا اور یہی مطلب صحیح ہے تا کہ حدیث ترجمہ باب کے موافق ہو قسطلانی نے کہا امام بخاری نے سوا منی کے اور کوئی حدیث ایسی ذکر نہین کی جس سے اور نجاست کا حکم بھی معلوم ہو تو شاید انہونے قیاس کیا اور نجاستونکو منی پر انتہے مترجم نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ امام بخاری کا

یہی مذہب ہی ہے کہ منی نجس ہے۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صلعم ثُمَّ أَرَاهُ فِيهِ بُقْعَةً أَوْ بُقَعًا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن خالد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے زہیر بن معاویہ جعفی نے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون بن مہران نے اور انہوں نے روایت کی سلیمان بن یسار سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ دہوتی تہیں منی کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پہر حضرت عائشہ نے کہا میں دیکہتی تہی اوسکو (یعنے منی کو) اوس کپڑے میں ایک دہبہ یا کئی دہبے (احتمال ہے کہ یہ حضرت عائشہ کا کلام ہو یا راوی کی شک ہو کہ حضرت عائشہ نے ایک دہبا کہا یا کئی دہبے)

باب أَبْوَالِ الْإِبِلِ وَالدَّوَابِّ وَالْغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا باب بیان میں اوسکے کہ اونٹ اور چار پایوں اور بکریوں کا پیشاب کیسا ہے (یعنے نجس ہے یا پاک) اور بیان بکریوں کے تہانوں کا وَصَلَّى أَبُو مُوسَى فِي دَارِ الْبَرِيدِ وَالسِّرْقِينِ وَالْبَرِّيَّةُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ هَهُنَا وَثَمَّ سَوَاءٌ اور ابو موسی اشعری (عبد اللہ بن قیس) نے نماز پڑہی دار البریدین (جو ایک مکان تہا کوفہ میں اور خلفا کے ایلچی جو امرا پاس جاتے اوترا کرتے اور ابو موسی امیر تہے کوفہ کے حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ میں) اور گوبر میں (یعنے اوس دار البریدین لید اور گوبر بہت تہا ابو موسی نے وہیں نماز پڑہی) حالانکہ جنگل اونکے پہلو میں تہا (یعنے پاک صاف صحرا قریب تہا کچہ دور نہ تہا اور ابو موسی بآسانی وہان جاکر نماز پڑہ سکتے تہے) پہر اونہوں نے کہا یہ جای (جہاں لید اور گوبر ہے) اور وہ جاے (صاف اور پاک جنگل کی) دونوں برابر ہیں (نماز درست ہونے میں) **ف** حافظ نے کہا اس تعلیق کو ابو نعیم شیخ البخاری نے اپنی کتاب الصلوۃ میں وصل کیا اعمش سے انہوں نے مالک بن الحویرث سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا کہ ابو موسی نے نماز پڑہائی ہمارے دار البریدین اور وہاں گوبر تہا اور جنگل دروازہ پر تہا لوگوں نے کہا کاش آپ دروازہ پر نماز پڑہیں انہوں نے یہی جواب دیا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو موسی کے نزدیک لید گوبر اور پیشاب پاک تہا جبہی تو انہوں نے کہا کہ یہ مقام اور جنگل کا مقام برابر ہے قسطلانی نے کہا ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اس روایت کو نکالا اوس میں یہ ہے کہ پہر نماز پڑہائی انہوں نے ہماری ساتہ گوبر اور گہانس پر ہم نے کہا تم یہاں نماز پڑہتے ہو اور جنگل تمہارے پہلو میں ہے انہوں نے کہا جنگل اور یہ مقام دونو برابر ہیں۔ حافظ نے کہا اس استدلال پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ احتمال ہے کہ ابو موسی نے کپڑا بچہا کر وہاں نماز پڑہی ہو اور جواب اسکا یہ ہے کہ ظاہر کپڑا نہ بچہانا ہے اور یہی اصل ہے اور روایت کیا اوسکو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں اعمش سے اپنی سند سے اوس میں یہ ہے کہ نماز پڑہی ہماری ساتہ ابو موسی نے اوس جگہہ پر جہاں گوبر تہا

اور اس سے نکلتا ہے کہ کپڑا حائل نہ تھا اور سعید بن منصور نے سعید بن المسیب وغیرہ سے روایت کیا کہ نماز پڑھنا چادر پر بدعت
ہے اور سند اسکی صحیح ہے اور اولی یہ ہے کہ یون کہیں یہ ابوموسی کا فعل ہے اور مخالفت کی انکی اور صحابہ نے جیسے ابن عمر وغیرہ
اور اور رون نے تو وہ حجت نہ ہوگا اور شاید ابوموسی طہارت کو نماز کی صحت کی شرط نہ سمجھتے ہونگے بلکہ اوسکو ایک جداگانہ
واجب جانتے ہونگے اور یہ مذہب مشہور ہے اور ایسی ہی ایک روایت اور صحابی سے گذر چکی ہے کہ وہ نماز پڑھی گئی حالانکہ
اونکی بدن سے بہت سا خون بہا تو اس روایت مین دلیل نہ ہوگی کہ لید اور گوبر پاک ہے جیسے اوس روایت مین حجت نہیں ہے
کہ خون پاک ہے اور تمسک کرنا ابوہریرہ کی عام حدیث سے اولی ہے جسکو صحیح کہا ابن خزیمہ نے کہ بچو پیشاب سے کیونکہ اکثر
عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہے کیونکہ وہ شامل ہے تمام پیشابون کو خواہ حلال جانورون کے ہون یا حرام جانورون کے اون
سب سے بچنا بہتر ہے اس وعید کی خیال سے تمام ہوا کلام حافظ کا مترجم کہتا ہے امام بخاری کا یہ مذہب ہے کہ حلال جانور
کی لید اور پیشاب پاک ہے اسیواسطے ابوموسی کی روایت لائے اور ابوہریرہ کی حدیث کی تاویل کی کہ مراد اوس سے آدمی
کا پیشاب ہے اور یہ حدیث کا بیان مع اسکے سب طریقون اور لفظون کے اوپر گذر چکا حدثنا سلیمان بن حرب

قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن ابي قلابة عن انس قال قدم اناس من عكل او عرينة
فاجتووا المدينة فامرهم النبي صلى الله عليه وسلم بلقاح وان يشربوا من ابوالها والبانها فانطلقوا
فلما صحوا قتلوا راعي النبي صلى الله عليه وسلم واستاقوا النعم فجاء الخبر في اول النهار فبعث في آثارهم
فلما ارتفع النهار جيء بهم فامر بقطع ايديهم وارجلهم وسمرت اعينهم والقوا في الحرة
يستسقون فلا يسقون قال ابو قلابة فهؤلاء سرقوا وقتلوا وكفروا بعد ايمانهم وحاربوا الله
ورسوله ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب ازدی بصری نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
حماد بن زید بن درہم ازدی نے انہون نے روایت کی ایوب سختیانی سے انہون نے ابوقلابہ عبداللہ سے انہون نے
انس بن مالک سے انہون نے کہا کچھ لوگ عکل یا عرینہ کے آئے ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عکل یا
عرینہ دونون قبیلون کے نام ہین عکل عدنان مین سے ہے اور عرینہ قحطان مین سے اور یہ شک حماد کی ہے جو راوی ہے
اس حدیث کا اور عبدالرزاق کی روایت مین ابوہریرہ سے یہ ہے کہ وہ بنی فزارہ کے لوگ تھے اور یہ غلط ہے اور صحیح وہ ہے جو بخاری
مین نکالا کہ عکل اور عرینہ کے اور ابوعوانہ اور طبری کی روایت مین کہ وہ چار آدمی تھے عرینہ کے اور تین عکل کے
اور مصنف نے جہاد اور دیات مین نکالا کہ وہ آٹھ آدمی تھے تو شاید آٹھواں آدمی تیسرے قبیلہ کا ہو اور ابن اسحاق
نے مغازی مین کہا کہ یہ لوگ غزوہ ذی قرد کے بعد آئے تھے جو جمادی الاخری سنہ ۶ھ مین ہوا اور واقدی نے کہا

شوال میں ہوا فتح ملخصًا ف انکو مدینہ میں پیٹ کی بیماری ہو گئی ف ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ اسلام
لائے تھے وہ عکل میں سے ہیں کہ بیعت کی اونہوں نے اسلام پر حافظ نے کہا اجتووا کے معنے یہی ہیں کہ اون کو برا معلوم ہوا مدینہ
میں رہنا یا انکو وہاں کا کھانا ناموافق ہوا ایک روایت میں ہے اونہوں نے کہا یا نبی اللہ ہم تھنون والے تھے (یعنی جانور
والے) اور کھیتی والے نہ تھے دوسری میں ہے کہ کچھ لوگوں کو بیماری تھی اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو جگہہ دیجیے
اور کھانا کھلایے جب وہ اچھے ہوئے تو کہنے لگے مدینہ میں کھانا ہضم نہیں ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ وہ بیمار ہوکر آئے تھے
جب بیماری سے چنگے ہوئے تو مدینہ میں رہنا اون کو ناگوار ہوا اور بیماری اون کو لاغری کی تھی جیسے ابو عوانہ نے نکالا
غیلان سے اور انہوں نے ابو سعد سے نکالا کہ اون کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور جسم کی اونہوں نے شکایت کی صحت کے
بعد وہ بخار تھا مدینہ کا جیسے امام احمد کی روایت میں ہے اور مسلم کی روایت میں ہے مدینہ میں موم ہوا یعنی برسام
(دماغ کا ورم یا سینہ کا) اور ابو عوانہ نے نکالا انکے پیٹ بڑھ گئے (فتح) ف تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے انکو حکم دیا دودھ والی اونٹنیوں میں جانے کا اور انکا موت اور دودھ پینے کا ف ایک روایت میں ہے انکو
حکم دیا اپنے چرواہے کے پاس جانیکا ابو عوانہ نے نکالا اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بیماری ہو گئی کاش آپ
ہمکو اجازت دیں ہم اونٹوں میں جاویں ایک روایت میں ہے مولف کی اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لیے دودھ
ڈھونڈھیے آپنے فرمایا میں دودھ نہیں پاتا مگر تم اونٹوں میں جاؤ ایک روایت میں ہے آپنے فرمایا یہ جانور ہمارے
ہیں جو باہر جاتے ہیں تم بھی اونکے ساتھہ جاؤ ایک روایت میں ہے آپنے اون کو حکم دیا صدقے کے اونٹوں میں جانیکا
ابن سعد نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھیل اونٹنیاں پندرہ تھیں اور ان لوگوں نے اون میں سے ایک کو
نحر کر ڈالا تھا جسکا نام حنا تھا ابو رجا کی روایت میں ہے کہ پہر وہ نکالے گئے اور اونٹنیوں کے موت اور دودھ انکو پلایے
گئے اور شعبہ نے قتادہ سے روایت کی کہ آپنے اجازت دی انکو صدقہ کے اونٹوں میں جانیکی اور پینے کی تو صدقہ کا دودھ
انکو اسلیے مباح ہوا کہ وہ مسافر تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کا اس لیے کہ آپنے اجازت دی اور موت
کا پینا اس سے حجت لی ہے اونہوں نے جو اسکو پاک کہتا ہے تو اونٹ کے موت کی پاکی تو اس حدیث سے ثابت ہے اور باقی جانور جنکا
گوشت حلال ہے انکو قیاس کیا ہے اونٹ پر یہی قول ہے امام مالک اور احمد اور ایک جماعت سلف کا اور موافق
ہوئے انکی شافعیہ میں سے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور ابن حبان اور اصطخری اور رویانی اور شافعی اور جمہور علما کا
قول ہے کہ سب پیشاب اور سب گوہ نجس ہیں خواہ حلال جانور کے ہوں یا حرام جانور کے اور ابن منذر نے دلیل لی ہے
کہ سب چیزیں پاک ہیں جب تک انکی نجاست ثابت نہ ہو اور کہا کہ جن لوگوں نے اوسکو خاص سمجھا ہے انلوگوں سے اونہوں نے غلطی

کی کیونکہ تخصیص بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتی اور اہل علم نے ہمیشہ لوگوں کو بکریوں کی مینگنیوں کے بیچنے پر چھوڑ دیا بازاروں
میں اسیطرح اونٹ کا موت وہ اون میں استعمال کرنے پر اگلوں اور پچھلوں نے اور کسی نے اسپر انکار نہیں کیا اس سے
یہ نکلتا ہے کہ یہ پاک ہے میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل ضعیف ہے کیونکہ مختلف فیہ امر میں انکار کرنا واجب نہیں ہے تو اس سے
یہ بھی نہیں نکلتا کہ یہ جائز ہو پھر طہارت کہاں سے ثابت ہوگی اور دلالت کرتی ہے کل پیشابوں کے نجس ہونے پر ابوہریرہ
کی حدیث جسکو ہم نے ابھی بیان کیا ابن عربی نے کہا اس حدیث سے لپٹ گیا ہے وہ شخص جو اونٹ کے پیشاب کو پاک کہتا ہے
اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ آپ نے موت پینے کی اجازت علاج کے لیے دی تھی اور اس جواب کو رد کیا ہے اس طرح
سے کہ دوا اور علاج کرنا واجب نہیں ہے تو حرام چیز کیونکر درست ہوگی اوسکام کے لیے جو واجب نہیں ہے اور اسکا
جواب یوں دیا ہے کہ دوا اور علاج ایک ضرورت ہے جب کوئی معتمد شخص بیان کرے اور جو چیز ضرورت کیوقت
مباح ہو وہ حرام نہیں ہوتی اوسوقت تک جیسے اللہ تعالی نے فرمایا وَقَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْهِ یعنے
بیان کر دیا اوس نے تمہارے لیے جو چیزیں حرام کیں تم پر مگر جس حالت میں تم لاچار ہو اوسکی طرف پھر جس چیز کی طرف
آدمی لاچار ہو اوسپر حرام نہیں ہوتی جیسے مردار مضطر کے لیے اور یہ جو کہا گیا کہ حرام درست نہیں ہوتا اوس چیز
کے لیے جو واجب نہیں ہے یہ بھی صحیح نہیں کس لیے کہ رمضان میں روزہ نہ رکھنا حرام ہے اور جائز ہے ایک امر مباح
کے لیے مثلاً سفر کے لیے اور جس نے یہ کہا ہے کہ اگر اونٹ کا پیشاب نجس ہوتا تو اوس سے دوا کرنا جائز نہیں ہوتا
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میری امت کی تندرستی اون چیزوں میں نہیں رکھی جسکو حرام
کیا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ام سلمہ سے اور نجس حرام ہے تو اوس سے دوا کرنا جائز نہ ہوگا اسکا جواب یہ ہے
کہ یہ حدیث محمول ہے اوس حالت پر جب ضرورت نہ ہو اور ضرورت کے وقت وہ حرام نہیں ہے جیسے مردار مضطر کے
لیے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ سے پوچھا گیا شراب سے دوا کرنے کو کہ وہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری
مقولہ حضرت ۱۲
ہے روایت کیا اوسکو مسلم نے تو یہ خاص ہے شراب (خمر) سے اور شراب کے مثل ہیں اور نشہ لانے والی چیزیں
اور شریعت نے فرق رکھا مسکر (نشہ لانیوالی) اور غیر مسکر میں تو مسکر کو درست نہ رکھا علاج کے لیے بھی
کیونکہ مسکر کے پینے سے بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں دوسری یہ کہ جاہلیت کا اعتقاد یہ تھا کہ شراب میں شفا ہے تو
شریعت نے بالکل اس اعتقاد کو میٹ دیا یہ امام طحاوی نے کہا لیکن اونٹ کا پیشاب تو ابن منذر نے ابن عباس
سے روایت کیا مرفوعاً کہ اونٹوں کے پیشاب میں شفا ہے پیٹ بگڑنے سے تو جس چیز کا دوا ہونا ثابت ہوا
اوسکو قیاس نہ کرینگے اوس چیز پر جسکا دوا نہ ہونا ثابت ہو گیا اور اس طرح جمع ہو جاویگا سب دلیلوں میں

اور عمل ہوجاویگا سب کے مضمون پر تمام ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا امام محمد کا حنفیہ مین سے یہی قول ہے کہ حلال جانور
کا پیشاب پاک ہے اور یہی قول ہے شعبی اور عطا اور نخعی اور زہری اور ابن سیرین اور ثوری کا اور مؤلف نے جو ترجمہ باب کیا اوسکے
ظاہر سے نکلتا ہے کہ لید اور پیشاب دونون پاک ہین اور ظاہریہ یہ کہتے ہین کہ ہر ایک جانور کا گوہ اور پیشاب پاک ہے خواہ وہ جانور
حرام ہو یا حلال صرف آدمی کے گوہ اور پیشاب کو نجس جانتے ہین اور یہ لوگ دلیل لیتے ہین اسی حدیث سے اور اسپر یہ اعتراض
ہوتا ہے کہ حدیث حلال جانور کے پیشاب مین ہے تو حرام جانور کا قیاس اوسپر صحیح نہوگا منتقے الاخبار مین ایک باب قائم کیا
کہ حلال جانور کے پیشاب مین رخصت کا بیان پہر یہی حدیث لائے انس کی بخاری اور مسلم سے اور کہا کہ ثابت ہوا آپ سے کہ
فرمایا نماز پڑہو بکریون کے تہانون مین شوکانی نے کہا امام مسلم نے اوسکو نکالا جابر بن سمرہ سے اور ابو داؤد اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے براء سے امام احمد اور اسحاق بن ابراہیم نے کہا اس باب مین براء اور جابر بن سمرہ کی حدیثین صحیح ہوئین اور
دلیل لی ہے اس حدیث سے اوس شخص نے جو حلال جانور کے پیشاب کو پاک کہتا ہے اور یہی مذہب ہے عترت اور نخعی اور اوزاعی
اور زہری اور مالک اور احمد اور محمد اور زفر اور ایک طائفہ سلف کا اور ایک دلیل ان لوگون کی یہ حدیث ہے لا بأس ببول
ما اکل لحمہ یعنے جس جانور کا گوشت کہایا جاتا ہے اوسکے پیشاب مین کچہ قباحت نہین روایت کیا اوسکو دارقطنی نے جابر
اور براء سے مرفوعًا اور جواب یہ ہے کہ اوسکے اسناد مین عمرو بن حصین عقیلی ہے وہ نہایت ضعیف ہے ابو حاتم نے کہا ذاہب
الحدیث ہے کچہ نہین اور ابو زرعہ نے کہا ضعیف الحدیث ہے اور ازدی نے کہا بہت ضعیف ہے اور ابن عدی نے کہا
کہ اوس نے ثقات سے کئی منکر حدیثین روایت کی ہین اور وہ متروک ہے اور اسکے اسناد مین یحیے بن العلاء ہے ابو عمرو بجلی رازی
اوسکو بہی بہت ضعیف کیا ہے دارقطنی نے کہا وکیع اوسکی بہت برائی کرتے تہے اور امام احمد نے کہا وہ کذاب ہے اور
یحیے نے کہا ثقہ نہین ہے اور نسائی اور ازدی نے کہا متروک ہے اور ایک دلیل ان لوگون کی یہ حدیث ہے کہ اللہ تعالی نے
تمہاری تندرستی اوس چیز مین نہین رکہی جسکو حرام کیا تمپر مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی وائل بن حجر
سے اور ابن حبان اور بیہقی نے ام سلمہ سے اور ترمذی اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہر خبیث دوا سے اور حرمت مستلزم ہے نجاست کو اور حلت مستلزم ہے طہارت کو تو جب اونٹ کے پیشاب سے دوا
کرنا حلال ہوئی تو وہ پاک ہوگا اور جواب یہ ہے کہ وہ حلال ہے ضرورت کی وقت جیسے ضرورت جیسے مردار مضطر کے لیے پہر
اوسکی پاکی ثابت نہوگی پہر ذکر کیا وہی کلام جو حافظ نے فتح مین کہا اور دلیل لی ہے نجس کہنے والون نے اس حدیث سے کہ
آپ دو قبرون پر گذرے اخیر تک پہر فرمایا کہ وہ احتیاط نہین کرتا تہا پیشاب سے اور یہ مطلق ہے شامل ہے تمام پیشابون کو
اور جواب یہ ہے کہ اس حدیث مین آدمی کا پیشاب مراد ہے کیونکہ صحیح بخاری کی روایت مین ہے کہ وہ احتیاط نہ کرتا تہا اپنے

پیشاب سے بخاری نے کہا نہیں ذکر کیا مگر آدمی کے پیشاب کو شوکانی نے کہا ظاہر یہی ہے کہ حلال جانور کا پیشاب اور گوہ دونوں
پاک ہین اور نجاست کی کوئی دلیل عمدہ نہیں ہے اور قبرون کی حدیث عام طرح ہے وہ ان خاص حدیثوں کا مقابلہ نہ کریگی جن سے
صاف حلت اور طہارت نکلتی ہے اور ابن حزم نے محلی مین اس مسئلہ کو خوب تفصیل سے بیان کیا ہے اب اگر کوئی کہے کہ
حرام جانور کی پیشاب اور گوہ کی نجاست کی کیا دلیل ہے تو ہم کہین گے دلیل اوسکی یہ حدیث ہے اِنَّهَا رِكْسٌ آپنے فرمایا
گوہ کے حق مین نکالا اوسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی نے (اور یہ حدیث اوپر استنجا کی بحث مین گذر چکی) اور وہ حدیثیں
جو آدمی کی پیشاب مین وارد ہین کیونکہ آدمی کا بھی گوشت حرام ہے پس قیاس ہو سکتا ہے حرام جانور کا اوسپر اور حدیث کے
مفہوم مخالف سے دلیل لینا لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ ٹھیک نہیں کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے ابن حزم نے کہا کہ وہ باطل ہے
اور موضوع ہے اور اوسکی اسناد مین سوار بن مصعب ہے وہ متروک ہے روایت کرتا ہے موضوعات کو اور ابن خزیمہ کی روایت
مین ہے کہ آپنے لید کی کی لید مین فرمایا اِنَّهَا رِكْسٌ اِنَّهَا رَوْثَةُ حِمَارٍ اور وجہ یہ ہے کہ انسان کا گوہ اور پیشاب نجس کہا جاوے
اور باقی حیوانات جنکا گوشت نہیں کھایا جاتا اگر اون کی پیشاب یا گوہ مین کوئی وجہ پائی جاوے جو ملا دے اوسکو منصوص علیہ
سے طہارۃً یا نجاسۃً تو ملا دینگے اوس سے ورنہ وہ اپنی اصل پر باقی رہیگا یعنے طہارت پر انتہی مختصرًا کرلیجیئے نے کہا اس
باب مین اور صحیحین مین ایک حدیث ابن مسعود کی جو آگے اس کتاب مین آتی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے ابوجہل کی صلاح
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر اونٹ کا اوجھ رکھدیا تھا اور آپ سجدہ مین تھے پھر آپ سجدہ ہی مین رہے
یہانتک کہ حضرت فاطمہ آئین اونہوں نے پھینکا دوسرے حدیث حضرت عمر کی جسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے مستدرک
مین نکالا کہ ہم نکلے تبوک کو سخت گرمی مین ایک منزل مین ہم اوترے وہان ہمکو بہت پیاس لگی یہانتک کہ ایک شخص اپنا
اونٹ کو کاٹتا پھر اوسکی لید کو نچوڑتا اوسکو پیتا اور جو باقی رہتا اوسکو اپنے کلیجہ سے لگاتا حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ
اللہ تعالی نے آپکی دعا مین بہتری رکھی ہے آپ دعا فرمایئے ہمارے لیے آپنے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو اونہوں نے
کہا ہان پھر آپنے اپنے دونون ہاتھ اوٹھائے اور دعا کی اور اونکو نہیں پھیرا یہانتک کہ آسمان پر ابر آیا پھر پانی برسنے
لگا سب نے اپنے اپنے برتنون کو جو ساتھ تھے بھر لیا پھر ہم گئے دیکھنے کو تو پانی لشکر سے آگے نہیں پایا۔ حاکم نے کہا یہ
حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور نہیں نکالا اسکو اون دونون نے صاحب تنقیح نے کہا اوسکے راوی صحیح
کے راوی ہین اور روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور کہا کہ اگر اونٹ کی لید کا پانی نجس ہوتا تو اوسکو منہ کو
لگاتا اپنے کلیجے پر اور اپنے ہاتھون کا نجس کرنا جائز نہ ہوتا لیکن پینا تو جائز ہو گیا اضطرار کی وجہ سے جان بچانے کے لیے
تیسری حدیث بخاری اور مسلم کی انس سے کہ آپ نماز پڑھتے تھے بکریون کے تھانون مین چوتھی حدیث اصحاب سنن کی

ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑہو بکریون کے تہانون مین اور مت نماز پڑہو اونٹون کے تہانون مین ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے پانچوین حدیث دارقطنی کی عمرو بن حصین سے اور اسنے یحییٰ بن العلاء سے اور اسنے مطرف سے اور اسنے
محارب بن دثار سے اور اسنے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکا گوشت کہایا جاوے اوسکے پیشاب مین کچھ
قباحت نہین دارقطنی نے کہا عمرو بن حصین متروک ہے اور یحییٰ بن العلاء کو امام احمد نے کہا کذاب تہا حدیث بناتا تہا
چھٹی حدیث دارقطنی کی سوار بن مصعب سے اور اسنے مطرف بن طریف سے اور اسنے ابو الجہم سے اور اسنے براء سے کہ فرمایا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ قباحت نہین پیشاب مین اوس جانور کی جسکا گوشت کہایا جاوے ابن جوزی نے کہا امام احمد اور
نسائی اور ابن معین نے کہا سوار بن مصعب متروک الحدیث ہے انتہے امام طحاوی نے کہا ایک جماعت اس طرف گئی ہے
کہ جس جانور کا گوشت کہایا جاتا ہے اوسکا پیشاب پاک ہے اور اسکے پیشاب کا وہی حکم ہے جو اوسکے گوشت کا حکم ہے امام
محمد بن حسن کا یہی مذہب ہے وہ کہتے ہین جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو دوا کہا تو ثابت ہوا کہ وہ حلال ہے کیونکہ اگر
حرام ہوتا تو آپ اوس سے دوا نکرتے کیونکہ جو چیز حرام ہے وہ بیماری ہے نہ شفا جیسے علقمہ بن وائل بن حجر کی حدیث مین ہے
پہر نکالا اپنی اسناد سے طارق بن سوید سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے ملک مین انگور ہوتے ہین جنکو ہم نچوڑتے
ہین کیا ہم اوسمین سے پئین آپنے فرمایا نہین مینے پہر پوچہا آپ نے فرمایا نہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اوس سے
شفا کرتے ہین بیمار کی آپنے فرمایا وہ تو بیماری ہے اور شفا نہین ہے اور نکالا عبد اللہ بن مسعود سے انہون نے کہا اللہ تعالیٰ
یا حرام مین شفا دینے والا نہین اور نکالا ابو وائل سے کہ ایک شخص ہم مین سے بیمار ہوا لوگون نے اوس سے نشہ کی تاثیر بتلائی
ہم عبد اللہ بن مسعود پاس آئے اون سے پوچہا اونہون نے کہا بیشک اللہ تبارک و تعالے نے تمہاری تندرستی نہین رکہی
اون چیزون مین جو حرام کین تمپر اور نکالا حضرت عائشہ سے اونہون نے کہا یا اللہ مت تندرستی دے اوسکو جو تندرستی
چاہے شراب سے اور نکالا ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹون کے پیشاب اور اون کے دودہ
مین تندرستی ہے پیٹ کی بگڑ جانیکی جو لوگ اوسکو نجس جانتے ہین وہ یہ جواب دیتے ہین کہ یہ امر ضرورت کیوجہ سے تہا اور
اوس سے اباحت ثابت نہین ہوئی کیونکہ ضرورت کے وقت بہت سی چیزین مباح ہو جاتی ہین جو بے ضرورت مباح نہین
ہوتین پہر نکالا انس سے کہ زبیر اور عبد الرحمن بن عوف نے شکایت کی جوؤن کی تو آپنے انکو اجازت دی ریشمی کپڑے
کا قمیص پہننے کی ایک لڑائی مین انس نے کہا مینے اون دونون کو حریر کا قمیص پہنے دیکہا اور نکالا امام محمد بن علی
باقر سے اونہون نے کہا اونٹ اور بیل اور بکری کے پیشاب مین کوئی قباحت نہین کہ دوا کی جاوے اوس سے اور نکالا ابراہیم
نخعی سے کہ لوگ علاج کرتے تہے اونٹون کے پیشاب سے ان مین قباحت نہین دیکہتے تہے اور نکالا عطا سے

اونہوں نے کہا جس جانور کا گوشت کھایا جاوے اوسکے پیشاب میں کچھ قباحت نہیں ہے اور یہی حسن سے کہ اونہوں نے مکروہ
رکھا اونٹ اور گائے اور بکری کے پیشابوں کو پھر امام طحاوی نے کہا کہ جب احادیث اور متقدمین کے اقوال اس باب
میں مختلف پائے جاتے ہیں تو ہم نے رجوع کیا قیاس کی طرف اور دیکھا تو انسان کا گوہ اور پیشاب نجس ہے حالانکہ انسان
کا گوشت پاک ہے تو گوشت کا حکم اور ہوا اور پیشاب کا اور پس ایسا ہی اونٹ کے پیشاب میں بھی کہنا چاہیے کہ اوسکا گوشت
حلال اور پاک ہے اور پیشاب اوسکا نجس ہے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ کا انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے امام طحاوی کا یہ قیاس
صحیح نہیں ہے کیونکہ انسان کے گوہ اور پیشاب کی نجاست پر تو احادیث صحیحہ دال ہیں اور اونٹ کا پیشاب بنص حدیث
شفا ہے بعض امراض کے واسطے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام میں شفا نہیں ہے پس بداہۃً یہ نتیجہ نکلا
کہ اونٹ کا پیشاب حرام نہیں ہے اور جب حرام نہ ہو تو حلال ہوا اور حلت مستلزم ہے طہارت کو البتہ حرمت نجاست کو
مستلزم نہیں ہے جیسے انسان کا گوشت حرام ہے پر وہ نجس نہیں ہے اس لحاظ سے تمام حدیثوں پر غور کرنے کے بعد **حق** یہ
معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانور کا پیشاب اور گوہ پاک ہے جیسے امام احمد اور امام مالک کا قول ہے اور حرام جانور کا گوہ اور
پیشاب نجس ہے قیاس کے رو سے پر اسکی نجاست منصوص نہیں ہے البتہ انسان کا گوہ اور پیشاب بنص صریح نجس ہے اور
اسی واسطے بعض ظاہریہ کا یہ قول ہے کہ سوا انسان کے اور سب جانوروں کے پیشاب پاک ہیں واللہ اعلم **ف** یہ وہ گنوار تھے جنکو مدینہ کی
خنکی ہے اور اونٹ کے دودھ اور پیشاب پی کر چنگے ہو جانے کی روایت ہے اور وہیب کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ موٹے ہو گئے اور اسمعیل کی روایت میں ہے کہ اونکا
اصلی رنگ پھر لوٹ آئی تو انہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مار ڈالا اور جانوروں کو ہانک لے گئے پھر یہ
خبر آپ کو آئی صبح سویرے **ف** ایک روایت میں ہے کہ چلانے کی آواز آئی اور یہ چلانے والا دو چرواہوں میں سے
ایک چرواہا تھا جیسے صحیح ابوعوانہ میں ہے امام مسلم کی روایت میں ہے کہ اونہوں نے دو چرواہوں میں سے ایک کو مار ڈالا اور
دوسرا بیقرار ہو کر آیا اور کہنے لگا میرے ساتھی کو اون لوگوں نے مار ڈالا اور اونٹ لے گئے اور جو چرواہا مارا گیا اسکا
نام یسار تھا یہ ابن اسحاق نے کہا مغازی میں اور طبرانی نے ایسا ہی روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام
تھا جسکو یسار کہتے تھے ابن اسحاق نے زیادہ کیا کہ آپ نے اوس غلام کو بنی ثعلبہ کی لڑائی میں پایا تھا سلمہ نے کہا آپ نے
دیکھا کہ وہ نماز اچھی طرح پڑھتا ہے تو آپ نے اسکو آزاد کر دیا اور اپنی دودھیل اونٹنیاں اوسکو دیکر حرہ میں بھیجا وہ
وہیں رہتا تھا پھر بیان کیا قصہ عرینہ والوں کا اونہوں نے اوسکو مار ڈالا اور اس چرواہے کا نام معلوم نہیں ہوا جو خبر
لایا تھا اور ظاہر یہ ہے کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کا چرواہا تھا اور بخاری کی روایتیں متفق ہیں کہ جو مارا گیا وہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا چرواہا تھا اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ پھر وہ جھکے چرواہوں پر اور مار ڈالا اون کو اور ایسا ہی

ابن حبان نے نکالا اور شاید اس روایت مین دونون چرواہون کو ایک ساتھ بیان کیا یعنی صدقہ کے اونٹون کے چرواہے کو اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو لیکن مغازی والون نے یہی بیان کیا ہے کہ انہون نے نہیں مارا تھا مگر یسار کو تو احتمال ہے کہ مجازاً مفرد کے لیے جمع کا صیغہ کہا ہوا اور یہی راجح ہے (فتح) **ف** آپنے اون کے پیچھے لوگون کو بھیجا **ف** اوزاعی کی روایت مین ہے کہ تلاش کرنیوالون کو بھیجا اور سلمہ بن الاکوع کی روایت مین ہے مسلمانون کے چند سوار روانہ کیے اون کے سردار کرز بن جابر فہری تھے نسائی کی روایت مین ہے ان کے ڈھونڈھنے کے لیے قائفون کو روانہ کیا مسلم کی روایت مین ہے کہ وہ انصار کے چند جوان تھے قریب بیس آدمیون کے اور ان کے ساتھ ایک قائف کو بھیجا جو اون کے پاؤن کے نشان پہچانے اور اس قائف کا نام معلوم نہیں ہوا اور نہ ان بیس آدمیون مین سے کسی کا واقدی کے مغازی مین ہے کہ یہ ٹکڑی بیس مردون کی تھی اونہون نے انصار مین سے نہیں کہا بلکہ ایک جماعت مہاجرین کا نام لیا اون مین سے ہین بریدہ بن الحصیب اور سلمہ بن الاکوع اور جندب اور رافع اور ابوذر اور ابورہم اور بلال بن الحارث اور عبد اللہ بن عمرو بن عوف اور واقدی کی روایت جب منفرد ہو تو حجت نہیں ہے تو ثقات کے خلاف کیونکر حجت ہوگی لیکن احتمال ہے کہ واقدی نے جن لوگون کا نام نہ لیا وہ انصاری ہون اور تغلیباً سب کو انصار کہا ہو یا انصار سے لغوی معنے مراد ہو یعنی مددگار موسی بن عقبہ کے مغازی مین ہے کہ اس ٹکڑی کے سردار سعید بن زید تھے اور دوسرون نے کہا کہ سعد بن زید اشہلی تھے اور یہ انصاری تھے تو احتمال ہے کہ وہ انصار کے سردار ہون اور کرز ساری جماعت کے امیر ہون اور طبری نے روایت کیا جریر بن عبد اللہ بجلی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ان لوگون کے پیچھے بھیجا لیکن اسناد اسکا ضعیف ہے اور مشہور یہ ہے کہ جریر اس واقعہ سے مدت کے بعد اسلام لائے واللہ اعلم (فتح) **ف** جب دن چڑھ گیا تو وہ لوگ لائے گئے (پکڑ کر قید ہوکر) آپنے حکم دیا ان کے ہاتھ اور پاؤن کاٹنے کا ایک روایت مین ہے کہ کاٹے گئے ہاتھ اور پاؤن اون کے داؤدی نے کہا یعنی ہر ایک کے دونو ہاتھ اور دونون پاؤن کاٹے گئے مین کہتا ہون ترمذی کی روایت مین ہے کہ ہاتھ پاؤن کاٹے گئے خلاف سے یعنے داہنا ہاتھ تو بایان پاؤن اور ایسا ہی نقل کیا اسمعیل نے فریابی سے اونہون نے اوزاعی سے اپنی سند سے اور بعضون نے اوزاعی سے روایت کیا کہ آپنے داغا نہیں انکو خون بند کرنے کے لیے بلکہ چھوڑ دیا خون کو بہتا ہوا اور ان کی آنکھین پھوڑی گئین (مصنف کی ایک روایت مین ہے کہ پھر حکم دیا سلائیان گرم کی گئین وہ انکی آنکھون مین پھرائی گئین تو ترجمہ یہ ہوگا کہ انکی آنکھون مین سلائیان پھیری گئین) اور حرہ (مدینہ کی پتھریلی کالی زمین) مین ڈالدیے گئے وہ پانی مانگتے تھے لیکن انکو پانی نہ ملتا تھا **ف** یہانتک کہ مر گئے یہ وہیب اور اوزاعی کی روایت مین ہے اور ابورجا کی روایت مین ہے پھر انکو دہوپ مین ڈالدیا یہانتک کہ وہ مر گئے اور شعبہ نے قتادہ سے روایت کیا کہ

وہ تیہرون کو کاٹتے تہے دانتون سے ایک روایت مین ہی انس سے مین نے اون مین سے ایک شخص کو دیکہا وہ اپنی زبان سے
زمین کو چاٹتا تہا یہانتک کہ مرگیا اور ابو عوانہ کی روایت مین ہی زمین کو دانتون سے کاٹتا تہا تاکہ اوسکی سردی سے اس
گرمی مین کچہ تخفیف ہو اور اس شدت مین جسمین وہ مبتلا تہا اور واقدی نے کہا کہ وہ سولی دیے گئے اور روایات
صحیحہ سے اسکا رد ہوتا لیکن ابو عوانہ نے نکالا کہ دو کو سولی ہوئی دو کے ہاتہہ پاؤن کاٹے گئے دو کی آنکہون مین
سلائیان پہیری گئین جیسے آدمیون کا ذکر کیا اگر یہ روایت محفوظ ہو تو سزا کو تقسیم کیا اور ایک جماعت نے جنمین سے
ابن جوزی ہین یہ کہا ہی کہ یہ سزا آپنے انکو قصاصًا دی تہی کیونکہ مسلم کی روایت مین ہی کہ آپنے اون کی آنکہین
پہوڑین کس لیے کہ اونہون نے بہی چرواہون کی آنکہین پہوڑین تہین اور جس
نے کہا ہے اس ترمذی اور نسائی کی روایت مین ہی اوس نے غلطی کی اور ابن دقیق العید نے اسپر
یہ اعتراض کیا کہ ان لوگون کے ساتہہ تو کئی مثلے ہوئے اور حدیث مین تو صرف آنکہ پہوڑنیکا ذکر ہے پہر باقی سزاؤن
کی وجہین ثابت کرنا چاہیین مین کہتا ہون شاید ان لوگون نے مغازی والون کی روایت سے حجت لی انہون نے
نقل کیا کہ ان لوگون نے چرواہے کے ساتہہ مثلہ کیا تہا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حکم منسوخ ہوگیا ابن شاہین نے کہا
عمران بن حصین کی حدیث کے بعد کہ یہ ممانعت مثلہ سے منسوخ کرتی ہے ہر ایک مثلہ کو ابن جوزی نے اسپر اعتراض
کیا کہ نسخ کا دعوی محتاج ہے ثبوت تاریخ کا مین کہتا ہون تاریخ کا ثبوت اوس سے ہوتا ہے جو امام بخاری نے جہاد
مین روایت کی ابو ہریرہ سے کہ انگارون سے عذاب دیا جاوے اور پہلی اجازت دی تہی اور عرینہ والون کا قصہ ابو ہریرہ کے
اسلام سے پہلے کا ہے اور ابو ہریرہ موجود تہے اجازت اور ممانعت کیوقت اور قتادہ نے ابن سیرین سے نقل کیا
کہ یہ قصہ اوس وقت کا ہی جب حدین نہین اوتری تہین اور موسی بن عقبہ نے مغازی مین کہا کہ لوگون نے کہا ہی کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکے بعد مثلہ سے منع کیا اوس آیت کی وجہ سے جو سورہ مائدہ کی اوتری اور اسیطرف میل کیا
ہے امام بخاری نے اور امام الحرمین نے امام شافعی سے ایسا ہی نقل کیا ہی اور قاضی عیاض نے کہا کہ پانی ندینے کی وجہ
بیان کرنا مشکل ہے کیونکہ جو شخص کہ واجب القتل ہو اوسکو بہی پانی پینے سے نہ روکنا چاہیے اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نہین دیا تہا کہ اون کو پانی ندیوین اور یہ جواب ضعیف ہے کس لیے کہ آپ کو اس امر کی اطلاع
ہوئی ہوگی اور جب آپنے اوسپر سکوت کیا تو حکم کے لیے کافی ہے اور نووی نے اسکا جواب یون دیا ہے کہ جو شخص مرتد
حربی ہو اوسکو پانی پلانے کی ضرورت نہین اور یہی حکم ہے اگر کسی کے پاس صرف طہارت کے لائق پانی ہو تو
اوسکو جائز نہین کہ مرتد کو پلا دیوے اور تیمم کرے بلکہ اپنی طہارت مین صرف کرے گو وہ مرتد پیاس کے مارے مرجاوے

اور خطابی نے کہا کہ آپنے ان کو پانی نہ دیا کس لیے کہ آپ کو انکا مرجانا منظور تہا اور بعضوں نے کہا پانی نہ دینے مین یہ حکمت تہی کہ
اونہون نے دودہ کی نعمت کا حق ادا نہ کیا جس کی وجہ سے انکی بیماری گئی جان بچی اور حضرت نے بد دعا کی ہے پیاس کی اوس کے
لیے جو پیاسا رکہی آپکے اہل بیت کو یہ امام نسائی نے نکالا تو احتمال ہے کہ ان لوگون نے اوس رات کو وہ دودہ نہ بہیجا ہو جو
روز حضرت کے پاس آیا کرتا تہا اور حضرت کے اہل بیت پیاسے رہے ہون جیسے ابن سعد نے کہا واللہ اعلم (مترجم) مصنف کہتا ہے
اللہ تعالی نے مجھے الہام کیا کہ مثلہ سے ممانعت خاص تہی امت کے لیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان لوگون کے
ساتہہ کیا وہ بامر الٰہی تہا اور انکی سزا یہی تہی جو شخص ایسے دین سے پہر جاوے اور اللہ کے رسول کو دہوکا دیوے اور فریب سے مسلمانون
کا خون کرے اون کی آنکہین سلائی سے پہوڑ احسان فراموش کرے ناشکری اور دغا بازی کرے اوسکو جتنی سزا دیجاوے وہ
کم ہے دوسرے یہ کہ عرب کے ملک مین اوسوقت لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم تہا پس سیاستا اس سنگین جرم کو روکنے کے
لیے اور ہزارہا بندگان الٰہی کی جان و مال بچانے کے لیے ایسی ہی سخت سزا دینا حکمت اور دانائی تہی اور جو شخص
ایسی باتون کو ایسے بدمعاشون کے حق مین بیرحمی سمجہے وہ احمق ہے بقول سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بیت

نکوئی با بدان کردن چنان ست ۔ کہ بد کردن بجاے نیک مردان

قسطلانی نے کہا مؤلف نے یہ حدیث کو محاربین اور جہاد اور تفسیر اور مغازی اور دیات مین نکالا اور مسلم نے حدود مین اور
ابو داؤد نے طہارت مین اور نسائی نے محاربہ مین ف ابو قلابہ نے کہا جو یہ حدیث کا راوی ہے کہ ان لوگون نے
چوری کی اور خون کیا اور ایمان لانیکے بعد کافر ہوگئے اور اللہ اور اوسکے رسول سے لڑے ف حافظ نے کہا اس حدیث سے
اور کئی فائدے نکلے قاصدون کا آنا امام کے پاس امام کو اون کے فائدون پر نظر کرنا علاج اور دوا کرنا مشروع ہونا اونٹ کے
موت اور دودہ سے دوا کرنا ہر بدن کا علاج اوسکی عادتی دوا سے کرنا ایک کے بدلے جماعت کو قتل کرنا خواہ لڑائی
مین مارین یا دغا سے قصاص مین مماثلت کرنا اور ایسی مماثلت کا مثلہ نہ ہونا جیسے دوسری روایت مین ہے کہ آپ نے
ایک یہودی کا سر کچلا دو پتہرون مین صحرا اور قریہ مین غارتگری کا حکم جاری ہونا مسافرون کو صدقہ کے اونٹ کا
دودہ پینا جائز ہونا باذن امام قائف کے قول پر عمل کرنا اور عرب کو قیافہ مین بڑا دخل ہے واللہ اعلم حَدَّثَنَا
اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ
اَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم ابن ابی ایاس نے اونہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے شعبہ ابن حجاج نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو ابو التیاح یزید بن حمید نے انہون نے روایت کی انس ابن
مالک سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے بننے سے پہلے بکریون کے تہانون مین اجہان

وہ بکثرت ہوتی ہین انمین نماز پڑہا کرتے تہے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے حجت لی ہے اوسنے جو بکریون کے پیشاب اور گوہ کو پاک
کہتا ہے کیونکہ تہان بکریون کا خالی نہین ہوتا ان دونون چیزون سے اور مخالف نے یہ جواب دیا ہے کہ شاید کپڑا وغیرہ بچہا کر نماز
پڑہی ہو اور اسکو رد کیا ہے اسطرح کہ اوس زمانے مین زمین پر کچہ بچہا کر نماز پڑہنے کی عادت نہ تہی پہر اسکا جواب دیا ہے کہ یہ
شہادت ہے نفی پر اور صحیحین مین انس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی بوریا پر جو اون کے گہر مین تہا
اور حضرت عائشہ سے صحیح ہوا کہ وہ سجدہ گاہ پر نماز پڑہتین اور ابن حزم نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے کس لیے کہ مسجد بننے
سے پہلے کا واقعہ ہے شروع ہجرت کا اور حضرت عائشہ سے صحیح ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم کیا گہرون مین مسجدین
بنانے کا اور اون کو پاک اور صاف رکہنے کا روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ
وغیرہ نے اور ابو داؤد نے سمرہ سے ایسا ہی روایت کیا اوس مین اتنا زیادہ ہے کہ حکم کیا کہ ہم پاک رکہین انکو ابن حزم نے
کہا یہ حدیثین مسجد بننے کے بعد کی ہین حافظ نے کہا ابن حزم نے جو نسخ کا دعوی کیا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ امر
جائز تہا پہر منع ہوا حالانکہ منع ثابت نہین بلکہ صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ سے منقول ہے کہ آپنے اجازت دی بکریون کے تہانون
مین نماز پڑہنے کی البتہ حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ بکریون کے تہان پاک ہین کیونکہ اسی حدیث مین اونٹون کے تہان مین
نماز پڑہنے کی ممانعت ہے پس اگر اجازت طہارت کو مستلزم ہو تو ممانعت نجاست کو مستلزم ہوگی اور اس فرق کا کوئی
قائل نہین ہوا تو معلوم ہوا کہ اجازت اور ممانعت طہارت اور نجاست کی وجہ سے نہین ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ بکریان
جنت کے جانور ہین اور اونٹ شیاطین سے مخلوق ہین انتہے کلام الحافظ قسطلانی نے کہا مؤلف اس حدیث کو صلوٰۃ
مین اور امام مسلم نے نکالا اور ترمذی اور نسائی نے علم مین انتہے **بَابُ مَا يَقَعُ مِنَ النَّجَاسَاتِ فِي السَّمْنِ**
وَالْمَاءِ گہی اور پانی مین نجاست پڑجاوے اوسکا بیان **ف** یعنی پانی مین نجاست پڑنے سے پانی نجس ہوتا ہے یا نہین
ہوتا جبتک اوسکا کوئی وصف نہ بدلے **وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَأْسَ بِالْمَاءِ مَا لَمْ يُغَيِّرْهُ طَعْمٌ أَوْ رِيحٌ أَوْ لَوْنٌ** ابن
شہاب زہری نے کہا کچہ قباحت نہین پانی مین جبتک اوسکو بدل دے کوئی مزہ یا بو یا رنگ **ف** یعنی جس پانی
مین نجاست پڑجاوے اسکا استعمال طہارت کے لیے درست ہے جبتک نجاست کی وجہ سے پانی کا مزہ یا رنگ یا بو بدل نہ جاوے
اگر ان مین سے کسی امر مین فرق آجاوے تو وہ پانی نجس ہے اس اثر کو ابن وہب نے اپنی جامع مین وصل کیا یونس سے اونہون نے
زہری سے اور بیہقی نے ایسا ہی روایت کیا ابی عمرو اوزاعی سے اونہون نے زہری سے حافظ نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ
قلیل اور کثیر پانی مین کچہ فرق نہین ہے اور نجاست کا اثر اسیوقت ہوگا جب پانی کا کوئی وصف بدل جاوے اور
زہری کے اس مذہب کی طرف علما کی کئی جماعتین گئی ہین اور ابو عبید نے کتاب الطہور مین اسپر اعتراض کیا ہے

کتاب الطہارت وضو کا بیان

کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک کوزہ بھر پانی مین پیشاب کر دیوے اور اسکا وصف نہ بدلے تو اس سے وضو جائز ہے اور تحقیق معلوم ہوتا ہے اس حجم کہتا ہی ابو عبید کا اعتراض لغو ہے کس لیے کہ اگر کوزے بھر پانی مین کوئی شخص بہت سا پیشاب ڈالدیگا تو ضرور اسکا کوئی نہ کوئی وصف بدل جاویگا اور اگر ایک قطرہ پیشاب کا اوس مین پڑجاوے یا زیادہ اتنا کہ پانیکا کوئی وصف نہ بدلے تو اسکے پاک رہنے مین کیا قباحت ہی کیونکہ جو لوگ پانی کی تحدید کرتے ہین بقدر کر یا قلتین یا دہ در دہ انکے مذہب پر بھی یہی اعتراض ہوتا ہے جس صورت مین کوئی ایک گھڑا پیشاب کا اوس مین ملاوے اور وصف نہ بدلے تو عقل سلیم کے نزدیک وہی نسبت قائم ہوگی جو ایک قطرے یا دو قطرے کو ایک کوزے سے ہے اور تعجب ہے حافظ ابن حجر سے کہ اونہون نے ابو عبید کی اس لغو اعتراض پر سکوت کیا اور اپنے مذہب کی رعایت سے اس اعتراض کو تسلیم کر لیا اور اسکے بعد تائید کی گئی ہے قلتین کے مذہب کی اور امام بخاری نے قلتین کیحدیث کو نہین نکالا اسوجہ سے کہ اوسکی اسناد مین اختلاف ہی لیکن راوی اوسکے ثقہ ہین اور صحیح کہا اوسکو ایک جماعت نے اماموں کے مگر قلتین کی مقدار مین اختلاف ہے امام شافعی نے اسکا مقدار پانچ مشکین کہی ہین حجاز کی مشکون سے احتیاطاً اور خاص کیا ہے قلتین کیحدیث سے ابن عباس کی اسحدیث کو کہ پانی پاک ہی اوسکو نجس نہین کرتی کوئی چیز اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اوسکو چارون عالمون اور ابن خزیمہ وغیرہم نے اور اسکی زیادہ گفتگو آگے کے باب مین آویگی اور زہری نے کہا جو اس مضمون کی ایک مرفوع حدیث بھی مروی ہی امام شافعی نے کہا اہلحدیث ایسی روایت کو ثابت نہین کرتے لیکن جب پانی کا کوئی وصف نجاست کیوجہ سے بدل جاوے تو اوسکے نجس ہونے مین کسیکا اختلاف نہین جانتا اور اس حدیث کو جسکی طرف امام شافعی نے اشارہ کیا ابن ماجہ نے نکالا ابو امامہ سے اور اسکا اسناد ضعیف ہے اس مین اضطراب بھی ہی انتہےٰ ما فی فتح الباری قسطلانی نے کہا شافعی اور احمد کا عمل قلتین کیحدیث پر ہی تو جو پانی قلتین سے کم ہوگا وہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا گو اسکا کوئی وصف نہ بدلے کیونکہ اسحدیث کا مفہوم یہی ہے جب پانی دو قلہ ہو تو وہ ناپاکی کو نہ اٹھاویگا صحیح کہا اوسکو ابن حبان وغیرہ نے اور ابو داؤد کی ایک روایت مین یہ ہی کہ وہ نجس نہ ہوگا اسکا اسناد صحیح ہی تو ناپاکی نہ اٹھانیکا یہ معنی ہے کہ نجاست کو دفع کر دیگا اور قبول نہ کریگا اور حنفیہ کا یہ قول ہی کہ جب پانی مین نجاست پڑجاوے تو وہ نجس ہو جاویگا مگر جب اتنا بہت ہو کہ ایک جانب کے ہلانے سے دوسرا جانب نہ ہلے اور مالکیہ کا یہ قول ہے کہ پانی کی کوئی حد نہین ہی جیسے زہری نے کہا لیکن جب اوسکا کوئی وصف بدل جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا قلیل ہو یا کثیر لیکن یہ ضرور ہی کہ یہ وصف نجاست کی وجہ سے بدلے اور جو کسی پاک چیز سے بدلے تو جب تک اوسکو پانی کہین تو اوس سے طہارت روا ہے ورنہ روا نہین انتہےٰ مختصراً امام شوکانی نے نیل مین کہا کہ پانی کا جب کوئی وصف

نجاست سے بدل جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا بالاجماع اور وہ جو ایک روایت مین یہ استثنا مرفوعًا آیا ہے کہ پانی پاک ہے اوس
کو نجس نہین کرتی کوئی چیز مگر جو غالب ہو اوسکی بو اور مزے اور رنگ پر تو یہ روایت ضعیف ہے جیسے آگے ہم اوسکو بیان
کرینگے اس صورت مین جب کوئی وصف نجاست سے بدل جاوے تو اوسکا نجس ہونا اجماع سے ثابت کرینگے اوس روایت سے
اب اختلاف اوس پانی مین ہے جس مین نجاست پڑے اور اسکا وصف بدلے تو ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ وہ نجس نہین ہوتا
اگرچہ قلیل ہو اور یہی قول ہے ابن عباس اور ابو ہریرہ اور حسن بصری اور ابن مسیب اور عکرمہ اور ابن ابی لیلی اور ثوری
اور داؤد ظاہری اور نخعی اور جابر بن زید اور امام مالک اور امام غزالی کا اور اہل بیت مین سے قاسم اور امام یحیی کا اور
ابن عمر اور مجاہد اور شافعیہ اور حنفیہ اور احمد بن حنبل اور اسحاق کا اور اہل بیت مین سے ہادی اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور
ناصر کا یہ قول ہے کہ قلیل پانی نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا اگرچہ اوسکا کوئی وصف نہ بدلے کیونکہ اللہ تعالی نے
فرمایا والرجز فاہجر یعنے پلیدی چھوڑ اور حدیث مین ہے کہ جب کوئی تم مین سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے جب تک
اوسکو دھو نہ لیوے اور حدیث مین ہے کہ جب کتا تم مین سے کسی کے برتن مین منہ ڈال دیوے تو اوسکو دھوے سات بار اور حدیث مین
ہے کوئی تم مین سے ٹھہرے ہوئے پانی مین پیشاب نہ کرے اور حدیث مین ہے کہ جب پانی دو قلے ہو تو وہ نجس نہ ہوگا اور حدیث
مین ہے کہ پوچھ اپنے دل سے اگرچہ تجھکو فتوی دیوین مفتی روایت کیا اسکو احمد اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابو نعیم
نے مرفوعًا اور حدیث مین ہے کہ چھوڑ دے اوس بات کو جو شک مین ڈالے تجھکو اوس بات کی طرف کے لیے جو شک
مین نہ ڈالے تجھکو روایت کیا اوسکو نسائی اور امام احمد نے اور صحیح کہا اوسکو ابن حبان اور حاکم اور ترمذی نے امام
حسن بن علی سے ان لوگون نے کہا یہ حدیث کہ پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی خاص ہے ان دلیلون سے اب
اختلاف کیا ہے ان لوگون نے قلیل پانی کی حد مین بعض یہ کہتے ہین قلیل وہ پانی ہے جس کے استعمال سے نجاست
کے استعمال کا گمان ہو اور اسی طرف گئے ہین ابو حنیفہ اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور بعضون نے کہا ہے قلیل پانی
وہ ہے جو قلتین سے کم ہو اور یہی مذہب ہے شافعی اور اون کے اصحاب کا اور ناصر اور منصور باللہ کا اور یہ وہ مسئلہ ہے جسمین
صواب کو کم لوگون نے پایا ہے اور ہم نے اوسکو تحقیق کیا ہے طیب النشر علی مسائل النشر مین مختصر جسکا یہ ہے
تو پانی کے باب مین مشہور یہی تین مذہب ہین اور ہمارے نزدیک حق پہلا مذہب ہے جسکو امام بخاری نے زہری سے
نقل کیا اور جسکو امام غزالی نے اختیار کیا اور امام مالک نے اب اوس کے دلائل ہم لکھتے ہین یہ باقی دو نون مذہبون
کے دلائل کو لکھکر اور اون کے جوابات دینگے پہلی دلیل حدیث ہے ابو سعید خدری کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے عرض کیا گیا کیا وضو کرین ہم بضاعہ کے کنوے سے اور اس کنوے مین حیض کے لتے اور کتون کے

گوشت اور بدبودار چیزین ڈالی جاتی ہین آپنے فرمایا کہ پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی روایت کیا اوسکو
امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور شافعی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور طحاوی نے ترمذی نے کہا
یہ حدیث حسن ہے اور امام احمد نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ایک روایت مین احمد اور ابو داؤد کے یہ ہے کہ آپکے پینے کے
لیے پانی لایا جاتا ہے بضاعہ کے کنوے سے (بضاعہ نام ہے ایک قبیلہ کا بنی ساعدہ مین سے اون کیطرف یہ کنوان
منسوب تہا) اور اس کنوے مین عورتون کے حیض کے لتے اور کتون کے گوشت اور آدمیون کے گوہ ڈالے جاتے ہین (جو
بہکر اوس مین گرتے ہون گے یا ہوا سے یا منافق ڈالدیتے ہون گے) آپنے فرمایا بیشک پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز
نجس نہین کرتی امام طحاوی کی روایت مین ہے وہ ایسا کنوان ہے جسمین لوگون کا گوہ اور عورتون کے حیض کے لتے اور کتون
کا گوشت پہینکا جاتا ہے دوسری روایت مین ہے طحاوی کے ابو سعید سے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا آپ
وضو کر رہے تہے بضاعہ کے کنوے سے مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا وضو کرتے ہین اوس سے اور اسمین ڈالیجاتی
ہین بدبودار چیزین جو ڈالی جاتی ہین آپنے فرمایا پانیکو کوئی چیز نجس نہین کرتی تیسری روایت مین ہے طحاوی کی محمد
بن ابی یحیی اسلمی سے اونہون نے اپنی مان سے انہون نے کہا ہم سہل بن سعد کے پاس گئے چار عورتون مین اونہون نے کہا اگر
مین تمکو پلاؤن بضاعہ کے کنوے کا پانی تو تم برا جانوگے اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا ہے اسکا پانی
اپنے ہاتہ سے چوتہی روایت مین ہے طحاوی کے جابر یا ابو سعید سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ تہے سفر مین پہر
ہم پہونچے ایک گڈہے پانی کے اوس مین مردار پڑا تہا ہم رکے اوس سے اور لوگ بہی رکے (اسکا پانی لینے سے)
یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا کیا ہوا تمکو پانی نہین پیتے انہون نے عرض کیا یا رسول
اللہ اسمین یہ مردار پڑا ہے آپنے فرمایا پیو کیونکہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی پہر ہمنے پیا اور سیر ہوئے ابو داؤد
نے کہا مینے بضاعہ کے کنوے کو ناپا اپنی چادر سے تو مینے چادر اپنی کو اوس پر پہیلایا پہر ہاتہون سے اوسکو ناپا تو عرض اسکا
چہہ ہاتہ تہا اور مینے اوس شخص سے پوچہا جس نے میرے لیے باغ کا دروازہ کہولا تہا اور اندر لیگیا تہا کیا اسکی
بناء کچہہ بدل گئی ہے قدیم حالت سے اوس نے کہا نہین اور مینے اوس مین رنگ بدلا ہوا پانی دیکہا اور صحیح کہا ابو سعید
کی حدیث کو یحیی بن معین اور ابن حزم اور حاکم نے اور جید کہا اوس کو ابو اسامہ نے اور ابن جوزی نے جو نقل
کیا دارقطنی سے کہ اونہون نے کہا یہ حدیث ثابت نہین ہے تو حافظ نے تلخیص مین کہا کہ ہم نے یہ قول دارقطنی کا نہین
پایا نہ علل مین نہ سنن مین زیلعی نے کہا ابن قطان نے کتاب الوہم والایہام مین اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ اسکی
اسناد مین اختلاف ہے بعض لوگ عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع کہتے ہین اور بعض عبد اللہ بن عبد اللہ بن رافع اور

اور بعض عبید اللہ بن عبد الرحمن بن رافع اور بعض عبید اللہ اور بعض عبد الرحمان بن رافع تو اوس مین پانچ قول ہین اور جو کچھ ہو اس شخص کا
حال اور صحیح نام معلوم نہین ہوتا لیکن سہل حدیث کا ایک اسناد صحیح ہی سہل بن سعد سی قاسم بن اصبغ نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے محمد بن وضاح نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سی ابو علی عبد الصمد بن ابی سکینہ نے اونہون نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے سہل بن سعد سی اونہون نے کہا
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ وضو کرتے ہین بضاعہ کے کنوی سے اور اوس مین وہ چیزین ہین جو نجس کرتی ہین
لوگون کو اور حیض کے لتے اور ناپاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی قاسم نے کہا
یہ حدیث عمدہ ہے سب حدیثون سی بیر بضاعہ کی باب مین انتہے اور مغلطی کی امام شوکانی نے جو کہا کہ ابن القطان نے
اس حدیث کو روایت کیا ابو سعید سی بلکہ اونہون نے روایت کیا سہل بن سعد سی جیسے کہا زیلعی اور حافظ ابن حجر نے
اور امام بیہقی نے اپنی سنن مین اس حدیث کی اختلاف کو بیان کیا اور طول کیا پہر نکالا حاتم بن اسمعیل سے اونہون
نے محمد بن ابی یحیی سے اونہون نے اپنی مان سی جیسے گذرا امام طحاوی کی روایت سی بیہقی نے کہا یہ اسناد حسن ہے
اور موصول ہے اور جواب دیا حنفیہ کیطرف سی صاحب ہدایہ نے کہ بیر بضاعہ کا پانی باغون مین جاری تہا اور نقل کیا
اوسکو طحاوی نے احمد بن ابی عمران سی اونہون نے ابو عبد اللہ محمد بن شجاع ثلجی سے اونہون نے واقدی سی حافظ نے کہا یہ
قول مردود ہی اور یہ اسناد نہایت ضعیف ہے اور اگر یہ روایت صحیح ہو تب بہی اس سے مطلب ثابت نہین ہوتا کیونکہ
احتمال ہے کہ اوس کنوے کا پانی سینچکر باغون مین جاتا ہو اور اگر یہ کنوان خود نہر ہوتا تو اوسکو نہر کہتے نہ کنوان
زیلعی نے کہا طحاوی کی سند ضعیف ہے اور مرسل ہے اور اس سے یہ دعوی ثابت نہین ہوتا کہ بیر بضاعہ کا پانی جاری
تہا امام بیہقی نے کتاب المعرفہ مین کہا کہ طحاوی نے گمان کیا کہ بیر بضاعہ کا پانی جاری تہا نہ تہا ہوا اور وہ رستہ
تہا باغون کیطرف اور اوسکو نقل کیا اونہون نے واقدی سی اور واقدی کی سند روایت حجت نہین ہے نہ کہ مرسل اور
بیر بضاعہ کا حال مشہور ہے حجاز کے لوگون مین برخلاف اسکے جو طحاوی نے نقل کیا انتہے اور رد کرتا ہے صاحب
ہدایہ اور طحاوی کے قول کو ابو داؤد کا کہنا سنن مین کہ مین نے بیر بضاعہ کو ناپا اوسکا عرض چھ ہاتھ تہا اور قتیبہ
نے نقل کیا اوس کنوی والے سے کہ بہت سے بہت پانی اوس مین ناف کے نیچے جانے تک رہتا تہا اور جب کم ہوتا
تہا تو عورت تک رہتا زیلعی نے کہا جس نے بیر بضاعہ کی حدیث کو نسبت دی ابن ماجہ کیطرف اوس نے غلطی کی +
مترجم کہتا ہی یہ غلطی امام شوکانی سے بہی ہوئی نیل مین اور یہ حدیث سنن ابن ماجہ مین نہین ہی - امام شوکانی نے
کہا ابن منده نے کہا ابو سعید کی حدیث کا اسناد مشہور ہے امام طحاوی نے کہا حنفیہ کیطرف سے کہ بیر بضاعہ مین اتنی

نجاستین پڑتی نہین تو محال ہے کہ اوسکا وصف بدلا ہو کیونکہ جس کنوی مین اس سے کم نجاستین پڑین اوسکے پانی کا رنگ
اور مزہ بدل جاتا ہے باوجود اس کے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا پانی جائز رکہا تو شاید مراد حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی اوس پانی سے ہوگی جو نجاست دور کرنے کے بعد کنوی مین آوے اور آپنے جو فرمایا کہ پانی نجس نہین ہوتا
اوسکا مقصد یہ ہے کہ وہ پانی جو نجاست نکال ڈالنے کے بعد آوے نہ وہ پانی جس مین نجاست ملی ہووی اور نظیر اسکی یہ ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن نجس نہین ہوتا اور ایک روایت مین ہے کہ زمین نجس نہین ہوتی اور ان دونون
قولون سے ظاہری معنی مراد نہین ہین کیونکہ مومن نجس ہو جاتا ہے نجاست لگنے سے اسیطرح زمین نجس ہوجاتی ہے نجاست
گرنے سے ورنہ آپ پانی کیون ڈلواتے اوسجگہہ پر جہان اعرابی نے پیشاب کر دیا تہا پہر نقل کیا ان حدیثون کو انکے
اسنادون کے ساتہہ اور طول کیا اور یہ تقریر امام طحاوی کی فاسد اور صریح البطلان ہے کیونکہ جب کنوان چہہ ہاتہہ کا
عریض ہو اور اوس مین پانی زیادہ ہو تو چار حیض کے لتے یا تہوڑی نجاست پڑنے سے اوسکے پانی کا وصف نہین
بدلتا علی الخصوص اس کنوی کے پانی کا جس کا پانی روز صرف ہوتا ہو اوس مین تو تازہ پانی رچتا جاتا ہے اور اگر مراد
حضرت کی یہ ہوتی جو امام طحاوی نے سمجہی ہے تو صاحب ہدایہ کو اس تاویل کی کیا ضرورت تہی کہ بیر بضاعہ کا پانی جاری
تہا اور تعجب ہے کہ امام طحاوی اپنے مذہب کی تائید مین حدیث کے ایسے معنے کرتے ہین جو بالکل ظاہر متبادر کے
خلاف ہے اب جو نظیر انہون نے بیان کی کہ مومن نجس نہین ہوتا وہان دوسرا معنے سمجہنے کا ایک قرینہ ہے وہ یہ کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اوسوقت فرمائی جب آپنے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرنا چاہا اونہون نے ہاتہہ
کہینچ لیا اور کہا مین جنب ہون آپنے فرمایا سبحان اللہ مسلمان نجس نہین ہوتا تو ظاہر ہے کہ مراد آپ کی یہ تہی کہ جنابت
نجاست حکمی ہے نہ عینی پس جنب سے ہاتہہ ملانا جائز ہوا اور اسکا ہاتہہ پاک ہے اسیطرح یہ حدیث کہ زمین نجس نہین
ہوتی اول تو اس لفظ سے منقول نہین دوسری حدیث اوسوقت فرمائی جب ثقیف کے قاصدون کو آپنے مسجد
مین اتارا اور صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ نجس ہین آپنے فرمایا انکی نجاستون مین سے زمین پر کچہ نہین ہے
بلکہ اونکے دلون مین ہے اس سے بہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مراد آپ کی یہ تہی کہ ان کافرون کے دلون مین نجاست
ہے یعنے نجاست اعتقادی ان مین ہے نہ نجاست ظاہری پس اونکے اوترنے سے زمین کیون نجس ہونے لگی اور بیر بضاعہ
کی حدیث مین کوئی قرینہ ایسا نہین جو ظاہری معنی کو پہیر دیوے بلکہ اوسکے خلاف قرائن موجود ہین واللہ اعلم **دوسری**
حدیث جابر کی جسکو نکالا ابن ماجہ نے اپنی سنن مین کہ ہم پہونچے ایک گڈہے پر دیکہا تو اوس مین ایک مردہ گدہا
پڑا ہے ہم اوسکا پانی لینے سے باز رہے یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچے اور فرمایا پانی کو کوئی چیز

نجس نہین کرتی ہے تو ہمنے پانی پیا اور جانورون کو پلایا اور اٹھا لیا شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین ابو سفیان ہے
طریف بن شہاب اور وہ ضعیف ہے متروک ہے صحیح کہتا ہو علاوہ اوسکی شریک بن عبد اللہ نخعی ہے اور وہ کثیر الغلط
ہے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اسی سند سے اور شک کیا جابر سے یا ابو سعید سے اور اس مین
گرہی کا لفظ نہین ہے اور یہ روایت اوپر گذر چکی تیسری حدیث ابن عباس کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین تیسری قسم کے ۱۰۱ قسم مین عکرمہ
سے اونہون نے ابن عباس سے شوکانی نے کہا روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابن خزیمہ نے اور سکوت کیا اوس سے
شوکانی اور زیلعی نے ابن حبان نے کہا یہ حدیث مخصوص ہے قلتین کی حدیث سے اور دونون حدیثین مخصوص ہین
اجماع سے کیونکہ اجماع ہے اسپر کہ نجاست سے جو پانی متغیر ہو جاوے وہ نجس ہے قلیل ہو یا کثیر چوتھی حدیث سہل
بن سعد کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی اور سکوت کیا اوس سے حافظ اور زیلعی
اور شوکانی نے پانچوین حدیث حضرت عائشہ کی اوسکو نکالا طبرانی نے اوسط مین اور ابو یعلی اور بزار اور ابن السکن
نے اپنی اپنی صحیحون مین اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے دوسری صحیح طریق سے لیکن وہ موقوف ہے چھٹی حدیث
ابو امامہ کی روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے سنن مین رشدین بن سعد سے اونہون نے معاویہ بن صالح سے اونہون نے راشد بن
سعد سے اونہون نے ابو امامہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک پانی پاک ہے نہین نجس کرتی اوسکو کوئی چیز
مگر جو غالب ہو جاوے اوسکی بو اور مزے اور رنگ پر زیلعی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ رشدین بن سعد کو مجروح
کیا نسائی اور ابن حبان اور ابو حاتم نے اور معاویہ بن صالح کو ابو حاتم نے کہا اوس سے حجت نلی جاویگی اور روایت
کیا اوسکو طبرانی نے اپنی معجم مین اور بیہقی اور دار قطنی نے اپنی اپنی سنن مین اور رنگ کا ذکر نہین کیا دار قطنی
نے کہا نہین رفع کیا اوسکو مگر رشدین بن سعد نے اور وہ قوی نہین ہے اور اعتراض کیا اوسپر شیخ تقی الدین نے
امام مین اونہون نے کہا یہ حدیث دو طریقون سے مرفوع ہے سوا رشدین بن سعد کے طریقے کے اون دونون طریقون
کو بیہقی نے نکالا ایک تو عطیہ بن بقیہ بن ولید سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ثور بن یزید سے اونہون نے راشد بن سعد سے
اونہون نے ابو امامہ سے اونہون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ پانی پاک ہے مگر یہ کہ بدل جاوے اوسکی بو
یا مزہ یا رنگ کسی نجاست کی وجہ سے جو اوس مین پڑجاوے دوسرا حفص بن عمر سے اونہون نے ثور بن یزید سے اونہون
نے راشد بن سعد سے اونہون نے ابو امامہ سے مرفوعًا کہ پانی نجس نہین ہوتا مگر جو بدل دیوے اوسکے مزے یا بو کو بیہقی نے
کہا یہ حدیث قوی نہین ہے اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف مین اور دار قطنی نے سنن مین احوص بن

حلیم سے اوس نے راشد بن سعد سے اوس نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور احوص مین گفتگو ہے شوکانی
نے کہا روایت کیا طحاوی نے اسیطرح مرسلاً اور ابو حاتم نے کہا حدیث کا ارسال صحیح ہے اور شافعی نے کہا کہ یہ حدیث ایسی چیز کو ثابت نہین
کرتا اور دارقطنی نے کہا یہ حدیث ثابت نہین ہے اور نووی نے کہا کہ اتفاق کیا محدثین نے اوسکی تضعیف پر اور بدر منیر مین ہے کہ یہہ
استثنا ضعیف ہے تو حجت لینا چاہیے اجماع سے ساتوین حدیث ثوبان کی دارقطنی نے نکالی اپنی سنن مین
معاویہ بن صالح سے اوس نے رشدین بن سعد سے اوس نے ثوبان سے اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
آپ نے پانی پاک کرنے والا ہے مگر جسکی بو یا مزے پر کچھ غالب ہو جاوے زیلعی نے کہا اسکی سند ضعیف ہے شوکانی نے
کہا اس کے اسناد مین رشدین بن سعد ہے اور وہ متروک ہے آٹھوین حدیث ابو ثعلبہ کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اہل کتاب کے برتنون مین اگر تم دوسرے برتن پاؤ تو اون مین نہ کھاؤ اور جو نہ پاؤ تو اون کو دھو لو اور اون مین کھاؤ۔
یہ حدیث صحیحین مین ہے اس سے یون دلیل لی ہے کہ ابو ثعلبہ نے کہا ہم اہل کتاب کے ملک مین ہین تو ظاہر ہے کہ وہان
پانی بھی اہل کتاب لاتے ہون گے اور اوس مین اونکا ہاتھ لگتا ہوگا تو آپ نے اس پانی کو نجس نہ کہا حالانکہ برتن
کو نجس فرمایا اور اسکی بحث اوپر گذر چکی نوین حدیث عمران بن حصین کی وہ آگے اس کتاب مین آویگی کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرکہ عورت کی مشکون سے پانی لیا حالانکہ مشرکہ کا ہاتہہ نجاست سے خالی نہین ہوتا اور وہ
اوس پانی مین لگا تھا شیخ تقی الدین نے کہا بعضون نے ابو ثعلبہ کی اور عمران کی دونون حدیثون سے ملا کر حجت لی
ہے اس باب مین اسطرح سے کہ پہلی حدیث سے کافرون کے برتنون کی نجاست نکلتی ہے اور دوسری حدیث سے مشرکہ عورت
کے پانی کی پاکی نکلتی ہے تو معلوم ہوا کہ خفیف نجاست پڑنے سے جب تک پانی کا وصف نہ بدلے پانی نجس نہین ہوتا
اب جو لوگ قلیل پانی کی تحدید کرتے ہین قلتین سے اونکی دلیل وہ حدیث ہے جو اصحاب سنن اربعہ اور ابن حبان اور
حاکم اور طحاوی اور احمد اور شافعی اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی نے نکالی عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا
مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ پوچھے جاتے تھے اوس پانی سے جو جنگل مین ہوتا ہے اور جس کے
اوپر باری باری درندے اور جانور آتے ہین پانی پینے کو تو آپ نے فرمایا جب پانی دو قلہ ہو تو وہ نجاست نہ اٹھاویگا
اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی نکالا اسکو ابن حبان اور ابن ماجہ اور احمد نے اور طحاوی
کی ایک روایت مین یہ ہے وہ نجس نہ ہوگا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور اونہون نے حجت لی ہے
اس حدیث کے سب راویون سے ابن مندہ نے کہا اس حدیث کا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے ابن عبد البر نے تمہید مین کہا
کہ امام شافعی جو قلتین کی حدیث کیطرف گئے ہین یہ مذہب ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث مین کلام کیا ہے ایک

جماعت نے اہل علم نے دوسری یہ کہ قلتین کے مقدار پر کوئی حدیث جو ثابت ہو یا اجماع نہیں ہے اور مستند کار میں کہا کہ یہ
حدیث معلول ہے اوسکو رد کیا اسماعیل قاضی نے اور کلام کیا اوس میں امام طحاوی نے کہا امام نے قلتین کی حدیث پر
عمل نہ کیا کیونکہ قلتین کا مقدار ثابت نہیں ہوا حافظ نے کہا کہ دارقطنی نے اس حدیث کے طریقے بیان کرنے میں طول
کیا اور ابن دقیق العید نے امام میں اسپر عمدہ گفتگو کی ہے زیلعی نے کہا اونہوں نے اس کتاب میں اس حدیث کے تمام
طریقوں اور روایات اور اختلاف الفاظ کو جمع کیا ہے اور بہت طول کیا ہے جسکا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ یہ حدیث
انکے نزدیک ضعیف ہے اسیواسطے اونہوں نے اپنی کتاب الامام میں اس حدیث کو بیان نہ کیا حالانکہ بسبب حاجت تھی اسکو
بیان کرنے کی اور میں انکے کلام کا خلاصہ بیان کرتا ہوں اور جو کچھ اس حدیث میں لفظاً اور معنےً اضطراب ہے اوسکو ذکر
کرتا ہوں لیکن اضطراب لفظی تو وہ اسناد اور متن دونوں میں ہے اسناد میں اسطرح سے کہ یہ حدیث تین راویوں سے
منقول ہے پہلی روایت ولید بن کثیر کی نکالا اوسکو ابوداود نے محمد بن علا سے اور اونہوں نے ابواسامہ حماد بن اسامہ
اونہوں نے ولید سے اور اونہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اور اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے اپنے باپ سے کہ پوچھے گئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے اور جسپر بار بار جانور اور درندے آتے ہیں آپ نے فرمایا جب پانی دو گھڑا
ہو تو وہ نجاست نہ اوٹھاویگا اور اس حدیث کو ابواسامہ سے اسی طرح یعنے ولید سے انہوں نے محمد بن جعفر سے اونہوں نے عبید اللہ
بن عبد اللہ سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے اون میں سے ہیں اسحاق بن راہویہ اور احمد بن جعفر وکیعی اور ابوبکر بن ابی شیبہ
اور ابوعبیدہ بن ابی السفر اور محمد بن عبادہ اور حاجب بن سلیمان اور ہناد بن السری اور حسین بن الحریث نے اور
روایت کی گئی ہے ابواسامہ سے اونہوں نے ولید سے اونہوں نے محمد بن عباد بن جعفر سے یہ ابومسعود رازی حافظ اور
عثمان بن ابی شیبہ نے کہا ابوداود کی روایت سے اور عبد اللہ بن زبیر حمیدی اور محمد بن حسان ازرقی اور یعیش بن
الجہم وغیرہم نے اور متابعت کی انکی امام شافعی نے اونہوں نے روایت کی ایک شخص سے جو ثقہ تھا اون کے نزدیک
اونہوں نے ولید سے اونہوں نے محمد بن عباد بن جعفر سے یہ دارقطنی نے کہا اور ابن مندہ نے کہا کہ امام شافعی نے اوسکو
روایت کیا عبد اللہ بن حارث مخزومی سے اونہوں نے ولید بن کثیر سے اور کہا کہ روایت کیا اوسکو موسی بن ابی الجارود
نے بویطی سے اونہوں نے شافعی سے اونہوں نے ابواسامہ وغیرہ سے اونہوں نے ولید بن کثیر سے تو اس روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ امام شافعی نے یہ حدیث عبد اللہ بن حارث سے سنی اور وہ حجازی ہیں اور ابواسامہ سے اور وہ کوفی ہیں اور
دونوں نے روایت کی ولید بن کثیر سے اب اختلاف کیا ہے حافظوں نے اس اختلاف میں یعنے ایک روایت میں جو
محمد بن عباد ہے اور دوسری روایت میں محمد بن جعفر ہے بعضوں نے ترجیح دیا محمد بن عباد کی روایت کو ابوداود

نے کہا کہ یہی ٹھیک ہے اور عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب العلل میں اپنے باپ سے نقل کیا کہ محمد بن عباد بن جعفر ثقہ
ہے اور محمد بن جعفر بن زبیر بھی ثقہ ہے اور حدیث محمد بن جعفر بن زبیر کی زیادہ قریب ہے صواب کے اور ابن مندہ نے کہا
کہ اختلاف ہوا اس حدیث میں ابو اسامہ پر بعضوں نے اوس سے یوں روایت کی ہے عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اور بعضوں نے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ اور یہی صواب ہے کیونکہ عیسی بن یونس نے اسکو
روایت کیا ولید بن کثیر سے اوس نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اوس نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے اپنے باپ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے پھر بیان کیا اسی حدیث کو اور دارقطنی نے جمع کیا دونوں روایتوں میں اور
کہا کہ جب اختلاف ہوا اوس میں ابو اسامہ پر اسنادوں میں تو ہم نے یہ چاہا کہ جو صحیح ہے وہ معلوم ہو تو ہمنے پایا شعیب بن ایوب
کو اوس نے روایت کیا اس حدیث کو ابو اسامہ سے اونہوں نے ولید بن کثیر سے دونوں طرح یعنے محمد بن جعفر بن زبیر سے اور
محمد بن عباد بن جعفر سے تو دونوں روایتیں صحیح ہوئیں ابو اسامہ سے اور صحیح ہوا کہ ولید بن کثیر نے اس حدیث کو روایت
کیا محمد بن جعفر بن زبیر اور محمد بن عباد بن جعفر دونوں سے اور کبھی ابو اسامہ حدیث بیان کرتے تھے ولید بن کثیر سے
اونہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اور کبھی حدیث بیان کرتے تھے ولید سے اونہوں نے محمد بن عباد بن جعفر سے پھر روایت
کیا دارقطنی نے ابو بکر احمد بن محمد بن سعدان صیدلانی سے اونہوں نے شعیب بن ایوب سے اونہوں نے ابو اسامہ سے انہوں نے
ولید بن کثیر سے اونہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اور بیان کیا حدیث کو پھر روایت کیا اوسکو ابن سعدان نے انہوں نے شعیب بن ایوب سے انہوں نے ابو اسامہ سے
انہوں نے ولید بن کثیر سے انہوں نے محمد بن عباد بن جعفر سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے رسول اللہ صلعم سے ویسا ہی
اور امام بیہقی نے بھی دارقطنی کے مثل کیا تو نکالی روایت اسمعیل بن قتیبہ کی ابو بکر اور عثمان بن ابی شیبہ سے اور ذکر کیا محمد بن جعفر کو بخلاف ابو داود کی
روایت کے عثمان بن ابی شیبہ سے کہ یہاں محمد بن عباد بن جعفر ہے اور ذکر کیا دوسری روایت ابو العباس محمد بن یعقوب سے اونہوں نے احمد
بن عبد الحمید حارثی سے اوس میں محمد بن جعفر بن زبیر ہے اور یہ خلاف ہے دارقطنی کی روایت کے احمد بن محمد بن
سعید سے اوس نے احمد بن عبد الحمید حارثی سے کیونکہ اوس میں محمد بن عباد بن جعفر ہے اور امام بیہقی اور دارقطنی کی
غرض ان اسنادوں کے لانے سے یہ ہے کہ دونوں اسناد صحیح ہیں امام بیہقی نے کہا ہم کو خبر دی ابو عبد اللہ بن مبشر
واسطی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعیب بن ایوب نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے
اونہوں نے ولید بن کثیر سے اونہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر اور محمد بن عباد بن جعفر سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ
بن عمر سے اونہوں نے اپنے باپ سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے اخیر حدیث تک اور اسجگہ
ایک اور اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ صحیح عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر ہے نہ عبد اللہ بن عبد اللہ یا دونوں صحیح ہیں امام بیہقی

نے کتاب المعرفۃ مین نقل کیا اسحاق بن راہویہ سے وہ کہتے تھے ابو اسامہ نے غلطی کی اور کہا عبد اللہ بن عبد اللہ اور صحیح عبید اللہ
بن عبد اللہ ہے اور دلیل لی اوس روایت سے جو عیسے بن یونس نے نقل کی ولید بن کثیر سے اوس نے محمد بن جعفر بن زبیر سے
اوس نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ روایت مرسل ہے اور مین نے اوسکو
موصول پایا اسماعیل بن سعید کسائی کی کتاب مین اسحاق بن ابراہیم سے اونہون نے عیسے بن یونس سے اور روایت
کیا اوسکو عباد بن صہیب نے ولید سے اور کہا عن عُبَیدِ اللہِ بنِ عَبدِ اللہِ عَن اَبِیہِ موصُولًا اور یہ حدیث اصل مین مسند ہے کیونکہ
روایت کیا اسکو محمد بن اسحاق بن یسار نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اونہون نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اُنہون نے
اپنے باپ سے کہ پوچھے گئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یہہ ذکر کیا حدیث کو اور ابن مندہ نے عیسی بن یونس کی روایت
کو موصولًا نقل کیا اور کہا کہ یہ روایت زیادہ مشابہ ہے صحت کے کیونکہ اس حدیث کو عبد اللہ بن مبارک وغیرہ نے محمد بن اسحٰق
سے روایت کیا اونہون نے محمد جعفر بن زبیر سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے اپنے باپ سے جیسے روایت
کیا عیسی ابن یونس نے ولید بن کثیر سے اور کہا یہ اسناد صحیح ہے امام مسلم کی شرط پر اور روایت کیا اس حدیث کو حماد بن
سلمہ نے عاصم بن منذر سے اُنہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اُنہون نے اپنے باپ سے اور روایت کیا اسکو اسمعیل
بن علیہ نے عاصم بن منذر سے اونے ایک شخص سے اوس نے ابن منذر سے تو محمد بن اسحاق نے موفقت کی عیسی بن یونس
کی محمد بن جعفر بن زبیر کا نام لینے مین اور عبید اللہ بن عبد اللہ کا نام لینے مین اور حماد بن سلمہ وغیرہ نے عاصم سے
موفقت کی عبید اللہ کا نام لینے مین تو ثابت ہوا اتفاق اہل مدینہ اور کوفہ اور بصرہ کا عبید اللہ بن عبد اللہ پر اور محمد بن
اسحاق اور ولید بن کثیر کا محمد بن جعفر بن زبیر پر اور عبید اللہ اور عبد اللہ دونون بیٹے عبد اللہ بن عمر کے مقبول ہین
باجماع علماء اسیطرح محمد بن جعفر بن زبیر اور محمد بن عباد بن جعفر سے روایت ہے صحیح مسلم اور سنن ابو داؤد اور سنن
نسائی مین اور عاصم بن منذر بھی معتبر ہے اور محمد بن اسحاق سے تو امام مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی
ہے اور عاصم بن منذر سے امام بخاری نے استشہاد کیا ہے کئی مقاموں مین شعبہ نے کہا محمد بن اسحاق امیر المومنین
ہین حدیث مین اور عبد اللہ بن مبارک نے کہا محمد بن اسحاق ثقہ ہین ثقہ ہین ثقہ ہین شیخ نے کہا کہ ابن مندہ نے
جو کہا کہ یہ اسناد صحیح ہے امام مسلم کی شرط پر اس سے مراد یہ ہے کہ باعتبار راویون کے صحیح ہے اور انہون نے توجہ نہ
کی اوس اختلاف اور اضطراب پر جو اس حدیث مین واقع ہے اور اسی لیے امام مسلم اس حدیث کو اپنی کتاب مین نہین لائے
اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین اپنے شیخ ابو عبد اللہ حافظ سے نقل کیا وہ کہتے تھے یہ حدیث دونون طرح محفوظ ہے
یعنے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اور عبد اللہ بن عبد اللہ سے دونون نے روایت کیا اسکو اپنے باپ سے اور یہی مذہب ہے

اکثر اہل روایت کا اور یہ خلاف ہے اوس مضمون کے جو ابوزرعہ کی کلام سے نکلتا ہے جو نقل کیا عبدالرحمن بن ابی حاتم نے کہ
مین نے پوچھا ابوزرعہ سے محمد بن اسحاق کی حدیث کو محمد بن جعفر بن زبیر سے اونہون نے کہا وہ کہتے ہین عبید اللہ بن عبد اللہ
اور ولید بن کثیر نے محمد بن جعفر سے عبد اللہ بن عبد اللہ نقل کیا تو ممکن نہین کہ ابن اسحاق کے موافق فیصلہ کیا جاوے مین نے
کہا محمد بن جعفر کیسا ہی اونہون نے کہا سچا ہے روایتین **دوسری** روایت محمد بن اسحاق کی نکالا اوسکو ترمذی
نے ہناد سے اور ابوداؤد نے حماد بن سلمہ سے اور یزید بن زریع سے اور ابن ماجہ نے یزید بن ہارون اور ابن مبارک سے
(اور طحاوی نے یزید بن ہارون اور حماد بن سلمہ سے) ان سب نے ابن اسحاق سے روایت کیا اور روایت کیا اوسکو احمد بن
خالد وہبی اور ابراہیم بن سعد زہری اور زائدہ بن قدامہ نے اور روایت کیا اوسکو عبید اللہ بن محمد بن عائشہ نے حماد
بن سلمہ سے اونہون نے محمد بن اسحاق سے اپنی سند سے اور اس مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اوس پانی
سے جو جنگل مین ہوتا ہے اور درندے اور کتے اوس پر آتے ہین آپ نے فرمایا جب پانی دو کہال ہو تو نجاست نہ اوٹھاویگا
روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا کہ اس روایت مین درندون اور کتون کا ذکر ہے اور یہ غریب ہے اور ایسا ہی روایت
کیا اوسکو موسی بن اسمعیل نے حماد بن سلمہ سے اور اسماعیل بن عیاش نے محمد بن اسحاق سے کتون اور جانورون کو نقل
کیا ہے مگر ابن عیاش پر اختلاف ہے اس اسناد مین اور یہ اختلاف ہے کہ محمد بن وہب سلمی نے ابن عیاش سے روایت
کیا اونہون نے ابن اسحاق سے اونہون نے زہری سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونہون نے ابوہریرہ سے اونہون نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ پوچھے گئے اوس گڈہے سے جس مین مردار لاشین ڈالی جاوین اور کتے اور جانور اس
مین سے پیین آپ نے فرمایا جو پانی دو کہال تک پہنچ جاوے یا زیادہ اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرے گی روایت کیا اس
کو دارقطنی نے اور روایت کیا گیا عبد الوہاب بن عطا سے اونہون نے محمد بن اسحاق سے اونہون نے زہری سے اونہون نے سالم
سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا گیا مغیرہ بن سقلاب سے اونہون نے
ابن اسحاق سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے **تیسری** روایت حماد بن سلمہ کی عاصم بن منذر سے اور اسکی
سند اور متن دونو مین اختلاف ہے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اوسکو روایت کیا موسی بن اسمعیل سے اوس نے حماد
سے اوس نے عاصم سے اوس نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے باپ نے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو کہال ہو تو وہ نجس نہ ہوگا اور طحاوی نے اسکو نکالا اسی اسناد سے اس
مین یہ ہے کہ عاصم نے کہا ہم اپنے ایک باغ مین تھے یا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے ایک باغ مین تھے اتنے مین ظہر
کی نماز کا وقت آیا وہ باغ کی کنوئے کیطرف اوٹھے اور وضو کیا اوس سے اور اس مین ایک مردہ اونٹ کی کہال

پڑی تہی مین نے کہا تم اوس سے وضو کرتے ہو اور اس مین یہ پڑا ہے عبید اللہ نے کہا مجہکو خبر دی میرے باپ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو کہال ہو وہ نجس نہوگا) اور مخالفت کی حماد بن زید نے اونہون نے اسکو روایت کیا عاصم بن المنذر سے اونہون نے ابو بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ سے موقوفاً دار قطنی نے کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو اسمعیل علیہ نے عاصم بن المنذر سے اور اونہون نے ایک شخص سے جسکا نام نہین لیا اونہون نے ابن عمر سے موقوفاً ترجم نے کہا روایت کیا اوسکو یحیی بن حسان نے حماد بن سلمہ سے اسیطرح موقوفاً ابن عمر پر نکالا اوسکو طحاوی نے) یہ تو سند کا اختلاف ہوا اب لفظ کا اختلاف یہ ہو کہ یزید بن ہارون نے اسکو روایت کیا حماد بن سلمہ سے تو اختلاف ہوا یزید پر حسن بن محمد صباح نے یزید سے نقل کیا اونہون نے حماد سے اونہون نے عاصم سے کہ مین عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے ساتھ ایک باغ مین گیا اوس مین ایک قبر استہ تمار کنڈہ جہان برسات کا پانی جمع ہو جاتا ہے) پانی کا اوس مین ایک مردہ اونٹ کی کہال پڑی تہی اونہون نے اوس مین سے وضو کیا مین نے کہا تم اوس مین سے وضو کرتے ہو اور اوسمین مردہ اونٹ کی کہال پڑی ہو اونہون نے مجہسے حدیث بیان کی اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو کہال یا تین کہال تک پہنچ جاوے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی نکالا اوسکو دار قطنی اور عبد بن حمید اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسندون مین اور روایت کیا اوسکو ابو مسعود رازی نے یزید سے اور یہ نہ کہا (یا تین) دار قطنی نے کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابراہیم بن حجاج اور ہدبہ بن خالد اور کامل بن طلحہ نے حماد بن سلمہ سے اسی اسناد سے ان سب لوگون نے یون کہا جب پانی دو کہال تک پہنچ جاوے یا تین کہال تک اور ابراہیم بن حجاج اور ہدبہ بن خالد کی روایت کو حماد سے حاکم نے نکالا مستدرک مین اوس مین یون ہو جب پانی دو کہال یا تین کہال تک پہنچ جاوے اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی حاکم نے کہا روایت کیا اوسکو عفان بن مسلم وغیرہ حافظون نے حماد سے اور یا تین کہال) نہ کہا مین کہتا ہون روایت کیا اوسکو وکیع نے حماد بن سلمہ سے اسی سند سے اور اوس مین یون ہو جب پانی دو کہال یا تین کہال تک پہنچ جاوے تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی روایت کیا ابن ماجہ نے اپنی سنن مین پہر دار قطنی نے ان روایتون کے نکالنے کے بعد کہا روایت کیا اوسکو عفان بن مسلم اور یعقوب بن اسحاق حضرمی اور بشر بن السری اور علا بن عبد الجبار مکی اور موسی بن اسمعیل اور عبید اللہ عیشی نے حماد بن سلمہ سے اسی اسناد سے اور اس مین یہ ہے کہ جب پانی دو کہال تک پہنچ جاوے تو نجس نہوگا اور نہین کہا ان لوگون نے یا تین کہال تک پہر نکالا دار قطنی نے ان لوگون کی روایتون کو اور ابن عمر کی حدیث کے دو طریقے اور ہین ایک تو ابراہیم بن محمد کی روایت سے اونہون نے ابو بکر بن عمر بن عبد الرحمن سے اونہون نے ابو بکر

بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے اپنے باپ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پانی دو کہال کو پہونچ جاوے
اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی نکالا اوسکو دارقطنی نے اور ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی اسلمی اوسکا ذکر اوپر گذر چکا دوسرا
طریقہ عبد اللہ بن حسین بن جابر کا اونہوں نے محمد بن کثیر مصیصی سے اونہوں نے زائدہ سے اونہوں نے لیث سے اونہوں نے مجاہد سے
اونہوں نے ابن عمر سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا جب پانی دو کہال ہو تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی
نکالا اوسکو دارقطنی نے محمد بن اسمعیل فارسی سے اونہوں نے عبد اللہ بن حسین سے اور کہا رفع کیا اوسکو اسنے یعنی عبد اللہ بن
حسین اسنے محمد بن کثیر سے اوسنے زائدہ سے اور روایت کیا اوسکو معاویہ بن عمرو نے زائدہ سے موقوفًا اور یہی ٹہیک ہے
پہر نکالا اسناد یہ طریق کہ اب متن کے اضطراب کو سنئے کچہ تو اور بہی معلوم ہوا کہین دو کہال ہے کہین تین کہال
اور روایت کیا دارقطنی نے سنن میں اور ابن عدی نے کامل میں اور عقیلی نے اپنی کتاب میں قاسم بن عبید اللہ عمری سے اونہوں نے محمد بن منکدر
سے اونہوں نے جابر بن عبد اللہ سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی چالیس کہال تک پہنچ جاوے
تو وہ نجاست نہ اوٹہاویگا دارقطنی نے کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو قاسم عمری نے ابن منکدر سے اونہوں نے جابر سے
اور وہم کیا اوسنے اسناد میں اور وہ ضعیف تہا اور بہت غلطی کرتا تہا اور مخالفت کی اوسکی روح بن القاسم اور سفیان
ثوری اور معمر بن راشد نے اونہوں نے اسکو روایت کیا ابن منکدر سے اونہوں نے عبد اللہ بن عمر سے موقوفًا اور روایت
کیا اوسکو ایوب سختیانی نے محمد بن منکدر سے اونکا قول نہیں بڑہایا اونہوں نے اوسکو پہر نکالا صحیح سند کے روح بن قاسم
کے طریق سے اوسنے محمد بن منکدر سے اوسنے عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے کہا جب پانی چالیس کہال کو پہونچ جاوے
تو نجس نہ ہوگا پہر سفیان کی روایت کو نکالا وکیع اور ابو نعیم سے ان دونو نے سفیان سے اونہوں نے محمد بن منکدر سے اونہوں نے
عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے کہا جب پانی چالیس کہال ہو تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی اور نکالا معمر کی روایت
کو عبد الرزاق کے طریق سے اوسمین کئی آدمیوں نے اور نکالا ایوب کی روایت کو محمد بن منکدر سے اونہوں نے کہا جب
پانی چالیس کہال ہو تو نجس نہ ہوگا یا اور کوئی کلمہ کہا ایسا ہی اور روایت کیا دارقطنی نے بشر بن السری سے اوسنے ابن لہیعہ
سے اوسنے یزید بن ابی حبیب سے اوسنے سلیمان بن سنان سے اوسنے عبد الرحمن بن ابی ہریرہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے
اونہوں نے کہا جب پانی چالیس کہال ہو تو وہ ناپاکی نہ اوٹہاویگا دارقطنی نے کہا اس روایت میں ایسا ہی ہے
اور مخالفت کی اوسکی کئی شخصوں نے اونہوں نے روایت کیا ابو ہریرہ سے تو کہا چالیس بڑے ڈول یا چالیس ڈول اور سلیمان
بن سنان نے ابن عباس سے سنا ہے اور ابو ہریرہ سے نہیں بخاری نے تاریخ میں کہا امام سیوطی نے لآلی میں کہا اس
حدیث کا اور ایک طریقہ ہے جسکو نکالا دارقطنی نے سنن میں عبد الصمد بن علی اور برہان محمد بن علی بن جسر دیبوری سے

سے اون دونون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمیر بن مرداس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن کثیر حضرمی نے اونہون
نے جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پانی چالیس پکھال کو پہنچ جاوے تو وہ ناپاکی نہ اوٹھاویگا
اور ابن جوزی نے اس روایت کو موضوعات مین لکھا اور تعجب ہے کہ زیلعی نے اس طریق کو بیان نہین کیا اب معنی کے
اضطراب کو سنئیے قلہ کے معنے بعضون نے کہا مشکا بعضون نے کہا مشک بعضون نے کہا پہاڑ کی چوٹی اور امام شافعی نے اس
کی تفسیر مین ایک حدیث روایت کی ہے اونہون نے اپنی مسند مین کہا خبر دی ہمکو مسلم بن خالد زنجی نے اونہون نے روایت کی ابن
جریج سے اونہون نے اوس اسناد سے جو مجھکو یاد نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو قلے ہو تو وہ ناپاکی
کو نہ اوٹھاویگا اس حدیث مین یہ بھی ہے کہ ہجر کے قلے ابن جریج نے کہا مین نے ہجر کے قلے کو دیکھا ایک قلہ مین دو مشک
پانی کچھ زیادہ سماتا ہے شافعی نے کہا تو احتیاط یہ ہے کہ ایک قلہ ڈہائی مشک کا رکھین اور دو قلون کی پانچ مشکین
ہوئین بڑی حجاز کی مشکون سے جب اتنا پانی ہو تو وہ نجس نہ ہوگا مگر جب اسمین مزہ یا بو یا رنگ (نجاست کا) پیدا ہو جاوے
انتہے اس استدلال پر دو اعتراض ہوتے ہین ایک یہ کہ اسکی سند منقطع ہے اور ابن جریج سے لیکر حضرت تک راوی
مجہول ہین تو ایسی روایت سے حجت قائم نہ ہوگی دوسرے یہ کہ اس حدیث مین جو یہ زیادہ ہے ہجر کے قلون سے اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے حالانکہ ایسا نہین دارقطنی نے روایت کیا ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن زیاد
نیشاپوری سے اونہون نے ابو حمید مصیصی سے اونہون نے حجاج سے اونہون نے ابن جریج سے اونہون نے کہا خبر دی مجھکو محمد بن یحیی
نے پھر بیان کیا حدیث کو محمد بن یحیی نے کہا مین نے یحیی بن عقیل سے کہا کون سے قلے مراد ہین انہون نے کہا ہجر کے قلے
محمد نے کہا تو مین نے ہجر کے قلون کو دیکھا مین سمجھتا ہون ہر قلہ مین دو مشکین سماوینگی دارقطنی نے کہا پہلی روایت کا
اسناد زیادہ محفوظ ہے اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ یہ لفظ ہجر کے قلون سے حدیث مین داخل نہین ہے اور اگر داخل ہو
تو بھی مرسل ہوگا کیونکہ یحیی بن عقیل صحابی نہین ہے پھر جس طریق کے اسناد کو امام بیہقی نے زیادہ محفوظ کہا ہے اوسمین
یہ ہے کہ مین سمجھتا ہون کہ ہر ایک قلہ مین دو مشکین سماوینگی اور ایک مشک مین سولہ رطل پانی آتا ہے تو دو قلہ پانی ۶۴ رطل
ہوگا اور دوسری روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک قلہ دو مشک کا ہوتا ہے تو دو قلون کی چار مشکین ہوئین اور ابن عدی
نے کامل مین مغیرہ بن سقلاب سے روایت کیا انہون نے محمد بن اسحق سے انہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے جب پانی دو قلے ہو تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی اور ایک قلہ چار صاع کا ہوتا ہے ابن عدی نے
کہا مغیرہ نے اس حدیث کا اصلی اسناد چھوڑ دیا اور یہ کہا عن ابن اسحاق عن نافع عن ابن عمر اور یہ سہل تھا اسپر
حالانکہ محمد بن اسحاق اس حدیث کو روایت کرتے ہین عبید اللہ بن عبد اللہ سے وہ ابن عمر سے پھر روایت کیا ابن عدی نے

مغیرہ بن سقلاب کے طریق سے محمد بن اسحاق سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب پانی دو قلے ہو ہجر کے قلون سے تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ دو قلہ دو فرق پانی ہوا ابن عدی نے
نے کہا یہ لفظ ہجر کے قلون سے غیر محفوظ ہے نہیں مذکور ہوا مگر اس روایت مین مغیرہ کی محمد بن اسحاق سے اور مغیرہ بن سقلاب
منکر الحدیث ہے اوسکی کنیت ابو بشر تھی پہر نکالا ابی جعفر بن نفیل سے اونہون نے کہا مغیرہ بن سقلاب پر اعتماد نہین ہوتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین ابن عدی نے کہا اوسکی اکثر روایتین ایسی ہین جسپر متابعت نہین ہوئی اور اس
حدیث مین اوسنے یہ بھی ذکر کیا کہ ہجر کے دو قلے اور یہ بھی کہا کہ وہ دو فرق ہین اور اسکا قائل نہین وہ جس نے تحدید
کی دو فرق کی کہ وہ پانسو رطل کچھ زیادہ پانی ہوا اور دار قطنی نے نکالا عبد العزیز بن ابی رزمہ سے اوسنے حماد بن
زید سے اوسنے عاصم بن منذر سے کہ قلون سے مراد بڑے مٹکے ہین اور حسن بن عرفہ کے طریق سے اونہون نے کہا مین نے
ہشیم سے سنا وہ کہتے ہین قلتین دو بڑے مٹکے اور ابن مندہ نے کہا اوزاعی اور اونکے اصحاب نے کہا قلہ وہ پانی
جسکو ہاتہہ اوٹھالے اور بیہقی نے عبد الرحیم بن سلیمان سے نکالا مین نے احمد بن اسحاق سے پوچھا قلتین کو انہون نے
کہا وہ مٹکے ہین جن مین پانی پیا جاتا ہے اور دو فرق اور دو فرق ایک پیمانہ ہے اور وکیع سے نکالا کہ قلہ مٹکا ہے
اور بیہقی نے کتاب المعرفہ مین کہا کہ ہجر کے قلے مشہور ہین اہل حجاز کے نزدیک اور شہرت کیوجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے معراج کی حدیث مین سدرۃ المنتہی کے پہلون کو تشبیہ دی ہجر کے قلون سے جیسے مالک بن صعصعہ کی روایت
مین ہے پہر مین اوٹھایا گیا سدرۃ المنتہی تک دیکہا تو اوسکے پتے ہاتھی کے کانون کی طرح ہین اور اوسکے پہل ہجر کے قلون
کے برابر ہین اور امام طحاوی نے جو یہ عذر کیا کہ ہم نہین جانتے قلہ کیا ہے تو یہ عذر اوسکے لیے نہ ہوگا جو قلہ کو جانتا
ہے انتہی مختصرا امام شوکانی نے نیل مین کہا کہ اسناد کی اضطراب کا یہ جواب دیا ہے کہ جب تمام طریقے محفوظ ہون
تو وہ اضطراب نہین ہوتا بلکہ انتقال ہے ایک ثقہ سے دوسرے ثقہ کیطرف حافظ نے کہا تحقیق کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ حدیث ولید بن کثیر سے اوسنے محمد بن عباد بن جعفر سے اوسنے عبد اللہ بن عمر سے اور محمد بن جعفر بن زبیر سے
اوسنے عبید اللہ بن عمر سے ہے اور جس نے اور طرح پر روایت کیا اوسنے وہم کیا اور اسکا ایک اور تیسرا طریق ہے حاکم
کے پاس اوسکی اسناد کو عمدہ کہا ابن معین نے اور متن کے اضطراب کا یہ جواب دیا ہے کہ قلتین اور ثلثا کی روایت شاذ
ہے اور چالیس قلے کی روایت مضطرب ہے اور بعضون نے کہا یہ دونو روایتین موضوع ہین اور امام شافعی کے اصحاب
نے ہجر کے قلے مراد ہونے کو قوت دی ہے اسطرح سے کہ عرب نے اپنے اشعار مین ہجر کے قلون کا ذکر کیا ہے جیسے ابو عبید نے
کتاب الطہور مین کہا اسیطرح معراج کی صحیح حدیث مین ہجر کے قلون کا ذکر موجود ہے خطابی نے کہا ہجر کے قلے مشہور ہین

اون کی مقدار معلوم ہو اور قلہ ایک مشترک لفظ ہی اور اگر اوس سے برتن مراد لین تو اب بہی تردد ہوگا کہ بڑا برتن مراد ہی یا
چھوٹا لیکن جب شارع نے دو کا عدد بیان کیا تو معلوم ہوا کہ بڑا قلہ مراد ہی ورنہ ایک بڑا قلہ کہدینا کافی تہا دو قلہ کہنے کی
کیا ضرورت تہی اور اس کلام مین جو تکلف اور تعسف ہے وہ پوشیدہ نہین انتہی امام طحاوی نے کہا حدیث مین یہ مذکور
نہین کہ قلتین کی مقدار کیا ہے تو جائز ہے کہ ہجر کے قلے مراد ہون اور جائز ہے کہ قلہ سے انسان کا قد مراد ہو تو مطلب
یہہ کہ جب بقدر قد آدم پانی ہو تو وہ نجس ہوگا بوجہ کثرت کی اور نہر کی مثل ہوگا اگر تم یہ کہو کہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے حجاز
کے قلے مشہور ہین تو ہم یہ کہینگے کہ اگر حدیث ظاہر پر رکہی جاوے تو لازم آتا ہے کہ قلتین پانی تغیر کے بعد بہی نجس
ہو اگر یہہ کہو گے کہ تغیر کے بعد دوسری حدیث سے نجس ہو جاتا ہے احوص بن حکیم کے اوس نے راشد بن سعد سے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی مگر جو غالب ہو جاوی اوسکی رنگ یا مزہ یا بو پر تو ہم یہ کہینگے کہ یہ روایت
منقطع ہے اور تم حجت نہین لیتے منقطع سے انتہی مختصرا مترجما کہتا ہی قلتین کا مسئلہ بڑے لطف کا مسئلہ ہی ایک طرف شافعیہ
قوت دیتے ہین اس حدیث کو اور توجیہ کرتے ہین ہر ایک قدح کی جو مخالفین اسپر کرتے ہین اور ایک طرف سے حنفیہ اوسکو ضعیف
کرتے ہین مختلف اور متعدد وجہون سے اور جو شخص منصف ہے متبع سنت وہ اوپر کی تمام تقریرون سے سمجھ سکتا ہی کہ قلتین
کی حدیث مین وہ اشکال ہین جو اٹھائی او ٹہہ نہین سکتے اضطراب سند اضطراب متن ابہام معنی اس صورت مین کوئی
وجہ نہین کہ اوس حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء پر عمل نہ کیا جاوے اور قلتین کی حدیث سے اوسکی تخصیص کیجاوے اور عقل
سلیم اس بات کو مقتضی ہے کہ جب تغیر نہ ہو پانی کے کسی وصف مین تو نجاست کا اثر پانی پر غالب نہ ہوا خواہ پانی قلیل ہو
یا کثیر دو قلہ ہو یا ایک قلہ اور جب تغیر ہوگیا تو قلیل اور کثیر قلہ اور دو قلہ سب نجس ہی پس یہی قول مختار ہی اور قوی ہی از روے
دلیل عقلی اور نقلی کے اب حنفیہ کے دلائل کو سنیے پہلی دلیل حدیث ابو ہریرہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی
تم مین سے پیشاب نہ کرے تہمے پانی مین جو بہتا نہین پہر غسل کرے اوسمین یا وضو کرے اوس مین - اس حدیث کی تفصیل
مع تمام طرق اور الفاظ کے آگے آویگی وجہ استدلال کی یہہ کہ جب تہمے پانی مین پیشاب کی ممانعت ہوئی تو معلوم
ہوا کہ پانی نجاست پڑنے سے نجس ہو جاتا ہے اور جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا مطلب ثابت نہین ہوتا کیونکہ پیشاب سے جو
منع کیا وہ واسطے تنزیہ اور ادب اور نظافت طبع کے ہے نہ نجاست کی وجہ سے اور جو نجاست کی وجہ سے ہو تو خود یہ
حدیث حنفیہ کے خلاف ہو جاتی ہی جب تہما ہوا پانی دہ دردہ ہو کیونکہ اس صورت مین حنفیہ کہتے ہین کہ پیشاب کرنے
سے پانی نجس نہ ہوگا اور حدیث کی رو سے نجس ہو جاوے گا اسیطرح یہ قباحت لازم آتی ہے کہ اگر بڑے بڑے تالابون
مین پیشاب پڑ جاوی تو وہ نجس ہو جاوینگے اور ایسے بڑے بڑے تالابون کا بچانا انسان اور حیوان کے پیشاب سے ممکن

نہین پس معلوم ہوا کہ یہ نہی بطریق ادب کے ہے **دوسری** وہ حدیث جو اوپر گذری کہ جب تم مین سے کوئی جاگے تو اپنا
ہاتھ دہونے سے پہلے برتن مین نہ ڈالدیوے۔ اس سے بھی حنفیہ کا مقصد ثابت نہین ہو سکتا کیونکہ حدیث مین یہ کہان
ہے کہ اگر ڈالدیگا تو نجس ہو جاویگا اور یہ نہی بھی بطور ادب اور نظافت کے ہے اور امام طحاوی حنفی نے اپنی کتاب مین
یہ حدیث نقل کی ہے کہ مسلمان نجس نہین ہوتا پس اگر بن دہوے بھی ہاتھ ڈالدے اور اوسکے ہاتھ پر نجاست نہ ہو تو پانی
نجس نہ ہوگا اور حنفیہ بھی خود اس حدیث پر عمل نہین کرتے پہر مخالفین کے مقابل اوس سے کیونکر حجت لا سکتے ہین **تیسری**
دلیل کتا مونہہ برتن مین ڈالے تو سات بار دہونیکا حکم ہے یہ حدیث تفصیل سے اوپر گذر چکی اور خود حنفیہ نے اس حدیث کا
خلاف کیا اور سات بار دہونا لازم نہین سمجھا پس مخالفین کے مقابل اوسکو کیسے پیش کرتے ہین اور ہم اوپر بیان
کر چکے کہ کتے کے منہ ڈالنے سے سات بار دہونا نجاست کیوجہ سے نہین ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ بعض کتا زہریلا ہوتا ہے
اسواسطے برتن کو خوب صاف کرنے کے لیے سات بار بلکہ مٹی سے رگڑ کر دہونے کا حکم ہوا **چوتھی** دلیل دارقطنی نے
اپنی سنن مین روایت کی ابن سیرین سے کہ ایک حبشی زمزم کے کنوے مین گرا پہر مرگیا تو ابن عباس نے حکم دیا وہ
نکالا گیا اور حکم دیا اوسکا پانی نکال ڈالنے کا لیکن لوگ تہک گئے اور چشمہ کیوجہ سے جو رکن کیطرف سے آتا تہا
(یعنے حجر اسود کیطرف سے) ابن عباس نے حکم دیا وہ چشمہ بند کیا گیا کپڑون اور مشکون سے یہانتک کہ لوگون نے اوسکا
پانی سینچ ڈالا جب سینچ چکے تو پہر وہ چشمہ جاری ہوگیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی
نے شرح معانی الآثار مین عطا سے کہ ایک حبشی زمزم مین گر پڑا اور مرگیا تو ابن زبیر نے حکم دیا اوسکا پانی سینچا
گیا لیکن کسیطرح پانی ختم نہ ہوتا تہا دیکہا تو ایک چشمہ ہے جو حجر اسود کیطرف سے پہوٹ رہا ہے تب ابن زبیر نے
کہا بس کرو کافی ہے تمکو اور روایت کیا امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین ابن لہیعہ کے طریق سے عمرو بن دینار سے
کہ ایک حبشی زمزم مین گرا اور مرگیا تو ابن عباس نے حکم دیا وہ نکالا گیا اور زمزم کے چشمے بند کیے گئے پہر اس کا
پانی سینچا گیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین قتادہ سے اونہون نے ابن عباس سے کہ ایک حبشی زمزم
مین گر پڑا پہر مرگیا تو ابن عباس نے ایک شخص کو اوتارا اوس نے حبشی کو نکالا پہر کہا نکال ڈالو جتنا پانی اوس مین
ہے اور روایت کیا امام بیہقی نے جابر جعفی سے اونہون نے ابو الطفیل سے اونہون نے ابن عباس سے ایسا ہی اور روایت
کیا دارقطنی نے جابر جعفی سے اوس نے ابو الطفیل سے کہ ایک لڑکا گر گیا زمزم مین پہر اوس کا پانی سینچا گیا اس
روایت مین ابن عباس کا ذکر نہین **اور جواب** اسکا کئی وجوہ سے ہے اول یہ کہ یہ روایت موقوف ہے
اور موقوف روایت احادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابل کیونکر حجت ہو سکتی ہے دوسرے یہ کہ ان روایتون کا اسناد ضعیف ہے

لیکن پہلا طریق کا تو امام بیہقی نے کہا کتاب المعرفہ مین ابن سیرین نے ابن عباس سے نہین سُنا اور نہ اونسے ملاقات کی تو یہ روایت
منقطع ہی اور تیسرا طریق اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہی اور اوس سے حجت نہ لی جاویگی اور چوتہا طریق امام بیہقی نے کتاب
المعرفہ مین کہا قتادہ نے ابن عباس سے نہین سُنا نہ اونسے ملاقات کی تو یہ روایت بہی منقطع ہوئی اور پانچوان اور
چہٹا طریق اون کے اسناد مین جابر جعفی ہے بیہقی نے کہا اوس سے حجت نہ لیجاویگی اور حنفیہ کے امام ابوحنیفہ نے کہا
کہ مین نے کوئی شخص زیادہ جہوٹا جابر جعفی سے نہین دیکہا اب رہ گیا دوسرا طریق تو اوسکو ضعیف کیا امام بیہقی نے دوسرے
اثر سے جسکو روایت کیا سفیان بن عیینہ سے اونہون نے کہا مین مکہ مین ہون ستر برس سے مینے کسی چہوٹے بڑے کو
نہین دیکہا جو حبشی کی حدیث کو پہچانتا ہو کہ وہ زمزم مین کبہی گرا ہی تہا یا نہین اور نہ مین نے کسی سے یہ سنا کہ زمزم کا پانی کبہی
سینچا گیا تہا اور امام شافعی سے روایت کیا اونہون نے کہا ابن عباس سے یہ اثر پہچانا نہین جاتا اور ابن عباس نے
تو حضرت سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ پانی پاک کرنیوالا ہے اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی پہر وہ حدیث کو چہوڑ کر
اوسکے خلاف کیونکر فتوی دیتے اور جو یہ اثر ثابت ہو تو شاید اونہون نے پانی سینچنے کا حکم نظافت اور صفائی کے
لیے دیا ہو کس لیے کہ زمزم کا پانی پیا جاتا تہا نہ نجاست کیوجہ سے زیلعی نے کہا بعض حنفیہ نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ
شافعی اور سفیان کو یہ واقعہ معلوم نہ ہونے سے کچہ ضرر نہین ہوتا اور یہ واقعہ اون سے پہلے ایک سو پچاس برس کا
ہے تو جس شخص نے اوس کو دیکہا اور ثابت کیا اوسکا قول اولے ہے مترجم کہتا ہے یہ جواب کچہ نہین ہے کیونکہ شافعی
اور سفیان کا یہ مطلب ہے کہ اگر یہ واقعہ ہوا ہوتا تو اہل حجاز کو سب سے پہلے اسکی خبر رہتی جیسے امام نووی نے کہا کہ یہ
خبر اہل کوفہ کو کیونکر پہونچ گئی اور اہل مکہ اور سفیان کو نہین پہونچی زیلعی نے کہا امام نووی کے قول کو رد کرتا ہے
شافعی کا قول امام احمد سے کہ تم صحیح حدیثون کو ہم سے زیادہ جانتے ہو تو جب کوئی صحیح حدیث ملجاوے تو مجہکو بتلا دو
تاکہ مین اوسپر عمل کرون کوفی ہو یا بصری یا شامی اور امام شافعی نے یہ نہ کہا کہ یہ حدیث اور دون کو کیونکر پہونچیگی
اور اہل حرمین کو معلوم نہ ہوگی انتہے مترجم کہتا ہے زیلعی کا قول کچہ نہین کیونکہ حدیث مین اور اس واقعہ مین فرق ہے
حدیث تو ممکن ہے کہ اہل حرمین کو نہ پہونچے اور اور ملک والون کو پہونچ جاوے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور
ملکون مین جاکر رہ گئے تہے اور وہین انتقال کیا اور یہ واقعہ تو خاص مکہ مین ہوا پہر قیاس سے بعید ہے کہ مکہ والون کو
اوسکی خبر نہ ہو تیسرے یہ کہ اس اثر مین یہ کہان ہے کہ کنوئیں کا پانی نجس ہوگیا اور پانی کا سینچنا نجاست کا ثبوت نہین
ہو سکتا کبہی کنوان صاف کرنیکے لیے بہی پانی سینچتے ہین خصوصًا اوس کنوئیں کا جسکا پانی پیا جاتا ہو جیسے زمزم
ہے چوتہے یہ کہ معارض ہے اسکی ابن عباس کی مرفوع حدیث کہ پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی اور فتوی

راوی کا برخلاف حدیث کے باطل ہے اور عمل حدیث پر لازم ہے **پانچوین** صاحب ہدایہ نے انس سے نقل کیا کہ جب کنوے
مین چوہا مرجاوے اور اوسیوقت نکالا جاوے تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالنا چاہیین اور جواب یہ ہے کہ یہ بھی موقوف ہے اور وہ
حجت نہین علاوہ اسکے اس اثر کا پتہ نہین ملا کہ کس محدث نے اوسکو روایت کیا اور صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ بے
ٹھکانے اور ضعیف روایتین نقل کرتا ہے اور انکو حجت لاتا ہے جیسے اسی باب مین صاحب ہدایہ نے کہا کہ قلتین کی حدیث کو ابو داود
نے ضعیف کیا زیلعی نے کہا صحیح نہین ہے ابو داود نے تو قلتین کی حدیث کو روایت کیا اور اوسپر سکوت کیا تو وہ صحیح ہے اونکے
نزدیک جیسے اونکی عادت ہے اور اس حدیث کے بعد تو اونھون نے وہ کلام کہا جس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ حدیث انکے نزدیک صحیح ہے اور مخالف
کا مذہب ضعیف ہے جیسے اوپر گذرا **چھٹی** صاحب ہدایہ نے ابو سعید خدری سے نقل کیا اونھون نے کہا مرغی جب کنوے مین گر جاوے
تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالے جاوین اور جواب یہ ہے کہ اس اثر کا بھی پتہ نہین ملا زیلعی نے کہا ہمارے شیخ علاء الدین
نے کہا کہ انس اور ابو سعید کے اثرون کو طحاوی نے روایت کیا کئی طریقون سے اور مین نے انکو نہین پایا شرح معانی الآثار مین
ساتوین امام طحاوی نے نقل کیا حضرت علی سے اونھون نے کہا جس کنوے مین چوہا گر کر مرجاوے اوسکا پانی نکالا جاوے
اور روایت کیا اونھون نے کہ جب پایا کوئی جانور کنوے مین گرجاوے تو اوسکا پانی کھینچ رہا تا کہ پانی غالب ہو
اور ابو ہریرہ سے اونھون نے کہا جو کوئی پانی کے گڈھے پر گذرے وہ اوس مین پیشاب نہ کرے کیونکہ اسکا بھائی مسلمان
اودھر سے گذرتا ہے وہ اوس مین سے پیتا ہے اور وضو کرتا ہے البتہ اگر پانی جاری ہو تو اوس مین پیشاب کرے اگر چاہے اور روایت
کیا شعبی سے کہ چڑیا یا بلی اگر کنوے مین گرجاوے تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالے جاوین اور ایک روایت مین ہے کہ ستر ڈول
نکالے جاوین اور دوسری روایت مین ہے شعبی سے کہ مرغی اگر کنوے مین گر کر مرجاوے تو اوس مین سے ستر ڈول نکالے جاوین
اور ابراہیم سے کہ جس کنوے مین چوہا یا بلی گر کر مرجاوے تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالے جاوین اور دوسری روایت
مین ہے کہ چوہا اگر گر جاوے تو چالیس ڈول نکالے جاوین اور ایک روایت مین ہے کہ کچھ ڈول نکالے جاوین اور حماد بن ابی سلیمان
سے اونھون نے کہا مرغی اگر کنوے مین گرجاوے پھر مرجاوے تو اوس مین سے چالیس یا پچاس ڈول نکالے جاوین اور
جواب یہ ہے کہ موقوف روایت حجت نہین ہے پھر تابعین کے اقوال کیونکر حجت ہونگے علی الخصوص احادیث صحیحہ مرفوعہ
کے مقابل یہ اقوال لانا محض بے ادبی ہے علاوہ اسکے ان اقوال سے یہ نہین نکلتا کہ پانی کا کھینچنا نجاست کی وجہ سے
ہے بلکہ شاید صفائی اور نظافت اور کراہت طبع کو رفع کرنے کے لیے ہو اور جو نجاست کی وجہ سے ہوتا تو بیس یا پچیس
یا چالیس یا ساٹھ یا ستر ڈول نکالنے سے کیا ہوتا کیونکہ نجس پانی تو ابھی کنوے مین باقی ہے اور تعجب ہے کہ حنفیہ نے اس
مسئلے مین نہ قیاس اور عقل سلیم پر عمل کیا نہ احادیث صحیحہ پر اسوجہ سے اونکا مذہب اس باب مین اضعف المذاہب بلکہ

باطل ہے اور ہر ایک مسلمان کو حدیث پر عمل کرنا لازم ہے اور امام طحاوی نے باوجود محدث ہونے کے جو اس مسئلہ
میں حنفیہ کی تائید کی ہی یہ سراسر اون کی پاس مذہبی ہے واللہ اعلم وَقَالَ حَمَّادٌ لَا بَأْسَ بِرِيشِ الْمَيْتَةِ اور
کہا حماد ابن ابی سلیمان فقیہ کوفی نے کچھ قباحت نہیں مردار کے بال اور پرون میں ف یعنے بال اور پر
نجس نہیں ہیں اگرچہ حرام جانور کے ہون تو اون کے پانی میں گرنے سے پانی نجس نہ ہوگا اس اثر کو عبد الرزاق نے
مصنف میں وصل کیا معمر سے اونہون نے حماد سے اور یہ حماد شیخ تھے امام ابو حنیفہ کے ف فتح و قسط حنفیہ اور مالکیہ
کا یہی قول ہے اور شافعیہ اوسکو نجس کہتے ہیں وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي عِظَامِ الْمَوْتَى نَحْوَ الْفِيلِ وَغَيْرِهِ أَدْرَكْتُ
نَاسًا مِنْ سَلَفِ الْعُلَمَاءِ يَمْتَشِطُونَ بِهَا وَيَدَّهِنُونَ فِيهَا لَا يَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا ابن شہاب محمد بن مسلم زہری نے
کہا مردون کی ہڈیون میں جیسے ہاتھی وغیرہ ہے کہ میں نے اگلے بہت عالمون کو پایا وہ کنگھی کرتے تھے اون سے
اور تیل ڈالتے تھے ان میں اور کچھ باک نہیں کرتے تھے اس میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونکے نزدیک پاک
تھیں ف اس اثر کو نہ حافظ نے لکھا نہ قسطلانی نے کہ کس نے وصل کیا وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ
لَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ اور محمد بن سیرین اور ابراہیم نخعی نے کہا عاج کی سوداگری کرنے میں کچھ قباحت نہیں
ف عاج کہتے ہیں ہاتھی دانت کو یا ہاتھی کی ہر ہڈی کو اور سرخسی کی روایت میں ابراہیم کا قول نہیں ہے
اور ابن سیرین کے اس اثر کو عبد الرزاق نے وصل کیا کہ وہ قباحت نہیں دیکھتے تھے عاج کی تجارت میں اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ عاج کو وہ پاک سمجھتے تھے ورنہ نجس چیز کا بیچنا جائز نہ رکھتے حافظ نے کہا علما نے اختلاف کیا
ہے ہاتھی کی ہڈی میں شافعی کے نزدیک نجس ہی اور ابو حنیفہ کے نزدیک پاک ہے اور امام مالک کے نزدیک اگر ذکوۃ
کیا جاوے تو پاک ہی کیونکہ ان کے نزدیک حرام جانور پاک ہو جاتا ہے ذکوۃ سے اور یہی قول ہی امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ
کا قسطلانی نے کہا امام بخاری کا مطلب ان اثرون کے لانے سے یہ ہے کہ اونکے نزدیک پانی تھوڑا ہو یا بہت نجس نہیں
ہوتا جب تک اوسکا کوئی وصف نہ بدلے جیسے امام مالک کا قول ہے اور اوپر ہمنے ثابت کیا کہ یہی حق ہے جو امام بخاری
نے اختیار کیا مترجم کہتا ہی کہ مردار کے بالون اور ناخون اور سینگ اور ہڈی اور عاج کی طہارت میں کئی
مرفوع حدیثیں بھی وارد ہیں مگر امام بخاری اونکو نہ لاسکے اسوجہ سے کہ اونکی شرط پر نہ تھیں اور اکتفا کیا
حماد اور زہری اور ابراہیم اور ابن سیرین کے اقوال پر اون میں سے ایک حدیث ہی ابن عباس کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مردار کا صرف گوشت حرام کیا لیکن کھال اور بال اور اون تو پاک ہے روایت کیا اوسکو دار قطنی نے
اور کہا عبد الجبار راوی کی اسناد میں ضعیف ہے زیلعی نے کہا ابن حبان نے اوسکو ثقات میں لکھا ہے سعید بن کر

ایک ام سلمہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مردار کی کھال مین کچھ قباحت نہین جب وہ دباغت کیجاوی اور کچھ قباحت نہین اوسکی اون اور بالون اور سینگون مین جب انکو دہو ڈالین پانی سے نکالا اوسکو دارقطنی نے اوسکی اسناد مین یوسف بن ابی السفر متروک ہے اور ابن عباس کی اونہون نے کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپنے یہ آیت پڑہی قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُہٗ اور فرمایا مردار کی ہر چیز حلال ہے مگر وہ جو کہائی جاوی لیکن کہال اور سینگ اور بال اور دانت اور ہڈی تو سب حلال ہین کیونکہ اونکی ذکوۃ نہین ہوتی نکالا اوسکو دارقطنی نے اوسکی اسناد مین ابوبکر ہذلی متروک ہے اور ثوبان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلیے خرید ایک ہار عصب کا اور دو کنگن عاج کے نکالا اوسکو ابوداود اور احمد نے ابن جوزی نے کہا حمید اور سلیمان دونون اوسکی اسناد مین معروف نہین ہین منقیح مین ہے کہ حمید تو بیشک ابن عدی نے اوس پر انکار کیا اور کہا مین نہین جانتا کسی اور نے یہ حدیث روایت کی ہو سوا اوسکے اور سلیمان کو ابن حبان نے ثقات مین لکہا اور انس کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگہی کرتے تھے ایک کنگہی سے عاج کے نکالا اوسکو بیہقی نے سنن مین اور کہا اوسکی اسناد مین بقیہ ہے اور اسکی روایت مجہول شیوخ سے ضعیف ہے زیلعی نے کہا اس روایت مین بقیہ کا شیخ عمرو بن خالد واسطی مجہول نہین ہے اور امام بیہقی نے خطابی سے نقل کیا اونہون نے اصمعی سے کہ عاج پشت ہے دریائی کچہوے کی اور جسکو عام لوگ عاج سمجہتے ہین یعنے ہاتہی دانت اوسکا استعمال جائز نہین زیلعی نے کہا عرب کی لغت مین عاج ہاتہی دانت کو کہتے ہین ابن سندہ نے محکم مین اور جوہری نے ایسا ہی کہا ہے اور وہ جو روایت کیا بیہقی نے سنن مین ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو بالون اور خون اور ناخون کو کیونکہ وہ مردار ہین تو یہ حدیث ضعیف ہے ابن عدی نے کامل مین اوسکو نکالا اور علت کی عبد اللہ بن عبد العزیز سے اور کہا اوسکی کئی حدیثین ہین جنپر متابعت نہین کیا جاتا اور بیہقی نے شعب الایمان مین کہا کہ ناخون اور بالون کے دفن کی حدیث کئی طریقون سے مروی ہے لیکن وہ سب ضعیف ہین حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَّیْمُوْنَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَارَةٍ سَقَطَتْ فِیْ سَمْنٍ فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ وَكُلُوْا سَمْنَكُمْ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے امام مالک نے اونہون نے روایت کی ابن شہاب سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہون نے ابن عباس سے اونہون نے ام المومنین میمونہ سے (جو ابن عباس کی خالہ تہین) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچہے گئے اوس چوہے سے جو گہی مین گر جاوے (یعنے جمے ہوئے گہی مین جیسے نسائی کی روایت مین ہے پہر مر جاوے) جیسے موطا

نے زیادہ کیا ذبائح مین آپنے فرمایا پھینکدو اوس چوہے کو اور اوسکے آس پاس جو گھی ہی اوسکو بھی پھینکدو اور کہا ذ
اپنے گھی کو جو باقی رہی ف قسطلانی نے کہا جمے ہوئے شہد اور شیرے کا بھی یہی حکم ہے اور جو گھی پتلا ہو تو وہ
نجس ہو جاویگا اور اسکا کھانا اور بیچنا درست نہیں البتہ جلانا درست ہی اور یہی مذہب ہی شافعیہ اور مالکیہ کا اور حنفیہ
کے نزدیک بیچنا بھی درست ہے اور حنابلہ کے نزدیک کسی قسم کا نفع اوٹھانا درست نہیں دوسری روایت مین ہی کہ اگر گھی
پتلا ہو تو اوس سے روشنی کرو عبد الرزاق کی روایت مین ہی اگر پتلا ہو تو مت نزدیک جاو اوسکے اور مولف نے اس حدیث کو
ذبائح مین نکالا اور امام مسلم نے اوسکو نہین نکالا اور نکالا اوسکو ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا حسن صحیح
ہے حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سُئِلَ
عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ فَقَالَ خُذُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ قَالَ مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مَا لَا أُحْصِي
يَقُولُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبد اللہ مدینی نے اونہون نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے معن ابن عیسی ابو یحیی قزاز نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک ابن انس امام نے اونہون نے
روایت کی ابن شہاب زہری سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون
نے ام المومنین میمونہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے چوہے سے جو گر جاوے گھی مین آپنے فرمایا اوس
چوہے کو لو اور جو اوسکے آس پاس ہے پھر پھینکدو اوسکو معن نے کہا ہم سے امام مالک نے کئی بار حدیث بیان
کی جسکی تعداد مجھے یاد نہین ہے وہ کہتے تھے ابن عباس سے اونہون نے میمونہ سے ف یہ دوسرا اسناد حالانکہ
کم درجہ کا ہے کیونکہ اوس مین امام بخاری سے مالک تک دو واسطے ہین اور پہلی اسناد مین ایک واسطہ ہی اسلیے
لائے کہ معلوم ہو کہ ابن عباس کے بعد میمونہ کا ذکر صحیح ہے اور قعنبی نے میمونہ کا ذکر نہین کیا اور اشہب نے ابن عباس
کا ذکر نہین کیا اور بعضون نے ابن عباس اور میمونہ دونون کا ذکر نہین کیا جیسے یحیے بن بکیر اور ابو مصعب نے تو
اختلاف ہی اوس مین امام مالک سے اور جمے ہوئے گھی کا ذکر کسی نے نہین کیا سوا عبد الرحمن بن مہدی کے اور
ذکر کیا اوسکو ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند مین سفیان بن عیینہ سے اونہون نے ابن شہاب سے اور حمیدی اور اور صحاب نے
ابن عیینہ کے جمے ہوئے کا ذکر نہین کیا لیکن ابن عباس اور میمونہ کا ذکر کیا اور تنبیہ کی امام بخاری نے دوسرا اسناد
لا کر کہ یہی صحیح ہے اور عبد الرزاق نے سعید بن المسیب سے اونہون نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت پوچھے گئے چوہے
سے جو گر جاوے گھی مین آپنے فرمایا جب جما ہو تو اوسکو پھینکدو اور اوسکے آس پاس کو اور جو پتلا ہو تو مت

نزدیک جاوے اوسکے حافظ نے کہا جمہور علماء نے اسی روایت پر عمل کیا ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ جمے ہوئے گھی میں
سب کا اتفاق ہی کہ آس پاس کا پھینک دینا کافی ہی اور باقی گھی کا استعمال درست ہی لیکن اختلاف ہی تیل میں جمہور
کا یہ قول ہے کہ وہ بالکل نجس ہو جاوے گا اور زہری اور اوزاعی نے اسکا خلاف کیا ہے اور اسکی تفصیل کتاب
الذبائح میں آویگی ابن منیر نے کہا گھی کی حدیث کی مناسبت اگلی آثار سے یہ ہی کہ نجاست تغیر سے ہوتی ہی تو مردے کی ہڈی پر
سے چونکہ تغیر نہیں ہوتا اسیطرح ہڈی سو لہذا پانی پاک رہتا ہے اسیطرح گھی میں بھی جو چوہے سے دور ہو جب تغیر
نہو تو وہ پاک ہے اور اس سے نکلتا ہی کہ پانی میں بھی جب نجاست گرجاوے اور اس میں تغیر نہو تو وہ پاک ہی اور اس حدیث میں اشارہ ہی حنفیہ کے رد کی
طرف کہ جب تھوڑا سا گھی جو پتلا ہو گر نجس نہوا تو کنویں بھر پانی جو بالاگر غیر کیونکر نجس ہوگا حدثنا احمد بن محمد قال اخبرنا عبد الله قال
اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال كل كلم يكلمه
المسلم في سبيل الله يكون يوم القيامة كهيئتها اذ طعنت تفجر دما اللون لون الدم والعرف
عرف المسك ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن محمد ابن موسی مروزی نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو
عبد اللہ ابن مبارک فقیہ محدث اور زاہد مشہور نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو معمر ابن راشد نے اونہوں نے روایت
کی ہمام بن منبہ سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا جو زخم کہ مسلمان کو لگے
اللہ کی راہ میں وہ قیامت کے دن ویسا ہی ہوجاویگا یعنے اوسی شکل پر جس وقت کہ لگا تھا (تازہ) خون اوس میں سے
بہتا ہوگا جسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی سی قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے جہاد میں بھی
نکالا اور مسلم نے حافظ نے کہا امام بخاری جو اس حدیث کو اس باب میں لائے اسکی مناسبت بیان کرنا مشکل ہے
اسمعیلی نے کہا اس حدیث سے نہ خون کی طہارت نکلتی ہی نہ نجاست یہ تو خدا کی راہ میں جو زخم لگے اوسکی فضیلت میں
ہے بعضوں نے یہ کہا کہ اس سے تاکید اپنے مذہب کی منظور ہی کہ پانی نجاست پڑنے سے نجس نہ ہوگا جب تک اوس
میں تغیر نہو جیسے خون میں جب تغیر آگیا یعنے مشک کی خوشبو ہو گئی تو وہ عمدہ ہوگیا اسیطرح پانی میں جب تغیر
ہوگا تو اوسکی صفت طہارت کی باطل ہو کر نجس ہو جاویگا بعضوں نے کہا مقصود مشک کی طہارت بیان کرنا
ہے اور رد کرنا ہے اوسکا قول جو مشک کو نجس جانتا ہے بعضوں نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب خون کی
ایک صفت یعنی بو بدل گئی تو خون کا حکم اور ہو گیا اسیطرح پانی کی بھی جب ایک صفت بدل جاوے تو اوسکا
حکم بھی بدل جاویگا اور دو صفتوں کا بدلنا ضرور نہیں اور اس میں رد ہوا ربیعہ کا جو دو وصف بدلنا ضرور
جانتے ہیں (فتح مختصرا) بعضوں نے کہا جب مشک کہ خون ہے وصف بدلنے سے پاک ہو گئی تو پانی کا بھی جب

وصف بدلجاوے گا تو اوسکا حکم یعنے طہارت بھی بدلجاوے گا اور نجس ہوجاوے گا (قسطلانی) شاہ ولی اللہ صاحب نے
کہا مناسبت یہ ہے کہ اسحدیث سے مشک کی طہارت نکلتی ہے تو جب مشک گھی یا پانی مین گرجاوے تو وہ نجس ہوگا اور جب اس
باب مین یہ بیان ہوا کہ پانی نجس نہین ہوتا خواہ قلیل ہو یا کثیر جبتک اوسمین تغیر نہ آوے تو دوسرا باب اسکے بعد لائے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کوئی تم مین پیشاب نہ کرے تھمے پانی مین اوس سے یہ مطلب نہین ہے کہ اگر کوئی تھمے
پانی مین پیشاب کر دیگا تو وہ نجس ہوجاویگا جیسے حنفیہ نے سمجھا ہے بلکہ اوسکا مطلب یہ ہے کہ تھمے پانی مین پیشاب کرنا
ادب کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ جب ایک شخص اوسمین پیشاب کرے گا تو دوسرا بھی کرے گا پھر تیسرا یہانتک کہ پانی مین
تغیر پیدا ہوجاویگا اور نجس ہوکر کام کا نہ رہے گا اور لوگون کو تکلیف پہنچے گی پس جس کام کا انجام خراب تھا آپنے اوس
سے بالکل منع کردیا تو کہا **باب** البول فی الماء الدائم تھمے ہوے پانی مین پیشاب کرنیکا بیان حدثنا

ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال اخبرنا ابو الزناد ان عبد الرحمن بن هرمز الاعرج حدثه
انه سمع ابا هریرة انه سمع رسول الله صلى الله علیه وسلم یقول نحن الآخرون السابقون
وباسناده قال لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیه **ترجمہ حدیث**

بیان کی ہم سے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو شعیب (بن ابی حمزہ) نے اونہون نے کہا خبر
دی ہم کو ابو الزناد (عبد اللہ بن ذکوان) نے اوس سے بیان کیا عبد الرحمان بن ہرمز اعرج نے اونہون نے سنا ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے اونہون نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ہم دنیا مین اخیر مین ہین اور
آخرت مین پہلے ہین **ف** یہ جملہ اس باب سے تعلق نہین رکھتا لیکن شاید ابو ہریرہ یا ہمام نے اوس کو اور اوس کے
بعد کے جملہ کو ایک ساتھ سنا ہو تو ایسا ہی بیان کیا یہ ابن بطال نے کہا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر ایسا
ہوتا تو امام بخاری دوسرے جملہ کو جدا کرتے اور یہ نہ کہتے (وباسنادہ) دوسرے یہ کہ یہ جملہ دوسری ایک حدیث کا ٹکڑا
ہے جو جمعہ کے باب مین آویگی اور وہین اسکی بحث مذکور ہوگی تیسرے یہ کہ یہ حدیث متعدد طریقون سے متعدد کتابون
مین مروی ہے اور کسی مین یہ جملہ نہین ہے اور نکالا اوسکو ابو نعیم نے مستخرج مین ابو الیمان سے اوس مین بھی یہ جملہ نہین
ہے چوتھے یہ کہ اس اسناد مین ہمام کا ذکر نہین ہے پھر ہمام کا نام لینا محض وہم ہے اور ٹھیک یہ ہے کہ امام بخاری نے
اسحدیث کو اسیطرح سنا ہوگا تو ویسا ہی ادا کیا اب جہال جو تاویلین کرتے ہین اور محنتین اٹھاتے ہین وہ بیکار
ہین بعضون نے کہا اس جملہ کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ یہ امت سب کے اخیر دفن ہوگی اور سب سے پہلے اوٹھے گی
کیونکہ جو چیز برتن مین اخیر رکھی جاتی ہے وہ پہلے اوٹھائی جاتی ہے پس پانی کا بھی یہی حال ہے جو کوئی تھمے پانی مین پیشاب کرکے

تو آخیر مین پیشاب ہو البکن وضو یا غسل کرنے مین اول وہی اوٹھہ آویگا اس لیے ممانعت ہوئی بعضون نے کہا مقصود یہ ہے
کہ بنی اسرائیل اس امت پر سابق تھے زمانے سے اور یہ امت اونپر سبقت لگئی تھے ہوئے پانی مین پیشاب نکرنے مین
اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل تو پیشاب سے بہت پرہیز کرتے تھے حتی کہ بدن مین لگ جاتا تو کہال کتر ڈالتے پہر وہ
یہ کام کیون کرنے لگے (فتح مختصرًا) ف اور اسی اسناد سے فرمایا آپنے کوئی تم مین سے پیشاب نہ کرے تہمے پانی مین جو
بہتا نہین پہر غسل کرے اوس مین ف تو مقصود نہی ہے صرف پیشاب کرنے سے تہمے پانی مین جیسے مسلم نے جابر سے
روایت کیا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کرنے سے تہمے پانی مین اور غسل کا ذکر اتفاقی ہے اور روایت
کیا مسلم نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا آپنے کوئی تم مین سے غسل نہ کرے تہمے پانی مین جنب ہو اور ابوداؤد کی روایت مین
یون ہے کوئی تم مین سے پیشاب نکرے تہمے پانی مین اور غسل نہ کرے جنابت سے اور یہ نہی تنزیہی ہے جیسے امام مالک سے
منقول ہے اور قرطبی نے کہا تحریمی بہی ہوسکتی ہے سد ذرائع کے لیے حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستعمل
پانی طہور نہین ہے گو طاہر ہے یعنے پہر اوس سے طہارت نہین کر سکتے اور پیشاب خواہ پانی مین کرے خواہ برتن مین
کرکے پانی مین ڈالدے دونون منع ہین اور مراد پانی سے وہ ہے جو قلیل ہو وہ تو پیشاب کرنے سے نجس ہو جاویگا
اور کثیر نجس نہوگا اور راوی یہ مذہب گذرا کہ پانی مین قلیل کثیر کا اعتبار نہین اور معتبر تغیر اور عدم تغیر ہے اور یہہ
مذہب قوی ہے لیکن قلتین کی حدیث پر عمل کرنا اس سے زیادہ قوی ہے اور طحاوی نے اسکا اقرار کیا حنفیہ مین سے
مگر یہ عذر کیا کہ قلہ بڑا ہوتا ہے اور چہوٹا ہوتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ شارع نے اوسکو چہوڑ دیا بیان کرنا اس خیال سے
کہ صحابہ قلہ کو پہچانتے ہین اور اسوجہ سے قلتین کے مقدار مین سلف کے قول ہین اور نکو ابن منذر نے نقل کیا انتہی
مختصرًا نووی نے کہا یہ ممانعت کہین تحریمًا ہے کہین تنزیہًا جب پانی بہت ہو اور جاری ہو تو اوس مین پیشاب
کرنا حرام نہین پر اولی نکرنا ہے اور جو قلیل ہو لیکن جاری تو مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے اسیطرح تہمے
ہوئے پانی مین حرام ہے اسیطرح غسل کرنا تہمے پانی مین مکروہ ہے قلیل ہو یا کثیر لیکن کراہت تنزیہی ہے انتہے
اور پاخانہ بہی مثل پیشاب کے ہے اور تعجب ہے ظاہریہ سے اور داؤد ظاہری رحمہ اللہ تعالی سے کہ اونہون نے پاخانہ تہمے
پانی مین جائز رکہا اس لیے کہ حدیث مین اوسکی ممانعت نہین ہے نووی نے کہا یہ مسئلہ داؤد کا بہت قبیح ہے اور
ابن حزم نے امام داؤد کی مدد کی محلی مین اور چار ون اماموں کے ایسے مسائل بیان کیے متفق ہین سے ترمذی کی
روایت مین ثم یتوضأ منہ ہے یعنے پہر وضو کرے اوس مین سے اور باقی لوگون کی روایت مین ثم یغتسل منہ ہے
جیسے امام بخاری نے روایت کیا طحاوی کی ایک روایت مین ہے پہر وضو کرے اوس سے یا پیے دوسری روایت

میں ہی کہ ابو السائب نے کہا پھر کیونکر کرے ای ابو ہریرہ اونہون نے کہا پانی ہاتھہ سی لیکر ڈالے اور روایت کیا جابر سے
کہ منع کیا آپ نے پیشاب کرنے سے تھمے پانی میں پھر وضو کرنے سے اوس میں اور اوپر یہ مسئلہ گذر چکا کہ مستعمل
پانی پاک ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ پاک نہیں کرتا گو پاک ہو اور بعض کہتے ہیں کہ مستعمل پانی پاک بھی
کرتا ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو دارقطنی اور بیہقی نے روایت کی ربیع بنت معوذ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسح کیا اپنے سر پر اوس تری سے جو بچی تھی آپ کے ہاتھوں پر لیکن بیہقی نے کہا کہ اوسکی اسناد میں عبد اللہ بن محمد
بن عقیل ہے جو حافظ نہ تھا اور اہل علم کا اختلاف ہے اس سے حجت لینے میں اور ترمذی نے نقل کیا بخاری سے انہون
نے کہا امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور حمیدی حجت لیتے تھے اوسکی حدیث سے بخاری نے کہا وہ مقارب
الحدیث ہی امام میں ہے کہ اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ سر کے مسح کا پانی مستعمل تھا لیکن روایت کیا اوسکو اثرم نے
اپنی کتاب میں اور لفظ اوسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اوس سے جو باقی تھا آپ کی ہاتھوں پر اور یہ
زیادہ ظاہر ہے مقصود میں بیہقی نے سنن میں کہا یہ مروی ہی حضرت علی اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابو الدرداء
اور عائشہ اور انس بن مالک سے سبھی اون کی حدیثون کو خلافیات میں بیان کیا اور کوئی حدیث اون میں سی صحیح
نہیں ہے بلکہ سب کے اسناد ضعیف ہیں تو حضرت علی کی حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا محمد بن عبید اللہ عرزمی سے
اونہون نے حسن بن سعد سی اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت علی سی مرفوعا اور کہا کہ عرزمی متروک ہی اور ابن
عباس کی حدیث کو سلیمان بن ارقم سے اونہون نے زہری سے اونہون نے عبید اللہ سی اونہون نے ابن عباس سی نسائی
اور دارقطنی نے کہا سلیمان بن ارقم متروک ہے اور ابن مسعود کی حدیث کو یحیی بن عنبسہ سے اونہون نے ابو حنیفہ سے
اونہون نے حماد سی اونہون نے ابراہیم سے اونہون نے علقمہ سے اونہون نے عبد اللہ سی دارقطنی نے کہا یحیی بن عنبسہ کذاب
ہے ابن عدی نے کہا وہ ثقات سی موضوعات روایت کرتا ہے کچھ نہیں ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث کو [illegible]
عجلان سی اونہون نے ابن ابی ملیکہ سے اونہون نے عائشہ سے نسائی اور رازی نے کہا عطا بن عجلان [illegible] متروک ہے
ابو الدرداء کی حدیث کو تمام بن نجیح سے اونہون نے حسن سے اونہون نے ابو الدرداء سے [illegible] تمام بن نجیح سے بہتہ
کہا حجت نہیں لیجاویگی اور انس کی حدیث کو متوکل بن فضیل سے اونہون نے ابی [illegible] ظلال سے اونہون نے انس
دارقطنی نے کہا کہ متوکل بن فضیل بصری ہی ضعیف ہے انتہی زیلعی نے [illegible] اس باب میں اور ایک حدیث ہے جسکو ابن
[illegible] سنن میں نکالا ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] غسل کیا جنابت سے تو ایک مقام دیکھا جہاں
نہیں پہونچا تھا آپ نے اپنے بال اوسپر جھٹکا دیے اور اوسکو [illegible] تر کر دیا اسحاق نے اپنی روایت میں کہا اپنے بالون

نچوڑ دیا اوس مقام پر۔ اسکی اسناد مین ابوعلی رحبی ہے حسین بن قیس جسکا لقب حنش ہو احمد اور نسائی اور دارقطنی نے
کہا وہ متروک ہے اور ابوزرعہ نے کہا وہ ضعیف ہے انتہے قسطلانی نے کہا اسحدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی
اور ابن ماجہ نے روایت کیا **باب** اِذَا اُلْقِیَ عَلٰی ظَهْرِ الْمُصَلِّی قَذَرٌ اَوْ جِیْفَةٌ لَمْ تَفْسُدْ عَلَیْهِ صَلٰوتُہٗ
باب بیان مین اسکے کہ جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار ڈالا جاوے تو اوسکی نماز فاسد نہ ہوگی **ف** حافظ نے
کہا یہ اوسحالت مین ہے کہ نمازی کو اوسکی خبر نہو وہ نماز پڑہتا رہے اور احتمال ہو کہ ہر حالت مین نماز فاسد نہو اوس
شخص کے قول پر جو کہتا ہے نماز کے اندر نجاست سے بچنا فرض نہین ہے اور اس
شخص کے قول پر جو کہتا ہے نماز کے شروع کرنے سے پہلے پاکی ضرور ہے
پہر نماز کے اندر جو نجاست لگ جاوے اوس سے نماز نہین ٹوٹتی اور امام بخاری کا یہی مذہب ہے اور اسی پر محمول ہو
اوس صحابی کا فعل جو نماز پڑہتا رہا تیر لگنے کے بعد اور خون بہتا رہا اور یہ قصہ اوپر گذر چکا (فتح) وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ
اِذَا رَاٰی فِیْ ثَوْبِهٖ دَمًا وَهُوَ یُصَلِّیْ وَضَعَهٗ وَمَضٰی فِیْ صَلٰوتِهٖ اور عبداللہ بن عمر جب نماز کے اندر دیکہتے
کہ کپڑے مین خون لگا ہے تو اوس کپڑے کو اتار ڈالتے (اپنے بدن سے) اور نماز پڑہی جاتے **ف** حافظ نے کہا
اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا برد بن سنان سے اونہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ وہ
جب نماز مین ہوتے پہر اپنے کپڑے پر خون دیکہتے اور کپڑے کو اوتار سکتے تو اوتار ڈالتے اور جو نہ اوتار سکتے تو باہر جاتے
اور کپڑا دہوتے پہر آتے اور بنا کرتے اپنی نماز پر (یعنے جوڑ لگا لیتے نماز پر اور سر سے نہ پڑہتے) اور اسناد اسکا صحیح
ہے اور اس اثر سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کی ابتدا اور دوام مین فرق ہو اور یہی قول ہو ایک جماعت صحابہ اور تابعین اور
اوزاعی اور اسحاق اور ابوثور کا اور شافعی اور احمد نے کہا کہ جب نماز کے اندر بدن یا کپڑے پر نجاست
دیکہی تو نماز کو سر سے لوٹا دے اور امام مالک نے کہا کہ اگر نماز کا وقت باقی ہو تو اعادہ کرے ورنہ ضرور نہین
مترجم کہتا ہو مذہب امام بخاری اور اوزاعی اور اسحاق کا صحیح ہے اور اونکی دلیل کئی صحیح حدیثین اور یہ اثر ہے
ایک حدیث اس باب مین آتی ہے اور ایک وہ ہے جو احمد اور ابوداؤد نے ابوسعید سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے نماز کے اندر اپنی جوتیان اوتارین پہر فرمایا کہ جبریل نے مجھکو خبر دی کہ اون مین پلیدی لگی ہے صحیح کہا
اوسکو ابن خزیمہ نے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن مسعود کی حدیث سے نکالا اوسکو حاکم نے تو آپنے جتنی نماز پڑہ
چکے تہے اوسکا اعادہ نہ کیا اسی واسطے شافعیہ کی ایک جماعت نے اپنے امام کا قول ترک کیا اور حدیث کی موافق
اختیار کیا اور حنفیہ کو بہی ایسا ہی کرنا لازم ہے اور مخالفین کے پاس کوئی عمدہ دلیل اس باب مین نہین ہے اور

ایک وہ حدیث بہی دلیل ہے امام بخاری کی جو اوپر گذری کہ ایک صحابی کو تیر لگا اور خون بہا کیا ۔ وہ نماز پڑہتے رہے

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ اِذَا صَلّٰى وَفِيْ ثَوْبِهٖ دَمٌ اَوْ جَنَابَةٌ اَوْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ اَوْ تَيَمَّمَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَدْرَكَ الْمَاءَ فِيْ وَقْتِهٖ لَا يُعِيْدُ اور سعید بن المسیب اور عامر شعبی نے کہا جب کوئی نماز پڑہ لے اور اوسکے کپڑے مین خون لگا ہو یا منی لگی ہو یا قبلے کے سوا اور طرف پڑہ لیوے (یعنے سوچکر اوس نے ایک طرف کو قبلہ سمجہا اور نماز اوس طرف پڑہ لی بعد نماز کے معلوم ہوا کہ ادوہر قبلہ نہ تہا) یا تیمم کرکے نماز پڑہ لی پہر وقت باقی ہو اور پانی ملجاوے تو نماز نہ لوٹاوے **ف** حافظ نے کہا خون مین یہ مراد ہے کہ اوسکو معلوم نہ ہو اسیطرح منی مین جو اوس کو نجس کہتا ہے اور ان چارون اثرون کو عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے باسانید صحیحہ روایت کیا اور مین نے اونکو تفصیل سے بیان کیا تعلیق التعلیق مین اور تیمم کے مسئلہ مین تو ائمہ اربعہ اور اکثر سلف کا اتفاق ہے اور ایک جماعت تابعین جیسے عطا اور ابن سیرین اور مکحول کے نزدیک اعادہ واجب ہے اور قبلہ کے مسئلہ مین ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے اور شافعی کے اوس مین دو قول ہین نیا قول یہ ہے کہ اعادہ کرے ائمہ ثلاثہ کی دلیل وہ حدیث ہے جسکو ترمذی نے نکالا عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اور کہا حسن ہے لیکن ضعیف کیا اوسکو اور ون نے اور عقیلی نے کہا یہ کسی ثابت طریق سے مروی نہین ہے حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ ح وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْبَيْتِ وَاَبُوْ جَهْلٍ وَاَصْحَابٌ لَهٗ جُلُوْسٌ اِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَيُّكُمْ يَجِيْءُ بِسَلَا جَزُوْرِ بَنِيْ فُلَانٍ فَيَضَعُهٗ عَلٰى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ اِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ اَشْقَى الْقَوْمِ فَجَاءَ بِهٖ فَنَظَرَ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهٗ عَلٰى ظَهْرِهٖ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَاَنَا اَنْظُرُ لَا اُغْنِيْ شَيْئًا لَوْ كَانَتْ لِيْ مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوْا يَضْحَكُوْنَ وَيُحِيْلُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ حَتّٰى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْهُ عَنْ ظَهْرِهٖ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ اِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّ الدَّعْوَةَ فِيْ ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمّٰى اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِيْ جَهْلٍ وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ

يُحَفِّظُهُ قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعَى
فِي الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبدان (بن عثمان) نے اونہون نے کہا خبر دی مجھکو میرے باپ
(عثمان بن جبلہ) نے اونہون نے روایت کی شعبہ (بن حجاج) سے اونہون نے ابو اسحاق (عمرو بن عبد اللہ سبیعی) سے
اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عمرو بن میمون (اودی تابعی) نے اون سے بیان کیا عبد اللہ بن مسعود نے اونہون نے
کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سجدے مین تھے تحویل (امام بخاری نے کہا) اور حدیث بیان کی مجھسے احمد بن
عثمان (بن حکیم) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شریح بن مسلمہ (تنوخی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
ابراہیم بن یوسف سبیعی نے (ان مین بعضون نے کلام کیا ہے اسواسطے امام بخاری پہلی سند کو لائے اور لفظ دوسری
سند کا ہے) اونہون نے روایت کی اپنے باپ (یوسف بن اسحاق) سے اونہون نے ابی اسحاق (عمرو بن عبد اللہ سبیعی)
سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عمرو بن میمون نے کہ عبد اللہ بن مسعود نے حدیث بیان کی اون سے کہ جناب
رسول خدا حبیب کبریا حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نماز پڑھتے تھے خانہ کعبہ کے پاس اور ابوجہل
(عمرو بن ہشام مخزومی لعنہ اللہ) اور اوسکے ساتھی بیٹھے ہوے تھے (عبدان کی روایت مین ہے کہ آپکے گرد چند
آدمی تھے قریش کے مشرکین سے اور مراد ان سے وہی سات آدمی ہین جنکا ذکر آگے آتا ہے بزار کی روایت مین
اسکی تصریح ہے) اتنے مین بعضون نے بعضون سے کہا (کہنے والا ابوجہل تھا مردود اور پاجی خدا اوسپر لعنت کرے
جیسے امام مسلم کی روایت مین ہے اتنا زیادہ ہے کہ کل ایک اونٹنی نحر ہوئی تھی) تم مین سے کون فلان لوگون کی قربانی
کی اوجھہ کو اوٹھا کر لاتا ہے (حدیث مین سلا ہے سلا بچہ دان کو کہتے ہین اسرائیل کی روایت مین یہ ہے کون تم
مین سے قصد کرتا ہے اوسکی لید اور خون اور بچہ دان کا) پھر رکھدیوے اوسکو محمد کی پیٹھ پر جب وہ سجدہ کرین
ف ہای ان مردودون پر خدا کی مار اتنا نہ سمجھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کون ہین اوس مالک الملک کے خاص
بندے ہین اوسکے حبیب ہین محبوب ہین جب زمین مین مالک کا کوئی پوجنے والا نہ رہا تھا تو مالک نے اون کو
بھیجا پھر اپنا نام زمین مین روشن کرنیکے لیے آپکے پیغمبر ہونے سے پہلے زمین کی یہ حالت تھی کہین لات
پُج رہا تھا کہین منات کہین عزی کہین ہبل کہین جھنڈی تابوت جھاڑ پہاڑ یہ لوگون کے خدا بن گئے
تھے آپنے ان سب کو مٹا دیا اور سچے مالک کی پرستش جاری کی ان مردودون نے ایسی بے ادبی کی
کہ زمین آسمان ہل گئے اگر مالک کی مہر اپنے بندون پر نہ ہوتی تو اسیوقت عذاب اوترتا سب تباہ ہو جاتے
پر وہ بڑا حلیم اور بردبار ہے اور اوسکی پکڑ سخت ہے ف یہ سنکر اون لوگون مین کا سخت بدبخت اوٹھا

(یعنے عقبہ بن ابی معیط ہر چند ابوجہل بھی نہایت بدبخت تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا مگر عقبہ نے
یہ برا کام اپنے ہاتھ سے کیا اور ابوجہل نے صلاح دی تو عقبہ کا نمبر بدبختی مین بڑھ گیا) اور اسکو لیکر آیا (یعنے اونٹنی کے
بچہ دان کو جس مین تمام نجاست تھی) پھر اوس نے دیکھا جب آپنے سجدہ کیا تو اوسنے وہ آپ کی مبارک پیٹھ پر
رکھدیا دونو مونڈھون کے بیچ مین (اسی جگہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ آپکے بدن سے نماز مین نجاست
لگ گئی لیکن آپنے نماز نہ توڑی) عبداللہ بن مسعود نے کہا مین دیکھ رہا تھا مین کچھ کام نہ کرسکتا تھا (اور ایک روایت
مین ہے مین اونکے کسی کام کو بدل نہ سکتا تھا) کاش مجھے زور ہوتا (یعنے میری قوم کے لوگ مددگار ہوتے تو مین اسکو
پھینک دیتا آپ کی پیٹھ پر سے عبداللہ بن مسعود ہذلی تھے اونکی قوم کے لوگ اوسوقت تک کافر تھے مکہ مین اون کا
کوئی مددگار نہ تھا) عبداللہ بن مسعود نے کہا پھر وہ (مردود ساتون کافر) ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر ڈالنے
لگا **ف** یعنی ایک دوسرے سے کہنے لگا اشارے سے تونے یہ کام کیا مسخرہ پن تھا یا ترجمہ یون ہے ایک دوسرے
پر کودنے لگا خوشی اور دل لگی سے مسلم کی روایت مین یون ہے یعنے ایک دوسرے پر جھکنے لگا ہنسی کے مارے
ف اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سجدے مین پڑے اپنا سر نہین اٹھاتے تھے **ف** اس مین یہ حکمت تھی
کہ کافرون کی ایذا پوری ہوجاوے اور وہ اچھی طرح عذاب کے مستحق ہوجاوین دوسری حکمت یہ تھی کہ مسجد اوس کے
گرنے سے نجس ہوجاوے اور آپ منتظر تھے کہ کوئی آوے اور اسکو اٹھا کر پھینک دیوے یا ربّ صلّ وسلّم دائماً ابداً
علیٰ نبیک خیر الخلق کلہم **ف** یہانتک کہ حضرت سیدۃ النساء خاتون جنت فاطمہ زہرا آئین اور آپ
کی پیٹھ پر سے اوسکو پھینک دیا (اسرائیل نے زیادہ کیا وہ آئین ان کافرون پاس اور گالیان دینے لگین اون کو انہون
نے کچھ جواب نہ دیا) پھر آپنے اپنا مبارک سر اٹھایا (جو ساری دنیا سے زیادہ عزت اور بزرگی والا تھا اور نماز پوری
کی جب نماز سے فارغ ہوئے جیسے بزار کی روایت مین ہے) بعد اوسکے فرمایا اے بچہ مردودو کہان بھاگ کر جاؤگے
یا اللہ (شاہنشاہ ہردوجہان کے) تو لازم کرلے اپنے اوپر قریش کی تباہی کو تین بار یہ فرمایا (مسلم کی روایت مین
اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ دعا کرتے تین بار دعا کرتے جب خدا سے مانگتے تو تین بار مانگتے) پھر یہ انپر شاق ہوا جب آپنے
اونپر بددعا کی (مسلم کی روایت مین ہے جب انہونے آپ کی آواز سنی تو ہنسی جاتی رہی اور آپ کی بددعا سے ڈر گئے)
اور وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر مین (یعنے مکہ معظمہ مین) دعا قبول ہوتی ہے (اور یہ نہ سمجھے کہ دعا کرنیوالا کون ہے) پھر آپنے
نام لیا اور فرمایا یا اللہ تو لازم کرلے اپنے اوپر ابوجہل کی تباہی کو (جو فرعون تھا اس امت کا اور احول تھا مفعول)
اور لازم کرلے اپنے اوپر عتبہ بن ربیعہ کی تباہی کو (جو ابوسفیان کا سسر اور معاویہ کا نانا ہندہ کا باپ تھا حضرت

امیر حمزہ نے اوس مردود کو مارا) اور شیبہ بن ربیعہ کی تباہی کو (یہ عتبہ کا بہائی تہا حضرت علی مرتضے شیر خدا نے اوس مردود
کو جہنم میں پہونچایا) اور ولید بن عتبہ کی (یہ عتبہ کا بیٹا تہا اوس مردود کو حضرت حمزہ اور حضرت علی دونوں نے قتل کیا)
اور امیہ بن خلف کی (یہ مردود بڑا دشمن تہا مسلمانوں کا حضرت بلال کو بہی ایذا دیتا تہا یہ بہی بدر کی لڑائی میں مارا
گیا اور بعض روایتوں میں امیہ کے بدلے ابی بن خلف ہے یہ وہم ہے ابی احد کی لڑائی میں مارا گیا) اور عقبہ بن ابی
معیط کی تباہی کو اور (جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا عبد اللہ بن مسعود یا عمرو بن میمون) نے شمار کیا ساتویں
شخص کا لیکن نہیں یاد رکہا (اونہوں نے یا ہم نے) اوسکو ف فلم یحفظہ فلم نحفظہ صیغہ غائب اور متکلم دونوں طرح
سے منقول ہے جب صیغہ غائب کا ہو تو فاعل لم یحفظہ کا عبد اللہ بن مسعود ہیں یا عمرو بن میمون یہ کرمانی نے کہا حافظ نے
کہا کرمانی کو یہ کہاں سے معلوم ہوا حالانکہ امام مسلم کی روایت میں ثوری سے یہ ہے کہ یاد نہ رکہنے والے ابو اسحاق ہیں اس
میں صاف یہ ہے ابو اسحاق نے کہا میں ساتویں شخص کو بہول گیا اس صورت میں شمار کرنیوالا عمرو بن میمون ہے اور ابو اسحق
نے ایک روایت میں یاد کیا ساتویں شخص کو تو کہا کہ وہ عمارہ بن ولید تہا مصنف نے اس روایت کو صلوٰۃ میں نکالا
بعضوں نے کہا کہ عمارہ کا ذکر اس روایت میں مشکل ہے کیونکہ وہ حبش کے ملک میں مرا اوس نے نجاشی کی عورت پر ہاتہ
ڈالا نجاشی نے ایک جادوگر کو حکم کیا اوس نے اوس کے ذکر کے سوراخ میں جادو پہونکا وہ دیوانہ ہو گیا اور جانوروں کے
ساتہ رہنے لگا یہانتک کہ حضرت عمر کی خلافت میں مرا اور اسکا قصہ مشہور ہے اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ بن
مسعود کی مراد یہ ہو کہ میں نے ان میں سے اکثر لوگوں کو کنوے میں پڑا دیکہا اوسکی دلیل یہ ہے کہ عقبہ بن ابی معیط بہی
جنگ بدر میں نہیں مارا گیا بلکہ بدر سے ایک منزل پر مارا گیا پکڑ کر اور امیہ بن خلف گو بدر میں مارا گیا مگر کنوی میں
نہیں ڈالا گیا سوجہا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب المغازی میں آویگا (فتح)
ف عبد اللہ بن مسعود نے کہا قسم اوسکی جس کے ہاتہ میں میری جان ہے میں نے ان لوگوں کو دیکہا جنکا نام جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شمار کیا تہا مردہ پڑے ہوئے کنوی میں یعنے بدر کے کنوے میں ف مسلم کی روایت
میں ہے عبد اللہ نے کہا قسم اوسکی جس نے حضرت محمد کو سچائی کے ساتہ بہیجا اور نسائی کی روایت میں ہے قسم اوسکی جس نے
آپ پر کتاب اوتاری اسرائیل کی روایت میں ہے میں نے دیکہا اون کو مردہ بدر کے دن پہر وہ کہینچے گئے کنوی کیطرف یعنے بدر کے
کنوی کیطرف پہر آپ نے فرمایا ان کنوی والوں پر لعنت بہی کی گئی - یہ حدیث ایک بڑی نشانی ہے آپ کی نبوت کی
اور آپ نے اون کی لاشوں کو کنوے میں پہنکوا دیا تاکہ اون کی بدبو سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو ورنہ حربی کافر
کا دفن کرنا واجب نہیں ہے حافظ نے کہا جب کافروں کے نزدیک کعبہ کے پاس دعا قبول ہوتی تہی تو مسلمانوں

کے نزدیک تو اور زیادہ قبول ہو گی حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کافر دلوں میں آپ کو پیغمبر جانتے تھے جب تو آپ کی بددعا سے
ڈرتے تھے لیکن حسد کے مارے اطاعت نہیں کرتے تھے اور آپ کا حلم کمال درجہ کا تھا اور آپ صبر کرتے تب کافروں
کی ایذا پر اور ابوداؤد طیالسی کی روایت میں شعبہ سے اسی حدیث میں کہ ابن مسعود نے کہا میں نے آپ کو بددعا کرتے
نہیں دیکھا کافروں پر مگر اسی دن اور اس دن آپ نے اسلیے بددعا کی کہ انہوں نے ایذا دی پروردگار کے عبادت
کیوقت حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دعا تین بار کرنا مستحب ہے اور کتاب العلم میں گذرا کہ سلام بھی تین بار کرنا مستحب ہے اور یہ
بھی نکلا کہ ظالم پر بددعا کرنا درست ہے اور حضرت فاطمہ کی قوت اور شجاعت باوجود صغر سن کے اور یہ بھی نکلا کہ جو شخص
برا کام کرے وہ زیادہ برا ہے اس سے جو مدد دیوے کیونکہ عقبہ کو ابوجہل سے زیادہ بدبخت کہا اور وہ زیادہ بدبخت
تھا خاص اس واقعہ میں ورنہ ابوجہل اس سے زیادہ بدبخت اور شقی تھا اور یہ بھی نکلا کہ نماز میں اگر وہ چیز نمازی پر
طاری ہو جاوے جو اگر شروع میں ہوتی تو نماز جائز نہ ہوتی تو نماز باطل نہ ہو گی اور یہی قول ہے مصنف کا پھر اگر
نجاست نمازی پر نماز میں پڑے اور وہ اوسکو اسیوقت دور کر دے اور اوسکا اثر بدن اور کپڑے پر نہ رہے
تو سب کے نزدیک نماز صحیح ہو جاویگی اور بعضوں نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ حلال جانور کا گوہ پاک ہے اور نجاست کا
دور کرنا فرض نہیں ہے اور یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ یہاں خون بھی تھا اور خون بالاتفاق نجس ہے اور اسکا جواب
یوں دیا ہے کہ خون اور گوہ بچہ دان کے اندر تھا تو بند شیشے کیطرح ہوا اور رد کیا گیا ہے اسطرح کہ یہ جانور بت پرست
کا ذبیحہ تھا اور اوسکے سب اجزا نجس تھے کیونکہ وہ مردار تھا اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حکم اوسوقت سے پہلے کا ہے جب
بت پرستوں کے ذبیحے حرام ہوئے اور رد کیا گیا ہے کہ یہ محتاج ہے تاریخ کا اور صرف احتمال کافی نہیں ہے اور نووی
نے کہا عمدہ جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہوئی اوسکی جو پیٹھ پر رکھا تو آپ سجدے میں پڑے رہے اس پر
یہ اعتراض ہوگا کہ ایسی حالت میں ہمارے مذہب میں نماز کا لوٹانا واجب ہے اور جواب یہ دینگے کہ لوٹانا فرض نماز کا
واجب ہے اور شاید یہ نماز نفل ہو یا اگر فرض ہو تو آپ نے لوٹائی ہو گی مگر اگر لوٹاتے تو منقول ہوتا اور ممکن نہیں کہ آپ
نماز پڑھے جاویں اور وہ فاسد ہو کیونکہ اللہ تعالے نے آپکو خبر کر دی جب جوتوں میں نجاست لگی تھی علاوہ اسکے
اگر آپ کو خبر نہ ہوتی تو آپ نماز کے بعد انپر بددعا کیوں کرتے مترجم کہتا ہے یہ سب واہی تاویلیں ہیں جو
نووی اور حافظ ابن حجر اپنے مذہب کی پابندی سے کرتے ہیں اور حدیث صاف دلالت کرتی ہے کہ آپ
کو پیٹھ پر نجاست رکھنے کی خبر ہوئی اور ممکن نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی ایسی باتوں کی خبر
نہ دے جس سے نماز باطل ہوتی ہے پس استدلال امام بخاری کا صحیح ہے اور مخالفین کی تاویلات لغو ہیں ۔

قسطلانی نے کہا ابوجہل کو معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء نے قتل کیا پہر ابن مسعود اوسپر گذرے اور اسکا سر کاٹ لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈالدیا اور عتبہ کو حمزہ یا علی نے قتل کیا اور شیبہ کو حمزہ نے قتل کیا اور ولید بن عتبہ کو عبیدہ بن الحارث نے یا علی نے یا حمزہ اور علی دونون نے اور امیہ بن خلف کو انصار کی ایک شخص نے یا معاذ بن عفراء اور خارجہ بن زید اور خبیب نے اساف ان سبہون نے اور سپر بن کہا بلال اسکی طرف نکلے کئی انصار کے ساتھہ اونہون نے اوسکو قتل کیا اور وہ موٹا بہت تہا تو پہول گیا آخر اوسپر مٹی ڈالکر چہپا دیا اور عقبہ بن ابی معیط کو علی نے قتل کیا یا عاصم بن ثابت نے اور صحیح یہ ہے کہ آپنے اوسکو قتل کیا عرق الظبیہ مین اور عمارہ بن ولید دیوانہ ہوکر حضرت عمر کی خلافت مین مر احبش مین اور مولف نے اسحدیث کو جزیہ اور شعب اوپر صلوۃ اور جہاد اور مغازی مین نکالا اور مسلم نے مغازی مین اور نسائی نے طہارت اور سیر مین انتہے مختصرًا **باب** اَلْبُزَاقِ وَالْمُخَاطِ وَنَحْوِهٖ فِی الثَّوْبِ اگر کپڑے مین تہوک یا رینٹ لگ جاوے تو اوسکا حکم کیا ہے **ف** یعنی اوس سے نماز جائز ہے یا نہین اور طہارت مین ذکر کرنے سے یہ مقصد ہو کہ اگر تہوک یا رینٹ پانی مین گر جاوے تو پانی نجس نہوگا وَقَالَ

عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ حُدَيْبِيَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَمَا تَنَخَّمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ

اور عروہ بن الزبیر نے مسور (بن مخرمہ) اور مروان (بن حکم) سے روایت کی **ف** قسطلانی نے کہا مروان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین پیدا ہوا تہا لیکن آپ سے کچہہ نہ سنا کیونکہ وہ اپنے باپ حکم کے ساتہہ طائف کو چلا گیا تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کے باپ حکم کو نکلوا دیا تہا طائف کیطرف اسلیے کہ وہ آپکے بہید فاش کرتا تہا پہر وہین رہا یہانتک کہ حضرت عثمان خلیفہ ہوئے اونہون نے مروان کو مدینہ مین بلوا لیا اور حکم اوسکا باپ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا تو مروان کیحدیث مرسل ہوگی صحابی کی اور وہ صحبت کے خاص کر حدیبیہ (صحابی) بہی اسکی ساتہہ ہین ۔ حافظ نے کہا اس تعلیق کو مولف نے ایک لنبی حدیث مین حدیبیہ کے قصے مین نکالا اور ایک بار اور یہی تعلیق گذر چکی ہے باب استعمال فضل وضوء الناس مین انتہے **ت** کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے حدیبیہ کے زمانے مین پہر بیان کیا حدیث کو جو آگے آویگی انشاء اللہ تعالی حدیبیہ کے قصے مین اور نہین کہنکارا آپنے کوئی تہوک کو مگر وہ لوگون مین سے کسی کی ہتہیلی پر پڑا یعنے لوگ ہاتہون ہاتہہ آپکے تہوک کو لے لیتے تہے اور زمین پر نہین گرنے دیتے تہے پہر اوسکو مل لیا اپنے منہ اور بدن پر تبرکًا برکت کے لیے اور اوپر گذر چکا کہ آپکے فضلات سب پاک اور متبرک ہین اس سے مولف نے یہ نکالا کہ تہوک وغیرہ پاک ہے

ہے حافظ نے کہا بعضوں نے اسپر اجماع نقل کیا ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ وہ پاک
نہیں ہے اور ابن حزم نے کہا سلمان فارسی اور ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ لعاب نجس ہے جب منہ سے جدا ہو جاوے
انتہی اور یہ مذہب احادیث صحیحہ سے غلط ہوتا ہے ایک حدیث وہ ہے جسکو روایت کیا مؤلف نے انس سے اور اس میں یہ ہے
کہ آپ نے اپنی چادر کا کونا لیا اوس میں تھوکا پھر اوسکو الٹ پلٹ کیا اور فرمایا ایسا کرے اور ایک حدیث ہے صحیحین
میں ابو ہریرہ سے اوس میں یہ ہے کہ اپنی بائیں طرف تھوکے یا اپنے پاؤں کے نیچے پھر اوسکو دفن کر دیوے اور ابو سعید
کی روایت میں ہے کہ اپنے بائیں قدم کے تلے تھوکے اور جو تھوک نجس ہوتا تو آپ حکم نہ کرتے مسجد میں تھوکنے کا اور
روایت کیا ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ اوٹھائے ہوئے تھے امام
حسین بن علی علیہ السلام کو اپنے دوش مبارک پر اور انکا لعاب آپ پر بہہ رہا تھا اور امام بخاری نے محمود بن
الربیع سے روایت کیا کہ اون کو یاد ہے حضرت کا کلی کرنا ایک ڈول میں پانی کے اور کلی کرنا اون کے منہ میں
اور ابن ماجہ نے روایت کیا وائل بن حجر سے کہ حضرت پاس ایک ڈول آیا آپ نے کلی کی اوس میں سے پھر تھوک دیا
اوس میں مشک کو یا مشک سے زیادہ خوشبو دار اور ناک سنکی ڈول سے باہر مخالف اگر یہ کہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا تھوک پاک تھا اور یہ خاصہ ہے آپ کا اور دوسروں کا قیاس آپ پر نہیں ہو سکتا تو رد کریں گے اوسکا
ابو ہریرہ کی حدیث سے جو اوپر گذری کیونکہ اس میں آپ نے اوروں کو تعلیم دی کپڑے میں تھوکنے کی اور امام حسین
کے لعاب کی حدیث سے اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں مخالف اگر دلیل لے انس کی حدیث سے کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے
اور اسکا کفارہ یہ ہے کہ دفن کرے اوسکو اور ابو ذر کی حدیث سے کہ میں اپنی امت کی برے اعمال میں دیکھا مسجد کے تھوک
کو جو دفن نہ کیا جاوے روایت کیا ان کو مسلم نے تو جواب یہ ہے کہ ان حدیثوں سے تھوک کی نجاست نہیں نکلتی بلکہ
منع کیا آپ نے مسجد میں تھوکنے سے تا اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو اور جو نجس ہوتا تو آپ نجاست کو مسجد میں دفن
کرنے کی اجازت نہ دیتے واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ
أَنَسٍ قَالَ بَزَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبِهِ طَوَّلَهُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ
قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے
محمد بن یوسف (فریابی) نے (جیسے ابو نعیم کی روایت میں تصریح ہے) اونھوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان
(ثوری) نے (جیسے دارقطنی نے کہا) اونھوں نے روایت کی حمید (طویل) سے اونھوں نے انس سے اونھوں نے کہا
تھوکا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوکا اپنے کپڑے میں (نماز کے اندر یہ زیادہ کیا ابو نعیم نے مستخرج میں)

طول و یا احادیث کو ابن ابی مریم نے (سعید بن الحکم نے جو شیخ ہین مولف کے) اونہون نے کہا خبر دی ہم کو یحیی بن ایوب (غافقی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے حمید (طویل) نے اونہون نے کہا مین نے سنا انس سے اونہون نے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ف تو اوس اسناد مین تصریح ہے حمید کے سننے کی انس سے اور باطل ہوا اوس کے قول یحیی بن سعید قطان کا کہ حمید نے یہ حدیث ثابت سے سنی ہے اونہون نے ابو نضرہ سے اونہون نے انس سے اور یہ طویل حدیث مولف نے صلوۃ مین نکالی (فتح) **باب لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ بِالنَّبِيذِ وَلَا الْمُسْكِرِ** نبیذ (کہجور کے شربت) اور شراب سے وضو جائز نہین وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ وَأَبُو الْعَالِيَةِ وَقَالَ عَطَاءٌ التَّيَمُّمُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ وَاللَّبَنِ اور مکروہ جانا ہے نبیذ سے وضو کرنیکو حسن (بصری) اور ابو العالیہ (رفیع بن مہران ریاحی) نے اور عطا نے کہا تیمم بہتر ہے میرے نزدیک نبیذ اور دودہ سے وضو کرنے سے ف حافظ نے کہا ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے نکالا حسن سے اونہون نے کہا مت وضو کر نبیذ سے اور ابو عبید نے روایت کیا حسن سے کہ نبیذ سے وضو کرنے مین قباحت نہین تو معلوم ہوا کہ حسن کے نزدیک اوس سے وضو کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور دارقطنی اور ابو داود نے اور ابو عبید نے ابو خلدہ کے طریق سے روایت کیا مین نے ابو العالیہ سے پوچہا ایک شخص کو جنابت ہوئی اور اوسکے پاس پانی نہین ہے کیا وہ غسل کرے نبیذ سے اونہون نے کہا نہین ابو عبید اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے اونہون نے مکروہ رکہا نبیذ سے غسل کرنیکو اور ابو داود نے روایت کیا ابن جریج سے اونہون نے عطا سے کہ اونہون نے مکروہ رکہا وضو کرنا نبیذ اور دودہ سے اور کہا اوس سے تیمم زیادہ پسند ہے مجہکو اور اوزاعی کا یہ مذہب ہے کہ تمام نبیذون سے وضو درست ہے اور یہی قول ہے عکرمہ ابن عباس کے مولی کا اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علی اور ابن عباس سے لیکن صحیح نہین ہے اور ابو حنیفہ نے کہا خاص کہجور کے نبیذ سے وضو درست ہے بشرطیکہ پانی نہ ہو اور شہر اور گاؤن کے باہر ہو اور مخالفت کی اون کی صاحبین نے محمد نے کہا کہ نبیذ سے وضو کرے اور تیمم بہی کرے وجوبًا یا استحبابًا اور یہی قول ہے اسحاق کا اور ابو یوسف جمہور کے موافق ہین وہ کہتے ہین نبیذ سے کسی حال مین وضو نکرے اور یہی قول ہے شافعی اور امام احمد اور مالک کا اور امام طحاوی نے ابو یوسف کے قول کو اختیار کیا ہے اور قاضیخان نے لکہا کہ امام ابو حنیفہ نے رجوع کیا اوس سے لیکن مفید مین ہے جو حنفیہ کی کتاب ہے کہ جب پانی مین چند کہجورین بہگو دین وہ پانی میٹہا ہو جاوے اور اوس سے پانی کا نام نہ جاوے تو اوس سے وضو جائز ہے بلا خلاف اور دلیل لی ہے حنفیہ نے ابن مسعود کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا لیلۃ الجن مین تمہارے ڈول مین کیا ہے اونہون نے کہا نبیذ ہے آپ نے فرمایا پاک کہجور ہے اور پاک پانی ہے روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی نے اور زیادہ کیا کہ پہر وضو کیا آپ نے اوس سے

اور علماء سلف نے اتفاق کیا ہے اس حدیث کی ضعف پر اور برتقدیر صحت کے یہ کہا گیا ہے کہ وہ منسوخ ہے کیونکہ لیلۃ الجن
مکہ مین تھی اور فلم تجدوا ماءً فتیمموا مدینہ مین اوتری بلا خلاف اور بعضون نے کہا کہ یہ حدیث محمول ہے اوس پانی پر جسمین
مین چند سوکھی کھجورین پڑی تھین جن سے پانی کا وصف نہ بدلا کیونکہ اکثر پانی عرب کے میٹھے نہ ہوتے تھے تو وہ اسطرح
سے انکو میٹھا کر لیتے تھے اور طبرانی نے کبیر مین اور دارقطنی نے روایت کی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مکہ کی بلندی
مین اوترے پھر اپنی ایڑی زمین پر ماری تو پانی پھوٹ نکلا اور سکھایا اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرنا
سہیلی نے کہا وضو مکی ہے لیکن تلاوت اوسکی مدینہ مین ہوئی اور عیاض نے ابو الجہم سے نقل کیا کہ وضو سنت تہا
یہانتک کہ قرآن مدینہ مین اوترا اور دودہ سے جو خالص ہو اجماعاً وضو جائز نہین ہے لیکن اگر اوس مین پانی ملجاوے
تو حنفیہ کے نزدیک اوس سے وضو درست ہے (فتح و قسط) زیلعی نے کہا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو فزارہ
سے اونہون نے ابو زید سے جو مولیٰ تھے عمرو بن حریث کے اونہون نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا لیلۃ الجن مین کیا تمہارے پاس طہارت کا پانی ہے اونہون نے کہا نہین مگر تہوڑا نبیذ ہے
ڈول مین آپ نے فرمایا کھجور پاکیزہ ہے اور پانی پاک کرنیوالا ہے ترمذی نے زیادہ کیا کہ پھر وضو کیا اوس سے ترمذی
نے کہا یہ حدیث عبد اللہ بن مسعود سے ابو زید نے روایت کی اور وہ مجہول ہے اہل حدیث کے نزدیک اور نہین پہچانی جاتی
اوسکی کوئی اور حدیث سوا اس کے اور ہمارے شیخ علاؤ الدین نے وہم کیا اور کہا کہ روایت کیا اوسکو چارون عالمون نے
حالانکہ نسائی نے اوسکو روایت نہین کیا اور علماء نے اس حدیث کو تین علتون کی وجہ سے ضعیف کیا ایک تو ابو زید
کی جہالت ہے دوسرے ابو فزارہ مین تردد ہے کہ وہ راشد بن کیسان ہے یا اور کوئی تیسرے یہ کہ ابن مسعود حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھے لیلۃ الجن مین اول علت مین تو ترمذی نے کہا کہ ابو زید مجہول شخص ہے اوسکی اور کوئی
حدیث معلوم نہین ہوتی اور ابن حبان نے کتاب الضعفاء مین کہا ابو زید ایک شیخ ہے جو روایت کرتا ہے ابن
مسعود سے اور معلوم نہین ہوتا وہ کون ہے اور نہ اوسکے باپ کا نام معلوم ہے نہ اوسکا شہر معلوم ہے اور جس شخص کا یہ
حال ہو اور وہ نہ روایت کرے مگر ایک حدیث کو جو مخالف ہو کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس کے تو مستحق ہوگا
کہ اوسکی روایت سے پرہیز کیا جاوے انتہے ابن ابی حاتم نے کتاب العلل مین کہا مینے ابو زرعہ سے سنا وہ کہتے تھے
ابو فزارہ کی حدیث نبیذ کے باب مین صحیح نہین ہے اور ابو زید مجہول ہے اور ابن عدی نے امام بخاری سے نقل کیا کہ ابو زید
جس نے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث روایت کی نبیذ کے باب مین مجہول ہے اور اوسکی صحبت عبد اللہ بن مسعود سے معلوم نہین
ہوئی اور یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہین ہے اور یہ قرآن کے خلاف ہے انتہی دوسری علت مین [illegible]

انھون نے تو بعضون نے کہا وہ رشد بن کیسان ہے اور وہ ثقہ ہی امام مسلم نے اوس سے روایت کی اور بعضون نے کہا ابو فزارہ اور ہے اور
رشد اور ہی اور یہ ابو فزارہ رشد نہین ہے بلکہ مجہول ہی اور امام احمد سی منقول ہے اونھون نے کہا ابو فزارہ ابن مسعود کی حدیث
مین مجہول ہے اور امام بخاری نے کہا ابو فزارہ عبسی کا نام معلوم نہین ہوا الغرض اونھون نے بھی ابو فزارہ کو اور سمجھا اور رشد
کو اور مگر اوس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس حدیث کو ابو فزارہ سے ایک جماعت نے روایت کیا ہی ایک تو شریک نے نکالا اسکو
ابو داؤد اور ترمذی نے دوسرے سفیان تیسری جراح بن ملیح نے نکالا اسکو ابن ماجہ نے چوتھی اسرائیل نے نکالا اسکو
بیہقی اور عبد الرزاق نے مصنف مین پانچوین قیس بن الربیع نے نکالا اسکو عبد الرزاق نے اور محدثین کے نزدیک
دو شخصون کی روایت کی بعد جہالت جاتی رہتی ہے پس پانچ شخصون کی روایت کی بعد جہالت کیونکر رہیگی مگر یہ
کہ جہالت حال کی مراد لیجاوے اور ابن عدی نے تصریح کی کہ یہ ابو فزارہ رشد بن کیسان ہی اور کہا کہ مدار اس حدیث
کا ابو فزارہ پر ہی ابو زید سے اور ابو فزارہ کا نام رشد بن کیسان ہی اور وہ مشہور ہے اور وہ ابو زید مولی عمرو بن حریث
کا مجہول ہی اور دارقطنی سے منقول ہے اونھون نے کہا یہ ابو فزارہ جو نبیذ کی حدیث مین ہی رشد بن کیسان ہی اور ابن عبد البر
نے کتاب الاستیعاب مین کہا ابو فزارہ عبسی راشد بن کیسان ہی اور وہ ثقہ ہی اہل حدیث کے نزدیک اور بیان کیا اون
لوگون کو جنھون نے روایت کیا اوس سے اور جن سے اوس نے روایت کی اور کہا کہ ابو زید مولی عمرو بن حریث کا وہ مجہول
ہے اون کے نزدیک اوسکا حال معلوم نہین ہوتا سوا ابو فزارہ کے اور کسی کی روایت سے اور اسکی حدیث ابن مسعود سے نبیذ کے باب
مین منکر ہے اوسکی کچھ اصل نہین اور نہین روایت کیا اوسکو ایسے شخص نے جسپر اعتماد ہو اور یہ حدیث ثابت نہین ہی
تیسری علت یعنی ابن مسعود کا لیلۃ الجن مین حاضر نہ ہونا تو اس مین اختلاف ہے امام مسلم نے شعبی سے روایت کیا انھون
نے علقمہ سے اونھون نے کہا مین نے ابن مسعود سے پوچھا کوئی تم مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا
لیلۃ الجن (وہ رات جس مین جن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے تھے آپنے اون کو دین کی باتین بتلائین)
مین اونھون نے کہا نہین لیکن ایک رات کو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پھر ہمنے گم کیا آپ کو یعنے نہ
پایا ہمنے آپ کو ڈھونڈھا وادیون اور گھاٹیون مین پھر ہمنے کہا آپ کو کوئی اوڑا کر لے گیا یا آپ کو کسی نے اچانک
مار ڈالا پھر رات ہم نے گذاری بری رات کی طرح جو کسی قوم نے گذاری ہو جب صبح ہوئی تو ہمنے دیکھا آپ حرا
(جبل النور) کیطرف سے آرہے ہین اخیر حدیث تک ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہمنے آپ کو نہ پایا پھر ہمنے آپ کو ڈھونڈھا
لیکن آپ نہ ملے تو ہم نے رات کاٹی بری رات کیطرح آپنے فرمایا میرے پاس جنون کا بلانے والا آیا مین اوسکے
ساتھ گیا پھر اون کو قرآن پڑھکر سنایا بعد اسکے آپ ہمارے ساتھ چلے اور ہمکو اون کے نشان اور انکی انگار (آگ)

کے نشان بتلائے اور جنون نے آپ سے توشہ مانگا آپ نے فرمایا ہر ہڈی تمہارے لیے ہے اور ہر ایک مینگنی تمہارے جانورون
کا چارہ ہے پہر فرمایا مت استنجا کرو ان دونو چیزون سے کیونکہ یہ خوراک ہے تمہارے بہائیون کی انتہے اور ایک لفظ میں
امام مسلم کے ہے عبد اللہ بن مسعود نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نہ تہا لیلۃ الجن مین اور مجہے آرزو ہے کہ مین
آپکے ساتہہ ہوتا اور ایک روایت مین ہے کہ وہ جن جزیرہ کے جن تہے آور روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اختصار کے
ساتہہ اور یہ قصہ بیان نہین کیا اونہون نے علقمہ سے یون روایت کیا مین نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا تم مین سے کوئی تہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ لیلۃ الجن مین اونہون نے کہا آپکے ساتہہ ہم مین سے کوئی نہ تہا اور ترمذی نے اس
حدیث کو پوری طرح اپنی جامع مین نکالا تفسیر سورہ احقاف مین آور یہ حدیث رد کرتی ہے اوس کو ذیل غلط ہوتی ہے جو بعضون
نے کی کہ عبد اللہ بن مسعود آپکے ساتہہ تہے اور آپ نے اون کو بٹہایا حلقہ مین لیکن جسوقت آپ نے جنون سے
باتین کین اوسوقت عبد اللہ ساتہہ نہ تہے اور اس طرح جمع کیا اون حدیثون مین جن سے عبد اللہ کا ساتہہ ہونا
نکلتا ہے اور ان حدیثون میں جن سے ساتہہ نہ ہونا نکلتا ہے امام بیہقی نے دلائل النبوت مین کہا احادیث صحیحہ اسپر
دلالت کرتی ہین کہ ابن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نہ تہے لیلۃ الجن مین بلکہ اوسوقت ساتہہ تہے
جب آپ انکو اور اور لوگون کو بہی لیکر چلے جنون کے نشان اور انکی آگ کے نشان دکہلانے کو بیہقی نے کہا اور
بعضون نے یہ روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود آپکے ساتہہ تہے لیلۃ الجن مین پہر اپنی سند سے پہونچائی ابن مسعود تک
اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا مجہے حکم ہوا قرآن سنانیکا تمہارے بہائی جنون
کو تو تم مین سے ایک شخص میرے ساتہہ کہڑا ہو اور وہ شخص میرے ساتہہ نہ کہڑا ہو جس کے دل مین رائی کے دانے برابر
غرور ہو عبد اللہ نے کہا پہر مین آپکے ساتہہ کہڑا ہوا اور میرے پاس ایک ڈول تہا پانی کا جب ہم میدان مین پہونچے
تو آپ نے میرے گرد ایک لکیر کر دی پہر فرمایا اس لکیر سے باہر مت نکلیو کیونکہ اگر تو اوس سے باہر نکلیگا تو مجہے نہ دیکہیگا
اور مین تجہکو نہ دیکہون گا قیامت تک کیا تیرے پاس وضو کا پانی ہے مین نے کہا نہین آپ نے فرمایا تیرے ڈول
مین کیا ہے مین نے کہا نبیذ ہے آپ نے فرمایا کہجور میٹہی ہے اور پانی پاکیزہ ہے پہر وضو کیا اور نماز پڑہی جب نماز پڑہ
چکے تو دو شخص جنون مین سے آپ کی طرف اوٹہے اور آپ سے اسباب مانگا آپ نے فرمایا مین نے تمہارے لیے اور تمہاری
قوم کے لیے نہین دیکہا جو تمہارے کام آوے اونہون نے کہا ہان لیکن ہم نے چاہا کہ ہم مین سے بعض لوگ آپکے
ساتہہ رہین آپ نے فرمایا تم کون لوگون مین سے ہو اونہون نے کہا ہم نصیبین والے ہین آپ نے فرمایا ان دونون
نے نجات پائی اور انکی قوم نے اور حکم کیا اون کے لیے کہانے اور گوبر کا اور منع کیا ہمکو ہڈی اور گوبر سے

سے استنجا کرنے سے لاتے تھے اس حدیث کو امام احمد نے مسند مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین روایت کیا اور عبارتین انکی
قریب قریب ہین بیہقی نے کہا یہ اوس صحیح روایت کے خلاف ہی جس مین یہ ہی کہ صحابہ نے آپ کو گم کر دیا تھا یہانتک کہ کہا
گیا آپ یکایک مار ڈالے گئے یا اوڑا لیے گئے مگر یہ گم کرنے والے اور لوگ ہین اور جو لوگ آپکے نکلنے سے واقف
تھے وہ اور ہین پھر امام بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا موسی بن علی سے اونہون نے رباح سے اونہون نے اپنے باپ سے
اونہون نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے اپنے پیچھے چلنے کو فرمایا اور فرمایا
کہ پندرہ جن جو بھائیون کے بیٹے ہین اور چچازاد بھائی ہین آج کی رات میرے پاس آوینگے اور مین اونکو قرآن
سناؤنگا پھر مین آپکے ساتھ گیا اوس جگہہ تک جہان آپنے چاہا وہان آپنے میرے لیے ایک لکیر کر دی اور مجھے اُس
لکیر کے اندر بٹھلایا اور فرمایا اُس سے باہر مت نکلنا مین اوسی جگہہ ٹھیرا رہا یہانتک کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فجر
کے ساتھ ہی میرے پاس آئے اور آپکے ہاتھ مین ایک بوسیدہ ہڈی تھی اور گوبر اور کوئلہ آپنے مجھسے فرمایا جب تو استنجا
کے لیے جاوے تو ان چیزون سے استنجا مت کر عبد اللہ نے کہا جب صبح ہوگئی تو مین نے کہا مین وہ مقام جاکر دیکھون
جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو رہے تھے پھر مین وہان گیا دیکھا تو ساٹھہ اونٹون کے بیٹھنے کے نشان
وہان تھے انتہی پھر امام بیہقی نے ابو عثمان نہدی سے نکالا کہ عبد اللہ بن مسعود نے کچھ لوگون کو دیکھا ایک راستہ
مین تو پوچھا یہ کون لوگ ہین لوگون نے کہا یہ زط ہین (زط ایک گروہ ہی آدمیون کا) عبد اللہ نے کہا مین نے
اون سے لوگ نہین دیکھے وہ بہر کے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ چلتے تھے اور ترمذی نے اپنی جامع
مین ذکر کیا کہ ابن مسعود حاضر تھے لیلۃ الجن مین تعلیقاً اور روایت کیا باب کراہیۃ ما یستنجی بہ مین حفص بن
غیاث سے اونہون نے داؤد بن ابی ہند سے اونہون نے شعبی سے اونہون نے علقمہ سے اُنہون نے عبد اللہ بن مسعود سے
اونہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت استنجا کرو گوبر اور ہڈیون سے کیونکہ وہ توشہ ہے
تمہارے بھائی جنون کا پھر کہا روایت کیا اس حدیث کو اسمعیل بن ابراہیم وغیرہ نے داؤد بن ابی ہند
سے اونہون نے شعبی سے اونہون نے علقمہ سے اونہون نے عبد اللہ سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تھے لیلۃ الجن مین اخیر حدیث تک اور کہا کہ روایت اسمعیل کی زیادہ صحیح ہے حفص بن غیاث کی
روایت سے لیکن اونہون نے اوسکو متصلاً نکالا ابواب الامثال مین ابو عثمان نہدی سے اُنہون نے
ابن مسعود سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑھی پھر لوٹے اور ابن
مسعود کا ہاتھہ پکڑا یہانتک کہ لے گئے اون کو مکہ کے میدان بطحا مین وہان اون کو بٹھایا پھر ایک

لکیر اون کے اوپر کہینچی پہر فرمایا اس لکیر سے مت ہٹنا کیونکہ تمہارے پاس کچہ لوگ آوینگے تو تم اون سے بات نہ کرنا اس لیے کہ
وہ تم سے بات نکرینگے یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے جہان جانا چاہتے تہے اور مین اپنی لکیر کے اندر بیٹہا
تہا اتنے مین کچہ لوگ آئے زط کے لوگون کیطرح پہر بیان کیا ایک لنبی حدیث کو بعد اوس کے کہا یہ حدیث حسن صحیح
ہے غریب ہے اس طریق سے اور امام احمد نے اپنی مسند مین روایت کیا حدیث بیان کی ہم سے عارم اور عفان نے اون
دونو نے کہا حدیث بیان کی ہم سے معتمر نے اونہون نے کہا میرے باپ سلیمان تیمی نے اونکے کہا حدیث بیان کی مجہسے
ابو تمیمہ نے اونہون نے روایت کی عمرو بکالی سے اونہون نے عبد اللہ بن مسعود سے اونہون نے کہا ساتہ لے گئے مجہکو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پہر ہم چلے یہانتک کہ فلان فلان مقام پر آئے آپنے میرے لیے ایک خط کہینچا اور فرمایا اسکے بیچ
مین رہ اور اس سے باہر مت نکل اگر نکلیگا تو ہلاک ہوگا پہر بیان کیا ایک لنبی حدیث کو اور طحاوی نے اسحدیث کو
اپنی کتاب مین نکالا جسکا نام ہے رد علی الکرابیسی پہر کہا کہ یہ بکالی شام والون مین کا ہے اور نہین روایت کیا اس
سے اسحدیث کو مگر ابو تمیمہ نے اور وہ ہجیمی نہین ہے بلکہ سلمی بصری ہے جو معروف نہین ہے دوسرا طریق ابن مسعود
سے اسحدیث کا امام احمد نے مسند مین اور طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور دارقطنی نے سنن مین نکالا ابو سعید سے اوس نے
حماد بن سلمہ سے اوس نے علی بن زید سے اوس نے ابو رافع سے اوس نے ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون
سے فرمایا لیلۃ الجن مین کیا تیرے پاس پانی ہے اونہون نے کہا نہین آپنے فرمایا تیرے پاس نبیذ ہے مین ایسا سمجہتا
ہون اونہون نے کہا ہان پہر آپنے وضو کیا اوس سے دارقطنی نے کہا علی بن زید ضعیف ہے اور ابو رافع کا سماع ابن
مسعود سے ثابت نہین شیخ تقی الدین نے امام مین کہا یہ طریقہ ابو فزارہ کے طریق سے اچہا ہے اگرچہ ابو فزارہ کا طریق
زیادہ مشہور ہے کیونکہ علی بن زید اگرچہ ضعیف کیا گیا ہے پر وہ سچا ہے اور دارقطنی نے جو کہا کہ ابو رافع کا سماع ابن
مسعود سے ثابت نہین ہوا اس سے یہ نہین نکلتا کہ ابو رافع کا سماع اون سے ممکن نہین کیونکہ ابو رافع کو ابن عبد البر نے
کہا کہ وہ مشہور ہے علماء تابعین مین سے اور استیعاب مین کہا کہ اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکہا
لیکن وہ بڑے تابعین مین سے ہے اوسکا نام نفیع تہا اور اسکی اصل مدینہ کی تہی پہر بصرے چلا گیا روایت کیا اس
نے ابو بکر صدیق اور عمر اور عبد اللہ بن مسعود سے اور روایت کیا اوس سے خلاس بن عمرو ہجری اور حسن بصری اور قتادہ
اور ثابت بنانی اور علی بن زید نے اور نہین روایت کیا اس سے مدینہ والون نے اور استیعاب مین کہا اوسکی روایت
حضرت عمر اور ابو ہریرہ سے بہت ہے اور جو شخص اس طبقہ کا ہو اوسکا سماع تمام صحابہ سے بعید نہین ہے مگر یہ کہ دارقطنی نے
اتصال کے لیے سماع کا ثبوت شرط رکہا ہو اگرچہ ایک بار ہو (جیسے امام بخاری کا قول ہے) اور امام مسلم نے طول

کیا ہی اس قول کو رد کرنے کے لیے اپنی صحیح کے مقدمہ مین اوسپر جرح کہتا ہی یہ روایت امام مسلم کی شرط پر متصل ہے اور
علی بن زید کو حافظ نے صدوق کہا لیکن کہا کہ اوسکا حافظہ بگڑ گیا تہا اس صورت مین یہ اسناد حسن کے درجہ سی نہین اتر
سکتا تیسرا طریق ابن مسعود کی حدیث کا محمد بن عیسی بن حیان سے اونہون نے حسن بن قتیبہ سے اونہون نے یونس بن ابی اسحٰق سے اونہون نے
ابی اسحٰق سے اونہون نے ابو عبیدہ اور ابو الاحوص سے اونہون نے ابن مسعود سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجہپر سے
گذرے تو فرمایا اپنے ساتھہ ڈول لے پانی کا پہر آپ چلے مین آپکے ساتھہ تہا پہر بیان کیا لیلۃ الجن کی حدیث کو بعد اسکے
کے کہا جب مین نے ڈول سے آپ پر ڈالا تو اوسکے اندر نبیذ نکلا مین نے کہا یا رسول اللہ مجہسے خطا ہوئی یہ نبیذ ہے آپ نے
فرمایا کہجور شیرین ہی اور پانی شیرین ہی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتہہ اسکے حسن بن قتیبہ یونس بن ابی اسحٰق
سے اور حسن بن قتیبہ اور محمد بن عیسی دونو ضعیف ہین چوتہا طریق دارقطنی نے نکالا معاویہ بن سلام سے اونہون نے اپنے بہائی
زید سے اونہون نے اپنے دادا ابی سلام سے اونہون نے ابن غیلان ثقفی سے اونہون نے سُنا عبد اللہ بن مسعود سے وہ کہتے تہے
مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا لیلۃ الجن مین وضو کا پانی لیکر مین ڈول لیکر آیا دیکہا تو اوس مین نبیذ ہی پہر وضو
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دارقطنی نے کہا ابن غیلان یہ مجہول ہی کہا گیا کہ اوسکا نام عمرو تہا یا عبد اللہ بن
عمرو بن غیلان انتہے اور روایت کیا اوسکو ابو نعیم نے کتاب دلائل النبوۃ مین طبرانی کے طریق سے اونکی سند
سے معاویہ تک اونہون نے عمرو بن غیلان سے پانچوان طریق دارقطنی نے نکالا حسین بن عبد اللہ عجلی سے اونہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو معاویہ نے اونہون نے اعمش سے اونہون نے ابو وائل سے اونہون نے کہا مین نے ابن مسعود سے سُنا
وہ کہتے تہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہا لیلۃ الجن مین آپ جنون کے پاس آئے اور اونکو قرآن سُنایا
پہر آپ نے رات کو ایک حصہ مین مجہسے فرمایا تیرے پاس پانی ہے ای ابن مسعود مین نے کہا نہین قسم خدا کی یا رسول اللہ
البتہ ایک ڈول ہی جس مین نبیذ ہے آپ نے فرمایا کہجور پاکیزہ ہے اور پانی پاک کرنے والا ہی پہر وضو کیا اوس سے
دارقطنی نے کہا حسین بن عبد اللہ عجلی حدیثین جوڑ لیتا تہا ثقہ شخصون پر چہٹا طریق طحاوی نے اپنی کتاب مین نکالا
یحیی بن عثمان سے اونہون نے اصبغ بن الفرج اور موسی بن ہارون بردی سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے جریر
بن عبد الحمید نے اونہون نے قابوس سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابن مسعود سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم میدان کیطرف نکلے پہر ایک خط کہینچا اور مجہے اوسکے اندر کر دیا اور فرمایا یہان سے مت ہٹیو
یہانتک کہ مین لوٹون پہر آپ نے دیر کی یہانتک کہ صبح ہو گئی اور مین آوازین سُننے لگا بعد اوسکے آپ تشریف
لائے مین نے عرض کیا آپ کہان تہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مین جنون کیطرف بہیجا گیا تہا مین نے عرض کیا یہ

آوازین کیا تھین جو مین نے سنین آپ نے فرمایا وہ جنون کی آوازین تہین جب • اونہون نے مجھہ کو رخصت کیا اور سلام کیا
مجھکو طحاوی نے کہا مین نے اہل کوفہ کی کوئی حدیث نہ جانی ایسی جس سے یہ ثابت ہو کہ ابن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھہ تہے لیلۃ الجن مین اور وہ قبول کے لائق ہو سوا اس حدیث کے مترجم کہتا ہی اس طریق مین نبیذ سی وضو
کرنیکا ذکر نہین ہے ساتوان طریق ابن عدی نے کامل مین نکالا ابو عبد اللہ شقری سی اونہون نے شریک قاضی
سے اونہون نے ابی زائدہ سی اونہون نے ابن مسعود سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ساتھہ پانی ہے
مین نے کہا نہین نبیذ ہے ڈول مین آپ نے فرمایا پاکیزہ کھجور ہے اور پاک کرنیوالا پانی ہے پہر وضو کیا انتہے ابن
عدی نے کہا اس اسناد کو خراب کردیا ابو عبد اللہ شقری نے شریک سے اب مین نہین جانتا کہ یہ غلطی ابو عبد اللہ کی
ہے یا شریک کی کیونکہ ایک جماعت جیسے ثوری اور اسرائیل اور عمرو بن ابی قیس وغیرہم نے اوسکو روایت کیا ابو
فزارہ سی اوس نے ابو زید مولی عمرو بن حریث سی اوس نے ابن مسعود سی اور یہ اسناد درست ہی لیکن ابو زید مجہول ہی اور
اسی وجہ سی حدیث ضعیف کی گئی انتہے زیلعی نے کہا تو ابن مسعود کی حدیث کی سات طریقے ہوئے ان مین سے
بعض طریقون مین اثبات کا ذکر ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے لیلۃ الجن مین اور یہ مخالف ہی
اسکے جو صحیح مسلم مین ہی کہ وہ آپکے ساتھہ نہ تہے اور جمع کیا ہے ان دونون روایتون مین اسطور سی کہ وہ آپکے ساتھہ
تہے اوس وقت جب آپ نے جنون سی باتین کین بلکہ دور بیٹھے تہے اور بعضون نے یون جمع کیا ہے کہ لیلۃ الجن دو بار ہوئی
تہی اور پہلی بار مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف لے گئے تہے آپکے ساتھہ ابن مسعود نہ تہے نہ اور کوئی جیسے
مسلم کی روایت سی معلوم ہوتا ہے پہر دوسری بار مین ابن مسعود آپکے ساتھہ گئے تہے جیسے ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر
مین سورہ جن کی ابن جریج سے روایت کیا ہے اونہون نے کہا عبد العزیز بن عمر نے کہا وہ جن جو آپ سے نخلہ مین
ملے وہ نینوی کے تہے اور وہ جن جو مکہ مین ملے وہ نصیبین کے تہے اور بیہقی نے امام مسلم کی حدیث کی یہ تاویل کی
ہے کہ مراد اس قول سے کہ ہمنے رات کاٹی بری رات کیطرح وہ لوگ ہین جو ابن مسعود کے سوا تہے جن کو یہہ خبر
نہ تہی کہ آپ جنون کے پاس تشریف لے گئے ہین اور یہ ایک بعید احتمال ہے امام بخاری نے سعید بن عمرو سی نکالا
کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ڈول لیکر چلتے آپکے وضو اور حاجت کے لیے
ایک بار حضرت ابو ہریرہ آپسے ملے آپ نے فرمایا کون اونہون نے کہا مین ابو ہریرہ ہون آپ نے فرمایا مجھے چند
پتھر لادو مین اون سی استنجا کرون اور ہڈی اور گوبر مت لانا مین اپنے کپڑے مین پتھر رکھکر لایا اور آپکے بازو
رکھدیے جب آپ فارغ ہوئے اور کھڑے ہوئے تو مین آپکے پیچھے چلا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہڈی اور

گوبر کا کیا حال ہے آپنے فرمایا میرے پاس نصیبین کے جنون کے قاصد آئے تھے اونہون نے مجھہ سے توشہ مانگا مین نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ وہ جس گوبر اور ہڈی پر گذرین کھانا پاوین۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جن دوسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے جب آپ مدینہ کو ہجرت کر چکے تھے اور دلالت کرتی ہے اسپر ابو نعیم کی روایت کتاب دلائل النبوۃ مین اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن احمد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبد المصیصی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو معاویہ ربیع بن نافع نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے معاویہ بن سلام نے اونہون نے روایت کی زید بن اسلم سے اونہون نے سنا ابو سلام سے وہ کہتے تھے حدیث بیان کی مجھہ سے عمرو بن غیلان ثقفی نے وہ کہتے تھے مین ابن مسعود کے پاس آیا اور مین نے کہا مجھے کہا گیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے اوس رات کو جب جنون کے قاصد آپکے پاس آئے تھے اونہون نے کہا ہان مین ساتھہ تھا مین نے کہا اس رات کا قصہ مجھہ سے بیان کرو اونہون نے کہا صفہ مین جو اصحاب تھے (متوکل بے گھر بار فقرا) اون مین سے ہر ہر شخص کو ایک ایک شخص لے گیا شام کا کھانا کھلانیکو مگر مین رہ گیا مجھے کسی نے نہ لیا پھر جناب رسول مقبول سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھپر سے گذرے اور پوچھا کون ہے مین نے کہا ابن مسعود آپنے فرمایا تجھہ کو کوئی نہین لیگیا شام کا کھانا کھلانیکو مین نے کہا نہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا تو چل شاید مین تیرے لیے کچھ پاؤن پھر آپ چلے یہانتک کہ ام المومنین ام سلمہ کے حجرے پر آئے آپنے مجھے باہر چھوڑ دیا اور آپ اندر تشریف لیگئے اپنے محل کے پاس پھر لڑکی نکلی اور بولی کہ ای ابن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے شام کا کھانا نہین پایا تو لوٹ جا اپنے سونے کی جگہہ مین مین مسجد کو لوٹا اور مسجد کی کنکریون کو اکٹھا کر کے اوسکا تکیہ کیا اور اپنے کپڑے مین لپٹ رہا تھوڑی دیر مین ٹھیرا تھا کہ پھر لڑکی آئی اور کہنے لگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بلاتے ہین چلو مین اوسکے پیچھے چلا یہانتک کہ اپنی جگہہ پہونچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور آپکے ہاتھہ مین کھجور کی ایک لکڑی تھی آپنے اوسکو میرے سینے مین لگایا اور فرمایا چل میرے ساتھہ جہان مین جاؤن پھر ہم دونون چلے یہانتک کہ بقیع الغرقد (مدینہ کا قبرستان) مین پہونچے آپنے اپنی لکڑی سے ایک لکیر کی اور فرمایا یہان بیٹھا رہ اسکے پار مت جائیو جب تک مین نہ آؤن پھر آپ پاؤن سے چلے مین آپکو دیکھہ رہا تھا جب آپ ایسے مقام مین پہونچے کہ مین آپ کو نہ دیکھتا تھا اوسوقت ایک کالی دہوئین یا غبار کیطرح کچھہ اٹھا مین ڈر اور مین نے اپنے دل مین کہا یہ ہوازن کے لوگ ہین اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مکر کیا آپ کو مار ڈالنے کے لیے مین نے قصد کیا کہ گھرون کیطرف دوڑون اور لوگون کو پکارون پھر مین نے یاد کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حکم دیا ہے یہان سے نہ سرکنے کا اور مین نے سنا کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اپنی لکڑی سے اون کو ڈراتے تھے اور فرماتے تھے بیٹھو پھر وہ بیٹھے یہانتک کہ صبح کا ستون نمود ہونے
کے قریب ہوا پھر ایک بارگی بھاگے اور چلدیے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا کیا تو سو گیا
تھا میں نے کہا نہیں قسم خدا کی اور پہلی بار تو میں گھبرا گیا تھا یہانتک کہ میں نے قصد کیا کہ گھروں پر جاؤں اور لوگوں
سے فریاد کروں یہانتک کہ میں نے سنا آپ اپنی لکڑی سے اون کو ڈرا رہے ہیں آپ نے فرمایا اگر تو اس حلقہ کے اندر
سے نکلتا تو مجھے ڈر تھا کہ کوئی تجھے اوچک لیتا کیا تو نے اون میں سے کسی کو دیکھا میں نے کہا میں نے سیاہ مردوں کو
دیکھا جو ڈراونے تھے سفید کپڑوں میں آپ نے فرمایا یہ نصیبین کے جن تھے اونہوں نے مجھ سے توشہ اور اسباب مانگا پھر
نے اون کو توشہ دیا پھر ایک ہڈی سے جو بوسیدہ ہو اور گوبر یا مینگنی سے میں نے کہا یہ کیا کام آویگا اون کے آپ نے
فرمایا وہ نہیں پاوینگے کسی ہڈی کو مگر اوس پر وہی گوشت دیکھینگے جو اوس پر تھا جس دن وہ کھائی گئی اور کوئی گوبر
(یا لید) نہ پاوینگے مگر اوس میں وہی دانہ پاوینگے جو اوس میں تھا جس دن وہ کھایا گیا اب تم میں سے کوئی استنجا
نہ کرے ہڈی اور مینگنی سے زیلعی نے کہا اسکی اسناد میں ایک شخص ہے جسکا نام نہیں معلوم ہوا پھر ابو نعیم نے نکالا بقیہ
بن ولید سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے مبشر بن یزید قعنبی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے قحافہ بن ربیعہ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے زبیر بن العوام نے اونہوں
نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری ساتھ نماز پڑھی صبح کی مدینہ کی مسجد میں جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے
فرمایا میری ساتھ کون چلتا ہے آج کی رات کو جنوں کے قاصدوں کی طرف تین بار آپ نے فرمایا اور لوگ خاموش
رہے پھر آپ مجھ سے گذرے اور میرا ہاتھ پکڑا میں آپکے ساتھ چلنے لگا یہانتک کہ مدینہ کے سب پہاڑوں سے پار
ہوگئے اور ایک ایسی زمین میں پہونچے جہاں کوئی درخت نہ تھا وہاں میں نے چند لنبے مردوں کو دیکھا گویا وہ نیزے
تھے اور اپنے کپڑے لٹکائے تھے پاؤں کے درمیان جب میں نے انکو دیکھا تو مجھکو ایک سخت لرزہ آگیا بعد اوسکے
بیان کیا ابن مسعود کی حدیث کی طرح ۔ اور امام بیہقی نے ابن مسعود کی حدیث کو ضعیف کیا اپنی سنن میں اس طرح
سے کہ ابن مسعود نے انکار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے سے لیلۃ الجن میں اور انکار کیا اسکا اون کے بیٹے
ابو عبیدہ نے اور انکار کیا اسکا ابراہیم نخعی نے پھر اپنی سند سے ابن مسعود سے نکالا اونہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھا لیلۃ الجن میں اور میں چاہتا ہوں کہ آپکے ساتھ ہوتا اور اپنی سند سے نکالا شعبی
سے اونہوں نے کہا میں نے علقمہ سے پوچھا کیا ابن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے لیلۃ الجن میں
پھر بیان کیا وہی جو اوپر امام مسلم کی روایت سے گذرا اور اپنی سند سے عمرو بن مرہ سے نکالا اونہوں نے کہا میں نے

ابو عبیدہ بن عبد اللہ سے پوچھا گیا عبد اللہ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن میں اونھوں نے کہا نہیں اور پھر
ابراہیم سے پوچھا اونھوں نے کہا ہمارے صاحب ساتھ نہ تھے (یعنے عبد اللہ) اور یہ روایت منقطع ہے کیونکہ بیہقی نے دوسرے
باب میں کہا کہ ابو عبیدہ نے نہیں پایا اپنے باپ کو اور ابراہیم نے بھی ابن مسعود سے نہیں سُنا پھر امام بیہقی نے
عراون کے نبیذون کا بیان کیا اور اپنی اسناد سے حضرت عائشہ سے روایت کیا اونھوں نے کہا ہم نبیذ بناتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک میں صبح کو بھگوتے آپ شام کو اوسکو پیتے اور شام کو بھگوتے
آپ صبح کو اوسکو پیتے اس روایت کو امام مسلم نے بھی نکالا پھر امام بیہقی نے اپنی اسناد سے ابو العالیہ سے نکالا انھون
نے کہا تمہارا نبیذ خبیث ہے اور وہ نبیذ پانی تھا جس میں چند کھجوریں ڈال دیجاتیں تو وہ میٹھا ہو جاتا اور اُن
کی کلام سے یہ نکلتا ہے کہ اونکے نزدیک نبیذ سے وضو جائز ہے اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ کھجور وغیرہ جب اُسکی
صفت پانی پر غالب ہو جاوے اور پانی کا نام موقوف ہو جاوے تو اس سے وضو جائز نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ جو
نبیذ صبح سے شام تک بھگویا جاوے اور میٹھا ہو جاوے اوسکو پانی نہ کہینگے کیونکہ حدیث میں ہے کہ آپنے پوچھا تیرے
پاس پانی ہے اونھون نے کہا نہیں تو معلوم ہوا کہ نبیذ پانی نہ تھا اور امام طحاوی نے بھی ابن مسعود کی حدیث کو
ضعیف کیا اور یہ اختیار کیا کہ نبیذ سے وضو جائز نہیں نہ سفر میں اور نہ حضر میں اور کہا کہ ابن مسعود کی حدیث
ایسے طریقوں سے مروی ہے جن سے حجت قائم نہیں ہوتی اوسکے علاوہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھا لیلۃ الجن میں اور میں چاہتا ہوں کہ آپکے ساتھ ہوتا اور ابو عبیدہ سے پوچھا گیا کہ تمہارے
باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لیلۃ الجن میں تو اونھون نے کہا نہیں اور اگرچہ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ
ابو عبیدہ نے اپنے باپ سے نہیں سُنا لیکن ہمکو اوسکے اتصال اور انقطاع سے مطلب نہیں ہے بلکہ ہماری غرض
یہ ہے کہ ابو عبیدہ عالم تھے اور عبد اللہ بن مسعود کے گھر کے خاص آدمی تھے اور انپر ایسی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی
تھی تو ہم نے حجت کیا اونکے قول کو اسیطرح ابراہیم نخعی کو نہایت ممارست تھی عبد اللہ بن مسعود کی حدیث سے
اور بہت تلاش کرتے تھے وہ اُنکی حدیث کو اور لوگوں نے اجماع کیا کہ نبیذ سے وضو جائز نہیں جب پانی موجود
ہو تو پھر اسیطرح جائز نہ ہوگا جب پانی نہ ہو اور ابن مسعود کی حدیث میں یہ منقول ہے کہ آپنے نبیذ سے وضو کیا اور
آپ مسافر نہ تھے تو گویا مکہ میں وضو کیا پھر اگر یہ ثابت ہو تو جس وقت پانی موجود ہو اوسوقت بھی نبیذ سے وضو جائز
ہو اور اسکا کوئی قائل نہیں ہوا پس معلوم ہوا کہ سب نے اس حدیث کو رد کیا اور یہی قیاس سے نکلتا ہے ہمارے نزدیک
تمام ہوا کلام طحاوی کا مختصر شرح معانی الآثار میں اور صاحب ہدایہ نے کہا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے اور تاریخ میں

جہالت ہی پہر یہ جواب دیا کہ لیلۃ الجن متعدد تہین اور حدیث مشہور ہے عمل کیا اوسپر صحابہ نے حافظ نے کہا کہ لیلۃ الجن کا متعدد ہونا تو قوی ہی اور حدیث کی مشہور ہونے سے اصطلاحی شہرت مراد نہین ہے بلکہ لوگون مین مشہور ہونا اور کسی صحابی سی اوسپر عمل کرنا ثابت نہین ہی اور امام شافعی سی منقول ہی کہ یہ حدیث منسوخ ہی تیمم کی آیت سی کیونکہ یہ آیت مدنی ہے اور لیلۃ الجن مکہ مین ہوئی زیلعی نے کہا اضطراب تو یہ ہی کہ ابن مسعود کے کسی روایت مین یہ ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تہی لیلۃ الجن مین اور کسی مین یہ ہے کہ ساتھہ نہ تہے اور تاریخ کی جہالت پر تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سیرت والون نے یہ لکہا ہی کہ نصیبین کے جن ہجرت سے تین برس پہلے آئے تہے اور صحابہ کا عمل تو دار قطنی نے روایت کیا عبد اللہ بن محرر سے اونہون نے عکرمہ سی اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا نبیذ سے وضو وہ کرے جو پانی نہ پاوے حافظ نے کہا اسکی سند ضعیف ہے اور روایت کیا دار قطنی نے حارث سی اونہون نے علی سی کہ وہ قباحت نہین دیکہتے تہے نبیذ سے وضو کرنے مین اور روایت کیا مزیدہ بن جابر سے اونہون نے حضرت علی سے اونہون نے کہا نبیذ سے وضو کرنے مین کچہ قباحت نہین حافظ نے کہا دونو طریقون کی اسناد ضعیف ہین زیلعی نے کہا اس باب مین ابن عباس سے بہی مروی ہی ابن ماجہ نے اپنی سنن مین نکالا ابن لہیعہ سی اونہون نے قیس بن حجاج سے اونہون نے حنش صنعانی سے اونہون نے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن مسعود سے لیلۃ الجن مین تیرے ساتھہ پانی ہے اونہون نے کہا نہین البتہ نبیذ ہے تو شہ دان مین آپنے فرمایا کہجور پاکیزہ ہے اور پانی پاک کرنے والا ہے ڈال میرے اوپر پہر مین نے ڈالا اوسپر آپنے وضو کیا اور اس لفظ سی یہ نکلتا ہی کہ یہ حدیث ابن عباس کی مسند ہے لیکن طبرانی نے معجم مین اوسکو ابن مسعود کی مسند قرار دیا اور ایسا ہی کیا بزار نے اپنی مسند مین اور ان کا لفظ اسی اسناد سی یہ ہے ابن عباس سے اونہون نے ابن مسعود سے کہ اونہون نے وضو کرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ الجن مین نبیذ سے آپنے وضو کیا اور فرمایا پانی پاک کرنیوالا ہے بزار نے کہا یہ حدیث ثابت نہین کیونکہ ابن لہیعہ کی کتابین جل گئی تہین پہر وہ حدیث پڑہتا تہا بغیر کتاب کے اسوجہ سی اسکی روایت مین بہت مناکیر ہین اور یہ بہی انہین مین سی ہے اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے سنن مین اور کہا کہ منفرد ہوا ساتہہ اس کے ابن لہیعہ اور وہ ضعیف ہی اور روایت کیا دار قطنی نے سنن مین مجاعہ سی اونہون نے ابان سی اونہون نے عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سی پانی نہ پاوی اور نبیذ پاوی تو وضو کر لیوی اوس سے دار قطنی نے کہا ابان بن ابی عیاش متروک ہے اور مجاعہ ضعیف ہے اور محفوظ یہ ہی کہ یہ عکرمہ کا قول ہے مرفوع نہین ہے اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے دوسرے طریق سی پہر بیہقی نے

ف ابن لہیعہ کے ضعیف ہونیکا سبب یہ ہوا

سیبان بن واضح سے اونہون نے مبشر بن اسمٰعیل سے اونہون نے اوزاعی سے اونہون نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اونہون نے عکرمہ سے
اونہون نے ابن عباس سے مرفوعًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بیان کیا اوسکو اپنی سند سے عکرمہ کا قول امام بیہقی نے
کہا وہم کیا اس حدیث مین سیبان بن واضح نے دو مقامون مین ایک تو ابن عباس کا ذکر کرنے مین دوسرے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے مین اور محفوظ یہ ہی کہ وہ عکرمہ کا قول ہے جیسے روایت کیا اوسکو ہقل بن زیاد اور ولید بن مسلم
نے اوزاعی سے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو شیبان نحوی اور علی بن المبارک نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اونہون نے
عکرمہ سے اور سیبان بڑا وہم کرنیوالا تھا تمام ہوا کلام زیلعی کا مترجم کہتا ہی خلاصہ اس تحقیقات کا جو اوپر گذری یہ نکلا
ہے کہ نبیذ سے وضو کرنے کی حدیث ضعیف ہے لیکن متعدد طریقون سے مروی ہی اور تعدد طرق کی وجہ سے اوسکا درجہ
حسن تک پہونچ سکتا ہی اور صحابہ اور تابعین کے اقوال اسباب مین مختلف ہین متعدد تابعین سے یہ بھی ثابت ہی کہ اونہون نے
جائز رکھا وضو کو نبیذ سے یہانتک کہ امام بخاری نے جو ابو العالیہ سے نقل کیا کہ اونہون نے مکروہ رکھا نبیذ سے وضو
کرنے کو تو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن سلیمان نے اونہون نے ابو جعفر سے اونہون نے
ربیع بن انس سے اونہون نے ابو العالیہ سے کہ وہ سمندر مین سوار ہوئے اون کا پانی تمام ہو گیا تو اونہون نے وضو کیا
نبیذ سے اور مکروہ رکھا سمندر کے پانی سے وضو کرنے کو اب شافعی کا یہ کہنا کہ یہ منسوخ ہے تیمم کی آیت سے کیونکہ لیلۃ
الجن مکہ مین ہوئی اوسپر بھی اطمینان نہین ہوتا اسلیے کہ لیلۃ الجن کا تعدد ثابت ہی حافظ نے کہا طبرانی اور
ابو نعیم کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ لیلۃ الجن مدینہ مین تھی کیونکہ اوس مین ذکر ہے صفہ اور بقیع اور مسجد کا اور جب
مدینہ مین لیلۃ الجن واقع ہونا ثابت ہو تو نسخ کا دعوی بے دلیل ہے علاوہ اسکے ہم یہ کہتے ہین کہ تیمم کی آیت کچھ
حدیث خلاف نہین ہے کیونکہ نبیذ پر ماء کا اطلاق ہوتا ہے اور خود حدیث سے ثابت ہی کہ آپ نے اوسکو ماء کہا مگر
اس مین بھی شک نہین کہ نبیذ حقیقۃً ماء نہین ہی کیونکہ اسی حدیث مین ہی کہ پہلے ابن مسعود نے کہا میرے پاس
پانی نہین ہے اور عرب اطلاق ماء کا نبیذ پر نہین کرتے اور نبیذ کا اطلاق ماء پر نہین کرتے فلہذا دلائل متعارض
ہین اور شبہات اور شکوک قائم ہین اسلیے میرے نزدیک حق یہ ہی کہ امام محمد کا مذہب اس باب مین بہت
اولیٰ ہی وہ یہ کہ جب نبیذ کے سوا پانی نہ ملے تو وضو اور تیمم دونون کر لیوے واللہ اعلم مترجم کہتا ہی امام ابو حنیفہ رح
مشہور ہے کہ قیاس کی بہت پیروی کرتے ہین مگر قہقہہ مین اور نبیذ مین اونہون نے صراحتًا قیاس جلی کا خلاف کیا
اور حدیث ضعیف پر عمل کیا اس لحاظ سے میرا اعتقاد یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نسبت یہ تہمت ہی اور جن لوگون
نے ایسا کہا ہی اون کو اشتباہ ہوا اسوجہ سے کہ بہت سے مسائل مین امام ابو حنیفہ کو صحیح حدیثین نہین پہنچین

تہیں اور اونہوں نے قیاس کیا جو مخالف ہو احدیث کی پس لوگ یہ سمجھے کہ اونہوں نے حدیث کو چھوڑ کر قیاس کیا حالانکہ یہ امر
ابو حنیفہ کے اصول کے لحاظ سے اور نیز ان ہر دو مسئلہ میں جو طریقہ اونہوں نے اختیار کیا ہے اوسکی لحاظ سے غلط معلوم
ہوتا ہے اور ابو حنیفہ کو اگر حدیث ضعیف بہی ملجاتی تہی تو وہ قیاس کو ترک کر دیتے تہے پہر اگر اُن کو صحیح حدیث مل
جاتی تو وہ کبہی قیاس پر عمل نہ کرتے پہر اون کا کیا قصور ہے جب اون کو صحیح حدیث نہ ملی البتہ قصور ان علما کا ہے
جنہوں نے دیدہ و دانستہ حدیث سے چشم پوشی کی اور قیاس اور رائی پر جمے رہے میں تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ حنفی ہیں
بلکہ وہ ابو حنیفہ کے طریق اور مذہب کے بالکل برخلاف ہیں واللہ اعلم حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبد اللہ (مدینی) نے انہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان (ابن عیینہ) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے زہری (محمد بن مسلم) نے
اونہوں نے روایت کی ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف) سے اونہوں نے ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ سے
اونہوں نے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا جو شراب نشہ کرے وہ حرام ہے **ف** خواہ کہجور کا ہو
یا انگور کا یا جو کا یا چانول کا یا شہد کا یا جوار کا یا گیہوں کا یا گلاب کا یا کیوڑے کا یا سیب کا یا جام کا یا کسی اور
چیز کا اور جب حرام ہوا تو اوس سے وضو کرنا بہی جائز نہ ہوگا اور اسی مطلب کے لیے امام بخاری یہ حدیث اس باب
میں لائے حافظ نے کہا نشہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ اوس میں نشہ کرنیکا اثر ہو اگرچہ کسی کو اوس کے پینے سے نشہ نہ ہو خطابی
نے کہا اسمیں دلیل ہے کہ جو چیز نشہ کرے اوسکا قلیل اور کثیر حرام ہے خواہ وہ کسی قسم میں سے ہو اور نبیذ پینے کا حکم
کتاب الاشربہ میں جدا جا ہے تو مذکور ہوگا قسطلانی نے کہا ابو حنیفہ نے کہا کہجور اور انگور کا کچا پانی جب اوس
میں تیزی آجاوے تو وہ حرام ہے قلیل ہو یا کثیر اگر وہ نشہ کرے تو اوس میں حد ہے اور وہ نجس ہے پہر اگر اوسکو تہوڑا سا
پکالیں تو اتنا پینا حلال ہے جس سے پینے والے کو نشہ کا گمان نہ ہو بغیر لہو اور طرب کے اور ابو حنیفہ نے یہ قید نہ
لگائی کہ اتنا پکائیں کہ دو تہائی جل جاوے لیکن نبیذ گیہوں اور جوار اور جو اور چاول اور شہد کا تو وہ
حلال ہے ابو حنیفہ کے نزدیک کچا ہو یا پکا ہو مگر اوتنا پینا حرام ہے جس سے نشہ ہو اور دلیل اونکی حدیث ہے ابن عباس
کی کہ خمر تو بالذات حرام ہے اور ہر شراب میں سے مسکر (یعنے جو نشہ کرے) اتنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خمر کا تو
قلیل اور کثیر سب حرام ہے اور اور شراب اتنا حرام ہے جس سے نشہ ہو جاوے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے
تو اپنے باب میں آویگا اور مؤلف نے اس حدیث کو اشربہ میں نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے۔

اور ابن ماجہ نے انتہے مترجم کہتا ہے اگر خدا چاہے تو ہم کتاب الاشربہ میں بیان کرینگے کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب غلط ہے اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر شراب جو نشہ کرے اوسکا قلیل اور کثیر سب حرام ہے اور حنفی مذہب میں بھی امام محمد کا یہی قول ہے اور حنفیون کے نزدیک بھی امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے اور یہی قول ہے باقی اماموں کا اور جس حدیث سے ابوحنیفہ نے دلیل لی ہے وہ ضعیف ہے

باب غَسْلِ الْمَرْأَةِ أَبَاهَا الدَّمَ مِنْ وَجْهِهٖ عورت اپنے باپ کے مونہہ سے خون دہووے **ف** مطلب یہ ہے کہ نجاست کو دور کرنے میں یا وضو کرنے میں دوسرے سے مدد لینا کیسا ہے اور ابوالعالیہ کا جو اثر امام بخاری آگے لائے اوس سے یہ نکلتا ہے کہ وضو میں مدد لینا درست ہے اور باب کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست دور کرنے میں مدد لینا درست ہے اور جن لوگوں نے اوسکو نہ سمجھا اونہوں نے اعتراض کیا کہ ابوالعالیہ کے اثر کو باب سے مناسبت نہیں وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ امْسَحُوا عَلٰى رِجْلِيْ فَإِنَّهَا مَرِيْضَةٌ اور ابوالعالیہ (رفیع بن مہران ریاحی) اپنے کہا مسح کرو میرے پاؤں پر وہ بیمار ہے **ف** روایت کیا اس اثر کو عبدالرزاق نے معمر سے اونہوں نے عاصم بن سلیمان سے اونہوں نے کہا میں ابوالعالیہ پاس گیا وہ بیمار تھے لوگوں نے اون کو وضو کرایا جب ایک پاؤں اون کا باقی رہا تو اونہوں نے کہا مسح کرو یہ بیمار ہے اوسکو جمرہ تھا اور ابن ابی شیبہ نے زیادہ کیا کہ اوس پر پٹی بندھی ہتی (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ وَسَأَلَهُ النَّاسُ وَمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ أَحَدٌ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَ عَلِيٌّ يَجِيْءُ بِتُرْسِهٖ فِيْهِ مَاءٌ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَأُخِذَ حَصِيْرٌ فَأُحْرِقَ فَحُشِيَ بِهٖ جُرْحُهٗ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے محمد ابن سلام بیکندی نے (ابونعیم نے مستخرج میں کہا کہ یہ محمد بن سلام ہیں اور ایسا ہی کہا ابوعلی جیانی نے اور ابن عساکر کی روایت میں اسکی تصریح ہے) اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے اونہوں نے روایت کی ابوحازم (سلمہ بن دینار مخزومی مدنی) سے اونہوں نے سنا سہل بن سعد سے (انصاری مدنی صحابی مشہور جو ۹۱ھ میں سو برس کے ہوکر اونسے اس کتاب میں اکتالیس حدیثیں مروی ہیں) اور ان سے لوگوں نے پوچھا (ابوحازم نے کہا) اور میرے اور سہل کے درمیان کوئی نہ تھا یعنے کچھ حائل نہ تھا اس سے یہ مقصود ہے کہ میرے سماع میں کچھ شک نہیں کس چیز سے دوا کی گئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی (جو احد میں لگا تھا اسکا ذکر مفصل مغازی میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ) اونہوں نے کہا کوئی مجھ سے زیادہ جاننے

والا اسکا باقی نہ رہا یعنے اور صحابہ جو اسوقت موجود تہے سب مر گئے کیونکہ جسوقت یہ سہل نے کہا تو جنگ احد کو اسی برس گذر چکے تہے اور سہل آخر مین مرے اون سب صحابہ کے جو مدینہ مین تہے جیسے مولف نے نکاح مین اسکی تصریح کی) حضرت امیر المؤمنین علی مرتضی اپنی ڈہال لاتے جس مین پانی ہوتا اور حضرت فاطمہ آپکے منہ سے خون کو دہوتین پہر ایک بوریا لیکر جلایا گیا وہ آپکے زخم مین بہر دیا گیا **ف** مولف نے طب مین نکالا کہ جب حضرت فاطمہ نے دیکہا پانی سے اور خون زیادہ بہتا ہے تو اونہون نے ایک بوریا لیا اور اسکو جلایا اور زخم سے لگا دیا جب خون بند ہو گیا اور اس حدیث سے دوا اور علاج کا جواز نکلتا ہے اور لڑائی مین ڈہال رکہنے کا اور یہ بہی نکلتا ہے کہ یہ چیزین توکل کے خلاف نہین ہین کیونکہ سید المتوکلین نے اون کو کیا سبحان اللہ آپ سردار تہے تمام متوکلون اور زاہدون اور عابدون اور درویشون اور بزرگون اور حق پرستون کے بڑے بڑے اولیا اور متوکل اور زاہد آرزو رکہتے ہین کہ آپ کی جوتیان انکے سر پر کہی جاوین اور بڑے بڑے غوث اور قطب اور اوتاد اور ابدال دل سے تمنا رکہتے ہین کہ آپ کی غلامی اور کفش برداری کی عزت حاصل ہو جاوے جو فعل آپنے کیا وہی عمدہ ہے وہی رضا ہے مالک کی وہی فضیلت ہے وہی بزرگی وہی درویشی اور جو کوئی مسخرہ بیوقوف آپکے کسی فعل یا قول کو توکل یا تسلیم یا صبر یا فضیلت کے خلاف جانے وہ الو اور گدہا ہے خدا اسکا منہ کالا کرے) اور یہ بہی نکلتا ہے کہ عورت اپنے باپ کی خدمت خود کر سکتی ہے اسی طرح اور محارم کی اور انکی دوا کر سکتی ہے بیماریون مین اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب المغازی مین آویگی انشاء اللہ تعالی (فتح) قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ بہی نکلا کہ کبہی پیغمبرون کی آزمایش کیجاتی ہے تاکہ اونکا ثواب بڑہے اور یہ بہی معلوم ہو کہ وہ اللہ کے بندے ہین اور اسکے غلام اور مخلوق ہین اور جو معجزے اونکے ہاتہہ پر ظاہر ہوتے ہین اون سے دہوکا نہ کہاوین جیسے نصاری نے دہوکا کہایا حضرت عیسی علیہ السلام کے باب مین اور اس حدیث کو مولف نے جہاد مین اور نکاح مین اور مسلم نے مغازی مین اور ترمذی اور ابن ماجہ نے طب مین نکالا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے انتہی

باب السِّوَاكِ باب مسواک کے بیان مین

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِتُّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ اور عبد اللہ بن عباس نے کہا مین ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا آپنے مسواک کی **ف** یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو مولف نے کئی طریقون سے نکالا اور یہ لفظ تفسیر سورہ آل عمران مین ہے **حَدَّثَنَا** أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهِ يَقُولُ أُعْ أُعْ وَالسِّوَاكُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو النعمان

محمد بن فضل نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید ابن درہم نے اونہوں نے روایت کی غیلان بن جریر (معولی) سے اونہوں نے ابو بردہ (عامر بن ابی موسی) سے اونہوں نے اپنے باپ (عبد اللہ بن قیس ابو موسی اشعری) سے انہوں نے کہا کہ مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا مین نے آپ کو پایا مسواک کرتے ہوے جو آپکے ہاتھہ مین تھی اور آپ کہہ رہے تھے اُعْ اُعْ **ف** نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت مین عاعا ہے اور ایسا ہی نکالا اوسکو بیہقی نے اور ابو داؤد کی روایت مین ہے اِہ اِہ اور جوزقی کی روایت مین اِخ اِخ ہے اور بعض نسخون مین اغ اغ ہے غین معجمہ سے اور اختلاف راویون کا اسوجہ سے ہے کہ یہ سب آوازین نقل ہین آپکے آواز کی اور سب کی مخرج قریب قریب ہین اور مسلم کی روایت مین ہے کہ اُسوقت مسواک آپ کی زبان کے کنارے پر تھی اور مراد اندر کا کنارہ ہے جیسے امام احمد کی روایت مین ہے کہ آپ مسواک کرتے تھے اوپر کیطرف (فتح وقسط) **ت** اور مسواک آپکے مُنہ مین تھے جیسے آپ قی کر رہے ہین **ف** یعنی قی کی سی آواز نکل رہی تھی یہ مبالغہ کے طور پر کہا اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسواک لنبائی مین کرنا مشروع ہے اور دانتون مین مسواک عرض مین کرنا مستحب ہے اور اس باب مین ایک مرسل حدیث ہے ابو داؤد کے پاس اور اوسکا ایک شاہد ہے موصول جو عقیلی نے ضعفا مین نکالا اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسواک ضرور ہے اور وہ دانتون سے خاص نہین اور وہ تنظیف اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ نجاست دور کرنے کو اور نسائی نے اسحدیث سے یہ نکالا کہ امام اپنے رعیت کے سامنے مسواک کر سکتا ہے (فتح مع زیادة) قسطلانی نے کہا ابو داؤد نے مراسیل مین روایت کیا مرفوعًا جب تم مسواک کرو تو عرض مین کرو یعنے دانتون کے عرض مین اور ہمارے اصحاب نے طول مین مسواک کرنے کو مکروہ کہا ہے کیونکہ اوس سے مسوڑہ زخمی ہوجاتا ہے اور مسواک وضو کی سنتون مین سے ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین دشوار نہ جانتا اپنی امت پر تو انکو حکم کرتا مسواک کا ہر وضو کے لیے روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اسیطرح مسواک کرنا نماز کی بھی سنت ہے کیونکہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین شاق نہ جانتا تو اپنی امت کو حکم کرتا مسواک کا ہر نماز کے لیے اور مستحب ہے مسواک کرنا قرآن پڑہتے وقت اور سو کر اوٹھتے وقت اور مُنہ کے تغیر پر اور ہر حال مین مگر روزہ دار کو زوال کے بعد مکروہ ہے اور ابن عباس نے کہا مسواک مین دس فائدے ہین دانتون کی بیماری دفع کرتی ہے نگاہ کو تیز کرتی ہے مسوڑہون کو مضبوط کرتی ہے منہ کو خوشبودار کرتی ہے بلغم کو صاف کرتی ہے فرشتے اوس سے خوش ہوتے ہین پروردگار خوش ہوتا ہے سنت کے موافق ہے نماز کی نیکیاں بڑہتی ہین جسم تندرست ہوتا ہے اور ترمذی حکیم نے زیادہ کیا کہ حافظہ کا حافظہ بڑہاتی ہے بال اگاتی ہے رنگ کو صاف

کرتی ہی اور شروع مسواک مین اپنا ہاتھ کی انگلی چلاوی وہ نافع ہے جذام اور برص کو اور ہر مرض سے سوا موت کے اور بعد اوسکے نگلو
کیونکہ اوس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور اس حدیث کو امام مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا طہارت مین انتہے ۔
حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عثمان (ابن ابی شیبہ)
نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے جریر (ابن عبد الحمید) نے اونہون نے روایت کی منصور (ابن معتمر) سے اونہون نے
ابو وائل (شقیق) سے اونہون نے حذیفہ (ابن الیمان) سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اوٹھتے تو اپنا
مونہہ دہوتے (یا ملتے یا رگڑتے) مسواک سے **ف** ابن دقیق العید نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب سوکر اوٹھے تو
مسواک کرنا مستحب ہے اور احتمال ہے کہ خاص ہو اوس حالت سے جب نماز کے لیے اوٹھے اور دلالت کرتی ہے اوسپر مصنف
کی روایت إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ یعنے جب اوٹھتے تہجد کے لیے اور مسلم نے بھی ایسا ہی نکالا اور ابن عباس کی حدیث شاہد
ہے اوسکی اور مؤلف نے مسواک کے احکام صلوٰۃ اور صیام مین بیان کیے ہین جیسے آگے آوینگے انشاء اللہ تعالی (فتح)
قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلوٰۃ مین اور فضل قیام اللیل مین نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ
نے طہارت مین اور نسائی نے بھی طہارت مین نیل مین ہی کہ امام احمد اور نسائی اور ابن حبان نے حضرت عائشہ
سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کرنا پاکی ہے مونہہ کی اور خوشی ہے پروردگار کی اور
مسواک سنت مؤکدہ ہے اور کسی وقت مین واجب نہین ہی نووی نے کہا اسپر اجماع ہے اون علماء کا جو معتد بہ ہین
اور داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ نماز کے شروع مین واجب ہے اور ایک روایت مین یہ ہی کہ وہ واجب ہے لیکن
اوسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحق بن راہویہ سے منقول ہے کہ وہ واجب ہے اور جو قصداً ترک کرے گا تو نماز
باطل ہوگی نووی نے کہا ہمارے اصحاب نے داؤد سے اس روایت پر انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب
یہی ہی کہ وہ سنت ہی جماعت کیطرح اور اسحاق سے یہ روایت وجوب کی صحیح نہین ہے اور اگر داؤد سے وجوب کی روایت
صحیح ہوتب بھی انکی مخالفت ضرر نہ کریگی اور اجماع منعقد ہو جاویگا مذہب مختار پر انتہے اور یہ جو نووی نے کہا
صحیح نہین ہے کیونکہ داؤد بہت بڑے عالم اور پرہیزگار اور مجتہد تہے اور ان کے مذہب پر اکابر علماء گذرے ہین انہکا
اعتبار نہ کرنا اجماع مین محض تعصب اور ہوای نفس ہے جسکی کوئی سند نہین اور بعض مذہب والون نے امام داؤد کو
علمای اسلام کی جماعت سے نکال دیا ہے حالانکہ اون کے اقوال رای اور قیاس والون کے اقوال سے بہتر ہین ۔
مترجم کہتا ہے امام داؤد کو جن بیوقوفون نے علماء اہل سنت سے خارج کیا ہے وہ خود خارج کرنیکے قابل ہین اور امام

داؤد کتاب اور سنت کی پیروی میں اور مجتہدین سے زیادہ ہیں اور بعض اقوال انکے جنپر یہ لوگ طعن کرتے ہیں وہ طعن
کے لائق نہیں کیونکہ انکے مذہب کا اصول یہی کہ ظاہر کی پیروی کیجاوے اور تاویل اور قیاس سے حتی المقدور
دور رہنا چاہیے اور یہ طریقہ نہایت خوب ہے بلکہ میرا اعتقاد یہی کہ انکا مذہب ابو حنیفہ اور شافعی کے مذہب سے
کئی درجہ زیادہ بہتر ہے۔ امام شوکانی نے کہا فقہا نے سواک کے باب میں وہ وہ باتیں نکالی ہیں جنکی اصل حدیث
سے کچھ نہیں ہی اور بعضوں نے اوسکو مکروہ رکھا ہی بعض اوقات اور حالات میں اور یہ سب اسدرات لغو ہیں مگر جو
صحیح حدیث سے ثابت ہی اوسکی پیروی کرنا چاہیے اور ان فقہا کے اقوال سے دہر کان نہ کہنا چاہیے امام احمد اور
ابو داؤد اور ترمذی نے زید بن خالد سے روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ
ہوتا تو میں عشا کی نماز میں دیر کرتا تہائی رات تک اور میں انکو حکم کرتا سواک کرنیکا ہر نماز کے لیے ترمذی
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا حاکم نے ابو ہریرہ سے اوس میں یہ ہے کہ میں انپر فرض کرتا سواک کو وضو
کے ساتھ اور عشا کی نماز میں دیر کرتا آدہی رات تک اور نسائی نے صرف پہلے جملہ کو روایت کیا اور روایت
کیا اوسکو عقیلی اور ابو نعیم اور بیہقی نے دوسرے طریق سے اور ابو داؤد اور مسلم کی روایت میں ہی اگر شاق نہ ہوتا
مومنوں پر تو میں انکو حکم کرتا عشا میں دیر کرنے کا اور ہر نماز کے لیے سواک کرنیکا اور روایت کیا اوس کو بزار
اور امام احمد نے حضرت علی سے مانند اوسکے اور روایت کیا پہلے جملہ کو ترمذی اور احمد اور ابو داؤد اور ابن
ماجہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے اور ترمذی کی روایت میں تہائی یا آدہی رات ہی اور احمد اور ابن حبان
کی روایت میں تہائی رات ہی بغیر شک کے اور دوسرے جملہ کو نسائی اور احمد اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ابو ہریرہ
سے اور بخاری نے اوسکو معلقا بیان کیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انکو حکم کرتا سواک کا وضو کے ساتھ ہر نماز
کے وقت اور ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں بسند حسن روایت کیا ام حبیبہ سے اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا
تو میں انکو حکم کرتا سواک کا ہر نماز کے وقت جیسے وضو کرتے ہیں اور روایت کیا سا تون عالموں نے ابو ہریرہ
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر شاق نہ ہوتا میری امت پر تو میں انکو حکم کرتا سواک کا ہر نماز کے
وقت اور امام احمد کی روایت میں ہی میں ان کو حکم کرتا سواک کا ہر وضو کے وقت اور امام بخاری نے تعلیقا
نکالا میں انکو حکم کرتا سواک کا ہر وضو کیوقت کہا اور مروی ہی ایسا ہی جابر اور زید بن خالد سے اونہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن مندہ نے کہا اس حدیث کی صحت پر اجماع ہے اور نووی نے کہا بعض بڑے اماموں نے غلطی کی

اور کہا کہ اس حدیث کو امام بخاری نے نہین نکالا اور یہ غلطی ہے امام بخاری نے اسکو نکالا مالک سے اونھون نے ابو الزناد
سے اونھون نے اعرج سی اونھون نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی اور موطا مین یہ حدیث ابن شہاب کے طریقہ سے ہی اونھون نے
حمید سی اونھون نے ابو ہریرہ سی موقوفاً کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو مین انکو حکم کرتا مسواک کا ہر وضو کے ساتھ ابن
عبد البر نے کہا اسکا حکم رفع کا ہے اور روایت کیا اوسکو امام شافعی نے مالک سے مرفوعاً اور اس باب مین زید بن
خالد سی نکالا ترمذی اور ابو داؤد نے اور حضرت علی سی نکالا امام احمد نے اور ام حبیبہ سی امام احمد نے اور عبد اللہ بن عمرو
اور سہل بن سعد اور جابر اور انس سے ابو نعیم نے حافظ نے کہا ان مین سی بعض روایتون کا اسناد حسن ہی اور ابن الزبیر
سے طبرانی نے اور ابن عمر اور جعفر بن ابی طالب سے طبرانی نے اور اس حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ مسواک واجب نہین اور
یہ بھی نکلتا ہے کہ مسواک وضو اور نماز دونو وقت مشروع ہے اور اسی حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ روزہ دار کو زوال
کے بعد بھی مسواک کرنا مستحب ہے کیونکہ زوال کے بعد دو نمازون کا وقت ہوتا ہے اور رد ہوتا ہے شافعیہ کا قول
کہ زوال کے بعد روزہ دار کو مکروہ ہی (اور اسکا بیان کتاب الصیام مین آویگا انشاء اللہ تعالی) اور روایت کیا
مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور امام احمد اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے مقدام بن شریح سے اونھون نے اپنے
باپ سے کہ مین نے حضرت عائشہ سی کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر مین آتے تو پہلے کونسا کام کرتے اونھون نے
کہا مسواک کرتے اور امام نسائی نے نکالا حذیفہ سے ہمکو حکم ہوتا مسواک کا جب رات کو اٹھین اور طبرانی کی ایک روایت
مین ہی حذیفہ سی کہ آپ رات کو دو یا تین بار مسواک کرتے اور فضل بن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز
کو اوٹھتے رات کو تو مسواک کرتے اور ابو داؤد نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ آپکے لیے مسواک اور پانی وضو
کا رکھا جاتا جب آپ رات کو اوٹھتے تو استنجا کرتے پھر مسواک کرتے اور صحیح کہا اوسکو ابن مندہ نے اور روایت
کیا اوسکو ابن ماجہ اور طبرانی نے دوسرے طریق سے ابن ابی ملیکہ سے اونھون نے حضرت عائشہ سے اور صحیح کہا
اوسکو حاکم اور ابن السکن نے اور روایت کیا ابو داؤد نے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ سی کہ آپ جب سوتے
رات یا دن کو پھر جاگتے تو مسواک کرتے وضو سے پہلے اور اسکی اسناد مین علی اور زید ضعیف ہین اور اس باب
مین امام احمد نے روایت کیا ابن عمر سے اور طبرانی نے معاویہ سی اور اسناد اوسکا ضعیف ہے اور امام بیہقی
نے انس سے اور ابو نعیم نے ابو ایوب سے حافظ نے کہا یہ سب روایتین ضعیف ہین اور روایت کیا امام احمد نے
حضرت علی سی کہ اونھون نے ایک کوزہ پانی کا منگوایا پھر اپنے منہ اور دونون ہتھیلیون کو تین بار دھویا اور کلی
کی تین بار اور ڈالا اپنی کسی انگلی کو منہ مین اپنے مسواک کے بدلے انگلی سے دانتون کو ملا اخیر حدیث تک

شوکانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ انگلی سے بھی مسواک کرنا کافی ہے اور روایت کیا ابن عدی اور دارقطنی اور
بیہقی نے عبد اللہ بن مثنی سے اونہوں نے نضر بن انس سے اونہوں نے انس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی
ہیں مسواک کے بدل انگلیاں حافظ نے کہا اس کے اسناد میں اعتراض ہے زیلعی نے کہا اس حدیث کو امام بیہقی نے دو
اسنادوں سے نکالا اور کہا کہ دونوں میں عیسی بن شعیب ہے اور وہ منفرد ہے اس سے علاوہ اسکے پہلی اسناد میں
عبد الحکم قسملی ہے انس سے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے پھر کہا بیہقی نے ابن مثنی سے محفوظ یہ ہے کہ حدیث بیان
کیا بعض نے ہمارے گھروالوں سے انس بن مالک سے کہ ایک انصاری سے جو بنی عمرو بن عوف میں سے تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے رغبت دلائی ہمکو مسواک کی تو مسواک کے اور کوئی چیز بھی ہے آپ نے فرمایا ہیں
انگلی مسواک ہے اوسکو پھیرا دے اپنے دانتوں پر اور عمل نہیں اسکا جب کی بنسبت نہیں اور احمد نے بھی اوسکو تخریج نہیں
اور نکالا اوسکو بیہقی نے اور دو طریقوں سے ایک طریقہ میں ہے انس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی
ہے انگلی مسواک سے حافظ نے کہا بیہقی نے اس حدیث کو کئی طریقوں سے نقل کیا اور ضعیف کیا اون کو اور صحیح
کیا بعض طریقوں کو اور صاحب ہدایہ نے جو بیان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگلی سے مسواک کرتے تھے جب
مسواک نہ ملتی تو یہ غریب ہے البانی کہا زیلعی نے اور متابعت کی اسکی حافظ نے تلخیص میں زیلعی نے کہا طبرانی نے
اوسط میں روایت کیا حضرت عائشہ سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آدمی کا منہ جاتا رہتا ہے کیا وہ مسواک
کرے آپ نے فرمایا ہاں میں نے کہا کیونکر کرے آپ نے فرمایا اپنی انگلی منہ میں ڈالے طبرانی نے کہا یہ حدیث نہیں
مروی ہے حضرت عائشہ سے مگر اسی اسناد سے حافظ نے کہا اسکے اسناد میں عیسی بن عبد اللہ انصاری ہے ضعیف
کیا اوسکو ابن حبان نے اور ابن عدی نے اس حدیث کو اوسکی مناکیر میں سے ذکر کیا شوکانی نے کہا روایت کیا اسکو
مانند اسکے طبرانی اور ابن عدی نے حضرت عائشہ سے اور اسکی اسناد میں مثنی بن الصباح ضعیف ہے اور روایت
کیا اوسکو ابو نعیم نے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اور کثیر کو ضعیف کہا
ہے حافظ نے کہا اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث حضرت علی کی ہے جو اوپر گذری امام احمد کی مسند اور
روایت کیا ابو عبید نے کتاب الطہور میں حضرت عثمان سے کہ وہ جب وضو کرتے تو مسواک کرتے منہ میں اپنی انگلی
سے شوکانی نے کہا مستحب ہے کہ مسواک کرے پیلو کی لکڑی سے اور جس چیز سے مسواک کریگا جو منہ کے تغیر کو رفع کرے
تو کافی ہو جاویگا جیسے سخت اور کھر کھرا کپڑا اور اشنان وغیرہ زیلعی نے کہا اس باب میں کئی حدیثیں ہیں جن
سے حضرت کی محبت مسواک سے نکلتی ہے پھر ذکر کیا حذیفہ اور عائشہ کی حدیثوں کا جو اوپر گذریں اور روایت کیا

نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتین پڑھتے پھر لوٹتے اور سواک کرتے
اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد طیالسی اور ابو یعلی موصلی نے مسند مین ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین
سوتے تھے مگر سواک آپکے پاس ہوتی جب جاگتے تو پہلے سواک کرتے اور طبرانی نے زید بن خالد سے حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نہین نکلتے تھے گھر سے کسی نماز کے لیے جب تک سواک نہ کرتے اور امام بخاری نے کتاب المغازی مین نکالا حضرت
عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواک کی وفات کیوقت اور یہ حدیث اپنے مقام مین مذکور ہو گی اور امام بیہقی
نے جابر سے نکالا کہ سواک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان پر رہتی جہان پر قلم رہتا ہے کاتب کے کان پر اور کہا نہین
روایت کیا اوسکو سفیان سے مگر یحیی بن الیمان نے اور وہ قوی نہین ہے زیلعی نے کہا شاید یحیی نے یہ مطلب زید بن
خالد کی حدیث سے نکالا اور اس مین وہم کیا اوس کے آخیر مین یہ ہے کہ ابو سلمہ نے کہا مین نے زید کو دیکھا وہ مسجد مین بیٹھتے
تھے اور سواک اونکی کان پر رہتی جہان پر قلم رہتا ہے محرر کے کان پر وہ جب نماز کے لیے اوٹھتے تو سواک کرتے
اور روایت کیا طحاوی نے عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا وضو کا ہر نماز کے
لیے خواہ وضو ہو یا نہ ہو جب یہ شاق ہوا تو حکم کیا سواک کا ہر نماز کے لیے اور روایت کیا ابو داؤد نے حضرت عائشہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو سواک دیتے دھونے کو مین اوسکو اپنے منہ مین لے لیتی (یہ اون کی کمال عقلمندی
تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک کو اپنے منہ مین لگاتین برکت کے لیے) پھر دھو کر آپ کو دیدیتی (حافظ نے
کہا احتمال ہے کہ اس حدیث مین دھونے سے سواک کا نرم کرنا اور صاف کرنا مراد ہو استعمال سے پہلے) اور روایت
کیا مسلم اور امام احمد اور نسائی اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتین
فطرت کی ہین (یعنے سنت ہین دین کی) مونچھون کا کترنا اور داڑھی کا چھوڑ دینا اور سواک اور پانی ناک مین ڈالنا
اور ناخون کترنا اور جوڑون کو دھونا (جہان جہان میل جمتا ہو) اور بغل کے بال اوکھیڑنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا
اور استنجا کرنا راوی نے کہا مین دسوین بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد نے
عمار سے نکالا اور ابن السکن نے اوسکو صحیح کہا حافظ نے کہا وہ معلول ہے اور روایت کیا اوسکو حاکم اور بیہقی
نے ابن عباس سے موقوفاً مشکوۃ مین ہے کہ مسلم کی ایک روایت مین داڑھی چھوڑنے کے بدل ختنہ کرنا ہے اور روایت
کیا ترمذی نے ابو ایوب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتین پیغمبرون کی سنت ہین حیا یا ختنہ اور عطر لگانا
اور سواک کرنا اور نکاح کرنا اور امام احمد نے روایت کیا ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی
جبرئیل میرے پاس نہین آئے مگر مجھکو حکم دیا سواک کرنیکا بیشک مین ڈرتا ہون اپنے سامنے کا منہ گھس لونگا

زیادت مسواک کرنے سے) اور بخاری نے انس سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم سے بہت بیان کیا
مسواک میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز مسواک
سے پڑھی جاوے وہ بڑہکر ہے اوس نماز سے جو بغیر مسواک کے پڑھی جاوے ستر درجے اور روایت کیا بزار نے اور طبرانی نے
کبیر میں عباس بن عبد المطلب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں اون پر مسواک
فرض کرتا ہر نماز کے نزدیک جیسے میں نے اون پر وضو فرض کیا اور روایت کیا اوسکو ابو یعلی نے اور زیادہ کیا کہ حضرت
عائشہ صدیقہ نے کہا ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کا ذکر کیا کرتے تھے یہانتک کہ میں ڈری کہ اوس میں قرآن
اوتریگا اور روایت کیا طبرانی نے اوسط اور کبیر میں ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک پاک کرتی
ہے منہ کو پسند ہے پروردگار کو تیز کرتی ہے نگاہ کو اور روایت کیا امام احمد نے ابن عمر سے حضرت نے فرمایا لازم کرو
اپنے اوپر مسواک کو کیونکہ وہ پاک کرتی ہے منہ کو پسند ہے پروردگار کو اوسکی اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور روایت کیا
ابن ماجہ نے ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کرو کیونکہ مسواک پاک کرتی ہے منہ کو اور پسند
ہے مالک کو اور جبرئیل کبھی میرے پاس نہیں آئے مگر اونہوں نے وصیت کی مجھکو مسواک کی یہانتک کہ میں ڈرا کہ فرض
ہوجاوے مجھپر اور میری امت پر اور اگر میں نہ ڈرتا کہ شاق ہوگا میری امت پر البتہ فرض کر دیتا مسواک کو اونپر اور
میں تو مسواک کرتا ہوں یہانتک کہ ڈرتا ہوں چھیل جاوین میرے منہ کے سامنے کے مقام اور روایت کیا ابو یعلی
نے ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا مجھے حکم ہوا مسواک کرنیکا یہانتک کہ میں نے گمان کیا کہ اس باب میں مجھپر قرآن
اوتریگا یا وحی اوترے گی احمد کی روایت میں ہے کہ مجھے حکم ہوا مسواک کا یہانتک کہ میں ڈرا کہ اس باب میں مجھپر
کچھ وحی آویگی منذری نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہیں اور روایت کیا امام احمد اور طبرانی نے واثلہ بن اسقع سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا مسواک کا یہانتک میں ڈرا کہ فرض ہوجاوے مجھپر اوسکی اسناد میں
لیث بن ابی سلیم ہے اور روایت کیا طبرانی نے باسناد ضعیف ام سلمہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہمیشہ جبرئیل مجھکو وصیت کرتے ہیں مسواک کرنے کی یہانتک کہ میں ڈرا اپنے دانتوں پر اور روایت کیا طبرانی
نے اوسط میں اور اوسکے راوی ثقہ ہیں حضرت عائشہ سے اور بزار نے انس سے کہ میں نے لازم کیا مسواک کو
یہانتک کہ میں ڈرا کہ دانت گر جاوینگے اور بزار کا یہ لفظ ہے کہ مجھے حکم ہوا مسواک کا اور روایت کیا بزار نے باسناد
جید جسمیں کوئی قباحت نہیں حضرت علی سے کہ اونہوں نے حکم کیا مسواک کرنے کا اور کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا بندہ
جب مسواک کرتا ہے پھر نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اوسکے پیچھے کھڑا ہوتا ہے اور اوسکی قراءت سنتا ہے

اوسکے قریب ہوتا ہے یا کچھ کلمہ ایسا ہی فرمایا یہانتک کہ اپنا منہ اوسکے منہ پر رکھدیتا ہے پہر جو قرآن بندہ کے منہ سے نکلتا ہے وہ فرشتے کے پیٹ میں جاتا ہے تو پاک کرو اپنے مونہون کو قرآن کے لیے۔ ابن ماجہ نے اسکا کچھ حصہ موقوفاً حضرت علی پر روایت کیا ہے منذری نے کہا وہ زیادہ ٹہیک معلوم ہوتا ہے اور روایت کیا امام احمد اور بزار اور ابو یعلی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضیلت اس نماز کی جو مسواک سے پڑہی جاوے اس نماز پر جو بغیر مسواک کے پڑہی جاوے ستر درجہ زیادہ ہے ابن خزیمہ نے کہا اس حدیث میں ایک شبہ ہے دل میں اور میں ڈرتا ہوں کہ محمد بن اسحاق نے ابن شہاب سے نہ سنا ہو اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور محمد بن اسحاق سے امام مسلم نے متابعات میں روایت کی ہے اور ابو نعیم نے کتاب السواک میں باسناد جید نکالا ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں دو رکعتیں مسواک سے پڑہون تو مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ ستر رکعتیں بغیر مسواک کے پڑہون اور روایت کیا ابو نعیم نے باسناد حسن جابر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو رکعتیں مسواک سے بہتر ہیں ستر رکعتوں سے بغیر مسواک کے شوکانی نے فوائد میں کہا کہ ابن معین نے اس حدیث کو باطل کہا ہے اور بیہقی نے کہا کہ اوسکے کئی طریق ہیں اور شاہد ہیں جو ایک دوسرے کو قوت دیتے ہیں اور یہ حدیث کہ آپ مسواک کرتے تہے عرض میں اور پیتے تہے چوس کر اوسکو فیروزآبادی نے کہا مختصر میں کہ ضعیف ہے واللہ اعلم

باب دفع السواک الی الاکبر یعنی بڑے شخص کو اپنے جو عمر میں بڑا ہو مسواک دینا **وقال** عفان حدثنا صخر بن جویریۃ عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ارانی اتسوک بسواک فجاءنی رجلان احدہما اکبر من الآخر فناولت السواک الاصغر منہما فقیل لی کبر فدفعتہ الی الاکبر منہما قال ابو عبد اللہ اختصرہ نعیم عن ابن المبارک عن اسامۃ عن نافع عن ابن عمر **ترجمہ** اور عفان ابن مسلم صفار بصری انصاری نے کہا (حافظ نے کہا وصل کیا اس روایت کو عفان تک ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں محمد بن اسحق صغانی وغیرہ سے انہون نے عفان سے اور ابو نعیم اور بیہقی نے) حدیث بیان کی ہم سے صخر بن جویریہ البصری نے انہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے تئین دیکھا (خواب میں) میں مسواک کر رہا ہون ایک مسواک سے اتنے میں میرے پاس دو شخص آئے اون میں ایک بڑا تہا دوسرے سے تو میں نے چھوٹے کو دیا تہا اون میں اوسکو مسواک وہ پہر مجھ سے کہا گیا بڑے کو پہلے دے تو میں نے بڑے کو دیدی ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری نے کہا اس حدیث کو مختصر کیا نعیم ابن حماد نے ابن مبارک (عبد اللہ) سے انہون نے اسامہ ابن زید

یعنی اسی اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے ف اور نعیم کی روایت کو طبرانی نے اوسط مین نکالا بکر بن سہل سے اونہون نے
نعیم سے اور اس مین یہ ہے کہ مجھکو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حکم دیا بڑے کو پہلے دینے کا اور یہ حدیث غیلانیات مین مروی
ہوئی ابوبکر شافعی سے اونہون نے عمر بن موسی سے اونہون نے نعیم سے اور اس مین یہ ہے کہ مقدم کرون مین بڑون کو
اور روایت کیا اوسکو ایک جماعت نے ابن مبارک سے بغیر اختصار کے نکالا اوسکو احمد اور اسمعیلی اور بیہقی نے
اور اس مین یہ ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مسواک کرتے ہوئے بعد اوسکے آپ نے وہ مسواک اوس شخص
کو دی جو سب لوگون مین بڑا تہا پہر فرمایا کہ جبرئیل نے مجھکو حکم دیا بڑے کو پہلے دینے کا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
قصہ بیداری کا ہے اور صخر کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ خواب کا قصہ ہے تو موافقت دونون مین اسطور سے ہوگی
کہ جب قصہ بیداری مین واقع ہوا تو آپ نے خبر دی اوسکی جو خواب مین دیکہا تہا اور تنبیہ کی اوسپر کہ جو حکم آپ نے
دیا وہ وحی کے موافق تہا جو خواب مین پہلے ہو چکی تہی پہر بعضے راویون نے کچھ یاد رکہا جو دوسرون نے یاد نہ رکہا
اور ابن مبارک کی روایت کو تائید کرتی ہے وہ روایت جو ابوداؤد نے نکالی باسناد حسن حضرت عائشہ سے اونہون
نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تہے اور آپکے پاس دو شخص تہے آپ پر وحی آئی کہ مسواک اوس کو
دو جو بڑا ہے (عمر مین) ابن بطال نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ بڑی عمر والے کو مقدم کرنا چاہیے مسواک وغیرہ مین اسی
طرح کہانے اور پانی اور چلنے اور بات کرنے مین اور مہلب نے کہا یہ حکم اوس وقت ہے جب ترتیب سے بیٹہے نہ ہون لیکن
اگر ترتیب سے بیٹہے ہون تو مقدم کرنا چاہیے داہنی طرف والے کو اور یہ قول مہلب کا صحیح ہے اور اس باب مین ایک
حدیث ہے جو کتاب الاشربہ مین آویگی انشاء اللہ تعالے حدیث سے یہ بہی نکلا کہ دوسرے کی مسواک استعمال کرنا مکروہ
نہین ہے مگر مستحب یہ ہے کہ دہو کر استعمال کرے انتہی ما فی فتح الباری مترجم نے کہا اس حدیث کو امام مسلم نے نکالا
اپنی صحیح مین **باب** فضل من بات علی الوضوء جو شخص باوضو سوے اوسکی فضیلت حدثنا
محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا سفیان عن منصور عن سعد بن عبیدة عن البراء بن عازب قال
قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیت مضجعک فتوضا وضوءک للصلوة ثم اضطجع علی
شقک الایمن ثم قل اللہم اسلمت وجہی الیک وفوضت امری الیک والجات ظہری الیک
رغبة ورہبة الیک لا ملجا ولا منجا منک الا الیک اللہم امنت بکتابک الذی انزلت و
بنبیک الذی ارسلت فان مت من لیلتک فانت علی الفطرة واجعلہن اخر ما تتکلم
بہ قال فرددتہا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغت اللہم امنت بکتابک الذی انزلت قلت

ورسولك الذي ارسلت ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مقاتل مروزی نے انہوں نے
کہا خبر دی ہم کو عبداللہ بن مبارک نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو سفیان ثوری نے انہوں نے روایت کی
منصور بن معتمر سے انہوں نے سعد بن عبیدہ ابو حمزہ کوفی سے انہوں نے براء بن عازب سے انہوں نے کہا فرمایا
محمد مصطفی سرور انبیا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تو اپنے سونے کی جگہ پر آوے
یعنی آنا چاہے تو وضو کر جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے ف اگرچہ باوضو ہو اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا
ہے کہ سوتے وقت تازہ وضو کرنا مستحب ہے اور احتمال ہے کہ وضو کا حکم خاص ہو اوس سے جو بے وضو ہو ابن بطال
نے کہا سوتے وقت وضو اس لیے مستحب ہوا کہ شاید سوتے میں جان نکل جاوے تو عمل کا خاتمہ وضو پر ہو اور اس
لیے کہ باوضو سونے سے خواب سچا ہوتا ہے اور شیطان نہیں ستا سکتا انتہی حافظ نے کہا بخاری اور مسلم
نے اور راویوں نے براء سے روایت کیا اور کسی روایت میں وضو کا ذکر نہیں ہے سوا اس روایت کے اور ایسا
ہی کہا ترمذی نے اور اس باب میں ایک حدیث ہے معاذ بن جبل کی اوسکو نکالا ابو داود نے اور ایک علی کی
اوسکو نکالا بزار نے اور کوئی اون میں سے امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اور باقی فوائد اس حدیث کے کتاب
الدعوات میں خدا چاہے تو مذکور ہوں گے ف پھر لیٹ داہنی کروٹ پر تاکہ بہت غفلت نہ ہو اور
تہجد وغیرہ کے لیے آنکھ کھل جاوے کیونکہ بائیں کروٹ پر غفلت زیادہ ہوتی ہے اور یوں کہے کہ اللهم اسلمت وجهي
اليك یعنی یا اللہ میں نے اپنا منہ یعنی اپنا نفس تیری تابع کیا اور میں نے اپنا کام تیرے سپرد کیا اور میں نے اپنی پیٹھ تیری
طرف لگائی یعنی تجھ پر بھروسہ کیا تیرے ثواب کی امید ہے اور تیرے عذاب کا ڈر ہے کہیں پناہ اور ٹھکانا نہیں
تیرے عذاب سے بچنے کا مگر تیرے ہی پاس یا اللہ میں ایمان لایا تیری کتاب پر (قرآن) جو تو نے اتارا اپنے
رسول حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم پر اور ایمان لایا میں تیرے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
وسلم پر جنکو تو نے بھیجا اپنی طرف سے اپنا پیغام پہونچانے کو پھر اگر تو مر جاویگا اس رات میں تو تو فطرت پر اسلام
پر یعنی دین پر ہوگا ف ایک روایت میں بخاری اور ترمذی کے یہ ہے کہ تو اگر مر جاویگا اس رات کو تو مر جاویگا فطرت
پر اور جو صبح کریگا تو بھلائی کو پہونچیگا بیضاوی نے کہا فطرت قدیمی سنت جسکو اگلے انبیا نے اختیار کیا اور متفق
ہوئی کتابیں شریعتوں کی گویا وہ امر جبلی ہو گیا حافظ نے کہا مراد سنت قسطلانی نے کہا فطرت سے مقصود دین
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حافظ نے کہا اس حدیث سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ یہ فضیلت یعنی سنت پر مرنا اوسکو
ہوگی ہے اور اس دعا کے پڑھنے کی ف اور یہ امر کہ سب باتوں کے آخر میں یعنی اس دعا کو اپنا

آخری کلام کرے اسکے بعد پھر کوئی بات نہ کرے اور یہ جو کہا براء نے کہا میں نے اس دعا کو دوبارہ پڑھا حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یاد کرنے کے لیے تو جب میں اس جملہ پر پہونچا اللهم آمنت بكتابك الذي انزلت تو
میں نے اوسکے بعد یوں کہا ورسولك الذي ارسلت بجائے ونبيك الذي ارسلت کے ورسولک کہا آپ نے فرمایا نہیں یعنے
ورسولک مت کہو ونبيك الذي ارسلت کہو کچھ لفظ میں نے بدلایا تھا گو رسول اور نبی کے معنے قریب
قریب ایک ہیں اور آپ نبی بھی تھے اور رسول بھی تھے مگر آپ نے وحی میں اپنے دل سے تصرف کرنا اور لفظ بدلنا
برا جانا خطابی نے کہا اس میں دلیل ہے اوسکی جس نے روایت حدیث کی بالمعنی ناجائز رکھی ہے اور احتمال ہے
کہ ممانعت کی وجہ یہ ہو کہ ونبیک کہنے میں اشارہ ہے اس طرف کہ آپ رسول ہونے سے پہلے نبی تھے جیسے ایک قول ہے
میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی میں تھے یا یہ کہ ورسولک الذي ارسلت میں تکرار بے فائدہ ہے اور ونبیک الذی
ارسلت میں نبوت اور رسالت دونوں کا ثبوت ہے گو رسالت نبوت کو مستلزم ہے جو لوگ نقل بالمعنی درست جانتے
ہیں وہ کہتے ہیں ورسولک نقل بالمعنے نہیں ہے کیونکہ رسول نبی کے معنے میں نہیں ہے اور جب معنے مختلف ہوں تو
کسی کے نزدیک یہ نقل کرنا جائز نہیں اور بعضوں نے کہا ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اذکار کے الفاظ توقیفی ہیں یعنے
جس طرح شارع سے منقول ہیں اسی طرح سے کہنا چاہییں کیونکہ بعض لفظ میں ایک بھید ہوتا ہے جو دوسرے لفظ میں
نہیں ہوتا اگرچہ ہم معنے ہو یا یہ وجہ ہے کہ آپ کو یہ دعا وحی کی گئی انہی الفاظ سے تو آپ نے وحی میں تصرف کرنا جائز نہ سمجھا
یا اس وجہ سے کہ ونبیک کہنے میں وہ رسول نکل جاتے ہیں جو صرف رسول ہیں پر نبی نہیں جیسے جبرئیل وغیرہ ملائکہ کہ وہ اللہ کے
رسول ہیں پر اونکو انبیا نہیں کہتے اور امام بخاری نے اسی حدیث پر کتاب الوضو کو ختم کیا اوس میں یہ نکتہ ہے کہ اس
حدیث میں وہ وضو مذکور ہے جسکو انسان بیداری کے آخر میں کرتا ہے اور اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ اوس کو
اخیر میں پڑھ تو اشارہ ہے اس لفظ میں کہ یہ کتاب ختم ہوئی (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو
دعوات میں نکالا اور نسائی نے یوم ولیلہ میں انتہے مترجم کہتا ہے روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم اور ابو داؤد
ترمذی اور ابن ماجہ نے اور تعجب ہے قسطلانی سے کہ اونہوں نے سوا نسائی کے اور کسی کا نام نہ لیا دوسری روایت میں
ترمذی کے یہ دعا یوں مذکور ہے اللهم اسلمت نفسي اليك ووجهت وجهي اليك والجأت ظهري اليك وفوضت امري
اليك لا ملجأ منك الا اليك اومن بكتابك وبرسولك نکالا اوسکو ترمذی نے رافع بن خدیج سے اور کہا حسن ہے
غریب اوسکے اخیر میں یہ ہے کہ اگر مر جاویگا اوس رات کو تو جنت میں جاویگا اور باقی دعائیں سونے کے وقت کی اگر
خدا چاہے تو کتاب الدعوات میں مذکور ہونگی اور حافظ نے جو کہا کہ اس باب میں ایک حدیث ہے معاذ بن جبل

کی تو وہ یہ حدیث ہے جسکو روایت کیا ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے معاذ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان
سو جاوے طہارت پر پھر رات کو جاگے اور اللہ سے بھلائی مانگے دنیا کی یا آخرت کی تو اللہ اوسکو عنایت فرماویگا اور روایت کیا ابن
حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سو جاوے طہارت پر اوسکی چادر میں ایک فرشتہ
رہیگا جب وہ جاگتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے یا اللہ بخش دے تو اپنے فلان بندے کو کیونکہ وہ باوضو سویا اور روایت کیا طبرانی
نے اوسط میں باسناد جید ابن عباس سے مانند اسکے اور مرفوعا یہ ہے کہ پاک کرو ان بدنوں کو اللہ تمکو پاک کریگا اور روایت
کیا ترمذی نے ابو امامہ سے اور کہا حسن ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی اپنے بچھونے پر باوضو جاوے اور اللہ کو
یاد کرتا رہے سونے تک تو وہ رات کی کسی ساعت میں جب کروٹ لیگا اور اللہ سے دنیا یا آخرت کی بھلائی مانگیگا تو اللہ
اوسکو دیگا **خاتمہ** حافظ ابن حجر نے کہا کتاب الوضو میں سب حدیثیں مرفوع اور پانی کا بھی بیان ہے کل مرفوع
حدیثیں ایک سو چوبیس ہیں اون میں سے موصول ایک سو سولہ حدیثیں ہیں اور چھ معلق متابعت اور تعلیق انہاسی حدیثیں
ہیں اور مکرر اون میں ۳۷ حدیثیں ہیں اور خالص بلا تکرار ۸۰ حدیثیں ہیں تین اون میں سے معلق ہیں باقی موصول
ہیں اور امام مسلم نے اون میں سے سب حدیثوں کو نکالا ہے سوا ان حدیثوں کے تین تو وہی جو تعلیقا مذکور ہیں اور ایک
ابن عباس کی حدیث ہے صفت وضو میں اور دوسری حدیث توضأ مرة مرة اور ابو ہریرہ کی حدیث امتی غرا محجلین اور ابن
مسعود کی حدیث ہے پتھر اور لید کی اور عبد اللہ بن زید کی حدیث دو دو بار وضو میں اور انس کی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بالوں میں اور ابو ہریرہ کی حدیث کتے کے پانی پینے میں اور سائب بن یزید کی حدیث مہر نبوت میں اور سعید اور
عمر کی حدیث موزوں کے مسح میں اور عمرو بن امیہ کی اسی باب میں اور سوید بن نعمان کی حدیث ستو سے کلی کرنے میں اور
انس کی حدیث نماز میں اونگھنے میں اور ابو ہریرہ کی حدیث مسجد میں پیشاب کرنے کی اور میمونہ کی حدیث گھی سے کہ جو مر جاوے
اور انس کی حدیث کپڑے میں تھوکنے میں پس ان اونیس حدیثوں کو امام مسلم نے نہیں نکالا ہے امام بخاری کے افراد
میں سے ہیں اور اس کتاب میں صحابہ اور تابعین کے موقوف آثار ۳۲ ہیں اون میں سے ۱ موصول ہیں اور باقی معلق
ہیں تمام ہوا کلام حافظ کا اور تمام ہوا پارہ پہلا صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کے تیس پاروں میں سے اللہ تعالی اسکو
قبول فرماوے اور اسی طرح دوسرے پاروں کو بھی تمام کراوے اپنے فضل اور کرم سے وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ

کتاب الوضو کے متعلق اور حدیثیں جنکو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے نہیں نکالا

ان میں سے بہت سی حدیثیں اگلے ابواب میں اپنے اپنے مقامات میں گذر چکی ہیں اور جو باقی رہ گئیں انکو ہم اختصار
سے بیان کرتے ہیں (۱) احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ابن جارود

نے منتقی مین اور حاکم نے مستدرک مین اور دار قطنی اور بیہقی نے سنن مین اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ابو ہریرہ رض
سے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور کہا یا رسول اللہ ہم سمندر مین سوار ہوتے ہین اور تھوڑا پانی اپنے
ساتھ رکھتے ہین پھر اگر ہم اوس سے وضو کرین تو پیاسے رہین گے کیا ہم وضو کرین سمندر کے پانی سے آپنے فرمایا اوسکا
پانی پاک کرنے والا ہے اور اوسکا مردہ حلال ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور مین نے محمد بن اسمعیل سے
پوچھا اس حدیث کو انہون نے کہا صحیح حدیث ہے ابن عبد البر نے کہا اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو امام بخاری اوسکو اپنی صحیح
مین لاتے اور حافظ اور ابن دقیق العید نے اوسکو رد کیا کہ امام بخاری نے یہ ارادہ نہین کیا کہ سب صحیح حدیثون کو
لاوین پھر ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ علما نے اوسکو قبول کیا ہے تو حکم کیا اونہون نے اوس کی
صحت کا من حیث المعنی اور رد کیا اوسکو من حیث الاسناد اور ابن عبد البر نے اس سے کم درجہ کی حدیثون کو
صحیح کہا ہے اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن منذر اور ابن مندہ اور بغوی نے اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اسکی صحت
پر اتفاق ہے ابن اثیر نے شرح مسند مین کہا کہ یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اوسکو نکالا اماموں نے اپنی کتابون مین
اور اس سے حجت لی اور اسکے راوی ثقہ مین ابن ملقن نے بدر منیر مین کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بڑی ہے اور اس
کے نو طریق مین پھر بیان کیا ان کو اور طول کیا کلام کو اوسمین اور اسکا خلاصہ مذکور ہوگا شیخ تقی الدین نے
امام مین کہا اس حدیث مین چار علتین بیان کی گئی ہین ایک تو یہ کہ سعید بن سلمہ اور مغیرہ بن ابی بردہ اوس کے
اسناد مین مجہول ہین اور کہا ہے کہ نہین روایت کیا مغیرہ سے مگر سعید بن سلمہ نے اور نہین روایت کیا سعید سے کسی نے
مگر صفوان بن سلیم نے اور جواب یہ ہے کہ سعید بن سلمہ سے ابو کثیر جلاح نے روایت کیا ہے اور جلاح سے یزید بن ابی حبیب اور عمرو بن حارث نے
روایت کیا اس طریقہ کو امام بیہقی نے سنن کبری مین نکالا اور امام احمد اور حاکم نے عمرو کی روایت کو ابن وہب
کے طریق سے اور یزید کی روایت کو لیث بن سعد کے طریق سے اور مغیرہ بن ابی بردہ سے یحیی بن سعید اور یزید بن محمد
قرشی نے مگر یحیی بن سعید پر اختلاف ہوا اوس مین اور یزید بن محمد کی روایت کو احمد بن عبد الصفا صاحب
مسند نے نکالا اور انکے طریق سے بیہقی نے نکالا اور نقل کیا ہے کہ روایت کیا مغیرہ سے یحیی بن سعید اور یزید قرشی
اور حماد نے جیسے حاکم نے مستدرک مین کہا تو مغیرہ سے تین (بلکہ چار) راوی ہوئے اور سعید سے دو اور باطل ہوا
دعوی اوسکا جسنے کہا منفرد ہوا صفوان اوسکے سعید سے اور سعید مغیرہ سے اور صفوان سعید سے دوسری علت یہ ہے کہ انہون نے
اختلاف کیا ہے سعید پر بعض نے کہا ... سعید بعضون نے کہا عبد اللہ بن سعید بعضون نے کہا
سلمہ بن سعید لیکن سب سے صحیح یہ ہے کہ اوسکا نام سعید بن سلمہ ہے کیونکہ امام مالک نے ایسا ہی روایت کیا اور زرقہ ...

فصل سمندر کا پانی پاک ہے

شان والے ہین اور موافق ہوئی اونکے اور لوگ اور دوسرے دو نام محمد بن اسحاق نے روایت کیا تیسری علت ارسال ہو ابن عبد البر
نے کہا ابن ابی عمر و حمیدی اور مخزومی نے روایت کیا ابن عیینہ سے اونہون نے یحییے بن سعید سے اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ
سے کہ کچھ لوگ بنی مدلج کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اخیر حدیث تک اور ایسی مرسل حدیث سے حجت نہین ہو سکتی اور
یحییے بن سعید زیادہ حافظ ہین صفوان بن سلیم سے اور زیادہ معتبر ہین سعید بن سلمہ سے شیخ نے کہا یہ اعتراض بنی ہے اصول
حدیث کے ایک قاعدے پر کہ جو زیادہ حافظ ہو اوسکی مرسل مقدم ہے کم درجے والے کی مسند پر اور اصل یہ ہے کہ سعید بن سلمہ
اگرچہ کم ہے یحییے بن سعید سے لیکن رفع کی زیادتی مقبول ہے اہل اصول کے نزدیک اور بعض اہلحدیث کے نزدیک چوتھی
علت اضطراب ہے تو محمد بن اسحاق کی روایت یون ہے عبد اللہ بن سعید سے اونہون نے مغیرہ سے اونہون نے اپنے باپ
ابو بردہ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی ہے دارمی کی مسند مین اور ایک روایت مین محمد بن اسحق کے سلمہ بن سعید سے مغیرہ
سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اور یحییے بن سعید کی روایت ابو عبید قاسم بن سلام نے ہشیم سے نکالی اونہون نے یحییے سے
اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ سے اونہون نے بنی مدلج کے ایک شخص سے اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بعضون نے
اسکو روایت کیا ہشیم سے تو مغیرہ بن ابی برزہ کہا حالانکہ وہ بن ابی بردہ ہے اور ہشیم کبھی وہم کرتا ہے اسناد مین
(ترمذی نے کہا وہم کیا اوس مین ہشیم نے تو کہا مغیرہ بن ابی برزہ) اور وہ متن کو خوب یاد رکھتا ہے شیخ نے کہا
ہشیم کا وہم اس صورت مین ہو سکتا ہے جب ہشیم سے سب نے ویسے اسیطرح روایت کی ہو حالانکہ ابو عبید نے ہشیم سے صحیح روایت کیا یعنی
مغیرہ بن ابی بردہ تو معلوم ہوا کہ وہم اوسکا ہے جسنے اوسکو ہشیم سے اسطرح روایت کیا اور ایک روایت مین ہے مغیرہ بن عبد اللہ
سے کہ ایک شخص بنی مدلج کا آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور بعضون نے عبد اللہ بن مغیرہ بن ابی بردہ کہا کہ ایک
شخص بنی مدلج مین سے اور بعضون نے عبد اللہ بن المغیرہ سے اونہون نے ایک شخص سے بنی مدلج کے اور بعضون نے عبد اللہ
بن مغیرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ایک شخص سے بنی مدلج کے بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا اس حدیث کو امام
مالک نے موطا مین کہا اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور اصحاب سنن اور ایک جماعت نے حدیث کے اماموں میں سے اور
حجت لی اوس سے اور صحیح کہا اوسکو بخاری نے جیسے ترمذی نے اون سے نقل کیا اور بخاری اور مسلم نے اوسکو نہین نکالا
اسوجہ سے کہ اختلاف ہوا سعید بن سلمہ اور مغیرہ بن ابی بردہ کے نامون مین اور امام شافعی نے کہا اسکی اسناد مین
وہ شخص ہے جسکو مین نہین پہچانتا شیخ نے کہا یہ اختلاف ضرر نہین کرتا کیونکہ امام مالک نے اوسکی اسناد کو قائم کیا
صفوان بن سلیم سے ... متابعت کی اونکی لیث بن سعد نے یزید ... نے ... سے دونون نے سعید بن سلمہ
سے اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ سے اور متابعت کی سعید کی یزید بن محمد قرشی نے اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ سے اونہون نے

ابوہریرہ سے اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو حدیث صحیح ہو گئی واللہ اعلم اور امام بیہقی نے سنن کبری میں کہا
متابعت کی یحییٰ بن سعید انصاری اور یزید بن محمد قرشی نے سعید کی اس روایت پر مگر اختلاف ہوا اوس میں یحییٰ بن
سعید پر تو روایت کیا گیا اون سے اونہوں نے مغیرہ بن عبد اللہ بن ابی بردہ سے کہ کچھ لوگ بنی مدلج کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آئے پھر بیان کیا اوسکو اور روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے مغیرہ سے انہوں نے ایک شخص سے بنی مدلج کے اور
روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے مغیرہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اور روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے مغیرہ
بن عبد اللہ سے یا عبد اللہ بن مغیرہ سے اور روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے عبد اللہ بن مغیرہ سے اونہوں نے اپنے باپ
سے اونہوں نے ایک شخص سے بنی مدلج کے جسکا نام عبد اللہ تھا اور روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے عبد اللہ
بن مغیرہ سے اونہوں نے ابو بردہ سے اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے مغیرہ سے
اونہوں نے عبد اللہ مدلجی سے بیان کیا ان سب طریقوں کو دارقطنی نے اور بھی اختلاف کیا لوگوں نے سعید بن سلمہ
کے نام میں بعضوں نے سعید بن سلمہ کہا جیسے امام مالک نے اور بعضوں نے عبد اللہ بن سعید مخزومی اور بعضوں نے سلمہ
بن سعید اور شافعی نے اسی شخص کی نسبت کہا میں نہیں پہچانتا یا مغیرہ کی نسبت مگر جس نے اسکا اسناد قائم
کیا وہ ثقہ ہیں یعنے امام مالک اور حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو نکالا ہے اور اسکی متابعات کو اور کہا جہالت
کا طعن سعید اور مغیرہ سے اوٹھ جاتا ہے ان متابعتوں سے اور ابن مندہ نے کہا کہ صفوان اور جلاح کا اتفاق
موجب ہے سعید بن سلمہ کی شہرت کا اور یحییٰ بن سعید اور سعید بن سلمہ کا اتفاق موجب ہے مغیرہ کی شہرت کو تو
اسناد مشہور ہو گیا اور راوی دونوں کے ذات کی جہالت جاتی رہی اور ترمذی کی کتاب میں ان دونوں کو ثقہ کہا ہے
تو حال کی بھی جہالت نہ رہی اور اسی لیے ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا اور بخاری سے اوسکی صحت نقل کی
حافظ نے تلخیص میں کہا دارقطنی نے کہا صواب روایت ہے مغیرہ سے اونہوں نے ابوہریرہ سے جیسے امام مالک نے
کی اور ایسا ہی کہا ابن حبان نے اور مغیرہ مشہور ہے جیسے ابوداؤد نے کہا اور امام نسائی نے اوسکو ثقہ کہا اور
ابن عبد الحکم نے کہا کہ افریقہ والوں نے اوس پر اتفاق کیا یزید بن ابی مسلم کے قتل کے بعد لیکن اوس نے حکومت قبول
نہ کی تو اس سے معلوم ہوا کہ جس نے گمان کیا کہ مغیرہ مجہول ہے نہیں پہچانا جاتا اوسکا قول غلط ہے علاوہ اسکے ابن ابی شیبہ
نے مصنف اور مسند دونوں میں اس حدیث کو نکالا حماد بن خالد سے اونہوں نے مالک سے اونہوں نے اسی سند سے انتہی۔
شوکانی نے کہا اس روایت میں جو ذکر ہے کہ ایک شخص نے پوچھا تو اوسکے نام میں اختلاف ہے بعضوں نے عبد اللہ
کہا ایسا ہی ابن بشکوال نے روایت کیا اور طبرانی نے کہا عبد اور ایسا ہی کہا ابوموسی اصبہانی نے کتاب

معرفۃ الصحابہ مین اور کہا عبد ابو زمعہ بلوی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندر کے پانی کو پوچہا اور بعضون نے کہا عبید
اور سمعانی نے انساب مین کہا کہ اوسکا نام عرکی تہا اور یہ غلط ہی عرکی تو صفت ہی یعنی ملاح کے ابن منیع نے کہا مجکو
پہونچا کہ اوسکا نام عبد تہا ۲ ابن ماجہ نے سنن مین اور امام احمد اور ابن حبان اور دارقطنی اور حاکم نے جابر سے روایت
کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچہے گئے سمندر کے پانی سے آپنے فرمایا وہ پاک ہے (یا پاک کرنیوالا ہی طہور کے دونو معنی
آئے ہین اور صحیح پاک کرنے والا ہے) اور حلال ہی مردہ اوسکا شوکانی نے کہا اس حدیث کا ایک اور طریق ہی جسکو
نکالا طبرانی نے کبیر مین اور دارقطنی اور حاکم نے حافظ نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور اس مین کوئی شبہ نہین مگر
تدلیس کا شبہ ہے کیونکہ اسمین ابن جریج اور ابو الزبیر مین اور وہ دونو تدلیس کرتے ہین ابن سکن نے کہا جابر کی حدیث اس
باب مین سب سے زیادہ صحیح ہے زیلعی نے کہا حاکم نے مستدرک مین سکوت کیا اس حدیث سے ۳ دارقطنی نے روایت
کیا موسی بن سلمہ سے اونہون نے ابن عباس سے مرفوعاً اوسی طرح جیسے گذرا پہر کہا کہ صواب یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہی اور
روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور سکوت کیا اوس سے حافظ نے تلخیص مین کہا اوس کے راوی ثقہ ہین
۴ ابن عبد البر نے تمہید مین مسلم بن مخشی سے اونہون نے کہا فراسی نے کہا مین بحر اخضر مین شکار کرتا تہا لکڑیون
پر اور ایک مشک پانی کی اپنے ساتہہ اوٹہا لیتا تو جب مین مشک سے وضو کرتا تو مجہکو آرام رہتا اور پہر پینے
کے لیے پانی بچ رہتا پہر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ قصہ بیان کیا آپنے فرمایا وہ پاک
کرنے والا ہے پانی اوسکا اور حلال ہے مردہ اوسکا عبد الحق نے احکام مین کہا فراسی کی حدیث کو کسی نے روایت نہین
کیا سوا مسلم بن مخشی کے اور مسلم بن مخشی سے سوا میرے علم مین کسی نے روایت نہین کیا سوا بکر بن سوادہ کے انتہی ابن
القطان نے اپنی کتاب مین کہا عبد الحق نے انقطاع کا حال معلوم نہین کیا اور یہ روایت منقطع ہی کیونکہ ابن
مخشی نے فراسی سے نہین سنا بلکہ روایت کرتا ہے اوسکو ابن فراسی سے وہ اپنے باپ سے اور ترمذی نے کہا کہ مین نے
محمد بن اسمعیل سے ابن فراسی کی حدیث کو پوچہا اونہون نے کہا یہ حدیث مرسل ہی ابن فراسی نے حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کو نہین پایا اور فراسی صحابی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ابن فراسی سے بہی مروی ہے اور اس مین
فراسی کا ذکر نہین ہی تو مسلم بن مخشی فراسی کے بیٹے سے روایت کرتا ہے اور اوسکی روایت فراسی سے مرسل
ہے اور ابن فراسی کی حدیث کو ابن ماجہ نے سنن مین نکالا مسلم بن مخشی سے اونہون نے ابن فراسی سے اونہون نے کہا مین
شکار کرتا تہا اور میرے پاس ایک مشک تہی اوس مین پانی رکہہ لیتا اور مین نے وضو کیا سمندر کے پانی سے پہر یہ
ذکر کیا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا وہ پاک کرنیوالا ہے پانی اوسکا اور حلال ہی مردہ اوسکا

تسمرحجم کہتا ہی تو دونو طریق مرسل (منقطع) ہوئے ابن عبد البر کا اسوجہ سے کہ سلمہ نے فراسی سے نہین سنا اور ابن ماجہ کا
اسوجہ سے کہ ابن فراسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین پایا ۵ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا دارقطنی
نے مانند اسکی جیسے گذرا ابو ہریرہ کی حدیث سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور سکوت کیا اوس سے نیل
مین ہے کہ اسکے اسناد مین مثنی ہے جو روایت کرتا ہے عمرو بن شعیب سے اور وہ ضعیف ہے حافظ نے کہا حاکم کی روایت
مین مثنی کے بدلے اوزاعی ہے اور وہ محفوظ نہین ہے ۶ حاکم نے مستدرک مین اور دارقطنی نے امام حسین بن علی
سے روایت کیا اونہون نے اپنے والد ماجد حضرت علی سے مرفوعًا ابو ہریرہ کی حدیث کی مانند سکوت کیا اوس سے حاکم نے
حافظ نے کہا اوسکے اسناد مین ایک راوی ہے جو پہچانا نہین جاتا ہے ۷ دارقطنی نے ابن عمر سے نکالا مانند حدیث
ابو ہریرہ کے ۸ دارقطنی نے نکالا عبد العزیز سے اونہون نے وہب بن کیسان سے اونہون نے جابر بن عبد اللہ سے انہون
نے ابو بکر صدیق سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے سمندر کے پانی سے اخیر حدیث تک اوسکی سند مین عبد العزیز
بن عمران ہے ابن ابی ثابت ذہبی نے کہا اتفاقی ہے اوسکے ضعف پر پھر نکالا اوسکو عبید اللہ بن عمر سے انہون نے
عمرو بن دینار سے اونہون نے ابو الطفیل سے اونہون نے ابو بکر صدیق سے موقوفًا ذہبی نے کہا یہ سند صحیح ہے اور روایت
کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین سری بن عاصم ہمدانی سے اونہون نے محمد بن عبید اللہ بن عمر سے
مرفوعًا اور کہا کہ سری حدیث کو چراتا ہے اور موقوف کو مرفوع کرتا ہے اوس سے حجت لینا حلال نہین اور یہ قول
ہے ابو بکر صدیق کا جسکو اوس نے مرفوع کر دیا حافظ نے کہا عبد العزیز بن ابی ثابت ضعیف ہے اور دارقطنی نے کہا
کہ یہ حدیث موقوفًا صحیح ہے ۹ عبد الرزاق نے مصنف مین اور دارقطنی نے سنن مین نکالا ثوری سے اونہون نے
ابان بن ابی عیاش سے اونہون نے انس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل اسکی جو اوپر گذرا دارقطنی
نے کہا ابان متروک ہے شوکانی نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ صحابہ کو سمندر کے پانی سے وضو کرنے مین شک
کیون ہوئی تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب اونہون نے آپکا یہ قول سنا مت سوار ہو سمندر مین مگر حج کے واسطے یا عمرہ کے
واسطے یا جہاد کے واسطے اللہ کی راہ مین اسلیے کہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے نکالا اوسکو
ابو داؤد اور سعید بن منصور نے سنن مین ابن عمر سے مرفوعًا (ابو داؤد نے کہا اوسکے راوی مجہول ہین اور خطابی
نے کہا ضعیف کیا ہے محدثین نے اسناد اوسکا اور بخاری نے کہا یہ حدیث صحیح نہین اور اسکا ایک اور طریق ہے
بزار کے پاس اسکی اسناد مین لیث بن ابی سلیم ہے اور وہ ضعیف ہے) تو انکو گمان ہوا کہ سمندر کے پانی سے وضو
جائز نہ ہوگا اور ابن عمر سے موقوفًا مروی ہے کہ سمندر کا پانی کافی نہین ہے وضو اور جنابت کے لیے اور سمندر کے نیچے آگ

ہے پھر پانی ہے پھر آگ ہے اور گنا سات سمندروں کو اور سات آگوں کو اور عبداللہ بن عمرو بن عاص سے منقول ہے کہ سمندر
کے پانی سے طہارت جائز نہیں اور صحابہ کے اقوال حدیث مرفوع اور اجماع کے خلاف حجت نہیں ہیں اور ترمذی میں ہے
کہ سمندر کے پانی سے وضو جائز ہے سب علما کے نزدیک مگر ابن عبدالبر اور ابن عمر اور سعید بن المسیب اور ابو العالیہ
کے نزدیک اور ایسا ہی منقول ہے ابوہریرہ سے لیکن اونھوں نے جو حدیث روایت کی اس سے رد ہوتا ہے اس حکایت
کا اور ایسا ہی عبداللہ بن عمر کی روایت رد کرتی ہے اونکے قول کا ۱۵ جوزقانی نے عبداللہ بن عمر سے اونھوں نے
کہا سمندر کا پانی کافی نہیں ہے جنابت سے اور نہ وضو کرے اس سے کیونکہ سمندر کے تلے آگ ہے اور آگ کے تلے
سمندر ہے یہانتک کہ گنا سات سمندروں کو اور سات آگوں کو اور ابوہریرہ سے اونھوں نے کہا دو پانی کافی
نہیں ہیں غسل جنابت کے لیے ایک تو سمندر کا پانی دوسرے حمام کا جوزقانی نے کہا یہ دونوں اثر باطل ہیں اور
ان کے اسناد میں محمد بن مہاجر ہے جو حدیث کو بناتا تھا امام سیوطی نے لآلی میں کہا محمد بن مہاجر کو ان دونو
اثروں میں کچھ دخل نہیں ہے کیونکہ یہ دونو اثر ابن ابی شیبہ کے مصنف میں موجود ہیں اونھوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے ابوداؤد طیالسی نے اونھوں نے روایت کی ہشام سے اونھوں نے قتادہ سے اونھوں نے ابو ایوب سے اونھوں
نے عبداللہ بن عمر سے اونھوں نے کہا سمندر کا پانی کافی نہیں ہے وضو اور جنابت کے لیے سمندر کے نیچے آگ ہے
پھر پانی ہے پھر آگ ہے اور کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابن علیہ نے اونھوں نے ہشام دستوائی سے اونھوں نے یحیی
بن ابی کثیر سے اونھوں نے ایک انصاری سے اونھوں نے ابوہریرہ سے اونھوں نے کہا دو پانی کافی نہیں ہیں غسل جنابت
کے لیے سمندر کا پانی اور حمام کا اور کہا حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے اونھوں نے شعبہ سے اونھوں نے قتادہ سے
اونھوں نے عقبہ بن صہبان سے اونھوں نے کہا میں نے ابن عمر سے سنا وہ کہتے تھے تیمم مجھکو زیادہ پسند ہے سمندر کے
پانی سے وضو کرنے سے اور کہا حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن سلیمان نے اونھوں نے ابو جعفر سے اونھوں نے ربیع
بن انس سے اونھوں نے ابو العالیہ سے وہ سمندر میں سوار ہوئے انکا پانی تمام ہو گیا تو اونھوں نے وضو کیا نبیذ سے
اور مکروہ رکھا سمندر کے پانی سے وضو کرنے کو اور عبدالرزاق نے مصنف میں کہا حدیث بیان کی ہم سے معمر نے
اونھوں نے یحیی بن ابی کثیر سے اونھوں نے ایک انصاری سے اونھوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے اونھوں نے کہا
دو پانی صاف نہیں کرتے جنابت کو ایک تو سمندر کا پانی دوسرے حمام کا پانی بیہقی نے سنن میں روایت کی
عبداللہ بن عمر سے اونھوں نے کہا سمندر کا پانی کافی نہیں ہے وضو سے اور نہ جنابت سے سمندر کے نیچے آگ
ہے پھر پانی ہے پھر آگ ہے یہانتک کہ سات دریا گنے اور سات آگیں اور دیلمی نے روایت کی بشیر بن مسلم سے

اونھون نے عبد اللہ بن عمرو سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے اور سمندر کے نیچے آگ ہے اور بشیر بن مسلم سے ابو داؤد نے روایت کی ہے اور ذہبی نے کہا وہ تابعی تھا اوسکا حال معلوم نہیں انتہی ۱۱ ابن ماجہ نے روایت کی ابو ہریرہ سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون حوضون سے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہین تو کہا گیا آپ سے کہ کتے اور درندے گذرتے ہین اوس پر آپ نے فرمایا اون کا ہے جو وہ پی گئے اپنے پیٹون مین اور ہمارا ہے جو بچ رہا پینے کو اور طہارت کرنے کو زیلعی نے کہا یہ حدیث معلول ہے عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی وجہ سے اور اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ کتے کا بھی جوٹھا پاک ہے ۱۲ دارقطنی نے سنن مین جابر سے کہا گیا یا رسول اللہ کیا وضو کرین ہم اوس پانی سے جو گدھون کے پینے سے بچ رہے آپ نے فرمایا ہان اور جو درندون کے پینے سے بچ رہے اس کے اسناد مین داؤد بن الحصین ہے روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم نے اور امام مالک نے لیکن ضعیف کہا اوسکو ابن حبان نے شوکانی نے کہا اس حدیث کو شافعی اور بیہقی نے معرفۃ مین نکالا اور کہا اسکی اسناد مین جب سب ملائے جاوین تو یہ حدیث قوی ہو جاتی ہے اور مشکوٰۃ مین ہے کہ روایت کیا اوسکو بغوی نے شرح السنۃ مین ۱۳ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام مالک اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا کبشہ بنت کعب بن مالک سے وہ ابن ابی قتادہ کے نکاح مین تھین کہ ابو قتادہ اون کے پاس گئے اونھون نے اون کے لیے وضو کا پانی رکھا اتنے مین بلی آئی پانی پینے لگی ابو قتادہ نے برتن جھکا دیا اوسکے لیے یہان تک کہ اوس نے پی لیا کبشہ نے کہا ابو قتادہ نے دیکھا مین اونکی طرف دیکھ رہی ہون (تعجب سے) اونھون نے کہا ای بھتیجی میری تو تعجب کرتی ہے مین نے کہا ہان اونھون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلی نجس نہین ہے وہ تو تم پر پھرنے والون مین سے ہے یا پھرنے والیون مین سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بہت عمدہ ہے سب سے اس باب مین اور جید کیا اوسکو امام مالک نے اور کوئی نہین لایا اون سے زیادہ پوری حاکم نے کہا امام مالک نے اس حدیث کو صحیح کیا اور حجت لی اوس سے موطا مین اور بخاری اور مسلم نے گواہی دی کہ اہل مدینہ کی حدیث مین امام مالک کا قول معتبر ہے تو جب اہم رجوع اوسطرف بلی کی پاکی مین صحیح نے اما مین کہا ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے بھی اوسکو روایت کیا اپنی صحیحین مین اور ابن مندہ نے کہا کہ حمیدہ اور اسکی خالہ کبشہ اور کوئی روایت اون سے معلوم نہین ہوتی اور وہ مجہول ہین اور یہ حدیث کسی طریق سے ثابت نہین ہو سکتی انتہی شیخ نے کہا جیسا اون سے اور کوئی روایت نہین ہے تو جس نے اس حدیث کو صحیح کہا اوس نے امام مالک کے روایت کرنے پر بھروسا کیا کیونکہ وہ مشہور ہین تثبت اور ثقاہت مین شوکانی نے کہا بخاری اور عقیلی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان

اور حاکم اور دار قطنی نے اوسکو صحیح کہا اور حافظ ابن مندہ نے یہ اعتراض کیا کہ حمیدہ سے اور ایک حدیث مروی ہے جسکا
کا جواب نیچے آوے گا یہ بہی روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اور ایک حدیث اور مروی ہے جسکو نکالا ابو نعیم نے معرفہ میں اور روایت
کیا اوس سے اسحاق اور اوسکے بیٹے یحیی نے اور اسحاق ثقہ ہے تو جہالت اوسکی جاتی رہی اور کبشہ تو صحابیہ ہے اوسکا
جہل ضرر نہیں کرتا ہم اجابہ سے روایت کی ابن شاہین نے ناسخ اور منسوخ میں اوسی مضمون سے جو اوپر گذرا **۱۵**
دار قطنی نے نکالا سنن میں یعقوب بن ابراہیم انصاری سے انہوں نے عبد ربہ بن سعید سے اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں
نے عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے اونہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے بلی گذرتی تہی آپ
اوسکے لیے برتن جہکا دیتے وہ پانی پیتی پہر آپ وضو کرتے اوس پانی سے جو بچ رہتا دار قطنی نے کہا یہ یعقوب ابو یوسف
قاضی ہیں اور عبد ربہ وہ عبد اللہ بن سعید مقبری ہے اور وہ ضعیف ہے پہر نکالا اس حدیث کو محمد بن عمر واقدی سے
اونہوں نے عبد الحمید بن عمران بن ابی انس سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلی کی طرف برتن کو جہکا دیتے یہانتک کہ وہ پی لیتی اوس میں سے پہر وضو کرتے آپ اوسکے
بچے پانی سے واقدی میں گفتگو ہے اور اسکا ایک اور طریق ہے نکالا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں علی بن
معبد سے اوس نے خالد بن عمرو خراسانی سے اوس نے صالح بن حسان سے اوس نے عروہ بن الزبیر سے اوس نے عائشہ سے پہر بیان
کیا اوسکو اور روایت کیا ابو داؤد نے اوس کے معنی میں داؤد بن صالح تمار سے اونہوں نے اپنی ماں سے کہ انکی مولاۃ (آزاد
لونڈی) نے ہریسہ بہیجا حضرت عائشہ صدیقہ پاس دیکہا تو وہ نماز پڑہ رہی ہیں اونہوں نے اشارہ کیا کہ رکہدے
اتنے میں بلی آئی اور اوس نے اوس میں سے کہا لیا جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو اونہوں نے اوسی جگہہ سے کہایا جہاں سے
بلی نے کہایا تہا پہر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نجس نہیں ہے وہ تو پہرنیوالوں میں سے ہے تم پر اور میں
نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ وضو کرتے تہے بلی کے بچے ہوئے پانی سے اور روایت کیا اوسکو دار قطنی
نے اور کہا متفرد ہوا اوس کے ساتہہ عبد العزیز دراوردی داؤد بن صالح سے اوس نے اپنے ماں سے ان لفظوں سے
اور روایت کیا ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت عائشہ سے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں وضو کرتے تہے
ایک برتن سے جس میں بلی پی چکتی تہی دار قطنی نے کہا اس کے اسناد میں حارثہ ہے عمرہ سے اونہوں نے عائشہ سے اور حارثہ میں
کچہ قباحت نہیں انتہی شوکانی نے کہا یہ حدیث تمام طریقوں سے ضعیف ہے اور ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ
بلی کا جوہٹا پاک ہے اور یہی قول ہے شافعی اور ہادی کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک بلی نجس ہے مثل اور درندوں کے
لیکن بلی کا جوہٹا اور منہ اونہوں نے مکروہ رکہا ہے **۱۶** امام طحاوی نے کعب بن عبد الرحمان سے اونہوں نے

دیکھا اپنے دادا ابو قتادہ کو وضو کرتے ہوئی پہر بلی آئی تو اونہون نے برتن جہکا دیا یہانتک کہ اوس نے پی لیا برتن سے مین
نے کہا ہان وہ تم ایسا کیون کرتے ہو اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تہے یا آپ نے فرمایا وہ تمہارے
والون مین سے ہی ۱۷ طبرانی نے معجم صغیر مین انس بن مالک سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ
مین ایک زمین پر گئے جسکو بطحان کہتے تہے آپ نے فرمایا ای انس میرے لیے وضو کا پانی رکہہ مین نے رکھا جب آپ
حاجت سے فارغ ہوکر برتن کیطرف آئے تو ایک بلی آئی اوس نے برتن مین منہ ڈالدیا آپ تہوڑا اٹہہ گئے یہانتک
کہ اوس نے پانی پی لیا پہر مین نے آپ سے پوچہا تو آپ نے فرمایا ای انس بلی گہر کی چیزون مین سے ہے کسی چیز کو نجس نہین
کرتی اور پلید نہین کرتی ۱۸ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا بلی ناپاک نہین ہے وہ تو گہر والون کیطرح ہے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا بخاری مسلم
کی شرط پہ ہے اور انہون نے نہین نکالا اسکو اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اوس مین یہ ہے کہ گہر کے
بعض چیزون کی طرح ہے ۱۹ دارقطنی وغیرہ نے نکالا ابن عمر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر مین نکلے
پہر رات کو چلے تو ایک شخص پر گذرے جو ایک حوض کے پاس بیٹہا تہا حضرت عمر نے کہا اے حوض والے
تیری حوض مین رات کو درندون نے منہ ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای حوض والے مت خبر کر اون کو
یہ تکلف کرتے ہین درندون کا ہے جو وہ اٹہالے گئے اپنے پیٹون مین اور ہمارا وہ ہے جو بچ رہا پینے
کو اور طہارت کرنے کو اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اوس مین یہ ہے کہ حضرت عمر رض چند سوارون
مین نکلے جن مین عمرو بن عاص بہی تہے پہر ایک حوض پر آئے عمرو نے کہا ای حوض والے تیرے حوض پر درندے آتے ہین حضرت
عمر نے کہا ای حوض والے مت خبر کر ہمکو کیونکہ ہم آتے ہین درندون پر اور وہ آتے ہین ہم پر رزین نے کہا اس مین
بعض راویون نے زیادہ کیا کہ حضرت عمر نے کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے درندون کا
ہے جو وہ اپنے پیٹ مین لیگئے اور جو بچ رہا وہ ہمارے لیے ہے طہارت کرنے والا اور پینے کے لیے ۲۰ حاکم نے مستدرک
مین روایت کیا ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلی درندہ ہے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے نہین نکالا
اوسکو بخاری اور مسلم نے اور منفرد ہوا ساتھ اسکے عیسی ابو زرعہ سے مگر عیسی سچا ہے اوسپر کوئی جرح نہین ہوا انتہی
ذہبی نے مختصر مین اسپر اعتراض کیا اور کہا ضعیف کیا اسکو ابوداؤد اور ابوحاتم نے ابن ابی حاتم نے علل مین
کہا ابوزرعہ نے کہا نہین رفع کیا اسکو ابو نعیم نے اور انکی روایت زیادہ صحیح ہے اور عیسی قوی نہین ہے اور
روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین ایک قصہ کے ساتھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے کچہ لوگون

کے گھر پر آتے اون کے پاس اور ایک گہر تہا وہان نہ جاتے ایہ امر اونپر شاق ہوا اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ فلان
کے گھر پر آتے ہین اور ہماری گہر پر تشریف نہین لاتے آپنے فرمایا تمہاری گھر مین کتا ہے اونہون نے کہا یا رسول اللہ اون
کے گہر مین بلی ہے آپنے فرمایا بلی تو درندہ ہی ہیہ نکالا اوسکو مختصرا ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بلی درندہ ہے اور وکیع نے کہا کہ بلی درندہ ہے اور روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ابی شیبہ اور اسحاق بن راہویہ
نے اپنی مسندون مین وکیع سے اس لفظ سے کہ بلی درندہ ہے اور نکالا اوسکو عقیلی نے کتاب الضعفا مین عیسی بن
المسیب سے اور کہا کہ یحیے بن معین نے ضعیف کیا عیسے کو اور کہا نہین متابعت کرتا اوسکی مگر جو اوسکی مثل ہے
یا اوس سے بہی کم ہے اور روایت کیا احمد اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلائے
گئے ایک قوم کے گھر کیطرف تو آپنے قبول کیا پہر بلائے گئے دوسرے لوگون کے گہر کی طرف تو قبول نہ کیا لوگون نے
اس باب مین عرض کیا آپ سے آپنے فرمایا اون کے گہر مین کتا ہے لوگون نے کہا اونکے گہر مین بلّی ہے آپنے فرمایا بلی نجس نہین
ہے وہ تو پہرنیوالون مین سے ہے یا پہرنے والیون مین سے نمبر ۲۱ - امام طحاوی نے شرح الآثار مین قرہ بن خالد
سے اونہون نے محمد بن سیرین سے اونہون نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دہویا جاوے گا برتن
بلی کے منہ ڈالنے سے ایک بار یا دو بار طحاوی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور متصل ہے نکالا اوسکو ہشام بن حسان
نے اور اونہون نے محمد بن سیرین سے اونہون نے ابو ہریرہ سے موقوفًا اور کہا یہ قدح نہین کرتا اوس کے رفع مین کیونکہ قرہ ثقہ ہے
اور ضابط اور متقن اور ابو ہریرہ اپنی طرف سے کوئی حدیث بیان نہین کرتے تہے پہر بسند نقل کیا ابن سیرین سے
وہ جب ابو ہریرہ سے حدیث بیان کرتے تو لوگ پوچہتے کیا یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ابن سیرین کہتے
ابو ہریرہ کی سب حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہین پہر نکالا دوسرے طریق سے ابو ہریرہ سے موقوفًا ابو صالح سمان
سے کہا ابو ہریرہ نے کہا دہویا جاویگا برتن بلی کے جوٹھے سے جیسے دہویا جاتا ہے کتے کے جوٹھے سے اور دارقطنی نے
سنن مین اس روایت کو موقوفًا اور مرفوعًا دونو طرح نقل کیا ہے صاحب تنقیح نے کہا ابو صالح سے یہ مرفوعًا صحیح نہین
ہے بلکہ اوسکا وقف ابو ہریرہ پر صحیح ہے (اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین اس حدیث کو بیان نہین کیا حالانکہ
یہ زیادہ صریح تہی ابو حنیفہ کے مطلب مین) اور نکالا طحاوی نے ابن عمر سے کہ وہ وضو نہ کرتے تہے کتے اور بلی
کے بچے ہوئے پانی سے اور ان کے سوا مین کچہ قباحت نہین دوسری روایت مین ہے کہ ابن عمر نے کہا مت وضو کرو
گدہے اور بلی اور کتے کے جوٹھے سے اور نکالا سعید سے اونہون نے کہا جب بلی برتن مین منہ ڈالے تو اوسکو دہو دو
بار یا تین بار اور نکالا حسن اور سعید بن المسیب سے بلی مین جو برتن مین منہ ڈالے ایک نے کہا ایکبار دہووے دوسرے نے کہا دو بار دہووے

اور نکالا قتادہ سے کہ سعید بن المسیب اور حسن کہتے تھے دہو برتن کو تین بار یعنے بلی کے جوٹھے سے اور نکالا حسن سے کہ بلی
جب برتن مین منہ ڈالے یا اوس مین سے پیے تو وہ پانی بہادیا جاوے اور برتن ایک بار دہویا جاوے اور نکالا یحیی بن
ایوب سے اونہون نے پوچھا یحیے بن سعید سے کہ کن جانورون کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کیا جاوے گا اونہون نے کہا سور
اور کتے اور بلی کے بچے پانی سے امام طحاوی نے کہا جو جانور حلال ہین اون کا جوٹھا پاک ہے اور جو جانور حرام ہین نجس
جیسے کتا اور سور اُن کا جوٹھا حرام ہے اور جو جاندار حرام ہین لیکن نجس نہین جیسے آدمی انکا جوٹھا پاک ہے اور بلی اور گدہے
اور درندون کا جوٹھا مکروہ ہے اور ہمارا یہی قول ہے اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ کا مترجم کہتا ہے بلی اور درندون اور چارپایون
کا جوٹھا پاک ہونا قوی ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کے دونون شاگردون یعنی امام محمد اور ابو یوسف کا اور اسی کو
ترجیح دی امام شوکانی نے اور طحاوی نے جو حدیث ابو ہریرہ سے نقل کی کہ بلی کے جوٹھے سے برتن دہویا جاوے اگر اسکی
رفع کو تسلیم کرین تو معارض ہوگی اوس کے وہ روایت ابی ہریرہ کی کہ بلی نجس نہین ہے جو اوپر گذری اور یہ حدیث
کہ بلی درندہ ہے اس سے نجاست ثابت نہین ہوتی کیونکہ درندون کے جوٹھے کی نجاست کہان سے ثابت ہوئی اب
ابو قتادہ کی مرفوع حدیث بغیر تعارض کے رہی اور اس سے بلی کے جوٹھے کی طہارت نکلتی ہے اور جو آثار طحاوی نے
ابن عمر اور تابعین سے نقل کیے وہ احادیث مرفوعہ کے خلاف حجت نہین ہین واللہ اعلم **۲۲** ترمذی نے روایت
کیا اپنی کتاب مین ایوب سے اونہون نے محمد بن سیرین سے اونہون نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب کتا برتن مین مُنہ ڈالدیوے تو سات بار دہویا جاویگا اور جب بلی مُنہ ڈالدیوے تو ایک بار دہویا جاوے گا۔
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی طریقون سے ابو ہریرہ سے مروی ہے لیکن اوس مین بلی کے مُنہ ڈالنے کا ذکر
نہین ہے ابن جوزی نے تحقیق مین کہا اس روایت کے اسناد مین سوار بن عبداللہ ہے وہ کچھ نہین یہ سفیان ثوری نے
کہا شیخ نے امام مین کہا ابن جوزی نے بڑی غلطی کی کیونکہ یہ سوار تو شیخ ہے ترمذی کا سوار بن عبداللہ بن سوار
بن عبداللہ بن قدامہ جو سنہ ۲۴۵ھ مین مرا اور اس سے روایت کیا ابو داؤد اور نسائی اور بہت لوگون نے اور نسائی
نے کہا وہ ثقہ ہے اور ابن حبان نے اوسکو ثقات مین لکھا اور جس سوار پر جرح کیا سفیان ثوری نے وہ سوار بن
عبداللہ بن قدامہ ہے اگلے طبقہ کا تنقیح مین ہے البتہ اس حدیث مین یہ علت ہے کہ مسدد نے اوسکو روایت کیا معتمر
سے تو وقف کیا اوسکو ابو ہریرہ پر ایسا ہی نکالا ابو داؤد نے امام مین کہا خلاصہ یہ ہے کہ اوسکے رفع مین اختلاف
ہے اور ترمذی نے اعتماد کیا اوسکی صحت مین راویون کی ثقاہت پر اور نہین التفات کیا اوس طرف کہ بعضون
نے اوسکو وقف کیا مترجم کہتا ہے سوار ثقہ ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے اور اوپر گذر طحاوی کی سند کر

ابن سیرین سے کہ اونہون نے کہا ابوہریرہ کی سب حدیثین مرفوع ہین اور متابعت کی اس روایت پر ایوب نے رفع کرنے
مین قرہ بن خالد نے اور وہ بھی ثقہ تھا نکالا اوسکو طحاوی نے پس یہ عمدہ دلیل ہوئی ابو حنیفہ کی بلی کا جوٹھا مکروہ
ہونے مین پر عمل نہین کیا ابو حنیفہ نے اس حدیث کے پہلے جملہ پر کہ کتے کا جوٹھا برتن سات بار دہو یا جاوے حالانکہ
وہ تمام طریقون سے ثابت ہے اور عمل کیا دوسرے جملہ پر جس مین اختلاف ہے اور یہ کمال عجیب ہے واللہ اعلم بصحۃ گمانہ
گدہون کے متعلق حدیثین ہم خدا چاہے تو کتاب الذبائح والصید مین بیان کرینگے اسی طرح دباغت کے متعلق بھی
سب حدیثین وہین ذکر کرینگے ۳۴ ابو داؤد نے ابوہریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے
کوئی نجاست کو روندے اپنے موزون سے (اور دوسری روایت مین ہے کہ اپنے جوتے سے) تو مٹی پاک کرنے والی ہے
اون کو اور ایسا ہی روایت کیا ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط
پر نووی نے خلاصہ مین کہا اوسکا اسناد صحیح ہے ابن القطان نے کہا ابو داؤد نے یہ حدیث محمد بن کثیر سے روایت
کی اونہون نے اوزاعی سے اور یہ صحیح نہین ہو سکتی محمد بن کثیر ضعیف ہے امام احمد نے کہا وہ منکر الحدیث ہے یہ عبد اللہ
نے نقل کیا اور صالح نے نقل کیا احمد سے کہ وہ میرے نزدیک ثقہ نہین ہے اور نکالا اوسکو ابو داؤد نے دوسرے طریق
سے منذری نے کہا پہلے طریق مین محمد بن عجلان ہے بخاری مسلم نے اوس سے حجت نہین لی اوس مین گفتگو ہے اور
دوسرے مین ایک راوی مجہول ہے شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابن السکن اور بیہقی نے بھی نکالا اور اس مین اختلاف
ہے اوزاعی پر اور ابن ماجہ نے دوسرے طریق سے روایت کیا ابوہریرہ سے مرفوعاً اس مین یہ ہے کہ راستہ بعض اسکا پاک
کرتا ہے بعض کو اور اسناد اوسکا ضعیف ہے اور وہ شخص جو مجہول ہے ابو داؤد کے دوسرے طریق مین اوزاعی کا شیخ
ہے کیونکہ انہون نے کہا مجھے خبر دی گئی اور شاید وہ محمد بن عجلان ہو اور اس سے بخاری نے شواہد مین اور مسلم نے متابعات
مین نکالا ہے اور ثقہ کہا اوسکو کتنون نے اور کلام کیا اوس مین کتنون نے ۳۵ امام احمد اور ابو داؤد اور
عبد بن حمید اور اسحاق بن راہویہ اور ابو یعلے موصلی اور ابن حبان اور حاکم نے صحیح مین روایت کیا ابو سعید
خدری سے اونہون نے کہا ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے مین اپنی
جوتیان اوتارین اور بائین طرف رکھ لین جب لوگون نے یہ دیکھا تو اپنی جوتیان اوتار ڈالین آپ جب
نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم نے اپنی جوتیان کیون اوتارین اونہون نے عرض کیا ہم نے دیکھا آپ نے اپنی
جوتیان اوتارین تو ہم نے بھی اتار ڈالین آپنے فرمایا میرے پاس تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور خبر دی
کہ جوتیون مین پلیدی ہے اور آپنے فرمایا جب تم مین سے کوئی مسجد مین آوے تو دیکھ لے اور ایک روایت مین ہے کہ اپنی

جوتی کی طہارت

جوتیون کو اولٹے اور دیکھے پہر اگر اون مین پلیدی یا نجاست دیکھے تو اون کو رگڑ دے (زمین پر) اور نماز پڑہے اونکو
پہنکر (ابن حبان کی روایت مین یہ نہین ہے کہ نماز پڑہے) اور اس مین شوکانی نے کہا اس حدیث کے وصل اور ارسال مین
اختلاف ہے اور ابو حاتم نے اوسکی وصل کو ترجیح دی ۲۵ ابو داؤد نے روایت کی حضرت عائشہ سے اوسی کے
مضمون مین جو اوپر گذری اور ابن عدی نے اوسکو کامل مین نکالا اس لفظ سے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا آدمی اپنی جوتیون سے نجاست کو (جسے روندے) آپنے فرمایا مٹی اونکو پاک کرنے والی ہے اور کہا کہ اوسکی اسناد مین
عبد اللہ بن زیاد بن سمعان ہے ضعیف کیا اوس کو بخاری اور مالک اور احمد اور ابن معین نے اور کہا اوسکی حدیث پر
ضعف ظاہر ہے اور روایت کیا اوسکو ابن جوزی نے علل متناہیہ مین دارقطنی کے طریق سے اپنی سند سے ابن
سمعان تک اور کہا کہ دارقطنی نے کہا اس حدیث کا مدار ابن سمعان پر ہے اور وہ ضعیف ہے ابن جوزی نے کہا
امام مالک نے کہا وہ کذاب ہے اور احمد نے کہا متروک الحدیث ہے شوکانی نے کہا اس باب مین ام سلمہ سے مروی
ہے چارون عالمون کے پاس اور انس سے امام بیہقی کے پاس سند ضعیف اور بنی عبد الاشہل کی ایک عورت سے
امام بیہقی کے پاس یہ سب ابو ہریرہ کی حدیث کی مانند ہین اور ابو سعید کی حدیث کی مانند کئی حدیثین ہین حاکم کے
پاس انس سے اور ابن مسعود سے اور دارقطنی کے پاس ابن عباس سے اور اسناد اسکا ضعیف ہے اور دارقطنی کے
پاس عبد اللہ بن شخیر سے اوسکا بہی اسناد ضعیف ہے اور بزار کے پاس ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
کی حدیث سے اور اسناد اس کا ضعیف ہے اور معلول لیکن ایک روایت دوسری
کو قوی کرتی ہے تو حجت ہوسکتی ہے اون سے اوسپر کہ جوتا زمین پر رگڑنے سے پاک ہوجاتا ہے خواہ اوس مین نجاست
لگے یا سوکہی اور یہی مذہب ہے اوزاعی اور ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور ابو یوسف اور ظاہریہ اور ابو ثور اور اسحاق
اور احمد کا ایک روایت مین اور یہی ایک روایت ہے شافعی سے اور عترت اور شافعی اور محمد کا یہ قول ہے کہ وہ
پاک نہین ہوتا رگڑنے سے نہ سوکہی نجاست سے نہ تر نجاست سے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ اگر سوکہی ہو تو پاک
ہوجاتا ہے تر ہو تو پاک نہین ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک قسم کی نجاست جو جوتے مین لگی (جرم دار ہو یا رقیق)
برابر ہے اور ہر ایک پاک ہوجاویگی رگڑنے سے مٹی پر اور یہی حق ہے اور مخالفین کی دلیلین واہی ہین اور جیسے
اور موزہ ہو دونون کا یہی حکم ہے انتہی مختصرا ۲۶ احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت
کی ام المؤمنین ام سلمہ سے اونہون نے کہا مین ایک عورت ہون کہ پلو لمبا رکہتی ہون اور گندی جگہہ مین چلتی ہون
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پاک کرتی ہے اوسکو وہ جگہہ جو گندی جگہہ کے بعد ہے ۲۷ ابو داؤد اور

ابن ماجہ نے ایک عورت سے بنی عبد الاشہل کے اوس نے کہا یا رسول اللہ ہماری راہ مسجد کو گندی ہے تو جب پانی برسے تو ہم کیا
کریں آپ نے فرمایا اوسکے بعد وہ راہ نہیں جو اچھی ہو اوس سے وہ بولی ہے آپ نے فرمایا تو وہ اسکا بدل ہے **۲۸** ابن ماجہ
نے ابوہریرہ سے کہا گیا یا رسول اللہ ہم مسجد کو جاتے ہیں تو چلتے ہیں نجس راہ پر سے آپ نے فرمایا زمین پاک کرتا ہے اوس کا
ایک حصہ دوسرے حصے کو **۲۹** رزین نے ابن عباس سے اونہوں نے کہا جب تیرا کپڑا یا تیرا پاؤن تر نجاست پر لگے تو
اوسکو دہو ڈال اور جو سوکھی پر لگے تو کچھ نہیں تجھپر **۳۰** امام احمد اور بخاری اور نسائی اور بیہقی نے روایت
کی ابوہریرہ اور ابوسعید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مکھی تم سے کسی کے پینے کی چیز میں پڑ جاوے تو اسکو
اچھی طرح ڈبو دے پہر نکالے اور پہینک دے کیونکہ اوسکے ایک بازو میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے شوکانی نے کہا
اس باب میں انس سے روایت کیا ابن ابی خیثمہ نے تاریخ میں حافظ نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور ابوداؤد اور
ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت میں یہ ہے کہ وہ آگے کرتی ہے اپنے اوس بازو کو جس میں بیماری ہے تو ڈبو دے
اوسکو ساری کو پہر نکال ڈالے اوسکو اور روایت کیا اوسکو دارمی اور ابن ماجہ نے اور ابن سکن کی روایت
میں ہے کہ اوسکے ایک بازو میں دوا ہے اور ایک میں بیماری یا زہر ہے اور نسائی کی ایک روایت میں ابوسعید
سے یہ ہے کہ مکھی کے ایک بازو میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا ہے پہر جب وہ کھانے میں گرے تو اوسکو ڈبو دو
کیونکہ وہ آگے کرتی ہے زہر کو اور پیچھے رکھ لیتی ہے شفا کو اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح میں اور احمد
نے مسند میں اور اسکی اسناد میں سعید بن خالد ہے ضعیف کیا اوسکو نسائی اور دارقطنی نے کہا وہ مدنی ہے اوس سے
حجت لی جاویگی اور ابن حبان نے اوسکو ثقات میں لکہا شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس جانور میں
بہتا خون نہیں ہے وہ اگر قلیل پانی میں مر جاوے تو پانی نجس نہ ہوگا اور یہ بہی نکلتا ہے کہ مکھی کا مارنا درست
ہے انتہے ملخصًا **۳۱** دارقطنی نے روایت کیا بقیہ کے طریق سے سلمان سے حضرت نے فرمایا اے سلمان ہر کہانا
اور پانی جس میں وہ جانور گر جاوے جس میں خون نہ ہو پہر مر جاوے اوس میں تو وہ حلال ہے کہانا اور پینا اسکا
اور وضو اسکا دارقطنی نے کہا نہیں روایت کیا اوسکو مگر بقیہ نے سعید بن ابی سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہے
اور نکالا اوسکو ابن عدی نے کامل میں اور علت کی اسکی سعید سے اور کہا وہ شیخ ہے مجہول اور حدیث اسکی
غیر محفوظ ہے **۳۲** ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور دارقطنی
نے روایت کیا انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پائخانہ جاتے تو اپنی انگوٹھی اوتار لیتے ترمذی نے کہا
یہ حدیث صحیح ہے اور صحیح ہوا کہ آپ کی مہر پر یہ نقش تہا محمد رسول اللہ نسائی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے اور ابوداؤد

ف زمین پاک ہونا خشک ہونیسے

ف [illegible]

نے کہا منکر ہی اور دارقطنی نے اوس مین بیان کیا اختلاف اور کہا وہ شاذ ہی نووی نے کہا ترمذی کا قول مردود ہی اور منذری نے کہا میرے نزدیک ٹھیک یہی ہی کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اوس کے راوی سب ثقہ ہین اور ایسا ہی کہا ابوالفتح قشیری نی اور امام بیہقی نے اوسکا ایک شاہد نکالا اور اشارہ کیا اوس کے ضعف کیطرف اور اسکی راوی سب ثقہ ہین اور حاکم کی روایت مین یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی پہنی جسکا نقش محمد رسول اللہ تھا آپ جب پائخانہ جاتے تو اوسکو اوتار لیتے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو جوزقانی نے احادیث ضعیفہ مین اسکی اسناد مین محمد بن ابراہیم رازی ہی وہ متروک ہے شوکانی نے کہا اسحدیث سی یہ نکلتا ہے کہ جس چیز مین اللہ تعالی کا نام ہو اوسکو پائخانے سے بچاوی اور قرآن کا تو بچانا زیادہ ضروری ہے بلکہ بعضون نے بلا ضرورت مصحف پائخانے مین لیجانا حرام کہا ہے اور منصور باللہ نے اس مین خلاف کیا اور کہا ایسی انگوٹھی کا پائخانے جاتے وقت اوتارنا مستحب نہین کیونکہ اس مین ڈر ہے اوسکے تلف ہو جانیکا اور مال کا تلف کرنا منع ہے اور اسحدیث سی منصور کا مذہب رد ہوتا ہے انتہی ۳۳ ابن عمر اور مہاجر بن قنفذ کیحدیثین اوپر گذرین کہ ایک شخص گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہی تھے اوسنے سلام کیا آپنے جواب نہ دیا روایت کیا اوسکو جماعت نی سوا البخاری کے اور ابوداؤد کی ایک روایت مین ہے کہ آپنے تیمم کیا پہر اوسکو جواب دیا اور مہاجر کی روایت مین ہی کہ آپنے وضو کیا پہر اوس سے عذر کیا کہ مجھے برا معلوم ہوا اللہ کا نام لینا مگر طہارت پر نکالا اوسکو نسائی اور ابن ماجہ نے اور روایت کیا احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نی ابوسعید سی مین نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے دو شخص نہ نکلین پائخانے کو جانے کے لیے اپنا ستر کھولے ہوئے باتین کرتے ہوئے کیونکہ اللہ تعالی غصہ ہوتا ہے اسپر شوکانی نے کہا اسکے اسناد مین عکرمہ بن عمار ہے امام مسلم نے اوس سے حجت لی اپنی صحیح مین اور بعض حافظون نے اوسکی اس حدیث کو یحیی سے ضعیف کیا ہی حالانکہ امام مسلم نے حجت لی اوسکی روایت سے یحیی سی اور بخاری نے اوس سے استشہاد کیا اور ترغیب اور ترہیب مین ہی کہ اوسکی اسناد مین عیاض بن ہلال یا ہلال بن عیاض ہے وہ مجہولون مین ہی اور نکالا اوسکو ابن السکن نے اور صحیح کیا اور ابن القطان نے جابر سی کہ جب دو آدمی پائخانہ کرین تو ہر ایک اپنا ستر اپنے ساتھی سی چھپاوی اور بات نہ کری حافظ نے کہا یہ معلول ہے اور حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ ایسی حالت مین عورت کا چھپانا اور خاموش رہنا واجب ہے اور بعضون نے کہا بات کرنا مکروہ ہے نہ حرام اور اسپر اجماع ہی انتہی مختصراً اور روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط مین باسناد ضعیف ابوہریرہ سی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی پائخانے سی نکلکر نہ بیٹھین باتین کرتے ہوئے اپنا ستر کھولے ہوئے کیونکہ اللہ غصہ ہوتا

ف ۔ پاخانہ پیشاب کے وقت سلام کا جواب نہ دینا

ہے اور سیر ۱۳ ابن ماجہ نے جابر سے کہا ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سفر میں آپ پاخانہ میں نہ جاتے جب تک
نظر سے غائب نہ ہو جاتے اور دکھائی نہ دیتے ابوداؤد کی روایت میں ہے جب پاخانہ کو جاتے تو اتنا جاتے کہ کوئی آپ کو
نہ دیکھتا شوکانی نے کہا ابن ماجہ اور ابوداؤد کے راوی سب صحیح کے راوی ہیں مگر اسماعیل بن عبد الملک کوفی
بخاری نے کہا اوسکی حدیث لکھی جاوے گی ابوحاتم نے کہا وہ قوی نہیں اور نسائی اور ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا
اور کہا حسن صحیح ہے مغیرہ سے کہ آپ جب پاخانہ کو جاتے تو دور جاتے اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کی
عبد اللہ بن جعفر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا حاجت کے لیے آڑ کرنا کسی اونچی چیز کی (جیسے دیوار یا ٹیلہ)
یا کھجور کے درختوں کی شوکانی نے کہا شاید آپ کھجور کے درختوں میں اوسوقت پاخانہ پھرتے ہوں جب اون پر پھل
نہ ہوتے کیونکہ طبرانی نے ابن عمر سے روایت کیا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوہ دار درخت کے تلے پاخانہ
پھرنے سے یا جاری نہر کے کنارے پر اوسکی اسناد میں فرات بن السائب متروک ہے اور روایت کیا امام احمد اور ابوداؤد نے
اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی اور حاکم نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پاخانہ میں جاوے
وہ آڑ کرے اگر کچھ نہ ملے تو ریتی کا ایک ٹیلہ اکٹھا کرے اوسکی طرف پیٹھ کرے کیونکہ شیطان کھیلتا ہے آدمیوں کی
مقعدوں سے جو ایسا کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو حرج نہیں شوکانی نے کہا اس حدیث کا مدار ابوسعید حبرانی حمصی
پر ہے اوس میں اختلاف ہے اور بعضوں نے کہا وہ صحابی ہے پر یہ صحیح نہیں ہے اور اس سے روایت کرتا ہے حصین حبرانی
وہ مجہول ہے ابوزرعہ نے کہا وہ شیخ تھا ابن حبان نے اوسکو ثقات میں لکھا اور دارقطنی نے اوسکی اختلاف
اور علتوں کو بیان کیا اور شیطان کے کھیلنے سے یہ مراد ہے کہ وہ آدمی کو بہکاتا ہے وہ ستر کھول دیتا ہے یا سخت
جگہ میں پیشاب کرتا ہے چھینٹیں اوڑتی ہیں اور حدیث سے یہ نکلا کہ آڑ کو پیٹھ کے پیچھے کرے پاخانہ میں انتہی
مختصراً ۱۵ احمد اور ابوداؤد نے ابوموسیٰ سے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نرم جگہ کیطرف مڑے
ایک دیوار کے پہلو یا جڑ میں پھر پیشاب کیا اور فرمایا جب کوئی تم میں سے پیشاب کرے تو اپنے پیشاب کے لیے جگہ
ڈھونڈ لے (یعنی نرم جذب کرنیوالی تاکہ چھینٹیں نہ اوڑیں) شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں ایک راوی مجہول
ہے اور یہ حدیث گو ضعیف ہے پر پیشاب سے بچنے کی حدیثیں اس مطلب کو ثابت کرتی ہیں ۱۶ امام احمد اور
نسائی اور حاکم اور بیہقی اور ابن خزیمہ اور ابن السکن نے روایت کی قتادہ سے اونھوں نے عبد اللہ بن سرجس سے
کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے لوگوں نے قتادہ سے کہا اوسکی کیا وجہ ہے
جو سوراخ میں پیشاب کرنا مکروہ ہے اونھوں نے کہا لوگ کہتے تھے کہ سوراخوں میں جن رہتے ہیں شوکانی نے

ف جو شخص میدان میں پاخانہ کو جاوے وہ دور جاوے

ف پیشاب کے لیے نرم جگہ ڈھونڈے اور سوراخ میں پیشاب کرنا منع ہے

کہا اسحدیث سی گڈہون مین پیشاب کرنیکی کراہت نکلتی ہے جن مین کیڑے اور درندے رہتے ہین یا تو اوسوجہ سے جو قتادہ نے
بیان کی یا اسوجہ سی کہ موذی جانور ایذا نہ دیوے ۴ امام احمد اور مسلم اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم دو لعنت کی کامون سی لوگون نے عرض کیا وہ دو لعنت کی کام کون سے ہین یا رسول اللہ آپنے
فرمایا وہ شخص جو پائخانہ کرے لوگون کی راہ مین یا اونکے سایے مین اتو ایسے دونون شخص ملعون ہین خطابی نے
کہا مراد وہ سایہ کی جگہہ ہے جہان لوگ رہتی یا سوتے ہون ورنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی خود ثابت ہی کہ آپنے کہجور
کے درختون مین پائخانہ پہرا ۵ ابوداؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن السکن نے معاذ بن جبل سی کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تین لعنت کی باتون سی نہر یا پانی پلانے کی جگہہ پائخانہ کرنے اور بیچا بیچ رستہ مین اور
سائے مین پائخانہ کرنے سی حاکم نے اسکو صحیح کہا حافظ نے کہا اسپر اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ ابوسعید حمیری نے
معاذ سی نہین سُنا تو حدیث مرسل ہے شوکانی نے کہا اس باب مین ابن عباس سے مروی ہی نکالا اوسکو احمد نے
اوس مین یہ ہی کہ نہ بیٹھے تم مین سی حاجت کی لیے کوئی سایہ کی جگہہ مین جہان لوگ سایہ لیتی ہین یا راہ مین یا جہان
پانی اکھٹا ہو اور اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ضعیف ہے اور ابن عباس سے راوی مبہم ہے اور سعد بن ابی وقاص سے
نکالا اوسکو دارقطنی نے علل مین اور ابوہریرہ سی جو اوپر گذرا ابن حبان کی روایت مین ہی جو لوگون کی صحنون
مین پائخانہ پہیری اور ابن الجارود کی روایت مین ہی لوگون کے بیٹھنے کی جگہون مین اور حاکم نے روایت کیا جو شخص
اپنا پائخانہ . نکالے مسلمانون کی آباد رستہ مین (یعنے حاجت ادا کرے) اوسپر لعنت ہی اللہ اور فرشتون
اور لوگون کی اور اسناد اسکا ضعیف ہے منذری نے کہا اوسکی سب راوی ثقہ ہین مگر محمد بن عمر انصاری نکالا
اوسکو طبرانی اور بیہقی نے محمد بن سیرین سے کہ ایک شخص نے ابوہریرہ سی کہا تمنے ہمکو فتوے دیا ہر چیز مین اب قریب
ہے کہ تم فتوی دوگے ہم کو پائخانہ پہرنے مین اونہون نے کہا سنا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہر بیان
کیا اسی حدیث کو اور ابن ماجہ نے جابر سے باسناد حسن مرفوعًا بچو تم رات کو اوترنے سے سڑکون پر کیونکہ وہ
ٹہکانا ہین سانپون اور درندون کی اور بچو وہان حاجت ادا کرنے سے کیونکہ وہ لعنت کی بات ہی منذری نے
کہا اسکی راوی ثقہ ہین اور ابن عمر سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہنے سے بیچ رستہ مین یا
وہان پائخانہ پہرنے سی یا پیشاب کرنے سے اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہی اور دارقطنی نے کہا اوسکا رفع ثابت
نہین ہے اور عبدالرزاق نے شعبی سے مرسلاً کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو لعنت کی باتون سی اور تیار کرو
استنجا کے پتھرون کو ابن حجر نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے اور ابن ابی حاتم نے اوسکو نکالا مراقہ سے

مرفوعًا ابو حاتم نے کہا اوسکا موقوف ہونا صحیح ہی اور نکالا اوسکو ابو عبید نے شعبی ہی او نہون نے اوس شخص سے جس نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ۳۹ احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے مختارہ مین عبد اللہ بن مغفل سے فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کوئی تم مین سے پیشاب نہ کرے نہانے کی جگہہ مین (یعنے حمام مین) پہر وضو کرے وہان کیونکہ اکثر وسوسہ
اسی سے پیدا ہوتا ہے ترمذی نے کہا حدیث غریب ہے اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کنگہی کرے کوئی ہم مین سے ہر روز یا پیشاب کرے غسل کرنے کی جگہہ مین اور اس مین صحابی مجہول ہے لیکن اوسکی جہالت
ضرر نہین کرتی ۴۰ ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے ابو ذر ہروی اور حاکم نے مستدرک مین نکالا امیمہ بنت
رقیقہ سے اونہون نے اپنی مان سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ تہا لبنی کہجور کا ریعنے اس
کی لکڑی کا یہ ترجمہ ہی عیدان بفتح عین کا اور جو بکسر عین ہو تو جمع ہے عود کی یعنے لکڑیون کا) جو آپکے تخت
کے نیچے رہتا آپ اوس مین پیشاب کرتے رات کو اور حسن بن سفیان نے مسند مین اور حاکم اور دارقطنی اور طبرانی اور
ابو نعیم نے نکالا ام ایمن سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اوٹہے اپنی ایک مٹی کے برتن کیطرف جو
گہر کے کونے مین رکہا تہا پہر پیشاب کیا اوس مین مین جو رات کو اوٹہی تو پیاسی تہی اوس مین سے پی گئی اور مجہے خبر نہ
تہی (اس سے معلوم ہوا کہ آپکے پیشاب اور پائخانے مین مطلق بو نہ تہی اور اوپر گذر چکا کہ آپکے سب فضلے پاک مین
اہلحدیث کے نزدیک) جب صبح ہوئی تو حضرت نے فرمایا اے ام ایمن (یہ آپ کی کہلائی تہین) اوٹہہ اور برتن مین
جو ہے وہ بہادے مینے کہا مین تو اوس کو واللہ پی گئی ام ایمن نے کہا یہ سنکے آپ ہنسے یہانتک کے آپ کی نواجذ (اخیر
کے دانت جنکو عقل کے دانت بہی کہتے ہین) کہل گئی پہر فرمایا قسم خدا کی تیرے پیٹ مین کبہی درد نہ ہوگا اور ابو
احمد عسکری کی روایت مین ہے تیرا پیٹ نہ دکہیگا شوکانی نے کہا اسکو ابو مالک نے روایت کیا اور وہ ضعیف
اور نبیح نے ام ایمن کو نہ پایا اور اسکا ایک اور طریق ہی جسکو نکالا عبد الرزاق نے ابن جریج سے اونہون نے کہا
مجہے خبر دی گئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کرتے تہے عیدان کے پیالے مین پہر وہ رکہا جاتا تہا
آپکے تخت کے تلے ایکدن آپ آئے دیکہا تو پیالے مین کچہہ نہین ہے آپ نے ایک عورت سے فرمایا جسکا نام برکت تہا
اور وہ خادمہ تہی ام المومنین ام حبیبہ کی جو اون کے ساتہہ آئی تہی حبش کے ملک سے وہ پیشاب کہان گیا
جو پیالے مین تہا اوس نے کہا مین نے اوسکو پی لیا آپنے فرمایا تندرستی ہے اے ام یوسف اوسکی کنیت ام یوسف
تہی پہر وہ عورت کبہی بیمار نہین ہوئی یہانتک کہ وہ بیماری آئی جس مین مری اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ
رات کو برتن مین پیشاب کرنا درست ہے اور اس مین کسی کا خلاف مین نہین جانتا انتہے اور امام نسائی نے

حضرت عائشہ سے نکالا کہ لوگ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصی بنایا حضرت علی کو آپنے طشت منگوایا اوس میں پیشاب
کرنے کے لیے اتنے میں آپ کا دم ٹوٹ گیا اور مجھے خبر نہ ہوئی تو آپنے کس کو وصیت کی اور یہ حدیث صحیحین میں ہی اسمیں
میں پیشاب کا ذکر نہیں ہے شوکانی نے کہا حضرت عائشہ کے انکار سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت علی کو وصیت نہ کی ہو جائز ہے کہ اوسکی خبر حضرت عائشہ کو نہ ہوئی ہو اور ہم نے اس مطلب کو ایک جدا گانہ
رسالہ میں لکھا ہے ٤١ ترمذی اور ابوداود اور دارمی نے انس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجت کا
قصد کرتے تو اپنا کپڑا نہ اوٹھاتے یہانتک کہ زمین سے نزدیک ہوجاتے (تاکہ کشف عورت نہ ہو) ٤٢ ابوداود
نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا داہنا ہاتھ وضو اور کہانے کے لیے تہا اور بایان ہاتھ پائخانے
اور مکروہ کامون کے لیے (جیسے ناک سنکنا وغیرہ) ٤٣ ترمذی نے حضرت علی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
آدمیون کی عورت کی آڑ جنون کی نگاہ سے یہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی پائخانے جاوے تو بسم اللہ کہے ترمذی نے کہا
یہ حدیث غریب ہے اور اسکا اسناد قوی نہیں ٤٤ ابوداود اور دارمی اور نسائی نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جب پائخانہ جاتے تو میں پانی لیکر آتا پیتل کے برتن میں یا چمڑے کے ڈول میں آپ استنجا کرتے پہر اپنا
ہاتھ زمین پر رگڑتے پہر میں دوسرا برتن لاتا آپ وضو کرتے ٤٥ ابوداود اور نسائی نے حکم بن سفیان سے
حضرت جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور اپنی شرمگاہ پر پانی چہڑکتے ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ وضو کرتے
پہر ایک چلو پانی لیکر اپنی شرمگاہ پر چہڑک لیتے ٤٦ امام احمد اور دارقطنی نے زید بن حارثہ سے جب حضرت جبرئیل
علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے شروع وحی میں تو اونہوں نے آپ کو وضو اور نماز سکہلائی جب
وضو سے فارغ ہوئے تو ایک چلو پانی کا لیا اور اپنی شرمگاہ پر چہڑکا تاکہ وسواس نہ رہے قطرہ آنیکا ٤٧ ابوہریرہ
سے حضرت نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا اے محمد جب وضو کرو تو پانی چہڑک لو اپنی شرمگاہ پر ایروایت
کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور میں نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تہے اس کے اسناد میں حسن
بن علی ہاشمی ہے وہ منکر الحدیث ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نے زید بن حارثہ سے جیسا اوپر گذرا اور کہا کہ حکم
کیا مجھکو حضرت جبرئیل نے پانی چہڑک لینے کا کپڑے کے نیچے اوس پیشاب کے لیے جو وضو کے بعد نکلے ٤٨
ابوداود اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا تو حضرت عمر آپکے پیچھے کہڑے
ہوئے ایک کوزہ پانی کا لیکر آپنے فرمایا یہ کیا ہے ای عمر اونہوں نے کہا پانی ہے آپ اوس سے وضو کرین آپنے
فرمایا مجھے حکم نہیں ہوا کہ جب پیشاب کروں تو وضو کروں اور اگر میں ایسا کروں تو سنت ہوجاویگا ٤٩

طبرانی نے کبیر مین حذیفہ بن اسید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایذا دی مسلمانون کو اون کے راستہ مین اوسپر
واجب ہوئی لعنت انکی ۵۰ ابوداؤد نے مراسیل مین مکحول سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پیشاب کرا
نے سے مسجد کے دروازہ پر ۵۱ طبرانی نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبلہ کی طرف مُنہ اور
پیٹہ نہ کرے پاخانے مین اوسکے لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور ایک گناہ اوسکا مٹایا جاویگا منذری نے
کہا اوسکے راوی صحیح کے ہین ۵۲ طبرانی نے اوسط مین باسناد جید منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب
کرنے سے جاری پانی مین ۵۳ طبرانی نے اوسط مین اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہے عبداللہ بن یزید سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب طشت کے اندر گہر مین نہ رکہا جاوے کیونکہ فرشتے اوس گہر مین نہین جاتے
جہان پیشاب اکٹہا ہو اور مت پیشاب کر اپنے نہانے کی جگہہ مین منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے ۵۴
مقدام بن معدیکرب کی حدیث جو وضو مین گذری اوس مین یہہ ہے کہ کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا مُنہ اور ہاتہہ دہونے
کے بعد شوکانی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ ترتیب وضو مین واجب نہین ہے اور حضرت عثمان اور عبداللہ بن زید
کی حدیثون سے جو صحیح بخاری مین ہین کلی اور ناک مین پانی ڈالنا مُنہ دہونے سے پہلے مذکور ہے لیکن اون سے ترتیب
کا وجوب ثابت نہین ہوتا البتہ امام نسائی نے جابر سے نکالا حج کے باب مین کہ شروع کرو اوس سے جس سے اللہ نے شروع
کیا اگر اوسکو عام رکہین تو وضو مین بہی ترتیب واجب ہوگی اور روایت کیا دارقطنی نے عباس بن یزید کے طریق
سے ربیع بنت معوذ سے کہ اونہون نے ایک برتن نکالا اور کہا اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی نکالتی
تو آپ شروع کرتے پہلے دونو ہاتہہ دہوتے برتن مین ڈالنے سے پہلے تین بار پہر وضو کرتے پہر اپنا مُنہ تین بار
دہوتے پہر کلی کرتے اور ناک مین پانی ڈالتے پہر دونو ہاتہہ دہوتے پہر مسح کرتے سر پر آگے سے لیجاتے اور پیچہے
سے لاتے پہر دونو پاؤن دہوتے اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد نے مختلف لفظون
اور طریقون سے لیکن سب کی سند مین عبداللہ بن محمد بن عقیل ہے اوس مین گفتگو ہے اس حدیث سے بہی ترتیب
کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور روایت کیا طبرانی نے شامیون کی سند مین حضرت علی سے اونہون نے
کہا کیا مین تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہ دکہلاؤن ہمنے کہا ہان پہر آپنے لیے دونون پہونچے
دہوئے اور مُنہ تین بار اور دونو ہاتہہ کہنیون تک تین تین بار اور مسح کیا سر پر تین بار ایک پانی سے اور
کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین تین بار ایک پانی سے اور دونو پاؤن دہوئے تین بار اس سے بہی ترتیب
کا واجب نہ ہونا ظاہر ہوتا ہے اور امام بخاری نے جو تیمم مین حدیث نقل کی اوس مین یہہ ہے کہ پہلے ہاتہون کو

وضو میں ترتیب کا واجب ہونا

مسح کیا پہر منہ پر اور دارقطنی نے روایت کیا بسر بن سعید سے کہ حضرت عثمان مقاعد مین آئے تو وضو کا پانی منگوایا
پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پہر تین بار منہ دہویا اور دونو ہاتہہ تین تین بار اور دونو پاؤن تین تین بار پہر مسح
کیا اپنے سر پر پہر کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی وضو کرتے دیکہا اے لوگو ایسا ہی آپ وضو کرتے
تہے اونہون نے کہا ہان یہ کئی اصحاب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونہون نے کہا واللہ اعلم ۵۵ امام
احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور شافعی اور ابن الجارود اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور
بیہقی نے لقیط بن صبرہ سے نکالا کہا یا رسول اللہ مجہکو بتلایے وضو آپنے فرمایا پورا کر وضو کو اور خلال کر انگلیون مین اور
اچہی طرح پانی ڈال ناک مین مگر جب تو روزے سے ہو حافظ نے کہا صحیح کہا اوسکو ترمذی اور بغوی اور ابن القطان
نے اور دولابی نے ثوری کے طریق سے نکالا اوس مین یہ ہے کہ مبالغہ کر کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو
روزہ دار ہو اور احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن الجارود نے ابن عباس سے نکالا فرمایا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے دو بار یا تین بار اچہی طرح سے ناک سنکو ابن القطان نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور سکوت
کیا اوس سے حافظ اور منذری نے ۵٦ مسلم اور احمد نے عمرو بن عبسہ سے روایت کیا یہ حدیث آگے مذکور ہوگی اس
مین یہ ہے جب اپنا منہ دہوتا ہے جیسے اللہ تعالی نے اوسکو حکم کیا تو اوسکے منہ کے گناہ داڑہی کے کنارون سے گر
جاتے ہین پانی کے ساتہہ منتقی مین اس سے دلیل لی وضو مین اوس داڑہی کے دہونے پر جو لٹکی ہو شوکانی نے
کہا اس مین اختلاف ہے موید باللہ اور ابوطالب اور ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ جسقدر داڑہی لٹکتی ہو اوس کا
دہونا واجب نہین اگر خلال ہوسکے بغیر دہونے کے اور ابو العباس کے نزدیک واجب ہے اور یہی قول ہے شافعی
کا ایک روایت مین اور انہون نے قیاس کیا اسکو بہوون کے بالون پر حالانکہ وہ منہ مین داخل ہین اور لٹکی داڑہی
منہ مین داخل نہین ۵٧ منتقی مین دلیل لی اسپر گہنی داڑہی کے اندر پانی پہونچانا واجب نہین ابن
عباس کی حدیث سے جو امام بخاری نے نکالی (اور اوپر گذر چکی) اوس مین یہ ہے کہ آپنے ایک چلو لیا اور دوسرے
ہاتہہ پر اوسکو جہکا کر اوس سے منہ دہویا پہر چلو لیا اور اس سے داہنا ہاتہہ دہویا اور یہ امر ثابت ہے کہ حضرت کی ڈاڑہی
گہنی تہی مسلم نے جابر سے نکالا کہ آپکے داڑہی کے بال بہت تہے اور بیہقی نے دلائل مین علی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بڑی داڑہی والے تہے اور ایک روایت مین گہنی داڑہی ہے اور ابن ابی ہالہ سے ایسا ہی حضرت عائشہ سے ایسا ہی ام معبد
کی مشہور حدیث مین ہے کہ آپ کی داڑہی مین گہناپن تہا پس ظاہر ہے کہ ایک چلو پانی سے منہ بڑی مشکل
سے دہویا جاتا ہے تو داڑہی کے اندر کہان سے پہونچیگا ۵۸ ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم اور دارقطنی اور

نے کہا روایت کیا اوسکو عقیلی نے ابن حزم نے کہا نہین متابعت کیجاتی اوسپر ۶۴ طبرانی نے معجم مین یعنی
معجم کبیر مین) اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو خلال کرتے
اپنی داڑہی مین - حافظ نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے ۶۵ طبرانی نے اور ابو عبید نے کتاب الطہور مین عبد اللہ
بن ابی اوفی سے کہ اونہون نے وضو کیا تین تین بار اور خلال کیا اپنی داڑہی کا اور کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکہا اوس کے اسناد مین ابو الورقا ہے جو روایت کرتا ہے ابن ابی اوفی سے وہ ضعیف
ہے ۶۶ طبرانی اور ابن عدی نے نکالا ابو الدرداء سے کہ وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خلال کیا اپنی داڑہی
کا اس روایت مین ہے بِقَبْضَةٍ وَضُوْءِہٖ اور کامل بن طلحہ نے زیادہ کیا وَمَسَحَ رَأْسَهٗ بِقَبْضَةٍ ذِرَاعَيْهِ شوکانی نے
کہا طبرانی اور ابن عدی نے اوسکو نکالا اس لفظ سے کہ وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خلال کیا اپنی
داڑہی کا دو بار اور کہا ایسا ہی حکم کیا مجہکو میرے مالک نے اور اسکی اسناد مین تمام بن نجیح ہے اور وہ لین
الحدیث ہے ۶۷ طبرانی نے نکالا کعب بن عمرو سے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپنے وضو کیا اور مسح
کیا داڑہی کے اندر کیجانب کا اور گدی کا اور اوسکی اسناد مین مجہول ہے اور نہین ذکر کیا اوسکو شوکانی
نے ۶۸ بزار نے مسند مین ابو بکرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور خلال کیا اپنی داڑہی کا سکوت
کیا اوس سے زیلعی اور حافظ نے اور نہین ذکر کیا اوسکو شوکانی نے ۶۹ ابن عدی نے نے جابر سے اونہون نے کہا نہ
وضو کرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبہی بار نہ ایک دو تین بار تو مین نے دیکہا آپ کو آپ خلال کرتے تہے اپنی
داڑہی کا انگلیون سے گویا وہ کنگہی کے دندانے تہین اسکے اسناد مین اصرم بن غیاث نیشاپوری ہے ابن عدی
نے بخاری سے نقل کیا کہ وہ منکر الحدیث ہے اور نسائی سے کہ وہ متروک الحدیث ہے حافظ نے کہا اوسکی سند مین انقطاع
بہی ہے ابن عدی نے کہا وہ ایسا ہی ہے جیسے نسائی نے کہا ۷۰ حاکم نے مستدرک مین اور امام احمد نے مسند مین
حضرت عائشہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو خلال کرتے داڑہی کا حافظ نے کہا اوسکا اسناد حسن
ہے ۷۱ طبرانی نے معجم مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو خلال کرتے اپنی
داڑہی کا اور روایت کیا اسکو عقیلی نے ضعفا مین اور عادت نکالی خالد بن الیاس عدوی سے اور کہا وہ
منکر الحدیث ہے شوکانی نے کہا روایت کیا اوسکو بیہقی نے ۷۲ ابن عدی نے کامل مین نکالا جریر سے
اوسکی اسناد مین یسین زیات ہے وہ متروک ہے ۷۳ طبرانی نے معجم صغیر مین عبد اللہ بن عکبرہ سے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلال کرنا سنت ہے اوسکی اسناد مین عبد الکریم ابو امیہ ہے وہ ضعیف ہے اور

نہین ذکر کیا زیلعی نے جریر اور ابن عکبرہ کی حدیثون کو ابن ابی حاتم نے کتاب العلل مین کہا مین نے اپنے باپ سے سنا وہ
کہتے تھے داڑہی کے خلال مین کوئی حدیث ثابت نہین ہے اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ داڑہی
کے خلال مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے مترجم کہتا ہے ترمذی اور حاکم اور ابن قطان نے حضرت عثمان کی حدیث کو
صحیح کہا اور حافظ نے حضرت عائشہ کی حدیث کو حسن کہا اور جب ضعیف حدیث بہی بطول صحابیون سے مروی ہو تو وہ حسن
ہو جاتی ہی بالجملہ خلال داڑہی کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی اور جس محدث نے گمان کیا کہ وہ ثابت نہین
ہے اوسنے غور نہین کیا ان سب طریقون پر شوکانی نے کہا عترت اور حسن بن صالح اور ابو ثور اور ظاہریہ
کے نزدیک داڑہی کا خلال وضو اور غسل مین واجب ہے اور مالک اور شافعی اور ثوری اور اوزاعی کے نزدیک وضو
مین واجب نہین ہی اور مالک اور ایک جماعت اہل مدینہ کے نزدیک غسل مین بہی واجب نہین ہی اور شافعی اور
ابو حنیفہ اور ثوری اور اوزاعی اور لیث اور احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابو ثور اور داؤد اور طبری اور
اکثر علما کے نزدیک غسل جنابت مین واجب ہے اور وضو مین واجب نہین ایسا ہی کہا ابن سید الناس نے شرح
ترمذی مین اور کہا اونہون نے فرق کیا وضو اور غسل مین کیونکہ غسل کے باب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہر بال کے تلے جنابت ہے تو تر کرو بالون کو اور صاف کرو بدن کو اور وضو مین واجب ہونے کے لیے انہون نے
دلیل لی ابن عباس کی حدیث سے جو اگلے باب مین گذری اور مروی ہے ابن عباس اور ابن عمر اور انس اور علی اور سعید بن جبیر اور ابو قلابہ اور مجاہد اور
ابن سیرین اور ضحاک اور ابراہیم نخعی سے کہ وہ خلال کرتے تھے اپنی داڑہیون مین اور ابراہیم نخعی اور حسن اور ابن حنفیہ اور ابو العالیہ
اور ابو جعفر ہاشمی اور شعبی اور مجاہد اور قاسم اور ابن ابی لیلے سے منقول ہی کہ وہ خلال نہین کرتے تھے نکالا ان
اثرون کو ابن ابی شیبہ نے اپنی سند و ن سے اور انصاف یہ ہی کہ خلال کا وجوب ثابت نہین ہوتا ان حدیثون سے
انتہے مختصراً ۴۳۷ امام احمد نے ابو امامہ سے اونہون نے بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا حال تو ذکر
کیا تین تین بار اور کہا آپ صاف کرتے تھے کویون کو یعنے آنکھون کے کونون کو جو ناک کی طرف ہین اور
روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اوس مین یہ ہے کہ آپ مسح کرتے تھے کویون کا یعنے ملتے تھے اور حافظ نے
اوس مین کوئی علت بیان نہین کی مجمع الزوائد مین ہے کہ طبرانی نے اوسکو کبیر مین نکالا اور اسناد اسکا
حسن ہے اور روایت کیا ابن حبان اور ابن ابی حاتم نے مرفوعاً جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھون کو پانی پلاؤ
یعنے آنکھون کے اندر پانی ڈالو اوسکی اسناد مین بختری بن عبیدہ بالاتفاق ضعیف ہے میزان مین ہی کہ
وکیع نے اوسکو ثقہ کہا اور ابن عدی نے کہا مین اسکی کوئی حدیث منکر نہین جانتا شوکانی نے کہا جب

[illegible]

اوس مین اختلاف ہی تو اوسکی متفرد روایت حجت نہوگی اور بختری کی متابعت کی ابن ابی السری نے نکالا اوسکی
روایت کو ابن طاہر نے صفوۃ التصوف مین امام محمد نے کتاب الحجج مین کہا ابو حنیفہ نے کہا جو شخص جنابت سے غسل کرے
اوسکو یہ لازم نہین کہ اپنی آنکھون مین پانی ڈالے اور اہل مدینہ نے کہا کہ ابن عمر ایسا کرتے تھے لیکن اہل مدینہ نے
بہی اوسپر عمل نہین کیا اور کہا کہ ابن عمر سختی کرتے تھے وضو اور غسل مین انتہے مترجم کہتا ہے آنکھون کے اندر
پانی ڈالنا نہ وضو مین ضرور ہی نہ غسل مین اور جمہور علما کا یہی قول ہی اور روایت کیا امام احمد اور ابوداؤد نے
ابن عباس سے کہ حضرت علی نے اونسے کہا مین تمہارے لیے وضو نہ کرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مین نے کہا کیون
نہین فدا ہون آپ پر مان باپ میرے پہر اونہون نے ایک برتن رکہا حضرت علی نے پہلے اپنے دونو ہاتہون کو دہویا
پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور ناک سنکی پہر دونو ہاتہون سے پانی لیا اور اپنے منہ پر مارا اور اپنے انگہوٹون
کو رکہا اوسپر جو سامنے ہی کانون سے یعنے اوس جگہہ پر جو کان اور رخساری کے بیچ مین ہی پہر ایسا ہی کیا تین بار
پہر ایک چلو لیا داہنے ہاتہ سے اور اپنی پیشانی پر بہایا پہر اوسکو چہوڑ دیا بہتا ہوا منہ پر پہر داہنا ہاتہ دہویا کہنی
تک تین بار پہر بایان ہاتہ اسیطرح اور ذکر کیا باقی وضو کو یہ لفظ احمد کا ہے اور ابوداؤد کی حدیث مین آخر مین یہ ہے
مسح کیا اپنے سر پر اور کانون کی پشت پر پہر دونون ہاتہ پانی مین ڈالے اور ایک لپ لیکر اپنے پاؤن پر مارا اوس مین
جوتا تہا تو دہویا اوس پاؤن کو جوتے کے اندر ہی پہر دوسرے پاؤن پر بہی ایسا ہی کیا ابن عباس نے کہا مین نے کہا
جوتون کے اندر اونہون نے کہا جوتون کے اندر تین بار ایسا ہی کہا منذری نے کہا اس حدیث مین گفتگو ہی اور ترمذی نے
کہا مین نے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو پوچہا اونہون نے ضعیف کیا اور کہا نہین جانتا یہ کیا ہے شوکانی نے کہا اس
حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ کانون کا سامنے کا رخ منہ کے ساتہ دہولیوے اور اون کے پیچہے کے رخ پر مسح کرے سر کے ساتہ
اور یہی قول ہے حسن بن صالح اور شعبی کا اور زہری اور داؤد کا یہ قول ہے کہ کان منہ مین داخل ہین تو منہ کے ساتہ
دہونا چاہیے اور باقی لوگون کا یہ قول ہے کہ کان سر مین داخل ہین تو سر کے ساتہ اونپر مسح کرنا چاہیے اور یہ بہی نکلا
کہ پیشانی پر ایک چلو پانی ڈالنا چاہیے لیکن منہ دہونے کے بعد نہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد جیسے عوام کرتے ہین اور
یہ بہی نکلا کہ پاؤن دہونے کے لیے جوتا اوتارنا ضرور نہین اور حافظ نے کہا کہ جوتی پر مسح کرنے کی روایت شاذ ہی
کیونکہ وہ ہشام بن سعد کے طریق سے ہے اور اسکی روایت اکیلی حجت نہین اور ابوداؤد نے اس روایت کو ہشام
کے طریق سے نہین نکالا بلکہ محمد بن اسحاق کے طریق سے اور اس مین مشہور گفتگو ہے مترجم کہتا ہی جوتون کے مسح کا
ہم اوپر تفصیل سے بیان کر چکے ہین (۵ ے ابن ماجہ اور دارمی نے ابو رافع سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فصل اونگلیون کا خلال

جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو ہلاتے اسکی اسناد مین معمر بن محمد ہین اپنے باپ سے اور وہ دونون ضعیف ہین اور ذکر کیا
اوسکو امام بخاری نے معلقًا ابن سیرین سے اور وہ اوپر گذرا شوکانی نے کہا کنگن وغیرہ جو تنگ ہوے وہ انگوٹھی کے مثل ہے
۷۶ لقیط بن صبرہ کی حدیث اوپر گذری اونگلیون کے خلال مین امام احمد نے کہا اوس کے اسناد مین عاصم ہے جس سے
بہت روایت نہین ہوئی اور کہا جاتا ہے نہین روایت کی اوس سے کسی نے سوا اسماعیل بن کثیر کی کہ زیلعی نے کہا
اس باب مین لقیط کی حدیث سب سے بہتر ہے ترمذی نے کہا وہ حسن صحیح ہے اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے اور نہین نکالا
اوس کو بخاری اور مسلم نے اس لیے کہ نہین روایت کی لقیط سے کسی نے یہ حدیث مگر ایک شخص نے یعنی عاصم نے ۷۷
امام احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی اور حاکم نے روایت کی ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
تو وضو کرے تو خلال کر اپنے دونو ہاتھ اور دونو پاؤن کی انگلیون کا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے شوکانی
نے کہا اسکی اسناد مین صالح ہے مولی توامہ کا اور وہ ضعیف ہے لیکن بخاری نے اوسکو حسن کہا کیونکہ روایت کیا اس
کو موسی بن عقبہ نے صالح سے اور موسی نے اوس سے سنا ہے اختلاط سے پہلے ۷۸ امام ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور
ابن ماجہ نے نکالا مستورد بن شداد سے اونہون نے کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب وضو کرتے تو اپنے
پاؤن کی انگلیون مین خلال کرتے چھنگلیا سے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اوسکو نہین پہچانتے مگر ابن لہیعہ
کے طریق سے اور نکالا اوسکو بیہقی نے ابن لہیعہ اور عمرو بن حارث اور لیث بن سعد کے طریقون سے اور ابن القطان
نے کہا کہ یہ حدیث ابن لہیعہ کے طریق سے مروی ہے اور ابن لہیعہ ضعیف ہے مگر روایت کیا اوسکو اور شخص نے بھی تو
حدیث صحیح ہوگی صحیح اسناد سے پھر ذکر کیا اوسکو بیہقی کی سند سے شوکانی نے کہا متابعت کی ابن لہیعہ کی لیث
بن سعد اور عمرو بن حارث نے نکالا اوسکو بیہقی اور ابو البشر دولابی اور دارقطنی نے غرائب مالک مین ابن وہب سے انہون
نے ان تینون سے اور صحیح کہا اوسکو ابن القطان نے انتہے ۷۹ امام احمد نے عبد اللہ بن زید بن عاصم سے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر ایسا کرنے لگے یعنی ملنے لگے ۸۰ دارقطنی نے حضرت عثمان سے کہ اونہون نے خلال
کیا اپنے دونو پاؤن کی اونگلیون مین تین بار اور کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ۸۱
طبرانی نے ربیع بنت معوذ سے معجم اوسط مین حافظ نے کہا اسناد اوسکا ضعیف ہے ۸۲ دارقطنی نے کہا حضرت عائشہ
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کرو اپنی انگلیون مین نہ گھسے گی اون مین آگ قیامت کے دن اسکے
اسناد مین عمر بن قیس ہے اور لقب اسکا سندل ہے احمد اور عمرو بن علی اور ابن ابی حاتم نے کہا وہ متروک ہے
۸۳ وائل بن حجر کی حدیث طبرانی کے معجم کبیر مین ہے حافظ نے کہا وہ ضعیف ہے اور منقطع بھی ہے ۸۴

ابن مسعود نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اچھی طرح دہو انگلیون کو وضو مین ورنہ عذاب کی یا اون کو آگ اور
ایک لفظ مین ہی اچھی طرح دہوو تم ہر ایک اپنی انگلیون کو اس سے پہلے کہ تکلیف دیوی اون کو آگ روایت کیا اوسکو
زید بن ابی الزرقا نے نکالا اسکو طبرانی نے مرفوعًا اوسط مین اور موقوف کیا اوسکو معجم کبیر مین عبد اللہ بن مسعود پر
اور موقوف کا اسناد حسن ہے اور کبیر کی ایک موقوف روایت مین ہی کہ خلال کرو پانچون انگلیون کا نہ بہرے گا انکو
اللہ تعالی آگ سے ابن ابی حاتم نے کہا یہ حدیث مرفوعًا منکر ہے حافظ نے کہا اور ثوری کی جامع مین اور مصنف
عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ مین یہ حدیث موقوفًا مروی ہی اور روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط مین عبد اللہ بن
مسعود سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کرو کیونکہ خلال کرنا پاکی ہے اور پاکی ملاتی ہے ایمان کیطرف
اور ایمان اپنے صاحب کے ساتھ ہوگا جنت مین منذری نے کہا طبرانی نے معجم کبیر مین اوسکو موقوفًا نقل کیا باسناد
حسن اور وہی زیادہ ٹہیک ہے ۸۵ ابو ایوب سے روایت کیا ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے کبیر مین اور امام احمد
نے ابو ایوب اور عطا سے دونون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے ہین وہ لوگ میری امت کے جو خلال
کرتے ہین وضو اور کہانے مین اور روایت کیا طبرانی نے کبیر مین ابو ایوب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ہمارے
اوپر تو فرمایا اچھے ہین خلال کرنے والے میری امت مین صحابہ نے عرض کیا خلال کرنے والے کون ہین یا رسول
اللہ آپ نے فرمایا جو خلال کرتے ہین وضو اور کہانے مین لیکن خلال وضو کا تو کلی ہے اور ناک مین پانی ڈالنا
اور انگلیون کے بیچ مین اور خلال کہانے کا کہانے سے ہی اور دونون فرشتون پہ کوئی چیز اس سے زیادہ دشوار
نہین کہ وہ اپنے صاحب کے دانتون مین کچہ کہانا دیکہین جب وہ نماز پڑہ رہا ہو ۸۶ طبرانی نے اوسط مین
انس سے مانند حدیث ابو ایوب کے منذری نے کہا مدار اون کے طریقون کا واصل بن عبد الرحمان رقاشی پر
ہے ثقہ کہا اوسکو شعبہ وغیرہ نے ۸۷ ابو رافع سے روایت کی امام احمد اور دارقطنی نے اوسکی اسناد مین
معمر بن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ہے وہ منکر الحدیث ہی ۸۸ دارقطنی نے سنن مین ابو ہریرہ سے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کرو اپنی انگلیون کو نہ خلال کرے گی اون مین آگ قیامت کے دن زیلعی
نے کہا اوس کے اسناد مین یحیی بن میمون تمار ہے ابن ابی حاتم نے عمرو بن علی سے نقل کیا کہ وہ کذاب تہا اس
نے علی بن زید سے موضوع حدیثین نقل کی ہین زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے جو یہ حدیث نقل کی کہ خلال کرو
اپنی انگلیون مین اس سے پہلے کہ خلال کرے اون مین جہنم کی آگ تو وہ غریب ہے اس لفظ سے نہین ملی شوکانی
نے کہا یہ سب حدیثین پاؤن کی اور ہاتہ کی انگلیون کا خلال ثابت کرتی ہین اور ایک دوسری کو قوت

دی ہین اور ان احادیث سے اوسکا وجوب ثابت ہوتا ہے اور ابن سید الناس نے کہا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک پاؤن کی
اونگلیون کا خلال سنت ہے جب پانی اونگلیون کے اندر بغیر خلال کے پہونچ جاوے ورنہ واجب ہے اور حدیث سے دونون حال
مین وجوب نکلتا ہے ہاتہہ اور پاؤن دونون کی انگلیون کا ۸۹ کانون کے مسح مین علما کا اختلاف ہے بعض
کہتے ہین کہ کان سر مین داخل ہین تو اون کا مسح سر کیساتھہ کرنا چاہیے اور یہی قول ہے سفیان اور ابن المبارک اور ابوحنیفہ
اور احمد اور اسحاق اور اہلحدیث اور جمہور علما کا اور بعض کہتے ہین کہ وہ منہ مین داخل ہین اور بعض کہتے ہین اونکا
سامنے کا جانب منہ مین داخل ہے اور پیچھے کا جانب سر مین اور دوسرا اختلاف یہ ہے کہ کانون کا مسح واجب ہے یا سنت
تو قاسمیہ اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل کے نزدیک واجب ہے باقی لوگون کے نزدیک مستحب ہے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ
اور اصحاب حدیث کا تیسرا اختلاف یہ ہے کہ کانون کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے یا سر کے مسح کا پانی کافی ہے تو
مالک اور شافعی اور احمد اور ابوثور اور موید باللہ کا یہ قول ہے کہ نیا پانی لینا چاہیے اور ہادی اور ثوری اور ابوحنیفہ
اور اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ سر کے مسح کے ساتھہ ایک ہی پانی سے کانون کا بہی مسح کرے اور اس باب مین جو امام
ابوحنیفہ کا مذہب ہے وہی اہلحدیث کا بہی قول ہے اور وہی راجح ہے از روی دلائل کے اور وہی حق ہے اور مذہب مالک
اور شافعی کا غلط اور مرجوح ہے اور اس باب مین جو حدیثین آئی ہین وہ یہ ہین حضرت عثمان کی حدیث جو اوپر
گذری سنن ابوداؤد مین اور صحیح مسلم مین سہو ہے کہ پھر اونہون نے پانی لیا اور مسح کیا اپنے سر اور دونون کانون پہ
تو دہویا اونکے اندر اور باہر کو ایک ہی بار اور یہ سب دلیلون سے زیادہ قوی ہے اس باب مین حضرت ابن
عباس کی حدیث احمد اور ابوداؤد نے نکالی کہ اونہون نے دیکہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے پہر بیان کیا سارا
وضو تین تین بار اور کہا مسح کیا اپنے سر اور دونون کانون پر ایک ہی مسح اس حدیث مین دارقطنی نے علت نکالی اور ابو
الحسن بن قطان نے دارقطنی کا رد کیا اور کہا جو علت اونہون نے بیان کی وہ علت نہین ہے اور حدیث صحیح ہے یا حسن
زیلعی نے کہا کہ اوسکے اسناد مین عباد بن منصور ہے اوس مین کچہ گفتگو ہے مین کہتا ہون عباد بن منصور کی توثیق
کی بہت علما نے اور حدیث اسکی کسی حال مین حسن سے کم نہین ہے علاوہ اسکے روایت کیا اوسکو امام نسائی نے زید
بن اسلم سے اونہون نے عطا بن یسار سے اونہون نے ابن عباس سے اوس مین یہ ہے کہ پہر مسح کیا اپنے سر اور دونو کانو
پر کانون کے اندر کیجانب کلمہ کی اونگلیون سے اور اوپر کیجانب دونو انگہوٹون سے اور طحاوی کی روایت مین ہے کہ پہر
مسح کیا اپنے سر اور دونو کانون پر ایک بار اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا دونو
کانون پر تو کلمہ کی اونگلیون کو اونکے اندر ڈالا اور انگہوٹون کو کانون کی پشت کیطرف لگائے اور مسح کیا کانون

کے اندر کیجانب اور پشت کیجانب تمام مین کہ ابن ماجہ کا اسناد صحیح ہی اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم
نے مستدرک مین اوس مین یہہ ہے کہ ابن عباس نے کہا کیا مین تم کو نہ بتاؤن وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہر ذکر کیا حدیث
کو اوس مین یہہ ہے کہ پہر ایک چلو لیا اور مسح کیا اوس سے اپنے سر اور دونون کانون پر تمام مین ہی کہ نکالا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان
نے اپنی اپنی صحیح مین اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین اوس مین یہہ ہے پہر ایک مٹھی لی پانی کی اور ہاتھ جہاڑ
دیا پہر مسح کیا اوس سے اپنے سر اور دونون کانونپر اور یہہ حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح مین نکالا پر اوس مین کانون
کے مسح کا ذکر نہین ہے اور امام نسائی نے اسحدیث کے لیے یہ باب باندہا باب کانون کے مسح مین سر کے ساتھہ اور یہ بیان
کہ کان سر مین داخل ہین ابو امامہ کیحدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالی حماد بن زید سے اونہون نے سنان بن
ربیعہ سے اونہون نے شہر بن حوشب سے اونہون نے ابو امامہ سے اونہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنے
منہ کو تین بار دہویا اور دونون ہاتہون کو تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور فرمایا کہ دونو کان سر مین ہین اور ابن ماجہ
کی روایت مین ہے کہ دونو کان سر مین ہین اور آپ مسح کرتے تہے اپنے سر پر ایک بار اور مسح کرتے تہے دونو کانون
کا انکے آبو داؤد اور ترمذی نے کہا قتیبہ نے کہا حماد نے کہا مین نہین جانتا یہ جملہ کہ دونو کان سر مین ہین حضرت
کا قول ہے یا ابو امامہ کا ترمذی نے کہا اسحدیث کا اسناد قوی نہین ہی حالانکہ ترمذی نے دو دوسرے مقامپر ایسے اسناد
کو صحیح کہا اور یہ تعجب ہے اون پر اللہ انپر رحم کرے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اور کہا اسکا مرفوع
کرنا وہم ہے اور شہر بن حوشب قوی نہین ہے اور وقف کیا اوسکو سلیمان بن حرب نے اور وہ ثقہ ہے پہر نکالا اوسکو
سلیمان کی طریق سے اوس مین یہہ ہے کہ ابو امامہ نے کہا دونو کان سر مین ہین اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح
معانی الآثار مین اوس مین یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا دونون کانون کا سر کے ساتھہ اور فرمایا
دونون کان سر مین سے ہین اور اسناد مین اسکے وہی شہر بن حوشب ہے حافظ نے کہا یہ جملہ کان سر مین سے ہین اس
حدیث مین مدرج ہے ابن دقیق العید نے امام مین کہا اسحدیث مین دو علتین کی گئین ایک تو کلام شہر بن حوشب
مین دوسرے شک اوسکے رفع مین لیکن شہر کو ثقہ کہا احمد اور یحیی عجلی اور یعقوب بن شیبہ اور سنان بن ربیعہ نے
اور امام بخاری نے اوس سے روایت کی اور اگرچہ وہ ضعیف کیا گیا مگر ابن عدی نے کہا مین امید کرتا ہون کہ اس
مین کوئی قباحت نہین اور ابن معین نے کہا وہ قوی نہین تو ہمارے نزدیک حدیث حسن ہے اور ابن القطان نے کتاب
الوہم والایہام مین کہا شہر بن حوشب کو بعضون نے ضعیف کیا اور بعضون نے ثقہ کہا اور ثقہ کہا اوسکو احمد بن
حنبل اور ابن معین نے اور ابو زرعہ نے کہا اسمین کوئی قباحت نہین اور ابو حاتم نے کہا وہ ابو الزبیر وغیرہ سے

کم نہین اور مین اوسکی ضعف کی کوئی وجہ نہین جانتا اور جو لوگون نے بیان کیا ہے کہ وہ لشکریون کا وردی پہنتا تہا اور انکا
بہیس بنتا تہا اور گانا مزامیر کے ساتہہ سنتا اور اوسنے بیت المال مین سو روپیون کی تہیلی چرالی تو یہ روایتین صحیح نہین
ہین یا محمول ہین ایسے محل پر جو ضرر نہین کرتا کیونکہ گانا مع المزامیر مختلف فیہ ہی ایک جماعت علما اوسکی اباحت
کی طرف گئی ہے) اور تہیلی چرانے کی حکایت محض جہوٹ اور شاعر کی بندش ہے وہ یہ کہ شہر بیت المال پر تہا اوسنے
ایک تہیلی روپیون کی پار کردی تو شاعر نے اسکے باب مین کہا بیت لَقَدْ بَاعَ شَهْرٌ دِيْنَهُ بِخَرِيْطَةٍ
فَمَنْ يَأْمَنُ الْقُرَّاءَ بَعْدَكَ يَا شَهْرُ تمام ہوا کلام ابن القطان کا زیلعی نے کہا امام ترمذی نے شہر بن حوشب
کی روایت کو ام سلمہ سی صحیح کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین اور علی اور فاطمہ پر ایک کملی
لپیٹی پہر فرمایا یہ میری اہل بیت ہین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی اور بیہقی نے سنن مین کہا کہ یہ حدیث کا
سر مین سی ہین مشہور سنا اوسکا حماد بن زید سی ہے اوسنے سنان بن ربیعہ سی اوسنے شہر بن حوشب سی اوسنے
ابو امامہ سی اور حماد نے شک کی اوسکی رفع مین قتیبہ نے یہ نقل کیا حماد سی اور سلیمان بن حرب نے حماد سی روایت
کیا کہ یہ ابو امامہ کا قول ہے انتہے زیلعی نے کہا حماد پر اس حدیث مین اختلاف ہی تو وقف کیا اوسکو ابن حرب نے
اور رفع کیا اوسکو ابو الربیع نے (اور یحیی بن حسان نے امام طحاوی کی روایت مین) اور اختلاف ہوا ہے اسمین
مسدد پر حماد سی تو وقف اور رفع دونو منقول ہین اور جب ثقہ ایک حدیث کو رفع کرے اور دوسرا ثقہ اوس کو
وقف کرے یا ایک ہی شخص کبہی رفع کرے کبہی وقف تو رفع کی روایت کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ اوس مین
زیادہ ہی اور یہ قرین قیاس ہے کہ بعض اوقات مین آدمی ایک ہی حدیث کو مرفوع کرے اور بعض اوقات
مین موقوف اور یہ اولی ہی راوی ثقہ کو غلطی کیطرف نسبت کرنے سے مترجم کہتا ہے زیلعی گو حنفی ہین
پر اس مقام مین اون کی یہ تقریر حق ہے اور دارقطنی اور بیہقی اور حافظ ابن حجر کی تقریرون مین شافعی
کے مذہب کی رعایت ہی جب یہ جملہ دوسرے ثقہ راوی کے طریق سی مرفوع ہے اور دوسری متعدد روایتین
جو آگے مذکور ہونگی وہ اس جملہ کی رفع کی تائید اور تصریح کرتی ہین تو کوئی وجہ نہین کہ قتیبہ نے صرف جو رفع مین شک
نقل کی اسکی بنا پر ہم یہ یقین کرلین کہ یہ جملہ حدیث مین مدرج ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہین اور تعجب ہے
حافظ ابن حجر سے کہ اونہون نے بغیر دلیل کے اس جملہ کے مدرج ہونیکا یقین کرلیا اور امام شوکانی نے اون کے قول
پر سکوت کیا حالانکہ قول حافظ صاحب کا اس مقام مین صریح غلط اور دوسری روایتون کے خلاف ہی عبد الصمد
بن زید کی حدیث ابن ماجہ نے سنن مین نکالی سوید بن سعید سی انہون نے یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ سی انہون نے

شعبہ سے اونھون نے حبیب بن زید سے اونھون نے عباد بن تمیم سے اونھون نے عبد اللہ بن زید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا دونون کان سر مین سے ہین زیلعی نے کہا یہ عمدہ اسناد ہے اس باب مین کیونکہ متصل ہے اور اسکے راوی ثقہ
ہین ابن ابی زائدہ اور شعبہ اور عباد سے تو بخاری اور مسلم نے حجت لی ہے اور حبیب کو ابن حبان نے ثقات مین کہا
تبع تابعین مین اور سوید بن سعید سے امام مسلم نے حجت لی (جزری نے حصن حصین مین کہا کہ وہ ثقہ ہے) ابن عباس
کی دوسری حدیث جو دارقطنی نے نکالی ابو کامل جحدری سے اوس نے غندر سے اوس نے ابن جریج سے اوس نے
عطا سے اوس نے ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونو کان سر مین سے ہین ابن القطان نے کہا اسکا
اسناد صحیح ہے اور راوی اوسکے ثقہ ہین اور دارقطنی نے اوس مین علت نکالی کہ اوسکے اسناد مین اضطراب ہے اور کہا
کہ اس حدیث کا مسند کرنا وہم ہے اور یہ حدیث مرسل ہے پھر نکالا اوسکو ابن جریج سے اونھون نے سلیمان بن موسی سے
اونھون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور متابعت کی عبد الحق نے دارقطنی کی اور کہا کہ ابن جریج جنپر اس حدیث کا
مدار ہے اوسکو سلیمان بن موسی اون سے مرسلاً روایت کرتا ہے پھر عبد الحق نے کہا یہ کچھ قدح نہین ہے اور کونسا امر مانع
ہے کہ یہ حدیث مسنداً اور مرسلاً دونون طرح مروی ہو اور امام بیہقی نے عبد اللہ بن زید اور ابن عباس کی حدیث کا بیان
نہین کیا اور صرف ابو امامہ کی حدیث کا ذکر کیا اور گمان کیا کہ وہی مشہور حدیث ہے اس باب مین حالانکہ یہ دونون
حدیثین اوس سے بہتر ہین اسناد مین اور یہان سے معلوم ہوتا ہے امام بیہقی کا حال کذا قال الزیلعی مترجم کہتا
ہے امام طحاوی جیسے حنفیہ کی تائید مین بعض مقامون مین انصاف سے چشم پوشی کرتے ہین ویسے ہی امام بیہقی کتاب
المعرفۃ اور سنن مین شافعیہ کی تائید مین جہانتک ہو سکتا ہے زور لگاتے ہین اور امام زیلعی اور شوکانی اور حافظ
ابن حجر اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور ابن حزم اور امام نووی اور ابن جوزی رحمہم اللہ سب کے دلائل لکھدیتے
ہین اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور ابن حزم اور شوکانی تو نہ حنفی ہین نہ غرض رکھتے ہین نہ شافعی ہین بلکہ جو حق اور راجح
ہو اوسی کی تائید کرتے ہین اور یہی عمدہ طریقہ ہے اللہ تعالی ان سب کے درجہ بلند کرے اور اونکو جنۃ الفردوس مین
اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوار نصیب کرے اور ہم گنہگارون کی ان بزرگون کے طفیل سے
مغفرت کرے آمین یا رب العالمین ابو ہریرہ کی حدیث ابن ماجہ نے سنن مین نکالی ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا دونو کان سر مین سے ہین اور نکالا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اوسی سند سے اور کہا کہ عمر بن الحصین اور
ابن علاثہ دونون ضعیف ہین پھر نکالا اوسکو بختری بن عبید سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے ابو ہریرہ سے اور
کہا کہ بختری ضعیف ہے اور اسکا باپ مجہول ہے پھر نکالا اوسکو علی بن ہاشم سے اونھون نے اسماعیل بن مسلم مکی سے

اونہون نے عطا سی اونہون نے ابوہریرہ سے اور کہا کہ اسمعیل بن مسلم ضعیف ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین اسی
اسناد سے اور علت نکالی علی بن ہاشم کی اور کہا وہ کٹر شیعہ تہا اور منکر اور ضعیف الحدیث تہا اور سندون کو پلٹ دیتا
تہا ابوموسیٰ کی حدیث دارقطنی نے اور طبرانی نے نکالی اشعث بن سوار سے اوس نے حسن سے اوس نے ابوموسیٰ سے مرفوعاً دارقطنی
نے کہا حسن نے ابوموسیٰ سے نہین سُنا اور صواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے پہر نکالا اوسکو موقوفاً اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے
اپنی کتاب مین اور علت نکالی اشعث سے اور کہا وہ ضعیف ہے نہین متابعت کیا جاتا اس روایت پر اور ابن عدی نے
کہا مین نے اوسکی کوئی حدیث منکر نہین پائی البتہ وہ بعض حدیثون مین دوسرون کا خلاف کرتا ہے اور اور لوگ
اس حدیث کو موقوفاً روایت کرتے ہین اور حاصل یہ ہے کہ اوسکی حدیث لکہی جاویگی **ابن عمر** کی حدیث دارقطنی نے
نکالی کہی طریقون سے ایک اسامہ بن زید سے اوس نے نافع سے اوس نے ابن عمر سے اور کہا یہ وہم ہے اور صواب اسامہ بن زید
سے اوس نے ہلال بن اسامہ فہری سے اوس نے ابن عمر سے موقوفاً ہے پہر نکالا اوسکو اسیطرح دوسرے قاسم بن یحییٰ بن
یونس سے اوس نے اسماعیل بن عیاش سے اوس نے یحییٰ بن سعید سے اوس نے نافع سے اوس نے ابن عمر سے اور کہا کہ قاسم
بن یحییٰ ضعیف ہے اور صحیح اوسکا وقف ہے تیسرے عبدالرزاق سے اونہون نے عبیداللہ سے اونہون نے نافع سے انہون نے
ابن عمر سے اور کہا کہ یہ وہم ہے دو وجہون سے ایک تو عبیداللہ کہنا دوسرے اسکا رفع کرنا اور اسکو روایت کیا عبدالرزاق
نے عبداللہ بن عمر سے انہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے موقوفاً پہر نکالا اوسکو اسی طرح چوتہی محمد بن فضل سے اوس نے
زید عمی سے اوس نے مجاہد سے اوس نے ابن عمر سے اور کہا کہ محمد بن فضل متروک ہے **انس** کی حدیث دارقطنی نے نکالی
عفان بن یسار سے اونہون نے عبدالحکم سے اونہون نے انس بن مالک سے مرفوعاً پہر کہا عبدالحکم سے حجت نہ لی جاوے گی
حضرت عائشہ کی حدیث دارقطنی نے نکالی ابن جریج سے اوس نے سلیمان بن موسیٰ سے اوس نے زہری سے اوس نے عروہ
سے اوس نے حضرت عائشہ صدیقہ سے مرفوعاً اور کہا کہ یہ حدیث مرسلاً سلیمان بن موسیٰ سے زیادہ صحیح ہے جیسے اوپر گذرا
زیلعی نے کہا اسکی سند مین محمد بن ازہر ہے امام احمد نے اوسکو کذاب کہا اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے **ربیع**
بنت معوذ بن عفرا کی حدیث اونہون نے دیکہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے اور کہا پہر مسح کیا آپ نے اپنے سر کا
آگے اور پیچہے کا اور کنپٹیون کا اور دونون کانون کا ایکبار نکالا اوسکو ابوداؤد نے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم
مین اوس مین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے دونون کانون پر اپنے اخیر سر کے ساتہہ اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح معانی
الآثار مین اوس مین یہ ہے کہ پہر مسح کیا اپنے سر کا بالون کی سیدہ پر اور مسح کیا دونو کنپٹیون کا اور دونو کانون کا اوپر
کیطرف اور اندر کی طرف اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور ابن عجلان زیلعی نے کہا کہ عبداللہ بن محمد بن عقیل

مین بہی گفتگو ہی عبد اللہ صنابحی کی حدیث وضو کی تفصیل مین ہے اوسمین ہے کہ جب مسح کیا سر کا تو گناہ نکلے سر سے یہانتک کہ نکلتے ہین
اوسکے کانون سے نکلا جاتا ہی روایت کیا اوسکو امام مالک نے سو خطا ہین ابن عبد البر نے تمہید مین یہ بات ہے دلیل لی ابو حنیفہ کا
مذہب ہے اور روایت کیا اوسکو نسائی اور ابن ماجہ نے مالک کے طریق سے عبد الحق نے احکام مین کہا کہ عبد اللہ صنابحی
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہین کی اور بعضون نے اوسکو ابو عبد اللہ کہا ہی اور یہی ٹہیک ہے اور اوسکا نام عبد الرحمن
بن عسیلہ ہی مقدام بن معدیکرب کی حدیث ابو داود اور طحاوی نے نکالی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکہا وضو
کرتے ہوے جب آپ سر کے مسح کو پہونچے تو اپنی دونو ہتہیلیان آگے کے سر پر رکہین پہر اونکو پہرایا یہانتک کہ گدی تک
پہونچے پہر پہیر لائے ہاتہون کو جہان سے شروع کیا تہا اور مسح کیا اپنے دونو کانون پر باہر اور اندر کیطرف ایک بار بلفظ
طحاوی کا ہے ابو داود کی روایت مین ہے کہ اپنی دونون انگلیان کانون کے دونون سوراخ مین ڈالین حافظ
نے کہا اسناد اوسکا حسن ہے اور نووی نے ابن الصلاح کی متابعت سے حدیث کو نسبت دی نسائی کیطرف اور
دہم عباد بن تمیم کی حدیث اپنے باپ سے نکالا اوسکو طحاوی نے کہ اونہون نے دیکہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو
کرتے ہوے پہر آپ نے مسح کیا اپنے سر اور دونو کانون کا اندر اور باہر کیطرف عبد اللہ بن زید کی دوسری حدیث
طحاوی نے نکالی ہی اس نے دیکہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پاس وضو کا پانی لایا گیا آپ نے اپنے دونو کانون
کو ملا مسح کے وقت عمرو بن شعیب کی حدیث عن ابیہ عن جدہ کہ ایک شخص آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا
وضو کیونکر ہے آپ نے پانی منگوایا اور وضو کیا تو دونو کلمے کی انگلیان کانون کے اندر ڈالین اور مسح کیا اپنے
دونون انگوٹہون سے کانون کی اوپر کیجانب کا اور کلمے کی انگلیون سے اندر کیجانب کا مختصر ہے کہا نکالا اوسکو
طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور اسناد اوسکا حسن ہے اور کہا کہ اس باب مین صحابہ سے بہی آثار مروی ہین پہر نکالا
اپنی سند سے انس بن مالک سے کہ اونہون نے وضو کیا تو مسح کیا دونون کانون کا اندر اور باہر کیطرف سر کے ساتہہ
اور کہا کہ عبد اللہ بن مسعود حکم کرتے تہی کانون کے مسح کا اور ابن عباس سے کہ اونہون نے وضو کیا تو مسح کیا دونون
کانون کے اندر اور باہر اور ابن عمر سے باسناد صحیح کہ وہ کہتے تہے دونون کان سر مین داخل ہین تو مسح کر دونون کا
اور دوسری سند سے کہ اونہون نے کہا دونون کان سر مین ہین اور تیسری سند سے کہ ابن عمر مسح کرتے تہے دونون
کانون پر اندر کیجانب اور اوپر کیجانب اور پیروی کرتے تہے اوس سے شکنون کی شوکانی نے کہا امام نسائی نے
ابن عباس سے روایت کی کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اور دونون کانون کا اندر کیجانب دونون
کلمے کی انگلیون سے اور اوپر کیجانب دونو انگوٹہون سے اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اور نکالا

اوسکو ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے بالفاظ مختلفہ ابن مندہ نے کہا کانوں کے مسح کی کیفیت صرف اسی طریق سے
ثابت ہے حافظ نے کہا شاید مراد ابن مندہ کی یہ ہے کہ اس تفصیل اور اس طور سے مسح کرنا ہے حافظ کی تاویل کی ابن مندہ
کے کلام کی اور جب بھی یہ کلام غلط ہوتا ہے عمرو بن شعیب کی حدیث سے جو اوپر ہم نے بیان کی اور حاکم نے مستدرک
میں مسح کی کیفیت ربیع بنت معوذ سے اور انس سے مرفوعًا روایت کی اور صواب ابن مسعود سے ہے موقوفًا اور احمد اور
حاکم اور دارقطنی نے حضرت عثمان سے روایت کی انتہے مختصرًا مخالفین دلیل لیتے ہیں حضرت علی کی حدیث سے جس کو
نکالا طحاوی وغیرہ نے اوس میں یہ ہے کہ پھر مسح کیا اپنے سر اور کانوں کی پشت کا تو معلوم ہوا کہ سامنے کا رخ کانوں
کا منہ کے ساتھ دھویا اور جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ کانوں کے سامنے کا رخ منہ میں داخل ہے اور اس
روایت میں اوسکے مسح کا ذکر نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت علی نے اوسپر مسح نہ کیا ہو اور خود طحاوی نے
باسناد صحیح حضرت عثمان سے روایت کیا کہ اونہوں نے وضو کیا تو مسح کیا اپنے سر اور دونوں کانوں کا اندر اور باہر کے
جانب اور کہا ایسا ہی دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے تو جائز ہے کہ راوی اوسکو نقل
کرنا بھول گیا ہو علاوہ اسکے کانوں کا مسح واجب نہیں اس احتمال ہے کہ حضرت علی نے اون کے سامنے کے رخ
کا مسح ترک کیا ہو سوا اسکے ابن عباس نے اسی حدیث کو حضرت علی سے روایت کیا اور ابن عباس سے خود ثابت ہے کہ
اونہوں نے مسح کیا اپنے کانوں کے اندر اور باہر جیسے اوپر گذرا اور یہ روایت تائید کرتی ہے اوس احتمال کی جو
ہمنے ذکر کیا اور دلیل لیتے ہیں جو مسلم نے روایت کی حضرت علی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے
ہوتے تو فرماتے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ اوسکے اخیر میں یہ ہے کہ آپ فرماتے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ
تو سمع یعنے کان کو وجہ میں داخل کیا اور یہ دلیل بظاہر قوی ہے مگر جواب دے سکتے ہیں اس طرح کہ وجہ سے
یہاں سارا سر مراد ہے اور دلیل لیتے ہیں اوس سے جو سنن والوں نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ آپ قرآن کے سجدے
میں فرماتے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ حاکم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ
أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ اور کہا حاکم نے کہ یہ بر زیادہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور جواب وہی جو گذرا زیلعی نے کہا شریح
نے ان حدیثوں اور اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ دونوں پر عمل کیا اور کانوں کو دھو لیتے تھے منہ کے ساتھ اور اونپر مسح
بھی کرتے تھے سر کے ساتھ تو اون کے سامنے کے رخ کو منہ میں داخل کرتے اور پیچھے کے رخ کو سر میں اور دلیل
لیتے ہیں اوس سے جو حاکم نے نکالا مستدرک میں حرملہ سے اونہوں نے ابن وہب سے اونہوں نے حبان بن واسع سے
اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے سنا عبد اللہ بن زید سے اونہوں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے

ہوئی تو آپنے اپنے کانون کے لیے جدا پانی لیا سوا اوس پانی کے جو سر کے لیے لیا تہا حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہی
امام مسلم کی شرط پر اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین حاکم کے طریق سی اسی سند اور متن سی اور کہا کہ اسناد اسکا
صحیح ہی شوکانی نے کہا اور نکالا اوسکو بیہقی نے عثمان دارمی کے طریق سی اونہون نے ہیثم بن خارجہ سی اونہون نے
ابن وہب سے اوس مین یہ ہے کہ پہر لیا اپنے دونون کانون کے لیے پانی جدا اوس پانی سے جو لیا اپنے سر کے لیے اور کہا
یہ اسناد صحیح ہی اور ذکر کیا اسحدیث کو عبد الحق نے احکام مین اور کہا کہ روایت کیا اوسکو حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث
مین اور یہ غلطی ہی عبد الحق کی اور عجز ہے اون کا کیونکہ حاکم نے اسحدیث کو مستدرک مین روایت کیا اور صحیح کہا او
جواب یہ ہے کہ شیخ تقی الدین نے امام مین کہا کہ مینے ابن قتیبہ کی روایت حرملہ سی اسی اسناد سے یون پائی کہ مسح کیا
اپنے سر پر نئے پانی سے سوا اوس پانی کے جو ہاتہون کے دہونے سی بچا تہا اور کانون کا ذکر نہین کیا حافظ نے کہا ایسا
ہی روایت کیا ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابن سلم سے اونہون نے حرملہ سے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ترمذی نے
علی بن خشرم سی اونہون نے ابن وہب سے اور محفوظ یہی ہی جو امام مسلم نے نکالا اسی طریق سی کہ مسح کیا اپنے سر پر اس
پانی کے سوا سی جو بچا تہا ہاتہ دہونے سے پس حدیث معلول ہوئی اس صورت مین رہا جب ہے عمل اسحدیث پر جو
ابن عباس اور ربیع سے منقول ہے اور دلیل لیتے ہین اوس سے جو نمران بن جاریہ نے اپنے باپ سے روایت کیا انہون
نے جناب رسول مقبول محمد مصطفے خاتم انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے ایسا ہی کہا عبد الحق نے احکام مین
کہ کانون کے لیے نیا پانی لینا نمران بن جاریہ کی حدیث مین وارد ہوا **اور جواب** یہ ہے کہ ابن القطان نے کتاب
الوہم والایہام مین کہا کہ اسحدیث کا کہین پتہ نہین نہ ضعیف سند سی نہ صحیح سند سے اور عبد الحق نے یہ نہین لکہا کہ اوسکو
کس نے روایت کیا اور شاید اونکو دہوکا ہو گیا نمران بن جاریہ کی اسحدیث سی جسکو طبرانی نے نکالا معجم مین اوس مین
یہی کہ سر کے لیے نیا پانی لو لیکن کانون کے لیے نیا پانی لینا تو میرے علم مین کہین منقول نہین شوکانی نے کہا نمران بن
جاریہ کی حدیث کو بزار نے بہی نکالا اوس مین یہ ہے کہ سر کے لیے نیا پانی لے اور دلیل لیتے ہین ابن عمر کی اوس اثر سی
جسکو نکالا امام مالک نے موطا مین کہ وہ جب وضو کرتے تو اپنے کانون کے لیے اونگلیون سے پانی لیتے اور روایت کیا
اوسکو امام بیہقی نے مالک کے طریق سی اوس مین یہ ہے کہ وہ اپنی دو انگلیون کو پانی مین پہیر ڈالتے اور ان سی کانون
کا مسح کرتے **اور جواب** یہ ہی کہ ابن عمر کا موقوف اثر اتنی احادیث مرفوعہ اور آثار صحابہ کی خلاف حجت نہین ہی
علاوہ اس کے ابن عمر سے ایک مرفوع حدیث اسکی خلاف وارد ہی جو اوپر گذری اور طحاوی نے اوسے روایت کیا باسناد
صحیح کہ کان سر مین داخل ہین زیلعی نے کہا ہماری اصحاب کا قول اولی ہی کیونکہ اوسکی روایتین بہت ہین اور طریقی

بہت ہین اور ابن عمر نے جو نیا پانی لیا تو بیان جواز کے لیے اور اسمین خلاف نہین بحث اولویت مین ہے تو مستحب یہی ہے
کہ سر کے ساتھہ ہی کانون کا مسح کرے اور یہی مختار ہے ابن قیم نے زاد المعاد مین کہا کہ کانون کے مسح کے لیے نیا پانی
لینا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہین ہوا البتہ ابن عمر سے ثابت ہوا انتہے شوکانی نے کہا جو لوگ کانون
کا مسح واجب کہتے ہین اونکی دلیل قوی نہین ہے اور استحباب اسکا یقینی ہے اور وہی صحیح ہے جو واجب کہنے والے کہتے ہین کہ
جب کان سر مین داخل ہوئے ان حدیثون سے تو سر کا مسح واجب ہے بنص قرآنی سے پس کانون کا بھی واجب ہوگا اور
جواب یہ ہے کہ یہ حدیثین وجوب ثابت کرنے کے لائق نہین اور بنص قرآن سے کل سر کے مسح کا کیا ثبوت ہے واللہ
اعلم ۹۰ کنپٹیون کے مسح مین ربیع کی حدیث اوپر گذری کہ حضرت کو مین نے دیکھا آپ نے وضو کیا پھر مسح کیا اپنے سر کا تو
مسح کیا سامنے سے پیچھے تک اور پیچھے سے سامنے تک اور دونو کنپٹیون اور کانون پر ایک بار روایت کیا اوسکو
ابوداود اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے کنپٹی وہ مقام جو کان اور آنکھ کے بیچ مین ہے جہان پر بال لٹکتے ہین ۹۱
ابوداود اور امام احمد نے لیث سے اونھون نے طلحہ بن مصرف سے اونھون نے اپنے باپ سے انہون نے دادا سے اونھون
نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے اپنے سر کا یہان تک کہ پہونچے سر کے پیچھے اور جو اوس کے
قریب ہے گردن کے شروع تک (یعنی گردن کے آگے کے حصے تک) اوسکی اسناد مین لیث بن ابی سلیم ہے وہ ضعیف
ہے ابن حبان نے کہا وہ سندون کو پلٹ دیتا تھا اور مرسل حدیثون کو مرفوع کر دیتا تھا اور ثقات سے وہ نقل کرتا
جو اونھون نے روایت نہین کیا ترک کیا اوسکو یحیی بن سعید قطان اور ابن مہدی اور ابن معین اور احمد بن
حنبل نے نووی نے تہذیب الاسما مین کہا اتفاق ہے اوسکے ضعف پر ابوداود نے کہا ابن عیینہ اس حدیث کا
انکار کرتے تھے اور کہتے تھے یہ کیا ہے طلحہ بن مصرف عن ابیہ عن جدہ اور ایسا ہی نقل کیا عثمان دارمی نے علی
بن المدینی سے اور زیادہ کیا کہ مین نے عبد الرحمان بن مہدی سے پوچھا اوسکے دادا کا نام اونھون نے کہا عمرو بن
کعب یا کعب بن عمرو اور وہ صحابی تھا اور دوری نے ابن معین سے نقل کیا کہ محدثین کہتے ہین کہ طلحہ کے دادا نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور اوسکے گھر والے کہتے ہین کہ وہ صحابی نہ تھا خلال نے کہا مین نے ابوداود سے
سنا وہ کہتے تھے مینے ایک شخص سے سنا طلحہ کی اولاد مین سے وہ کہتا تھا کہ اوسکا دادا صحابی تھا ابن ابی حاتم
نے علل مین کہا مین نے اپنے باپ سے پوچھا اوسکو انھون نے کہا یہ ثابت نہین اور کہا ایسا کہتے ہین کہ یہ طلحہ انصار مین
سے ایک شخص تھا اور بعضون نے کہا مصرف کا بیٹا تھا اور جو مصرف کا بیٹا ہوتا تو اس مین اختلاف نہ ہوتا ابن
القطان نے کہا اس حدیث مین یہ علت ہے کہ مصرف بن عمرو طلحہ کا باپ مجہول ہے اور یہ معلوم ہوا کہ وہ مصرف کا بیٹا ہے

ف کنپٹیون کا مسح

ف گردن کا مسح

تصحیح کی اسکی ابن السکن اور ساجی دونون نے کتاب اولاد المحدثین میں اور یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی خیثمہ نے اور انہون نے ذیل ۱۹۱ حدیث کعب
بن عمرو یامی جو اوپر گذری کہ مسح کیا حضرت نے داڑھی کے اندر کیجانب کا اور گدی کا ترفقا کا ترجمہ پشت گردن نکالا اسکو طبرانی نے اور اسکی اسناد میں
ایک شخص مجہول ہے اور شاید یہ کعب بن عمرو وہی طلحہ کا دادا ہو اس صورت میں یہ شاہد ہوگا طلحہ کی حدیث کا ۱۹۳ مقدام بن معدیکرب کی حدیث ابوداؤد
اور طحاوی نے نکالی جو اوپر گذری اسمین یہ ہے کہ سر کا مسح کیا یہانتک کہ گدی تک پہنچے ۱۹۴ ابن الہمام نے فتح القدیر میں کہا ترمذی نے روایت کیا کہ حضرت
نے مسح کیا اپنی ظاہر گردن پر یہ حدیث ترمذی کی کتاب میں نہیں ہے اور ابن الہمام نے معلوم نہیں کیونکر ترمذی کا حوالہ دیا اور انکی توجیہ کہ ثابت گردن کا مسح
کہا یہ حدیث کہ گردن کا مسح امان ہے طوق سے قیامت کے دن ابن الصلاح نے کہا یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
نہیں ہے اور یہ قول ہے کسی اگلے شخص کا نووی نے شرح مہذب میں کہا یہ حدیث موضوع ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
کلام نہیں اور نووی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گردن کے مسح میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اور وہ سنت نہیں ہے
بلکہ بدعت ہے ابن القیم نے زاد المعاد میں کہا کہ گردن کے مسح میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اور قاسم بن سلام نے
کتاب الطہور میں موسیٰ بن طلحہ سے نکالا انہون نے کہا جو کوئی پشت گردن پر مسح کرے وہ قیامت کے دن طوق پہنانے
سے بچایا جاویگا حافظ نے تلخیص میں کہا یہ اگرچہ موقوف ہے مگر حکما مرفوع ہے کیونکہ یہ بات رائے سے معلوم نہیں ہو سکتی
اس صورت میں حدیث مرسل ہوگی اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں نکالا اپنی سند سے ابن عمر سے کہ وہ جب وضو
کرتے تو گردن پر مسح کرتے اور کہتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی وضو کریگا اور گردن پر مسح کریگا تو قیامت
کے دن طوقون سے محفوظ رہے گا۔ اسکے اسناد میں محمد بن عمرو انصاری ضعیف ہے حافظ نے کہا میں نے ایک خبر پائی جو
کو روایت کیا ابو الحسین بن فارس نے اپنے اسناد سے فلیح بن سلیمان سے انہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی وضو کرے اور اپنے دونون ہاتھون سے مسح کرے اپنی گردن پر تو بچایا جاویگا طوق سے
قیامت کے دن اور فرمایا اگر خدا چاہے یہ حدیث صحیح ہے حافظ نے کہا ابن فارس اور فلیح کے بیچ میں ایک بڑا میدان ہے
یعنے بہت سے راوی ہین تو انکو دیکھنا چاہیے شوکانی نے کہا یہ حدیث عترت کی کتابون میں مروی ہے امالی میں
احمد بن عیسی کی اور شرح تجرید میں باسناد متصل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک لیکن اسکے اسناد میں حسین بن
علوان ہے ابو خالد واسطی سے اس میں یہ ہے کہ جو کوئی وضو کرے اور مسح کرے اپنے دونون کنارون پر گردن کے اور گدی
پر تو وہ بچایا جاویگا طوق سے قیامت کے دن اور ایسا ہی روایت کیا اسکو اصول الاحکام اور شفا میں اور روایت کیا
اسکو تجرید میں حضرت علی علیہ السلام سے محمد حنفیہ کے طریق سے ایک طویل حدیث میں اس میں یہ ہے کہ انہون نے جب
مسح کیا اپنے سر کا تو مسح کیا گردن پر اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد کہا کہ جیسا میں نے یہ کیا اور اس سبب تقریر سے

معلوم ہوا کہ نووی کا یہ کہنا کہ گردن کا مسح بدعت ہے اور حدیث اوسکی موضوع ہے غلط ہو اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے جو بعض
نے کہا کہ نہین ذکر کیا اوسکو شافعی اور جمہور اصحاب نے مگر ابن القاص اور چند لوگون نے اوسکو بیان کیا کیونکہ رویانی نے
جو شافعی کے اصحاب مین سے ہین اپنی کتاب مین جسکا نام بحر ہے لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب نے کہا کہ وہ سنت ہے اور ابن الرفعہ
نے نووی پر اعتراض کیا کہ بغوی جو امام ہین حدیث کے وہ قائل ہین کہ گردن کا مسح مستحب ہے اور استحباب کا ماخذ کسی خبر
یا اثر سے ضرور ہے اس لیے کہ استحباب نہین ہو سکتا حافظ نے کہا شاید بغوی کی سند وہ حدیث ہو جو احمد اور ابو داؤد
نے نکالی ابن سید الناس نے کہا کہ بیہقی نے بھی اسکو نکالا اور اسمین ایک حسن زیادت ہے یعنے گردن کے مسح کی تو بعض
نے اس زیادت کو حسن کہا پھر کہا کہ مقدسی نے کہا کہ لیث مین کلام کیا گیا ہے اور جواب یہ ہے کہ لیث سے امام مسلم نے نکالا
اب اختلاف ہے کہ گردن کا مسح نئے پانی سے کیا جاوے یا اوسی پانی سے جو سر کے مسح سے باقی ہو مؤید باللہ اور منصور اول
امر کے قائل ہین اور ہادی اور قاسم دوسرے کے اور بحر مین فریقین کا یہ قول لکھا ہے کہ نئے پانی سے کرنا چاہیے
(ذیل) ۹۶ وضو پے درپے کرنا واجب ہے امام اوزاعی اور مالک اور احمد بن حنبل اور شافعی کے ایک قول مین
اور عترت اور ابو حنیفہ اور شافعی کے ایک قول مین موالاۃ یعنے پے درپے وضو کرنا واجب نہین لیکن مستحب ہے
جو لوگ موالاۃ کو واجب کہتے ہین وہ دلیل لیتے ہین ابن عمر اور ابی بن کعب کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پے درپے
وضو کیا اور کہا یہ وہ وضو ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز نہین قبول کرتا بغیر اسکے اور یہ حدیثین اوپر گذر چکین اور وہ دونو
ضعیف ہین قابل حجت لینے کے نہین اور روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے جابر سے مرفوعًا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے پانی بہایا اپنی دونو کہنیون پر پھر فرمایا یہ وہ وضو ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز نہین قبول کرتا مگر اس سے اسکے اسناد
مین قاسم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہے وہ متروک ہے ابو زرعہ نے کہا منکر ہے اور ضعیف کیا اوسکو احمد
اور ابن معین نے البتہ ابن حبان نے صرف اوسکو ثقات مین لکھا لیکن لوگون نے اوس طرف التفات نہین کیا اور ضعیف
کیا اس حدیث کو منذری اور ابن جوزی اور ابن الصلاح اور نووی وغیرہم نے شوکانی نے کہا یہ زیادت لَا یَقْبَلُ
اللّٰہُ الصَّلٰوۃَ اِلَّا بِہٖ ضعیف ہے اور ایک روایت مین یون ہے ہٰذَا الَّذِیْ افْتَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ اور یہ جب فرمایا جب ایک
ایک بار وضو کیا اور ابن ابی حاتم نے کہا مین نے ابو زرعہ سے پوچھا اس حدیث کو اونہون نے کہا یہ حدیث واہی اور منکر
ضعیف ہے اور ایک بار کہا اوسکی کچھ اصل نہین اور مانع ہے اوسکے پڑھنے سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
غرائب مالک مین حافظ نے کہا امام مالک نے اوسکو کبھی روایت نہین کیا اور ابن السکن کی روایت مین انس
سے یہ ہے ہٰذَا وُضُوْءٌ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ غَیْرَہٗ اور حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اشارہ ہے اوس مین ایک ایک بار

ف: وضو مین پے درپے کرنا ضروری ہے

ہونیکی طرف یعنی ایک ایک بار کر کم دہونا جائز نہیں ہے نہ دہونا موالاۃ کے وجوب کی طرف آور دلیل لی ہے اور جو
روایت کی احمد اور ابو داؤد نے خالد بن معدان سے اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بی بیون سے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز پڑہ رہا تھا اوسکی پشت قدم پر درم برابر سوکھا رہ گیا تھا پانی نہیں پہنچا
تھا وہان تو آپنے اوسکو حکم دیا وضو اور نماز لوٹانیکا پس اگر موالاۃ واجب نہین ہوتی تو آپ حکم دیتے صرف اسمقام کے
تر کر لینے کا نہ وضو دوبارہ کرنیکا اور جواب یہ ہے کہ منذری نے اسحدیث مین علت نکالی بقیہ بن الولید سے کیونکہ اوسنے
عن کیساتھ روایت کی بحیر بن سعد سے اور وہ مدلس ہے اوسکا عنعنہ قبول نہین آتام مین کہا کہ حاکم نے اوسکو مستدرک
مین نکالا اور اوس مین حدثنا بحیر بن سعد ہے تو تدلیس کا شبہ جاتا رہا لیکن ابن القطان اور بیہقی نے کہا وہ مرسل
ہے آتام مین اسکا جواب دیا کہ صحابی کا نام مذکور نہ ہونے سے حدیث مرسل نہین ہوتی اور جہالت صحابی کی ضرر نہین
کرتی اور اثرم نے کہا مینے امام احمد سے پوچھا اسحدیث کو اونہون نے کہا اوسکا اسناد عمدہ ہے مینے کہا جب تابعی کہے
مجہہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے حدیث بیان کی اور اوسکا نام نہ لے تو حدیث صحیح ہوتی ہے اونہون نے
کہا ہان اور دلیل لیتے ہین حضرت عمر کیحدیث سے جسکو روایت کیا امام مسلم اور احمد نے اور یہ اوپر گذری پانون دہونے
کے باب مین آور دلیل لیتے ہین انس کیحدیث سے جو احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے نکالی
یہ بہی اسی باب مین گذری اور دلیل لیتے ہین ابن عمر کیحدیث سے اونہون نے ابو بکر اور عمر سے یا ابو بکر سے کہ مین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پاس بیٹہا تہا اتنے مین ایک شخص آیا اوسکے پانون مین ایک مقام تہا جہان پانی نہین پہنچا
تہا آپنے فرمایا جا اوسے پورا کر اپنے وضو کو اور ایک روایت مین ہے لوٹ جا اور پورا کر اپنے وضو کو یہ حدیث بہی اسی
باب مین گذری اسکی اسناد مین ابو عمر بن نافع ہے ضعیف کیا اوسکو نسائی اور احمد اور ابن معین اور ابو حاتم
اور دارقطنی نے زیلعی نے کہا جو لوگ موالاۃ کو واجب نہین کہتے وہ دلیل لیتے ہین اسحدیث سے جو حافظ ابو بکر اسماعیلی
نے نکالی اسمعیل بن یحیی سے اونہون نے مسعر سے اونہون نے حمید بن سعد سے اونہون نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے اونہون نے
اپنے باپ عبد الرحمن بن عوف سے اونہون نے کہا مینے کہا یا رسول اللہ میری بی بی جانتی ہے جب مین صحبت کرتا ہون
اپنی لونڈیون سے آپنے فرمایا تیری بی بی کو اسکا علم کیونکر ہوتا ہے مینے کہا نہانے کی وجہ سے آپنے فرمایا جب تو
اپنی لونڈیون سے صحبت کرے تو اپنا سر دہولیا کر بی بی کے پاس سے جب نماز کا وقت آوے تو باقی بدن اپنا دہولے اسکی
اسناد مین اسمعیل بن یحیی متروک ہے **۹** ترمذی نے معاذ بن جبل سے مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
آپ جب وضو کرتے تو اپنا منہ پونچہتے اپنے کپڑے کے کنارے سے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسناد اوسکا ضعیف ہے

ف: وضو اور غسل کے بعد اعضا کا پونچھنا جائز ہے

رشدین بن سعد اور عبد الرحمان بن زیاد دونون ضعیف ہین حدیث انکی نکالا اوسکو بیہقی نے اور کہا اسکا اسناد
ضعیف ہے اور ترمذی اور حاکم نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ٹکڑا تھا کپڑے کا جس سے آپ
پونچھا کرتے (بدن کو) وضو کے بعد اور کہا یہ حدیث قائم نہین اور اس باب مین کچھ صحیح نہین ہے اور ابو معاذ کو کہتے
ہین کہ وہ سلیمان بن ارقم ہے اور وہ ضعیف ہے اہل الحدیث کے نزدیک اور ابن ماجہ نے سلمان فارسی سے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو کملی کے جبہ کو الٹا جسکو پہنے تہے اور اوس سے اپنا منہ پونچھا۔ اسکے اسناد مین وضین بن عطا
ہے ثقہ کہا اسکو امام احمد نے اور ابن معین نے کہا لا باس بہ نیل مین ہے کہ روایت کیا احمد اور ابن ماجہ اور ابو داؤد
نے قیس بن سعد سے کہ زیارت کی ہماری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری مکان مین تو سعد نے حکم دیا آپکے
لیے نہانیکا پانی رکہنے کے لیے پہر پانی رکہا گیا آپ نہائے پہر سعد نے آپ کو ایک چادر دی جو رنگی ہوئی تھی زعفران
یا ورس سے آپنے اوسکو لپیٹ لیا یہانتک کہ ورس کا نشان آپکے پیٹ کی ٹہون پر دیکہا گیا ابن ماجہ کی روایت
مین ہے مین گویا دیکہہ رہا ہون ورس کا نشان آپکے پیٹ کی بٹ پر اور نکالا اوسکو نسائی نے عمل الیوم و
اللیلہ مین حافظ نے کہا اوسکی وصل و ارسال مین اختلاف ہے اور ابو داؤد کے راوی صحیح کے راوی ہین اور
ولید کے سماع کی اوس مین تصریح ہے باوجود اسکے نووی نے خلاصہ مین اسکو ضعیف کی فصل مین ذکر کیا اور
اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ بدن پونچھنا مکروہ نہین اور یہی قول ہے حسن بن علی اور انس اور عثمان اور ثوری
اور مالک کا اور دلیل لی اونہون نے حدیث سے اور عمر اور ابن ابی لیلے اور امام یحیی اور ہادویہ کے نزدیک مکروہ ہے
اونہون نے دلیل لی اوس سے جو ابن شاہین نے نکالا ناسخ اور منسوخ مین انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا منہ
نہین پونچھتے تہے مندیل سے وضو کے بعد اور نہ ابو بکر اور عمر اور نہ علی اور ابن مسعود حافظ نے کہا اوسکا اسناد
ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے کہا اس باب مین انس سے مروی ہے اور وہ مسند نہین اور بیہقی نے اوسکو نکالا انس
سے اونہون نے ابو بکر سے اور کہا محفوظ یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے موقوفًا انس
پر اور خطیب نے مرفوعًا دونون نے لیث سے اونہون نے رزیق سے اونہون نے انس سے اور اس باب مین ایک حدیث
ہے جب تم وضو کرو تو مت جہاڑو اپنے ہاتہون کو کیونکہ وہ پنکہے ہین شیطان کے نکالا اوسکو ابن ابی حاتم
نے کتاب العلل مین بختری بن عبید سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اور زیادہ کیا اوس کے
شروع مین جب تم وضو کرو تو اپنی آنکہون کو پانی پلاؤ اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے ضعفا مین بختری
بن عبید کے ترجمہ مین کہا اوس سے حجت لینا جائز نہین اور بختری متفرد نہین ہوا اسکے ساتھ بلکہ

روایت کیا اوسکو ابن شاہین نے صفوۃ التصوف مین ابن ابی السری کے طریق سے تمام ہوا کلام شوکانی کا ٩٨ جماعت نے
روایت کیا سوا ترمذی کے عباد بن تمیم سے اونہون نے اپنے چچا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کی شکایت
بیان کی کہ اوسکو معلوم ہوتا ہے نماز مین کچھ (یعنے گمان ہوتا ہے کہ حدث صادر ہوا) آپ نے فرمایا نہ پھرے جبتک
آواز سُنے یا بو پاوے اور ابوداود اور ترمذی اور مسلم نے روایت کی ابوہریرہؓ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم مین سے کوئی اپنے پیٹ مین کچھ پاوے پھر اوس کو شبہ ہو جاوے کہ کچھ نکلا یا نہین تو مسجد سے نہ نکلے جب تک
آواز سُنے یا بو پاوے شوکانی نے کہا اس باب مین ابوسعید سے روایت کیا حاکم اور احمد اور ابن حبان نے اور اسکی
اسناد مین احمد بن علی بن یزید بن جدعان ہے اور روایت کیا بزار اور بیہقی نے ابن عباس سے اور اسکی اسناد مین ابو اویس ہے
لیکن متابعت کی اوسکی دراوردی نے نووی نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ جسکو شک ہوئے اس باب مین
کہ وضو باقی ہے یا ٹوٹ گیا تو اوسکا وضو باقی رہیگا خواہ یہ شک نماز کے اندر ہو یا نماز کے باہر اور یہی مذہب ہے
ہمارا اور جمہور علما سلف و خلف کا اور امام مالک سے اس باب مین دو روایتین ہین ایک یہ کہ نماز کے باہر
اگر یہ شک ہو تو دوبارہ وضو کر لیوے اور نماز کے اندر ضرور نہین دوسرے یہ کہ ہر حال مین دوبارہ وضو کرنا ضرور ہے
اور پہلی روایت حسن بصری سے بھی منقول ہے لیکن جب حدث کا یقین ہو اور شک ہو اس مین کہ طہارت کی یا نہین
تو طہارت کرنا لازم ہے بالاجماع اور اس حدیث سے بہت مسائل نکلتے ہین جیسے کسی کو شک ہو اپنی بی بی کی طلاق
مین یا بردے کے عتاق مین یا پاک پانی کی نجاست مین یا نجس کی طہارت مین یا پاک کپڑے کی نجاست مین
یا تین اور چار رکعت مین یا سجدہ اور رکوع کرنے یا نہ کرنے مین یا روزے کی اور نماز کی اور وضو یا اعتکاف
کی نیت مین تو ہر حال مین شک کا کوئی اثر نہ ہوگا اور جو امر یقینی ہے وہ قائم رہیگا انتہے مختصراً ٩٩ امام
مالک نے موطا مین مرسلاً روایت کی عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے کہ وہ کتاب جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کے لیے لکھی تھی اوس مین یہ تھا کہ قرآن کو نہ چھووے مگر پاک شوکانی نے کہا عمرو بن حزم
کی کتاب کو لوگون نے قبول کیا ابن عبدالبر نے کہا وہ کتاب متواتر کے مشابہ ہے کیونکہ لوگون نے اوسکو
قبول کیا اور یعقوب بن سفیان نے کہا مین کوئی کتاب زیادہ صحیح نہین جانتا عمرو بن حزم کی کتاب سے کیونکہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین ہمیشہ اوسکی طرف رجوع کرتے تھے اور اپنی رائے کو چھوڑ دیتے تھے
اور حاکم نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز اور زہری نے اس کتاب کی صحت کی گواہی دی لیکن یہ روایت مرسل ہے
اور سہیلی نے الروض الانف مین کہا کہ مرسل روایت سے حجت نہین ہو سکتی زیلعی نے کہا دارقطنی نے اوسکو

مسند کیا کئی طریقون سے سب مین قوی طریقہ ابو داؤد طیالسی کا ہے زہری سے اونھون نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے
اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے دادا سے اور روایت کی نسائی نے سنن مین کتاب الدیات مین اور ابو داؤد نے
مراسیل مین محمد بن بکار بن بلال سے اونھون نے یحییٰ بن حمزہ سے اونھون نے سلیمان بن ارقم سے اونھون نے زہری
سے اونھون نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے دادا سے کہ جو کتاب کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یمن والون کو لکھی سنن اور فرائض اور دیات مین اوسمین یہ تھا کہ قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک اور روایت کیا
اوسکو اون دونون نے دوسرے طریق سے حکم بن موسیٰ سے اونھون نے یحییٰ بن حمزہ سے اونھون نے سلیمان بن داؤد خولانی
سے اونھون نے زہری سے اوسیطرح ابو داؤد نے کہا حکم بن موسیٰ نے وہم کیا تو سلیمان بن داؤد خولانی کہا حالانکہ وہ
سلیمان بن ارقم ہے اور نسائی نے کہا پہلی سند زیادہ مشابہ ہے صواب کے اور سلیمان بن ارقم متروک ہے اور ابن
حبان نے اوسکو نکالا دوسری سند سے اور کہا سلیمان بن داؤد خولانی ثقہ ہے معتبر دمشق والون مین سے اور ایسا ہی
نکالا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا وہ اسلام کے قواعد مین سے ہے اور اوسکا اسناد اس کتاب کی شرط کی موافق
ہے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم مین اور دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سننون مین اور احمد نے مسند مین اور
ابن راہویہ نے اور دارمی نے اور اسکا ایک اور طریق ہے جو دارقطنی نے نکالا غرائب مالک مین ابو ثور ہاشم بن ناجیہ
سے اونھون نے مبشر بن اسمٰعیل سے اونھون نے مالک سے اوس نے عبد اللہ بن ابی بکر سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے
دادا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اون سے شرط لی اوس مین یہ بھی تھا کہ قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک دارقطنی نے
کہا متفرد ہوا ساتھہ اسکے ابو ثور مبشر سے اور اوس نے مالک سے تو مسند کیا اوسکو دادا سے پھر روایت کیا دارقطنی نے اسحٰق
طباع سے اونھون نے کہا خبر دی مجھکو مالک نے انھون نے عبد اللہ بن ابی بکر سے اونھون نے محمد بن عمرو بن حزم سے اونھون نے
اپنے باپ سے کہ اوس کتاب مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھی تھی یہ تھا کہ قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک اور کہا یہی
روایت ٹھیک ہے مالک سے اس مین دادا کا ذکر نہین ہے انتہی شیخ نے امام مین کہا کہ احتمال ہے کہ دادا سے چھوٹا
دادا یعنی محمد بن عمرو بن حزم مراد ہو اور احتمال ہے کہ بڑا دادا عمرو بن حزم مراد ہو اور حدیث اوس وقت متصل ہو گی
جب عمرو مراد ہو اور حدیث مین یہ ہے کہ اون سے شرط لی آپ نے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ مراد عمرو ہے کیونکہ آپ نے کتاب
اونھی کے لیے لکھی تھی اور ایک اور طریق ہے جسکو بیہقی نے خلافیات مین نکالا عبد الرزاق سے اونھون نے
معمر سے اونھون نے عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے دادا سے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اون کے اقرار مین یہ لکھا اور نہ چھوئے قرآن کو مگر پاک زیلعی نے کہا مینے اس حدیث کو اس طرح

سے عبد الرزاق کے مصنف اور تفسیر مین نہین پایا البتہ مرسلاً موجود ہی مصنف مین باب الحیض مین معمر سے اونہون نے عبد اللہ
سے اونہون نے اپنے باپ سے اور روایت کیا اونہون نے تفسیر مین سورہ واقعہ کے تفسیر مین معمر سے اونہون نے عبد اللہ اور
محمد بن ابی بکر سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے لیے ایک کتاب لکھی اوس مین یہ تہا
اور نہ چہوئی قرآن کو مگر پاک اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عبد الرزاق کے طریق سے اور بیہقی نے سنن مین اسی
طرح مرسلاً اور دارقطنی نے کہا یہ مرسل ہے اور اسکے راوی ثقہ مین آیا ایک اور طریق ہے جسکو بیہقی نے نکالا خلافیات
مین اسمعیل بن ابی اویس سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے میرے باپ نے اونہون نے عبد اللہ اور محمد سے جو بیٹے تہے ابوبکر
کی اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے یہ کتاب عمرو بن حزم کو
لیے لکھی جب اونکو یمن کیطرف بہیجا اور ابو اویس سچا ہے امام مسلم نے اوس سے نکالا متابعات مین اور یہ حدیث اور
کئی مرسل طریقون سے مروی ہے جو زکوۃ اور دیات مین بیان ہونگے انشاء اللہ تعالی انتہی ما قال الزیلعی الحافظ
رحمہ اللہ تعالی ۰۰ ا طبرانی نے معجم مین اور دارقطنی اور بیہقی نے سنن مین ابن جریج سے اونہون نے سلیمان بن
موسی سے اونہون نے زہری سے اونہون نے کہا مین نے سالم سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تہے اپنے باپ سے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ چہوئے قرآن کو مگر پاک حافظ نے کہا اوسکی اسناد مین کچہ قباحت نہین البتہ اوسکو اسناد مین
سلیمان اشدق ہے اوس مین لوگون کا اختلاف ہے حافظ نے کہا اثرم نے کہا کہ امام احمد نے اوس سے حجت لی نقل
مین ہے کہ امام احمد نے ابن عمر کی حدیث سے حجت لی کہ نہ چہوئے مصحف کو مگر طہارت پر زیلعی نے کہا کہ سلیمان بن
موسی اشدق کے باب مین لوگون کا اختلاف ہے بعضون نے اوسکو ثقہ کہا اور بخاری نے کہا کہ اوسکی حدیثین منکر
مین اور نسائی نے کہا وہ قوی نہین مصحح کہتا ہے غلطی کی امام شوکانی نے نیل مین جو کہا اس حدیث کو حاکم نے
مستدرک مین نکالا اور بیہقی نے خلافیات مین اور طبرانی نے اور اسکی اسناد مین سوید بن ابی حاتم ہے اور وہ ضعیف
ہے کیونکہ سوید بن ابی حاتم ابن عمر کی حدیث کی اسناد مین نہین اور شاید خیال اونکا حکیم بن حزام کی حدیث پر نکل
گیا اور شاید مراد اونکی یہ ہے کہ اس حدیث کے متن کو اون لوگون نے نکالا مگر اس صورت مین راوی کا نام لکہنا تہا
تاکہ پڑہنے والے پر التباس نہ ہو اور ظاہر یہی ہے کیونکہ اونہون نے ابن عمر کی حدیث کو اسکے بعد بیان کیا و اللہ
اعلم ا ۰ ا حاکم اور طبرانی اور دارقطنی اور بیہقی نے خلافیات مین نکالا سوید بن ابی حاتم سے اوس نے مطر وراق
سے اوس نے حسان بن بلال سے اوس نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ سے اونہون نے کہا جب مجہکو
جناب رسول مقبول سرور عالم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کیطرف بہیجا تو فرمایا

ست چہو قرآن کو مگر جب تو طاہر پاک ۱ ہو حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہی اور نہین نکالا اوسکو بخاری
اور مسلم نے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین بہی ۱۰۲ طبرانی نے معجم مین نکالا عثمان بن ابی
العاص سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ چہوے قرآن کو مگر طاہر شوکانی نے کہا اس
کو نکالا ابن ابی داؤد نے مصاحف مین اور اسکے اسناد مین انقطاع ہے اور طبرانی کی روایت مین ایک
شخص مجہول ہے ۱۰۳ ثوبان کی حدیث زیلعی نے کہا مین نے اوس کو مرفوعاً نہین پایا لیکن ابن القطان
نے کتاب الوہم والایہام مین کہا کہ علی بن عبد العزیز نے اپنی منتخب مین روایت کی اسحاق بن اسمعیل سے
اونہون نے مسعدہ بصری سے اونہون نے خصیب بن جحدر سے اونہون نے نضر بن شفی سے اونہون نے
ابی اسماء رحبی سے اونہون نے ثوبان سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ چہوے قرآن کو
مگر طاہر اور عمرہ چہوٹا حج ہے ابن القطان نے کہا اوسکا اسناد نہایت ضعیف ہے اوسکی اسناد مین
نضر بن شفی ہے اور مین نے اوس کا ذکر رجال کی کتابون مین نہین پایا تو وہ نہایت مجہول ہے اور
خصیب بن جحدر ابن معین نے اوس کو کذاب کہا ہے اور مسعدہ بصری ابن الیسع اوسکو ترک کیا احمد
بن حنبل نے اور پہاڑ ڈالا اوس کی حدیث کو اور ابو حاتم نے کہا وہ کذاب ہے اور اسحاق بن اسماعیل تو
عبد الاعلے کا بیٹا ہے جو روایت کرتا ہے ابن عیینہ اور جریر سے اور وہ شیخ ہے ابوداؤد کا اور ابوداؤد
اوسی سے روایت کرتے ہین جو اون کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے تمام ہوا کلام ابن القطان کا ۱۰۴
دارقطنی نے روایت کی اسحاق ازرق سے اونہون نے قاسم بن عثمان بصری سے اونہون نے انس بن مالک
سے اونہون نے کہا حضرت عمر تلوار لٹکا کر نکلے اون سے لوگون نے کہا تمہارے بہنوئی اور بہن نے
اپنا دین بدل ڈالا وہ ان کے پاس گئے وہان مہاجرین مین سے ایک شخص خباب تہے اور وہ سورہ طہ
پڑہ رہے تہے حضرت عمر نے کہا مجہکو دو جو تمہارے پاس ہے مین اوس کو پڑہون اور حضرت عمر کتابین پڑہ
لیتے تہے اونکی بہن نے کہا تم نجس ہو اور اس کو وہی چہوتے ہین جو پاک ہین تو اوٹہو اور غسل کرو یا وضو
کرو حضرت عمر اوٹہے اونہون نے وضو کیا پہر کتاب کو لیا اور سورہ طہ پڑہی اور روایت کیا اوس کو
ابویعلے موصلی نے اپنی سند مین طول کے ساتہ دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتہ اوسکے قاسم بن
عثمان اور وہ قوی نہین ہے اور بخاری نے کہا اوسکی حدیثون پر متابعت نہین ہوتی ۱۰۵
دارقطنی نے نکالا عبد الرحمان بن یزید سے اونہون نے کہا ہم سلمان کے ساتہ تہے وہ نکلے اور حاجت

اوا کی پھر آئے اور کہا اے ابو عبد اللہ کاش تم وضو کرو تو ہم تم سے کچھ آیتیں پوچھیں انہوں نے کہا میں قرآن کو چھوؤں
گا نہیں کیونکہ اوسکو نہیں چھوتے مگر پاک پھر پڑھیں اونہوں نے وہ آیتیں جو ہم نے چاہیں دارقطنی نے کہا
یہ اثر صحیح ہے زیلعی نے کہا حضرت عمر اور سلمان کا اثر اس باب میں جید ہے اور شوکانی نے نیل الاوطار میں اس
مقام میں ایک طویل گفتگو کی اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ طاہر مومن کو بھی کہتے ہیں اور اوسکو جو پاک ہو حدث سے اور
اوسکو جو پاک ہو جنابت سے اور اوسکو جس کے بدن پر نجاست نہ ہو اور قرآن میں جو آیا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ
اور حدیث میں اَلْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ یہ اول معنوں میں ہے اور وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا تیسرے میں اور اِلَّا اَنْ تَخَلَّلَهَا
يُطْهِرُنَ دوسرے میں اور استنجاء ہے چوتھے معنوں پر تو ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں یہ چاروں معنی مراد ہوں لیکن
جنب کو بالاجماع مصحف کا چھونا درست نہیں اور نہیں خلاف کیا اوس میں مگر داؤد نے اور مذہب اوسکا
قوی ہے کیونکہ جنب پر طاہر کا اطلاق حدیث میں آیا ہے چنانچہ فرمایا آپ نے مومن نجس نہیں ہوتا تو مومن ہمیشہ
طاہر ہے خواہ جنب ہو یا حائض ہو یا محدث ہو یا اوسکے بدن پر نجاست ہو اور طاہر سے یہ مقصود ہے کہ مشرک کو
چھونا درست نہیں کیونکہ وہ نجس ہے اور یہی مقتضیٰ ہے دلیل کا اور کوئی دلیل اسپر قائم نہیں ہوئی کہ مشرک
کے سوا اور لوگوں کو قرآن چھونا درست نہیں چنانچہ امام داؤد نے جنب کو قرآن مجید چھونا جائز رکھا ہے
اور ابن عباس اور شعبی اور ضحاک اور زید بن علی اور مؤید باللہ اور ہادویہ اور قاضی القضاۃ اور داؤد کا قول
ہے کہ بے وضو کو قرآن کا چھونا درست ہے اور آیت میں جو آیا لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ تو مراد اس سے لوح محفوظ ہے اور مطہرون سے ملائکہ اور اگر
تو بھی ہم یہ کہیں گے کہ ہر مومن مطہر ہے کیونکہ مطہر وہ ہے جو نجس نہ ہو اور مومن کبھی نجس نہیں ہوتا یہ بمنطوق حدیث
انتہی ملخصاً ۱۲۔ ابن عباس کی حدیث اس باب میں گذری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے اور روئے اور
پڑھے دس آیتیں پڑھیں اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے اخیر سورت تک حدیث صحیح متفق علیہ ہے اور روایت کیا ابوداؤد
اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بزار اور دارقطنی اور بیہقی نے حضرت
علی سے کہ آپ کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز نہ روکتی سوا جنابت کے اس حدیث کی تفصیل آگے آوے گی
اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ آپ اللہ کی یاد کرتے
ہر وقت میں ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ حالت حدث میں قرآن پڑھنا درست ہے اسی طرح اوراد کا
اور ادعیہ کیونکہ وہ قرآن سے کم ہیں مگر مستحب ہے کہ باوضو پڑھے کیونکہ آپ نے سلام کا جواب دیا حالت حدث
میں تیمم کر کے جیسے اوپر گذرا مہاجر بن قنفذ اور ابوجہیم کی حدیث سے اور باقی بیان اسکا خدا چاہے تو آگے آوے گا

فائدہ وضو کی فضیلت کی حدیثین [illegible]

۱۰۷ ابوہریرہ کی حدیث اوپر گذری کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو مین انکو حکم کرتا ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا
اور سوتے وقت وضو کرنیکی حدیث صحیح بخاری مین گذری اور جنب کو وضو کی حدیثین آگے آوینگی اور روایت
کیا جماعت نے سوا بخاری کے کہ جب تم مین سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو
کر لیوے اس پر تم تحیہ الوضو تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کے لیے جیسا اوپر گذرا ۱۰۸ - ابن خزیمہ نے اپنی
صحیح مین ابن عمر سے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسلام کیا ہے آپنے
فرمایا یہ کہ تو گواہی دے کوئی سچا معبود نہین سوا اللہ تعالے کے اور محمد اوسکے رسول ہین اور قائم کرے
تو نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور حج اور عمرہ کرے تو اور غسل کرے جنابت سے اور پورا کرے وضو کو اور
روزے رکھے رمضان کے اونہون نے کہا جب مین یہ کرون تو مسلمان ہونگا آپنے فرمایا ہان اونہون نے
کہا تم نے سچ کہا ۱۰۹ - مسلم نے روایت کیا ابو حازم سے مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے تہا
وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو بڑھاتے تھے اپنے ہاتھ کا دھونا یہانتک کہ بغل تک پہونچ جاتے
تھے مینے اون سے کہا اے ابوہریرہ یہ کیسا وضو ہے اونہون نے کہا اے بنی فروخ تم اس جگہہ موجود
ہو اگر مین جانتا تم اس جگہہ ہو تو مین ایسا وضو نکرتا مینے سنا اپنے جانی دوست رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مومن کو وہان تک زیور پہنایا جاویگا جہانتک وضو پہنچتا ہے ابن خزیمہ
کی روایت مین ہے کہ زیور پہونچیگا وضو کے مقامون مین ۱۱۰ - مسلم نے ابوہریرہ سے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مقبرہ مین آئے تو فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ عَنْ قَرِيبٍ
لَاحِقُوْنَ مین چاہتا ہون ہم اپنے بھائیون کو دیکھین صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپکے بھائی
نہین ہین آپنے فرمایا تم میرے اصحاب ہو میرے بھائی وہ ہین جو ابھی نہین آئے دنیا مین اصحابہ نے
کہا یا رسول اللہ آپ اپنی امت مین سے اون لوگون کو کیونکر پہچانینگے جو ابھی پیدا نہین ہوے آپنے
فرمایا بھلا دیکھہ اگر ایک شخص کے گھوڑے ہون جنکی پیشانی اور ہاتھہ پاؤن سفید ہون وہ اون گھوڑون
مین ملا دین جو نرے کالے مشکی ہون کیا وہ اپنے گھوڑون کو نہین پہچانے گا صحابہ نے عرض کیا کیون
نہین پہچان لیگا آپنے فرمایا تو میری امت کے لوگ (قیامت کے دن) سفید منہ اور سفید ہاتھہ پاؤن
آوینگے وضو کی وجہ سے اور مین اون کا پیشخیمہ ہونگا حوض پر ۱۱۱ - ابن ماجہ اور ابن حبان
نے عبد اللہ بن مسعود سے اور احمد اور طبرانی نے ابو امامہ سے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانینگے

اپنی امت کے اون لوگون کو جن کو آپنے نہین دیکھا فرمایا اونکے مُنہ اور ہاتھ پاؤن سفید ہون گے ابلق وضو کے
نشانون سے ۱۱۲ - امام احمد نے ابو الدرداء سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین سب سے پہلے وہ شخص ہون گا
جسکو قیامت کے دن سجدہ کی اجازت دیجاوے گی اور مین سب سے پہلے وہ شخص ہون گا جسکا سر اٹھایا جاوے گا
تو مین اپنے سامنے دیکھون گا اور اپنی امت کو اور امتون مین سے پہچان لون گا اور میرے پیچھے بھی ایسی ہی
امتین ہونگی اور داہنے بھی ایسی ہی اور بائین بھی ایسے ہی ایک شخص بولا آپ کس طرح پہچانینگے اپنی امت
کو یا رسول اللہ اتنی امتون مین حضرت نوح سے لیکر آپکی امت تک آپنے فرمایا اون کے منہ اور ہاتھ پاؤن سفید
ہون گے وضو کے نشانون سے اور یہ نشان اور کسی امت مین نہ ہوگا اور مین اُن کو پہچانون گا اون کو کتابین
ملین گی داہنے ہاتھ مین اور مین انکو پہچانونگا اونکی اولاد اونکے سامنے دوڑتی ہوگی منذری نے کہا
اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور یہ حدیث حسن ہے متابعات مین ۱۱۳ - امام مالک اور مسلم اور ترمذی نے ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے پھر اپنے منہ دہوتا
ہے تو اوسکے مُنہ سے ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے جس کیطرف اوسنے دیکھا تھا اپنی دونو انکھون سے پانی کے ساتھ
یا پانی کے اخیر قطرے کے ساتھ پھر جب دونون ہاتھ دہوتا ہے تو اوس کے ہاتھون سے ہر ایک گناہ
نکل جاتا ہے جسکو تہاما تہا اوسکے دونون ہاتھون نے پانی کے ساتھ یا پانی کے اخیر قطرے کے ساتھ پھر
جب اپنے پاؤن دہوتا ہے تو ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے اوسکے پاؤن سے جس کیطرف وہ چلا تہا پانی کے
ساتھ یا پانی کے اخیر قطرے کے ساتھ یہانتک کہ گناہون سے صاف پاک ہو کر نکل جاتا ہے امام مالک اور
ترمذی کی روایت مین پاؤن دہونیکا ذکر نہین ہے ۱۱۴ - مسلم نے حضرت عثمان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو کوئی وضو کرے اچھی طرح تو اوسکے بدن سے اوس کے گناہ نکل جاوینگے یہانتک کہ اوس کے
ناخونون کے تلے سے اور ایک روایت مین ہے کہ اونہون نے وضو کیا پھر کہا مین نے دیکھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایسا ہی وضو کیا اور فرمایا جو کوئی اس طرح وضو کرے اوس کے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے
اور اسکی نماز اور مسجد کو جانا اوسکے سوا ہے ۱۱۵ - امام احمد نے حضرت عثمان سے اونہونے پانی منگوایا پھر
وضو کیا پھر ہنسے اور اپنے ساتھیون سے کہا تم مجھسے ہنسی کی وجہ نہین پوچھتے اونہونے کہا آپ کیون ہنسے اے
امیر المومنین اونہونے کہا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا اسیطرح سے جیسے مینے
کیا پھر ہنسے اور فرمایا مجھسے ہنسی کی وجہ نہین پوچھتے صحابہ نے کہا آپ کیون ہنسے یا رسول اللہ آپنے فرمایا بندہ جب

وضو کا پانی منگواتا ہے پہر اپنا مونہہ دہوتا ہے تو اللہ تعالی اوسکے ہر ایک گناہ کو گرا دیتا ہے جسکو اوسنے کیا اپنے مونہہ سے پہر جب ہاتہہ
دہوتا ہے تو بہی ایسا ہی ہوتا ہے اور جب پاؤن پاک کرتا ہے تو بہی ایسا ہی ہوتا ہے منذری نے کہا اوسکو نکالا ابو یعلی نے اور بزار نے
باسناد صحیح اور زیادہ کیا جب سر کا مسح کرتا ہے تو بہی ایسا ہی ہوتا ہے ۱۱۶ احمد ان سے روایت ہے حضرت عثمان
نے وضو کا پانی منگوایا وہ نماز کے لیے جایا چاہتے تہے ٹہنڈی رات مین مین پانی لایا اونہون نے منہ اور دونون
ہاتہہ دہوئے مین نے کہا بس کرو (یعنے ایک بار دہونا کافی ہے) اور رات بڑی سرد ہے اونہون نے کہا مین نے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جو بندہ وضو کو پورا کرے تو اللہ تعالی اوس کے اگلے اور پچہلے
گناہ بخشدیگا نکالا اوسکو بزار نے باسناد حسن ۱۱۷- ابو یعلی اور بزار اور طبرانی نے اوسط مین انس بن مالک
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اچہی خصلت آدمی مین ہوتی ہے اور اوسکی وجہ سے اللہ تعالی اوسکے
سب عمل کو درست کر دیتا ہے اور آدمی کا وضو نماز کے واسطے اوسکی وجہ سے گناہ معاف کر دیتا ہے اور
نماز زیادہ رہتی ہے اوس کے لیے ۱۱۸- امام مالک اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے
بخاری اور مسلم کی شرط پر اور اس مین کوئی علت نہین عبد اللہ صنابحی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
بندہ وضو کرتا ہے پہر کلی کرتا ہے تو اوسکے منہ سے گناہ نکل جاتے ہین جب ناک سنکتا ہے تو ناک سے گناہ نکل جاتے
ہین جب منہ دہوتا ہے تو منہ سے گناہ نکل جاتے ہین یہانتک کہ آنکہون کے پلکون کے تلے سے نکل جاتے ہین
جب ہاتہہ دہوتا ہے تو دونون ہاتہہ نکل جاتے ہین گناہ یہان تک کہ ناخونون
کے نیچے سے نکل جاتے ہین پہر جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر سے گناہ نکل جاتے ہین یہان تک کہ
دونون کانون سے نکل جاتے ہین پہر جب پاؤن کو دہوتا ہے تو دونون پاؤن سے گناہ نکل جاتے ہین یہانتک کہ پاؤن کے ناخونون
کے نیچے سے نکل جاتے ہین پہر اوسکا مسجد مین جانا اور نماز پڑہنا زیادہ ہے منذری نے کہا صنابحی مشہور صحابی ہے
۱۱۹- امام مسلم اور احمد نے عمرو بن عبسہ سلمی سے اونہون نے کہا مین جاہلیت کے زمانے مین یہ گمان کرتا تہا کہ
لوگ گمراہی پر ہین اور انکا مذہب کچہ نہین وہ بتون کو پوجتے ہین پہر مین نے ایک شخص کا حال سنا مکہ مین وہ طرح
طرح کی خبرین کہتا ہے مین اپنی اونٹنی پر بیٹہا اور اوسکے پاس آیا دیکہا تو وہ اللہ تعالے کے رسول ہین صلی
اللہ علیہ وسلم پہر بیان کیا حدیث کو یہانتک کہ کہا مین نے عرض کیا اے نبی اللہ کے وضو کو بیان کیجیے مجہہ سے
آپنے فرمایا کوئی تم مین سے ایسا نہین ہے جو اپنے وضو کی پانی کے پاس جاوے پہر کلی کرے اور ناک مین پانی
ڈالے پہر ناک سنکے مگر اوس کے منہ کے گناہ جہڑ جاوینگے اور اوسکے منہ اور نتہنون سے پہر جب منہ دہووے جیسے اللہ نے

اور سکو حکم کیا تو اوس کے منہ کے گناہ دور ہی کے کنارونسے پانی کے ساتھہ نکل جاوین گے پہر دونون ہاتہہ دہوئے
کہنیون تک تو اوس کے دونو ہاتہہ کے گناہ پورونسے نکل جاوینگے پانی کے ساتھہ پہر مسح کرے اپنے سر پر تو اوسکے
گناہ بالونکی نوکون سے نکل جاوینگے پانی کے ساتھہ پہر دونون پاؤن دہووے ٹخنون تک تو اوسکے پاؤن کے
گناہ نکل جاوینگے پورونسے پانی کے ساتھہ پہر اگر وہ کہڑا ہوا اور نماز پڑہے پہر اللہ کی تعریف کرے اور اسکی
ستایش اور بزرگی بیان کرے جیسے اوسکے شان کے لائق ہے اور اپنا دل خالی کرے اللہ کیواسطے
تو وہ اپنے گناہون سے اس طرح پہر گیا جیسے اوس دن تہا جسدن اوسکی مان نے اوسکو جنا تہا ۰ ۱۲۱
امام احمد نے ابوامامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اُٹہے اپنے وضو کے پانی کیطرف نماز کے
قصد سے پہر اپنے دونون پہونچے دہووے تو ہر ایک گناہ اوس کے دونون پہونچون سے اوتر جاویگا پہلے قطرے
کے ساتھہ پہر جب کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے اور ناک سنکے تو ہر ایک گناہ اوسکی زبان اور دونون
ہونٹون سے نکل جاویگا پہلے قطرے کے ساتھہ پہر جب مونہہ دہووے تو ہر ایک گناہ اوتر جاویگا اوس
کے کان اور آنکہہ سے پہلے قطرے کے ساتھہ پہر جب ہاتہہ دہووے کہنیون تک اور دونو پاؤن ٹخنون
تک تو ہر ایک گناہ سے سالم ہو جاویگا جیسے اوس شکل پر جسدن جنا تہا اوس کو اوس کی مان نے پہر جب
نماز کے لیے اوٹہے تو اللہ تعالی اُس کا درجہ بلند کریگا اور جو بیٹہا رہے تو سالم ہو کر بیٹہا رہیگا
منذری نے کہا اس کے اسناد مین شہر بن حوشب ہے اور ترمذی نے شہر کی دوسری حدیث کو حسن کہا
ہے اور یہ اسناد حسن ہے متابعات مین اوس مین کوئی قباحت نہین اور امام احمد کی ایک روایت مین یہ ہے
کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے جو کوئی وضو کرے پہر پورا کرے وضو کو اپنے
دونون ہاتہہ دہووے اور منہ اور مسح کرے اپنے سر اور دونون کانون پر اور دونون پاؤن دہووے
پہر فرض نماز کے لیے کہڑا ہو تو اوس کے گناہ اوس دن بخشدیے جاوینگے جن کیطرف اوسکا پاؤن چلا تہا
اور اُسکی ہاتہون نے اون کو پکڑا تہا اور اُس کے کانون نے اُن کو سنا تہا اور اُسکی آنکہون نے اون کو دیکہا
تہا اور اوس کے دل مین جو برائی آئی تہی ابوامامہ نے کہا قسم خدا کی مین نے اوس کو بے شمار بار جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا اور ایک روایت مین صحیح طریق سے اتنا زیادہ ہی کہ وضو معاف کرا دیتا
ہے اون گناہون کو جو اوس سے پہلے ہوتے ہین پہر نماز زیادہ ہوتی ہے اور ایک روایت مین ہی جب مسلمان
وضو کرتا ہے تو اُس کے گناہ اوسکے کان اور آنکہہ اور دونون ہاتہون اور پاؤن سے نکل جاتے ہین پہر اگر

بیٹھتا ہی تو مغفرت کیا ہوا بیٹھتا ہے اور اسناد اوسکا حسن ہے اور ایک روایت مین ہی باسناد حسن جب مسلمان وضو کرتا
ہے پھر دونون ہاتھ دہوتا ہے تو ہاتھون نے جو گناہ کیے تہے وہ معاف ہوجاتے ہین پہر جب منہ دہوتا ہے تو آنکہون
نے جن گناہون کو دیکہا تہا وہ معاف ہوجاتے ہین اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو کانون کے جو گناہ سنے تہے
وہ معاف ہوجاتے ہین پہر جب پاؤن دہوتا ہے تو جن گناہون کیطرف اوسکے پاؤن چلے تہے وہ معاف
ہوجاتے ہین پہر نماز کے لیے کہڑا ہوتا ہے تو وہ زیادہ ہوتی ہے اوس کے لیے اور طبرانی نے معجم کبیر مین
نکالا ابو امامہ نے کہا اگر مین اسحدیث کو نہ سُنتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر سات بار تو مین بیان نہ
کرتا آپنے فرمایا جب آدمی وضو کرتا ہے جیسے اسکو حکم ہوا تو نکل جاتا ہے گناہ اوسکے کان اور آنکہہ سے
اور دونون ہاتھ اور پاؤن سے اور طبرانی نے کبیر مین ثعلبہ بن عباد سے نکالا اوسنے اپنے باپ سے
اونہون نے کہا مین نہین جانتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بار یہ حدیث مجہہ سے بیان کی جفت بار
یا طاق آپنے فرمایا جو بندہ وضو کرتا ہے اچہی طرح پہر مونہہ دہوتا ہے یہانتک کہ پانی اوسکی ٹہوڑی
پر بہتا ہے پہر ہاتہین دہوتا ہے یہانتک کہ پانی اوسکی دونو کہنیون پر بہتا ہے پہر پاؤن دہوتا
ہے یہانتک کہ پانی اوسکے ٹخنون سے بہتا ہے پہر کہڑا ہوکر نماز پڑہتا ہے تو اللہ تعالے
اوسکے گناہ بخشدیتا ہے منذری نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے ۱۲۱ مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
ابو مالک اشعری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت نصف ہے ایمان کا اور الحمد للہ بہر دیتا ہے
ترازو کو اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونون بہر دیتے ہین زمین اور آسمان کے درمیان کو اور نماز
نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لیے حجت ہے یا تجہپر حجت ہے سب لوگ
صبح کو اوٹہتے ہین پہر اپنی جان کو بیچتے ہین کوئی آزاد کرتا ہے کوئی ہلاک کرتا ہے ابن ماجہ کی روایت
مین یہ ہے کہ وضو کا پورا کرنا آدہا ایمان ہے اور نسائی کی روایت مین یہ نہین ہے سب لوگ صبح
کو اوٹہتے ہین ۱۲۲ مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم نے اور کہا
صحیح الاسناد ہی عقبہ بن عامر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان وضو کرے پہر پورا اوسکا وضو
کرے پہر نماز کے لیے کہڑا ہو اور جانے جو زبان سے کہتا ہے (مسلم کی روایت مین ہے کہ دل اور مونہہ دونو
متوجہ رکہکر دو رکعتین پڑہے) مگر وہ اسطرح پہر یگا جیسے اوسدن تہا جسدن اوسکی ماں نے اوسکو جنا
(مسلم کی روایت مین ہے کہ جنت اوسکے لیے واجب ہوجاوے گی) ۱۲۳ - ابو یعلی اور بزار نے

باسناد صحیح اور حاکم نے اور کہا مسلم کی شرط پر ہی حضرت علی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کا پورا کرنا تکلیف کی وقتون مین اور پاؤن سے چلنا مسجدون کیطرف اور ایک نماز کا انتظار کرنا دوسری نماز کے بعد گناہون کو دہو دیتا ہے ۱۲۴۔ امام مالک اور مسلم اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کیا مین تم کو نہ بتلاؤن وہ جو گناہون کو میٹا دیتا ہے اللہ تعالی اسکی وجہ سے اور درجہ بلند کرتا ہے صحابہ نے کہا کیون نہین بتلایے آپ نے فرمایا وضو کا پورا کرنا تکلیف کی حالتون مین اور مسجد کیطرف بہت قدم اوٹہانا (جب مسجد دور ہو) اور ایک نماز کا انتظار کرنا ایک نماز کے بعد یہی ہاطے ہے یہی ہاطے ہے (جو قرآن مین آیا رَابِطُوا) منذری نے کہا نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوسعید سے اوس مین یہ ہے مین تم کو نہ بتلاؤن وہ جسکی وجہ سے اللہ گناہون کو معاف کرے نیکیان بڑہا دے گناہ دور کر دے لوگون نے کہا کیون نہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا مکروہات مین اخیر تک اور نکالا اوسکو ابن حبان نے شرحبیل بن سعد سے ۱۲۵۔ طبرانی نے اوسط مین حضرت علی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سخت سردی مین وضو پورا کرے اوسکو دوہرا ثواب ملے گا ۱۲۶۔ ترمذی نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کو ایک آنے والا میرے مالک کے پاس سے آیا اور کہنے لگا اے محمد تم جانتے ہو اوپر والے کاہے مین جہگڑتے ہین مین نے کہا ہان کفارات اور درجات اور جماعت کے قدم اوٹہانے مین اور وضو پورا کرنے مین سخت سردیون مین اور نماز کا انتظار کرنے مین ایک نماز کے بعد اور جو محافظت کریگا نمازون پر وہ خیریت سے جیئے گا اور مرے گا خیریت سے اور گناہون سے ایسا پاک ہو گا جیسے اوس دن تہا جس دن ماں نے اوسکو جنا تہا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور دارمی کی روایت مین ہے عبد الرحمن بن عایش سے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے مینے اپنے مالک کو اچہی صورت مین دیکہا (دوسری روایت مین ہے جوان امرد کی صورت مین) مالک نے فرمایا (قربان اوسکے حسن و جمال کے اور قربان اوسکے قدم کے) کاہے مین جہگڑتے ہین اوپر والے مینے کہا تو خوب جانتا ہے پہر مالک نے اپنی ہتہیلی میرے دونو مونڈہون کے بیچ مین رکہدی مینے اوسکی ٹہنڈک اپنی چہاتیون مین پائی پہر مجہکو علم ہو گیا اوسکا جو آسمانون اور زمین مین ہے (یہ تاثیر تہی پروردگار کے ہاتہ رکہنے کی) اور آپ نے یہ آیت پڑہی وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ یہ حدیث صحیح اور موصول ہے ابن عایش صحابی ہے اور اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور غلطی کی صاحب مشکوۃ نے جو کہا کہ دارمی نے اوسکو مرسلاً روایت کیا ہے ۱۲۷۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ابی بن کعب رضی

اللہ تعالی عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک ایک بار وضو کرے تو یہ وظیفہ ہے وضو کا جو ضرور ہے
اور جو دو دو بار کرے تو اوسکو دوہرا ثواب ہے اور جو تین بار کرے تو یہی میرا وضو ہے اور مجھسے پہلی پیغمبرون کا منذری
نے کہا اوسکی اسناد مین زید عمی ہے اوسکو بعض لوگون نے ثقہ کہا ہے (اور زید عمی کا بیان اوپر گذرا) اور باقی
راوی امام احمد کے صحیح کے راوی ہین اور ابن ماجہ نے اوسکو طول کے ساتھ روایت کیا ابن عمر سے باسناد ضعیف
۱۲۸ - نسائی اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح حضرت عثمان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو
پورا کرے جیسے اللہ تعالی نے اوسکو حکم کیا تو فرض نمازین کفارہ ہونگی اون گناہون کی جو اون کے بیچ مین ہون
۱۲۹ - نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو ایوب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے سنا آپ فرماتے تھے
جو شخص وضو کرے جیسے حکم ہوا اور نماز پڑہے جیسے حکم ہوا تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے ۔ ۱۳۰ - ابن
ماجہ اور حاکم نے باسناد صحیح ثوبان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعتدال پر قائم رہو اور ہرگز تم سے نہ ہوسکیگا
اور جان لو کہ بہتر عمل تمہارا نماز ہے اور نہین محافظت کریگا وضو پر مگر جو مومن ہے ابن حبان کی روایت مین اول
مین یہ زیادہ ہے کہ مضبوط رہو اور قریب رہو اخیر تک ۱۳۱ - ربیعہ جرشی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعتدال
پر قائم رہو اور کیا خوب ہے اگر تم اعتدال پر رہو اور محافظت کرو وضو پر کیونکہ بہتر عمل تمہارا نماز ہے اور بچو
زمین سے وہ تمہاری مان ہے اور جو کوئی اوسپر کوئی عمل برا یا بہلا کرے گا وہ بتلا دیگی (منذری نے کہا ربیعہ جرشی
کے صحابی ہونے مین اختلاف ہے) ۱۳۲ - مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عمر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو کوئی تم مین سے وضو کرے اور پورا کرے وضو کو (ابو داؤد کی روایت مین ہے اچہا وضو کرے پہر اپنی نگاہ
آسمان کیطرف اوٹہاوے) پہر کہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ تو اوس
کے لیے جنت کے آٹھون دروازے کہولے جاوینگے جس مین سے چاہے اندر جاوے ترمذی کی روایت مین اس دعا کے
بعد اتنا زیادہ ہے اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۱۳۳ - طبرانی نے اوسط مین اور رزین نے ابو سعید
خدری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ کہف پڑہے تو اوسکے لیے قیامت کے دن نور ہوگا اوسکی
جگہ سے مکہ تک اور جو شخص سورہ کہف کی اخیر کی دس آیتین پڑہے پہر دجال نکلے تو اوسکو ضرر نہ کرے گا اور جو
شخص وضو کرے پہر کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ تو لکہا جاویگا
ایک پرچہ مین پہر وہ رکہدیا جاویگا ایک انگوٹہی مین اور قیامت تک نہین ٹوٹے گا منذری نے کہا اسکے راوی
صحیح کے راوی ہین اور نسائی کی روایت مین یہ ہے کہ اوسپر مہر کردی جاویگی ایک مہر سے اور عرش کے تلے رکہدیا

جاویگا اور قیامت تک نہ ٹوٹیگی نسائی نے کہا صواب اسکا وقف ہے ابو سعید پر ۱۳۴ - ابو یعلی اور دار قطنی
نے حضرت عثمان سے حضرت فرماتے تھے جو کوئی وضو کرے پہر اپنے دونو ہاتھ دہووے پہر کلی کرے تین بار اور ناک مین
پانی ڈالے تین بار اور منہ کو دہووے تین بار اور دونون ہاتھون کو کہنیون تک تین بار اور مسح کرے سر پر پہر دونو
پاؤن دہووے پہر بات نہ کرے یہانتک کے کہے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تو اوس کے
گناہ جو دونو وضوؤن کے بیچ مین ہون گے بخشدیے جاوینگے ۱۳۵ - امام احمد نے ابو روح کلاعی سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی تو سورہ روم پڑہی اوس مین آپ بہول گئے آپنے فرمایا شیطان نے ہم بہلاوا
اون لوگون کی وجہ سے جو بے وضو نماز کو آتے مین پہر جب تم نماز کے لیے آؤ تو اچہی طرح وضو کرو اور ایک
روایت مین ہے تم مین سے بعض لوگ ہمارے ساتھ نماز پڑہتے ہین جو اچہی طرح وضو نہین کرتے پہر جو کوئی نماز
کے لیے آوے ہمارے ساتھ تو وضو اچہی طرح کرے منذری نے کہا اوسکے سب راوی صحیح کے راوی ہین اور
نسائی نے اوسکو نکالا ابو روح سے اونسے ایک شخص سے ۱۳۶ - امام احمد نے باسناد حسن ابو الدردا
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچہی طرح وضو کرے پہر کہڑا ہو اور دو رکعتین پڑہے یا چار (تحیۃ
الوضو کی) اچہی طرح اون مین رکوع کرے اور دل لگاوے پہر اللہ پاک سے بخشش چاہے تو اوسکی بخشش ہوگی
۱۳۷ - مسلم نے حضرت عثمان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہین ہے کہ فرض نماز
کا وقت آوے پہر وہ اچہی طرح وضو کرے اور دل لگا کر پڑہے اور رکوع کرے مگر یہ کفارہ ہوگا اوس کے اگلے
گناہون کا جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی رہیگا (یعنے نماز اور وضو سے صغائر
معاف ہوتے رہینگے) ۱۳۸ - ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی نے حضرت علی سے اور ابن ماجہ نے اون سے
اور ابو سعید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہے اور اسکی تحریم تکبیر ہے اور اسکی تحلیل
سلام ہے ۱۳۹ - ترمذی اور ابو داؤد نے علی بن طلق سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی
تم مین سے پہسکی مارے (بغیر آواز کے حدث) تو وضو کرے اور مت صحبت کرو عورتون سے اون کی دبر مین ۱۴۰
رزین نے ابن مسعود سے اونہون نے کہا مین نے حضرت عثمان سے سُنا وہ کہتے تھے مین نے اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے
نہین چہوا جب سے بیعت کی اوس ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مین اسلام لایا یعنے انہوان
استنجا نہین کیا داہنے ہاتھ سے ۱۴۱ - نسائی نے جریر سے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہا آپ
پاخانہ گئے اور حاجت ادا کی پہر فرمایا لے جریر پانی لا مین پانی لے گیا آپ نے استنجا کیا اور اپنے ہاتھ کو زمین پر

رکرا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آبدست کے بعد ہاتھ کو مٹی سے رگڑ کر دھونا مستحب ہے ۱۴۲ ا - رزین نے ابو موسی سے
نکالا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ وضو کرتے تھے مین نے سنا آپ فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی
ذَنْبِی وَوَسِّعْ لِی فِی دَارِی وَبَارِکْ لِی فِی رِزْقِی ۱۴۳ ا - مسلم نے ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے اون سے اور اسامہ
بن عمیر ہذلی اور انس بن مالک اور ابو بکرہ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ نماز نہین قبول ہوتی بغیر طہارت کے
(یا اللہ تعالی نماز نہین قبول کرتا بغیر طہارت کے) اور نہین قبول ہوتا صدقہ چوری کے مال سے ۱۴۴ ا - ابن
ماجہ نے ابو ہریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی وضو کرے اچھی طرح پھر مسجد مین آوے
صرف نماز ہی کے واسطے وہ حرکت کرے تو کوئی قدم نہ اوٹھاویگا مگر اللہ پاک اوسکا ایک درجہ بلند کریگا اور
ایک گناہ معاف کریگا یہانتک کہ مسجد مین داخل ہوجاوے ۱۴۵ ا - ابن ماجہ نے حضرت علی سے اونھون نے کہا
تمہاری منہ قرآن کے رستے ہین تو پاک کرو اون کو مسواک سے ۱۴۶ ا - ابن ماجہ نے یعلی بن مرہ سے اونھون نے
اپنے باپ سے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر مین آپنے حاجت کرنا چاہا تو مجھہ سے فرمایا ان دو کھجور
کے چھوٹے درختون پاس جا اور کہہ اون سے اللہ کے رسول تم کو حکم کرتے ہین مل جاؤ (یعنی ملجانیکا) مین نے یہی جا کر کہا
وہ دونو درخت مل گئے آپنے اونکی آڑ کی اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر مجھہ سے فرمایا ان دونوں کے پاس جا
اور کہہ ہر ایک تم مین سے اپنی جگہہ چلا جاوے مین نے ایسا ہی اون سے کہا وہ اپنی جگہہ پر لوٹ گئے ۱۴۷ ا
ابن ماجہ نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی کی طرف چلے مڑکر پھر آپنے پیشاب کیا یہان
تک کہ مجھے رحم آتا تھا آپ پر کہ آپ اپنی دونون سرین کو جدا کیے ہوئے تھے پیشاب کیوقت احتیاط کے
واسطے ۱۴۸ ا ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رات کو تین برتن ڈھنپے
ہوئے رکھتی ایک مین طہارت کا پانی دوسرے مین مسواک کا پانی تیسرے مین پینے کا پانی ۱۴۹ ا ابن
ماجہ نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طہارت مین مدد نہ لیتے کسی سے اور نہ صدقہ مین جسکو
تصدق کرتے بلکہ یہ کام اپنی ذات سے آپ کرتے (طہارت مین مدد لینے کا بیان اوپر تفصیل سے گذر چکا) ۱۵۰ ا ترمذی
اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کا ایک شیطان ہے جسکو ولہان کہتے ہین تو بچو
وسواس سے پانی کے (خلاف سنت پانی بہانے سے یا پاک پانی مین شک کرنے سے جیسے حنفیون کا قاعدہ ہے) ۱۵۱ ا
امام احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد پر سے گذرے وہ وضو کر رہے
تھے آپنے فرمایا یہ اسراف کیسا ہے اے سعد اونھون نے کہا کیا وضو مین بھی اسراف ہے آپنے فرمایا ہان اگرچہ تو جاری

نہر بیو ۱۵۲ ابن ابی جبیر ابو غطیف ہذلی سے ہیں نے عبداللہ بن عمر سے سُنا اون کی مجلس میں جو مسجد میں تھی جب نماز کا وقت آیا تو وہ کھڑے ہوے اور وضو کیا پہر نماز پڑہی اور اپنی مجلس میں لوٹ آئے پہر عصر کا وقت آیا تو وہ اوٹہے اور اونہوں نے وضو کیا پہر اپنی مجلس کو لوٹ آئے جب مغرب کا وقت آیا تو وہ اوٹہے اور وضو کیا اور نماز پڑہی پہر اپنی مجلس کو لوٹ آئے میں نے کہا اللہ تجکو نیکی دیوے کیا فرض ہے یا سنت ہے ہر نماز کے لیے وضو کرنا اونہوں نے کہا تم یہ بات تجہ کو میرے کرنے سے پیدا ہوئی کہا ہاں انہوں نے کہا اگر میں وضو کروں صبح کی نماز کے لیے تو سب نمازیں پڑہ لوں جبتک مجھے کو حدث نہ ہو لیکن میں نے سُنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص وضو کرے طہارت پر یعنے باوضو رہا اوسکے لیے دس نیکیاں ہیں تو میں نے رغبت کی نیکیوں میں ختم ہوا ترجمہ کتاب، وضو میں جو دعائیں معتبر حدیثوں سے ثابت نہیں وہ اوپر متفرق مقامات میں گذر چکیں اور وہ دعائیں جو بعض صوفیہ نے اپنی کتابوں میں ہر ہر عضو کے دہونے کے وقت علیحدہ علیحدہ نقل کی ہیں جیسے ہاتہ دہونے کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور کلی کرنے کے وقت اَللّٰھُمَّ لَقِّنِیْ حُجَّتِیْ اور ناک میں پانی ڈالنے کے وقت اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں بلکہ امام نووی نے کہا باطل ہیں انکی کوئی اصل نہیں اور ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر نے واللہ اعلم وعلمہ اتم یا اللہ تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ تو نے مجھ ضعیف ناتوان روسیاہ گنہگار کے ہاتھ سے اپنے حبیب مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی کتاب کا پہلا پارہ تمام کرایا یا اللہ اسیطرح سے تمام کرا دے ساری کتاب کو اور قبول فرمالے اوسکو اور بخشدے اوسکی وجہ سے مجھکو اور میرے والدین اور میرے عزیزوں اور تمام مومنین اور مومنات کو خصوصًا اوسکو جو باعث ہے اس کتاب کے ترجمہ اور طبع کا اور جو کوئی اسکو چہاپے اور جو کوئی لکھے اور جو کوئی پڑہے اور پڑہاوے آمین یارب العلمین تمام ہوا مسودہ اس پارے کا ۱۸ رمضان المبارک روز شنبہ سنہ ۱۳۰۳ ہجری مقدس میں جاشت کے وقت شہر پونا میں وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ جل جلالہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کتاب مستطاب تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح البخاری مع شرح فتح الباری و قسطلانی وغیرہ کا پہلا پارہ تالیف کیا ہوا عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانہ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کا شیخ محی الدین تاجر کتب و مہتمم مطبع صدیقی لاہور بازار کشمیری کے اہتمام سے ماہ جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۵ میں زیور طبع سے مزین ہو کر عاملان حدیث کے لیے مژدہ جان و ایمان ہوا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکو قبول فرماوے اور اسکا دوسرا جو چہپنا شروع ہو نیوالا ہے اسکو تمام کرنیکی توفیق بخشے آمین یارب العلمین

صحت نامہ پارۂ اول کتاب مستطاب تسہیل القاری ترجمۂ اردو صحیح البخاری

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۸	یہی	وہی	۱۷	۹	سنی	سنین	۳۷	۲۲	اشارہ	اشارات	۶۳	۱۶	کرڈ نیک	کردہ نیک
〃	۹	تہی	رہی	〃	۱۴	محمد اسمعیل	محمد بن اسمعیل	۳۸	۶	غرص	غرض	۶۵	۲۱	کیا	کیا اسکو
۴	۲۰	ہوجاتی ہوگو	ہوجاتی اور ابو	۱۸	〃	اونہون سے	اونہون نے	〃	۱۳	ستیخ	شیخ	۶۶	۱۲	مین صحیح	مین باسناد صحیح
۵	۱۷	سے جو	سے بھی جو	۱۹	۱۱	ساعاء	صاعد	〃	۴	اللہ علیہ	اللہ علیہ وسلم	〃	۱۴	او فریابی	اور فریابی
۶	۱۲	تکلیت	تکلفت	۲۰	۳	بخاریکا	بخاری کے	۳۹	۱۷	داد	دادا	۶۷	۳	یک اصل	ایک اصل
۹	۷	ترکہ کردی	ترک کردی	〃	۷	بیے پروا	بے پرواہ	〃	۴	محمود جزائری	محمود وجزائری	〃	۶	تعداد	تعدد
۱۰	۳	بہی	بہی	〃	۱۶	بہی	یہی	〃	〃	اونہون	اونہون نے	۴۸	۲۱	حدیث	حدیثین
〃	۶	اسی	انثی	〃	۱۸	بہی	یہی	۴۱	۱۳	اُن	اِن	۷۲	۹	کامل	کامل
۱۱	۸	اوکہیں	اور کہیں	۲۱	۱	ہی باریہ	ہی بار مین	۴۳	۵	کچھ ہی نہین آئی	کچھ بھی نہین آئی	〃	۲۳	سب لوگون	اور سب لوگون
〃	۱۰	نیکبحت	نیک بخت	۲۲	۷	اسحق ابن سویہ	اسحق بن راہویہ	۴۴	۱۰	دقائعی	دقائع	۷۴	۲۱	آپ	اور آپ
〃	۱۲	اسوقت	اسوقت سے	۲۴	۱۲	کشتھینی	کشمیہنی	۴۸	۹	پاس اتنی بہا	پاس وہ اتنی بہا	۷۵	۱۵	یہ دیا ہے	یہ دیا ہے
〃	۱۷	شحص	شخص	۲۷	۱	دوسرا	دوسرے	〃	۱۹	اوڑ دیا	اوڑا دیا	۷۷	۱	خیال ہے	خیال کے
۱۳	۷	اُسنے	انہون نے	۲۹	۱۳	مین سے	مین سے بہت	۵۳	۶	ابتدا اوحی	ابتداء وحی کی	〃	۹	سلآم	سلام
〃	۱۷	مشائخ	مشایخ	۲۹	۶	حیوہ	حیوۃ	〃	〃	بدر وحی	بدء الوحی	۸۰	۲۲	نسائی ہین	نسائی نے بھی
۱۵	۲	داڑہی	داڑہی کے	۳۰	۴	شرح	شرح ہے	۵۷	۳	مین	مین)	۹۱	۹	کتاب البہ	کتاب البر
〃	۵	شحص	شخص	۴۰	۵	مرزوق	مرزوق کی	۵۹	۱۸	قرآن	قران	〃	۲	نمار	نماز
〃	۷	اولیس	ابی اولیس	〃	۱۱	صنعانی	صغانی	〃	〃	قرآن	قران	〃	۲۳	بجالین	بجالیین
〃	۱۸	اُن سے	اِن سے	〃	۲۲	شرح	شرح ہے	۶۰	۳	لڑایان	لڑائیان	۸۲	۴	داد	دادا
۱۶	۹	محمد بن یحیی	محمد بن یحیی	۳۲	۸	بحث مین گو	بحث کو	〃	۵	حال	حال ہے	〃	〃	داد	دادا
〃	۱۰	ابراہیم	ابرہیم	۳۳	۲۱	عباس سے	عباسؓ سے	۶۱	۹	اتنی بہ	اتنے بہ	〃	۷	ہمراہ النبی تنفرد	ہمراہ النبی متفرد
〃	۱۸	تحص	شخص	۳۴	۱	خالد بن	خالد نے					۸۳	۱۱	الحس	الناس
۱۷	۲	سیر	منبر	۳۶	۵	محدثین	محدثین کے	۶۲	۱۹	کیا	کیا اوسکو	〃	۱۷	مین	مین سے
〃	۹	اون	اُن	۳۷	۲	پہیلا یا	پہیلایا	۶۳	۷	انہون	انہون نے	۸۵	۳	معنے مین	معنے ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۱	۱۹	نمرض	فرض	۲۰۰	۵	بنانے	بنائے	۴۱۶	۱۴	اوسر کا	اوسکا	۴۲۸	۱۸	پہنچتی	پہنچکر
〃	۲۲	زبان	زبان	〃	۱۰	حصوصیت	خصوصیت	۴۱۷	۲۰	رکہنا	رکہتا	۴۳۹	۴	فائدہ	قاعدہ
۱۷۲	۲	بہکائے	بہکانے	〃	۱۵	تعلبہ	ثعلبہ	۴۱۸	۱	فکرتے	فکر کرتے	۴۴۰	۲۰	کرنا	کرتا
〃	۱۵	شیطال	شیطان	〃	۱۹	کرتا	کرنا	〃	۵	ہمنے تو	ہمنے نہ تو	۴۴۱	۱	سشبہ ہو	مشتبہ ہو
۱۷۳	۱۵	بخبش	بخشش	〃	۲۲	ابن تین نے	ابن تین نے	〃	۱۴	ہوا	ہو	〃	۲۲	عوام کے حقیقین	عوام کے محققین
۱۷۴	۱۴	یہ مضمون کر	یہ مضمون کر	۲۰۱	۲	ابن اسحاق	ابن اسحق	〃	۱۵	سیکہنے	سیکہے	۴۴۳	۷	اسمعیل نے	اسمعیل نے کہا
۱۷۵	۱۱	گرد بیرا	گرد پھیرا	〃	۷	اختلات	اختلاف	۴۱۹	۳	حرص بہی	حرص تہی	۴۴۴	حاشیہ	استغراق و غفلت	استغراق وقت
〃	۱۲	لوہ جیا	وہ جیا	〃	۸	دار قطنی	دار قطنی	〃	۷	جمرے دکو	جمرہ وسطی	〃	۸	ورود وطائفے	ورود وظائف
۱۸۰	۱	تمام	اور تمام	۲۱۲	۴	دو بلا تکلف	وہ بلا تکلف	۴۲۴	۱۷	جو مجکو معلوم	جو مجکو معلوم	〃	۱۵	اورذنکو	اور ذنکو
۱۸۱	۱۳	فقہاد نیا	فقہای دنیا	〃	۱۲	آپ سے	آپ نے	۴۲۵	۱۱	ایک درخت	درختونمین ایک درخت	〃	۱۶	پیداوار سے	پیداوار ہے
〃	۲۰	کرتا کہ سلام	کرتا کہ سلامت	۲۱۳	۴	بیانین	بیان ہین	〃	۱۰	چاہیے	چاہے	۴۴۵	۴	اور بیچر لی	اور بیچر کی قسم
۱۸۲	۲۱	جواب دیتے	جواب نہ دیتے	〃	۲۳	ندرت ہے	ندرت ہے	۴۲۷	۱۴	کرتا	کرتا ہو	۴۴۷	۸	خاص	خاک
۱۸۵	۲۱	خط	خلبہ	〃	〃	ترجیحہ	ترجیح	۴۲۸	۱	اہمین	انہین	۴۴۹	۸	مین لمرا	مین اکثر امرا
۱۸۸	۱۶	کہی	سبکے	۲۰۴	۱۸	انہون	اونہون نے	۴۲۹	۳	اوریمین	اور یمنین	۴۵۰	۲	فضیلت	فضیلت
۱۸۹	۱	حافضا	حافظ	۲۰۵	۱۲	کر یہ عمرو	کہ یہ عمرو	۴۳۰	۱۵	اس بہی	اسسے بہی	〃	۱۲	علم نبوتکے	علم نبوت کے
۱۹۱	۱	پانچوان	پانچوین	۲۰۶	۱۵	قافلہ ہا	قافلہ تہا	۴۳۲	۱۳	گم گیا	گم کیا	〃	۲۳	طلحہ بن	طلحہ بن
〃	۹	مراد فرمایا	فرمایا مراد	۲۰۹	۵	کتابون کو	کتابونمین اسکو	۴۳۳	۱۰	مدنی ان	مدنی ان	۴۵۱	۵	پہر آپسے	پہر آپ سے
۱۹۳	۱۷	گیا	گیا	۲۱۱	۱۳	پہادنا	پھاندنا	۴۳۴	۵	پیرا	پہیرا	〃	۸	اوٹنی	اونٹنی
〃	۱۶	بہان	بیان ہین	〃	۲۲	نشانہ کی	نشانہ کا	〃	۶	بچاکا	بچےکا	〃	۹	امام بخاری کا	امام بخاری نے کہا
〃	۲۲	عرص	عرض	〃	۲۳	محدثات	محدثات	۴۳۵	۲۳	اعتراض	پہر اعتراض	۴۵۲	۱۵	نبردی	خبردی
۱۹۵	۱۳	ادنہون	انہون نے کہا	۲۱۲	۱۷	مبلغ	مبلغ	۴۳۶	۱۳	انہون	انہون نے	۴۵۳	۲۱	مین ا کہا	مینے کہا
۱۹۸	۳	سعد	سعید	۲۱۳	۱۹	اوریمن	اوریمین نے	〃	۲۱	وق	واقعہ	۴۵۴	۲	قبرونمن	قبرونمین
〃	۹	عثمان	عثمان سے	۲۱۵	[illegible]	۲۱۶	۲۱۵	۴۳۷	۹	صحابیت	صحابیت کا	〃	۱۷	مین لوگونکو	مینے لوگون کو
۱۹۹	۹	شحص	شخص	〃	۳	کیحاجت	کی حاجت	〃	۱۷	اور تشہد سواون	اور تشہد مین سوا اون	۴۵۶	۳	گہرسے	گہرسے
۲۰۰	۴	فائدسے	فائدے	۲۱۶	۴	استدنال	استدلال	۴۳۸	۱۱	کہاچوا	کجاوہ	〃	۶	کیاسے	کیا حبت

التماس

شائقین حدیث نبویہ و عاملان طریقہ مصطفویہ کو واضح ہو کہ حامی دین متین

جناب مولوی وحید الزمان صاحب ساکن حیدرآباد دکن کہ جنہوں نے پیشتر صحیح مسلم شریف

اور سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی اور سنن نسائی اور موطا امام مالک کا ترجمہ اردو کیا ہے انہیں نے

کتاب ہذا مسمے بہ تیسیر القاری شرح اردو صحیح البخاری کا ترجمہ لکھنا شروع کیا ہے چنانچہ اسکا پہلا

پارہ واقع چھپ چکا ہے اور اسکے پارہ دوم کا مسودہ پورا ختم کر چکے ہیں اور تیسرا پارہ تیار کر رہے ہیں چونکہ اس

کار خیر کے بانی کار عالی ہمت حضرت مجدد العلم والدین امام المفسرین ناصر حدیث سید المرسلین جناب نواب والا جاہ امیر الملک سید

محمد صدیق حسن خان صاحب اللہم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء و

الثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ

وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر وعذاب النار ہیں تھے مگر اس جہان فانی سے رحلت فرما جانے کے باعث

اس خاکسار کے طرف بہت سے عاملین حدیث کے خطوط اس مضمون کے آئے ہیں کہ اب کتاب تیسیر القاری شرح اردو صحیح البخاری کو کون پورا

کریگا اور اس بار گران کا کون متحمل ہو گا اور اپنے پاس سے اسقدر زر کثیر کو کون خرچ کریگا لہذا بنظر تشفی انکو میں اس امر کی

اطلاع دیتا ہوں کہ پیشتر بھی ایسی ایسی مہمات کی انجام دینے کی اصل باعث حضور پرنور جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کراون

آف انڈیا رئیس والا و اعظم طبقہ اعلا ستارہ ہند و رئیسہ بھوپال دام اقبالہا بالاقبال ہی تھیں اور انہیں کی ذات بابرکات کی

طفیل سے یہ سب کار روائیاں ہوا کرتی تھیں پروردگار انکی عمر دراز کرے اور انکے اقبال میں ترقی دے انشاء اللہ تعالے انکی طرف سے

اب بھی وہی سلسلہ جاری رہیگا اسمیں ذرہ فرق نہیں آئیگا بلکہ تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان کے تیرہ پارے جو نواب

صاحب مرحوم و مغفور کی تالیف سے باقی رہگئے ہیں انکو پورا کرنیکے لیے خود نواب صاحب مرحوم مولوی ذو الفقار احمد صاحب کو وصیت فرما گئے ہیں انشاء

اللہ تعالے وہ بھی بحکم حضور پرنور جناب بیگم صاحبہ ضرور پورا کرینگے اور یہ تفسیر جات تحریری جناب نواب صاحب مرحوم و مغفور مطبع صدیقی لاہور

میں بھی بہت ہی خوشنمائی کے ساتھ چھپ رہی ہے چوتھی جلد اسکی قریب اختتام ہے عاملین قرآن مجید و فرقان حمید اسکو

پڑھیں اور لوگوں کو پڑھاویں اور اسکے مؤلف یعنی نواب صاحب مرحوم و مغفور کو اور جناب حضور پرنور

بیگم صاحبہ دام اقبالہا بالاقبال کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

الراقم

محی الدین تاجر کتب و مہتمم مطبع صدیقی لاہور رزقہ اللہ تعالی

ایمانا کاملا و رزقا واسعا